تحفۂ جیلان

اردو ترجمہ

غنیۃ الطالبین

محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، امام العارفین

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ ظہیر الدین بدایونی رح

کتب خانہ شانِ اسلام

راحت مارکیٹ، اردو بازار، لاہور، پاکستان

مختصر تذکرۂ زندگی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ

آپ کی جائے پیدائش

طبرستان جسے اب گیلان کہتے ہیں۔ جھیل کسپین یا بحیرۂ خضر کے مغربی کنارے پر ایران کا ایک صُوبہ ہے اس میں ایک خاص علاقہ گیلان یا جیلان کے نام سے مشہور ہے اس کے مقام نیق میں حسنی سادات کا وہ خاندان بستا تھا۔ جس کے ایک درخشاں محل سے اُس نور کا ظہور ہوا۔ جس سے تمام عالم منوّر ہو گیا ؎

جس زمانہ میں ایران کا سلطان معزّ الدین ابو الفتح ملک شاہ خاندان سلجوقی کا تیسرا بادشاہ اور الپ ارسلان کا بیٹا بڑی شان و شوکت سے حکومت کر رہا تھا۔ اور بغداد میں المقتدی بامر اللہ خلیفہ وقت احکام اِ کی پابندی کراتا و بدعات کو ہٹاتا اور سنّتِ نبوی کو رواج دیتا تھا ؎

اسی خیر و برکت کے وقت ماہِ رمضان المبارک ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ مطابق ۱۰۷۵ء میں گیلان کے حسنی سیّد ابو صالح موسیٰ جنگی کے گھر میں جبکہ اُن کی بیوی کی عمر ساٹھ برس کی تھی سرچشمۂ ہدایت کا ظہور ہوا جس سے ایک عالم فیضیاب ہوا۔ رُباعی

آنکہ ہژدہ ہزار بندہ اوست — غوث اعظم شہِ خجستہ نہاد

چوں زباغِ حسن چو گل بشگفت — چار صد بود بعد ازاں ہفتاد

والدین نے آپ کا نام عبد القادر رکھا۔ ابو محمد کنیت ہوئی اور محی الدین۔ سلطان الاولیاء، غوث الاعظم محبوب سبحانی وغیرہ بہت سے القاب آپ کو لوگوں نے دیئے ؎

آپ کی نسب پدری

شیخ محی الدین عبد القادر بن ابی صالح موسیٰ بن عبد اللہ الجیلی ابن یحییٰ الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ الجون بن عبد اللہ المحض بن حسن المثنیٰ ابن امیر المومنین حسن بن امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین۔

آپ کی نسب مادری

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ ہے اور کنیت ام الخیر اور لقب امۃ الجبار بنت عبد اللہ صومعی بن ابی جمال بن محمد بن محمود بن طاہر بن ابی عطا بن عبد اللہ بن ابی کمال بن عیسیٰ بن ابی علاؤ الدین بن محمد بن علی بن موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ۔

آپ کا سلسلہ نسب جناب صدیق اکبرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے بھی ملتا ہے جیسا کہ درج ذیل ہے۔

آپ کے والد بزرگوار کی والدہ کا نام ام سلمہ تھا جو امام محمد کی صاحبزادی تھیں۔ اور امام محمد کا سلسلہ نسب یوں ہے۔ امام محمدؒ بن امام طلحہ بن امام عبداللہ بن عبدالرحمن بن امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی
آپ کے جد اعلیٰ عبداللہ محض کی والدہ ماجدہ نے عبداللہ سے نکاح ثانی کر لیا تھا۔ جن کا سلسلہ نسب یہ ہے عبداللہ بن مظفر بن عمر بن امیرالمومنین حضرت عثمانؓ۔ عبداللہ بن مظفر کی والدہ کا نام حفصہ تھا جو امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ کی بیٹی تھیں۔

آپ کی تعلیم

قرآن مجید حفظ کیا اور چند درسی کتب آپ نے اپنے وطن ہی میں پڑھیں۔ اپنے والد کی وفات کے بعد ایک روز آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا۔ کہ آپ مجھے راہِ خدا میں وقف کر دیں اور اجازت فرما دیں تاکہ میں بغداد جا کر علوم الٰہی یعنی تفسیر و فقہ اور حدیث کما حقہٗ حاصل کروں۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۷ سال تھی۔ آپ کی والدہ نے اجازت دی اور اُن ۸۰ دیناروں میں سے جو آپ کے والد بزرگوار نے چھوڑے تھے ۴۰ دینار اُن کی گدڑی میں سی دئے۔ اور باقی چالیس اپنے چھوٹے بیٹے کے واسطے رکھ لئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری والدہ صاحبہ مجھے شہر کے باہر تک رخصت کرنے آئیں۔ اور فرمانے لگیں کہ بیٹا ہر حال میں سچ بولنا۔ رسول کریمؐ فرماتے ہیں اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُھْلِكُ سچ سے نجات ہے اور جھوٹ سے ہلاکت۔ میں تمہیں خالصاً لوجہ اللہ اپنے پاس سے جدا کرتی ہوں۔ اب شاید مجھے تمہارا منہ قیامت ہی کو دیکھنا نصیب ہو۔ والدہ صاحبہ سے رخصت ہو کر میں ایک چھوٹے سے قافلہ کے ہمراہ جو بغداد جاتا تھا چل پڑا۔ جب ہمارا قافلہ ہمدان سے گذرا، تو دلدل کے قریب ۶۰ راہزن سواروں نے قافلہ کو لوٹ لیا۔ مجھ سے بھی ایک شخص نے دریافت کیا۔ کہ کیا تیرے پاس بھی کچھ ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں ۴۰ دینار ہیں۔ اُس نے پوچھا کہاں ہیں۔ میں نے جواب دیا۔ گدڑی میں میرے بغل کے نیچے۔ اُس نے میری بات کو ہنسی خیال کیا اور چلدیا۔ پھر ایک دوسرا شخص آیا۔ اُس نے بھی وہی سوال کیا۔ اور میں نے وہی جواب دیا جو پہلے کو دیا تھا۔ وہ مجھے چھوڑ گیا۔ اور مجھ سے کچھ تعرض نہ کیا۔ مگر اُن ہر دو نے اس واقعہ کی خبر اپنے سردار کو دی۔ جو ایک ٹیلہ پر بیٹھ کر قافلہ کا مال تقسیم کر رہا تھا۔ اس نے کہا کہ اُس لڑکے کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ آ کر مجھے اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ جب میں اُسکے پاس گیا تو اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تیرے پاس کیا ہے۔ میں نے کہا، ۴۰ دینار۔ اُس نے پوچھا کہاں ہیں میں نے کہا میری گدڑی میں میری بغل کے نیچے سئے ہوئے ہیں۔ اُس نے میری گدڑی اُدھیڑنے کا حکم دیا۔ جو ادھیڑی گئی۔ جس میں سے ۴۰ دینار نکلے۔ اس پر اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں اُن کا اقرار کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا۔ میں نے کہا کہ بوقت رخصت میری والدہ ماجدہ نے مجھے راستگوئی کی تاکید کی تھی۔ اور چونکہ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّھَاتِکُمْ جنت۔ کہ رضائے مادران است۔ زیر کف پائے مادران است۔ لہٰذا میں اپنے عہد کو پورا کر رہا ہوں۔ یہ سُن کر احمد راہزنوں کا سردار زار زار رونے لگا۔ اور کہا تم اپنی والدہ سے عہد نہیں توڑ سکتے افسوس میں سالہا سال سے اپنے پروردگار سے عہد شکنی کر رہا ہوں۔ غرض پہلے اُن کے سردار نے پھر سب اُن لٹیروں نے جو اُس کے تابع تھے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور ہمارے قافلہ کا سارا مال واپس دلایا۔ یہ بھی روایت ہے کہ احمد نے اپنی لڑکی کا نکاح بھی آپ کے ساتھ کر دیا۔

آپ کا بغداد تشریف لانا

۴۸۸ھ میں جبکہ آپ کی عمر ۱۸ سال تھی آپ بغداد تشریف لائے اسی سال تمیمی اور خلیفہ مقتدی بامر اللہ کا انتقال ہوا جس کے بعد اس وقت خلیفہ المستظہر باللہ مسند نشین ہوا۔ یہ خلیفہ کریم الاخلاق سخی بہادر عالم فاضل محب علماء و فقراء تھا۔ اس خلیفہ کا سن پیدائش وہی ۴۷۰ھ تھا جو سیدنا حضرت شیخ صاحب کا تھا۔ بغداد میں تشریف لا کر شیخ صاحب نے اکابر علماء ذیل سے تحصیل علم فقہ کی۔ ابوالوفا علی بن عقیل حنبلیؒ ابوالخطاب محفوظ حنبلیؒ ابوالحسن محمد بن قاضی ابویعلیؒ محمد بن الحسین بن محمد الفراء الحنبلیؒ قاضی ابوسعید مبارک بن علی المخرمیؒ، علم ادب آپ نے ابوالخیر حماد بن مسلم بن ورۃ الدباس اور ابوزکریا بن یحییٰ بن علی التبریزی سے سیکھا۔ اور علم حدیث آپ نے مشائخ ذیل سے پڑھا محمد بن الحسن باقلانی ابوسعید محمد بن عبدالکریمؒ ابوالغنائم محمد بن محمد علی بن میمون الفرسیؒ ابوبکر احمد بن المظفرؒ ابوجعفر بن احمد بن الحسین القاریؒ ابوالقاسم علی بن محمد بن بنان الکرخیؒ ابوطالب عبدالقادر بن محمد یوسفؒ عبدالرحمن بن احمد ابوالبرکات ہبۃ اللہ بن المبارکؒ ابوالفر بن المختارؒ ابونصر محمدؒ ابوغالب احمدؒ ابوعبداللہ اولاد علی البناءؒ ابوالحسن المبارک بن الطیوریؒ ابومنصور عبدالرحمن القزازؒ ابوالبرکات طلحہؒ وغیرہ۔

آپ کا مہتمم مدرسہ قرار پانا

جب آپ فارغ التحصیل علوم دینیہ ہو چکے۔ تو آپ کے اُستاد ابوسعید المبارک المخرمیؒ نے اپنا مدرسہ واقعہ محلہ باب الازج شہر بغداد آپ کے سپرد کر دیا جس میں آپ نے تعلیم دیتے اور اس فصاحت و بلاغت سے وعظ و نصیحت شروع کی کہ تمام بغداد میں آپ کی شہرت ہوگئی اور اس کثرت سے طلباء اور سامعین آپ کے مدرسہ میں آئے کہ جگہ تنگ ہوگئی۔ آپ دن بھر تفسیر و حدیث، علم نحو و صرف اور اصول پڑھاتے اور بعد نماز ظہر ترجمہ قرآن مجید پڑھاتے تھے۔ جن لوگوں کو مدرسہ میں جگہ نہ ملتی وہ لوگ مدرسہ کے متصل بازار و سڑک پر بیٹھ کر آپ کے وعظ سنتے۔ بہت امراء نے مدرسہ کے ارد گرد کے مکانات خرید کر مدرسہ کی عمارت میں شامل کر دئے۔

آپ کا مدرسہ کو وسعت دینا

امراء نے مدرسہ کی وسعت کے لئے اپنا بہت مال خرچ کیا اور غرباء اپنے ہاتھوں سے مدرسہ میں کام کرتے تھے۔ بعض مفت اور بعض تھوڑی سی اُجرت لیکر۔ ایک معمار کی بیوی اپنے شوہر کو آپ کے پاس لائی اور بیان کیا کہ میرا مہر ۲۰ دینار اس میرے شوہر کے ذمہ ہے دس دینار اس میں سے میں اس کو اس شرط پر چھوڑتی ہوں کہ باقی نصف دس دینار کے بدلے یہ آپکے مدرسہ کا کام معماری مفت کرے۔ اسکے شوہر نے بھی یہ شرط قبول کرلی۔ چنانچہ اُس کی بیوی نے مہر کی وصولی کی رسید لکھ کر آپ کے حوالے کر دی۔ آپ اُس کو غریب خیال کر کے ایک روز اُسے اُجرت دیدیتے اور دوسرے روز کچھ نہ دیتے تھے۔ جب وہ پانچ دینار کا کام کر چکا تو آپ نے اُس کو مہر کی رسید نکال کر دے دی۔ اور باقی پانچ دینار اُس کو معاف کر دئے۔

۵۲۸ھ میں یہ مدرسہ ایک وسیع عمارت کی شکل میں بنکر تیار ہوا۔ اور آپ ہی کی طرف منسوب ہوگیا ہے

اس کی تعلیم نے ایسی شہرت حاصل کی۔ کہ دور دراز ملکوں کے لوگ بھی یہاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنے لگے اور بڑے بڑے علماء وفضلاء بعد حصولِ تعلیم ظاہری و باطنی باہر جاتے تھے اور مختلف ملکوں میں مختلف ناموں اور القابوں سے آپ کو مشہور کرتے تھے۔ کوئی آپ کو ذوالبیانین کہتا۔ کوئی کریم الجدین والطرفین پکارتا۔ کوئی صاحب البرہانین سے یاد کرتا۔ کسی نے آپ کا لقب امام الفریقین والطریقین رکھا اور کسی نے ذوالسراجین

غرض خلقِ کثیر نے آپ سے فیوض حاصل کئے۔ منجملہ اُن کے ایک امام القدوہ ابو عمرو عثمان بن مرزوق بن حمید ابن سلامۃ القرشی نزیلِ مصر تھے ؂

بغداد کے خلفاء وقت بھی آپ کے تابع تھے۔ چنانچہ جب خلیفہ المقتفی لامر اللہ نے ابوالوفا یحیٰی بن سعید المشہور ابن المرجم الظالم کو قاضی مقرر کیا تو آپ نے منبر پر چڑھ کر خلیفۃ المومنین سے کہہ دیا کہ تم نے بڑے ظالم کو منصبِ قضاء پر مقرر کیا ہے تم رب العالمین ارحم الراحمین کو قیامت کے دن کیا جواب دوگے۔ اس پر خلیفہ کانپ گیا اور زار زار رونے لگا اور اُسی وقت ابوالوفاء یحیٰی کو عہدۂ قضاء سے موقوف کردیا ؂

آپ کا حُلیہ شریف

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نحیف البدن میانہ قد تھے۔ آپکے ابرو باریک اور ملے ہوئے تھے آپ کا سینہ چوڑا تھا۔ ریش مبارک لمبی اور چوڑی تھی۔ آپ کی آواز بلند تھی۔ آپ کا سکوت زیادہ اور کلام کم ہوا کرتی تھی ؂

آپ کا سلسلۂ طریقت

آپ کا سلسلۂ طریقت وخرقہ پوشی حسب ذیل ہے۔ آپ نے قاضی ابوسعید المبارک کے ہاتھ پر بیعت کی وخرقہ پہنا۔ انہوں نے شیخ ابوالحسن علی بن محمد القرشی سے بیعت کی وخرقہ پہنا۔ ابوالفرح الطرطوسی قدس سرہٗ ابوالفضل عبدالواحد التمیمی قدس سرہٗ۔ خواجہ ابوبکر عبداللہ شبلی قدس سرہٗ خواجہ ابوالقاسم جنید بغدادی قدس سرہٗ۔ خواجہ سری سقطی قدس سرہٗ خواجہ معروف کرخی قدس سرہٗ۔ سید امام علی موسیٰ رضاؓ۔ سید امام موسیٰ کاظمؓ سید امام جعفر صادقؓ۔ سید امام محمد باقرؓ۔ سید امام زین العابدینؓ شہید کربلا سید امام حسینؓ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔ سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ؂

ایک دوسری صحیح روایت کی رُو سے سلسلۂ خواجہ معروف کرخیؒ سے اوپر خواجہ داؤد طائی قدس سرہٗ۔ سید حبیب عجمیؒ۔ حضرت حسن بصریؒ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔ سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ؂

شیخ الامام العالم الزاہد العارف شیخ الاسلام علم الاولیاء تاج الاصفیاء محی الدین شیخ عبدالقادر بن صالح الجیلی الحنبلی شیخ بغداد تھے۔ بدعت کو مٹاتے اور سنّت کو جاری کرتے تھے۔ آپ حبیب ونقیب نجیب الطرفین تھے۔ اپنے جدامجد سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے حافظ تھے۔ (از سید البغدادی) شیخ عبدالقادر ابن ابی صالح شیخ بغداد شیخ وقت قدوۃ العارفین صاحب کرامات ومقامات تھے اور مذہب حنبلی کے ایک بہت بڑے مدرس تھے۔ وعظ گوئی اور مافی الضمیر بیان کرنا آپ ہی کا حصّہ تھا (از کتاب العبر) آپ سردار اہل

طریقہ تھے۔ آپ کو خلق اللہ میں مقبولِ عام حاصل ہوا۔ اہل سنت نے آپ کی ذات بابرکات سے تقویت پائی۔ اہلِ بدعت اور متبعانِ خواہش نے ذلت اٹھائی۔ آپ کے اقوال و افعال۔ آپ کے مکاشفات آپ کی کرامات کی لوگوں میں شہرت ہوئی۔ خلفاء وزراء امراء و غرباء سب کے دلوں میں آپ کی عظمت و ہیبت بیٹھ گئی (از کتاب طبقات) کتاب "غنیۃ الطالبین" اور کتاب "فتوح الغیب" آپ ہی کی تصنیفات سے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں حنابلہ و شافعیہ کے فقیہ اور ان کے شیخ تھے۔ آپ مستجاب الدعوات اور نہایت رقیق القلب علم دوست نہایت خلیق اور سخی تھے۔ آپ کا پسینہ خوشبو دار تھا۔ ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ (از کتاب المشیخۃ البغدادیہ)

آپ کے متفرق حالات و کرامات

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے زمانہ کے ایک قحط کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ مجھے بھی کئی دن تک کھانا نہ ملا۔ آخر جب بھوک نے مجھے بہت ستایا تو میں دریائے دجلہ کے کنارہ پر گیا۔ اس غرض سے کہ لوگ جو ترکاری وغیرہ اشیاء خوردنی دریا میں پھینک دیتے اُن میں سے ہی کچھ لیکر اپنی آتش گرسنگی بجھاؤں لیکن دریا کے کنارے پر جس طرف گیا۔ وہاں پہلے ہی سینکڑوں آدمی ایسی چیزوں کی تلاش میں مارے مارے پھرتے نظر آئے اور انہوں نے وہاں کوئی چیز نہ چھوڑی۔ میں مایوس ہو کر پھر شہر بغداد کو واپس آگیا۔ اور پھرتے پھرتے تنگ کر شوق الریحانین کی ایک مسجد میں آکر بیٹھ گیا۔ اس وقت میری حالت ایک مردہ کی سی ہو رہی تھی۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک فارسی نوجوان کچھ روٹی اور بھنا ہوا گوشت لیکر آیا اور بیٹھ کر کھانے لگا۔ غلبہ بھوک سے میری یہ حالت تھی کہ جب وہ اپنے منہ میں لقمہ ڈالنے کے لئے اٹھاتا بے اختیار میرا مُنہ کُھل جاتا۔ بار بار ایسا کرنے پر میں نے اپنے نفس کو سخت ملامت کی اور کہا کہ یہ کیسی نازیبا حرکت تو کرتا ہے۔ اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ اور مرنا بھی ایک امر یقینی ہے پھر ایسی بے صبری کس واسطے؟ اتنے میں اُس شخص نے میری طرف دیکھا۔ اور کہا کہ بھائی آؤ۔ تم بھی شریک ہو جاؤ۔ میں نے انکار کیا۔ اُس نے مجھے زبردستی اپنے کھانے میں شریک کر لیا۔ میں نے ابھی تھوڑا سا ہی کھایا۔ کہ اُس نے مجھ سے میرے حالات دریافت کرنا شروع کئے۔ میں نے کہا کہ میں جیلان کا رہنے والا میرا شغل طلب علم ہے۔ اُس نے کہا میں بھی جیلان کا رہنے والا ہوں۔ اور کہا۔ بھلا آپ نوجوان کا پتہ دے سکتے ہیں جو جیلان کا رہنے والا اور جس کا نام عبدالقادر ہے۔ میں نے جواب دیا کہ یہی خاکسار ہے۔ وہ جوان اتنا سنکر بے چین ہو گیا۔ اور اُس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اور اُس نے کہا کہ خدا کی قسم۔ میں تمہیں کئی دن سے تلاش کر رہا ہوں جب میں بغداد آیا میرے پاس اپنا خرچ بھی تھا اور میں آپ کو اتنی دیر تک تلاش کرتا رہا کہ میرا خرچ ختم ہو گیا اور اسکے بعد میں تین دن تک بھوکا رہا۔ آج جو تیسرے دن بحالت اضطراری یہ کھانا آپکی امانت سے خرید کر لایا ہوں اب آپ بخوشی اسے تناول فرمائیے یہ آپ ہی کا کھانا ہے اور میں آپ کا مہمان ہوں۔ میں نے اُس سے اس اجمال کی تفصیل دریافت کی۔ تو اُس نے کہا۔ کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کیلئے مجھے آٹھ دینار دئے تھے اُس میں سے یہ کھانا خرید کر لایا ہوں۔ میں آپ سے اس خیانت کی معافی کا خواستگار ہوں۔ میں نے کہا۔ کہ کوئی خیانت نہیں اور اُسے اطمینان دلایا۔ اور جو کھانا ہم دونوں سے بچ رہا۔ وہ اور کچھ

نقدی بھی اُس کو دیکر رخصت کیا۔

آپ کی ریاضت

آپ اکثر زمانہ طالب علمی میں اور اُس کے بعد بھی اپنا بہت سا وقت جنگل اور ویران مقامات میں گذارا کرتے تھے اور اپنے نفس کو بڑی بڑی ریاضتوں اور مجاہدوں میں ڈالتے تھے۔ جنگلوں میں ایسا شور و غل مچ جایا کرتے کہ لوگ انہیں دیوانہ خیال کر کے شفاخانہ میں لے جایا کرتے۔ وہاں اُن کی حالت زیادہ خراب ہوجاتی اور آپ بالکل مُردہ معلوم ہوتے۔ لوگ کفن تیار کر کے غسل دینے لگتے۔ تو پھر حالت درست ہوجاتی۔ آپ ۲۵ سال تک عراق کے بیابانوں میں پھرتے رہے۔ کئی دفعہ شیطان لعین نے آپ کو دھوکا دیا چنانچہ آپ ایک روز کسی ایک جنگل میں تشریف لیگئے جس میں آب و دانہ کا کہیں نام ونشان نہ تھا کئی روز آپ یادِ الٰہی میں وہیں مصروف رہے آپ پر پیاس کا سخت غلبہ ہوا۔ اُس وقت آپ کے سر پہ ایک بادل نمودار ہوا۔ اور کچھ تھوڑی سی بارش ہوئی جس سے آپ نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ اُس نا ریک بادل میں سے آپ کو ایک روشنی نظر آئی۔ جو آسمان کے کناروں تک پھیل گئی۔ اور اُس روشنی سے ایک آواز آئی۔ کہ اے عبدالقادر میں تمہارا رب ہوں۔ اور میں نے تم پہ تمام حرام باتیں حلال کر دیں۔ یہ آواز سنتے ہی آپنے اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم پڑھا۔ اس پر وہ روشنی غائب ہوگئی۔ اور تمام دھوّاں سا ہوگیا۔ پھر اُس میں سے آواز آئی۔ کہ اے عبدالقادر تجھے تیرے علم نے میرے مکر سے بچا لیا۔ ورنہ میں ستر تیرے جیسے بندگانِ خدا اور صاحبِ طریقت کو اس جنگل میں گمراہ کرچکا ہوں۔ آپنے فرمایا کہ میں ہرگز اپنے علم سے نہیں بچا بلکہ محض اپنے پروردگار کے فضل وکرم سے بچا ہوں جو ہر وقت میرے شاملِ حال ہے۔ آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے کیونکر پہچانا کہ وہ شیطان تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس کے اس قول سے کہ میں نے تم پر سب حرام باتیں حلال کردیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ حرام اور فحش باتوں کا کبھی حکم نہیں کرتا اور نہ پسند کرتا ہے۔

حکایت۔ شیخ ابوالتقی محمد بن الازہر بیان کرتے ہیں کہ میں تمام سال اللہ جل شانہٗ سے دُعا مانگتا رہا کہ یا اللہ مجھے کسی اپنے مقبول بندے کی زیارت کرا۔ چنانچہ سال کے بعد ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور ایک بزرگ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی مزار شریف کی زیارت کر رہے ہیں۔ جب میں بیدار ہوا۔ تو میں دن کے وقت حضرت امام موصوف کی مزار پر گیا۔ تو وہاں مجھے وہی بزرگ نظر آئے۔ جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ لیکن وہ مجھے دُور سے دیکھتے ہی دریا دجلہ کی طرف چل پڑے۔ مَیں بھی اُن کے پیچھے ہوگیا۔ جب وہ دریا پہ پہنچے تو دریا کے دونوں کنارے بہت قریب ہوگئے۔ حتیٰ کہ وہ اپنا ایک قدم اس کنارے پہ اور دُوسرا اُس کنارے پہ رکھ کر پار ہوگئے۔ تب میں اُن کو خدا کی قسم دیکر ٹھیرایا اور سوال کیا۔ کہ آپ کا مذہب کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اس سے میں نے خیال کیا کہ شاید یہ بزرگ حنفی المذہب ہیں۔ چنانچہ جب میں حضرت شیخ عبدالقادر کے مدرسہ میں آیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے محمد اس وقت روئے زمین پہ یہی ایک بزرگ ولی اللہ ہیں۔ جن کا مذہب حنفی ہے۔

حکایت ایک دفعہ خلیفہ مستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن المقتفی لامر اللہ حضرت شیخ صاحب کے مدرسہ میں آپ سے کچھ نصیحت سننے کی غرض سے حاضر ہوا اور دس تھیلیاں روپیہ کی ہمراہ لایا اور حضرت کے پیش کیں مگر آپ نے اُن کے لینے سے انکار کر دیا۔ جب خلیفہ نے بہت اصرار کیا تو آپ نے دو تھیلیاں دونوں ہاتھوں میں اُٹھا کر دبالیں۔ تو اُن سے خون بہ نکلا۔ اس پر حضرت نے خلیفہ سے فرمایا۔ کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ لوگوں کا خون کرتے ہو اور ایسے روپیہ پیسے پاس لاتے ہو کہ راہ خدا میں صرف کروں۔ اللہ تعالےٰ غنی ہے وہ ناپاک مال قبول نہیں کرتا۔ پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ اُس کو اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت نہ ہوتی تو یہ خون میں اُس کے محلوں تک بہا دیتا۔

حضرت شیخ صاحب سلطان سنجر کے ہمعصر تھے۔ سلطان نے آپ کو دولت کی طمع دیکر نیمروز میں آپ کو بلا بھیجا۔ جواب میں آپ نے لکھا۔ **قطعہ**

چوں چتر سنجری رُخِ بختم سیاہ باد ۔۔۔ با فقر گر بود ہوس ملک سنجرم

تا یافت جانِ من خبر از ملکِ نیم شب ۔۔۔ صد ملک نیمروز بہ یک جو نمے خرم

حکایت شیخ عبداللہ جیائی فرماتے ہیں کہ ایک دن میں کتاب حلیۃ الاولیاء پڑھ رہا تھا کہ مجھ پر رقت طاری ہوئی۔ اور میں نے ارادہ کیا کہ مخلوق سے قطع تعلق کرکے گوشہ نشین ہو کر خدا تعالےٰ کی عبادت کروں چنانچہ میں اسی غرض سے حضرت شیخ عبدالقادر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے۔ تو میں آپ کے سامنے دوزانو بیٹھ گیا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ تم مخلوقِ خدا سے قطع تعلق کرنا چاہتے ہو۔ لیکن ابھی وقت نہیں پہلے علم کلام وغیرہ سیکھو۔ پھر پیرانِ طریقت کی خدمت میں رہکر علم ادب وسلوک حاصل کرو۔ تب تمہارے لئے مخلوقِ خدا سے انقطاع جائز ہوگا۔ اگر تم نے پہلے ہی گوشہ نشینی اختیار کی۔ تو تمہاری مثال مُرغ بے پر کی سی ہوگی۔ جب تم کو کوئی دینی مشکل پیش آئیگی۔ گوشہ تنہائی ترک کرکے باہر جانا پڑے گا۔ گوشہ نشین ایسے شخص کا ہونا مناسب ہے جو علوم میں مثل شمع ہو تا کہ مخلوق اُس کے نور سے فیضیاب ہو۔

آپ کے ازواج مطہرات

بہجت الاسرار و قلائد الجواہر وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس وجہ سے میں عرصہ تک نکاح کرنے سے رُکا رہا۔ کہ میری اوقات میں خلل واقعہ ہوگا۔ مگر کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے) جب وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے چار بیبیاں عنایت فرمائیں اور سنت وحکم نبوی پورا کرنے کی توفیق بخشی جو یہ ہے اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔

آپ کے ازواج اور آپ کی اولاد

(۱) حضرت بی بی مدینہ صاحبہ بنت میر محمد ان سے ۴ لڑکے پیدا ہوئے۔ سید سیف الدین، سید شرف الدین سید عیسےٰ۔ سید عبدالرزاق۔

(۲) حضرت بی بی صادقہ صاحبہ بنت محمد شفیع ان سے ۶ لڑکے پیدا ہوئے۔ سید عبدالعزیز، سید عبدالوہاب سید سراج الدین۔ سید عبدالجبار، سید شمس الدین۔ سید تاج الدین۔

(۳) حضرت بی بی مومنہ صاحبہ ان سے ۷ بیٹے ہوئے۔ سید عبداللہ، سید ابراہیم۔ سید ابوالفضل۔ سید محمد زاہد۔ سید ابوبکر زکریا۔ سید عبدالرحمٰن، سید محمد۔

(۴) حضرت بی بی محبوبہ صاحبہ سے ۱۰ فرزند تولد ہوئے۔ سید یحییٰ، سید ضیاء الدین۔ سید یوسف، سید عبدالخالق۔ سید سیف الرحمٰن۔ سید محمد صالح۔ سید حبیب اللہ۔ سید منصور، سید عبدالجبار، سید ابونصر موسیٰ۔

یہ سب ستائیس صاحبزادے ہوئے۔ آپ کی صاحبزادیاں بھی ۱۸ ہیں جن کے اسماء مبارک درج ذیل ہیں:۔
عافیہ بی بی۔ یسٰین بی بی۔ حلیمہ بی بی۔ تاج بی بی۔ زاہدہ بی بی۔ ذاکرہ بی بی۔ ام الفضل بی بی۔ شریفہ بی بی۔ عابدہ بی بی۔ خدیجہ بی بی۔ رجی بی بی۔ ام الفتح بی بی۔ زہرا بی بی۔ جمالی بی بی۔ خیر النساء۔ شاہ حاتم۔ شاہ بی بی۔ فاکرہ بی بی۔

(۱) آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب بغداد میں ماہ شعبان ۵۲۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۲۵ شعبان ۵۹۳ھ میں وفات پائی اور مقبرہ حلبہ میں دفن ہوئے آپ نے فقہ اور حدیث اپنے والد ماجد سے پڑھی اور طلب علم کے لئے دور دراز شہروں کا سفر بھی کیا۔ اپنے والد کی جگہ درس و تدریس و وعظ کیے اور فتوے بھی دیئے۔ خلیفہ ناصرالدین نے آپ کو ستم رسیدہ اور مظلوموں کی فریاد رسی کے لئے مامور کیا۔ آپ سخی اور ادیب کامل تھے۔

(۲) شیخ عیسیٰ نے بھی فقہ اور حدیث اپنے والد ماجد سے سیکھی۔ درس و تدریس کے وعظ کئے۔ تصوف میں جواہر الاسرار اور لطائف الانوار لکھیں۔ آپ مصر چلے گئے۔ پھر ملک شام و دمشق میں گئے۔ اور درس و تدریس علم حدیث کرتے رہے۔ ۵۷۳ھ ہجری میں مصر میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کے ہی خاطر آپ لد ماجد نے کتاب فتوح الغیب بھی لکھی تھی۔ آپ کو شعر و سخن کا بھی مذاق تھا۔

(۳) شیخ عبدالعزیز کا تولد ۲۷ شوال ۵۳۲ھ ہجری میں اور وفات ۲۸ ربیع الاول ۶۰۲ھ ہجری میں ہوئی آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے تمام علوم پڑھے۔

(۴) شیخ عبدالجبار نے بھی اپنے والد ماجد سے فقہ و حدیث پڑھی۔ آپ خوشنویس بھی تھے۔ آپ کا انتقال ذی الحجہ ۵۷۵ھ ہجری میں ہؤا۔

اسی طرح آپ کی بہت سی اولاد اور اولاد کی اولاد نے آپ سے تمام علوم ظاہری اور باطنی حاصل کئے اور تمام بلاد میں دین پھیلایا۔

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ بغداد میں گذار کر بروز شنبہ بتاریخ ۹ ربیع الثانی ۵۶۱ھ بعمر ۹۱ سال وہیں وفات پائی۔ اور اپنے مدرسہ میں جو بغداد کے محلہ باب الازج میں واقع تھا دفن ہوئی بعض نے جمعہ کا دن آپ کی وفات کا لکھا ہے۔ اس وقت بغداد کا خلیفہ المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن المقتفی العباسی تھا۔ یہ خلیفہ ۵۱۰ھ ہجری میں پیدا ہؤا تھا اور ۵۵۵ھ میں مسند خلافت پر بیٹھا تھا اور ۱۱ سال خلافت کرکے بعمر ۴۸ سال ۵۶۶ھ میں راہی ملک بقا ہؤا۔ حضرت شیخ صاحب کا سن ولادت و عمر شریف اور سن وفات اس شعر سے نکلتا ہے ؎

ستیش کامل و عاشق تولد وفاتش داں تو معشوق الٰہی

جب آپ اپنے بھتیجے احمد کے لئے وصیت فرمانے لگے۔ تو آپ کی بی بی صاحبہ نے اصرار کیا۔ کہ آپ اپنے فرزند کے لئے وصیت کیجئے۔ اس پر آپ نے اپنے صاحبزادے اور بھتیجے کو حکم دیا کہ تم جاکر درخت کا ایک ایک پتہ توڑ لاؤ۔ آپ کے صاحبزادے صاحب تو بہت سے پتے توڑ لائے۔ مگر آپ کا بھتیجا گیا تو سہی لیکن خالی واپس آگیا۔ ایک پتہ بھی توڑ کر نہ لایا۔ آپ نے اپنے بھتیجے سے پتہ توڑ کر نہ لانے کا سبب دریافت کیا۔ تو اُس نے کہا میں جس پتے کو توڑنے کا ارادہ کرتا تھا۔ تو اُس کو اللہ جلشانہ کی تسبیح کرتے پاتا۔ لہذا میں نے پسند نہیں کیا کہ اللہ کی جو مخلوق اس کی تسبیح میں مصروف ہے اُسے ضائع کروں۔ تب آپ نے اپنی بی بی سے فرمایا۔ کہ میں نے کئی بار اپنے بیٹے کے حق میں وصیت کرنے کی اجازت رب العزت سے چاہی مگر مجھے یہی حکم ہوتا رہا۔ کہ نہیں اپنے بھتیجے کے لئے وصیت کر۔ جس کا نام احمد ہے ✦

آپ کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِوَصْلِكَ مِنْ صَدِّكَ وَبِقُرْبِكَ مِنْ طَرْدِكَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ رَدِّكَ وَجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ طَاعَتِكَ وَوُدِّكَ وَاَهِّلْنَا لِشُكْرِكَ وَحَمْدِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ✦ (ترجمہ) اے اللہ ہم پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ تیرے وصل کے بعد روکے جاویں تیرے مقرب بن کر نکالے جاویں اور تیرے مقبول ہونے کے بعد مردود ہو جائیں۔ ہم کو اپنی عبادت کرنے والوں اور محبوں میں داخل کرلے اور ہم کو اپنے شکر اور حمد کی توفیق عنایت فرما یا ارحم الراحمین ✦

آپ کا کلام

اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہم سے قریب اور خالق کل ہے۔ اس نے اپنی حکمت کاملہ سے تمام امور مقدور کر دئیے ہیں اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی اور اس کی رحمت سب پر عام ہے۔ سوا اس کے کوئی معبود نہیں۔ وہ لوگ جھوٹے ہیں جو اُس کی مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس کے برابر خیال کرتے ہیں یا کسی کو اُس کا شریک یقین کرتے ہیں یا کسی کو اُس کا شبیہ ونظیر ٹھیراتے ہیں وہ ان تمام باتوں سے پاک و بالاتر ہے۔ ہم اُس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ اُس کی تمام مخلوقات کی تعداد کے برابر اُس کے عرش اور اُس کے کلمات اُس کے منتہائے علم کے برابر اور جس قدر وہ اپنے لئے پسند کرے وہ ظاہر اور باطن سب چیزوں کو جاننے اور مہربانی کرنے والا ہے تمام عیبوں سے پاک سب پر غالب اور سب سے زیادہ حکمت والا ہے وہ ایک ہی تنہا ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے وہ نہ خود کسی سے اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ کوئی شے اُس کی مثل نہیں وہ سب کچھ سُنتا اور دیکھتا ہے نہ اُس کی کوئی شبیہ و نظیر ہے نہ اُس کو کسی مددگار یا وزیر یا نائب کی حاجت ہے وہ قاہر و حاکم ہے ہمیشہ سے زندہ اور ہمیشہ زندہ رہیگا اُسے موت و فنا نہیں۔ وہ حاکم، عادل، رحیم، کریم، قادر، غفار، ستار، خالق اور رازق ہے۔ اُس کی بادشاہت ابدی اور اُس کی عظمت و جلال دائمی ہے وہ کسی کے وہم و خیال اور فہم و قیاس میں نہ آسکتا اور نہ سما سکتا ہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم — وز ہر چہ دیدہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر — ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

عقلیں اس کی حقیقت کے دریافت کرنے میں عاجز اور اذہان اس کی کنہ معلوم کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ سب کو روزی دیتا ہے اور خود اس کو اس کی ضرورت نہیں۔ وہ جو چاہے کرے کوئی دم نہیں مار سکتا۔ اس نے بغیر کسی فکر و خیال اور نظیر و مثال کے محض اپنے ارادے سے تمام مخلوق پیدا کی نہ اس سے کوئی فائدہ اٹھانے کی غرض سے اور نہ کسی ضرر دور کرنے کی نیت سے بلکہ اس واسطے کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جو کچھ اس نے مقدر کر دیا ہے۔ اُسے وہ وقت مقررہ پر جاری کرتا ہے۔ اُس کی تدبیر مملکت میں اس کا کوئی ممد و معاون نہیں وہ عالم الغیب ہے، قادر مطلق ہے اس کی قدرت بے حد ہے۔ مدبر ہے اور اُس کا ارادہ ناقص نہیں وہ سب کچھ یاد رکھتا ہے۔ اُسے کچھ بھولتا نہیں، حلیم و بردبار ہے۔ جلدی نہیں کرتا۔ جس کو پکڑتا ہے پھر اُسے مہلت نہیں دیتا وہی کشائش کرتا ہے۔ وہی تنگی لاتا ہے۔ غصہ کرتا ہے اور نرمی بھی کرتا ہے۔ وہی پیدا کرتا وہی فنا کرتا ہے۔ نہ اس کی ذات میں کوئی اُس کا مشابہ ہے اور نہ اُس کی صفات میں جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے اور جو کچھ زمینوں کے نیچے ہے اور ہر ایک لگے اور گرے ہوئے پتے اور تمام کنکریوں اور اینٹوں کی تعداد کو پہاڑوں کے ذرے، اور سمندروں کے پانی کی مقدار اور بندوں کے اعمال ان کے سالوں کی تعداد کو غرض سب چیزیں پر اس کا علم محیط ہے۔ کوئی شے بھی اُس کے علم سے باہر نہیں۔ وہ اپنی قدرتوں سے پہچانا جاتا ہے مگر اس کی ذات و صفات سب سے پوشیدہ ہیں۔ وہ ہر چیز سے واقف ہے ✣

فی الحقیقت اللہ ہی اسم اعظم ہے۔ لیکن اس کا اثر تب ... ہے کہ اُس کے ذاکر کے دل میں بجز اللہ کے اور کچھ نہ ہو۔ اللہ وہ کلمہ ہے جو ہر مشکل کو آسان کر دیتا ہے اور تمام غموں اور فکروں کو دور کر دیتا ہے یہ وہ کلمہ ہے جو زہر کے اثر کو زائل کر دیتا ہے۔ اللہ ہر غالب پر غالب اور مظہر العجائب والغرائب ہے۔ اللہ کی سلطنت سب سلطنتوں سے زبردست ہے وہ بندوں کے حالات اور ان کے دلوں کے رازوں سے واقف ہے۔ اللہ تمام سرکشوں کو پست اور زبردستوں کو زیردست کر دیتا ہے اللہ عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ جو کوئی اللہ کے راہ میں قدم رکھتا ہے وہ اُس تک پہنچ جاتا ہے۔ جو غیروں کو چھوڑ کر اپنی اوقات خدا تعالےٰ کے ساتھ گذارتا ہے وہ خدا تعالےٰ کے ہی دروازہ پر اپنی التجا کرتا ہے ؎

خدا کا نام بھی نام خدا کیا راحت جان ہے — عسلِ پیر ہے تیغ جواں ہے حرز طفلاں ہے

طلب علم کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔ کہ پہلے علم پڑھو پھر گوشہ نشینی اختیار کرو۔ کیونکہ جو شخص بغیر علم کے عبادت الٰہی میں مشغول ہوتا ہے وہ سُدھرتا نہیں بلکہ بگڑ جاتا ہے پہلے علم شریعت کا چراغ اپنے ہاتھ میں لو پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہو جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے خدا تعالےٰ اُس کے علم میں وسعت دیتا ہے اور علم لدنی، جو اُس کو حاصل نہ تھا۔ اُس کو سکھلاتا ہے۔ چراغ شریعت کے گل ہونے سے ڈرتے رہو۔ ماسوا اللہ سے جدا رہو۔ خدا تعالےٰ سے نیک نیتی رکھو۔ سعدی فرماتا ہے ؎

چو شمع از پئے علم باید گداخت — کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

ایک اور بزرگ کہتے ہیں ؎

پے جستن علم دادہ صدا ۔ ولو کان بالصین رسول خدا
اگر علم دیں را کنی اختیار ۔ شود مسکن تو بدار القرار

زہد اور ورع کی نسبت آپ فرماتے ہیں۔ بندے کو چاہئے۔ کہ تمام کاموں اور اشیاء سے بچتا رہے یعنی شریعت جس چیز کی اجازت دے وہ اختیار کرے۔ باقی سب کچھ چھوڑ دے۔ آپ ورع و زہد کے تین مراتب بیان فرماتے ہیں۔ (۱) زہد و ورع عوام یہ ہے کہ حرام اور شبہ کی چیزوں سے بچا رہے۔ (۲) ورع خواص یہ ہے کہ نفس و خواہش کی کل چیزوں سے بچا رہے (۳) ورع خواص الخواص یہ ہے کہ بندہ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اُس سے رُکا رہے۔ زہد کامل نہیں ہو سکتا۔ جب تک دس باتیں اپنے نفس پر لازم نہ کر لی جائیں:۔

(۱) زبان کو قابو رکھنا (۲) غیبت سے بچنا (۳) کسی کو حقیر نہ جانے۔ کسی کی ہنسی نہ اُڑائے (۴) محارم پر نظر نہ ڈالے (۵) راستی و راستبازی اختیار کرے۔ (۶) انعامات و احسانات الٰہی کا اعتراف کرتے رہے تاکہ نفس تکبر و غرور میں نہ پھنسے۔ (۷) اپنا مال راہ حق میں صرف کرے نہ نفس کی خواہش میں (۸) اپنے نفس کے لئے بہتری اور بھلائی نہ چاہے (۹) نماز پنجگانہ کی حفاظت کرے (۱۰) سنت نبوی اور اجماع مسلمین پر قائم رہے +

توکل کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ غیر اللہ کو چھوڑ کر صرف اکیلی ذات باری پر بھروسہ کرنا اور ماسوا اللہ سے بے پرواہ ہو جانا آپ اپنے فرزند کو فرماتے ہیں کہ تم کو اکثر کہا جاتا ہے۔ مگر تم نہیں سنتے۔ اگر سنتے ہو تو اکثر سمجھتے نہیں۔ کچھ سمجھ لیتے ہو۔ تو اس پر عمل نہیں کرتے افسوس تمہارے بہت سے اعمال اخلاص سے خالی ہیں +

آپ فرماتے ہیں تعزز یہ ہے کہ عزت اللہ تعالےٰ کے لئے حاصل کی جاوے اور اللہ تعالےٰ کی راہ ہی میں صرف کی جاوے اس سے نفس ذلیل ہوتا ہے اور ارادت الی اللہ بڑھتی ہے اور تکبر یہ ہے کہ عزت اپنی نفس کے لئے حاصل اور اپنی خواہشات میں صرف کی جاوے۔ اس طرح تکبر بڑھتا ہے اور غضب الٰہی کا موجب ہوتا ہے صبر کے متعلق آپ نے فرمایا ہے صبر یہ ہے کہ مصیبت و بلا میں استقلال سے رہے اور آپ شریعت کو ہاتھ سے نہ دے بلکہ نہایت خوشدلی اور خندہ پیشانی سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر قائم رہے +

محبت الٰہی میں بڑھنا اور علم الٰہی کو کافی جان کر قضاء و قدر پر راضی رہنا رضائے الٰہی ہے +

فنا یہ ہے کہ ولی کا سر اور تجلے بجلنے سے حق کا مشاہدہ کرے اور تمام اکوان کو حقیر جان کر اس کے اشارے سے فنا ہو جائے اور یہی اُس کا فنا ہو جانا اُس کی بقا ہے +

شیخ سعدی شیرازیؒ جو ساتویں صدی ہجری میں گذرے ہیں اور جو ادیب کامل فاضل صوفی تھے اپنی کتاب گلستان کے باب دوم میں ایک حکایت بیان کرتے ہیں "عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ را دیدند در حرم کعبہ روئے بر حصا نہادہ بود و میگفت اے خداوند ببخشائے، اگر مستوجب عقوبتم مرا روز قیامت نابینا برانگیز تا در روئے نیکاں شرمسار نباشم۔" نیز شیخ صاحب نے اُسی جگہ ایک قطعہ تحریر فرمایا ہے + قطعہ

بر در کعبہ سائلے دیدم ۔ کہ ہمے گفت و میگرستی خوش
من نگویم کہ طاعتم بپذیر ۔ قلم عفو در گناہم کش

نواب صاحب اپنی کتاب تذکار جنود الابرار میں تحریر کرتے ہیں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شیخ سعدیؒ کی مراد سائل سے جناب حضرت فخر الدین قدس سرہ العزیز ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس قدر بارگاہ الٰہی سے کسی کو قرب زیادہ ہوتا ہے اُسی قدر اُن کو خوف زیادہ ہوتا ہے ۔

وعظ میں آپ فرماتے۔ خدا و رسول کا اتباع و اطاعت کرو۔ نئی نئی باتیں دین میں نہ نکالو۔ نافرمانی نہ کرو۔ صبر کرو۔ بے صبری نہ کرو۔ سختی کے بعد کشائش اور مراد حاصل ہونے کا انتظار کرو۔ ناامید مت ہو۔ متفق ہو کر ذکر خدا کرو۔ اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ گناہوں سے توبہ کر کے پاک ہو جاؤ۔ اپنے مولا کے دروازے سے نہ ہٹو ۔

جناب پیران پیر محبوب ربانی شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا موحد اور متبع سنت ہونا ان کی تصانیف غنیۃ الطالبین فتوح الغیب وغیرہ خطبات و وعظ سے پایا جاتا ہے ان کی تصانیف میں توحید باری تعالےٰ اور اتباع سنت نبوی کامل طور پر پائی جاتی ہے۔ آپ کی ظاہری اور باطنی تعلیم نے کروڑوں بندگانِ خدا کو اپنا گرویدہ اور مشتاق بنا لیا۔ اور آپ کی بے شمار کرامات کے ذریعہ ایک دنیا راہ راست پر آ گئی ہے مگر افسوس ہے کہ بہت سے لوگ جن کو آپ کی مریدی کا دعوےٰ ہے۔ ان کے اعمال آپ کی تعلیم کے مطابق نہیں اللہ تعالےٰ ہم سب کو ہدایت کرے۔ آمین

آپ کا مذہب

کتاب غنیۃ الطالبین میں آپ نے کئی جگہ حضرت امام احمد حنبلؒ سے ان الفاظ میں روایتیں کی ہیں۔ ہمارے امام احمدؒ یوں فرماتے ہیں (عندامامنا احمدؒ) چونکہ آپ امام احمد حنبل امام شافعی۔ امام مالک رضی اللہ عنہم کے مذاہب کے مطابق اکثر فتوے دیا کرتے تھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ صحیح حدیث کے دلدادہ تھے ۔

آپ کا کلام

آپ نے اپنے فرزندوں اور شاگردوں کو بہت وصیتیں بھی کی ہیں۔ چنانچہ آپ کے فرزند شیخ سیف الدین عبد الوہاب نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے وصیت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَلَا تَخَفْ اَحَدًا سِوَی اللّٰہِ وَلَا تَرْجُ اَحَدًا سِوَی اللّٰہِ وَکِلِ الْحَوَائِجَ اِلَی اللّٰہِ وَلَا تَعْتَمِدْ اِلَّا اِلَیْہِ وَاطْلُبْھَا جَمِیْعًا مِنْہُ وَلَا تَثِقْ بِاَحَدٍ غَیْرِ اللّٰہِ اَلتَّوْحِیْدِ اَلتَّوْحِیْدِ اِجْمَاعُ الْکُلِّ ترجمہ تجھے لازم ہے کہ پرہیزگاری اختیار کرے اور خدا کے سوا نہ کسی سے ڈرے اور نہ کسی پر کوئی امید رکھے اور اپنی تمام حاجات اللہ کے سپرد کر دے۔ اور اللہ تعالےٰ کی عنایت پر ہی بھروسہ رکھے اور جو کچھ تو مانگے اسی سے مانگ۔ اور اللہ کے بغیر کسی پر اعتماد نہ رکھ۔ توحید کو لازم پکڑ۔ وہ سب باتوں کی جامع ہے ۔

آپ فرماتے تھے اِذَا صَحَّ الْقَلْبُ مَعَ اللّٰہِ لَا یَخْلُوْ مِنْہُ شَیْءٌ وَلَا یَخْرُجُ مِنْہُ شَیْءٌ جب دل اللہ کی طرف صحیح طور پر لگ جاوے تو اُس سے کوئی چیز جدا نہیں ہوتی۔ اور نہ کوئی شے اُس سے باہر جاتی ہے ۔

فتوح الغیب میں تحریر فرماتے ہیں تو اللہ تعالٰے کے فضل اور اُس کی بے واسطہ نعمتوں سے اسواسطے محروم ہے کہ تو خلقت، اسباب صنعت اور کسب پر بھروسہ کرتا ہے۔ خلقت تجھ کو مسنون طریق سے کماکر کھانے سے روکتی ہے۔ جب تک تو خلقت کے فضل بخشش کا امیدوار اور اُن کے دروازوں پر سوال کرتا رہیگا۔ تو تو اللہ تعالٰی کے ساتھ خلقت کو شریک بنانے والا ہے اور اپنے کسب اور حلال کمائی سے نہ کماکر کھانے کے باعث اللہ تعالٰی تجھ کو عذاب کریگا پھر جب تو خلقت کی طرف متوجہ ہونے سے توبہ کرے اور اسے اپنے پروردگار کے ساتھ شریک نہ بنائیگا۔ اور کسی کسب کو اختیار کر لیگا اور اسی سے کماکر کھائیگا۔ اور اس کسب پر بھروسہ کریگا اور اس پر مطمئن ہو جائیگا۔ اور اللہ کے فضل وکرم کو بھلا دیگا۔ تو پھر بھی تو مشرک ہوگا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہ شرک پہلے کی نسبت اخفی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالٰے تجھ کو عذاب کرے گا اور اپنے فضل وکرم اور بے واسطہ رزق پہنچانے سے تجھ کو محروم کردے گا۔ جب تو اسے بھی توبہ کر لیگا اور واسطے کے شرک کو اُٹھا دیگا۔ اور کسب اور حیلہ اور قوت پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیگا اور خدا تعالٰے کو رازق مطلق جانے گا۔ کیونکہ وہی سبب بنانے والا، آسان کرنے والا اور کسب کی طاقت بخشنے والا اور ہر بھلائی کی توفیق دینے والا ہے اور بندوں کی روزی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ کبھی تو تجھے لوگوں سے سوال کرنے پر روزی دیتا ہے اور یہ حالت ابتلا اور ریاضت میں ہوتا ہے اور کبھی اللہ تعالٰے سے سوال کرنے پر تجھے رزق ملتا ہے۔ اور کبھی کسب کے معاوضہ میں روزی پہنچاتا ہے اور کبھی اپنے فضل سے بغیر سوال اور واسطہ اور سبب کے روزی پہنچاتا ہے۔ پس تجھے چاہئے کہ تمام واسطوں اور اسبابوں سے اعراض کرکے خدا ہی کی طرف متوجہ ہو اور اپنے آپ کو اُس کے سامنے پھینکے جب تو ایسا کریگا تو اللہ تعالٰے کے فضل اور تیرے درمیان جو پردہ ہے۔ وہ اُٹھ جائیگا۔ اور اللہ تعالٰے اپنے فضل وکرم سے تجھے ہر وقت اندازہ حال کے موافق بے واسطہ رزق پہنچائیگا ❊

آپ فرماتے ہیں۔ شرک دو قسم ہے ایک ظاہر، دوسرا پوشیدہ۔ شرک ظاہر تو بتوں کی پوجا ہے اور پوشیدہ (خفی) خلقت پر بھروسہ کرنا اور اُن سے نفع ونقصان کی امید رکھنا ❊

عَلَیْکَ بِمَذْھَبِ السَّلَفِ۔ سلف صالحین کے مذہب پر چلنا لازم پکڑ۔ (رباعی)

راہ اُن لوگوں کی چل اے ہوشیار ‏ ‏ ‏ جو ہیں مقبول خدائے ذو اقتدار

بیوقوفوں کے نہ پیچھے چل کبھی ‏ ‏ ‏ ورنہ اندھوں کی طرح ہوگا خوار

مَنْ یَّجْعَلُ لِنَفْسِہٖ وَزْنًا فَلَا وَزْنَ لَہٗ یعنے جو شخص اپنے نفس کا کچھ وزن وقدر سمجھتا ہے۔ اس کی کوئی عزت وقدر نہیں ہوتی ❊

یَا طَالِبَ الْاَشْیَاءِ مِنْ غَیْرِہٖ مَا اَنْتَ عَاقِلًا ھَلْ شَیْئٌ ھُوَ لَیْسَ فِیْ خَزَائِنِ اللّٰہِ یعنے اے خدا کے سوا غیروں سے اشیا کے طالب۔ تجھے کوئی عقل نہیں۔ کیا کوئی چیز ایسی بھی ہے جو اللہ کے خزانوں میں نہیں

وَیْحَکَ تَقْعُدُ فِیْ صَوْمَعَتِکَ وَقَلْبُکَ فِیْ بُیُوْتِ الْخَلْقِ وَمَجِیْئِھِمْ وَھٰذَا اَیَّامُھُمْ یعنے تجھ پر افسوس ہے کہ تو اپنی عبادت گاہ میں اس طرح بیٹھا ہے کہ تیرا دل لوگوں کے گھروں۔ ان کی آمدورفت اور سامان کے تحفوں میں لگا ہوا ہے مولانا روم نے خوب کہا ہے ؎

زباں در ذکر و دل در گاؤ خر ‏ ‏ ‏ ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

اے لڑکے اگر تو سینہ کی فراخی اور دل کی خوشی چاہتا ہے۔ تو جو خلقت کہتی ہے اُسے مت سُن۔ اور اُس کی طرف مطلق توجہ بھی نہ کر۔ کیا تو نہیں جانتا کہ وہ اپنے خالق سے بھی راضی نہیں۔ تو تجھ سے کیوں راضی ہونے لگے۔

اے بیٹے! اُن لوگوں کی پیروی کر جو حق تعالےٰ کے ہی ہو رہے ہیں اور اُس کے سوا کسی کی نہیں سُنتے۔

ہو غلام اُن کا جو ہوں اہلِ صفا ذکرِ حق سے جو نہ ہوں غافل ذرا

آپ کی کلام میں سے جو لکھا گیا مُشتے نمونہ از خروارے ہے۔ خدا توفیق دے۔ تو اُن کی تصانیف کا مطالعہ فرمائیے اور دعائے خیر سے اُن کو یاد فرمائیے۔

حضرت ابوالمعالی محمد علیہ الرحمۃ متخلص بہ مسلمی فرماتے ہیں:۔

شد بجاں مُلکِ مُلکِ خاکِ شہ گیلانی — ایں چہ قدر است زہے قادری و سلطانی

جوق جوق از فضلا و بُدلا و نجبا — ہست استادہ براں در پئے دربانی

سیر و سلسلہ اش تا تعلّی الاعلےٰ — وائے بر تو خود ازیں قافلہ گرد اما ہی

ہر کہ دیوانہ ایں سلسلۂ باشد باشد — مست و ہشیار مئے عاشقی و عرفانی

دستِ جود و کرم حضرت فیاض توئی — ہر چہ باید ہمہ داری دنداری ثانی

گر ز لطف تو شود طبع حسن ہمراہم — از مئے مدح تو خواہم کہ کنم حسّانی

مسلمی از دل و جان بندۂ درگاہ تو شد — ارحم ارحم اساکینگ یا جیلانی

آپ اپنے وعظ و نصائح کے وقت علے العموم یہ خطبہ پڑھا کرتے تھے

ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے (جو) تمام جہان کا پروردگار ہے (اُس کی تعریف) اس قدر جس قدر اس کی مخلوقات ہے اُس کے عرش کے برابر جس قدر وہ پسند کرے۔ اُس کے کلمات کے برابر اور جتنا کہ اُس کا علم ہے اور جس قدر کہ وہ اپنے لئے چاہے اور جس قدر کہ اُس نے پیدا کیا اور پھیلایا اور بنایا۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا۔ بے نہایت رحم والا مہربان بادشاہ۔ پاک ذات۔ سب پر غالب۔ سب سے بڑھکر حکمت والا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے۔ اُسی کی بادشاہت ہے۔ اور وہی سب تعریفوں کے لائق ہے وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ وہ زندہ ہے۔ اُسے موت نہیں۔ سب بھلایاں اُس کے اختیار میں اور اس کو ہر ایک چیز پر قدرت ہے اور نہ اُس کا کوئی ہمسر اور نہ کوئی شریک ہے نہ وزیر نہ معاون و مددگار۔ ایک اکیلا تنہا بے نیاز ہے۔ نہ کوئی اُس سے پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے۔ اور نہ کوئی اُس کے برابر ہے نہ وہ جسم ہے کہ گھٹ بڑھ سکے اور نہ جوہر کہ جلد قبول کرے اور نہ وہ عرض ہے کہ نقصان قبول کرسکے اور نہ اس کا کوئی وزیر اور نہ شریک۔ وہ اس سے بالاتر ہے کہ اُس کی بنائی ہوئی اشیاء سے اُسے تشبیہ دی جاوے یا اُس کی اختراعات کی طرف اُسے منسوب کیا جاوے۔ اُس جیسی کوئی شے نہیں اور وہی سب کی سُنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں اور اُس کے پیارے اور دوست اُس کے پسندیدہ اور

برگزیدہ ہیں اور اُس کی تمام مخلوقات سے بہتر اُس نے اپنے آپ کو کامل ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا۔ تاکہ وہ تمام دینوں پر غالب ہو اور گو مشرکین اُسے پسند نہ کریں۔ یا اللہ تو راضی ہو اُس دو نیچے گھر والے کے بڑے پر تلے والے پر حق جن کا موید تھا جن کی کنیت عتیق تھی۔ خلیفہ شفیق جن کا اصل پاک سے تھا جن کا نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے ساتھ ہے اور جن کا جسم مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم پاک کے پاس مدفون ہے یعنے امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اور اُس پر جو کم حرص والے اور بہت عملوں والے تھے وہ جن کو کسی کا خوف نہ تھا اُن سے لغزش سرزد ہوتی۔ اور نہ اُن کی طبیعت میں کبھی ملال آتا حق جن کی تائید پر تھا وہ جو الہام سے فیصلے کرتے راہ راست پر قائم تھے جن کا حکم مطابق وحی اور قرآن کے ہوتا تھا یعنے امام ابو حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر اور اُن پر جو اسلامی لشکر کی تیاریوں میں بہت سرگرم تھے عشرہ مبشرہ سے تھے۔ جنہوں نے ایمان کی جڑ کو مضبوط کیا (یعنے اختلاف قرأت کا انسداد کیا) اور کلام الٰہی کو یک جا جمع کیا (اور ہر جگہ قرآن کے نسخے لکھوا کر بھیجے) جنہوں نے لشکر پھیلائے اور سرکشی مٹائی۔ جنہوں نے محرابوں کو اپنی امامت سے اور قرآن کو تلاوت سے زینت بخشی جو سب شہیدوں سے افضل اور اکرم السعدا ہیں۔ جن کی شرم و حیا سے فرشتے بھی شرماتے تھے۔ ذی النورین ابو عمرو عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر۔ یا اللہ ان پر بھی راضی ہو جو پیشوائے دلیران قوم تھے۔ خاوند حضرت فاطمۃ الزہرا رسول اللہ کے چچا کے بیٹے۔ اللہ تعالےٰ کی برہنہ تلوار۔ قلعوں کے دروازوں کو توڑنے والے۔ دشمن کے لشکروں کو شکست دینے والے۔ دین کے امام اور اس کے عالم۔ قاضی و حاکم شرع نماز کو کما حقہ ادا کرنے والے رسول اللہ پر اپنی جان فدا کرنے والے۔ مظہر العجائب یعنے امام ابی الحسنین علی کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب پر۔ اور رسول اللہ کے نواسوں ہر دو شہیدوں حسن اور حسین پر راضی ہو۔ اور آپ کے ہر دو شریف چچے حمزہ اور عباس پر۔ اور تمام انصار اور مہاجرین پر۔ اور ان سب پر جو تا قیامت آپ کے پیرو کامل ہوتے رہیں۔ اے رب العالمین، امام اور اُمت اور حاکم اور محکوم دونوں کو صلاحیت نصیب کر۔ اُن کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈال۔ انہیں نیکی کی توفیق دے۔ اور ہر ایک کو دوسرے کے شر سے بچا۔ اے اللہ تو ہمارے مخفی رازوں سے واقف ہے اور تو ان کی اصلاح کر۔ اور تو ہمارے گناہوں سے آگاہ ہے وہ معاف کر۔ اور تجھ کو ہمارے عیب معلوم ہیں انہیں چھپا دے۔ تو ہماری ضرورتوں کو جانتا ہے تو ہی اُنہیں پورا کر دے۔ جن باتوں سے تو نے ہمیں منع کیا اُن کے کرنے کا ہمیں موقع نہ دے اور ہمیں اپنے احکام کی پابندی کی توفیق عطا کر اور ہمیں اپنی عبادت کی عزت نصیب کر۔ ہمیں گناہوں کی ذلت میں نہ ڈال اپنے ماسوا سے ہمیں چھڑا کر اپنی طرف لگائے جو چیز ہمکو تجھ سے دور کرنے والی ہے ہم سے دور کر دے۔ ہمیں اپنے ذکر اور شکر کا طریقہ سمجھا اور اپنی عبادت میں خلوص عطا فرما۔ کوئی لائق عبادت نہیں مگر اللہ تعالےٰ جو وہ چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ جو چاہے اللہ تعالےٰ۔ کسی کو کوئی طاقت نہیں مگر اُسی اللہ کی اعانت سے جو بزرگی اور عظمت والا ہے اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم کو (اس کے وبال میں) نہ پکڑ۔ اور اے ہمارے پروردگار جو لوگ ہم سے پہلے ہو گذرے ہیں جس طرح اُن پر تو نے (انکے گناہوں کی پاداش میں احکام سخت کا) بار ڈالا تھا ویسا بار ہم پر نہ ڈال اے ہمارے پروردگار اتنا بوجھ جس کے اُٹھانے کی ہم کو طاقت نہیں ہم سے نہ اُٹھوا۔ اور ہمارے قصوروں سے در گذر اور ہمارے گناہوں کو معاف کر۔ اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مددگار ہے تو ان لوگوں کے مقابلہ میں جو کافر ہیں۔ ہماری مدد کر۔ آمین۔

فہرست مضامین کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ جلشانہ نے جو نعمتیں عطا کی ہیں ان پر اس کا شکر ہے وہی اپنے بندوں کو پالتا ہے اور وہی اُن کو بخشنے والا ہے اور مہربان۔ کوئی کام ہو اُس کو آسان کرنے والا اور اُس میں مدد دینے والا خدا ہی ہے اس لئے اسی سے درخواست کرنی چاہئے۔ کہ پروردگار تو کام کو آسان کر۔ اور اس میں مدد عطا کر۔ اے کریم اے اللہ تیری مدد اور تیرے لطف پر ہی ہمارا بھروسہ ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ کامل صفت اور ثنا کے لائق اللہ ہی ہے۔ ہر ایک کتاب کا شروع اسی کی تعریف سے ہوتا ہے اور ہر ایک کلام کی ابتدا اُس کے ذکر سے کی جاتی ہے اور اُسی کی حمد کے ساتھ اہل جنت جزا و ثواب کے گھر میں نعمتیں حاصل کریں گے اور اُسی کے نام سے ہر بیماری کو شفا ہے اور اُسی کے ساتھ کھولا جاتا ہے۔ ہر ایک غم اور بلا کو سختی ہو یا نرمی خوشی ہو یا ناخوشی ہر حال میں دعا کے واسطے اس کی طرف ہی ہاتھ اُٹھائے جاتے ہیں ہر طرح کے خطابوں سے جو آوازیں جو مختلف زبانوں پر صادر ہوتی ہیں وہ اُنہیں برابر سنتا ہے اور حاجتوں کی دعا کو قبول فرماتا ہے پس اس کے لئے حمد ہے اس چیز پر کہ اُس نے عطا کی ہے اور مقصود تک پہنچاتی ہے اور اس پر اُسی کا ہی شکر ہے۔ اُس نے اپنے فراخ راستے کو روشن کیا ہے اور اس کو کھول کر دکھلا دیا ہے اور اس کے برگزیدہ اور رسول پر اس کی رحمت ہو جس کے سبب سے گمراہی سے ہدایت کی۔ اور ہمارے سردار پر جن کا نام محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور ان کی اولاد اور اُنکے اصحابوں اور بھائیوں پر جو پیغمبر ہوئے اور اُس کے مقرب فرشتوں پر سلام ہو۔ حمد اور صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ میرے بعض دوستوں نے جن کے خیال میں اس کام کے کرنے کی صلاحیت مجھ میں تھی مجھے اس کتاب کی تصنیف کے لئے نہایت اصرار کیا۔ اللہ ہی ہماری باتوں اور کاموں کو لغزش سے بچانے والا ہے اور اللہ ہی ہمارے دل کی باتوں اور نیتوں سے واقف ہے اور وہی ان دوستوں کی آرزو کو اپنے کرم و فضل سے آسان کرنے والا ہے اور امید ہے کہ وہی ذات ہمارے دلوں کو ریا اور نفاق سے پاک اور ہماری بدیوں کو نیکیوں سے بدلے وہی اللہ ہماری خطاؤں اور گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا ہے پس جب میں نے دیکھا کہ وہ پورا خواہشمند شرعی آداب کی پہچان یعنے فرضوں اور سنتوں اور بزرگوں کے طریقوں کا ہے اور خالق عزوجل کی شناخت دلائل اور علامات سے چاہتا ہے اور نیز قرآن اور حدیث کو مجلسوں سے فائدہ حاصل کرتا ہے جن کا بیان آگے آئیگا اور نیک بندوں کے اخلاق کی طرف راغب ہے جن کا بیان ہم اس کتاب میں کرینگے تاکہ یہ خدا کے رستہ پر چلنے میں مددگار ہوں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے فرمانبردار اور اس کی منع کی ہوئی باتوں سے ہٹنے والا دیکھا اور جب انکی سچی نیت مجھے کشف سے معلوم ہوئی پس میں نے اس کی درخواست کو منظور کیا۔ اور ثواب اور نجات اخروی

کی امید ہو اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر جو ٹھیک رستہ کا بتانے والا ہے۔ میں نے اس کتاب کی تصنیف کے لئے پختہ ارادہ کر لیا اور اس کا نام غنیۃ الطالبین (یعنے خدا عزوجل کے رستہ کی کافی رہنما) رکھا۔

باب پس ہم ان امور کا بیان کرتے ہیں جو ہمارے دین میں آنے والے پر واجب ہیں جب کوئی اسلام میں داخل ہونا چاہئے تو سب سے پہلے وہ کلمہ شہادت پڑھے یعنے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ زبان سے کہے اور دین اسلام کے سوا دوسرے مذہبوں سے بیزار ہو اور دل میں یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ یگانہ ہے جیسا کہ ہم آگے بیان کرینگے انشاء اللہ تعالےٰ چونکہ سچا دین خدا کے نزدیک اسلام ہے لہذا اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام تحقیق دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور ارشاد کیا ہے ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ جو آدمی اسلام کے سوا دوسرے دین کو چاہیگا وہ اُس سے قبول نہیں کیا جائیگا۔ پس جب کسی نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور دل سے یقین کر لیا تو وہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اور اُس کا قتل کرنا اور اس کی اولاد کو قید کرنا اور اُس کے مال کو لوٹ لینا حرام ہو گیا اور خدا کے حقوق میں اُس نے جو کوتاہی پہلے کی ہے وہ معاف کی جائیگی جیسا کہ حق تعالےٰ کا فرمان ہے قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف اے پیغمبر کافروں کو کہدے کہ کفر سے باز رہیں جو تقصیر وہ پہلے کر چکے ہیں وہ انکو بخشدی جائیگی اور جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے امر کیا گیا ہوں یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں۔ پس جب انہوں نے کلمہ توحید پڑھا مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال کو بچا لیا سوا ان واجبی حقوق کے جو اُن پر عاید ہوتے ہوں۔ اور حساب ان کا اللہ تعالیٰ لیگا اور جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الاسلام یجب ما قبلہ اسلام اسکے پہلے گناہوں کو دور کر دیتا ہے پس اس پر اسلام کے لئے غسل واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ یہ روایت کی گئی ہے۔ کہ تحقیق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ ابن اثال اور قیس ابن اصم کو فرمایا۔ کہ جس وقت اسلام لائیں غسل کریں۔ اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ اپنے سے کفر کی باتوں کو دور کرو اور غسل کرو اس کے بعد اس پر نماز واجب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ایمان قول اور عمل ہے کیونکہ قول دعویٰ ہے اور عمل اس کا گواہ ہے اور قول صورت ہے اور عمل اس کا روح ہے اور نماز کے واسطے کئی شرطیں ہیں جو نماز سے پہلے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ پاک پانی سے بدن کا پاک کرنا یا پانی نہ ملنے کے وقت تیمم کرنا۔ پاک کپڑے سے بدن کا ڈھانپنا۔ پاک جگہ پر کھڑا ہونا۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا اور نماز کی نیت کرنی۔ وقت کا پہچاننا پس طہارت یعنی بدن کی پاکی کے لئے بھی فرض اور سنتیں ہیں اور مشہور مذہب اسلام میں فرض دس چیزیں ہیں۔ پہلی نیت ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی طہارت میں ناپاکی کے دور کرنے کا ارادہ کرے اور اگر تیمم ہو تو پھر نماز کے مباح کرنے کا قصد کرے کیونکہ تیمم حدث کو دور نہیں کرتا۔ اور نیت کا محل دل ہے پس اگر نیت کا زبان سے مذکور کیا اور ساتھ ہی اپنے دل میں اس کا اعتقاد بھی کیا۔ تو افضل بات کو بجا لایا اور اگر دل کے اعتقاد پر ہی کفایت تو یہ بھی کافی ہے اسکے بعد بسم اللہ پڑھنا اور وہ یہ ہے کہ جس وقت پانی برتنے کا ارادہ کرے اور اُس وقت حق تعالےٰ کو یاد کرے۔ اس کے بعد مضمضہ ہے اور وہ منہ میں پانی کا بھر آنا ہے اور اس کا ڈالنا اور نکالنا استنشاق ہے اور وہ ناک کے دونوں سوراخوں میں پانی کا داخل کرنا ہے پھر منہ کا دھونا ہے اور اُسکی حد طول میں سر کے بالوں کے اُگنے کی جگہ سے لیکر اس جگہ تک ہے جو ڈاڑھی اور ٹھوڑی کے نیچے تک ہے اور عرض میں ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک ہے پھر دونوں کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کا دھونا ہے پھر سر کا مسح کرنا ہے اور مسح کا طریق: یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی میں ڈالے اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی سے خالی اٹھائے اور پھر انہیں اپنے

سر کی اگلی طرف سے پچھلی طرف کو گردن تک کھینچے۔ اور پھر ان دونوں کو وہاں تک لوٹائے جہاں سے مسح شروع کیا تھا اور دونوں انگوٹھے کان کے سوراخ میں رہیں پس ان دونوں انگوٹھوں سے کان کے دونوں کردوں اور سوراخوں کا مسح کرے اس کے بعد دونوں پاؤں کو دونوں ٹخنوں تک دھوئے اور دونوں ٹخنے ان دو برآمدگیوں سے مراد ہے جو پاؤں کے جوڑ میں ہیں یہ تمام چیزیں جو مذکور ہوئی ہیں ایک دفعہ کرنی فرض ہیں اور نواں فرض ان بیان کئے گئے اعضاؤں کے دھونے میں ترتیب کو نگاہ رکھنا ہے جیسا کہ اس ترتیب پر قرآن ناطق ہے خدا بزرگ اور بلند کے قول میں ہے - یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ الخ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت تم نماز کی طرف اٹھو اسوقت اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ اور اپنے سروں کا مسح کرو۔ اور اپنے پاؤں کو دونوں ٹخنوں تک دھوؤ اور دسواں فرض موالات ہے اور وہ پہلے عضو کے بعد جلدی دوسرے کا دھونا ہے یہاں تک کہ پہلا خشک نہ ہو جائے ۔

وضو کی سنتیں یہ بھی دس ہیں پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا دھونا اور مسواک کرنا اور کلی کرنی اور ناک کے سوراخوں میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا مگر جب روزہ دار ہو اس وقت مبالغہ نہ کرے اور داڑھی کا انگلیوں سے خلال کرنا اس میں دو راویوں کا اختلاف ہے۔ اور دونوں آنکھوں کے اندر کی طرف کا دھونا۔ اور دائیں طرف سے شروع کرنا اور دونوں کانوں کے مسح کے واسطے تازہ پانی کا لینا اور گردن کا مسح کرنا اور ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا اور وضو کے اعضاؤں کا دوسری اور تیسری دفعہ دھونا ۔

تیمم یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مارے اور اس میں ایسی گرد ہو کہ وہ ہاتھوں کو چمٹ جائے اور اسوقت اس تیمم سے نماز فرض کی مباح ہونے کی نیت کرے اور تسمیہ پڑھے اور مٹی پر ایک ہی دفعہ ہاتھ مارے۔ اور ہاتھ مارتے ہوئے ہاتھوں کی انگلیوں کو درمیان سے کھلا رکھے اس کے بعد ہاتھوں کی انگلیوں کی اندر کی طرف سے اپنے منہ کا مسح کرے اور دونوں ہتھیلیوں کی پشت کا مسح انکے باطن سے کرے اور بڑی طہارت جو غسل ہے اگر خدا نے چاہا تو اس کو ہم آداب خلا کے باب میں ذکر کریں گے ۔

ستر عورت یہ ہے کہ کپڑا پاک ہو اس سے اپنی برہنگی اور دونوں کندھوں کو ڈھانپ لے۔ اور یہ کپڑا ابریشم کے سوا چاہے کسی قسم کا ہو۔ کیونکہ ابریشمی کپڑے کے ساتھ نماز نہیں ہوتی۔ اگرچہ پاک ہی ہو۔ اور اسی طرح اس کپڑے میں بھی نماز پڑھنی جائز نہیں جو کسی سے چھین لیا ہو ۔

نماز پڑھنے کی جگہ کا یہ حکم ہے کہ سب پلیدیوں سے پاک ہو۔ اور اگر اس پر پلیدی پڑ گئی ہو اور آفتاب کی گرمی اور ہوا نے اس کو خشک کر دیا ہو تو اس جگہ پر پاک فرش بچھائے اور پھر اس پر نماز ادا کرے تو دو روایتوں میں سے ایک کے موافق اس کی نماز درست ہے۔ اور اسی طرح ایک ضعیف روایت سے مغصوب جگہ یعنے غصب کی گئی زمین پر بھی نماز جائز ہے ۔

قبلہ کی طرف منہ کرنا یہ ہے کہ اگر مکہ میں ہو یا اس جگہ میں جو مکہ کے نزدیک ہے تو عین کعبہ کی طرف ہی متوجہ ہو۔ اور اگر مکہ سے دور ہو تو پھر کعبہ کی طرف ہی متوجہ ہو اور یہ طرف خواہ اور ان دلیلوں میں اپنی کوشش اور طاقت خرچ کرنے سے اختیار کرے جو ستاروں اور آفتاب اور ہوا کے رخ سے ظاہر ہو ۔

نیت اس کی جگہ دل ہے اور نیت یہ ہے کہ حق تعالٰے نے جو چیز اس پر فرض کی ہے اسکے ادا کرنے کا یقین کرے اور وہ چیز نماز معین ہے اور امر حق کا بجا لانا جو واجب ہے اور اس کا ادا کرنا ریا کاری اور لوگوں کے سنانے اور جتلانے کے سوا

ہو بس اپنے دل کو حاضر کرے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث میں آیا ہے اِنَّہٗ قَالَ لعائشۃ رضی اللّٰہ عنہا لَیْسَ لَكِ مِنْ صَلٰوتِكِ اِلَّا مَا حَضَرَ فِیْہِ قَلْبُكِ تحقیق فرمایا ہے پیغمبر نے عائشہ رض کو تیری نماز نہیں ہے مگر وہ کہ جس میں تیرا دل حاضر ہو۔

وقت میں آنا یہ ہے کہ دن صاف ہو تو یقین سے معلوم کرلے کہ وقت ہو گیا ہے اور اگر ابر ہو اور ہوا کی شورش اور موانع ہوں تو غلبہ گمان سے پہچان لے اور جب جان لے تو پھر اذان کہے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" خدا تعالے بزرگ ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد خدا کا پیغمبر ہے نماز پر آؤ رستگاری پر آؤ اللہ تعالے بزرگ ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس کے بعد اقامت کہے اور وہ اس طرح پڑھے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اللہ بزرگ ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد خدا تعالے کا رسول ہے نماز پر آؤ رستگاری پر آؤ یہ تحقیق ہے کہ نماز قائم ہو گئی ہے یعنے کھڑی ہو گئی ہے اللہ بزرگ ہے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔

فصل پس جب یہ شرطیں پوری ہو جائیں تو اللہ اکبر کہہ کر نماز میں داخل ہو اور اس کلمہ تکبیر کے سوا دوسرا کوئی تعظیم کا لفظ نہ کہے اور نماز کے رکن ہیں۔ واجب ہیں سنتیں ہیں اور ہیئتیں ہیں۔ نماز کے رکن پندرہ ہیں کھڑا ہونا تکبیر تحریمہ پڑھنی۔ سورہ فاتحہ کا پڑھنا۔ رکوع کرنا۔ رکوع میں آرام کرنا۔ رکوع سے سیدھا ہونا اور اس میں آرام کرنا اور سجدہ کرنا اور سجدہ میں آرام کرنا اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور پھر اس بیٹھنے میں آرام کرنا اور آخری تشہد اور پھر اس تشہد میں بیٹھنا اور پیغمبر علیہ السلام پر درود بھیجنا اور سلام کہنا۔

نماز کے واجب نو ہیں۔ تکبیر کہنی جو تکبیر تحریمہ کے سوا ہے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہنا اور ربنا لک الحمد کہنا رکوع سے سر اٹھانے کے وقت اور رکوع میں سبحان ربی العظیم کہنا ایک بار۔ اور سجدہ میں ایک دفعہ سبحان ربی الاعلے کہنا۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے میں ایک دفعہ یہ کہنا رب اغفرلی اور پہلا تحیات اور پہلے تشہد کے واسطے بیٹھنا اور سلام میں نماز سے باہر آنے کی نیت کرنی۔

نماز کی سنتیں یہ چودہ ہیں۔ انی وجہت آخر تک پڑھنا اعوذ آخر تک پڑھنا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا اور آمین کہنی اور سورتوں میں سے ایک سورۃ کا پڑھنا اور ربنا لک الحمد کے بعد لفظ ملاء السموت والارض کہنا۔ اور رکوع اور سجود میں اور جلسہ میں رب اغفرلی کہنے میں جو چیز ایک تسبیح سے زیادہ ہو پڑھنی اور دو روایتوں میں سے ایک کے موافق ناک پر سجدہ کرنا اور دو سجدوں کے ادا کرنے کے بعد راحت کے واسطے بیٹھنا اور چار چیزوں سے پناہ مانگنی۔ یہ کہہ کر اعوذ باللّٰہ من عذاب جھنم ومن عذاب القبر ومن فتنۃ المسیح الدجال ومن فتنۃ المحیا والممات میں خدا کے ہاں پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب سے قبر کے عذاب سے۔ مسیح دجال کے عذاب سے۔ زندگی اور موت کے فتنہ سے اور آخری تشہد بیٹھنے میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد اس دعا کا پڑھنا جو حدیثوں میں مذکور ہے اور وتروں میں دعائے قنوت پڑھنی اور دوسری طرف میں سلام کہنا یہ ضعیف روایت ہے۔

نماز کی ہیئتیں یعنے شکلیں۔ یہ پچیس ہیں نماز شروع کرنے کے وقت دونوں ہاتھ اُٹھانے۔ اور رکوع کرنے کے وقت اور رکوع سے سر اُٹھانے کے وقت دونوں ہاتھوں کا اُٹھانا۔ اور یہ اس طرح اٹھائے جاتے ہیں کہ دونوں ہتھیلیاں نمازی کے دونوں کندھوں کے برابر ہوں اور دونوں انگوٹھے کانوں کے نرمہ کے نزدیک اور انگلیوں کے سرے دونوں کانوں کے اطراف کے نزدیک۔ اور اٹھانے کے بعد دونوں ہاتھوں کو سیدھا چھوڑ دینا۔ اور بائیں ہاتھ کا دائیں پر ناف کے اوپر رکھنا۔ اور سجدہ کی جگہ کی طرف نظر کرنی اور قرأت کو اونچی پڑھنا اور آمین اونچی کہنی۔ اور قرأت اور آمین کا آہستہ کہنا اور رکوع میں دونوں ہاتھوں کا دونوں گھٹنوں پر رکھنا۔ اور پیٹھ کا دراز یعنے سیدھا کرنا اور سجدہ میں اپنے دونوں پہلوؤں سے اپنے دونوں بازوؤں کو دور رکھنا۔ اور سجدہ کرتے ہوئے پہلے گھٹنے زمین پر رکھنے اور اس کے بعد ہاتھ اور سجدہ میں دونوں رانوں کا پیٹ سے اور پنڈلیوں سے دور رکھنا اور سجدہ میں دونوں گھٹنوں میں فرق رکھنا اور سجدہ میں دونوں ہاتھ دونوں کانوں کے برابر رکھنے اور سجدہ کے درمیان بیٹھنے کے وقت دونوں پاؤں کو بچھا دینا اور پہلے تشہد میں دونوں پاؤں بچھا دینا اور دوسرے تشہد میں چوتڑوں پر بیٹھنا۔ اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھنا۔ اس حال میں کہ اس ہاتھ کو قبض کیا ہوا ہو اور انگشت شہادت سے اشارہ کرنے والا ہو اور انگوٹھے کا درمیانی انگلی کے ساتھ حلقہ کرنے والا ہو۔ اور بائیں ہاتھ کا بائیں ران پر رکھنا اس حالت میں کہ وہ کھلا ہو۔ پس ان شرطوں میں سے جو ہم نے پہلے ذکر کی ہیں۔ اگر کوئی شرط عذر کے سوا ترک کرے گا تو اس کی نماز منعقد نہیں ہوگی یعنے بستہ نہیں ہوگی۔ اور اگر جان بوجھ کر یا سہو سے کسی رُکن کو چھوڑ دیگا۔ تو اس صورت میں اس کی نماز باطل ہو جائیگی اور اگر واجب کو سہو سے ترک کردے تو اس نقصان کو سجدہ سہو سے پورا کرلے۔ اور اگر جان کر واجب کو چھوڑے گا تو نماز باطل ہو جائیگی۔ اور اگر سُنّت یا نماز کی ہیئت یعنے شکل چھوڑ دے تو اس صورت میں نماز باطل نہیں ہوتی اور نہ ہی سجدہ سہو کا لازم آتا ہے ❖

زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ اُس مسلمان پر واجب ہے جس کے پاس مال زکوٰۃ والا ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ بیس مثقال وزن سونے کا مالک ہو یا دو سو درم چاندی کا یا اسباب تجارت کے ذریعہ ان دونوں چیزوں میں سے ایک کی قیمت کے برابر رکھتا ہو یا پانچ اونٹ کا مالک ہو یا تیس گلے اُس کے ملک میں ہوں یا چالیس بکریاں جو سال بھر جنگل میں پھرتی رہیں۔ مگر یہ شخص جس کے پاس یہ مال ہو غلام یا مکاتب نہو ان دونوں پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ پس جس پر زکوٰۃ واجب ہے وہ سونے اور چاندی سے دسویں حصہ کی چوتھائی دے۔ اس لئے بیس دینار سے آدھا دینار دینا پڑتا ہے کیونکہ بیس دینار کا دسواں حصہ دو دینار ہیں۔ اور دو دیناروں کی چوتھائی آدھا دینار ہے اور دو سو درم سے پانچ درم دے کیونکہ دو سو کا دسواں حصہ بیس ہے اور بیس کی چوتھائی پانچ۔ اور پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ میں سے ایک بھیڑ دے۔ جو شیشم سارا او رچھ مہینے کی ہو یا بکری دینی واجب ہے جو عمر میں ایک سال کی ہو اور دس اونٹوں میں سے دو بکریاں دے اور پندرہ اونٹوں کی زکوٰۃ تین بکریاں دینی پڑتی ہیں اور بیس اونٹوں سے چار۔ اور جو چھبیس اونٹوں کا مالک ہوگا اس کو ان میں سے ایک اونٹنی دینی پڑتی ہے جو اپنی عمر کا ایک سال طے کر چکی ہو اور دوسرے میں داخل ہو۔ اور اگر اس پر قدرت نہیں رکھتا تو ایک اونٹ دے جس کی عمر کے دو برس گذر چکے ہوں اور تیسرا شروع ہو۔ اور جس کے پاس چھتیس اونٹ ہوں وہ ان میں سے دو سال کی ایک اونٹنی نکالے۔ اور چھیالیس اونٹ ہوں تو اُن کی زکوٰۃ ایک اونٹ دینا پڑتا ہے جس کی عمر کے

تین سال گذر چکے ہوں اور چوتھا سال شروع ہو۔ اور اکسٹھ اونٹ ہوں تو ان سے ایک اونٹ دے جو اپنی عمر کے چار برس پورے کر کے پانچویں میں آگیا ہو۔ اور جس کے پاس چھہتر اونٹ ہوں وہ دو برس کی دو اونٹنیاں دے۔ اور اکانوے اونٹوں سے لیکر ایک سو بیس اونٹوں تک تین تین برس کے دو اونٹ دینے پڑتے ہیں۔ پس اس تعداد سے زائد ہوں تو ہر چالیس سے دو برس کی ایک اونٹنی دے اور ہر پچاس پر تین سال کا ایک اونٹ دے اور جو تیس گائے کا مالک ہو وہ ایک سال کی عمر کا ایک بچہ دے چاہے نر ہو اور چاہے مادہ۔ اور چالیس میں سے دو برس کا ایک بچہ نکالے اور جس کے پاس ساٹھ گائے ہوں۔ اس کو ایک سال کے دو بچے دینے پڑینگے اور ستر میں سے ایک بچہ ایک سال کا دیگا اور ایک دو سال کا۔ اور اسی طرح ہر تیس گائے کی زیادتی پر ایک سال کا ایک بچہ دے۔ اور ہر چالیس کی زیادتی پر دو سال کا ایک بچہ زکوٰۃ میں دے۔ اور جس کے پاس چالیس بکریوں میں سے ایک سو بیس تک موجود ہوں وہ ایک بکری نکالے۔ اور اگر اس تعداد سے زیادہ ہوں تو ایک سے دو سو کی زیادتی پر دو بکریاں دے اور اگر دو سو سے زیادہ بڑھیں چاہے ایک ہی ہو تو تین سو تک تین بکریاں دینی پڑینگی۔ اور جس قدر تین سو سے زیادہ ہوں انکی زکوٰۃ ہر سینکڑہ میں سے ایک بکری نکال دے جو مال زکوٰۃ اس طرح نکالا جائے۔ اس کے مستحق آٹھ آدمی ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے فقیر لوگ جو اپنی روزی کمانے کی طاقت نہیں رکھتے غریب آدمی جو اچھی طرح اپنی روزی کا سامان میسر نہ آنے سے تنگی اور مصیبت میں بسر کرتے ہوں۔ اور جو مال زکوٰۃ جمع کرنے پر مقرر ہوتے اور حفاظت کرتے ہیں۔ اور اس کو وقت کے خلیفہ کے پاس پہنچاتے ہیں۔ وہ جن کو دین اسلام قبول کرنے کی طرف راغب کیا جاتا ہے یعنے کافروں کا وہ فرقہ جسسے یہ اُمید ہوتی ہے کہ یہ کسی وقت دین اسلام قبول کرلیگے یا مسلمانوں کو ایذا دینے سے باز آئینگے۔ غلاموں کے آزاد کرنے میں جن کے حق میں مالک نے یہ وعدہ کیا ہو کہ اگر اس قدر روپیہ ادا کر دوگے تو تم کو آزاد کر دیا جائیگا۔ اور اگر زکوٰۃ کے مال سے غلام خرید لیا جائے اور اس کو پھر آزاد کر دیں تو یہ درست ہے ✦

ایک روایت ہے کہ جو قرضدار اپنا قرض ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نمازی لوگ جو جہاد پر رہتے ہیں اور وقت کے حاکم یا خلیفہ سے اُنکی کچھ تنخواہ مقرر نہیں ہوتی چاہے وہ مالدار ہی ہوں۔ وہ بھی اس مال کے لینے کا حق رکھتے ہیں مسافر لوگ جو سفر میں ہوں اور اُن کے پاس خرچ نہیں رہا ان کو بھی دیا جائے۔ جو آدمی اپنے شہر سے دوسری جگہ جانے کا ارادہ کرے اس کو یہ ارادہ پورا کرنے کے واسطے زکوٰۃ کا مال دینا واجب نہیں۔ اور جب کوئی زکوٰۃ دے چکے جو فرض ہے تو پھر اس پر صدقہ نفل کا ادا کرنا مستحب ہے رات دن میں تھوڑا بہت جس قدر ہو سکے دیتا رہے۔ متبرک مہینوں میں بالخصوص دے جیسے رجب۔ شعبان رمضان کے مہینے میں اور عید اور عاشورہ کے دن ہیں اور قحط سالی کے دن ہیں جو آدمی صدقہ نفل دیتا ہے اس کے مال میں برکت آجاتی ہے اور اس کے بال بچے اور اس کی جورو امن اور آرام میں رہتی ہیں اور عاقبت میں اُس کو بڑا ثواب ملے گا ✦

صدقہ فطر

جب کسی کے پاس بال بچوں اور بیبیوں کی روزمرہ خوراک سے زیادہ ہو تو اس کو صدقہ فطر میں دے عید کے دن اور اسکی رات اپنے نفس اور اپنی بی بی اور اپنے غلام اور اپنی اولاد اور اپنے ماں باپ اور اپنے بھائیوں اور بہنوں اور اپنے چچوں اور چچازادوں ترتیب وار جس قدر کوئی قریب ہو بشرطیکہ ان کا نان نفقہ اُس کے ذمہ ہو اور اندازہ اس کا ایک

صاع ہے۔ جو وزن میں ۸⅓ رطل عراقی ہے یعنے ہندوستان میں جو نمری سیر مروج ہے اُسکے اڑھائی سیر کھجوریں ہوں یا منقے یا گیہوں یا جو یا گیہوں اور جو کا آٹا یا ان کے ستوں اور پنیر کے واسطے بھی ایسا ہی حکم دیا گیا ہے صحیح مذہب سے ثابت ہے پس اگر یہ اقسام غلہ نایاب ہوں تو جو چیز اُس شہر کی خوراک ہے اُسے دے تو پھر چاول صدقہ میں دے یا چینا یا کنگنی اور اسی قسم کے دیگر اناج سے صدقہ دے ؛

روزوں کا بیان

مسلمان پر رمضان کے مہینے میں روزے رکھنے واجب ہیں جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے فَمَنْ شَہِدَ مِنکُمُ الشَّہرَ فَلْیَصُمْہُ تم میں سے جو آدمی ماہ رمضان میں حاضر ہو وہ روزے رکھے پس جب رمضان کا مہینہ آجائے اور خود چاند دیکھ لے یا ایک مرد عادل کی گواہی سے چاند کا نکلنا ثابت ہو جائے یا شعبان کے پورے تیس دن گذر جائیں تو اس وقت جان لینا چاہئے کہ بیشک رمضان کا مہینہ شروع ہو گیا ہے چاہے تیسویں تاریخ میں آسمان پر ابر غلیظ ہی ہو یا غبار اُٹھا ہوا ہو۔ پس جب رمضان کا مہینہ شروع ہو جائے تو صبح صادق کے ظاہر ہونے سے پہلے یہ نیت کرے کہ میں کل کے دن روزہ رکھوں گا اور اسی طرح رات کو بھی نیت کیا کرے اور ماہ رمضان کے پورا ہونے تک ایسا ہی کرتا رہے اور ایک ضعیف روایت میں آیا ہے کہ اگر ایک ہی دفعہ ماہ رمضان کے سارے روزے رکھنے کی نیت کر لے تو بھی کافی ہے۔ مگر پہلی روایت صحیح ہے اور جب صبح صادق ہو جائے تو ان باتوں سے دور رہے۔ کھانا پینا۔ جماع کرنا۔ باہر کی طرف سے کوئی چیز بھی کسی راستے سے پیٹ کے اندر داخل نہ ہو اور نہ ہی اپنے بدن سے خون نکالے اور نہ ہی غیر کے بدن سے اور قے کرنے اور ایسی حرکت کرنے سے جس سے انزال ہو جائے پرہیز کرے۔ جو امور او پر ذکر کئے گئے ہیں یعنے قے اور حرکت اگر انکے خلاف کریگا یعنے ان میں سے کسی کا ارتکاب کریگا تو اس صورت میں روزہ باطل ہو جائیگا۔ لیکن اگر ان سے روزہ باطل ہو جائے تو آخر وقت تک کھانے پینے سے پرہیز رکھے اور اس پر قضا کا روزہ رکھنا واجب آتا ہے اور جو آدمی روزہ میں جماع کرے۔ اس پر کفارہ واجب ہوتا ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک مسلمان غلام کو آزاد کرے مگر وہ صحیح سالم ہو تندرست ہو کوئی ایسا عیب نہ رکھتا ہو جو اس کو خدمت کرنے کے ناقابل کرتا ہو اور اگر یہ نہ ہو سکے۔ تو پھر دو مہینے پے در پے روزے رکھے اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو ساٹھ فقیر بلا کر ان کو کھانا کھلائے اور ہر ایک فقیر کو گیہوں دلوئے جو ایک سو تہتر درم اور درم کا تیسرا حصہ ہوں یعنے ۱۷۳ ⅓ درم اور یا خرما یا جو دے جو دو دن یکے مثل صاع ہوں اور ان چیزوں کے دینے کی طاقت نہیں رکھتا تو جن چیزوں کا ذکر صدقہ فطر میں ہوا ہو وہ دے اور اگر ان باتوں میں سے کسی کی طاقت بھی نہیں رکھتا تو اس صورت میں اس کا کفارہ ساقط ہو جائیگا حق تعالےٰ سے بخشش کی درخواست کرے اور توبہ کرے اور دوسرے سال میں روزہ رکھے تو تمیں اچھی طرح یاد رکھنا کہ اور رمضان میں جب روزہ رکھے ہو تو اکیلا جوان عورت کے پاس نہ بیٹھے اور نہ ہی اس کے بوسے لے۔ چاہے وہ عورت اس پر حلال ہی ہو یا حرام اور جب زوال کا وقت گذر جائے تو مسواک کرنے سے پرہیز رکھے اور منہ میں مصطگی نہ چبائے اور ایسا بھی نہ کرے کہ منہ میں لعاب جمع کر کے اس کو حلق سے نیچے اتارے اور نہ ہی کھانے کا نمک چکھے۔ اور ان باتوں سے پرہیز کرے۔ کسی کا گلہ کرنا۔ سخن چینی کرنی۔ جھوٹ بولنا۔ گالی گلوچ دینا اور اسی طرح کے دوسرے افعال قبیحہ سے دور رہے اور اول وقت میں روزہ افطار کرنا مستحب ہے مگر ابر ہو تو توقف کرے یہ افضل ہے اور اسی طرح اخیر رات تو قف کر کے سحری کھانا افضل کہا گیا ہے مگر جو آدمی فجر کے طلوع ہونے کی حالت سے واقفیت نہیں رکھتا وہ تاخیر کر کے نہ کھائے۔ اس کو جلد کھا لینا چاہئے۔ اور کھجور یا پانی سے روزہ کا

افطار کرنا بہتر ہے اور پیغمبر صلعم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے روزہ کھولنے کے وقت یہ دعا پڑھی ہے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ میں خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ میں نے روزہ تیرے واسطے رکھا ہے اور تیرے رزق سے ہی اس کو کھولا ہے تو پاک ہے اور تیرے لئے ہی حمد ہے اے اللہ تو ہم سے قبول کر اس میں کوئی شک نہیں کہ سننے والا اور جاننے والا تو ہی ہے ؎

اعتکاف کا بیان

مسلمان کے واسطے اعتکاف کرنا مستحب ہے اور اعتکاف کرنے کا حکم اُس مسجد میں ہے جس میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جاتی ہو اور اس کے واسطے سب مسجدوں سے افضل مسجد جامع مسجد ہے۔ مگر اس میں یہ شرط ہے کہ اعتکاف کے دنوں میں جمعہ آجائے اور روزہ رکھنے کے سوا بھی اعتکاف کرنا درست ہے مگر اعتکاف میں روزہ رکھنا بہتر ہے۔ جو شخص اعتکاف کرنے والا ہو اسکی مطلب برآری کے واسطے روزہ اس کا مددگار ہوتا ہے۔ اور نفس امارہ کی خواہشوں کو توڑ دیتا ہے اور جو اعتکاف کرنے والا ہو اس کے مقاصد کے حاصل ہونے میں مدد دینی لائق ہے اعتکاف یہ ہے کہ اپنے دل کو ایک خاص جگہ پر جمالے اور ہمیشہ وہیں اپنے دل کو جمائے رکھے۔ حق تعالے فرماتا ہے مَا ھٰذِہِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَھَا عٰکِفُوْنَ جن صورتوں پر تم گھر رہے ہو یہ کیا ہیں اور اعتکاف سنت طریق ہے روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کے آخری دس روزوں میں اعتکاف کیا ہے اور پھر آپ وفات پانے تک ہمیشہ اسی طرح اعتکاف کرتے رہے آپ نے اصحابوں کو بھی اعتکاف کی طرف رغبت دلائی ہے اور ارشاد کیا ہے کہ اگر کوئی اعتکاف کرنا چاہے تو وہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں کرے اور جب اعتکاف میں ہو اس وقت ایسے کاموں میں مشغول رہے جو خداوند تعالے کی درگاہ میں نزدیک ہونے کا باعث ہوں جیسے قرآن کا پڑھنا ہے یا سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کہنا۔ اور حق تعالے کے فعلوں اور اسکی صفتوں میں خوض اور فکر کرنا اور یاد الٰہی اور بے انتہا ذکر کرنے کے سوا باقی جتنے خلاف کام ہیں ان سے پرہیز رکھے اور اعتکاف کرنے والے کو درس تدریس کے ذریعہ کسی کو دینی علم کا سکھا دینا روا ہے اور قرآن پڑھانا جائز ہے کیونکہ یہ ایک طرح کی عبادت ہے اور دوسرے کو اس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے جو عبادت خاص اپنے واسطے کرتا ہے اُس سے اس میں زیادہ ثواب ملتا ہے اور اگر ضروری حاجت کے دور کرنے کے واسطے معتکف حجرے سے باہر آئے تو یہ بھی روا ہے اور ضروری حاجتیں یہ ہیں غسل جنابت۔ کھانا۔ پینا۔ بول اور براز اور جب کوئی ایسا خوف لاحق ہو جو اس کی ذات کو ضرر دینے والا ہو جیسے سخت بیماری وغیرہ ہے تو اس وقت بھی حجرہ سے باہر آنا جائز ہے ؎

حج کا بیان

جب کسی مسلمان پر حج کی شرطیں پوری ہو جائیں تو اس پر حج اور عمرہ واجب ہو جاتا ہے وہ شرطیں یہ ہیں اسلام لانے کے بعد آزاد ہو۔ عاقل ہو۔ بالغ ہو۔ حج کے سفر میں جو خرچ درکار ہو وہ موجود ہو۔ سواری رکھتا ہو اور یہ طاقت بھی ہو کہ اگر سواری پر سوار ہوگا تو اس پر قائم اور تندرست رہ سکیگا اور راستہ میں دشمنوں کا خطرہ نہ ہو اس سے پاک ہو اپنے پس ماندہ اہل وعیال کو بھی اس قدر خرچ دے سکتا ہو کہ وہ واپس آنے تک ان کو کفایت کرے۔ ان شرطوں کے پورا ہونے کے بعد مسلمان پر حج اور عمرہ ادا کرنا فوراً واجب ہو جاتا ہے اور اگر ان شرطوں کے

خلاف کرے اہل وعیال کے حق میں کوتاہی روا رکھے اور قرضدار کا قرض ادا کرکے نہ جائے تو اس صورت میں
گناہگار ہوگا اور ثواب کی بجائے اس پر خداوند تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا جیسا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ یُّضِیْعَ مَنْ یَّقُوْتُہٗ آدمی کے واسطے یہی گناہ کافی ہے کہ جن کو وہ کسی روزی
دیتا تھا ان کو ضائع کردے۔ اور اگر حاجی آدمی شرع کے خلاف کوئی بات نہ کرے اور اسی حالت میں حج اور عمرہ
سے فراغت پالے تو اس سے یہ فرض ادا ہو جائیگا۔

اعراف کا بیان

جب شرعی میقات سے احرام کی جگہ میں پہنچے تو احرام باندھے۔ اگر اہل مشرق سے ہے تو اسکو ذات عرق سے
احرام باندھنا چاہیئے اور اگر اہل مغرب سے ہے تو جحفہ سے باندھے۔ اور اگر اہل مدینہ سے ہے تو حلیفہ سے یمینی ہے تو یلملم
سے باندھے۔ اہل نجد سے ہے تو قرن سے باندھے۔ احرام باندھنے سے پہلے غسل کرے۔ اپنے بدن کو میل کچیل سے پاک
کرکے خوب صاف کرے۔ اور اگر غسل کے واسطے پانی دستیاب نہ ہو تو پھر تیمم کرلے۔ اور آزار بند باندھے اور اوپر سے چادر
اوڑھ لے۔ اور یہ دونوں کپڑے سفید اور پاکیزہ ہوں اور خوشبو سے انہیں معطر کرے۔ دو رکعت نماز گذارے اور دل سے
احرام باندھنے کی نیت کرے اور اگر متمتع ہے یعنے اپنے شہر کے میقات سے عمرہ میں احرام باندھے۔ تو عمرہ کے لئے
تلبیہ پڑھے ایسا کرنا افضل ہے یا صرف حج یا حج اور عمرہ دونوں کے واسطے تلبیہ پڑھے تو یہ بھی فضیلت میں داخل ہے
اور احرام سے باہر آنے کے واسطے شرط کرلے پس یہ کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ اَوِ الْحَجَّ اَوْ اِیَّاھُمَا جَمِیْعًا فَیَسِّرْ
ذٰلِکَ لِیْ وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ وَمَحِلِّیْ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ اے اللہ میں عمرہ یا حج یا دونوں کو پورا کرنا چاہتا ہوں تو مجھ پر انکو
آسان کر اور ان کا عمل مجھ سے قبول فرما اور میں اس جگہ احرام سے باہر آنا چاہتا ہوں جہاں تو نے مجھ کو بند کیا
ہے یعنے جو شرط کی گئی ہے اور تلبیہ پڑھے اور تلبیہ کی صفت یہ ہے لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اے اللہ میں تیری خدمت اور فرمانبرداری میں حاضر ہوں
بار خدایا میں خدمت میں حاضر کھڑا ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں حمد اور نعمت تیرے واسطے ہے اور تیرا
ہی ملک ہے کوئی تیرا شریک نہیں" ان کلموں کو جو مذکور ہوئے ہیں بلند آواز سے کہے اور ان جگہوں اور وقتوں
میں کہے احرام کے بعد۔ پانچوں وقت کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد۔ دن اور رات کے شروع ہونے کے وقت اور
جب ہمراہیوں میں سے کسی سے ملاقات کرے اور جب کسی بلندی پر چڑھے یا اس سے نیچے اترے یا کسی تلبیہ پڑھنے
والے کی آواز کو سنے اور برکت والی مسجدوں میں اور عزت والی جگہوں میں اور پیغمبر صلعم پر درود بھیجے اور جس وقت
تلبیہ سے فارغ ہو جائے اس وقت اپنی ذات کے لئے اس چیز کی دعا کرے جس کو وہ چاہتا ہے اور جس سے محبت رکھتا ہے

بیان احکام احرام

پس جب احرام باندھے تو اپنے سر کو نہ ڈھانپے۔ اور سیا ہوا کپڑا اور موزے نہ پہنے۔ اگر ان ممنوع چیزوں میں سے
کسی کا مرتکب ہوگا۔ تو اس پر بکری کی قربانی لازم ہوگی مگر جب بے سیا ہوا تہ بند نہ ملے اور نہ نعلین تو پھر سیا ہوا کپڑا اور
موزے پہننے جائز ہیں اور اپنے بدن اور کپڑوں میں طرح طرح کی خوشبو میں نہ لگائے اور اگر جان بوجھ کر ایسا کرے تو اس
پر کپڑوں کو دھونا بکری کو ذبح کرنا واجب ہے اور اپنے ناخن نہ اتروائے اور نہ ہی حجامت کرائے۔ پس اگر تین ناخن تراشیگا
یا سر یا بدن کے تین بال مونڈیگا تو اس پر ایک بکری کا ذبح کرنا واجب ہوگا۔ پس اگر انکی تعداد تین سے کم ہا یکہ

یاد و) ہو تو اس کو ہر ناخن اور بال کے بدلے ایک مد[1] دینا لازم آئیگا۔ اور اس حالت میں نہ ہی اپنا نکاح کرے اور نہ ہی کسی دوسرے کا لیکن عورت کے پاس آمد و رفت بھی روا ہے اور عورت یا لونڈی کے ساتھ اسکی فرج یا غیر فرج میں جماع نہ کرے ورنہ اس کا حج باطل ہو جائیگا۔ مگر یہ شرط ہے کہ یہ مباشرت عقبہ کے سنگریزہ ڈالنے سے پہلے وقوع میں آئی ہو اور قصداً اپنی منی خارج نہ کرے اور عورت کی طرف بار بار نہ دیکھے اگر دیکھے اور اس سے اسکی منی نکل پڑے تو اس حالت میں اُسے کفارہ دینا پڑیگا اور وہ کفارہ یہ ہے کہ ایک بکری کو ذبح کرے اور کسی اُس جانور کو جو کھایا جاتا ہے اور جو چیز کھائے جانے والے جانور سے پیدا ہوتی ہے اور جو جانور نہیں کھایا جاتا شکار نہ کرے اور اس چیز کو نہ کھائے جو اُس کے واسطے شکار کی گئی ہو اور نہ ہی وہ شکار کھائے جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہو یا اس کی جانب رہنمائی کی ہو یا اُس کے ذبح کرنے پر اعانت کی ہو جیسے ذبح کرنے کے واسطے شکار کو نگاہ رکھے یا اُس کے واسطے عاریتہً چھری دے اور ایسی ہی دوسری چیزیں بھی نہ کھائے پھر اگر ایسا کیا تو اُس شخص پر اُس شکار کی مانند چوپایہ جانوروں میں سے کفارہ دینا واجب ہے یعنی اگر شتر مرغ شکار کیا تو اس پر اونٹ یا گائے دینی واجب ہے اور اگر گورخر شکار کیا تو اس کے عوض میں گائے دے۔ اور اگر جنگلی گائے یعنی نیل گائے اور اس قسم کے دوسرے جانوروں کا شکار کیا تو کفارہ میں گائے دے اور ہرنی یا لومڑی کے شکار کے عوض ہرنی یا پہاڑی بھیڑ دے اور کفتار کے بارہ میں بکری۔ اور خرگوش شکار کیا ہے تو اُس کے کفارہ میں مادہ بزغالہ دے۔ اور جنگلی چوہا کے عوض بکری کا بچہ چار مہینے کا دے۔ اور اگر سوسمار شکار کرے تو بکری کا بچہ دے۔ بڑے کے عوض بڑا اور چھوٹے کے عوض چھوٹا جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے ساری صفتوں میں اور کبوتر کے شکار کے عوض میں بکری دے اور اگر عوض میں چوپایہ جانور دینے کی قدرت نہ ہو تو پھر ان کی قیمت دیوے۔ مگر قیمت دو مسلمان اور عادل گواہوں سے مشخص کرائے۔ اور محرم شخص کو آدمی سے الفت رکھنے والے یعنی پالتو حیوانوں کا ذبح کرنا اور کھانا روا ہے اور ضرر پہنچانے والے جانوروں کا مارنا بھی جائز ہے جیسے سانپ بچھو۔ کاٹنے والا کتا۔ شیر۔ پلنگ۔ بھیڑیا۔ چیتا۔ چوہا۔ ابلق کوا۔ چیل۔ باز اور اس کی قسمیں جیسے کہ بھڑ۔ مچھر۔ پسو۔ بندر۔ گرگٹ۔ مکھی اور اسی قسم کے جتنے زمین کے اندر گھسنے والے جانور ہیں اور جب چیونٹی ایذا دے تو اس کا مارنا درست ہے اور اسی طرح جوں اور لیکھ کا مارنا بھی ایک روایت میں درست لکھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اپنی طاقت کے موافق صدقہ کرے اور حرم کے جانوروں کو نہ مارے۔ اور اگر ماریگا تو جیسا ذکر کیا گیا ہے شرع کے موافق اس کو کفارہ دینا لازم آئیگا۔ اور حرم کے درختوں کو نہ تو جڑ ہی سے اکھاڑے اور نہ ہی اوپر سے کاٹے اور اگر کسی کو اکھاڑیگا یا کاٹیگا تو بڑے درخت کے بدلہ میں گائے دینی پڑیگی اور چھوٹے درخت کے عوض بھیڑ اور یہی حکم مدینہ کے جانوروں اور درختوں کی نسبت ہے کہ وہ دونوں محرم آدمی پر حرام ہیں مگر جو شخص مدینہ میں ایسا کرے اس کا تاوان صرف یہ ہے کہ اس کے کپڑے چھین لیں۔ اور یہ کپڑے چھیننے والے پر حلال ہیں۔

وقت کی گنجائش کا میسر آنا

اگر حج کرنے والے کو وقت کی گنجائش ہو یعنی زیادہ وقت حاصل ہو سکے تو وہ عرفہ کے دن سے چند روز پہلے مکہ میں داخل ہو اور اس کے واسطے یہ مستحب ہے کہ پہلے پہل پورا غسل کرے اور مکہ میں داخل ہونے کے وقت بلندی کی طرف سے داخل ہو اور جب مسجد حرام آ جائے تو بنی شیبہ کے دروازے سے داخل ہو اور جس وقت خانہ کعبہ دکھائی دے اُس وقت

---

[1] مد وزن میں دس چھٹانک سا گیہوں ہیں ۱۲

اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھائے اور اٹھا کر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ (ترجمہ اے اللہ تو ہی ہے جو سب نقصانوں سے پاک ہے اور سب کے لئے سلامتی تجھ سے ہے اے ہمارے پروردگار ہم کو سلامتی سے زندہ رکھ بار خدایا اس گھر کی بزرگی اور شرافت اور خوبی اور ہیبت اور نیکی کو زیادہ کر۔ اور جو شخص خانہ کعبہ میں حاضر ہوا اور حج کیا ہے اور تو نے اس کو بزرگی اور عزت دی ہے تو اس کی تعظیم اور بزرگی اور عزت اور ہیبت کو اور بھی زیادہ کر حق تعالےٰ کی ذات اور عزت اور اس کے جلال کی بزرگی کے باعث جیسا کہ چاہئے ویسا بہت حمد مسمی کے لائق۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھ کو اپنے گھر میں پہنچایا اور اس کے واسطے مجھ کو لائق جانا ہے۔ ہر حال میں خدا کا شکر ہے۔ خداوندا تو نے مجھے اپنے گھر کی زیارت کے واسطے بلایا ہے۔ میں زیارت کے واسطے اس گھر میں تیرے پاس حاضر ہوا ہوں۔ خداوندا مجھ سے میرا عمل قبول کر اور میرے گناہوں کو بخش دے۔ اور میرے حال کی اصلاح کر تیرے سوا کوئی اور سچا معبود نہیں ہے) اس دعا کو جو اوپر مذکور ہوئی ہے بلند آواز سے پڑھے۔ اور پھر آنے کے واسطے طواف کرے اور اپنی چادر سے اضطباع کرے اور اضطباع کی صورت یہ ہے کہ اپنے داہنے کندھے سے چادر الگ کر کے اس کو ننگا کر دے اور اس کو دائیں بغل کے نیچے سے نکالے۔ اور اُلٹ کر بائیں کندھے پر لیجائے کہ وہ ڈھانپا جائے۔ اس کے بعد حجر اسود کے پاس آئے اور اگر ہاتھ سے اس کو چھوئے اور چومے اور اگر حجر اسود کو بوسہ نہیں دے سکتا تو ہاتھوں سے مس کر کے پھر ہاتھوں کو ہی چوم لے۔ اور اگر لوگوں کا اجتماع بہت ہو اور لوگوں کی کثرت کے باعث وہاں تک پہنچ نہیں سکتا۔ تو اس صورت میں دور سے ہی حجر اسود کی جانب اشارہ کرے اور یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَهْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ خداوند تعالےٰ بزرگ ہے۔ خداوندا میں تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تیری کتاب کی دل سے تصدیق کی ہے اور تیرے عہد پر وفا کیا ہے اور تیرے پیغمبر کے طریق کی پیروی کی ہے جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور جب طواف شروع کرے تو اپنی داہنی طرف سے کرے یہاں تک کہ گرد پھرے اور بیت اللہ کے دروازے کی طرف لوٹے اور پھر اس پتھر کی جانب جائے جس کے اوپر خانہ کعبہ کا پرنالہ رکھا ہوا ہے اور اسکی طرف جاتے ہوئے جلدی جلدی جائے اور وہ تیزی سے دوڑنا ہے باوجود نزدیک ہونے قدموں کے۔ جب رُکن یمانی کے پاس پہنچے تو ہاتھ سے اُس کو چھولے اور بوسہ نہ دے پس جب حجر اسود کے پاس پہنچے تو شمار کرے کہ اب ایک طواف پورا ہو گیا۔ اور اسی طرح دوسری اور تیسری دفعہ طواف کرے اور طواف کرتا ہوا سب میں یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا۔ خداوندا اس حج کو قبول کر اور اس کی کوشش کے عوض میں مجھ کو اس کی جزا دی جائے اور میرے گناہ بخشدے اس کے بعد آہستہ آہستہ چلے اور اسی رفتار سے باقی چار طواف پورے کرے اور یہ طواف کرتا ہوا اس دعا کو پڑھے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ عَمَّا تَعْلَمُ وَاَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اے خدا اے ہمارے پروردگار دنیا اور آخرت میں ہم کو نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے ہمکو نگاہ رکھ۔ اور دُنیا اور آخرت کی نیکی سے جو چاہے وہ مانگے۔ اور جو طواف قدوم کی نیت کرے۔ وہ شرعی پلیدی یعنے دنیا کی نجاست سے پاک ہو اور ستر عورت کو ڈھانپے رکھے پیغمبر نے ارشاد فرمایا ہے خانہ کعبہ کا طواف کرنا نماز ہے مگر نماز میں گفتگو منع ہے اور اس طواف میں خداوند تعالےٰ نے بات کرنی مباح کر دی ہے۔ جب طواف قدوم سے

فراغت پالے تو پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے مکان کے پیچھے دو رکعت نماز گذارے جن کی قرأت مختصر ہو۔ فاتحہ پڑھنے
کے بعد پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھے اس کے بعد حجر اسود کے پاس آئے اور
اُس کو ہاتھ سے چھوئے۔ پھر اُس دروازہ سے جو صفا کی جانب ہے کوہ صفا کی طرف آئے اور اُس پر چڑھ جائے۔ یہاں
تک کہ خانہ کعبہ نظر آجائے۔ اور جب خانہ کعبہ نظر آجائے تو اُس وقت پہلے تین دفعہ تکبیر کہے اور پھر یہ دُعا پڑھے
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدٰىنَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ
وَحْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ تعریف اور ثناء حق تعالٰے
کے واسطے ہے کیونکہ اُس نے ہم کو ہدایت اور راستی کی طرف راہ دکھلائی ہے کوئی برحق معبود نہیں ہے مگر سوا اللہ کے
اُسکی ذات اور اُسکی صفتوں میں کوئی اُس کا شریک نہیں ہے اُسنے اپنے وعدہ کو سچا کیا ہے اور اپنے بندے کو مدد دی ہے اور کافروں کو شکست دی ہے وہ تنہا ہے
اور اُسکے سوا کوئی سچا معبود نہیں جب ہم اُسکے واسطے دین کو خالص کرنیوالے ہیں اس حال میں ہم اُسکے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے۔ اگرچہ
کافروں کو اس دین سے کراہت ہے۔ اسکے بعد کوہ صفا سے نیچے اُتر آئے اور تلبیہ کہے اور دوسری اور تیسری دفعہ دعا
مانگے اور اس سبز میل تک جو مسجد سے چھ ہاتھ کی دوری پر نصب کیا ہوا ہے پیادہ چلے اور جب میل سبز کی طرف جانے لگے
تو جلدی سے جائے اور جس وقت وہاں پہنچ جائے پھر اپنی رفتار کو آہستہ کردے اور ایسی آہستہ رفتار سے کوہ مروہ تک
جائے۔ اور جاکر اس کے اوپر چڑھ جائے اور اس جگہ بھی عمل کرے جو کوہ صفا پر کیا تھا اُسکے بعد کوہ مروہ سے اُتر آئے
اور اُترنے کے بعد آہستہ چلنے کی جگہ میں آہستہ چلے اور جو دوڑ کی جگہ ہے وہاں دوڑے یہاں تک کہ پھر کوہ صفا کے
پاس پہنچ جائے اور اسی طرح جیسا کہ بیان ہوا ہے سات دفعہ آئے اور جائے اور یہ شمار صفا سے شروع کرکے مروہ
پر تمام کرے اور حدث اور دوسری ناپاکی سے پاک ہو جیسا کہ خانہ کعبہ کے طواف میں ذکر کیا گیا ہے۔ جب ان بیان کئے
گئے کاموں سے فارغ ہو جائے تو اپنا سر منڈوائے اور اگر متمتع ہو تو کترائے اور جو ہدی ہمراہ لیگیا ہے وہ نہ
ہو تو وہ کام کرے جو حلال ہے اور احرام نہ رکھے اور جب ترویہ کا دن آجائے۔ جو ذی الحجہ مہینے کا آٹھواں دن ہے
اس روز مکہ سے حج کے واسطے احرام باندھے اور منا میں آئے اور ان نمازوں کو اسی جگہ ادا کرے۔ ظہر، عصر،
مغرب، عشاء اور اسی جگہ ہی رات بسر کرے اور وہیں اگلے روز فجر کی نماز ادا کرے۔ دوسرے دن جب آفتاب
نکل آئے وہاں سے اور آدمیوں کے ساتھ چل کر اُس جگہ آئے جہاں عرفہ کے دن لوگ آکر کھڑے ہوتے ہیں اُنکے
ساتھ یہاں کھڑا ہو اور جب زوال کے وقت امام خطبہ پڑھے اور جو کچھ کرنا پڑتا ہے اُس کو بیان کرے تو اس کو
نزدیک ہو کر سُنے۔ وہ بیان کرنے والے امور یہ ہیں۔ کھڑے ہونے کی ہیئت، کھڑے ہونے کی جگہ، وقت عرفات سے
جانا، مزدلفہ میں نماز کا ادا کرنا، مزدلفہ میں رات کا بسر کرنا اور اس کے سوا وہاں کنکروں کا ڈالنا۔ قربانی کرنا،
سر منڈانا، خانہ کعبہ کا طواف کرنا۔ جب امام ان امور کو بیان کرے تو جہاں تک ہو سکے نزدیک ہو کر پوری توجہ
سے سُنے۔ اُس کے بعد امام کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز ادا کرے اور دونوں کو ہر نماز کی اقامت سے ایک وقت
میں جمع کرے پھر کوہ رحمت اور صخرات کی طرف امام کے نزدیک جائے یہاں تک کہ قبلہ کے روبرو ہو اور جب
اس جگہ پہنچے تو یہاں کھڑا ہو جائے اور دعا مانگے اور جہاں تک کر سکے خداوند تعالیٰ کی تعریف کرے اور اس وقت
میں اکثر اس دعا کو پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ
اَبَدًا اَبَدًا بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا

وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ۔ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں، مُلک اسی کے واسطے ہے اور اُسی کے واسطے حمد ہے وہ ہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور زندہ وہی ہے جو کبھی نہیں مریگا اور اُس کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر اور توانا ہے اے اللہ میرے دل میں نور بڑھا اور میری آنکھ کو منور کر اور میرے کانوں میں نور زیادہ کر اور میرے کام کو میرے واسطے آسان کر۔ اگر دن میں امام کے ساتھ کھڑا نہیں ہو سکا اور اگلے دن فجر کے وقت اس کے ساتھ شامل ہوا ہے جبکہ امام کھڑا ہونے کی جگہ سے قربانی کی رات واپس آیا ہے تو اس صورت میں وقوف اس سے فوت ہو گیا اور اگر اس وقت میں بھی امام کے پاس نہیں پہنچ سکا تو پھر اس سے حج فوت ہو گئی اور جب مزدلفہ کے راستے میں امام کے ہمراہ ہو تو آرام اور احتیاط کے ساتھ جائے اور جب مزدلفہ میں پہنچ جائے تو امام کے کے پیچھے کھڑا ہو کر مغرب اور عشا کی نماز ادا کرے اور اگر امام کے ساتھ نماز ادا نہیں کر سکا فوت ہو گئی ہے تو پھر اکیلا ادا کرے اور اسی جگہ اپنا اسباب کھدے اور وہیں رات گذارے اور سنگریزے جس جگہ سے آسانی کے ساتھ مل سکیں وہاں سے لے اور انکی تعداد ستر ہے یعنے ستر سنگریزے لے اور وہ چنے سے بڑے ہوں اور فندق سے چھوٹے ہوں اور سنگریزوں کو دھو ڈالے یہ مستحب ہے اور جب صبح ہو تو فجر کی نماز پڑھے اور اس میں کوشش کرے کہ تاریکی میں ہی نماز ادا ہو جائے پھر مشعر حرام میں آئے اور وہاں اس کے پاس کھڑا ہو اور کثرت سے حمد اور ثناء کرے اور تہلیل اور تکبیر اور دُعا پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ اپنی دعا میں یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ کَمَا اَوْقَفْتَنَا فِیْهِ وَاَرَیْتَنَا اِیَّاہُ فَوَفِّقْنَا لِذِکْرِكَ کَمَا ھَدَیْتَنَا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا کَمَا وَعَدْتَنَا بِقَوْلِكَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ۔ اے اللہ تو نے اس جگہ ہم کو کھڑا کیا ہے اور تو نے ہی یہ جگہ ہم کو دکھلائی ہے۔ پس جس طرح تو نے ہم کو سیدھا راستہ دکھایا ہے اسی طرح ہم کو توفیق دے اور ہمیں بخشدے جیسا کہ تو نے ہمسے اپنے فرمان کے موافق وعدہ کیا ہے اور تیرا فرمان اور وعدہ سچا ہے پس جس وقت دن روشن ہوا اس وقت منا کی طرف جائے اور وادی محسر کو جلدی جلدی طے کرے اور منا کی وادی میں پہنچ جائے تو عقبہ کے سات سنگریزے ڈالنے کے وقت ہر ایک کے بعد تکبیر کہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو یہاں تک اُٹھائے رکھے کہ بغل کی سفیدی دکھائی دے کیونکہ پیغمبر نے اسی طرح سنگریزے ڈالے ہیں اور جب سنگریزے پھینکنے لگے تو ان سے پہلے تکبیر نہ کہے اور جمرہ اور عقبہ دونوں جگہوں میں جب سنگریزے ڈالے تو وہ آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد اور زوال سے پہلے ڈالنے چاہئیں اور تشریق کے دنوں میں زوال کے بعد پھینکے۔ اور جب سنگریزے پھینکنے سے فارغ ہو جائے تو پھر قربانی کرے مگر یہ اُس صورت میں ہے کہ قربانی اسکے ہمراہ ہو اور اپنے سر کو منڈوائے یا سر کے بالوں کو کتروائے۔ اگر عورت ہے تو اس کے واسطے یہ حکم ہے کہ تین اُنگلیوں کی مقدار سر کے بالوں کو کتروائے اسکے بعد مکہ کی طرف جائے اور غسل اور وضو کر کے زیارت کا طواف کرے اور اُس طواف کی نیت بھی کرے اور ابراہیم کے مقام کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کرے اور جب نماز سے فارغ ہو جائے تو پھر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے اگر مرضی ہو تو دوڑے کیونکہ یہ کام پہلے طواف قدوم میں کر چکا ہے۔ پس جب یہ کام کر چکے گا تو جو چیزیں احرام باندھنے کے بعد اس کو منع تھیں وہ سب اس کے بعد اس پر حلال ہو گئیں اور جس طرح احرام سے پہلے سب کام کرنے کا مجاز تھا اسی طرح پھر ہو گیا اسکے بعد چاہ زمزم پر آئے اور اُس میں سے پانی پئے اور جب پانی پینے لگے تو اس وقت یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَرِیًّا وَّشِبَعًا وَشِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ وَاغْسِلْ بِهٖ قَلْبِیْ وَامْلَاْهُ مِنْ خَشْیَتِكَ (میں خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ اس پانی کو میرے واسطے فائدہ دینے والا بنا اور فراخ روزی اور سیرابی اور سیری کر۔ اور ہر ایک بیماری سے اسکے سبب تندرستی دے اور اس سے میرے دل کو دھو

ڈال اور میرے دل کو اپنے خوف سے بھر دے۔ اس کے بعد منا کو واپس آجائے اور یہاں آ کر تین راتیں رہے اور تین دنوں میں تینوں جمروں پر سنگریزے ڈالے اور انکا طریق بھی وہی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ اور ہر روز اکیس اکیس سنگریزے پھینکے پہلے جمرہ سے شروع کرے اور جتنے جمرہ ہیں ان سب کی نسبت مکہ سے یہ زیادہ دوری پر ہے اور مسجد خیف کے پاس ہے۔ اس جمرہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی جانب پر رکھے اور قبلہ کی طرف مُنہ کرکے سنگریزے پھینکے اور پھینکنے کی جگہ سے آگے گذر جائے تاکہ دوسرے آدمیوں کے سنگریزے اس کو صدمہ نہ پہنچائیں اور آگے بڑھ کر کھڑا ہو جائے اور وہاں خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں اُتنی دیر تک کھڑا ہو کر دعا پڑھے جتنے میں سورہ بقر پڑھی جاتی ہے اُس کے بعد درمیانی جمرہ کو داہنی طرف کر کے اس پر سنگریزے ڈالے اور جس طرح پہلے جمرہ پر دعا پڑھی تھی اُسی طرح یہاں بھی قبلہ کی جانب مُنہ کرکے دعا پڑھے اس کے بعد جمرہ عقبہ پر جو آخری ہے داہنے طرف کرکے سنگریزے پھینکے اور قبلہ کی جانب مُنہ کئے ہوئے وادی عقبہ کی طرف آئے اور اس جگہ کھڑا نہ ہو اور پھر دوسرے تیسرے دن بھی ایسا ہی کرے جیسا کہ پہلے دن کیا ہے اور اگر جلد فارغ ہونا چاہئے اور تیسرے دن سنگریزے نہ پھینکے تو جس قدر اُسکے پاس باقی ہوں اُن کو زمین میں دفن کر دے۔ اور اس کے بعد اس جگہ سے مکہ کی جانب روانہ ہو اور وادی ابطح میں پہنچ کر۔ ظہر عصر مغرب اور عشا کی نماز گذارے اور تھوڑی دیر سو کر مکہ میں آئے اور مکہ میں یا دوسری جگہ اس طرح ٹھیرے جیسا کہ ناہر اور ابطح میں ٹھیرا ہے اور جب خانہ کعبہ میں داخل ہو تو پاؤں سے ننگا ہو کر داخل ہو اور پھر کعبہ کے اندر نماز نفل ادا کرے اور آسودہ ہو کر آب زمزم پیئے اور اس سے خوب سیر ہو لے اور پانی پینے کے وقت علم و خداوند تعالیٰ کی بخشش اور اُسکی رضا اور دوسری چیز کی جس کو دوست رکھتا ہے نیت کرے کیونکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ آب زمزم اس چیز کے واسطے ہے جسکی نیت پر پیا گیا ہے اور خانہ کعبہ کی طرف اپنی توجہ اور نظر بہت رکھے۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ خانہ کعبہ کی طرف نظر کرنی عبادت ہے اور جب تک خانہ کعبہ کو وداع نہ کر لے اس سے باہر نہ آئے اور وداع کرنیکے واسطے سات دفعہ طواف کرے اور رکن یمانی اور خانہ کعبہ کے دروازہ کے درمیان کھڑا ہو جائے اور کھڑا ہو کر یہ دعا کرے اَللّٰهُمَّ هٰذَا بَيْتُكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اے اللہ یہ تیرا ہی گھر ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بیٹے کا اور تیری لونڈی کا لڑکا ہوں۔ جس چیز پر تو نے مجھ کو قابو اور قدرت دی اُس پر تو نے مجھ کو سوار کرایا۔ اور اپنے شہروں کے بیچ تو نے مجھے سیر کرائی یہاں تک کہ اپنی نعمت کے اوپر پہنچا دیا۔ اور جو عبادت میرے اوپر فرض تھی اُسکے ادا کرنے پر تو نے میری مدد کی۔ اگر تو مجھ پر راضی ہوا ہے تو اور بھی اپنی رضامندی میرے اوپر زیادہ کر اور اگر کسی کوتاہی کے سبب راضی نہیں ہوا تو اس سے پہلے کہ میں تیرے گھر سے الگ ہوں اپنی رضامندی سے مجھ پر احسان ہی کر دے یہ میری رخصت کا وقت ہے اگر تو مجھے اس حالت میں اجازت دے کہ تیرے سوا کسی دوسرے معبود کو اختیار نہ کروں اور نہ ہی تیرے گھر کے سوا کسی دوسرے گھر کی خواہش رکھوں اور نہ ہی تجھ سے اور تیری درگاہ سے اور طرف مُنہ پھیروں خداوندا مجھے تندرستی اور جسم کی صحت عطا فرما اور میرے دین میں پارسائی زیادہ کر اور میری بازگشت کو نیک کر۔ اور جب تک میں زندہ ہوں مجھ کو اپنی فرمانبرداری عطا فرما اور دونوں جہان کی نیکی مجھ میں جمع کر دے تو ہر ایک چیز کے اوپر قدرت رکھتا ہے اور قادر ہے اور جب اس مضمون کی دعا مانگ چکے تو اس کے بعد اگر دنیا اور آخرت کی نیکی کی اور بھی زیادہ دعا مانگے تو بہتر ہے اور یہ سب کچھ کر چکے تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اس کے بعد مکہ میں نہ ٹھیرے اور اگر ٹھیرے تو ایک بھیڑ ذبح کر دے۔

وقت کی تنگی کا بیان

اگر وقت کی گنجائش نہیں تنگ ہے اور یہ خوف ہے کہ عرفات میں وقوف ہاتھ سے جاتا رہیگا تو اس صورت میں اگر احرام میقات سے باندھے تو عرفات سے شروع کرے اور اس جگہ کھڑا ہو اور جب آفتاب غروب ہو جائے تو اس کے بعد اس جگہ سے روانہ ہو اور جب مزدلفہ میں رات بسر کرے تو وہاں اس پر عمل کرے جو اوپر ذکر کیا گیا ہے اور پھر منا میں سنگریزے ڈالے اور اسکے بعد مکہ میں آئے اور آکر دو طواف کرے۔ پہلے طواف میں تو قدوم کی نیت کرے اور دوسرے میں زیارت کی۔ اس کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے اور جب یہ عمل کر چکے گا۔ تو پھر ہر ایک چیز اس پر حلال ہو جائیگی۔ اس کے بعد سنگریزے پھینکنے کے واسطے منا کی طرف لوٹ آئے اور تین دن میں اسی طرح کرے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے

عمرہ کا بیان

عمرہ یہ ہے کہ پہلے عمرہ کے واسطے غسل کرے اور خوشبو لگائے پھر شرعی میقات سے احرام باندھے اور اس میں ایسا ہی کرے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے پھر دو رکعت نماز پڑھے اور اس سے فارغ ہو کر سات دفعہ خانہ کعبہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑے اور اس کے بعد سر کے بال کٹوائے یا منڈ ڈالے اور جب یہ کر چکے تو عمرہ سے باہر آجائے اگر اس کے ہمراہ ہدی نہ ہو اور اگر مکہ میں ہو تو یہاں سے عمرہ کے واسطے تنعیم میں جائے جو ایک جگہ کا نام ہے اور اس جگہ سے احرام باندھے اور آگے ویسا ہی عمل کرے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔

حج میں جماع کرنیکا بیان

اگر حج میں عورت کے ساتھ جماع کرے یا کسی دوسرے طریق میں کوئی بات کر ڈالے جس سے انزال ہو جائے تو اس صورت میں حج باطل ہو جاتا ہے۔ حج کے ارکان چار ہیں۔ احرام باندھنا۔ عرفات میں کھڑا ہونا۔ طواف زیارت۔ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا۔ اور شیخ کی ایک روایت میں ہے کہ حج کے ارکان دو ہیں عرفات میں ٹھہرنا اور کعبہ کا طواف کرنا لیکن پہلا قول صحیح ہے۔ اگر ان بیان کئے گئے چاروں رکنوں میں سے کوئی رہجائیگا تو اس کا حج ناقص ہوگا۔ اور اس شخص پر واجب ہو جاتا ہے۔ کہ اسی سال یا دوسرے سال دوبارہ حج کرے احرام باندھکر۔ اگر ان ارکان میں سے کوئی ادا نہ ہو تو ذبیحہ اس کا معاوضہ کافی نہیں۔ اور حج کے واجبات پانچ ہیں۔ آدھی رات سے زیادہ مزدلفہ میں رہنا۔ ایک رات منا میں بسر کرنا۔ سنگریزے پھینکنے۔ سر منڈانا۔ طواف وداع۔ اگر ان واجبوں میں سے کوئی واجب چھوٹ جائے۔ تو اسکی عوض ذبیحہ ہے یعنی بکری ذبح کرے۔ اس سے نقصان کا ایسا ہی عوض ہو جاتا ہے جیسا کہ واجبات نماز میں کسی واجب کے ترک ہو جانے سے سجدہ سہو بجا لانے سے اس کا نقصان پورا ہو جاتا ہے اور حج کی سنتیں پندرہ ۱۵ ہیں۔ احرام کے واسطے غسل کرنا۔ مکہ میں آنے کے واسطے غسل کرنا۔ عرفات میں کھڑا ہونے کے واسطے غسل کرنا۔ مزدلفہ میں رات بسر کرنے کے واسطے غسل کرنا۔ منا میں سنگریزے ڈالنے کے دن غسل کرنا۔ طوافِ زیارت کے واسطے غسل کرنا۔ طوافِ وداع کے واسطے غسل کرنا یہ سب ایک سنت کے شمار میں ہیں۔ دوسری طوافِ قدوم ہے۔ تیسری صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا۔ چوتھی بغل کے نیچے سے چادر نکالکر بائیں کندھے پر ڈالنی۔ پانچویں طواف کے وقت سعی کرنی۔ چھٹی حجر اسود کو بوسہ دینا۔ ساتویں دونوں رکنوں کو مس کرنا۔ آٹھویں صفا اور مروہ پر چڑھنا۔ نواں منا میں تین راتوں کا بسر کرنا۔ دسویں تینوں جمروں کے پاس سنگریزے ڈالنے کے وقت کھڑے ہونا۔ گیارہویں مشعر حرام کے اوپر کھڑا ہونا۔ بارہویں خطبہ اور خدا کے ذکر کا سننا تیرہویں یہ ہے کہ جن مقاموں پر سعی کرنے کا حکم ہے وہاں سخت کوشش کرے۔ چودہویں یہ ہے کہ چلنے کے مقاموں

میں پہ چلے۔ پندرہویں طواف کی ہے دو رکعتوں کا پڑھنا۔ پس اگر یہ سنتیں یا ان سنتوں میں سے کوئی سنت ترک ہو جائے تو یہ ایک افضل کا ترک ہے اور اس کا عوض واجب نہیں آتا۔

عمرہ کے ارکان

عمرہ کے رکن تین ہیں احرام باندھنا، خانہ کعبہ کا طواف کرنا، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنی اور عمرہ کا واجب صرف سر منڈوانا ہے اور عمرہ کی سنتیں یہ ہیں احرام کے وقت غسل کرنا، طواف میں ان دعاؤں اور ذکروں کا پڑھنا جو مشروع ہیں اور سعی کرنی۔ اور اگر کوئی سنت ترک ہو جائے تو اس کا حکم وہی ہے جو حج میں ترکِ سنت کا حکم بیان ہوا ہے

مدینہ میں داخل ہونے کا بیان

جب خداوند کریم انسان کو تندرستی عطا کرے اور خیریت کے ساتھ مدینہ میں پہنچ جائے تو یہ امر مستحب ہے کہ نبی صلعم کی مسجد میں آئے اور اس میں داخل ہونے کے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَکُفَّ عَنِّیْ رَحْمَتِکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اے اللہ ہمارے سردار پر درود بھیج کہ ان کا پاک نام محمد ہے اور ہمارے محمد کی بزرگ آل پر درود پہنچا اور میرے واسطے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور اپنے عذاب کے دروازے میرے اوپر بند کر دے تمام تعریف تیرے واسطے ہی ہے کہ تو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اس کے بعد رسول صلعم کی قبر کے پاس آ جائے اور منبر کے نزدیک ہو کر اس طرح کھڑا ہو کہ وہ بائیں طرف پر ہو اور منہ قبر کی طرف کرے اور پیٹھ قبلہ کی طرف۔ اور پھر یہ دعا پڑھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ الخ یعنی وَاجْعَلْنَا مِنْ اَھْلِ شَفَاعَتِہٖ تک۔ (ترجمہ) اے پیغمبر خدا تیرے اوپر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت ہو اے اللہ محمد پر اور اس کی اولاد پر درود بھیج جیسا کہ تو نے ابراہیم پر درود بھیجا ہے تعریف کیا گیا اور بزرگ تو ہی ہے۔ اے اللہ تو ہمارے بزرگ اور ہمارے سردار کو جو محمد ہے ہمارے واسطے وسیلہ بنا اور دنیا اور آخرت میں محمد صلعم کو بزرگی اور بلند درجہ عطا فرما اور ان کو مقام محمود نصیب کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ خداوندا روحوں میں تو محمد صلعم کی روح پر درود بھیج اور جسموں میں سے ان کے جسم پر درود بھیج جیسا کہ اس نے تیرے پیغاموں کو پہنچایا ہے اور تیری آیتوں کو بیان کیا ہے اور تیرے حکم کے موافق باطل سے حق کو جدا کیا ہے اور تیرے راستے میں جہاد کیا ہے اور لوگوں کو تیری طاعت کرنے کے لئے امر کیا ہے اور گناہوں سے ان کو منع کیا ہے اور تیرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کی ہے اور تیرے دوستوں کے ساتھ دوستی اور وفات پانے تک تیری عبادت کی ہے۔ خداوندا تحقیق تو نے اپنی کتاب میں اپنے پیغمبر کو فرمایا ہے کہ اگر لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم بھی کیا ہے اور پھر وہ تیرے پاس آ جائیں اور اللہ سے بخشش چاہیں اور رسول ان کے واسطے بخشش کی درخواست کرے تو وہ خداوند تعالیٰ کو بخشنے والا اور مہربان پائیں گے اور اس میں شک نہیں ہے کہ میں تیرے پیغمبر کے پاس اپنے گناہوں سے لوٹ کر واپس آیا ہوں اور تیری بخشش کا طلبگار ہوں، پس میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو میرے واسطے اپنی آمرزش ایسی ہی واجب کر جیسی کہ تو نے اس شخص کے واسطے واجب کی ہے جو تیرے پیغمبر کے پاس آیا تھا اور اپنے گناہ لئے ہوئے اس کے پاس کھڑا ہوا، اور پیغمبر نے اس کے واسطے دعا کی اور تو نے اس کو بخش دیا۔ اے اللہ میں تیرے پیغمبر کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اس پر تیرا سلام ہو کیونکہ وہ صاحب تیری رحمت ہے اے خدا کے پیغمبر اس میں کوئی شک نہیں کہ میں تیرے وسیلہ سے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میرے گناہوں کو بخش دے۔ اے اللہ میں تیرے پیغمبر کی طفیل تجھ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحمت کرے

اے اللہ محمد صلعم کو شفاعت کرنیوالوں سے پہلا شفاعت کرنیوالا اور تیری درگاہ کے سائلوں سے جتنے مقصود کو پہنچنے والے ہیں
ان میں سے پہلا کر۔ اور پہلے اور پچھلوں سے زیادہ بزرگ بنا۔ خداوندا جیسا کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور اسکو دیکھا
نہیں اور اسکی طاعت کی ہے حالانکہ انکی ملاقات نہیں کی۔ اسی طرح ہم کو انکی جگہ میں داخل کردے اور ہم کو انکے گروہ
میں اٹھا اور ہم کو ان کے حوض پر وارد کرا اور ان کے پیالہ میں ہم کو بھی شراب طہور پلا جو صاف ہو اور سیر کرنیوالا ہو
اور ایسا خوشگوار ہو کہ اسکو پی کر پھر پیاسے نہوں اور نہ ہی اس کے بعد خوار ہوں اور نہ عہد کو توڑیں اور نہ ہی دین اسلام
سے باہر آویں نہ اس سے انکار کریں اور نہ اس میں شک لائیں اور نہ ہی ہم پر غضب وارد ہو۔ اور نہ گمراہ ہوں۔ اور مجھ کو
ان لوگوں میں سے بنا جو پیغمبر کی شفاعت کے لائق ہیں اور پھر اس جگہ سے داہنی طرف سے ہو کر آگے بڑھے اور یہ
دعا پڑھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا صَاحِبَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرِ
نِ الصِّدِّیْقِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عُمَرُ الْفَارُوْقُ اَللّٰھُمَّ اجْزِھِمَا عَنْ نَبِیِّھِمَا وَعَنِ الْاِسْلَامِ خَیْرًا وَاغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا
الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ" (ترجمہ) اے خدا
کے رسول کے دونوں یارو تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو اے ابابکر صدیق تیرے اوپر سلام ہو اے عمر فاروق
تیرے اوپر سلام ہو۔ خداوندا تو ان دونوں کو انکے پیغمبر اور دین اسلام کی طرف سے نیکی کی جزا دے اور ہم کو اور ہمارے بھائیوں
کو جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گذر گئے ہیں بخشدے اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے ہیں کینہ نہ لا
اے ہمارے پروردگار اس میں کوئی شک نہیں کہ تو بخشنے والا ہے اور بہت ہی بخشنے والا ہے" اسکے بعد دو رکعت نماز ادا
کرے اور بیٹھ جائے اور مستحب یہ امر ہے کہ نماز روضہ کے اندر منبر اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر منورہ کے درمیان گذارے
اگر چاہے برکت و تیمن کے طور پر آپ کے منبر شریف کا مسح بھی کرے اور مسجد قبا میں نماز پڑھنی بھی مستحب ہے شہیدوں کی قبروں پر آکر انکی زیارت کرلی جائے تو کرلو اور
یہاں پر بہت سی دعا پڑھے اور جب مدینہ سے رخصت ہونے کا ارادہ کرے تو نبی کی مسجد میں آئے اور آگے قبر کی طرف بڑھے اور رسول صلعم پر سلام کہے
جیسا کہ پہلے کہا ہے اور پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ اٰخِرَ الْعَھْدِ مِنِّیْ بِزِیَارَۃِ قَبْرِ نَبِیِّکَ وَاِذَا تَوَفَّیْتَنِیْ فَتَوَفَّنِیْ
عَلٰی مَحَبَّتِہٖ وَسُنَّتِہٖ اٰمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ خداوندا آخر عہد میں اپنے نبی کی زیارت گاہ کا رخ مجھ سے نہ پھیر جو انکی
قبر ہے اور جب تو مجھ کو مارے تو انکی محبت اور انکی سنت میں مار اے سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنے والے اس دعا کو قبول کر

آداب کا بیان

ابتداء کرنا ساتھ سلام کے سنت ہے اور سلام کا جواب دینا زیادہ تاکید والا ہے۔ اور اگر الف لام تعریف کے ساتھ سلام
کرے تو اس میں اختیار ہے اور سلام معہ تعریف کے اس طرح ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور یا اس الف لام کو ترک کرکے اور
اسطرح کہے۔ سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سے زیادہ کچھ نہ کہے۔ اس میں ایک حدیث وارد ہے حصین کے بیٹے عمران رض
روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص جنگل کا رہنے والا آیا اور آکر السلام علیکم کہا۔ آپ نے اسکو سلام
کا جواب دیا اور جب وہ آدمی بیٹھ گیا تو آپ نے اسکو زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ تجھ کو دس نیکیوں کا ثواب عطا ہوا
اس کے بعد ایک اور آدمی آیا اور اس نے آکر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پیغمبر نے اس کو سلام کا جواب دیا اور جب
وہ بیٹھ گیا تو اس کو آپ نے فرمایا تم کو تیس نیکیوں کا ثواب ملا ہے اور سنت طریق یہ ہے کہ جو آدمی آرہا ہو وہ بیٹھے ہوئے
آدمیوں کو سلام کہے اور جو سوار ہو وہ پیادہ بیٹھے ہوئے دونوں کو پہلے کہے اور اگر جماعت ہو اور ان میں سے ایک ہی
آدمی سلام کہدے تو یہی کفایت کرتا ہے اور اسی طرح یہ کافی ہے کہ جماعت میں سے ایک ہی آدمی سلام کا جواب دیدے

اور اگر کافر ہو تو اسکو پہلے سلام کرنا جائز نہیں اور اگر کوئی مشرک آدمی کسی مسلمان کو سلام کہے تو مسلمان اس کے جواب میں صرف علیک کہدے اور اسکے ساتھ کوئی اور زیادہ لفظ نہ ملائے اور مسلمانوں کے سلام کے جواب میں علیکم السلام کہے جیسا کہ اس نے کہا ہے السلام علیکم اور اگر برکات کا لفظ اس پر زیادہ بڑھا دے تو بہتر ہے اور اگر کوئی مسلمان آدمی کسی دوسرے مسلمان کو صرف یہ لفظ کہے سلام تو اس کو جواب نہیں دینا چاہیئے اور اس کو بتلا بھی دے کہ اکیلا لفظ سلام تنہا دین اسلام میں درست نہیں ہے۔ اور اگر عورتیں ایک دوسری کو سلام کہیں تو یہ روا ہے اور یہ بہت ہی مکروہ بات ہے کہ مرد جوان عورت کو سلام کہے۔ اور اگر عورت کا چہرہ کھلا ہوا ہو اور اس حالت میں اس کو سلام کہدے تو اس صورت میں کوئی حرج نہیں ہے اور لڑکوں کے واسطے سلام کرنا بہتر امر ہے کیونکہ ان کو سلام کرتے پر آمادہ کرنا اسکی عادت ڈالنی ہے اور اگر کوئی آدمی مجلس سے اٹھ کر باہر جائے تو جاتے ہوئے وہ اہل مجلس کو سلام کہے یہ مستحب ہے اور جب کچھ عرصہ کے بعد واپس آئے تو پھر بھی اسی طرح سلام علیکم کہے۔ اور اگر مجلس کے آدمیوں اور اسکے درمیان دروازے اور دیوار کا پردہ واقع ہو تو پھر بھی اسلام علیکم کہے اور جب روبرو ہو تو سلام کا دوبارہ ارادہ کیا جائے اور اس قسم کے گنہگاروں پر سلام کہنا جائز نہیں جو شطرنج یا نرد کھیل رہے ہوں یا داؤں سے کھیل رہے ہوں یا جوئے میں مشغول ہوں یا شراب پی رہے ہوں اور اگر اس قسم کے لوگ سلام علیک کہیں تو ان کو جواب دیدیا جائے اور اگر یہ قیاس کرے کہ اگر میں ان کو سلام کا جواب نہ دوں گا تو اس سے یہ اپنی حرکت سے پشیمان ہونگے اور اس گناہ سے باز آئینگے تو اس صورت میں جواب نہ دے۔ اور کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تک ترک کلام نہ کرے مگر جو لوگ اہل بدعت اور گمراہ اور گنہگار ہیں ایسے لوگوں سے ہمیشہ الگ رہے اور جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام کہدے تو وہ جدائی کے گناہ سے خلاصی پا لیتا ہے مسلمان کے ساتھ مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ اور جب سلام کی ابتدا کرنے والا ہے تو جب تک دوسرا آدمی اپنے ہاتھ کو مصافحہ سے نہ ہٹائے تب تک خود اس سے ہاتھ الگ نہ کرے۔ اور اگر آپس میں بغل گیر ہوں یا برکت اور دینداری کے واسطے ایک ان میں سے دوسرے کے سر اور ہاتھوں کو بوسہ دیوے تو یہ روا ہے مگر ایک دوسرے کے منہ کا بوسہ لینا بہت مکروہ ہے +

تعظیم کا بیان

منفصلہ ذیل لوگوں کی تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا مستحب ہے، عادل بادشاہ۔ ماں باپ۔ دیندار آدمی پرہیزگار اور بہت بزرگ آدمی۔ اس مسئلہ کی بنیاد اس روایت پر ہے کہ پیغمبر صلعم نے ایک آدمی کو بھیجا کہ سعد کو بلا لائے آپ سفید گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے۔ جب آئے تو پیغمبر صلعم نے جو لوگ مجلس میں حاضر تھے ان کو فرمایا کہ اپنے سردار کی تعظیم کے واسطے اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ جب پیغمبر صلعم حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لاتے تھے تو آپ آنحضرت کی تعظیم کے واسطے اٹھ کر کھڑی ہو جاتی تھیں اور پیغمبر صلعم کے مبارک ہاتھوں کو بوسہ دیا کرتی تھیں اور پھر انکو اپنی نشستگاہ میں بٹھلا دیتی تھیں اور جب فاطمہؓ آپ کی خدمت میں تشریف لاتی تھیں تو انکے آنے پر آپ بھی اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور انکے ہاتھ کو چومتے تھے اور اپنی نشستگاہ میں ان کو بٹھلاتے تھے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر تمہارے پاس کسی قوم کا بزرگ آدمی آئے تو تم اسکی بزرگی کی تعظیم بجا لاؤ۔ اس طرح کی تعظیم دل کی محبت اور دوستی دلوں میں پیدا کرتی ہے اور مستحب ہے کہ جو لوگ نیکوکار ہیں انکی تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا بھی انکو ایک تحفہ دینا ہے۔ اور گنہگار اور بدمعاشوں کے واسطے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور چھینکنے کے وقت اپنے منہ کو ڈھانپے اور آہستگی سے چھینکے اور بعد میں یہ کہے الحمد للہ رب العالمین اور بلند آواز سے کہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ جب بندہ الحمد للہ کہتا ہے تو اس وقت فرشتے بھی

اسکے ساتھ یہ کہتا ہے رب العالمین اور اگر بندہ یہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین تو فرشتہ یہ کہتا ہے یرحمک بک جب چھینکنے لگے تو اسوقت مُنہ اپنا منہ نہ پھیرے اور جب چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو سننے والے کے لئے یہ کہنا واجب ہے یرحمک اللہ اور چھینکنے والا اسکو سنکر پھر یہ جواب دے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم۔ اور اگر چھینکنے والا جواب میں یہ کہے یغفر اللہ لکم تو یہ بھی درست ہے اور اگر کسی کو تین دفعہ سے زیادہ چھینکیں آئیں تو اس حالت میں دعا کرنی ضروری نہیں کیونکہ یہ مرض میں داخل ہے مرطوبہ ریاح اور زکام ہے آتی ہیں سلمہ رکوع کے بیٹے سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو چھینکے دو تین دفعہ دعا کرے اور اگر زیادہ چھینکیں آئیں تو اس کو زکام لاحق ہے اگر کوئی آدمی جمائی لے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے ہاتھ یا آستین سے مُنہ کو چھپالے کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر نہ چھپائے تو منہ میں شیطان گھس آتا ہے ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ چھینک مارنے سے خداوند کریم خوش ہوتا ہے اور اگر کوئی جمائی لے تو اس سے ناخوش ہوتا ہے اسلئے جمائی لینے والے کو چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے منہ کو بند رکھے۔ اور کوئی آدمی ہا ہا کی آواز اپنے مُنہ سے نہ نکالے یہ شیطان کی آواز ہے اور اس سے وہ ہنستا ہے۔ بوڑھی بے نقاب عورت اگر چھینکے تو مرد کو اسکی چھینک کی دعا روا ہے اور روپوش جوان عورت کے واسطے مکروہ ہے لیکن لڑکے کی چھینک کے واسطے یہ دعا پڑھیں تاکہ وہ خوش ہو جائے بُورِكَ فِيكَ اَوْجَزَاكَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَوْخَيَّرَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى (ترجمہ خدا تجھے برکت دے خدا تعالیٰ تجھے جزا دے۔ خدا تعالیٰ تجھے نیکی دے)

خصلتوں کا بیان

انسان کو دس خصلتیں اختیار کرنی ضروری ہیں۔ ان میں سے پانچ کا سر سے تعلق ہے اور پانچ تمام جسم سے جو سر سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں کلی کرنی۔ ناک میں پانی ڈالکر اسکو صاف کرنا۔ مسواک کرنی۔ موچھیں کتروانی۔ داڑھی کا چھوڑنا جن کا جسم سے علاقہ ہے وہ یہ ہیں۔ اندام نہانی کے بال مونڈنا۔ بغلوں کے بال اکھاڑنے۔ ناخن کٹوانے۔ پانی سے استنجا کرنا۔ ختنہ کرنا اور موچھوں کے کاٹنے کے واسطے دلیل یہ ہے کہ عمرؓ کے بیٹے آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ موچھوں کو کٹواؤ اور داڑھی کو چھوڑ دو اور ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ نے ارشاد کیا ہے موچھیں کٹاؤ اور داڑھی چھوڑو۔ ان دونوں روایتوں کے الفاظ ایک ہی ہیں اور انکے معنے یہ ہیں کہ بالوں کو قینچی کے ساتھ جڑوں کے پاس سے کتر واؤ۔ اور ان کو اُسترے سے منڈوانا مکروہ ہے کیونکہ عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے جو اپنی موچھوں کو منڈواتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے موچھوں کے مونڈ ڈالنے سے خلقت میں تبدیلی ہو جاتی ہے مُنہ کی آبرو اور حسن کھویا جاتا ہے اور اگر بالوں کی جڑوں کو نمایاں رکھا جائے تو اس سے مُنہ کا حسن اور اسکی زینت بنی رہتی ہے یہ معتبر روایت ہے کہ صحابہ کرام اپنی موچھیں کاٹا کرتے تھے اور داڑھی چھوڑنے سے داڑھی کا وافر اور زیادہ کرنا ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے حَتّٰى عَفَوْا یعنی کثرت والے یہاں تک کہ زیادہ ہوگئے۔ اور ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیتے تھے اور جس قدر مٹھی سے زیادہ ہوتا کتر ڈالتے تھے اور عمرؓ فرماتے تھے۔ اپنی داڑھی کو مٹھی کے نیچے سے کترا دو۔

شرمگاہ کے منڈانے اور بغلوں کے بالوں کے اکھاڑنے اور ناخنوں کے کٹوانے کے دلائل

روایت ہے جو انس بن مالک نے آنحضرت سے روایت کی ہے چالیس دن رات گذارنے سے پہلے موچھوں کو کتروانے ناخنوں کو کٹوانے اور بغلوں کے بالوں کو اکھاڑنے اور شرمگاہ کے بال مونڈنے کا حکم دیا ہے ہمارے بعض اصحابوں نے کہا ہے کہ یہ حکم مسافر کے واسطے ہے اور اگر مقیم ہو تو بیس دن سے زیادہ نہ گذرنے دے ورنہ تارک مستحب ہو گا اور جو حدیث انس بن مالک نے بیان کی ہے اسکی صحت میں امام احمدؒ کی حدیث مختلف ہے آپ اس کا انکار کرتے ہیں اور اس انکار کو یعنے امام احمدؒ

کی حدیث کو ہی سند میں لیا گیا ہے کہ بیس دن سے زیادہ دن گذار لینے خلاف مستحب ہے۔ غرض یہ ثابت ہے۔ کہ ہر صورت میں ان بالوں کا دور کرنا مستحب ہے پس اسمیں اختیار ہے چاہے تو استرے سے مونڈ ڈالے اور چاہے تو چونہ سے صاف کرے۔ اور امام احمدؒ سے روایت ہے کہ آپ چونہ لگایا کرتے تھے اور اسی طرح منصور بن حبیب کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ ان بالوں کے صاف کرنے کے واسطے ابو بکرؓ نے ہم کو چونہ لگایا تھا اور اندام نہانی پر پیغمبر صلعم نے خود اپنے ہاتھ سے لگایا تھا اور انسؓ اس کا خلاف کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے کبھی نورہ نہیں لگایا بلکہ آپ استرے سے مونڈا کرتے تھے غرض نورہ لگانا ثابت تو ہے اور جب ثابت ہے تو اگر آپ لگانا نہ جانتا ہو تو اندام نہانی کے سوا دوسرے آدمی سے نورہ جسم پر لگوا لے یہ درست ہے اور اندام نہانی پر آپ اپنے ہاتھ سے لگائے اور اسکی دلیل یہ ہے حضرت ام سلمہؓ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم اپنے ہاتھ سے اندام نہانی پر نورہ لگایا کرتے تھے، اور احمد بن حنبل اس حدیث سے نورہ لگانے کو جائز رکھتے ہیں کہ نسائی نے کہا ہے کہ ابا عبداللہ کو آپ میں نے نورہ لگایا ہے اور جب اندام نہانی پر لگانے کی باری آئی۔ تو وہاں انہوں نے آپ اپنے ہاتھ سے لگایا، اور جب یہ ثابت ہے کہ رانوں اور پنڈلیوں اور اندام نہانی کے بالوں کو نورہ سے صاف کرنا درست ہے تو ان مقاموں کو استرہ سے مونڈ لینا بھی جائز ہے کیونکہ استرہ سے بھی ایسی ہی صفائی ہو جاتی ہے جیسی کہ نورہ سے ہوتی ہے انسؓ کی روایت اس قول کی تائید کرتی ہے کہ آپ فرماتے ہیں آنحضرت صلعم نے کبھی نورہ کا استعمال نہیں کیا بلکہ آپ استرہ سے مونڈا کرتے تھے اور کوئی معترض یہ اعتراض نہیں کر سکتا۔ کہ نورہ اور استرہ اندام نہانی سے مخصوص ہیں جیسا کہ ام سلمہؓ کی حدیث سے پایا جاتا ہے کہ پیغمبر صلعم اندام نہانی پر اپنے ہاتھ سے نورہ لگاتے تھے اور اسکے سوا باقی بال غیر سے صاف کرواتے تھے یعنے استرے سے منڈوا لیتے تھے۔ اصل میں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خاص اندام نہانی کے بال چاہے استرے سے صاف کرے اور چاہے نورہ سے اپنے ہاتھ سے صاف کرے اور رانوں اور پنڈلیوں کے بال دوسرے سے صاف کرائے خواہ استرہ سے ہوں اور خواہ نورہ سے اور اندام نہانی کے سوا رانوں اور پنڈلیوں وغیرہ پر اگر نورہ لگانا منع ہے تو ان لوگوں کو ہے جو ہیجڑوں کی طرح اپنی زینت اور خوبصورتی کے واسطے لگاتے ہیں تاکہ عورتوں کی مانند خوبصورت بنجائیں اور مرد ان سے محبت اور رغبت کریں۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

سفید بالوں کے اکھاڑنے کا بیان

سفید بالوں کا اکھاڑنا مکروہ ہے عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ کی دادا سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سفید بال نہ اکھاڑو کیونکہ یہ مسلمانی کا نور ہے اور ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ سفید بالوں کو نہ اکھاڑو کیونکہ قیامت کے روز مسلمان کے سفید بال اس کے واسطے نور کا سبب ہونگے اور یحیٰی کی روایت میں اس طرح آیا ہے کہ قیامت کے روز بالوں کی سفیدی مسلمانوں کی نیکی اور اس کے گناہوں کی مغفرت کا سبب ہوگی اور بعض تفسیروں میں حق تعالےٰ کے قول کو اس کی تائید میں بیان کیا گیا ہے جو یہ ہے وَجَآءَكُمُ النَّذِيرُ۔ قَالَ هُوَ الشَّيْبُ اور آیا تمہارے پاس ڈرانے والا اور تحقیق وہ ڈرانے والا بوڑھاپا ہے۔ پس ایسی چیز کا دور کرنا کیونکر روا اور جائز ہو سکتا ہے جو آدمی کو موت سے ڈرانے والی ہو اور اس کو یاد دلانے والی اور جو دنیا کی لذتوں اور آرزوؤں کو قطع کرتی ہے اور آخرت کے سامان کے واسطے آمادہ کرتی ہے اور ہمیشہ کی سرائے کی آبادی کا باعث ہے۔ سفید بالوں کا اکھاڑنا تقدیر سے مقابلہ کرنا ہے اور خدا کے کاموں میں دخل دیکر اس کو ناخوش کرنا اور ہمیشہ کی تازگی اور جوانی کو ویرانی چند روزہ جوانی کو ترجیح دینی ہے اور بردباری اور بزرگی کی ترک کرنی۔ سفید بال مسلمانی کے نور کا پیراہن ہے اور ابراہیم خلیل اللہ

کی خلافت ہے روایت میں آیا ہے کہ مسلمانی کی حالت میں جو سب سے پہلے بوڑھا ہوا ہے وہ حضرت ابراہیم خلیل ہیں خدا کے مقبول رسول صلعم کی حدیث میں وارد ہے اِنَّ اللّٰہَ یَسْتَحْیِیْ مِنْ ذِی الشَّیْبَۃِ حق تعالے خداوند پیری یعنے بوڑھے آدمی سے شرم کرتا ہے اور اس سے مطلب یہ ہے کہ اس کو عذاب دینے سے شرم کرتا ہے ٭

ناخن کاٹنے کا بیان

جمعہ کے دن بے ترتیب ناخن کاٹنے مستحب ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ مَنْ قَصَّ اَظْفَارَہٗ مُخَالِفًا لَمْ یَرَ فِیْ عَیْنَیْہِ رَمَدًا جو شخص مقررہ ترتیب کے خلاف اپنے ناخن کاٹتا ہے وہ اپنی آنکھ میں رمد کی بیماریاں نہیں دیکھتا یعنے اس سے بچا رہتا ہے۔ حمید بن عبدالرحمن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ جو آدمی جمعہ کے دن اپنے ناخن کاٹتا ہے وہ تندرست رہتا ہے اور اس سے بیماری دور ہو جاتی ہے پنجشنبہ کے دن عصر کی نماز کے بعد ناخن کاٹنے میں بھی یہی فضیلت اور استحباب ہے اور ناخنوں کا بے ترتیب کاٹنا اس طرح ہے کہ پہلے داہیں ہاتھ کی چھنگلی کے ناخن لے۔ اسکے بعد بیچ کی انگلی کے اور پھر انگوٹھے کے۔ اور اس کے بعد اس انگلی کے لے جو چھنگلی کے پاس ہے۔ پھر انگشت شہادت کے۔ اور جب بائیں ہاتھ کے کاٹنے لگے تو انگوٹھے سے شروع کرے۔ پھر درمیان کی انگلی کے پھر چھنگلی کے اور اسکے بعد شہادت کی انگلی کا۔ پھر اس کا ناخن اتارے جو چھنگلیا کے پاس ہے عبداللہ بن بطہ بھی اسی طرح اپنے یاروں سے روایت کرتے ہیں اور وکیع حضرت عائشہؓ سے راوی ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے اے عائشہ جب تو اپنے ناخن کاٹے تو پہلے بیچ کی انگلی سے شروع کر پھر چھنگلی۔ پھر انگوٹھے پھر چھنگلی کے پاس کی انگلی کا ناخن اتار اور اسکے بعد انگشت شہادت کا۔ ناخن کاٹنے میں اس طرح عمل کیا جائے تو اس سے فلاحیت حاصل ہوتی ہے اور ناخنوں کو ناخون گیر یا چھری سے کاٹیں۔ دانتوں سے کاٹنے مکروہ ہیں۔ اور جب ناخن کٹ جائیں تو بعد میں انگلیوں کے سروں کو دھو ڈالے اور جو ناخن کاٹے گئے ہیں وہ دفن کر دئے جائیں ایسے ہی سر اور بدن کے بالوں کو تراشا جائے۔ فصد کرنے یا پچھنہ لگانے سے جو خون انسان کے بدن سے نکلتا ہے وہ زمین میں دبا دیا جائے کیونکہ پیغمبر صلعم نے خون اور بال اور ناخنوں کو دفن کر دینے کے واسطے حکم فرمایا ہے ٭

سر منڈانے کا بیان

اگر کوئی حج اور عمرہ اور ضرورت کے سوا سر منڈوائے تو امام احمد کے نزدیک یہ بہت برا ہے۔ اور ابو موسیٰ اور عبید بن عمرؓ پیغمبر صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے جس نے سر منڈوایا۔ وہ شخص مجھ سے نہیں ہے جابر بن عبداللہ سے دارقطنی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ حج اور عمرہ کے سوا کوئی بال نہ منڈائے اور جو آدمی سر کے بال منڈواتا ہے اس میں خارجیوں کی علامت پائی جاتی ہے اور حضرت عمرؓ نے جنیع کو فرمایا ہے۔ کہ اگر میں تم کو دیکھ لوں گا کہ تمنے سر کے بال منڈوائے ہوئے ہیں تو میں تم کو پیشانی پر ماروں گا۔ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں۔ اگر کسی کے سر کو منڈا ہوا دیکھو تو جان لو کہ اس میں شیطان کی خاصیت ہے کیونکہ جو سر منڈواتا ہے وہ اپنے آپ کو عجم کا ہم صورت بناتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی اپنی صورت کو دوسری قوم کے مشابہ بناتا ہے وہ اُسی قوم میں سے ہے بس جو روایتیں بیان کی گئی ہیں جب اُن سے سر منڈوانے کی ممانعت ثابت ہے تو پھر بالوں کو کتروانا چاہئے۔ چاہے ان کو جڑوں کے پاس سے کتر والے اور چاہے اسکے سرے کتروا ڈالے حلم کے ساتھ اور ایک دوسری روایت میں امام احمد سے آیا ہے کہ اگر کوئی سر منڈائے تو یہ مکروہ نہیں ہے اور اسکی دلیل یہ ہی ہے کہ

عبداللہ بن جعفرؓ سے ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت بلالؓ کو جعفر کی اولاد کے پاس بھیجا اور اس کو ارشاد فرمایا۔ کہ انکے قاصد کو ہمراہ لے آؤ۔ جب ارشاد کے موافق قاصد حاضر ہوا۔ تو پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ اس دن کے بعد میرے بھائی جعفر پر زاری نہ کرو۔ اور اسکے لڑکوں کو میرے پاس بلا لاؤ۔ جب جعفر کے لڑکے آنحضرت صلعم کے پاس آئے۔ تو آپنے حجام کو بلایا۔ اور ان کا سر منڈوادیا۔ اور ایک معتبر روایت میں آیا ہے۔ کہ پیغمبر صلعم نے اپنی زندگی کے آخیر میں اپنے سر کے بال منڈوائے ہیں۔ اس وقت آپ کے سر کے بال آپکے دونوں کندھوں تک لٹکتے تھے حضرت علیؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال کانوں کی لو تک ہوتے تھے۔ اور بعض آدمی کبھی کبھی سر بھی منڈواتے تھے اور کوئی ان پر اعتراض نہیں کرتا تھا۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ بال رکھنے میں گرانی اور رنج ہے۔ اس واسطے ان لوگوں کا یہ فعل معاف کیا گیا ہے یعنے کسی نے اعتراض نہیں کیا اور یہ عفو ایسا ہی ہے جیسا کہ بلی اور زمین میں گھسنے والے جانوروں کا جوٹھا معاف کیا گیا ہے +

تالو کے بالوں کا منڈوانا

بعض لوگ ایک حصہ سر کے بال منڈوادیتے ہیں۔ پیغمبر صلعم کے قول کے موافق ایسا کرنا مکروہ ہے اس سے آپنے منع فرمایا ہے اور گردن کے بال منڈوانے بھی مکروہ ہیں کیونکہ یہ مجوسیوں کا کام ہے۔ ہاں اگر خون نکلوانے کی ضرورت ہو اور اس کے واسطے منڈوالے تو اس کا مضائقہ نہیں۔ ابو عبداللہ احمد جب پچھنے لگوانے لگتے تھے تو اس وقت اس جگہ سے بال منڈوایا کرتے تھے اور یہ مجبوری کے باعث سے ہے جو لوگ سارے سر پر بال رکھتے ہیں اور مانگ نکالتے ہیں وہ پیغمبر صلعم کے طریق کے موافق کرتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلعم خود مانگ بھی نکالا کرتے تھے اور اپنے اصحابوں کو بھی مانگ نکالنے کے واسطے حکم دیا ہے۔ بیس سے زیادہ اصحابوں کی روایت سے یہ ثابت ہے کہ پیغمبر صلعم کے سارے سر پر بال تھے۔ حضرت ابو عبیدہ اور عمار اور ابن مسعود بھی ان میں سے ہیں +

زلفوں کا بیان

مردوں کے لئے یہ مکروہ ہے کہ وہ اپنے رخساروں پر زلفیں چھوڑیں جیسا کہ اس گروہ کے لوگوں کی عادت ہوگئی ہے جو اپنے آپ کو حضرت علی سے منسوب کرتے ہیں۔ ابو بکر جلاد اپنے یاروں کے واسطہ سے حضرت علی سے نقل کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا ہے مرد کو زلفیں رکھنی مکروہ ہیں مگر عورتوں کے واسطے جائز ہیں۔ اور مرد اور عورت دونوں کے واسطے یہ بھی مکروہ ہے۔ کہ موچنے سے منہ کے بال نوچیں۔ ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو موچنے سے بال نوچتی ہیں۔ عورت کے لئے یہ بھی مکروہ ہے کہ باڑھ دار شیشے یا استرے سے پیشانی اور منہ کے بال تراشے مگر ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ جب عورت سے خاوند ان کا اکھاڑ دینا پسند کرے تو اس وقت اس کو شوہر کی رضامندی کے واسطے ایسا کرنا جائز ہے اور یہ اس خوف سے ہے کہ وہ یہ سوچے کہ اگر منہ صاف کرنے کے بغیر جاؤنگی۔ تو اس صورت میں میری طرف رغبت نہ ہوگی اور کسی دوسری خوبصورت بیوی کی فکر کریگا۔ اسی طرح عورتوں کو یہ فعل بھی جائز ہیں۔ طرح طرح کے کپڑے پہنیں۔ خوشبو لگائیں ناز اور کرشمہ سے اپنے شوہروں کو لبھائیں اور ان کو اپنی طرف رغبت دلائیں اور اس قسم کی عورتوں پر پیغمبر صلعم نے لعنت کی ہے جو اس واسطے اپنے منہ کے بال موچنے وغیرہ سے صاف کرکے اس کو خوبصورت بناتی ہیں۔ کہ شوہروں کی رضامندی کے خلاف غیروں کے ساتھ اپنی نفسانی خواہش پوری کریں اور مزے لیں +

بالوں کے سیاہ کرنے کا بیان

اگر بال سفید ہوں تو ان کو سیاہ رنگ میں رنگنا مکروہ ہے۔ حضرت حسنؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک قوم کے لوگ سفیدی کو سیاہی سے بدل رہے تھے آنحضرت صلعم نے انکے حق میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے منہ قیامت کے دن سیاہ کرلے اور ابن عباسؓ راوی ہیں کہ آپ نے ان کے لئے یہ فرمایا ہے کہ یہ لوگ بہشت کی بو نہیں سونگھیں گے۔ مگر ایسے آدمی کو خضاب سے بال سیاہ کرنے کی اجازت ہے جو یہ چاہے کہ دشمن کو لڑائی میں فریب دوں یا اپنی منکوحہ عورت سے خوش کروں اور فرمانبردار بناؤں اور اس روایت میں زوجہ کا ذکر بالطبع ہے یا قصداً۔

خضاب یعنے وسمہ لگانا

جب یہ ثابت ہوگیا ہے کہ بالوں کا سیاہ کرنا مکروہ ہے تو پھر مستحب یہ امر ہے کہ مہدی اور نیل سے خضاب کرے امام احمد بن حنبلؒ جب تینتیس برس کی عمر کے ہوئے تو اُسوقت آپنے بالوں کو رنگدار کیا۔ جب آپ کے چچا نے دیکھا تو فرمایا کہ اے احمد تو نے خضاب لگانے میں جلدی کی ہے امام نے جواب دیا کہ یہ رنگ پیغمبر صلعم کی سنت ہے اور ابی ذرؓ روایت کرتے ہیں کہ جو چیزیں بوڑھاپے کو تبدیل کرتی ہیں۔ ان میں سے بہت بہتر مہدی اور نیل ہے۔ اور پیغمبر صلعم کے خضاب لگانے میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم بوڑھے نہ تھے مگر تھوڑے سے تھے۔ اور آنحضرت صلعم کے بعد حضرت ابابکرؓ اور عمرؓ نے مہدی اور نیل سے خضاب کیا ہے۔ روایت کرتے ہیں کہ ام سلمہؓ نے آنحضرتؐ کے موئے مبارک لوگوں کو نیل سے رنگے ہوئے دکھلائے تھے پس آپ کے بیان سے ثابت ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا ہے اور امام احمدؒ کے قول سے زعفران اور ورس سے جو ایک قسم کی گھاس ہے خضاب کرنا روا ہے اور اس کی دلیل یہ لی ہے کہ ابی مالک اشعری سے روایت ہے کہ رسول مقبول ورس اور زعفران سے خضاب کیا کرتے تھے۔ پس سر کے بالوں میں خضاب کرنا ثابت ہے اور اسی طرح ثابت ہوتا ہے کہ ڈاڑھی میں بھی خضاب کا لگانا درست ہے جیسا کہ آپنے فرمایا ہے کہ بوڑھاپے کو تبدیل کرو۔ مگر ایسی صورت نہ بناؤ جیسی کہ یہودی بناتے ہیں۔ ابی ذرؓ پیغمبرؐ سے روایت کرتے ہیں کہ جن چیزوں سے بوڑھاپا تبدیل کیا جاتا ہے۔ ان سے بہتر چیز مہدی اور نیل ہے۔ اور اس روایت کا مضمون ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو بھی خضاب کرنے میں شامل ہے جب مکہ فتح ہوگیا تو اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ اپنے باپ ابوقحافہ کے ساتھ آنحضرت صلعم کے پاس آئے جب پہنچے تو ابوبکرؓ کی پاس خاطر سے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوبکر اگر تم ان بڑے میاں کو گھر میں ہی چھوڑ آتے تو میں خود وہاں آتا اس پر وہ آپ کا یہ کلمہ سنکر مسلمان ہوگئے۔ اور اُنکے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید پھول کی مانند تھے جن کو پیغمبر صلعم نے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ ابی قحافہ کے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو رنگ سے بدل دو۔ مگر اس کو سیاہ رنگ سے بچاؤ۔ اور یہ نص ہے ڈاڑھی کے سر کے مانند ہونے میں۔ اور بالوں کے سیاہ کرنے میں۔ اور ابوعبیدہ کہتا ہے کہ ثغام ایک گھاس ہے جس کے پھول اور پھل سفید ہوتے ہیں اور بڑھاپے کی سفیدی کو اُس کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔ اور ابن اعرابی نے کہا کہ وہ ایک درخت ہے جو ایسا سفید ہوجاتا ہے جیسا کہ برف۔

سُرمہ لگانے کا بیان

سُرمہ طاق سلائیوں سے لگانا مستحب ہے کیونکہ انس بن مالکؓ پیغمبرؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ اپنی آنکھوں میں طاق سلائیوں سے سُرمہ ڈالا کرتے تھے۔ اور اکثروں نے طاق سلائیوں کی تعریف میں اختلاف کیا ہے۔ اس

باب میں انس رضی اللہ عنہ کا تو یہ قول ہے کہ آنحضرت صلعم کا یہ معمول تھا کہ آپ اپنی داہنی آنکھ میں تو تین سلائیاں ڈالا کرتے تھے اور بائیں آنکھ میں دو سلائیاں ڈالتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول دونوں آنکھوں میں تین تین سلائیاں ڈالا کرتے تھے۔

بالوں میں روغن لگانے کا بیان

جب بالوں کو تیل لگائے تو ایک دن درمیان میں چھوڑ کر لگائے کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پیغمبر سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے روزمرہ تیل لگانے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ آدمی ایک دن درمیان چھوڑنے کے سوا تیل نہ لگائے اور نہ ہی کنگھی کرے یعنے ایک دن درمیان میں چھوڑ کر کرے۔ اور اگر روغن بنفشہ سے بالوں کو چرب کرے تو یہ افضل ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ روغن بنفشہ کو دوسرے روغنوں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی کہ مجھ کو دوسرے آدمیوں پر ہے۔

سفر اور حضر کا بیان

خوف خدا اور اس پر توکل کرنے کے بعد ہر شخص کے واسطے خواہ وہ سفر میں ہو یا مقیم مستحب ہے کہ ان سات چیزوں سے اپنے آپ کو خالی نہ رکھے۔ پہلی یہ کہ اپنے آپ کو پاک اور آراستہ رکھے۔ دوسری سرمہ لگائے۔ تیسری کنگھی کرے۔ چوتھی مسواک کرے۔ پانچویں اپنے پاس مقراض رکھے۔ چھٹی یہ کہ اپنے ہمراہ مدرر کھے اور مدر ایک لکڑی کا نام ہے جس کو عرب کے صوفی اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ اور مچھر وغیرہ تکلیف دینے والی چیزوں کو اس سے دفعہ کرتے ہیں اور ضرورت کے وقت اس سے بدن کو بھی کھجلا لیتے ہیں تا کہ ہاتھ سے مچھر دفعہ کرنے میں تکلیف نہ ہو۔ ساتویں روغن کا شیشہ ہے اور اسکے رکھنے کا باعث آنحضرت صلعم کے فعل سے موافقت کرنا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایسا کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر اور قیام میں اپنے پاس سے روغن کے شیشہ کو الگ کیا ہو۔

مکروہ عادتوں کا بیان

یہ عادتیں مکروہ ہیں سیٹی بجانی۔ تالی مارنی۔ نماز میں انگلیوں کا چٹخانا اور گانا۔ سننے کے وقت تکلیف سے وجد میں آ کر کپڑے پھاڑنے اور جو واقعی وجد کی حالت میں ہو۔ اس کو روکنا نہ چاہئے۔ اور انسان کو برسر راہ کھانا بھی مکروہ ہے اور ایسا ہی یہ امور مکروہ ہیں یعنے ہمنشینوں کے درمیان پاؤں پھیلانے اور ران میں تکیہ لگا کر بیٹھنا۔ کیونکہ اس ہیئت میں اپنے آپ کو بزرگ جاننا اور دوسروں کو سبک سمجھنا ہوتا ہے اور اگر کوئی عذر سے ایسا کرے تو درست ہے اور پاجامہ کا لمبا پہننا۔ مصطگی کا چبانا اسکی کراہت اسواسطے ہے کہ یہ زبون معلوم ہوتی ہے اور منہ کھول کر ہنسنا اور قہقہہ لگانا اور ضرورت کے سوا چلانا اور راستہ میں چلے تو ایسا نہ چلے جیسے بدلگام ہو کر دوڑتے ہیں۔ اس سے دوسرے آدمیوں کو دھکا لگتا ہے اور سانس پھول جاتی ہے اور متکبرانہ نہ چلے اور نہ ہی بلند آواز سے روئے کیونکہ ایسا کرنا بھی مکروہ ہے۔ اور اگر کوئی اس خیال سے بلند آواز سے روئے کہ اس کو خوف خدا لاحق ہے یا بیہودہ باتوں میں یاد الٰہی کے اوقات فوت ہو جانے کے خوف سے روتا ہے یا اس سبب سے دل شکستہ ہے کہ وہ اس درجہ کو جس کی امید تھی نہ پہنچا مکروہ ہے۔ لوگوں میں بیٹھ کر بدن سے میل دور کرنا پاخانہ یا حمام یا دوسری نجس جگہوں میں کلام کرنا اور ایسا ہی نجس جگہوں میں سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا۔ لوگوں کے درمیان سر کو ننگا کرنا۔ اور بدن کے کسی دوسرے مقام کا ننگا کرنا جس کے ڈھانپنے کی لوگوں کو عادت ہو گئی ہے۔ مکروہ ہیں اور ستر عورت کا ننگا کرنا تو مطلق حرام ہے اور ہر حال

ہیں خدا کے سوا اپنے باپ یا کسی عزیز کی قسم کھانی یا ایسی ہی کسی دوسرے آدمی کی قسم کھانی مکروہ ہیں۔ اگر قسم کھانے کی ضرورت پڑے تو وہ خداوند کریم کی قسم کھائے نہیں تو چپ رہے۔ پیغمبر صلعم کی حدیث شریف میں اسی طرح وارد ہے

گھر میں آنے کی اجازت لینے کے ذکر میں

جب کوئی انسان دوسرے کے گھر میں جانے کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ دروازہ پر کھڑا ہو اور کہے اسلام علیکم۔ کیا میں اندر آؤں جیسا کہ روایت میں آیا ہے کہ بنی عامر میں سے ایک آدمی پیغمبر صلعم کے دولت خانہ پر حاضر ہوا۔ اور پیغمبر خدا سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ اسوقت آپ خود بھی گھر میں تھے۔ آپ نے خادم کو فرمایا کہ تم جاؤ اور جاکر اس کو بتلاد کہ اندر آنے کی اجازت اس طرح مانگا کرتے ہیں۔ پس خدمتگار آپ کے ارشاد کے موافق گیا اور جاکر اس کو کہا کہ تم یوں کہو السلام علیکم یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ اس لئے اس نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد حضرت صلعم نے اس کو اندر داخل ہونیکی اجازت دی اور وہ حاضر ہو گیا۔ اور جو آدمی دروازہ پر کسی کو پکارے اس کو چاہیئے کہ دروازہ کی کی طرف پیٹھ کر کے دور نہ کھڑا ہو کیونکہ ایسا کرنے سے آواز رکتی ہے آواز دیکر جواب کا انتظار کرے اس طرح تین دفعہ آواز دے اگر اندر سے جواب ملے تو بہتر ورنہ واپس چلا جاوے۔ اور اگر پکارنے والے کو یقین ہو۔ کہ صاحب خانہ گھر کے اندر ہے اور کاروبار میں مشغول ہونے یا زیادہ فاصلہ پر ہونے کے سبب اس نے آواز نہیں سُنی تو اس صورت میں تین دفعہ سے زیادہ پکارے۔ اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ابو سعید خدریؓ پیغمبر صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے اندر جانے کے واسطے تین دفعہ اجازت مانگنی چاہیئے پس اگر اندر آنے کی اجازت مل جائے تو اندر جاوے۔ نہیں تو واپس جائے اور اس باب میں اپنے اور بیگانے سب آدمی یکساں ہیں جیسے ماں یا اُنکی مانند دوسرے وجہ یہ ہے کہ ایک آدمی نے پیغمبر صلعم سے پوچھا کہ کیا مجھ پر یہ واجب ہے کہ میں اپنی ماں سے گھر کے اندر جانے کی اجازت مانگوں؟ آپ نے جواب میں فرمایا ہاں۔ پھر اس آدمی نے کہا کہ میں گھر میں اپنی ماں کے ساتھ رہتا ہوں۔ آپ نے جواب دیا کہ پھر بھی اندر جانے کے واسطے ماں سے اجازت مانگ۔ پھر اُس آدمی نے کہا کہ میں تو اپنی ماں کا خادم ہی ہوں۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا کہ اجازت مانگ اور بعد میں کہا کیا تو یہ چاہتا ہے کہ اپنی ماں کو برہنگی کی حالت میں دیکھے۔ اور اگر گھر میں اُس کی بی بی یا وہ لونڈی ہی ہو جو اُس پر مباح ہے تو اس صورت میں اجازت لینے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کو برہنہ یا جس حالت میں ہو دیکھ لینا مباح ہے اور مستحب ہے کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے جوتے کا کھڑاک کرے تاکہ وہ اس کے آنے سے خبردار ہو جائیں۔ کیونکہ امام احمدؒ کتاب منہی میں روایت کرتے ہیں کہ جب آدمی گھر میں آئے تو اپنے آدمیوں کو سلام کرے ایسا کرنے سے اس آدمی کے گھر کی نیکی زیادہ ہوتی ہے ایسا ہی حدیث میں آیا ہے۔ اور گھر میں آنے کے باب میں ہم ان ادبوں کو کامل طور پر بیان کرینگے اور باہر سے آکر رات کے وقت گھر میں داخل نہ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رات کے وقت اپنے اہل کے پاس جانے سے پیغمبر صلعم نے منع کیا ہے اور منع کرنے کا باعث یہ ہے کہ دو آدمی جب رات کے وقت اپنے گھر میں آئے۔ تو اُس وقت اُنھوں نے اپنے اہل کے پاس وہ چیز دیکھی جس کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اور جب دوسرے کے گھر میں جائے تو جب اس سے اجازت ملے تب اندر جائے۔ اور گھر کا مالک جس جگہ بٹھلادے وہیں بیٹھے۔ اگرچہ صاحب خانہ کا فرذمی ہی ہو۔ اور اگر اتفاق سے کسی جماعت کے پاس پہنچے جو کھانا کھا رہی ہو تو خود اُن کے کھانے میں شریک نہ ہو۔ اور اگر صاحب طعام اپنی خوشدلی اور جوانمردی کی عادت سے کھانا کھلائے تو اس صورت میں مضائقہ نہیں کھانے میں شریک ہو جائے۔

دائیں اور بائیں ہاتھ سے کام کرنیکا بیان

داہنے ہاتھ سے کھانا کھائے، پانی پئے، مصافحہ کرے، وضو شروع کرے اور دائیں پاؤں سے جوتا اور کپڑا پہنے متبرک جگہوں اور مسجدوں اور مجلسوں اور منزل اور گھروں میں جب داخل ہو تو ان میں پہلے داہنا پاؤں آگے بڑھائے اور جب غلاظت دفع کرے تو اس کو بائیں ہاتھ سے کرے مثلاً ناک چھینکنا۔ استنجا کرنا۔ ناک کا پاک کرنا۔ غلاظتوں کا دھونا اور اسی طرح کے دوسرے امور اور اگر کوئی مجبوری کی ضرورت ہو کہ اس میں دائیں ہاتھ سے سوا کام کا ہونا مشکل ہے یا بایاں ہاتھ بیکار ہو چکا ہے یا کٹ گیا ہے تو پھر دائیں ہاتھ سے یہ کام کرے۔ اور ایک ہی جوتا پہنکر نہ چلے۔ ہاں اگر تھوڑی دور تک ایک ہی جوتا اس واسطے پہنکر جانا پڑے۔ کہ دوسرے جوتے کو بھی سیدھا کر کے پہنے تو اس صورت میں روا ہے۔ اگر کسی آدمی کو کوئی فرمان یا خط دے تو دائیں ہاتھ سے دے۔ اور جب کسی ایسے آدمی کے ساتھ چلے جو اس سے عزت اور مرتبہ میں بزرگی رکھتا ہے تو اس کی دائیں طرف پر اس طرح چلے جیسے کوئی امام کے ساتھ نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور اگر وہ رتبہ میں کم ہے تو اُس کی بائیں طرف پر ہو جائے۔ اور اس کو اپنے دائیں ہاتھ پر رکھے اور بزرگوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر حال میں دائیں ہاتھ پر چلنا مستحب ہے تا کہ بائیں جانب تھوک وغیرہ پھینکنے کے واسطے خالی رہے۔

کھانے اور پینے کے آداب

جب کوئی آدمی کھانے پر بیٹھے تو وہ پہلے خدا رزاق کا نام لے یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے اور طعام سے فارغ ہونے کے بعد خدا کا شکر کرے اور ایسا ہی پانی پینے کے وقت کرے کیونکہ جب خداوند کریم کی حمد و ثنا اور اس کا نام مبارک یاد کر کے کھایا جائے تو اس سے برکت آجاتی ہے اور شیطان دور رہتا ہے۔ روایت ہے کہ صحابہؓ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ہم لوگ کھاتے تو ہیں مگر ہمارے پیٹ نہیں بھرتے۔ جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم الگ الگ ہو کر کھانا کھاتے ہو گے۔ اصحابوں نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی کرتے ہیں ارشاد فرمایا کہ سب اکٹھے ہو کر کھانا کھایا کرو اور اسوقت خدا پاک کا نام لیا کرو ایسا کرنے سے برکت آجائیگی اور تم سیر بھی ہو جاؤ گے۔

جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلعم نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے کہ جب آدمی اپنے گھر میں آنیکے وقت اور کھانا کھانے کے وقت خداوند کریم کا نام لیتا ہے تو اس وقت شیطان اپنی اولاد کو کہتا ہے کہ اب تمہارے لئے اس گھر میں نہ تو رات رہنے کے واسطے جگہ ہی ہے اور نہ ہی رات کے وقت کھانے میں شریک ہو سکو گے یہاں سے بھاگ جاؤ۔ اور اگر کوئی آدمی گھر میں آنے اور کھانا کھانے کے وقت خدا کا نام نہیں لیتا تو اس وقت شیطان اپنی اولاد کو کہتا ہے کہ اب تم نے اس گھر میں رات رہنے کی جگہ پالی ہے اور رات کے وقت کھانے میں بھی شریک ہو گئے۔

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ کھانے کے وقت ہم پیغمبر صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور جب تک آنحضرتؐ کھانے کی طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے۔ تب تک کوئی آدمی ہم میں پیش دستی نہیں کرتا تھا۔ ایک دن کھانا کھانے کے وقت ہم لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اسی اثناء میں ایک اعرابی آیا اور اس حالت میں آیا جیسے کوئی آدمیوں کو ہٹاتا ہوا آتا ہے اور آتے ہی اُس نے چاہا کہ کھانے میں ہاتھ ڈالے۔ جونہی اُس نے طعام کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ آنحضرت صلعم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اسکے بعد اُسی حالت میں ایک لڑکی آئی اور اُس نے بھی کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا۔ اس کا ہاتھ بھی پیغمبر صلعم نے پکڑ لیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ جس کھانے پر خدا پاک کا نام نہ لیا جائے اسکو شیطان اپنے واسطے حلال سمجھتا ہے اور شیطان

اس اعرابی کو لایا تاکہ اس کے ساتھ مل کر کھانا کھائے۔ اسو اسطے میں نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا ہے اور اس لڑکی کو لایا تھا کہ اس کے ہمراہ کھانا کھائے۔ اسی واسطے اس کا ہاتھ میں نے پکڑ لیا ہے اور اس کے بعد فرمایا جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے اُسی ذات کی قسم ہے کہ ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ شیطان کا ہاتھ بھی میرے ہاتھ میں ہے اور ارشاد کیا اگر کوئی کھانے سے پہلے خدا کا نام لینا بھول جائے تو وہ یہ کہے بسم اللہ اولہ وآخرہ ●

حضرت عائشہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ کھانا نمک سے شروع کرے اور نمک پر ہی ختم کرے اور نوالہ دائیں ہاتھ سے لے اور چھوٹا نوالہ اٹھائے۔ اور اس کو اچھی طرح چبائے اور حلق سے اتارے تو تھوڑا تھوڑا کر کے اُتارے اور اگر کھانا ایک قسم کا ہو تو اپنے قریب سے کھائے جو اس کے سامنے ہو اور اگر طرح طرح کا کھانا ہو تو اس صورت میں دوسرے پیالوں سے کھانے کا بھی کوئی ہرج نہیں ہے۔ اور اگر کئی ایک قسم کے پھل اور میوے ہوں۔ تو ہر ایک طرف سے اُن کے اٹھا لینے کا بھی مضائقہ نہیں ہے اور کھانے کو اسکی چوٹی اور درمیان سے نہ کھائے بلکہ ایک کنارے سے کھانا شروع کرے۔ اگر ثرید ہے یعنے روٹی شوربے میں بھگوئی ہوئی ہے تو تین اُنگلیوں سے کھائے اور کھانے کے برتن اور پانی کے برتن میں پھونک نہ مارے۔ اور اگر کھانے یا پینے میں سانس رُک جائے۔ تو اس حالت میں مُنہ سے پیالہ ہٹا کر سانس لیلے اور پھر بعد میں کھائے اور پئے۔ تکیہ لگا کر کھانا یا پینا نہ چاہیئے کیونکہ یہ مکروہ ہے۔ اور اگر کوئی کھڑا ہو کر کھائے یا پیئے تو یہ درست ہے اور اس کو مکروہ بھی بیان کیا ہے اور بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر کھائے اگر یہ چاہے کہ اپنے ہمنشینوں کو پیالہ وغیرہ دوں تو پہلے دائیں طرف سے دینا شروع کرے اور چاندی یا سونے کی پیالیوں میں کھانا اور پینا ناجائز ہے اور جو برتن چاندی اور سونے سے گلٹ کئے ہوئے ہوں۔ ان میں بھی نہ کھائے اگر گلٹ زیادہ ہو اور اگر اتفاق سے ایسے برتنوں میں کھانا آجائے۔ تو اس کو دوسرے برتن میں جو گلٹ والا نہ ہو الگ کرلے یا روٹی پر علیحدہ رکھلے اور جو آدمی ایسے برتنوں میں ڈال کر لایا ہے اس کو ملامت کرے ایسے برتنوں میں دھونی لینی بھی ناجائز ہے اگر چاندی اور سونے کا گلاب پاش ہو تو اس کے استعمال کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے جس جگہ اس قسم کی چیزیں جمع کی گئی ہوں وہاں جانا منع ہے نہ جائے اور اگر اتفاق سے وہاں جا پہنچا ہے تو لوٹ آئے اور نرمی کے ساتھ سمجھایا جائے کہ تمہاری درستی اور خوشحالی اس میں ہے کہ اپنے مکان ایسے آرائش سے آراستہ کرو اور سجاؤ جس کی شریعت نے اجازت دی ہے اور تمہارے لئے اس کو زیب اور زینت بنایا ہے جو چیزیں حرام اور ممنوع ہیں۔ اُن سے آراستہ نہ کرو۔ ایسی لذت اور ذائقہ خوشگوار نہیں ہوتی جو گناہ پر پہنچائے اور ان کے حق میں دعا کرے کہ خداوند کریم تم پر رحمت فرمائے اور ان کو تلقین کرو کہ پیغمبر صلعم کے قول کو یاد کرو اور اس کو عمل میں لاؤ اور آنحضرت صلعم نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے کہ جو آدمی سونے یا چاندی کے پیالہ میں پیتا ہے یا ایسے پیالہ میں جس میں یہ چیزیں مرکب ہوں تو ایسا کرنا اسکے سوا اور کوئی بات نہیں کہ وہ شخص اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ کو بھرتا ہے اور جب لقمہ منہ میں ڈال لے تو پھر اس کو منہ سے نہ نکالے مگر اس حالت میں کہ جب اسکے گلے میں پھنس جاوے یا زیادہ گرم ہے اور منہ کو جلاتا ہے اور اسکی برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر کھانا کھاتے ہوئے کسی کو چھینک آئے تو اسوقت اپنا منہ ڈھانپ لے اور اس بات کی کوشش کرے کہ کھانے سے الگ چھینکے۔ اور اگر کوئی آدمی اُس کے پاس کھڑا ہوا ہو تو اس کو بیٹھنے کی اجازت دے اور اگر وہ انکار کرے یا اس کا لڑکا یا خدمتگار کھانا کھلانے یا پانی پلانے کے واسطے کھڑا ہوا ہو تو اس صورت میں اس کو کھانے میں سے بہت عمدہ ذائقہ دار ایک لقمہ کھلادے اور مستحب ہے کہ

برتن میں جو پس خوردہ بچ رہے اسکو کھا کر برتن صاف کر دے اور اگر برتن اور تھال کے ارد گرد پڑے گئے ہوئے ہوں انکو چن کر کھالے اور مستحب ہے کہ جو لوگ کھانے میں شریک ہوں۔ انکے ساتھ خوش کلامی سے حسب حال باتیں کرے۔ اگر وہ ملول ہوں۔ اور اگر دنیاداروں کے ساتھ کھائے تو اُن کے ساتھ ادب سے کھانا مناسب ہے اور اگر فقیروں کے ساتھ کھانا کھائے تو اُن کو وہ چیز کھانے کو دے جس کو وہ پسند کریں اور اپنے اوپر انکو ترجیح دے۔ اور اگر بھائی ہوں تو ان کے ساتھ کشادہ پیشانی سے کھائے۔ اور عالموں کے ساتھ ان سے ادب سیکھنے اور انکی پیروی کرنے کے ارادہ سے۔ اور جب اندھوں کے ساتھ کھائے تو ان کو طعام کی ہر ایک قسم اور اسکی لذت سے آگاہ کرتا جائے تاکہ وہ اپنے اندھا ہونے کے سبب سے کسی خوش ذائقہ اور مزہ دار کھانے سے محروم نہ رہ جائیں۔ اور اگر کوئی شادی کی دعوت ولیمہ پر بلائے تو اس کا قبول کرنا مستحب ہے۔ اگر کھانا چاہے تو کھالے۔ نہیں تو اسکے حق میں دعا کرے اور لوٹ آئے۔ کیونکہ جابر بن عبداللہ رض کہتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی دعوت میں بلایا جاوے اور اس کو قبول نہ کرے تو وہ خدا اور خدا کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور اگر کوئی بن بلائے دعوت میں چلا جائے تو وہ چور ہے لوٹیرا بنکر نکلتا ہے۔ احکام مذکورہ بالا اُس حالت میں ہیں کہ وہاں ممنوع اور غیر شرع جماعتیں نہ ہوں اور اگر دعوت میں جائے اور اس جگہ وہ چیزیں موجود ہوں جو شرع میں ممنوع ہیں تو وہاں نہ بیٹھے اور واپس چلا آئے اور ممنوع چیزیں یہ ہیں ڈھول۔ بانسری۔ سارنگی۔ شہنائی۔ شہتوں۔ شبابہ۔ رباب۔ ابل سرود۔ طنبورے اور ناچنے والا لونڈا جس کے ساتھ ترک کھیلتے ہوں مذکورہ بالا سب چیزیں حرام ہیں۔ اور اگر نکاح کے وقت صرف دف بجائیں تو جائز ہے اور گانا ساتھ دف کے اور ناچنا مکروہ ہے۔ اللہ تعالٰے کے اس قول میں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ اور بعض لوگ وہ ہیں جو بیہودہ سخن کو مول لیتے ہیں) یہ تفسیر کی ہے کہ یہاں بیہودہ سخن سے مراد سرود اور اشعار ہیں) اور آنحضرت صلعم کی بعض حدیثوں میں وارد ہے سرود نفاق کے درخت کا بیج دل میں اس طرح اگاتا ہے جیسے سبزہ کو سیلاب اگاتا ہے۔ لوگوں نے حضرت شبلی سے سوال کیا کہ گانا سننا درست ہے جواب میں فرمایا کہ گانا ایسی چیز ہے جو راستی سے گمراہی کی طرف لاتی ہے سرود کا مکروہ ہونا تو ان امور کے سبب سے ہے کہ اس سے طبیعت میں سوزش اور نفسانی شہوت اُٹھ کھڑی ہوتی ہے اور عورات کی طرف رغبت ہوتی ہے اور کئی طرح کی نفسانی خواہشیں بے عقلی۔ بیکی۔ خوشنمائی۔ کمینہ پن سب اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ پس جو آدمی خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے۔ اسکے واسطے سب سے زیادہ یہی بہتر ہے اور اسی میں اس کی سلامتی ہے کہ وہ یاد آلہی میں ہی مصروف رہے۔ ختنہ پر دعوت کرنی مستحب نہیں ہے۔ اور جس کو بلایا جائے اس کو واجب نہیں کہ وہ دعوت کو قبول کرے۔ اور گری ہوئی چیز کا اُٹھا لینا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ فعل بھی شل لوٹنے کے ہے اور اس میں سبکی اور کمینہ پن پائی جاتی ہے ایسی خوشحالی کی دعوتوں میں شریک ہونا مکروہ ہے جن میں وہ صفت پائی جاوے جو رسول اللہ صلعم نے بیان فرمائی ہے یعنے جن سے محتاجوں کو روکا جائے اور جن میں غنی بلائے جائیں مگر دعوت شادی میں شریک ہونا مکروہ نہیں اور ایک بزرگ اور اہل علم کے واسطے مکروہ ہے کہ جھٹ دعوت کو قبول کرلے۔ کیونکہ اس سے پایا جاتا ہے کہ گویا یہ انتظار ہی میں بیٹھا تھا۔ اور اس میں کمینگی اور حرص اور ذلت ثابت ہوتی ہے خاص کر اسوقت کہ دعوت کرنے والا حاکم ہو۔ کہا گیا ہے کہ جس نے دوسرے کے برتن میں ہاتھ ڈالا وہ ذلیل ہوا اگر کوئی ناخواندہ اور طفیلی بن کر کسی کے ساتھ دعوت میں جائے تو اس کو کھانا کھانا حرام ہے اور یہ ایک قسم کی بے شرمی اور غصب ہے

کیونکہ اس میں دو گناہ پائے جاتے ہیں ایک یہ کہ اُس چیز سے کھایا جس کی طرف بُلایا نہیں گیا۔ دوسرا صاحب خانہ کے گھر میں بلا اجازت گیا۔ میزبان کے گھر کی پوشیدہ باتوں یا چیزوں کو نہ تاکے اور حاضرین کو تنگ نہ کرے اور جو کھانا اس کے سامنے آئے اس کی حقارت نہ کرے اگر ایسا کریگا تو بے ادبی میں داخل ہوگا۔ اور نہ ہی کھانے والے کے مُنہ کی طرف بار بار تکے کیونکہ اس سے وہ لوگ اپنے دل میں شرمندہ ہوتے ہیں اور کھانا کھاتے ہوئے ایسی باتیں کرے جن کو لوگ بُرا سمجھیں اور نہ ایسے کلام کرے جسسے دوسروں کو ہنسی آئے۔ کیونکہ اس سے خوف ہوتا ہے کہ ہنسی کے سبب گلا گھونٹ جائے۔ ایسی باتیں بھی نہ کی جائیں جو لوگوں کے رنجیدہ کرنے والی ہوں۔ اور اسکے کھانے والوں کو کھانا دشوار ہو جائے اور کھانے سے پہلے اور پیچھے ہاتھوں کا دھونا مستحب ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے مکروہ ہیں اور فارغ ہونے کے بعد مستحب ہے۔ پیاز اور لہسن اور کچا دھنیا نہ کھائے کیونکہ بُری بُو ہونے کے سبب سے ان کا کچا کھانا مکروہ ہے۔ پیغمبر صلعم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو ان بدبودار سبزیوں کو کھائے وہ ہماری مسجدوں میں نہ آئے۔ اتنا زیادہ کھانا کہ جسسے بدہضمی کا خوف ہو مکروہ ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ انسان نے کوئی ایسا پیالہ پُر نہیں کیا۔ جو اُس کے پیٹ سے زیادہ بھرا ہو۔ جب کوئی کسی کے یاں مہمان ہو تو اس کو یہ واجب نہیں کہ صاحب دعوت کی اجازت کے بغیر دوسرے آدمی کو جو اس کے ہمراہ کھا رہا ہے کوئی نوالہ دے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو آدمی دعوت کھاتا ہے وہ اس کو اپنے پر مباح ہونے کے سبب سے کھاتا ہے۔ اس کا مالک ہو کر اس کو نہیں کھاتا۔ کیونکہ صرف دعوت اس کو کھانے کا مالک نہیں بنا سکتی۔ اس قول میں کہ طعام کھانے والے آدمی کے ملک میں آجاتا ہے اکثروں نے اختلاف کیا ہے بعض تو یہ کہتے ہیں کہ جس قدر کھانے والے کے مُنہ میں چلا جاتا ہے اور جا کر غائب ہو جاتا ہے اسی قدر اسکے ملک میں ہوتا ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ کھانے والا طعام کا مالک ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ کھانا تو خدا وند تعالیٰ کا ملک ہے اور اسی کی نعمت ہے اور جب کھانا لا کر رکھا جائے تو پھر اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اگر اس شہر میں یہ دستور ہے کہ مہمان اجازت لیکر کھانا کھاتے ہیں تو اس صورت میں اجازت لینی چاہیئے۔ کوئی چیز منہ سے نکال کر پھر پیالہ میں نہ ڈالے اور کھانے وقت خلال بھی نہ کرے۔ یہ دونوں امر مکروہ ہیں اور ہاتھوں کو روٹی سے صاف نہ کرے اور نہ اسکو خراب کرے۔ ایک کھانے کو دوسرے کے ساتھ نہ ملائے یعنی مختلف کھانوں کو آپس میں نہ ملائے کیونکہ بہت لوگ اس سے کراہت کرتے ہیں۔ اور اگر کسی کو کھانوں کے ملانے کی خواہش پیدا ہو تو وہ دوسروں کے واسطے ایسا نہ کرے یعنے ملانا ترک کرے مہمان کو یہ روا نہیں ہے کہ طعام کی بُرائی بیان کرے اور نہ ہی صاحب دعوت کو روا ہے کہ وہ اپنے کھانے کی تعریف کرے اچھا کہے اور اس کو قیمتی ظاہر کرے کیونکہ اس میں سُبکی اور کم ظرفی پائی جاتی ہے ۔

روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلعم نے نہ تو کبھی کھانے کی تعریف کی تھی اور نہ ہی مذمت کی تھی۔ جب دوسرے آدمی طعام سے فارغ ہو کر اپنا ہاتھ نہ ہٹا لیں تب تک اپنا ہاتھ نہ ہٹائے چاہے سیر ہی ہو چکا ہو۔ ہاں اگر دوسرے آدمی کشادہ پیشانی سے اجازت دیدیں تو اسوقت ہاتھ ہٹانا اور بس کرنا جائز ہے ہاتھوں کو ایک ہی طشت میں دھوئیں کیونکہ حدیث میں آیا ہے تم تفرقہ نہ کرو۔ اگر تفرقہ کرو گے تو تمہاری جمعیت بھی پراگندہ اور پریشان ہو جائیگی۔ اور یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تک طشت پانی سے بھر نہ جائے

اس کو اُٹھایا نہ جائے۔ اور کھانے کی چیزوں سے ہاتھ نہ دھوئے جائیں جیسے آٹا۔ لوبیا اور مسور اور سرطان وغیرہ کا
اور ایک روایت میں ہے کہ بھوسے سے ہاتھ مل کر دھولیں۔ دو کھجوریں ایک ہی دفعہ منہ میں نہ رکھی جائیں کیونکہ
پیغمبر صلعم نے ایسا کرنے کو مکروہ فرمایا ہے۔ مگر یہ اس حالت میں ہے کہ جب دوسروں کے ساتھ مل کر کھا رہا ہو
اور اگر اکیلا کھاتا ہے یا خداوند طعام ہے تو اس صورت میں جائز ہے۔ میزبان کو یہ نہیں کہنا چاہئے کہ میرے واسطے
فلاں قسم کا کھانا تیار کردو جو کچھ وہ سامنے لا رکھے اسی پر قناعت کی جائے۔ فرمایش کرنی میزبان پر بوجھ ڈالنا
ہوتا ہے اور اس کو تردد میں مبتلا کرنا۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ میں خود اور میری اُمّت کے پرہیزگار تکلیف سے بیزار
ہیں اور اگر میزبان خود مہمان سے درخواست کرے کہ کس قسم کی چیز کے کھانے کو دل چاہتا ہے تو اس صورت میں
مہمان اپنی خواہش سے مطلع کرے اور جب کوئی تحفہ وجہ حلال سے پیش کیا جائے تو اس کا رد کرنا مکروہ ہے خواہ
تھوڑی سی چیز ہی ہو اور مناسب ہے کہ اُس ہدیہ کا عوض دینے کی کوشش کرے۔ اور اگر ایسا نہ کر سکے تو اسکے حق
میں دعائے خیر تو ضرور کرے اور اگر کھانے کی چیز میں کوئی دوسری ایسی چیز جا پڑے جس سے خون جاری ہو
اور وہ کھانے والی چیز مائع یعنے تر اور بہنے والی ہے تو وہ طعام ناپاک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا حرام ہے۔ اگر
کھانا خشک ہے اس میں پانی کی ملاوٹ نہیں تو اس صورت میں ایسا کرے کہ جو ناپاک چیز کھانے میں پڑی
ہے اس کو نکال کر پھینک دے اور اس کے آس پاس جو کھانا ہو اُس کو بھی الگ کر کے پھینک دے اور باقیماندہ
کھالے۔ اور اگر ایسا ہو کہ کھانے میں گری ہوئی چیز سے خون تو جاری نہیں مگر زہریلی چیزوں میں سے ہے
جیسے سانپ اور بچھو ہے تو اس صورت میں اس کا کھانا حرام ہے اور یہ ضرر پہنچنے کے خیال سے ہے اگر کھانے
میں مکھی جا پڑے تو مکھی کو اس میں غوطہ دیدے اور اسکے بعد نکال کر پھینک دے۔ اگر مکھی مر بھی جائے تو کھانا
ناپاک نہیں ہوتا۔ اس کا کھالینا درست ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی مکھی تمہارے کھانے کے برتن میں گر جائے تو تم
اس کو غوطہ دیکر نکال دو اور غوطہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور وہ اپنے آپ کو اسی
کے بل گراتی ہے اور اس کے دوسرے پر میں شفا ہے اور جب غوطہ دیا جاتا ہے تو اس کا زہر دور ہو جاتا ہے
کیونکہ تریاق کا بھی اثر ہو جاتا ہے آدمی جب پانی پئے تو اس کا چوس کر پینا مستحب ہے اور چارپایوں کی
طرح نہ پئے۔ جب انسان پانی پی رہا ہو۔ تو اس وقت تین دفعہ اپنے منہ سے الگ کرے۔ سانس لے لے۔ کیونکہ الگ
نہ کیا جائے تو پانی کے پیالے میں سانس جائیگا اور اس میں سانس جانا اور پھونک مارنا مکروہ ہے۔ کھاتے اور
پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے اور فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ کہے۔ المختصر کھانے اور پینے کے بارہ آداب ہیں ان
میں سے چار تو فرض ہیں اور چار سنّت اور چار مستحب ہیں۔ فرض یہ ہیں:۔

پہلا یہ جاننا کہ جو کچھ کھایا جاتا ہے وہ کہاں سے ہے یعنے وجہ حلال سے ہے۔ دوسرا بسم اللہ پڑھنی تیسرا
خوش ہونا۔ چوتھا خداوند تعالے کا شکر بجالانا۔

چار سنتیں یہ ہیں۔ پہلی بائیں پاؤں پر بیٹھنا۔ دوسری تین انگلیوں سے کھانا۔ تیسری اپنے سامنے سے کھانا
چوتھی یہ ہے کہ کھانا کھانے کے بعد اپنی انگلیوں کو جو کھانے سے لتھڑی ہوئی ہوتی ہیں چاٹ لے۔

چار مستحب یہ ہیں۔ مُنہ میں لقمہ چھوٹا ڈالنا اور اس کو اچھی طرح سے چبا کر کھانا۔ دوسرا لوگوں کے منہ کی طرف

کم دیکھنا۔ تیسرا، ڈلیوں کو دسترخوان پر بچھا کر ان پر سالن ڈالنا، جو تھا یہ کہ تکیہ لگا کر یا پیٹ کے بل اوندھا ہو کر کھائے۔

روزہ کے افطار کرنے کا بیان

جب کوئی روزہ دار کسی دوسرے کے ہاں روزہ کھولے تو اس وقت یہ دعا پڑھے اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْكُمُ الرَّحْمَةُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰئِكَةُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَهَدَانَا مِنَ الضَّلَالَةِ وَفَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا اَللّٰهُمَّ اَشْبِعْ جِيَاعَ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاكْسُ عَارِيَهَا وَعَافِ مَرِيْضَهَا وَرُدَّ غَائِبَهَا وَاجْمَعْ شَمْلَ اَهْلِ الدَّارِ وَاَدِرَّ اَرْزَاقَهُمْ وَاجْعَلْ دُخُوْلَنَا بَرَكَةً وَّخُرُوْجَنَا مَغْفِرَةً وَّاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط۔ جو تمہارے ہاں یعنے تمہارے گھر میں روزہ دار روزہ کھولیں اور نیکوکار آدمی تمہارے طعام کو کھائیں تم پر رحمت نازل ہو اور فرشتے تم پر درود بھیجیں۔ اور خداوند تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم کو طعام دیا اور پانی عطا فرمایا ہے اور ہم کو مسلمان کیا اور گمراہی سے پھیر کر ہم کو سیدھا راستہ دکھلایا ہے اور اپنی بہت سی مخلوقات پر ہم کو ایسی بزرگی دی ہے جیسا کہ بزرگی دینے کا حق ہے۔ اے خداوندا اپنے پیغمبر کی امت کے بھوکے لوگوں کو سیر کر دے۔ اور انکی امت کے ننگے لوگوں کو کپڑے پہنا دے اور اسکی امت کے بیمار آدمیوں کو تندرستی عطا کر اور جو لوگ امت سے غائب ہو گئے ہیں ان کو واپس لے آ۔ اور صاحب خانہ کی پریشانی کو دور کر دے اور ان پر انکی رزق نازل کر۔ اور ہمارے آنے میں برکت ڈال اور ہمارے دخول یعنے ہمارے اندر آنے کے سبب اسکے گھر میں برکت داخل کر۔ اور ہمارے جانے میں مغفرت ہو اور دنیا اور آخرت میں ہم کو نیکی عطا فرما اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان اپنی رحمت سے۔ ہم کو دوزخ کے عذاب سے نگاہ اور محفوظ رکھ۔

حمام کے آداب

حمام کا بنانا۔ اس کا بیچنا۔ اس کا مول لینا اس کو کرایہ پر دینا یہ سب امور مکروہ ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اس میں لوگوں کی برہنگی کا ستر نہیں رہتا۔ سب اعضاء دکھائی دیتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ حمام برا گھر ہے کیونکہ یہ لوگوں کی شرم کو دور کرتا ہے اور قرآن اس میں نہیں پڑھا جاتا اسلئے یہ بہتر ہے کہ حمام میں جہاں تک ممکن ہو نہ جائیں۔ اگر جائیں تو اسوقت جائیں جب جانے کے لئے لاچار ہو جائیں۔ روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ حمام میں جانے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اور آپ کا یہ مقولہ تھا کہ حمام میں جانا اپنی عیش کی تازگی ہے اور حسن اور ابن سیرین کا بھی یہ دستور تھا کہ حمام میں نہیں جایا کرتے تھے ابن احمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو حمام میں جاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ اگر کسی کو ایسی ضرورت لاحق ہوئی ہے کہ حمام میں جانے کے سوا اسکو کوئی اور چارہ نہیں تو اس کو پاجامہ پہنکر جانا چاہئے اور وہاں لوگوں کے جسم کی طرف جس کا ڈھانپنا فرض ہے نہ دیکھے اور اس سے پرہیز کرے۔ بہتر یہ ہے کہ دوسرے آدمیوں سے حمام خالی کرا لے۔ اور اگر ان سے خالی نہ کرا سکے تو رات کے وقت حمام میں جائے یا اس وقت جائے جب نہانے والے کم ہوں۔ لوگوں نے حمام میں جانے کے باب میں امام احمدؒ سے پوچھا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ جو شخص حمام میں ہے۔ اگر اسکی نسبت یہ معلوم ہو جائے کہ اس نے کپڑا باندھا ہوا ہے۔ تو حمام میں چلا جائے نہیں تو نہ جائے۔ عائشہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ حمام برا گھر ہے۔ نہ تو اس میں کپڑا پہنا جاتا ہے اور نہ ہی اس کا پانی طاہر یعنے پاک ہے عائشہؓ کہتی ہیں اگر

کوئی یہ کہے کہ حمام میں چلو اور کوہ احد کے برابر سونا لیلو تو اس صورت میں بھی مجھ کو حمام میں جانا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ جابر بن عبداللہؓ رسول مقبول سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو آدمی خداوند تعالیٰ اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے اس کو حمام میں نہیں جانا چاہیئے مگر کپڑا باندھ کر۔ اور اگر عورتیں حمام میں جانا چاہیں تو ان کو بھی ان شرطوں کے ساتھ جانا روا ہے جو مردوں کے حق میں بیان ہوئی ہیں یا کوئی عذر ہو جس کے باعث سے جانا ضروری ہو مثلاً کوئی بیماری ہے یا حیض اور نفاس کے دن ہیں۔ ابن عمرؓ پیغمبر صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے اے میری اُمت کے لوگو۔ تمہارے واسطے عجم کا ملک فتح ہوگا۔ اور اُس ملک میں ایک قسم کے گھر پاؤ گے جن کا نام حمام ہے پس تم میں سے کوئی آدمی آزار باندھے بغیر ان گھروں میں نہ جائے۔ اور عورتیں بیماری اور نفاس کے عذر کے سوا نہ جانا پائیں۔ اور جب کوئی حمام میں جائے تو یہ نہ کہے سلام علیک اور نہ ہی وہاں قرآن پڑھے۔ جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں بیان ہوا ہے ؎

برہنگی کا بیان

غسل کرنے کے وقت یا کسی دوسری جگہ میں ننگا ہونا منع ہے۔ ابوداؤد بہز بن حکیم اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے پیغمبر صلعم سے پوچھا۔ کہ اگر کوئی ننگا ہو تو کس کے سامنے ہو اور کس سے اپنی برہنگی کو چھپائے فرمایا کہ سب سے چھپائے مگر اپنی عورت اور لونڈی سے نہ چھپائے ان کے سامنے کرے۔ اس کے بعد پھر پوچھا کہ اگر ایک گروہ کے آدمی اس حال میں ہوں کہ اُن میں سے کسی کے پاس تو کپڑا ہے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔ تو وہ کیا کریں جواب دیا کہ جو ننگے ہیں جہاں تک ہو سکے وہ اپنے ستر عورت کو دوسروں کے کپڑے سے ڈھانپ لیں۔ پھر پوچھا اگر سب میں ایک ہی آدمی ایسا ہو جس کے پاس کپڑا ہے تو پھر باقی کیا کریں۔ فرمایا اس صورت میں خداوند کریم سے شرم کریں جس سے شرم کیا جاتا ہے۔ اس کے زیادہ لائق وہی ہے۔ ابوداؤد ابوسعید خدریؓ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے کہ مرد دوسرے مرد کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور نہ ہی عورت دوسری عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھے۔ اور نہ ہی دو مرد ایک ہی کپڑے میں جمع ہوں اور نہ ہی دو عورتیں ایسا کریں کہ وہ ایک ہی کپڑے میں ایک جگہ ہو جائیں۔ اگر تنہائی کی جگہ ہو تو وہاں بھی تہ بند باندھنے کے سوا نہ نہائیں۔ ننگا نہانا مکروہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ابوداؤد عطا بن یعلی بن امیہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر صلعم نے ایک آدمی کو دیکھا وہ بغیر تہ بند باندھنے کے ننگا نہا رہا تھا۔ پس آنحضرت صلعم منبر پر گئے۔ اور آپ نے کھڑے ہو کر پہلے حق تعالیٰ کی حمد اور ثنا کی اور اس کے بعد فرمایا کہ اس میں شک نہیں ہے۔ کہ اللہ پوشیدہ ہے اور اس میں حیا ہے اور پوشیدگی اور حیا کو دوست رکھتا ہے۔ اس لئے واجب ہے کہ جب کوئی غسل کرے تو تہ بند باندھ کر نہائے۔ اور جو آدمی دریا یا تالاب میں نہانا چاہے یا دوسرے کے واسطے اس جگہ سے پانی لینے جائے تو اس کو بھی تہ بند باندھ کر جانا چاہیئے۔ اس واسطے کہ خدا کی مخلوقات پانی کے اندر بھی رہتی ہے جس سے شرم کرنا لازم ہے۔ جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ پانی کے اندر تہ بند باندھنے کے سوا نہ جاؤ۔ اور حضرت حسنؓ کہتے ہیں کہ پانی کے اندر بھی رہنے والے ہیں اور لائق آدمی وہ ہے جو پانی کے اندر رہنے والوں سے بھی اپنا ستر عورت ڈھانپ لے۔

پانی میں ننگا داخل ہونے کا بیان

امام احمدؒ سے ایک روایت میں وارد ہے۔ کہ پانی میں برہنگی کی حالت میں گھسنا جائز ہے۔ مکروہ نہیں۔

ایک آدمی نے امام موصوف سے پوچھا کہ اگر کوئی آدمی نہر میں ننگا نہا رہا ہو۔ اور اس کو کوئی دیکھے نہیں، تو اس آدمی کے باب میں کیا حکم ہے۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ اس کو اس طرح نہانے میں کوئی خوف نہیں ہے اور بہتر امر یہ ہے کہ پانی میں جائے تو لنگی باندھ کر جائے۔ لنگی باندھنے کے بغیر نہ جائے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

انگوٹھی پہننے کا ذکر

ابوداؤد انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ پیغمبر صلعم نے عجمیوں کو خط لکھنا چاہا۔ اکثر آدمیوں نے اس وقت آپ سے یہ کہا کہ عجمی لوگ اسی خط کو پڑھتے ہیں جس پر مُہر لگی ہوئی ہو۔ اسکے سوا دوسرے خط کو نہیں پڑھتے۔ اسلئے آنحضرت صلعم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ اور اُس پر یہ کندہ کروایا محمد رسول اللہ۔ انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی انگوٹھی معہ نگینہ کے چاندی کی تھی اور حضرت انسؓ سے ہی ایک دوسری روایت میں وارد ہے کہ آنحضرت صلعم کی انگوٹھی تو چاندی کی تھی، اور اس کا نگینہ جس پر آپ کا نام مبارک کندہ تھا وہ خرمہرہ یا حبشی عقیق کا تھا۔ ابوداؤد نافع سے اور وہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے اپنی انگوٹھی سونے کی بنوائی تھی اور اس میں نگینہ چاندی کا اور نگینہ پر یہ کندہ کروایا تھا محمد رسول اللہ۔ اور آپ کا یہ معمول تھا کہ نگینہ کا رُخ اپنی ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے اور آپ کے وقت میں دوسرے لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا کر پہنیں ہیں اور جب آپ نے دوسرے آدمیوں کے ہاتھوں میں سونے کی انگوٹھیوں کو دیکھا تو اپنی انگوٹھی کو اتار کر پھینک دیا۔ اور زبان مبارک سے فرمایا کہ میں اب اس کو کبھی نہیں پہنوں گا۔ اور اسکے بعد آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوا کر پہنی اور اس پر یہ کندہ کروایا تھا محمد رسول اللہ۔ آنحضرت صلعم کے بعد اس انگوٹھی کو حضرت ابوبکرؓ نے پہنا اور اُن کے بعد حضرت عمرؓ نے اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ نے اور آخر کو یہ انگوٹھی چاہ اریس میں گر گئی اور پھر اسی میں رہی۔

لوہے کی انگوٹھی کا ذکر

لوہے اور پیتل کی انگوٹھی کا پہننا مکروہ ہے وجہ یہ ہے کہ ابوداؤد عبداللہ بن بریدہؓ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے پیتل کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ آنحضرت صلعم نے اس کو فرمایا کہ تجھ سے مجھ کو بتوں کی بُو آتی ہے اس کا کیا باعث ہے اُس نے جواب دیا کہ اور تو کچھ میرے پاس نہیں ہے۔ پیتل کی ایک انگوٹھی پہنی ہوئی ہے اس کو بھی پھینک دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے وہ انگوٹھی پھینک دی وہ شخص پھر آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہوا۔ اور وہ اس وقت لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا۔ آپ نے اس انگوٹھی کو دیکھ کر فرمایا کہ تجھ پر دوزخیوں کا لباس دکھائی دیتا ہے اس نے یہ سنتے ہی وہ لوہے کی انگوٹھی بھی پھینک دی اور عرض کی کہ اللہ کے رسول میں کونسی چیز کی انگوٹھی بنوا کر پہنوں۔ آپ نے فرمایا کہ چاندی کی انگوٹھی بنوا کر پہن اور وہ وزن میں پوری ایک مثقال یعنے تین ماشہ سے زیادہ نہ ہو۔

انگوٹھی کے پہننے کا طریق

درمیانی انگلی اور شہادت میں انگوٹھی نہ پہنے۔ ان میں پہننی مکروہ ہے۔ کیونکہ پیغمبر صلعم نے حضرت علیؓ کو ان انگلیوں میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے اور بہتر یہ ہے کہ انگوٹھی بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں پہنے۔ کیونکہ ابوداؤد ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے اور پہلے وقت کے اکثر صالح لوگوں نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور اس کے خلاف کو بدعتیوں کا طریق بیان کیا

ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ادب اور مستحب یہ امر ہے کہ چیزوں کو دائیں ہاتھ سے پکڑ کر بائیں میں رکھیں، اور اس کے سوا یہ ہے کہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی کا پہننا انگوٹھی کو نگاہ رکھنا ہے اور اسکی حفاظت ہے۔ جو اس پر خدا کے ناموں اور حرفوں سے کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلعم اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے پس اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ انگوٹھی چاہے بائیں ہاتھ میں پہنے اور چاہے دائیں میں دونوں میں جائز ہے مگر بہتر بائیں ہاتھ میں پہننی ہے۔

بیت الخلا میں جانے اور اندام نہانی کے پاک کرنے کا بیان

اگر کوئی رفع حاجت کے لئے پاخانہ میں جائے اور اس وقت انگوٹھی یا کوئی تعویذ پہنا ہوا ہے جن پر خداوند کریم کا نام لکھا ہے تو ان کو اپنے پاس سے الگ کر دے اور پہلے بایاں پاؤں آگے بڑھائے اور اس کے بعد دائیاں، اور پھر یہ کہے بسم اللہ یعنے خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں، اس سے مراد یہ ہے کہ میں غلاظت اور راندے ہوئے شیطان سے خدا کی پناہ میں ہوتا ہوں، پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جو نجس اور ناپاک جگہیں ہیں ان میں شیطان گھسے رہتے ہیں اس لئے شیطانوں سے خدا کے ہاں پناہ مانگے بلکہ شیطانوں اور گندگی اور میل کچیل اور پلیدی ان سب چیزوں سے خدا کی پناہ میں ہونے کی درخواست کرے اور ننگے سر نہ جائے اور پردہ کرنے والا ہو اور تہ بند اس وقت اُٹھائے جب زمین کے نزدیک ہو جائے اس سے پہلے نہ اُٹھائے اور جب بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں پر زور ڈالے رکھے کیونکہ ایسا کرنے سے رفع حاجت آسانی کے ساتھ ہو جاتی ہے اور جب تک فارغ نہ ہولے کسی سے بات نہ کرے اور اگر کوئی اس وقت سلام دے تو اس کو سلام کا جواب نہ دے اور بات کرنے والے کو جواب نہ دے اور اگر چھینک آئے تو خدا پاک کی ثنا اور صفت دل میں کہے اور اسوقت آسمان پر نہ تاکے، اور اپنی غلاظت اور ہوا کے خارج ہونے اور دوسرے آدمی کی غلاظت اور ہوا کے خارج ہونے پر ہنسی نہ کرے اور جب حاجت کے رفع کرنے کے واسطے جائے تو آدمیوں سے دور جائے، اور تنہائی کے واسطے جو خاص جگہ تجویز کرے وہ نرم جگہ ہو تا کہ چھینٹیں اُڑ کر اوپر نہ پڑیں اور اپنا ستر عورت کسی کو نہ دکھائے۔ پس اگر تنہائی کی خاص جگہ سخت ہو یا ہوا نے اس جگہ کو گرد اور غبار سے صاف کر دیا ہے اور ذکر کے سرے کے صاف کرنے کے واسطے گرد نہیں تو اس کو زمین سے رگڑ کر صاف کرلے، اور اگر کہیں جنگل میں ہے تو اس وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ ہی قبلہ کی جانب پیٹھ کرے۔ اور سورج اور چاند کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا نہیں چاہیئے، اور کسی سوراخ میں بھی پیشاب نہ کرے اور اگر کوئی میوہ دار درخت یا غیر میوہ دار سایہ والا درخت ہے تو اس کے نیچے بھی پیشاب کرنا ناجائز ہے، کیونکہ اگر کوئی مسافر کسی وقت سایہ میں بیٹھا تو اس کے کپڑے خراب ہو جائینگے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر میوہ دار درخت کے نیچے نجاست ہو تو اوپر سے میوہ گر کر نجاست میں آلودہ ہو جاتا ہے اور راستے اور نہر کے گھاٹ میں بھی پیشاب نہ کیا جائے۔ نہ دیوار کے سایہ میں، کیونکہ ایسا کرنا نفرین یعنے لعنت کا باعث ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے اور اس جگہ قرآن نہ پڑھے اور یہ ممانعت خداوند تعالیٰ کی کلام کی پاکی اور تعظیم کے سبب سے ہے بسم اللہ اور اعوذ باللہ کے سوا زیادہ نہ کہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے اور جب فارغ ہو تو اس وقت یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ غُفْرَانَکَ ترجمہ، اور تعریف خدا کے لئے ہے جس نے مجھ سے غلاظت اور گندگی کو دور کیا اور مجھے آرام دیا ہے میں تیری بخشش چاہتا ہوں اس کے بعد اُس جگہ سے اُٹھ کھڑا ہو اور پاک جگہ میں چلا جائے اور وہاں جا کر طہارت کرے اور غلاظت کے مقام میں طہارت

ذکر ے، کیونکہ ایسا نہ ہو کہ کہیں اسکے ہاتھ بھی غلاظت سے نہ بھر جائیں اور کپڑوں اور بدن پر پلید چھینٹیں پڑیں اور اگر پیشاب معمول کے موافق راستے سے سیدھا خارج ہوا ہے اور اطراف میں نہیں چھٹا اور چھینٹیں بھی نہیں پڑیں تو اس صورت میں اختیار ہے کہ چاہے خشک چیز سے پاک کرے اور چاہے پانی سے۔ اگر خشک چیز سے پاک کرنے کا ارادہ کرے پس پتھر کے تین پاک ٹکڑے لے۔ اور وہ ایسے ہوں کہ اُن سے کسی نے استنجا پہلے پاک نہ کیا ہو، ہر ایک ٹکڑے کو داہنے ہاتھ سے پکڑے اور غلاظت کے خارج ہونے کا جو مقام ہے اُس ٹکڑے سے اس جگہ کو رگڑے اور پاک کرے مگر اس سے پہلے اپنے ذکر کو جڑ سے لیکر آخیر تک کھینچ لے اور یہ عمل کھانستا ہوا کرے تا کہ تحقیق ہو جائے کہ کوئی قطرہ اندر نہیں رہا خارج ہو گیا ہے۔ اس کو استبرا کہتے ہیں۔ پس اپنے ذکر کو بائیں ہاتھ سے پکڑے اور اس کو اس پتھر پر رگڑے جو دائیں ہاتھ سے پکڑا ہوا ہے یہاں تک کہ جگہ خشک ہوئی ہوئی دیکھ لے اور اسی طرح تین پتھروں سے تین دفعہ کرے۔ اور اگر پتھر کے ٹکڑے ہاتھ نہ آئیں تو تین لتے لے یا تین ٹھیکریاں یا تین ڈھیلے اور ان سے باری باری خشک کرے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے اور یا تین دفعہ مٹی لیکر ہتھیلی پر رکھے اور اس سے خشک کرے۔ اور اگر یہ چیزیں بھی میسر نہ آئیں تو زمین یا دیوار سے تین دفعہ رگڑ لے اور ہر ایک دفعہ دیکھتا جائے کہ خشک ہو گیا ہے یا نہیں۔ جب یہ عمل کر چکے اور خشک ہو جائے تو جان لے کہ استنجا پاک کرنے کا جو حکم تھا اس کو بجا لایا۔ اور جب پاک کرنے کے بعد وضو کرے تو اس سے فارغ ہونے کے بعد ذکر کو کھینچنے سے پرہیز کرے کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سوراخ ذکر کے کا واک میں کوئی قطرہ رہ جاتا ہے اور کھینچنے سے وہ نکل پڑتا ہے اور پھر وضو فاسد ہو جاتا ہے اور اسی واسطے کہا گیا ہے کہ حق یہ ہے کہ پاک کرنے اور کھانسنے سے پہلے تین قدم زمین پر مارتا ہوا چل لے تا کہ ذکر کے سوراخ میں پیشاب کا کوئی قطرہ باقی نہ رہ جائے۔

پاخانہ کا مقام یعنے مقعد کے صاف اور پاک کرنے کا یہ طریق ہے کہ بائیں ہاتھ میں پتھر کا ایک ٹکڑا پکڑے اور اس کو لیکر مقام مخصوص پر آگے سے پیچھے تک ملے اور اس کے بعد دوسرا ٹکڑا لے اور اس کو پیچھے سے آگے تک لے آئے اور پھر تیسرا لیکر اُس کو اس مقام کے ارد گرد یعنے آس پاس ملے۔ اور اگر ان سے طہارت کامل نہ ہو اور پتھر کے ٹکڑوں پر تری دکھائی دے تو اسی طرح پانچ ٹکڑوں سے رگڑے اور اگر اس قدر عمل کرنے سے بھی شک ہے تو سات اور نو ٹکڑوں تک لیکر ایسا ہی کرے جیسا کہ مذکور ہوا ہے مگر مقعد صاف کرنے کے واسطے جو پتھر لیے جائیں وہ طاق ہوں اور پتھر کے ٹکڑوں سے پاک کرنے کا ایک اور طریق بھی ہے وہ یہ ہے کہ پتھر کے ٹکڑے کو پہلے بائیں ہاتھ میں پکڑے اور پاخانہ کے خاص مقام سے اوپر کو رکھ کر دائیں طرف کو رگڑنا شروع کرے۔ یہاں تک کہ چاروں طرف سے پھر اکر اسی جگہ پر لے آئے جہاں سے رگڑنا شروع کیا تھا۔ اور اسکے بعد دوسرا ٹکڑا لے اس کو وہیں سے بائیں طرف کو رگڑنا شروع کرے اور رگڑتا ہوا پھر شروع کرنے کی جگہ پر آجائے۔ اور اس کے بعد تیسرا ٹکڑا لے اور اس کو پاخانہ کے خاص مقام پر رگڑے۔ یہ جتنے طریق بیان ہوئے درست ہیں۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ ایک اعرابی یعنے صحرانشین بعض اصحابوں کے پاس آیا۔ اور آکر اس سے تکرار کی۔ کہ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ تو پاخانہ کے طریق کو اچھی طرح جانتا ہو۔ پس اُس نے جواب دیا تیرے باپ کی قسم میں اس طریق کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اعرابی نے کہا اگر اچھی طرح جانتا ہے تو اس کو مجھ سے بیان کر۔ صحابی نے فرمایا جب مجھ کو پاخانہ کی حاجت ہوتی ہے تو میں آبادی سے دور چلا جاتا ہوں اور ڈھیلے مہیا کرتا ہوں اور لیکر بیٹھ جاتا ہوں اور پیٹھ اسطرف کرتا ہوں جس طرف سے ہوا آرہی ہو اور منہ

ایک قسم کے گھاس کی طرف ہوتا ہے اس گھاس کو عربی میں شیخ بولتے ہیں اور خوشبودار ہوتا ہے اور جب بیٹھتا ہوں تو اس طرح بیٹھتا ہوں جیسے ہرن بیٹھتا ہے اور اپنے چوتڑوں کو شتر مرغ کے چوتڑوں کی طرح زمین سے بلند رکھتا ہوں

پانی سے استنجا کرنے کا بیان

اس کا طریق یہ ہے کہ اپنے ذکر یعنے پیشاب کی جگہ کو اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑے اور دائیں ہاتھ سے اسکے اوپر پانی ڈالے اور سات دفعہ دھوئے اور جیسا ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پاک کرے اور کھنگارے اور رہا سہا قطرہ نکال ڈالے۔

مدینہ کے دانائوں نے مرد کے آلہ پیشاب کو عورت کے پستان کے ساتھ مشابہت دی ہے اور کہا ہے کہ جس طرح دوہنے سے پستان سے کچھ کچھ دودھ نکلتا ہے اس طرح جب تک آدمی آلہ پیشاب کو کھینچتا اور دباتا ہے تو اس سے بھی کچھ نہ کچھ چیز خارج ہوتی رہتی ہے اور جب اس پر پانی پڑتا ہے تو قطروں کا نکلنا بند ہو جاتا ہے اور جس وقت پاخانہ کے مقام کو دھوئے اس وقت دائیں ہاتھ سے تو پے درپے پانی ڈالتا جائے اور بائیں سے برابر ملے اور چاہیئے کہ مقام مذکور کو سست رکھے اور اچھی طرح ملے یہاں تک کہ اس کو یہ یقین ہو جائے کہ اب بخوبی پاک و صاف ہو گیا ہے اور دونوں اندا موں کو اندر سے دھونا لازم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ شرعاً معاف ہے۔ اور ہوا کے خارج ہونے پر استنجا کی ضرورت نہیں اور بہتر یہ ہے کہ پہلے ڈھیلوں سے پاک کرے اور اسکے بعد پانی سے اور اگر صرف ڈھیلوں سے ہی پاک کر ڈالے تو کافی ہے مگر پانی سے طہارت کرے تو یہ ہر حال میں بہتر اور افضل ہے۔ کیونکہ جو آدمی اپنے اندام نہانی کو پانی سے پاک نہیں کرتا اس کو وسواس رہتا ہے اور اسی واسطے کہا گیا ہے کہ شاعروں کا ایک گروہ ہے۔ جس کے آدمی چرکیں اور ناپاک سخن کہتے ہیں یہ پانی سے استنجا نہیں کرتا کیونکہ اس سے گندے اور فحش آمیز سخن پیدا ہوتے ہیں جو انکے مقصود کے موافق ہیں ہم ایسی کلام سے بو گندی اور ناپاک ہو اور جسم کو پاکی سے باز رکھے خدا سے پناہ مانگتے ہیں۔

خاص مقام میں نجاست کا چمٹنا اور آلودہ ہونا

اگر ذکر حشفہ کی موٹی جانب میں یا مقعد کی دونوں طرفوں میں نجاست لگ جائے اور چمٹ جائے تو یہ مقام پانی سے دھونے کے سوا پاک نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ نجاست ہی بالخصوص کے مقام سے خارج ہوتی ہے اسلئے اس نجاست کی مانند ہی ہو جاتی ہے جو ران اور سینہ وغیرہ پر لگ جائے اور وہ پانی سے دھونے کے بغیر دور نہیں ہوتی۔

کن چیزوں سے ڈھیلا کرنا روا ہے

جو چیز خشک اور پاک اور صاف کرنے والی ہو اس سے ڈھیلا کرنا جائز ہے مگر کھانے کی چیز یا کسی ایسی چیز سے جو کسی قسم کی بزرگی رکھتی ہو استنجا کرنا نا روا ہے نہ کسی جاندار کا عضو، ہڈی یا گوبر سے کیونکہ یہ جنوں کی خوراک ہے اور ایسی چیزوں سے استنجا روا نہیں جو پھسلنے والی بھربھرنے والی ہیں۔ مثل کوئلہ اور شیشہ اور صاف کنکر ہیں۔

وہ حالتیں جن میں استنجا کرنا واجب ہے

ان حالتوں میں انسان کو استنجا کرنا لازم آتا ہے، جب عورت یا مرد کے اگلے اور پچھلے راستہ سے یہ چیزیں خارج ہوں نجاست۔ کیڑے، سنگریزے، خون، پیپ، بال اور مرد کے آلہ تناسل سے پانچ چیزوں کا خارج ہونا ہے پہلی پیشاب ہے دوسری مذی یہ سفید پانی کی مانند ایک رقیق چیز ہوتی ہے اور جب شہوت پیدا کرنیوالے اور لذت آمیز خیالات اٹھتے ہیں تو اسوقت نکل پڑتی ہے اور پیشاب کا حکم رکھتی ہے اس کے نکلنے پر اس خاص مقام کو اچھی طرح دھویا جائے اور خصیوں کو بھی خوب طرح سے دھونا چاہیئے۔ حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ ہر ایک جوان آدمی سے یہ پانی نکلتا ہے اور جب نکلے

تو اس مقام اور خصیوں کو اچھی طرح دھونا چاہیئے۔ تیسری دھات ہے۔ پیشاب کے بعد سفید رنگ کا گاڑھا سا پانی نکلتا ہے اور یہ بھی پیشاب کا حکم رکھتی ہے۔ چوتھی منی ہے اور یہ وہ سفید اور گاڑھا پانی ہے جو جماع سے لذت پانے یا احتلام کے وقت نکلتا ہے اور کودتا ہوا خارج ہوتا ہے اور جب مرد طاقتور اور جوانی کے عالم میں ہوتا ہے تو یہ زرد رنگ کا ہوتا ہے اور اگر جماع کی کثرت ہو تو اس حالت میں یہ سرخ رنگ کا ہو جاتا ہے اور ناتوانی یعنی کمزوری میں رقیق اور پتلی ہوتی ہے اور اس کی بو ایسی آتی ہے جیسی کہ خرما کے شگوفہ اور خمیرے آٹے کی ہوتی ہے اور مشہور روایت میں ہے کہ یہ منی پاک ہوتی ہے مگر جب یہ نکل آئے تو سارے بدن کا دھونا واجب ہو جاتا ہے اور عورت کی منی پتلی زرد رنگ ہوتی ہے پانچویں ہوا ہے جو کبھی کبھی آگے سے نکلتی ہے جیسے پچھلے راستے سے ٭

طہارت کبرےٰ

یہ دو قسم پر ہے ایک تو کامل ہے اور دوسری کفایت کرنے والی ہے جب طہارت کامل کرنے لگے تو اس میں نیت کرنی واجب ہوتی ہے اور وہ نیت حادثہ بزرگ کے دُور کرنے یا غسل جنابت کے واسطے ارادہ کرنا ہے پس اگر زبان سے بھی کہے اور دل میں بھی اس کا ارادہ کرے تو یہ افضل ہے اور پانی لینے کے وقت بسم اللہ پڑھے اور پہلے تین دفعہ دونوں ہاتھ دھوئے اور اسکے بعد نجاست کو دھوئے اور پھر کامل وضو کرے اور پاؤں کو بعد میں دھوئے۔ تین دفعہ سر پر پانی ڈالے اور سر کے بالوں کی جڑوں کو تر کرے اسکے بعد سارے بدن پر تین دفعہ پانی ڈالے اور اپنے بدن کو اچھی طرح سے ملے اور تمام بدن کے شکنوں اور سلوٹوں میں پانی ڈال کر اس کو خوب صاف کرے جیسا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اپنے بالوں اور بدن کو خوب صاف اور پاک کرو کیونکہ ہر ایک بال کے نیچے پلیدی ہے اور جب بدن پر پانی ڈالنے لگے تو اپنے داہنے پہلو سے ڈالنا شروع کرے۔ اور جب غسل کر چکے تو غسل کے مقام سے الگ ہو کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ اور اگر غسل کرنے کے درمیان وضو ٹوٹ نہ گیا ہو۔ تو اس طہارت سے نماز کا پڑھ لینا درست ہے کیونکہ ایسے غسل سے ہر ایک طرح کی نجاست دور ہو جاتی ہے اور اگر وضو قائم نہ رہا ہو غسل کے درمیان ٹوٹ گیا ہو۔ تو اس صورت میں نماز کیواسطے دوبارہ وضو کرلے۔ اور غسل کا اصل طریق وہ ہے جو عائشہؓ کی روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرت صلعم غسل جنابت کرتے تھے تو پہلے وہ تین دفعہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتے تھے اور اس کے بعد اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے تھے۔ پھر آپ تین دفعہ کلی کیا کرتے تھے اور پھر تین دفعہ ناک میں پانی ڈالتے تھے اور بعد میں تین دفعہ منہ دھوتے تھے اور اسکے بعد تین تین بار اپنے دونوں بازو دھویا کرتے تھے اور تین دفعہ سر پہ پانی ڈالتے اور اسکے بعد آپ غسل فرمایا کرتے تھے۔ اور جب آپ غسل سے فارغ ہو جاتے تھے تو اُسوقت آپ اپنے دونوں پاؤں دھویا کرتے تھے اور کوئی صرف غسل ہی کرنا چاہے یعنے غسل جنابت نہ ہو۔ تو وہ پہلے اپنا بدن دھوئے اور نیت کرے اور بسم اللہ پڑھے اور کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔ کیونکہ وضو اور غسل دونوں میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنا واجب ہے مگر درست روایت یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنا وضو میں واجب ہے اور اگر اس غسل سے نماز پڑھنا چاہے تو جائز نہیں ہے اور اگر وضو اور غسل دونوں کی نیت کرے تو اس صورت میں نماز پڑھ لینے کا مضائقہ نہیں ہے اور اگر نیت نہ کریگا تو اس صورت میں وضو ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی نماز روا ہوتی ہے۔ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو غسل کے علاوہ وضو کامل نہیں کرتا اس کو اس غسل سے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور اسکے بعد فرمایا کہ غسل میں وضو کامل کرنا چاہیئے۔ اور پانی کا زیادہ خرچ کرنا ادب کے خارج ہے بہتر یہ ہے کہ پانی اعتدال کے ساتھ خرچ کیا جائے

اگر کوئی غسل اور وضو میں کم پانی خرچ کرے تو زیادہ پسندیدہ ہے۔ روایت کی گئی ہے کہ آپ ایک مُد پانی سے وضو کرتے تھے اور مُد ایک رطل اور رطل کا تیسرا حصہ ہوتا ہے اور جب غسل کرتے تھے تو ایک صاع سے کیا کرتے تھے اور صاع چار مُد پانی کے وزن کے برابر ہوتا ہے۔

اعضاء دھونے کے وقت مستحب ذکر

جب استنجا سے فراغت پالے تو اس وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ نَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الشَّکِّ وَالنِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ اے اللہ میرا دل گمان اور نفاق سے پاک کر اور میرے اندام نہانی کو بدیوں سے نگاہ رکھ اور بسم اللہ کہنے کے وقت یہ دعا پڑھے اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ خداوندا میں شیطان کے وسوسوں اور خطروں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے پروردگار اپنے پاس شیطانوں کے آنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور دونوں ہاتھوں کے دھونے کے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْیُمْنَ وَالْبَرَکَۃَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشُّؤْمِ وَالْھَلَکَۃِ خداوندا میں تجھ سے یمن اور برکت چاہتا ہوں اور شامت اور ہلاکت سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور کلی کرنے کے وقت یہ کہے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ کِتَابِكَ وَکَثْرَۃِ الذِّکْرِ لَكَ خداوندا مجھ کو قرآن کے پڑھنے پر جو تیری کتاب ہے مدد دے اور اپنے ذکر کی کثرت پر طاقت عطا فرما اور ناک میں پانی ڈالنے کے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اَوْجِدْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَاَنْتَ عَنِّیْ رَاضٍ بار خدایا مجھ کو بہشت کی خوشبو دے اور مجھ سے راضی ہو۔ اور ناک جھڑکنے کے وقت کہے اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ رَوَائِحِ النَّارِ وَمِنْ سُوْءِ الدَّارِ پروردگار میں دوزخ کی بُری بوؤں اور بُرے گھر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور مُنہ دھونے کے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہُ اَوْلِیَائِكَ وَلَا تُسَوِّدْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوْہُ اَعْدَائِكَ خداوندا جس دن میں تیرے دوستوں کے منہ سفید ہونگے اُس دن تو میرے مُنہ کو بھی سفید کر اور جس دن تیرے دشمنوں کے منہ سیاہ ہونگے اُس روز تو میرے منہ کو سیاہ نہ کر۔ اور جب داہنے ہاتھ کو دھونے لگے تو اس وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اٰتِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا بار خدایا میرا اعمالنامہ میرے داہنے ہاتھ میں دے اور میرے حساب کو آسانی سے لے۔ اور بایاں ہاتھ دھونے کے وقت یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ تُؤْتِیَنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ اَوْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ خداوندا میں اس سے تیرے ہاں پناہ مانگتا ہوں کہ میرے اعمالنامہ کو میرے بائیں ہاتھ میں دے یا پیٹھ کے پیچھے سے مجھ کو دے اور سر کا مسح کرنے کے وقت یہ کہے اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَکَاتِكَ وَاَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ خداوندا مجھ کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے اور اپنی برکتیں میرے اوپر نازل کر اور اپنے عرش کے نیچے اس دن مجھ کو سایہ عطا فرما جس دن تیرے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ اور دونوں کانوں کا مسح کرنے کے وقت یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ اَللّٰھُمَّ اَسْمِعْنِیْ مُنَادِیَ الْجَنَّۃِ مَعَ الْاَبْرَارِ خداوندا مجھے قرآن کے سننے والوں اور اس کی اچھی طرح سے پیروی کرنے والوں میں سے بنا اے اللہ جو لوگ نیکوکاروں کے ساتھ بہشت کی طرف جانے کے واسطے پکارتے ہیں اُن کی پکار مجھ کو سُنا دے۔ اور جب گردن کا مسح کرنے لگے تو اس وقت یہ کہے اَللّٰھُمَّ فُكَّ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ خداوندا دوزخ سے میری گردن کو آزاد کر دے میں زنجیروں اور طوقوں سے تیرے ہاں پناہ مانگتا ہوں۔ اور اپنا دایاں پاؤں دھونے کے وقت یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ مَعَ اَقْدَامِ الْمُؤْمِنِیْنَ خداوندا مومن آدمیوں کے ساتھ میرے پاؤں کو پل صراط پر قائم اور ثابت رکھ اور بایاں پاؤں دھونے کے

وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ تَزِلَّ قَدَمِیْ عَنِ الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِیْنَ خداوندا میں اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ اُس دن جبکہ منافقوں کے پاؤں پھسل جائینگے پلصراط سے میرے پاؤں پھسل جائیں اور جب اپنے وضو سے فارغ ہو جائے بعد میں اپنے سر کو آسمان کی طرف اُٹھائے اور یہ پڑھے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَسْاَلُکَ التَّوْبَۃَ فَاغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ صَبُوْرًا شَکُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ اَذْکُرُکَ وَاُسَبِّحُکَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۔ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ خداوند تعالے جو اکیلا اور بے مانند ہے دوسرا کوئی معبود نہیں اور اسکی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کا بندہ ہے اور اس کا بھیجا ہوا ہے پاکی تیرے واسطے ہی ہے تیرے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے میں نے برا کام کیا اور اپنے نفس پر ظلم کیا ہے میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تجھ سے توبہ کی درخواست کرتا ہوں پس تو مجھ کو بخش دے اور میرے اوپر رحمت کر اس میں کوئی شک نہیں کہ تو بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے اے اللہ تو مجھ کو اپنی طرف لوٹنے والوں میں سے بنا اور مجھ کو پاکیزہ لوگوں میں سے کر اور مجھ کو صابر اور شاکر کر دے اور ایسا کر دے کہ صبح اور شام تیرا بہت ذکر کیا کروں اور تیری بہت تسبیح کروں ۔

پوشاک کے بیان میں

کپڑے پہننے پانچ قسم پر ہیں ایک تو وہ ہیں جن کا پہننا عاقل اور بالغ آدمی کے واسطے حرام ہے دوسری قسم کے وہ ہیں جو ایک کے لئے تو حرام ہیں مگر دوسرے کے واسطے حرام نہیں تیسری قسم کے وہ ہیں جن کا پہننا مکروہ ہے چوتھی قسم میں وہ ہیں جو مباح ہیں پانچویں قسم کے کپڑے پاک ہیں (۱) جو کپڑے کے چھین کر پہنے جائیں وہ حرام مطلق ہیں (۲) جو کپڑے ایک پر حرام ہیں اور دوسرے پر حلال، وہ ریشمی ہیں مرد کو ان کا پہننا حرام ہے اور عورت کو حلال ہے اور لڑکوں کو ریشمی کپڑا پہنانے میں دو روایتیں ہیں اور اسی طرح کافروں کی لڑائی میں مردوں کو حریر پہننے کے لئے بھی دو روایتیں آئی ہیں جن میں سے ایک میں مباح لکھا ہے جو چوتھی قسم ہے (۳) جو کپڑا بہت لمبا اور نیچا پہنا جائے وہ مکروہ ہوتا ہے اس سے تکبر ثابت ہوتا ہے اور ایسا ہی اُس کپڑے کا پہننا مکروہ ہے جس میں ابریشم اور سوت دونوں ملے ہوئے ہوں کہ یہ نہ معلوم ہو سکے کہ کون زیادہ ہے اور کون کم ہے (۵) پاک کپڑا وہ ہے جس کو ہر ایک خاص اور عام آدمی پہن سکتا ہے اور پہنتا ہے اور اپنے کنبہ اور شہر اور شہر کے لوگوں کی روش کے خلاف کپڑا پہننا منع کیا گیا ہے کیونکہ لوگوں کی روش کے برخلاف کپڑا پہنے تو وہ انگشت نما کرتے ہیں اور اس کو پسند نہیں کرتے اور پیچھے برا کہتے ہیں پس اس قسم کا پہننا ایک تو اوروں کی تکلیف کا باعث ہوتا ہے اور دوسرے اُسکی غیبت کا اس صورت میں روش کے خلاف کپڑا پہننے والا ایک تو گناہ کا باعث ہوا اور دوسرا گناہ میں شریک ہوا ۔

پوشاک کی قسمیں

ایک طرح کی پوشاک تو واجب ہے اور دوسری مستحب ہے پھر واجب کی دو قسمیں ہیں ایک حق اللہ کہلاتی ہے اور دوسری کو حق الناس کہتے ہیں یہ خاص شخص کی ذات سے متعلق ہوتی ہے حق اللہ تو یہ ہے کہ ستر عورت یعنی اپنی برہنگی کو لوگوں کی آنکھوں سے اس طرح چھپالے جیسا کہ چھپانے کا حق ہے اور برہنگی کے فصل میں ذکر ہو چکا ہے اور حق الناس پوشاک یہ کہلاتی ہے کہ گرمی اور سردی کی مصیبت سے بچنے اور اپنی حفاظت کیواسطے پہنے اس قسم کی پوشاک

آدمی کو پہننی واجب ہے۔ اور یہ روا نہیں ہے کہ ایسی پوشاک سے درگزر کرے۔ کیونکہ اس کا ترک کرنا جان کے تلف ہونے کا موید ہے اور ایسا کرنا حرام ہے۔ سو دوسری قسم جو مستحب اور داخل ادب ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں ایک حق اللہ ہے یہ تو چادر ہے۔ اگر کسی جماعت یا لوگوں کے مجمع میں ہو جیسا کہ عید اور جمعہ وغیرہ کے متبرک دن ہیں تو ان میں اپنے کندھوں کو ننگا نہ کرے۔ اور دوسری قسم حق الناس ہے یہ وہ ہے کہ جو عمدہ اور نفیس مباح کپڑے ہیں انہیں پہنے۔ انکا پہننا زیبائش کا باعث ہے اور آدمی کی آبرو بڑھتی ہے۔ اور لوگوں کو نظر حقارت سے نہ دیکھیں اور ان سے بے مروتی نہ کرے اور جب پگڑی باندھنے لگے تو پہلے اس کا سرا کندھے یا ٹھوڑی یا دانت میں دبالے ایسا کرنا مستحب ہے دبانے کے بعد پگڑی کو سر پر لپیٹے۔ اور عرب کے لباس کے خلاف نہ پہنے۔ اور عجم کی پوشش کی مشابہ نہ کرے یہ خلاف اور مشابہت مکروہ ہے اور دامن کو لمبا نہ رکھے کیونکہ پیغمبر صلعم نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمان کے لئے پاجامہ کی لمبائی کی حد یہ ہے کہ وہ نصف پنڈلی تک ہو اور اگر ٹخنوں تک نیچا ہو تو اس میں بھی کوئی گناہ اور حرج واقعہ نہیں ہوتا اور جس قدر پاجامہ ٹخنوں سے نیچا ہوگا تو وہ دوزخ میں ہے۔ اگر کوئی متکبروں کی مانند لمبا پاجامہ پہنے تو خداوند کریم اسکی طرف نگاہ نہیں کریگا۔ ابوداؤد ابوسعید خدری کے واسطہ سے آنحضرت صلعم سے ایسی ہی روایت کرتے ہیں جیسی مذکور ہوئی ہے۔ اور ننگا رہنا مکروہ ہے یعنے جب نماز پڑھنے لگے تو اسوقت اپنے آپ کو کپڑے سے ایسا سخت نہ لپیٹے کہ چادر اپنے دونوں کندھوں پر اس طرح اوڑھ لے کہ کسی طرف سے اپنے ہاتھ باہر نہ نکال سکے اور ایسا ہی لال مکروہ ہے یعنے چادر لٹکا کر نماز پڑھنی اس طرح کہ چادر کا وسط صرف سر پر ڈال کر اسکے دونوں طرف پیٹھ پر لٹکائے جائیں۔ اور یہ یہودیوں کا پہناوا ہے اور اسی طرح احتباء مکروہ ہے۔ احتبا یہ ہے کہ اپنے دونوں زانو سینے سے لگا کر بیٹھ جائے اور پشت کی طرف سے چادر لا کر دونوں گھٹنوں پر لپیٹ لے۔ اسطرح کرنے سے پشت کی چادر تکیہ کا کام دیتی ہے مگر اسکی کراہت اسوقت ہے جب چادر کے سوا کوئی اور کپڑا موجود نہ ہو کیونکہ اس وقت ایسا کرنا برہنہ ہونا ہوتا ہے۔ اور اگر نیچے کوئی اور کپڑا پہنا ہوا ہو تو پھر ایسا کرنا کچھ مضائقہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی نماز میں ڈھاٹا باندھنا اور ناک چھپانا مکروہ ہے اور مردوں کو چاہیئے کہ عورتوں کی سی پوشاک نہ پہنیں اور عورتیں ایسے کپڑے نہ پہنیں جو مردوں کے پہناوے کے مشابہ ہوں کیونکہ پیغمبر صلعم نے ایسا کرنے والے آدمیوں پر لعنت کی ہے اور ان کو عذاب کا خوف دلایا ہے اور نماز میں چوتڑوں کے بل نہ بیٹھے اس طرح کہ دونوں پاؤں تو لمبے کر دے اور دونوں چوتڑوں پر بیٹھ جائے یا چوتڑوں کے بل بیٹھ کر دونوں پاؤں کھڑے کر دے۔ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسطرح کتا بیٹھتا ہے اور کتے کی طرح بیٹھنا منع ہے اور پھٹا ہوا کپڑا نہ پہنے کیونکہ اس سے بدن دکھائی دیتا ہے اور اگر اندام نہانی کی جگہ پر سے پھٹا ہوا ہوگا تو ایسا کرنیوالا آدمی گنہگار ہوگا اور اگر کوئی جان بوجھ کر نماز کی حالت میں پھٹا ہوا کپڑا پہنے اور اندام نہانی اس سے دکھائی دے تو اسصورت میں نماز درست نہیں ہوتی اور شارع نے پاجامہ کی تعریف کی ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ پاجامہ آدھی پوشاک ہے اور مردوں کیواسطے اسکے پہننے کی تاکید ہے اور پائنچے کشادہ رکھنا مکروہ ہیں اور تنگ رکھنا بہت بہتر اور پیارا کیونکہ اس سے پردہ زیادہ رہتا ہے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلعم نے دعا کی کہ "خداوندا پاجامہ پہننے والی عورتوں کو بخش دے" کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ راستے میں جا رہے تھے جاتے ہوئے ایک عورت پاس سے گذری جو بلندی پر چڑھ رہی تھی اور گر پڑی رسول مقبول نے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا۔ لوگوں نے آپکی خدمت میں عرض کی جس عورت کی طرف سے آپ نے اپنا منہ پھیر لیا ہے وہ پاجامہ پہنے ہوئے ہے اسوقت آپ نے اس کے حق میں یہ دعا فرمائی جو اوپر مذکور ہوئی ہے اور بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ایسے پاجامے پہننے مکروہ ہیں جو لمبے اور کشادہ ہوں اس قدر کہ دونوں پائنچے

دونوں پاؤں کی پیٹھ پر پڑتے ہوں اور اصل یہ ہے کہ فراخ ہو یہ مشہور مثل ہے عَیْشٌ مُّخْتَبِرٌ اِذَا کَانَ وَاسِعًا جب فراخ ہو تو زندگی مخترنج ہے اور بہتر لباس وہ ہے جو عیب کو ڈھانپ دینے والا ہو۔ اور بہتر رنگ کے کپڑے سفید ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے واسطے سب سے بہتر سفید جامہ ہے اور دوسری روایت میں اسطرح آیا ہے تمہیں لازم ہے کہ اپنے فرزندوں کو سفید کپڑے پہناوے اور مُردوں کو کفن بھی سفید دو۔ اور ابن عباس رضٰ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کپڑوں میں سے تم سفید جامہ پہنو کیونکہ یہ تمہارے لباسوں میں سے بہتر لباس ہے اور مردوں کو دفناؤ تو سفید کپڑوں میں دفناؤ اور تمہارے واسطے سب سے اچھا سرمہ اثمد ہے "جو سرمہ اصفہانی کہلاتا ہے" یہ بینائی زیادہ کرتا ہے کہ پلکوں کو بڑھاتا ہے ؏

خواب کا بیان

جب آدمی سونے کا ارادہ کرے تو پانی کے برتن کو ڈھانپ دے اور مشک کا مُنہ باندھ دے اور چراغ کو گل کر دے اور دروازہ کو بند کر لے۔ اور اگر کوئی بُو دار چیز کھائی ہو تو مُنہ دھو کر سوئے تاکہ کوئی مُوذی جانور ضرر نہ دے اور بسم اللہ پڑھے اور اس روایت پر عمل کرے جو ابو داؤد نے سعید بن عبیدہ سے بیان کی ہے اور اُنہوں نے جازب کے بیٹے براء سے کہ آنحضرت صلعم نے براء سے فرمایا کہ جب تو خوابگاہ میں جائے تو نماز کے وضو کی طرح پہلے وضو کر اور پھر دائیں پہلو پر لیٹ جا اور یہ پڑھ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ عَلَیْکَ وَاَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ فَاِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَی الْفِطْرَۃِ وَاجْعَلْھُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ (ترجمہ) خداوندا میں نے اپنے منہ کو تیرے سپرد کیا اور اپنے کام کو تجھ پر چھوڑا اور اپنی مدد کے لئے تجھ پر تکیہ کیا اور تیری پناہ میں ہوتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں اور تجھ ہی سے خوف کرتا ہوں۔ تیرے سوا اور کوئی پناہ نہیں اور نہ ہی کہیں رستگاری کی جگہ ہے میں تیری کتاب پر جو تو نے نازل کی ہے ایمان لایا اور تیرے پیغمبر پر ایمان لایا جو تو نے بھیجا ہے پس اگر تو اس حال میں مرجائیگا تو مسلمان مریگا) اور فرمایا کہ اسکے بعد اس دعا کو پڑھا کر۔ براء نے کہا کہ میں اس دعا کو یاد کرنے لگا یاد کرنے کے بعد میں نے آپکی خدمت میں عرض کی کہ اب آپ کو سناؤں فرمایا پڑھو۔ میں نے دعا میں یہ پڑھا بِرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ تیرے رسول پر جو تو نے بھیجا ہے آپنے فرمایا۔ اس طرح نہیں بلکہ یوں کہو وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ اور تیرے نبی پر جس کو تو نے بھیجا ہے ؏

پس حدیث کے موافق قبلہ کی طرف منہ کر کے دائیں کروٹ پر سونا اس طرح جیسا کہ آدمی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اگر اس مطلب کیواسطے جب بیٹھ پر لیٹے کہ آسمان اور زمین کی بادشاہت میں غور کرے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اوندھا لیٹ کر سونا مکروہ ہے اور اگر خواب میں کوئی ڈرانے والی چیز دکھائی دے اور خداوند کریم سے اُس چیز کے ضرر سے پناہ مانگے اور تین دفعہ اپنی بائیں جانب تھوکے اور یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اَذْ تَبْنِیْ خَلْیُوْ رُؤْیَایَ وَاَکْفِنِیْ شَرَّھَا خداوندا میرے لئے اس خواب کا نتیجہ نیک کر اور اس کے شر سے بچا اور آیت الکرسی اور قل ھو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھے اور اگر نجس ہو اور ناپاکی کی حالت میں ہو تو پھر نہ پڑھے اور اپنی خواب کو بیان نہ کرے مگر ایسے لوگوں کے پاس جو نیک اور عقلمند اور سمجھنے والے ہوں۔ اور اگر خواب میں شیطانی خیالات دیکھے تو ان کو بیان نہ کرے کیونکہ انکا باعث شیطان ہے جو بُری شکل میں آتا ہے۔ ابی قتادہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے پیغمبر سے سنا ہے کہ خواب تو خدا کی طرف سے ہوتے ہیں اور خیالات شیطان کی جانب سے سرزد ہوتے ہیں پس جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے اور اپنی بائیں جانب تین دفعہ تھوکے اور خدا سے اُسکی بُرائی سے پناہ مانگے۔ اگر ایسا کرے تو بُرے خواب اُس کو نقصان نہیں پہنچاتے

ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول مقبول صبح کی نماز سے فارغ ہو جاتے تھے تو جو لوگ حاضر ہوتے تھے ان سے پوچھا کرتے تھے کہ تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے اور پھر فرمایا کرتے تھے کہ میرے بعد پیغمبری تو نہیں رہیگی مگر اسکی بجائے نیک خواب رہجائینگے۔ عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ مومن آدمی کو جو خواب آتا ہے وہ پیغمبری کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے اور جب کوئی گھر سے باہر جانیکا ارادہ کرے تو اسوقت یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ خداوندا میں اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں یا پھسلوں یا پھسلایا جاؤں یا ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں یا نادان بنوں یا نادان بنایا جاؤں۔ شعبی حضرت ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا ہے جب پیغمبر خدا میرے گھر سے تشریف لیجایا کرتے تھے۔ تو اس وقت آپ آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے اور دیکھ کر یہ دعا پڑھتے تھے جو اوپر مذکور ہوئی ہے اور قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھے اور صبح و شام رسول مقبول پر دعا پڑھا کرے جو یہ ہے اَللّٰھُمَّ بِكَ نُصْبِحُ وَبِكَ نُمْسِیْ وَبِكَ نَحْیٰی وَبِكَ نَمُوْتُ خداوندا میں تیرے ساتھ صبح کرتا ہوں اور تیرے ساتھ ہی رات بسر کرتا ہوں اور تیرے فضل سے ہی زندہ رہتا ہوں اور تیرے حکم سے مرتا ہوں اور دن کے وقت دعا میں یہ الفاظ زیادہ کردے والیک النشور اور تیری طرف ہی زندہ ہو کر اٹھنا ہے اور رات کے وقت یہ الفاظ بڑھائے والیک المصیر اور تیری طرف ہی بازگشت ہے اور اس دعا کے ساتھ یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَعْظَمِ عِبَادِكَ عِنْدَكَ نَصِیْبًا فِیْ كُلِّ خَیْرٍ تَقْسِمُهٗ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ وَفِیْمَا بَعْدَهٗ مِنْ نُوْرٍ تَھْدِیْ بِهٖ اَوْ رَحْمَةٍ تَنْشُرُھَا اَوْ رِزْقٍ تَبْسُطُهٗ اَوْ ضُرٍّ تَكْشِفُهٗ اَوْ ذَنْبٍ تَغْفِرُهٗ اَوْ شِدَّةٍ تَدْفَعُھَا اَوْ فِتْنَةٍ تَصْرِفُھَا اَوْ مُعَافَاةٍ تَمُنُّ بِھَا بِرَحْمَتِكَ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پروردگارا مجھ کو اپنے بندوں میں سے جو تیرے پاس ہیں زیادہ بزرگ کر۔ اور ہر ایک نیکی میں سے جو دنیا اور آخرت میں عطا کرتا ہے بہتر نیکی عطا کر اور وہ نیکی نور ہے جس سے تو راستہ دکھلاتا ہے اور یا وہ رحمت ہے جو تو لوگوں پر اتارتا ہے اور یا وہ روزی ہے جس کو تو کشادہ کرتا ہے اور یا وہ ضرر ہے جس کو تو دور کرتا ہے اور یا وہ گناہ ہے جسے تو بخشدیتا ہے یا سختی ہے جو دفع کرتا ہے یا بلا ہے جو تو لوٹا دیتا ہے اور یا وہ تندرستی ہے جو اپنے فضل سے عنایت کرتا ہے اور تو ہی ہر ایک چیز پر قادر ہے اور جب مسجد میں داخل ہونے کا ارادہ کرے اسوقت پہلے اپنا دایاں پاؤں آگے بڑھائے اور اسکے بعد بایاں پاؤں رکھے اور یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں خدا کے رسول پر سلام ہو خداوندا محمد صلعم پر رحمت بھیج اور اسکی اولاد پر رحمت نازل کر اور میرے گناہوں کو بخشدے اور میرے واسطے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جو پہلے مسجد میں موجود ہو اس پر سلام کہے، اگر مسجد میں کوئی آدمی پہلے نہ ہو تو یہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا مِنْ رَّبِّنَا عَزَّ وَجَلَّ پروردگار کی طرف سے جو بزرگ اور برتر ہے ہم پر سلام ہو اور جب مسجد میں داخل ہو تو پہلے دو رکعت نماز پڑھے اور پھر بیٹھے۔ اسکے بعد اگر چاہے تو نفل پڑھے اور چاہے تو بیٹھ جائے اور خداوند کریم کی یاد میں مشغول ہو جائے اور اسطرح چپ چاپ ہو کر بیٹھے کہ گو یا دنیا کے کام اس کو یاد ہی نہیں اور مسجد میں بیٹھ کر بہت باتیں نہ کریں مگر ضروری بات کرنی جائز ہے۔ اور جب نماز کا وقت آئے تو پہلے سنتیں پڑھے اور پھر جماعت کے ساتھ فرض ادا کرے۔ اور جب نماز پڑھ کر فارغ ہو جائے اور مسجد سے باہر نکلنے کا ارادہ کرے تو بایاں پاؤں پہلے باہر نکالے اور اسکے بعد دایاں۔ اور اس وقت یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلٰی

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ خدا کے نام پر اب نکلنا شروع کرتا ہوں خدا کے پیغمبر پر سلام ہو اے خداوندا محمد پر رحمت بھیج اور محمد صلعم کی اولاد پر رحمت بھیج اور میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے واسطے اپنے فضل کے دروازے کھول دے اور ہر ایک نماز کے بعد یہ مستحب ہے کہ تینتیس دفعہ تسبیح پڑھے اور اتنی دفعہ ہی حمد پڑھے اور اتنی دفعہ ہی تکبیر کہے اور آخر کار اس دعا سے یہ سینکڑہ پورا کرے ختم کرے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں اسکے واسطے ملک اور اسی کے واسطے حمد ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے اور ہمیشہ پاک رہنا مستحب ہے۔ انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ زندگی میں ہمیشہ پاک رہ اور جس قدر تیری طاقت ہے اسکے موافق رات اور دن میں نماز ادا کرتا رہ۔ کیونکہ اس صورت میں تیرے نگہبان فرشتے تجھے دوست رکھینگے اور چاشت کے وقت کی نماز کو ادا کر کیونکہ پرہیزگار لوگوں کی نماز ہے اور جس وقت اپنے گھر میں آئے اسوقت اپنے گھر کے آدمیوں کو سلام علیکم کہا کر یہ اس سے نیکی بڑھ جاتی ہے اور جو مسلمان بزرگ ہوں انکی عزت اور توقیر کرو۔ اور چھوٹوں پر مہربانی کرو تا کہ بہشت میں تو میرا رفیق ہو۔ یہ حدیث بڑی جامع ہے اس میں بہت سے آداب اکٹھے کر کے بھر دیئے گئے ہیں *

منزل میں داخل ہونے کا بیان اور کسب حلال اور تنہائی کی حالت کا ذکر

جب آدمی اپنے گھر میں آئے اور اس میں داخل ہونا چاہئے تو دروازہ پر کھڑا ہو کر کھانسے اور یہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا میرے رب کی طرف سے مجھ پر سلام ہو کیونکہ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے گھر سے باہر جاتا ہے تو اسکے گھر کے دروازہ پر حق تعالیٰ دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے یہ فرشتے اسکے گھر کے مال اور اہل و عیال کی نگہبانی کرتے رہتے ہیں اور شیطان لعین اسکے گھر کے دروازہ پر ستر سرکش اہلکار کھڑے کر دیتا ہے اور جب مسلمان واپس اپنے گھر کے نزدیک پہنچتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں خداوندا اگر یہ وجہ حلال سے کما کر لایا ہے تو اس کو تو زیادہ توفیق دے اور دروازہ پر پہنچکر جب یہ کھانستا ہے فرشتے تو اس کے نزدیک آجاتے ہیں اور شیطان بھاگ جاتے ہیں اور جس وقت یہ کہتا ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم پر سلام ہو۔ تو اسوقت شیطان چھپ جاتے ہیں اور دونوں فرشتے اسکے دائیں بائیں کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب وہ دروازہ کھولتا ہے اور بسم اللہ پڑھتا ہے تو اسوقت شیطان تو چلے جاتے ہیں اور فرشتے اس کے ساتھ گھر میں گھس جاتے ہیں اور اسکے گھر کی تمام اشیاء کو درست اور اچھا کر دیتے ہیں اور وہ اس کا دن رات آسائش سے گذرتا ہے اور بڑے آرام میں رہتا ہے اور جب اپنے گھر میں بیٹھتا ہے تو فرشتے اسکے سر کے اوپر رہتے ہیں۔ پس جو کچھ یہ کھاتا پیتا ہے وہ پاک اور طیب اور طاہر ہوتا ہے اور جبتک یہ اپنے گھر میں رہتا ہے رات ہو یا دن اسکی جان بھی پاک رہتی ہے اور اگر کوئی مسلمان ان باتوں پر عمل نہیں کرتا تو فرشتے وہاں سے کھسک جاتے ہیں اور اس کے ساتھ شیطان گھروں میں گھس جاتے ہیں اور پھر اسکو گھر میں بُری اور نالائق چیزیں دکھائی دیتی ہیں اور گھر کے آدمیوں سے بھی وہ باتیں سنتا ہے جو سننے کے لائق نہیں ہوتیں اور دین میں ابتری اور خلل لانے والی ہوتی ہیں اور اگر وہ بغیر عورت کے ہو تو اس پر اونگھ اور سستی وارد ہوتی ہے اور سوتا ہے تو ایسا سوتا ہے جیسا مردار اور بیٹھتا ہے تو ایسی چیز کی آرزو میں بیٹھتا ہے جو اسکو کوئی فائدہ نہیں دیتی اور اس کا نفس خبیث رہتا ہے اور اسکی نجاست کے سبب اس کا کھانا پینا اور سونا خراب و رکیک رہتا ہے اور معاش حاصل کرنے کے باب میں ابوہریرہؓ پیغمبر صلعم سے

روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی اس واسطے وجہ حلال سے کماتا ہے کہ خود سوال کرنے سے بچے اور اپنے اہل پر خرچ کرے اور ہمسایہ پر مہربانی کرسکے۔ تو قیامت کے دن خداوند کریم اس کو اسطرح اٹھائیگا کہ اس کا منہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا۔ اور جو شخص دنیا کو بوجہ حلال کمائے لیکن اسکی غرض اسے بہت جمع کرنے اور فخر کرنے دکھلاوا کرنے کی ہو تو وہ قیامت کے دن اس حال میں خداوند کریم سے ملیگا کہ وہ اس سے ناخوش ہوگا۔ ثابت بنانی رض روایت کرتے ہیں۔ کہ آسائش دس چیزوں میں ہے ان میں سے نو تو معیشت کی تلاش کرنے میں ہیں اور ایک خدا کی بندگی میں ہے اور جابر بن عبداللہ رض پیغمبر صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی سوال کرنا اختیار کریگا تو خداوند کریم اس پر فقر کا دروازہ کھول دیگا۔ اور جو سوال کرنے سے پرہیز رکھیگا تو اس حالت میں خداوند کریم اس کو سوال کرنے سے بچائے رکھیگا اور جو یہ خواہش کرتا ہے کہ میں بے نیاز ہو جاؤں اس کو خداوند بے نیاز کر دیتا ہے البتہ اگر کوئی آدمی رسی لیکر جنگل میں جائے اور وہاں سے لکڑیاں کاٹ لائے اور ایک مد کھجور کے عوض ان کو بازار میں بیچے تو یہ اس سے کئی درجے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرکے پھرے اور سوال کرنے میں یہ بھی ہوتا ہے کہ شاید دیں یا نہ دیں روایت کی گئی ہے کہ جو آدمی ایک دروازے پر سوال کرتا ہے اس پر اللہ تعالے فقر کے ستر دروازے کھول دیتا ہے اور رسول مقبول سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان صاحب عیال اور جفاکش ہو خداوند تعالے اس کو دوست رکھتا ہے اور ایسے آدمی کو دوست نہیں رکھتا جو تندرست ہو اور باوجود تندرست ہونے کے نہ تو دنیا کے کام میں مشغول ہو اور نہ ہی دین کے کام میں۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جو خداوند کریم کے خلیفہ تھے حق تعالے سے دعا مانگی کہ اے اللہ میرے لئے کوئی معاش کا ذریعہ تجویز کر دے جس کے وسیلہ سے میں اپنے ہاتھ سے محنت کروں اور اس کمائی سے کھاؤں خداوند تعالے نے آپ کے ہاتھ میں لوہے کو ایسا نرم کر دیا تھا کہ وہ خمیر اور موم کی مانند ہو جاتا تھا آپ اس لوہے سے زرہیں بنا کر بیچا کرتے تھے اور جو کچھ انکی قیمت سے وصول ہوتا تھا اس سے آپ مع اپنے اہل و عیال کے زندگی بسر کیا کرتے تھے حضرت سلیمان ابن داؤد نے حقتعالی کی درگاہ میں عرض کی کہ اے پروردگار تو نے مجھے بادشاہی عطا کی اور وہ بھی ایسی کہ جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی اور میں نے یہ خواہش کی تھی کہ ایسی بادشاہت میرے بعد بھی کسی اور کو نہ دی جائے۔ آپ نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی اور جو کچھ میں نے مانگا تو نے وہ مجھے عطا کر دیا۔ اگر تیرے شکر کے ادا کرنے میں مجھ سے کچھ کوتاہی ہوئی ہے تو میں یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھ کو اپنے ایسے بندے دکھا دے جو تیری شکر گزاری میں مجھ سے زیادہ ہیں۔ اس لئے خداوند تعالی نے وحی بھیجی اور فرمایا کہ اے سلیمان میرا ایک بندہ اپنے ہاتھ سے کماتا ہے اور اس کمائی سے اپنا پیٹ پالتا ہے اور اسی سے اپنا بدن ڈھانپتا ہے اور میری بندگی میں مصروف رہتا ہے میرا وہ بندہ تجھ سے زیادہ شکر گزار ہے اسکے بعد حضرت سلیمان نے درگاہ باری تعالی میں عرض کی کہ مجھے بھی اپنے ہاتھ سے کسب کرنا سکھلا بس جبرئیل نازل ہوئے اور کھجور کے پتے لئے اور ان سے آپ کو زنبیل بنانی سکھلائی۔ جس نے سب سے پہلے زنبیل بنائی ہے وہ حضرت سلیمان نبی ہیں اور بعض حکماء نے کہا ہے کہ چار قسم کے آدمیوں سے دین اور دنیا قائم ہے علماء۔ امیر۔ غازی اور چوتھا گروہ کسب کرنے والوں کا ہے۔ امیر تو چرواہے کی مانند ہیں جو خدا کے بندوں کو اسی طرح چراتے اور انکی حفاظت کرتے ہیں جیسا کہ چرواہا اپنے ریوڑ کو۔ اور جو عالم لوگ ہیں یہ پیغمبروں کے وارث ہیں۔ یہ گمراہوں کو آخرت کا راستہ بتاتے ہیں اور لوگ انکی نیک عادت کے پیرو ہوتے ہیں اور جو غازی ہیں۔ زمین میں خدا کا لشکر ہے۔ جو کافروں کی بیخ کنی کرتا ہے اور کسب کرنے والے خدا کے امانتدار ہیں اور لوگوں کی مصلحت اور دنیا کی آبادی ان سے ہے اور اگر چرواہے ہی بھیڑیے ہو جاویں تو بکریوں کی

کون نگہبانی کرے۔ اور اگر علماء علم کو چھوڑ کر دنیا کے کاموں میں لگ جائیں اور لوگوں کو تعلیم دیں تو اسصورت میں خدا کے بندے کس کی پیروی کریں۔ اور اگر غازی اپنے فرائض کو ترک کریں تکبر اور فخر کے واسطے سوار ہوں اور لوگوں کو لوٹنے کے طمع پر نکلیں۔ تو اس حال میں دشمن پر کیونکر فتح پا سکتے ہیں اور اگر کسب کرنیوالے خیانت کرنے لگ جائیں تو ان سے لوگوں کا اعتبار جاتا رہیگا اور پھر کسب نہیں ہو سکیگا اور اس میں خلل آ جائیگا اور اگر کوئی آدمی سوداگری کرتا ہے اور اس میں یہ تین خصلتیں نہیں ہیں تو وہ دنیا اور آخرت دونوں میں محتاج رہیگا۔ اسلئے اسکو واجب ہے کہ زبان کو ان تین چیزوں سے نگاہ رکھے پہلی یہ ہے کہ جھوٹ نہ بولے۔ اور بیہودہ بکواس نہ کرے جھوٹی قسم نہ کھائے۔ دوسری اپنے دل کو اپنے ہمسائیوں اور اپنے قریبیوں کی طرف سے دھوکے اور حسد سے پاک صاف رکھے۔ تیسری ان تین عادتوں کا اپنے آپ کو عادی بنائے یعنے نماز جمعہ اور جماعت کا۔ اور رات اور دن کے کسی حصہ میں علم حاصل کرنے میں مشغول ہوا کرے اور اس بات کو ہمیشہ مقدم جانے کہ رضائے مولی از ہمہ اولی ہے اور کسب حرام سے بچتا رہے۔ روایت ہے کہ جب بندہ کسب پلید کے ذریعہ کچھ کماتا ہے اور اُسکے کھانے کا ارادہ کرکے بسم اللہ پڑھتا ہے تو شیطان اُس کو کہتا ہے کہ تو بھی کھا اور میں بھی کھاتا ہوں کیونکہ تیرے اس کسب کرنے میں میں بھی تیرے ساتھ شریک تھا اور اب بھی تیرے ساتھ شریک ہوں اور تجھ سے جدا نہیں ہونگا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ جو آدمی کسب حرام کرتا ہے شیطان اسکے ساتھ شریک رہتا ہے جیسا کہ خداوند کریم نے فرمایا ہے وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ اے شیطان تو انکے مالوں اور اولادوں میں شریک ہو۔ پس مالوں میں تو شیطان کی شرکت حرام مال میں ہے اور اولاد میں شیطان کی شرکت اس اولاد میں ہوتی ہے جو زنا کی اولاد ہو۔ ایسا ہی تفسیر و میں بیان کیا گیا ہے ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی کوئی مال کسب حرام سے پیدا کرتا ہے اور اس سے صدقہ کرتا ہے تو اُسے اُسکو کوئی ثواب نہیں بلکہ عذاب ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں سے وہ خرچ کرتا ہے تو اس کو اُسی سے کوئی برکت نہیں ہوتی یعنے اور جس قدر ایسا حرام مال چھوڑ جاتا ہے وہ دوزخ کی طرف جانے کے واسطے اس کا توشہ ہوتا ہے غرض حرام سے وہی شخص بچا رہتا ہے جو اپنے گوشت اور خون پر رحم کرتا اور ڈرتا ہے کہ حرام سے یہ پیدا نہ ہو۔ کیونکہ انسان کی خوبصورتی اسی گوشت اور خون سے ہے اسلئے حرام سے اور اہل حرام سے پرہیز کرتا کہ تیری یہ زینت اور خوبصورتی جاتی رہے اور تو حرام خوروں کے پاس بھی نہ بیٹھ اور نہ حرام کسب کرنیوالوں کا کھانا کھا۔ اور نہ کسی شخص کو کسب حرام کرنے یا حرام کھانے پر کسی قسم کی ترغیب دے کیونکہ اگر تو ایسا کریگا تو تو بھی ان کا شریک سمجھا جائیگا۔ پس پرہیزگاری ہی کا دینداری اور عبادت کے قائم رکھنے والی اور آخرت کے کام کی تکمیل کرنے والی ہے لیکن تنہائی اور گوشہ نشینی کی نسبت رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ گوشہ تنہائی میں بیٹھنا ہی عبادت ہے کہ اس کو لازم پکڑو۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ مومن وہ ہے جو اپنے گھر میں بیٹھتا ہے اور فرمایا ہے جو آدمی اس واسطے گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے کہ خدا کے بندے اسکے شر سے بچے رہیں۔ وہ سب آدمیوں سے افضل ہے بعض روایتوں میں آیا ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی اپنے دین کو لیکر بھاگتا ہے۔ وہ غریب ہے اور بشر حافی نے جو علمائے سلف سے ہے فرمایا ہے یہ زمانہ گھروں میں خاموش بیٹھے رہنے کا ہے اسکو لازم پکڑو۔ سعد بن ابی وقاص جب اپنے گھر میں گوشہ نشین ہوئے جو عقیق میں تھا تو لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے بازار میں بیٹھنا اور لوگوں سے ملنا اور بھائیوں کی مجلس میں جانا کیوں چھوڑ دیا ہے آپ نے فرمایا کہ بازار میں لوگ بیہودہ بکتے ہیں اور مجلسوں میں بھی واہیات کھیل کود کے تماشے ہی رہتے ہیں میں نے اس واسطے اپنے گوشہ میں بیٹھنا مناسب سمجھا ہے کیونکہ علم و زندگی اسی میں ختم کی ہے وہیب بن ورد کہتے ہیں کہ میں نے پچاس سال تک لوگوں سے میل جول رکھا ہوا تھا اتنے عرصہ میں مجھ کو ایسا کوئی آدمی نہیں ملا جو میری تقصیر کو معاف کر دیتا ہوتا اور جو میرے عیب کو چھپا دیتا یا تقصیر

کی حالت میں مجھ پر گذر کر جاتا اور زبیر بن تیہ نے اس عرصہ میں کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جو حرص و ہوا کے گھوڑے پر سوار نہ ہو شعبی رحمہ کہتے ہیں کہ ایک مدت تک تو لوگوں نے دین پر زندگی بسر کی اور بعد میں وہ دین جاتا رہا۔ اسکے بعد جوانمردی سے زندگی بسر کی اور پھر جوانمردی بھی جاتی رہی۔ اسکے بعد شرم سے زندگی بسر کی آخرکار شرم بھی نہ رہی وہ بھی چلتی ہوئی۔ اسکے بعد رغبت اور خوف سے زندگی بسر کرتے ہیں اور میں گمان کرتا ہوں کہ آیندہ کو اس سے بھی زیادہ کوئی سخت چیز پیش آنیوالی ہے ایک حکیم کا قول ہے کہ عبادت کی دس چیزیں ہیں ان میں سے نو تو خاموشی میں ہیں اور باقی ایک گوشہ نشینی میں ہے۔ اسلئے میں نے خاموشی اختیار کی اور اپنے نفس کو اسطرف رجوع کیا مگر اس پر قادر نہ رہ سکا آخر میں نے خلوت اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ تو عبادت کی وہ نو چیزیں بھی مجھ کو اس میں حاصل ہو گئیں۔ اسی حکیم کا یہ قول بھی ہے کہ قبر سے بڑھکر کوئی چیز وعظ کرنیوالی نہیں ہے اور قرآن مجید سے بڑھکر کوئی چیز دل لگانیوالی نہیں۔ اور تنہائی سے زیادہ کسی جگہ سلامتی نہیں پائی گئی۔ بشر بن حارث رحمہ کہتے ہیں کہ علم اس واسطے سیکھا جاتا ہے کہ دنیا سے نفرت ہو۔ اس واسطے نہیں کہ دنیا ہاتھ آئے۔ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ کسی نے رسول مقبول سے پوچھا کہ کس آدمی کی ہمنشینی بہتر ہے آپ نے فرمایا جس کے دیکھنے سے خدا یاد آوے اور اسکی واقفیت آخرت کو یاد دلائے اور اسکی باتوں اور اسکی کلام کے سننے سے علم میں ترقی ہو۔ حضرت عیسے علیہ السلام اپنے حواریوں کو فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم خداوند کریم کی دوستی چاہتے ہو تو گنہگاروں کے دشمن بنو اور اگر خدا کی نزدیکی مطلوب ہے تو انکے دشمنوں سے دور رہو اور خداوند تعالٰی کی رضا اسکے دشمنوں کی ناراضی میں ہے۔ اور اگر لوگوں کے ساتھ میل جول کے بغیر چارہ نہیں تو بہتر ہے کہ علماء کے ساتھ میل جول رکھو۔ کیونکہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ علماء کے پاس بیٹھنا عبادت ہے پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ انسان کو لازم ہے کہ دل کو فکر میں اور تن کو صبر میں اور آنکھوں کو گریہ زاری میں لگائے رکھے۔ اور کل کی روزی کے واسطے غم نہ کھا کیونکہ یہ ایک گناہ ہے جو تیرے نامۂ اعمال میں لکھا جاویگا۔ اور مسجدوں میں جانا اپنے اوپر لازم رکھ کیونکہ اس میں مسجدوں کی آبادی ہے اور جو لوگ مسجدوں کو آباد کرتے ہیں وہ اہل اللہ ہیں اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی مسجد میں بہت آمد و رفت کرتا ہے وہ بخشے ہوئے بھائی سے ملتا ہے اور اس کو وہ رحمت جس کا انتظار کر رہا ہے حاصل ہوتی ہے اور ایسی باتیں حاصل ہوتی ہیں جو ہدایت پر دلالت کرتی ہیں اور ہلاکت سے بچاتی ہیں اور ایسا علم پاتا ہے جو مدد ہوتا ہے اور محبت اور خدا کے خوف کے سبب سے گناہوں کو چھوڑتا ہے اور اگر کوئی گوشہ نشینی اختیار کرے تو اس کو ہرگز جائز نہیں کہ جمعہ اور نماز باجماعت کو ترک کرے کیونکہ اگر ہمیشہ کے واسطے جمعہ کی نماز چھوڑ دیگا تو اسصورت میں کافر ہو جائیگا۔ پیغمبر صلعم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بغیر عذر کے تین دفعہ نماز جمعہ ترک کرے اس کے دل پر خداوند کریم مہر لگا دیتا ہے۔ جابر رضہ روایت کرتے ہیں کہ خداوند کریم نے جمعہ کی نماز فرض کی ہے میرے اس مقام میں میرے اس مہینے میرے اس سال میں قیامت تک۔ پس اگر کوئی شخص باوجود ہونے امام عادل یا ظالم کے نماز جمعہ کو حقارت یا انکار سے ترک کرے تو اللہ جل شانہٗ اسکی پریشانی کو دور اور اسکے کاموں کو پورا نہ کرے گا۔ اور اسکی کوئی نماز اور زکوۃ اور حج اور روزہ قبول نہیں ہوتا سوا اسکے کہ وہ توبہ کرے اور اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالٰی اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور مذکورہ سزا اسواسطے بھی ہے کہ جو آدمی نماز جمعہ کو ترک کرتا ہے وہ کلام الٰہی کی تحقیر کرتا ہے کیونکہ خداوند تعالٰے فرماتا ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم کو جمعہ کی نماز کے واسطے بلایا جائے تو اسوقت تم خدا کی یاد کرنے کے واسطے دوڑو اور جو آدمی خدا کی کلام کی اہانت کرتا ہے خدا اس سے پناہ میں رکھے اور اس کے بلانے کو حقیر سمجھتا ہے وہ کافر ہوتا ہے اس پر واجب ہے کہ وہ توبہ کرے اور از سر نو مسلمان ہو اور جو ایسا کرتا ہے خداوند کریم اسکی توبہ قبول کرتا ہے پس جمعہ کی نماز کا ترک کرنا جائز نہیں مگر اسصورت میں کہ کسی کو ایسا عذر جو از روئے شرع جائز ہے اور تنہائی اختیار کرنی

بھی اس حال میں جائز ہے کہ لوگ اس میں طعنہ نہ کریں اور جماعت کی نماز کو نہ چھوڑ جائے اور ایسے لوگوں سے میل جول رکھے جو دین کے
کاموں میں مدد دینے والے ہوں۔ کیونکہ تنہائی اس واسطے اختیار کرتے ہیں کہ اگر دو آدمی مل کر بیٹھیں گے تو بیہودہ بکواس
کرینگے۔ جھوٹ بولیں گے یا کوئی گناہ یا زنا کر بیٹھینگے یا دوسرے کے ہاتھ سے ایک کا خون ہو جائیگا یا ایک دوسرے کا
مال چرالیگا۔ اور تنہائی اور جدا رہنے میں ان باتوں سے سلامت رہتا ہے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں تو مذکورہ بالا غرض کے واسطے
ملنا درست ہے +

سفر کے آداب

جب کوئی آدمی سفر پر جانے لگے یا حج کے سفر کا ارادہ کرے یا جہاد کا یا ایک گھر سے دوسرے کے گھر کو جانے کا
یا کسی اور حاجت کے طلب کرنے کے واسطے کہیں سفر کرے تو اس کو چاہیے کہ پہلے نماز کی دو رکعت ادا کرے اور اس کے بعد یہ
دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ بَلَاغًا مُبَلِّغًا خَیْرًا وَّمَغْفِرَۃً مِّنْکَ وَرِضْوَانًا بِیَدِکَ الْخَیْرُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ
الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ خداوندا مجھ کو نیکی اور اپنی خوشنودی کی جگہ میں پہنچا دے اور اپنی بخشش
عطا فرمائیگی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور ہر ایک چیز پر تو قادر ہے خداوندا سفر میں میرا ساتھی تو ہی ہے اور میری اہل اور
اولاد اور میرے مال پر تو ہی خلیفہ اور نگہبان ہے یا خداوند کریم تو ہم پر سفر کو آسان کردے اور سفر کی مسافت یعنے
دوری کو کم کردے خداوندا سفر کی سختیوں سے میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور سفر میں واپس آنے میں جو مصیبت ہے۔ اس سے پناہ مانگتا
ہوں اور اپنے اہل اور اولاد اور مال پر لغزش سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور سفر پنجشنبہ یا شنبہ یا دوشنبہ کی صبح کو شروع کرنا مناسب
ہے اور جب گھوڑے پر سوار ہو تو یہ دعا پڑھے سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ
وہ ذات پاک ہے جس نے اس کو ہمارے تابع فرمان کیا۔ ہم میں تو طاقت نہ تھی کہ اس کو قابو رکھتے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف
لوٹنے والے ہیں اور جب سفر سے واپس آوے تو اسوقت بھی نماز کی دو رکعت ادا کرے اور بعد میں دعا پڑھے اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ
لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ہم واپس آنیوالے ہیں توبہ کرنے والے ہیں اور اپنے پروردگار کی عبادت کرنے والے اور اسکی حمد کرنیوالے کیونکہ
حدیث میں آیا ہے جب پیغمبر صلعم سفر پر جاتے اور لوٹتے تھے تو آپ اسی طرح عمل کیا کرتے تھے اور جب سفر کے واسطے نکلے اور کوئی
رہبر یا کوئی سردار موجود ہو تو خود لوگوں کا رہبر نہ بنے نہ ہی اترنے کی جگہ لوگوں کو اشارہ سے بتلائے۔ اور اگر کوئی دوسرا واقف
راہ موجود ہو اور اپنے اوپر امور ذیل لازم کرے۔ خاموش رہنا۔ اچھی صحبت رکھنا۔ اپنے بھائیوں کو بہت فائدہ پہنچانا۔ بہت گناہوں
سے بچنا اور نمناک جگہ پر ڈیرہ نہ لگائے کیونکہ یہ درندوں اور سانپوں کی آمد و رفت کی جگہ ہیں، بلکہ اس سے الگ ایک کنارہ
پر ہو کر ٹھیرے اور رات کو سر راہ ٹھیرنا مکروہ ہے اور مناسب ہے کہ سفر سے غرض اصلی ہو کہ اپنی اوصاف ناپسندیدہ
اور حمیدہ میں تمیز حاصل کر سکے اور اپنی نفسانی خواہشوں کو ترک کر کے رضا خدا کا طالب ہو اور پرہیزگاری اور خوف خدا
کا سبق سیکھے۔ اور جب اپنے شہر سے سفر کرنے لگے تو مسافر پر واجب ہے کہ سفر کرنے سے پہلے اپنے دشمنوں کو خوش کرلے اور
ماں باپ کو اور بزرگوں کو جو ماں باپ کے مرتبہ کے برابر ہوں۔ ان سب کی رضامندی حاصل کرے اور چچاؤں اور خالاؤں
کو بھی اپنے پر خوش کرے اور اپنے اہل اور عیال کے واسطے اپنا کوئی قائمقام مقرر کرے جو کہ اسکے پیچھے انکے کاروبار کو سرانجام
دیتا رہے۔ اور انکی غور پرداخت میں اچھی طرح مصروف رہے۔ اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیجائے اور مناسب ہے کہ اس کا سفر امور
عبادت کے واسطے ہو جیسا حج۔ مکہ معظمہ یا زیارت مدینہ منورہ یا زیارت شیخ یا زیارت مقامات متبرکہ یا مباح امور کے واسطے
سفر کرنے جیسے سوداگری یا علم کا حاصل کرنا یا پنجگانہ فرائض کے احکام کے سیکھنے۔ جن کا جاننا مسلمان پر فرض ہے

اور اس کے سوا دوسرے علموں کا سیکھنا بھی جن میں بزرگی ہے مباح ہے اور بعض کے نزدیک فرض کفایہ ہے اور
جب سفر میں ہو تو اپنے رفیقوں سے خُلق اور مدارات سے پیش آئے اور ہر طرح کی مخالفت اور سختی ترک کر دے۔ اور ہر
وقت رفیقوں کی خدمت کے واسطے آمادہ رہے اور کسی دوسرے سے اپنی خدمت نہ کرائے۔ مگر جب ضرورت اور لاچاری ہو
تو اس وقت مضائقہ نہیں ہے اور سفر میں ہمیشہ پاک رہنے کی کوشش کرے اور اپنے یاروں کا ساتھ دے اور مستحب ہے
کہ جب دوسرا یار تھک جائے تو اپنی طاقت کے موافق اُس کے واسطے سہارا ہے اور اس سے موافقت کرے اور اگر
وہ پیاسا ہو تو اس کو پانی پلائے اور خوش کلامی سے پیش آئے۔ اور جب دوسرا یار غصہ ہو تو اُسکے ساتھ نرمی اور مدارا
اختیار کیا جائے اور جب وہ سوئے تو اسکی نگہبانی اور اسکے مال کی حفاظت کرے اور جب دیکھے کہ اسکے پاس خرچ نہیں رہا
تو اپنے پاس سے اس کو خرچ دے۔ اور رزق جو دستیاب ہو اس میں سے اپنے یار کو بھی برابر حصہ دے اور جو راز کی بات ہو وہ
اس سے نہ چھپائے۔ اور اگر کوئی یار کا راز ہو تو اسکو پوشیدہ رکھے اور موجود نہ ہو تو اُسکے پیچھے اسکی بدی بیان نہ کرے
بلکہ نیکی سے ہی اسکی یاد کرے۔ اور اگر یار میں کوئی عیب ہو تو دوسرے دوستوں کے آگے اس کا عیب ظاہر نہ کرے
اور چاہیے اسکی ذات سے آزار بھی پہنچے اسکی شکایت بیان نہ کرے اور اگر وہ اس سے مشورہ کرے تو اسکی خیر خواہی کرے۔ اگر
مرتبہ میں زیادہ ہے تو اس صورت میں بھی وقت پر نصیحت سے خاموش نہ رہے اور اسکے شہر کا نام اور اس کا نام اور اس کا
حسب نسب دریافت کرے۔ اور یاروں میں یہ ظاہر کرے کہ میں اسکے حکم اور فرمان کا مطیع ہوں چاہے آپ اس کا پیشرو
اور پیشوا ہی ہو اور جو آدمی پیرو ہو اس کو اس طرح اپنے عیبوں سے مطلع کرے۔ جیسے کوئی ناصح مشفق کرتا ہے اور اس
باب میں ملامت اور سختی نہ کرے اور جن چیزوں سے خوف رکھتا ہے اُن سے امن کی درخواست کرتا ہے اور جب کسی منزل
میں آکر اُترے یا کسی گھر یا جگہ میں نازل ہو تو اس وقت یہ دعا پڑھے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَبِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ
بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَّبِاَسْمَآءِ اللّٰہِ الْحُسْنٰی کُلِّھَا مَا عَلِمْتُ مِنْھَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَءَ وَبَرَءَ وَمِنْ
شَرِّ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْھَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَءَ فِی الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمِنْ فِتْنَۃِ
اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَمِنْ طَارِقِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ اِلَّا طَارِقًا یَّطْرُقُ بِخَیْرٍ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَمِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ
رَبِّیْ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ میں خدا کی اور خدا کی کلام کی پناہ مانگتا ہوں اور وہ خدا کی
کلام کامل ہے اور کوئی نیک اور بد آدمی اُس سے تجاوز نہیں کر سکتا اور میں خداوند کریم کے ناموں کی پناہ چاہتا ہوں
اور میں خدا کے ناموں کی پناہ مانگتا ہوں ان سے کہ جن کو جان لیا ہے اور جن کو نہیں جانا اور اس چیز کی بُرائی سے
امن چاہتا ہوں جو پیدا اور پراگندہ اور ظاہر کی ہے اور اسکی بدی سے جو آسمان سے نازل کی گئی ہے اور آسمان پر
چڑھتی ہے اور زمین سے نکلنے والی چیز کی بدی سے پناہ چاہتا ہوں اور رات اور دن کی بدی سے امن کی درخواست
کرتا ہوں اور رات اور دن میں چلنے والی چیزوں کی بدی سے امن چاہتا ہوں۔ مگر جو لوگ نیکی سے چلتے ہیں ان سے
دوری نہیں چاہتا اے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ان باتوں سے مجھ کو امن دے اور ہر ایک چیز سے جو زمین
پر حرکت کرتی ہے اور پروردگار کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس کی بدی سے پناہ مانگتا ہوں اور اس میں کوئی شک
نہیں ہے کہ میرا پروردگار سیدھے راستہ پر ہے۔ اور سواریوں میں گھنٹے نہ رکھے جائیں کیونکہ رسول مقبول ؐ نے ارشاد فرمایا ہے
کہ ہر ایک گھنٹے کے ساتھ ایک شیطان مقرر ہوتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ جس جماعت میں گھنٹہ ہوتا ہے اسکے پاس
نہیں آتا۔ اور مستحب ہے کہ سفر میں اپنے ساتھ لاٹھی رکھے جہاں تک ممکن ہو اُس سے خالی نہ رہے۔ میمون بن مہران نے

ابن عباسؓ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اپنے پاس لاٹھی کا رکھنا پیغمبروں کی سنت اور مومنوں کا نشان ہے حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ لاٹھی میں چھ صفتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک تو پیغمبروں کی سنت ہے دوسری یہ ہے کہ اسمیں صالح لوگوں کی عزت اور آرائش پائی جاتی ہے تیسری دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے واسطے وقت پر ایک ہتھیار ہے یعنے سانپ اور کتے اور دوسرے ضرر دینے والے جانوروں سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔ چوتھی کمزور آدمی کے واسطے لاٹھی عصا کا کام دیتی ہے یعنے مددگار ہوتی ہے۔ پانچویں منافقوں کے واسطے غم اور اندوہ کا باعث ہے چھٹی نیک کاموں میں مددگار ہوتی ہے۔ روایت ہے کہ جب کسی مسلمان کے پاس لاٹھی ہوتی ہے تو اس کے پاس شیطان نہیں آنے پاتا اور منافق اور گناہگار اس سے خوف کھاتا ہے اور جس کے پاس لاٹھی ہوتی ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے تو اس کو سامنے رکھ دیتا ہے اسوقت وہ اس کو قبلہ کا کام دیتی ہے اور جب تھک جائے تو اس پر سہارا لیتا ہے اور طاقت پاتا ہے انکے سوا اور بھی لاٹھی میں بہت سے فائدے موجود ہیں جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا ہے کہ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِي وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى " یہ میرا عصا ہے میں اس پر سہارا لیتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر درختوں کے پتے جھاڑتا ہوں اور میرے لئے اس میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔

خصی کرنے کا بیان

امام احمدؒ حنبل ورابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہے یہ روا نہیں ہے کہ کسی غلام یا جانور کو خصی کیا جائے اور اسی طرح کسی جانور کے منہ پر داغ دینا بھی ناجائز ہے۔ ابو طالبؓ رسول مقبول سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ کسی چوپایہ جانور کو خصی نہ کرو اور ابو ہریرہ اور انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے جانوروں کے منہ پر داغ دینے سے منع کیا ہے اور ضرورت کے واسطے کانوں پر داغ دینے کی اجازت دی ہے۔ اور اگر کسی کو ضرورت ہے کہ میرا جانور گلے میں مل جائیگا اور مل گیا تو پھر پہچاننا محال ہوگا اور اس کے واسطے داغ دینا چاہے تو وہ چوتڑ اور کوہان پر داغ دے۔ اس کے منہ پر داغ نہ لگائے۔

مسجد کی صفائی کا ذکر

مسجدوں میں کسی ناپاکی کا کرنا ناجائز ہے اور ان میں کوئی کام مثلاً درزی اور موچی کا کام کرنا ناجائز ہے اور خرید و فروخت اور ایسے ہی لین دین کے کام بھی کئے جائیں۔ مسجد میں ان کاموں کا کرنا مکروہ ہے اور مسجد میں اونچی آواز بھی کرے مگر یاد الٰہی میں آواز بلند کرنا جائز ہے اور مسجد میں تھوکے نہیں یہ گناہ ہے اور اگر تھوکے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو دفن کرے اور مسجد کو نقش و نگار سے آراستہ کرنا بھی مکروہ ہے ان پر پختہ گچ کرنا اور اس کو مٹی سے لیپنا جائز ہے اور مسجد کو گھر اور جائے سکونت نہ بنانا چاہئے مگر دو آدمیوں کو مسجد میں رہنا درست ہے۔ ایک مسافر اور دوسرا اعتکاف میں بیٹھنے والا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر صلعم نے بنی عبد قیس کی ایک جماعت کو مسجد میں ٹھیرایا ہے اور ایک روایت میں یہ آیا ہے آپ نے جماعت ثقیف کو مسجد میں ٹھیرایا تھا اور اگر مسجدوں میں اس قسم کے قصیدے اور اشعار پڑھے جائیں جن میں مسلمانوں کی ہجو نہ ہو بیہودہ گوئی نہ ہو تو ان کا پڑھنا جائز ہے اور کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر مسجد میں ایسی باتوں کے کرنے سے بھی پرہیز کیا جاوے تو بہتر ہے اور بہتر ان قصیدوں اور شعروں کا پڑھنا ہے جنکے سننے سے دنیا کے ترک کرنے کا خیال پیدا ہو اور سوز اور گداز بڑھے اور گریہ اور زاری کو بڑھائیں اور عشق الٰہی اور اسکی محبت کی طرف مائل کریں۔ اس قسم کے شعروں کو کثرت سے پڑھنا جائز ہے اور سب سے بہتر تو یہ ہے کہ قرآن اور تسبیح پڑھیں۔ کیونکہ مسجدیں اسی واسطے بنائی جاتی ہیں کہ ان میں

خدا کی یاد ہو اور نماز پڑھی جائے۔ پس اس سے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسجد میں جائیں تو یاد الٰہی اور نماز پڑھنے کے واسطے جائیں اسکے سوا کوئی اور کام کرنے کے واسطے مسجد میں نہ جائیں۔ کوئی مسجد کی مٹی اُٹھا کر نہ لیجائے یہ مکروہ ہے۔ اور اگر مسجد میں گوبر اور ملبہ وغیرہ اسی قسم کی کوئی چیز گری ہوئی ہے تو اس کو اُٹھا کر پھینکدیں یہ ثواب میں داخل ہے اور اس سے بزرگی حاصل ہوتی ہے۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی مسجد کا کوڑا کرکٹ صاف کرتا ہے وہ حوروں کا حق مہر ادا کرتا ہے اور لڑکوں اور دیوانوں کو بھی مسجد میں نہ جانے دیں انکو جانے دینا مکروہ ہے اگر جنبی مسجد سے گذر جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں اگر کوئی خباثت کی حالت میں ہے اور اس کو مسجد میں جانے کی ضرورت پڑے تو وہ وضو کر کے مسجد میں جائے اور وہاں ٹھیرے جب تک غسل پر قادر نہ ہو اور تیمم اور وضو واسطے جنابت کے دونوں کرنے بہتر ہیں۔ اور اگر مسجد کے باہر غسل کے واسطے پانی دستیاب نہیں ہو سکا اور مسجد کے کنوئیں پر جانے کے واسطے مجبور ہوا ہے تو اسصورت میں پہلے تیمم کرے اور جب مسجد کے کنوئیں پر پہنچے تو وہاں غسل کرے اور کوئی عورت حیض سے ہو تو اس کو مسجد میں جانا منع ہے۔ کیونکہ اس صورت میں آلودہ ہوتی ہے اور مسجد کو آلودہ کرنا گناہ ہے۔

اشعار اور آوازوں کا بیان

جو شعر بیہودہ مضمون سے پاک ہوں اُن کا پڑھنا جائز ہے۔ اور اس کے خلاف جو اشعار بیہودہ ہوں اُن کا پڑھنا ممنوع۔ اور جن میں حماقت بھری ہو یا ان سے حماقت اور سبکی کا اثر پیدا ہوتا ہو ان کا پڑھنا درست نہیں ہے اور جو اشعار لہو و لعب اور کھیل پر مبنی ہوں چاہے ان میں حماقت اور سبکی نہ ہی ہو ان کا پڑھنا ناجائز ہے۔ انکی ممانعت کا باعث ایک تو سبکی ہے اور دوسری لہو و لعب ہے یہ دونوں مکروہ ہیں۔ اور قرآن کو راگنی کی مانند گویے کی آواز سے پڑھنا مکروہ ہے کلام کی پاکی اور بزرگی اور توقیر کے سبب اس طرح پڑھنا منع ہے اور اس واسطے بھی پڑھنا منع ہے کہ سرود سے پڑھنے سے کلام اپنی اصلی حالت سے نکل جاتی ہے یعنے مدّ اور ہمزہ ساقط ہو جاتے ہیں اور جن حروف کو لمبا کرنا چاہیئے وہ چھوٹے اور جن کو چھوٹا کرنا مناسب ہے لمبے ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر حروف مدغم پڑھے جاتے ہیں قرآن پڑھنے کا نتیجہ یہ ہے کہ اس سے خوفِ خدا پیدا ہو اور اسکی پند اور نصائح سے تنبیہ پکڑے اور وعیدوں اور اُسکے قصوں اور اسکی مثالوں سے عبرت حاصل کرے اور اللہ جل شانہ کے وعدوں کا شائق اور امیدوار ہو اور اگر قرآن کو راگ میں ڈال کر پڑھا جائے تو یہ سب باتیں جو مذکور ہوئی ہیں ساقط ہو جاتی ہیں جیسا کہ خداوند تعالی ارشاد فرماتا ہے إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ وقال الله تعالى أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وقوله جل وعلى لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وقوله تعالى وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ولالحان المطلى به تحول بين ذلك فكره یقیناً مومن وہ لوگ ہیں کہ جب خدا کا کلام انکے پاس پڑھا جاتا ہے تو انکے دل خوف کھاتے ہیں اور جب ربانی آئتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کو سنکر ان کا ایمان زیادہ تر ہوتا ہے اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں اور خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کیا تم قرآن میں فکر نہیں کرتے اور فرمایا ہے کہ اسکی نشانیوں میں فکر کرو۔ اور فرمایا ہے وہ لوگ وہ ہیں کہ جب قرآن کو سُنتے ہیں جو اُن کے رسول پر اتارا گیا ہے تو اُنکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتی ہیں کیونکہ اُنھوں نے اس کو حق جانا ہے اور اگر سُریلی آواز سے پڑھا جائے تو یہ آواز خدا کے خوف اور اُس آدمی کے درمیان پردہ ہو جاتی ہے اور اسی واسطے راگنی میں ڈالکر پڑھنا مکروہ ہے۔ اور حربی کفار کے مقابلہ میں سفر میں ہو تو اس حالت میں

قرآن کو اپنے ساتھ نہ رکھے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ وہ کافروں کے ہاتھ میں پڑ جائے اور وہ اسکی بے قدری اور بے عزتی کریں اور اگر کوئی بیگانہ جوان عورت بول رہی ہو تو اسکی آواز کی طرف کان نہ لگایا جائے کیونکہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں یہ اسوقت کہ جب نماز میں کوئی حادثہ پیش آوے۔ پس اس شخص کا کیا حال ہوگا جو ایسے شعار اور غزلیں گائے یا ان کا گایا جانا سنیں جو طبیعت کو برانگیختہ کریں یا ان میں عاشق اور معشوق کی صفت بیان کی جائے اور وصل و ہجر) اور محبت اور شوق کا اظہار ہو۔ اور راگ اور راگنیوں کی باریکیوں کا مزا لے تو اس سے انسانی نفس جاگ اٹھتا ہے اور اس کے اٹھ کھڑا ہونے سے شورش اور فساد پیدا ہوتا ہے اور اشتیاق بڑھتا ہے اور پھر یہ شوق اسکو حرام کی طرف کھینچ لے جاتا ہے اسواسطے اس قسم کا گانا بجانا کسی کو نہیں سننا چاہیئے اور اگر کوئی یہ کہے کہ میں راگ اور گانے کو اس واسطے سنتا ہوں کہ اس سے یاد الٰہی میں زیادہ رغبت ہوتی ہے جو اسکی بخشش کا باعث ہے تو یہ بالکل جھوٹ ہے کیونکہ شارع نے راگ سننے کے باب میں کوئی ایسا فرق نہیں بتلایا جس سے ثابت ہو کہ فلاں شخص کے واسطے جائز ہے اگر جائز ہوتا تو البیا یا اس شخص کے واسطے جس کو اسکے سننے میں کوئی لذت نہ آتی ہو اور اسی طرح اس کو شراب پینا جائز ہو جاتا جو یہ ثابت کرتا کہ اسکے پینے سے مجھ کو مستی لاحق نہیں ہوتی اور جب شراب پی لیتا ہوں تو حرام سے بچا رہتا ہوں اور اگر کوئی خوبصورت لڑکوں اور بیگانہ عورتوں کے ساتھ خلوت میں بیٹھتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں انکے ساتھ خلوت میں اس واسطے بیٹھتا ہوں کہ انکی خوبصورتی اور انکے حسن سے عبرت پکڑوں تو یہ کہنا بھی ایک حیلہ ہوگا ان کے ساتھ خلوت میں بیٹھنا ناجائز ہے۔ **کیونکہ ان کے ساتھ اکیلا بیٹھنے** سے فساد اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور خرابی پیدا کرتا ہے۔ اسواسطے اس قسم کی تنہائی کو ترک کرنا واجب ہے اور جو آدمی انجام چیز کے استعمال سے عبرت اور نصیحت حاصل کرتا ہے تو اس کا یہ فعل حرامکاری سے بھی زیادہ ہے اور اصل میں ایسا آدمی خدا کی راہ میں حرامکاری اور حرام خوری ہی کرنا چاہتا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے یہ لوگ اپنی خواہش کے موافق چلنے والے ہوتے ہیں یہ قبولیت اور توجہ کے لائق نہیں۔ خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ۔ اے محمد مومنوں کو کہدے کہ اپنی آنکھوں کو نگاہ غیر سے پوشیدہ رکھیں اور اپنے اندام نہانی کی حفاظت کریں۔ انکے واسطے یہ امر زیادہ پاکیزہ ہے پس جو آدمی یہ کہتا ہے کہ میں پاک نظر سے دیکھتا ہوں وہ قرآن کو جھٹلاتا ہے۔ اور مُردے پر فریاد اور نوحہ بھی نہ کیا جائے یہ بھی مکروہ ہے مگر خالی رونا مکروہ نہیں ہے۔

جانوروں کے مارنے کا ذکر

اس سے معلوم ہوگا کہ کس جانور کا مار ڈالنا جائز ہے اور کس کا مارنا منع ہے اگر کوئی آدمی اپنے گھر میں سانپ دیکھے تو اسکی طرف مخاطب ہو کر تین دفعہ اس کو یہ کہے کہ تو یہاں سے چلا جا۔ اگر اسکے بعد وہ سانپ اس جگہ سے ہٹ جائے تو پھر اسکو مار ڈالے۔ اور اگر جنگل میں سانپ ہو تو اسکو آواز دینے کے سوا ہی مار دے جنگلی سانپ کو آواز دینے کے سوا ہی مار ڈالنا جائز ہے لکھا ہے اور اگر کوئی ایسا سانپ دیکھے جسکی دُم کٹی ہوئی ہے اور اصل میں اسکی دُم چھوٹی ہوتی ہے اور یا اسکو دیکھے کہ اسکی پیٹھ پر دو سیاہ خط ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ ایسے سانپ کی آنکھوں میں سیاہ بال بھی ہوتے ہیں ان سانپوں کو اعلان کے سوا ہی مار ڈالنا چاہیئے اور انکے اعلان کا طریق یہ ہے کہ اگر ان کو دیکھے تو خطاب کر کے کہے کہ اس جگہ سے سلامتی کے ساتھ چلا جا اور ہم کو آزار نہ دے پیغمبر صلعم سے لوگوں نے پوچھا کہ خانگی سانپوں کے بارہ میں کیا حکم ہے آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ جس وقت تم اپنے گھروں میں کوئی سانپ دیکھو تو تم اس کو یہ کہو کہ میں تم کو اس قول کی قسم دیتا ہوں جو نوح پیغمبر علیہ السلام نے تم

سے لیا ہے اور تم کو اس عہد کی قسم دیتا ہوں جو حضرت سلیمانؑ نے تم سے لیا ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور ہمکو آزار نہ پہنچاؤ اور اگر اسکے بعد پھر آئیں تو اسصورت میں ان کو مار ڈالو۔ اور ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ جتنے سانپ نظر آئیں ان سب کو مار دو۔ اور جو کوئی سانپوں کے مارنے سے اس واسطے ڈرتا ہے کہ پھر یہ دشمن ہو جاوینگے وہ میری امت سے نہیں اور سالم بن عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ سانپوں کو مار دو اور دو خطوالا سانپ اور دُم بُریدہ سانپ یہ دونوں آنکھوں کو اندھا کر دیتے ہیں اور حمل کو بھی گرا دیتے ہیں۔ اور سالمؓ کہتے ہیں کہ عبداللہؓ کا یہ معمول تھا کہ وہ جس سانپ کو پاتے تھے اسی کو مار ڈالتے تھے۔ اور ابو لبابہؓ نے ایک دفعہ عبداللہؓ کو ایک سانپ کے مارنے کے واسطے گھات میں بیٹھے ہوئے دیکھا آپنے عبداللہؓ کو کہا کہ رسول مقبول نے خانگی سانپوں کے مارنے سے منع کیا ہے اور اس کے واسطے دلیل یہ دی۔ کہ ابی سائبؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور آپ کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ جس تخت پر ہم بیٹھے ہوئے تھے اُس کے نیچے سے ایک حرکت معلوم ہوئی سو دیکھا تو سانپ نظر آیا میں اس کو دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا۔ ابو سعید نے پوچھا کہ کیا ہے میں نے جواب دیا کہ سانپ ہے پھر پوچھا اگر سانپ ہے تو اسکی نسبت اب کیا ارادہ رکھتے ہو۔ میں نے جواب دیا اس کو مارتا ہوں۔ ابو سعید نے اسوقت اپنے گھر کے ایک گوشہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہاں میرا بھتیجا رہتا تھا اور جنگ احزاب پر جانے سے پہلے اس نے اپنے گھر میں جانے کی اجازت مانگی اور اسوقت اسکی شادی نئی ہی ہوئی تھی۔ آپنے میرے بھتیجے کو یہ بھی فرمایا کہ جاتے ہوئے اپنے ہتھیار بھی ہمراہ لیتے جاؤ۔ اس لئے وہ ہتھیار بھی ساتھ لیتا گیا اور جب گھر میں پہنچا تو اپنی عورت کو دیکھا کہ دروازہ پر کھڑی ہوئی ہے۔ دیکھتے ہی عورت کی طرف نیزہ سیدھا کیا۔ عورت نے کہا کہ جلدی نہ کر پہلے یہ معلوم کر لے کہ کونسی چیز گھر سے میرے نکلنے کا باعث ہوئی ہے۔ یہ سنتے ہی گھر کے اندر چلا گیا اور جاتے ہی ایک بدشکل سانپ کو دیکھا۔ بس اس کو نیزہ سے چھید لیا اور چھید کر باہر لایا۔ اسوقت وہ سانپ نیزہ میں چھدا ہوا بیقرار اور مضطرب تھا۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا۔ ان دونوں میں سے جلدی کون گیا مرد یا سانپ اسکے بعد میرے بھتیجے کی قوم کے لوگ رسول مقبول صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول آپ خدا کی درگاہ میں دعا مانگیں کہ وہ ہمارے صاحب کو پھر ہم میں واپس لے آئے۔ پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اس کے واسطے مغفرت کی دعا مانگو۔ اسکے بعد فرمایا کہ مدینہ میں جنوں کی ایک جماعت ایمان لائی ہے اور انکو تم سانپ کی صورت میں دیکھوگے جب انکو اپنے گھروں میں دیکھو تو ان کو تم تین دفعہ ڈراؤ۔ اگر اس قدر ڈرانے کے بعد وہ پھر بھی کھلائی دیں تو انکو مار ڈالو۔ اور بعض حدیثوں میں اس طرح آیا ہے کہ تین دفعہ اعلان کر دو جیسا کہ اوپر گذرا ہے اور اگر اسکے بعد پھر بھی ظاہر ہوں۔ تو ان کو مار ڈالو۔ کیونکہ وہ سانپ شیطان ہوتے ہیں۔ اور اگر کوئی گرگٹ کو مار ڈالے تو اس کا مار ڈالنا جائز ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عامرؓ اپنے باپ سعید سے روایت کرتے ہیں۔ پیغمبر صلعم نے گرگٹ کا نام نافرمان رکھا ہے اور اس کے مار ڈالنے کے واسطے اجازت دیدی ہے۔ ابی ہریرہؓ رسول مقبول سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا ہے کہ اگر کوئی پہلی ہی ضرب میں مار ڈالے تو اس کو ستر نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔ اور جب تک آزار نہ پہنچائیں چیونٹیوں کو مارنا مکروہ ہے۔ ابو ہریرہؓ پیغمبر صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کو کسی چیونٹی نے کاٹا تھا۔ اُس پیغمبر نے حکم دیا کہ چیونٹیوں کے تمام گھر جلائے جائیں چنانچہ جلائے گئے۔ اللہ جل شانہ نے پیغمبر کے پاس وحی بھیجی اور عتاب نازل کیا کہ ایک چیونٹی نے تم کو کاٹا تھا اور اس کے عوض میں تمنے چیونٹیوں کی ایک جماعت کو ہی برباد اور ہلاک کر دیا جو میری تسبیح پڑھا کرتی تھی۔ اور مینڈک کو بھی مارنا مکروہ ہے۔ عبدالرحمن بن عثمانؓ روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے پیغمبر صلعم سے پوچھا کہ مینڈک

کو مار کر دوا میں ڈالنے کی ضرورت پڑتی ہے اس کا کیا حکم ہے۔ اسکے جواب میں آپ نے فرمایا کہ مینڈک کو نہ ماریں اور جن جانوروں کا مارنا مباح ہے انکو آگ سے نہ جلائیں مثلاً جوں، مچھر، پسو، چیونٹیاں پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ آگ کے ساتھ کوئی کسی جاندار کو عذاب دے مگر رب الناس یعنی جو آگ کا پروردگار ہے ہر موذی جانور کا مارنا جائز ہے اگرچہ اس سے ایذا سرزد بھی نہ ہوئی ہو، مگر یہ شرط ہے کہ اسکی سرشت ایذا پہنچانے والی ہو۔ اور آزار پہنچانے سے پہلے اس کا مارنا اسواسطے ہے کہ وہ موقع پائے گا تو ضرور ایذا پہنچائیگا کیونکہ اسکی طبیعت کا تقاضا ہی یہی ہے جیسے کہ سانپ جس کا اوپر بیان ہوا۔ بچھو، کاٹنے والا کتا، چوہا وغیرہ اور اسی طرح کالے کتے کو بھی مار ڈالیں کیونکہ وہ شیطان ہے اور اگر کوئی جانور پیاسا ہو تو اس کو پانی پلا دیا جائے اس سے ثواب حاصل ہوتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر ایک گرم جگر میں ثواب ہے۔ مگر پانی پلانے کا یہ ثواب اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ جانور درندہ نہ ہو اور نہ ہی گزندہ۔ اور اگر ان قسموں میں سے کوئی جانور ہو تو اس کو ہرگز پانی نہ پلایا جائے کیونکہ ایسا کرنے میں اس جانور کو آدمیوں کی ایذا رسانی پر مدد دینی ہوتی ہے اور ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور کتے کو پالنا اور اس کو گھر میں رکھنا بھی ناجائز ہے۔ اور اگر کوئی زراعت کی نگہبانی یا ریوڑ کی نگہبانی یا اپنی حفاظت اور شکار کے واسطے پالے تو اس کو جائز ہے اور ایک قول کے موافق کاٹنے والے کتے کو گھر میں رکھنا یا چھوڑنا حرام اور دوسرے قول میں یہ ہے کہ ایسے کتے کو مار ڈالے تاکہ خدا کے بندوں کو اسکے آزار سے نجات ملے۔ بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ اگر کوئی آدمی شکار کی زینت اور جانوروں کی حفاظت کے سوا پرورش کرے تو ہر روز اس آدمی کے ثواب سے دو قیراط کم ہو جاتے ہیں اور بار برداری کے جانور پر زراعت یا سفر میں اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ رکھنا ناجائز ہے اور جس جانور کو گھاس کے علاوہ دانہ وغیرہ بھی دیا جاتا ہے اگر وہ اس کو نہ دیگا تو گنہگار ہو جائیگا۔ اور جس قدر جانوروں کی خواہش ہو اس سے زیادہ ان کو نہ کھلائے زیادہ کھلانا مکروہ ہے اور جبر سے کھلانا بھی نہ چاہیئے۔ یہ بھی مکروہ کہا گیا ہے اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ جانور کو موٹا کرنے کے واسطے زیادہ کھلاتے ہیں اور پچھنے لگانے کا پیشہ اور اس سے روزی کمانی بھی مکروہ لکھی ہے کیونکہ اس میں کمینہ پن پایا جاتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ حجام کا کسب نجس ہے اور بعض عالموں نے کہا ہے کہ یہ پیشہ حرام ہے اور اس کی دلیل میں کہا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے ایسی ہی روایت کی ہے ✦

ماں باپ کی فرمانبرداری

ماں باپ کی فرمانبرداری کرنی واجب ہے جیسا کہ خداوند جل شانہ ارشاد فرماتا ہے اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا اگر ماں یا باپ یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو ان کو اف مت کہہ۔ اور نہ ان کو جھڑک۔ اور جو ان سے بات کرو اس میں انکی عزت کا لحاظ رکھو۔ اور دوسری جگہ خداوند کریم فرماتا ہے وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا دنیا میں ان کا اچھی طرح ساتھ دو۔ اور دوسری جگہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر کر۔ اور تیری بازگشت میری طرف ہے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اگر کوئی آدمی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس سے ماں باپ اسکے ناراض ہوتے ہیں تو اس صورت میں اسکے واسطے دوزخ کے دو دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جو کوئی ماں باپ کو ناراض کرنے کی حالت میں شام کرتا ہے تو اس کے واسطے بھی دوزخ کے دو دروازے کھولے جاتے ہیں اور اگر دونوں میں سے ایک کو اپنے اوپر خشمناک کرے تو اس کے واسطے دوزخ کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اگرچہ ماں باپ نے اس پر ظلم ہی کیا ہو۔ تین بار فرمایا۔ عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کی رضامندی ماں باپ کے راضی کرنے میں ہے اور ملنا باپ کی

غصے کرنے میں خدا غصے ہوتا ہے۔ عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول مقبول کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا
کہ میرا ارادہ جہاد کا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تیرے ماں باپ زندہ ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں ہیں۔ فرمایا کہ انکے حق
میں اپنے نفس سے جہاد کر یعنے نفس کو مار اور ان کے ساتھ نیکی کر۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی اس طرح ہوتی ہے کہ جو چیز
ان کو درکار ہو وہ بہم پہنچادی جائے۔ اور ان کو آزار نہ پہنچنے دے۔ اور ان سے صلح اور محبت کی ایسی باتیں کرے جیسی
بچوں سے۔ اور اپنے ماں باپ سے کشیدہ خاطر نہ ہو۔ اور انکی حاجت روائی کرنی پڑے تو اس سے تنگ دل نہ ہو اور دلی
محبت سے انکی خدمت بجا لائے۔ زیادہ نفلوں کے پڑھنے سے جو معمولی نماز روزہ کے علاوہ ہوتے ہیں۔ بہتر ہے اور ہر
نماز کے بعد خدا سے انکے واسطے بخشش کی درخواست کرے اور ماں باپ کو کوئی رنج نہ پہنچنے دے۔ اور اگر ان کو کوئی
دکھ اور درد لاحق ہو تو اس کے دور کرنے کی کوشش کرے۔ اپنی آواز کو ان کی آواز سے بلند نہ کرے یعنی جب ان کی
کلام کا جواب دے تو سختی سے نہ دے۔ اور کسی بات میں اپنے ماں باپ کی مرضی کے خلاف نہ کرے لیکن اگر شرع کے خلاف
کوئی کام کرنے کے واسطے کہیں تو اس کو نہ مانے مثلاً فرائض کی ترک کرنے کے واسطے امر کریں جیسے اسلامی حج اور پانچ
وقتوں کی نماز اور زکوٰۃ اور کفارہ اور حق تعالیٰ کی نذر۔ اور ماں باپ حرام کام کرنے کے واسطے کہیں تو اس صورت میں
بھی انکی بات کی مخالفت کرے یعنے شرع کے رو سے جو چیزیں ممنوع ہیں۔ ان کے کرنے میں ان سے اتفاق کرنا
جائز نہیں۔ مثلاً زنا۔ شراب خواری۔ کسی انسان کا قتل کسی پر زنا کی تہمت۔ کسی کا مال چھین لینا یا لوٹ لینا۔ چوری
کرنی۔ ان سب چیزوں میں ماں باپ کے شریک ہونے یا ان کی پیروی کرنے سے پرہیز کرے جیسا کہ پیغمبر صلعم نے
فرمایا ہے کہ مخلوق کی تابعداری ان باتوں میں یا ایسے طور سے نہ کرو۔ جن میں خالق کی نافرمانی ہوتی ہو۔ یہ انکی تابعداری
نہیں ہے اور خداوند کریم اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ
عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا۔ اگر تیرے ماں باپ تجھے اسواسطے رنج اور تکلیف دیں کہ تو اس
چیز کو میرا شریک گردانے جس کا تجھے علم نہیں ہے تو تو ان کا حکم نہ مان اور دنیا میں ان کا نیکی سے ساتھ دے پس رسول
مقبول کی یہ حدیث اور قرآن مجید کی آیت مذکورہ بالا عام ہیں یعنے جو کوئی ایسے کام کرنے کا حکم کرے جن سے خدا منع
کرتا ہے یا اسکی عبادت مفروضہ سے روکے تو اسکی بات کو نہ مانے۔ امام احمد ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ نماز جماعت میں
شریک ہونے سے ایک آدمی کو اسکے ماں باپ منع کیا کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ فرائض کی ترک میں تم کو ماں باپ کے حکم کی اطاعت
کرنی منع ہے اور اگر ماں باپ کی فرمانبرداری کی خاطر نفلوں کو ترک کرے تو جائز ہے بلکہ افضل یہ ہے۔ کہ نفلوں کو ترک
کرے اور ماں باپ کا حکم مان لے۔ اور یہ بھی اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنا ہے کہ تو اس شخص کے ساتھ میل جول رکھے
جس نے تیرے والدین کے ساتھ میل جول رکھا اور اس شخص کو چھوڑ دے جس نے ان کو چھوڑا۔ اور جب ان کے واسطے
کسی پر غصہ کرے تو ایسا غصہ کر جیسا اپنے نفس کیواسطے موت اور زندگی کی حالت میں تو کرتا ہے۔ اور جب ماں باپ
پر تم کو غصہ آئے تو اس صورت میں انکی تربیت کا حق یاد کر۔ اور ماں کی شفقت اور باپ کی محبت اور انکی شب بیداری
اور جفاکشی کو خیال میں لا۔ اور نیز آیت کریمہ کو یاد کر۔ وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۔ اور تو ان سے نیک بات کہہ۔ اور
اگر ان کی رحمت جو تجھ پر تھی۔ یا تیرا رحم تیرے غصے کو کم نہ کرے تو تو جان لے کہ تو خدا کی رحمت سے محروم ہے اور تجھ پر
غضب الٰہی آنے والا ہے۔ پس اگر تو نے ماں باپ کے واسطے خداوند کریم کے حکم کے خلاف کیا ہے تو جب تیرا غصہ جاتا رہے
اسوقت تو خدا کے ہاں توبہ کر۔ اور جو سفر تجھ پر واجب ہو اس کو بغیر ماں باپ کی رضامندی کے نہ کر۔ اور اگر وہ حکم

دیویں تو سفر کر۔ اور بغیر انکی اجازت کے اُس لڑائی میں نہ جا جو تیرے لئے مقرر ہو چکی ہے۔ اور تو اپنی ذات سے اُنکو دُکھ نہ دے اور اس حکم کا خیال رکھ کہ کوئی غیر آدمی بھی تیرے ماں باپ کو تیرے سبب تکلیف نہ پہنچائے۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی ماں بچے میں جدائی ڈالتا ہے اس پر خدا کی لعنت ہو۔ اور اگر تجھ کو کچھ کھانے پینے کی چیزیں دستیاب ہوں تو تم کو لازم ہے کہ ان میں سے جو وہ پسند کریں اور جو خوش ذائقہ اور بہت عمدہ ہوں انکے حوالہ کرے کیونکہ وہ ایک مدت تک آپ بھوکے رہے ہیں اور تجھے جا کر کھلایا ہے اور خود جاگتے رہے ہیں اور تجھ کو سُلایا ہے اگر تو ایسا کریگا تو انشاء اللہ تعالے سیدھا راستہ پائیگا۔

نام اور کنیت کا بیان

کونسے نام اور کنیت مستحب ہیں اور کونسے مکروہ ہیں کسی شخص کو اپنے لڑکے کا نام پیغمبر صلعم کے نام پر مع انکی کنیت کے رکھنا منع ہے۔ اگر صرف نام پیغمبر صلعم کے نام پر رکھے یا صرف انکی کنیت رکھے تو جائز ہے امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر نام اور کنیت کو جمع کرے یا ایک نام پیغمبرؐ کے نام پر ہو اور کنیت دوسری رکھے تو یہ دونوں مکروہ ہیں اور پھر امام احمد روایت کرتے ہیں کہ نام اور کنیت دونوں طرح سے جائز ہے اور نام کو پیغمبر کے نام پر رکھنے اور کنیت دوسری رکھنے کے جائز ہونے میں آپ یہ دلیل دیتے ہیں کہ انس بن مالک اور ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول مقبول نے ارشاد کیا ہے کہ تم میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت رکھو۔ اور پیغمبر کے نام پر نام اور کنیت۔ دونوں کے جمع کرنے پر یہ دلیل دی گئی ہے کہ عائشہؓ نے ذکر کیا ہے کہ پیغمبر صلعم کے پاس ایک عورت آئی اور اُس نے آکر بیان کیا کہ اے اللہ کے رسول میں نے لڑکا جنا ہے اور میں نے اس کا نام محمدؐ رکھا ہے اور اسکی کنیت ابو القاسم ہے اور لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسا نام رکھنا مکروہ ہے۔ یہ سُنکر آپ نے فرمایا کہ وہ کونسی چیز ہے جس نے میرے نام کو حلال کیا ہے اور میری کنیت کو حرام اور کون چیز ہے جس نے میری کنیت حلال کی ہے اور میرا نام حرام۔ اور اگر کوئی ابو یحیی اور ابو عیسے کنیت رکھے تو یہ مکروہ ہے۔ اور لڑکوں کے یہ نام رکھنے بھی مکروہ ہیں۔ رستگاری۔ فیروزی۔ تونگری۔ سود مند۔ سود۔ ابی یحیی۔ برکت پارسا۔ اندوہ۔ نافرمانی۔ عمر بن خطابؓ آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا اگر میں زندہ رہا۔ تو لوگوں کو لڑکوں کے ایسے نام رکھنے سے منع کروں گا جیسے تونگری۔ برکت۔ سود۔ نجات۔ رستگاری اور خداوند جل شانہ کے ناموں کے موافق نام رکھنے بھی مکروہ ہیں۔ جیسے ملک الملوک۔ شہنشاہ اور جو اُن کی مانند ہیں۔ کیونکہ یہ اہل فارس کی عادت ہے اور جو نام خدا کے ہی لائق ہیں۔ اس کے سوا دوسرے کے سزاوار نہیں۔ ان ناموں کا رکھنا بھی مکروہ ہے۔ جیسے قدوس الہ۔ خالق۔ نگہبان۔ خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ قُلْ سَمُّوْھُمْ اور خدا کے شریک ٹھیرائے ہیں کہ اے محمدؐ انکے نام مقرر کرو۔ بعض مفسروں نے اسکی تفسیر یہ کی ہے کہ اے محمد ان کو کہدے کہ میرے نام پر انکے نام رکھو یعنی انسان کو جو عاجز اور ضعیف ہے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اپنا نام خداوند کریم کے نام پر رکھے اور اپنے بھائی یا اپنے غلام کا ایسا لقب رکھنا جس کو وہ خود مکروہ اور بُرا جانتا ہے ہر ایک پر حرام ہے خداوند کریم ایسا کرنے کے واسطے ہر ایک کو منع فرماتا ہے ارشاد کیا ہے وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ وَسَمَّاہُ فُسُوْقًا جن لقبوں میں گناہ ہے ان سے نہ پکارو۔ اپنے بھائی کو اچھے اور خوب ناموں سے پکارنا مستحب ہے۔

غصہ کا بیان

جب آدمی کو غصہ آئے تو اس وقت اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہوا ہے تو اس کو لیٹ جانا لازم ہے اور

اگر سر دربانی سے اپنے ہاتھ دھو دے تو اس سے غصہ اُتر جاتا ہے۔ حضرت امام حسنؓ آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے غصہ ایک چنگاری ہے جو آدمی کے دل میں روشن ہوتی ہے۔ پس جس وقت تم میں سے کسی کو غصہ آئے۔ اگر اس وقت کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ، اور اگر بیٹھے ہوئے ہو تو تکیہ لگالو۔ اگر کچھ آدمی آپس میں پوشیدہ مشورہ کر رہے ہوں تو اجازت کے بغیر انکے پاس نہ بیٹھنا چاہئے کیونکہ پیغمبر صلعم نے بغیر اجازت کے اُن میں بیٹھنا منع کیا ہے اور سایہ اور دھوپ کے درمیان بیٹھنا مکروہ ہے اور اپنے بائیں ہاتھ پر تکیہ نہ لگاؤ اور مجلس میں لیٹنا مکروہ ہے۔ اور جب مجلس سے اُٹھے تو مجلس کے کفارے کے واسطے یہ پڑھنا مستحب ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اے خداوند کریم پاکی تیرے واسطے ہی ہے اور تعریف بھی تیرے واسطے ہے تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ میں تیری بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں اور جوتا پہن کر قبروں میں پھرنا مکروہ ہے اور جب قبروں پر جائے تو اس وقت یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الْاَجْسَادِ الْبَالِيَةِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَةِ الَّتِيْ خَرَجَتْ مِنْ دَارِ الدُّنْيَا وَهِيَ بِكَ مُؤْمِنَةٌ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْ رُوْحًا مِّنْكَ وَسَلَامًا مِّنِّيْ اے خداوند کریم اے پرانی ہڈیوں اور پرانے جسموں کے پالنے والے جو دنیا سے کوچ کر گئے ہیں اور مسلمان تھے تو محمدؐ اور محمدؐ کی اولاد پر درود بھیج اور ان پر اپنی رحمت نازل کر اور انکی جناب میں میرا سلام پہنچا، اور اس کے بعد یہ پڑھے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اے قبرستان کے مومن لوگو تم پر سلام ہو اور اگر خدا نے چاہا تو میں بھی تمہارے پاس پہنچنے والا ہوں۔ روایت کی گئی ہے کہ جب کوئی کسی قبر کی زیارت کے واسطے جائے تو قبر کے اوپر ہاتھ نہ رکھے اور نہ ہی قبر کو بوسہ دے۔ کیونکہ ہاتھ رکھنا اور بوسہ دینا یہودیوں کی عادت ہے اور قبر پر نہ بیٹھے اور نہ ہی تکیہ لگائے اور نہ ہی قبر کو پاؤں کی ٹھوکر مارے اور اگر کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے کہ اس کے لحاظ سے ان کاموں کے کرنیکے واسطے لاچار ہو جائے تو اس صورت میں انکے کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور جب قبر کے پاس کھڑا ہو تو ایسے کھڑا ہو جیسے کہ اہل قبر کی زندگی کی حالت میں اس کے پاس کھڑا ہوتا اور ویسے ہی اُسکی حرمت اور تعظیم کرے جیسی کہ اسکی زندگی میں کرتا۔ اور گیارہ دفعہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قرآن مجید کی آیتیں پڑھے اور جو اُن کا ثواب ہے وہ بطور تحفہ کے اہل قبر کی روح کو بخش دے اور وہ تحفہ اس طرح بھیجے اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ قَدْ اَثَبْتَنِيْ عَلٰى قِرَاءَةِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فَاِنِّيْ قَدْ اَهْدَيْتُ ثَوَابَهَا لِصَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ اے خداوند کریم اگر ان آیتوں کے پڑھنے سے تو نے مجھ کو ثواب دیا ہے تو یہ میں نے اس قبر والے کو بطور تحفہ کے بخشدیا اسکے بعد خداوند تعالےٰ سے اپنے مطلب کے پورا ہونے کے واسطے دعا مانگے۔ اور اگر کسی استخوان کو کہیں پائے تو اسکو توڑے نہیں اور نہ ہی اس کو پاؤں کے تلے روندے اور اگر توڑنے اور روندنے پر مجبور ہو تو بعد میں خداوند قبر کے واسطے استغفار پڑھے یعنی اس کے واسطے بخشش کی دعا کرے اور بدشگونی منع ہے اور نیک فال منع نہیں اور کوئی ہو ہر ایک کے ساتھ عاجزی اور انکساری کرے اور اپنے بزرگوں سے تعظیم اور تکریم کے ساتھ پیش آئے اور انکی توقیر کرے اور جو اپنے سے چھوٹے ہوں انکے ساتھ نرمی اور ملاطفت کرے اور انکی تقصیروں کو عفو کر دے۔ اور لڑکوں کو تعلیم دینے اور ان کو ادب سکھانے میں کبھی غفلت نہ کرے۔

درود بھیجنا

اگر کوئی کسی کے حق میں کہے کہ خداوند کریم تیرے اوپر درود بھیجے یا یہ کہے کہ فلاں بن فلاں پر خداوند تعالیٰ درود دے، ہو تو یہ کہنا جائز ہے حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کو یہ کہا ہے کہ خداوند تعالیٰ تیرے اوپر درود بھیجے۔ اور رسول

مقبول نے فرمایا کہ خداوند ابی اوفرکی اولاد پر درود بھیج ❖

مصافحہ کرنا

کافر ذمی سے مصافحہ کرنا مکروہ ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ ذمی کافروں سے مصافحہ نکرو

دعا مانگنی

دُعا کے ادب یہ ہیں جب دعا مانگنے لگے تو اسوقت اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلادے اور پھیلا کر خداوندکریم کی حمد اور ثناء بیان کرے اور رسول مقبول پر درود بھیجے اور اس کے بعد اپنی حاجت مانگے اور جب دعا مانگ رہا ہو تو اس وقت آسمان کی طرف نظر کرے اور جب دعا مانگ چکے تو بعد میں اپنے دونوں ہاتھ منہ پر مل لے کیونکہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر خدا سے دعا مانگو اور بعد میں اپنے منہ پر ملو ❖

خداوندکریم سے پناہ مانگنے کا بیان

قرآن سے پناہ لینی جائز ہے کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مردود اور رد کئے گئے شیطان سے خدا کے ہاں پناہ مانگ اور فرمایا ہے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کہہ اے محمد کہ میں صبح کے پروردگار کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اور کہہ اے محمدؐ میں آدمیوں کے پروردگار کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلعم کو جب کبھی کوئی بیماری ہوتی تھی۔ تو اُسوقت آپ یہ پڑھا کرتے تھے۔ قل آعوذ برب الفلق اور قل آعوذ برب الناس اور یہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے تھے۔ اور پیغمبر صلعم کا یہ معمول تھا کہ اکثر آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے اَعُوْذُ بِوَجْهِ الْكَرِيْمِ وَكَلِمَاتِهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَءَ وَبَرَءَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ رَبِّي اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا میں خدا کی بزرگ ذات اور اسکے پاک کلموں کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں ہر ایک چیز کی بدی سے جس کو کہ اس نے پیدا کیا ہے اور پراگندہ اور ظاہر کیا ہے اور ہر ایک حرکت کرنیوالے جانور کی بدی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور میرا پروردگار اسکی پیشانی کے بالوں کو پکڑ لینے والا ہے اور ایسا ہی قرآن اور اسماء حسنیٰ الٰہی سے دم کرنا جائز ہے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ہمنے قرآن سے اس چیز کو نازل کیا ہے جو مسلمانوں کے واسطے شفا اور رحمت ہے اور فرمایا ہے وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ یہ کتاب وہ ہے جو اُتارا ہمنے اسکو مبارک۔ اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے بُری نظر کے واسطے دعا کرو۔ اگر تقدیر الٰہی پر کوئی چیز سبقت لے جاتی تو وہ انسان کی نظر ہوتی۔ اس حدیث کو آپنے امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے حق میں فرمایا ہے ❖

تپ کے تعویذ

امام احمد حنبلؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے تپ ہوگیا اسوقت میرے لئے یہ دُعا لکھ کر اس کا تعویذ بنایا گیا اور اس کو گلے میں لٹکا دیا۔ خداوندکریم نے شفا کردی وہ دُعا یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَبِاللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ اِشْفِ صَاحِبَ هٰذَا الْكِتَابِ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ وَجَبَرُوْتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اللہ کے نام سے محمدؐ اللہ کا رسول ہے اے آگ ابراہیمؑ کے اوپر سلامتی والی اور سرد ہو اور کافروں نے حضرت ابراہیمؑ سے فریب کرنا چاہا۔ اسلئے ہمنے اُن کو ہی نقصان پہنچایا اے جبرئیل و میکائیل و اسرافیل

سکے پروردگار جس مریض کے پاس یہ تعویذ ہے اس کو اپنی قوت اور طاقت سے شفا بخش ۔ اے رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والے ۔

دردزہ کا تعویذ

بعض عالموں نے روایت کی ہے کہ اگر کسی عورت کو دردزہ لاحق ہو اور لڑکے کے پیدا ہونے میں توقف ہو جائے تو اس تعویذ کو کسی پیالہ میں یا مٹی کے برتن میں جو پاک ہو لکھے اور پھر اسکو دھو کر اس عورت کو پلا دے جسے دردزہ عارض ہو اور اس کے سینے پر بھی کچھ پانی چھڑک دے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلٰغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ خدا پاک کے نام سے جو بخشنے والا اور مہربان ہے ۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے وہ اللہ جو عرش اعظم کا پروردگار ہے وہ دانا ہے پاک ہے اور بزرگ ہے اور اس خدائے پاک کے لئے حمد اور ثنا ہے جو دونوں جہان کا پروردگار ہے ۔ کافر جس دن قیامت کے دن کو دیکھیں گے وہ یہ کہیں گے ہم قبروں میں ایک رات سے زیادہ نہیں ٹھہرے ۔ ہمکو پھر واپس بھیج دو اور اسی طرح جب اس چیز کو دیکھیں گے جس کا وعدہ کیا گیا ہے تو اسوقت بھی یہ کہیں گے کہ ہم دنیا میں صرف ایک ساعت ہی رہے ہیں اس سے زیادہ نہیں رہے قرآن کا پہنچانا خدا کا حکم ہے پس کافروں کی قوم کے سوا کوئی ہلاک نہیں ہوتا ۔ اسی طرح اگر کسی آدمی کو چیونٹی ۔ بچھو ۔ سانپ ۔ پسو مچھر اور دوسری اسی قسم کی چیزیں کاٹیں تو اس کو بھی انکے زہر کے دور کرنیکے واسطے قرآن کی آیتوں کا دم کرنا جائز ہے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک زہریلی چیز کے واسطے دم کرنا چاہئے اور آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی رات کو سونے کے وقت اس درود کو تین دفعہ پڑھے تو اس رات اس کو بچھو نہیں کاٹتا اور وہ درود یہ ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نُوْحٍ وَّعَلٰى نُوْحِ السَّلَامُ خدا نوح پر صلوات بھیجے اور نوح پر سلام ہو اور پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی رات کے وقت تین دفعہ اس دعا کو پڑھے تو اس رات میں اس آدمی پر کوئی زہر اثر نہیں کریگی (دعا) اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ہر ایک چیز کی بدی سے جو پیدا کی گئی ہے میں حق تعالیٰ کے کلمات کے ساتھ جو پورے اور کامل ہیں پناہ مانگتا ہوں اور مرضوں پر دم کا کرنا جائز ہے مگر تھوکنا نہیں چاہئے یہ مکروہ ہے ۔

بُری نظر کے بیان میں

اگر کسی میں بُری نظر اثر کر گئی ہو اور اس سے وہ بیمار پڑ گیا ہے تو اسکو لازم ہے کہ جس آدمی کو نظر لگی ہے اس کے واسطے اپنا مُنہ اور کہنیوں تک دونوں ہاتھ اور دونوں زانوں اور پنڈلیوں تک دونوں پاؤں اور اندام نہانی دھو ڈالے اور جو پانی استعمال کرے اور اس کو ایک برتن میں جمع کرلے اور بعد میں بیمار آدمی بھی اُس پانی سے نہالے اس سے اس شخص کو صحت حاصل ہو جائیگی ۔ جیسا کہ ابوامامہ بن سہل بن حنیفؓ روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہے کہ میں نہا رہا تھا ۔ عامر بن ربیعہؓ نے اس حال میں مجھ کو دیکھا اور دیکھ کر تعجب سے فرمایا کہ خدا کی قسم ہے جیسا آپ کا بدن خوبصورت ہے میں نے ایسا خوبصورت اور عمدہ جسم کسی پردہ نشین عورت کا بھی نہیں دیکھا ۔ اس کے بعد مجھ کو فالج کی بیماری لاحق ہو گئی اور میں اس سے سر تک نہیں اُٹھا سکتا تھا ۔ میں نے اس واقعہ کو رسول مقبول صلعم سے عرض کیا ۔ آپ نے جواب میں فرمایا ۔ کہ تم ابوامامہ کو متہم کرتے ہو میں نے گذارش کی ۔ کہ میں اپنے بیان میں سچا ہوں ۔ اسلئے پیغمبر صلعم نے ابوامامہ اور عامر دونوں

کو بلایا، اور فرمایا کہ خدا پاک ہے۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے جب تم کوئی ایسی چیز دیکھو جو تم کو تعجب میں لائے تو اس کے واسطے زیادہ برکت کی دعا کرو۔ اس کے بعد آپ نے عامر کو حکم دیا۔ کہ تم ابوامامہ کے واسطے غسل کرو اس لئے عامر نے غسل اسے کیا جو یہ تھا۔ اپنا منہ دھویا، پیٹھ دھوئی۔ دونوں ہتھیلیاں دھوئیں کہنیوں کو دھویا۔ اپنے اندام نہانی کو دھویا، دونوں زانوں اور مع پنڈلیوں کے دونوں پاؤں دھوئے اور یہ سب عضو ایک ہی برتن میں دھوئے گئے اور وہ پانی اس میں جمع ہوا بعد میں رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اس پانی کو ابوامامہ کے سر پر ڈال دو اس سے اس برتن کا پانی آپ کے سر پر ڈالا گیا۔ اور کچھ باقی رہ گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ جو پانی باقی رہ گیا ہے اس کو اس کے بدن پر مل دو۔ پس ایسا ہی کیا گیا، اور بعد میں ابوامامہ اچھے ہو گئے اور چلنے پھرنے لگ پڑے۔ اور زیادہ مناسب یہ ہے۔ کہ جس کی نظر بد لگی ہے وہ کامل غسل کرے اور جس کو نظر بد نے اثر کیا ہے غسل کا پانی اس کے سر پر ڈال دے۔

بیماروں میں علاج کا بیان

اگر کوئی بیماری کی حالت میں ہو تو اس کے واسطے علاج کرنا درست ہے مثلاً فصد کرانا، پچھنے لگوانے، داغ دینا اور دواؤں اور شربتوں کا پینا اور جسم کی اصلاح کے واسطے یہ امور درست اور روا ہیں۔ کسی رگ کا کاٹنا۔ پھوڑوں کا چیرنا۔ کسی عضو کا کاٹنا جبکہ باقی بدن اسکے اثر کا خوف یا کیڑے پڑ جاویں۔ بواسیر کا کاٹنا۔ اور ایسی ہی دوسری چیزیں جن میں جسم کی اصلاح ہو اور صحیح بدن کے کاٹنے سے خوف کرنا چاہئے۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے پچھنے لگوائے ہیں اور طبیبوں سے مشورہ بھی کیا ہے اور طبیبوں کو فرمایا ہے کہ تمہاری بڑی طب ہے۔ طبیبوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اے خدا کے رسول مقبول طبابت میں کچھ خوبی ہے۔ پیغمبر صلعم نے جواب میں فرمایا کہ جس نے زحمت بھیجی ہے دوا بھی اسی نے بھیجی ہے۔ امام احمدؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ داغ کرنے کے باب میں آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ جواب دیا عرب کے لوگ داغ کرتے تھے اور حضرت پیغمبر صلعم نے داغ دلوایا ہے اور صحابہ نے بھی ایسا کیا ہے اور دوسری جگہ امام احمدؒ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ عمران بن حصینؓ نے اپنی عرق النسا کی رگ کو کاٹا ہے اور امام احمدؒ سے ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ رگ کا کاٹنا مکروہ ہے اور جو چیزیں حرام ہیں علاج میں ان کا استعمال کرنا مطلق ناجائز ہے مثلاً شراب و زہر اور مردہ اور دوسری ناپاک چیز اور ایسا ہی دوا میں گدھی کا دودھ استعمال کرنا بھی روا نہیں آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو چیزیں حرام کی گئی ہیں۔ ان میں میری امت کے واسطے شفا نہیں رکھی گئی اور حقنہ کرنا بھی مکروہ ہے مگر ضرورت کے وقت اس کا استعمال کر لینا روا ہے۔ اور اگر کہیں آیا ہے اور خود بھی وہاں رہتا ہے تو اس سے نہ بھاگے اور اگر شہر میں وبا ہے اور خود شہر سے باہر ہے تو اسصورت میں اس شہر کے اندر نہ آئے۔ کیونکہ اگر ایسی حالت میں شہر کے اندر آئیگا تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالکر گنہگار ہوگا۔

عورتوں کیساتھ تنہائی میں بیٹھنا

جو عورت غیر محرم ہو۔ اسکے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھے کیونکہ رسول مقبول نے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر اکیلے بیٹھیں تو شیطان ان میں تیسرا ہوتا ہے۔ اور ان دونوں کو گناہ کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ اور جوان عورت ہو تو اسکی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا جائے۔ اور اگر کوئی معقول عذر ہو۔ تو اسصورت میں دیکھ لے۔ مثلاً گواہی دینی ہے، یا دوا کرنا ہے اور اگر کوئی عورت بوڑھی ہے اور اس کا چہرہ بھی کھلا ہوا ہے تو اسکی طرف دیکھ لینا جائز ہے۔ کیونکہ اسکی طرف دیکھنے سے کوئی فتنہ نہیں اٹھتا۔ اور جائز نہیں کہ دو مرد یا دو عورتیں ننگے ایک لحاف اور ایک ہی چادر میں اکٹھے

سوئیں۔ کیونکہ پیغمبر صلعم نے اس سے منع کیا ہے اور اسکی ممانعت اسواسطے ہے کہ اسصورت میں ایک دوسرے کے اندام نہانی کو دیکھیں گے اور ایسا کرنا گناہ ہے اور شیطان گناہ کی طرف مائل کرتا ہے ۔

غلاموں اور لونڈیوں سے سلوک

اگر کسی کے پاس کوئی غلام یا لونڈی ہو تو اس پر واجب ہے کہ اسکے ساتھ نرمی سے پیش آئے اور ان کی طاقت سے زیادہ ان سے کام نہ لے اور ان کو کھانا کھلائے اور کپڑا پہنائے۔ اور اگر ان میں سے کوئی نکاح کرنا چاہے۔ تو اس کا نکاح کر دیا جائے۔ مگر نکاح کرنے پر خود اس کو مجبور نہ کرے۔ اگر ان فرمانوں میں تقصیر اور کوتاہی کرے گا۔ تو خدا کی نافرمانی کرنے والا ہوگا اور چاہے تو بیچ ڈالے اور چاہے تو آزاد کر دے۔ اس میں اختیار رکھتا ہے اور اگر کوئی غلام یا لونڈی اپنی مزدوری کے ذریعہ اپنی قیمت ادا کر کے آزاد ہونا چاہے تو مالک کو چاہیئے۔ کہ اس کو مزدوری کرنے اور آزادی حاصل کرنے کی اجازت دیدے اور حدیث میں وارد ہے کہ پیغمبر خدا کی آخری وصیت یہ تھی۔ کہ نماز کو نگاہ رکھنا اور اس کو نگاہ رکھنا جس کے مالک ہوئے تمہارے داہنے ہاتھ ۔

سفر میں قرآن رکھنا

اگر کوئی آدمی دشمنوں کی زمین کی طرف جا رہا ہو تو اسصورت میں قرآن کا ساتھ رکھنا مکروہ ہے اور یہ اسواسطے ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کافروں کے ہاتھ میں پڑ جائے۔ اور وہ اسکی بیحرمتی کریں۔ اگر مسلمانوں کو دشمنوں پر طاقت اور غلبہ ہو تو اس حالت میں قرآن کا ساتھ رکھنا جائز ہے اور قرآن کی تلاوت کرتا رہے تا کہ قرآن بھول نہ جائے ۔

آئینہ دیکھنا

جب کوئی شخص آئینہ دیکھے تو اس وقت یہ کہنا مستحب ہے۔ حمد اور ثنا خدا کے واسطے جس نے مجھے درست پیدا کیا اور مجھے زیبا صورت عطا کی ہے اور اس طرح خوبصورت اعضا مجھ کو لطف کئے ہیں جو عیب دار اعضاؤں کے مقابلہ میں بہت خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ اس روایت کو پیغمبر صلعم سے بیان کیا گیا ہے ۔

کان کی آواز

رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کسی آدمی کے کان سے آواز نکلتی ہوئی سنائی دے تو وہ پیغمبر پر درود بھیجے اور زبان سے یہ کہے جس نے مجھ کو نیکی کے ساتھ یاد کیا ہے اس کو خداوند تعالے یاد کرے ۔

اعضاؤں کا درد

آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص خود یا اس کا کوئی بھائی بیمار ہو تو وہ یہ کہکر درد کی جگہ پر دم کرے۔ میرا خدا پروردگار ہے جو آسمانوں میں ہے تیرا نام پاک ہے۔ آسمان اور زمین میں تیرا ہی حکم ہے۔ جیسے کہ تیری رحمت ہے۔ اے پاک آدمیوں کے پروردگار ہمارے گناہ بخش دے۔ میرے اوپر اپنی رحمت نازل کر۔ اور اپنی شفا میں سے اس درد پر مجھ کو لاحق ہے شفا دے ۔

شگون بد کا دفیعہ

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص برا شگون دیکھے۔ تو اسوقت یہ کہے۔ خداوند نیکیوں کو تو ہی لاتا ہے اور برائیوں کو بھی تیرے سوا اور کوئی دفعہ نہیں کرتا اور مجھے عبادت کی طاقت حاصل نہیں ہے اگر ہے تو تیری مدد سے ہی ہے ۔

مکروہات کا پیش آنا اور ان کا دفعیہ

جب کوئی مسلمان نصاریٰ کا گرجا دیکھے یا یہودیوں کے عبادتخانہ کو دیکھے یا تُرئی یا سنکھ کی آواز سُنے یا مشرکوں یا آتش پرستوں یا یہودیوں کے گروہ کو دیکھے تو اسوقت اس آدمی کو یہ کہنا مستحب ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں وہ واحد ہے میں اس کے سوا اور کسی کی بندگی نہیں کرتا پیغمبر صلعم نے روایت کی ہے کہ جو آدمی یہ کلمات کہتا ہے خداوند کریم کافروں کی تعداد کے موافق اسکے گناہوں کو بخشدیتا ہے پھر جب کوئی بادل یا بجلی کی کڑک کی آواز سنے تو اسوقت یہ کہے۔ خداوندا مجھ کو اپنے غضب کے ساتھ نہ مار اور اپنے عذاب سے ہلاک کر۔ اور عذاب دینے سے پہلے پہل مجھ کو بخشدے۔ اور جس وقت آندھی آئے اُسوقت یہ کہے خداوندا میں اس سے نیکی چاہتا ہوں۔ اور اس چیز سے نیکی چاہتا ہوں جو اسکے ساتھ بھیجی گئی ہے۔ اور میں ہوا کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں اور اس چیز کی بدی سے پناہ مانگتا ہوں جو اس کے ساتھ بھیجی گئی ہے۔

بازار جانے کا بیان

جب کوئی بازار میں جائے تو اسوقت رسول مقبول کی سُنت کے موافق کرے جب آپ بازار میں تشریف لیجایا کرتے تھے تو اسوقت یہ فرمایا کرتے تھے۔ خداوندا میں تجھ سے اس بازار کی نیکی چاہتا ہوں اور جو بہتر اس بازار میں انکی نیکی مانگتا ہوں اور بازار کی بدی سے اور اس چیز کی بدی سے جو بازار میں ہے پناہ چاہتا ہوں۔ خداوندا میں تجھ سے اس امر کی نسبت پناہ مانگتا ہوں۔ کہ میں بازار میں جھوٹی قسم کھاؤں یا وہاں خرید و فروخت میں نقصان اٹھاؤں۔ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور وہ اکیلا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ ملک اسی کے واسطے اور اس کے لئے حمد اور ثنا ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اُسکو موت نہیں ہے نیکی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اور وہ سب چیزوں پر قادر ہے۔ اور جب چاند دیکھے تو یہ کہے۔ خداوندا میرے اوپر برکت نازل کر اور ایمان اور سلامتی اور اسلام عطا فرما۔ میرا اور تیرا سب کا ربّ یہی ہے اور اللہ غالب اور بزرگ ہے۔

مصیبت کا بیان

اگر کسی آدمی کو مصیبت میں گرفتار دیکھے تو اس وقت یہ کہے۔ تعریف کے لائق وہی خدا ہے۔ جس نے مجھے اس چیز سے بچالیا ہے۔ جس میں تم کو گرفتار کیا ہے۔ اور تیرے اور اکثر آدمیوں پر جن کو اس نے پیدا کیا ہے۔ بزرگی دی ہے جس جو ایسا کہیگا وہ خداوند تعالے کے فضل سے جب تک زندہ رہیگا بچا رہیگا۔

حاجی سے کلام کرنیکا بیان

جب کوئی حاجی سفر سے واپس آئے تو اسے یہ کہے کہ خداوند کریم تیرے اس حج کو قبول کرے اور تیرا ثواب زیادہ کرے اور جو تیرا خرچ ہوا ہے اس کا اس کو عوض دے۔ عمر بن خطاب سے روایت کی گئی کہ آپ حاجی سے ایسے کلمات فرمایا کرتے تھے۔

عیادت کا ذکر

اگر تم کسی مسلمان مریض کے پاس اسکے پوچھنے کے واسطے جاؤ اور اس کو حالت نزاع میں پاؤ۔ یا اس کو مرا ہوا دیکھو تو اس وقت پیغمبر صلعم کے ارشاد کے موافق عمل کرو۔ آپنے فرمایا ہے کہ تمہارے یاروں میں سے اگر کوئی مرجائے تو تم یہ دعا پڑھو ہم خدا کے واسطے ہیں اور اُسی کی طرف رجوع کرنیوالے ہیں اور ہم سب خداوند کریم کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔ خداوندا اس کو اپنے

پاس نیکوکاروں میں لکھے اور اس کا نامۂ اعمال علیین میں کر اور تو اسکے باقی متعلقوں پر خلیفہ ہو اور آخرت میں اس کے اجر سے ہم کو ناامید نہ کر اور اس کے بعد بلا اور فتنہ سے ہمکو نگاہ رکھ۔ اور جب مرنے لگے تو اس کو تلقین کی جائے۔ کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور ظلم سے باز آئے چاہے زبان سے ہو اور چاہے اشارہ سے یہ مستحب ہے اور اپنے مال کا تیسرا حصہ ان نزدیکیوں اور فقیروں کو دینے کے واسطے جو وارث نہیں ہیں وصیت سے ترغیب دے اور اگر نزدیکی نہوں تو پھر یہاں دینے کے واسطے وصیت کرے۔ فقیر اور محتاج۔ مسجدیں۔ پُل اور کار خیر۔

مُردے کو قبر میں اُتارنے کا ذکر

پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جب مردہ کو قبر میں اُتارا جائے تو اُسوقت یہ کہیں۔ ہمنے خدا کے نام اور رسول کی ملت پر اس کو رکھا ہے اور جب قبر میں مٹی ڈالنے لگے تو اُسوقت یہ کہے میں تیرے اوپر ایمان لایا اور میں نے تیرے پیغمبر کی تصدیق کی اور میں تیرے اُٹھانے پر ایمان لایا ہوں یہ وہ چیز ہے کہ جس کا خدا اور خدا کے پیغمبر نے وعدہ کیا ہے حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی ایسا کریگا اس کو اتنی نیکیاں عطا ہونگی جتنے کہ خاک کے ذرّے ہیں۔

نکاح کے آداب

نکاح کرنے والے کی نیت ہو کہ میں خداوند کریم کا حکم بجا لاتا ہوں۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ اپنی بیوہ عورتوں کا نکاح کر دو۔ اور نیک بخت لونڈیوں اور غلاموں کا بھی نکاح کر دو۔ اور اللہ تعالٰے فرماتا ہے کہ تم ان عورتوں سے نکاح کرو۔ جو تم کو پسندیدہ اور اچھی معلوم ہوں۔ دو دو اور تین تین اور چار چار تک۔ رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم نکاح کرو اور اپنی اولادوں کی تعداد بڑھاؤ۔ خواہ اسقاط یعنی کچے بچے ہی ہوں۔ کیونکہ مجھ کو اور امتوں پر تمہاری کثرت کا فخر ہے۔ ان دونوں آیتوں اور حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ نکاح کرنا واجب ہے خواہ خوف زنا ہو یا نہ ہو اور ابو داؤد امام احمدؒ نکاح کو واجب فرماتے ہیں چاہے زنا کا خوف ہو اور چاہے نہو کیونکہ جو آدمی نکاح کریگا وہ خدا کا حکم بجا لائیگا اور حکم کے بجا لانے میں دین کی مضبوطی ہے اور اسی طرح رسول مقبول کا ارشاد ماننے میں دین کا استحکام ہے جیسا کہ پیغمبر نے فرمایا ہے جو شخص نکاح کرتا ہے وہ اپنے آدھے دین کو نگاہ رکھتا ہے اور پھر فرمایا ہے کہ جس نے نکاح کیا اُس نے دین کے نصف حصہ کی تکمیل کی۔ اور مناسب یہ ہے کہ عالی نسب بیگانہ و باکرہ لڑکی سے شادی کرے۔ اور وہ ایسی عورتوں میں سے ہو جو بچے زیادہ جنتی ہیں۔ کیونکہ جابر بن عبد اللہؓ نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا۔ جب پیغمبر صلعم کو معلوم ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے جابر تو نے باکرہ لڑکی کے ساتھ نکاح کیوں نہ کیا۔ اگر تو باکرہ سے نکاح کرتا تو اس کے ساتھ کھیلتا کودتا اور وہ تیرے ساتھ کھیل کود کرتی۔ اور جو یہ شرط لگائی گئی ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرو جو بہت جننے والی ہو۔ تو یہ بھی آنحضرتؐ کے ارشاد کے موافق ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ نکاح کرو اور اپنی اولاد کو بڑھاؤ۔ چاہے ان میں اسقاط حمل ہی ہو۔ کیونکہ میں تمہاری کثرت کے سبب اگلی امتوں پر فخر کرنے والا ہوں۔ اور بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ تم ایسی عورت سے نکاح کرو جو جننے والی اور محبت والی ہو۔ کیونکہ میں تمہاری کثرت میں فخر کرنے والا ہوں۔ اور جو یہ شرط لگائی ہے کہ عورت بیگانہ ہو اپنے عزیزوں اور قریبیوں سے نہ ہو یہ اس واسطے لگائی ہے کہ آپس میں نفرت اور دشمنی پیدا نہ ہو اور اگر جدائی ہو تو پیوند ارحام نہ ٹوٹ جائے۔ کیونکہ پیوند ارحام کے ملائے رکھنے کا حکم ہے قطع ارحام سے منع کیا گیا ہے اور اسی جدائی اور قطعیت کے سبب ایک ہی ساتھ دو بہنوں سے نکاح کرنا منع ہوا ہے اور زبان دراز اور طلاق طلب کرنے والی یا سلیقہ اور سے سنگار کرنے والی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں اور جب نیک عورت کو اپنے نکاح میں لے آئے تو اُسے

حسنِ اخلاق سے پیش آئے اور اُس کو ایذا نہ دے اور نہ اُس پر ظلم کرے، اور اس پر اسکی مہر کی زیادتی یا طلبی پر جبر نہ کرے تاکہ وہ طلاق لینے پر آمادہ نہ ہو جائے اور اپنی عورت کو ماں باپ کی گالی نہ دے۔ اگر گالی دیگا تو خدا اور رسول مقبول اس آدمی سے بیزار ہو جائینگے۔ رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتوں کو نصیحت کرو کہ وہ نیکی سیکھیں اور تم انہیں نصیحت کر سکتے ہو کیونکہ وہ تمہاری قید میں ہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے اور اس کا مہر مقرر کرے اور پھر اس کو ادا نہ کرے تو وہ آدمی قیامت کے روز اس طرح اُٹھیگا کہ اس عورت کے ساتھ اُس نے زنا کیا ہوا ہے۔ اور اگر عورت زبان دراز ہے اور اپنی زبان درازی سے مرد کو دکھ پہنچاتی ہے اور دین میں فساد ڈالتی ہے تو مرد کو لازم ہے کہ اپنے آپ کو اس عورت سے الگ کرے۔ اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو خداوند کریم کے ہاں پناہ مانگے اور اسکی درگاہ میں دعا اور زاری کرے اگر ایسا کرے گا تو بھی اس کی رہائی کے واسطے کفایت کریگا۔ اور اگر عورت مرد کو دکھ آزار پہونچائے اور مرد اس پر صبر کرے تو اس آدمی کو خداوند کریم کے راستے میں غازی کا مرتبہ عطا کیا جائیگا۔ اور اگر عورت کے پاس مال ہے اور وہ بلا اکراہ و اجبار اپنی خوشی سے اپنے مال میں سے مرد کو کچھ دیدے تو اس کو اس کا خوشی سے لینا اور کھانا جائز ہے اور یہ مناسب ہے کہ جس عورت سے آدمی نکاح کرنا چاہتا ہے نکاح کرنے سے پہلے اُس کے منہ اور ہاتھوں کو اچھی طرح دیکھ لے۔ اور پسند کرلے۔ مگر نکاح سے پہلے خلوت نہ کرے، اور منہ اور جسم کو دیکھ کر پسند کرنے کی اجازت اس واسطے دیگئی ہے کہ نکاح کرنے کے بعد کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہو جو عورت سے دل کی نفرت کا باعث ہو۔ اور پھر وہ نفرت عورت کو طلاق دینے اور اس سے جدا ہونے کا سبب ٹھیرے اور خداوند کریم طلاق کو نہایت مکروہ رکھتا ہے پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک کوئی مباح طلاق سے زیادہ دشمن نہیں ہے۔ اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے جب خداوند تعالیٰ تمہارے دل میں کسی عورت کی نکاح کی خواہش ڈالے تو تم اُس عورت کے منہ اور ہاتھوں کو دیکھ لو۔ یہ دیکھنا بہت مناسب ہے کیونکہ اس سے دونوں کے درمیان موافقت پیدا ہوتی ہے اور جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے جو آدمی کسی عورت کی درخواست کرے تو اگر اس چیز کی طرف دیکھ سکتا ہے جو اُسکو نکاح کی طرف رغبت دلاتی ہے۔ تو اس کو دیکھ لے۔ جابرؓ نے فرمایا ہے کہ ایک لڑکی کی طرف میرے دل نے خواہش کی۔ اس لئے میں چھپ کر اُس کے پاس گیا اور میں نے اس کو دیکھا اور اس نظر سے دیکھا کہ اس کے نکاح کی رغبت میرے دل میں اور بھی زیادہ ہو گئی ابو داؤد نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اور عورت دیندار اور صاحب عقل ہونی چاہئے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے چار چیزوں کے واسطے عورتوں سے نکاح کیا جاتا ہے، ایک مالدار ہونے کے واسطے دوسری صاحب حسن و جمال ہونے کے لئے۔ تیسری عالی نسب ہونے کے باعث۔ چوتھی دینداری کے سبب اور فیروزی اور فتحمندی اسکے لئے ہے جو دینداری کے واسطے نکاح کرتا ہے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو عورت دیندار ہوتی ہے وہ زندگی میں اپنے شوہر کی مدد کرتی ہے اور تھوڑی سی چیز پر قناعت کرتی ہے، باقی بے دین عورتیں اپنے شوہر کو گناہ اور غم میں ڈالتی ہیں۔ ایسی عورتوں سے جس کو خداوند کریم سلامت رکھے وہی بچتا ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ تم ان عورتوں سے ہمبستری کرو۔ اور اس سے وہ چیز طلب کرو۔ جو خداوند تعالیٰ نے تمہارے واسطے لکھی ہے مباشرت سے مراد جماع ہے اور ابتغوا سے مراد اولاد ہے اور ایسا ہی عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو زنا سے بچائے اور اولاد حاصل کرنے کی نیت سے نکاح کرے اور ثواب عظمیٰ کی امیدوار رہے خدا کے ہاں سے اور شوہر کے ساتھ رہنے اور اس اور جلنے کی تکلیف پر صبر کرنے اور اولاد کی تربیت کرنے کی نیت ہو۔ زیاد بن میمونؒ انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں

کہ حولا نام ایک عورت جو مدینہ میں عطر فروشی کا کام کرتی تھی۔ عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی کہ اے ام المومنین فلاں آدمی میرا شوہر ہے اور میرا یہ معمول ہے۔ کہ میں ہر رات اس کے واسطے اپنے آپ کو آراستہ کرتی ہوں اور اپنے بدن اور لباس پر خوشبو ملتی ہوں۔ اور ایسی بن جاتی ہوں جیسی کہ اسی رات کی بیاہی ہوئی دلہن ہوتی ہے۔ اور جب وہ اپنی خوابگاہ میں آتا ہے۔ تو میں اس کے لحاف میں اسکے پاس جاتی ہوں تاکہ خداوند کریم کی خوشنودی حاصل کروں تو اس وقت میرا شوہر میری طرف سے اپنا منہ پھیر لیتا ہے۔ گویا کہ اس نے مجھ کو اپنا دشمن سمجھا ہے یہ سُنکر حضرت عائشہؓ نے اسکو فرمایا کہ رسول مقبول کے تشریف لانے تک بیٹھی رہ۔ اسی اثناء میں پیغمبر صلعم تشریف لے آئے۔ اور آتے ہی فرمایا کہ یہ خوشبو کیسی آتی ہے شاید حولا تمہارے پاس آئی ہے اور تم نے اس سے کچھ خریدا ہے +

عائشہؓ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم مینے تو اس سے کچھ نہیں خریدا۔ اسکے بعد حولا نے اپنے قصہ کو بیان کیا۔ جسے سُنکر رسول مقبول نے حولا کو فرمایا کہ تو جا اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کر اور جو کچھ وہ کہے اس کو سُن۔ حولا نے عرض کی اے خدا کے پیغمبر مجھ کو اس سے کچھ ثواب ملیگا۔ آپ نے فرمایا کہ جو عورت آراستگی اور خانگی اصلاح کے واسطے اپنے شوہر کے گھر میں کوئی چیز رکھتی یا اُٹھاتی ہے۔ اس کے عوض میں اُس کے واسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کا ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور جو عورت اپنے شوہر سے حاملہ ہوتی ہے اس کو اس قدر اجر دیا جاتا ہے جتنا کہ رات کی عبادت کرنے والے اور دن کے روزے رکھنے والے اور خداوند تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والے کو ملتا ہے اور جب اس کو درد زہ لاحق ہوتا ہے تو اس کو ہر ایک درد میں اتنا ثواب ملتا ہے جتنا کہ بندہ کے آزاد کرنے والے کو ملتا ہے اور جب لڑکا اپنی ماں کے پستان چوستا ہے تو ہر ایک دفعہ کے چوسنے میں عورت کو اس قدر ثواب حاصل ہوتا ہے جتنا کہ غلام کے آزاد کرنے سے ہوتا ہے۔ اور جب شیر خوارگی کے دن پورے کرکے خیریت سے لڑکا دودھ چھوڑ دیتا ہے تو اسوقت آسمان سے آواز کرنے والا آواز کرتا ہے کہ اے عورت تو نے گذشتہ زمانہ کا اپنا کام پورا کر لیا ہے اب جو باقی زمانہ ہے اس کا کام شروع کر۔ عائشہؓ نے عرض کی۔ کہ عورتوں کو تو بہت سا ثواب مل گیا ہے پس اے گروہ مرداں آپ کا کیا حال؟ یہ سُنکر حضرت صلعم ہنس پڑے اور فرمایا کہ جو مرد اپنی عورت کا ہاتھ پکڑ کر ٹہلتا ہے خداوند کریم اس کے واسطے ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ اور جو پیار کے ساتھ اُس کی گردن میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ اس کیواسطے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جب عورت کے ساتھ مباشرت کرتا ہے۔ تو دنیا اور جو کچھ اُس میں ہے۔ سب سے بہتر ہو جاتا ہے۔ اور جب غسل کرنے کے واسطے اُٹھتا ہے تو اُس کے بدن کے جس بال پر سے پانی گذرتا ہے اس کیواسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کا ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے۔ اور اس کا ایک درجہ بھی بلند کیا جاتا ہے۔ اور غسل کرنے کے ثواب میں جو چیز دی جاتی ہے وہ دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ سب سے بہتر ہے اور تحقیق خداوند تعالیٰ اس پر فخر کرتا ہے اور فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کی طرف دیکھو کہ اس ٹھنڈی رات میں غسل جنابت کرنے کے لئے کھڑا ہے۔ اور میرے پروردگار ہونے کا اس کو یقین ہے۔ تم نے اس بات پر گواہ رہنا کہ میں نے اسکو بخش دیا

ابن مبارک بن فضال حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول مقبول صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم عورتوں کے حق میں میری نصیحت قبول کرو۔ کیونکہ عورتیں تمہاری بندی یعنے قیدی ہیں۔ اور اپنے نفس کی نسبت وہ کسی چیز کی مالک نہیں۔ عورتیں تمہارے پاس صرف خداوند تعالےٰ کی امانت ہیں اور خدا کے کلام کے موافق تمہارے لئے ان کا جسم حلال کیا گیا ہے۔ عبادہ بن کثیر عبداللہ سے اور وہ میمونہ پیغمبر صلعم کی زوجہ سے روایت کرتے

ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ میری اُمّت کے مردوں میں سے بہتر وہ ہے۔ جو اپنی عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے اور میری امت کی عورتوں میں سے وہ عورت بہتر ہے۔ جو اپنے شوہر کے ساتھ بہتر سلوک کرتی ہے ایسی عورت کو رات اور دن میں ایسے ایک ہزار شہید کا ثواب پایا جاتا ہے۔ جو خدا کے راستے میں ایسی حالت میں مارے جاتے ہیں۔ کہ صابر ہوتے ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ سے اجر کے طالب۔ اور ان عورتوں میں ہر ایک عورت جنّت کی موٹی آنکھوں والی حور پر ایسی ہی بزرگی رکھتی ہے جیسی کہ محمد صلعم کو تم میں سے ادنیٰ مرد پر ہے اور میری امت کی عورتوں میں سے وہ عورت بہتر ہے جو ہر ایک کام میں جو اس کا خاوند چاہے آسانی کے ساتھ اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرتی ہے سوا معصیت خداوند تعالیٰ کے۔ اور میری امت کے مردوں میں سے وہ مرد بہتر ہے جو اپنے اہل کے ساتھ ایسی ہی مہربانی کرتا ہے جیسی ماں اپنے بچے کے ساتھ۔ اس کے واسطے ہر دن رات میں ایسے سو شہیدوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ جو اس وقت خدا کے راستے میں مارے گئے ہیں۔ جب کہ وہ ثواب کے طالب اور صبر کرنے والے تھے۔ پس حضرت عمر بن خطاب رضؓ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول عورت کو تو ہزار شہید کا ثواب ملے۔ اور مرد کو سو شہید کا۔ یہ کیونکر ہوا۔ آپ نے فرمایا تجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ عورت ثواب دلوانے میں مرد سے بہت زیادہ ہے۔ خداوند کریم جو مرد کو بہشت میں مرتبہ پر مرتبہ عطا فرماتا ہے تو اس واسطے عطا فرماتا ہے کہ عورت اس سے خوش ہے اور اپنے شوہر کے حق میں دعا مانگتی ہے اور تو یہ جانتا ہے۔ کہ شرک کے بعد اللہ کے نزدیک عورت کا بہت بڑا گناہ اپنے خاوند کی نافرمانی ہے پس تم خبردار رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ وہ تم سے ان دونوں ناتوانوں کی نسبت پوچھنے والا ہے اور وہ دونوں ناتوان ایک تو یتیم ہے اور دوسری عورت ہے۔ جو آدمی ان دونوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے وہ خدا کی خوشنودی کے ساتھ اس کے پاس پہنچ جاتا ہے اور جو آدمی ان سے بدی کریگا وہ قہر الٰہی کا مورد ہوگا اور شوہر کا حق ایسا ہے جیسا کہ تمہارے اوپر میرا حق ہے اور جو آدمی میرے حق کو ضائع کریگا وہ خداوند تعالیٰ کے حق کو ضائع کریگا اور جو خداوند تعالیٰ کا حق ضائع کرتا ہے وہ اس لائق ہوتا ہے کہ اس پر غضب الٰہی نازل ہو اور دوزخ کی طرف اسکی بازگشت ہے۔ ابی جعفر بن محمد بن علیؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ میں رسول مقبول کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور چند اور بھی بزرگ اصحاب آپکی خدمت میں تشریف رکھتے تھے۔ اُسی اثنا میں ایک عورت آگئی اور پیغمبر صلعم کے پاس آکر کھڑی ہوگئی اور سلام کہکر یہ عرض کی۔ کہ میں ایلچی بن کر آپ کے پاس آئی ہوں۔ اور عورتوں کی طرف سے آپ کے پاس ایک پیغام لائی ہوں۔ وہ عورتیں آپ سے دور ہیں یہاں تک کہ مسافت کی دوری کے باعث کوئی آپکی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکتی۔ بلکہ ان کو یہاں میرے پہونچنے میں بھی تعجب تھا۔ اے پیغمبر صلعم میں انکی طرف سے یہ پوچھتی ہوں کہ مردوں میں عورتوں کا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور مردوں اور عورتوں کا باپ آدم ہے تم سب پر مہربان ہیں اور جب آدمی خدا کے راستے میں نکلتے ہیں۔ اور قتل کیے جاتے ہیں۔ تو وہ خدا کے پاس زندہ رہتے ہیں۔ اور ان کو وہاں روزی دی جاتی ہے اور جب وہ زخمی ہوتے ہیں تو ان کو ویسی ہی مزدوری ملتی ہے جیسی کہ آپ جانتے ہو۔ اور ہم ان کے واسطے بیٹھ کر جب انکی خدمت کرتی ہیں۔ کیا ہمارے واسطے بھی کچھ اجر ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہاں۔ اُن عورتوں کو میری طرف سے سلام پہنچا اور انکو کہدے کہ تم جو اپنے شوہروں کی فرمانبرداری کرتی ہو اور اُن کے حق کو نگاہ رکھتی ہو۔ اس کے عوض میں جو تم کو اب تم کو ملیگا وہ ان مردوں کے ثواب کے برابر ہے۔ اور تم میں سے تھوڑی عورتیں ہیں جو ایسا کام کرتی ہیں۔ ثابت انس رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب عورتوں نے مجھ کو رسول مقبول کی خدمت میں بھیجا۔ میں نے انکی طرف سے آپکی خدمت میں کہا کہ اے اللہ کے رسول مرد تو بسبب مصیبت اور جہاد کے ثواب میں ہم سے بڑھ گئے۔ ہمارے واسطے بھی کوئی

ایسا کام ہے کہ ہم بھی غازیوں کے برابر ثواب حاصل کرلیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم میں سے ہر ایک کی اپنی گھر کی خدمت غازیوں کے ثواب کے برابر ہے۔ عمران بن حصین رضؓ لکھتے ہیں پیغمبر صلعم سے سوال کیا گیا۔ کہ اے اللہ کے رسول عورتوں کو بھی جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا عورتوں کی غیرت ہی جہاد ہے اور وہ ان کا اپنے نفس سے جہاد کرنا ہے۔ پس اگر وہ صبر کریں تو وہ جہاد کرنے والی ہیں اور اگر راضی ہوں تو وہ جہاد کے لئے تیاری کرنے والی ہیں اور ان کے لئے دو ثواب ہیں۔ اس لئے مرد اور عورت دونوں کو مناسب ہے کہ وہ ثواب کے ملنے کا اعتقاد رکھیں۔ جیسا کہ اس حدیث میں اور اس سے پہلے ذکر کیا گیا ہے اور نکاح کرنے اور جماع کرنے اور امر حق کے بجالانے پر ویسا ہی عمل کریں۔ جیسا کہ ان میں سے ہر ایک پر واجب ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ جب تک عورت اور مرد خداوند تعالےٰ کے فرمانبردار رہیں عورتوں کا حق مردوں پر ایسا ہی ہے جیسا کہ مردوں کا عورتوں پر ہے۔ اور عورت کو اس بات کا یقین کرنا چاہئے۔ کہ اس کے واسطے کافروں کے ساتھ جنگ کرنے سے اپنے نفس پر جہاد کرنا بہتر ہے کیونکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ آغوش شوہر اور قبر کے سوا عورت کے واسطے کوئی اور چیز بہتر نہیں ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ جس کی جورو نہیں ہے۔ وہ فقیر ہے فقیر ہے۔ فقیر ہے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ کہ چاہے تونگر اور مالدار ہو اور جورو نہ رکھتا ہو تو اسصورت میں بھی وہ فقیر ہے فرمایا ہاں چاہے مالدار ہی ہو۔ اگر جورو نہیں تو اس حالت میں بھی فقیر ہی ہے۔ اور اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جو عورت شوہر نہیں رکھتی وہ مسکینہ ہے وہ مسکینہ ہے لوگوں نے گذارش کی کہ چاہے وہ تونگر اور مالدار ہی ہو۔ جواب دیا چاہے مالدار ہی ہو پھر بھی مسکینہ ہے اور جمعہ یا پنجشنبہ کے دن نکاح کرنا مستحب ہے اور دن کی نسبت رات کے وقت نکاح کرنا بہتر ہے۔ اور نکاح کا خطبہ ایجاب اور قبول سے پہلے پڑھنا سُنت ہے اور اگر بعد میں پڑھا جائے تو بھی روا ہے۔ اور اس بات میں اختیار رکھتا ہے کہ چاہے خود نکاح کرے۔ اور چاہے اپنی طرف سے کوئی مختار یا وکیل مقرر کرے۔ اور جب نکاح ہو جائے تو اس کے بعد حاضرین مجلس مبارکباد دیں اور کہیں کہ خداوند کریم تم کو برکت دے اور تم پر اپنی برکت نازل فرمائے۔ اور خداوند تعالیٰ تم دونوں کو نیکی اور تندرستی کے ساتھ اکٹھا رکھے۔ پھر اگر عورت یا عورت کے گھر والے مہلت طلب کریں تو مستحب ہے کہ ان کو مہلت دی جائے تا کہ اس مدت میں وہ اپنا سامان درست کرلیں اور اپنی ضرورت کو پورا کریں جیسے جہیز کا خریدنا ہے اور دُلہن کی آرائش کے واسطے زیور وغیرہ کا بنوانا ہے۔ اور جب وہ عورت مرد کے گھر میں آجائے تو چاہیے اس روایت پر عمل کرے جو عبداللہ بن مسعودؓ سے بیان کی گئی ہے کہ ایک مرد ان کے پاس آیا اور بیان کیا کہ میں نے ایک باکرہ عورت سے نکاح کیا ہے اور مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں وہ مجھ سے ناخوش نہ ہو جائے اور مجھکو دشمن تصوّر کرنے لگے۔ عبداللہ رضؓ نے کہا کہ محبت تو خدا کی طرف سے ہے اور دشمنی شیطان کا فعل ہے۔ جب عورت تیرے گھر میں آجائے تو تو اُس سے یہ کہہ کہ تیرے پیچھے کھڑی ہو جائے اور کھڑی ہو کر نماز کی دو رکعت ادا کرے اور پھر یہ دعا پڑھے۔ خداوندا میرے لئے میرے اہل میں برکت دے اور مجھ میں میرے اہل کے واسطے برکت کر۔ اے اللہ مجھ کو اس سے روزی نصیب کر اور اس کو مجھ سے۔ خداوندا جس وقت تو ہم کو اکٹھا کرے یا جدا کرے تو نیکی اور بھلائی کے واسطے ہی ہو۔ پس جب جماع کا ارادہ کرے۔ اسوقت یہ دعا پڑھے۔ خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ جو بلند اور بزرگ ہے۔ خداوندا اگر تو نے یہ ارادہ کیا ہے کہ میرے نطفہ سے کچھ پیدا ہو تو تو پاک اولاد پیدا کرے۔ خداوندا تو شیطان کو مجھ سے اور اس چیز سے جو تو نے مجھ کو عطا کرنی ہے دور رکھ۔ اور جب اپنی حاجت پوری کرلے۔ تو دل میں بغیر لب ہلانے کے یہ دُعا پڑھے۔ شروع اللہ کے نام سے سب تعریف اُس خدا کو جس نے پانی سے انسان کو پیدا اور اس کے رشتے اور سسرال بنائے اور تیرا پروردگار ہر بات

پر قادر رہے۔ اور اس کا اصل وہ روایت ہے جو کہ سب نے ابن عباسؓ سے بیان کی ہے کہ رسولِ خدا صلعم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے ہمبستر ہونے کا ارادہ کرے تو کہے یا اللہ ہم کو اور اُس بچّہ کو جو ہم کو عطا کر شیطان سے دور رکھ۔ پھر اگر اُنکی تقدیر میں اس جماع سے بچّہ کا پیدا ہونا ہے تو شیطان اس سے دور رہتا ہے اور کبھی اس کو رنج نہیں پہنچتا۔ اور جب حمل نمودار ہو تو پھر عورت کو ایسی خوراک دی جائے جو حرام شبہ سے خالی ہو۔ ایسا کرنے سے فرزند ایسی بنیاد پر پیدا ہوتا ہے کہ شیطان کو اُس پر کسی طرح ہاتھ ڈالنے کی قدرت نہیں رہتی اور اگر زفاف کے دن سے لیکر ولادت کے دن تک برابر پاک۔ اور طاہر خوراک کھلائی جائے تو یہ اور بھی بہتر ہے اس سے مرد اور عورت اور فرزند سب دنیا میں شیطان کی شیطنت سے اور آخرت میں آگ سے نجات پا جاتے ہیں۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو دوزخ کی آگ سے بچائے رکھو۔ اور پاک غذا کی برکت سے ایسا فرزند نیکوکار پیدا ہوتا ہے جو ماں اور باپ کا فرمانبردار ہوتا ہے اور اپنے پروردگار کی اطاعت کرنے والا۔ اور جب جماع سے فارغ ہو تو اسوقت عورت سے علیحدہ ہو جائے اور بدن کی نجاست کو دھو کر صاف کرے اور وضو کرے مگر یہ اس صورت میں ہے کہ دوبارہ عورت کے پاس جانا چاہتا ہے اور نہیں تو غسل کرے اور بغیر نہانے کے سونا مکروہ ہے۔ اور ایسا ہی پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ اگر بہت سردی کے سبب نہانا بہت مشکل ہو یا حمام اور پانی بہت فاصلہ پر ہے یا کسی قسم کا کوئی خوف اور مانع ہے تو ان عذروں کے دور ہونے تک سوئے رہنا جائز ہے اور جب جماع کرنے لگے تو اسوقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور جماع کرتے ہوئے اپنے سر کو ڈھانپے رکھے۔ اور لوگوں سے ایسا پردہ کرے کہ کسی کی نظر نہ پڑے یہاں تک کہ بچّہ بھی نہ دیکھے۔ کیونکہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے اگر کوئی اپنے اہل کے ساتھ ہمبستر ہو تو وہ چھپا کر کرے اور جو آدمی چھپا کر نہیں کرتا۔ اُس کے پاس سے فرشتے چلے جاتے ہیں کیونکہ انکو شرم آتی ہے۔ اور شیطان اُس کے پاس حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور جب چھپا کر نہ کرنے والے کے ہاں فرزند پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کی پیدائش میں شیطان شریک ہوتا ہے۔ علماء سلف سے روایت ہے۔ کہ جب کوئی انسان عورت کے ساتھ جماع کرتا ہے اور جماع کرنے سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتا تو اسصورت میں شیطان اس کے ساتھ شریک ہوتا ہے یعنے وہ ساتھ ہی مباشرت کرتا ہے اور جماع کرنے سے پہلے عورت کے ساتھ کھیلنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ عورت کی خواہش بھی پوری ہونے کی انتظار کرے ایسا نہ کرے کہ اپنی ہی خواہش پوری کر کے علیحدہ ہو جائے۔ عورت کی خواہش بھی پوری ہو لینے دے۔ اگر انتظار نہ کرے اور عورت کی خواہش پوری نہ ہو تو اس سے اس کو رنج پہنچتا ہے اور پھر ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ یہ رنج عورت کے دشمن بنجاتے اور اُسکی جدائی کا باعث ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی یہ چاہے کہ عورت کے پیٹ میں میرا نطفہ نہ جائے اور باہر رہے تو آزاد عورت کی مرضی کے بغیر ایسا نہ کرے۔ اور اگر کسی کی لونڈی ہے۔ تو اس کے مالک کی اجازت سے اور اگر اسکی اپنی لونڈی ہے تو اس حالت میں اس کو کسی کی اجازت لینے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ وہ مختار ہے مرد حق رکھتا ہے لونڈی کا حق نہیں ہے۔ ایک آدمی نے جناب رسول مقبول کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول میرے پاس ایک لونڈی ہے۔ اور میں اس سے اپنی حاجت بھی پوری کر لیا کرتا ہوں۔ لیکن اس بات کو بُرا جانتا ہوں۔ کہ اس کو حمل رہ جائے۔ آپ نے اُسکو فرمایا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے۔ تو انزال کے وقت اس سے دور ہو جایا کر۔ اور اگر اسکی تقدیر میں لکھا ہے تو اس سے آخر کار لڑکا پیدا ہو جائے گا۔ حیض اور نفاس کی حالت میں جماع سے پرہیز کرے۔ اور جب تک حیض اور نفاس

سے کہ غسل سے عورت فارغ نہ ہو جائے اُس کے ساتھ مباشرت نہ کی جائے۔ اور ایک روایت میں وارد ہے کہ نفاس میں چالیس روز تک عورت سے پرہیز کرنا مستحب ہے۔ اور اگر پانی ہاتھ نہ آئے تو تیمم کرلے۔ اور اگر اس کے خلاف کریگا تو اسصورت میں اس کو صدقہ دینا پڑے گا۔ اور وہ ایک دینار ہے۔ اور ایک روایت میں آدھی دینار آیا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ خداوند کریم سے آمرزش کی درخواست کرے اور توبہ کرے اور یہ کہے کہ میں پھر کبھی ایسا نہیں کرونگا۔ اور عورت کے غیر مخصوص مقام میں جماع نہ کرے۔ کیونکہ رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ جو خلاف طرف سے عورتوں کی نزدیکی کرتا ہے یعنی پچھلی طرف سے جماع کرتا ہے وہ ملعون ہے۔ اور اگر کسی مرد کو جماع کی خواہش نہ ہو تو اسصورت میں مرد کو جماع کا ترک کر دینا جائز نہیں ہے کیونکہ جماع کے باب میں عورت مرد پر حق رکھتی ہے اور اگر جماع کو ترک کر دیا جائے تو اس میں عورت کو ضرر پہنچتا ہے اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ مرد کی نسبت عورت کو زیادہ شہوت ہوتی ہے۔ ابو ہریرہ رضی نے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ مردوں سے عورتوں کی شہوت ننانوے حصے زیادہ ہے مگر خداوند کریم نے ان پر شرم کا پردہ ڈال دیا ہوا ہے۔ اور بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ کل شہوت دس حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ ان میں سے نو حصے تو عورتوں کی قسمت میں آئے ہیں اور ایک حصہ مردوں کو دیا گیا ہے اور جائز نہیں ہے کہ بغیر عذر کے چار مہینے تک عورت سے علیحدہ رہے اور اگر چار مہینے گذر جائیں تو اسصورت میں یہ جائز ہے کہ عورت مرد سے جدائی کی درخواست کرے۔ اور اگر مرد سفر میں ہے۔ اور اگر مرد کو چھ ماہ سے زیادہ عرصہ تک سفر میں رہنا پڑ گیا ہے۔ تو عورت کو جائز ہے کہ مرد کو واپس بلالے۔ اور اگر عورت مرد کو بلائے اور باوجود اختیار رکھنے کے وہ نہ آئے۔ اور اس سے ناراض ہو کر عورت حاکم کے پاس جدائی کی درخواست کرے تو حاکم کو چاہئے کہ عورت کی خواہش کے موافق عورت مرد دونوں میں جدائی کرادے۔ اور حضرت عمر بن خطاب نے ہر چار ماہ کو جہاد کے کام کے بعد ایک ماہ کی رخصت اپنے اہل کے پاس اپنے گھر میں ٹھیرنے کی مقرر کی ہے۔ اور اگر اپنی بیوی کے سوا کسی دوسری عورت پر نظر پڑے اور وہ اس کو اچھی لگے تو لازم ہے کہ اپنی بیوی سے جماع کرے تاکہ وہ اسکی شوق شہوت فرو ہو جائے۔ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی مرد کسی عورت کو دیکھے جو اس کو پیاری لگی۔ تو اپنے گھر میں آکر اپنی جورو سے صحبت کرے کیونکہ شیطان عورت کے بھیس میں اس مرد کو روبرو آنے جانے لگ جاتا ہے۔ اور اگر کسی کے پاس عورت نہو تو وہ خداوند کریم کے ہاں پناہ مانگے اور گناہوں سے سلامتی کی درخواست کرے اور شیطان راندے ہوئے سے خداوند تعالےٰ کے ہاں پناہ چاہے۔ اور مرد کو جائز نہیں کہ عورت کے ساتھ جماع کے بارے میں جو راز کی باتیں ہوئی ہوں۔ وہ کسی دوسرے کے پاس کہے۔ اسی طرح عورت کے واسطے بھی جائز نہیں۔ اپنے شوہر کے ساتھ جماع کے بارے میں جو معاملہ اور رازداری کی بات ہوئی ہو۔ اس کو کسی دوسری عورت کے پاس بیان کرے کیونکہ یہ بے وقوفی اور کمینہ پن ہے اور شرع اور عقل اُسکو برا کہتی ہے۔ کیونکہ ابو ہریرہ رضہ ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے ایک جلسہ میں مردوں سے جو اس جلسہ میں حاضر تھے پوچھا کہ تم میں کوئی ایسا آدمی بھی ہے کہ جب وہ اپنی جورو کے ساتھ جمع ہوتا ہے۔ تو دروازہ بند کر لیتا ہے اور پردہ ڈالتا ہے اور پھر لگے پردہ سے اس فعل کو چھپاتا ہے حاضرین نے جواب دیا کہ ہاں ایسے ہیں۔ اسکے بعد پیغمبر صلعم نے فرمایا۔ کہ پھر تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ جو دوسرے کے پاس بیٹھکر بیان کرتا ہو کہ میں نے ایسا کیا۔ میں نے ویسا کیا۔ لیکن وہ سب خاموش ہو رہے۔ اس کے بعد رسول مقبول عورتوں کی

طرف مخاطب ہوئے اور اُن سے پوچھا کہ تم میں سے کوئی ایسی عورت ہے کہ وہ اپنے شوہر کی خاص باتیں دوسری عورتوں کے پاس بیان کرتی ہو یہ سنکر عورتیں بھی سب خاموش ہو رہیں مگر ان میں سے ایک جوان عورت اپنے ایک زانوں کے بل کھڑی ہوئی اور رسول مقبول کی طرف آگے بڑھی اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اس قسم کی باتیں مرد بھی کرتے ہیں اور عورتیں بھی کرتی ہیں اسکے بعد آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو مرد یا عورت اس قسم کی باتیں کرتے ہیں اسکی مثال ایسی ہے کہ شیطان ایک شیطانیہ سے کوچہ یا بازار میں ملتا ہے اور اپنی حاجت پوری کرکے چل دیتا ہے حالانکہ آدمی انکی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں تم اس بات سے خبردار رہو کہ مردوں کی خوشبو تو وہ ہے کہ اسکی بُو ظاہر ہے اور اس کا رنگ ظاہر نہیں اور عورتوں کی خوشبو ایک ایسی چیز ہے کہ اس کا رنگ ظاہر ہے اور اسکی بُو ظاہر نہیں ؎

عورتوں کی فرمانبرداری

اگر کوئی مرد اپنی عورت کو جماع کے واسطے بلائے اور وہ انکار کرے تو وہ نافرمان اور گنہگار ہے۔ ابوہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو حاجت پوری کرنے سے روکیگی تو اسپر دو قیراط گناہ ہوتا ہے اور جب کوئی مرد عورت کی حاجت پوری نہ کرے تو مرد پر ایک قیراط گناہ ہوتا ہے۔ اور بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی عورت کو اسواسطے بلائے کہ اس کے ساتھ ہم بستری کرے تو اس عورت کو فوراً حاضر ہو جانا چاہیئے چاہے وہ عورت تنور پر ہی ہو۔ اور ابوہریرہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کو ہمبستر ہونے کے واسطے بلاتا ہے اور وہ اسکی طرف نہیں آتی۔ اور مرد اس سبب سے غصہ اور غم میں رات بسر کرتا ہے تو فرشتے صبح تک اُس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں قیس بن سعد رضؓ کہتے ہیں کہ میں شہر حیرہ میں گیا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے ہیں بس میں نے رسول مقبول کی خدمت میں آکر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول شہر حیرہ میں لوگ اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے ہیں اور زیادہ لائق یہ ہے کہ لوگ آپ کو سجدہ کرتے۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اگر تو میری قبر کو دیکھیگا اور اس پر سے گذریگا تو کیا تو سجدہ کریگا۔ میں نے عرض کی کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بس تجھے سجدہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اسکے بعد فرمایا کہ اگر میں چاہتا کہ کسی کو سجدہ کیا جائے تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں کیونکہ خداوند کریم نے عورتوں پر مردوں کے بڑے حقوق رکھے ہیں۔ حکیم بن معاویہ قشیری رضؓ کہتے ہیں کہ میرے باپ رسول مقبول کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی مردوں پر عورتوں کا کیا حق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تو کھانا کھائے تو عورت کو بھی اپنے ساتھ کھلائے اور جب کپڑے پہنے تو عورت کو بھی پہنائے اور تجھے لازم ہے کہ عورت کے منہ پر طمانچہ نہ مارے اور اپنی عورت سے علیحدگی اختیار نہ کرے اور اگر علیحدگی اختیار کرے تو گھر کے اندر کرے۔ اور اگر دیکھے کہ عورت اپنی سرکشی پر دلیر ہے اور حکم نہیں مانتی اور نافرمانبردار ہے اور آگے سے بڑبڑاتی رہتی ہے تو اسصورت میں اس کو نصیحت کر اور خداوند تعالیٰ کا اس کو خوف دلا۔ اگر پھر بھی سرکشی اور نافرمانی کرے تو اس سے ہمبستر ہونا اور کلام کرنا چھوڑ دے اور تین روز تک ایسا ہی کرے اگر اس کے بعد اپنی نالائق حرکت سے باز آجائے تو بہتر ہے اور اگر باز نہ آئے تو اسکو مارنے سے سمجھا۔ مگر اسطرح مار کہ اسکے بدن پر نشان ظاہر نہو اور ڈنڈے اور کوڑے سے نہ مارا جائے۔ کیونکہ عورت کے مارنے سے غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ سیدھے راستے پر آجائے۔ اسکو ہلاک کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ اور اگر مارنے سے بھی عورت باز نہ آئے تو پھر عورت اور مرد اپنے عزیزوں میں سے دو مسلمان آدمیوں کو جو آزاد اور عادل ہوں۔ منافشہ

کے دور کرنے کے واسطے بطور پنچ اور وکیل کے مقرر کریں اور وہ دونوں غور کریں کہ مرد عورت دونوں میں صلح ہو سکتی ہے یا نہیں اور جدائی کا ہونا ضروری ہے۔ پس غور کرنے کے بعد دونوں پنچ جو رائے قائم کریں اور جو حکم دیں مرد عورت دونوں کو لازم ہے کہ اس پر عمل کریں ؛

دعوتِ کتخدائی

ولیمہ یعنے شادی کی دعوت مستحب ہے اور سنت طریق یہ ہے کہ اس دعوت میں ایک بکری سے کم ذبح نہ کرے اور کھانے کی چیزوں میں سے کسی چیز کی خصوصیت نہیں ہر چیز جائز ہے اور پہلے دن مسلمان پر اس دعوت کا قبول کرنا واجب ہے اور دوسرے دن مستحب ہے اور تیسرے دن مباح ہے بلکہ تیسرے دن قبول کرنے میں ایک طرح کی سُبکی ہے اور اس دعوت میں جو ایک بکری کے ذبح کرنے کے واسطے کہا گیا ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ رسول مقبول نے عبدالرحمن ؓ کو فرمایا ہے کہ چاہے تیرے پاس ایک ہی بکری ہو مہمانی کرو اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ پہلے دن دعوتِ ولیمہ حق ہے اور دوسرے دن شہرت اور اسکے بعد سُبکی ہے اور ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کسی کو دعوتِ ولیمہ میں بُلایا جائے۔ تو اس کو دعوت کا قبول کرنا لازم ہے اور اگر روزہ دار نہیں تو کھالے اور اگر روزہ دار ہے تو وہاں جاکر واپس لوٹ آئے۔ اور یہ مکروہ ہے نکاح کے بعد چھوہارے وغیرہ لٹانا۔ اور اس باب میں دو روایتیں آئی ہیں ایک میں تو میوہ وغیرہ کا لوٹنا مکروہ ہے اور اسکی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس میں کم ظرفی اور حرص اور کمینہ پن پایا جاتا ہے اس لئے اس سے پرہیز کرنا مناسب ہے۔ اور دوسری روایت میں مکروہ نہیں ہے اور اُس میں یہ دلیل بھی ہے کہ ایک دفعہ پیغمبر صلعم نے ایک اونٹ کو ذبح کیا اور ذبح کرنے کے بعد فقیروں اور مسکینوں کو بلا کر فرمایا کہ جو چاہے اس کا گوشت کاٹ لیجائے اور پیغمبر صلعم کے اس حکم میں اور نثار کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے اور لوٹانے سے یہ بہتر ہے کہ جو لوگ حاضر ہوں۔ اُنہیں بانٹ دیا جائے اسطرح بانٹنا بہت پسندیدہ اور حلال ہے اور پرہیزگاری میں داخل ؛

نکاح کی شرطیں اور اُس کی تکمیل

جب نکاح کی شرطیں پوری ہو جائیں تو ان کے بعد نکاح کرنا جائز ہے اور نکاح کی شرطوں کا پورا ہونا یہ ہے کہ ایک ولی عادل ہو اور عادل گواہ ہوں اور آپس کی قرابت کے آدمی ہوں اور عورت میں کوئی ایسی چیز نہ پائی جائے جو مانع نکاح ہو مثلاً مرتد نہ ہو۔ عدت کے دنوں میں نہ ہو دو پورے ہو چکے ہوں اور اسی طرح کوئی اور امر بھی مانع نکاح نہ ہو۔ نکاح کرنیوالا عورت سے نکاح کرنے کی رضامندی حاصل کرے۔ مگر اس رضامندی حاصل کرنے کے واسطے عورت پر جبر نہ کیا گیا ہو۔ اور یہ اُسوقت ہے کہ عورت بیوہ ہو یا باکرہ جس کا باپ نہ ہو۔ اور مرد کو لازم ہے کہ پہلے عورت کو مہر کی مقدار اچھی طرح سمجھائے اور اُس کے بعد خطبہ پڑھے اور خداوند کریم سے مغفرت کا خواستگار ہو۔ اور عورت کا جو ولی ہو اس سے خطبہ پڑھائے کیونکہ ولی سے خطبہ پڑھانا مستحب ہے اور اسکے بعد ولی کو چاہیئے کہ عورت کے شوہر سے گفتگو کرے اور اس کو یہ کہے کہ میں نے اپنی فلانی لڑکی یا بہن تیرے نکاح میں دی ہے اور اس کا نام یہ ہے اور مہر کی مقدار جو شوہر اور ولی کے درمیان قرار پا چکی ہو اس کا ذکر کردے اور شوہر یہ کہے کہ میں نے اس نکاح کو قبول کیا اور اگر آدمی عربی زبان کو اچھی طرح جانتا ہے تو اس کا نکاح عربی زبان میں پڑھا جائے۔ اور اگر عربی زبان کو نہیں جانتا تو وہ اپنی مادری زبان میں نکاح پڑھ لے اور اس باب میں دو روایتیں ہیں کہ نکاح پڑھنے کے واسطے آدمی کو عربی زبان کا سکھلانا لازم ہے یا نہیں ایک روایت میں آیا ہے کہ نکاح پڑھنے کے واسطے

عربی زبان کا سکھانا لازم ہے اور دوسری میں یہ ہے کہ لازم نہیں ہے۔ خطبہ عبداللہ بن مسعود کا پڑھنا مستحب ہے
کیونکہ ایک روایت یوں آیا ہے کہ امام احمد بن حنبل ؒ نکاح کی مجلس میں جاتے تھے اور اس میں عبداللہ بن مسعود
کا خطبہ نہیں پڑھا جاتا تھا تو آپ وہاں سے چلے آیا کرتے تھے، اور نکاح کی مجلس میں شریک نہیں ہوتے تھے
اور اس خطبہ کی خبر مجھ کو شیخ الامام ہبۃ اللہ بن مبارک بن موسیٰ سقطی نے بغداد میں دی ہے، اور انہوں نے قاضی مظفر
ہناد بن ابراہیم بن محمد بن نصر النسفی سے سنا ہے اور انہوں نے قاضی ابی عمر قاسم بن جعفر بن عبدالواحد ہاشمی بصری
سے اور انہوں نے محمد بن احمد لولوی سے سنا ہے، اور انکے ہاں ابوداؤد نے روایت کی اور ابوداؤد کے پاس محمد بن انباری
مغتی نے اور انہوں نے وکیع سے سنا اور انہوں نے اسرائیل سے اور انہوں نے ابواسحٰق سے اور انہوں نے ابی الاحوص سے
اور انہوں نے ابوعبیدہ سے اور ابوعبیدہ کے پاس عبداللہ بن مسعود ؓ نے روایت کی ہے کہ رسول مقبول صلعم نے مجھ کو یہ
خطبہ پڑھایا تھا جو اب حاجت کے وقت پڑھا جاتا ہے اور وہ خطبہ یہ ہے۔ الحمد للہ نحمدہ الخ یعنی نازاً فوزاً عظیماً تک
سب تعریف اللہ کے واسطے ہے ہم اسکی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے بخشش کی درخواست
کرتے ہیں اور اپنے نفسوں کی بدیوں اور اپنے عملوں کی برائیوں سے ہم خداوند کریم کے ہاں پناہ مانگتے ہیں اور جس کو خدا
راستہ دکھلا دے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں ہے اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی راستہ دکھلانے والا نہیں ہے
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کا بندہ ہے اور
اس کا رسول ہے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور پھر اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور
پھر اس جوڑے سے بہت سے آدمی اور عورتیں پیدا کیں اور اس خدا سے ڈرو جس کے نام کے ذریعہ تم سوال کرتے ہو اور
ارحام کے قطع کرنے سے خوف کرو۔ تحقیق اللہ تم پر نگہبان ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم خدا سے ڈرو اور نیک اور سچی
بات کہو خداتعالیٰ تمہارے اعمال درست کریگا اور تمہارے گناہ بخشدیگا، اور جو خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری
کرتا ہے وہ اچھی طرح اپنے مقصود کو پالیتا ہے اور اس خطبہ پر خداوند تعالیٰ کی اس کلام کا زیادہ کرنا مستحب ہے
وانکحوا الخ اور جو تم میں بیوہ ہیں انکا نکاح کرو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے ان کا نکاح کرو جو صالح ہیں
اگر فقیر ہونگے تو ان کو خداوند تعالیٰ اپنے فضل سے مالدار کردیگا اور اللہ کشائش والا اور علیم ہے جس کو چاہتا ہے بغیر حساب
کئے روزی عطا کرتا ہے اور اگر اس خطبہ کے سوا ایسا ہی یہ خطبہ پڑھے تو جائز ہے الحمد للہ المتفرد الخ داللہ واسع علیم
وہ خدا جو اپنی نعمتوں میں یگانہ ہے تعریف اسی کے واسطے ہے اور وہ جبار ہے یعنی اس جیسا کوئی بخشش کرنے والا نہیں
خداوند تعالیٰ کا جلال اسکے ناموں سے ظاہر ہے وہ اپنی بزرگی میں یگانہ ہے تعریف کرنیوالے اسکی تعریف کا حق ادا نہیں
کرسکتے۔ اس خدا کے سوا کوئی اور سچا معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے اور بے نیاز ہے اور کوئی چیز اسکی مانند نہیں، وہ
سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور وہ بزرگ ہے کیونکہ سب پر غالب ہے اور گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ اس نے محمد
صلعم کو پیغمبری عطا کر کے سچے دین پر بھیجا ہے جو ظاہری باطنی عیبوں سے صاف ہے اور جس چیز کے واسطے
بھیجے گئے تھے اس کو انہوں نے پہنچایا ہے اور وہ چراغ روشن اور تاباں ہے اور بلند نور اور روشن دلیل ہے
ان کے اوپر اور ان کی اولاد پر اور سب پر اللہ کا درود ہو۔ پس یہ کام خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ کاموں کو
اپنے طریقوں میں لیجاتا ہے۔ اور جس جگہ ان کا جاری ہونا لائق ہے وہاں ان کو جاری کرتا ہے۔ جس چیز کو کہ اس نے
پیچھے کردیا ہے اس کو کوئی مقدم کرنے والا نہیں ہے اور جس چیز کو اس نے پہلے کردیا ہے اس کو کوئی پیچھے کرنے والا نہیں

اگر دو آدمی ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو وہ خدا کے حکم اور اُس کی مرضی سے ہی جمع ہوتے ہیں۔ اس کے حکم کے سوا نہیں ہوتے۔ ہر ایک حکم کیواسطے وقت مقرر ہے اور وقت مقرر ہے جس کام کا کرنا خدا کے ارادہ میں ہے وہ پہلے ہی لکھا جا چکا ہے جس کو وہ چاہتا ہے اس کو دور کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اسکو قائم رکھتا ہے اور ام الکتاب اسکے پاس ہے اور یہ اسی کی قضاء و قدر سے ہے کہ فلاں بن فلاں بن فلاں تمہاری دختر سے جو نیک اختر ہے نکاح کرنا چاہتا ہے اور وہ فلاں بنت فلاں ہے اور تم کو یہ معلوم ہو گیا ہے وہ مرد رغبت رکھتا ہے اور تمہاری مرضی سے یہ چاہتا ہے۔ کہ اس لڑکی کے ساتھ شادی کرے اور دونوں طرفوں کی رضا اور رغبت سے جو زر مہر مقرر ہوا ہے وہ اس نے خرچ کیا ہے پس تم اسکے ساتھ جو نکاح کا طالب ہے اپنی لڑکی کا نکاح کر دو۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ تم اپنے رانڈوں اور غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو صالح ہیں نکاح کر دو۔ اگر وہ محتاج ہیں تو خداوند تعالےٰ اپنے فضل سے ان کو مالدار کر دیگا۔ تحقیق اللہ کشائش والا جاننے والا ہے اور جب خطبہ سے فراغت پائے تو بعد میں نکاح باندھا جائے جیسے کہ پہلے مذکور ہوا ہے ٭

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں اور خدا کی حدوں کو نگاہ رکھتے ہیں اور پھر فرمایا ہے کہ تم اُمّت میں سے بہتر ہو اور لوگوں کے فائدہ کے واسطے پیدا کئے گئے ہو۔ شرع کے موافق حکم کرتے ہو اور جو امور خلاف شرع ہیں ان سے منع کرتے ہیں اور اللہ جلشانہ پر ایمان رکھتے ہو اور دوسری جگہ یہ فرمایا ہے کہ تم میں سے بعض مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں بعض کے دوست ہیں جو چیز شرع میں درست ہے اُس پر حکم کرتے ہیں اور جو چیز شرع میں منع ہے اس سے منع کرتے ہیں۔ اور رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم نیکی کا حکم دو اور جو چیزیں منع کی گئی ہیں ان سے منع کرو۔ اور اگر ایسا نہ کرو گے تو خداوند تعالےٰ تم میں سے بُرے آدمیوں کو تمہارے نیکوں پر مقرر کر دیگا۔ اور پھر نیک آدمی چاہے کتنی ہی دعائیں کریں وہ قبول نہیں ہونگی۔ سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ دعا کرنے سے پہلے تم نیکی کا حکم کرو اور ان چیزوں سے منع کرو جو منع کی گئی ہیں۔ اور نہیں تو تمہاری دعا قبول نہیں کی جائیگی۔ اور بعض روایتوں میں وارد ہے کہ تم بخشش کی درخواست کرنے سے پہلے نیکی کرو ایسا نہ ہو کہ تمہاری دعا قبول نہ ہو اور خبردار رہو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تمہاری روزی کو بند نہیں کرتا اور تمہاری مقررہ عمر کو کم نہیں کرتا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی اُمّت کے پرہیزگار لوگوں اور عابدوں نے نیکی کا حکم اور بدی سے منع چھوڑ دیا تو خداوند کریم نے ان کے رسولوں کی زبانوں کے ذریعہ ان پر لعنت بھیجی اور ان سب کو بلامیں گرفتار کر دیا۔ جو شخص مسلمان اور آزاد اور عاقل بالغ اور عالم ہو اس پر واجب ہے کہ لوگوں کو نیک باتوں کا حکم دے اور بُری باتوں سے منع کرے بشرطیکہ اسکو منع کرنے کی طاقت ہو اور اس سے ایسا فساد عظیم نہ اُٹھے جس سے اس کو یا اسکے مال اور اہل و عیال کو کوئی ضرر نہ پہنچے۔ ان احکام کے پہنچانے میں بادشاہ یا عالم یا قاضی یا رعیت کی کوئی خصوصیت نہیں ہے کوئی ہو اور ہمنے عالم ہونے اور متقی کی شرط اسواسطے لگائی ہے کہ اپنے ہی گمان سے کوئی ایسا فعل نہ کر بیٹھے جو شریعت کے خلاف ہو خداوند کریم فرماتا ہے کہ اے مسلمانوں بہت گمانوں سے بچو بیشک بعض گمان گناہ ہیں۔ اور اگر کسی کا کوئی عیب پوشیدہ ہو تو اسکو ظاہر نہ کیا جائے کیونکہ اس سے حق تعالےٰ نے منع کیا ہے کہ تم جستجو نہ کرو۔ اور اگر کوئی ظاہر عیب بھی ہو تو اس کا چھپا لینا ہی واجب ہے جو چیز پوشیدہ ہوتی ہے اسکی جستجو کرنی پوشیدہ راز کا ظاہر کرنا ہوتا ہے اور ایسا کرنا منع ہے ٭

امر معروف کے واسطے طاقت کا ہونا

امر معروف کے واسطے لازم ہے کہ طاقت بھی حاصل ہو۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی گروہ میں کوئی آدمی ہے کہ وہ گناہ کرتا ہے اور باوجود قدرت کے ہونے کے لوگ اس کو منع نہیں کرتے تو پہلے اسکے کہ توبہ کریں اُن پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے امر معروف کیواسطے قدرت کے حاصل ہونے کی شرط لگائی ہے اور یہ قدرت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب نیک لوگوں کا غلبہ ہو اور بادشاہ بھی عادل ہو اور نیکوکاروں کا مددگار اور اگر امر معروف و نہی منکر کے پہنچانے میں ہلاکت کا خوف ہو اور یہ ڈر ہو کہ جسم و مال کو ضرر پہنچیگا۔ تو اسصورت میں واجب نہیں ہے اور اس کا ثبوت خداوند تعالیٰ جل شانہ کے قول میں موجود ہے جو فرماتا ہے کہ تم اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور دوسری جگہ یہ ارشاد ہے کہ اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ لوگوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول مسلمان کس طرح اپنے نفس کو ذلیل و خوار کرتا ہے فرمایا اس طرح کہ جس کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا اس کا مقابلہ کرے۔ اور آپنے فرمایا کہ جب کوئی دیکھے کہ اس کام کے بدلنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے تو صبر کرے اور اس کا امیدوار رہے کہ خداوند کریم کوئی دوسری صورت پیدا کر دے پس جب کسی کو یہ ثابت ہو جائے کہ میں منع کرنے پر قادر نہیں ہوں اور اسکی قدرت نہیں رکھتا تو اس کو منع کرنا واجب نہیں ہے اور خوف کے غالب ہونے پر یہ سوچنا کہ منع کرنا جائز ہے یا نہیں ہمارے نزدیک منع کرنا جائز ہے بلکہ اگر اولوالعزم اور صابر لوگوں میں سے ہے تو بہتر ہے۔ کیونکہ یہ منع کرنا خدا کی راہ میں جہاد کرنے کی مانند ہے۔ خداوند کریم نے حضرت لقمانؑ کے قصہ میں فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنے لڑکے کو نصیحت کی ہے کہ شرع کا حکم کر اور جو چیزیں ممنوع ہیں ان سے منع کر۔ اور اس کام کے کرنے میں تجھے جو تکلیف اور مصیبت پہنچے اس پر صبر کر۔ پیغمبر صلعم نے ابوہریرہؓ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوہریرہ شرع کا حکم کر اور ممنوعات سے منع کر اور اس سے جو کچھ تجھ پر تکلیف وارد ہو اس پر صبر کر۔ اور اگر ایسے وقت میں منع کرنے کا اتفاق پڑے کہ بادشاہ اور حاکم ظالم ہے یا کلمہ کفر کے ظاہر ہونے کے وقت تو ان دونوں موقعوں پر فقیہوں کا اس پر اتفاق ہے کہ منع کرنا روا ہے اور انکے سوا باقی موقعوں پر ہمارے اور دوسرے علماء کا اختلاف ہے۔

منع کرنیوالے لوگوں کے اقسام

ممنوعات سے منع کرنا تو ثابت ہی ہے۔ منع کرنے والے لوگوں کے تین گروہ ہیں پہلے گروہ کے لوگ تو بادشاہ اور حاکم ہیں یہ تو منع کرنے پر قدرت اور طاقت رکھتے ہیں اور دوسرا گروہ عالموں کا ہے یہ زبان سے منع کرتے ہیں ہاتھوں سے منع نہیں کرتے۔ اور تیسرے عوام الناس ہیں۔ اس گروہ کے لوگ صرف دل سے ہی منع کرتے ہیں۔ ابو سعید خدری پیغمبرؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی آدمی خلاف شرع دیکھے۔ تو اسکو اپنے ہاتھ سے اُلٹ دے اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے کہے۔ اور اگر زبان سے کہنے کی قدرت نہیں ہے تو پھر اپنے دل میں ہی اس کو بُرا سمجھے۔ مگر یہ ان لوگوں کا مرتبہ ہے جن کا ایمان بہت سست ہوتا ہے۔ بعض اصحابوں سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی شرع کے خلاف کوئی کام دیکھے اور اسکے منع کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو اس کو تین دفعہ یہ دعا پڑھنی چاہئے یا اللہ یہ کام شرع کے خلاف ہے اس شخص کو بھی ویسا ہی ثواب پہنچیگا۔ جیسا کہ اس کو ملتا ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے۔

گمان کا ذکر

اگر یہ گمان غالب ہو کہ خلاف شرع کرنے والا آدمی باز نہیں آئے گا اور ممنوع امر پر ثابت رہیگا۔ تو اس صورت میں منع کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اس میں اختلاف ہے۔ امام احمدؒ سے اس باب میں دو روایتیں وارد ہیں ایک روایت میں تو واجب ہے کیونکہ ممکن ہے کہ اپنے بُرے فعل سے باز آجائے اور خدا کی توفیق اور اسکی ہدایت سے اور ناصح کی گفتار کے صدق سے اس کے دل میں اثر ہو اور نرم ہو جائے اور ممنوع چیز سے باز رہے اسلئے گمان منع کرنے کا مانع نہیں ہے اور دوسری روایت میں یہ آیا ہے کہ جب تک یہ قوی امید نہ ہو جائے کہ میرے منع کرنے سے باز رہیگا تب تک منع نہ کرے کیونکہ منع کرنے سے مقصود ممنوعات کا دور ہونا ہے اور اگر ظن غالب ہو کہ منع کرنے سے فائدہ نہیں تو ترک اولیٰ ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرطیں

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واسطے پانچ شرطیں ہیں پہلی جس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم کرتا ہے اسکا عالم ہو۔ دوسری۔ اس سے خداوند تعالیٰ کی خوشنودی اور دین اسلام کی تقویت مقصود ہو اور کلام الٰہی کا اظہار و تشہیر ہو اور اس سے دکھاوا اور سُنانا اور اپنی نفسانی خواہشات کا پورا کرنا نہ پایا جائے۔ پس جو شخص اخلاص اور سچے دل سے اس کام کو کرتا ہے خدا اسکی مدد کرتا ہے اور اسکو توفیق دیتا ہے اور ہر طرح کی تکلیفوں سے اُس کو بچاتا ہے خداوند کریم فرماتا ہے کہ اگر تم اللہ کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کریگا اور تم کو ثابت قدم رکھیگا۔ فرمایا ہے کہ خداوند تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیزگار اور احسان کرنے والے ہیں۔ پس جو آدمی شرک سے بچے اور لوگوں کو اسے اٹھائے اور دکھاوا نہ کرے اور اخلاص سے نیک عمل کرے تو خدا تعالیٰ اسکو فتحیاب کریگا۔ اور جو آدمی اس کے خلاف کریگا وہ بیعزت خوار اور ذلیل اور رسوا ہوگا اور اس سے ممنوعات سرزد ہوتے رہینگے بلکہ اس میں ترقی ہی کرتا جائیگا اور گنہگار دل اور گناہوں کے پیچھے کتے کی مانند دوڑے گا اور آدمیوں اور جنوں کے شیطانوں سے موافقت رکھیگا۔ خدا تعالیٰ کا فرمانبردار ہوگا اور شیطان کا فرمانبردار اور حرامکاری میں مبتلا۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس کا نیکی کا حکم کرنا اور بدی سے روکنا نرمی اور آہستگی سے ہو بدخوئی اور سختی سے نہ ہو بلکہ اپنے بھائی کو نصیحت اور شفقت سے نیکی کا حکم کرے اور بدی سے روکے۔ اور اس بات کا خیال رکھے کہ اس کا دشمن شیطان مردود کس طرح انسان سے موافقت کر لیتا ہے اور اُسکی عقل پر غالب آکر اس کو گنہگاری اور خدا کی نافرمانی کی طرف راغب کرتا ہے اور اس طرح ہلاک کر کے اس کو دوزخ میں لیجانا چاہتا ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے شیطان اپنے گروہ کو طلب کرتا ہے کہ وہ اُس کو دوزخ میں لیجائے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلعم کو فرماتا ہے کہ تو خدا تعالیٰ کی رحمت سے نرم دل ہوا ہے اور اگر تو سخت دل ہوتا تو لوگ تجھ سے بھاگ جاتے اور اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ اور ہارون کو فرعون کی طرف روانہ کیا۔ تو ان کو یہ فرمان دیا کہ تم اس سے نرمی کے ساتھ بات کرو۔ ممکن ہے کہ وہ اس سے نصیحت کو قبول کرلے یا میرے عذاب سے خوف کرے۔ اسامہؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پہنچانا لائق نہیں جب تک وہ تین خصلتیں نہ رکھتا ہو۔ جس بات کا حکم کرتا ہے اس کا عالم ہو۔ جس بُری بات سے منع کرتا ہے اسکو اچھی طرح جانتا ہو اور جو کچھ کہے وہ نرمی اور آہستگی سے کہے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ صابر، حلیم، بردبار، متواضع۔ نفسانی خواہشات کا روکنے والا۔ صاحب حوصلہ اور نرم مزاج طبیب ہو تا کہ اُس کا دوا دارو کرے۔ حلیم ہو کہ اُسکے دیوانہ پن دور کرے۔ اور انکا پیشوا اور رہنما ہو۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے ان میں سے ایک جماعت بنائی ہے جو ہمارے حکم کے مطابق لوگوں کو ہدایت

کرتے ہیں، اور خدا کے دین کی مددگاری اور اسکی تقویت اور قیام کے واسطے اپنی قوم سے جو ان کو آزار پہنچتا ہے اس پر صبر کرتے ہیں، ان کو ہمنے ہدایت پیشوا اور دین کے طبیب اور مومنوں کے سردار بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمانؑ کے تقصہ میں نیکی کرنے کا حکم فرمایا ہے، اور جو چیزیں نامشروع ہیں، ان سے منع کیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ اس سے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرو، یہ سب کاموں سے بہتر کام ہے، پانچویں شرط یہ ہے کہ جس نیک کام کرنے کا حکم کرتا ہے، آپ بھی اس پر عمل کرنے والا ہو، اور جن ممنوعات شرعی سے دوسرے آدمیوں کو روکتا ہے اس سے آپ بھی پاک ہو اور اس میں آلودہ ہو ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگوں کو اُس کے قول کی تردید کے واسطے دلیل مل جائے اور حق تعالیٰ کے نزدیک ذلیل اور قابل ملامت ہو، اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ تم دوسرے لوگوں کو تو نیکی کرنے کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو، کیا تم نہیں سمجھتے۔ انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ رسول مقبولؐ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں میں نے دیکھا کہ کئی ایک آدمیوں کے ہونٹ مقراض سے کترے جا رہے ہیں، میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں اُس نے جواب دیا کہ یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم کرتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے حالانکہ وہ کتاب پڑھتے تھے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے جو بُری خصلت تجھ میں موجود ہے اُسے اوروں کو تو منع نہ کر یہ بڑی بیحیائی ہے کہ تو بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہو اور لوگوں کو منع کرے۔ قتادہؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ لوگوں نے مجھے کہا کہ توریت میں ہے اے فرزند آدم تو مجھ کو یاد کراتا ہے اور خود مجھ کو بھول جاتا ہے تو دوسرے لوگوں کو تو میری طرف بلاتا ہے اور خود مجھ سے بھاگتا ہے تیرا یہ ڈرانا بے فائدہ ہے۔ جو آدمی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے اور خود اس پر عمل نہیں کرتا، خداوند کریم اس کے حال کو اچھی طرح جانتا ہے۔

تنہائی میں نصیحت کرنی

اگر کوئی خلوت و علیحدگی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر سکتا ہے تو ایسا کرنا بہتر ہے کیونکہ جو نصیحت و پند تنہائی میں کی جاتی ہے وہ دل پر اثر کرتی ہے اور بُرے فعلوں سے بوجہ احسن باز رکھتی ہے زیادہ اور قبولیت کا باعث ہوتی ہے، ابو داؤدؒ کہتے ہیں جو آدمی لوگوں کے روبرو اپنے بھائی کو نصیحت کرتا ہے وہ اس کا عیب بیان کرتا ہے اور جو کسی کو تنہائی میں نصیحت کرتا ہے وہ اس کو آراستہ کرتا ہے اور اگر علیحدگی میں کسی کو نیک کام کی نصیحت کی جائے اور اسکو کوئی فائدہ نہ دے تو پھر اس کو ظاہر میں نصیحت کی جائے اور نیک لوگوں سے اسکے واسطے مدد مانگے اور اگر یہ تدبیر بھی مفید نہ پڑے تو پھر اہالیان سلطنت سے مدد کی درخواست کرے اور نامشروع امور سے منع کرنا ترک نہ کرے کیونکہ جنہوں نے ترک کیا ہے، خداوند کریم نے انکی مذمت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ بُرے فعل کرتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے ایسے آدمی جو جو کام کرتے تھے وہ بہت بُرا تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کیوں درویشوں اور علماء نے لوگوں کو جھوٹ بولنے اور حرام کھانے سے نہ روکا یہ ان کا منع نہ کرنا بہت بُرا تھا یعنے ان کے عالموں فقیہوں اور قاریوں نے اپنے لوگوں کو بے حیائی کی کلام اور حرام کھاتے اور گناہ کرتے سے کیوں نہ روکا، روایت ہے کہ خداوند کریم نے یوشع ابن نون کے پاس وحی بھیجی اور فرمایا کہ میں تیری قوم میں سے چالیس ہزار نیکوں کو اور ساٹھ ہزار بدوں کو ہلاک کرنے والا ہوں، حضرت یوشع نے جناب باری میں عرض کی، کہ خداوندا بُرے لوگ تو اپنے عملوں کی سزا پائینگے اور جو نیک آدمی ہیں انکا کیا قصور ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ نیکوں کا قصور یہ ہے کہ جب میں نے بدوں پر غصہ کیا تو انہوں نے اُن پر غصہ نہیں کیا اور ان کے ساتھ مل کر کھاتے پیتے رہے ہیں۔

پانچویں شرط کا بیان

پانچویں شرط میں ہم نے بیان کیا ہے کہ جو شخص کسی نیک کام کرنے کا حکم کرتا ہے خود بھی وہ کام کرتا ہو اور جن بُرے کاموں سے لوگوں کو منع کرتا ہے خود بھی اُن سے پاک ہو لیکن ہمارے شیخوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر فاسق آدمی بھی ہو تو اس پر بھی واجب ہے کہ نیک باتوں کا حکم کرے اور بُرے کاموں سے منع کرے اور اس پر ایسا ہی واجب ہے کہ جیسا عادل آدمی پر واجب ہے۔ ہمنے اس مسئلہ کی طرف اس واسطے اشارہ کیا ہے کہ آیات اور احادیث میں فاسق اور عادل میں اس بارہ میں کوئی فرق بیان نہیں ہوا۔ اور بعض پہلے بزرگ اس حکم کے ثبوت میں اس آیت کو بیان کرتے ہیں کہ بعض آدمی وہ ہیں جو اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے واسطے اپنی جانوں کو بیچ دیتے ہیں یعنے نیک کاموں کا حکم کرتے اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ حضرت عمر خطابؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی اس آیت کو پڑھ رہا تھا۔ ہمنے کہا کہ ہم سب اللہ کے واسطے ہیں اور سب اسی کی طرف رجوع کرنیوالے ہیں۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے لگا پس وہ مار ڈالا گیا اور ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ سب سے بہتر جہاد ظالم بادشاہ کے پاس کلمہ حق کا بیان کرنا ہے اور جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز تمام شہیدوں میں سے بہتر شہید حمزہ بن عبدالمطلب ہے اور وہ آدمی ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بیان کرنے کے واسطے ظالم بادشاہ کے پاس جائے اور وہ اس کو مروا ڈالے۔ جس آدمی کو بُرے کام سے منع کیا جاتا ہے اور وہ اس سے باز نہیں آتا خداوند کریم نے اُسکی نسبت فرمایا ہے کہ جب اس کو کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈر تو اسکو عزت گناہ کے ساتھ پکڑ لیتی ہے الخ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے کہ خداوند کریم کے نزدیک بہت بڑا گناہ یہی ہے کہ اگر کسی کو یہ کہا جائے کہ تو خدا سے ڈر اور جو بُرے کام ہیں اُن سے دور رہ تو وہ آگے سے یہ جواب دے کہ تو اس سے اپنے آپ کو تو پاک کر لے غرض ان آیتوں اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر حکم کرنے کے واسطے نیکوکار اور بدکار آدمی برابر مجاز ہیں۔ ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ تم نیک کام کرنے کے واسطے حکم کرو۔ اگرچہ تم آپ اس پر عمل نہیں کرتے ہو اور بُرے کاموں سے لوگوں کو منع کرو اگرچہ خود اس سے باز نہیں رہتے ہو۔ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو ظاہر اور باطن میں بالکل گناہ سے خالی ہو پس اسصورت میں اگرچہ کہا جائے کہ پاکباز آدمی کے سوا اور کوئی آدمی بُرے کاموں سے منع نکرے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پہنچانا محال ہو جائیگا اور یہ مسئلہ پُرانا ہو کر مٹ جائیگا۔

نیک اور بُرے کاموں کی تفصیل

جس امر کے کرنیکے واسطے حکم کیا جاتا ہے اور جس سے منع کیا جاتا ہے وہ دو قسم پر ہے۔ جو بات کتاب اللہ اور سنت نبوی اور عقل کے مطابق ہے وہ تو نیک ہے اور جو اس کے مخالف ہے وہ بُرا ہے۔ پس ان دونوں کی پھر دو قسمیں ہیں ایک ظاہر ہے اور دوسری باطن۔ ظاہر تو وہ ہے جس کو خاص اور عام سب جانتے ہیں جیسے پانچ وقت کی نماز رمضان کے روزے۔ زکوٰۃ اور حج کا فرض ہونا وغیرہ اور بُرے کام جن کا کرنا حرام ہے وہ یہ ہیں۔ زنا۔ شراب پینی اور چوری کرنی۔ لوٹ مار کرنی۔ سود کا کھانا اور لوگوں کا مال ناحق چھین لینا اور اُن کے سوا اور بھی ایسے ہی امور ہیں۔ پس اس قسم کے کاموں سے عام لوگوں اور خاص علماء کا فرض ہے کہ لوگوں کو منع کریں اور دوسری قسم باطنی ہے کہ اُس کو خاص آدمیوں کے سوا اور کوئی نہیں جانتا مثلاً جو چیز خداوند کریم کے شان کے لائق ہے اس کا اعتقاد کرنا اور اس کا اعتقاد کرنا جو اس کے شان کے خلاف ہے اور قسم میں امر بالمعروف وہ خاص علماء کا کام ہے اور اس قسم میں جو ممنوعات ہیں اگر

کوئی عالم انکی نسبت عوام میں سے کسی کو منع کرے تو عالم پر واجب ہے کہ اُسکو اچھی طرح خبردار کر دے اور عام آدمی کو واجب ہے کہ اگر وہ قدرت رکھتا ہے تو اس بُرے کام سے باز رہے جیسا کہ ہمنے بیان کیا ہے اور عام آدمی کو یہ جائز نہیں ہے کہ عالم کے خبر کرنے سے پہلے ان باتوں کا رد اور انکار کرے اور جن میں علماء اور فقیہ لوگوں کا اختلاف ہے ان میں بھی رد اور انکار کرنا جائز نہیں ہے مثلاً کوئی عالم آدمی امام ابوحنیفہؒ کی پیروی میں ایک عورت سے نکاح کرتا ہے جس کا کوئی ولی نہیں ہے اور نبیذ انگور اور خرما پیتا ہے تو اس صورت میں جو آدمی حضرت امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے مذہب میں ہیں۔ ان پر واجب نہیں ہے کہ اس شخص کا رد اور انکار کریں، امام احمدؒ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ فقیہہ آدمی کو یہ جائز نہیں ہے کہ جو مسلمان دوسرے امام کے پیرو ہوں۔ ان کو اپنے مذہب میں لانے کے واسطے ان پر سختی کرے اور جو امر اجماع کے خلاف کیا جاتا ہو اس سے منع کرنا واجب ہے، اور اس سے منع کرنا واجب نہیں جس میں علماء کا اختلاف ہو اور امام احمدؒ کہتے ہیں کہ جس امر میں علماء کا اختلاف ہو اس سے منع کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ روایت میمونی میں مذکور ہے ایک آدمی نے کئی ایک آدمیوں کو شطرنج کھیلتے ہوئے دیکھا، اور اس نے انکو منع کیا اور اس سے باز رہنے کی نصیحت کی حالانکہ امام شافعی کے مذہب میں شطرنج کا کھیلنا جائز اور روا ہے ؛

منع کرنے والوں کے آداب

جو آداب اوپر بیان کئے گئے ہیں ہر ایک مسلمان کو ان پر عمل کرنا لازم ہے حضرت عمرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ادب سیکھو اور اس کے بعد علم حاصل کرو۔ ابو عبداللہ بلخی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ادب علم پر مقدم ہے۔ اور عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ جب کسی وقت یہ مذکور ہوتا ہے کہ فلاں آدمی اتنا بڑا عالم ہے کہ جس قدر پہلے اور پچھلے لوگوں کے پاس علم تھا وہ سب اسکے پاس موجود ہے تو اگر ایسے آدمی کی ملاقات نہ ہو تو اس سے مجھے افسوس نہیں ہوتا اور جب یہ سُن لیتا ہوں کہ فلاں آدمی ادیب ہے تو اس کے دیکھنے کی آرزو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر اسکی ملاقات نہ ہو تو اس سے افسوس کرتا ہوں، اور جو ایسا آدمی ہوتا ہے اُس کے واسطے کہا گیا ہے کہ وہ پانچ قلعوں کا مالک ہوتا ہے ایک سونے کا قلعہ ہے اور دوسرا چاندی کا۔ اور تیسرا لوہے کا اور چوتھا پکی اینٹوں کا اور پانچواں کچی اینٹوں کا ہے۔ پس جب تک کچی اینٹوں کے قلعہ کی حفاظت رہتی ہے اور محافظ اس سے غافل نہیں ہے تب تک دشمن دوسرے قلعہ کی طمع نہیں کرتا یعنے اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ اور جب خام قلعہ کی حفاظت میں سُستی ہوتی ہے تو دشمن اس پر اپنا قبضہ پا لیتا ہے اور اس پر تسلط پانے کے بعد پھر دوسرے قلعہ کے لینے کی فکر کرتا ہے اور جب دوسرے کو لیتا ہے تو پھر تیسرے کی فکر میں ہوتا ہے اور محافظوں کی غفلت کے باعث درجہ بدرجہ سب قلعوں پر قبضہ پا لیتا ہے اور اسی طرح ایمان کے لئے بھی پانچ قلعے ہیں، پہلا یقین، دوسرا اخلاص اور ترک ریا، تیسرا فرضوں کا ادا کرنا، چوتھا تمام سنتوں کا کامل طور پر ادا کرنا، پانچواں آداب اور مستحب امور کا نگاہ رکھنا۔ جب تک انسان آداب کو مدنظر رکھتا اور ان کو لازم پکڑتا ہے تب تک شیطان اس بندہ میں طمع نہیں کرتا اور جب آداب کو چھوڑ دیتا ہے تو شیطان پہلے اُسکے فرائض میں پھر سنتوں میں پھر اخلاص اور پھر یقین میں طمع کرتا ہے پس انسان کو اپنے سب کاموں میں آداب کا نگاہ رکھنا واجب ہے مثلاً وضو نماز، خرید و فروخت وغیرہ کاموں میں، غرض جو امور بیان ہوئے ہیں خداوند کریم کی پانچوں عبادت بجالانے کے واسطے شریعت میں اصل ہیں۔ اور زہد کا ذکر نہیں کیا گیا، جو مسلمان ان کو بجا لاتا ہے وہ علم ادب میں آراستہ ہوتا ہے۔ اور سنت رسول کا ادا کرنے والا اور بزرگان سلف کی پیروی کرنے والا ہوتا ہے مگر ابھی اسکی یہ معرفت تھوڑی ہوتی ہے۔ اور اللہ جلشانہٗ

کے پہچاننے اور جاننے کا حق اس پر باقی رہتا ہے اور اس کے جاننے کا تعلق دل سے ہے اسواسطے اب بعد میں اسکا بیان بھی کیا جاتا ہے تاکہ طالب کو دین میں آسانی ہو اور جب اسلام کا ظاہری پیراہن انسان پہن لے تو اسکو باطنی ایمان کے نور کا پیراہن پہننا بھی لازم ہے ؛

حق جلشانہ کی معرفت کا بیان آیات قرآنی اور دلائل سے

پروردگار کو پہچاننے کا خلاصہ یہ ہے کہ سمجھے اور یقین کرے کہ خداوند کریم اکیلا ایک ۔ تنہا بے پرواہ ہے ۔ نہ وہ جنتا ہے اور نہ خود کسی سے جنا گیا ہے ۔ کوئی اس کا شریک نہیں اور نہ ہی کوئی چیز اس کی مانند ہے وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے ۔ اپنی صفات اور ذات میں دیکھتا ہے ۔ اس کا کوئی مددگار اور شریک اور وزیر نہیں ۔ کوئی اسکو قوت نہیں دے سکتا ۔ نہ کوئی اس کا ہمتا اور شبیہ ہے اس کا جسم نہیں جو ٹٹولا جا سکے وہ جوہر ایسی چیز جسم دار نہیں جو محسوس ہو سکے نہ وہ عرضی (عارضی) بے جسم چیز ہے جو دور ہو سکے ۔ اسکی ترکیب نہ محسوس اجزا سے ہے نہ معقولہ سے ۔ نہ کوئی اسکی ماہیت ہے اور نہ حد ہے ۔ سچا اور برحق معبود وہی ہے ۔ اسی نے آسمانوں کو بلند کیا ہے اور اسی نے زمین کو پست کیا ہے اور بچھایا ہے اسکی طبیعت ایسی نہیں ہے جیسی کہ مخلوقات کی طبائع ہیں ۔ اور طالعوں کے موافق وہ طالع نہیں ۔ وہ ایسا اندھیرا نہیں کہ ظاہر ہو اور نہ وہ ایسی روشنی ہے جو چمکتی ہے وہ سب چیزوں کے پاس حاضر ہے اپنے علم سے سب چیزوں کو دیکھتا ہے بغیر چھونے کے ۔ وہ عزیز اور غالب ہے اور سب پر حاکم اور قادر ہے وہ رحمت کرنے والا ہے اور گناہوں کو بخشنے والا اور ان کے چھپانے والا ۔ وہی عزت دیتا ہے اور وہی مدد کرتا ہے اور بہت مہربان ہے ۔ وہی ہے جس نے مخلوقات کو بغیر نمونہ کے پیدا کیا ہے اور کرتا ہے وہ سب سے پہلے تھا اور سب کے پیچھے رہیگا وہ ظاہر ہے اور پوشیدہ بھی ۔ اکیلا ہے ۔ وہی معبود ہے ۔ زندہ ہے کبھی نہیں مریگا ۔ وہ ہمیشہ سے ہے فوت نہیں ہوتا ۔ اس کی بادشاہت ایسی ہے کہ وہ ہمیشہ قائم ہے ۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا اس کا دبدبہ اپنی ذات سے ہی قائم ہے وہ سوتا نہیں ۔ وہ ایسا غالب ہے کہ کوئی اسکو ضرر پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا اس قدر بلند رتبہ ہے کہ کسی کی اس تک رسائی نہیں ہے اس کے نام بزرگ ہیں اور اسکی بخشش عظیم ہے جتنی مخلوقات ہے سب اسکے حکم سے ہی فنا ہونیوالی ہے جیسا کہ ارشاد کیا ہے کہ جو چیز پیدا کی گئی ہے وہ فناء ہونیوالی ہے اور باقی رہنے والی وہی ذات ہے جو بزرگ اور صاحب انعام ہے وہ بلند ہے اور اس کا قیام عرش معظم پر ہے ۔ اسکی ذات نے سب عالم کو اپنے میں سما لیا ہے ۔ اور سب چیزوں کو اس کے علم نے اپنے گھیرے میں کر لیا ہے ۔ پاک لوگوں کی کلام اور نیک عمل اسکی طرف چڑھ جاتے ہیں وہ اپنی حکمت کے موافق سب کاموں کی تدبیر کرتا ہے ۔ آسمان سے زمین کی طرف حکم نازل کرتا ہے اور پھر حکم کی تعمیل کے واسطے فرشتے اسکی طرف چڑھ جاتے ہیں ۔ اور وہاں جا کر عرض و معروض کرتے ہیں اور ایک دن میں ہی پہنچ جاتے ہیں اور اس مسافت کا اندازہ دنیا کے روزوں سے ایک ہزار سال کا اندازہ ہے اور ہمارا اعتقاد ہے کہ خداوند کریم کے ننانوے نام ہیں جو آدمی ان کو یاد کر لے وہ بہشت میں داخل ہوگا اور یہ ننانویں نام حضرت ابو ہریرہ رضی کی روایت سے ثابت ہیں آپ نے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالیٰ کے ننانویں نام ہیں یعنے ایک کم ایک سو ۔ جس نے انکو یاد کیا وہ بہشت میں داخل ہوگا اور یہ جتنے نام ہیں سب کے سب وقتاً فوقتاً قرآن شریف کی متفرق آیتوں میں نازل ہوئے ہیں پانچ تو ان میں سورہ فاتحہ میں ہیں اور وہ یہ ہیں یا اللہ ۔ یا رب ۔ یا رحمن ۔ یا رحیم ۔ یا مالک اور سورہ بقر میں اسماء الٰہی چھبیس ہیں یا محیط ۔ یا قدیر ۔ یا علیم ۔ یا حلیم ۔ یا تواب ۔ یا بصیر ۔ یا واسع ۔ یا بدیع ۔ یا رؤف ۔ یا شاکر ۔ یا اللہ ۔ یا واحد ۔ یا غفور ۔ یا حکیم ۔ یا قابض ۔ یا باسط ۔ یا لا الہ ۔ یا حی

یا قیوم۔ یا علی۔ یا عظیم۔ یا ولی۔ یا غنی۔ یا حمید اور چار نام سورہ آل عمران میں ہیں جو یہ ہیں یا قائم۔ یا وہاب۔ یا سریع یا خبیر اور چھ نام سورہ نساء میں ہیں یا رقیب۔ یا حسیب۔ یا شہید۔ یا غفور۔ یا مقیت۔ یا وکیل اور سورہ انعام میں پانچ نام ہیں یا فاطر۔ یا قاہر۔ یا قادر۔ یا لطیف۔ یا خبیر اور ۲ سورہ اعراف میں ہیں یا محی۔ یا ممیت اور ۲ ہی سورہ انفال میں ہیں یا نعم المولیٰ۔ یا نعم النصیر اور سورہ ہود میں سات نام ہیں یا حفیظ۔ یا رقیب۔ یا مجید۔ یا قوی۔ یا مجیب یا ودود۔ یا فعال اور ۲ سورہ رعد میں ہیں یا کبیر۔ یا متعال اور ایک نام سورہ ابراہیم میں ہے یا منان اور ایک ہی سورہ حجر میں ہے یا خلاق اور ایک ہی نام سورہ نحل میں ہے یا باعث اور سورہ مریم میں ۲ ہیں یا صادق۔ یا وارث اور ایک نام سورہ مومنون میں ہے یا کریم۔ اور تین نام سورہ نور میں ہے یا حق۔ یا مبین۔ یا نور۔ اور ایک نام سورہ فرقان میں ہے یا ہادی اور ایک ہی سورہ سبا میں ہے یا فتاح اور چار نام سورہ مومن میں ہیں یا غافر۔ یا قابل۔ یا شدید۔ یا ذوالطول اور تین نام سورہ والذاریات میں ہیں یا رزاق۔ یا ذوالقوہ۔ یا متین اور سورہ طور میں ایک نام ہے یا بر اور ایک ہی سورہ اقتربت الساعۃ میں ہے یا مقتدر اور تین سورہ الرحمن میں ہیں یا باقی۔ یا ذوالجلال یا ذوالاکرام اور چار نام سورہ حدید میں ہیں یا اول۔ یا آخر۔ یا ظاہر۔ یا باطن اور سورہ حشر میں دس نام ہیں یا قدوس۔ یا سلام۔ یا مومن۔ یا مہیمن۔ یا عزیز۔ یا جبار۔ یا متکبر۔ یا خالق۔ یا باری۔ یا مصور۔ اور دو نام سورہ بروج میں ہیں یا مبدی۔ یا معید اور دو نام سورہ قل ھو اللہ میں ہیں یا احد۔ یا صمد اسی طرح صفیان بن عینیہ کا بیان ہیں اور عبداللہ بن احمد ان ناموں سے زائد نام بھی بیان کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں یا محیط۔ یا قاہر۔ یا فاصل۔ یا خالق۔ یا رقیب۔ یا ماجد۔ یا جواد۔ یا احکم الحاکمین اور ابوبکر نقاش کتاب تفسیر الاسماء والصفات الٰہی میں روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق رض فرماتے ہیں کہ خداوند کریم کے تین سو ساٹھ نام ہیں۔ اور ان کے سوا دوسرے آدمیوں نے یہ لکھا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ کے ایک سو چودہ نام ہیں اور یہ جتنے آدمی روایت کرنیوالے ہیں۔ ان سب نے قرآن مجید سے ہی نام شمار کئے ہیں۔ اور اکثر لوگوں نے مکرر ناموں کو بھی گن لیا ہے اور صحیح روایت وہ ہے جو حضرت ابوہریرہ رض نے بیان کی ہے۔

ایمان کا بیان

ہمارا اعتقاد ہے کہ بتحقیق ایمان اقرار کرنا ہے زبان سے اور معرفت دل سے اور اسکے رکنوں پر عمل کرنا اور نیک کام کرنے ایمان کو زیادہ کرتے ہیں۔ اور اگر برے کام کئے جائیں تو ان سے ایمان میں ضعف آجاتا ہے۔ اور علم کا حاصل کرنا ایمان کی مضبوطی کا باعث ہے اور اگر جہالت ہو تو اس سے ایمان سست ہوتا ہے اور جو بندے مسلمان ہوتے ہیں اُن کے دل میں خداوند تعالیٰ ایمان کے نور کو زیادہ کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس جو لوگ ایمان لائے ہیں اس سے ان کا ایمان بڑھتا ہے اور خوش رہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جس چیز میں زیادتی کو دخل ہے۔ اس میں کمی کا ہونا بھی ممکن ہے۔ اس لئے ایمان نقصان کو بھی قبول کرنے والا ہے جیسا کہ خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ جس وقت ان پر قرآن کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اسوقت ان کا ایمان زیادہ ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ یقین کریں کہ جو اس پر ایمان لائے ہیں وہ ایمان میں زیادہ ہوتے ہیں اور ابن عباس اور ابی ہریرہ رض اور ابی درداء روایت کرتے ہیں کہ ایمان میں زیادتی بھی ہوتی ہے اور کمی بھی ہوتی ہے اور ابوالحسن اشعری کے پیروؤں نے ایمان کے بڑھنے گھٹنے سے انکار کیا ہے لغت عرب میں ایمان کے معنے ہیں دل کا یقین اور جس چیز پر دل کا یقین ہے اس کا حاصل کرنا اور جاننا اور شریعت میں ایمان کے معنے خدا کے وجود کا یقین رکھنا اور اسکی اصولی صفتوں کا

پہچاننا۔ اور اُن پر یقین کرنا اور فرضوں واجبوں اور نفلوں کا ادا کرنا۔ اور بُرے کاموں اور گناہوں سے پرہیز رکھنا اور اگر ایمان کو شریعت اور مذہب اور ملت کہا جائے تو جائز ہے کیونکہ ایمان سے خداوند کریم کی بندگی اور اطاعت میں گردن جھکائی جاتی ہے اور بُرے کاموں اور حرام سے پرہیز کیا جاتا ہے اور یہی ایمان کی تعریف ہے۔ ایمان اسلام کی ایک جزو ہے کیونکہ ہر ایمان اسلام ہے اور ہر اسلام ایمان نہیں ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ اسلام کے معنے ہیں قبول کرنا اور یقین کرنا۔ اور ہر ایک مومن احکام الٰہی کا فرمانبردار اور ان کا قبول کرنیوالا ہوتا ہے اور ہر ایک مسلم یعنے اسلام لانے والا اللہ کا یقین کرنے والا نہیں ہوتا۔ کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تلوار کے ڈر اور اسکے خوف کے سبب سے اسلام کو قبول کرتا ہے پس لفظ ایمان حاوی ہے بہت سے قولی اور فعلی سنتوں کو اور اس میں خداوند کریم کی تمام عبادتیں شامل ہیں اور لفظ اسلام سے مراد ہے کلمہ شہادت زبان سے کہنا اور دل سے اسکی تصدیق کرنی اور پانچوں وقت کی عبادت کرنی۔ امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ ایمان اور اسلام دو چیزیں الگ الگ ہیں اور اسکی سند میں عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کو بیان کیا ہے عبداللہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں رسول مقبول کی خدمت میں حاضر تھا اسی اثناء میں ایک آدمی آگیا اُس نے بہت سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اُس کے بال بہت سیاہ تھے اُس پر سفر کا کوئی نشان نہ پایا جاتا تھا اور ہم میں سے اس کو کوئی پہچانتا بھی نہ تھا۔ پس وہ آتا ہی رسول مقبول کے پاس آمنے سامنے ہو کر بیٹھ گیا اسطرح کہ اپنے گھٹنے آنحضرت صلعم کے گھٹنوں سے ملائے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے اور پوچھا کہ اے محمد خدا کے رسول اسلام کیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو کلمہ شہادت پڑھے یعنے یہ کہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ اور پانچوں وقتوں کی نماز پڑھتا ہے زکوٰۃ دیوے۔ رمضان کے روزے رکھے۔ اگر حج کی طاقت ہو تو حج کرے۔ یہ سنکر اُس نے کہا اے محمد صلعم تو نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے اس سے لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ آدمی آپ ہی تو سوال کرتا ہے اور پھر آپ ہی اسکی تصدیق کرتا ہے اسکے بعد اس نے پھر سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول اب مجھ کو ایمان سے بھی باخبر کر دیجئے کہ ایمان کیا چیز ہے۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے خداوند تعالٰے پر اور اُس کے فرشتوں اور اسکی کتابوں۔ اسکے پیغمبروں اور قیامت اور نیکی اور بدی کی تقدیر پر اُس نے کہا کہ آپ نے درست فرمایا ہے پھر پوچھا یا رسول اللہ احسان کیا چیز ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ تو خدا کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو دل میں یقین ہو کہ خداوند کریم تجھے دیکھ رہا ہے پھر اس نے کہا کہ آپ قیامت کے دن کا حال بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اُس کا حال سوال کرنے والے سے زیادہ مجھ کو معلوم نہیں ہے اُس آدمی نے پھر کہا کہ قیامت کی نشانیاں ہی بیان فرما دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ لونڈیاں اپنے آقاؤں کو جنیں گی اور مفلس پاؤں سے ننگے۔ بدن سے ننگے بکریوں کے چرواہے عالیشان عمارتوں میں فخر کرینگے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ بعد میں تھوڑی دیر تک ٹھہرا رہا تو مجھے رسول مقبول نے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ یہ سائل کون تھا۔ میں نے کہا کہ خدا اور خدا کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے اور تم لوگوں کو دین سکھلانے کے واسطے آئے تھے اور ایک لفظ یوں ہے کہ یہ جبرئیل ہے تم کو دین کی باتیں سکھلانے آئے تھے اور پھر فرمایا کہ جس صورت میں جبرئیل علیہ السلام تشریف لاتے رہے ہیں میں ان کو پہچانتا رہا ہوں۔ مگر اس دفعہ اس صورت میں میں ان کو یکایک نہیں پہچان سکا۔ پس تحقیق حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نبی صلعم سے دو سوال کئے اور آپ نے دو جواب دیئے اسلام اور ایمان میں فرق دکھلا دیا امام احمدؒ اس مسئلے میں ایک اعرابی کی سند لاتے ہیں جس کو آنحضرت صلعم نے تلقین کی تھی آپ لکھتے ہیں کہ رسول مقبول

کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہوا اور آکر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول فلاں آدمی کو تو تو نے اس قدر دیا ہے اور مجھ کو
اس کے برابر نہیں دیا۔ آپ نے اسکو جواب دیا کہ وہ آدمی مومن تھا۔ اعرابی نے عرض کی کہ میں بھی تو مومن ہوں۔
آپنے اس کو فرمایا کہ تو مسلم ہے اور اس مسئلہ میں خداوند تعالٰے کا قول بھی سنداً بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالٰے فرماتا
ہے کہ گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ اے پیغمبر تو ان کو کہدے کہ تم ایمان نہیں لائے ہو لیکن کہو ہم اسلام لائے
ہیں ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اس کو جان لینا چاہئے کہ ایمان یہ ہے کہ دل سے خداوند کریم کا یقین
کرے۔ اسکے حکموں کو بجالائے۔ اسکی منع کی گئی چیزوں سے باز رہے اور اپنے آپ کو تقادیر الٰہی کے سپرد کرے۔ خداوند کریم پر
کوئی اعتراض نہ کرے۔ جو اس نے وعدے کئے ہیں۔ ان پر کوئی شک اور شبہ نہ لائے۔ خدا پر اعتبار رکھے اور اس پر شاکر
رہے اور اپنی قوت پر بھروسہ نہ کرے اور نہ ہی تردد کرے۔ خدا کی بلاؤں پر صابر رہے اللہ جل شانہ نے جو نعمتیں عطا کی ہیں انکا
شکر کرے اور خداوند کریم کی ذات کو پاک جانے اور کسی حال میں اُس پر کوئی تہمت نہ لگائے۔ اور صرف اس سے ہی ایمان
پورا ادا نہیں ہوتی کہ صرف روزہ ہی رکھے اور نماز ہی پڑھ لیا کرے۔ لوگوں نے امام احمدؒ سے سوال کیا۔ کہ کیا ایمان
مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ آپنے فرمایا کہ جو آدمی ایمان کو مخلوق کہتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ ایسا کہنے سے لوگوں کو وہم میں
ڈالنا ہوتا ہے اور اسطرف اشارہ ہوتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے اور ایمان میں قرآن کی تصدیق بھی شامل ہے پس جس ایمان
کو مخلوق کہیگا۔ اس کے قول سے یہ بھی ثابت ہوگا کہ قرآن بھی مخلوق ہے اور جو آدمی یہ کہتا ہے کہ ایمان غیر مخلوق ہے
وہ دین میں ایک نئی بات پیدا کرتا ہے کیونکہ قول میں ابہام ہے اور وہ یہ ہے کہ رستہ سے ایذا کا دور کرنا اور اعضاء کے افعال
مخلوق نہیں ہیں پس اس بیان سے ظاہر ہے کہ جو ایمان کو مخلوق کہتے ہیں اور جو غیر مخلوق کہتے ہیں ان دونوں کو رد کیا ہے
اور امام احمدؒ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایمان کی چند اوپر ستر خصلتیں ہیں۔ اور ان سب سے
بہتر کلمہ توحید ہے اور سب سے گھٹنے درجہ کی خصلت راستہ سے ایذا کا دور کرنا ہے اور جو آدمی قرآن کو مخلوق کہتا ہے۔ اسکو کافر کہا
ہے اور جو غیر مخلوق کہتا ہے اس کو بدعتی کہا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ امام احمدؒ کا مذہب اس پر مبنی ہے کہ جس امر کا قرآن میں کوئی
ذکر نہ ہو اور نہ ہی رسول مقبول صلعم نے اس کے بابت کوئی حدیث بیان کی ہو اور صحابہ نے بھی اس کے بارہ میں کچھ نہ فرمایا
ہو۔ تو اس میں بحث لگانی بدعت اور دین میں ایک نئی بات کا پیدا کرنا ہے اور کسی مومن کو یہ کہنا جائز نہیں کہ میں یقیناً
مومن ہوں بلکہ یہ کہنا مناسب ہے۔ کہ انشاءاللہ میں مومن ہوں اور فرقہ معتزلہ اسکے مخالف ہے۔ انکے نزدیک یہ
کہنا جائز ہے کہ میں سچا مومن ہوں۔ اور جو یہ کہتا ہے کہ مسلمان کو یہ نہیں کہنا چاہئے کہ میں یقیناً مومن ہوں۔ یہ اسواسطے
ہے کہ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو آدمی یقینی طور پر یہ کہتا ہے کہ میں مومن ہوں وہ کافر ہوتا ہے۔ حسن بصری روایت
کرتے ہیں کہ ایک آدمی عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آیا اور کہا کہ میں مومن ہوں۔ عبداللہ سے لوگوں نے کہا۔ کہ اس آدمی کا
یہ اعتقاد ہے کہ میں مومن ہوں۔ آپنے فرمایا کہ اس آدمی سے دریافت کرو کہ یہ بہشت میں ہے یا دوزخ میں پس لوگوں نے
اس سے پوچھا۔ اُس نے جواب دیا کہ اس بات کو تو خدا ہی جانتا ہے۔ یہ سنکر عبداللہ نے اسکو کہا کہ جیسا تو نے دوسری
بات کو اللہ کے سپرد کیا ہے پہلی کو کیوں اللہ تعالٰے کے سپرد نہ کیا۔ اور یقیناً سچا مومن وہی ہے جو خداوند تعالٰے کے نزدیک
مومن ہے۔ اور وہی بلاشبہ بہشتی ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ میں یقیناً بہشتی ہوں وہ ایسا اُس صورت میں ہوتا ہے کہ اپنے
ایمان کو انجام تک پہنچائے اور اس بات کا کسی کو علم نہیں ہے کہ میرا ایمان انجام تک پہنچیگا۔ اسلئے انسان کو لازم ہے
کہ خداوند تعالٰے سے ہمیشہ ڈرتا رہے اور اس کا منتظر اور امیدوار رہے اور بچتا رہے کہ انجام بخیر ہو۔ اور جس طریق پر ابھی

زندگی بسر کرتے ہیں اسی حالت پر وہ مرتے ہیں اور جس حالت پر مرتے ہیں اسی پر ان کا حشر ہوگا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ فرمایا ہے کہ جس طرح تم زندگانی بسر کرتے ہو اسی پر ہی مروگے اور اسی پر ہی تمہارا حشر ہوگا۔ اور ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ بندے کے جتنے افعال ہیں نیک اور بد کسب، اچھا اور برا کام ان سب کا خالق خداوند تعالے ہی ہے چاہے وہ اطاعت ہے اور چاہے وہ گناہ ہے مگر یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالے گناہ کرنے کے واسطے تم کو خود کہتا ہے اگر معصیت پیدا کی ہے تو اس کے ساتھ تقدیر بھی پیدا کر دی ہے اور ہر ایک کی مقدار میں جس قدر روزی ہے اسکو بھی خداوند تعالے نے تقسیم کر دیا ہے اور کوئی اس سے کم و بیش نہیں لے سکتا۔ اور نہ ہی اس کو منع کر سکتا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی سختی واقع ہو سکتی ہے اور نہ ہی اُس میں نرمی کو گنجائش ہے اور جو روزی کل کے واسطے مقرر ہے اسکو کوئی انسان آج نہیں کھا سکتا اور ایک آدمی کا جو حصہ ہے وہ دوسرے آدمی کے پاس منتقل ہو کر نہیں جا سکتا چاہے کوئی حرام خور ہے اور چاہے کوئی حلال خوردہ ہر ایک کو برابر روزی دیتا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی کے دن پورے کر جائیں، مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حرام کھانا مباح ہے اور اسی طرح یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی کو مار ڈالے تو جان لینا چاہئے کہ اسکی عمر اسی قدر تھی ایسا نہ سمجھیں کہ ابھی اسکی عمر باقی تھی۔ کوئی پانی میں ڈوب کر مر گیا ہے یا دیوار کے نیچے دب کر مرا ہے یا کسی پہاڑ سے گر کر مر گیا ہے یا کوئی درندہ جانور اس کو آ کر کھا گیا ہے تو ان تمام صورتوں میں یہی جاننا لازم ہے کہ اُس کی دنیاوی زندگی اسی قدر رہی تھی اور قادر مطلق نے اسکی تقدیر میں یہی لکھا تھا۔

مسلمانوں کے دلوں میں جو ایمان کا نور داخل ہوتا ہے اور کافر لوگ گمراہ ہوتے ہیں تو یہ باتیں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ اس میں کسی کا کچھ اختیار نہیں ہے۔ اور یہ جتنے فعل ہیں، سب اسی پاک پروردگار کے ہیں۔ اور اسی کی صنعت کردگاری میں داخل ہیں جو اس کا ملک ہے اسمیں کوئی غیر شریک نہیں ہے۔ اور بندوں کو نیک کسب کر نیکی ہدایت کی ہے اور احکام الٰہی کے موافق بیان کیا گیا ہے کہ یہ کام نیک ہیں اور یہ برے ہیں اگر ایسا کروگے تو اس میں ثواب پاؤگے اور ایسا کروگے تو اس میں عذاب ہوگا۔ جیسا کہ خداوند تعالے بھی اپنے پاک کلام میں وعدہ فرماتا ہے جیسا تم کرتے ہو ویسا ہی تم کو اس کا بدلہ ملیگا اور فرمایا ہے کہ جیسا صبر کروگے ویسا ہی ثواب پاؤگے۔ اور دوزخیوں کو ارشاد کیا ہے کہ تم کو دوزخ میں کونسی چیز لائی ہے۔ دوزخیوں نے جواب میں عرض کی۔ کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہی فقیروں کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور اس کے بعد فرمایا کہ یہ آگ وہی ہے جس کو تم نہ مانتے تھے اور جھٹلاتے تھے، اور یہ تم کو اس چیز کا بدلہ ملا ہے جس کو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے۔ اور اس باب میں ایسی ہی اور آیتیں بھی وارد ہیں، اس سے ظاہر ہے کہ خداوند تعالے نے جزا کا ملنا افعال پر موقوف رکھا ہے یعنے جیسا کوئی کریگا ویسا ہی پائیگا اور اس سے بندہ کے واسطے کسب کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اور فرقہ جہمیہ کے لوگ اسکے برخلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ بندوں کے واسطے کسب کرنا لازمی نہیں ہے کسب ایک دروازہ کی مانند ہے کہ جب کوئی اسکو کھولتا ہے تو اسوقت کھل پڑتا ہے اور جب کوئی اس کو بند کرتا ہے تو اسوقت بند ہو جاتا ہے اور ایک درخت کی مانند ہے کہ جب ہوا اس کو ہلاتی ہے تو اسوقت ہلنے لگ پڑتا ہے اور جب نہیں ہلاتی تو اس وقت ساکن رہتا ہے اس فرقہ کے لوگ خداوند کریم کے منکر ہیں، اور خدا کی کتاب اور رسول مقبول کی سنت کو رد کرتے ہیں اور فرقہ قدریہ کہتا ہے کہ جتنے افعال اور کسب ہیں انکے پیدا کرنے والے بندے ہیں۔ ان کو خدا نے پیدا نہیں کیا، خداوند کریم ان کو ہلاک کرے یہ رسول مقبول کی امت کے مجوس ہیں یہ خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں اور خدا کو عاجزی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ کہ اس کے

ملک میں وہ کام جاری ہوں۔ جو اُس کی قدرت اور ارادہ میں نہیں ہیں اور اس سے خداوند تعالےٰ بہت بلند ہے اور بہت بزرگ ہے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم کو اور جو کچھ تم کرتے ہو اسکو اللہ نے ہی پیدا کیا ہے اور اس کے بعد فرمایا ہے کہ جیسا تم کروگے ویسا ہی تم کو اس کا بدلہ ملیگا۔ پس جب جزا عملوں پر ہوتی ہے تو لوگ بھی اپنے عملوں پر ہی ہیں یعنے جیسے انکے عمل ہوتے ہیں ویسی ہی ان کی حالت ہوتی ہے اور یہ کہنا جائز نہیں کہ جو وہ پتھروں سے بت بناتے ہیں کیونکہ پتھر جسم ہیں اور نہ بے انکو نہیں کرتے اور جو کام ان پر بندے کرتے ہیں وہ واقعی بندوں کے ہیں اس لئے لوگوں کو واجب ہے کہ اپنے اعمال کی حرکات اور سکنات کی طرف توجہ کریں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لوگوں کا ہمیشہ اختلاف رہیگا۔ اگر اختلاف سے بچینگے تو وہی بچینگے جن پر خدا کی رحمت ہوگی اور رحمت کے واسطے ہی ان کو پیدا کیا ہے خداوند کریم فرماتا ہے کہ انہوں نے خدا کے شریک پیدا کر لئے ہیں، کیا ان شریکوں نے اس سے پہلے ایسی پیدائش پیدا کی ہے جو خدا کی مخلوق سے مشابہ ہو کہو اے محمدؐ ہر شئے کا خالق خداوند تعالےٰ ہے اور اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے اللہ کے سوائے کوئی اور پیدا کرنے والا ہے جو آسمان اور زمین میں تمہیں روزی دیتا ہے۔ اور اس کے بعد مشرکوں کو یہ ارشاد کیا ہے۔ کہ اگر انہیں بھلائی پہنچتی ہے تو اسکی نسبت تو یہ کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہوئی ہے اور اگر برائی پہنچتی ہے تو اس کو تیری طرف منسوب کرتے ہیں، اے محمدؐ ان کو کہدے کہ نیکی اور بدی سب خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس جس قوم کے لوگ بات کو نہیں سمجھتے اس کا کیا حال ہوگا۔ حذیفہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ہر ایک کاریگر خدا نے پیدا کیا ہے اور اسی نے ہی اس کے کام کو پیدا کیا ہے۔ یہاں تک کہ خدا نے اونٹ کے ذبح کرنے والے کو اس کے ذبح کرنے کو پیدا کیا ہے۔ اور ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ حق جلشانہ کہتا ہے۔ کہ نیکی اور بدی کو میں نے ہی پیدا کیا ہے اور جس کے ہاتھوں سے میں نے نیکی کا ہونا مقدر کیا ہے اس کے لئے خوشخبری ہے اور جس کے ہاتھوں سے بدی کا ہونا مقدر کیا ہے وہ ہلاک ہوا امام احمدؒ سے لوگوں نے پوچھا بندوں کے اُن کاموں کی نسبت سوال کیا جن کے سبب وہ اللہ تعالیٰ کے غصے یا رضامندی کے مستحق ٹھہرتے ہیں اور یہ بھی پوچھا کہ خدا کی طرف سے ان میں سے کونسی چیز ہے اور بندہ کی طرف سے کونسی، آپ نے فرمایا کہ ان کا پیدا کرنے والا تو خدا ہے اور عمل کرنے والے بندے ہیں، اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو آدمی مومن ہوتا ہے چاہے وہ صغیرے اور کبیرے گناہ بہت ہی کرے وہ پھر بھی کافر نہیں ہوتا اور اگرچہ وہ بغیر توبہ کرنے کے دنیا سے چلدے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر خدا کی توحید اور اخلاص سے مرے تو اُس کا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ اگر چاہے تو بخشدے اور جنت میں داخل کرے اور اگر چاہے عذاب کرے اور دوزخ میں لیجائے۔ اور تجھے لازم نہیں ہے کہ تو خداوند تعالیٰ اور اُس کی مخلوقات کے معاملہ میں دخل دے یعنے جب تک جزا اور سزا کا خاتمہ نہ ہولے اس وقت تک اس باب میں اپنی طرف سے رائے زنی کرنی نہیں چاہیئے۔

عذاب کا بیان

ہمارا عقیدہ ہے کہ گناہ کے سبب خواہ وہ صغیرہ ہو اور خواہ کبیرہ جو مومن دوزخ میں داخل کیا جائیگا اسکو ہمیشہ کے واسطے اللہ تعالےٰ دوزخ میں نہیں رکھیگا۔ اس کے واسطے دوزخ ایسا ہوگا جیسا کہ دنیا میں قیدخانہ۔ اسی میں وہ آدمی اپنے صغیرہ اور کبیرہ گناہ کی مقدار کے موافق جلیگا۔ اور خداوند کریم کی رحمت سے دوزخ سے نکالا جائیگا۔ ہمیشہ آگ میں نہیں جلیگا۔ اور مومن کے منہ اور سجدہ کے اعضاء کو آگ نہیں جلائیگی کیونکہ دوزخ کی آگ پر ان اعضاء کا

جلانا حرام ہے اور جب تک مومن آگ میں رہیگا وہ کسی حال میں اپنے پروردگار کی رحمت سے نا اُمید نہیں ہوگا۔ یہانتک کہ دوزخ کی آگ سے نکل کر بہشت میں داخل ہو جائیگا۔ اور جب بہشت میں جاویگا تو دنیا میں جس قدر اس نے خدا کی عبادت اور بندگی کی ہوگی۔ اُسکے موافق اس کو درجے عطا ہونگے۔ اور فرقہ قدریہ اس کے مخالف ہے ان کا قول ہے کہ اگر مومن کبیرہ گناہ کرے تو اسکی عبادتوں کا تمام ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ اور خارجی بھی ایسا ہی کہتے ہیں خداوند تعالےٰ ان کو ہلاک کرے۔ جو خیر اور شر مقدر کی گئی ہے اور حکم الٰہی کی جو شیہ ہے اور تلخی ہے سب بان کو ان پر ایمان لانا واجب ہے اور دنیاوی حمت کے جو اسباب عطا کئے گئے ہیں انکو خداوند کریم کی بہت بڑی بخشش سمجھے اور یہ ہرگز خیال نہ کرے کہ یہ اسباب مجھ کو اپنی کوشش سے ملے ہیں۔ اور اس پر ایمان لائے کہ گذشتہ زمانہ میں جو کچھ ہوا ہے اور آخری دور تک جو کچھ ہوگا یہ سب اللہ تعالےٰ کے حکم سے ہوا ہے اور اس کے حکم سے ہوگا۔ اور یہ کہ تحقیق خداوند تعالےٰ کی تقدیر ہے جو اُس نے لوح محفوظ میں لکھ رکھی ہے۔ کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ اور تحقیق اگر تمام مخلوقات چاہے کہ جو کچھ کسی کے مقدر میں لکھا ہے اُس سے اُس کو زیادہ فائدہ پہنچائے ہرگز نہیں پہنچا سکے گی۔ اور اس طرح اگر خدا کی مرضی کے خلاف کسی کو کچھ ضرر پہنچانا چاہے تو ضرر بھی نہیں پہنچا سکتی۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر خداوند تعالےٰ تم کو کوئی ضرر پہونچائے۔ تو اس کو کوئی دور نہیں کر سکتا۔ اگر چاہے تو خدا ہی اس کو دور کرے اور اگر وہ تیرے واسطے نیکی نازل کرے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ اپنے بندوں میں سے جس پر وہ چاہتا ہے اس پر اپنا فضل اور بخشش کرتا ہے۔ زید بن عبداللہ بن مسعودؓ نے روایت کی ہے کہ رسول مقبول نے مجھے فرمایا کہ انسان کی پیدائش کے وقت چالیس روز تک تو نطفہ اسکی ماں کے پیٹ میں قائم رہتا ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ چالیس رات تک رہتا ہے اس کے بعد وہ نطفہ ایک جما ہوا خون بنا رہتا ہے چالیس روز تک اور اس کے بعد وہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہو جاتا ہے اور چالیس روز تک اپنی اسصورت پر ٹھہرا رہتا ہے اور اس کے بعد خداوند کریم کے حکم سے اسکی پیدائش کے ساتھ چار چیزیں یعنے اس کی صورت اور روزی اور عمل اور نیک بختی یا بد بختی لیکر فرشتہ آسمان سے اترتا ہے۔ روز ازل میں جس آدمی کے مقدر میں بہشت لکھا ہے چاہے وہ دنیا میں اہل دوزخ کے کام ہی کرے۔ یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف دو ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جائے تو اچانک تقدیر الٰہی جیسا کہ لوح محفوظ میں اس کے واسطے لکھا گیا ہے سبقت لیجاتی ہے اور وہ جھٹ بہشتی لوگوں کے کام کرنے لگ جاتا ہے یہاں تک کہ کرتے کرتے بہشت میں داخل ہو جاتا ہے اور جس آدمی کی تقدیر میں دوزخ لکھا ہوا ہے گو وہ بہشتی لوگوں کے کام کرتا رہے اور اس میں اور بہشت کے درمیان صرف دو ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے تو اچانک تقدیر الٰہی پیش دستی کرتی ہے۔ اور وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگ جاتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ میرے والد عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ کوئی آدمی بہشت کے کام کرتا ہے اور لوح محفوظ پر اُسکی قسمت میں دوزخ لکھا ہوا ہے تو جب وہ موت کے نزدیک پہنچتا ہے تو اسوقت ان کاموں سے پھر جاتا ہے اور وہ کام کرنے لگ جاتا ہے جو دوزخیوں کے ہوتے ہیں یہاں تک کہ اس حالت میں مر جاتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور کسی کے مقدر میں یہ لکھا ہوا ہوتا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو اہل بہشت ہیں اور وہ دوزخیوں کے کام کرتا ہے تو جب مرنے کے نزدیک پہنچتا ہے تو اس وقت ان کاموں کو چھوڑ دیتا ہے اور بہشتیوں کے کام

کر سنز رنگ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسی حال میں مر جاتا ہے اور مرنے کے بعد بہشت میں داخل ہو جاتا ہے عبدالرحمن سلمی روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ نے فرمایا ہے ایک دفعہ ہم رسول مقبول صلعم کی خدمت میں حاضر تھے اور آنحضرت صلعم کے ہاتھ میں اس وقت ایک لکڑی پکڑی ہوئی تھی اور اس کے سرے سے زمین کو کرید رہے تھے اچانک آپ نے اپنے سر کو اوپر اٹھایا۔ اور زبان مبارک سے فرمایا کہ ایسا کوئی آدمی نہیں ہے کہ دوزخ یا بہشت میں اس کی جگہ مقرر نہیں ہو چکی یہ سنکر حاضرین مجلس نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اگر ایسا حال ہے تو سب کے سب تقدیر کے لکھے پر بھروسا کیوں نہ کریں اور جو عمل کرتے ہیں اس کو ترک کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ عمل کئے جاؤ۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ تقدیر الٰہی کے موافق جو عمل کسی کے واسطے پیدا کیا گیا ہے وہی اس کے واسطے کرنا آسان ہے سالم بن عبد اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ نے ایک دفعہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں یہ عرض کی کہ اے رسول مقبول جو کچھ میں کرتا ہوں مجھ کو اسکی نسبت خبر کر دو کہ جس چیز کے واسطے میں عمل کرتا ہوں وہ وہی ہے جو پہلے میرے مقصد میں لکھی گئی ہے یا وہ میرے عمل کرنے کے بعد لکھی جاتی ہے اسکے جواب میں آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ خداوند تعالےٰ اس سے اول روز ہی فارغ ہو چکا ہے عرض کی کہ اگر ایسا ہے تو ہم اُسی چیز پر ہی قناعت کیوں نہ کریں اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ اے ابن خطاب تم عمل کرو۔ کیونکہ جو چیز کسی کیواسطے پیدا کی گئی ہے وہ اس کیواسطے آسان کی گئی ہے اور جو آدمی نیک کام کرنے والا ہوتا ہے وہ اہل سعادت میں سے ہوتا ہے اور جو آدمی اہل شقاوت یعنے بدبخت ہوتے ہیں وہ وہی کام کرتے ہیں جو بدبختی لانیوالے ہوتے ہیں اور ہمارا اس پر ایمان ہے کہ رسول مقبول نے معراج کی رات میں اپنے پروردگار کو اپنی سر کی انہیں دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے نہ ان آنکھوں سے جو دل میں ہیں اور نہ خواب میں کیونکہ جابر بن عبد اللہؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے اسی قول کی تفسیر میں کہ پیغمبر صلعم نے خدا کو دوسری مرتبہ دیکھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے پروردگار کو روبرو بالمشافہ دیکھا اور اس میں کوئی شک نہیں۔ اور خداوند تعالےٰ کے اس قول کی تفسیر میں اور سدرۃ المنتہی کے نزدیک آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے سدرۃ المنتہی کے نزدیک اسطرح دیکھا کہ مجھ پر اُس کے چہرے کا ایک نور ظاہر ہوا۔ اور اللہ جلشانہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ ہمنے جو تجھے خواب کھلائی ہے۔ ہمنے لوگوں کا اسے امتحان کیا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ رویا یہ تھا کہ شب معراج کو حضرت نے جو کچھ دیکھا اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ خلت کا مرتبہ جو دوستی سے مراد ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو عطا ہوا۔ اور بات چیت کرنے کی عزت حضرت موسیٰؑ کو دیگئی۔ اور حضرت ذو الجلال کا پر انوار دیدار رسول مقبول یعنے محمد صلعم کے نصیب ہوا۔ مگر اس روایت میں عائشہؓ کی روایت میں اختلاف ہے اس روایت میں تو رویت کا اثبات ہے اور عائشہؓ کی روایت میں رویت سے انکار کیا گیا ہے اور اگر ان دونوں وایتوں کو ایک جگہ کر کے دیکھا جائے تو نفی پر اثبات رویت کو مقدم رکھا گیا ہے۔ کیونکہ پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے حقتعالےٰ کو دیکھا ہے اور ابو بکر بن سلمانؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے خدائے بزرگ اور برتر کو گیارہ دفعہ دیکھا ہے۔ نو دفعہ تو معراج کی رات میں اور یہ سنن نبوی سے ثابت ہے جب کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اپنے پروردگار کے درمیان نماز کی تخفیف کیواسطے آمد و رفت کی۔ اور پچاس وقت کی نماز سے پانچ وقت کی نماز ہوئی اور دو دفعہ رویت کا ہونا قرآن شریف سے ثابت ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ منکر اور نکیر ہر ایک کے پاس سوائے نبیوں کے آتے ہیں اگر سوال کرتے ہیں اور اُس کا امتحان کرتے ہیں کہ وہ کونسا دین رکھتا ہے اور یہ دونوں فرشتے

قبر میں آتے ہیں اُس وقت مُردے میں جان ڈال دی جاتی ہے اور اس کو اٹھا کر بٹھا دیا جاتا ہے اور جب سوال جواب ہو چکتا ہے تو بلا تکلیف اسکی جان پھر نکال لی جاتی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اگر کوئی میت کی زیارت کے واسطے جائے تو وہ اس کو پہچانتی ہے اور یہ پہچان جمعہ کے دن سورج نکلنے کے بعد اور اس کے ڈوبنے تک زیادہ رہتی ہے اور قبر میں ہی گنہگاروں اور کافروں کے واسطے قبر کے عذاب اور اسکی تنگی کے ہونے پر ایمان لانا واجب ہے اور اسی طرح ایمانداروں اور عابدوں کے واسطے نعمت کا عطا ہونا اور فرقہ معتزلہ کے لوگ اس کے خلاف ہیں یہ قبر کے عذاب و نعمت اور منکر اور نکیر کے سوال کے منکر ہیں، اور اہل سنت خداوند تعالے کے قول سے ثابت کرتے ہیں کہ منکر اور نکیر کا سوال قبر میں ضرور ہوگا۔ خداوند کریم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کو خداوند تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے اور اسکی تفسیر اسطرح کی گئی ہے کہ حیاۃ الدنیا یعنے دنیا کی حیاتی سے مقصود روح کے نکلنے کا وقت ہے اور فی الآخرۃ سے مراد منکر نکیر کے سوال کرنے کا وقت ہے۔ ابوہریرہ رضہ نے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے جب کوئی آدمی قبر میں رکھا جاتا ہے تو اسوقت دو سیاہ رنگ کے فرشتے حاضر ہو جاتے ہیں اور انکی آنکھیں گہری ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام نکیر ہے اور دوسرے کا نام منکر ہے یہ اس کو پوچھتے ہیں کہ اس مرد یعنے رسول اللہ کے حق میں تو کیا کہتا تھا۔ پس اس وقت وہ وہی کہتا ہے جو دنیا میں آنحضرت صلعم کے حق میں کہا کرتا تھا۔ اگر وہ مسلمان ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ مرد خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ اور محمد اس کا بندہ ہے اور رسول اور وہ دونوں کہیں گے۔ کہ ہم بھی جانتے تھے کہ تو یہی کہیگا۔ اور پھر اسکی قبر ستر در ستر ہاتھ یعنے چار ہزار نو سو مربعہ ہاتھ فراخ اور منور کی جاویگی۔ اور پھر اسکو کہیں گے۔ کہ اب تو سو رہ۔ اس وقت وہ کہتا ہے کہ مجھ کو اجازت دو کہ میں اپنے اہل کی طرف جا کر انکو خوشخبری دوں لیکن فرشتے اس کو کہتے ہیں کہ تو ایسی سورہ جیسی کہ وہ دلہن سوتی ہے۔ جس کو اس کا پیارا خاوند ہی جگاتا ہے اور تم کو خداوند تعالے ہی اس خوابگاہ سے اٹھاویگا۔ اور اگر وہ منافق ہوگا تو کہیگا کہ مجھے تو معلوم نہیں۔ دنیا میں لوگوں کو اسکی نسبت کچھ کہتے سنا کرتا تھا۔ اور وہی میں بھی کہا کرتا تھا۔ پس فرشتے اسکو کہیں گے کہ ہم جانتے تھے تو ایسا ہی کہیگا۔ اس کے بعد زمین کو حکم ہوتا ہے کہ تو اس کو شکنجہ کی مانند دبا۔ پس وہ اس کو ایسا دباتی ہے کہ اسکی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف نکل جاتی ہیں۔ اور اسی طرح وہ ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہتا ہے یہاں تک کہ خداوند تعالے اس کو اس کی خوابگاہ سے اٹھاتا ہے اور اس مسئلہ کے اثبات میں عطا بن یسار روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اے عمرؓ تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ تیرے واسطے زمین طول میں تو صرف تین گز اور ایک بالشت اور عرض میں صرف ایک گز اور ایک بالشت تجویز ہوگی۔ اور تیرے خویش تجھے نہلا کر کفن دینگے اور خوشبو لگائیں گے اور پھر تیرا جنازہ اٹھائیں گے یہاں تک کہ تجھے دفن کرینگے۔ اور دفن کرنیکے بعد واپس آجائینگے۔ اور پھر دو شخص آکر سوال کریں گے انمیں سے ایک کا نام منکر ہے اور دوسرے کا نکیر ہے انکی آواز رعد کی سی اور آنکھیں اُچک لیجانیوالی بجلی کی مانند چمکتی ہونگی۔ اور انکے بال لٹکتے ہونگے وہ تجھ کو گھبرا دینگے اور ڈرائینگے اور وہ تجھ سے پوچھیں گے کہ تیرا پروردگار کون ہے اور تیرا دین کیا ہے، عمرؓ نے عرض کی۔ کہ اے خدا کے پیغمبر اس وقت میرا وہی دل اس کے ساتھ ہوگا جو آج میرے ساتھ ہے۔ آپنے فرمایا ہاں، حضرت عمرؓ نے کہا کہ بس یہی میرے واسطے کافی ہوگا۔ اور یہ اس بات کے ثبوت کے واسطے صریح اور کافی دلیل ہے کہ سوال و جواب

جان ڈالنے کے بعد ہی ہوگا۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے سوال کیا، کہ میرے ساتھ میرا دل ہوگا۔ پس پیغمبر صلعم نے جواب دیا۔ کہ ہاں اور منہال بن عمروؓ اور براء بن عازبؓ روایت کرتے ہیں، ہم رسول مقبول کے ہمراہ ایک انصاری کے جنازہ کے ساتھ اسکی قبر پر پہنچے۔ مگر ابھی اسوقت تک قبر تیار نہیں ہوئی تھی۔ پس رسول مقبول بیٹھ گئے اور ہم سب آنحضرت صلعم کے اردگرد بیٹھ گئے۔ اسوقت ہم لوگوں پر آپ کی ہیبت ایسی طاری تھی کہ ہم سب خاموشی کی حالت میں اس طرح خاموش اور بے حس و حرکت بیٹھے تھے کہ گویا ہمارے سروں پر جانور بیٹھا ہوا ہے اور رسول مقبولؐ کے مبارک ہاتھوں میں ایک چھڑی پکڑی ہوئی تھی اور اس سے آپ زمین کو کریدر ہے تھے تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنے سر کو اُٹھایا۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ قبر کے عذاب سے میں خداوند کریم کے ہاں پناہ مانگتا ہوں آپنے اس کلمہ کو دو یا تین دفعہ فرمایا۔ اور اسکے بعد ارشاد کیا کہ جب کوئی مومن دنیا سے کوچ کرنے لگتا ہے اور دنیا کے تعلقات کو چھوڑتا ہے تو اس پر خوبصورت فرشتے نازل ہوتے ہیں، جن کے منہ آفتاب کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ اور اُن کے پاس بہشتی کفن اور بہشتی خوشبو بھی ہوتی ہے اور آکر اس آدمی کے روبرو اسکی نظر کے انتہا پر بیٹھ جاتے ہیں اور پھر ملک الموت آکر اُسکے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور اسکو کہتا ہے کہ اے پاک اور آرام کرنے والے نفس اپنے پروردگار کے حکم کے موافق اُسکی بخشش اور رحمت کی طرف نکل۔ اسلیئے بڑے آرام اور آسانی کے ساتھ اسکی جان اُس کے جسم سے اس طرح باہر آتی ہے جیسے کسی برتن میں سے پانی کا قطرہ ٹپک پڑتا ہے اور وہ فرشتے جو پاس کفن لیکر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہ جھٹ اُس جان کو اپنے ہاتھوں پر اُچک لیتے ہیں اور ایک لمحہ بھر بھی ملک الموت کے پنجہ میں اس کو نہیں رہنے دیتے اور وہ خوشبو وار کفن اسکو پہنا دیتے ہیں اور اس میں سے ایسی خوشبو آتی ہے کہ وہ کستوری سے بھی بہتر ہوتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اس جیسی خوشبو زمین پر پیدا ہی نہیں ہوتی۔ اسکے بعد اسکو اوپر لیجاتے ہیں اور جب لئے ہوئے فرشتوں کی جماعت کے پاس سے گذرتے ہیں، تو اسوقت وہ فرشتے ان سے پوچھتے ہیں کہ یہ خوشبو کس چیز سے آرہی ہے انکو جواب دیا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں سے اور اچھے نیک ناموں سے اس کا نشان دیتے ہیں اور اسکی تعریف کرتے ہیں اور جب دنیا کے آسمان پر پہنچتے ہیں اور آسمان کے دروازے کھلوانے کے واسطے کہتے ہیں تو فوراً آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دُنیا کے آسمان کے فرشتے اسکی پیشوائی کو آتے ہیں اور دوسرے آسمان تک اسکے ہمراہ جاتے ہیں اور اسی طرح اس روح کو لئے ہوئے ساتویں آسمان پر جا پہنچتے ہیں۔ اور جب وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ تو خداوند تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ دفتر علیین میں اس کا نام لکھ لو اور زمین کی طرف پھر لیجاؤ۔ زمین سے ہی ہم نے ان کو پیدا کیا۔ اور اسی کی طرف ہم ان کو لوٹاتے ہیں اور پھر اسی سے ہی ان کو دوسری مرتبہ نکالیں گے۔ اس لئے فرشتے اس کے روح کو اسکے جسم کی طرف لاتے ہیں اور انکے سوا دو فرشتے اور بھی اسوقت آکر حاضر ہو جاتے ہیں اور آکر یہ سوال کرتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے اور تیرا دین کیا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ میرا پروردگار خداوند کریم ہے اور میرا دین اسلام ہے اسکے بعد فرشتے پوچھتے ہیں کہ محمد صلعم کے حق میں تو کیا کہتا ہے وہ انکو جواب دیتا ہے کہ وہ خداوند کریم کا رسول ہے، اور سچے دین کو ہمارے واسطے لایا ہے اسکے بعد فرشتے پھر سوال کرتے ہیں کہ یہ باتیں تجھے کس نے بتلائیں وہ جواب دیتا ہے کہ میں نے قرآن پڑھا ہے اور اس پر میرا ایمان ہے اور اسکو میں سچا جانتا ہوں، اسوقت آواز دینے والا آسمان سے آوازہ دیتا ہے کہ میرے بندے نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے۔ اسکے واسطے بہشت کا بچھاونا بچھا دو، اور اسکو بہشت کا لباس بھی پہنا دو

اور بہشت کے جتنے دروازے ہیں وہ سب اس کے واسطے کھول دو تاکہ اس کو بہشت کی ہوا اور خوشبو پہنچے۔ اور اس کی قبر وہاں تک کشادہ کی جاتی ہے۔ جہاں تک کہ اس کی نگاہ پہنچتی ہے۔ اور ایک خوبصورت آدمی جس سے خوشبو آرہی ہوتی ہے وہ اس کے پاس حاضر ہوتا ہے۔ اور آکر کہتا ہے کہ میں تجھے ایسی چیز کی خوشخبری دیتا ہوں جو تجھ کو خوشحال کرےگی اور جو تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اس وعدہ کا دن یہ ہے وہ روح اس شخص سے پوچھتی ہے کہ آپ کون ہو وہ جواب دیتا ہے۔ کہ میں تیرے صالح عمل ہوں اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ اے رب العالمین اب تو قیامت کو قائم کردے اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جب کافر مرنے لگتا ہے۔ اور اس کا وقت آخیر نزدیک پہنچتا ہے۔ اور دنیا کے تعلقات اس سے ٹوٹنے لگتے ہیں۔ تو اس پر اس وقت خداوند تعالےٰ آسمان سے دو فرشتے اُتارتا ہے۔ جن کے منہ سیاہ اور ہیبتناک ہوتے ہیں۔ ان کے پاس ٹاٹ ہوتا ہے۔ پس وہ اس کی آنکھوں کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر موت کا فرشتہ آتا ہے اور وہ اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور اس کو کہتا ہے کہ اے پلید نفس خداوند کے غصے اور غضب کی طرف نکل پس اس کا نفس تمام اعضاؤں میں پراگندہ ہو جاتا ہے اور ملک الموت اس کے نفس کو اس طرح کھینچتا ہے۔ جیسے بھیگی ہوئی اُون میں سے سیخ کھینچی جاتی ہے پس اسکی تمام رگیں اور پٹھے ٹوٹ جاتے ہیں۔ پس وہ اس کو لیکر اس ٹاٹ میں رکھ لیتے ہیں۔ اس وقت اس سے سڑے ہوئے گندے مردہ کی سی بدبو آتی ہے۔ اور پھر جب وہ اس کو اوپر لیجاتے ہیں تو فرشتوں کی ہر ایک جماعت اُن سے پوچھتی ہے۔ کہ یہ کون ہے۔ جس سے ایسی گندی بدبو آتی ہے۔ پس وہ کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے اور بہت ہی بُرے ناموں سے اس کا نشان اور پتہ بتلاتے ہیں۔ اور جب دنیا کے آسمان کے پاس پہنچتے ہیں۔ اور اس کے دروازوں کو کھلوانا چاہتے ہیں۔ تو اس کے واسطے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ پس رسول صلعم نے یہ آیت پڑھی۔ اُن کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ پس خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس کا نام سجین والوں میں لکھ لو۔ پھر اُس کی رُوح زمین کی طرف پھینک دی جاتی ہے۔ پھر رسول مقبول نے یہ آیت پڑھی۔ کہ جو آدمی اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے۔ اس کا حال ایسا ہی ہوتا ہے۔ کہ وہ آسمان سے گرایا جاتا ہے۔ اور پرندے اُس کو اُچک لیتے ہیں یا ہوا اس کو ایک دور جگہ میں پھینک دیتی ہے یعنی اس کی رُوح مردود اُس کے جسم میں پھر داخل ہو جاتی ہے۔ اور دو فرشتے اُس کے پاس آتے ہیں اور اس کو بٹھلا دیتے ہیں۔ اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے وہ جواب دیتا ہے کہ ہائے ہائے میں اُس کو نہیں جانتا۔ اس کے بعد اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے وہ جواب دیتا ہے۔ کہ ہائے ہائے مجھے کچھ معلوم نہیں۔ اس کے بعد یہ سوال کرتے ہیں۔ کہ تو اس مرد کے حق میں کیا کہتا ہے۔ جس کو اللہ نے تمہارے درمیان بھیجا تھا۔ اس کا جواب بھی وہ دیتا ہے کہ ہائے افسوس مجھے یہ بھی معلوم نہیں۔ اس کے بعد ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے کہ میرے بندے نے جھوٹ کہا ہے اس کے واسطے آگ کا بچھونا بچھا دو۔ اور آگ کے ہی اس کو کپڑے پہناؤ۔ اور اس پر دوزخ کا دروازہ کھول دو تاکہ اس کو گرم ہوا اور خوب گرمی پہنچے۔ اور اس آدمی کی قبر اس قدر تنگ ہوتی ہے کہ اس میں اس کی ہڈیاں ٹوٹ کر درہم برہم ہوتی ہیں۔ پھر ایک بدصورت آدمی اس کے پاس آتا ہے اور اُس نے ایسے گندے اور غلیظ کپڑے پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ کہ اُن میں سے بُری بُو آتی ہے وہ آتا ہی اس روح کو کہتا ہے۔ کہ تیرا بُرا ہو جس دن کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ دن یہی ہے روح پوچھتی ہے کہ تو کون ہے وہ شخص جواب دیتا ہے کہ میں تیرے بُرے اعمال ہوں پس یہ مردود روح کہتی ہے کہ اے پروردگار قیامت کا دن آنا ہی نہ چاہئے۔ عبداللہ بن عمرؓ

کہتے ہیں کہ جب کسی مسلمان کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اسکی قبر یہاں تک کشادہ ہو جاتی ہے۔ کہ ستر گز تو وہ چوڑی ہو جاتی ہے اور ستر گز ہی وہ لمبی ہو جاتی ہے اور اُس کے اوپر خوشبوئیں چھڑکی جاتی ہیں۔ اور اس کو ریشم کا بہشتی لباس پہنایا جاتا ہے۔ اور اگر قرآن شریف سے کچھ اس کو یاد ہوتا ہے تو اسی کا نور ہی اس کو کفایت کرتا ہے اور اگر قرآن سے کچھ یاد نہیں ہوتا۔ تو اس کی قبر میں ایسی روشنی کی جاتی ہے جیسی کہ آفتاب کی ہوتی ہے۔ اور پھر وہ اس میں اس طرح سوتا ہے جیسے وہ دلہن جس کو اس کا بڑا پیارا ہی جگاتا ہے۔ اور وہ اس حالت میں جاگتی ہے کہ ابھی نیند سے سیر ہی نہیں ہوئی۔ اور جب کافر قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی قبر اس پر اس قدر تنگ ہو جاتی ہے۔ کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ کر اس کے پیٹ میں چلی جاتی ہیں۔ اور اس کے پاس سانپ بھیجے جاتے ہیں جو اونٹ کے برابر ہوتے ہیں وہ اس کے گوشت کو کھاتے ہیں۔ اور یہاں تک نوچتے ہیں کہ اس کی ہڈیوں پر ذرا بھی گوشت باقی نہیں چھوڑتے اور وہ بہرے اور گونگے اور اندھے شیطان اس کے پاس بھیجے جاتے ہیں۔ جن کو مردود کہا گیا ہے۔ اور ان شیطانوں کے ہاتھوں میں لوہے کی ہتھوڑیاں پکڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور ان ہتھوڑیوں سے اس آدمی کو خوب کوٹتے ہیں اور اس قدر سے مارتے ہیں کہ اس میں ان کو آواز بھی سنائی نہیں دیتی اور نہ ہی اس کی طرف نگاہ کرتے ہیں اور نہ ہی اُس پر ان کو رحم آتا ہے اور صبح اور شام آگ اُن کے پیش کی جاتی ہے۔ پس ان حدیثوں سے قبر کا عذاب اور اس کی نعمتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جس کو سولی پر چڑھایا جاتا ہے یا کوئی جل مرتا ہے یا پانی میں ڈوب جاتا ہے یا اس کو درندے پھاڑ کر کھا جاتے ہیں یا پرندے اس کا گوشت نوچ کرے جاتے ہیں۔ اگر اس صورت میں اسکے پوست اور گوشت کے پراگندہ اجزا کیونکر اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ اور منکر اور نکیر اس سے قبر میں آکر کیونکر سوال کر سکتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ رسُول مقبول نے عذاب قبر اور اس میں منکر اور نکیر کے سوال اور جواب کو اس طریق پر کہا ہے جیسے مخلوق کی عادت۔ اور اس کا طریق عمل ہے یعنے ان کا قبروں میں دفن کرنا۔ اگر کسی مُردہ کے اجزا اس دور اور نادر طریق سے پراگندہ ہو جائیں۔ تو خداوند تعالےٰ اُسکی رُوح کو زمین پر بھیجدے اور اس سے سوال کیا جائے۔ اور اگر عذاب کے لائق ہو۔ تو اس کو عذاب ملے۔ اور اگر نعمت پانے کے لائق ہو تو نعمت حاصل کرے جیسا کہ کافروں کا حال ہے کہ ہر روز صبح و شام اُنکی روح پر دو دفعہ عذاب نازل ہوتا ہے اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔ اور جب قیامت ہوگی۔ تو اس وقت ان کو مع جسم کے دوزخ میں داخل کیا جائیگا جیسا کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہر صبح و شام وہ آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں۔ اور جب قیامت قائم ہوگی تو اس دن ہم فرمان دینگے کہ فرعون کی اولاد کو بڑے سخت عذابوں کے ساتھ دوزخ میں داخل کرو۔ اور جو لوگ شہید اور مومن ہیں انکی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے قالبوں میں رہتی ہیں اور بہشت میں چرتی پھرتی ہیں اور عرش کے نیچے نور کی قندیلوں میں قیام کرتی ہیں۔ اور جب دوسری دفعہ صُور کو پھونکینگے۔ تو اس وقت زمین پر اُتر کر اپنے اپنے جسموں میں آجائینگی اور پھر قیامت کے روز حساب و کتاب کے واسطے پیش ہونگی جیسا کہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو تمہارے بھائی جنگ احد میں شہید ہوئے۔ خداوند تعالےٰ نے اُن کی رُوحوں کو سبز پرندوں کے قالبوں میں رکھا ہے۔ اور وہ بہشت میں چرتی پھرتی ہیں۔ اور نور کی قندیلوں میں عرش کے نیچے رہتی ہیں اور جب ان کو عمدہ کھانا ملتا ہے۔ اور پاک اور خوشگوار پینے کی چیزیں عطا ہوتی ہیں اور آرام حاصل ہوتا ہے تو اس وقت کہتے ہیں کہ کوئی ہے جو ہمارے بھائیوں کو خبر دے کہ ہم بہشت میں زندہ ہیں اور یہاں خوب روزی پاتے ہیں اور تم نے جہاد کو ہرگز ترک نہ کرنا اور کافروں سے لڑتے رہنا۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ بہت سچ بولنے والا ہے

اور میں ان کو پہچاننے والا ہوں۔ اور اللہ نے ان کے واسطے اتارا ہے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں ان کو مردہ نہ سمجھو۔ بلکہ وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں۔ اور ان کو رزق دیا جاتا ہے اور حقتعالےٰ اپنے فضل سے جو چیز ان کو دیتا ہے اس سے خوش ہیں۔ اور یہ ہو سکتا ہے کہ مومن اور کافر کے جسم کے ایک حصہ سے سوال اور جواب ہو اور اس کو عذاب دیا جائے اور ایک حصہ کو نعمت دی جائے اور اس سے کچھ باز پرس نہ ہو اور ایک حصہ جسم کے ساتھ جو کچھ کیا گیا ہے وہ گویا پورے جسم کے ساتھ ہوا ہے اور بیان ہوا ہے کہ خداوند تعالےٰ سوال و جواب اور دبانے کے عذاب کے واسطے پراگندہ جزوں کو جمع کرتا ہے جیسا کہ حشر کے دن ہوگا۔ حساب کتاب کے واسطے پراگندہ چیزیں جمع ہو کر اٹھینگی۔ قبروں سے مردوں کے اٹھنے اور ان کے پراگندہ اجزاء کے جمع ہونے پر ایمان لانا واجب ہے جیسا کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ یقیناً قیامت آنیوالی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور جو مخلوق خاک میں مل گئی ہے۔ سب کو خداوند تعالےٰ اٹھائیگا جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس طرح تم کو پہلے پیدا کیا ہے۔ اسی طرح پھر پیدا کریگا۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ہم نے جسم کو خاک سے پیدا کیا ہے اور پھر تم کو خاک میں ہی بھیجیں گے۔ اور پھر اسی سے تم کو نکالینگے۔ جو لوگ خدا کی راہ میں کوشش کرتے ہیں حق تعالیٰ ان کو پھر اٹھائیگا اور جمع کریگا تاکہ انہیں انکی کوشش کا بدلہ دے۔ اور جن لوگوں نے برے عمل کئے ہیں انہیں انکے برے عملوں کی سزا دیگا۔ اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں ان کو ان کی نیکی کی جزا ملے گی۔ اور ان پر احسان کریگا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس خدا نے تم کو پیدا کیا ہے وہی تم کو ماریگا اور وہی تم کو پھر زندہ کریگا۔ اور جس کو پہلے مخلوق کے پیدا کرنے پر قدرت ہے اس کو پھر بھی یہ قدرت حاصل ہے۔ اور گروہ معطلہ کے لوگ ہلاک ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں نے حشر سے انکار کیا ہے۔ جن لوگوں نے کبیرے اور صغیرے گناہ کئے ہیں انکے حق میں پیغمبر صلعم کی شفاعت کا قبول ہونا اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اور جب گنہگار دوزخ میں جانے لگینگے تو جانیسے پہلے محمد مصطفےٰ صلعم دوسرے پیغمبروں کی امتوں کے سب مسلمانوں کے واسطے سفارش کرینگے اور جب گنہگار دوزخ میں داخل ہو جائینگے تو اس کے بعد آپ خاص اپنی امت کے گنہگاروں کے واسطے شفاعت کرینگے۔ اور امت کے گنہگار آپکی شفاعت کے سبب بخشے جائینگے اور ان کو دوزخ سے نکال لیا جائیگا۔ اور حضرت صلعم کی سفارش کے سوا آپکی امت کے جو مومن اور صالح لوگ ہیں انکی سفارش سے بھی دوزخیوں کو دوزخ سے نجات حاصل ہوگی اور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچیگی۔ کہ محمد صلعم کی امت کا ایک آدمی بھی دوزخ میں نہیں رہیگا۔ اگر کسی کے دل میں ایک ذرہ بھی ایمان ہوا اور ساری عمر میں ایک دفعہ بھی کلمہ توحید کو پڑھا ہوگا تو وہ دوزخ میں نہیں رہیگا۔ مگر فرقہ قدریہ کے لوگ اسکے خلاف ہیں کیونکہ یہ شفاعت ہونیکے قائل نہیں۔ ان سے انکار رکھتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ قرآنمجید میں اس گروہ کو جھوٹا فرماتا ہے۔ انکے حق میں کہتا ہے کہ کوئی تمہاری شفاعت کرنیوالا نہیں ہے اور نہ کوئی دوست ہے جو تمہارا غم کھائے اور انکا مقولہ ہے۔ کہ آیا کوئی ہماری شفاعت کرنیوالا ہے جو ہماری شفاعت کرے اور فرمایا ہے کہ شفاعت کرنیوالے کی شفاعت ان کو کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ اور خداوند تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن شفاعت ہوگی۔ اور اسی طرح حدیث سے بھی شفاعت کا ہونا ثابت ہے۔ ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس کیواسطے زمین کو شق کیا جائیگا۔ وہ میں ہوں اور میں اس پر فخر نہیں کرتا۔ اور تمام لوگوں کا میں سردار ہوں۔ اور اس پر بھی مجھ کو فخر نہیں ہے اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ پکڑا ہوا ہوگا۔ اور اس پر بھی میں فخر نہیں رکھتا۔ اور وہ میں ہی ہونگا جو سب سے پہلے بہشت میں جاؤنگا۔ ... ... اور اس کا بھی میں فخر نہیں کرتا ہوں۔ اور تمام لوگوں سے پہلے بہشت کے دروازہ کی زنجیر میں ہی بلاؤنگا۔ اور مجھے بارگاہ ربانی میں حاضر ہونے کی اجازت دی جائیگی۔ اور یہ ارحم

شرف دیا جائیگا۔ اور میں اُس کے آگے سجدہ میں گر پڑونگا۔ اس وقت خداوند تعالیٰ فرمائیگا اے محمد مصطفےٰ اپنے سر کو اٹھاؤ
شفاعت کر تو جو شفاعت کریگا۔ میں اس کو قبول کرونگا۔ اور جو کچھ تو مانگیگا وہ تم کو دیا جائیگا۔ اس لئے میں سر
کو اٹھاؤنگا اور یہ عرض کرونگا اُمتی اُمتی اور میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ ہمیشہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع
رکھوں۔ خداوند جلشانہ ارشاد فرمائیگا۔ کہ جا کر دیکھ۔ اگر کسی کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے تو
اس آدمی کو دوزخ سے نکال لے۔ اسکے بعد آنحضرت صلعم فرمائینگے۔ کہ میں اپنی امت کے اس قدر آدمیوں کو نکالوں گا
کہ وہ پہاڑ کی اونچائی کے برابر ہونگے۔ اسکے بعد دوسرے پیغمبر مجھے کہینگے۔ کہ اب پھر خداوند کریم کی خدمت میں جاؤ
اسکی درگاہ میں جاکر مغفرت اور بخشش کی درخواست کرو۔ میں ان کو جواب دونگا۔ کہ میں اتنی دفعہ اپنے پروردگار کی طرف
گیا ہوں کہ اب شرمندہ ہوتا ہوں۔ جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں
سے گناہ کبیرہ سرزد ہوئے ہیں میرے لئے انکی شفاعت کرنی ضروری ہے۔ اور ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت
پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ خداوند کریم کی مستجاب الدعوات درگاہ میں جو ایک پیغمبر کی ایک دعا ضرور قبول ہے۔ اور باقی
نبیوں میں سے ہر ایک نبی نے اپنی دعا مانگنے میں جلدی کی ہے۔ مگر میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کے واسطے رکھ چھوڑا
ہے۔ قیامت کے دن خداوند تعالےٰ سے اپنی امت کی شفاعت کی درخواست کرونگا۔ اور خدا نے چاہا تو میری وہ دعا اس شخص
کے حق میں قبول کی ہو جائیگی جس نے اپنی زندگی میں کسی کو خداوند تعالیٰ کا شریک نہیں بنایا۔ اور انس انصاریؓ کہتے ہیں
کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ زمین کی سطح پر جس قدر پتھر اور ڈھیلے موجود ہیں ان کے شمار سے زیادہ لوگ میری شفاعت
سے بخشے جائینگے اور آپ جو شفاعت فرمائینگے تو وہ میزان عدل اور پلصراط پر ہو گی۔ اور ہر ایک پیغمبر کے واسطے اسی طرح ہی شفاعت
ہو گی۔ حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیم خدا کی جناب میں عرض کرینگے۔ کہ اے
میرے پروردگار اے اللہ تو نے بنی آدم کو جلا دیا۔ اللہ پاک انکی دعا قبول کر کے فرما دیگا۔ کہ اگر کسی کے دل میں گیہوں یا جو
کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے۔ تو میں نے اس کو بخش دیا۔ اسے دوزخ سے نکال لو۔ اور اسی طرح دوسرے صدیق اور صالح لوگ
بھی شفاعت کرینگے۔ ابی سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک پیغمبر کے واسطے ایک بخشش ہے
اور جو بخشش میرے واسطے مخصوص ہے۔ میں نے اُس کو امت کے واسطے محفوظ رکھ چھوڑا ہے۔ اور میری امت کے آدمی ایسے
ہونگے کہ ایک آدمی ایک قبیلہ کی شفاعت کریگا اور اسکے واسطے اس قبیلہ کو بخشا جائیگا اور داخل بہشت ہوگا۔ اور ایک
آدمی ایسا ہوگا کہ وہ لوگوں کی ایک جماعت کی سفارش کریگا۔ اور اسکی شفاعت کے سبب خداوند کریم اس کو بہشت عطا فرمائیگا
اور ایک آدمی تین آدمیوں کے واسطے سفارشی ہوگا۔ اور ایک دو شخصوں کی شفاعت کریگا اور ایک آدمی ایک کی۔ ابن مسعودؓ
کہتے ہیں۔ کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی ایک قوم ایسی ہو گی کہ اس پر عذاب نازل ہو رہا ہوگا۔ اور خداوند کریم کی
رحمت کے اور شفاعت کرنیوالوں کی شفاعت پر وہ بہشت میں داخل ہو جائینگے۔ اور اویس قرنی کی یہ مشہور روایت ہے کہ جو لوگ دوزخ
کی آگ سے جل بھن کر بالکل خاک سیاہ ہو چکے ہونگے۔ اُن پر بھی خداوند تعالےٰ اپنا احسان اور فضل کریگا۔ ان کو محض اپنے
کرم سے دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل فرمائیگا۔ اور حسن حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ میں ہمیشہ
اپنے پروردگار سے شفاعت کی درخواست کرونگا۔ اور وہ شفاعت کو قبول فرمائیگا اور میں یہاں تک اسکی جناب میں عرض کرونگا
کہ اے اللہ اگر کسی نے ساری عمر میں ایک دفعہ بھی کلمہ توحید پڑھا ہے تو اس کے حق میں میری سفارش کو قبول کرلے۔ اسکے جواب میں

خداوند تعالیٰ فرمائیگا۔ کہ اے محمد یہ تیرا منصب نہیں ہے اور نہ ہی کسی دوسرے آدمی کا۔ یہ خاص میرا کام ہے میں اپنی عزت اور اپنے جلال
اور اپنی حرمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس آدمی نے کلمۂ توحید پڑھا ہے اور مرتا ہوا ایمان کے ساتھ مرا ہے میں اس کو دوزخ
میں نہیں رکھونگا۔ اور واجب ہی پلصراط پر ایمان لانا۔ اور پلصراط ایک پُل ہے جو دوزخ کی پیٹھ کے اوپر سے گذرتا ہے جب
لوگ اس کے اوپر سے گذرنے لگتے ہیں تو جس کو چاہتا ہے اس کو خداوند کریم دوزخ میں پھینک دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے اس
کو دوزخ سے پار اُتار دیتا ہے۔ اور جو لوگ مسلمان ہیں جس قدر اُنھوں نے نیک عمل کئے ہیں۔ انکے موافق ان کو نور عطا کیا جائیگا
اور یہ لوگ گروہ در گروہ ہونگے۔ ان میں سے بعض تو سوار ہونگے اور بعض دوڑتے ہوئے جارہے ہونگے اور بعض گھٹنوں
اور بعض چوتڑوں کے بل چلیں گے۔ اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ پلصراط کے اوپر کانٹے اُگے ہوئے ہیں۔ اور وہ
کانٹے ایسے ہیں جیسے کہ سعدان کے کانٹے ہوتے ہیں۔ اور آپنے پوچھا کہ تم سعدان کے کانٹوں کو جانتے ہو۔ ہم نے عرض کیا
کہ ہاں جانتے ہیں۔ اس کے بعد آپنے فرمایا کہ وہ کانٹے سعدان کے کانٹوں کی مانند ہیں۔ اور انکی لنبائی کسی کو معلوم نہیں
وہ خدا کو ہی معلوم ہے۔ اور وہ کانٹے ایسے ہیں کہ لوگوں کو کھینچ لینگے۔ اور بعض لوگوں کا یہ حال ہوگا۔ کہ وہ اپنے بُرے عملوں کے
باعث سخت ہلاکت میں گرفتار ہونگے۔ اور بعض کے جسموں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینگے۔ اور بعض آدمیوں کے جسم رائی کی طرح
ریزہ ریزہ کئے جائینگے۔ اور آخرکار اس عذاب سے نجات پالینگے۔ اور آپنے یہ بھی فرمایا کہ وہ کانٹے صرف اس واسطے ہیں کہ بدن
کو چھید جائیں۔ اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ تم بہت عمدہ جانور قربانی کرو۔ کیونکہ یہ پلصراط پر تمہاری سواریاں بنینگے
اور رسول مقبول نے پلصراط کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ بال سے زیادہ باریک ہے اور آگ سے زیادہ گرم ہے اور تلوار سے زیادہ
تیز ہے اور اس کی مسافت قیامت کے سالوں کے حساب سے تین سو سال کے برابر ہے۔ بدکار جب اُسے گذرنے لگینگے تو اس سے
پھسل پڑینگے اور اُس میں گر جائینگے اور نیکوکار سلامتی کے ساتھ پار اُتر جائینگے۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ پلصراط کی
لنبائی آخرت کے سالوں کے حساب سے تین ہزار سال کے برابر ہے اور اہل سنت کا یقین ہے کہ ہمارے رسول مقبول کیلئے
ایک حوض ہے اور مومن اُس سے پئیں گے اور کافر اُس سے محروم رہینگے۔ اور وہ حوض آپ کو بہشت میں داخل ہونے سے
پہلے اور پلصراط سے گذرنے کے بعد عطا ہوگا۔ اور جو کوئی اس حوض سے پانی پی لیگا اس کو پھر کبھی پیاس نہیں لگیگی اور اس
حوض کی چوڑائی ایک مہینے کے راستے کی مسافت ہوگی۔ اور اس حوض کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ
میٹھا۔ اور اُس کے آس پاس ڈوبچیاں ہونگی جن کی تعداد ستاروں کے برابر ہے۔ اور اُس حوض میں دو نل ہونگے۔ ان دونوں
نلوں میں سے کوثر کا پانی بہکر حوض میں بھر جائیگا اور اس کوثر کا مبداء بہشت ہے یعنے بہشت میں سے نکل کر آتا ہے اور اُس کی شاخ
حساب کے میدان میں پہنچی ہوئی ہے۔ ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن میں اپنے حوض
کے پاس بیٹھا ہوا ہونگا۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے اُس حوض کی چوڑائی کتنی ہے۔ آپنے فرمایا کہ اُسکی چوڑائی
میری نشستگاہ سے دریائے عمان تک ہے۔ اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اور اس
میں دو نل لگے ہوئے ہیں جو بہشت سے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو چاندی کا ہے اور دوسرا نل سونے کا ہے۔ اگر کوئی
آدمی ایک دفعہ اس حوض کا پانی پی لے۔ تو پھر اس کو کبھی پیاس نہیں لگتی۔ اور عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول
مقبول نے فرمایا ہے کہ تمہارے وعدہ کی جگہ میرا حوض ہے اور اس کا طول اور عرض برابر ہے۔ اور ایلہ اور مکہ کے درمیان
جس قدر فاصلہ ہے اس سے بھی اس حوض کا فاصلہ زیادہ ہے اور ان دونوں شہروں کے درمیان ایک مہینے کا راستہ ہے

اور اُس حوض میں اس طرح ڈولچیاں پڑی ہوئی ہیں۔ جیسے آسمان پر ستارے نظر آتے ہیں۔ اور اس کا پانی چاندی سے بھی زیادہ سفید ہے۔ اگر کوئی آدمی اس جگہ پہنچ کر اس حوض کا پانی پی لے۔ تو پھر اس کو کبھی پیاس نہیں لگتی۔ اور اسی طرح ہر ایک پیغمبر کو ایک ایک حوض دیا گیا ہے مگر حضرت صالح کے پاس ایسا حوض نہیں ہے ان کا حوض اونٹنی کے پستان ہیں اور اس میں سے ہر ایک اُمت کے مُسلمان پانی پئینگے۔ مگر کافروں کو وہاں سے پینا نصیب نہیں ہوگا۔ اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ میرے حوض کا طول اور عرض اس قدر ہے جس قدر عدن اور عمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ اور اس حوض کے دونوں طرف مجوف موتیوں کے خیمے نصب کئے ہوئے ہیں۔ اور اس میں آبخورے اس قدر اور ایسے ہیں جیسے آسمان میں ستارے دکھائی دیتے ہیں۔ اور اس حوض کی مٹی سے کستوری سے بھی زیادہ خوشبو آتی ہے اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید۔ برف سے زیادہ سرد اور شہد سے میٹھا ہے۔ اگر کوئی اُس میں سے ایک گھونٹ پانی پی لیگا تو پھر وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ پس بعض لوگوں کو وہاں سے اسطرح ہٹا دیا جائیگا جیسے کہ ایک بیگانہ اونٹ اونٹوں میں سے ہانکا جاتا ہے۔ پس میں کہونگا خبردار۔ خبردار نہ ہٹاؤ۔ پس مجھ کو بتلایا جائیگا کہ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا نئی بدعتیں نکالی ہیں میں پوچھونگا کہ وہ کونسا نیا شگوفہ ہے جو انہوں نے میرے بعد کھلایا ہے۔ فرشتے جواب دینگے۔ کہ آپکے بعد ان لوگوں نے دین میں اُلٹ پلٹ اور تغیر و تبدل پیدا کر دیا ہے۔ یہ سُنکر میں بھی اُنہیں کہونگا۔ کہ تم اس جگہ سے ہٹ جاؤ۔ اور خداوند تعالٰے کی رحمت سے دور ہو جاؤ۔ اور فرقہ معتزلہ کے لوگ اس حوض کے وجود سے انکاری ہیں۔ اگر یہ لوگ حوض کے انکار کرنے سے توبہ نہ کرینگے۔ اور قرآن کی آیتوں اور حدیث اور بزرگوں کے قول کے رد کرنے سے تائب نہ ہونگے تو ان کو اس حوض میں سے ایک گھونٹ پانی کا بھی نصیب نہیں ہوگا۔ اس نعمت سے محروم رکھے جائینگے۔ اور پھر پیاسے ہی دوزخ میں ڈالے جائینگے۔ اور انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی میری شفاعت کو جھوٹ جانیگا تو وہ قیامت کے دن اسے محروم رکھا جائیگا۔ اور جو آدمی اس حوض کو جھوٹا تصوّر کریگا۔ اس شخص کو اس حوض میں سے کچھ حصہ نہیں دیا جائیگا۔ اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ قیامت کے دن خداوند جلشانہ محمد مصطفٰے صلعم کو باقی سب پیغمبروں میں سے اونچا کر کے عرش کے اوپر اپنے پاس بٹھلا لیگا۔ عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے ارشاد ربانی کے موافق (قریب ہے کہ تیرا پروردگار تم کو مقام محمود میں کھڑا کرے) فرمایا ہے کہ خداوند کریم اپنے پاس مجھ کو تخت کے اوپر بٹھلا لیگا ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ عائشہؓ نے پیغمبر صلعم سے پوچھا کہ مقام محمود کی کیا کیفیت ہے۔ جس کے دینے کا آپ کو وعدہ دیا گیا ہے۔ آپنے فرمایا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اس مقام میں تم کو تخت پر بٹھلاؤں گا۔ اور عمر بن خطاب بھی ایسی ہی روایت کرتے ہیں۔ اور عبداللہ بن سلامؓ کہتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ جب قیامت ہوگی۔ اس دن تمہارے پیغمبر کو یعنے مجھے بلا لائینگے اور لا کر خداوند کریم کے سامنے کرسی کے اوپر بٹھلا دینگے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اے ابا مسعود رسول مقبول کو صرف خداوند تعالٰے کی کرسی کے اوپر ہی بٹھلا دینگے۔ اور کرسی کے اوپر بٹھلا دینے سے ہی یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ پیغمبر صلعم خدا کے ساتھ ہونگے۔ آپنے ان لوگوں کو جواب دیا کہ تم لوگ ہلاک ہوئے یہ حدیث تو ایسی ہے کہ باقی جتنی حدیثیں ہیں ان سب سے میری آنکھ کو دنیا میں زیادہ صاف کرنیوالی ہے۔ حجاج نے روایت کی ہے کہ جب قیامت ہوگی۔ تو اس دن خداوند کریم اپنے عرش کے اوپر بیٹھ جائیگا اور اپنے دونوں پاؤں کرسی کے اوپر رکھے ہوئے ہونگے۔ اور اس وقت پیغمبر صلعم کو لائینگے اور آپ کو بھی پروردگار کے سامنے کرسی پر بٹھلا دینگے۔ لوگوں نے حمیدی سے پوچھا کہ جب پیغمبر صلعم کرسی پر

بیٹھے ہونگے۔ تو اس وقت خداوند تعالٰے کے ساتھ ہونگے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اور اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ قیامت کے دن جب خداوند تعالٰی مومن کو حساب کے واسطے اپنے پاس بلائیگا۔ تو اس وقت اس پر اپنا پہلو رکھ دیگا۔ تاکہ لوگوں کی نگاہ سے وہ پوشیدہ ہو جائے۔ اس روایت پر جو دلیل عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کی ہے کہ میں نے پیغمبر صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مومن کو خداوند تعالٰے قیامت کے دن اپنے پاس بلائیگا اور اس کو اپنے پہلو سے لوگوں کی نظر سے چھپائیگا۔ اور اس کے بعد خداوند تعالٰی ارشاد فرمائیگا۔ کہ اے میرے بندے تو نے جو فلاں فلاں گناہ کئے ہیں ان کو جانتا ہے اور وہ تم کو یاد ہیں۔ یہ کلمہ دو دفعہ فرمائیگا۔ اس کے بعد وہ بندہ خدا کی درگاہ میں عرض کریگا۔ کہ اے پروردگار اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں مجرم اور گنہگار ہوں۔ جب اس طرح خداوند تعالٰی بندہ کی زبان سے اقرار کرائیگا اور اس کو یہ بھی معلوم ہو جائیگا۔ کہ اب میں ہلاک ہوا۔ تو اس وقت خدا ارحم الراحمین فرمائیگا۔ کہ میں نے تیرے ان گناہوں کو دنیا میں بھی چھپایا تھا۔ اور آج بھی یہ بخش دیتا ہوں۔ اور حساب کرنے سے مراد یہ ہے کہ خداوند کریم اپنے بندہ کو اس کے اعمال کے ثواب اور عذاب کی مقدار سے آگاہ کریگا۔ اور اس کو اس کے گناہوں سے مطلع کریگا۔ اور ان کے فوائد اور نقصانات سے واقف کریگا۔ اور معطلہ گروہ کے لوگ اس سے انکار کرتے ہیں وہ حساب و کتاب کے قائل نہیں۔ اور خداوند تعالٰے ان لوگوں کو اپنے قول سے جھوٹا کرتا ہے۔ فرمایا ہے (انکی بازگشت میری طرف ہے اور انکا حساب بھی میرے اوپر ہے) اور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہٗ ایک ترازو سے جس کے دو پلے اور ایک چوٹی ہوگی۔ نیکیوں اور بدیوں کا وزن کریگا۔ اور ان فرقوں کو اس سے انکار ہے فرقہ معتزلہ۔ فرقہ مرجیہ۔ فرقہ خارجیہ یہ لوگ ترازو کے وجود کے معتقد نہیں اور کہتے ہیں کہ ترازو سے مراد میزان عدل ہے اعمال کا تولنا نہیں۔ اور خداوند تعالٰے کے کلام اور پیغمبر صلعم کی حدیث سے اس قسم کے لوگ کاذب ٹھیرتے ہیں۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے (قیامت کے دن ہم عدل کے واسطے ترازو رکھینگے اور کسی پر کسی چیز میں ظلم نہیں ہوگا۔ اگر کسی کی رائی کے دانہ کے برابر بھی نیکی ہوئی تو وہ بھی اس کو دی جائے گی اور ہم ہی حساب کرنے کے واسطے کافی ہیں) اور پھر فرمایا ہے کہ جس آدمی کے عملوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔ وہ ہمیشہ اپنی زندگی خوشی سے بسر کریگا اور جس کا پلڑا ہلکا ہوگا وہ دوزخ میں رہیگا۔ الخ۔۔ اور اگر کوئی عدل کی تعریف بکی اور گراتی کرنی چاہے تو یہ ٹھیک نہیں۔ یہ ترازو اللہ جل شانہٗ کے اپنے ہاتھ میں ہوگی۔ کیونکہ بندوں کے حساب کو خدا تعالٰے نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ نور بن سمعان کلابی روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن ترازو خداوند تعالٰے کے ہاتھ میں ہوگی۔ ایک گروہ کو تو خداوند تعالٰی بلند کریگا۔ اور ایک گروہ کو پست کریگا۔ اور حذیفہ بن الیمان روایت کرتے ہیں۔ کہ قیامت کے روز ترازو جبرئیل کے ہاتھ میں ہوگی اور خداوند تعالٰے اس روز فرمائیگا اے جبرئیل تو ان لوگوں کے اعمال کو تول۔ جب وہ تولیگا۔ تو بعض کا پلہ تو بھاری ہوگا اور بعض کا ہلکا۔ اور عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ترازو رکھی جاویگی۔ اور ایک پلڑے میں ایک شخص اور دوسرے میں اس کے اعمال رکھے جاوینگے اور اس کے عملوں کا پلڑا ہلکا ہوگا۔ اور جب اس کو دوزخ کی طرف لیجائینگے تو پیچھے سے اس کو ایک آواز دینے والا یہ کہیگا۔ کہ تم اس کے لیجانے میں جلدی نہ کرو۔ اسکی ایک چیز تو نے والی باقی رہگئی ہے۔ وہ چیز کلمہ توحید ہوگا۔ جب اس کو لاکر اس کے ایک پلڑے میں رکھینگے۔ تو وہ اس وقت بھاری ہو جائیگا اور پھر اس کی نسبت یہ حکم دیا جائیگا۔ کہ اب اس کو بہشت میں لے جاؤ۔ اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو ترازو کے پاس لا کھڑا کرینگے۔

اور ننانویں فردیں کاغذ کی بھی لائینگے۔ اُن میں اس آدمی کے نیک اور بدعمل لکھے ہونگے اور ہر ایک فرد اتنی لمبی ہوگی۔ جتنی کہ آدمی کی نگاہ کام کرتی ہے۔ اور ان فردوں کو ترازو میں رکھ دینگے۔ ایک طرف بدی کی فردیں ہونگی اور ایک طرف نیکی کی۔ پس بدی کا پلڑا بھاری ہوگا۔ اور اس کو دوزخ کی طرف بھیجا جائیگا۔ اور جب وہ جانے کے واسطے منہ پھیریگا۔ تو خداوند کریم کی طرف سے اس کو ایک شخص آواز دیگا۔ کہ اس کے لیجانے میں جلدی نہ کرو۔ اس کی ایک چیز تولنے سے باقی رہگئی ہے اور انگوٹھے کی اوپر کی پوری کے برابر ہے۔ اور اپنی اپنی انگوٹھی نصف پوری پکڑی۔ اور کہا کہ وہ کلمہ شہادت ہے یعنے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس لئے اس کو لاکر نیکیوں کے پلڑے میں رکھدینگے۔ اور اُس کے رکھنے سے نیکیوں کا پلڑا بدی کے پلڑے سے بھاری ہو جائیگا۔ اس وقت اس شخص کی نسبت حکم ہوگا۔ کہ اب اس کو بہشت میں لے جاؤ اور کہا گیا ہے کہ انسان کی نیکیاں رائی کے دانے اور چھوٹی چیونٹی کے برابر ہونگی اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ ہونگی۔ اور ان کو نور کے پلڑے میں رکھا جائیگا۔ اور یہ پلڑا خداوند کریم کی رحمت سے بھاری ہو جائیگا۔ اور جو بدیاں ہونگی ان کی صورت بری بھونڈی سی ہوگی۔ اور ان کو تاریک پلڑے میں رکھا جائیگا۔ اور خداوند کریم کے عدل سے یہ پلڑا ہلکا ہو جائیگا۔ اور اس کا ہلکاپن دوسرے پلڑے کے جھک جانے سے معلوم ہوگا۔ اور کہا گیا کہ جس ترازو کا ذکر ہوا ہے وہ دنیا کی ترازو کی مانند نہیں ہے۔ اور ایمان اور شہادت کا کلمہ پلڑے کے بھاری ہونے کا سبب ہے اور شرک کا ہونا اس کی سبکی کا باعث ہے جس کا پلڑا بلند ہوتا ہے یعنے بھاری وہ اپنے مالک کو بہشت میں پہنچاتا ہے۔ اور جس کا پلڑا اونچا ہوتا ہے یعنے ہلکا وہ اپنے مالک کو دوزخ میں پھینکتا ہے۔ اور اس دوزخ کا نام ہاویہ ہے۔ اور وہ زمین کے نیچے کی تہ میں ہے۔ پس جس آدمی کے نیک عملوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔ وہ بہشت میں رہیگا اور خوشی سے زندگی بسر کریگا۔ اور جس کا پلڑا ہلکا ہوگا۔ اس کی ماں ہاویہ دوزخ ہے یعنے اس کے آرام اور بازگشت کی جگہ جلانے والی آگ ہے جس کا نام ہاویہ ہے۔ اور عملوں کے تولنے میں لوگوں کا حال تین قسم پر منقسم ہوگا بعض تو وہ ہونگے۔ کہ بدیوں سے انکی نیکی کا پلڑا بھاری ہوگا۔ ان کو تو بہشت میں پہنچا دینگے۔ اور ایک گروہ کے وہ لوگ ہونگے۔ کہ نیکیوں کی نسبت ان کی بدیاں بھاری ہونگی۔ انہیں دوزخ میں پھینک دینگے۔ اور تیسرے گروہ کے لوگ وہ ہونگے۔ کہ ان کی نیکیوں اور بدیوں کے دونوں پلڑے برابر ہونگے۔ ان کو اعراف میں لیجائیں گے خداوند کریم ان کا حال پوچھیگا اور جب چاہیگا تب ہی ان کو بہشت میں داخل کر دیگا۔ جیساکہ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا ہے (اعراف پر آدمی ہونگے) اور اوپر جو ذکر کیا گیا ہے کہ اعمالنامہ کی ننانویں فردیں تولی جائینگی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ لوگوں نے سب کچھ سُن لیا ہے۔ لیکن جو لوگ مقرب ہیں۔ وہ حساب کے بغیر ہی بہشت میں داخل ہو جائینگے۔ اور ہر ایک بہشتی کے ساتھ ستر ہزار طفیلی ہونگے۔ اس باب میں ایک مشہور حدیث وارد ہے اس کو ملاحظہ کرو۔ اور جو لوگ کافر ہونگے وہ حساب کے بغیر ہی دوزخ میں جائینگے۔ اور بعض مومنوں کا یہ حال ہوگا کہ ان کا حساب آسانی سے ہو جائیگا۔ اور پھر ان کو بہشت میں جانے کے واسطے حکم دیدینگے۔ اور بعض مومن ایسے ہونگے کہ ان کے حساب کی نسبت اُن سے جواب طلب ہوگا۔ اور اس کا فیصلہ خداوند کریم کے اختیار میں ہوگا۔ اگر چاہیگا تو ان کو بہشت میں بھیجیگا اور اگر چاہیگا۔ تو ان کو دوزخ میں داخل کریگا ؎

اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ (جس کے اُس کے ہاتھ میں نامۂ اعمال ملیگا اس کا آسانی سے حساب ہو جائیگا) اور فرمایا ہے کہ

ہر ایک آدمی کی گردن میں قیامت کے دن اعمالنامہ لٹکایا جائیگا اور وہ اعمال نامہ کھلا ہوا دیکھے گا اور اس کو حکم ہوگا کہ تو اپنی اس کتاب کو پڑھ اور آج تیری اپنی جان ہی حساب لینے والی تیرے لئے کافی ہے اور حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ خداوند کریم ساری دنیا کا حساب لیگا۔ مگر جس آدمی نے خداوند کریم کے ساتھ شریک ٹھیرایا ہوگا اس کا حساب نہیں لیگا اور اس کی نسبت حکم ہوگا۔ کہ اس کو سیدھا دوزخ میں بھیجدو۔

بہشت اور دوزخ کے وجود کا ذِکر

اہل سنّت کا عقیدہ ہے کہ بہشت اور دوزخ دونوں مخلوق ہیں۔ اور یہ دونوں گھر ہیں۔ ایک کو خداوند تعالیٰ نے ان لوگوں کے ثواب اور انعام کے واسطے بنایا ہے جو اس کے فرمانبردار بندے اور ایماندار ہیں۔ اور دوسرا ان کی سزا اور عذاب کے واسطے ہے جو گنہگار اور سرکش ہیں۔ اور یہ دونوں سرائیں جب سے پیدا کی گئی ہیں تب سے باقی ہیں۔ اور ان کو کبھی فنا نہیں اور یہ بہشت وہی ہے۔ جس میں حضرت آدم اور حوّا علیہما السّلام اور شیطان مردود رہا کرتے تھے اور پھر اس سے نکالے گئے (مشہور قصہ ہے) اور معتزلہ اس سے انکار کرتے ہیں اس لئے یہ لوگ بہشت میں نہیں جائینگے اور مجھ کو اپنی عمر کی قسم کہ ان لوگوں کو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں ہی رہنا پڑیگا۔ کیونکہ یہ لوگ اس کے وجود کو نہیں مانتے اللہ عزّوجل کے تابعدار بندوں کے واسطے آگ میں جلنے کا حکم لگاتے ہیں۔ ستر سال تک ایک کبیرہ گناہ کے بدلے۔ اور خدا کی کلام اور رسول صلعم کی حدیث ان لوگوں کو جھوٹا ثابت کرتی ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ بہشت جس کی چوڑائی زمین اور آسمان کے برابر ہے پرہیزگاروں کے واسطے تیار کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اُس آگ سے ڈرو جو کافروں کے واسطے تیار کی گئی ہے اور جو چیز تیار کی جائے اسکی نسبت ہر ایک عقلمند یقین کرتا ہے کہ وہ موجود ہے پس اس بیان سے معلوم ہوتا ہے یہ دونوں مخلوق ہیں اور موجود ہیں۔ اور انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جب میں بہشت میں گیا تو ناگہاں ایک جاری نہر پر میرا گذر ہوا۔ جسکی دونوں طرف موتیوں کے خیمے تھے۔ میں نے اس کے آب رواں کو ہاتھ سے چھوا۔ معلوم ہوا کہ وہ کستوری ہے خوشبودار۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا۔ کہ یہ کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ یہ ہے جو اللہ جل شانہ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے۔ ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول بہشت کس چیز سے بنائی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسکی ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک چاندی کی۔ اور ان میں گارا خوشبودار مشک کا ہے اور اسکے سنگریزے یاقوت اور مروارید ہیں اور زمین اسکی ایسی خوشبودار ہے جیسی کہ زعفران اور ورس خوشبودار ہوتی ہے۔ کوئی بہشت میں داخل ہوگا وہ ہمیشہ ہی اُس میں رہیگا اور کبھی نہیں مریگا۔ اُس میں خوش رہیگا اور کبھی کسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوگا۔ اُن کے کپڑے کبھی پُرانے نہ ہونگے اور اُس کی جوانی کبھی فنا نہ ہوگی۔ اور اس کے سوا دوزخ اور بہشت کے پیدا اور موجود ہونے اور اس میں ہمیشہ کی نعمت اور اس کے غیر فانی ہونے کی یہ دلیل ہے کہ خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ بہشت کا سایہ اور اسکی ماکولات ہمیشہ ہیں اور فرمایا ہے کہ بہشت کی نعمتیں نہ ختم ہونے والی ہیں اور نہ ان سے بہشتیوں کو کوئی رُکاوٹ ہوگی۔ اور بہشت کی نعمتوں میں بڑی آنکھوں والی حوریں بھی شامل ہیں خداوند کریم نے ان کو ہمیشہ ہی بہشت میں رہنے کے واسطے پیدا کیا ہے نہ وہ فناء ہونگے اور نہ مرینگے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بہشت میں ایسی حوریں ہیں جو اپنی نظروں کو نیچے رکھتی ہیں اور ان سے پہلے کسی جن اور انسان نے انکو ہاتھ تک نہیں لگایا اور خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جنّت کی حوریں خیموں میں حفاظت میں رہتی ہیں۔ اور ام سلمہؓ نے روایت کی ہے کہ میں نے ایک دفعہ رسول خدا سے اللہ جلشانہ کے اس قول (کامثال لولوء المکنون) کے معنے پوچھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ان کی

صفائی ایسی ہوگی جیسے موتی سیپ میں صاف اور روشن ہوتا ہے اور آپنے یہاں تک فرمایا کہ حوریں کہتی ہیں کہ ہم یہاں ہمیشہ کی رہنے والی ہیں اور ہم کو کبھی موت نہیں آئیگی اور ہم ہمیشہ خوش رہنے والی ہیں اور کبھی ہم کو دکھ نہیں ہوگا اور ہم ہمیشہ قیام رکھنے والی ہیں۔ اور کبھی سفر کی ہم کو حاجت نہیں اور ہمیشہ ہی ہم خوشی اور راضی رہتی ہیں اور نہ ہی کبھی کوئی غم اور غصہ لاحق ہوتا ہے اور راستی کے ساتھ ہم اپنے گھر رہتی سہتی ہیں اور جب بولتی ہیں سچ بولتی ہیں۔ اور پیغمبر سچ سچ بولنے والے ہیں اور آپنے یہ بھی خبر دی ہے کہ وہ ہمیشہ رہینگی اور کبھی نہ مرینگی۔ اور معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر کو دنیا میں تکلیف پہنچائے تو وہ حور جو آخرت میں اس کی زوجہ ہوگی وہ عورت اس کو کہتی ہے کہ خدا تم کو ہلاک کرے تو اس کو دکھ نہ دے یہ تو دنیا میں تھوڑے دن کے واسطے ہی تیرے پاس مہمان ہے۔ جلدی ہی تجھ سے الگ ہوکر میرے پاس آنیوالا ہے۔ پس اس بیان سے ثابت ہے کہ بہشت اور دوزخ کو فنا نہیں۔ اور نہ ہی وہ چیز فنا ہوگی جو اُن میں موجود ہے اور جن کو خداوند کریم اس میں داخل کریگا۔ اُن میں سے پھر کسی کو وہاں سے نہیں نکالیگا اور اس کے رہنے والوں کو موت نہیں آئیگی۔ اس سے محفوظ رہینگے اور جو ان کو نعمتیں دی گئی ہیں وہ بھی کم نہیں ہونگی بلکہ وہ دن بدن بڑھتی ہی جائینگی اور حق جلشانہ جو احکم الحاکمین ہے حکم دیگا کہ موت کو دوزخ اور بہشت کے درمیان ایک دیوار پر رکھ کر مار ڈالو اور جب موت کو مار دیا جائیگا۔ تو بعد میں ایک آواز دینے والا آواز دیکر کہیگا۔ کہ اے بہشت کے رہنے والو اب تم ہمیشہ جیتے رہو گے اور کبھی تم کو موت نہیں آئیگی اور اے دوزخ کے رہنے والو، تم بھی فلاح میں ہمیشہ رہوگے اور مروگے نہیں۔ یہ پیغمبر صلعم کی صحیح روایت سے بیان ہوا ہے۔

رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلعم کی فضیلت کا ذکر

سب اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ محمد مصطفےٰ بن عبداللہ بن عبد المطلب بن ہاشم خداوند تعالیٰ کے رسول اور سب رسولوں کے سردار ہیں اور نبوت ان پر ختم ہے اور وہ تمام انسانوں اور جنوں کی ہدایت کے واسطے بھیجے گئے ہیں جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے تجھے سب انسانوں کی ہدایت کے واسطے ہی بھیجا ہے۔ اور تم سب جہان والوں کے واسطے رحمت ہو) ابن امامہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ سب پیغمبروں پر خداوند تعالیٰ نے مجھ کو بزرگی اور برتری عطاء کی ہے چار چیزوں سے سب لوگوں کی طرف مجھ کو بھیجا ہے آگر حدیث کا ذکر کیا۔ کہ رسول مقبول کو ایسے معجزے عطا کئے گئے ہیں۔ کہ دوسروں کو ویسے نہیں دئے گئے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ معجزوں کی تعداد ایک ہزار ہے۔ اور ان معجزوں میں سے ایک قرآن شریف ہے جس کا نزول خاص طور پر ہوا ہے۔ قرآن مجید کی نظم ایسی ہے کہ وہ کلام عرب کے تمام وزنوں سے الگ ہے اور اسکی ترتیب در بلاغت اور فصاحت ایسی ہے کہ تمام فصیح اور بلیغ لوگوں کی فصاحت اور بلاغت سے کئی درجے بڑھی ہوئی ہے۔ عرب کے تمام فصیح قرآن کی سی فصیح کلام لانے سے عاجز رہ گئے ہیں اور ویسی ایک سورت بھی بیان کرنے سے بھی قادر نہیں ہوسکے جبکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ اے محمد مصطفےٰ تو مخالفوں کو کہہ دے کہ قرآن کی مانند ایک سورۃ بھی لاؤ اگر وہ سچے ہیں تو وہ اسکی مانند کوئی سورت نہیں لا سکینگے، اور فرمایا ہو کہ اے پیغمبر تو ان کو کہہ کہ قرآن کی مانند فصاحت اور بلاغت میں ایک سورت بھی لاؤ! وہ وہ نہ لا سکینگے) اور فرمایا ہے کہ تم قرآن کی مانند کوئی سورۃ لاؤ باوجود فصاحت اور بلاغت میں اپنے زمانہ کے لوگوں سے بڑھے ہوئے تھے پھر بھی قرآن کی مانند سورۃ لانے سے عاجز آگئے اور جب نہ لاسکے تو آنحضرت صلعم کی فضیلت ان پر ظاہر ہوگئی اور ثابت ہوگیا۔ کہ قرآن محمد صلعم کا معجزہ ہے جیسا کہ عصا موسےٰ علیہ السلام کے واسطے معجزہ تھا جب موسیٰ علیہ السلام رسالت کے واسطے بھیجے گئے تو اسوقت زمانہ میں بڑے کامل فن جادوگر موجود تھے اور جب حضرت موسیٰ انکے پاس ہدایت کے واسطے گئے تو انہوں نے اپنے سحر سے بیشمار سانپ نمودار کئے

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ان کے آگے پھینک دیا اور وہ ایک بڑا اژدہا بن کر ان سب کو نگل گیا۔ اس سے
تمام ساحر ذلیل اور خوار ہو کر گمراہی سے پھر گئے اور سجدہ کر دیا اور جیسے حضرت عیسیٰؑ کا معجزہ تھا کہ آپ مردوں کو زندہ کیا
کرتے تھے اور کوڑھی اور مادر زاد اندھے تندرست اور بینا ہو جاتے تھے۔ جس زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ بھیجے گئے تھے اس وقت
بڑے بڑے حاذق اور دانا طبیب موجود تھے اور طبابت کے علم اور فن میں ان کو اس قدر مہارت تھی کہ انسان کے رنج اور
بیماری کو جڑھ سے اکھاڑ دیا کرتے تھے اور باوجود اس قدر مہارت کے ہونے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ نہ کر سکے
اور جب ان کو طبابت میں اپنے سے بہت لائق اور فائق پایا تو سب انکے مطیع ہو گئے۔ اور انکی فرمانبرداری کا حلقہ اپنی
گردنوں میں ڈال لیا۔ پس جس طرح مردوں کا زندہ کرنا حضرت عیسیٰؑ کا معجزہ تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اسی
طرح قرآن مجید محمد مصطفیٰ صلعم کا معجزہ ہے جس کی فصاحت اور بلاغت کی مثال لانے سے سب عاجز رہ گئے ہیں۔ اور آنحضرت
صلعم کے اور بھی معجزے ہیں جیسے انگلیوں کے درمیان سے پانی کا جاری ہونا اور تھوڑے سے طعام سے ایک بڑے گروہ کا
سیر ہو جانا۔ اور زہر ملے ہوئے گوشت کا کلام کرنا اور یہ کہنا کہ مجھ میں زہر ملی ہوئی ہے مجھ سے نہ کھائیے اور چاند کا دو ٹکڑے
ہو جانا۔ اور کھجور کے درخت کا رونا اور اونٹ کا باتیں کرنا۔ اور درخت کا چل کر آنا وغیرہ۔ آپ کے معجزوں کی تعداد ایک ہزار
تک ہے جیسا مذکور ہوا۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ سے ایسے معجزے کیوں صادر نہیں ہوئے جیسا کہ موسیٰ
کا عصا اور ید بیضا۔ اور عیسیٰؑ کا مردوں اور مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کرنا یا جیسے کہ صالحؑ کی اونٹنی اور
دوسرے معجزے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا نہ ہو محمد مصطفیٰؐ کی امت کے لوگ انکو جھٹلائیں اور اس سے پہلے نبیوں
کی امت کی مانند ان پر بھی خداوند تعالیٰ کا عذاب اور غضب نازل نہ ہو جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پہلے نبیوں
کی مثل کو میں نے اس واسطے نہیں بھیجا کہ پہلی امتوں کے لوگوں نے ان کو جھٹلایا۔ اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اگر
پیغمبر صلعم بھی کوئی ویسا ہی معجزہ لاتے جیسا کہ پہلے نبی لائے تو لوگ انکو یہی کہتے کہ تو کوئی نئی اور عجیب چیز نہیں لایا
موسیٰ اور عیسیٰ بھی ایسے ہی معجزے لائے تھے تو اب انکی پیروی ہی کرتا ہے اور جب تک تو کوئی ایسا معجزہ نہ دکھلائیگا
جس کو دوسرے نبیوں نے ظاہر نہیں کیا۔ تب تک ہم تجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ اسی واسطے اللہ جلشانہ نے ہمارے
پیغمبرؐ کو سب سے بڑا اور ایسا معجزہ دیا کہ سب لوگ ان پر ایمان لائے ہیں ٭

محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کی فضیلت اور بزرگی

اہلسنت کا اعتقاد ہے کہ محمد صلعم کی امت باقی تمام امتوں سے بہتر ہے اور افضل امت وہ ہیں جنہوں نے آپ کو
دیکھا اور آپ پر ایمان لائے اور آپکی تصدیق کی۔ اور آپ سے بیعت کی اور آپ کی تابعداری کی۔ اور آپ کے سامنے کفار
سے لڑے اور آپ کی عزت اور مدد کی۔ اور اپنی جان اور مال کو آپ پر فدا کیا۔ اور پھر اس زمانہ کے لوگوں میں سے بہتر
وہ ہیں جو حدیبیہ میں رسول مقبول کے ہمراہ تھے اور آپ سے وہ بیعت کی جسے بیعت رضوان کہتے ہیں۔ اور یہ لوگ
ایک ہزار چار سو مرد تھے اور اہل حدیبیہ سے بہتر وہ ہیں جو جنگ بدر میں آنحضرت صلعم کے ہمراہ تھے۔ اور یہ تین سو تیرہ
آدمی تھے جو اصحاب طالوت کے شمار کے برابر ہیں۔ اور ان سے بہتر چار خیر زیادہ ان کے ۴۰ مرد ہیں جو عمرؓ بن خطابؓ کے
کے ساتھ اسلام لائے تھے اور پھر ان سے بہتر دس مرد ہیں جنکے واسطے آنحضرت صلعم نے گواہی دی ہے کہ یہ لوگ قطعی بہشتی
ہیں اور ان بزرگوں کے نام یہ ہیں۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ عبدالرحمن بن عوفؓ۔ سعدؓ۔ سعیدؓ۔ ابو عبیدہ
بن جراحؓ اور پھر ان دس میں سے چاروں خلیفے زیادہ نیکوکار اور افضل ہیں۔ اور پھر ان چاروں سے حضرت

ابوبکرؓ ہیں۔ اور ان کے بعد حضرت عمرؓ ہیں اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ اور حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ جب آنحضرت صلعم اس جہان سے رحلت فرما گئے تو آپ کے بعد تیس سال تک ان چاروں خلیفوں میں خلافت قائم رہی ہے۔ حضرت ابوبکر کی خلافت کا زمانہ دو سال اور کچھ اوپر ہے اور حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ دس سال ہے اور حضرت عثمانؓ نے بارہ سال خلافت کی ہے اور حضرت علیؓ نے چھ برس تک۔ اور آپ کے بعد معاویہ خلیفہ ہوئے اور انکی خلافت اُنیس سال تک رہی۔ اور اس سے پہلے جب حضرت عمرؓ خلیفہ تھے اس زمانہ میں معاویہ بیس برس تک شام کے حاکم رہے تھے اور چاروں اماموں کی خلافت کا کام آپس کے اتفاق اور رضامندی سے ہوتا تھا۔ اور ہر ایک ان میں سے اپنے اپنے زمانہ میں سب سے بزرگ شمار کیا گیا ہے۔ اور ان کی خلافت تلوار کے زور اور غلبہ اور قہر سے نہیں ہوئی اور نہ اُن میں سے کسی نے اپنے سے بہتر سے یہ خلافت چھینی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُن سے اور اللہ کا سلام اور برکتیں ہوں اُنپر انکی خلافت تمام مہاجرین اور انصار کی رضامندی اور آپس کے اتفاق سے ہوئی ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب حضرت رسول مقبول صلعم نے وفات پائی اور اس وقت خطیب انصار میں سے اُٹھے اور کہا کہ ایک آدمی ہم سے امیر ہو اور ایک تم میں سے۔ حضرت عمرؓ نے اس وقت کہا کہ اے جماعت انصار تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ رسول مقبول صلعم نے حضرت ابوبکرؓ کو لوگوں کا امام بنایا تھا انہوں نے کہا کہ ہاں یہ سچ ہے اسکے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے بہتر کون ہے جو اب ان لوگوں کی امامت کرے۔ اسوقت انصار نے جواب دیا۔ کہ معاذ اللہ اگر ہم ابوبکرؓ سے پیشقدمی کریں اور ایک دوسری حدیث میں اسطرح آیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے ابوبکرؓ کو جس مقام پر کھڑے ہو کر امامت کرنے کے واسطے فرمایا ہے کس کا دل چاہتا ہے کہ اس جگہ سے انکو ہٹایا جائے۔ سب نے کہا کہ ہمارے دل تو نہیں چاہتے۔ کہ ان کو انکی جگہ سے ہٹایا جاوے۔ ہم اللہ تعالےٰ سے بخشش مانگتے ہیں۔ پس انصار اور مہاجرین نے باتفاق حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔ اور حضرت علی اور زبیر اس بیعت میں شریک تھے ایک صحیح روایت میں آیا ہے کہ جب بیعت ختم ہو گئی۔ تو حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہو گئے اور تین دن تک اُنہوں نے کھڑے ہو کر یہ فرمایا۔ کہ اگر کوئی تم میں سے ایسا ہے کہ اُسنے مجھ سے کراہت کے ساتھ بیعت کی ہے تو میں اپنی بیعت کو واپس لے لیتا ہوں یہ سُنکر سب سے پہلے حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ آپ سے جو عہد کیا گیا ہے اُس کو کوئی توڑ نہیں سکتا اور نہ کوئی اس سے پھر سکتا ہے۔ کیونکہ جس کو رسول مقبول صلعم آگے کھڑا کر جائیں۔ کون ہے جو اس کو پیچھے کرے۔ اور لوگوں سے یہ مستند بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے واسطے حضرت علیؓ نے بہت ہی بڑے ساعی تھے۔ عبدالرحمٰن بن لکوا روایت کرتے ہیں کہ جنگ جمل کے بعد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آیا اور آکر آپ سے پوچھا کہ آنحضرتؐ نے خلافت کے باب میں آپ سے کوئی عہد کیا ہے۔ آپنے جواب دیا کہ میں نے اس باب میں بہت کچھ سوچا ہے اور اس سے یہی معلوم ہوا ہے کہ اسلام کے بازو نماز ہے۔ پس ہم راضی ہوئے اپنے دُنیا کے معاملہ اُس پر جس پر راضی ہوئے اللہ اور رسول ہمارے دین کے بارے میں۔ اور ہم نے حضرت ابوبکرؓ کو اپنا امیر بنایا کیونکہ اپنی بیماری کے دنوں میں رسول مقبول نے نماز فریضہ کی اقامت کے واسطے ابوبکرؓ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا جب آپ کی بیماری کے دنوں میں حضرت بلال خدمت میں حاضر ہو کر اقامت نماز کی اطلاع دیتے تھے۔ تو رسول مقبول ان کو فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اور اپنی زندگی کے وقت میں آنحضرت صلعم ابوبکرؓ کے حق میں ایسی گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ جس سے صحابہ کو یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلافت کے زیادہ لائق ہیں۔ اور ایسا ہی حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان اور حضرت علیؓ کے حق میں معلوم ہوا ہے کہ اُنہیں سے بھی ہر ایک اپنے اپنے

وقت میں خلافت کے لائق اور مستحق تھا۔ ابن بطوطہ اپنے اسناد میں روایت کرتے ہیں، کہ حضرت علیؓ نے کہا کہ رسول مقبولؐ
سے سوال کیا گیا۔ کہ آپ کے بعد ہم کس کو خلیفہ بنائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم ابوبکرؓ کو امیر بناؤ، تو اس کو امین پاؤ گے۔
دنیا کا تارک اور آخرت کی طرف رغبت کرنے والا۔ اور اگر عمرؓ کو خلیفہ بناؤ گے۔ تو اس کو ایسا قوی اور امین پاؤ گے کہ
خداوند تعالے کے حقوق ادا کرنے میں اس کو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں ہو گا۔ اور اگر علیؓ کو امیر بناؤ گے
تو اس کو سیدھے راستے پر چلنے والا اور لوگوں کو سیدھا راستہ دکھلانے والا" گے۔ اس لئے سب کے سب پہلے پہل حضرت
ابوبکرؓ کی خلافت پر متفق ہوئے۔ اور ہمارے امام ابی عبداللہ احمد بن حنبل سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی
خلافت نص جلی اور اشارت سے ثابت ہے اور امام حسن بصری اور محدثوں کی ایک جماعت کا مذہب بھی مذہب ہے اور
اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ابوہریرہ رضہ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ معراج کی رات میں جب میں نے
خداوند کریم سے عرض کی۔ کہ میرے بعد علی بن ابی طالب کو خلیفہ بنایا جاوے۔ تو فرشتوں نے مجھ کو جواب دیا کہ اے محمد
صلعم کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور تیرے بعد خلیفہ ابوبکرؓ ہو گا۔ اور ابن عمرؓ نے روایت کی ہے کہ رسول صلعم نے
فرمایا ہے کہ میرے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہو گا۔ اور خلافت کے زمانہ میں تھوڑے ہی دن زندہ رہیگا۔ اور مجاہدؒ کہتے ہیں کہ حضرت
علیؓ نے فرمایا ہے کہ جب پیغمبرؐ خدا دنیا سے رخصت ہونے لگے تو کوچ کرنے سے پہلے انہوں نے مجھ کو یہ کہا ہے۔ کہ ابوبکرؓ
میرے بعد حاکم ہونگے اور ان کے بعد عمرؓ ہونگے۔ اور ان کے بعد عثمان اور انکے بعد تم ہوگے۔ اور جس وقت ابوبکرؓ نے اپنے
بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کیا تو اسوقت اصحاب جمع ہوئے اور انہوں نے مل کر آپکی بیعت کی اور امیر المومنین آپ کا
نام رکھا۔ اور عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ اصحابوں نے ابوبکرؓ کو کہا کہ آپ نے حضرت عمرؓ کو ہمارے اوپر امیر مقرر کیا ہے اور
ان کی مزاج کی سختی سے واقف ہیں۔ قیامت کے دن آپ پروردگار کو اس کا کیا جواب دوگے۔ ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ میں
اس وقت یہ عرض کروں گا۔ کہ خداوندا میں نے ان لوگوں پر اس شخص کو خلیفہ مقرر کیا ہے جو تیرے بندوں میں سے بہتر بندہ
ہے اور حضرت عثمانؓ ابن عفانؓ کی خلافت اصحابوں کے اتفاق اور انکی رضامندی سے مقرر ہوئی تھی۔ اور حضرت عمرؓ
نے اپنے بعد اپنی اولاد کو خلافت سے محروم کر دیا تھا۔ اور چھ اصحاب ذیل کی ایک مجلس شوریٰ مقرر کی طلحہ۔ زبیر۔ سعد بن
ابی وقاص۔ عثمان۔ علیؓ۔ عبدالرحمن ابن عوف۔ اور بعد میں طلحہ اور زبیر اور سعد تینوں علیحدہ ہو گئے۔ اور عثمان اور عبدالرحمن
اور حضرت علی شامل رہے اور عبدالرحمن نے حضرت علی اور عثمان کو کہا کہ میں تم دونوں میں سے ایک کو اللہ اور اُسکے
رسولؐ اور مومنوں کے لئے پسند کرتا ہوں۔ پس اس نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا۔ اور ان کو کہا کہ میں خدا اور رسول خدا کے
احکام کی بجاآوری کے واسطے تمہیں مسلمانوں کا حاکم تجویز کرتا ہوں۔ تو خداوند تعالے اور اس کے رسول کے عہد کی ذمہ
داری اٹھا اور جب ہم تیری بیعت کریں۔ تو لوگوں کو نصیحت کر۔ اور مسلمانوں کے حقوق کے ادا کرنے میں کوشش کرو۔
اور وہی سیرت اور روش اختیار کرو جو خدا کے رسولؐ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے اختیار کی تھی۔ جب حضرت علیؓ نے یہ سنا تو انکو
خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو میں اُس سیرت اور روش پر قدرت نہ پا سکوں۔ اس لئے آپ نے خلافت کو قبول نہ کیا۔ اسکے
بعد عبدالرحمنؓ نے عثمان کا ہاتھ پکڑا اور جو حضرت علیؓ سے گفتگو کی تھی وہی اُن سے کی۔ عثمانؓ نے آپ کی اس تجویز کو
منظور کر لیا اور جب قبول کر لیا تو عبدالرحمن نے آپ کے ہاتھ کو مسح کیا اور انکی بیعت کی اور انکے بعد حضرت علیؓ
نے بیعت کی۔ اور پھر باقی سب لوگوں نے بیعت کی۔ اور اس طرح سب کے اتفاق سے حضرت عثمانؓ خلیفہ مقرر کئے
گئے۔ اور پھر آپ نے آخری دم تک سچائی اور دیانت سے اس کام کو نبھایا۔ اور انکے عہد خلافت میں لوگوں کو کوئی

ایسا موقع نہیں ملا۔ کہ آپ کے حق میں طعن اور تشنیع کرتے اور نہ ہی ان کے قتل کرنے کا کسی کو کوئی بہانہ ہاتھ آیا۔ مگر فرقۂ رافضیہ کو اس سے اتفاق نہیں ہے اس گروہ کے لوگ آپ کو بیجا تہمت لگاتے ہیں، خداوند تعالٰے ان کو ہلاک کرے اور حضرت علیؓ کی خلافت بھی دین کے بزرگوں اور اصحابوں کے اتفاق سے قائم ہوئی ہے۔ ابو عبد اللہ بن بطہ محمد بن حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب عثمانؓ کو لوگوں نے گھیر لیا تھا۔ اسوقت میں حضرت علیؓ کے پاس موجود تھا اسی، اثناء میں ایک آدمی آیا۔ اور اُس نے حضرت علیؓ سے کہا کہ وہ وقت قریب ہے کہ امیر المومنین عثمانؓ کو مار ڈالا جائے یہ سنتے ہی حضرت علیؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور جب اُٹھے تو میں نے انکی کمر کو پکڑ لیا۔ کیونکہ مجھ کو یہ خوف ہوا کہ کہیں یہ خود نہ ہلاک ہو جائیں۔ حضرت علیؓ نے مجھے کہا کہ تم مجھ کو چھوڑ دو۔ تیری ماں نہو۔ میں نے آپ کو چھوڑ دیا اور آپ اسوقت حضرت عثمانؓ کے ہاں گئے۔ اور جب گھر میں آپ کو جا کر دیکھا۔ تو اسوقت عثمانؓ مار ڈالے جا چکے تھے۔ اسکے بعد آپ اپنے گھر میں چلے گئے اور اندر جا کر گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ لوگ آپ کے دروازہ پر جمع ہو گئے اور دروازہ کو اکھاڑ ڈالا اور آپ سے کہا کہ عثمانؓ کو تو مار ڈالا گیا ہے۔ اور خلیفہ کا ہونا ضروری ہے اور اس کام کے واسطے آپ سے زیادہ کوئی لائق آدمی ہم کو معلوم نہیں ہوتا۔ حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ تم مجھ کو خلیفہ نہ بناؤ۔ میں تمہارے لئے وزیر ہوں امیر سے بہتر۔ اُنہوں نے جواب میں عرض کی کہ خدا کی قسم ہم سچ کہتے ہیں کہ آپ سے زیادہ ہم کسی کو اس کام کے لائق نہیں دیکھتے یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ جیسا تم کہتے ہو اگر ایسا ہی ہے تو تم چھپ کر مجھ سے بیعت نہ کرو۔ میں مسجد میں جاتا ہوں جس کسی کو مجھ سے بیعت کرنی منظور ہے وہ آئے اور علانیہ مجھ سے بیعت کرے۔ اس لئے آپ مسجد کی طرف گئے۔ اور وہاں لوگوں نے حضرت علیؓ سے بیعت کی اور ان کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اور پھر آپ شہادت پانے کے وقت تک سچے اور برحق امام ہے۔ بخلاف خوارج کے جو کہتے ہیں کہ وہ ہرگز امام نہ تھے ہلاکت ہو اُن کے واسطے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ طلحہؓ اور زبیرؓ اور عائشہؓ اور معاویہ سے جو حضرت علیؓ کی جنگ ہوئی ہے تو ہم کو مناسب نہیں کہ انکے جھگڑوں اور انکی آپس کی نفرت اور لڑائی کی نسبت گفتگو اور رائے زنی کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالٰے اُنکے معاملہ کو جانتا ہے اور وہی قیامت کو اُن کے دل صاف کر دیگا جیسا کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے، کہ جو کچھ بھی کینہ انکے سینوں میں تھا قیامت کے دن ہم اس کو نکال دینگے اور اس وقت وہ بھائی بھائی ہو جائینگے اور آمنے سامنے تختوں پر بیٹھیں گے، اور حضرت علیؓ اس لڑائی میں حق پر تھے آپکا اعتقاد تھا کہ وہ امام برحق ہیں۔ کیونکہ صحابہ اہل حل اور عقد نے اُنکی امامت اور خلافت پر اتفاق کیا تھا۔ پس انکے بعد جو شخص انکی اطاعت سے باہر ہوا۔ اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کے واسطے مستعد ہوا وہ امام سے باغی اور اُس کے حکم سے نکل گیا۔ اور اس کے ساتھ لڑائی کرنا جائز ہوا۔ اور معاویہ طلحہ اور زبیر نے جو آپ سے جنگ کی تھی۔ اُس کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ آپ سے حضرت عثمانؓ کا قصاص مانگتے تھے جو ظلم سے قتل ہوئے تھے اور جن لوگوں نے انکو قتل کیا تھا مانگتے تھے وہ حضرت علیؓ کے لشکر میں تھے۔ اس لئے ہر ایک نے اس جنگ کے باب میں جو تاویل کی ہے وہ بجائے خود صحیح اور درست کی ہے۔ اور ہمارے واسطے بہتر ہے کہ اس قسم کی گفتگو سے اپنی زبان کو بند رکھیں، اور انکے معاملہ کو خدا کے سپرد کریں۔ کیونکہ وہ احکم الحاکمین اور خوب فیصلہ کرنیوالا ہے۔ ہم اپنے نفسوں کو عیبوں سے پاک کرنے میں مصروف ہوں اور اخلاق ذمیمہ کو اپنے دلوں سے دور کریں اور اپنے ظاہر اور باطن کو ایسے کاموں اور خیالات سے آراستہ کریں جو پسندیدہ ہوں اور حضرت علیؓ کی وفات پا جانے اور حضرت حسنؓ کے خلافت کے ترک کر دینے کے بعد معاویہ ابن سفیانؓ پر خلافت کا مقرر ہونا درست اور ثابت ہے اور حضرت حسنؓ نے جو خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کر دی تھی تو اُس کی وجہ یہ تھی کہ آپکو یہ معلوم ہو گیا تھا۔ کہ اگر

ایسا نہ کیا گیا تو مسلمانوں میں فتنہ اور فساد اُٹھیگا۔ اور خونریزی ہوگی۔ اور حضرت حسنؓ کے ایسا کرنے سے رسول مقبول کا
قول بھی سچا ہوگیا۔ جو آپ نے اُنکے حق میں فرمایا تھا۔ آنحضرت صلعم نے کہا تھا۔ کہ میرا یہ فرزند سردار ہے انکے وسیلے
خداوند تعالےٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح اور اتفاق کی بنیاد ڈالیگا۔ اس لئے معاویہ کو جو خلافت پہنچی تھی
وہ حضرت حسنؓ کے سپرد کر دینے سے پہنچی تھی اور جس سال میں یہ خلافت مقرر ہوئی تھی اُس کا نام سال جماعت رکھا
گیا تھا کیونکہ اُس میں سب لوگوں کے درمیان اتفاق ہوگیا تھا۔ اور مخالفت درمیان سے اُٹھ گئی تھی۔ اور سب نے اتفاق سے
حضرت معاویہ کی فرمانبرداری قبول کی۔ اور اس موقع پر یہ دونوں فریق ہی خلافت کے دعویدار تھے کوئی تیسرا فریق موجود
نہ تھا کہ وہ مخالفت کرتا اور یہ دونوں گروہ حاضر تھے۔ ان میں آپس میں صلح ہوگئی تھی اور حضرت معاویہؓ کا خلیفہ ہونا آنحضرت
صلعم کے ایک قول سے بھی ثابت ہے۔ رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ اسلام کی چکی پینتیس چھتیس یا سینتیس برس
تک چلتی رہیگی اور یہاں چکی سے مطلب اسلام کی قوت اور تقویت کا ہونا مقصود ہے۔ اور تیسؔ سال سے جو پانچ برس
زائد بیان ہوئے ہیں۔ اس سے حضرت معاویہ کا زمانہ مراد ہے کیونکہ جب چاروں اصحابوں کی خلافت کا زمانہ گذر گیا جو تیسؔ
سال تک رہا۔ تو اُس کے بعد معاویہ کی خلافت قائم ہوئی تھی۔ اور معاویہ نے انیسؔ سال تک خلافت کی ہے۔ اور تیسؔ سال
حضرت علیؓ کی خلافت تک گذر چکے تھے۔ اور ہم حضرت پیغمبر صلعم کی سب بیویوں پر بہت نیک ظن رکھتے ہیں اور ہمارا
اعتقاد ہے کہ وہ تحقیق سب مومنوں کی مائیں ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ تمام جہانوں کی عورتوں سے افضل ہے۔ اور اللہ
تعالےٰ نے اپنی پاک کلام کے ذریعہ جو ہم ہر روز پڑھتے اور قیامت تک پڑھتے رہینگے۔ جناب صدیقہ کو ملحدوں کے اس
ناپاک کلام سے جو انہوں نے آپ کے حق میں کہی تھی پاک کیا۔ اور ایسا ہی رسول مقبول کی بیٹی حضرت فاطمہ خدا ان پر انکے
خاوند اور اولاد پر راضی ہو۔ سب جہان کی عورتوں سے افضل ہیں۔ اور حضرت فاطمہؓ سے اسی قدر محبت اور تکریم رکھنی واجب ہے
جس قدر کہ ان کے باپ صلعم کے ساتھ۔ حضرت پیغمبر صلعم فرماتے ہیں کہ فاطمہؓ میرا ایک ٹکڑا ہے جو چیز فاطمہؓ کو رنج دیتی ہے
وہ مجھ کو بھی رنج پہنچاتی ہے۔ پس یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ جل شانہٗ نے اپنی کتاب میں کیا ہے اور انکی ثنا اور تعریف کی
ہے اور یہ مہاجر اور انصار ہیں جنہوں نے دو قبلوں کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھی ہے۔ اللہ جلشانہ نے انکی شان میں فرمایا ہے
کہ جن لوگوں نے مکہ کے فتح ہونے سے پہلے اپنے مال کو خرچ کیا۔ اور کافروں کے ساتھ جنگ کی وہ مرتبہ میں بڑے ہیں۔ ان سے
جنہوں نے مکہ کے فتح ہونے کے بعد اپنے مال کو خرچ کیا۔ اور کافروں کے ساتھ لڑائی کی۔ اور یہ جتنے لوگ ہیں۔ ان سب سے
خداوند کریم نے وعدہ کیا ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک کام کئے ہیں انکو ہم زمین میں خلیفہ بنائیگے
جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے۔ اور فرمایا ہے کہ جو دین ان کے واسطے پسند کیا ہے اس دین کو ہم
مضبوط کریں گے۔ اور ان کا خوف اور خطرہ امن اور راحت سے بدل دیا جائیگا۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ
رسول مقبول کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں۔ اور آپس میں ایک دوسرے پر شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں اور
وہ رکوع اور سجدہ کرنیوالے ہیں تا آخیر آیت تک کہ کھیتی کسانوں کو خوش لگتی ہے اور کفار کو غضب میں لاتی ہے اور خداوند
تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ محمد خدا کا رسولؐ ہے اور جو لوگ اس کے ہمراہ ہیں جعفر ابن محمد ابن باپ سے روایت کرتے
ہیں سختی اور آسانی اور غار اور خیمہ میں ساتھ ہونے والے سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہیں اور کافروں پر سخت ہیں سے
حضرت عمر بن خطاب ہیں۔ آپس میں نرم دل ہیں سے مراد حضرت عثمان بن عفان ہیں۔ اور رکوع کرنے والے سجدہ کرنے
والے اشارہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کی طرف ہے۔ اللہ کی رضامندی اور اس کے فضل کے خواہاں طلحہ اور زبیرؓ ہوں گے

رسُول اللہ ہیں اور اس فقرہ سے مراد کہ انکی علامت انکے چہروں میں سجدہ کے اثر سے ظاہر ہے، سعد، سعید، عبد الرحمن بن عوف اور ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔ اور ان دس بزرگوں کی صفت توریت اور انجیل میں اس طرح آئی ہے کہ جس طرح کھیتی اپنا خوشہ نکالتی ہے سے مراد محمد رسول اللہ صلعم ہیں۔ اور اللہ نے اس زراعت کو حضرت ابو بکرؓ سے قوت بخشی۔ اور یہ حضرت عمرؓ کے باعث پلی اور موٹی ہوئی اور حضرت عثمان کے ذریعہ اپنے تنوں اور اپنی شاخوں پر کھڑی ہوئی۔ اور یہ کھیتی خوبصورت دکھلائی دیتی ہے بباعث حضرت علیؓ کے اور کفار جلتے اور اُن کو جناب پیغمبر صاحب اور اُن کے اصحابوں پر غصّہ آتا ہے اور اہل سنّت کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ کے درمیان جو اختلاف واقعہ ہوا ہے اس سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا واجب ہے اور ان کے حق میں بُرے کلمات کہنے سے پرہیز کیا جائے اور واجب ہے اُن کے فضائل اور نیکیاں بیان کی جائیں اور ان کا معاملہ جو کچھ ہوا ہے خدا تعالیٰ کے سپرد کیا جائے۔ اور جو مخالفت حضرت علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور عائشہؓ اور معاویہؓ کے درمیان واقع ہوئی ہے وہ بھی ایسی ہی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے اور ہر ایک بزرگ کو اُس کے درجے کے مطابق اُس کو بزرگ جانتا ہے مناسب ہے جیسا کہ خداوند کریم فرماتا ہے۔ اور جو لوگ ان کے پیچھے آتے ہیں کہتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش اور ہمارے مومن بھائیوں کو بخش جو ہم سے پہلے گذرے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں کوئی بُرائی انکی نسبت نہ آوے۔ اے ہمارے پروردگار تو ہی ہے شفقت کرنے والا اور تو ہی رحم کرنیوالا ہے) اور اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ یہ ایک گروہ تو گذر چکا اور جو کچھ انہوں نے کیا، کمایا، انکا جواب انکے اپنے ذمّہ ہے اور جو کچھ تم کروگے اسکے تم ذمہ دار ہوگے اور تم سے تو اُن کے کاموں کی نسبت نہیں پوچھا جائے گا۔ اور پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب میرے اصحابوں کا ذکر کیا جائے تو اسوقت تم کو خاموش ہو رہنا چاہئے۔ اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہمارے اصحابوں میں جو اختلاف پڑے اس میں تم کچھ بحث نہ کرو۔ اگر تم میں سے خدا کے راستہ میں کوئی شخص کوہ احد کے برابر سونا خرچ کرے وہ اصحابوں کے ایک مُد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ نصف مُد کے ثواب کو بھی نہیں پہنچتا۔ اور انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسُول مقبول نے فرمایا ہے کہ خوشخبری ہو اُس شخص کو جس نے مجھ کو دیکھا اور نیز اُس شخص کو خوشخبری ہو جس نے اُس شخص کو دیکھا جس نے مجھ کو دیکھا۔ اور رسُول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ میرے اصحاب کو گالی نہ دو پس جس نے میرے اصحاب کو گالی دی، اس پر خدا کی لعنت ہے۔ اور حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ خداوند کریم نے مجھ کو چُن لیا ہے اور پسند کیا ہے اور میرے واسطے میرے یار بھی چُن لئے ہیں اور پسند کر لئے ہیں۔ ان کو میرا مددگار بنایا ہے۔ اور ان کو میرے سُسر اور رشتہ دار بنایا۔ اور آخیر زمانہ میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا کہ وہ اصحابوں کے رُتبہ کو کم کرے گا۔ خبردار تم نے اُنکے ساتھ ہرگز کھانا پینا نہیں ہرگز ان کے ساتھ نکاح کرنا کرانا نہیں، اور اُن کے ساتھ نماز بھی نہ پڑھنی۔ اور اُن پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھنی اور ان پر لعنت کرنی حلال ہے، جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ مقبول نے فرمایا ہے۔ جس شخص نے مجھ سے درخت کے نیچے بیعت کی، وہ کبھی دوزخ میں نہیں جائیگا۔ روائت کی ابو ہریرہؓ کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اہل بدر کو نظر عنایت سے دیکھا، اور کہا کہ جو عمل تم چاہو کرو۔ تحقیق میں نے تم کو بخش دیا۔ اور ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں۔ تم ان میں سے جس کسی کی کلام پکڑوگے ہدایت پاؤگے۔ ابن بریدہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا کہ میرے اصحابوں میں سے جو کوئی جس حصۂ زمین میں فوت ہوا، وہ وہاں کے لوگوں کی شفاعت کریگا۔ اور سفیان بن عیینہؓ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اصحابوں کے حق میں کوئی بے جا کلمہ کہا، تو وہ بدعتی اور گمراہ ہوگا۔ اور

اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ مسلمانوں کے اماموں اور انکی پیروی کرنے والوں کی بات مانی جاوے اور اس کی فرمانبرداری کی جاوے لوگ خواہ وہ نیکوکار ہوں یا بدکار اور خواہ عادل ہوں یا ظالم انکے پیچھے نماز پڑھ لیں۔ اور وہ امام جس کو اپنا جانشین اور نائب بنائے اسکی پیروی اور فرمانبرداری کریں۔ اور اہل سنت کا اس پر بھی اتفاق ہے۔ کہ اس بات کو یقینی مان لینا بھی جائز نہیں ہے۔ کہ فلاں اہل قبلہ قطعی بہشتی ہے یا دوزخی خواہ وہ پورا تابعدار ہو یا گنہگار۔ اور چاہے گمراہ اور تباہ کار ہو اور چاہے سیدھے راستے پر چلنے والا مگر اس آدمی کی نسبت یہ یقین کر لینا درست ہے جس کی بدعت اور گمراہی پر رسول کی طرف سے اطلاع مل چکی ہو۔ اور اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ نبیوں کے معجزے اور ولیوں کی کرامتیں حق ہیں اور اس پر بھی سب متفق ہیں۔ کہ گرانی اور ارزانی بھی خداوند کریم کی طرف سے ہے نہ مخلوق میں سے کسی کی طرف سے کسی بادشاہ اور نہ حاکم کے اختیار میں ہے۔ اور نہ کسی ستارے کی تاثیر کو اس میں کچھ دخل ہے جیسا کہ فرقہ قدریہ اور نجومی کہتے ہیں۔ انس بن مالک رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ گرانی اور ارزانی خدا کے لشکروں میں سے دو لشکر ہیں۔ ایک کا نام رغبت ہے اور دوسرے کا نام ہیبت یعنے خوف ہے اور جب خداوند کریم چاہتا ہے کہ گرانی ہو سوداگروں کے دلوں میں اسکی رغبت ڈال دیتا ہے اور وہ اشیاء کو بند کر رکھتے ہیں اور جب خدا تعالےٰ ارزانی کرنا چاہتا ہے تو سوداگروں کے دلوں میں ہیبت یعنے خوف ڈال دیتا ہے اور وہ اُن چیزوں کو اپنے ہاں سے نکال دیتے ہیں۔ اور ہر ہوشیار دانا مومن کے واسطے بہتر ہے کہ آیات اور احادیث کے جو ظاہری معنے ہوں۔ انکی پیروی کرے اور تابعدار بنے اور نئی باتیں نہ نکالے اور نہ اپنی طرف سے کمی بیشی کرے اور نہ بہت تاویلیں نکالے ایسا نہ ہو کہ بدعت اور گمراہی اختیار کرے اور پھر اس سے ہلاک ہو جاوے۔ عبداللہ بن مسعود رضؓ کہتے ہیں کہ تم پیروی کرو۔ اور بدعت اختیار نہ کرو۔ اور یہی تمہارے لئے کافی ہے۔ معاذ بن جبل رضؓ فرماتے ہیں کہ جو باتیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔ انکی جستجو سے بچو اور یہ بھی مت کہو کہ فلاں چیز کیا ہے۔ جب مجاہد کو معاذ کی یہ حدیث معلوم ہوئی تو اُس نے کہا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ یہ کیا ہے مگر اب سے ایسا نہیں کہیں گے۔ اسلئے ہر ایک مومن کو سنت اور جماعت کی پیروی کرنی واجب ہے۔ پس سنّت اس طریقہ کو کہتے ہیں جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چلے۔ اور جماعت وہ بات ہے۔ جس پر چاروں اصحابوں نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اتفاق کیا ہے۔ اور یہ لوگ سیدھا راستہ دکھلانے والے ہیں۔ کیونکہ ان کو سیدھا راستہ دکھلایا گیا ہے۔ ان سب پر خداوند کریم کی رحمت ہو۔ اور مناسب یہ ہے کہ اہل بدعت کے ساتھ مباحثہ میل جول نہ کیا جاوے۔ اور نہ ان کو سلام کہے۔ کیونکہ ہمارے امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اہل بدعت کو سلام کرتا ہے گو یا وہ ان سے دوستی رکھتا ہے۔ کیونکہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ تم آپس میں سلام پھیلاؤ تاکہ تمہارے درمیان محبت بڑھے اور بدعتیوں کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ ہی ان کے قریب جاؤ۔ اور ان کے کسی خوشی کے وقت یا انکے عید کے دن انکو مبارکباد نہ کہو۔ اور اگر یہ لوگ مر جائیں تو اُن پر جنازہ کی نماز نہ پڑھو۔ اور اگر کہیں ان کا ذکر ہو۔ تو انکے حق میں رحمت کے کلمے نہ کہے جائیں بلکہ ان لوگوں سے دور رہیں اور اُن سے دشمنی رکھیں اور یہ دشمنی خداوند تعالےٰ کے واسطے ہو اور اس اعتقاد سے ہو کہ اہل بدعت کا مذہب جھوٹا ہے اور انکی دشمنی سے ہمکو بڑا ثواب اور بہت اجر ملیگا اور رسول مقبول صلعم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی اللہ کے واسطے اہل بدعت کو اپنا دشمن سمجھے اور دشمنی کی نظر سے انکو دیکھے تو خداوند کریم اسکے دل کو امن اور ایمان سے بھر دیگا اور اگر کوئی شخص اہل بدعت کو خدا کا دشمن جانکر انکو ملامت کرے تو خداوند کریم قیامت کے دن اس کو امن اور ایمان میں رکھیگا۔ اور جو شخص اہل بدعت کو ذلیل اور خوار رکھے اللہ جلشانہ اسکو بہشت میں سو درجے بخشیگا۔ اور جو آدمی بدعتی سے

کشادہ پیشانی یا ایسی طرح سے پیش آئے جس سے وہ خوش ہو تو اُس شخص نے اُس چیز کی حقارت کی۔ جو اللہ تعالے نے رسول مقبول پر نازل فرمائی ہے۔ اور ابی مغیرہؓ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ جلشانہ اہل بدعت کے اعمال قبول نہیں کرتا۔ جب تک وہ بدعت سے باز نہ آئیں۔ اور فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی آدمی اہل بدعت کے ساتھ دوستی کرے تو اسکے نیک عملوں کو خداوند تعالی ضائع کر دیتا ہے اور اسکے دل سے ایمان کا نور نکال لیتا ہے اور جس وقت اللہ تعالے کو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص اہل بدعت سے دشمنی رکھتا ہے تو اللہ جلشانہ اُس کو بخشدے اگرچہ اُسکے عمل تھوڑے ہی ہوں۔ اور جب تو کسی بدعتی کو راستے میں آتا ہوا دیکھے تو اس راستہ کو چھوڑدے اور دوسرے راستے سے ہو کر چلا جا۔ فضیل بن عیاضؓ نے کہا ہے کہ سفیان بن عیینہ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بدعتی کے جنازہ کے پیچھے جاوے تو جبتک وہ واپس نہ آوے خدا کا غضب اُس پر نازل ہوتا رہتا ہے اور تحقیق رسول مقبول نے بدعتی پر لعنت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو آدمی دین میں کوئی نئی بات پیدا کرے یا بدعتی کو اپنے ہاں پناہ دے اُس پر خداوند تعالی اور اس کے سب فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت نازل ہوتی ہے۔ اور اسکے صرف اور عدل کو خداوند تعالے قبول نہیں کرتا اور صرف سے فرض مراد ہے اور عدل سے مراد نفل ہے۔ اور ابوایوب سجستانی روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی آدمی کسی کو سنّت نبوی کی خبر دے اور وہ آگے سے یہ جواب دے کہ آپ اس سنت کو اپنے پاس رہنے دیں اور مجھ کو اس سے اطلاع دیجئے کہ قرآن میں کیا حکم دیا گیا ہے تو اسصورت میں وہ آدمی گمراہ ہے۔

اہل بدعت کی پہچان

یہ بات بھی سمجھ رکھو۔ کہ اہل بدعت کی کچھ نشانیاں ہیں جنسے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ اہل بدعت اہل حدیث کی غیبت کرتا ہے۔ اور زندیق کی پہچان یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو حشویہ جھوٹا کہتا ہے۔ اور قدریہ اہل حدیث کو مجبرہ کہتا ہے اور جہمیہ کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل سنت کا نام مشبہ رکھتے ہیں اور رافضی اہل حدیث کو ناصبیہ کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ اور یہ سب لوگ یہ سب کچھ اسواسطے کرتے ہیں کہ ان کو اہل سنت سے تعصب اور دشمنی ہے۔ اور اہل سنت کا نام صرف ایک ہی ہے یعنے اہل حدیث اس کے سوا اور کوئی نام انکا نہیں۔ اور بدعتی جو اہل سنت کے لقب رکھتے ہیں وہ انکے نام سے بالکل نہیں ملتے جیسا کہ کفار مکہ نے پیغمبر صلعم کے نام ساحر۔ شاعر۔ دیوانہ آسیب رسیدہ اور کاہن رکھے تھے۔ اور حالانکہ ان کو رسول مقبول کے ناموں اور آپ کی صفتوں سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ اللہ جلشانہ اور اس کے فرشتوں اور جنّوں اور انسانوں اور اس کی تمام مخلوقات کے نزدیک رسول مقبول کا نام رسول اور نبی ہے اور آپ سب عیبوں سے پاک ہیں خداوند کریم فرماتا ہے کہ دیکھو تیری شان میں یہ لوگ کیسی تمثیلیں لاتے ہیں اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ یہ لوگ گمراہ ہوگئے ہیں اور کبھی سیدھے راستے پر نہیں آئینگے۔ پس یہ آخری مختصر بیان ہے اس تالیف کا جو ہمنے خداوند تعالی کی پہچان اور اہل سنت کے عقیدہ کی نسبت اپنی طاقت کے مطابق بیان کیا ہے اور انکو دو اور فصلوں میں بھی ہم بیان کرینگے تاکہ وہ آدمی ان باتوں میں بے خبر نہ رہے جو خداوند تعالے کی راہ پر چلنا چاہتا ہے ایک فصل میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ بندوں کی جو صفات اور ان کے اخلاق ہیں ان کو خداوند تعالی کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں ہے۔ اور ان باتوں کو بیان کیا ہے جو اہل اسلام کو ضرر اور نقصان دینے والی ہیں اور ان کا مذکور ہوا ہے جن کا خداوند تعالی کی شان میں بیان کرنا ناجائز ہے اور وہ جو جائز ہیں۔ اور دوسری فصل میں ان لوگوں کا بیان ہے جو بادیہ گمراہی میں پریشان پھرتے ہیں اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جزا اور حساب کے روز ان لوگوں کی حجت باطل ہے۔

پہلی فصل اُن صفتوں کا بیان جن کا خدا کی طرف منسوب کرنا جائز ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ اور وہ صفتیں یہ ہیں نادانی۔ شک۔ تردد۔ غلبہ ظن۔ سہو۔ نسیان۔ اونگھ۔ نیند۔ بیماری۔ غفلت۔ عجز۔ موت۔ بہرا پن۔ گونگا پن۔ اندھا پن۔ شہوت۔ نفرت۔ خواہش۔ غصہ۔ غم۔ افسوس۔ غمگینی۔ حسرت۔ رنج۔ لذت۔ نفع۔ ضرر۔ آرزو۔ قصد۔ جھوٹ۔ اور یہ بھی روا نہیں ہے کہ خداوند تعالےٰ کا نام ایمان رکھا جائے۔ اس کے خلاف فرقہ سالمیہ کہتا ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ کا نام ایمان رکھنا کلام الٰہی سے روا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (جو کوئی کفر کرے ساتھ ایمان کے اسکے سب عمل ضائع ہو گئے) اس کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ جو شخص ایمان کے رو سے انکار کرے وہ اُس شخص کی مانند ہے جس نے ان احکام اور نور الٰہی سے کفر کیا جو رسول اللہ کے ذریعہ ہم کو پہنچے ہیں۔ اور کسی کو یہ کہنا بھی جائز نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کسی کا مطیع ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ جہان کی عورات کے حمل پیدا کرنے والا ہے۔ اور نہ کوئی اُسکی حد ہے اور نہ انتہا اور نہ وہ آگے نہ پیچھے نہ نیچے نہ قبل اور نہ بعد۔ اور شبہات سُنت سے اُسکی کوئی طرف بھی نہیں ہے اور نہ ہی اُسکی ذات میں چگونگی کو دخل ہے یہ صفتیں اُسکی شرع میں نہیں آئیں۔ مگر یہ ضرور ہے کہ خداوند کریم نے عرش پر قرار پکڑا ہے جیسا کہ قرآن اور حدیثوں میں مذکور ہوا ہے جتنی طرفیں ہیں انکا پیدا کرنے والا خدا ہے اور کمیت اور کیفیت ان دونوں صفتوں سے پاک ہے اور اسمیں علماء کا اختلاف ہے کہ خداوند تعالےٰ کو شخص کہنا جائز ہے یا نہیں۔ بعض تو یہ کہتے ہیں کہ خدا کو شخص کہنا جائز ہے اور جن کا یہ عقیدہ ہے وہ اس حدیث کو سند میں بیان کرتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ نے روایت کی ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے (کوئی شخص اللہ سے زیادہ غیرت والا نہیں اور نہ کوئی شخص زیادہ محبت کرنے والا عذر خواہ سے بہ نسبت اللہ کی) اس گروہ کے آدمی اس حدیث کے معنے یہ کرتے ہیں کہ اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں ہے۔ اور گنہگاروں کے عذروں کو دوست رکھنے میں بھی اس سے کوئی زیادہ نہیں ہے اور جو یہ کہتے ہیں کہ خدا کو شخص کہنا جائز نہیں وہ اس کے یہ معنے کرتے ہیں کہ خبر کا لفظ شخص کے معنوں میں صریح نہیں ہے۔ اسلئے احتمال ہے کہ اس حدیث کے معنے یہ ہوں لَا اَحَدَ اَغْیَرُ مِنَ اللّٰہِ خدا کے سوا کوئی غیر نہیں ہے اور بعض روایتوں میں یہ وارد بھی ہے لَا اَحَدَ اَغْیَرُ مِنَ اللّٰہِ اور خدا تعالیٰ کے یہ نام رکھنے جائز نہیں۔ فاضل۔ عتیق فقیہہ۔ فہیم۔ فطن۔ محقق۔ عاقل۔ موقر۔ طیب اور بعض کا یہ قول کہ خدا کو طبیب کہنا جائز ہے اور اسکو عادی نہیں کہنا چاہئے کیونکہ عادی کا لفظ منسوب بہ عاد ہے اور عاد مخلوق ہے اور خدا کو مطیق بھی نہ کہا جائے کیونکہ خداوند کریم طاقتوں کے پیدا کرنے والا ہے اور طاقتوں کی انتہا ہے اور خدا کی ذات کا کوئی انتہا نہیں۔ اور اس کو محفوظ بھی نہ کہا جائے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ حافظ ہے اور خداوند کریم کی صفت مباشرت کے ساتھ درست نہیں۔ اور نہ ہی یہ کہ خدا تعالےٰ کسب کرنے والا ہے کیونکہ کسب خود اسکی قدرت سے پیدا ہوا ہے ان تمام صفتوں سے خدا تعالےٰ پاک ہے۔ کوئی آدمی خدا تعالےٰ کو نیست نہ کہے۔ کیونکہ وہ قدیم ہے مگر اس قدم کی صفت سے نہیں ہے جو ذات پر زائد صفت ہے اور خدا کے وجود کا کوئی آغاز نہیں ہے اور ابن کلاب اس بیان کا خلاف کرتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ خدا قدم کی صفت کے ساتھ قدیم ہے اور وہ باقی ہے کبھی فناء نہیں ہوگا اور خداوند تعالےٰ بے انتہا معلومات کے ساتھ دانا ہے اور بے انتہا مقدورات کے ساتھ قادر ہے اور معتزلہ کو بھی خلاف ہے۔ اس گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب صفتیں انتہا پذیر ہیں اور جن صفتوں سے خداوند تعالےٰ کو موصوف کرنا روا ہے وہ یہ ہیں۔ خوش ہونا۔ ہنسنا۔ غصے ہونا۔ خفا ہونا۔ راضی ہونا۔ تحقیق ہمنے انکو پہلے باب میں بیان کیا ہے وہ موجود ہے۔ خدا تعالےٰ خود فرماتا ہے (خدا تعالےٰ کو اس نے اپنے پاس پایا) اور یہ وصف بھی جائز ہے کہ خدا تعالےٰ کوئی شے ہے۔ اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے (شہادت دینے والی چیزوں سے کونسی شے زیادہ بزرگ ہے کہہ تو خداوند تعالیٰ۔ خداوند کریم کو نفس اور ذات

اور عین کہنا بھی جائز ہے مگر آدمی کے اعضاؤں کے ساتھ اس کو تشبیہ نہ دی جائے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے اور یہ کہنا جائز ہے کہ خداوند تعالیٰ رہے (بغیر معیّن کرنے حد کے۔ جیسا اللہ فرماتا ہے (ہر چیز کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور ہر چیز پر خدا تعالیٰ نگہبان ہے وہ قدیم ہے۔ وہ باقی ہے جس کی انتہا نہیں۔ قادر ہے۔ قدرت کے ساتھ موصوف ہے۔ طاقت کے ساتھ موصوف ہے۔ دانا ہے۔ قوی ہے۔ محکم ہے۔ معلوم کرنے والا ہے۔ کیونکہ یہ صفتیں عالم کے معنے کی طرف رجوع ہوتی ہیں اور شرح اور لغت اس صفت کی مانع نہیں ہے بلکہ ایک شاعر کہتا ہے کہ اے اللہ میں تو نہیں جانتا اور تو جانتا ہے خدا تعالےٰ دیکھتا ہے اور اس کی ضمیر بھی عالم کی طرف راجع ہے وہ اپنی مخلوق اور اپنے بندوں سے واقف ہے یعنے ہر ایک کو جانتا ہے وہ واجد یعنے عالم ہے اور خداوند کریم خوبصورت ہے اور اس کو خوبصورت کہنا جائز ہے اور وہ اپنے بندوں کو بھی خوبصورت بنانے والا ہے اور وہ اپنے بندوں کو انکے عملوں کی جزا دینے والا ہے لغت میں دین کے معنی حساب کے ہیں اور محاورے میں بھی آتا ہے کہ جیسا کوئی کریگا ویسا پائیگا اور وہ دین کے دن کا مالک ہے یعنے حساب کے دن کا۔ اس نے اپنے بندوں کے واسطے شریعت بنائی ہے۔ اور لوگوں کو دعوت کی ہے کہ عبادت کرو اور شریعت پر قائم رہو اور شریعت کو انکے اوپر فرض کر دیا ہے اور لوگوں کے جیسے اعمال ہوتے ہیں انکے موافق انکو جزا دیتا ہے اور مقدر ہے خدا کی صفت کرنی بھی روا ہے۔ فرمایا ہے (ہر چیز کو اندازہ کے ساتھ پیدا کیا ہے یعنے اس اندازہ کے موافق جو ہمارے علم میں تھا اور ہر چیز کو اس کام کے واسطے مقرر کیا ہے جس کے وہ لائق تھے۔ اور خدا تعالےٰ نے راستہ دکھلایا ہے جیسا کہ اس آیت میں وارد ہے یعنے لوطؑ کو یہ خبر کر دی ہے کہ اس کی عورت اس کے اہل کے سوا عذاب کے درمیان پیچھے رہنے والوں میں سے ہے۔ تقدیر اور مقدّر کے معنوں میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا کی ذات اس سے پاک ہے اور اس کی شان اس سے بہت بزرگ ہے اور خداوند تعالےٰ ناظر یعنے سب چیزوں کو دیکھنے اور پانے والا جائز ہے مگر یعنے اندیشہ کرنے اور فکر کرنیوالا ہے جائز نہیں۔ اور خداوند کریم شفیق ہے کیونکہ وہ لوگوں پر شفقت اور رحمت کرتا ہے اور خوف کھانے والا اور غمگین نہیں ہے اور خداوند کریم کو رفیق کہنا بھی روا ہے ان معنوں سے کہ وہ اپنی مخلوق پر رحمت اور مہربانی کرتا ہے نہ ان معنوں سے کہ چیزوں کو ثابت رکھنے اور درستی اور سلامتی کے واسطے فکر کرنے والا ہے اور خداوند تعالےٰ سخی ہے اور اس کا جواز اسی وجہ سے ہی جس سے کہ اس کو کریم اور جواد کہنا جائز ہے کیونکہ ان سب اسموں کے معنے اپنی مخلوق پر فضل اور احسان کرنا ہے اور سخی کے لفظ سے سستی اور نرمی کا ارادہ نہیں کیا گیا جیسا کہ اس قول میں لغت میں استعمال کیا گیا ہے "اَرضٌ سَخِیَّۃٌ" زمین سست اور نرم ہے و "قِرطَاسٌ سَخِیٌّ" اور کاغذ نرم ہے اور خداوند کریم کو ان صفات سے موصوف کرنا روا ہے حکم کرنیوالا۔ منع کرنے والا۔ مباح کرنے والا۔ روکنے والا۔ چیزوں کو حرام کرنے والا۔ حلال کرنیوالا۔ فرض کرنے والا۔ لازم کرنے والا۔ واجب کرنیوالا مستحب کرنے والا۔ راستہ دکھلانے والا۔ فیصلہ کرنیوالا حاکم اور جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے اسی طرح خدا کو ان صفتوں سے بیان کرنا جائز ہے۔ وعدہ کرنے والا۔ ڈرانے والا۔ مذمت کرنے والا۔ تعریف کرنے والا۔ خطاب کرنے والا۔ عبادت کرتے والا کہنے والا۔ بولنے والا یہ جتنے نام ہیں۔ اُن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خداوند تعالےٰ کلام کی صفتوں سے موصوف ہے اور ان معنوں کے رو سے کہ خدا تعالےٰ نے کسی کو پیدا نہیں کیا اور کوئی کام نہیں کیا اور ان معنوں کے رو سے کہ جس چیز کو اس نے پیدا کیا ہے اس کے نیست کرنے والا ہے خداوند تعالیٰ کی یہ صفت کرنی کہ وہ نیست کرنے والا ہے بولا ہے اور حقتعالےٰ کو یہ کہنا بھی جائز ہے کہ وہ کرنے والا ہے کیونکہ جس چیز کو اس نے پیدا کیا ہے وہی ہے جو اس کو کرنے والا ہے۔ خدا تعالےٰ سب چیزوں کا خالق ہے اور ان کے ساتھ ملتبس نہیں۔ ایک دوسرے کی مانند ہونا اور ایک دوسرے کے ساتھ لپٹ جانا جسموں سے علاقہ رکھتا ہے خدا کی ذات اس سے پاک اور صاف ہے۔ اللہ جلشانہ جاعل ہے کیونکہ ہر چیز کا فاعل اور کرنے والا ہے جیسا کہ خداوند کریم

ارشاد فرماتا ہے (ہم نے رات اور دن کو اپنی وحدانیت پر دلیل بنایا) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جعل کے معنے حکم کے ہوں جیسا کہ خدا نے ارشاد کیا ہے (اس کتاب کو ہم نے عربی زبان میں کیا ہے) اور خداوند کریم تارک ہے۔ کیونکہ جو فعل اُسنے کیا ہے اگر وہ چاہتا ہے تو اسکی ترک کر دیتا ہے اور ایسا کرنا اُسکی قدرت میں ہے اور ممکنات اور موجودات سب چیزوں پر اپنی عام قدرت سے اختیار رکھتا ہے اور یہ ان معنوں کے رو سے نہیں ہو کہ وہ خواہشوں کو ترک کر دینے والا ہے۔ اور خداوند تعالےٰ ایجاد کرنے والا ہے۔ کیونکہ وہ چیزوں کو اپنی قدرت سے پیدا کرتا ہے اور اسی طرح خداوند کریم موجد ہے اور ثابت کرنے والا ہے کیونکہ وہ اشیاء کو ثبات اور بقا عطا کرتا ہے جیسا کہ ارشاد کیا ہے (جو لوگ ایمان لائے ہیں خدا تعالیٰ ان کو ثابت رکھتا ہے) اور یہ بھی ارشاد کیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے اس کو مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اس کو ثابت رکھتا ہے اور ام الکتاب اسکے پاس ہے یعنی لوح محفوظ) اور خداوند کریم عامل اور صانع ہے یعنے پیدا کرنے والا ہے اور خدا تعالےٰ مصیب ہے۔ کیونکہ خدا کے جو افعال ہیں وہ اسکی خواہش کے موافق کمی اور بیشی کے سوا وقوع ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک فعل کا نقصان اسکے حال کے موافق ہوتا ہے اور یہ اسکی حکمت پر مبنی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خداوند کریم افعال کی حقیقت پر زیادہ دانا ہے اور اسکے یہ معنی نہیں۔ کہ اس کا فعل حکم کرنے والے کے مطابق ہے اس صفت سے خداوند تعالیٰ پاک ہے یہ صفت اس کے بندوں کے واسطے ہی لائق ہے جو اسکی حکم کی فرمانبرداری کرنے والے ہیں۔ اور اسکی پیروی کرتے ہیں اور جس چیز سے انکو منع کیا ہے اس سے باز رہتے ہیں اور اسی طرح جبکہ وہ تابع ہو اس کا جو اُس کے اوپر اور اس کا سردار ہو۔ اور خداوند تعالےٰ ثواب دینے والا ہے اور نعمت دینے والا ہے اس معنے سے کہ وہ اس شخص کو بناتا ہے جس کو ثواب انعام اور تعظیم دیتی ہے اور خداوند تعالےٰ معاقب اور مجازی ہے کیونکہ جو لوگ گناہگار ہیں۔ ان کو انکے گناہوں کی جزا اور سزا دینے والا ہے اور وہ قدیم الاحسان ہے کیونکہ وہ ہمیشہ سے پیدا کرتا اور روزی پہنچاتا ہے۔ اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے (وہ لوگ جن کو مجھ سے نیکی پہنچتی ہے) اور خداوند تعالےٰ دلیل ہے اور رہنمائی کرتا ہے اس پر امام احمد کی روایت کو بطور سند کے بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہو کہ ایک آدمی نے امام احمد علیہ الرحمۃ سے کہا کہ میرا ارادہ طرطوس میں جانے کا ہے۔ آپ میرے حق میں دُعا فرمائیں۔ اور دعا کا توشہ مجھے عنایت کر دیں۔ امام صاحب نے اسکو فرمایا ہے کہ تو یہ کہہ اے حیران آدمیوں کو راستہ دکھلانے والے مجھ کو ان لوگوں کے راستے پر رہنمائی کر جو سیدھے راستے میں چلنے والے ہیں اور مجھ کو اپنے نیک بندوں سے بنادے خداوند کریم کی صفت جائز ہے کیونکہ ابی اشہ تیمی روایت کرتے ہیں ایک دفعہ میں اپنے باپ کے ساتھ رسول مقبول صلعم کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور اسوقت آنحضرت صلعم کے کاندھے پر ایک ورم نظر آیا جو سیب کی مانند تھا۔ میرے باپ نے آپکی خدمت میں عرض کی میں طبیب ہوں۔ اگر آپ حکم دیں تو آپکی اس مرض کا علاج کیا جائے۔ آپنے فرمایا کہ طبیب اسکا وہی ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے اور ابی سفر روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ بیمار ہو گئے اور جب اصحابوں کو یہ خبر ہوئی۔ تو ملکر آپکے پوچھنے کے واسطے تشریف لے گئے۔ اور آپ کو کہا اگر آپ اجازت دیں تو کسی طبیب کو بلایا جائے آپ نے جواب دیا کہ طبیب نے مجھ کو دیکھ لیا ہے انہوں نے کہا اُس نے کیا کہا ہے۔ آپنے فرمایا کہ اُس نے مجھ کو یہ کہدیا ہے کہ جو کچھ میں چاہتا ہوں۔ وہ کرتا ہوں۔ اور ایسی ہی روایت ابو درداؓ نے بیان فرمائی ہے۔ ایکدفعہ آپ بیمار ہوئے اور لوگ آپ کی بیمار پرسی کو آئے اور پوچھا۔ کہ آپ کو کس چیز کی شکایت ہے جواب دیا کہ اپنی گناہوں کی بیماری کی شکایت ہے اسکے بعد پوچھا کہ تجھے خواہش کس چیز کی ہے۔ جواب دیا جنت کی خواہش رکھتا ہوں۔ پھر انہوں نے کہا کہ اپنے واسطے طبیب بلائیں جواب دیا اس نے مجھے بیمار کیا ہے اور خداوند تعالیٰ کو اُسکے اوصاف سے یاد کیا جائے۔ اور اللہ تعالےٰ کے ننانوے نام جو

اوپر بیان ہوئے ہیں۔ انکو دعا میں پڑھیں۔ انکا دعا میں پڑھنا بہت بہتر ہے۔ اور جو نام اللہ کے اس فصل میں مذکور ہوئے ہیں۔ اگر وہ پڑھے جائیں تو بھی جائز ہیں۔ اور دعا میں ایسے نام نہ لئے جائیں جیسے کہ اے کافروں کو جزا دینے والے۔ اے منافقوں کے جزا دینے والے۔ اے کافروں کے مکر کو جزا دینے والے۔ اے منافقوں کے فریب کو جزا دینے والے۔ اے منع کی گئی چیزوں کو دشمن رکھنے والے۔ اے غضب کرنے والے۔ اے انتقام یعنے بدلہ لینے والے۔ اے دین کے دشمنوں سے دشمنی کرنے والے۔ اے ملیست کرنے والے۔ اے ہلاک کرنے والے۔ اگرچہ یہ سب نام اسکی صفت کے ہیں۔ مگر دعا میں انکو پڑھنا نامناسب ہے ؕ

فصل دوسری، گمراہ فرقوں کے بیان میں۔ کثیر بن عبداللہ بن عمر بن عوف اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ البتہ تم پہلے لوگوں کے راہ پر انکے قدم بقدم چلوگے۔ اگر وہ ایک بالشت چلے ہیں تو تم بھی ایک بالشت چلوگے۔ اور اگر وہ ایک ہاتھ چلے ہیں تو تم بھی ایک ہاتھ چلوگے۔ اگر وہ ایک گز چلے ہیں تو تم بھی ایک ہی گز چلوگے۔ اور اگر وہ سوسمار کی مانند بلوں میں گھسے ہیں تو تم بھی انکی مانند ہی بلوں میں گھسوگے خبردار تمہارا حال وہی ہوگا جو بنی اسرائیل کا ہوا ہے کہ وہ حضرت موسٰی علیہ السلام سے جدا ہو کر اکہتر فرقے ہوگئے۔ اور یہ سب ہی گمراہی تھی صرف ایک گروہ اسلام پر باقی رہا تھا۔ اور وہ ایک جماعت تھی۔ اور اسی طرح بنی اسرائیل کے بہتّر گروہ حضرت عیسٰی سے الگ ہوگئے۔ اور وہ بھی سب گمراہ ہوگئے۔ مگر انمیں سے بھی صرف ایک فرقہ سیدھے راستے پر رہا اور وہ بھی ایک جماعت تھی پس تم بھی تہتر گروہ ہوجاؤگے اور یہ سب گمراہ ہونگے۔ مگر ان سب میں سے صرف ایک ہی فرقہ اسلام پر رہیگا۔ اور عبدالرحمٰن بن مالک اشجعی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت کے تہتر فرقے ہونگے۔ اور ان لوگوں میں سب سے بڑی بلا وہ فرقہ ہوگا جو دین کے کاموں میں اپنے قیاس اور عقل سے کام لینگے اور حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنائینگے اور عبداللہ بن زید، عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔ بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے ہوگئے۔ اور ان میں سے ایک کے سوا باقی سب دوزخی ہیں۔ اور قریب ہے کہ میری اُمت کے تہتر گروہ ہوجائیں۔ اور ان میں سے ایک گروہ کے سوا باقی سب آگ میں جلینگے اصحابوں نے آپ سے پوچھا کہ جو ایک گروہ بہشتی ہے اُسکی کیا صفت ہے آپنے فرمایا کہ جو اس طریق پر ہوگا۔ جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ اور جس تفرقہ کا ذکر آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ وہ نہ تو آپ کے زمانہ میں ہُوا اور نہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کے زمانوں میں ہُوا۔ بلکہ یہ اختلاف صحابیوں اور تابعین کے وفات پا جانے کے کئی سال بعد ہُوا ہے۔ اُسوقت کے بعد جبکہ مدینہ کے ساتوں فقیہہ مرگئے۔ اور شہروں کے علماء اور فقیہہ صاحبان دُنیا سے چل گئے۔ اور قرن بعد قرن اور کئی سال گذر گئے۔ اور انکے مرجانے اور اس دراز عرصہ کے گذر جانے سے علم مفقود ہوگیا مگر تھوڑی سی جماعت ان لوگوں کی باقی رہ گئی۔ اور اسی فرقہ کے لوگ نجات پائینگے اور اللہ نے انکے وجود سے ہی دین کو محفوظ اور نگاہ رکھا جیسا کہ عروہ، عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالیٰ جن کو علم عنایت کرتا ہے اُن سے چھینتا نہیں۔ بلکہ یہ ضرور ہے کہ علم کو عالموں کے ساتھ قبض کرتا ہے اور جب عالم لوگ مرجاتے ہیں اور ان سے دُنیا خالی ہوجاتی ہے تو پھر لوگ جاہلوں کو اپنے امام بنالیتے ہیں جو خود تو گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور ایک دوسری روایت عروہ اپنے باپ سے اور وہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مینے رسول اللہ کو یہ کہتے سُنا کہ اللہ تعالےٰ لوگوں سے علم نہیں چھینتا۔ بلکہ علماء کو قبض کرلیتا ہے اور انکے ساتھ ہی علم بھی چھین لیتا اور اس طرح جب کوئی عالم نہیں رہتا تو لوگ جاہلوں کو اپنے امام بناتے ہیں اور ان سے سوال کرتے ہیں اور وہ فتوی دینے میں

خود گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور کثیر بن عبد اللہ بن عوف اپنے باپ کے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ البتہ حجاز میں دین واپس آئیگا۔ جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ میں گھستا ہے اور البتہ حجاز میں اکثر لوگ دین کی اس طرح تلاش کرینگے جیسا کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر جاکر ہرنوں کی تلاش کرتے ہیں۔ البتہ دین غریب ظاہر ہوُا۔ اور بہت جلد پھر غریب ہو جائیگا۔ اور غریبوں کیلئے یہ خوشخبری ہے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اے رسول اللہ وہ غریب لوگ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد دین کو لوگ خراب کر دینگے۔ اور جو خراب شدہ سنتوں کو درست کرینگے وہ غریب ہی ہوں گے۔ اور عکرمہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ہر زمانہ میں میری ایک سُنّت کو لوگ نیست و نابود کرینگے اور ایک بدعت کو رواج دیا کریں گے۔ اور حارثؓ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول صلعم نے اُن فتنوں کا ذکر کیا جو آخر زمانہ میں پیدا ہونگے۔ حضرت علیؓ نے آپ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول مقبول اُس فتنہ سے کیونکر خلاصی ہوگی۔ آپنے فرمایا کہ کتاب اللہ سے کیونکہ وہ حکمت اور دین اور دنیا کی اصلاح پر شامل ہے اور وہ ایسی سیدھی راہ ہے کہ جو اس پر چلیگا۔ وہ لوگوں کے بہکانے سے بہک نہیں سکیگا۔ اور جب جنوں کی قوم نے اس کو سُنا تو اُنھوں نے بھی کہا کہ ہمنے قرآن کو سُنا ہے اور وہ تعجب میں لاتا ہے جس نے اس کلام سے کہا ہے اس نے سچ کہا ہے۔ اور جس نے اس کے ساتھ حکم کیا ہے۔ اس نے انصاف کیا ہے۔ اور عبد الرحمن بن عمرؓ عرباض بن ساریہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ہم نے پیغمبر کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی۔ اور بعد میں آپنے نصیحت کی۔ وہ ایسی مؤثر اور رقت آمیز تھی۔ کہ ہمارے آنسو نکل پڑے۔ اور اُس سے دلوں میں خوف بھر گیا اور سوز اور گداز پیدا ہوُا۔ اسوقت ہم نے عرض کی کہ اے رسول مقبول آپکی یہ نصیحت ایسی معلوم ہوتی ہے۔ گویا کہ رخصت اور وداع کرنے والی ہے آپنے جواب دیا۔ کہ میں تم کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ پرہیزگاری اختیار کرو۔ اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو۔ چاہے وہ حاکم حبشی غلام ہی ہو۔ جو آدمی میرے بعد زندہ رہیگا وہ میرے پیچھے دین میں بہت اختلاف دیکھیگا۔ اور تم کو مناسب ہے کہ میری سُنّت پر قائم رہو۔ اور خلفائے راشدین کی سُنّت پر جو میرے بعد سیدھی راہ دکھلانے والے ہیں۔ اور اس کو اپنے دانتوں سے مضبوط پکڑو۔ اور میرے دین میں کوئی نئی بات پیدا نہ کرو۔ اس سے پرہیز رکھو یہ بدعت ہے۔ اور کوئی بدعت ہو اس کا اختیار کرنا گمراہی ہے۔ اور ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی اس کی پیروی کریگا جو لوگوں کو سیدھے راستے پر چلاتا ہے تو پیروی کرنے والے کو وہی ثواب اور اجر ملیگا۔ جو سیدھے راستے پر چلانے والے کو ملیگا۔ اور اس کے اجر سے کچھ کم نہیں ہوگا۔ اور جو آدمی اسکی پیروی کریگا جو لوگوں کو گمراہی کی طرف بلاتا ہے۔ تو اس کو بھی ویسی ہی سزا دی جائیگی جیسی کہ گناہوں کی طرف بلانے والے کو ملیگی۔ اور اس کے گناہوں میں بھی کچھ کمی نہیں ہوگی۔

تہتّر گروہوں کا بیان

اصل میں یہ تہتّر گروہ دس گروہ ہیں اہلِ سنّت۔ خارجی۔ شیعہ۔ معتزلہ۔ مرجیہ۔ مشبہ۔ جہمیہ۔ ضراریہ۔ نجاریہ۔ کلابیہ پس اہل سُنّت ایک گروہ ہے۔ اور پندرہ فرقے خارجیوں کے ہیں۔ اور چھ فرقے معتزلہ کے ہیں اور بارہ فرقے مرجیہ کے ہیں اور ۳۲ گروہ اہل شیعہ کے ہیں۔ جہمیہ۔ نجاریہ۔ ضراریہ۔ کلابیہ۔ ہر ایک ان میں سے ایک ایک گروہ ہے اور تین گروہ اہل مشبہ کے ہیں پس یہ سب ملکر تہتّر فرقے ہوئے جیسا کہ رسول مقبول نے انکی خبر دی۔ اور ان سب میں سے صرف ایک گروہ ہی ہے جو نجات پانے والا ہے اور وہ فرقہ اہل سُنّت و جماعت کا ہے۔ اور اہل سنّت کا جو مذہب اور اعتقاد ہے وہ اوپر بیان ہو چکا ہے

اور اس فرقہ ناجیہ کا نام قدریہ اور معتزلہ فرقہ کے لوگ مجبرہ رکھتے ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ تمام مخلوقات اللہ جل شانہ کے ارادے اور اسکی قدرت سے پیدا ہوئی ہے۔ اور مرجیہ فرقہ کے لوگ اس کا نام شکاکیہ رکھتے ہیں کیونکہ یہ لوگ ایمان میں استثناء کرتے ہیں۔ اور ہر ایک آدمی ان میں سے یہی کہتا ہے کہ انشاء اللہ میں مومن ہوں جیسا کہ اوپر اس کا ذکر بھی کیا گیا ہے اور رافضی لوگ اس ناجیہ فرقہ کا نام ناصبیہ رکھتے ہیں کیونکہ اس فرقہ کا دستور ہے کہ جماعت کی رائے سے امام کو مقرر کرتے ہیں اور جہمیہ اور بخاریہ گروہ کے لوگ اس فرقہ کو مشبہ کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ فرقہ خداوند کریم کی ذات کے واسطے یہ صفتیں ثابت کرتا ہے علم۔ قدرت۔ حیاتی اور اسی قسم کی دوسری صفات۔ اور باطنیہ فرقہ کے لوگ ناجیہ کو حشویہ بولتے ہیں کیونکہ اس کے لوگ رسول مقبول کی حدیثوں اور اصحابوں کے آثار پر عمل کرتے ہیں۔ مگر یہ جتنے نام ہیں اُن میں سے کوئی بھی اس فرقہ کے لائق نہیں ہے۔ اگر اس کا درست نام ہے تو وہ اہل سُنّت اور اصحاب حدیث ہے جیسا کہ بیان ہوا۔ مگر دوسرے فرقوں کے نام خارجی اور لقب ضرور ہیں۔ خارجی تو اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ وہ حضرت علیؓ کو امام نہیں مانتے اور حکمیہ اس واسطے کہتے ہیں کہ انہوں نے ابا موسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص کے حکم سے انکار کیا ہے۔ جن کو حضرت علیؓ نے حاکم بنایا تھا۔ جب ان دونوں نے انہیں حکم دیا۔ تو جواب دیا کہ خداوند جلشانہ کے سوا کسی کے حکم کو نہیں مانیں گے۔ اور انکو حروریہ بھی کہتے ہیں یہ نام اس واسطے رکھا ہے کہ یہ زمین حروراہیں اُترے تھے۔ اور انکو شرات بھی کہتے ہیں کیونکہ ان کا یہ بیان ہے کہ ہم نے اپنی جانوں کو خداوند تعالےٰ کے راستہ اور اسکی مرضی میں بیچ دیا ہے اور ان کا نام مارقہ بھی ہے کیونکہ یہ لوگ دین سے باہر نکل گئے ہیں۔ اور رسول مقبول صلعم نے اُنکی شان میں فرمایا ہے۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائینگے۔ جیسے کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ اور وہ پھر دین میں واپس نہیں آئینگے پس یہی وہ لوگ ہیں جو دین سے باہر نکل گئے ہیں۔ اور اسلام سے الگ ہو گئے ہیں۔ اور سنت اور جماعت سے بھاگ کر سیدھے راستے سے گمراہ ہو گئے ہیں اور سلطان وقت سے منحرف اور باغی۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے پاک نہاد اماموں پر تلوار کھینچی ہے اور ان کے خون اور مال کو حلال سمجھا ہے اور جنہوں نے اس گمراہی میں اُنکی مخالفت کی ہے انکو کافر کہتے ہیں۔ اور رسول خدا کے اصحابوں اور آپ کے خسروں کو گالیاں دیتے اور اُنکو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اور ہمیشہ اصحابوں سے بیزار رہتے ہیں اور کفر اور کبیرہ گناہ اُن کی طرف منسوب کرتے ہیں اور جو ان کے خلاف کرے اس کو اچھا سمجھتے ہیں۔ اور قبر کے عذاب اور حوض اور شفاعت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور ان کا یہ مقولہ ہے کہ جن لوگوں کو دوزخ میں ڈالیں گے۔ پھر ان میں سے کسی کو نہیں نکالیں گے اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایک دفعہ جھوٹ بولے یا صغیرہ یا کبیرہ گناہ کرے اور توبہ کرنے کے سوا اسی حالت میں مر جائے تو وہ کافر ہوتا ہے اور ہمیشہ دوزخ میں رہتا ہے اور جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔ اگر پڑھتے ہیں تو اپنے گروہ کے امام کے ساتھ ہی پڑھتے ہیں اور نماز کے وقتوں میں تاخیر کرتے ہیں۔ اور چاند کے دیکھنے سے پہلے ہی روزے رکھنے اور کھولنے شروع کر دیتے ہیں۔ اور بغیر اجازت ولی کے عورت کو دیکھنا اور اس سے نکاح کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ اور متعہ کو جائز ٹھیراتے ہیں اور ایک درم کو دو درم کے بدلے ہاتھوں ہاتھ بیچ دینا حلال سمجھتے ہیں۔ موزے پہنکر نماز پڑھنی یا موزہ پر مسح کرنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ اور بادشاہ وقت کی فرمانبرداری اور قریش کی خلافت کے بھی قائل نہیں۔ اور خارجی لوگ اکثر ان مقاموں میں رہتے ہیں۔ عمان۔ موصل۔ حضرموت اور عرب کا گرد و نواح اور ان لوگوں کے عقائد کی کتابوں۔ عبداللہ بن زید۔ محمد بن حرب۔ یحییٰ بن کامل۔ سعید بن ہارون نے بنایا ہے اور انکے پندرہ فرقوں ہیں۔ ایک فرقہ نجدات کہلاتا ہے اور یہ نجد بن عامر حنفی کی طرف منسوب ہے اور یہ عامرہ کا رہنے والا تھا۔ اور یہ لوگ عبداللہ

بن ناصر کے اصحاب ہیں اور ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی آدمی ایک دفعہ جھوٹ بولے یا صغیرہ گناہ کرے اور اس پر جما رہے تو وہ مشرک ہے اور اگر کوئی زنا کرے یا چوری کرے یا شراب پئے اور اس پر اصرار نہ کرے تو وہ مسلمان ہے اور ان کا اعتقاد ہے کہ دنیا کو امام کی کوئی حاجت نہیں۔ قرآن کا جان لینا ہی لوگوں کو کافی ہے اور ان خارجیوں میں سے ایک گروہ ازارقہ کہلاتا ہے اور نافع بن ازرق کے اصحابوں میں سے ہیں۔ یہ اس کے معتقد ہیں کہ ہر ایک کبیرہ گناہ کفر ہے اور جو آدمی کبیرہ گناہ کرتا ہے وہ کافر ہوتا ہے اور دنیا کفر کا گھر ہے اور کہتے ہیں کہ ابا موسیٰ اور عمرو بن عاص خدا سے کافر ہو گئے ہیں اور ان کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنین نے ان کو حکم دیا تھا کہ تم ہمارے اور معاویہ کے معاملہ کو دیکھ کر غور کرو۔ اور سوچو کہ رعیت کی مصلحت کس میں ہے اور انہوں نے اس باب میں غور کی۔ اور کہتے ہیں کہ مشرکوں کے لڑکوں کو مار دینا جائز ہے اور زانی یا زانیہ کے سنگسار کرنے کو حرام کہتے ہیں۔ اور اگر کوئی پاک آدمی کو زانی ہونے کی تہمت لگائے تو اس کے واسطے کوئی حد مقرر نہیں کرتے۔ اور اگر کوئی پاک محصن عورت کو زانی ہونے کی تہمت لگائے تو اس کے واسطے حد مقرر کر دیتے ہیں۔ اور خارجیوں کا ایک گروہ ابن فطریک سے منسوب ہے اور ایک گروہ عطیۃ بن اسود سے۔ اور خارجیوں کا ایک گروہ عجاردہ کہلاتا ہے اور یہ عبداللہ بن عجرو سے منسوب ہیں۔ اور ان کے بہت سے گروہ ہیں۔ اور یہ سب میمونیہ ہیں۔ اور یہ لوگ پوتیوں۔ نواسیوں بھتیجیوں اور بھانجیوں سے نکاح کرنا جائز سمجھتے ہیں نعوذ باللہ منہا۔ اور کہتے ہیں کہ سورہ یوسف قرآن میں سے نہیں ہے یہ الحاقی ہے اور ان کا ایک فرقہ حازمیہ ہے۔ اور ان کی علیحدگی کا باعث یہ ہے کہ ان کا مقولہ ہے کہ دوستی اور دشمنی خداوند تعالےٰ کی دو صفتیں ہیں۔ اور پھر فرقہ حازمیہ سے ایک فرقہ معلومیہ الگ ہو گیا ہے۔ انکا عقیدہ ہے۔ کہ جو آدمی اللہ جلشانہ کو اس کے ناموں سے نہیں پہچانتا۔ وہ جاہل ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ بندوں کے افعال مخلوق نہیں اور نہ قدرت افعال کے ساتھ۔ اور ان پندرہ گروہوں میں سے ایک فرقہ کا نام مجہولیہ ہے۔ اس گروہ کے لوگوں کا یہ مقولہ ہے کہ اگر کوئی آدمی بعض اسماء الٰہی سے جان لے تو وہ جاہل نہیں بلکہ عالم ہے اور ان میں ایک گروہ صلتیہ کہلاتا ہے یہ عثمان بن صلت سے منسوب ہے اس کا دعویٰ ہے کہ اگر کوئی ہم میں سے اسلام قبول کرے۔ اور اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو وہ لڑکا مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ وہ سن بلوغ کو نہ پہنچے اور اسلام کی دعوت قبول نہ کرے۔ جب بالغ ہو کر اسلام قبول کرے تو وہ مسلمان ہے اور ان میں سے ایک گروہ اخنسیہ کہلاتا ہے اور اخنس کی طرف منسوب ہے۔ اس گروہ کے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر مالک اپنے غلام سے زکوٰۃ لے لے۔ تو اس کو جائز ہے۔ اور جب غلام۔ فقیر اور محتاج ہو جائے۔ تو اس کو بھی اپنی زکوٰۃ سے دینا روا ہے اور دو فرقے ان سے اور نکلے ہیں۔ ایک کا نام ظفریہ ہے اور دوسرے کا حنصیہ۔ ان دونوں گروہوں کا عقیدہ ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی خدا کو پہچان لے اور خدا کے پیغمبر اور بہشت اور دوزخ کو مانے اور سارے گناہ کرے یہاں تک کہ قتل اور زنا کو بھی حلال جانے تو صرف خدا پر اعتقاد رکھنے سے ہی وہ شرک اور کفر سے پاک ہوتا ہے۔ اور شرک یہ ہے۔ کہ کوئی خدا کو نہ پہچانے اور اس کا منکر ہو اور کہتے ہیں کہ لفظ حیران جس کو خداوند تعالےٰ نے اپنی کلام میں بیان فرمایا ہے۔ اس سے حضرت علیؓ اور ان کے اصحاب مراد ہے کیونکہ یہ ان لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اہل نہروان مقصود ہیں اور ان پندرہ فرقوں میں سے ایک فرقہ اباضیہ ہے انکا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند تعالےٰ نے جو چیز اپنے بندوں پر فرض کی ہے وہ ایمان ہے اور ہر گناہ کبیرہ کفر نعمت ہے۔ کفر شرک نہیں۔ اور ان فرقوں میں سے ایک فرقہ بیہسیہ نکلا ہے یہ ابی بیہس سے منسوب ہے ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جب تک کوئی یہ نہ جان لے کہ فلاں فلاں چیزیں خداوند کریم نے حرام کر دی ہیں اور فلاں فلاں حلال۔ اسوقت تک وہ مسلمان نہیں ہوتا اور

اس فرقۂ بھنسیہ میں سے ایک گروہ اور خارج ہوا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی آدمی ایسا گناہ کرے جس کا کرنا اس پر حرام ہے تو اس صورت میں وہ کافر نہیں ہوتا۔ اور اگر اس کو پکڑ کر حاکم کے پاس لے جائیں اور وہاں جانے سے اس پر حد قائم ہو جائے۔ تو اس صورت میں وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور ان سے ایک فرقہ شمراخیہ پیدا ہوا ہے اس کا یہ نام اس واسطے پڑا ہے کہ وہ عبداللہ بن شمراخ سے منسوب ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ماں اور باپ کا مار ڈالنا حلال ہے۔ اس حکم کا اعلان عبداللہ نے دار تقیہ میں کیا تھا۔ اور جب اس کا اعلان کیا تو اس حکم سے خارجی لوگ بیزار اور ناراض ہو گئے۔ اور ان گروہوں میں سے ایک بدعتیہ گروہ ہے۔ اس کے لوگ فرقہ ازارقہ سے موافقت رکھتے ہیں۔ مگر اس قول سے الگ ہیں کہ صبح اور عشا کی نماز دو دو رکعت ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ الخ دن کی دونوں طرفوں کے درمیان اور رات کے نزدیک نماز کو قائم کرو۔ تحقیق نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ اور اس گروہ کے آدمیوں کا یہ عقیدہ بھی ہے۔ کہ اگر کافروں کی عورتیں اور ان کے لڑکے لوٹ میں ہاتھ آجائیں۔ تو اس وقت انکو مار ڈالنا بھی روا ہے۔ کیونکہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے کہ کافروں میں سے کسی سرکش کو زمین پر نہ چھوڑو۔ اور یہ خارجیوں کے جتنے فرقے ہیں۔ یہ سب حضرت علیؓ کو کافر کہتے ہیں۔ اور اس کے واسطے حجت یہ بیان کرتے ہیں کہ علیؓ نے ابی موسیٰ اور عاص کو لوگوں کی مصلحت کے واسطے اپنے اور معاویہ کے درمیان پنچ بنایا تھا۔ اور اگر کوئی آدمی گناہ کرے تو اس کو کافر ٹھہرا لیتے ہیں اور فرقہ نجدہ کے لوگ ان کے اس عقیدہ سے موافقت نہیں رکھتے۔

شیعوں کا ذکر

شیعوں کے کئی نام ہیں انہیں سے بعض کو شیعہ، بعض کو رافضی کہتے ہیں اور بعض کو غالیہ اور بعض کو طیارہ۔ ان کو شیعہ تو اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ حضرت علیؓ کے پیرو ہیں۔ اور باقی سب خلیفوں پر حضرت علیؓ کو فضیلت دیتے ہیں۔ اور انہیں رافضی اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ اکثر اصحابوں کو نہیں مانتے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور زید بن علی کو ترک کرتے ہیں۔ جب زید نے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کو خلافت کے واسطے منظور کیا اور ان کو امام مان لیا۔ زید نے کہا کہ مجھ کو جن لوگوں نے چھوڑ دیا ہے۔ انکا نام رافضی رکھا گیا۔ اور بعض یہ فرق کرتے ہیں کہ شیعہ تو وہ ہے جو عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر بزرگی نہیں دیتا۔ اور جو علیؓ کو عثمانؓ سے افضل جانتا ہے وہ رافضی ہے۔ اور ان میں سے ایک وہ قطعیہ کہلاتا ہے جو موسیٰ بن جعفر کی موت کے وقت الگ ہو گئے تھے اور فرقہ غالیہ وہ ہے جس کے لوگ حضرت علیؓ کی شان میں بہت مبالغہ کرتے ہیں۔ اور خدا اور پیغمبر کی جو صفتیں ہیں حضرت علیؓ کو ان سے موصوف کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اس گروہ کے عقائد کی کتابوں کو تصنیف کیا ہے ان کے نام یہ ہیں۔ ہشام بن حکم۔ علی بن منصور۔ ابوالاحرص۔ حسین بن سعید فضل بن شاذان۔ ابو عیسےٰ وراق۔ ابن راوندی اور یہ لوگ اکثر ان شہروں میں رہتے ہیں۔ قم اور قاشان۔ بلاد ادریس اور کوفہ

رافضی گروہ

اس کے تین فرقے ہیں۔ غالیہ۔ زیدیہ۔ رافضیہ اور پھر غالیہ کے بارہ گروہ ہیں۔ بیانیہ۔ طیاریہ۔ منصوریہ۔ مغیریہ۔ خطابیہ۔ معمریہ۔ بزیغیہ۔ مفضلیہ۔ متناسخہ۔ شریعیہ۔ سبائیہ۔ مفوضہ اور دوسرے فرقہ زیدیہ کی چھ شاخیں ہیں۔ جارودیہ۔ سلیمانیہ۔ تبریہ۔ نعیمیہ۔ یعقوبیہ اور چھٹا فرقہ جو دنیا میں واپس آنے کا انکاری نہیں یعنی تناسخ کو مانتے ہیں۔ اور ابوبکرؓ اور عثمانؓ سے بیزار ہے اور رافضیہ گروہ کے [illegible] فرقے ہو گئے ہیں۔ قطعیہ۔ کیسانیہ۔ کریبیہ۔ مغیریہ۔ محمدیہ۔ حسینیہ۔ ناؤسیہ۔ اسمٰعیلیہ۔ قرامضیہ۔ مبارکیہ۔ شمیطیہ۔ عماریہ۔ ممطورہ۔ موسویہ۔ امامیہ۔ رافضیوں کے سب گروہوں اور فرقوں کا اس پر اتفاق ہے

کہ امامت کا ثبوت عقل سے ہے حالانکہ امامت نص سے ثابت ہے اور جس قدر امام ہیں وہ تمام آفتوں اور غلطیوں سے پاک ہیں۔ اور سہو اور خطا سے بچے ہوئے ہیں اور جب اعلیٰ درجہ کا آدمی موجود ہو تو اس کے ہوتے ہوئے ادنیٰ درجہ کے آدمی کو امام بنانے سے انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ اماموں کے ذکر میں اوپر بھی بیان ہو چکا ہے اور بالاتفاق حضرت علیؓ کو باقی تمام اصحابوں پر بزرگی دیتے ہیں۔ اور ان لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ پیغمبر صلعم نے اس سے آگاہ کیا ہے کہ میرے بعد حضرت علیؓ ہی میرے خلیفہ ہونگے۔ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور دوسرے اصحابوں سے بیزار ہونا مگر بعض کو ... ل بھی کہتے ہیں سوا اس کے جو فرقہ زیدیہ کی حکایت بیان کی گئی ہے۔ اور اس بات پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ رسول مقبول کے بعد خلافت کا حق حضرت علیؓ کا تھا لیکن بعد میں ایسا نہیں کیا۔ اس واسطے سب لوگ مرتد ہو گئے ہیں۔ مگر چھ آدمیوں کو انہیں شامل نہیں کرتے۔ ان میں سے چار تو یہ ہیں علی۔ عمار۔ مقداد بن اسود۔ سلمان فارسی دو ان کے سوا اور ہیں۔ اور اس فرقہ کا یہ قول بھی ہے کہ جب امام کو کوئی خوف ہو تو اس کے واسطے یہ کہہ دینا جائز ہے کہ میں امام نہیں۔ اس گروہ کا اعتقاد ہے کہ کسی چیز کے ظاہر ہونے سے پہلے خداتعالیٰ اس کو نہیں جانتا۔ اور ان کا یہ مقولہ ہے کہ حساب کے دن سے پہلے مُردے دنیا میں واپس آجائینگے۔ مگر غالیہ گروہ کے لوگوں کو اس سے اتفاق نہیں۔ انکا یہ قول ہے کہ کوئی قیامت نہیں اور نہ ہی حساب اور کتاب ہوگا۔ اور ان تمام کا یہ عقیدہ ہے کہ امام صاحب کو ایسا علم ہوتا ہے کہ جو چیز پچھلے زمانہ میں ہو چکی ہے اور آئندہ ہونے والی ہوتی ہے چاہے دنیا کے متعلق ہو اور چاہے دین کے متعلق ہر ایک کو جانتا ہے یہاں تک کہ سطح زمین پر جس قدر ٹھیکریاں اور مینہ کے قطرے پڑتے ہیں انکی تعداد بھی اس کو معلوم ہوتی ہے۔ اور درختوں کے جتنے پتے ہیں۔ اُن کے شمار سے واقف ہے اور اماموں نے اپنے اپنے معجزے بھی دکھلائے جیسے کہ نبیوں علیہم السلام نے معجزے دکھلائے ہیں اور اُن میں سے اکثر لوگوں کا یہ مقولہ ہے کہ جس نے حضرت علیؓ سے لڑائی کی ہے وہ کافر ہے اور اسی قسم کی بکواس بھی بہت سی باتیں کہتے ہیں۔ مگر فرقہ غالیہ کا عقیدہ ہے کہ جتنے پیغمبر ہوئے ہیں ان سب سے حضرت علیؓ افضل اور بہتر ہیں اور دوسرے اصحابوں کی مانند زمین میں دفن نہیں کئے گئے بلکہ وہ بادلوں پر ہیں اور وہاں سے ہی اپنے دشمنوں کے ساتھ لڑائی کرینگے اور جب آخیر زمانہ آئیگا تو اسوقت دنیا میں اُتر آئینگے اور اپنے تمام دشمنوں کو اور ان لوگوں کو جو آپ سے بغض رکھتے تھے سب کو قتل کر ڈالیں گے۔ حضرت علیؓ اور باقی جس قدر معصوم امام گذرے ہیں وہ مرے نہیں۔ یہ لوگ قیامت تک زندہ رہیں گے۔ کیونکہ موت انکے پاس آہی نہیں سکتی۔ اور ان کا دعویٰ ہے کہ حضرت علیؓ ہی پیغمبر ہیں صرف اتنی بات رہ گئی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ان پر وحی نازل کرنی بھول گئے ہیں۔ اور ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ علیؓ خدا ہیں۔ ان پر خدا کی اور تمام فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت تاقیامت رہے خدا ان کا نام و نشان اس جہاں سے مٹا ڈالے۔ اور انکی بستیوں کو زمین سے دور کر دے۔ اور انہیں سے زمین پر پھرنے والا کوئی باقی نہ رہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے غلو میں بہت بڑھ گئے ہیں۔ کفر پر خوب جم گئے ہیں۔ اسلام کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ خداوند کریم اور قرآن اور تمام پیغمبروں کو نہیں مانتے۔ جو لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ان سے خدا اپنی پناہ میں رکھے۔ اور فرقہ غالیہ سے بنانیہ نکلا ہے اور یہ بنان بن سمعان کی طرف منسوب ہے اور اس گروہ کی تمام جھوٹی اور لغو باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ خداوند کریم کی شکل اور صورت ایسی ہے جیسی کہ انسان کی صورت ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور بہت بزرگ اور برتر ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے اُس کی مانند کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے) اور فرقہ غالیہ سے ایک اور گروہ طیار نام نکلا ہے۔ اور یہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیار کی طرف منسوب ہے اور یہ تناسخ کو مانتے ہیں اور اس کے قائل ہیں۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی رُوح خدا کی رُوح ہی ہے خداوند تعالیٰ آپ آدم کے قالب میں اُتر آیا ہے اور اسکی جدائی اسی تناسخ کے قائل ہونے میں ہے

اور اس باب میں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جب انسان مرتا ہے اور اسکی روح بدن سے نکلتی ہے تو وہ پہلے بکری کے بچہ میں جا داخل
ہوتی ہے اور پھر اس کے قالب سے نکل کر دوسرے قالب میں جاتی ہے اور اسی طرح ہر ایک قالب میں دورکرتی رہتی ہے اور
سب کے بعد پائخانہ کے کیڑے کے قالب میں جاتی ہے یا انہیں جوئوں کیڑوں کی مانند ہوتے ہیں اور آخیر درجہ تناسخ کا ہے۔ مگر
بعض کہتے ہیں کہ گنہگاروں کی روحیں لوہے اور مٹی اور کچے برتنوں میں داخل ہوتی ہیں۔ اور وہاں وہ اپنے گناہوں کی مقدار
کے موافق اس طرح عذاب بھگتتی ہیں کہ کہیں وہ برتن کوٹے جاتے ہیں اور کہیں آگ میں پکائے جاتے ہیں۔ اور کہیں گلائے
جاتے ہیں اور استعمال ہونے میں کہیں ذلیل ہوتے ہیں اور کہیں خوار ہوتے ہیں۔ ان حالتوں میں وہ روحیں اپنے گناہوں کی
سزا پاتی رہتی ہیں اور فرقہ مغیرہ۔ مغیرہ بن سعد کی طرف منسوب ہے جس نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ ان کا خیال ہے کہ خداوند
تعالیٰ نور ہے اور وہ آدمی کی صورت پر ہے اور مغیرہ کا دعویٰ تھا کہ وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے وغیرہ وغیرہ اور منصوریہ فرقہ
ابی منصور سے منسوب ہے۔ ابی منصور کا یہ یقین تھا کہ میں آسمان کی طرف گیا ہوں اور خداوند تعالیٰ نے میرے سر کو چھو
لیا ہے اور اس کا یہ بھی عقیدہ تھا۔ کہ خدا کی مخلوقات میں سے سب سے پہلا آدمی حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہیں اور انکے بعد
حضرت علی کرم اللہ وجہہ پیدا ہوئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ رسالت منقطع نہیں ہوئی۔ اور بہشت اور دوزخ کوئی نہیں
اور اگر کوئی شخص ہم میں سے ہمارے چالیس دشمنوں کو مار ڈالے تو وہ بہشت میں داخل ہوتا ہے۔ اور لوگوں کا مال
کھا لینا حلال جانتے ہیں۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ حضرت جبرئیل نے رسالت کے بارے میں غلطی کی ہے اور یہ کفر
ان کا اتنا بڑا ہے کہ اس کے برابر اور کوئی کفر نہیں۔ اور خطابیہ گروہ ابی خطاب سے منسوب ہے۔ اس فرقہ کا عقیدہ ہے
کہ امام نبی اور امین ہیں۔ اور ہر ایک زمانہ میں دو پیغمبر رہتے ہیں ایک پیغمبر ان میں سے بولنے والا ہوتا ہے اور اسکے
ساتھ ایک چپ۔ چنانچہ محمد مصطفےٰ صلعم پیغمبر ناطق ہوئے ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ چپ چاپ۔ اور فرقہ
معمریہ کے لوگوں کا بھی یہی اعتقاد ہے اور یہ فرقہ خطابیہ سے نماز کے چھوڑ دینے کی زیادتی کے سبب الگ ہوئے ہیں۔
اور بزیعیہ اور بزیع سے منسوب ہے ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جعفرؓ خدا ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ خدا
جعفرؓ کی سی صورت کا ہے خدا ان کو ہلاک کرے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ جعفرؓ کے پاس وحی نازل ہوتی ہے۔ اور وہ
فرشتوں کے پاس چلا جایا کرتا تھا۔ خدا ان کو ہلاک کرے۔ اسی قسم کی انکی لغو باتیں اور جھوٹی حکائتیں عجیب و
غریب ہیں جو درج کی گئی ہیں ان لغویات اور جھوٹی باتوں کے سبب یہ گروہ اس قابل ہے کہ اسکو خداوند تعالیٰ
اسفل السافلین میں پھینکے۔ اور نیچے سے نیچے ہاویہ دوزخ کی آگ میں جلائے۔ اور فرقہ مفضلیہ مفضل صراف سے
منسوب ہے۔ اس گروہ کے لوگ اپنے آپ کو پیغمبر بناتے ہیں اور سراسر جھوٹے ہیں۔ اور اماموں کے حق میں ان کا
قول نصاریٰ کے قول کی مانند ہے جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حق میں کہتے ہیں۔ اور فرقہ شریعیہ شریع
سے منسوب ہے۔ اس گروہ کے لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خداوند کریم پانچ آدمیوں کی صورت میں اترا ہے۔ محمد مصطفےٰ
حضرت عباس۔ حضرت علی۔ جعفر۔ عقیل۔ سبائیہ فرقہ عبداللہ بن سبا سے نسبت رکھتا ہے۔ اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ
حضرت علیؓ نے وفات نہیں پائی۔ اور قیامت سے پہلے وہ پھر دنیا میں واپس آئینگے۔ اور سید حمیدی اسی گروہ میں سے ہیں
فرقہ مفوضیہ کا اعتقاد ہے کہ اللہ جل شانہ نے لوگوں کی تدبیر اماموں کے سپرد کی ہے اور تحقیق محمد مصطفےٰ کو خدا نے
پیدائش عالم کی اور اسکی تدبیر کی قدرت دی۔ اور ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں ان میں سے
خدا کی پیدا کی ہوئی کوئی بھی نہیں ہے اور ایسا ہی حضرت علیؓ کے حق میں کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے عالم کے پیدا

کرنے کا کام ان کے بھی سپرد کیا ہے اور اس گروہ کے لوگوں کا یہ معمول ہے کہ جب بادل کو دیکھتے ہیں تو اسوقت
حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر سلام پہنچاتے ہیں۔ کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ ابر میں رہتے ہیں اور فرقہ زیدیہ
کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ زید بن علی کے قول کی تائید کرتا ہے کہ اس سے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی خلافت کا جو حق سمجھا
ہے وہ درست ہے۔ اور جارودیہ فرقہ ابی جارود سے نسبت رکھتا ہے۔ اس گروہ کے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت
علیؓ محمد مصطفےٰ کے وصی ہیں۔ اور وہ برحق امام ہیں۔ اور پیغمبر صلعم نے آپ کی نسبت آپ کی صفت سے خبر دی
تھی۔ آپ کے نام سے خبر نہیں دی اور ان کا اعتقاد ہے کہ امامت امام حسین تک ہے اور انکے بعد کوئی امام نہیں مگر کہ
مجلس شوریٰ جس کے حق میں جو فیصلہ کرے وہی ٹھیک ہے اور سلیمانیہ فرقہ سلیمان بن کثیر سے منسوب ہے۔ زرقان
لکھتے ہیں کہ اس گروہ کے لوگ امام برحق حضرت علیؓ کو قرار دیتے ہیں۔ اور آپ کے حق میں یہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے ہمعصروں
سے افضل ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ناروا ہے۔ جنہوں نے آپ سے بیعت کی ہے انہوں نے خطا کیا ہے کیونکہ وہ
اس کے مستحق نہ تھے کہ بیعت کے باب میں کسی دوسرے کے حق میں حضرت علیؓ پر سبقت کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ خطا
امت نے کی ہے کہ اس نے مصلحت کو چھوڑ دیا اور بتریہ فرقہ بتر سے منسوب ہے اور یہ ایک آواز ہے جو اس نام سے یعنی
ابتر سے ملقب کی گئی ہے۔ اس گروہ کے لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بیعت درست تھی یہ خطا
نہیں تھی کیونکہ حضرت علیؓ نے امارت کو خود ترک کیا تھا اور حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ان کو تردد ہے اسمیں شک
رکھتے ہیں کہ عثمانؓ برحق امام ہیں یا نہیں ہیں۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ حضرت علیؓ اس وقت امام ہوئے ہیں۔ جب کہ
ان سے بیعت کی گئی ہے۔ نعیمیہ فرقہ نعیم بن یمان سے منسوب ہے اور اس گروہ کے لوگوں کو ابتریہ سے موافقت ہے
لیکن حضرت عثمان سے یہ لوگ بیزار ہیں اور انکی امامت سے منکر۔ اور یعقوبیہ گروہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت
عمرؓ دونوں برحق امام ہیں مگر رجعت کے منکر ہیں۔ اور یہ گروہ ایک یعقوب نام نامی آدمی سے نسبت رکھتا ہے اور اس
کے بعض آدمی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں سے بیزار ہیں اور دنیا میں پھر باز گشت کرنے کے قائل ہیں ؛

رافضیوں کا بیان

رافضی چودہ گروہ ہیں۔ انکے پہلے فرقہ کا نام قطعیہ ہے اور اس گروہ کو قطعیہ اسواسطے کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے
موسیٰ بن جعفر کی موت پر اپنے آپ کو الگ کیا اور اس کے قائل ہیں کہ امامت کا سلسلہ محمد بن حنفیہ تک پہنچتا ہے اور
وہ ہمیشہ کے واسطے امام ہے اور اس کے ظاہر ہونے کے منتظر ہیں۔ دوسرا گروہ کیسانیہ ہے۔ یہ کیسان سے منسوب ہے
اس فرقہ کا اعتقاد ہے کہ محمد بن حنفیہ امام ہیں۔ اور اسکی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے بصرہ میں اپنا جھنڈا امامت
کھڑا کیا تھا۔ تیسرے گروہ کا نام کربیبیہ ہے۔ یہ کریب سے منسوب ہے۔ چوتھا گروہ عمیریہ ہے اور عمیر اس کے ناموں
میں سے ہے اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جب تک امام مہدی کا خروج نہیں ہوتا ہمارا امام عمیر ہے۔ پانچواں گروہ محمدیہ ہے۔
یہ محمد سے منسوب ہے اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ امامت کے لائق اور اسکے مستحق محمد صلعم ہیں جو عبداللہ بن حسن بن حسین
کے بیٹے تھے اور انہوں نے بنی ہاشم کے برخلاف یہ وصیت کی تھی کہ ابی منصور امام ہوں جیسا کہ یوشع کے حق میں جو
بنی اسرائیل میں تھے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اولاد اور ہارون کی اولاد کے برخلاف وصیت کی تھی۔ چھٹا فرقہ حسینیہ ہے
یہ حسین سے منسوب ہے اور اس گروہ کے لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ ابو منصور نے وصیت کی ہے کہ میرے بعد حسین بن منصور
امام ہو۔ ساتویں گروہ کا نام نادسیہ ہے۔ یہ نادس بصری سے منسوب ہے جو اس فرقہ کے لوگوں کا سردار تھا۔ اور ان کا یہ

اعتقاد ہے کہ جعفر صادق امام ہیں۔ اور انکی موت کے قائل نہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ زندہ موجود ہیں۔ اور جو مہدی آخرالزمان ہونے والے مشہور ہیں۔ وہ وہی ہونگے۔ آٹھویں گروہ کو اسماعیلیہ کہتے ہیں۔ اس کا اعتقاد ہے کہ امام جعفر صادق زندہ نہیں ہیں مرگئے ہیں۔ انکے بعد امام اسمعیل ہیں اور انکی نسبت یہ کہتے ہیں کہ وہ ملک کا مالک ہوگا اور مہدی آخرالزماں بھی یہی ہوگا۔ نواں فرقہ قرامطیہ ہے یہ کہتے ہیں کہ امامت جعفر تک ہی ہوا اس سے آگے نہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر نے یہ کہا تھا کہ محمد بن اسمعیل امام ہوگئے اور محمد جیتا ہے مرا نہیں وہ مہدی بننے کی فکر میں ہے۔ دسواں فرقہ مبارکیہ ہے۔ یہ اپنے آپ کو مبارک سے منسوب کرتا ہے جو اس گروہ کے لوگوں کا سردار تھا ان کا یہ عقیدہ ہے کہ محمد بن اسمعیل زندہ نہیں وہ فوت ہوگیا ہے۔ اور اس کے مرنے کے بعد امامت اسکی اولاد میں باقی ہے۔ گیارھواں فرقہ شمیطیہ ہے اور یہ یحیٰی بن شمیط سے منسوب ہے۔ یہ شخص ان کا سردار تھا۔ اس گروہ کے لوگوں کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت جعفر علیہ السلام امام ہیں۔ اور انکے بعد انکی اولاد اور پوتوں اور پڑپوتوں میں امامت باقی چلی آتی ہے۔ بارھواں فرقہ عماریہ ہے اس کو فطحیہ بھی کہتے ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ کہتے ہیں امام جعفر کے بعد ان کا بیٹا عبداللہ امام ہے اور عبداللہ کے پاؤں بہت لمبے اور موٹے تھے اور اس گروہ کے لوگوں کی ایک کثیر جماعت ہے۔ تیرھواں گروہ ممطوریہ ہے اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس گروہ کے لوگوں نے یونس بن عبداللہ سے جو قطعیہ فرقہ ہے مناظرہ کیا تھا اور اسکے جدا قرار پانے کا باعث یہ ہے کہ موسٰی بن جعفر کو زندہ جانتے ہیں اسکی موت کا یقین نہیں کرتے۔ اور یونس انکے حق میں کہتے ہیں کہ تم پلیدی اور نجاست میں بھیگے ہوئے کتے سے بھی زیادہ نجس اور ذلیل اور خوار ہو اور اسی واسطے ان کا یہ نام بھی مقرر ہوا ہے اور انکو واقفہ بھی کہتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ امامت کا موسی بن جعفر تک ہی یقین کرتے ہیں اور ان کے آگے امامت کے سلسلہ کو نہیں مانتے۔ اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ موسٰی زندہ ہے اس کو کبھی موت نہیں آئے گی اور وہی مہدی ہوگا۔ چودھواں گروہ موسویہ ہے اسکی وجہ تسمیہ اس گروہ کا موسی سے منسوب ہوتا ہے۔ اسکو موسی بن جعفر کے زندہ رہنے یا مرنے میں شک ہے۔ ان کا یہ مقولہ ہے کہ ہم کو معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہیں یا مر گئے ہیں۔ اور اگر کوئی امام ہوا تو وہ موسی ہی ہوگا۔ اور جو امامیہ گروہ کے لوگ ہیں وہ یہ کہتے ہیں امامت کے مستحق محمد بن حسن عسکری ہیں اور ان کا قول ہے کہ مہدی آخرالزمان یہی ہونگے۔ اور زمین کو جو ظلم سے پُر تھی۔ پھر اپنے عدل سے اسی طرح پُر کرینگے جیسے کہ وہ ظلم سے لبالب بھری ہوئی تھی اور اہل زمار یہ زرارہ کے اصحابوں میں سے ہیں اور زرارہ کا دعوے ویسا ہی ہے جیسا کہ عمارہ نے دعوٰی کیا ہے مگر اس گروہ کا یہ مقولہ ہے کہ زرارہ نے عمارہ کے قولوں کو ترک کر دیا ہے اور عبداللہ بن جعفر سے اُنہوں نے چند مسائل پوچھے تھے مگر عبداللہ ان کا جواب نہ دے سکے۔ اسلئے اس کے بعد وہ موسی بن جعفر کی طرف گیا۔ رافضیوں کے گروہوں کو یہودیوں کے مذہب سے تشبیہ دی گئی ہے۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رافضیوں کی محبت یہودیوں کی محبت ہے۔ کیونکہ یہودیوں کا قول ہے کہ داؤد کی اولاد کے سوا اور کوئی شخص امامت کے لائق نہیں ہے اور رافضی کہتے ہیں کہ حضرت کی اولاد کے سوا دوسرا کوئی بھی امامت کے لائق نہیں۔ یہودی کہتے ہیں کہ جب تک کانے دجال کا خروج نہ ہولے اور حضرت عیسے علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتر کر نہ آجائیں۔ تب تک یہ روا نہیں ہے۔ کہ کوئی آدمی خدا کی راہ میں جہاد کرے اور رافضی کہتے ہیں کہ اُس وقت تک جہاد کرنا ناجائز ہے جب تک کہ آخرالزمان امام مہدی نہ آجائیں اور غیبی سروش یہ گواہی نہ دے کہ مہدی آخرالزمان یہی ہیں۔ اور یہود مغرب کی نماز کو یہاں تک دیر کرکے پڑھتے ہیں کہ ستاروں میں روشنی آجاتی ہے اور اسی طرح رافضی مغرب کی نماز میں دیر کرتے ہیں۔ اور جب یہودی نماز پڑھنے لگتے ہیں تو وہ قبلہ سے ترچھے ہو کر پڑھتے ہیں اور رافضی بھی اسی طرح

پڑھتے ہیں۔ اور یہودی جب پڑھنے لگتے ہیں تو وہ ادھر اُدھر ہلتے جلتے اور رافضی بھی اسی طرح کرتے ہیں اور
یہودی نماز پڑھتے ہوئے اپنے کپڑوں کو لٹکا دیتے ہیں اور اسی طرح رافضی بھی اپنے کپڑے لٹکاتے ہیں اور یہودیوں کا اعتقاد
ہے کہ ہر مسلمان کا خون کرنا حلال ہے اور رافضی گروہ بھی ہر مسلمان کے خون کو اسی طرح حلال جانتے ہیں۔ اور جب
کسی عورت کا شوہر مر جائے تو یہودی اُس کے واسطے عدت کا انتظار نہیں کرتے۔ اور رافضی بھی ایسا ہی کرتے ہیں
اور تین طلاقوں کے دینے میں یہودیوں کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے اور رافضی بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ اور یہود نے
توریت میں تحریف کی ہے۔ اور رافضیوں نے قرآن مجید میں ایسا کیا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی موجودہ ترتیب ٹھیک
نہیں ہے، ترتیب دینے کے وقت اس کو پہلے سے ہی اُلٹ پلٹ کر دیا گیا ہے۔ جس ترتیب سے اُتارا گیا تھا اُسکو باقی نہیں
رکھا۔ اور جس طرح قرآن مجید کو پڑھتے ہیں۔ اس طرح پڑھنا آنحضرت صلعم سے ثابت نہیں ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن
مجید میں کمی بیشی کر دی ہے۔ کہیں اس کو گھٹا دیا ہے اور کہیں بڑھا دیا ہے اور جو یہودی حضرت جبرائیل سے دشمنی
رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دوسرے فرشتوں میں سے وہ ہمارا دشمن ہے اور رافضیوں کے ایک گروہ کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ
جبرئیل علیہ السلام نے جو محمد مصطفےٰ صلعم پر وحی نازل کی ہے اس میں وہ غلطی کھا گئے ہیں۔ انہوں نے وحی حضرت علیؓ پر
پہنچانی تھی مگر بھول کر محمد صلعم پر پہنچا دی ہے۔ یہ جھوٹے ہیں اور جھوٹ بکتے۔ خداوند تعالےٰ ان مردودوں کو غارت کرے۔

مرجیہ فرقہ کا ذکر

مرجیہ لوگوں کے تیرہ فرقے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ جہمیہ۔ صالحیہ۔ شمریہ۔ یونسیہ۔ یونانیہ۔ بخاریہ۔ غیلانیہ۔ شبیبیہ۔
حنفیہ۔ معاذیہ۔ مریسیہ۔ کرامیہ۔ مرجیہ اور اس گروہ کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی آدمی ایک دفعہ لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ پڑھ لے۔ اور اس کے بعد ساری عمر گناہ کرے تو پھر بھی وہ دوزخ میں نہیں جائیگا۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ ایمان
ایک قول ہے اور اس میں عمل اور احکام شریعت داخل نہیں اور وہ قول صرف کلمہ توحید کا کہنا ہے اور اسی قدر ایمان ہے
اور آدمیوں کا جو ایمان ہو اس میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی۔ اور آدمیوں کا اور فرشتوں اور پیغمبروں کا ایمان ایک ہی ہے
ان میں کوئی فرق نہیں اور اس میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی اور ایمان میں کوئی استثنار بھی نہیں ہے۔ اگر کوئی آدمی
زبان سے اقرار کرے اور عمل نہ کرے تو وہ مومن ہوتا ہے +

جہمیہ فرقہ کا بیان

اس گروہ کے لوگ جہم بن صفوان سے نسبت رکھتے ہیں۔ انکا عقیدہ ہے۔ کہ خدا اور رسول کا پہچاننا ایمان ہے
اور اُس چیز کا جاننا جو خدا کے پاس سے اُتری ہے اور قرآن مجید کو مخلوق کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ جلشانہ نے حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ باتیں نہیں کیں۔ بلکہ انکے سوا اور بھی کسی آدمی سے خدا نے کلام نہیں کی۔ اور خداوند کریم کسی کو
نظر نہیں آتا۔ اور نہ ہی اُس کے واسطے کوئی ٹھیرنے کی جگہ معلوم ہوئی ہے اور نہ کوئی اس کا تخت ہے نہ کوئی اسکے
واسطے کرسی۔ اور نہ ہی عرش پر وہ رہتا ہے اور نہ ہی اس کے قائل ہیں۔ کہ قیامت کے روز میزان عدل کو نصب کرینگے
اور قبر کا عذاب ہوگا۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ بہشت اور دوزخ ازل سے پیدا نہیں ہوئی۔ مگر پیدا کی جاتی ہے اور فنا
بھی ہو جاتی ہے اور خداوند تعالےٰ اس سے پاک ہے کہ اپنے بندوں کے ساتھ باتیں کرے اور جب قیامت برپا ہوگی
اس روز خداوند تعالیٰ انکی طرف نظر نہیں کریگا۔ جو اہل بہشت ہونگے اور جو لوگ بہشت کے بننے والے ہونگے وہ خدا
کو نہیں دیکھیں گے اور ایمان یہ ہے کہ آدمی دل سے اُسے پہچانے۔ زبان سے اقرار کرنا ایمان نہیں ہے اور خداوند تعالےٰ

کی تمام صنعتوں سے انکار کرتے ہیں، خداوند تعالےٰ انکی ایسی باتوں سے بلند اور پاک ہے۔ ایک فرقہ ان کا صالحیہ ہے اس کو اس نام سے اسواسطے موسوم کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو حسین صالحی کے مذہب کا پیرو کہتے ہیں اور اس کے قائل ہیں کہ خدا کو پہچاننا ایمان ہے اور خدا کو نہ پہچاننا کفر ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے۔ کہ خدا تیرا ہے تو وہ تینوں کا کافر نہیں ہوتا اگر یہ کہتا بھی وہی ہے جو کافر ہوتا ہے اور ایمان ہی عبادت ہے۔ اس کے سوا اور کوئی عبادت نہیں ہے۔ ایک فرقہ یونسیہ ہے یہ یونس بری سے منسوب ہے اس گروہ کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ایمان اس کو کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کو عاجزی اور انکساری سے پہچانیں۔ اور اس کو دوست رکھیں، اگر کوئی آدمی ان میں سے ایک خصلت بھی ترک کردیگا تو وہ کافر ہوگا ایک فرقہ شمریہ ہے۔ یہ ابی شمر سے منسوب ہے اس گروہ کے لوگوں کا اعتقاد ہے کہ ایمان یہ ہے کہ خدا کو پہچانیں اور اس کے روبرو عاجزی اور فروتنی اختیار کریں۔ اور محبت کھلائیں اور زبان سے یہ اقرار کریں۔ کہ خداوند تعالیٰ ایک ہے اور کوئی اسکی مانند نہیں۔ ان سب باتوں کا مجموعہ ایمان ہے۔ اور ابو شمر کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی آدمی کبیرہ گناہ کرے تو وہ مطلق فاسق نہیں ہوتا۔ مگر صرف اتنا کہتا ہوں، کہ وہ فلاں فلاں گناہ کرنے کا گنہگار ضرور ہے۔ ایک فرقہ یونانیہ ہے یہ یونان سے منسوب ہے۔ اس گروہ کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ایمان یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسولوں کو پہچانیں۔ اور زبان سے بھی اقرار کریں۔ اور جو کام از روئے عقل ناجائز ہیں۔ ان کا کرنا چھوڑ دیں۔ ایک فرقہ بخاریہ ہے۔ اس گروہ کے لوگ حسن بن محمد بن عبداللہ بخار سے منسوب ہیں۔ اس گروہ کے آدمی ایمان اس کو کہتے ہیں۔ خدا اور اس کے رسولوں اور متفق علیہ فرائض کو جاننا خداوند کریم کی درگاہ میں عاجزی کرنی اور زبان سے بھی اقرار کرنا۔ اور اگر کوئی آدمی ان باتوں میں سے کسی بات کو ترک کرے۔ اور اس کے ترک کرنے پر دلیل موجود ہو۔ تو وہ شخص کافر ہوتا ہے ایک فرقہ غیلانیہ ہے یہ غیلان سے منسوب ہے، اسکے لوگوں کو شمریہ گروہ سے موافقت ہے اور ان کے نزدیک ہے۔ جتنی چیزیں ہیں وہ مخلوق ہیں اور خداوند تعالےٰ یگانہ اور بے مانند ہے اور دل سے ان باتوں کی تصدیق کرنی۔ اور زبان سے انکا اقرار کرنا۔ اور زرقان اپنی ایک حکایت میں بیان کرتے ہیں۔ کہ غیلان کا یہ مقولہ ہے کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا ہے اور یہ اقرار ہی اس کی تصدیق ہے ایک فرقہ شبیبیہ ہے یہ محمد بن شبیب کے پیرو ہیں۔ اس کے لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ ایمان اس کو کہتے ہیں زبان سے خدا کے وجود کا اقرار کرے۔ اور اس کو اپنی ذات اور صفتوں میں یگانہ جانے اور خدا کو جسم سے مشابہت دینے میں انکو پرہیز ہے۔ اور محمد شبیب یہ عقیدہ رکھتا تھا۔ کہ شیطان میں ایمان تھا۔ مگر اس نے غرور کیا اور اپنے آپ کو بزرگ جانا۔ اسواسطے وہ کافر ہوگیا ایک گروہ حنفیہ کا ہے۔ یہ ابی حنیفہ النعمان سے بھی ثابت منسوب ہی اس گروہ کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ایمان یہ ہے کہ خدا اور خدا کے رسول مقبول کو پہچانیں۔ اور زبان سے اس کا اقرار کریں۔ اور ان سب چیزوں پر جو خداوند تعالےٰ کے پاس سے نازل ہوئی ہیں ایمان لائیں۔ جیسا کہ برہوتی نے کتاب شجرہ میں بیان کیا ہے۔ ایک فرقہ معاذیہ اس گروہ کے آدمی معاذ وصی سے منسوب ہیں۔ یہ شخص کہا کرتا تھا کہ اگر کوئی شخص خداوند کریم کی فرمانبرداری ترک کرے تو اس نے فسق کیا ہے مگر اس کو فاسق نہ کہا جائے۔ اور فاسق نہ خدا کا دشمن ہے اور نہ دوست۔ ایک فرقہ مریسیہ ہے۔ یہ گروہ بشر مریسی سے منسوب ہے اس گروہ کے لوگوں کا اعتقاد ہے کہ تحقیق تصدیق ایمان ہے اور تصدیق دل سے ہے اور اس کا اقرار زبان سے ہے۔ اور اس گروہ کے لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ ابن راوندی کچھ ایسا ہی کہا کرتا تھا۔ اور ان کا مقولہ ہے۔ کہ اگر آفتاب کو سجدہ کیا جائے تو یہ کفر نہیں ہے۔ مگر کفر کی علامت ہے ◆

کرامیہ کا بیان

یہ گروہ ابی عبداللہ بن کرام سے منسوب ہے اس کا عقیدہ ہے کہ زبان سے کلمہ شہادت کہنا ایمان ہے اور دل سے ماننا ضروری نہیں اور جو لوگ منافق ہیں وہ حقیقت میں مسلمان ہیں اور ان کا قول ہے کہ بندوں میں پہلے سے ہی یہ طاقت ہو کہ افعال کو صادر کریں۔ اور یہ اہل سُنّت کے قول کے برخلاف ہے کیونکہ اہل سُنّت کا یہ مقولہ ہے کہ استطاعت یعنے طاقت فعل کے نزدیک ہے اور یہ کہنا ناجائز ہے۔ بندوں کو فعل کرنے سے پہلے فعل کی طاقت ہے اور جن لوگوں نے اس گروہ کے عقائد کی کتابوں کو تصنیف کیا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ابوالحسین صالحی۔ ابن راوندی محمد بن شبیب۔ حسین بن محمد نجار اور ان میں سے اکثر لوگوں کی جائے رہائش خراسان کے کنارے اور مشرقی شہروں میں ہے ؛

معتزلہ اور قدریہ گروہ کا ذکر

یہ لوگ اس نام سے اس واسطے موسوم ہوئے ہیں کہ انھوں نے حق سے کنارہ کر لیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کی باتوں سے کنارہ کر لیا۔ کیونکہ کبیرہ گناہ کرنے والے پر لوگ مختلف حکم لگاتے تھے بعض کہتے تھے کہ جو آدمی کبیرہ گناہ کرتا ہے وہ مومن ہی رہتا ہے اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ عمل ایمان میں داخل نہیں۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ جو کبیرہ گناہ کرے وہ کافر ہوتا ہے (کیونکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ عمل ایمان کی جز ہے) اور واصل ابن عطا نے ایک تیسری بات پیدا کی اور مسلمانوں سے جدا ہو گیا اور مومنوں سے کنارہ پر ہو گیا وہ کہتا تھا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا نہ تو کافر ہوتا ہے اور نہ ہی مومن رہتا ہے۔ پس اسی باعث ان کا نام معتزلہ ہؤا۔ اور بعض لوگ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ بتلاتے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے حسن بصری کی مجلس سے کنارہ کشی کر لی تھی۔ اور جب کنارہ کیا تو اسوقت حسن بصری کی ان پر گذر ہوئی اور دیکھ کر ان کو فرمایا کہ یہ لوگ معتزلہ ہیں۔ اور اسی وقت سے ان کا یہ لقب ٹھیر گیا۔ اور یہ فرقہ عمر بن عبید کا پیرو ہے اور ایک دفعہ حسن بصری رحمۃ اللہ کو عمرو بن عبید پر غصہ آیا۔ لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا کہ آپ اس پر غصہ کرتے ہو جس کی پیروی کی جاتی ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ تم ایسے آدمی کے واسطے مجھ پر اعتراض کرتے ہو۔ جس کو خواب میں میں نے دیکھا ہے کہ وہ آفتاب کو سجدہ کر رہا تھا سوائے خدا کے۔ اور انکو قدریہ اسواسطے کہا جاتا ہے کہ انکا اعتقاد ہے کہ خداوند تعالیٰ کی قضاو قدر کو بندوں کے گناہوں سے کوئی تعلق نہیں۔ یعنے اُنکے گناہ خدا کی تقدیر سے نہیں بلکہ اُنکے اپنے نفسوں سے سرزد ہوتی ہیں (بندوں کے فعل اپنی ذات سے متعلق ہیں اور قدرت اس میں کچھ دخل نہیں رکھتی)۔ اور خداوند تعالیٰ کی صفتوں سے انکار کرنے کے بارے میں مذہب معتزلہ اور جہمیہ اور قدریہ مساوی ہیں۔ اور ان میں سے بعض کے مذہبی اعتقاد کا ذکر بھی کر دیا ہے۔ اور جن لوگوں نے انکے مذہب کی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ انکے نام یہ ہیں ابو ہذیل۔ جعفر بن حرب خیاط۔ کعبی۔ ابو ہاشم۔ ابو عبداللہ بصری۔ عبدالجبار بن احمد ہمدانی۔ اور اس مذہب کے اکثر آدمی ان مقاموں میں رہتے ہیں عسکر۔ اہواز۔ جہرم اور معتزلہ فرقہ کے چھ گروہ ہیں ہذیلیہ۔ نظامیہ۔ معمریہ۔ جبائیہ۔ کعبیہ بہشمیہ اور یہ جتنے گروہ مذکور ہوئے ہیں سب ہی خداوند تعالیٰ کی صفتوں کے منکر ہیں مثلاً خداوند تعالیٰ کے علم۔ قدرت۔ زندگی سننے۔ دیکھنے کے منکر ہیں معاذ اللہ منہا اور اس کے قائل نہیں کہ خداوند کریم نے عرش کے اوپر قرار پکڑا ہؤا ہے اور کہ وہ پچھلی رات کو آسمان سے دنیا پر اترتا ہے وغیرہ وغیرہ اور اس بات میں ان کا اعتقاد ہے کہ کلام اللہ حادث ہے اور خداوند تعالیٰ کے ارادہ کو حادث کہتے ہیں۔ اور ان کا قول ہے۔ کہ جس کلام کو خدا نے غیر میں پیدا کیا ہے اسی کلام کو خود کیا ہے۔ اور اللہ مکن جبر دل

کو حادث ارادہ سے پیدا کرتا ہے اور ان کا عقیدہ ہے کہ جو چیز خدا کو معلوم نہیں ہے وہ بندوں سے چاہتا ہے اور جو چیز نہیں ہونے والی وہ طلب کرتا ہے اور خداوند تعالےٰ کو غیر کی مقدرات پر قدرت نہیں۔ بلکہ ایسا ہونا محال ہے۔ اور بندوں کے جو افعال ہیں۔ ان کے پیدا کرنے والا خدا نہیں۔ بلکہ بندے آپ اپنے فعلوں کے پیدا کرنے والے ہیں۔ اور خدائے کریم اپنے بندوں کو جو روزی دیتا ہے وہ وجہ حلال سے دیتا ہے۔ حرام روزی انکو نہیں دیتا۔ اور ایسا ہوتا ہے کہ لازمی موت سے پہلے آدمی کو مار دیا جاتا ہے۔ اور اس کو مارنے والا وقت سے پہلے ہی اس کی موت کو اس پر لے آتا ہے۔ اور اگر کوئی مومن گناہ کبیرہ کرے تو وہ کافر نہیں ہوتا۔ مگر ایسا کرنے سے وہ ایماندار نہیں رہتا۔ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ کے واسطے اس کو آگ میں ڈالا جاتا ہے اور اس کبیرہ گناہ کے سبب اسکی جتنی نیکیاں ہوتی ہیں وہ سب باطل ہو جاتی ہیں اور رسول مقبول کی شفاعت بھی اسکے حق میں نہیں ہوتی اس سے محروم رہتا ہے اور اس گروہ کے اکثر آدمی قبر کے عذاب اور میزان عدل کے منکر ہیں۔ اور بادشاہ اطاعت سے خروج جائز سمجھتے ہیں اور اس کے قائل نہیں کہ مردہ کو زندہ آدمی کی دعا فائدہ دیتی ہے اور صدقہ اور دعا کے ثواب سے اسکو نفع پہنچتا ہے اور ان کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ اللہ جلشانہ نے حضرت آدم۔ نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور محمد مصطفےٰ صلعم سے باتیں نہیں کیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عرش کے اٹھانے والوں سے کچھ کلام نہیں کرتا اور انکی طرف دیکھتا بھی نہیں جیسا کہ شیطان اور یہودیوں اور نصاریٰ سے خداوند کریم باتیں نہیں کرتا۔ اور انکے ہر ایک گروہ کے الگ الگ احکام ہیں ایک فرقہ ہذیلیہ ہے اس کا پیر ابو ہذیل ہے اس گروہ کے لوگ اس کے قائل ہیں کہ خداوند تعالےٰ میں علم اور قدرت ہو اور وہ دیکھتا ہے اور سنتا ہے۔ اور اللہ جلشانہ کی کلام کا ایک حصہ تو غیر مخلوق ہو اور ایک حصہ مخلوق ہے اور جو غیر مخلوق ہے وہ لفظ کن ہو اور ان کا قول ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں سے مخالفت نہیں رکھتا۔ اور خداوند تعالیٰ کی قدرت کی ایک انتہا ہے اور جب اس انتہا کو پہنچ جائیگی۔ تو اس کے بعد وہ باقی رہے گی۔ اور جو اہل جنت ہیں وہ حس اور حرکت نہیں کرتے۔ اور نہ ہی ان کو حرکت کرنے پر کچھ قدرت حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ بھی انکو حرکت دینے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اور بہشت کے لوگ مردہ اور معدوم ہیں اور فعل نہیں کر سکتے اس سے عاجز ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ خداوند کریم ہمیشہ سننے والا نہیں رہیگا۔ ایک فرقہ نظامیہ ہے۔ اس کا پیر طریقت میاں نظام ہے اس کا عقیدہ ہے کہ جتنی جمادی چیزیں ہیں، وہ پیدائش کی خبر دیتی ہیں۔ اور حرکت کا قائل نہیں۔ مگر حرکت اعتمادیہ کو مانتا ہے جیسے آنکھ کی پتلی کی حرکت ہے اور ان کا مقولہ ہے کہ انسان ہی روح ہے اس کے سوا دوسری کوئی چیز روح نہیں اور پیغمبر صلعم کو کسی آدمی نے آنکھ سے نہیں دیکھا اور کسی نے آپ کو دیکھا ہے تو آپ کے ظرف یعنے برتن کو دیکھا ہو اور برتن سے آپ کا جسم مقصود ہے اور اجماع امت کے ٹکڑے کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر نماز کو چھوڑ دے تو اس کو پھر نماز کا دہرانا جائز نہیں ہے اور اجماع امت کا قائل نہیں اس سے انکار رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کا اعتقاد ہے کہ باطل پر بھی اجماع ہو سکتا ہے اور اس کا قول ہے کہ ایمان کفر کی مانند ہے اور طاعت معصیت کی طرح ہے اور پیغمبر کا فعل ایسا ہے جیسا کہ شیطان کا فعل ہوتا ہے اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی خصلت حجاج کی خصلت کی مانند ہے اس گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ جتنے جاندار ہیں وہ سب ایک جنس ہیں علاوہ قرآن کو جو معجزہ بیان کیا گیا ہے وہ ایسا معجزہ نہیں ہے کہ اسکی نظم کی مانند کوئی اور نہ کہہ سکے۔ اور اگر ایک لڑکا دوزخ کے کنارے پر کھڑا ہو تو خداوند تعالیٰ کو یہ قدرت نہیں ہو کہ اسکو آگ میں جلائے یا دوزخ میں ڈالدے یہ پہلا فرقہ ہے جس نے اہل قبلہ کو کافر کہا ہے علاوہ ان کا یہ مقولہ ہے کہ جسم کے بے انتہا حصے کرنے ممکن ہیں اور بہشت میں سانپ ہیں۔ بچھو نہیں۔ کنکھجورے ہیں اور اسمیں کتے اور سئور بھی رہتے ہیں۔

فرقہ معمریہ

اس گروہ کا پیر ایک شخص معمر نامی ہے، اس کا عقیدہ ہے کہ افعال طبائع سے منسوب ہیں۔ اور ان سے صادر ہو کر آگے پہنچتے ہیں۔ اور یہ چیزیں خداوند تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی نہیں رنگ۔ لذت۔ بو۔ موت۔ زندگی۔ ان سب فعلوں کا تعلق جسم سے ہے اور یہ طبیعت سے پیدا ہوتے ہیں اور اس کا اعتقاد ہے کہ تحقیق دران جسم کا کام ہے اور وہ خدا کا کام نہیں کہ خداوند کریم قدیم نہیں ہے۔ خدا کرے اس فرقہ کو موت سمیٹ لے اور اس اُمت سے دور ہی رکھے ؂

فرقہ جبائیہ

اس کا پیر اور رہبر جبائی ہے یہ جماعت سے علیحدہ ہے اور اجماع اُمت کا قائل نہیں۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے اور اس کا عقیدہ ہے کہ بندے اپنے فعلوں کے آپ خالق ہیں۔ اور دنیا کی عورتوں کو خداوند کریم نے آپ ہی حمل کر ڈالا ہے تاکہ ان سے بچے پیدا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ اپنے بندوں کا مطیع اور فرمانبردار ہے جو کچھ بندے کہتے ہیں وہی کرتا ہے اور اگر کسی آدمی نے قرض دینا ہو اور قرضخواہ سے آ کر طلب کرے۔ اور اس کو یہ جواب دے کہ انشاءاللہ میں تمہارا قرض کل ادا کر دونگا اور پھر وعدہ کے موافق ادا نہ کرے تو اس صورت میں اس کو انشاءاللہ تعالیٰ کہنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اور وہ گنہگار ہو جائیگا۔ اور اس گروہ کے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی پانچ درم چرا لیگا تو وہ فاسق ہو جائیگا ؂

فرقہ بھشمیہ

یہ فرقہ ابی ہاشم سے منسوب ہے۔ اور یہ جبائی کا بیٹا تھا۔ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ جو فعل کرنیوالا ہوتا ہے اس کو اپنے فعل پر قدرت ہوتی ہے۔ اگر کوئی فعل کرے یا کرنا چاہے اور وہ ترک کرنے کے قابل ہو اور اس کو ترک نہ کرے تو اس کو فعل پر خدا کا عذاب دیگا۔ اور اگر کوئی آدمی سب گناہوں کو چھوڑ دے مگر ایک گناہ کو نہ چھوڑے اس کو توبہ سے مستثنےٰ رکھے تو اسصورت میں باقی گناہوں سے بھی اُسکی توبہ درست نہیں ہوتی ؂

فرقہ کعبیہ

ابی قاسم کعبی سے نسبت رکھتا ہے اور یہ بغداد کے معتزلہ گروہ کا پیرو تھا۔ یہ کہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ بینا اور شنوا نہیں ہے اور حقیقی ارادہ سے بھی انکار رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ بندوں کے فعل کے واسطے اللہ کا ارادہ اس کا امر ہے اور اپنے فعل کے واسطے خدا کا ارادہ اس کا علم ہی ہے اور دنیا میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جو بالکل خالی ہو اور دنیا میں متحرک اجسام اسکی اسی پہلی سطح پر ہیں۔ اس کے سوا باقی اپنے اپنے مقام میں غیر متحرک ہیں اور اپنے اس قول کے واسطے یہ دلیل لاتا ہے کہ اگر انسان کے بدن پر روغن کو مل دیں اور وہ حرکت کرے تو اس صورت میں وہی روغن متحرک ہوتا ہے جو ظاہر بدن پر ہے۔ اور قرآن کو حادث کہتا ہے اور اس کے مخلوق ہونے کا منکر ہے ؂

فرقہ مشبہ کا بیان

اس کے تین گروہ ہیں، ہشامیہ۔ مقاتلیہ۔ واسمیہ۔ ان تینوں فرقوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے کیونکہ خدا موجود ہے اور موجود وہی چیز ہوتی ہے جو جسم رکھتی ہے۔ جس کا جسم نہیں وہ موجود نہیں ہے ان فرقوں کو روافضہ اور کرامیہ گروہوں سے پوری پوری مشابہت ہے۔ اور جس آدمی نے انکے عقائد کی کتابوں کو تصنیف کیا ہے اس کا نام ہشام بن حکم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے جسم کے ثبوت میں بھی اس نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اور ہشامیہ فرقہ ہشام بن حکم سے ہی نسبت رکھتا ہے اس گروہ کے لوگ اسکے قائل ہیں کہ خداوند تعالیٰ کا بدن ہے لمبا۔ چوڑا اور موٹا اور نورانی۔ اور ایک مقررہ

اندازہ کے موافق چمکنے والا نور ہے اور ایسا صاف ہی جیسا کہ چاندی کا ٹکڑا صاف ہوتا ہے وہ متحرک اور ساکن بھی ہے اور اُٹھتا بیٹھتا بھی ہے۔ اور ہشام سے حکایت کی گئی ہے۔ خداوند کریم کے جسم کا اچھا اندازہ سات بالشت ہونا بہتر ہے اور ایک دفعہ ایک شخص نے اسے پوچھا کہ تیرا رب بڑا ہے یا احد پہاڑ۔ اس نے کہا میرا رب بڑا ہے اور فرقہ مقاتلیہ مقاتل بن سلیمان سے نسبت رکھتا ہے اس کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا جسم ہے اور اس کا بدن اور اسکی صُورت آدمی کے جسم اور صورت کی مانند ہے یعنے اس میں گوشت خون۔ اعضا۔ یعنے سر اور زبان اور گردن ہیں۔ اور خدا کے یہ اعضا کسی چیز سے مشابہت نہیں رکھتے اور نہ کوئی چیز ان سے مشابہت رکھتی ہے۔

جہمیہ فرقہ

یہ جہم بن صفوان سے منسوب ہے اس کا عقیدہ ہے کہ انسان مجاز کے طور پر حقیقت کا مظہر ہے۔ انسان سے جو چیزیں ظاہر ہوتی ہیں وہ اسکی جانب منسوب نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ ان چیزوں کا فاعل اور موجد اصل میں انسان نہیں جیسے کہتے ہیں کہ درخت بڑھا اور میوہ دار ہوا۔ اس میں بڑھ جانے اور میوہ دار ہونے کا فاعل درخت نہیں ہے۔ اور وہ اس کا انکار کرتا تھا کہ خداوند تعالےٰ کوئی شے ہے اور اس کا اعتقاد تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کا علم قدیم نہیں حادث ہے اور اس بات کے کہنے سے منع کرتا تھا کہ خدا کو چیزوں کے پیدا ہونے سے پہلے ان کا علم تھا۔ اور بہشت اور دوزخ دونوں یہ فنا ہو جائینگے اور اللہ جل شانہ کی صفتوں کا منکر تھا۔ اور اس گروہ کے لوگ شہر ترمذ میں بود و باش رکھتے ہیں اور بعض کہتے ہیں۔ کہ مرو میں ہے۔ اور جہم نے جو کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب خدا کی صفتوں کی نفی میں لکھی ہے اور مسلم بن احوز مازنی نے اس کو قتل کر دیا تھا۔

ضراریہ گروہ

ضرار بن عمر سے نسبت رکھتا ہے اس کا عقیدہ ہے کہ اجسام اعراض میں جمع ہوئے ہوئے اور جمع ہو کر بعد میں جسم بن گیا ہے اور عرض جسم میں منتقل ہو سکتا ہے اور فعل پیدا کرنے سے پہلے انسان کو فعل پیدا کرنے کی طاقت حاصل ہے اور ابن مسعود اور ابی بن کعب کی قرأت سے ان کو انکار ہے۔

نجاریہ فرقہ

حسین بن محمد نجار سے منسوب ہے اس گروہ کے لوگوں کا اعتقاد ہے کہ بندوں کے فعل کا فاعل خدا اور بندہ دونوں ہیں اور خدا کی صفتوں کو نہیں مانتے اور معتزلہ لوگ ان کے حق میں یہ کہتے ہیں کہ خدا کی صفتوں کے تو منکر ہیں مگر خدا کے ارادے سے ان کو انکار نہیں۔ اس کو ثابت کرتے ہیں اور اس کے قدیم ہونے کے قائل ہیں۔ اور نجاریہ گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے اور اللہ تعالےٰ جب ارادہ کرتا ہے تو آپ ہی ارادہ کرتا ہے کسی کی تحریک سے ارادہ نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالےٰ متکلم ہے اور بات کرنے سے عاجز نہیں۔ اور ہمیشہ بخشش کرنے والا ہے۔ اور یہ فرقہ ابن عون اور ابی یوسف کے مذہب پر ہے اور اکثر اس مذہب والے قاشان میں رہتے ہیں۔ کلابیہ فرقہ عبداللہ بن کلاب سے نسبت رکھتا ہے اس کا عقیدہ ہے کہ خدا کی صفتیں نہ تو قدیم ہیں اور نہ حادث ہیں اور نہ خود خدا ہیں اور نہ اس سے جدا ہیں۔ اور ان کا مقولہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے قول میں وارد ہے کہ خداوند کریم عرش کے برابر ہے اور عرش سے ادھر اُدھر نہیں ہوتا۔ اور ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتا ہے اور خداوند کریم کی کوئی جائے قرار نہیں ہے۔ اور نہ ہی قرآن میں حروف ہیں۔

فرقہ سالمیہ

یہ گروہ ابن سالم سے منسوب ہو۔ اس کے لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالٰے کا جو دیدار ہوگا۔ وہ محمد صلعم کی امت میں سے ایک آدمی کی صورت پر ہوگا۔ اور تمام جن اور آدمی اور فرشتے اور حیوانات اور باقی ساری مخلوق اس روز اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیگی۔ اور ہر ایک آدمی اپنے طور پر اس کے معنے لگا لیگا۔ اللہ تعالٰے کے حق میں یہ گروہ افترا پرداز ہے۔ خداوند تعالٰے فرماتا ہے (کوئی شے اسکی مانند نہیں ہے اور سُننے والا ہے اور دیکھنے والا ہے) اور ان کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بھید ہے اور وہ بھید ایسا ہے کہ اگر اس کو ظاہر کرے تو عالم کی تدبیر باطل ہو جائے۔ اور اسی طرح ہر ایک پیغمبر کے واسطے ایک بھید ہے اگر اس کو ظاہر کر دیں تو انکی پیغمبری باطل ہو جائے اور علماء کیواسطے بھید ہے اگر ظاہر ہو جاوے تو علم باطل ہو جاوے۔ اور ان لوگوں کا یہ کہنا لغو ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور اسکی تدبیر مضبوط اور حکمت پر مبنی ہے اس میں بطلان اور فساد کو ہرگز دخل نہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ خداوند تعالٰے کی تدبیر باطل ہے کفر ہے اور انکا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالٰے کو کافر بھی دیکھیں گے۔ اور وہ ان کا حساب لیگا۔ اور شیطان مردود نے حضرت آدم کو دوسری دفعہ سجدہ کیا ہے مگر ان کا یہ قول قرآن مجید سے جھوٹا ثابت ہوتا ہے خدا ارشاد فرماتا ہے۔ مگر شیطان نے سجدہ نہیں کیا۔ اس نے انکار اور تکبر کیا۔ اور کافروں میں سے ہو گیا۔ مگر شیطان سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا اور ان کا مقولہ ہے کہ شیطان بہشت میں داخل نہیں ہوا۔ اور کلام الٰہی سے ان کا یہ قول بھی جھوٹا ثابت ہوتا ہے خداوند تعالٰے ارشاد فرماتا ہے۔ اے شیطان بہشت سے نکل جا تو راندہ گیا ہے اور کہتے ہیں کہ پیغمبر صلعم کے پاس جبرئیلؑ کا آنا ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تو اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے ہیں اور جب خداوند تعالٰے نے کوہ طور پر موسٰیؑ سے گفتگو کی تو اس سے موسٰیؑ نے اپنے آپ کو اچھا تصور کیا۔ اسی اثنا میں وحی آموجود ہوئی اور آکر کہا اے موسی کیا تو اپنے آپ کو اچھا خیال کرتا ہے۔ اپنی آنکھ کو کھول اور دور تک نگاہ کرکے دیکھ۔ جب موسٰیؑ نے آنکھ کھول کر غور سے نگاہ کی۔ تو ان کو معلوم ہوا کہ ایک سو کوہ طور موجود ہیں اور ہر ایک کے اوپر ایک موسٰی کھڑا ہوا ہے۔ ان لوگوں کا یہ قول باطل ہے اسکی تصدیق قرآن اور حدیث سے نہیں ہوتی اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی میرے پر جھوٹی تہمت لگائے تو وہ اپنے واسطے دوزخ میں اپنی جگہ تلاش کرلے۔ اور ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے عبادت کرانی چاہتا ہے۔ اور یہ نہیں چاہتا کہ وہ گناہ کریں۔ اور ان کا یہ قول بھی باطل ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ جس کو خدا تعالٰے فتنہ میں ڈالنا چاہتا ہے۔ اس کے واسطے تو کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا اور فتنہ سے اس جگہ کفر مراد ہے اور فرمایا ہے اگر تیرا پروردگار چاہتا تو کفر نہ کرتے۔ اور ارشاد کیا ہے اگر خدا چاہتا تو وہ نہ لڑتے۔ اور اس گروہ کے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبوت کے نازل ہونے اور جبرئیل کے آنے سے پہلے پیغمبر صلعم قرآن مجید کے حافظ تھے۔ اور اس میں قرآن شریف سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ تو یہ نہیں جانتا تھا۔ کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ ہی تو ایمان کو پہچانتا تھا اور فرمایا ہے کہ تو اس سے پہلے پڑھ نہیں سکتا تھا۔ اور نہ ہی اپنے داہنے ہاتھ سے تو لکھ سکتا تھا۔ اور ان کا عقیدہ ہے کہ بندہ کی زبان سے اللہ تعالیٰ آپ قرآن شریف پڑھتا ہے اور اسی کی زبان سے لوگ قرآن کو سنتے ہیں۔ اور ان لوگوں کا یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ جلشانہ بندہ میں اُترآتا ہے اور اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ آواز سے پڑھتا ہے اور تلفظ کرتا ہے۔ اور ایسا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔ ہم اس سے خداوند تعالٰے کے ہاں پناہ مانگتے ہیں اور ان کا قول ہے کہ اللہ تعالٰے ہر ایک مقام پر ہر ایک جگہ میں موجود ہے کوئی جگہ اس سے خالی نہیں۔ اور عرش اور فرش دونوں برابر ہیں ان

میں کوئی فرق نہیں ہے مگر یہ قول قرآن سے جھوٹا ثابت ہوتا ہے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے عرش پر قرار پکڑا۔ اور اس نے نہیں کہا کہ اس نے زمین پر قرار پکڑا ہے اور یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ اس نے حاملہ عورتوں کے پیٹوں میں یا پہاڑوں یا اور جگہوں میں قرار پکڑا ہے ان فرقوں کے مذہب اور اعتقاد کا جو حال بیان ہوا ہے وہ اختصار کے طور پر بیان ہوا ہے اور ان گمراہ فرقوں کے مذہب کے ابطال میں کچھ مذکور نہیں ہوا۔ کیونکہ اس سے کتاب طویل ہو جاتی۔ صرف انکے وہی دلائل بیان کر دیئے ہیں جن کے باعث وہ دین سے الگ ہو گئے ہیں۔ خداوند کریم ہم سب لوگوں کو اور تم کو ان باطل مذہبوں کی بُرائی سے اور اُن لوگوں کی بُرائی سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور اسلام پر اور نبی صلعم کی سنت پر دنیا سے لیجائے اور اپنی رحمت سے ناجی گروہ میں شریک کرے۔ آمین یارب العلمین ؀

قرآن سے نصیحت اور پند حاصل کرنی

یہاں قرآن کی نصیحتیں اور رسول مقبول کی حدیثیں جو پند کے باب میں وارد ہیں بیان کی جاتی ہیں۔ چند مجلسوں میں تقسیم کر کے ان کا مذکور ہوتا ہے ؀

پہلی مجلس۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم قرآن پڑھو۔ شیطان سے خداوند کریم کے ہاں پناہ مانگو۔ یہ آیت سورہ نحل میں ہے۔ اور وہ مکہ میں اُتری ہے مگر اسکی آخر کی تین آیتیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہیں۔ اور اس سورہ کی آیتوں کی تعداد ایک سو اٹھائیس ہے اور اس کے کلموں کا شمار ایک ہزار آٹھ سو اکتالیس ہے اور سات ہزار سات سو نو حروف ہیں۔ مفسروں نے اس کے نازل ہونے کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ رسول مقبول مکہ میں تھے۔ صبح کی نماز میں آپنے سورہ والنجم اور واللیل پڑھی۔ اور جب اس مقام پر پہنچے کہ "جب تم لات اور عزیٰ منات کو دیکھو"۔ تو اسوقت آپ کو اونگھ آگئی۔ اور اس حالت میں یہ عبارت شیطان نے آپ کی قرأت میں ڈال دی۔ یہ بہت بڑے غرانیق ہیں۔ ان سے شفاعت کی اُمید رکھی گئی ہے۔ اور غرانیق سے مراد بُت تھی۔ اور جب مشرکوں نے آپکی زبان مبارک سے یہ سُنا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ وہ بتوں کی شفاعت کو مانتے تھے۔ اور ان کا یہ مقولہ تھا۔ کہ وہ خداوند کریم کے ہاں ہماری سفارشی ہیں جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ہم انکی عبادت نہیں کرتے مگر اس واسطے کہ ہم کو خداوند تعالیٰ کے نزدیک کر دیں۔ اور کافروں کا یہ قول تھا کہ یہ بُت ایسے اجسام ہیں جو گناہ کی آلودگی سے پاک ہیں اور اسی پاکی کے باعث یہ پرستش اور عبادت کرنے کے زیادہ لائق ہیں۔ اور بادشاہوں اور فرشتوں میں ایسی لیاقت نہیں کیونکہ وہ ارواح ہیں اور وہ گناہوں سے آلودہ ہیں پس اُنہوں نے بتوں کو غرانیق کے ساتھ تشبیہ دی اور غرانیق نر پرندے ہیں۔ اور اس کا واحد غرنوق اور غرنیق ہے۔ اور یہ نام ان کا اسواسطے ہے کہ اوپر اُڑتے ہیں اور آسمانوں تک بلند ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ سفید دریائی پرندہ ہے۔ اور غرنوق کلنگ کو بھی کہتے ہیں۔ اور نازک اندام جوان کو بھی بولتے ہیں جیسا کہ حضرت علیؓ کی کلام میں وارد ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں غرنوق قریش کی طرف دیکھتا ہوں۔ اور وہ خون میں لوٹ رہا ہے"۔ اور اسموقع پر غرنوق سے جوان مراد ہے۔ اور مقاتل کا قول ہے کہ غرنوق سے مراد فرشتے ہیں اور ایک جماعت کفار فرشتوں کی پوجا کرتے تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ فرشتے ہمارے واسطے شفاعت کرینگے جب آنحضرت صلعم سورۂ والنجم پڑھ چکے۔ تو اس کے بعد آپنے سجدہ کیا اور مسلمان اور کافر جو جماعت میں حاضر تھے۔ وہ بھی سب سجدہ میں چلے گئے۔ مگر ولید بن مغیرہ نے سجدہ نہ کیا۔ یہ ایک بوڑھا آدمی تھا۔ اُس نے تھوڑی مٹی اُٹھا کر اپنے ہاتھ پر رکھ لی۔ اور اس کو پیشانی کی طرف لیجا کر اس پر سجدہ کر لیا۔ اور کہا کہ میں سجدہ کروں۔ جس طرح ام ایمن اور اسکی ہم جلیسیں سجدہ کرتی ہیں

اور ام ایمن رسول مقبول کی ایک خدمتگار تھیں۔ اور جب حنین کی لڑائی ہوئی تو ولید بن مغیرہ اس میں مارا گیا۔ پس یہ دونوں کلمے ہر مشرک کے دل میں واقع ہوئے اور یہ شیطان کا فتنہ تھا جو اس نے رسول مقبول کی قرأت میں طاغوتوں اور بُتوں کے ذکر کے بعد ڈال دیا تھا۔ پس دونوں فریقوں نے انکو سُنکر رسول مقبول کی پیروی میں سجدہ کر دیا۔ اور اس سے کافروں اور مسلمانوں دونوں کو تعجب ہُوا۔ مسلمانوں کو تو اس واسطے تعجب ہُوا کہ ایمان لانے اور یقین کرنے کے بغیر ہی مشرکوں نے کیسے سجدہ کر دیا۔ اور مشرکوں کے دل اسواسطے نبی صلعم اور آپ کے اصحاب سے خوش ہُوئے کہ انہوں نے آپکی زبان سے وہ کلمے سُنے جن کو شیطان نے ان کی قرأت میں ملا دیا تھا۔ اور انکے سننے سے یہ کہا کہ محمد صلعم نے اپنے پہلے دین اور اپنی قوم کی طرف پھر رجوع کیا ہے۔ اور اُسکی طرف لوٹ آئے ہیں۔ اور اسی سبب سے ہی اُنہوں نے سجدہ کیا تھا۔ اور اس میں انکے خداؤں کی تعظیم تھی۔ اور جب شیطان نے ان کلموں کو مشہور کر دیا اور عام و خواص میں حبش تک پہنچا دیا تو پیغمبر صلعم اس کو سُن کر ملول ہُوئے اور جب رات ہُوئی تو حضرت جبرئیل آنحضرت کے پاس آئے۔ اور آکر کہا کہ ان دونوں کلموں سے خدا کے ہاں میں پناہ مانگتا ہوں۔ میرے پروردگار نے ان دونوں کلموں کو نازل نہیں کیا۔ اور نہ ہی آپ کو ان کے کہنے کے واسطے مجھے حکم دیا گیا ہے۔ رسول مقبول حضرت جبرئیل سے یہ سُنکر بہت ملول ہُوئے۔ اور فرمایا کہ میں نے اس میں شیطان کی اطاعت کی اور اس کے کہنے کے موافق میں نے بھی ایسا کہا اور خدا کے کاموں میں شیطان کو شریک کر دیا۔ پس جو کچھ شیطان نے ملایا تھا اللہ نے اس کو دُور کر دیا۔ اور آپ پر یہ آیت نازل فرمائی "میں نے اس سے پہلے ایسا کوئی پیغمبر یا نبی نہیں بھیجا کہ جب اس نے میری کلام پڑھنی شروع کی ہو۔ تو شیطان نے اس میں کچھ دخل نہ دیا ہو یعنے ہر ایک کی قرأت میں شیطان دخل دیتا رہا ہے۔ پس جو کچھ شیطان ڈالتا ہے اس کو اللہ دور کر دیتا ہے اور اپنی آیتوں کو حق تعالےٰ مضبوط کرتا ہے اور اللہ دانا اور حکیم ہے"۔ اور جب اللہ جلشانہٗ نے رسول مقبول کو شیطان کی بلا اور مکر اور فریب سے پاک اور صاف کر دیا۔ تو اس وقت مشرک اپنی گمراہی کے باعث آپ سے پھر گئے۔ اور خدا نے پیغمبر کو حکم دیا کہ شیطان کے مکر سے پناہ مانگے اور یہ آیت نازل کی۔ جب تو قرآن پڑھے تو راندے گئے شیطان سے اللہ کے ہاں پناہ مانگ۔ عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ جس وقت تو قرآن پڑھنے لگے۔ تو کہہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنے شیطان لعین سے جو لعنت کے ساتھ راندا گیا ہے اس سے پناہ مانگ۔ اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ شیطان پر اعوذ باللہ سے اور کوئی چیز زیادہ سخت اور دشوار نہیں ہے اور ان لوگوں پر شیطان غلبہ نہیں پا سکتا جو خداوند تعالےٰ پر ایمان لائے ہیں اور جو لوگ مشرک ہیں انکو گمراہ کر دیتا ہے۔ اور جن آدمیوں نے خدا پر توکل اور بھروسہ کیا ہے اُن کے نزدیک نہیں آسکتا۔ اور جو اپنے کاموں میں شیطان کے پیرو ہوتے ہیں۔ ان کو ضرور گمراہ کر دیتا ہے اور مشرکوں کو ان کا شرک زیادہ ہونے میں مدد دیتا ہے۔

اعوذ کے معنوں کا بیان

اعوذ کے معنے اللہ جل شانہ سے پناہ مانگنی اور خلاصی چاہنی اور خدا کی طرف رجوع کرنا۔ اور معاذ کے معنے جائے پناہ کہا جاتا ہے پناہ لی اس نے ساتھ اُس کے۔ وہ اس کے ساتھ پناہ لیتا ہے پناہ لینا۔ اور میں پناہ مانگتا ہوں جیسا کہ پناہ مانگنے کا حق ہے اور معاذ اللہ کے معنے میں خدا کی رجوع کرتا ہوں۔ اور اللہ کے ہاں پناہ لاتا ہوں کہا جاتا ہے کہ یہ میری اُس چیز سے جائے پناہ ہے جس سے میں ڈرتا ہوں یعنے یہ مجھے خلاصی دینے والا اور مجھ سے دُور کرنے والا ہے

پس گو یا کہ بندہ خدا سے پناہ لیتا ہے تاکہ وہ اُسے شیطان کے شر سے نگاہ رکھے اور جب کوئی قرآن سے پناہ مانگتا ہے تو اس سے اس کو شفا حاصل ہوتی ہے اور کہا گیا ہے کہ استعاذہ کے معنے حرز اور قلعہ پکڑنا خدا کو۔ خداوند تعالیٰ حضرت مریم کی ماں کی حکایت بیان کر کے فرماتا ہے کہ اُس نے کہا کہ اے پروردگار میں اس کو اور اسکی اولاد کو تیری پناہ میں سونپتی ہوں" یعنے حضرت مریم اور عیسےٰ علیہ السلام کو شیطان راندے گئے سے پناہ میں رکھ یعنے میں اللہ جلشانہ کو ان دونوں کا حرز اور قلعہ بناتی ہوں شیطان راندے ہوئے سے اور شیطان شطن سے مشتق ہے۔ اور شطن اُس رسی کو کہتے ہیں جو لمبی اور کانپنے والی ہوتی ہے۔ اور شطن دوری کو بھی کہتے ہیں۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ شیطان نیکی سے دور ہو گیا ہے اور بدی کرنے میں لمبا ہو گیا ہے اور بدی کرنے پر بے قرار رہتا ہے۔ پس جب کسی آدمی کو شیطان کہا جاتا ہے تو اس پر یہ مراد ہوتی ہے کہ یہ اپنے کام میں ایسا ہے جیسا کہ شیطان ہے۔ اس سے ہر بھری چیز کو شیطان سے مشابہت دی جاتی ہے مثلاً کہتے ہیں کہ اس کا منہ شیطان کے منہ کی مانند ہے اور اس کا سر شیطان کے سر کی طرح ہے اور اس باب میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ (اس درخت کی شاخیں شیطانوں کے سروں کی مانند ہیں) اور درخت کو شیطانوں کے سروں سے اس واسطے مشابہت دی ہے کہ جتنے شیطان ہیں وہ سب سانپ ہیں۔ اور ان کے سر بدنما اور ناہموار ہیں۔ اور انکی گردن کے بال ایسے ہیں جیسے گھوڑے کے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روس شیطان یعنے شیطانوں کے سر اور رجیم کی لعنت کے ساتھ راندہ گیا اور خدا کی درگاہ سے دور کیا گیا۔ اور یہ سزا شیطان کو اس واسطے دی ہے کہ اس نے حضرت آدم کو سجدہ نہیں کیا تھا۔ اور اس باب میں خداوند تعالیٰ کے حکم کی نافرمانبرداری کی تھی۔ اور جب شیطان نے نافرمانی کا جرم کیا۔ تو اس کے سبب فرشتوں نے اسکو پتھر مارے اور آسمانوں سے زمین پر پھینک دیا۔ پس ستاروں کے آتشین شعلوں کی اس پر اور اس کی اولاد پر قیامت تک بوچھاڑ ہوتی رہیگی۔ اور خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے (ان ستاروں کو ہم نے شیطانوں کا دور کرنے والا بنایا ہے)

شیطان کا بیان

شیطان دُور ہے اللہ سے تمام نیکیوں سے اور بہشت سے اور دوزخ کے نزدیک ہو پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اور اُسکی اُمت کو ارشاد کیا ہے کہ تم راندے گئے شیطان سے جو اصحن سے دُور ہے پناہ مانگو۔ تاکہ دوزخ کی آگ سے بچیں اور بہشت کے نزدیک ہو جائیں اور انصاف کرنے والے بادشاہ کے منہ کا دیدار نصیب ہو۔ پس گو یا خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے شیطان مجھ سے دُور ہے اور تو میرے نزدیک ہے اور ادب سے اپنے حال کو محفوظ رکھ تاکہ شیطان کسی حیلہ اور مکر سے تیرے اوپر قبضہ نہ پائے اور اچھی طرح ادب کے حاصل کرنے کے اسباب یہ ہیں کہ انسان خدا کے حکموں پر عمل کرے۔ اور منع کئے ہوئے کاموں سے باز رہے اور جان اور مال اور اہل اور اولاد اور تمام کاموں پر جو کچھ خداوند تعالیٰ کی تقدیر سے نازل ہو اُس پر راضی ہو پس اگر کوئی انسان ہمیشہ ان باتوں پر کاربند ہو اور انکو اپنے اوپر لازم کر لے۔ اور ہمیشہ ثابت قدمی سے ان پر عمل کرتا رہیگا تو وہ شیطان کے وسواسوں اور فتنہ سے بچا رہیگا اور نفس امارہ کے فسادوں اور اُسکے دھوکوں سے محفوظ ہوگا اور قبر کے عذاب اور اسکی تنگی سے اور قیامت کے خوف اور اسکی سختی سے اور دوزخ کے عذاب اور اسکی نزدیکی سے بچا رہیگا اور آرامگاہ بہشت میں اللہ تعالیٰ کے قرب میں رسولوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالح لوگوں کے ساتھ ہمیشہ رہیگا۔ اور یہ رفاقت نہایت اچھی ہے جو ہمیشہ ہر حال میں خدا کی نعمتوں کا لطف اُٹھائینگے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اے شیطان میرے خاص بندوں پر تجھے غلبہ پانے کی قدرت نہیں۔ پس جب کسی بندہ کو ملک الملوک کی بارگاہ سے

تمغۂ بندگی عطا ہو جائے۔ تو پھر شیطان ضعیف حقیر ذلیل اُس پر غالب نہیں آ سکتا۔ ظاہر اور باطن دونوں حالتوں میں اسکے پاس نہیں آئیگا۔ اور گناہ کا وسوسہ اس کے دل کو آلودہ نہیں کریگا۔ اور اگر شیطان اس بندہ کے پاس پہنچ بھی جائے تو پہنچتا ہی ہلاک ہو جاتا ہے اور اس وقت اس کو یہ آواز سُنائی دیتی ہے۔ کہ جو آدمی نفس کی باطل شہوت کو چھوڑ دے اور حق کی پیروی کرے اور اس کے ساتھ راہ پائے تو اُس کو ایسا رُتبہ ملتا ہے کہ جب یہ بندہ مر جاتا ہے تو اسکی رُوح کو خداوند کریم کی درگاہ میں لیجانے کے واسطے فرشتے آپس میں جھگڑ پڑتے ہیں۔ اور فرشتوں میں اس کا بزرگ نام پکارا جاتا ہے اور خداوند تعالیٰ اپنے ایسے بندے پر فخر کرتا ہے (اس طرح ہم بُرائی اور بے حیائی کو اس سے دُور کرتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے خالص بندوں میں سے ہے) اگر کوئی بندہ ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو وہ شیطان مردود سے ضرور بچا رہتا ہے اور یہ بات بڑی ضروری ہے کہ بندہ شیطان سے ڈرتا رہے۔ اور اسکی طلب سے باز آئے کیونکہ اللہ نے ارشاد کیا ہے کہ شیطان سے ڈرتے رہو فرمایا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اور تم بھی اس سے دشمنی رکھو۔ وہ اپنے گروہ کو اپنی طرف بلاتا ہے تاکہ دوزخ میں وہ اس کے ساتھ جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (شیطان نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے کیا تم اس کو سمجھتے نہیں ہو) اس لئے شیطان کی پیروی کرنی ہر ایک بدبختی اور رنج کی جڑ ہے۔ اور اگر کوئی شیطان سے مخالفت کرے تو اس میں نیک بختی اور نعمت اور راحت اور ہدایت ہے اور عاقبت میں ہمیشہ آرام سے رہے۔

اعوذ کے فائدوں کا بیان

اعوذ پڑھنے میں پانچ فائدے ہیں۔ ان میں ایک تو دین پر ثابت قدم رہنا ہے دوسرا شیطان کے شر اور تکلیف سے سلامت رہنا تیسرا مضبوط قلعہ میں داخل ہونا اور حصول قرب۔ چوتھے ایسے مقام میں پہنچنا جہاں ہمیشہ امن ہو اور پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیکوکاروں کی صحبت حاصل ہو۔ پانچویں یہ کہ زمین اور آسمان کے پروردگار کی مدد نصیب ہوتی ہے جیسا کہ پہلی کتابوں میں مذکور ہوا ہے۔ کہ جب شیطان لعین نے خداوند تعالیٰ سے کہا کہ میں تیرے بندوں کو آگے اور پیچھے سے اور دائیں اور بائیں سے آکر بہکاؤں گا۔ اللہ جلشانہٗ نے اسکو جواب دیا۔ کہ مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم میں اپنے بندوں کو اعوذ پڑھنے کا حکم دونگا۔ اور جب وہ اعوذ پڑھینگے۔ تو اُنکی اس طرح حفاظت کرونگا کہ انکی دائیں جانب تو اپنی ہدایت کروں گا۔ اور بائیں طرف اپنی مہربانی کو اور اُنکے پیچھے نگاہبانی کو کر دوں گا۔ اور اُن کے آگے اپنی نصرت کو۔ اور اسصورت میں اے ملعون ان کو تیرا وسوسہ کوئی ضرر نہیں دیگا۔ اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بندہ ایک دفعہ خداوند کریم سے پناہ مانگے تو اللہ جلشانہ اس کو تمام دن اپنی پناہ میں محفوظ رکھتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ تم استعاذہ کے ساتھ گناہوں کے دروازے بند کرو اور بسم اللہ کے ساتھ بندگی کے دروازے کھولو۔ اور کہتے ہیں کہ ہر ایک مومن کے گمراہ کرنے کے واسطے شیطان مردود ہر روز تین سو ساٹھ لشکر بھیجتا ہے اور وہ بندہ خداوند کریم سے پناہ چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ تین سو ساٹھ دفعہ اس بندہ کے دل کیطرف نگاہ کرتا ہے اور ہر ایک نظر میں شیطان ملعون کے ایک لشکر کو ہلاک کر دیتا ہے یہاں تک کہ اسی طرح سب لشکر ہلاک ہو جاتے ہیں۔

شیطان کے خوف کا بیان

جس چیز سے شیطان ڈرتا اور خوف کھاتا ہے وہ استعاذہ ہے اور شعاع نور عارفوں کے دلوں کی معرفت۔ پس اگر تو عارف نہ ہو تو تو استعاذہ کو اپنے اوپر پرہیزگاروں کی طرح اس وقت تک لازم پکڑ جب تک کہ تجھ کو عارفوں کا مرتبہ حاصل ہو جاوے پس اسوقت تیرے دل کی نورانی شعاع شیطان کی قوت توڑ دیگی۔ اور اس کے لشکر کو بھگا دیگی اور اس کی سبزیوں کو ہلاک کر دیگی اور اکھیڑ دیگی اُس کے لشکر کو تیری ذات خاص اور اسوقت اکثر تو اپنے بھائیوں اور اپنے ہیر دلوں کا

نگاہبان (کوتوال) بنایا جائیگا۔ جیسا کہ حضرت پیغمبر صلعم نے حضرت عمرؓ کے حق میں فرمایا ہے۔ اے عمرؓ تیرے سایہ سے شیطان بھاگتا ہے اور فرمایا ہے کہ جس جنگل میں حضرت عمرؓ پہنچے ہیں، وہاں سے شیطان بھاگ کر دوسرے جنگل میں چلا جاتا ہے اور کہا گیا ہے کہ جب شیطان حضرت عمرؓ کو دیکھا کرتا تھا تو دیوانہ ہو جاتا تھا۔ حضرت پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جب شیطان کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں آدمی سچا ہے اور میری دشمنی میں خوب مضبوط اور اس پر جما ہوا ہے تو نا امید ہو کر اس سے الگ ہو جاتا ہے اور اس کا بلانا چھوڑ دیتا ہے اور چھوڑ کر اور طرف توجہ کرتا ہے مگر یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ چوری چوری چھپ کر اس کو تاکتا جھانکتا رہتا ہے (کہ اگر ذرا بھی غافل ہو تو پکڑ لوں۔ پس ہر بندہ کو لازم ہے کہ سچ اختیار کرے اور شیطان لعین کے مکر اور فریب سے اچھی طرح ہوشیار رہے۔ کیونکہ یہ قدیمی اور اصلی دشمن ہے۔ اور اس مردود کے آنے کے بڑے بڑے باریک راستے ہیں۔ اور انسان کے گوشت اور اسکی رگوں اور پٹھوں میں اس طرح گھسکر دوڑتے ہیں جیسے ان میں خون چلتا ہے۔ روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضؓ اپنے بڑھاپے میں یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ خداوندا میں تجھ سے پناہ مانگتا اور دعا کرتا ہوں۔ کہ مجھے زنا کرنے اور خون کرنے سے بچائے رکھ۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا آپ بوڑھے ہو گئے ہو اور اب بھی زنا کرنے اور خون کرنے سے ڈرتے ہو۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں کیوں نہ ڈروں۔ میرا شیطان اب تک زندہ ہے۔

شیطان سے بچنے کا علاج

جو ہتھیار شیطان سے جنگ کرنے کے واسطے انسان کی مدد دیتے ہیں۔ ان میں سے بہتر اور کارآمد ہتھیار کلمہ توحید ہے اور خداوند تعالےٰ غالب و بزرگ کا یاد کرنا جیسا کہ رسول مقبول نے ایک قدسی حدیث میں فرمایا ہے (کلمہ لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے) جو آدمی کلمہ توحید کو پڑھ لیتا ہے وہ میرے قلعہ میں آجاتا ہے اور اس کو عذاب کا کوئی خوف نہیں رہتا۔ اور فرمایا ہے کہ جس آدمی نے دلی خلوص سے کہا لا الٰہ الا اللہ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ اور شیطان عذاب کا وسیلہ ہے جب کوئی آدمی توحید کا کلمہ پڑھتا ہے اور اوامر و نواہی پر عمل کرتا رہتا ہے۔ تو شیطان چھپ کر اس کو دیکھتا ہے اور جب اس کو اس لباس میں آراستہ دیکھتا ہے تو پھر اس سے دور رہتا ہے۔ اور آگے اس کے پاس نہیں جاتا۔ اور وہ آدمی اس کے فتنہ اور فساد سے بچ رہتا ہے۔ اور اس سے اسی طرح بچتا ہے جیسے کوئی میدان جنگ میں دشمن کے ہتھیار کی وار سے ڈھال کے ذریعہ بچ جاتا ہے۔ اور اسی طرح بسم اللہ کو بہت پڑھے کہ شیطان سے بچاتا ہے۔ رسول مقبول فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا شیطان ہلاک ہووے۔ میں نے اس کو کہا ایسا نہ کہہ۔ اسطرح کہنے سے شیطان یہ خیال کرتا ہے کہ مجھ میں بڑی بزرگی ہے اور پھر کہتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم ہے میں اس آدمی پر غالب آگیا ہوں۔ اسلئے تو یہ کہہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ کہنے سے شیطان دب جاتا ہے اور دب کر ایسا ہو جاتا ہے جیسے چھوٹی سی چیونٹی ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی آدمی خداوند کریم کے فضل کے سوا دنیا داروں کے مال کا طمع کرے اور انکی تعریف کرے اور مال کے جمع کرنے میں مصروف ہو اور اسکی زیادتی کی فکر میں پڑ جائے اور اس کی تعریف کرے تو وہ آدمی ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے شیطان سے مدد مانگ لی ہے اور اس کے فرزند اور اس کا مال شیطان کا مال ہوتا ہے اور اس صورت میں شیطان اس مال سے ایک مالدار آدمی ہو جاتا ہے اور بادشاہ ہوتا ہے جس کا لشکر بھی ہے اور یہ جتنی باتیں ہیں سب ہی بندہ کی نا امیدی کی باتیں ہیں۔ اس لئے آدمی کو چاہیئے کہ وہ خدا غالب اور بزرگ سے طلب بے پرواہی کرے اور اسی پر تکیہ اور بھروسا کرے۔ ہر ایک کام اور ہر حال میں خدا بے نیاز کی درگاہ میں رجوع کرے اور جو چیزیں مشتبہ

اور حرام ہوں۔ ان سے پرہیز کرے۔ خلقت کا احسان نہ اُٹھائے اور جو چیزیں حلال اور مباح ہیں۔ اگر وہ تھوڑی بھی میسر آجائیں تو ان پر ہی قناعت کرے اور خورو نوش میں نفسانی خواہشوں اور حرص سے کام لینا ایسا ہے۔ جیسے کوئی شخص رات کے وقت بغیر جستجو اور تحقیق کے لکڑیاں اکٹھی کرتا ہے۔ اور جو آدمی حلال اور حرام میں تمیز نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ بھی اُس کی پرواہ نہیں کرتا کہ دوزخ کے کس دروازہ سے وہ داخل ہؤا۔ پس بندہ کو لازم ہے کہ پرہیزگار رہے۔ یہاں تک کہ شیطان اُس سے ناامید ہو جائے اور خدا کی مدد اور فضل سے وہ سلامت رہے۔ اور اگر کوئی آدمی ایسا نہ کرے تو پھر شیطان اس کے دل اور سینہ میں جگہ پکڑ لیتا ہے خداوند کریم رہا تاہے۔ جو آدمی رحمٰن کے ذکر سے مُنہ پھیر لیتا ہے ہم اُسکے اوپر اُس کے شیطان کو مقرر کر دیتے ہیں، پس اس آدمی کا ہمنشین شیطان ہوتا ہے۔ پس کبھی تو وہ اُس کی نماز میں وسوسہ ڈالتا ہے اور کبھی ان کو جھوٹی آرزوئیں دلاتا ہے جو بڑی دور دراز ہوتی ہیں۔ اور کبھی نفسانی خواہش کے حرام اور حلال خیال اُس کے دل میں وارد کرتا ہے اور کبھی اس کو نیکیوں کی طرف جلدی کرنے سے روکتا ہے اور سنت اور فرض کے ادا کرنے سے باز رکھتا ہے اور عبادت اور طاعت کرنے سے روک لیتا ہے۔ پس وہ بندہ دونوں جہانوں کا زیاں کار ہو جاتا ہے۔ اور قیامت کے روز اس کا حشر بھی شیطان کے ساتھ ہی ہوگا۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب آدمی کی عمر آخر کو پہنچتی ہے تو شیطان اس پر غلبہ پا لیتا ہے اور اس کے ایمان کو کھو دیتا ہے اور وہ ہمیشہ شیطان کے ساتھ دوزخ میں رہیگا اور قیامت کے روز فرعون اور ہامان اور قارون کے ساتھ اُٹھیگا۔ ہم ایمان کے زائل ہونے اور ظاہر باطن سے شیطان کی فرمانبرداری کرنیسے خداوند تعالےٰ کے ہاں پناہ مانگتے ہیں۔

شیطان کے احوالات

مقاتل زہری سے اور وہ عمر سے اور وہ عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عائشہؓ نے فرمایا ہے۔ کہ ایک رات رسول مقبول کے اصحاب آپ کو تلاش کرتے ہوئے آئے۔ اور یہ بھی اُن میں تھے۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ سلمان۔ عمار بن یاسرؓ۔ اسی اثناء میں حضرت رسول مقبول بھی نکل آئے۔ اور آپ کے چہرہ پر موتیوں کی طرح پسینہ نمودار تھا جیسا کہ بخار سے ہؤا کرتا ہے۔ آپنے اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا اور تین دفعہ فرمایا کہ اس ملعون پر خداوند تعالےٰ کی لعنت ہو اور پھر اپنے سر کو نیچے جھکا لیا۔ حضرت علیؓ نے عرض کی۔ کہ میرے ماں اور باپ آپ پر قربان۔ اسوقت آپنے کس پر لعنت کی ہے آپ نے فرمایا شیطان لعین دشمن خدا پر۔ اُس مردود نے اپنی دُم کو اپنی مقعد میں داخل کیا۔ اور سات انڈے دیئے۔ اور ان سے اُس کے سات بچے پیدا ہوئے۔ اور ہر ایک ان میں سے اولاد آدم کے بہکانے کے واسطے مقرر ہوئے ہے ایک کا نام مُذْحِشْ ہے اُسکی تقرری عالموں پر ہے جن کو یہ ہمیشہ ہوا و ہوس کی ترغیب دیتا رہتا ہے۔ اور ان کو مختلف قسم کی خواہشوں میں مبتلا رکھتا ہے اور دوسرے شیطان کا نام حدیث ہے اسکی تقرری نمازیوں پر ہے اُن سے نماز پڑھنی بھلاتا ہے اور اُنکو کھیل میں لگاتا ہے اور بہکاتا ہے اور جماہی اور اونگھ اُن پر لاتا ہے اور ان میں یہاں تک اُن کو جتلا کرتا ہے کہ وہ سو جاتے ہیں اور پھر جب کسی سوئے ہوئے کو کہا جاتا ہے۔ کہ تُو تو سو گیا تھا تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں سویا نہیں ہوں۔ اور بے وضو ہی نماز میں شریک ہو جاتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اس پاک ذات کی قسم ہے۔ جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے۔ کہ اُن میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کو اُسکی نماز کے ثواب کا آدھا حصّہ یا چوتھائی یا دسواں حصہ ہی ملتا ہو۔ بلکہ اُسکی نماز کے گناہ اُسکے ثواب سے بڑھ جاتے ہیں۔ اور تیسرے شیطان کا نام زلنبون ہے۔ اس کو بازاروں کا انتظام دیا گیا ہے اس کا کام رات دن بازاروں میں رہتا ہے۔ کہ لوگوں کو کم

تو لنے کی ترغیب دیتا ہے۔اور انکو ہدایت کرتا ہے کہ خرید و فروخت میں جھوٹ بولو۔اور اپنے اسباب کو سجاؤ اور اسکی تعریفیں
کرو۔اور چوتھے کا بشر ہے یہ لوگوں کو اس طرف آمادہ کرتا رہتا ہے کہ جب مصیبت میں گرفتار ہوں تو اس وقت اپنے
گریبان کو پھاڑا کریں۔اور اپنے مونہوں کو نوچا کریں۔اور ہائے ہائے اور واویلا کیا کریں۔اور اپنے آپ کو کوسیں تاکہ
مصیبت پر صبر کرنے سے جو ثواب ملتا ہے وہ ضائع ہو جاوے۔پانچویں شیطان کا نام منشوط ہے۔وہ لوگوں کو جھوٹ
بولنے،سخن چینی کرنے اور لوگوں کے حق میں طعن و تشنیع کرنے اور چغلی کھانے کی تعلیم دیتا رہتا ہے۔اور ایسے ایسے
گناہوں میں مبتلا رکھتا ہے۔چھٹے شیطان کا نام واسم ہے وہ مرد کی ذکر اور عورت کی سرین میں پھونکتا ہے تاکہ وہ
آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زنا کریں۔ساتویں شیطان کا نام اعور ہے۔وہ لوگوں کو چوری کرنا سکھلاتا ہے
اور چوروں کو سمجھاتا ہے کہ اگر تم یہ چوری کرو گے تو اس سے تمہارا فاقہ دور ہو جائیگا۔اور اپنا قرض بھی ادا کر سکو گے
اور اپنا بدن ڈھانکنے کے واسطے کپڑا بھی مل جائیگا۔اور پھر چوری کرنے کے بعد توبہ کر لینا۔پس ہر ایک مسلمان کو
لازم ہے کہ ان بدذات شطونگڑوں سے ہوشیار رہیں۔اور کسی حال میں بھی ان سے غافل اور بے غم نہ ہوں۔اور
رسولِ مقبول نے فرمایا ہے کہ وضو پر بھی ایک شیطان مقرر ہے اس شیطان کو ولہان کہتے ہیں۔اس سے بھی خداوند
کریم کے ہاں پناہ مانگنی چاہیئے۔اور رسول مقبول کی حدیث میں وارد ہے کہ جب نماز کی صفوں میں کھڑے ہو تو ایک دوسرے
کے ساتھ مل کر کھڑا ہونا چاہیئے تاکہ تمہارے درمیان شیطان نہ داخل ہو۔اگر جگہ خالی رہے تو اسمیں شیطان بکری کے بچوں
کی مانند گھس جاتے ہیں۔ابو حذیفہ نے ابو عبیدہؓ سے روایت کی ہے کہ نبات خذف جو اس حدیث میں وارد ہے۔اس سے
مقصود بکری کے بچے ہیں۔اور عربی میں ان کو نقد بھی کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حذفہ اس بکری کو بولتے ہیں
جو کان اور دُم نہیں رکھتی ہاور جہاں یہ قسم پیدا ہوتی ہے اس موضع کا نام جرشی ہے۔روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن عاص
نے ایک دفعہ رسولِ مقبول کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول میری نماز اور میری قرأت در میرے درمیان میں
شیطان آکر داخل ہو جاتا ہے۔آپ نے فرمایا ہے کہ ہاں ٹھیک ہے اُس شیطان کا نام خنزب ہے۔جب تم اس کو دیکھا
کرو۔تو خداوند کریم کے ہاں اس سے پناہ مانگا کرو۔اور تین دفعہ اپنے بائیں جانب تھوک دیا کرو۔عثمان بن عاص کہتے ہیں
کہ جیسا کہ رسول مقبول نے فرمایا تھا میں نے ویسا ہی عمل کیا۔اس سے وہ شیطان میرے پاس سے بھاگ گیا ایک
مشہور حدیث میں وارد ہو کہ رسول مقبول نے فرمایا کہ تم میں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے کہ اُس کے ساتھ ایک شیطان
نہ رہتا ہو یہ سنکر لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول مقبول آپ کے ساتھ بھی کوئی شیطان لگا ہوا ہے جواب
دیا ہاں مجھ کو بھی ایک شیطان چمٹا ہوا ہے مگر مجھ کو خداوند تعالےٰ نے اس پر غالب کر دیا ہے اور اب میں اسکے شر سے
سلامت رہتا ہوں۔اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک جن لگا رہتا ہے لوگوں نے پوچھا
کہ کیا آپکے ساتھ بھی ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں ہے مگر اللہ نے اُس کو میرے تابع کر دیا ہے اور وہ مسلمان ہو گیا ہے۔اور اب
وہ مجھے نیکی بھی بتاتا ہے اور مذکور ہے کہ جب خداوند تعالےٰ نے ابلیس پر لعنت کی تو آدم کی مانند اس کی بائیں پسلی سے پھر
اسکی عورت کو پیدا کیا۔اور شیطان نے اس کے ساتھ جماع کیا اور وہ حاملہ ہو گئی۔اور پھر اس عورت نے اکتیس انڈے
دیے اور ان سے اسکی اولاد پیدا ہوئی اور وہ بڑھ کر جنگلوں اور دریاؤں میں پھیل گئی یہانتک بڑھی کہ ہر ایک انڈے
سے دس ہزار نر مادہ شیطان کے بچے پیدا ہوئے۔اور پہاڑوں اور جزیروں اور ویرانوں اور جنگلوں اور دریاؤں اور
ریگستانوں اور درختوں کی کھوکھوں اور انکے وسط میں بھر گئے۔اور نہ ہی کوئی چشمہ اور دو راہے اور چوراہا اور حمام ان سے

خالی رہا سب جگہ گھس گئے۔ ستر کی جگہوں اور گندگی کے مقاموں اور گڑھوں اور لڑائی کی جگہوں، ناقوسوں کی جگہوں میں اور قبروں، گھروں، محلوں، صحرا نشینوں کے خیموں اور عبادت خانوں اور سب جگہوں میں شیطان داخل ہو گئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کیا تم ابلیس اور اسکی اولاد کو میرے بغیر اپنا دوست بناتے ہو اور حال یہ ہے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ان ظالموں کے واسطے بُرا بدلہ ہے۔ اس لئے جس نے شیطان اور اسکی اولاد کی فرمانبرداری کی۔ اور اسی حالت میں توبہ کرنے کے سوا مر گیا۔ وہ ہلاک ہوا اور وہ ہمیشہ شیطان کے ساتھ دوزخ میں رہیگا۔ انسان کو لازم ہے کہ اپنی ذات سے ہوشیار اور آگاہ رہے اور نفس کو شیطان اور بد کاموں سے بچائے رکھے اور جو گمراہی کی طرف بلاتے ہیں اُن سے اور شیطان کے لشکروں سے اپنے آپ کو الگ رکھے اور خدائے بے نیاز کی درگاہ میں توجہ کرے اور اُس کے احکام کو بجا لائے اور فرمانبرداری جو شرط ہے اس کو کما حقہٗ ادا کرے اور ان لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو دانا اور خدا کو پہچانتے ہیں۔ اور اللہ جلشانہ کی رضامندی کے واسطے نیک عمل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی خدا کی طرف دعوت کرتے ہیں۔ اور دل سے بارگاہ ایزدی میں راغب ہیں اور اُس کے فضل کے اُمیدوار ہیں اور اُس کے قہر اور غضب سے خائف ہیں اور دنیا سے الگ رہتے ہیں۔ اور آخرت کے خواہشمند ہیں۔ رات کو قیام کرتے اور دن کو روزہ رکھتے اور رات دن عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور جو عبادت اُن سے رہ گئی ہوتی ہے اس پر افسوس کرتے ہیں اور گریہ اور زاری کرتے ہیں اور ہمیشہ ان کا یہی ارادہ ہوتا ہے کہ نیکی کریں اور گناہوں اور خطاؤں سے تائب ہوں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کریں جو زمین اور آسمان کا خالق ہے۔ اور دن رات اپنے معینہ وقت پر نماز ادا کرتے رہتے ہیں یہ لوگ دوزخ کے طوق اور زنجیروں سے اور دنیا کی آفت اور دوزخ کی آگ سے بچنے والے ہیں کیونکہ انہوں نے ظاہر اور باطن میں شیطان کی مخالفت کی ہے اور خداوند کریم کے فرمانبردار بنے ہیں۔ پس خدا نے بدلہ دینے والے اور احسان کرنے والوں کو انکے اعمال کا بدلہ دیا جیسا کہ اپنے پاک و بے عیب کلام میں فرمایا ہے (پس خدا نے ان لوگوں کو اس دن کے شر سے بچایا اور خوشحالی اور تازگی بخشی۔ اور ان کے صبر کے عوض میں ان کو رہنے کے واسطے بہشت اور پہننے کو حریر کا کپڑا عطا فرمایا) اور دوسری جگہ فرمایا ہے (تحقیق پرہیزگار بہشت میں اپنے مقتدر بادشاہ کے پاس راستی کے مقام میں ہونگے) اور دوسری جگہ فرمایا ہے (جو آدمی خدا کے روبرو کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اس کے واسطے دو بہشتیں ہیں) اور تحقیق خداوند تعالےٰ نے اپنے اُس شخص کے حق میں جو شیطان کے دھوکا میں آ گیا ہو اور پھر خدا سے ڈر کر اس کے فریب سے بچ گیا ہو۔ فرمایا ہے (تحقیق پرہیزگار لوگوں کے دلوں میں جب کبھی شیطان وسوسہ ڈالتا ہے تو اُسوقت وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور فی الفور انکو حق اور باطل کی تمیز آ جاتی ہے) اور فرمایا ہے (خدا کی یاد سے دلوں کو روشنی حاصل ہوتی ہے اور ان سے تاریکی و غفلت کے پردے دور ہو جاتے ہیں اور زنگ ہٹ جاتا ہے اور اسکی یاد سے سب رنج دُور ہو جاتے ہیں) اس لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا پرہیزگاری اور حرام کو ترک کر دینے کی کنجی ہے۔ اور خود پرہیزگاری آخرت کا دروازہ ہے۔ جیسے سرکش نفس دنیا کا دروازہ ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے (جو کچھ قرآن میں ہے تم اس کو یاد کرو شاید تم پرہیزگار بن جاؤ) جیسا کہ فرمایا ہے (خدا کو یاد کرنے سے آدمی پرہیزگار ہو جاتا ہے)۔

انسان کے مؤکلوں کا بیان

عبداللہ بن مسعودؓ راوی ہیں کہ ہر وقت دو مشورہ دینے والے انسان کے دل میں موجود رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو ملکی صفت ہو جو آدمی کو نیک کاموں کی ہدایت کرتی ہے اور اُس کو سیدھے راستے پر چلنے کی ترغیب دیتی ہے اور دوسرا اُس کا دشمن ہے جو اُس کو بُرے کاموں کی طرف راغب کرتا ہے۔ اور حق اور نیکی سے روکتا ہے اور حسن بصریؒ

کا قول ہے کہ انسان کے دل میں دو خطرے پیدا ہوتے رہتے ہیں ایک تو وہ خیال ہے جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے وارد ہوتا ہے اور دوسرا شیطانی وسوسہ ہے اور جو آدمی ان دونوں خطروں کو اس طرح برداشت کرے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اس کو تو بجا لائے اور جو شیطان کی طرف سے ہو اس کو دفع کرے تو ایسے بندے پر اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرماتا ہے۔ کلام خدا تعالےٰ من شر الوسواس الخناس کی تفسیر میں مجاہد کہتے ہیں کہ بیچارے بندے کے دل میں شیطان بالکل چھا جاتا ہے۔ اور جب بندہ خدا کو یاد کرتا ہے تو اس وقت شیطان ہٹ کر دور ہو جاتا ہے اگر خدا کی یاد سے ذرا بھی غفلت اختیار کرتا ہے تو پھر ابر کی مانند اس کے دل پر چھا جاتا ہے اور مقاتل کہتا ہے کہ شیطان بصورت خنزیر آدمی کے دل سے چمٹا رہتا ہے۔ اور اس کی رگوں میں اسطرح دوڑتا پھرتا ہے جس طرح خون اور خداوند تعالےٰ نے اس کو انسان پر مقرر کیا ہے۔ پس اللہ جلشانہ کے اس قول کہ انسانوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے سے یہ مراد ہے کہ جب خدا کی یاد سے آدمی غافل ہوتا ہے تو اسوقت شیطان اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اور ہوتے ہوتے اس کے دل پر قبضہ پا لیتا ہے اور جب انسان خدا تعالےٰ کو یاد کرتا ہے تو شیطان اس کے بدن سے نکل جاتا ہے اور عکرمہ کہتا ہے کہ خناس جو وسوسہ ڈالتا ہے وہ مرد کی دونوں آنکھوں اور دل میں جاگزین ہوتا ہے۔ عورت جب سامنے آتی ہو تو اسکی آنکھوں میں ہوتا ہے اور جب پیٹھ پھیرتی ہے تو سرین اسکی جگہ ہوتی ہے۔

دل کے خطروں کا مذکور

انسان کے دل میں جو خطرے وارد ہوتے ہیں وہ چھ طرح پر ہیں ایک خطرہ نفس کی طرف سے ہوتا ہے دوسرا شیطان کی جانب سے تیسرا خطرہ روح کی طرف سے اور چوتھا فرشتہ کی طرف سے اور پانچواں عقل کی جانب سے اور چھٹا یقین کی طرف سے ہوتا ہے۔ پس نفس کا خطرہ آدمی کو نفسانی خواہشوں اور شہوتوں کی طرف مائل کرتا ہے خواہ وہ حلال ہوں اور خواہ حرام اور شیطانی خطرہ اعتقاد میں اثر کرتا ہے اور ترغیب دیتا ہے کہ آدمی کفر اختیار کرے اور خدا کا شریک بنائے۔ گلہ کرے اور خداوند کریم پر تہمت وعدہ خلافی لگائے اور کہتا ہے کہ بُرے کام کر اور توبہ کو اگلے دن پر اُٹھا رکھ اور ایسی ایسی باتیں بتاتا ہے کہ جن سے دنیا اور آخرت میں ہلاکت نصیب ہو۔ یہ دونوں خطرے بہت ہی بُرے ہیں یہ انسان کو محض برائی کی طرف ہی ہدایت کرتے ہیں اور عام مسلمان کے دلوں میں ہی آتے ہیں۔ روح اور فرشتے کے خطرے حق اور اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کا حکم کرتے ہیں۔ اور ساتھ اس چیز کے جس میں دنیاوی اور اُخروی سلامتی ہے اور موافق علم شریعت کے ہو پس یہ دونوں خطرے محمود ہیں۔ اور خاص لوگوں کے دلوں سے کبھی گم اور محو نہیں ہوتے۔ اور خطرۂ عقل کبھی انسان کو نفس اور شیطان کی طرح حکم دیتا ہے اور کبھی روح اور فرشتے کے سے احکام دیتا ہے۔ اور اس میں اللہ تعالےٰ نے یہ حکمت رکھی ہے کہ بندہ اپنے کام کو ہمت اور عقل اور درستی سے کرے اور نیک اور بد اور نفع اور ضرر میں تمیز کرے خداوند تعالیٰ نے آدمی کے جسم کو اپنے احکام اور اپنے بے انتہا ارادوں کے نازل ہونے کا محل بنایا ہے۔ اور عقل کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ نیک کاموں کو پہچانے اور اُسکی نعمتوں کی طرف متوجہ ہو۔ اور شر اور عذاب اور صعوبت سے بچے۔ اور خطرہ یقین ایمان کی روح ہے اور اللہ کی طرف سے بندہ پر علم کے نزول اور پیدا ہونے کا محل ہے اور یہ خاصہ ہے کامل الیقین والے اولیاؤں، صدیقوں، شہیدوں اور ابدالوں کے واسطے کیونکہ ان لوگوں سے امر حق کے سوا اور کوئی فعل صادر نہیں ہوتا۔ اس کا ورود بہت پوشیدہ ہے اور آنا نہایت باریک اور تنگ ہے اور اس کا ظہور سوا علم لدنی اور غیب کی خبروں اور چیزوں کے رازوں کے نہیں ہوتا۔ یہ خطرہ ان لوگوں کو ہی عطا ہوتا ہے جو خداوند تعالےٰ کے محبوب اور اسکے

برگزیدہ ہیں اور خدا کی ذات میں فنا اور ظاہر میں لوگوں دنیاداروں سے پوشیدہ ہیں۔ اور فرائض اور موکدہ سنتوں کے سوا باقی جس قدر ظاہری عبادت ہو اس کو باطنی عبادت سے بدل دیتے ہیں اور کبھی اس کو ترک نہیں کرتے۔ اور دل سے اسکی حفاظت کرتے ہیں اور ہمیشہ ہی خداوند کریم کے مراقبہ میں مستغرق رہتے ہیں۔ انکی تربیت اور نگہبانی کو اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے جیسا کہ اپنی پاک کلام میں فرمایا ہے (میرا دوست اللہ ہے جس نے مجھ پر کتاب اُتاری اور وہ نیک آدمیوں کو دوست رکھتا ہے) یعنے ان آدمیوں کا متولی اللہ جلشانہ آپ ہی ہے اور انکی صلاحیت اور بہتری کو اُس نے اپنے ذمہ لیا ہے اور وہ انکے واسطے کافی ہے اور اُس نے غیب کی باتوں کی طرف اُنکے دلوں کو مشغول کر دیا۔ اور اُس نے اپنے قرب کے جلوہ کے ساتھ ان کو منور کر دیا۔ پس اپنی کلام کرنیکے واسطے ان لوگوں کو اس نے برگزیدہ کر لیا اور انکو اپنی محبت کے واسطے مخصوص فرمایا۔ اور وہ اسکی محبت میں آرام اور قرار پکڑتے ہیں۔ نورِ معرفت میں ہر روز زیادتی ہی ہوتی رہتی ہے اور حقیقی محبوب اور معبود سے دن بدن انکو قرب ہوتا جاتا ہے اور ایسی نعمتوں میں ہیں جو ختم ہونے والی نہیں اور ان پر ایسی بخشش مبذول ہو رہی ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ اور ایسی خوشیوں میں ہیں جن کی اُنتہا نہیں اور جب اُنکی مستعار حیاتی کے دن پورے ہو جاتے ہیں۔ تو اس وقت اس فانی سرا سے جاودانی ملک کی طرف بہت آمادگی کے ساتھ کوچ کرتے ہیں۔ اور ان کو اسی طرح ملکِ جاودانی کی طرف لیجاتے ہیں۔ جیسے ایک دُلہن کو تنگ گھر سے ایک کشادہ اور فراخ بالاخانہ کے اوپر چڑھا کر لیجاتے ہیں۔ پس اس قسم کے لوگوں کے حق میں دنیا بھی بہشت ہی ہو جاتی ہے اور آخرت میں اس مزے میں ہوتے ہیں۔ کہ خداوند کریم کے دیدار سے انکی آنکھیں روشن اور ٹھنڈی ہوتی ہیں بغیر پردے اور دروازے کے خدا کا دیدار کرتے ہیں۔ کہ ان کو کوئی روکنے والا دربان اور پاسبان نہیں اور کوئی وہاں مانع نہیں اور نہ ہی درگاہ میں کسی غیر کا احسان اُٹھانا پڑتا ہے اور نہ ہی وہاں کوئی ظلم ہوتا ہے اور نہ کسی کا کوئی ضرر پہنچتا ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (پرہیزگار لوگ بہشت میں اپنے بادشاہ کے پاس جو صاحب قدر ہے راستی کے مقام پر ہیں) اور فرمایا ہے کہ جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں۔ انکو اس کا بدلہ بھی نیک ہی ملتا ہے یعنے بہشت ہوتا ہے اور اس میں بہشت کی حوریں اور خدا تعالےٰ کا دیدار اس پر اور بھی زیادہ ہوتا ہے جو لوگ دُنیا میں خداوند تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عاقبت میں بھی بہشت میں ان کی مدد کرتا ہے اور بزرگی اور نعمت اور سلامتی عطا فرماتا ہے اور رنج اور محنت سے اس کو نجات دیتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنے دلوں کو دنیا میں بُرے عملوں سے پاک رکھا ہے اور خدا کے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہیں کی۔ اسی واسطے عالم بقا میں بھی انکو زیادتی کے ساتھ عوض دیا گیا ہے اور وہ زیادتی اللہ تعالےٰ کا دیدار ہے جس کو دیکھ دیکھ کر ہمیشہ فیض حاصل کرتے رہیں گے۔ جیسا کہ اللہ جلشانہ نے اپنی روشن کتاب میں داناؤں کو اس سے خبر دی ہے۔

نفس اور رُوح کا بیان

نفس اور رُوح دو مقام ہیں۔ اول میں شیطانی وسوسے آتے ہیں۔ اور دوسرے میں ملکی خیالات آتے ہیں پس فرشتہ آدمی کے دل میں پرہیزگاری ڈالتا ہے اور شیطان نفس میں نافرمانی کے خیالات ڈالتا ہے اور نفس دل کو آمادہ کرتا ہے کہ وہ اعضا کو گناہوں پر لگائے اور ان سے گناہ کرائے اور انسان کے جسم میں دو خدمتگار مقرر ہیں۔ ایک عقل اور دوسری خواہش نفس اور یہ دونوں خادم ایک حاکم کے محکوم ہیں اور یہ توفیق اور اغوا ہے اور انسان کے دل میں دو چمکتے ہوئے نور ہیں۔ ان میں سے ایک تو علم ہے اور دوسرا ایمان ہے۔ اور یہ سب دل کے آلات ہیں اور ان آلات

کے درمیان دل بادشاہ کی مانند ہے اور یہ اس کے لشکر ہیں اور یا یہ کہو کہ دل آئینہ کی مانند روشن اور صاف ہے اور یہ آلات اُس کے ارد گرد ہیں۔ اور جب دِل اِن کی طرف دیکھتا ہے تو وہ روشن ہو جاتے ہیں اور ان کو پالیتا ہے یعنے وہ دل میں اپنا جلوہ ڈالتے ہیں ۔

خداوند تعالےٰ سے پناہ مانگنا

میں شیطان گمراہ اور بُرے خطروں اور نفس کے وسوسوں سے خداوند کریم کے ہاں پناہ مانگتا ہوں جو عرش اور کرسی کا مالک ہے اور ان سب چیزوں سے امن چاہتا ہوں۔ ہر جن اور انسان کے فتنہ سے ریاکاری اور نفاق سے اور غرور اور تکبر اور اپنے آپ کو بزرگ جاننے سے اور سب بُری خصلتوں سے جو دل میں پیدا ہوتی ہیں اور ہر ایک ایسی لذت اور شہوت سے جو نفس کو ہلاک کرنے والی ہے اور ہر ایک بدعت اور گمراہی سے اور نفس کی ایسی خواہشوں سے جو جسم کو آگ میں لیجانے والی ہیں، اور ایسے قول اور فعل اور فکر سے جو عرش کی غیبی باتوں کا اثر میرے دل میں نہ ہونے دے اور اسے ڈھانپ لے۔ اور نفس کی ایسی خواہش کی پیروی کرنے سے پناہ مانگتا ہوں جو گمراہ کرنے والی ہو۔ اور بُرے اخلاق اور نفس کی بُری خاصیت سے اور میں شیطان پلید اور مردود سے اس بادشاہ کے ہاں پناہ مانگتا ہوں جو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے اور اسکی بندگی میں غافل ہونیکے عذاب سے اسکے ہاں پناہ مانگتا ہوں جو شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے اور دوست ہے اور جب وہ گنہگاروں پر غصہ فرمائے تو اسوقت کے اسکے قہر سے پناہ مانگتا ہوں، اور اس کے اُس قہر سے امن چاہتا ہوں، جبکہ وہ قیامت کے دن نافرمان لوگوں کو سخت پکڑیگا اور اپنے گناہ کی پردہ دری سے اُس کے ہاں پناہ چاہتا ہوں۔ اور جنگلوں اور دریاؤں میں گناہ کرنے سے امن کی درخواست کرتا ہوں۔ اور اپنے اصل اور فرع کو بھولا کر خداوند کریم کے سوا دوسری طرف مشغول ہونیسے امن چاہتا ہوں۔ اور اپنی حماقت یعنے انجام پر نظر نہ کرنے سے امن چاہتا ہوں، اور غرور کرنے اور فرمانبرداری اور عبادت اور نیکی کے ترک کرنے سے امن چاہتا ہوں، اور نیکی کی ترک پر قسم کھانیسے پناہ مانگتا ہوں، اور جھوٹی قسم کے کھانے اور گنہگاری اور بُرے انجام سے پناہ مانگتا ہوں اور اس سے امن چاہتا ہوں کہ نیکی سے خالی رہوں اور موت کے بُرے خیالات آتے رہیں ۔

شیطان کیساتھ جہاد کرنے کا بیان

شیطان سے جہاد کرنا ایک باطنی کام ہے یعنے دل اور ایمان سے ہوتا ہے پس تو شیطان کے ساتھ جہاد کریگا تو خدا رحمٰن تجھ کو مدد دیگا اور وہ بادشاہ تیرا تکیہ گاہ ہوگا۔ اور اس پاک پروردگار کے احسان کرنے والے دیدار کا تو امیدوار ہوگا۔ اور جو کافروں کے ساتھ جہاد کیا جاتا ہے وہ ظاہری ہوتا ہے اور ظاہری جہاد تلوار اور نیزہ سے کیا جاتا ہے اور اس میں بھی وہی دونوں جہانوں کا بادشاہ یار اور مددگار ہوتا ہے۔ اور اس جہاد سے اُمید یہ ہوتی ہے کہ ہمیشہ کا بہشت عطا ہو۔ پس تو کافروں سے جہاد میں مارا جائے تو تجھ کو اس کے عوض میں ہمیشگی کا گھر یعنے جنت ملیگا۔ اور اگر تو شیطان کے ساتھ جہاد کر کے مارا جائے اور اس میں تیری عمر تمام ہو جائے، اور مرتے دم تک تو شیطان کی مخالفت میں لگا رہے۔ تو تیری جزا پروردگار جہانوں کا دیدار ہوگا جب تو اُس سے ملاقات کریگا۔ اور اگر کوئی کافر تجھے مار ڈالے تو اس صورت میں تو شہید ہوگا۔ اور اگر تجھ کو شیطان مار ڈالے یعنے تو نے اُسکی فرمانبرداری اور پیروی کی ہے اور اس سے ہلاک ہو گیا ہے، تو اس صورت میں تو خدا تعالےٰ کے قُرب سے دُور پھینکا جاویگا۔ پس کافروں کے ساتھ

جہاد کرنے کی تو انتہا ہے اور وہ فنا ہونا ہے اور نفس اور شیطان کے ساتھ جہاد کرنے کی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے۔ اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (اپنے پروردگار کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے یقین آجائے) اور اس جگہ یقین سے مراد موت ہے اور خداوند تعالیٰ کا دیدار اور شیطان کی مخالفت اور ہوا و ہوس کے برخلاف کرنا عبادت ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ اور گمراہ اور شیطان کا لشکر دوزخ میں اُلٹے لٹکائے جائیں گے۔ اور جب رسول مقبول جنگ تبوک سے واپس آئے۔ تو اس وقت آپ نے فرمایا۔ کہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس آئے ہیں اور بڑے جہاد سے آپ کی مراد نفس اور شیطان کا جہاد ہے۔ کیونکہ اس جہاد کی مدت بہت لمبی ہے اور اس کے خطرے زندگی کے آخر تک رہتے ہیں اور اس کے بُرے خاتمہ کا ہمیشہ ڈر ہوتا ہے۔

دوسری مجلس۔ خداوند تعالیٰ کے قول کا بیان

اور وہ حضرت سلیمانؑ کا خط ہے جو اس طرح شروع ہوتا ہے:۔ خدا کے نام کے ساتھ جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ یہ آیت سورہ نمل میں واقعہ ہے اور اس کا نزول مکہ معظمہ میں ہوا ہے اور اس میں ترانویں آیتیں ہیں اور ایک ہزار ایک سو انچاس کلمے ہیں۔ اور چار ہزار سات سو نناویں حروف ہیں۔ جب حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام اور ہمارے پیغمبر مصطفےٰ صلعم پر اللہ کا درود ہو۔ اور سب نبیوں اور مسلمانوں اور صالح بندوں اور مقرب فرشتوں پر درود ہو۔ جب حضرت سلیمانؑ اپنے لوگوں کے ساتھ بیت المقدس سے یمن کی طرف جا رہے تھے۔ اور رستہ میں وادی نمل یعنے چیونٹیوں کے جنگل سے گذرے تو اُن کے لشکر کے لوگوں کو پیاس لگی۔ اور اُنہوں حضرت سلیمانؑ سے پانی کی درخواست کی۔ اس وقت آپ نے ہُدہُد کو بُلایا تاکہ اُس سے پانی کا پتہ پوچھا جائے۔ اور کلنگ جو پرندوں کا بادشاہ ہے اس وقت حاضر تھا۔ اس سے آپ نے پوچھا۔ کہ ہُدہُد کہاں ہے۔ اس کے ساتھ ایک ہُدہُد تو تھا۔ مگر اس وقت وہ وہاں موجود نہ تھا۔ اس لئے اس نے عرض کی کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں گیا ہے۔ اور مجھ سے پوچھ کر بھی نہیں گیا۔ اور ہُدہُد کے ذمہ پانی کا نشان دینا تھا۔ جہاں کہیں پانی ہوتا تھا چاہے وہ زمین کی تہ میں ہی کیوں نہ ہو۔ ہُدہُد اس جگہ پر اپنی چونچ رکھ دیتا تھا اور اس سے حضرت سلیمانؑ کو معلوم ہو جاتا تھا کہ اس جگہ پر پانی موجود ہے اور اس قدر کھودا گیا تو پانی یہاں سے نکل آئیگا اور اس علم کے لئے ہُدہُد ہی مخصوص تھا دوسرے پرندے اس علم سے واقف نہ تھے۔ اور جب آپ ہُدہُد سے پانی کا پتہ پوچھا کرتے تھے تو اس وقت پہلے وہ ہوا میں بلند ہوتا تھا اور وہاں سے ہی یہ معلوم کر کے کہ پانی اس قدر دوری پر ہے وہ نیچے اُتر آتا تھا اور وہاں اپنی چونچ کی نوک رکھ دیتا تھا۔ اور اس کے بعد آپ جنوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ اس مقام کو کھودو اور یہاں سے پانی نکالو۔ اور وہ حکم کے موافق اس جگہ کنواں کھود کر پانی نکال لیتے تھے یہاں تک کہ حوض اور چشمے اس سے بالب کر دیتے تھے۔ اور مشکیں اور نہریں سب بھر لیتے تھے۔ اور جن اور آدمی اور چارپائے جس قدر لشکر کے ساتھ ہوتے تھے۔ وہ سب پی کر پانی سے سیر ہو جاتے تھے اور اس کے بعد وہاں سے کوچ کر دیتے تھے۔ غرض جب آدمیوں کو پیاس لگی ہوئی تھی۔ اور وہ پیاس سے بیتاب تھے تو اس وقت ہُدہُد کی تلاش کی گئی اور جب وہ نہ ملا تو حضرت سلیمانؑ کو اُس پر سخت غصہ آیا اور اسی غصہ میں آپ نے فرمایا کہ میں ہُدہُد کو سخت عذاب دونگا۔ یعنے میں اُسکے پر اکھاڑ ڈالونگا۔ پس وہ ایک سال تک نہ اُڑ سکے گا۔ اُسکو ذبح کروں گا۔ اور اسکے بعد آپ نے اپنی قسم میں سے استثنا کر دیا۔ اور فرمایا کہ اگر ہُدہُد نے اپنی غیر حاضری کی نسبت کوئی معقول عذر اور روشن حجت بیان کی تو اس کا جرم معاف کیا جائیگا اور اس سے درگزر ہوگی۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا معمول تھا کہ آپ جب کسی پرندے کو سخت عذاب کرتے تھے تو آپ اُس کے سب پروں کو اکھیڑ دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہُدہُد تھوڑی دیر

ٹھیر کر آ گیا۔ اور جب وہ آیا تو اُس کے ہمجنسوں نے اُسکو خبر کر دی۔ کہ حضرت سلیمانؑ تجھ پر خفا ہو رہے ہیں اور تم کو سخت عذاب دینے کے واسطے حکم دیا ہے۔ اُس نے پوچھا کہ انہوں نے اس سزا میں کچھ استثناء بھی کیا ہے۔ جواب دیا گیا کہ ہاں کیا ہے اس لئے ہُدہُد آپکی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور آ کر سامنے کھڑا ہو گیا اور سجدہ کیا اور حضرت سلیمان کے حق میں دُعا کی۔ کہ خداوند تعالیٰ تجھے ہمیشہ زندہ رکھے۔ اور تیری بادشاہی دیر تک رہے۔ اور اسکے بعد اُس نے زمین کو اپنی چونچ سے کُریدنا شروع کیا۔ اور سر سے بھی حضرت سلیمانؑ کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کے بعد عرض کی۔ کہ میں نے ایک ایسی جگہ کی سیر کی ہے۔ جہاں اب تک آپ تشریف نہیں لیگئے۔ اور مجھ کو ایک ایسی شے معلوم ہوئی ہے جس کا آپ کو اس وقت علم نہیں ہے۔ اس گفتگو سے ہُدہُد کا مطلب یہ تھا۔ کہ میں ایک ایسی چیز کی خبر لیکر آیا ہوں کہ جس کی خبر آجتک۔ آپ کو جنّوں نے نہیں دی اور نہ ہی اُس کی خبر دینے میں انہوں نے آپکی خیر خواہی کی۔ اور انسانوں کو بھی اس بات کا مطلق علم نہیں۔ اور کہا کہ میں آپ کے پاس شہر سبا سے ایک عجیب خبر لایا ہوں۔ اور وہ یقینی ہے۔ اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور وہ بعینہٖ اسکی مصداق ہے ؎

مژدہ اے دل کہ دگر بادِ صبا باز آمد ہُدہُد خوشخبر از شہر سبا باز آمد

یہ سُنکر حضرت سلیمانؑ نے اس سے پوچھا کہ وہ کونسی خبر ہے جو لایا ہے۔ جواب میں گذارش کی۔ کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا ہے جو شہر سبا میں بادشاہی کرتی ہے۔ اس کا نام بلقیس ہے۔ اور ابو سراح حمیدیہ کی بیٹی ہے اور اس کو ہر چیز دیگئی ہے اور وہ عالم بھی ہے۔ اور بلادِ یمن اور اُس کے گرد و نواح کے جتنے شہر ہیں ان سب پر حاکم ہے اور جاہ و جلال کا سب سامان اس کے پاس موجود ہے اور بے شمار فوج اور گھوڑے رکھتی ہے اور دربار میں جلوس کرنے کے واسطے اس نے ایک عظیم الشان تخت بنوایا ہوا ہے جو اونچائی میں تیس ۳۰ گز ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ وہ تخت اسّی گز اونچا ہے اور اسّی گز چوڑا اور جواہرات اور مروارید اور موتیوں سے مرصّع ہے اور مجھے معلوم ہُوا ہے کہ بلقیس اور اسکی قوم خداوند کریم کو چھوڑ کر آفتاب کی پوجا کرتے ہیں اور یہ مجوسیوں کا دین ہے۔ بلقیس کو اور اس کے لشکر کو شیطان مردود نے برگشتہ کر دیا ہے۔ اور خدا کو سجدہ نہیں کرتے حالانکہ پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کرنیوالا وُہی ہے اور وُہی زمین اور آسمانوں کے بھیدوں کو جانتا ہے اور جو چیز چھپائی جاتی ہے اسکو جانتا ہے اور جو کچھ تم زبان سے کہتے ہو اُسکو سُنتا ہے اور اس معبودِ برحق کے سوا جو عرش معظم کا پروردگار ہے اور کوئی عبادت کرنے کے لائق نہیں ہے۔ یہ سُنکر حضرت سلیمان نے ہُدہُد کو کہا۔ کہ تم پانی کا نشان بتلاؤ۔ اور میں تیری اس بات پر غور کرتا ہوں کہ تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹ بولا ہے۔ ہُدہُد نے پانی کی طرف رہنمائی کی۔ اور جب سب نے پانی پی لیا اور خوب سیر ہو گئے۔ تو حضرت سلیمان نے ہُدہُد کو بُلایا۔ اور بلقیس کے نام ایک خط لکھ کر اُس کے حوالہ کیا۔ اور اُس کے اوپر اپنی مُہر لگائی۔ اور ہُدہُد کے حوالہ کر کے اس کو کہا کہ تم میرے اس خط کو سبا کے لوگوں کے پاس لیجا۔ اور جا کر اُنکے آگے پھینک دے اور انتظار کر کہ وہ اس کا تم کو کیا جواب دیتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ نے اپنے اُس فرمان میں یہ لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ حکم نامہ داؤدؑ کے بیٹے سلیمانؑ کی طرف سے ہے۔ میرے مقابلے میں تم اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھو۔ اور مسلمان ہو کر میرے پاس چلی آؤ۔ اور میری اطاعت قبول کرو۔ اگر تم جن ہو تو میرے غلام بن جاؤ۔ اور اگر انسان ہو تو میری فرمانبرداری کرو۔ اور میرے حکم کے بجا لانے کو اپنے اوپر واجب اور لازم جانو۔ اس قصّہ کا راوی کہتا ہے۔ کہ جب ہُدہُد نے حضرت سلیمانؑ کا فرمان لیا اور لیکر بلقیس کے پاس شہر سبا میں وارد ہُوا۔ تو اسوقت دن دوپہر تھا۔ اور بلقیس اپنے محل میں خواب استراحت کے مزے لے رہی تھی اور محل کے تمام دروازے بند کئے ہُوئے تھے۔ اور کوئی شے بھی اُس تک نہیں پہونچ سکتی تھی۔ دروازوں پر اور محل کے ارد گرد بھی نگہبان اور محافظ مقرر کئے ہُوئے تھے۔ اور اُسکی قوم میں سے بارہ ہزار لڑاکے افسر اور

سپہ سالار تھے اور ہر ایک افسر کے ماتحت ایک ایک لاکھ فوج تھی۔ اور یہ فوجیں اُنکی عورتوں اور اولادوں کے علاوہ تھیں۔ اور بلقیس کا یہ معمول تھا۔ کہ ہر جمعہ کو ایک دن باہر آتی تھی۔ اور اپنی قوم کے تمام کاموں اور ضرورتوں کا خود فیصلہ کیا کرتی تھی اور اجلاس کے وقت اپنے مرصع تخت پر بیٹھتی تھی۔ جو سونے کے چار ستونوں پر رکھا ہوا تھا۔ اور اس طرح بیٹھتی تھی کہ وہ تو سب کچھ دیکھ لیتی تھی اور اُسکو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اور جب کوئی یہ چاہتا کہ اُسکی بارگاہ میں عرض معروض کرے تو وہ اُس کے تخت کے سامنے آکر کھڑا ہو جاتا تھا اور سجدہ کرتا تھا۔ اور اس کی تعظیم کی یہاں تک غایت ہوتی تھی۔ کہ جب تک وہ سر اُٹھانے کے واسطے آپ اجازت نہیں دے دیتی تھی وہ اپنا سر نہیں اٹھاتا تھا۔ اور جب اُسکی دادرسی سے فارغ ہوتی تھی۔ تو بعد میں ملکی امور کے احکام نافذ فرماتی تھی۔ اور اس کے بعد اپنے دولت خانہ میں چلی جاتی تھی۔ اور کوئی اس کو دیکھنے نہیں پاتا تھا۔ اور اُس کے قبضہ میں ایک وسیع ملک تھا۔ اور جب ہُدہُد آپ کا حکم نامہ لیکر پہنچا اور دروازوں کو بند پایا اور اس کے محل کے چاروں طرف محافظ پہرے پر پھرتے ہُوئے دیکھے تو بلقیس کے پاس پہنچنے کے واسطے راستہ تلاش کیا۔ بہت تلاش کے بعد ایک سوراخ نظر آیا اس سے گذر کر ایک درجہ میں گیا۔ اور اسی طرح اُس نے سات درجے طے کئے۔ اور اس کے بعد بلقیس کے تخت کے پاس پہنچا جو تیس گز اونچا تھا۔ اور وہ اس کے اوپر چت لیٹی ہوئی پڑی تھی۔ اور ایک چادر کے سوا جو اُسکے ستر عورت کو ڈھانپتا تھا۔ اور کوئی لباس اُس کے اوپر نہیں تھا۔ اور اس کا معمول یہی تھا۔ کہ جب سونے کے واسطے جاتی تھی تو سارا لباس اُتار دیتی تھی۔ اور صرف ایک چادر اوڑھ لیا کرتی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ اُس ہُدہُد نے حضرت سلیمانؑ کے حکمنامہ کو اس کے تخت کے کنارہ پر لیجا کر رکھ دیا۔ اور خود سوراخ میں بیٹھ کر انتظار کی کہ بلقیس جاگے تو حکمنامہ کو پڑھ کر اس کا جواب دے۔ اور بڑی دیر تک اس انتظار میں رہا۔ پس جب دیر تک وہ نہ جاگی۔ تو ہُدہُد نے خود پیشقدمی کی اور اپنی نوک سے اسکو جگا دیا۔ اور جب جاگی تو اُس نے اپنے پہلو میں ایک خط پایا اپنی آنکھیں ملیں اور اس کو پڑھا اور معلوم کیا کہ اُس میں کیا لکھا ہُوا ہے۔ اور پھر اس فکر میں ہوئی۔ کہ یہ میرے تک پہنچا کس طرح سے۔ کیونکہ دروازے سب بند تھے۔ اور ارد گرد محل کے پہرہ دار کھڑے ہُوئے تھے۔ اسی فکر میں باہر آئی نگہبانوں کو اپنے محل کے گرد اور دروازوں پر ہوشیار پایا۔ نگہبانوں سے پوچھا کہ تم نے کسی آدمی کو میرے پاس آتے ہوئے اور اُس کو میرا خاص دروازہ کھولتے ہوئے دیکھا ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ کہ دروازے تو بدستور بند رہے ہیں اور ہم سب ہوشیاری سے حفاظت کر رہے ہیں۔ اسکے بعد اس نے حضرت سلیمانؑ کے حکمنامہ کو کھولا اور اسکو پڑھا اور وہ خود لکھی پڑھی تھی۔ اور پڑھ کر معلوم کیا۔ کہ اُس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہے اور جب اسکو پڑھ چکی۔ تو اپنی قوم کے بزرگوں اور امیروں کو بُلایا۔ اور جب وہ حاضر ہُوئے۔ تو اُن سے کہا۔ کہ میرے پاس ایک بزرگ نامہ پھینکا گیا ہے اور اُس کے اوپر مُہر لگی ہوئی ہے۔ یہ نامہ حضرت سلیمانؑ کی طرف سے آیا ہے اور بسم اللہ سے شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں یہ مضمون درج ہے:۔ کہ تم مجھ سے سرکشی نہ کرو۔ اور میری فرمانبرداری اختیار کرو۔ اور مطیع ہو کر میرے پاس چلے آؤ۔ تم میری قوم کے بزرگ ہو۔ اب مجھے مشورہ دو کہ میں اس باب میں کیا کروں اور جب تک اس کام میں مشورہ ہو کر کوئی صلاح قرار نہ پا جائیگی۔ میں کوئی دوسرا کام نہ کرونگی۔ ان آدمیوں نے جو حاضر ہُوئے تھے عرض کی۔ کہ ہم لوگ بڑے بہادر ہیں۔ اور بڑے عزت دار۔ اگر کوئی دشمن ہمارا مقابلہ کرے تو وہ نہیں کر سکتا۔ اور تو ہماری سردار ہے۔ ہم تمہیں کیا رائے دے سکتے ہیں۔ اپنے کام میں تو خود دانا ہے۔ اور اپنی تدبیر آپ اچھی طرح کر سکتی ہے۔ ہم تو حکم کے بندے ہیں جو حکم دے گی۔ ہم اس کو بجا لائینگے اور اس پر عمل کریں گے۔ خداوند کریم فرماتا ہے رحکم کرنا تیرے واسطے ہے جو مصلحت

دیکھے اس کے مطابق حکم کر اور ہم تیرے حکم کے فرمانبردار ہیں) اور بلقیس نے اس باب میں سوچا۔ اور غور کے بعد فرمایا کہ جب بادشاہ بصورت مخالفت کسی ملک میں داخل ہوتے ہیں۔ تو اس کو خراب کر دیتے ہیں۔ اور مُلک کے معزز لوگوں اور سرداروں کو ذلیل اور خوار کرتے ہیں۔ اور جب لڑائی کرنیکے بعد فتحیاب ہوتے ہیں۔ تو اس ملک کے لوگوں کو لوٹ لیتے ہیں اور جو مقابل میں کھڑے ہو کر لڑائی کرتے ہیں۔ ان کو مار ڈالتے ہیں۔ اور اُنکی اولاد کو بھی قید کر لیتے ہیں۔ اسلئے میرا ارادہ یہ ہے کہ تحفہ تحائف دیکر حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں قاصد روانہ کروں اور یہ انتظار کروں کہ قاصد کیونکر واپس آتے ہیں اور کیا خبر لاتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ اُس نے تحفہ تحائف دیکر حضرت سلیمانؑ کے پاس قاصدوں کو بھیجدیا۔ اور وہ تحفے یہ تھے بارہ غلام تھے اور یہ غلام ایسے تھے کہ سب بے ریش تھے۔ اور ان میں سے عورتوں کی علامتیں پائی جاتی تھیں۔ عورتوں کی مانند ہی اُنکی آواز تھی ویسے ہی اعضاء نرم تھے۔ اور عورتوں کی مانند ہی ہاتھوں میں مہندی لگائی ہوئی تھی اور عورتوں کی طرح ہی مانگ نکالے ہوئے اور چوٹی پٹی درست کئے ہوئے تھے اور پوشاک بھی ویسی ہی پہنے ہوئے تھے جیسی کہ عورتیں پہنتی ہیں۔ اور جاتے ہوئے بلقیس نے ان لوگوں کو یہ فہمائش بھی کر دی تھی۔ اگر تم سے کوئی بات پوچھیں تو اس کا جواب عورتوں کی مانند ہی دینا۔ اور بارہ ہی لونڈیاں تھیں۔ ان لونڈیوں کی آواز مردوں کی طرح بھاری تھی اور ان کے اعضاء بھی قوی تھے۔ اور انکے سر کے بال تراش دیئے اور مردوں کا سا لباس پہنا دیا۔ اور فہمائش کر دی کہ جب تم حضرت سلیمانؑ کے حضور میں حاضر ہو۔ اور وہ تم سے کوئی بات پوچھیں اور بے خوف اور بے حجاب ہو کر انکو جواب دینا اور خدمتگاروں کے ہاتھ میں طبق دیئے۔ جو مشک اور عُود اور عنبر سے پُر تھے اور دودھ دینے والی بارہ اونٹنیاں بھیجیں اور دو عدد خر مہرہ یعنے کوڑیاں روانہ کیں۔ ان میں سے ایک کوڑی میں تو پیچ در پیچ سوراخ تھا اور ایک میں کوئی سوراخ نہیں تھا اور ایک خالی پیالہ روانہ کیا۔ اور ان تحفوں کے ہمراہ ایک عورت کو بھی روانہ کیا۔ اور اس کو سمجھا دیا کہ تم نے اس امر میں خوب غور کرنی۔ حضرت سلیمان کیا بات چیت کرتے ہیں اور اس کو اچھی طرح یاد بھی رکھنا۔ اور پھر آ کر میرے پاس وہ سب کچھ بیان کر دینا۔ اور غلاموں اور لونڈیوں کو حکم دیا۔ کہ جب حضرت سلیمان کے حضور میں جاؤ تو وہاں مؤدب ہو کر کھڑے رہنا۔ اور اسوقت بیٹھنا جب وہ بیٹھنے کے واسطے خود حکم دیں۔ اگر حضرت سلیمانؑ جابر بادشاہ ہونگے تو وہ تم کو بیٹھنے کے واسطے حکم نہیں دینگے۔ اور مال دیکر ہم ان کو راضی کر لیں گے۔ اور اس کے بعد وہ ہمارے ساتھ ہی اچھا سلوک کرینگے۔ اور اگر بُردبار دانا اور عالم ہوں گے تو تم کو بیٹھنے کا حکم دینگے۔ اور قافلہ کی امیر عورت کو کہا۔ کہ حضرت سلیمانؑ کو کہنا کہ یہ جو سوراخ دار کوڑی ہے۔ اس میں تاگا پرو ڈالو۔ اور تاگا پرونے کے واسطے کسی انسان اور جن کی مدد نہ لو۔ اور جو بے سوراخ ہے اس میں بغیر مدد لوہے اور جن اور انساد کے سوراخ کر دو۔ اور لونڈیوں اور غلاموں میں تمیز کر دو اور خالی پیالہ کو ایسے کف دار پانی سے بھر دو جو نہ زمین کا ہو اور نہ آسمان کا۔ اور بلقیس نے جو خط لکھا تھا اس میں ہزار طرح کے سوال بھی حضرت سلیمانؑ کو لکھے۔ غرض قاصد یہ تحفے لیکر روانہ ہوئے۔ اور حضرت سلیمانؑ کی بارگاہ میں پہنچے تو اس ہدیہ کو پیش کیا اور سب باادب ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت سلیمانؑ نے اس تحفہ کو دیکھا۔ مگر اپنی جگہ سے ذرا بھی جنبش نہ کی۔ اور نہ ہی اپنے ہاتھ پاؤں ہلائے اور اس ہدیہ کی ذرا پرواہ بھی نہ کی۔ اور نہ ہی اس سے خوشی ظاہر کی۔ اور نہ ہی اس کو خفیف اور حقیر سمجھا۔ قاصدوں نے حضرت سلیمانؑ کے بُشرہ سے معلوم کر لیا۔ کہ اس تحفہ سے نہ تو آپکے چہرہ پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے ہیں اور نہ ہی ایسی توجہ پائی جاتی ہے جس سے قبولیت معلوم ہو۔ اس کے بعد سلیمانؑ نے اپنے سر کو اُٹھایا۔ اور بھیجے ہوئے لوگوں کی طرف دیکھا۔ اور دیکھ کر ان کو فرمایا کہ زمین اور آسمان خدا کا ملک ہے۔ خدا نے

آسمانوں کو بلند کیا ہے اور زمین کو بچھا دیا ہے۔ تاکہ جو کوئی اس پر کھڑا ہونا چاہئے، وہ کھڑا ہو، اور جو بیٹھنا چاہے، وہ بیٹھ جائے
اور پھر ان کو بیٹھنے کی اجازت دی۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد جو عورت قافلہ کی امیر تھی وہ حضرت سلیمان کی طرف
بڑھی۔ اور وہ دو کوڑیاں جو بطور تحفہ ساتھ لائی تھی۔ ان کے پیش کیا اور عرض کی کہ آدمیوں اور جنوں کی مدد کے بغیر
اس سوراخ دار کوڑی میں آپ تاگا پرو ڈالیں۔ اور وہ دوسری طرف نکل آئے۔ اور یہ دوسری کوڑی جو سوراخ کے بغیر ہے
اس میں آدمیوں اور جنوں کی مدد کے بغیر اور کسی لوہے کے آلہ کے بغیر آر پار سوراخ کر دو۔ اور اس کے بعد اس امیر عورت نے
پیالہ پیش کیا اور گذارش کی۔ کہ بلقیس بیگم نے درخواست کی ہے کہ اس پیالہ کو میٹھے پانی سے بھر دو۔ اور وہ پانی نہ اتارا ہوا ہو
نہ آسمان کا ہو اور زمین کا۔ پھر اس عورت نے غلاموں اور لونڈیوں کو پیش کیا۔ اور عرض کی کہ بلقیس نے کہا ہے کہ آپ ان
لونڈیوں اور غلاموں کو الگ الگ کر دیں۔ پس اس وقت سلیمانؑ نے ملک کے بزرگوں کو طلب کیا۔ اور جب سب حاضر ہو گئے
تو سلیمانؑ نے انکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ کوئی شخص ہے جو اس کوڑی میں اس طرح تاگا پرو دے کہ وہ دائیں طرف
سے ہوتا ہوا اس کوڑی کی بائیں طرف سے نکل جائے۔ اس وقت ایک کیڑا بولا یہ کیڑا فصفصہ یعنی رطب میں رہتا ہے
اور اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ اُس نے کہا کہ اے بادشاہ میں اس کام کو اس شرط پر کرتا ہوں۔ کہ آپ فصفصہ میں میری
روزی مقرر کر دیں۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا۔ کہ میں کر دونگا۔ پس اس کیڑے نے تاگا اپنے سر پر لپیٹ لیا اور اس کوڑی
میں سوراخ کرتا ہوا گھسا اور اُسکو کرید کر بائیں جانب سے نکل آیا۔ اور اس خدمت کے عوض میں حضرت سلیمانؑ نے فصفصہ
میں اسکی روزی بھی مقرر کر دی۔ پھر دوسری کوڑی کی طرف آپ نے اشارہ کیا۔ اور پوچھا کہ لوہے کے آلہ کے بغیر اس میں
کون سوراخ کر سکتا ہے۔ اسکے واسطے ایک دوسرے سفید رنگ کے کیڑے نے سر اُٹھایا۔ یہ لکڑی میں رہتا ہے۔ اس نے عرض
کی۔ کہ اے بادشاہ اس خدمت کو میں کرونگا مگر شرط یہ ہے کہ اس کے عوض میں لکڑی میں میری روزی مقرر کر دیں
آپ نے اس شرط کو قبول کیا۔ اسکے بعد وہ کیڑا اس کوڑی سے لپٹ گیا۔ اور برما کی مانند اس کو چھید کرتا ہوا دوسری طرف
سے نکل گیا۔ اس کے عوض میں حضرت سلیمانؑ نے اسکی روزی لکڑی میں مقرر کر دی۔ اسکے بعد حضرت سلیمانؑ نے
حکم دیا کہ ہمارے عربی گھوڑے لا کر حاضر کرو۔ جب وہ حاضر کئے گئے۔ تو فرمایا۔ کہ ان کو اس میدان میں دوڑاؤ۔ پس وہ
دوڑائے گئے۔ اور جب دوڑتے دوڑتے تھک گئے اور پسینا پسینا ہو گئے۔ تو اُس وقت آپ نے فرمایا کہ اس خالی پیالہ
کو ان گھوڑوں کے پسینہ سے بھر دو۔ چنانچہ وہ پیالہ گھوڑوں کے پسینہ سے لبالب بھر گیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا
کہ کف دار پانی میٹھا جو نہ زمین کا ہو اور نہ آسمان کا وہ یہ ہے۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ اب پانی لاؤ اور خدمتگاروں کو کہو
کہ وہ وضو کریں تاکہ غلام اور لونڈی میں تمیز ہو جائے۔ آپکے فرمان کے موافق پانی حاضر کیا گیا۔ جب پانی آیا تو
پہلے عورتوں نے ہاتھ دھونے شروع کئے۔ ہر ایک اپنے بائیں ہاتھ میں پانی کا برتن پکڑتی تھی۔ اور اس میں سے اپنی دائیں
ہتھیلی پر پانی ڈالکر اس سے اپنا بایاں بازو دھوتی تھی اور پھر اسی طرح بائیں ہاتھ میں پکڑ کر بائیں بازو کو دھوتی
تھی۔ پس اس طریق سے معلوم ہو گیا۔ کہ یہ لونڈیاں ہیں ان سب کو آپ نے ایک طرف الگ کر دیا۔ اس کے بعد خدمتگار
اپنے ہاتھ دھونے لگے۔ انہوں نے پہلا اپنا دایاں پاؤں دھویا اسکے بعد بایاں دھویا اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ غلام ہیں
اس لئے آپنے ان کو بھی الگ کر دیا۔ اور یہ تعداد میں بارہ تھے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان مسائل میں فکر اور
غور کی۔ اور اُن کے ایکہزار جواب لکھ دیئے۔ پس یہ جوابات اور ہدیئے قاصدوں کو واپس دیئے۔ اور آپنے ان کو کہا۔ کہ
کیا تم مال سے میری مدد کرنی چاہتے ہو لیکن یاد رکھو کہ جو کچھ خداوند کریم نے مجھ کو کر رکھا ہے یعنے پیغمبری اور بادشاہی

یہ نعمت تمہارے مال سے کئی درجے بہتر ہے۔ تمہارے بھیجے ہوئے ہدیے تم کو ہی خوش کر سکتے ہیں مجھ کو نہیں۔ پھر حضرت سلیمانؑ نے بلقیس کو یہ نامہ لکھا اور ہُدہُد کے حوالہ کیا اور اس کو حکم دیا کہ یہ بلقیس کے پاس لیجا۔ اور کہدے کہ ہمارے پاس بڑے جرار لشکر موجود ہیں ہم ان کو لیکر تیرے اوپر چڑھائی کرینگے۔ اور تیرے آدمی ہرگز مقابلہ کی تاب نہیں لائینگے۔ اور ہم انکو شہر سے نکال دینگے اور انہیں ذلیل اور خوار کرینگے اور پھر وہ ہمیشہ ہی ذلیل اور خوار رہینگے۔ ہُدہُد نے حضرت سلیمان کے اس نامہ کو لیا اور دوسری دفعہ جا کر بلقیس کو پہنچادیا۔ اور اس کو پڑھا اور بھیجے ہوئے قاصد بھی واپس آگئے اور جو کچھ وہاں دیکھا تھا۔ اس کو بیان کیا۔ اور سلیمانؑ نے جو جواب دیا تھا وہ بھی بلقیس کو نکال کر دکھلادیا۔ اس وقت پھر بلقیس نے اپنی قوم کو بلایا۔ اور ان کو سمجھایا۔ کہ یہ آسمانی معاملہ ہے اس سے مخالفت کرنی اچھی نہیں ہوگی۔ اور ہم میں اس کے مقابلہ کرنے کی طاقت بھی نہیں ہے اس کے بعد بلقیس اپنے تخت کے پاس آئی۔ اور اسکو ساتویں کوٹھڑی میں بند کردیا اور اس پر نگہبان متقرر کردئے کہ اس کی حفاظت کریں۔ اور آپ حضرت سلیمان کی طرف روانہ ہوئی۔ اور ہُدہُد پہلے ہی سلیمان علیہ السلام کے پاس آپہنچا اور آکر عرض کی۔ کہ بلقیس خود آرہی ہے۔ جب حضرت سلیمانؑ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے ملک کے لوگوں کو جمع کیا۔ اور فرمایا کہ اے سردارو۔ تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو بلقیس کے آنے سے پہلے اس کے تخت کو میرے پاس لاکر حاضر کردے۔ کیونکہ اگر بلقیس پہلے آکر داخل اسلام ہوگئی۔ اور اسکے ساتھ صلح کی بات ٹھیرگئی تو پھر میرے لئے اس کے تخت کا لینا حلال نہیں ہوگا۔ اس وقت ایک خبیث جن حاضر ہوا۔ اس کا نام عمرو تھا اور جنوں میں سے یہ بڑا درشت اور سخت تھا۔ اس نے عرض کی کہ آپ کی جگہ سے اٹھنے سے پہلے ہی میں اس تخت کو آپکے پاس لاکر حاضر کرونگا۔ اور اس سے اسکی غرض یہ تھی کہ اس سے پہلے کہ آپ کچہری سے اُٹھو۔ میں آپکے حکم کی تعمیل کردونگا۔ اور آپ کا یہ معمولی وقت دوپہر تک تھا۔ اور اس جن نے یہ بھی کہا کہ میں تخت کے لانے کی طاقت رکھنے کے سوا امانتدار بھی ہوں یعنے اس تخت میں جو جواہرات موتی زمرد اور سونا چاندی جڑے ہیں۔ ان کو احتیاط کے ساتھ کسی قسم کی خیانت کرنیکے بغیر آپ کے پاس پہنچادونگا۔ اور اسکی رفتار کا یہ حال تھا۔ کہ جہاں اسکی نظر پہنچتی تھی۔ وہاں ہی وہ اپنا قدم رکھتا تھا اس نے حضرت کے پاس اپنی رفتار کا ذکر کیا۔ اور کہا میں جلدی ہی تخت کو آپ کے پاس لا حاضر کرتا ہوں۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے بھی زیادہ جلدی لانیوالا شخص ہو۔ پس ایک شخص عالم کتاب اللہ حاضر ہوا وہ اسم اعظم (یاحی یاقیوم) جانتا تھا۔ اس نے عرض کی۔ کہ میں خداوند کریم کی بارگاہ میں پہلے دعا کرتا ہوں۔ اور بعد میں قصد کرتا ہوں اور خداوند کریم کی کتاب میں بھی نگاہ ڈالتا ہوں۔ اور پھر اس سے بھی پہلے لے آؤں گا کہ جتنے میں تیری نظر تیری طرف واپس لوٹتی ہے۔ اور اس شخص کا نام آصف بن برخیا بن شمعیا تھا۔ اور اسکی ماں کا نام باطورا تھا۔ اور باطورا بنی اسرائیل کی قوم میں سے تھی۔ اور اس نے جو یہ دعوے کیا تھا کہ جتنے عرصہ میں تیری نگاہ تیری طرف واپس لوٹ کر آتی ہے اس سے بھی پہلے تیرے پاس لے آؤں گا۔ اس سے اس کا یہ مطلب تھا۔ کہ جس شے پر تو نگاہ کرے اور وہ تیرے پاس نہ لے آئے۔ اس سے بہت جلد لے آؤں گا۔ یہ سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اگر تو اس کام میں کامیاب ہوا تو غالب آیا۔ ورنہ مجھے جنوں میں رسوا کریگا۔ حالانکہ میں انسانوں اور جنوں کا سردار ہوں۔ یہ سنکر آصف کھڑا ہوگیا۔ اور اس نے وضو کیا۔ اور اسکے بعد سجدہ میں گیا۔ اور اسم اعظم پڑھا اور دعا مانگنی شروع کی اور یہ کہا یاحی یاقیوم۔ اور حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جس کے پڑھنے سے انسان کی دعا قبول ہوجاتی ہے اور جس کے وسیلے سے آدمی کی مراد حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے یاذوالجلال والاکرام راوی کہتا ہے کہ وہ تخت اس جگہ سے زمین کے نیچے غائب ہوگیا۔ اور حضرت سلیمانؑ کی کرسی کے پاس سے باہر نکل آیا۔ اور

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ یہ تخت اس چھوٹی کرسی کے نیچے سے ظاہر ہوا تھا جس پر بڑی کرسی کے اوپر بیٹھے ہوئے حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے پاؤں رکھا کرتے تھے۔ اور جب جنوں نے دیکھا کہ تخت حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں پہنچ گیا تو انہوں نے حضرت کو کہا کہ آصف تخت کو تو لے آیا ہے۔ مگر اس کو یہ قدرت نہیں ہے کہ بلقیس کو بھی حاضر کرے۔ آصف برخیا نے یہ کلام سنکر عرض کی کہ میں بلقیس کو بھی لاکر خدمت میں حاضر کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت سلیمانؑ نے حکم دیا کہ ایک محل تیار کیا جاوے اور اس میں ایک دیوانخانہ بناؤ۔ اور اس دیوانخانہ کے آگے شیشہ کا ایک صاف صحن تیار کرو اور اس طرح کی صنعت کاری اور صفائی ہو۔ اس میں سے زلال پانی دکھائی دے اور تیرتی ہوئی مچھلیاں نظر آئیں اور دیکھنے والے کو ایک عمیق یعنی گہرا چشمہ دکھائی دے اور اس میں مچھلیوں کا جلوہ اسکو نظر آوے۔ اور پھر دیوانخانہ کے صدر مقام پر بھاری کرسی بچھائی جائے۔ اور ارد گرد اپنے اپنے قرینہ پر مصاحبونکی کرسیاں چنی ہوئی ہوں۔ اسلئے جیسا آپنے ارشاد فرمایا تھا۔ اس کے موافق ہی سب کاموں کی تعمیل ہوگئی اور جب کام ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔ تو حضرت سلیمانؑ اپنے مصاحبوں اور رفیقوں کو لیکر تشریف لیگئے۔ اور جاکر اپنی کرسی پر تو خود اجلاس کیا۔ اور باقی پر مصاحب ور رفیق بیٹھ گئے۔ اور یہ سب جنس بشر میں سے تھے۔ اور انکے بعد جنات کی قوم کے لوگ بیٹھے۔ اور انکے بعد شیطان شیطونگڑے بیٹھ گئے۔ آپ کے اجلاس کا یہی نقشہ تھا۔ اور آپکی یہ عادت تھی۔ کہ جب دنیا کے شہروں کی سیر کرنی چاہتے تھے۔ اور اسوقت آپ اپنی کرسی پر اجلاس فرماتے تھے۔ اور مصاحب لوگ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھتے تھے۔ اور ہوا کو حکم ہوتا تھا۔ کہ اس تمام جلسہ کو ہوا میں اٹھالے۔ اس لئے ہوا اس کو آسمان اور زمین کے درمیانی فضا میں اٹھا کر لیجاتی تھی۔ اور اس جلسے کے تمام لوگوں کو سیر کراتی تھی۔ اور جب آپ یہ حکم دیتے تھے کہ اب جلسہ کو زمین پر اتار دو۔ تو اس وقت ہوا ٹھیر جاتی تھی۔ اور اس تمام جلسہ کو زمین پر اتار دیتی تھی۔ اور اس طرح زمین پر اتر کر آپ ہر جگہ زمین کی سیر فرمایا کرتے تھے۔ اور حضرت سلیمانؑ کی یہ مجلس اسی طرح جما کرتی تھی جیسے کہ اسوقت بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار اس وقت میں امیروں اور ارکان دولت سے منعقد ہوتے ہیں۔ القصہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے دیوانخانہ میں مجلس منعقد ہوئی اور سب اپنے اپنے قرینے پر بیٹھ کر دربار کی رونق کا باعث ہوئے تو اس وقت آصف برخیا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں سجدہ کیا اور اسم اعظم پڑھ کر اللہ جلشانہ سے دعا مانگی۔ اور اسم اعظم یہ پڑھا "یاحی یا قیوم" اسی اثناء میں اچانک بلقیس مجلس میں حاضر آئی۔ اور آکر حضرت سلیمانؑ کے روبرو کھڑی ہوگئی۔ اور بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ وہ حضرت خضر تھے جو اسم اعظم کو جانتے تھے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ان کا نام ضنبہ بن عاد تھا۔ اور یہ حضرت سلیمان کے گھوڑوں کا داروغہ تھا۔ جب آپنے بلقیس کو اپنے آگے حاضر پایا تو فرمایا کہ یہ اللہ جلشانہ کی بخشش ہے۔ اور اس نے مجھ کو آزمایا ہے کہ ملک اور دولت جو کچھ مجھ کو عطا ہوا ہے میں اس میں خداوند تعالیٰ کا شکر گذار ہوتا ہوں یا اسکی نعمت کا کفر کرتا ہوں۔ اور جب میں ایسے آدمی کو دیکھوں جو مجھ سے بہت کم ہو۔ مگر علم اور فضل میں وہ مجھ سے زیادہ ہے۔ تو اسصورت میں مجھ کو خداوند تعالیٰ کا شکر بجالانا واجب ہو گا۔ جو کوئی خداوند تعالیٰ کی نعمت کا شکر کرتا ہے تو وہ اپنے نفس کے واسطے ہی کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا فائدہ اسی کو پہنچتا ہے۔ اور اگر کوئی کفر نعمت کرتا ہے تو میرا پروردگار بڑا بے نیاز اور بخشنے والا ہے۔ اور وہ جلدی عذاب نہیں کرتا۔ اور جب جنوں نے بلقیس کو دیکھا۔ اور اس کا سب حال معلوم کر لیا۔ تو انکے دل میں یہ خیال آیا کہ ایسا نہ ہو حضرت سلیمان علیہ السلام بلقیس سے نکاح کر لیں۔ اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کے حال سے واقف ہو جائینگے۔ کیونکہ بلقیس جنات کے حالات کو اچھی طرح جانتی تھی۔ اور اس کو اس علم کے حاصل ہونیکی وجہ یہ بھی تھی کہ

بلقیس کی ماں جنوں کی قوم سے تھی۔ انکی ماں کا نام عمیرہ تھا جو عمرو کی بیٹی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ انکی ماں کا نام رواحہ تھا۔ اور وہ سکن کی بیٹی تھی جو جنوں کا بادشاہ تھا۔ غرض جب جنوں کے دل میں یہ خدشہ پیدا ہوا۔ تو انھوں نے حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں گذارش کی۔ کہ ہم بادشاہ کو ایک نیک صلاح دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بلقیس دانا نہیں ہے۔ وہ ناقص العقل ہے اور اس کے پاؤں بھی ایسے ہیں جیسے گدھے کے سُم ہوتے ہیں۔ اور اصل میں بلقیس کے پاؤں ضرور ٹیڑھے تھے۔ اور ان پر بال بھی تھے۔ جب حضرت سلیمان کو یہ بات معلوم ہوئی۔ تو انہوں نے اسکی عقل کو آزمانا چاہا۔ اور یہ بھی چاہا کہ اُس کے پاؤں بھی دیکھوں۔ اس لئے آپ نے محل کے صحن میں شیشہ کا ایک صاف فرش تیار کرایا۔ اور کاریگروں نے اس میں آبِ رواں کی ایک ایسی صورت بنائی کہ اس میں مچھلیاں اور مینڈک برابر دکھائی دیتے تھے۔ اور دیکھنے والوں کو یہ دھوکا ہوتا تھا۔ کہ یہ بڑی عمیق اور گہری نہر ہے اور حکم دیا کہ بلقیس کا جو تخت منگوایا گیا ہے۔ اس میں بھی کچھ کمی بیشی کر کے اس کی ہیئت کو بدل ڈالو۔ اور یہ بھی اس واسطے کیا تھا کہ اسکی عقل کو آزمالے جیسا کہ اللہ جلشانہ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے۔ اور اس کے واسطے ایک تخت کو متغیر کردو یعنے اس شناخت کے واسطے کہ یہ بلقیس ہے اُسکے تخت کی ہیئت کو بدل ڈالو اور بعد میں دیکھو کہ وہ اپنے تخت کو پہچانتی ہے یا نہیں۔ جب بلقیس محل کے اندر آئی۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا۔ اس کو دیوانخانہ میں لے جاؤ جہاں میری کرسی بچھی ہے اور جب آدمی دیوانخانہ میں جانا چاہتا تھا تو اس کو اسی صحن میں سے ہو کر گذرنا پڑتا تھا جو مذکورہ بالا وضع میں تیار کیا گیا تھا۔ اس کے سوا دوسرے راستے سے جانا ممکن نہ تھا۔ جب بلقیس وہاں سے گذرنے لگی۔ تو اُس نے دیکھا کہ میرے آگے تو ایک بڑا گہرا دریا پانی سے بھرا ہُوا ہے۔ اُس نے اپنے دل میں کہا کہ سلیمانؑ چاہتے ہیں کہ مجھ کو اس میں ڈبا دیں۔ اور آخر کار اس پر عمل کیا کہ حکم حاکم مرگ مفاجات دونوں ہاتھوں سے اپنے پائینچے اُٹھائے اور اپنا قدم آگے بڑھایا۔ اور جب اُس شفاف اور صاف صحن سے گذرنے لگی۔ تو اس کی سیمین ساق میں بال دکھائی دیئے گو اسکی ساق پر بال تھے۔ مگر وہ حقیقت میں بڑی حسین اور خوبصورت اور پری زاد عورت تھی۔ اور مخالفوں نے جو جو اس کے حق میں بہتان باندھا تھا۔ اور باتیں بنائی تھیں وہ سب بے ہودہ اور جھوٹی تھیں اور بعد میں لوگوں نے بلقیس سے کہدیا کہ آئینہ بندی کا یہ محل اور اس کا اس قسم کا صحن جو مہوش بے ریش آدمیوں کی مانند ہے اور گرد اور بال سے بالکل صاف اور پاک ہے۔ یہ بنایا گیا ہے۔ پس جب بلقیس کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو وہ بیخوف ہو کر حضرت سلیمان کے پاس چلی گئی۔ اور جب آپس میں ملا ملا ہوا۔ تو اسوقت حضرت سلیمانؑ نے بلقیس کی پنڈلیوں پر بال تو دیکھے مگر نازک اور خوبصورت ضرور تھی۔ اُسکی نزاکت کی خوبی پر فریفتہ ہو گئے۔ حضرت سلیمان نے بلقیس سے سوال کیا کہ جیسا یہ تخت رکھا ہے کیا تمہارا بھی ایسا ہی ہے کچھ تو اس کو پہچانا اور کچھ نہ پہچانا۔ اور اپنے دل میں سوچا۔ کہ میرا یہ تخت اس جگہ کیونکر آگیا ہے اس کو تو میں ساتویں گھر میں چھپا آئی ہوں۔ اور اس پر نگاہبان اور محافظ بھی مقرر کر دیئے گئے تھے۔ اور آخر کو پہچان لیا کہ یہ وہی تخت ہے اور حضرت سلیمانؑ فرماتے ہیں کہ ہم کو پہلے سے ہی یقین تھا کہ اس کو پہچان لیگی۔ اور بلقیس مجوسی دین پر تھی۔ اور ہم مسلمان تھے۔ اس کے بعد بلقیس نے سوچ سمجھ کر کہا کہ میں نے اپنی پر ظلم کیا ہے جو اپنے دل میں یہ خیال لائی ہوں کہ حضرت سلیمان نے میرے ڈبو دینے کا ارادہ کیا ہے۔ اور بلقیس کے اس مقولہ سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے۔ کہ میں نے جو اب تک آفتاب کی پرستش کی ہے۔ تو اس سے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ اور اب حضرت سلیمان علیہ السلام پر ایمان لائی ہوں یعنے اس کے ذریعہ سے خداوند تعالےٰ کی بندگی اور فرمانبرداری اختیار کی ہے۔ اور پروردگار کی عبادت

مخصوص ہو کر مسلمان ہوگئی ہوں۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس طرح بلقیس کو خداوند تعالےٰ کے سوا غیر کی بندگی کرنے سے باز رکھا اور عذاب سے بچالیا۔ اور جب کافروں کی قوم اور کفر سے الگ ہوگئی تو حضرت نے اُس کے ساتھ نکاح کر لیا اور پھر بعد میں حکماء نے انکی صفائی کے واسطے حکم دیا کہ اب نورہ بناؤ تاکہ بال دور کئے جائیں۔ اسلئے حکماء کے فرمانے کے موافق نورہ بنایا گیا۔ اور حضرت سلیمانؑ اور بلقیس دونوں نے اس نورہ کو لگایا۔ اور بالوں سے اپنی صفائی کی۔ اور پھر سلیمانؑ نے بلقیس سے چیزوں کا حال پوچھا۔ اور بلقیس نے حضرت سلیمانؑ سے دریافت کیا۔ اور آپس میں خلوت کی۔ اور حضرت سلیمانؑ سے بلقیس حاملہ ہوئی۔ اور جب حمل کے دن پورے ہوگئے تو بچہ جنا اور اس کا نام داؤد رکھا۔ اور حضرت سلیمانؑ کی حیاتی میں ہی داؤد اس جہان سے رحلت کر گئے تھے۔ اور بعد میں حضرت سلیمانؑ نے بھی انتقال کیا۔ اور آپ کی وفات سے ایک ماہ کے بعد بلقیس بھی وفات پاگئیں کہتے ہیں کہ شام کے ملک میں حضرت سلیمانؑ نے بلقیس کو ایک شہر عطا فرمایا ہوا تھا۔ اور وہ اس کے خراج پر اپنا گذارہ کرتی تھی اور بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ جب حضرت سلیمان نے نکاح کر لیا تھا۔ تو ہمبستری کے بعد آپ نے بلقیس کو اُسکے اپنے ملک میں ہی بھیجدیا تھا۔ اور وہاں وہ اپنے پہلے دستور کے موافق حکومت کرتی رہی۔ اور حضرت سلیمانؑ مہینے میں ایک دفعہ بیت المقدس سے بلقیس کے پاس تشریف لیجایا کرتے تھے۔

عبرت حاصل کرنے کا بیان

حضرت سلیمانؑ کے قصہ کو میں نے اسواسطے پورا بیان کر دیا ہے۔ تاکہ ہر ایک عقلمند مسلمان اگلی امتوں کے نیک کردار بزرگوں اور بد کردار جاہلوں کے حالات سے نصیحت حاصل کریں۔ اور انکے اعمال کے انجام سے عبرت پکڑیں عبادت اور نیک کرداری کے عوض اہل طاعت کو جو نعمت اور بزرگی اور جاہ و جلال عطا ہوا ہے اور بدبختوں اور ظالموں کو اپنی بدبختی اور بدکاری کے عوض میں جو سزا ملی ہے۔ اور ذلت اور خواری نصیب ہوئی ہے۔ اگر وہ اس قصہ میں غور اور فکر کریں اور اس کو اچھی طرح سُنیں اور سمجھیں تو ان لوگوں کے واسطے اس میں بڑی عبرت ہے۔ اور خدا کی قدرت کا ملاحظہ کریں کہ کس طرح اُس نے اپنے دوستوں کو کفار کے ملک وغیرہ پر قابض کر دیا۔ حضرت سلیمانؑ نے جب اپنی پروردگار اور حقیقی معبود کے سچے دل سے عبادت کی۔ اور اُس کے فرمانبردار رہے تو اس کے عوض میں ان کو جن اور بشر پر بادشاہی نصیب ہوئی۔ اور بلقیس اور اس کا ملک اُنکے قبضہ میں آگیا۔ اور بلقیس کے تابع بارہ ہزار ایسے دلاور اور بہادر افسر تھے کہ ان میں سے ہر ایک ایک لاکھ جنگی جوانوں پر حاکم تھا۔ اور حضرت سلیمانؑ کے لشکر میں تو صرف چار لاکھ جنگی آدمی ہی تھے۔ اور ان میں سے دو لاکھ آدمی تھے دو لاکھ جن۔ غرض ان دونوں لشکروں کا فرق بخوبی ظاہر ہے۔ پس حضرت سلیمانؑ بسبب اپنی طاعت کے مالک بن گئے اور بلقیس بباعث اپنے کفر اور بے فرمانی کے مملوک ہوگئی۔ پس اے لوگو خوب یاد رکھو کہ اسلام غالب آتا ہے اور مغلوب نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالےٰ کافروں کو مسلمانوں پر کبھی غلبہ نہیں دیگا۔ اسی طرح تو بھی اللہ کے فضل سے جب ایمان لائیگا۔ تو دُنیا میں اپنے دشمنوں سے امن میں رہیگا اور آخرت کو جلتی آگ کے وہ قیامت میں تیرے خدمتگار بنجائینگے۔ اور جس طرح کوئی سیدھا راستہ بتاتا ہوا آگے آگے چلتا ہے۔ اسی طرح وہ تیرے آگے آگے چلیگی۔ اور جس طرح خادم اپنے مالک کی تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ اسی طرح وہ تیری تعظیم اور تکریم کریگی اور مخاطب ہو کر یہ کہیگی کہ میں اپنے مالک کی فرمانبردار ہوں مجھ کو جیسا حکم ہوا ہے وہ بجالاتی ہوں اے حضرت آپکے ایمان کے نور نے میری بھڑک کو سرد کر دیا ہے اور نہائیت نرم الفاظ میں کہیگی۔ کہ اے مومن تو بڑا بزرگ اور صاحب نور ہے۔ اور تجھ کو تیرے

بادشاہ کی طرف خلعت فاخرہ پہنائی جاتی ہے۔ اور یہ تیرے لئے عزت و وقار کا تمغہ ہے پس آپ بڑے آرام کے ساتھ ٹھنڈے ٹھنڈے سیدھے راستے چلے جائیں اور ہم جتنے خدا کے بندے ہیں سب پر آپ کی عزت اور توقیر اور خدمت کرنی واجب ہے اور جو لوگ کافر ہونگے غضب میں آکر ان سے وہ آگ اس طرح پیش آئیگی جس طرح کوئی دشمن سے پیش آتا ہے اور اس کو اپنے قابو میں کرکے اُس سے اپنے کینہ کا بدلہ لیتا ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب دوزخ کی آگ دور سے کافروں کو دیکھیگی تو وہ جوش میں آویگی۔ اور کفار اُسکی غضب ناک آوازیں سنینگے۔ پس اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تم کو دُنیا اور آخرت کی عزت حاصل ہو۔ تو خداوند تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اور اُس کی بے فرمانی سے باز آؤ۔ خداوند کریم کی رحمت سے تم کو عزت عطا ہوگی چنانچہ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے کہ اگر کوئی عزت چاہتا ہے تو عزت خدا تعالیٰ کے واسطے ہے اور فرماتا ہے۔ کہ عزت خدا اور اس کے پیغمبر اور مومنوں کے واسطے ہے مگر منافق اس بات کو نہیں سمجھتے۔ اے اخلاص اور ایمان کی مدعی اور دل سے منافق تیرا شرک اور نفاق تیری آنکھوں کے آگے ایک پردہ ہے۔ اس سے تم کو خداوند تعالیٰ کا جاہ اور جلال دکھائی نہیں دیتا اور اُسکے برگزیدہ رسول کے کمال اور مومنوں کی بزرگی نظر نہیں آتی۔ اگر تو ایمان اور اخلاص سے احکام شرعی کو بجالاوے اور دل سے خدا اور رسول کی عظمت اور اسکے جلال کا یقین کرے تو ہر ایک موذی کی ایذا پہنچے سے نجات پا جائے اور شیطان کے مکر سے اور جنوں اور انسانوں کے آزار دینے سے بچ جائے اور آخرت میں دوزخ کے عذاب سے بچا رہیگا اور تو فتحمند اور تیرے دشمن ہمیشہ ذلیل اور خوار رہینگے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو اللہ تمہارا مددگار ہوگا اور تم کو ثابت قدمی عطا فرمائیگا۔ اور فرمایا ہے کہ اگر تم سست نہ ہو جاؤ اور صلح کی طرف بلاتے رہو تو تم غالب رہوگے اور خداوند تعالےٰ تمہارے ساتھ ہوگا۔ مگر تیرے دل پر غفلت چھائی ہوئی ہے اور اس پر زنگ آگیا ہے اور سیاہی اور تاریکی اُس پر آگئی ہے ایسے دلوں کو حسرت اور پریشانی اُٹھانی پڑیگی۔ اُس دن جبکہ قیامت کو سب دلوں کی تمام باتیں ظاہر ہو جائینگی۔ وہ دن بڑے ہنگامے کا ہوگا۔ اُس دن بڑا شور و غوغا ہوگا۔ وہ دن حق ہے اُس دن تم سب کے سب حاضر کئے جاؤ گے۔ کوئی آدمی تم میں سے کہیں پوشیدہ نہیں رہیگا اور چھپ نہ سکیگا۔ اُس دن تمام لوگ گروہ گروہ ہو جائینگے۔ اور انکے اعمال نامے انکے ہاتھوں میں جُدا جُدا دئے جاوینگے۔ جس نے ایک ذرہ کے برابر بھی نیکی کی ہوگی۔ وہ بھی اس میں لکھی ہوئی پائیگا۔ اور اگر کسی نے ایک ذرہ کے برابر بدی کی ہوگی۔ تو وہ بھی اس میں درج کی ہوئی دیکھیگا اور ذرہ غبار کے اس ریزہ کو کہتے ہیں جو سورج کی شعاع میں سوئی کے سرے کے برابر نظر آتا ہے اور کہتے ہیں اگر چار ذرے جمع کئے جائیں۔ تو وہ ایک رائی کے دانہ کے برابر ہوتے ہیں اور بعض نے یہ کہا ہے۔ کہ ایک چھوٹی سی سرخ رنگ کی چیونٹی کو ذرہ کہتے ہیں۔ اور وہ اس قدر باریک ہوتی ہے کہ وہ چلتی بھی معلوم نہیں ہوتی۔ اور کہتے ہیں کہ ذرہ جو کا ہزارواں حصہ ہوتا ہے اور عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ اگر تو اپنے ہاتھ کو زمین پر مارے اور پھر اُس کو اٹھائے تو جو چیز تیرے ہاتھ کو لگی ہے وہی ذرہ ہے پس جس دن تیرے اعمال تولے جائینگے اُس دن تیرا کیا حال ہوگا۔ اس میں فکر کر کہ ان کا بھاری ہونا اور انکا ہلکا پن اُس وزن کے برابر بھی نہ چھپیگا۔ اور جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جس دن حشر برپا ہوگا۔ اس روز پرہیزگار لوگ اپنے رحمٰن کی طرف بلائے جائینگے۔ اور گروہ در گروہ ہو کر جائینگے۔ اور جو لوگ گنہگار ہونگے وہ پیاسے جہنم کی طرف دھکیل دیئے جائینگے جو کچھ کسی کا پوشیدہ راز ہوگا وہ اُس دن ظاہر کیا جائیگا اور معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ مومن ہیں اور یہ کافر ہیں۔ اور یہ لوگ صدیق ہیں اور یہ منافق موحد مشرکوں سے اور دوست دشمنوں سے پہچانے جائینگے۔ اور حق پر چلنے والا اور جھوٹے دعوے کرنے والے میں فرق ہو جائیگا۔ پس اے مسکین تو اس روز کے خوف اور ہیبت سے ڈر کیونکہ تجھ کو

معلوم نہیں کہ تو ان دونوں فرقوں میں کسی فرقہ میں اُٹھیگا۔ پس اگر تو نے خدا کی فرمانبرداری کی اور اپنے عملوں میں خدا کا خوف کرتا رہا اور یہ ڈر رکھا کہ وہ دلوں کا حال جانتا ہے۔ اور جو کچھ ظاہر اور پوشیدہ میں کرتا ہوں۔ اسکو دیکھتا ہے اور تو نے اپنے اعمال کو بُرائی سے بچایا۔ ان پرہیزگار لوگوں کے گروہ میں اُٹھیگا جو قیامت کے روز اپنے پاک پروردگار کے پاس حاضر ہونگے۔ اور ان کے ساتھ تم کو بزرگی عطا ہوگی۔ اور سلامتی اور خوشی کی بشارت دی جائیگی۔ اور اگر تو اس کے برخلاف عمل کریگا۔ تو پھر تو دوسرے ہلاک ہونے والے اور آگ میں جلنے والے گروہ میں شامل ہو جاویگا۔ اور فرعون اور ہامان اور قارون کے ساتھ دوزخ کی آگ میں جلیگا۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ جو آدمی یہ اُمید رکھتا ہے کہ مجھ کو اپنے پروردگار کی ملاقات ہو۔ اس کو کہہ دو کہ وہ نیک عمل کرے اور اللہ تعالےٰ کی عبادت میں کسی غیر کو شریک نہ کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ نیک عمل کے سوا قیامت کے دن چھٹکارا نہیں ہوگا۔

بسم اللہ کی فضیلت کا بیان

جابر بن عبداللہؓ سے عطا روایت کرتے ہیں۔ کہ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم اُتری۔ تو اسوقت بادل مشرق کی طرف بھاگ گئے اور ہوائیں ٹھیر گئیں۔ اور دریا نے شور کیا۔ اور چارپایوں نے سننے کے لئے کان لگائے اور شیاطین آسمان سے نکالے گئے۔ اور اللہ جلشانہ نے اپنے جلال اور اپنی عزت کی قسم کھائی۔ کہ اگر کسی چیز پر میرا نام پڑھا جاویگا۔ تو اس کو شفا ہو جائے گی۔ اور جس چیز پر میرا نام لیا جائیگا اس میں برکت ہو جائیگی۔ اور جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیگا وہ بہشت میں داخل ہو جائیگا۔ اور ابی وائل عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی چاہے کہ مجھے دوزخ کے فرشتوں سے جو اُنیس ہیں نجات ملے۔ تو اس کو چاہئے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔ کیونکہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اُنیس حروف ہیں۔ اور ہر ایک حرف اُن فرشتوں کے بچنے کے واسطے ڈھال کا کام دیگا۔ طاؤس ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان بن عفان نے رسول مقبول سے بسم اللہ کی نسبت سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بسم اللہ خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس نام اور اسم اعظم میں اس قدر نزدیکی ہے جتنی کہ آنکھ کی سیاہی اور اسکی سفیدی میں ہے۔ اور انس بن مالکؓ راوی ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے اگر کسی کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی ہو۔ اور وہ زمین پر گرا پڑا ہو۔ اور کوئی آدمی اس کو بلحاظ تعظیم اس خیال سے اُٹھالے کہ وہ پاؤں کے تلے آکر نہ لتھڑے۔ تو اس آدمی کا نام خداوند تعالےٰ کے نزدیک صدیقوں میں لکھا جاتا ہے اور اگر اس کے ماں باپ عذاب میں ہوں تو اس میں تخفیف کی جاتی ہے چاہے وہ مشرک ہی ہوں۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ جیسا ابلیس لعین تین دن رویا ہے۔ ویسا کبھی نہیں رویا۔ پہلے اُس وقت رویا جبکہ وہ ملعون ہوا اور آسمان کے فرشتوں سے جدا کیا گیا۔ اور دوسری مرتبہ اسوقت رویا جبکہ محمد مصطفےٰ کا تولد ہوا۔ اور تیسری مرتبہ اس وقت رویا جب کہ سورہ فاتحہ اُتری۔ کیونکہ اس کے پہلے بسم اللہ لکھی ہوئی ہے۔ اور سالم بن ابی الجعد سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب بسم اللہ الرحمن نازل ہوئی تو حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ آیت ہے کہ جو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ اور آپ نے فرمایا تھا کہ جب تک میری اولاد بسم اللہ کو پڑھتی رہیگی۔ اور اس کا ورد رکھیگی۔ وہ عذاب سے بچی رہے گی۔ اور حضرت آدم پر اتارنے کے بعد پھر بسم اللہ اُٹھا لی گئی اور اسکے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر نازل کی گئی۔ اور آپ پر اس وقت نازل ہوئی تھی۔ جب آپ کو فرعون کے لوگوں نے گوپھن میں بٹھا کر یہ چاہا تھا کہ انکو آگ میں ڈالیں۔ خداوند کریم نے اس آگ کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ٹھنڈی اور سلامتی والی کر دی تھی۔ اور اسکے بعد پھر بسم اللہ کو اُٹھا لیا گیا۔ اور بعد میں حضرت سلیمان علیہ السلام پر اس کو

نازل کیا۔ اور جب آپ پر نازل ہوئی۔ تو اُس وقت فرشتوں نے آپ کو مبارکباد دی۔ اور یہ عرض کی۔ کہ خدا کی قسم اب سارے ملک پر آپ کی بادشاہت کامل ہوگئی ہے۔ اور اس کے بعد پھر بسم اللہ کو اُٹھالیا اور پھر محمد پر بسم اللہ کو اُتارا اور جب آپ پر اُتری تو آپ نے زبان مُبارک سے فرمایا۔ کہ اب میری اُمت کے لوگ قیامت تک اس بسم اللہ کو پڑھتے رہینگے۔ اور جب میری اُمت کے لوگوں کے اعمال نامے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے جائینگے۔ تو اسوقت بسم اللہ کی برکت کے سبب سے نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائیگا۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اپنے خطوں میں پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا کرو اور اس کو پڑھا بھی کرو۔

بسم اللہ کی بزرگی کی زیادہ مفصّل تشریح

عکرمہؓ نے روایت کی ہے کہ اللہ جل شانہ نے سب سے پہلے لوح اور قلم کو پیدا کیا ہے۔ اور اس کے بعد حکم ہوا۔ کہ اے قلم لکھ اس لئے لوح محفوظ پر قلم جاری ہوئی اور جو چیز قیامت تک ہونیوالی تھی۔ اس کو لکھا یعنے پہلے قلم نے بسم اللہ الرحمٰن کو لکھا۔ اور اس سے اللہ جل شانہٗ لوگوں کو امن اور امان دیا۔ مگر اس شرط پر کہ وہ اس کو ہمیشہ پڑھتے رہیں اور ساتوں آسمانوں کے لوگوں اور جس قدر وہاں کے ذی رتبہ لوگ اور سرادقات بزرگ کے رہنے والے ہیں۔ اور مقرب فرشتے ہیں اور جتنے صف باندھے ہوئے طاعت میں کھڑے ہیں۔ اور تسبیح اور تہلیل میں مشغول ہیں۔ بسم اللہ ان سب کا وظیفہ ہے۔ جب پہلے پہل حضرت آدم علیہ السلام پر بسم اللہ نازل ہوئی۔ تو اس وقت انہوں نے فرمایا کہ جب تک میری اولاد اس کا ورد کرتی رہیگی۔ وہ آفت سے بچی رہیگی۔ اور جب اس کو اُٹھالیا گیا۔ اور پھر سورہ فاتحہ کے ساتھ اس وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر نازل ہوئی۔ جبکہ آپ کو آگ میں ڈالنے کے واسطے گوپھنی میں بٹھلایا ہوا تھا۔ اور جب آپ نے بسم اللہ پڑھی۔ تو خداوند تعالےٰ نے آگ کو اُن پر سرد کر دیا۔ اور آپ بسم اللہ کی برکت سے سلامتی کے ساتھ اُس آگ سے باہر نکل آئے۔ اور اس کے بعد پھر اٹھالی گئی۔ اور بعد میں توریت کے ساتھ حضرت موسٰی پر نازل ہوئی۔ اور جب آپ نے اس کو پڑھا تو اس سے فرعون اور ہامان اور اس کے تمام لشکروں اور جادوگروں اور قارون اور اسکی پیروی کرنے والوں سب پر غالب آگئے۔ جب اُٹھ جانے کے بعد پھر اُسکو حضرت سلیمانؑ پر نازل کیا۔ تو اس کے نزول کے وقت فرشتوں نے کہا اے داؤد کے بیٹے قسم خدا کی آج کے دن تیرے اوپر تیرا ملک تمام ہوگیا ہے پس جب کبھی حضرت سلیمان علیہ السلام اسکو کسی چیز پر پڑھتے تو وہ اسکی فرمانبردار ہو جاتی۔ اور جب اللہ جل شانہ نے حضرت سلیمانؑ پر بسم اللہ نازل کی۔ تو آپ کو ارشاد کیا کہ بنی اسرائیل کے قبیلوں میں اسکی منادی کرادے کہ جو آدمی اس آیت کو جس میں اللہ کی طرف سے امان ملتی ہے سننا چاہیئے۔ تو اس کو لازم ہے کہ وہ حضرت داؤد کے محراب میں حضرت سلیمانؑ کے پاس آکر حاضر ہو جائے۔ اسلیئے جب حضرت سلیمانؑ نے خطبہ پڑھنے کا ارادہ کیا۔ تو اسوقت عابد اور زاہد اور دانشمند اور راستے میں آنے جانے والے اور یعقوب کی تمام اولاد دسنکر بڑی جلدی سے آپ کے پاس محراب میں آکر جمع ہوگئے اور جب یہ سب لوگ اکٹھے ہوگئے۔ تو اس وقت حضرت سلیمانؑ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ممبر پر چڑھ گئے اور وہاں کھڑے ہو کر بلند آواز سے امان کی آیت یعنے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی۔ اور سب لوگوں نے اسکو سنا تو بڑی خوشی سے سب نے کہا۔ کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ کہ تو بیشک اللہ کا رسُول ہے اور حضرت سلیمانؑ بسم اللہ کی برکت سے زمین کے سب بادشاہوں پر غالب آئے۔ اور خداوند تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اسی بسم اللہ کی برکت سے شہر مکہ فتح کیا۔ اور حضرت سلیمانؑ کے بعد بسم اللہ اُٹھائی گئی۔ اور پھر حضرت مسیح عیسےٰ ابن مریم

پر نازل ہوئی، اور آپ نے اپنے حواریوں کو اس کے نازل ہونے کی خوشخبری دی اور خداوند تعالٰے نے حضرت عیسٰیؑ پر وحی نازل کی۔ کہ اے بیٹے کنواری کے تم پر جو یہ آیت نازل کی گئی ہے۔ یہ آیت امان کی ہے۔ اور اس کا نام بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ پس تم اکثر اسکو پڑھتے رہا کرو لیٹے بیٹھتے، کھڑے، سوتے جاگتے راستہ میں چلتے اور کسی اونچی جگہ چڑھتے یا اس سے نیچے اُترنے کے وقت بھی اُسکی تلاوت کرتے رہا کرو۔ پس تحقیق جس شخص کے اعمالنامہ میں یہ لکھا ہوگا۔ کہ اُس نے آٹھ سو مرتبہ بسم اللہ پڑھی اور وہ یمن اور اللہ کی ربوبیت کا قائل ہوگا۔ تو اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ کہ میں اس کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دونگا۔ اور اس کو بہشت میں داخل کرونگا۔ پس ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ وہ ہر ایک دعا اور ہر وظیفہ اور ہر نماز سے پہلے بسم اللہ پڑھا کرے۔ اگر وہ اس حالت میں مرجائیگا جیسی کہ بیان ہوئی۔ تو وہ منکر اور نکیر کے خوف سے بچ رہیگا۔ اور موت کی تلخی بھی اُس پر آسان ہو جائیگی۔ اور قبر میں تنگی کے عذاب سے محفوظ رہیگا۔ اور میری رحمت اس کے شامل حال رہیگی۔ اور اسکی قبر کو وہاں تک کشادہ کر دونگا۔ کہ جہاں تک نگاہ کام کرتی ہوگی۔ اور اس کو منور کر دونگا۔ اور جب اسکو قبر سے اٹھاؤنگا۔ تو سر سے پاؤں تک اس کو نورانی صورت میں اُٹھاؤں گا۔ اور اسصورت کا نور چمکتا دمکتا ہوگا۔ اور اس کا حساب کتاب بھی آسانی کے ساتھ کر دیا جائیگا اور جو اُسکی نیکی کا پلڑا ہوگا اس کو بھاری کر دیا جائیگا۔ اور جب وہ پلصراط پر گذرنے لگیگا۔ تو اُس کے آگے آگے نور کی مشعلیں روشن کی جائینگی۔ اور وہ انکی روشنی کے ساتھ بہشت میں جا داخل ہوگا۔ اور جو فرشتہ پکارنے والا ہے خداوند تعالٰے اسکو حکم دیگا۔ تو محشر کے میدان میں پکار کر کہدے کہ یہ بندہ بڑا نیک بخت ہے۔ اور امرزش ایزدی میں اس کو داخل کر لیا گیا ہے۔ پس حضرت عیسٰیؑ نے عرض کی۔ کہ اے اللہ یہ سب نعمت جو مجھ کو عطاء کی گئی ہے یہ خاص میرے واسطے ہی ہو۔ حکم ہوا کہ ہاں یہ خاص تیرے واسطے ہی ہے اور اس آدمی کے واسطے ہے جو تیری پیروی کریگا اور تیرے کہنے پر چلیگا۔ اور تیرے بعد یہ نعمت احمد کے واسطے ہے۔ اور پھر اس عطیہ کبرے سے انکی اُمت فیضیاب ہوگی اور سب کو اس سے عام فیض حاصل ہوگا۔ اور حضرت عیسٰیؑ نے یہ سُنا۔ تو اپنی پیروی کرنے والے لوگوں کو اس سے اطلاع دی۔ اور فرمایا کہ حق تعالٰے نے مجھے خوشخبری دی ہے کہ تیرے بعد ایک رسول آئیگا اور اس کا نام احمد ہے۔ اور اسکے بعد آپ نے پیغمبر صلعم کی صفت اور بزرگی بیان کی۔ اور فرمایا کہ وہ ایسا ہوگا۔ پھر آپ کا حُلیہ بیان کیا اور پھر تمام عیسائی قوم سے آپ نے عہد اور پیمان لے لیا۔ کہ جب محمد صاحب پیدا ہوں تو ان پر ایمان لاؤ اور جب حضرت عیسٰیؑ کو اللہ تعالٰی نے آسمانوں پر بلا لیا اور انکے اصحاب اور حواری اور باقی آپ کے دین کی پیروی کرنے والے دُنیا سے چل بسے اور انکی بجائے نئے نئے گمراہ لوگ پیدا ہو گئے اور دوسرے آدمیوں کو بھی انہوں نے گمراہ کیا۔ اور دین مسیحی کو چھوڑ دیا۔ اور اُسکی بجائے دوسرا مذہب اختیار کر لیا۔ تو اسوقت نصاری کے ایمان کی یہ مبارک آیت جس کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ ان لوگوں کے سینہ سے اٹھالی گئی۔ اور اُنکے دلوں سے بھلادی۔ اور چند عیسائیوں کے دلوں میں جو انجیل مقدس پر عمل کرتے تھے اس کا اثر باقی رہنے دیا۔ ان میں سے ایک کا نام بحیرا راہب تھا۔ اور آخر کار اللہ جلشانہ نے محمد مصطفےٰ صلعم کو نبوت کے خلعت سے سرفراز فرمایا۔ اور جب سورۃ فاتحہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ تو اسوقت اس سورہ کے ساتھ پھر یہ آیت بھی نازل ہوئی۔ اور رسول مقبول کے ارشاد کے موافق باقی سورتوں کی ابتداء اور رسالوں اور کتابوں اور دفتروں کے پہلے بھی لکھی جانے لگ گئی اور رسول اللہ صلعم پر اس آیت کا نازل ہونا ایک بڑی فتح تھی۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ مجھ کو اپنے جلال اور اپنی عزت کی قسم ہے کہ جو مسلمان یقین سے کسی کام کرنیسے اول اس کو پڑھیگا تو میں اس کے

اس کا نام میں برکت کرونگا۔ اور جس وقت کوئی مومن بسم اللہ پڑھتا ہے تو اس وقت بہشت اُس کے واسطے لبیک یعنے میں تیرے لئے حاضر ہوں، کہتی ہے اور خدا کی درگاہ میں عرض کرتی ہے کہ اے اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی برکت سے اس بندہ کو مجھ میں داخل کردے۔ پس جب بہشت کسی بندہ کے دخول کے واسطے اللہ سے عرض کرتی ہے تو اب اس کا بہشت میں داخل کرنا واجب ہو جاتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی دعا کے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی جائے وہ خدا کی درگاہ سے رد نہیں ہوتی۔ اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب میری اُمت کے آدمی قیامت کے دن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے آئینگے۔ تو اس سے انکی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائیگا اور دوسری امتوں کے لوگ پوچھیں گے۔ کہ انکا پلہ کیونکر بھاری ہو گیا کہ ہم ایسے کیوں نہ ہوئے اور محمد صلعم کی اُمت کے لوگوں کے عملوں کو دوسروں پر کیوں ترجیح دی گئی ہے۔ انکے پیغمبران کو جواب دینگے کہ محمد صلعم کی اُمت کے لوگ کلام کرنیسے پہلے تین دفعہ خداوند تعالےٰ کا نام لیتے ہیں اور وہ تینوں نام ایسے بزرگ ہیں کہ اگر ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھدیا جائے اور دوسرے پلڑے میں سارے جہان کی برائیاں رکھی ہوں تو خدا کے ناموں کی برکت سے ان ناموں والا پلہ بھاری ہوگا۔ اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اللہ جلشانہ نے اِس آیت کو ایسا بنایا ہے وہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے اور دوا کو مدد کرنیوالی اور فقیر کو مالدار بنانے والی ہے اور دوزخ کی آگ سے بچاتی ہے اور صورت کے مسخ ہو جانے اور زمین اور آسمان کی بلا سے بچاتی ہے۔ اگر کوئی آدمی اس کو پڑھتا رہیگا تو وہ سب آفتوں سے بچا رہیگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنے

عطیہ عوفی ابو سعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو انکی مہربان ماں نے علم کے سیکھنے کے واسطے مکتب میں بھیجا۔ معلم نے ان کو کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو آپنے پوچھا بسم اللہ کیا چیز ہے۔ اُستاد نے جواب دیا کہ اُور یعنے میں نہیں جانتا۔ حضرت عیسے علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ حرف بؔ سے تو خداوند تعالےٰ کی روشنی مراد ہے اور حرف سؔ سے اسکی پاک ذات کا بلند مرتبہ ہونا مراد ہے اور حرف مؔ سے اس قادر مطلق اور شہنشاہ کی شہنشاہی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور حضرت ابو بکر وراق نے فرمایا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور اسکے جتنے حروف ہیں ان میں سے ہر ایک حرف کے کئی کئی معنے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً حرف بؔ کے چھ معنے ہیں پہلا اللہ تعالیٰ باری ہے یعنے عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے دوسرا وہ بصیر ہے یعنے خداوند تعالیٰ عرش سے تحت الثریٰ تک اپنی تمام مخلوقات کے اعمال پر دانا اور بینا ہے۔ تیسرا وہ باسط ہے یعنے عرش سے تحت الثریٰ تک جس قدر مخلوق ہے۔ اس میں سے اللہ تعالےٰ جسکی روزی فراخ کرنی چاہتا ہے اسکی روزی فراخ کرتا ہے اور جس کی تنگ کرنی چاہتا ہے اسکی روزی تنگ کرتا ہے۔ چوتھا وہ باقی ہے یعنے عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک جس قدر مخلوق ہے وہ سب فنا ہونے والی ہے اور صرف خداوند تعالیٰ کی ذات کو بقا ہے پانچواں وہ باعث الخلق ہے یعنے خداوند تعالےٰ قیامت کے دن عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک سب چیزوں کو دوسری دفعہ پیدا کرنے والا ہے۔ اور جزا اور سزا کا دینے والا ہے اور چھٹا وہ بار ہے یعنے اللہ تعالیٰ عرش سے تحت الثریٰ تک تمام مخلوق پر احسان کرنے والا ہے اور سب پر وہ مہربان ہے۔ اور حرف سؔ کے پانچ معنے ہیں پہلا سمیع ہے یعنے اللہ جلشانہ اپنی تمام مخلوقات کے بیان کو سنتا ہے عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے کہ اسکے بیان کو

نہ سنتا ہو۔ اور سب کو جانتا ہے (ترجمہ آیت۔ کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم انکے بھیدوں اور سرگوشیوں کو نہیں سنتے۔ وہ سید ہے یعنے اسکی سرداری انتہا تک پہنچ چکی ہے۔ عرش سے تحت الثریٰ تک اور اسکو کچھ پرواہ نہیں ہے تیسرا خداوند تعالے سریع الحساب ہے یعنے وہ جلد حساب لینے والا ہے اور چوتھا کہ وہ سلام ہے یعنے خداوند تعالے نے اپنی ساری مخلوقات کو سلامتی عطا کی ہے اور آزادی بخشی ہے۔ پانچواں وہ ساتر ہے یعنے خداوند تعالے اپنے بندوں کا خطا پوش ہے گناہ بخشنے والا ہے اور اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ اور م کے بارہ معنے ہیں خداوند سب مخلوقات کا بادشاہ ہے۔ سب عیبوں اور نقصانوں سے پاک ہے وہ مالک ملک اور بادشاہ ہے عرش سے تحت الثریٰ تک سب پر احسان اور بخشش کرنے والا ہے وہ سب سے بہت بزرگ ہے عرش سے فرش تک اپنے تمام بندوں کو امن اور امان میں رکھتا ہے اور سب کا نگہبان ہے اور سب کے حالات کو جانتا ہے سب مخلوقات پر قادر ہے با اقتدار بادشاہ ہے اور ساری مخلوقات کی نگہبانی کرتا ہے جتنی چیزیں ہیں سب کو جانتا ہے۔ اپنے سب دوستوں کی عزت کرتا ہے۔ بنی آدم کو اس نے بزرگی عطا کی ہے اور سب کو انعام دینے والا ہے۔ جتنی اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہیں۔ ان کو بنی آدم پر تمام کیا ہے اور ہر طرح سے خدا تعالیٰ بندوں پر احسان کرنے والا ہے نعمتوں سے صورت سے اس نے کیسی کیسی عمدہ صورتیں پیدا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایجاد کرنے والا اور مصور حقیقی ہے۔ اور جو اہل حقیقت ہیں انھوں نے کہا ہے کہ بسم اللہ کے معنے اور اس سے مراد یہ ہے کہ جب آدمی کوئی کام شروع کریں تو اس کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھکر شروع کریں۔ اس سے ان کے قول اور فعل میں برکت ہو جائے گی جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے اپنی مبارک کلام کے آغاز میں یہی فرمایا ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اختلاف کے بیان میں

خلیل بن احمد اور عرب کے لوگوں کی ایک جماعت کا قول ہے کہ یہ اللہ تعالےٰ کا نام بھی ہے اور خاص اسی کے واسطے موضوع ہے اور اس میں کسی اور کی وصف کی شرکت نہیں ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ کیا تو جانتا ہے کہ خدا کا کوئی اور ہمنام بھی ہے یعنے اسکے سوا اور سب خداوند تعالےٰ کے نام خدا اور غیر خدا میں مشترک ہیں۔ وہ نام اور صفات حقیقت میں خدا کے ہیں اور مجازاً اوروں پر بھی بولے جاتے ہیں۔ اور جو یہ نام ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خاص اللہ تعالےٰ کی ذات کے واسطے ہی مخصوص ہے۔ اسکے معنے خداوندی ہیں اور جو باقی صفتیں اور معنے ہیں۔ وہ سب اس لفظ کے نیچے آگئے ہیں۔ اللہ کے لفظ میں سے جب الف کو حذف کر دیا جائے تو لِلّٰہ باقی رہ جاتا ہے۔ اور اگر پھر اس میں سے بھی لام کو حذف کر دیں تو لَہٗ باقی رہتا ہے اور اگر دوسرا لام بھی حذف کیا جائے تو ہو رہ جاتا ہے اور اس لفظ کے اشتقاق میں اور بھی مختلف بیان وارد ہیں۔ نضر بن شمیل کہتا ہے کہ یہ رسم تالہ سے مشتق ہے اور تالہ کے معنے ہیں عبادت کرنی اور الہ کے معنے ہیں پرستش کیا گیا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ نام الہ سے مشتق ہے اور اس کے معنے ہیں تکیہ کرنا۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا لفظ الہ سے مشتق ہوا ہے۔ جس کے معنے فزع اور زاری کرنے کے ہیں۔ اور اس سے غرض یہ ہے کہ مخلوق خداوند تعالےٰ کی درگاہ میں عاجزی اور زاری کے ذریعہ اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کے پورا ہونے کے واسطے درخواست کرتی ہے اور پھر اللہ تعالےٰ انکی ضرورتوں اور حاجتوں کو رفع کرتا ہے اور لوگوں کو پناہ دیتا ہے اور اسی واسطے اس کا نام الٰہ ہوا ہے جیسا کہ اس شخص کو امام کہتے ہیں۔ جس کے پیچھے نماز پڑھی جاتی ہے۔ پس سب لوگ اپنے نفعوں کیلئے اور نقصان سے بچنے کے واسطے ایک حیران پریشان مغلوب کی طرح اسی کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔ اور ابو عمرو بن علا کا یہ قول ہے کہ یہ اسم الہت فی الشئے سے مشتق ہے۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ جب بندہ اپنے کام میں حیران ہو جاتا ہے اور اس نام کو یاد کرتا ہے۔ تو اس کا مطلب

اسکو حاصل ہو جاتا ہے اور اسکے یہ معنی بھی ہیں کہ انسان اللہ جلشانہ کی عظمت اور اسکے جاہ و جلال اور اسکی صفتوں کے کمال کے معلوم کرنے سے عاجز اور حیران ہے۔ اور اسی واسطے اس کا یہ نام ہوا ہے۔ حیرت دلانے والا اور یہ ایسا ہی ہے جیسے مکتوب کو کتاب بولتے ہیں اور محسوب یعنے حساب کئے گئے کو حساب کہتے ہیں اور مبرد یہ کہتا ہے کہ عرب کے قول کے موافق اللہ کا لفظ اس سے مشتق ہے الہت الی فلاں یعنی میں نے اسکی طرف آرام پکڑا۔ گویا تمام مخلوق کو اسی کی یاد سے تسکین حاصل ہوتی ہے اور آرام ملتا ہے اللہ تعالٰے فرماتا ہے (خبردار ہو اللہ کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں) اور بعض کہتے ہیں کہ اسکی اصل ولہ ہے جس کے معنی ہیں کسی عزیز کے گم ہونے پر عقل کا جاتا رہنا۔ اور اللہ کا یہ نام اس واسطے پڑا ہے کہ اسکی محبت والفت میں لوگوں کے دل فریفتہ اور دیوانہ ہو رہے ہیں اور اسکی یاد سے بہت خوشحال ہوتے ہیں اور اُسکے بڑے مشتاق ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ اس اسم کے معنے ہیں پوشیدہ ہونا۔ اہل عرب جب کسی چیز کو دیکھ اور سمجھ لیتے ہیں اور پھر وہ انکی نظروں سے غائب ہو جاتی ہے تو وہ اس کو لاہا بولتے ہیں کہتے ہیں لاہت العروس تلوہ لاہوتا جبکہ نئی بیاہی عورت پردہ میں چلی جاتی ہے اسی طرح خداوند تعالٰے کی کنہ پوشیدہ ہے۔ اگرچہ اسکی ربوبیت۔ نشانیوں اور دلائل سے ظاہر ہے۔ مگر اسکی کیفیت اور چگونگی کسی کے وہم و خیال میں نہیں آسکتی۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس اسم کے معنے برتر ہیں اور بلند ہوا ہے اور یہ محاورہ ہے لاہ یعنے بلند ہوا۔ اور آفتاب کو بھی اسی واسطے الاہۃ کہتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ اسکے معنے یہ ہیں نمونہ کے بغیر پیدائش پر قادر ہونا۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ اس لفظ کے معنے سردار کے ہیں یعنے صاحب اور ملک کا والی اور رحمن اور رحیم دونوں میں ایک قوم کا یہ مقولہ ہے کہ انکے معنے ہیں خداوند رحمت اور اسکی ذات پاک کی یہ دونوں صفتیں ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ ان دونوں اسموں کے معنے ہیں عقوبت کا ترک کرنا۔ اور خطاوار آدمی کی خطا کا معاف کرنا۔ اور اُس شخص کے ساتھ بھلائی کرنا جو اس کا مقدار نہیں اور یہ دونوں اسم فعل کی صفتیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں اسموں میں فرق ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ رحمن تو مبالغہ کے واسطے ہے یعنی اسکی رحمت نے ہر ایک عام و خاص چیز کو گھیر رکھا ہے اور رحیم کا لفظ خاص ہے۔ اور بعض کا قول ہے۔ کہ رحمن اللہ تعالٰی کی ایک ایسی صفت ہے جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ وہ مومن۔ کافر۔ نیکوکار۔ بدکار سب کے ساتھ برابر اور یکساں سلوک کرتا ہے اور اپنی ساری مخلوقات پر مہربان ہے اور اسی نے اس کو پیدا کیا ہے۔ اور وہی اس کو روزی دیتا ہے اور اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ (ہر ایک چیز پر میری رحمت پہنچی ہے) اور اللہ تعالٰے مومنوں کے واسطے خاص کر رحیم ہے۔ کیونکہ ان کو دنیا میں اس نے سیدھی راہ دکھلائی ہے اور نیکی کی توفیق عنایت فرمائی ہے۔ اور آخرت میں ان کو بہشت اور اپنے پر انوار دیدار سے ان کو سرفرازی بخشیگا۔ خداوند کریم فرماتا ہے خداوند تعالٰی مومنوں پر ہمیشہ مہربان ہے پس لفظ رحمن کا خاص ہے اور اس کے معنے عام ہیں اور لفظ رحیم عام ہے۔ اور اس کے معنے خاص ہیں یعنے رحمن کا لفظ خداوند تعالٰے ہی کے واسطے مخصوص ہے اور سوائے خدا کے کسی دوسرے کا نام نہیں رکھا جا سکتا اور عام اس حیثیت سے ہے کہ ساری مخلوقات کو پیدا کرتا ہے اور رزق دیتا ہے نفع پہنچاتا اور نقصان سے بچاتا ہے۔ اور رحیم کے لفظ کے عام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب کے واسطے بولا جاتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں فلاں آدمی رحیم ہے اور خاص اس واسطے ہے۔ کہ وہ خاص توجہ اور لطف اور توفیق پر رجوع دلاتا ہے اور ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ ان دونوں اسموں کے معنے بہت باریک ہیں اور ایک دوسرے سے زیادہ باریکی رکھتا ہے اور مجاہد کہتے ہیں کہ رحمن اس کو بولتے ہیں جو دنیا کے لوگوں کے ساتھ مہربانی کرنے والا ہو اور رحیم وہ ہے جو اہل آخرت کے ساتھ مہربانی کرنیوالا ہے اور ایک دعا میں ہے یا رحمن دنیا یا رحیم آخرت۔ اور ضحاک کا قول ہے کہ رحمن کے معنے جو اہل آسمان پر مہربانی کرنے کے

ہیں۔ اور اسی واسطے اللہ جلشانہ نے انکو آسمان پر جگہ عطا کی ہے۔ اور انکی گردنوں میں عبادت کا طوق ڈال دیا ہے اور سب آفتوں سے ان کو دور رکھا ہے۔ اور تمام لذات اور کھانے پینے کی ہر ایک چیز کی خواہش اور حاجت سے ان کو بے پرواہ کر دیا ہے۔ اور رحیم کے معنے دنیا کے لوگوں پر مہربانی کرنے والا۔ کیونکہ انکی ہدایت کے واسطے ان کے پاس پیغمبر بھیجے اور کتابیں اُتاری ہیں۔ اور عکرمہ علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ رحمن کے معنے تو ہیں ایک رحمت کرنے والا اور رحیم سو رحمت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اور ابوہریرہ رضہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسولِ مقبول نے فرمایا ہے کہ اللہ جلشانہ کی سو رحمتیں ہیں۔ اور ان میں سے صرف ایک رحمت کو زمین پر نازل کیا ہے اور اسی کو اپنی ساری مخلوقات میں بانٹا ہے۔ اور یہ لوگ جو ایک دوسرے سے نرمی اور شفقت اور مہربانی سے پیش آتے ہیں یہ اسی رحمت کا اثر ہے اور باقی ننانویں رحمتیں خداوند کریم نے اپنی ذات کیواسطے ہی خاص کر لی ہیں۔ اور قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائیگا اور ایک روایت میں ہے کہ ایک رحمت جو دنیا میں نازل کر کے بانٹی گئی ہے قیامت کے روز اسکو بھی اپنی خاص ننانویں رحمتوں میں ملالیگا۔ اور پوری سو کر کے اپنے خطا کار بندوں پر انکو لطف فرمائیگا۔ اور فرمایا ہے کہ رحمن وہ ہے کہ اگر اس سے سوال کیا جائے تو وہ عطا کرے اور رحیم وہ ہے اگر اس سے سوال نہ کریں۔ تو وہ غضب میں آجائے اور حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بندہ خداوند تعالے سے کچھ سوال نہ کرے تو اس سے اللہ جلشانہ غصہ ہو جاتا ہے اور ایسا ہی ایک شاعر کہتا ہے۔ کہ اگر تو خدا سے سوال کرنا ترک کرے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ اور بنی آدم سے جب سوال کیا جاتا ہے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ اور رحمن کے معنے ہیں کہ اللہ جلشانہ ہر حال میں مہربان ہے اور وہ ہر ایک نعمت عطا کرنیوالا ہے۔ اور رحیم کے معنے ہیں بلاؤں سے لوگوں کو محفوظ رکھنے والا۔ اور رحمن کے معنے ہیں دوزخ کی آگ سے خلاصی دینے والا۔ جیسا کہ اُس نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے (اور تم آگ کے گڑھے کے کنارہ پر تھے اور اس آگ سے تم کو بچایا) اور رحیم کے معنے بہشت میں داخل کرنے والا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (تم امن اور سلامتی کے ساتھ بہشت میں داخل ہو جاؤ) خداوند تعالے لوگوں کے نفسوں پر رحم کرنے میں رحمان ہے۔ اور انکے دلوں پر رحم کرنے میں رحیم ہے اور اپنے بندوں سے غم اور سختی کے دور کر دینے میں رحمان ہے۔ گناہوں کے بخشنے میں رحیم ہے۔ رحمن ہے کیونکہ اسنے سیدھی راہ دکھلائی ہے۔ اور رحیم ہے کیونکہ اس نے گناہوں سے بچایا ہے اور عبادت کرنے کی توفیق عطا کی ہے۔ اور خدا تعالے گناہ کے بخش دینے میں رحمان ہے اگرچہ وہ کبیرے ہی ہوں اور وہ عبادت کے قبول کرنے میں رحیم ہے خواہ وہ عبادتیں پاک صاف نہ بھی ہوں۔ اور بندوں کے معاش کے واسطے جو چیزیں ضروری ہیں ان کے عطا کرنے میں رحمان ہے۔ اور انکے آخرت کے معاملات میں وہ رحیم ہے۔ رحمن وہ ہے جو رحم کرے اور ضرر کے دور کرنے اور بُرائی کے ہٹانے پر قادر ہو۔ رحیم وہ ہے جو سب کو روزی دیتا ہے اور روزی نہیں دیا جاتا۔ تحقیق اللہ ہی رزق دینے والا۔ صاحب قوت مضبوط ہے۔ جو لوگ منکر ہیں ان پر وہ رحمان ہے اور اُس پر رحم کرنے والا ہے جو اس کو اکیلا جانے۔ کافر نعمت پر وہ رحمان ہے۔ شکر گذار پر وہ رحیم ہے رحمن اُس کے واسطے ہے جو اس کا شریک بنائے اور رحیم اس پر ہے جو اُس کے ایک ہونے کا قائل ہو۔

بسم اللہ کے فائدے

مُسلمانوں کو لازم ہے کہ بسم اللہ پڑھیں تاکہ خداوند تعالے انکو معاف کرے۔ یہ فائدہ تو زبان پر اُسکے جاری ہونے اور لوگوں کو سُننے میں حاصل ہوتا ہے۔ اور جب خالق سے اس کو سُنا جائیگا۔ تو اس وقت کس قدر فائدہ ہوگا

اور یہ نفع اسصورت میں ہے۔ جب کہ دنیا کا غم باقی ہوتا ہے اور جب پروردگار ساقی ہوگا۔ تو کیسی لذت ہوگی واسطہ سے سننے کی تو یہ خوشی ہے اور جب اس کو بے واسطہ سُنا جائیگا۔ تو اسوقت اسکی کس قدر لذت ہوگی۔ اس دھوکا بازی کے گھر میں تو اس کا سُننا یہ سرور بخشتا ہے۔ اس خانہ سرور ابدی میں اس کا سُننا کس قدر مسرت دیگا۔ یہ ملنا تو شیطانی گھر میں ہے۔ رحمٰن کی ہمسائیگی میں کیسا لطف ہوگا۔ ذلیل اور خوار بندے کی زبان سے بسم اللہ کے سُننے میں تو یہ عطاء ہے اور جب اس کو علے الاطلاق شہنشاہ کی زبان سے سُنا جائیگا۔ تو کتنی بڑی حلاوت ہوگی۔ یہ لذت تو صرف خبر کی ہے نظر کی کتنی بڑی لذت ہوگی ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ

مجاہدہ کی لذت تو یہ ہے جو بیان ہوئی ہے مشاہدہ کی کس قدر لذت ہوگی۔ بیان کی تو اس قدر لذت ہے دیدار خداوندی کی لذت تو کہیں سواہی ہوگی۔ جب غائبانہ یہ مزا ہے۔ تو حضوری اور دیدار بازی میں کیا کیا لطف ہونگے ؛

بسم اللہ کے معنے

کہہ بسم اللہ یعنے میں اس اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کی ذات والاصفات میں فسد کو دخل نہیں اُس خدا کے نام سے جو شرکت سے پاک ہو۔ اس خدا کے نام سے جو اولاد سے پاک ہے۔ اس اللہ کے نام سے جو نور الانوار ہے یعنے تمام نور اُسی سے ظاہر ہوئے۔ اس خدا کے نام سے جس نے ان لوگوں کو بزرگی عطا فرمائی ہے جو نیک کردار ہیں۔ اس خدا کے نام سے جس نے تمام مخلوق کو اپنی کامل قدرت سے پیدا کیا۔ اور سب کے دلوں اور آنکھوں کو روشنی عطا کی ہے اس اللہ کے نام سے جو نیک آدمیوں کے دلوں میں پچھلی رات کے وقت ہدایت کا نور ڈالتا ہے۔ اس خدا کے نام سے جو اپنے رازوں سے اپنے دوستوں کو واقف کرتا ہے۔ اور انکے دلوں کو اپنی رحمت کے نوروں میں لپیٹتا ہے۔ اور انکو اپنی رحمت کے اسرار کا گنجینہ بنایا ہے اور خوف اور خطرے ان سے دور کردئے۔ اور غیروں کی غلامی سے ان کو بچالیا۔ اور ان کے دلوں سے گناہوں کی بھاری بوجھ اور زنجیروں کی ثقل اُٹھا دئے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالٰے کی ذات ستودہ صفات نیکی اور فضل کے اوصاف سے موصوف ہے۔ اور جو لوگ توبہ کرنے والے ہوں۔ انکے گناہوں کو بخش دینے والا ہے۔ تو کہہ بسم اللہ اسکا نام ہے جس نے دریاؤں کو جاری کیا ہے اور درختوں کو اُگایا اور اُنکو بڑھایا پھولایا ہے۔ یہ اس کا نام ہے۔ جس نے شہروں کو اپنے ان بندوں سے آباد کیا ہے۔ جو اطاعت اور فرمانبرداری کرنے والے ہیں۔ اور اُن کے ذریعہ شہروں کو ایسا مضبوط کیا ہے جیساکہ پہاڑوں سے زمین کو اُس کے رہنے والوں کے لئے گہوارہ کی مانند کردیا ہے اور یہ خداوند تعالٰے کے برگزیدہ لوگ تعداد میں چالیس ہیں۔ اور ان کو ابدال کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالٰے کو پاکی سے یاد کرتے ہیں۔ اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھیرا تے اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر قرار دیتے ہیں۔ ابدالوں کا گروہ دنیا کا حاکم ہے۔ جب قیامت برپا ہوگی تو اُس روز یہ لوگ خدا کے بندوں کی شفاعت اور سفارش کرینگے۔ کیونکہ اللہ جلشانہٗ نے ان لوگوں کو اپنی مخلوق کی مصلحت اور ان پر رحمت کرنے کے واسطے ہی پیدا کیا ہے ؛

بسم اللہ کی برکت کا بیان

جو لوگ خدا کا ذکر کرنے والے ہیں۔ ان کے واسطے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک بڑا ذخیرہ ہے اور صاحبان قیمت کے واسطے بڑی عزت ہے اور عاجزوں کے لئے پشت پناہ ہے اور اس کے دوست کے لئے ایک نور ہے اور اس کے مشتاقوں کے واسطے ایک سرور ہے۔ بسم اللہ روحوں کی راحت کا سبب ہے۔ اور جسموں کے واسطے سب بلاؤں سے خلاصی کا موجب اور سینوں کا نور ہے۔ اور تمام کاموں کے سرانجام کا باعث ہے اور بسم اللہ عارف لوگوں کے سر کا

تاج ہے۔ اور خدا کے واصلوں کے لئے ایک چمکتا دمکتا ہوا چراغ ہے۔ اور جو خدا کے عاشق ہیں۔ ان کو بسم اللہ غیر سے بےپرواہ اور بےنیاز کر دیتی ہے اور جس نے اپنے برگزیدہ بندوں کو عزت دی ہے اور ان کو فخر بخشا ہے اور نالائقوں کو ذلیل اور خوار کیا ہے۔ بسم اللہ اس ذات کا نام ہے۔ جس نے دوزخ کی آگ کو اپنے دشمنوں کے لئے انتظار کی جگہ بنایا ہے اور اس کا نام ہے جس نے اپنے دوستوں کے لئے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ یہ بسم اللہ اس خدا کا نام ہے جس کے نام میں تعداد اور شمار کو کوئی دخل نہیں۔ اور یہ اس کا نام ہے جو بے انتہا مدت تک باقی رہنے والا ہے اور اس کا نام ہے جو بغیر کسی کے سہارے اپنی ذات سے ہی قائم ہے۔ اور ہر ایک سورت کے واسطے بسم اللہ ایک دروازہ ہے۔ اور جس کی یاد سے خالی خلوت خانے آباد اور خوش و خرم ہیں۔ بسم اللہ اس کا نام ہے جس کی عبادت کرتے ہیں۔ اور اُسکی نماز پڑھتے ہیں۔ اور اس کا نام ہے جس کی طرف سارے آدمی نیک گمان رکھتے ہیں۔ اور بسم اللہ اس کا اسم ہے کہ جس نے آنکھوں کو بیداری عطا کی ہے اور سب چیزوں کو حکم دیا ہے۔ کہ تم پیدا ہو جاؤ۔ اور وہ ہو گئی ہیں۔ اور بسم اللہ اس کا نام ہے۔ جو ہاتھ لگنے سے پاک ہے۔ اور اس کا نام جو سب سے بے پرواہ ہے اور اس کا نام ہے جو اندازہ اور قیاس سے بہت بزرگ اور بلند ہے۔ کہہ بسم اللہ ایک ایک حرف کر کے تاکہ تجھ کو اتنے ہزار ہزار ثواب ملے۔ اور خداوند تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف کر دے۔ اگر کسی نے زبان سے بسم اللہ پڑھی تو دنیا اُسکی گواہ ہو جاتی ہے۔ اور اگر کوئی دل سے پڑھے تو آخرت بھی اُسکی گواہ ہوتی ہے۔ اور جو آدمی پوشیدہ بسم اللہ پڑھتا ہے۔ اس کا خدا گواہ ہو جاتا ہے۔ بسم اللہ میں ایسی حلاوت ہے۔ کہ اگر کوئی اسکو پڑھے تو اس کا منہ میٹھا ہو جاتا ہے اور ایسا کلمہ ہے کہ جو اس کو کہتا ہے۔ اس کے دل میں کوئی غم باقی نہیں رہتا۔ جتنی نعمتیں ہیں وہ سب اس کلمہ پر تمام ہو گئی ہیں۔ اسکے پڑھنے سے عذاب دور ہو جاتا ہے۔ اور یہ کلمہ رسُول مقبُول کی اُمت کے واسطے ہی مخصوص کیا گیا ہے اور یہ کلمہ اتنا بڑا درجہ رکھتا ہے کہ جلال اور جمال دونوں کو جمع کرتا ہے جو بسم اللہ کا قول ہے یہ تو جلال در جلال ہے اور جو رحمن الرحیم ہے یہ جمال در جمال ہے۔ سبحان اللہ جلال اور جمال کے ڈھیر کے ڈھیر جمع ہو گئے ہیں۔ اب یہی صورت اور زندگی کی بات۔ سو اسکی نسبت یہ لکھا ہے کہ جو آدمی تو جلال کا مشاہدہ کرتا ہے وہ تو ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور جو جمال کا مشاہدہ کرتا ہے اس کو تازہ زندگی نصیب ہو جاتی ہے۔ اور بسم اللہ ایک ایسا کلمہ ہے کہ یہ قدرت اور رحمت کے درمیان جامع ہے یعنے ان دونوں کو جمع کر دیتا ہے اور قدرت نے تو طاعت کرنے والے اور فرمانبردار لوگوں کو جمع کیا ہے۔ اور رحمت نے ان لوگوں پر رحم کر دیا ہے جو عاصی اور گنہگار تھے۔

بسم اللہ کی برکت میں اور زیادہ برکت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بسم اللہ پڑھو جو بسم اللہ پڑھتا ہے اور میری طاعت کرتا ہے وہ میری حضوری میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور پھر طاعت کے نور کے سبب سے اس کو معائنہ کی نعمت حاصل ہوتی ہے اور جس کو معائنہ نصیب ہو جاتا ہے وہ سب سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور اسکی نعمت بیان کی محتاج نہیں ہے۔ اس کا دل اسرار الٰہی سے لبالب ہو جاتا ہے۔ اور بے انتہا علوم سے بھر جاتا ہے۔ اور جو آدمی اپنے مطلوب کا وصال پا لیتا ہے۔ پھر وہ بڑے مزے میں ہو جاتا ہے اور اشکباری اور اضطراب سے چھوٹ جاتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہی ہے کہ جو آدمی جہاں آرا جمال کو دیکھ لیتا ہے اسی کو پھر یہ حاجت نہیں رہتی کہ کوئی اس کو اس کی خبر دے۔ خدا پاک کی معلی بارگاہ میں جو شخص دخول پا لیتا ہے پھر ساری عمر اس کے پاس اندوہ اور یاس اور حسرت نہیں آتے۔ سب بھاگ جاتے ہیں۔ اور اپنے اپنے ٹھکانے لگ جاتے ہیں۔ اور جو آدمی اپنے رفیق کی رفاقت سے سرفرازی حاصل کر لیتا ہے۔ وہ فراق کے درد سے چھوٹ جاتا ہے اور خداوند کریم کی خدمت

میں داخل ہوجانے سے ہجر کی آفت اور اشتیاق کا صدمہ نہیں رہتا۔ اور جو دیدار کی دولت پا لیتا ہے۔ اسکے سوئے ہوئے بخت جاگ اُٹھتے ہیں۔ اور بدبختی اس سے دور ہو جاتی ہے کہ بسم اللہ حرف ب سے باری ہے یعنے خداوند تعالیٰ سب کا پیدا کرنے والا ہے اور س سے ستار گناہاں مراد ہے۔ اور م سے منان مراد ہے یعنے اُسکی بخششوں کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا عطا کرنے والا وہی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حرف ب سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے۔ اور س مراد ہے کہ وہ آوازوں کا سننے والا ہے اور م سے مقصود ہے کہ وہ تمام دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ اور بعض نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم محتاجوں کو کھانا کھلاؤ۔ کیونکہ میں تم کو روزی دیتا ہوں۔ پیاسوں کو پانی پلاؤ۔ میں تم کو پانی پلاتا ہوں۔ اور میری ہی طرف دھیان رکھو کیونکہ میں ہی باقی رہنے والا ہوں۔ اور بعض کا قول ہے کہ حرف ب سے توبہ کرنے والوں کا آہ و بکا مراد ہے۔ اور س سے عابدوں کے سجود اور انکی تسبیح کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور حرف م سے گناہگاروں کی معذرت کی طرف اشارہ ہے اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اللہ کے معنے ہیں بلاؤں کا دور کرنے والا۔ اور رحمٰن کے معنے ہیں عطیات کا بخشنے والا اور رحیم سے مراد گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ لفظ اللہ واسطے عارفوں کے ہے اور عابدوں کے لئے رحمٰن ہے اور گنہگاروں کے واسطے رحیم ہے اللہ وہ ہے جس نے تمام مخلوق کو پیدا کیا ہے اور وہ احسن الخالقین ہے۔ رحمٰن وہ ہے جس نے تمکو روزی دی ہے اور وہ تمام رزق دینے والوں میں سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ رحیم وہ ہے جو تم کو بخشتا ہے اور بخشنے والوں سے بہتر ہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اپنے بندوں پر اس نے ساری نعمتیں پوری کر دی ہیں اور اسی واسطے اس کا نام اللہ ہے اور اپنے جود او رکرم سے رحمٰن اور رحیم ہے۔ اللہ نے ہمکو ہماری ماؤں کے پیٹوں سے پیدا کیا ہے۔ رحمٰن ہے کہ قبروں میں سے ہم کو نکالیگا۔ اور وہ رحیم ہے کیونکہ اس نے ہم کو کفر کی تاریکی سے نکالکر اسلام کا نور دکھلا دیا ہے۔

خدا کی رحمت کے نازل ہونیکا بیان

جس نے شیطان کی مخالفت کی اور گناہوں سے پرہیز کیا۔ اور دوزخ کی آگ سے خوف کھایا۔ اور خدا کے بندوں پر احسان کیا۔ اور ہمیشہ خداوند تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا اور بسم اللہ کو پڑھا خداوند تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے۔ جو آدمی خدا پر بھروسہ کرتا ہے اور دل سے اُسکی بارگاہ معلےٰ میں رجوع لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر تکیہ کرتا ہے۔ اور اللہ کی یاد میں مشغول رہتا ہے اور بسم اللہ پڑھتا ہے۔ اس پر خدا اپنی رحمت وارد کرتا ہے۔ جو آدمی دنیا کو چھوڑتا ہے۔ اور آخرت کیطرف رغبت رکھتا ہے۔ اور تکلیف پر صبر کرتا ہے اور خدا کی دی ہوئی نعمت کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور خدا کی یاد میں مشغول رہتا ہے اور بسم اللہ پڑھتا ہے اس پر خدا کی رحمت ہوتی ہے اور جو بندہ بتوں کی پرستش اور شیطان کی اطاعت سے پرہیز کرتا ہے اور دنیا میں صرف قوت لایموت پر قناعت کرتا ہے۔ اور اس خدا کے ذکر میں مصروف رہتا ہے جو ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مریگا اور بسم اللہ پڑھتا ہے وہ ہمیشہ خوش رہیگا۔

مجلس۔ خداوند تعالیٰ کے قول کا بیان

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مومنوں توبہ کرو تاکہ تم خلاصی پاؤ۔ اللہ جلشانہ نے یہ خطاب اپنی مخلوقات سے کیا ہے۔ عربی زبان میں توبہ کے معنے بازگشت کے ہیں۔ جب یہ کہتے ہیں۔ کہ فلاں آدمی نے ایسے کاموں سے توبہ کی ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اُن سے باز رہا ہے۔ پس شرع میں توبہ کے معنے بُرے کاموں سے باز آ کر نیک کاموں کی طرف توجہ کرنی ہوتی ہے۔ اور گناہ اور معصیت کی نسبت یہ جاننا کہ یہ آدمی کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ اور بہشت سے دور کر دیتے ہیں۔ اور ترک معصیت بہشت میں داخل ہونے اور خداوند تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہیں پس اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ

تم میری ہی طرف پھرو اور نفسانی ہوا و شہوت پرستی سے باز آؤ۔ ایسا کرنے سے قریب ہے کہ تم آخرت میں اپنے مقصود اور مطلوب کو میرے پاس آؤ اور پھر آیندہ کے واسطے ہمیشہ نعمت اور آرام میں بسر کرو۔ اور تم کو خلاصی مل جائے اور اپنے مطلوب کو پالو اور نجات پاؤ اور بہشت میں جو نیکوں کے واسطے تیار کی گئی ہے داخل ہو جاؤ۔ اور اپنے بندوں کی طرف مخاطب ہو کر اللہ تعالےٰ بالخصوص خطاب کرتا ہے کہ اے ایماندار مسلمانوں تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف لوٹو اور اپنے سچے ارادے سے توبہ کرو اور عنقریب اللہ تعالےٰ تمہارے گناہوں کو معاف کرے گا۔ اور تم کو ایسے بہشتوں میں داخل کریگا جن کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں اور توبہ النصوح کا یہ مطلب ہے۔ کہ اس میں کسی طرح کی آمیزش نہ ہو اور خاص اللہ کے واسطے توبہ ہو۔ لفظ نصوح نصاح سے مشتق ہے۔ جس کے معنے دھاگہ ہے یعنی ایسی توبہ کہ جس کو کسی غرض نفسانی سے تعلق نہ ہو۔ اور توبہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے واسطے کرو ایسا نہ ہو کہ دل میں تو گناہوں کی خواہش ہو اور ظاہر میں یہ روبہ بازی اور فریب ہو۔ اور اپنے نفس کو ایسا دلاسا نہ دو۔ جس سے اسکو نافرمانی اور گناہ کرنے کے واسطے تسکین حاصل ہو۔ اگر انسان گناہوں کو ترک کرے تو خاص خدا کے واسطے ترک کرے جیسا کہ نفس امارہ کے واسطے گناہ کو اختیار کیا تھا۔ اسی طرح خدا کے واسطے ہی اس کو ترک کرے تا کہ نیکی سے خاتمہ ہو اور آخرت تک اسکی توبہ سلامت ہے۔ اور تمام اُمت پر واجب ہے۔ کہ سب گناہوں سے توبہ کرے اور اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔ اللہ جلشانہ کئی ایک جگہ تائبوں کا ذکر فرماتا ہے ایک مقام پر یہ فرمایا ہے کہ خدا توبہ کرنے والوں اور پاکوں کو دوست رکھتا ہے اور ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو اسواسطے دوست رکھتا ہے کہ انہوں نے گناہ سے توبہ کی ہے کیونکہ وہ گناہ ان کو خدا سے دور رکھنے والے تھے اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ ان لوگوں کو خوشخبری دے جو توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں خدا کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ رکوع کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں شرع کے مطابق حکم کرتے اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حدوں کو نگاہ رکھتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو خوشخبری دے جو مومن ہیں۔ خدا تعالےٰ نے معلوم نام کا ذکر کیا ہے اور اس سے مراد تائب ہیں اور اس کے بعد انکی حمیدہ صفتیں بیان فرمائی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آدمی گناہ سے تائب کہلاتا ہے۔ جو ان صفتوں سے موصوف ہو۔ اور ایسا شخص ایمان کی خوشخبری دینے کے لائق ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے مومنوں کو بشارت دے۔

وہ گناہ جن سے توبہ کرنیکا حکم ہے

گناہ دو قسم کے ہیں۔ ایک صغیرہ، دوسرے کبیرہ۔ ان دونوں قسموں کے سب گناہوں سے توبہ کرنی لازم ہے کبیرہ گناہوں میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ بعض تو یہ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ تین ہیں۔ اور بعضوں نے انکی تعداد چار کہی ہے۔ بعض سات کہتے ہیں بعض نے نو بیان کئے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ گیارہ ہیں۔ اور جب ابن عباس کو معلوم ہوا کہ کبیرہ گناہوں کی تعداد سات بیان کی گئی ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ سات گناہ ہونگے برابر ہیں۔ اور فرمایا کہ اللہ جلشانہ نے جن باتوں سے منع کیا ہے وہ سب ہی کبیرہ گناہ ہیں۔ اور بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ کبیرے گناہوں کی کوئی تفصیل نہیں پوشیدہ ہیں جس طرح شب قدر اور جمعہ کی وہ ساعت جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ کسی کو معلوم نہیں۔ اسی طرح کبیرے گناہ بھی پردے میں ہیں۔ اور ان کا مبہم اور پردہ میں رہنا اسواسطے رکھا گیا ہے۔ کہ انکی تلاش میں آدمی بہت کوشش کریں۔ اور ہر حال میں خدا کا خوف شامل حال رہے اور چھوٹے بڑے سب گناہوں سے آدمی پرہیز رکھے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ کبیرے گناہ وہ ہیں۔ جنکی سزا اللہ تعالےٰ نے دوزخ کی آگ فرمائی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جن گناہ

پر حد واجب ہو دنیا میں وہ کبیرہ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کبیرے گناہوں کا شمار خداوند کریم ہی جانتا ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ کبیرے گناہ سترہ ہیں۔ ان میں سے چار کا تعلق تو دل سے ہے اور وہ یہ ہیں۔ خدا کے ساتھ غیر کو شریک کرنا گناہ پر ہمیشگی کرنی۔ خدا کی رحمت سے ناامید ہو جانا۔ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بے خوف ہونا۔ اور چار زبان سے علاقہ رکھتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ جھوٹی گواہی دینی۔ پرہیزگار اور پردہ دار بی بی کو زنا کی تہمت لگانی۔ جھوٹی قسم کھانی۔ اور جھوٹی قسم وہ ہوتی ہے جو اس واسطے کھائی جاتی ہے کہ جھوٹ کو سچ بنائیں۔ یا اس کے ذریعہ کسی مسلمان کا حق باطل کر دیں یا ناحق کسی کا مال چھین لیں چاہے پیلو کے درخت کی مسواک ہی ہو۔ اور چوتھا جادو ہے۔ اور تین کبیرے گناہوں کا علاقہ پیٹ سے ہے۔ شراب پینا اور مست کرنے والی چیزیں کھانی۔ ظلم سے یتیم کے مال کو کھانا۔ جان کر سود کھانا۔ اور دو کبیرے گناہ شرمگاہ کے ہیں ایک زنا۔ دوسرا لواطت۔ اور دو کبیرے گناہ دونوں ہاتھوں کے ہیں ایک ناحق خون کرنا۔ دوسرا چوری کرنا۔ اور ایک دونوں پاؤں کا گناہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ کافروں کی لڑائی سے بھاگ جائے۔ اس حالت میں کہ جب ایک مسلمان دو کافروں کے مقابلہ میں، سو اور دس مسلمان بیس کافروں کے مقابلہ سے اور سو دو سو کے مقابلہ سے بھاگیں۔ اور ایک کبیرے گناہ کا تعلق سارے بدن سے ہے اور یہ ماں باپ کی نافرمانی کرنی ہے۔ اور یہ اس طرح ہے کہ اگر ماں باپ قسم کھا دیں تو تو اُس کو سچی نہ جانے۔ اور اگر تجھے گالی دیں تو تو ان کو مارے۔ اور اگر وہ تجھ سے کوئی چیز طلب کریں تو تو انکے دینے سے انکار کرے۔ اور جب بھوکے ہوں اور اس حالت میں تجھ سے کھانا مانگیں۔ تو ان کو نہ دے۔

صغیرے گناہوں کا بیان

صغیرے گناہ بیشمار ہیں۔ پس انکی تعداد کسی کو معلوم نہیں ہے اور نہ ہر کوئی ان کو پہچان سکتا ہے مگر شرع شریف سے اور باطن کے نور سے جس قدر معلوم ہوا ہے انکو بیان کیا جاتا ہے شرع اور شارع کا اصل مطلب یہ ہے کہ خدا کے بندوں کو اللہ تعالےٰ کی طرف بلائیں اور لوگوں کو گناہوں سے باز رکھیں جیسا کہ اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے رظاہری اور باطنی سب گناہوں کو چھوڑ دو) اور بعض صغیرے گناہ یہ ہیں خوبصورت آدمی کی طرف دیکھنا چاہے مرد ہو اور چاہے عورت اور چاہے بے ریش لڑکے ہوں اور ان کے بوسے لینے اور ان کے ساتھ سونا۔ اگرچہ مباشرت کرنے کا ارادہ نہ بھی ہو تو بھی ایسا کرنا گناہ ہے۔ کسی مسلمان بھائی کو گالیاں دینی۔ چاہے ان گالیوں میں زنا کی بات نہ ہی ہو مسلمان بھائی کو مارنا یا اسکی غیبت کرنی۔ سخن چینی کرنی۔ جھوٹ بولنا۔ اور ان کے سوا اور بھی بہت سے ہیں۔ ان گناہوں کا بیان بہت طویل ہے اور جب کوئی بندہ کبیرے گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو صغیرے بھی معاف ہو جاتے ہیں جیسا کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے (اگر تم ان کبیرے گناہوں سے توبہ کرو جن سے تم کو منع کیا گیا ہے تو ہم تمہارے سب گناہ معاف کر دینگے) کوئی تم میں اپنے نفس کو ان گناہوں کا طمع نہ دے بلکہ سب کبیرے اور صغیرے گناہوں سے توبہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایک شاعر کہتا ہے کہ تمام کبیرے اور صغیرے گناہوں کو چھوڑ دے اور یہی تقویٰ ہے ایسا ہوشیار ہو جیسا کہ وہ شخص ہوتا ہے جو کانٹوں والی زمین پر چلتا ہے اور ان سے بچنے کے لئے دیکھ کر چلتا ہے۔ پس صغیرے گناہوں سے بچتا رہ، ان کو حقیر نہ جان کیونکہ چھوٹے چھوٹے کنکروں سے ہی بڑے بڑے پہاڑ بنجاتے ہیں۔ انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ رسول مقبول اپنے اصحابوں کے ساتھ ایک جنگل میں اُترے۔ جس میں کوئی لکڑی نہ تھی۔ اور جہاں تک نظر جاتی تھی۔ اس میں کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ پس آنحضرت صلعم نے اپنے اصحابوں کو فرمایا۔ کہ لکڑیاں جمع کرو۔ انہوں نے آپکی خدمت میں عرض کی۔

کہ اس میں لکڑی تو کہیں نظر نہیں آتی۔ آپ نے فرمایا کہ جو چیز تم پاؤ۔ اس کو حقیر نہ سمجھو۔ اور اس کو اٹھا کر ہمارے پاس لے آؤ۔ یہ سنکر ہر ایک آدمی لکڑی کی تلاش میں نکل گیا۔ اور۔ جہاں جہاں کسی نے لکڑی کی قسم سے کچھ پایا۔ اس کو جمع کر لیا۔ اور جمع ہوتے ہوتے ایک بڑا بھاری انبار لگا دیا۔ پس آپ اصحابوں کی طرف مخاطب ہوئے۔ اور انکو فرمایا کہ دیکھو حقیر چیزیں جمع ہو کر کتنی بڑی عظیم ہو جاتی ہیں۔ نیکی اور بدی کو بھی اسی طرح قیاس کر لو۔ صغیرہ گناہوں میں اور صغیرے ملتے جائیں تو وہ بھی بڑا تو وہ ہو جاتا ہے اور اگر کبیرے گناہ میں اور کبیرے داخل ہوتے جائیں۔ تو وہاں بھی ایک بڑا انبار لگ جاتا ہے۔ اور یہی حال نیکی اور بدی کا ہے اور کہا گیا ہے۔ کہ اگر کسی گناہ کو بندہ حقیر جانے۔ تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک بڑا ہوتا ہے اور اگر کوئی آدمی اس کو بڑا خیال کرے تو وہ خدا کے نزدیک چھوٹا ہو جاتا ہے۔ پس تحقیق ایک مومن ایک چھوٹے گناہ کو بڑا جانتا ہے۔ کیونکہ اس کا ایمان بڑا کامل ہوتا ہے اور معرفت زیادہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ مومن اپنے گناہوں کو پہاڑ کی مانند جانتا ہے جو اس کے سر پر ہو اور ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ پہاڑ سر پر گر پڑے اور منافق اپنے گناہوں کو ایسا جانتا ہے جیسا کہ ناک پر ایک مکھی بیٹھی ہو۔ کہ میں جب چاہوں گا اُس کو اُڑا دوں گا اور بعض علماء کا یہ قول ہو کہ اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ میں جو گناہ کرتا ہوں شائد اسکی مانند کوئی دوسرا صغیرہ گناہ ہوگا تو اس کا کہنا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ اس کہنے سے اسکے ایمان میں نقصان آجاتا ہے اور اسکی معرفت بہت سُست ہو جاتی ہے اور اسکی عقل کی بھی سستی کمی ثابت ہوتی ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ وہ خداوند کریم کے جاہ و جلال کو اچھی طرح نہیں سمجھتا۔ اگر وہ اس کے جلال اور اسکی عظمت اور عزت سے بخوبی علم رکھتا۔ تو اپنے صغیرہ گناہ کو بھی کبیرہ جانتا اور حقیر گناہ کو بڑا بزرگ گناہ سمجھتا جیسا کہ خداوند کریم اپنے کسی پیغمبر پر وحی نازل فرماتا ہے۔ کہ ہدیہ کی قلت کو نہ دیکھ یعنے اس کو حقیر نہ جان بلکہ اس کے بھیجنے والے کی عظمت اور بزرگی پر غور کر اور کسی گناہ کو چھوٹا نہ جان بلکہ اسکی عظمت اور جاہ و جلال کیطرف جس کے روبرو تم کو جوابدہی کے واسطے کھڑا ہونا پڑیگا نگاہ کر اور خدا کی درگاہ میں جس کا رتبہ بلند ہوتا ہے وہ کسی گناہ کو چھوٹا نہیں جانتا۔ اور جو خدا اور اسکے رسول کے حکم کے خلاف ہوں۔ ان سب کو کبیرہ گناہ ہی خیال کرتا ہے بعض صحابہؓ نے اپنے تابعین کو کہا ہے کہ بعض عمل تمہاری نظروں میں بال سے بھی باریک دکھائی دیتے حالانکہ ہم انکو رسول اللہ کے زمانہ میں ہلاک کیا کرتے تھے یہ اسلئے ہے کہ ان اصحابہ کو رسول مقبول اور حق جل و علیٰ کے ہاں قرب حاصل تھا۔ اور یہی سبب ہو کہ اگر ایک عالم خفیف گناہ کرے تو وہ بڑا بزرگ گناہ سمجھا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی جاہل آدمی اس گناہ کو کر ڈالے تو وہ حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اور اس سے درگذر کی جاتی ہے اور اُس عالم سے بسبب اُسکے علم اور معرفت کے درگذر نہیں ہوتی۔ اسلئے ہر ایک آدمی کے واسطے توبہ کرنی فرض عین ہے۔ کیونکہ ایسا کوئی آدمی نہیں جسکے اعضاء اور معصیت اور گناہوں سے خالی ہوں۔ اور اگر کوئی آدمی اعضاؤں کے ذریعہ گناہ کرنے سے بچ رہتا ہے تو اُسکے دل میں گناہ کرنے کا قصد کبھی نہ کبھی ضرور ہی ہوا ہوتا ہے۔ اور اگر اس ارادہ سے بھی بچ رہا ہو تو شیطانی وسوسے نہیں بچتا کیونکہ شیطان ہر وقت آدمی کے پیچھے پڑا ہوا ہے وہ اس کو خداوند کریم سے غافل کر دیتا ہے اور وسوسہ میں ڈال دیتا ہے اور اگر شیطان کے وسوسہ سے بچ جائے۔ تو خداوند کی صفتوں اور اسکے افعال کے سمجھنے میں کوئی نہ کوئی قصور اور غفلت ہو جاتی ہے اور یہ سب مومنوں کے حالات اور مقامات کی لحاظ سے ہے پس ہر حالت کے واسطے عبادتیں اور گناہ اور حدیں اور شرطیں ہیں۔ اور انکا نگاہ رکھنا طاعت ہے اور ان کا ترک کرنا اور ان سے غفلت کرنی گناہ ہے اور جو ایسا کرتا ہے وہ توبہ کا محتاج ہوتا ہے اور توبہ یہ ہے کہ جو گمراہی اور گمراہی اختیار کی ہو۔ اُس سے اس سیدھے راستے کی طرف پھر جائے

جس کا شرع نے حکم دیا ہے اور اس مقام پر کھڑا ہو جس جگہ کھڑا ہونے کی اجازت دیگئی ہے۔ اور اس منزل میں اترے جو اسکے اترنے کے واسطے تیار ہوئی ہے۔ اسلئے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو توبہ کا محتاج نہ ہو۔ البتہ اسکی مقداروں میں فرق ہے عام لوگوں کی توبہ گناہوں سے ہوتی ہے۔ خاصوں کی توبہ غفلت سے اور جو خاص الخاص کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسری طرف ان کا دل مائل نہو۔ جیسا کہ ذوالنون مصری نے فرمایا ہے۔ کہ جو عام لوگ ہیں۔ انکی توبہ تو گناہ سے ہے اور جو خاص ہیں انکی توبہ غفلت سے ہوتی ہے اور ابوالحسن نوری کہتے ہیں کہ توبہ یہ ہے کہ انسان اللہ کے سوا ہر چیز سے مُنہ پھیرے۔ پس جو آدمی لغزشوں سے توبہ کرتا ہے اور جو غفلتوں سے ان میں بڑا فرق ہے اور اسی طرح ان میں بھی بہت فرق ہے جو نیکیوں کے دیکھنے سے توبہ کرتا ہے اور جو خدا کے غیر کے ساتھ دل لگانے اور اس کے ساتھ آرام پکڑنے سے توبہ کرتا ہے پس پیغمبر بھی توبہ کرنے سے بے پرواہ نہیں ہوئے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا۔ جو پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ (میرے دل پر زنگ آجاتا ہے) اور میں رات اور دن میں ستر دفعہ خدا سے آمرزش کی درخواست کرتا ہوں" اور جب حضرت آدمؑ نے اس درخت کا پھل کھایا جس سے آپ کو منع کیا گیا تھا۔ تو اسی وقت آپ کے بدن سے بہشتی لباس دور ہو گیا۔ اور آپکی شرمگاہ ننگی اور ظاہر ہو گئی۔ ہاں مگر آپکے سر پر تاج اور کلغی باقی رہ گئی۔ پس آپ کو شرم تھی کہ یہ دونوں بھی ان سے لئے جاویں۔ پس حضرت جبرئیل تشریف لائے۔ اور انہوں نے پیشانی سے سلطانی تمغہ اور سر سے تاج کو اُٹھا لیا اور حکم ہوا کہ تم اور حوا دونوں میری ہمسائیگی سے دور ہو جاؤ۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو آدمی ہماری نافرمانی کرے وہ ہماری ہمسائیگی کے لائق نہیں ہے۔ اور جب دونوں کی یہ نوبت پہنچی۔ تو اسوقت حضرت آدمؑ نے حواؑ کی طرف نگاہ شرم سے دیکھا اور زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ یہ پہلی ہمارے گناہ کی شامت ہے کہ ہم اپنے حبیب کی ہمسائیگی سے نکالے گئے اور ہم ٹھنڈی عیش میں تھے اور بڑی بادشاہی اور بڑے فضل اور عزت و ناز اور عالی مرتبہ اور اشرف اور ستھری و امن والی اور اللہ سے بہت قرب والی جگہ سے نکالے گئے اور اب ہم محتاج ہوئے ہیں کہ توبہ عاجزی اور زاری کریں اور اپنی مسکنت اور خواری کا اظہار اس رب العزت کی جناب میں کریں۔ پس اگر کوئی شخص توبہ سے بے پرواہ اور دشمن سے امن والا اور نفس کی شامت اور شیطان کے وسواس اور اس کے مکر سے بچنے کا حقدار ہو سکتا اور اپنے مکان کے شرف اور پاکیزگی اور اللہ کے قرب اور مرتبہ کی نزدیکی کا فخر کر سکتا تو وہ حضرت آدم علیہ السلام ہی تھے۔ اور جب وہ توبہ کرنے پر مجبور کئے گئے اور انہوں نے اپنے گناہ کی مغفرت کی درخواست کی۔ جیسا کہ اللہ جلشانہ اپنے مبارک کلام میں فرماتا ہے (آدم نے چند کلمے اپنے رب سے سیکھ لئے اور وہ توبہ کو قبول کرنیوالا اور مہربان ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان پر رجوع کیا اور انکی توبہ کو قبول فرمایا) تو دوسرے آدمی اس سے کیونکر بے پرواہ ہو سکتے ہیں۔ اور حسن بن علیؓ روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ جلشانہ کی درگاہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ تو اسوقت سب فرشتوں نے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کو مبارکباد دی اور حضرت جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل بھی آپ کے پاس تشریف لے آئے اور آکر حضرت آدمؑ کو یہ خبر دی کہ آپکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ خداوند کریم نے آپ کی توبہ کو قبول کر لیا ہے۔ اس کے بعد حضرت آدمؑ سے فرمایا کہ اے جبرئیل اگر اس کے بعد مجھ سے سوال ہوا تو میرا کیا ٹھکانا ہو گا۔ اسی وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔ کہ اے آدم تو نے اپنی اولاد کے واسطے رنج اور مشقت کو میری میراث میں چھوڑا ہے۔ اور اسی طرح توبہ کو بھی میراث دیا ہے۔ پس جو کوئی توبہ کریگا اور میری بارگاہ میں رجوع لائیگا تو میں اسکی توبہ کو قبول کر لونگا اور اسکے گناہوں کو بخشدونگا۔ اور جنہوں نے گناہوں سے توبہ کی ہیں بہشت میں انکو اکٹھا کرونگا اور انکو قبروں

سے اس حال میں نکالوں گا کہ وہ خوش اور خوشحال اور ہنستے ہونگے۔ اور اُن کی دعا قبول ہو گی۔ اور حضرت نوح کا حال بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ لوگوں نے اس کو جھوٹا جانا اور انہوں نے دُعا کی۔ اسلئے عبرت کیواسطے خداوند تعالےٰ نے اہل مشرق اور مغرب کو غرق اور فنا کر دیا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام دوسرے آدمؑ ہیں۔ کیونکہ طوفان میں غرق ہونیکے بعد ساری مخلوقات حضرت نوحؑ کی اولاد ہی ہے اور جو لوگ طوفان میں نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تھے کہتے ہیں کہ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ صرف حضرت نوحؑ کی اولاد کے ہاں ہی اولاد ہوئی تھی۔ اور حضرت نوحؑ کے تین بیٹے باقی تھے سام۔ حام یافث۔ طوفان کے بعد ساری دنیا ان تینوں کی اولاد سے ہی پھیلی ہے۔ اور باوجود اس بلند رتبہ کے حضرت نوحؑ نے خداوند کریم کی بارگاہ معلےٰ میں عرض کی۔ اے میرے پروردگار میں تیرے ہاں اس سے امن کی درخواست کرتا ہوں۔ کہ میں تجھ سے اس چیز کا سوال کروں جس کا مجھ کو علم نہ ہو اور اگر تو آمرزش کرے اور رحمت کرے تو میں ان لوگوں میں ہو جاؤں جو زیاں کار ہیں۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی توبہ سے بے نیاز نہیں ہوئے حالانکہ آپ کا اتنا بڑا رتبہ تھا۔ کہ خدا نے ان کو اپنی دوستی کے واسطے برگزیدہ کیا تھا۔ اور اپنے ملاقات کے واسطے اُن کو چُنا تھا اور پیغمبروں اور نبیوں کا باپ ہونے کا ان کو فخر حاصل تھا جیسا کہ روایت میں وارد ہے کہ خدا نے ان سے اور انکی اولاد کے بطن سے چار ہزار پیغمبروں کو پیدا کیا ہے اور نبوت اور رسالت کی خلعت سے سرفراز فرمایا ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے اور ہم نے اسکی اولاد کو باقی رکھا) اور یہاں تک آپ کو عالیشان اولاد سے فخر دیا تھا۔ کہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰؑ اور داؤد علیہ السلام و سلیمانؑ وغیرہ وغیرہ سب حضرت ابراہیمؑ کی اولاد سے ہیں۔ اور پھر بھی آپ نے خدائے مستجاب الدعوات کی درگاہ میں اپنی مسکینی اور احتیاج کو ظاہر کیا ہے جیسا کہ خداوند تعالےٰ اپنی کلام میں حضرت ابراہیم کے قول کو یاد فرماتے ہیں جو یہ ہے (جس خدا نے مجھ کو پیدا کیا ہے اور مجھے سیدھی راہ دکھلائی ہے وہی میرے کھانے پینے کی خبر لیتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو اس وقت مجھ کو اپنی قدرت کے شفاخانہ سے شفا عطا کرتا ہے اور جو مجھ کو ماریگا اور پھر زندہ کریگا میں اُسکی عام رحمت سے یہ اُمید کرتا ہوں کہ وہ قیامت کے دن میرے گناہوں کو معاف کر دیگا آخر تک آیتہ) اور حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل کے قول کو بھی اپنے کلام میں اللہ نے یاد کیا ہے جو یہ ہے (ہمکو عبادت کی جگہ دکھلا اور ہماری توبہ قبول کر کیونکہ تو بہ قبول کرنے والا تو ہی ہے اور تو ہی مہربان ہے) اور نہ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توبہ سے بے پروائی ہوئی ہے حالانکہ آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا اور قبولیت کا درجہ رکھتے تھے خدا نے انکو خاص اپنے ساتھ کلام کرنے اور دوستی کرنے اور پیغمبری کے واسطے ان کو برگزیدہ کیا تھا۔ اور ان کو قوی معجزے عطا کئے تھے مثلاً ید بیضا۔ عصا۔ نو نشانیاں اور ان چیزوں کا ہونا جو آپ کو بیابان میں عطا کی گئی تھیں جیسے نور کا ستون اور رات میں روشنائی کا نمودار ہونا اور ترنجبین اور مرغ وغیرہ کا آسمان سے نازل ہونا۔ جو من و سلویٰ سے بیان ہوا ہے اور انکے سوا اور بھی بہت معجزے آپ کو دئے گئے تھے اور آپکے پہلے ویسے معجزے اور کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئے تھے پھر بھی آپ فرماتے ہیں (اے میرے پروردگار مجھ کو بخشدے اور میرے بھائی کو بخش۔ اور ہمکو اپنی رحمت میں لے اور تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے) اور حضرت داؤدؑ بھی توبہ سے مستغنی نہیں رہے آپ کی خدا کے ہاں یہ عزت تھی کہ اللہ تعالےٰ نے انکو ایک عظیم الشان مُلک کا بادشاہ بنایا ہوا تھا۔ آپ کے تینتیس ۳۳ ہزار پاسبان تھے اور جس وقت آپ زبور پڑھتے تھے۔ تو پرندے صف باندھکر آپکے سر پر کھڑے رہتے تھے اور پانی بھی چلنے سے رُک جاتا تھا۔ اور جن اور انسان بھی آپ کے ارد گرد صف باندھ کر کھڑے رہتے تھے اور پھاڑنے اور کاٹنے والے جانور بھی ایک دوسرے کو آزار نہیں دیتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ پہاڑ بھی تسبیح اور تہلیل پڑھتے تھے اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو یہ بزرگی اور عزت عطا کی تھی کہ لوہا بھی آپ کے ہاتھ میں نرم ہو جاتا تھا۔

ان سے وہ اپنی روزی کماتے تھے اور یہ سب کچھ اس واسطے تھا کہ اُسکے رتبہ کی بزرگی ظاہر ہو اور اُسکی ہر کام کی حفاظت ہو
باوجود اس شان کے پھر بھی آپ چالیس روز تک سجدہ میں پڑے رہے اور خدا کی درگاہ میں روتے رہے اور یہاں تک روئے کہ
آپ کے آنسوؤں کے پانی سے گھانس اوگ پڑا۔ تب خداوند تعالےٰ نے ان پر رحم کیا۔ اور انکی توبہ کو قبول فرمایا۔ چنانچہ اللہ
جلشانہ فرماتا ہے (میں نے انکی تقصیر کو بخشا اور ان کو ہماری بارگاہ میں قرب کا درجہ حاصل ہے اور اسکی بازگشت اچھی ہے)
اور حضرت داؤد کے بیٹے حضرت سلیمانؑ کا یہ رتبہ تھا۔ کہ انکو ایک بڑی عظیم بادشاہت نصیب ہوئی تھی اور ہوا بھی آپ کی
فرمانبردار تھی اور صبح سے دوپہر تک آپکی ہواخوری کی مسافت ایک مہینے کا راستہ تھا۔ اور زوال کے بعد بھی اسی قدر گلگشت
فرمایا کرتے تھے۔ جیسی حکومت اور بادشاہت آپ کو حاصل ہوئی ہے ویسی آپکے بعد کسی کو نہیں دیگئی۔ اور باوجود اس شانِ عظیم
کے پھر بھی آپ صرف اتنے گناہ کے عوض میں خدا تعالیٰ کے عذاب اور عتاب میں گرفتار ہو گئے۔ کہ چالیسؔ روز تک انکے محل میں
ایک تصویر کی پرستش کی گئی تھی اور آپ کو اس سے اطلاع بھی نہ تھی اور عتاب میں آپ چالیسؔ روز تک سلطنت سے معزول
کر دیئے گئے۔ اور جب معزول ہوئے تو بڑی بے سرو سامانی اور پریشانی کے ساتھ بھاگے اور بھاگنے کے بعد جب آپ کھانا
مانگنے کے واسطے کسی آدمی کے آگے ہاتھ پھیلاتے اور اس کے پاس یہ ظاہر کرتے۔ کہ میں داؤد کا بیٹا سلیمان ہوں۔ تو سنکر
وہ آپکے سر مبارک کو توڑ دیتا اور اس پر یہ ہنسی کرتا تھا۔ کہ ایسا بے سرو سامان ایک فقیر آدمی ہے اور کہتا ہے میں داؤد
کا بیٹا سلیمان ہوں۔ اور آپ کے کہنے کا کوئی یقین نہیں کرتا تھا۔ ایک روز آپ ایک دروازہ پر گئے اور جاکر وہاں سوال کیا۔
وہاں سے آپ نکالے گئے اور اسکے علاوہ یہ ہوا۔ کہ ایک عورت نے آپ کے منہ پر تھوک بھی دیا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ
ایک جگہ ایک بوڑھی عورت نے آپ کے سر پر ایک پیشاب کا بھرا ہوا آبخورہ انڈیل دیا۔ اور آپ اسی قسم کی ذلت اور خواری
میں مبتلا رہے یہاں تک کہ خداوند تعالےٰ نے ایک مچھلی کے پیٹ سے سلیمانی انگوٹھی کو نکالا۔ اور اس کو آپ نے اپنی انگلی میں پہنا
پھر تو پرندے بھی آپکے سر پر سایہ کرنے لگے۔ اور جن اور شیطان اور وحشی جانور سب آپکی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اور جن لوگوں
نے آپ کی اہانت کی تھی اور آپ کو مارا تھا۔ انہوں نے اسوقت آپکو پہچانا۔ اور آپکی خدمت میں عذر خواہی کی تو آپنے فرمایا کہ تمنے
جو سلوک میرے ساتھ کیا میں اسکے سبب سے تم کو ملامت نہیں کرتا۔ اور اس عذر خواہی کے لئے تمہاری تعریف بھی نہیں کرتا
کیونکہ یہ سب کچھ خدا کے حکم سے ہوا جس سے مجھے کوئی چارہ نہیں۔ غرض جب انہوں نے توبہ کی تو خدا نے انکی توبہ قبول فرمائی
اور ملک اور مال اور دولت اور عزت اور رتبہ جس قدر پہلے تھا اس سے بھی زیادہ عطا فرمایا۔ پس جب خداوند تعالےٰ کی درگاہ
میں ان لوگوں کی ایسی حالت ہوئی ہے جو عظیم الشان بادشاہ اور سردار تھے اور ایک ملک پر حکومت کرتے تھے اور دنیا کے
لوگوں کو اللہ جل شانہ کی عبادت کے واسطے ہدایت کیا کرتے تھے۔ پس اے مسکین تیرا اور تیرے غرور کا کیا حال ہوگا۔ حالانکہ
تو غرور اور تکبر کے گھر میں ہے۔ شیاطین تجھ پر قابض ہیں۔ خلقت اور ہوس اور نفس اور خواہشات اور ارادوں اور
وسواسوں کے دشمنوں کے لشکروں نے تجھ کو گھیرا ہوا ہے اور شیطان نے انکو زینت لگا کر تیری نظر میں خوبصورت بنا رکھا
ہے اور تیرا یہ حال ہے کہ تو روزہ۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ حج اپنی ظاہر عبادتوں پر مغرور ہو رہا ہے۔ اور اپنے ظاہری اعضاؤں
کے گناہوں سے باز رکھنے میں فخر کر رہا ہے۔ حالانکہ باطنی عبادتوں سے تیرا باطن بالکل خالی ہے۔ اور ان باتوں سے
تیرا سینہ بالکل خالی ہے پرہیزگاری۔ نرمی۔ تقوےٰ۔ زہد۔ صبر۔ قضا پر راضی ہونا۔ قناعت۔ توکل۔ اللہ کی عطا پر
صبر کرنا اور یقین کرنا۔ سینے کی سلامتی اور سخاوت نفس۔ خدا کے احسان کا شکر کرنا۔ نیک نیتی۔ نیک کرداری۔ نیک گمان
کا ہونا۔ نیک خصلت کا اختیار کرنا۔ اچھی اور نیک صحبت کا اختیار کرنا۔ حسن معرفت۔ حسن طاعت۔ صدق۔ اخلاص

وغیرہ وغیرہ جنکی تشریح سے طول ہوتا ہے۔ اور انکی جگہ بُری خصلتوں سے تیرا سینہ بھرا ہُوا ہے اور تیرے دل میں گناہوں کے
درخت کی جڑ مضبوط ہو رہی ہے اور شاخ در شاخ ہو کر پھیل رہی ہے جو محنت اور بلا لانے والی ہے اور دُنیا اور آخرت
میں ہلاکت کا باعث ہو ناشکری ہے۔ اور خداوند تعالیٰ کی تقدیر پر ناراضی اور اُس کے حکم اور مقدرات پر اعتراض اور قضا
اور قدر کے باب میں حاکم مطلق پر تہمت لگانی اور اُسکے وعدوں کو جھوٹا جاننا اور ان میں شک کرنا۔ اور دل کا ویرانہ میل
کچیل اور کینہ اور حسد اور نفاق اور حق پوشی سے آباد ہو رہا ہے۔ اور اگر کوئی جاہ وجلال کا ذکر کرے اور جھوٹی تعریف کرے
تو اس کے سننے سے جامہ میں پھول جانا۔ اور اس فانی سرا کی عزت اور توقیر پر جو صرف ظاہری آرائش ہے مغرور رہنا چنانچہ
خداوند تعالےٰ فرماتا ہے جب اس کو کہا جاتا ہے کہ تو خدا کا خوف کر۔ تو عزت کا غرور اس کو گناہوں کی طرف کھینچ لیجاتا
ہے اور کہنے پر اس کو غصہ آتا ہے اور احکام آلہی کے بجالانے سے اس قسم کے لوگوں کو یہ چیزیں باز رکھتی ہیں۔ ننگ وناموس
کا خیال، جاہ کی محبت، عداوت، بغض، بخل، دوسرے لوگوں کے مال میں طمع کرنا۔ لوگوں سے خوف اور شرف کرنا۔
بزرگ منش ہونا، امراء کی تعظیم کرنی۔ فقرا کی توہین کرنی۔ ناز اور تکبر۔ دنیا کی رغبت۔ دنیا کی عزت کا فخر۔ اگر کوئی اچھے
کام کرتا ہے تو وہ خود ستائی کے واسطے کرتا ہے۔ اور لوگوں کے دکھانے اور سنانے کے واسطے۔ اور اگر کوئی حق بات کہے تو
غرور کے مارے اس سے مُنہ پھیر لیتے ہیں، اور کام وہ کرتے ہیں جو بیفائدہ ہوتے ہیں اور بیہودہ باتیں بناتے رہتے ہیں جو بیفائدہ
ہوتی ہیں، کہیں لاف زنی ہو رہی ہے، اور کہیں دوسرے لوگوں کے حال کی آزمائش میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور اپنے آپکو
اسی حالت میں چھوڑ رکھنا جس پر ہے حالانکہ عبادت کا منشا ہے کہ اپنی حالت کی نگہبانی اور اپنے نفس کو اپنے قابو میں رکھا
جاوے اللہ تعالےٰ کے احکام میں تو سستی کرنی اور مخلوق خدا کی عزت اور ان کے لئے دین میں سستی کرنی۔ اور اپنے
عملوں پر مغرور ہو رہے ہیں اور ایسے کاموں میں جو خود کئے ہی نہیں۔ لوگوں کی تعریف چاہنی۔ لوگوں کے عیبوں کی
تفتیش میں لگے رہنا۔ اور اپنے عیبوں سے چشم پوشی کرنا، خداوند کریم کی نعمتوں کو بھلا دینا۔ اور جو نعمت تجھ کو اللہ نے دی
ہے اسکی نسبت تو یہ نہیں کہتا کہ خداوند کریم نے تجھ کو عطا کی ہے بلکہ یہ کہ میں نے کمائی ہے یا یہ فلاں فلاں شخص نے
دی۔ جس کو اللہ نے انکے تابع کر رکھا ہے اور وہ صرف اس کی نعمت کے ظاہری اسباب ہیں۔ دنیا کی ظاہری باتوں
پر تو عمل کرتے ہیں۔ اور خدا کی مقرر کی ہوئی حدوں اور اصولوں پر نگاہ ہی نہیں پڑتی۔ اور جو کام کرتے ہیں اسکو بیجا
کرتے ہیں، اپنے اپنے محل اور موقع پر نہیں کرتے۔ خوشی اور خرمی میں تو مستغرق ہیں۔ اور خدا کے خوف کو دل سے خارج
کر رکھا ہے اور یاد رکھیں کہ جن لوگوں کے دلوں میں خدا کا خوف نہیں ہے بڑی خرابی ہو گی۔ اور حکمت آلہی کا نور بھی
انکو ہرگز نہیں پہنچیگا اور ایسی رکا خارج ہو جانا بہت بُرا ہے کیونکہ جس قدر نور زیادہ ہوتا ہے اسی قدر خداوند تعالیٰ کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے اور جس قدر آدمی نور کے
ساتھ اُلفت رکھے تو اس کو سمجھے اسی قدر رہتی ہے یہ نور آدمی کو دوسرے لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور ہمیشہ کے واسطے نیکبختی اور ابدی تونگری حاصل ہوتی ہے اور
پوری نعمت ملتی ہے۔ کیونکہ جب انسان کو خوف کے مارے ذلت اور خواری نصیب ہوتی ہے اور اس پر آدمی صبر اور شکر
کرتا ہے تو اس سے اس کو نیک بختی ملتی ہے اور خدا کے دوستوں میں اس کا شمار ہوتا ہے، اور خدا کے برگزیدہ اور خالص
لوگوں اور شہیدوں اور عالموں اور اُن عارفوں میں جو اُسکی تقدیر کو پہچانتے ہیں اور پیغمبروں کے ابدالوں کے
گروہ میں مل جاتا ہے۔ اور تیرا تو یہ حال ہو رہا ہے کہ اگر تم کو اللہ کے دین میں مدد دینے کی ضرورت پڑے تو اس میں سستی
کرتا ہے اور ایسے آدمیوں سے مخالفت رکھتا ہے جو دین کے مددگار ہیں، اور خدا کے دوست ہیں، اور اسکے راستے میں
قائم اور لوگوں کو خدا کی عبادت کی طرف دعوت کرنیوالے ہیں اور خدا کے عذاب سے اسکے بندوں کو ڈراتے ہیں۔ اور خدا کی رحمت

اوراس کے بہشت کا وعدہ دیتے ہیں دیکھو تمہارا کیسا چلن ہو رہا ہے تم اپنی جنس کے آدمیوں سے ظاہراور باطن میں دوستی اور موافقت رکھتے ہو۔ اوراس قسم کے لوگوں سے تمہاری دشمنی ہو رہی ہے۔ جو خداوند کریم کے برگزیدہ ہیں اور نیکوکار اور نیک کردار ہیں اور شکستہ دل ہیں۔ اور یاد رکھو کہ رحمٰن کے ہمنشین وہی ہوتے ہیں۔ جو ہمیشہ سختی میں بسر کرتے ہیں اور فرمانبرداری اور کمر اطاعت کو چست باندھے ہوئے ہیں اور اسکی نعمت پر شاکر ہیں اور خلوص عقیدہ کے خلعت کو اوڑھے ہوئے ہیں اور خداوند تعالےٰ کے خاص بندے مشہور ہیں اور دنیا کی عزت اور دولت کی انکو کوئی پرواہ نہیں ہے اس سے بے پرواہ ہیں اور قبر کے عذاب اور اسکی تنگی سے امن ہیں ہے۔ اور ان کو روز قیامت کے ہول اور حساب و کتاب اور تنہائی کا کوئی خوف اور خطرہ نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ ہمیشہ بہشت میں رہینگے۔ اور وہاں ہر ایک طرح کی نعمتوں میں تازگی اور خوشحالی سے وقت کاٹینگے۔ اور بہشت کی جتنی لطیف اور پاکیزہ چیزیں ہیں وہ انکی خواہش کے موافق ہر لحظہ انکے پاس موجود رہینگی۔ اور ان سب طرح کے لوگوں سے تیری مخالفت ہو رہی ہے اور دنیا کی راحت اور نعمت اور دولت پر تو مغرور ہو رہا ہے اوراس سے غافل ہو کہ تم سے پہلے ایسے ہی ناز پروردہ تھے جیسے کہ تم ہو وہ سب چل بسے ہیں۔ اسی طرح تم بھی اس دار فانی سے کوچ کر جاؤ گے۔ کیسے کیسے لوگ ذی رتبہ او باجاہ و جلال بادشاہ ہو گذرے ہیں۔ اور دولت سے مالا مال مثلاً فرعون، ہامان، قارون، شداد، عاد، قیصر اور کسرےٰ وغیرہ سب ہی فناہ ہو کر فانیوں میں مل گئے ہیں زمانہ نے ان کو بھی نہیں چھوڑا۔ اور اپنے دام فریب میں پھنسا ہی لیا ہے۔ اور شیطان نے خداوند کریم کی طرف سے ان کو بھی غافل ہی کر دیا۔ اور انکی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا۔ کہ اپنے آرام کے اسباب اور اپنے واسطے ہی مال کے جمع کرنے میں مصروف ہو گئے اور حق بات کو بھول گئے۔ یہانتک کہ اچانک شہنشاہ علے الاطلاق کی طرف سے حکم قضا آپہنچا اور دم بھر میں آنکھ بند کر کے آگے چل بسے اور انکی سلطنت برباد ہو گئی اور مال اور خزانہ سب کچھ جاتا رہا۔ اور انکے آرام کرنے کے نرم اور ملائم بستر سب چھین لئے گئے۔ اور جن گھروں کو انہوں نے اپنے مضبوط قلعے سمجھا ہوا تھا۔ ان سے انہیں نکال باہر کیا اور ملک اور دولت اور عزت جس پر مغرور اور مدعی ہو رہے تھے۔ انکے عوض میں انکو خواری اور ذلت نصیب ہوئی۔ اور جو امانت انکے سپرد کی گئی تھی۔ اسکے مطالبہ سے بھی نہیں چھوٹینگے۔ جس جس چیز کے یہ لوگ منکر تھے۔ خداوند تعالےٰ سے وہ انکو پہنچ گئی یعنے عذاب کا ہونا اور اپنے افعال اور کردار پر بھی انکو اطلاع دی گئی۔ اوراس دار فانی میں جو کچھ کمایا تھا۔ اپر آپس میں لڑکے جھگڑے اور دوسرے کے حق کو چھینا جس کا انجام یہ ہوا کہ حاکم ازلی کی مجلس میں بڑی تنگی اور سختی کے ساتھ گرفتار کئے گئے جیسا کہ دنیا میں یہ لوگ دوسروں کو ناحق قید کرتے تھے اور انکو سختی میں ڈالکر بڑے بڑے عذاب دیتے تھے اسی طرح انکو بھی عذاب دیا گیا۔ خداوند تعالےٰ نے ان کو دوزخ میں ڈالا۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں کو دوزخ کی آگ میں جلایا۔ اور انکی گردنوں میں آگ کے طوق ڈالے۔ اور ان کے پاؤں میں آگ کی زنجیریں ڈالیں اور ان کو جوتیوں کے ہار پہنائے۔ اور انکا منہ کالا کیا۔ اور انکی خوراک زقوم اور ضریع بنائی جو ایک قسم کے کانٹے اور بڑے کڑوے ہیں۔ اور پینے کے واسطے انکو گرم پانی دیا۔ اور جب دوبارہ پیاس ہوئی۔ تو ان کو دوزخی آدمیوں کے زخمیوں کی پیپ پلائی۔ غرض جو لوگ گذر گئے ہیں کیا ان کے حالات تجھ کو نصیحت اور عبرت نہیں دلاتے بہت بڑی نصیحت اور عبرت دیتے ہیں۔ ابھی تو وہ لوگ دولت اور ملک کے مالک تھے اور ابھی وہ ان سے نکال باہر کر دئے گئے اور وطن سے جلا وطن ہوئے اور کچھ کچھ یادگار باقی چھوڑ گئے اور بعض کو یادگار چھوڑنی بھی نصیب نہ ہوئی اور جنہوں نے خدا کے بندوں پر ظلم کیا۔ اپنے محلوں میں بیٹھ کر بیچارے غریبوں کا منہ توڑا ان کا سر توڑا۔ انکی پیٹھ توڑی۔ غریب اور مسکینوں

کی آنکھیں جو ستم رسیدہ اور بلادیدہ تھیں اُنکے ظلم سے خون رُوئیں اور بہت سے نیک کردار امیر تھے جو انکے ظلم سے خوار اور ذلیل ہو کر فقیر ہو گئے۔ بہت سی بدعتوں اور بُری رسموں کو دنیا میں جاری کیا، بہت سے عقلمند اور حکیم اور دانا آدمیوں کے دلوں کو توڑا اور ان کو غصہ دلایا۔ آخر کو انکے حق میں خدائے مستجاب الدعوات کی درگاہ میں خدا پرست اور صاحبدل لوگوں نے دعا کے ہاتھ اُٹھائے اور انکی درد اور غم آلودہ دلوں پر خداوند کریم نے رحم کیا اور انکو دست تعدی سے بچانا چاہا۔ اسلئے انکی دعا قبول کی، اور مقرب فرشتوں نے بھی اُن مظلوموں کی آہ اور زاری خدا تعالٰے کی درگاہ میں عرض کی اور وہاں انصاف کے سوا ظلم کسی پر ہوتا ہی نہیں، اسواسطے اللہ جلشانہ نے انکے دلوں میں نظر ڈالی، کیونکہ وہ دلوں کے حال سے بخوبی واقف ہے اور انکے ظاہر اور باطن کو خوب جانتا اور اسکو دیکھا بھالا ہُوا ہے۔ اسلئے خداوند نے فرشتوں کو جواب دیا کہ چاہے میں کچھ دیر کے بعد ہی مدد کروں مگر ان ستم رسیدہ لوگوں کی میں ضرور مدد کرونگا، اور ان ظالم اور نافرمان آدمیوں کو بیخ اور بُن سے اُکھاڑ دونگا اِسلئے خداوند تعالےٰ نے ان سب ظالموں کو برباد کر دیا۔ تم دیکھتے نہیں، ہو کہ اب ان میں سے کوئی باقی ہے یا نہیں کسی قوم کے لوگوں کو تو پانی میں غرق کر دیا ہے اور کسی قوم کے لوگوں کو زمین میں دھنسایا گیا ہے کسی پر پتھر برسائے اور اسکو ہلاک کیا، کسی قوم کی صورتوں کو مسخ کر دیا، اور ایک قوم کے لوگوں کے دل پتھر کی مانند سخت ہو گئے۔ اس لئے خدا نے بھی انکے دلوں پر کفر اور شرک کی مُہر لگا دی اور زنگ آلود کر کے ان پر تاریکی ڈالدی۔ اور جب ان کا یہ حال، تو اسلام اور ایمان کے نور نے بھی انکے دلوں پر کوئی اثر نہ کیا۔ اور پھر خداوند تعالےٰ نے عذاب کے پنجہ میں بڑی سختی کے ساتھ گرفتار کر لیا اور ان کو جان گداز اور آتشین سرائے میں دھکیل دیا۔ جہاں ہر وقت انکے پوست پگھلتے رہتے ہیں اور پک کر گل جاتے ہیں، اور جب پہلا چمڑا اس طرح نیست نابود ہو چکتا ہے تو پھر نئے سرے سے انکو نیا چمڑا دیا جاتا ہے تاکہ پھر دوسرا عذاب بھی پہلی طرح ہی محسوس کریں۔ اور اسی طرح ہمیشہ کے واسطے دوزخ کی آگ میں عذاب پا رہے ہیں اور اسمیں پڑے جلتے اور گلتے ہیں، اور جو انکو طعام دیا جاتا ہے وہ گلوگیر ہوتا ہے اور دردناک عذاب ہے جو ہمیشہ کے واسطے انکو نصیب ہُوا ہے جب تک آسمان اور زمین موجود ہے تب تک اُسی عذاب میں ہی گرفتار رہینگے۔ نہ ہی یہ مرینگے اور نہ ہی اس عذاب سے انکا چھٹکارا ہو گا پس انکی ہلاکت اور انکے عذاب کے دنوں کی کوئی حد اور انتہا مقرر نہیں ہے اور انکی گذران ایسی تنگی میں ہی ہے اور کوئی ایسی خوشی نہیں ہے جو انکے پاس آنے پائے اور نہ ہی نوحہ اور نالہ انکو تسکین دے سکتا ہے ہمیشہ جان کندنی کی حالت میں گھٹ گھٹ کر پڑے بسر کرتے ہیں انکی جتنی امیدیں ہیں وہ سب منقطع ہیں۔ آوازیں بند ہیں۔ کلیجے منہ کو آرہے ہیں چیختے چیختے گلے بیٹھ گئے ہیں۔ اور زبانیں گُنگ ہو گئی ہیں۔ اور ہر وقت انکے نام یہ فرمان آلٰہی نازل ہو رہا ہے کہ تم کوئی بات نہ کرو، اور چپ چاپ دوزخ کی غار میں چلے جاؤ۔ پس اے غریب بھائیو! تم خداوند کریم کے ہاں پناہ مانگو۔ اور ان بدکار لوگوں کے سے کام نہ کرو۔ اور نہ ہی انکا راستہ اختیار کرو۔ اور نہ ہی انکی پیروی کرو اور پھر توبہ کرنے کے سوا ہی مر جاؤ۔ اور غفلت اور متکبر ہونے کی علت میں پکڑے جاؤ۔ اسواسطے یہی مناسب ہی کہ پلصراط سے گذرنے اور خلاصی پانے کے واسطے اپنی تیاری کرو۔ اور راستہ کا توشہ جمع کرو۔ اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو تم کو بھی وہی عذاب بھگتنا پڑیگا۔ جو ان ظالم اور بے ایمانوں اور بدکاروں کو بھگتنا پڑا ہے۔

توبہ کی شرطیں اور اُسکی کیفیت

توبہ کی شرطیں تین ہیں۔ پہلی شرط تو یہ ہی کہ خداوند تعالٰی کے حکم کے برخلاف جو فعل کئے گئے ہوں۔ ان سے پشیمان ہو جیسا کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ پشیمانی توبہ ہے اور اسکی علامت یہ ہے کہ آدمی کا دل نرم ہو جاتا ہے اور آنکھوں سے

آنسو جاری ہوتے ہیں اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کی ہمنشینی اختیار کرو جو توبہ کرنے والے ہیں کیونکہ وہ نرم دل ہوتے ہیں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ہر حالت اور ہر ایک ساعت میں گناہوں کو ترک کرے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ جو گناہ پہلے کر چکا ہے پھر انکی طرف رجوع نہ کرے اور انکا ثبوت ابی بکر واسطی کے قول میں موجود ہے جب آپ سے پوچھا گیا کہ خالص توبہ کی کیا علامت ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ اسکی علامت یہ ہے کہ جو آدمی توبہ کرنے والا ہو اسکے ظاہر اور باطن میں گناہ کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ اور جو آدمی خالص توبہ کرتا ہے اس کو یہ پرواہ نہیں ہوتی کہ رات اور دن کیونکر گذار رہے ہیں اور گناہ سے نادم ہونے سے دل میں یہ قصد پیدا ہوتا ہے کہ جو گناہ پہلے کر چکا ہوں انکی طرف پھر رجوع نہ کروں اور ندامت کا باعث سابقہ گناہوں کا علم ہوتا ہے۔ اور گناہ انسان اور معبود حقیقی کے درمیان اور دنیا کی خوشی اور آخرت کی سلامتی کے درمیان پردہ ہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ گناہوں کے سبب سے بندہ اپنے رزق سے محروم کیا جاتا ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے زنا فقیری اور محتاجی پیدا کرتا ہے۔ اور بعض عارف لوگوں نے کہا ہے کہ اگر تو اپنی زندگی میں تغیر دیکھے اور رزق میں تنگی اور پریشانی معلوم کرے تو جان لے کہ میں نے اپنے مالک کے کسی حکم کو ترک کر دیا ہے اور نفس امارہ کی پیروی کی ہے اور جب لوگ تجھ پر زبان درازی اور دست اندازی کریں اور تیری جان اور اہل اور تیرا مال اور تیرے بال بچے معرض ہلاکت میں پڑ جائیں تو اس سے یہ سمجھ لے کہ میں نے خداوند تعالے کے کسی منع کئے گئے کام کو کیا ہے اور کسی کے حقوق کو چھینا ہے اور اسکی مقررہ حدوں سے آگے قدم بڑھایا ہے۔ اور آداب طریقت کو جلا دیا ہے۔ اور جب غم اور اندوہ اور سختی کا تیرے دل پر اجتماع ہو جائے تو اس سے یہ جان لے کہ تو نے تقدیر الٰہی اور قضاؤ قدر پر اعتراض کیا ہے اور اس کے وعدہ کے خلاف ہوا ہے اور خدا کے کاموں میں لوگوں کو شریک کیا ہے۔ اور اس کے اوپر تو نے اعتبار نہیں کیا اور اسکی رضا پر راضی نہیں ہوا اور اسکی تدبیر کو جو تیرے اور مخلوق کے درمیان کی ہے نہیں مانتا۔ پس جب تائب ان باتوں کو دیکھے اور ان میں غور کرے تو اس سے اسکے دل میں ندامت اور شرمندگی پیدا ہوتی ہے۔ اور ندامت دل کا دردناک ہونا ہے۔ جب انسان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا مطلوب اور میری مرغوب چیز مجھ سے فوت ہو گئی ہے تو اس سے اس کے دل میں حسرت اور افسوس بڑھتا ہے۔ اور گریہ وزاری کرتا ہوا جاں گداز نالے نکالتا ہے جو دل کے درد سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ارادہ کرتا ہے کہ جن کاموں کے باعث مجھ پر مصیبت آئی ہے اور جو زہر قاتل اور درندے اور جلانے والی آگ اور کاٹنے والی تلوار سے بھی زیادہ ضرر دینے والے ہیں۔ پھر ان کاموں کو ہرگز نہ کروں اور یقیناً جس طرح مومن ایک ہی سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا اسی طرح دوسری مرتبہ ایسے گناہوں سے بھی بچتا ہے جو ایسے ضرر دینے والے اور ہلاک کرنے والے ہیں۔ غرض گناہوں میں تو کلی ہلاکت ہے اور عبادت اور طاعت میں کلی بقا ہے۔ اور ہمیشہ کی سلامتی ہے اور دنیا اور آخرت کی نیکبختی پس کیا ہی اچھا ہوتا اگر خداوند کریم گناہوں کو پیدا ہی نہ کرتا اور نہ ہوتے بہت سی نفسانی خواہشیں ایسی ہیں کہ انکی لذت تو صرف ایک لحظہ بھر رہتی ہے۔ مگر ان سے لمبے غم اور بری بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور لمبی عمریں کوتاہ ہو جاتی ہیں۔ اور ان نفسانی شہوتوں کی شامت کے باعث بہت لوگ آگ میں جل کر ہلاک ہوتے ہیں۔ قصد وہ ارادہ ہے جو ندامت کے سبب گناہوں کے ترک کرنے کے واسطے انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور پھر اسکے تدارک میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اس ارادہ کا تعلق زمانہ حال سے ہے اور ہر ایک حرام جس میں آدمی مبتلا اور آلودہ ہوتا ہے اس کے ترک کرنے کا باعث بھی یہی ہے اور اس ارادہ کا تعلق زمانہ مستقبل سے یہ ہے کہ انسان اپنے فرضوں کو ہمیشہ ادا کرتا ہے اور نیک باتوں کی طرف متوجہ رہتا ہے تاکہ گذشتہ زمانہ کی تقصیروں کا معاوضہ ہو جاوے اور خداوند اور اس کے رسول کا ہمیشہ فرمانبرداری کرتا ہے اور وہ مرتے

دم تک نافرمانی اور عذاب کے خطرہ سے بچا رہتا ہے اور گذشتہ زمانہ کی نسبت اس کے ارادہ کی صحت کی شرائط یہ ہیں کہ گذشتہ عمر کی طرف اپنا خیال دوڑائے اور یہ اندازہ کرے کہ سن بلوغ سے لیکر توبہ کرنیکے زمانہ تک کتنے سال اور مہینے گذرے ہیں، اور کتنے دن اور کتنی ساعتیں اور سانس گذرے ہیں، اور اس کے بعد اپنی عبادات کے تصور کا خیال کرے اور یہ خیال کرے کہ کون کون سے گناہ سرزد ہوئے ہیں۔ پس جو عبادت ترک ہوئی ہو اگر وہ نماز ہے تو دیکھے کہ کیا میں نے اس کو بالکل پڑھا ہی نہیں اور اگر پڑھا ہے تو اس کے ارکان اور شرائط کو پورا کیا ہے یا نہیں مثلاً وضو کے بغیر پڑھی ہے یا ناقص اور خلل والے وضو سے پڑھی ہے یا وضو کی شرطوں میں سے کوئی شرط رہ گئی ہے جیسے نیت ہے یا کوئی واجب ترک ہو گیا ہے جیسے کلی کرنی ناک میں پانی ڈالنا۔ منہ دھونا یا وضو کے اعضاء میں سے کسی کا نہ دھونا یا ناپاک کپڑا یا ریشمی کپڑا پہنکر نماز پڑھنی یا ایسے کپڑے اور زمین پر نماز پڑھنی جو غصب کیا گیا ہو یا کی گئی ہو۔ پس جو نمازیں اس حالت میں پڑھی ہوں یا ترک کی ہوں ان سب کو پھر قضاء کرے بلوغ سے لیکر توبہ تک کے وقت تک۔ پس نماز فرضوں کا قضاء کرنا شروع کرے اور پڑھتا رہے یہانتک کہ نماز حاضر کا وقت تنگ ہونے لگے۔ پس نماز حاضر کو ادا کرے۔ اور اسی طرح فوت شدہ نمازیں ادا کرتا رہے یہاں تک کہ آخری نماز پڑھ لے۔ پس اگر جماعت ہونے لگے تو اس کو جماعت کے ساتھ ہی پڑھ لے اور نیت قضاء کی کرے پھر حسب عادت نماز پڑھتا رہے۔ یہاں تک کہ اُس نماز کا وقت تنگ ہونے لگے جو امام کے ساتھ پڑھی ہے تو اس کو اب اکیلا پڑھے قضاء کی ترتیب میں خلل نہ آئے۔ اور اگر امام کے پیچھے موجودہ وقت کی نیت کرکے جماعت میں پڑھی ہے تو پھر اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ وہ دوسری دفعہ اس وقت کی نماز علیحدہ پڑھے۔ مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ اور اگر ایسے لوگوں میں ہے۔ جن کے دین میں خلط ملط اور فساد واقع ہوا ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے بھی انکے حال سے خبر دی ہے اور فرمایا ہے کہ دوسرے وہ لوگ ہیں کہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں۔ اور انہوں نے نیک عملوں میں برے عملوں کو ملا دیا ہے نزدیک ہے کہ اللہ جلشانہ انکی توبہ کو قبول کرے۔ ان لوگوں پر اگر ایمان غالب ہوتا ہے تو اسصورت میں تو وہ نیک عمل کرتے ہیں روزے رکھتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ نجاست اور حرام سے جو شرع میں منع ہیں پرہیز کرتے ہیں اور اپنے دین میں بھی کامل احتیاط کرتے ہیں۔ اور کبھی بدبختی اُس پر غالب آجاتی ہے اور شیطان اس کو پھسلاتا ہے تو وہ اپنی نمازیں نقصان کرنے لگتا ہے اور شرائط اور ارکان اور واجبات کے بجالانے میں سُست اور کاہل ہو جاتا ہے بعض کو تو ان میں سے ادا کرتا ہے اور بعض کو چھوڑ دیتا ہے اور یا ایسا کرتا ہے۔ کہ ایک دن تو نماز کو پڑھ لیتا اور کئی کئی دن چھوڑ دیتا ہے اور یا ایسا کرتا ہے کہ رات اور دن میں ایک دو نمازیں پڑھ لیتا ہے اور باقی سب چھوڑ دیتا ہے پس اس کو اس باب میں غور اور فکر کرنا چاہیئے۔ اگر اس کو یقین ہو کہ جو نمازیں میں نے ادا کی ہیں وہ شرعی احکام کے مطابق جائز طور پر ادا کی ہیں۔ تو اسصورت میں انکی قضا کرنی ضروری نہیں۔ اور باقی کے واسطے قضا جائز ہے اور اگر کوئی اولویت کو پسند کرے اور اپنے نفس پر شفقت اور مہربانی کرنا چاہتا ہے۔ تو اُس پر یہ سختی اور دشواری کرے کہ سب نمازوں کی قضا سلسلہ وار پڑھے اور یہی احتیاط کرنی سابقہ گناہوں اور تقصیروں کا کفارہ ہے اور انکی اصلاح ہے اور جو ایسا کریگا اس کو قیامت کے روز بڑے درجے ملیں گے اور بہشت میں داخل کیا جائیگا مگر بہشت میں اسی صورت سے دخول ہو گا۔ کہ توبہ اور اسلام اور سنت پر مریگا۔ اور اگر کوئی شخص فرضوں کی قضا سے فارغ ہو جاوے اور اللہ اس کی عمر دراز کرے اور اس کو ایک مدت تک مہلت دے اور اس کو اپنی خدمت کی توفیق دے اور اس کو اپنی عبادت کے واسطے پسند کرے اور اُس کو اس پر قائم کرے اور اسکو اپنے محبوں کی جماعت میں شامل کرے اور اس کو گمراہی سے بچائے اور اس کو شیطان کی موافقت اور پیروی سے بچائے اور نفسانی

خواہشوں اور اسکی لذت سے بچے۔ اور وہ شخص دنیا کو پس پشت ڈالے اور عاقبت کا دھیان لگاوے۔ تو وہ ان موکدہ سنتوں کو قضا کرے۔ ان سب باتوں کا لحاظ رکھ کر جو فرضوں کیواسطے بیان ہوئی ہیں۔ اور اس کے بعد پھر تہجد اور رات کی نماز پڑھنی شروع کرے اور وہ وظیفے پڑھے۔ جن کا بیان ہم انشاء اللہ کتاب کے آخر میں کرینگے۔ اور اگر سفر یا مرض میں روزے ترک ہو گئے ہوں یا رات کے وقت سہواً یا دیدہ و دانستہ نیت نہ کی ہو تو ان سب روزوں کی قضاء کرے اور اگر کوئی شبہ ہو تو اچھی طرح فکر کرے اور جن کی ترک کا گمان غالب ہو ان کو تو قضاء کرے اور باقی چھوڑ دے اور اگر احتیاط منظور ہو تو سب کو قضاء کرے اور اس کے لئے بہتر ہے اور سن بلوغ سے لیکر توبہ کے وقت اگر دس سال مدت ہو تو قضائے کے روزے دس مہینے رکھے۔ اور اگر یہ مدت بارہ سال ہو۔ تو اس صورت میں ایک سال روزے قضاء کرے یعنے ہر ایک سال کے واسطے ایک مہینہ اور وہ رمضان کا مہینہ ہے اور زکوٰۃ کے باب میں اسطرح کرے کہ اپنے تمام مال کا اسوقت سے حساب کرے جب سے اس کا مالک ہوا ہے اور ان برسوں کا حساب کرے بالغ اور عاقل ہونیکے زمانہ سے شمار نہ کرے کیونکہ لڑکے اور دیوانہ پر بھی زکوٰۃ ہمارے نزدیک واجب ہے۔ پس چاہیئے حساب کرکے زکوٰۃ الگ کرلے اور حقداروں یعنے فقیروں اور غریبوں وغیرہ پر بانٹ دے اگر بعض برسوں کی زکوٰۃ تو ادا کی ہے اور بعض کی نہیں کی انمیں سستی کردی ہے تو اس صورت میں ان سالوں کی ہی نکالے جن میں زکوٰۃ نہیں دی۔ اور زکوٰۃ کی قضاء بھی اسی طرح سلسلہ وار کرے جیسا کہ نماز اور روزہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اور اگر کسی پر شرائط کے موافق حج کا ادا کرنا واجب تھا اور اس نے اس کو ادا نہیں کیا اس میں تقصیر اور سستی کی ہے یا فقیر اور محتاج ہو گیا تھا۔ اور پھر مالدار ہو گیا ہے اور حج کرنے پر اس کو قدرت ہوئی ہے۔ اور ان دونوں صورتوں میں اس کو حج کے واسطے نکلنا واجب ہے اور حج کا ارادہ بھی کرے اور اگر اس کے پاس اس قدر مال نہیں ہے کہ وہ حج کے اخراجات کے واسطے کافی ہو۔ مگر اسمیں بدنی طاقت ہے تو وہ اس کو مفلسی کی حالت میں بھی حج کے واسطے نکلنا واجب ہے۔ اور اگر وہ بغیر مال کے حج کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تو پھر کسب حلال اختیار کرے اور جب توشہ اور سواری کے واسطے کافی کما لے۔ تو اس وقت حج کے واسطے چلا جاوے اور اگر اس کو کسب کرنے پر قدرت نہیں ہے تو مسلمانوں سے سوال کرے اور اگر وہ زکوٰۃ اور صدقہ کے مال سے اس کو دیں اور اس سے حج پر مقدور پائے تو حج کو جائے۔ اور ہمارے نزدیک صدقہ اور زکوٰۃ کا مال حج کرنے والے کو دینا جائز ہے۔ کیونکہ یہ بھی آٹھ مصرفوں میں سے ایک ہے۔ خداوند تعالیٰ کا قول ہے کہ خدا کے راستے میں صدقے ہیں۔ اگر کوئی حج کرنے کے بغیر مر گیا تو وہ عاصی گنہگار مرا۔ کیونکہ اس نے حج ادا کرنے میں کوتاہی کی ہے۔ اور ہمارے نزدیک یہ ہو کہ اگر کسی کو توشہ اور راستہ کا خرچ میسر آجائے تو اس پر فوراً حج کرنا واجب ہو جاتا ہے حضرت رسول مقبول صلعم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی توشہ اور سواری پر قدرت رکھتا ہو۔ اور باوجود اسکے حج نہ کرے اور اسی حالت میں مر جائے تو اس کا مرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی یہودی یا نصرانی کا مرنا یا کسی اور ایسے ہی دوسرے آدمی کے برابر ہے جو اسلام کے سوا کسی دوسرے دین میں ہو۔ اور ایک اور روایت میں آیا ہے کہ اگر حج کرنے کے سوا مر جائے تو چاہے وہ یہودی دین میں مرے اور چاہے نصرانی دین میں برابر ہے۔ اور جو یہ ارشاد کیا گیا ہے یہ اسواسطے ہے کہ انسان حج کے حکم کو بجا لائے اور حج کے ضائع ہو جانے سے خوف کرے اور اگر کوئی آدمی تائب ہو اور اس پر کفارے اور نذریں واجب الادا ہوں تو وہ انکے ادا کرنے کی کوشش کرے جیسا ہمنے بیان کیا۔ اب اپنے گناہوں کی طرف خیال کرے اور فکر کرے کہ بالغ ہونے سے اس وقت تک میں نے اپنے کانوں اور زبان اور آنکھوں اور ہاتھوں اور پاؤں اور بدن کے

دوسرے اعضاؤں سے کون کون سا گناہ کیا ہے اور جس قدر معلوم ہوں انکی مفصل فہرست اپنے نفس کے سامنے کھولے یہاں تک کہ اپنے سب صغیرے اور کبیرے گناہوں سے بخوبی واقف ہو جائے اور جو لوگ ان گناہوں کے کرنے میں اس کے ساتھ شریک رہے ہوں۔ ان کو بھی یاد کرے اور جس مقام پر بیٹھ کر گناہ کیا ہو اس مقام کو بھی یاد کرے اور جن گھروں میں دوسرے لوگوں کی نظروں سے چھپکر کوئی گناہ کیا ہو ان گھروں کو بھی یاد میں لائے۔ اور اس کا یہ خیال تھا کہ میں لوگوں کی نظروں سے چھپ کر کوئی گناہ کرتا ہوں۔ اور وہ غافل تھا کہ ایک ایسے شخص کی آنکھیں دیکھ رہی ہیں جو کبھی نہیں سوتا۔ اور ان فرشتوں کی آنکھیں ذرہ بھی نہیں سوتیں جو آدمی کی نیکی اور بدی کا حال ہمیشہ دیکھتی رہتی ہیں اور سب کچھ دیکھ کر اسکے اعمال نامہ میں لکھتے رہتے ہیں۔ ان فرشتوں سے کوئی بات اور کوئی عمل پوشیدہ نہیں ہوتا۔ اور کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کے ساتھ ایک نگہبان نہ مقرر ہو ہر ایک کے ساتھ ایک نگہبان مقرر کیا گیا ہے اور آدمی اس سے غافل ہوتا ہے کہ خدا کے حکم کے موافق میرے اوپر دو نگہبان مقرر ہیں جو سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک تو آگے لگا ہوا ہے اور ایک پیچھے ہے۔ اور یہ دونوں خداوند تعالےٰ کے فرمان کے موافق اس آدمی کی سانسیں بھی شمار کرتے رہتے ہیں۔ اور آدمی اس سے غافل ہے کہ اللہ جل شانہ تو ظاہری اور باطنی سب بھیدوں کو جانتا ہے۔ پس انسان کو لازم ہے کہ وہ اپنے گناہوں کو دھیان میں لائے اور انکے حالات اچھی طرح دیکھے کہ میں نے جو گناہ کیئے ہیں وہ خدا سے ہی علاقہ رکھتے ہیں یا خداوند تعالےٰ اور بندوں دونوں سے متعلق ہیں اگر وہ گناہ بندوں سے متعلق نہیں۔ اللہ تعالےٰ سے ہی علاقہ رکھتے ہیں جیسے زنا کرنا ہے اور شراب کا پینا۔ اور راگ سننا اور نامحرم آدمی کی طرف نگاہ کرنی ہے اور نجاست کی حالت میں مسجد میں جانا بے وضو قرآن مجید کو چھونا بدعت کا معتقد ہونا تو اسصورت میں وہ ندامت اور افسوس کرے اور خدا کی درگاہ میں عذر خواہی کے واسطے حاضر ہو اور توبہ کرے۔ اور اپنے گناہوں اور انکی مدت کا شمار کرے اور انکے عوض میں نیکی کرے اور ہر ایک گناہ کا بدلہ نیکی سے اسکی حیثیت کے موافق کرے کیونکہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ "نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں"۔ اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ تو جس جگہ ہو وہیں خدا سے خوف کر اور ہر ایک بدی کے بعد نیکی کر جو اس بدی کو دور کر دے پس اس سے ظاہر ہے کہ ہر ایک بدی کا کفارہ وہ نیکی ہے جو اسکی جنس سے ہو یعنے مشابہت میں اسکی نزدیکی اسی گناہ سے ہو نہ کسی دوسرے گناہ سے پس شراب پینے کا کفارہ یہ ہے کہ اسکے عوض میں ایسا شربت پلائے جو حلال اور خوشگوار اور پاک اور طیب ہو۔ اور اگر سرود سنے تو اس کا کفارہ قرآن اور حدیث کا سننا ہے اور جو صالح لوگ گذرے ہیں۔ انکی حکایتیں سُننی۔ اور اگر ناپاکی کی حالت میں مسجد میں بیٹھا ہے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ مسجد میں اعتکاف کرے اور وہاں خداوند تعالےٰ کی عبادت میں مصروف ہو اور اگر بے وضو قرآن شریف کو چھوا ہے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ کلام مجید کی حد سے زیادہ بزرگی اور تعظیم کرے اور کثرت کے ساتھ پڑھے اور ہمیشہ طہارت کے ساتھ کلام اللہ کی حرمت کرے اور اس پر عمل کرے اور قرآن کو اپنے ہاتھ سے لکھ کر مسلمانوں کے پڑھنے کے واسطے اس کو وقف کر دے۔ اور اگر کسی نے خداوند تعالےٰ کے بندوں پر ظلم کیا ہے تو اس سے بھی وہ اللہ کی نافرمانی کرنے کا گنہگار ہوا ہے۔ کیونکہ خدا نے ظلم کرنے سے اپنے بندوں کو ایسا ہی منع کیا ہے جیسا کہ زنا کرنے اور شراب پینے اور سود کھانے سے منع فرمایا ہے پس جو ظلم تو ایسے ہوں کہ اُن کا علاقہ خداوند تعالےٰ سے ہے۔ ان کا کفارہ تو یہ ہے کہ انسان نادم ہو اور حسرت کھائے اور خدا کی درگاہ میں توبہ کرے اور آیندہ کے واسطے ان گناہوں سے بچے رہنے کا پختہ ارادہ کرے۔ اور اس کے عوض نیک کام کرنے اختیار کرے تاکہ کفارہ پورا ہو جائے۔ اور اگر کوئی لوگوں کو ایذا پہنچائے تو اس کا کفارہ ان لوگوں کے ساتھ احسان کرنا ہے۔ اور ان کے حق میں نیک دُعا کرنی۔ اور اگر کسی کو زبان سے

ایذادی ہو یا مارنے سے اس کو رنج پہنچایا ہو اور وہ آدمی فوت ہو چکا ہے تو اسصورت میں اس کے حق میں رحمت کی دعا کرے اور اس کے فرزند اور وارث باقی ہوں۔ تو ان سے بھی احسان اور نیک سلوک کرے اور اگر کسی نے دوسرے کو اس کا مال چھین لینے سے ایذادی ہے۔ اسصورت میں اللہ کے حقوق میں مداخلت ہوتی ہے اس کا کفارہ صدقہ ہے اور صدقہ اس مال سے دے جو وجہ حلال سے رکھتا ہو۔ اور اگر غیبت کرنے یا چغلی کھانے یا عیب لگانے سے کسی کی آبروریزی کی ہے۔ اور ان کا کفارہ یہ ہے کہ جن لوگوں سے ایسا سلوک کیا ہے انکی تعریف کرے مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ وہ لوگ اہل اسلام ہوں اور فرقہ سنت اور جماعت سے جو ستائش اور تعریف کے لائق باتیں ہوں جن کو وہ جانتا ہے ان سے نزدیکیوں اور مجلسوں اور مجمعوں میں ان لوگوں کی تعریف کرے۔ اور کسی کا قتل کرنا خداوند تعالے کے حقوق سے ہے اس کا کفارہ غلام کا آزاد کرنا ہے کیونکہ غلام کا آزاد کرنا گویا اس کا زندہ کرنا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جس طرح مردہ پھر زندہ نہیں ہو سکتا اسی طرح مملوک کو بھی اپنے نفس پر قدرت حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے اللہ ایک غلام کی مثال بیان کرتا ہے جو کسی چیز پر قادر نہیں اسکی سب چیزیں اس کے مولا کے قبضہ اور قدرت میں ہوتی ہیں اور مملوک کا تصرف اور اس کا ہلنا چلنا اور اس کا آرام سب کچھ اس کے مالک کے اختیار میں ہے پس اسصورت میں اگر کوئی بندہ آزاد کرتا ہے تو گویا اس کو پیدا کرتا اور زندہ ہی کرتا ہے پس گویا قاتل ایسے بندہ کو معدوم کرتا ہے جو خداوند تعالے کی عبادت کرتا ہے۔ اور اس سے اس نے اللہ جلشانہ کی عبادت میں خلل ڈالا اور خداوند کا گناہ کیا اور جب اللہ کا گناہ کیا تو خدا اس کو حکم کرتا ہے کہ جو بندہ میری عبادت کرنے میں کم ہو گیا ہے۔ اس کو اسکا قائمقام بنا دیا جائے تا کہ وہ میری عبادت کرے اور یہ بات اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ ایسے بندہ کو آزاد کرے جو اس فوت شدہ آدمی کے مقابل ہو اور خدا کی عبادت کرے اور یہ کفارہ جو بیان ہوا ہے یہ اللہ تعالے کے حقوق کا کفارہ اور بندوں کے حق میں جو مظالم کئے جاتے ہیں اور ان باتوں میں شامل ہیں قتل انسان۔ لوگوں کے مال اور انکی آبرو میں بیجا تصرف کرنا۔ لوگوں کی ذات پر ظلم کرنے سے ان کے دل کو دکھانا چاہے اتفاقیہ ہو اور چاہے دانستہ اور اگر کوئی شخص قتل انسان کا سزاوار ہو تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ قاتل کے رشتہ دار یا اس کا ولی مقتول کے مستحق کو مقتول کا خون بہا دیں اور یا سلطانی بیت المال سے خونبہا ادا کیا جائے اور جب تک مقتول کا خونبہا ادا نہ ہوگا تب تک قاتل مقتول کے خون کے ذمہ سے باہر نہیں آ سکتا اور خونبہا عاقلہ کی طرف سے ادا ہو اور یا بادشاہ وقت کے خزانہ سے ادا کیا جائے۔ اور اگر قاتل کے رشتہ داروں میں کوئی آدمی خونبہا ادا کرنے والا نہیں ہے اور سلطانی بیت المال بھی خالی پڑا ہے تو اسصورت میں قاتل سے خونبہا ساقط ہو جاتا ہے اور اگر مقتول کے رشتہ داروں میں کوئی موجود نہیں ہے اور قاتل خونبہا ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو اسصورت میں اس کو ایک بندہ آزاد کرنا پڑیگا۔ اس کے سوا اس کو کوئی اور چارہ نہیں ہے اور اگر نفلی طور پر دیت ادا کرے تو یہ بہتر ہے کیونکہ ہمارے نزدیک قاتل پر دیت واجب نہیں ہے۔ مگر عاقلہ پر واجب ہے اسلئے قاتل ذمہ وار نہیں ہو کہ وہ دیت کو ادا کرے۔ اور صحیح قول بھی یہی ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ اگر قاتل کے پاس مال ہو تو اس صورت میں اس پر دیت واجب ہوتی ہے۔ مگر قاتل عاقلہ نہ ہو۔ اور یہ امام شافعیؒ کا مذہب ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ کے نزدیک دیت کا ادا کرنا پہلے قاتل پر ہی واجب ہوتا ہے اور اس کے رشتہ دار احسان اور تاوان کے طور پر دیت میں شریک ہوتے ہیں اور یہ بھی اسواسطے ہے کہ آپس میں بطور امداد یہ رسم جاری ہے اور اس حالت میں عاقلہ ذمہ دار نہیں رہتی اور قاتل پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ خونبہا ادا کرے مگر یہ وجوب ایسی حالت میں ہے کہ وہ گناہ کے

بوجھ سے سبکدوش ہونے کے واسطے توبہ کرنی چاہتا ہے اور پرہیزگار ہونے اور آدمیوں کے حقوق سے خلاصی پانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور اگر کسی آدمی کو جان بوجھ کر قتل کیا ہے تو اسصورت میں قاتل کی خلاصی قصاص سے ہی ہوتی ہے اسکے سوا نہیں ہوتی۔ اگر قتل انسان ہے تو اسکی باز پرس قاتل کے وارثوں سے کی جاتی ہے۔ اور اگر اسکے سوا کوئی اور ایذا پہنچائی ہے تو اسصورت میں ایذا پہنچانے والے سے ہی جوابدہی ہوتی ہے۔ اور اگر مظلوم آدمی وارث قاتل کی تقصیر کو معاف کر دیں اور قصاص لینے سے دست بردار ہو جائیں۔ تو اس صورت میں اس سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اگر وارث مال لیکر معافی دینی چاہیں تو قصاص کے عوض میں مال کا خرچ کرنا جائز بیان کیا گیا ہے مال کو خرچ کریں۔ اور تائب کو لازم ہے کہ آیندہ کے واسطے ایسے گناہوں سے باز رہے۔ اور اگر کوئی آدمی کسی کو مار ڈالے اور اس کو یہ معلوم نہ ہوا ہو کہ فلاں آدمی میرے مارنے سے مر گیا ہے۔ اور بعد میں معلوم ہو تو وہ قاتل کے ولی کے پاس جا کر اقرار کرے۔ اور اپنی جان کو اسکی قدرت کے قبضہ میں سونپ دے۔ اور پھر مقتول کے ولی کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو اس کو معاف کر دے اور اگر چاہے تو قصاص میں اسکی گردن مار دے اور چاہے تو خونبہا کے عوض میں مال لیکر اس کو معاف کر دے اور قاتل قتل کے جرم کو پوشیدہ نہ کرے کیونکہ یہ گناہ ایسا ہے کہ صرف توبہ ہی سے ساقط نہیں ہوتا۔ اور اگر قاتل نے ایک جماعت کو قتل کیا ہو اور ان کو متعدد جگہوں اور مختلف وقتوں میں مارا ہے۔ اور مقتولوں کی تعداد اس کو یاد نہیں رہی اور نہ ہی انکے وارثوں کو جانتا ہے تو اسصورت میں کفارہ یہ ہے کہ سچے دل سے توبہ کرے اور نیک عمل کرنے شروع کرے۔ اور اللہ جلشانہ کی حدوں کو نگاہ رکھے اپنے نفس کو ان کو نہ گذرنے دے اور نفس کشی کرے یعنے اپنے نفس کو عذاب دے۔ اگر کوئی شخص اس پر ظلم کرے اور ایذا پہنچائے تو اس کو معاف کر دے اور غلام آزاد کرے اور اپنے مال سے صدقہ دے اور دن رات بہت کثرت سے نفلیں پڑھے تاکہ جتنے زیادہ نیک عمل کرے ان کا اجر قیامت کے روز مقتولوں کے جرم کے برابر ہو جائے اگر ایسا کریگا تو خدا تعالےٰ اس کو اپنی رحمت سے بخش دیگا اور اس کو بہشت میں بھی جگہ عطا فرما دیگا۔ کیونکہ اس کی ذات بابرکات نے سب چیزوں کو احاطہ کیا ہوا ہے اور سب مہربانوں سے وہ بہت زیادہ مہربان ہے اور جب قاتل مقتولوں کو نہ پہچانتا ہو اور نہ ہی ان کے وارثوں کو جانتا ہو تو پھر اس ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کہ میں نے لوگوں کو قتل کیا ہے اور انکو زخم لگائے ہیں اور رہزنی کی ہے کیونکہ جب انکے حقداروں کو جانتا نہیں ہے کہ کفارہ ادا کرے یا وہ اس کو معاف کر دیں تو پھر ذکر کرنے سے کیا فائدہ ہے اسصورت میں ویسا ہی عمل کرے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور اگر کوئی آدمی زنا کرے یا شراب پئے یا چوری کرے اور چورائے ہوئے مال کے مالک کو نہیں جانتا یا ڈاکہ زنی کرے اور اس طرح جس کو لوٹا ہے اس کو بھی نہیں پہچانتا یا عورت کا مقام مخصوص چھوڑ کر پچھلے راستے سے اسکے ساتھ جماع کرے۔ جس پر خداوند کریم کی حد اور تعزیر وارد ہوتی ہے اور پھر ان گناہوں سے توبہ کرے تو اپنی توبہ کی صحت کے واسطے یہ لازم نہیں ہے کہ ان باتوں کو لوگوں میں جتلا کر اپنی رسوائی کرے اور پردہ دری کے باعث حاکم یا بادشاہ کی عدالت سے اپنے اوپر حد جاری کرائے بلکہ ایسا کرے کہ ان ساری باتوں کو خداوند تعالےٰ کے پردہ میں داخل کر کے چھپائے۔ اور اس حقیقی حاکم کی بارگاہ میں توبہ کرے اس گناہ سے جس کو یہ خود یا اللہ جانتا ہے اور ہر قسم کا مجاہدہ کرے یعنے بہت عبادت کرے مثلاً دن کو روزہ رکھے اور مباحات سے تھوڑا فائدہ اٹھائے۔ اور لذیذ اشیاء کا کم استعمال کرے۔ اور رات کا قیام کرے۔ اور کثرت سے قرآن پڑھے اور تسبیح و تہلیل بہت کرے اور اچھا پرہیزگار بنے وغیرہ وغیرہ۔ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایسی بیحیائی کے کام کرے تو اسکو لازم ہے کہ ان کو اللہ جلشانہ کے پردہ سے چھپائے اور اپنے گناہوں کو ہمارے پاس نہ ظاہر کرے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص

ایسی باتوں کو ہمارے پاس بیان کرتا ہے تو ہمکو لازم ہے کہ اُس پر اللہ کی حدیں لگائیں یعنے سزا دیں پس اگر کوئی ہمارے حکم کے خلاف کرے۔ اور حاکم کے پاس اقبال کرے تو حاکم کو لازم ہے کہ اس پر حد لگاوے۔ تو اسصورت میں اُس کو توبہ درست ہوجاتی ہے۔ اور خداوند تعالےٰ کے ہاں بھی قبول پڑتی ہے اور مجرم اپنے گناہ کے ذمہ سے باہر آجاتا ہے اور اسکی آلائش سے بھی پاک ہوجاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص یہ جرم کرے یعنے زبردستی کسی کا مال چھین لینا۔ چوری کرنی۔ ملا کر بار نا۔ امانت یا رعاریت میں دی گئی چیز میں خیانت کرنی۔ کسی معاملہ میں مکر اور فریب کرنا مثلاً بیع و شرا میں کسی عیب دار چیز کا عیب پوشیدہ کردینا مزدور کی مزدوری کم دینی۔ مزدور کی مزدوری بالکل نہ دینی تو ان تمام صورتوں میں اس میں فکر کرے۔ کہ میں نے ایسا کس زمانہ میں اور کس قدر کیا ہے اور اس کی ابتدا بلوغ سے نہیں بلکہ خطا کے سرزد ہونے کے زمانہ سے خواہ وہ اُس کے بالغ اور عاقل اور تمیز کے زمانہ میں ہوا ہو یا اُسے پہلے جبکہ وہ اپنے ولی یا وصی کی گود میں تھا۔ اور اس کا مال اپنے ولی کے مال میں خلط ملط ہوگیا ہے۔ اور ولی نے سُستی سے اُسکے مال کو جُدا نہیں کیا یا اپنا مال اس سے الگ نہیں کیا۔ پس ان دونوں صورتوں میں بلوغ کے بعد جب توبہ کرے تو حقدار کا مال اپنے مال سے نکالکر اسکے حوالہ کردے۔ اور شبہ اور حرام کے مال سے اپنے مال کو پاک اور صاف کرے۔ اور خیانت کرنے کے وقت سے توبہ کے دن تک ہر ایک تقصیر اور گناہ کا کفارہ بڑی احتیاط سے ادا کرے اور موت سے پہلے پہل اس کام کو کرے۔ ایسا نہ ہو کہ غفلت اور سُستی میں رہے اور اچانک اُس کی موت آجائے اور توبہ اور حساب کرنے کے بغیر ہی مرجائے اور پھر کچھ ثواب حاصل نہ کرسکے اور اس کا اعمال نامہ پاک نہ ہو۔ گناہوں سے آلودہ رہے اور جب قیامت کے روز خداوند تعالےٰ کے سامنے پیش ہو اور اُس سے پوچھا جائے تو اس وقت وہ اپنی غفلت اور تقصیر کا کوئی جواب نہ دے سکے جو قابل پذیرائی ہو۔ اور ندامت اور پشیمانی کے سوا اس کو کچھ حاصل نہ ہو اس وقت وہ چاہیگا کہ میں خداوند تعالےٰ کو راضی کروں۔ مگر اس کو مہلت بھی نہیں دی جائیگی۔ شفاعت چاہیگا۔ مگر کوئی اس کی شفاعت کرنی بھی قبول نہیں کریگا۔ اور اسکو جواب دیا جائیگا۔ کہ زندگی بھر میں تو نے تقصیر کی ہے۔ مغرور کیا ہے بیداری اور ہوشیاری ہر حالت میں نفسانی آرزوؤں کے درپے اور ان میں حریص رہا ہے۔ امارہ نفس کی لذتوں اور شیطانی خواہشوں کی پیروی کی ہے۔ اور اپنے پروردگار کی اطاعت اور فرمانبرداری سے روگردانی۔ اطاعت میں تو کاہل رہا ہے اور اس کے فرمان کے خلاف کرنے میں چستی اور چالاکی رکھی ہے۔ پس ایسے عملوں کے ہوتے ہوئے تیری عذر خواہی کیونکر قبول ہوسکتی ہے اور اسی سبب سے ہی قیامت کے روز اس کا حساب لمبا ہوجائیگا۔ اور ہلاکت کے خوف سے اسکی زاری اور گریہ بڑھ جائیگا۔ اور ناامیدی کے باعث اسکی پیٹھ ٹوٹ جائیگی۔ اور سخت شرمندگی اور خجالت میں سرنگون رہیگا اسکی سب دلیلیں منقطع ہوجائینگی۔ اور جس قدر اسکی نیکیاں ہونگی وہ چھین لینگے۔ اور بدی کو دو چند کیا جائیگا۔ اور جب اس کا سود فاسد ہوجائیگا۔ اور بالکل تہی دستی ہی رہجائیگی۔ تو اس وقت غضب الٰہی بھی اُس پر آ ٹوٹیگا۔ ہر ایک معاملہ میں سخت گیری ہوگی۔ اور دوزخ کے فرشتے بھی آموجود ہونگے۔ اور اس کو پکڑ کر دوزخ میں لے جانے کے واسطے آگے دھرلیں گے۔ اور پروردگار نے جو عذاب اسکے واسطے مقرر کیا ہے اسکی طرف اس کو دھکیل کر لیجائینگے۔ اور اس وقت اپنے نفس کو ہلاکت کے سپرد کردیگا۔ اور دوزخ کے عذاب میں قارون اور فرعون اور ہامان کے ہم پلہ ہوگا۔ اور اسکی یہاں تک نوبت پہنچنے کی وجہ یہ ہے کہ بندے جو ظلم کرتے ہیں وہ معاف نہیں ہوتے اور نہ ہی ان سے درگذر کی جاتی ہے۔ کیونکہ ایک حدیث میں رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب بندہ کو خداوند تعالیٰ کے روبرو حاضر کرینگے اور اسکی نیکیاں پہاڑ کے برابر ہونگی۔ اگر وہ نیکیاں اُس کے لئے سلامت رہیں تو وہ بہشتوں میں سے ہو۔ پس وہ لوگ آموجود ہونگے۔ جن پر

اُس نے ظلم کئے ہونگے یعنے اُس نے کسی کو گالی دی ہوگی۔ اور کسی کا مال چھینا ہوگا۔ اور کسی کو مارا ہوگا۔ تو جس قدر اُس کی نیکیاں ہونگی۔ وہ سب ایسے گناہوں کے عوض میں دی جائینگی اور اس کے پاس ایک نیکی بھی باقی نہ رہیگی۔ اس وقت خداوند تعالےٰ کی بارگاہ میں فرشتے عرض کرینگے۔ کہ خداوندا اس کے پاس تو اب کوئی نیکی باقی نہیں رہی۔ اور ابھی تک اور بہت سے طالبانِ حقوق باقی رہتے ہیں۔ اللہ جلشانہٗ فرمائیگا۔ کہ جتنے داد خواہ باقی ہیں۔ انکی بدیاں لیکر اس شخص کی بدیوں میں بڑھادو اور اس کو دوزخ میں دے مارو۔ پس دوسرے لوگوں کے گناہ کے بدلے وہ ہلاک ہوگا۔ اور اسی طرح مظلوم ظالم کی نیکی سے قیامت کے دن فائدہ اُٹھائیگا۔ کیونکہ ظالم کی نیکیاں تاوان کے طور پر مظلوم کے حق میں منتقل ہوجائینگی۔ حضرت عائشہؓ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ اعمالناموں کے تین دفتر ہیں ایک دفتر تو ایسا ہے کہ اس کو خداوند تعالےٰ بخشدیگا۔ اور دوسرا دفتر ایسا ہے کہ اس کو نہیں بخشیگا۔ اور تیسرا دفتر وہ ہے کہ اس کی کوئی چیز بھی نہیں چھوڑیگا پس پہلا دفتر جس کو خدا تعالےٰ بخشدیگا وہ ہے جس میں بندہ کے وہ مظالم درج ہوتے ہیں جو وہ اپنی جان پر کرتا ہے اور وہ اسکے اور خدا تعالےٰ کے درمیان ہی ہوتا ہے اور دوسرا دفتر جو نہیں بخشیگا وہ مشرک لوگوں کا ہے۔ جو لوگ غیروں کو خدا کا شریک بناتے ہیں انکی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس نے اللہ کے ساتھ دوسرے کو شریک کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس پر بہشت حرام کردیا ہے اور دوزخ میں اسکی جگہ بنائی ہے اور تیسرا دفتر جس کی کوئی چیز بھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ بندوں کے ظلم ہیں جو ایک دوسرے پر کرتے ہیں۔ ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ تم کو معلوم ہے کہ میری اُمت کے لوگوں میں سے قیامت کے دن کون مفلس ہوگا۔ اصحابوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ہم تو اس کو مفلس کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نقدی نہو اور نہ ہی اس کے پاس کچھ اسباب ہو۔ رسول صلعم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے روز میری امت میں سے وہ آدمی مفلس ہوگا جو نماز اور روزہ کے ساتھ حاضر ہو اور باوجود اس کے اسنے کسی کو زنا کرانے یا کرنے کی گالی دی ہو اور یا کسی کا مال کھا گیا ہوگا۔ اور یا کسی کا خون کیا ہوگا۔ اور کسی کو مارا ہوگا۔ اس آدمی کی نیکیاں اس سے لیکر دوسرے آدمی کو دیئے جائینگی جو مظلوم ہوگا۔ اور جب اس طرح اسکی ساری نیکیاں تقسیم ہوجائینگی تو جس قدر مطالبہ باقی ہوگا اسکے عوض مظلوموں کی بدیاں اس پر اور بڑھا دینگے۔ اور دوزخ کی آگ میں اس کو ڈال دیا جائیگا۔ اسلئے گنہگاروں کو توبہ کرنی واجب ہے اور جہاں تک ہوسکے اس میں جلدی کریں۔ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جو لوگ توبہ کرنے میں تاخیر کرتے رہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ابھی بہت وقت ہے توبہ کرلینگے وہ ہلاک ہونگے۔ حضرت ابن عباسؓ کے اس کلام (بل یرید الانسان لیفجر امامہ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ انسان گناہ تو کرتا جاتا ہے۔ اور توبہ میں تاخیر کرتا رہتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ عنقریب توبہ کرلونگا۔ پس وہ اُسی گناہ کی حالت میں مرجاتا ہے اور اُس کو توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ لقمان حکیم نے اپنے لڑکے سے فرمایا ہے کہ اے میرے لڑکے کل کے روز تک ہی توبہ کرنے میں تاخیر نہ کر۔ کیونکہ موت نزدیک ہے یہ اچانک آجائیگی۔ اور تو غفلت میں ہی رہ جائیگا۔ پس ہر ایک آدمی پر توبہ کرنی واجب ہے اور چاہے صبح ہو اور چاہے شام کوئی وقت ہو توبہ کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ حضرت مجاہدؓ فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی آدمی صبح کے وقت توبہ نہ کرے تو اس کو رات آجائے تو اس حالت میں وہ آدمی ظالم ہوتا ہے اور توبہ دو طرح پر ہے ایک توبہ بندوں کے حق میں۔ اور یہ وہی ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا۔ اور دوسری توبہ تیرے اور خداوند تعالےٰ کے درمیان ہے یہ توبہ زبان سے اور دل کی پشیمانی سے اور اس نیت سے پوری ہوتی ہے۔ کہ میں پھر گناہوں کی طرف نہ لوٹوں گا۔ جیسی کہ اوپر اس کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔ اور توبہ کرنے والا

آدمی یہ کوشش کرے کہ میں پھر کبھی ظلم نہ کرونگا۔اور جہاں تک کر سکے کثرت سے نیکی کرے تاکہ قیامت کے روز جب اللہ
جلشانہ قصاص کے واسطے نیکیاں اور بدیاں تولنے کے واسطے میزان عدل میں رکھے تو اسکی نیکیاں اس قدر ہوں کہ وہ
مظالم کے برابر ہو جائیں۔ان سے کم نہ رہیں۔اور اگر ایسا نہ کریگا۔تو دوسرے لوگوں کی بدیاں بھی اسکی گردن پر رکھی جائینگی اور
ہلاکت میں پڑیگا۔اور اس سے چھٹکارا پانے کے واسطے بھی کر سکتا ہے کہ اپنی تمام عمر کو نیکیوں میں ہی صرف کرے۔اور اگر
مظالم کی مدت نیکیوں کے زمانہ سے بڑھ گئی تو پھر جو حال ہوگا وہ ظاہر ہی ہے اور موت ہر وقت انسان کی گھات میں لگی
ہوئی ہے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ امید کے حاصل ہونے اور خالص عمل کرنے اور نیت کی صفائی اور حلال لقمہ میسر آنے
سے پہلے پہل ہی موت انسان کو آکر دبا لیتی ہے اس لئے جہاں تک ہو سکے انسان کو واجب ہے کہ توبہ کرنے میں بہت
ہی جلدی کرے اور جس قدر مظالم کئے ہوں کوشش کرکے ایک ایک کو یاد کرے اور جن کے ساتھ ظلم کئے ہیں۔ان سب
کے نام لکھ لے۔اور دنیا میں جہاں کہیں ہوں پھر انکی تلاش کرے اور ان سے معافی مانگ کر اپنے گناہ معاف کرالے اور یا
ان کا کفارہ دے۔اور اگر ان لوگوں کو نہ پائے تو پھر ان کے وارثوں کو تلاش کرکے انہیں ادا کردے اور باوجود ان سب باتوں
کے خداوند کریم کے عذاب سے ڈرتا ہے اور اسکی رحمت کا امیدوار رہے توبہ کرتا ہے اور جو بات ایسی دیکھے کہ وہ اللہ تعالٰے
کی مرضی کے خلاف ہے اور اسکی رحمت ناخوشنودی کا باعث ہے۔اس سے بچے اور دور رہے۔اور خداوند تعالٰے کی طاعت اور
اس کی رضامندی میں ہر وقت چالاک اور تیز قدم رہے۔اور اگر اس حال میں ہی اسکی موت آجائیگی تو اس کا اجر اللہ پر ہوگا۔
خداوند تعالٰے جلشانہ فرماتا ہے کہ (جو اس ارادہ پر اپنے گھر سے نکلے کہ خدا اور خدا کے رسول کی طرف جائے اور اسی حال میں اس کو
موت آجائے تو اس کا اجر خداوند تعالٰے پر ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں متفق علیہ حدیث میں لکھا ہے کہ رسول مقبول صلعم
نے فرمایا ہے کہ تم سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں۔اُن میں سے ایک شخص نے ننانویں آدمیوں کو مار ڈالا۔اور اس کے بعد
اس نے ملک کے دانا لوگوں سے پوچھا کہ میں اس جرم کے دور کرنے کی کیا تدبیر کروں۔لوگوں نے ایک صحرانشین آدمی کی
طرف اس کو رہنمائی کی کہ اُس کے پاس جاؤ وہ اس راہب کے پاس حاضر ہؤا۔اور اسکی خدمت میں گذارش کی کہ میں نے
ننانویں آدمیوں کو مار ڈالا ہے کوئی ایسی سبیل ہے کہ میری توبہ قبول ہو۔راہب نے جواب دیا کہ کوئی صورت نہیں یہ سُن کر
راہب کو بھی اس نے مار ڈالا۔اور سو خون پورے کردئے۔اس کے بعد قاتل نے پھر پوچھا کہ میری رہائی کی کوئی سبیل ہو سکتی
ہے یا نہیں۔لوگوں نے اسے ایک عالم بتایا۔پس اُس کے پاس گیا۔اور عرض کی کہ میں نے ایکسو آدمی قتل کیا ہے کیا اب میری
توبہ قبول ہو سکتی ہے۔اُس نے کہا کہ ہاں ہو سکتی ہے اور کون تیرے اور تیری توبہ کے درمیان آڑ ہو سکتا ہے تو فلاں زمین کیطرف
جا وہاں اس قسم کے آدمی رہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ خداوند تعالٰے کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں انکے ساتھ شامل ہو کر تو بھی
عبادت کر اور اس بری زمین کی طرف مت آ۔پس وہ شخص اس زمین کی طرف روانہ ہؤا۔جس کا اس کو پتہ بتایا گیا تھا۔اور
جب اُدھر جاتے جاتے اُس نے آدھا راستہ طے کر لیا تو ناگاہ اس کو موت آگئی۔اب تو رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہو
پڑا۔رحمت کے فرشتے تو اس کو نیک قرار دیتے اور عذاب کے فرشتے کہتے تھے۔کہ اُس نے کوئی نیکی نہیں کی پس ایک اور
فرشتہ جو انسان کی صورت میں تھا آنکلا۔پس ان دونوں نے اس کو اپنا حاکم یعنے فیصلہ کرنے والا مقرر کیا۔اس نووارد فرشتے
نے کہا کہ یہاں سے دونوں جانب کی زمین کی پیمائش کرو۔جس طرف کی مسافت کم ہے۔اس طرف کے فرشتے اس کے روح
قبض کریں۔اسلئے دونوں طرفوں کی زمین کی پیمائش کیگئی۔تو معلوم ہؤا کہ توبہ کرنے کی نیت سے جس طرف کو وہ جارہا تھا اس
طرف کی زمین کا فاصلہ دوسری جانب سے کم ہے اسلئے رحمت کے فرشتوں نے اسکی روح قبض کر لی۔اور ایک روایت میں

کہ وہ صالح لوگوں کے شہر کی طرف ایک بالشت قریب تھا۔ پس وہ آدمی صالح لوگوں میں شمار ہوگیا۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اللہ جلشانہ نے وحی نازل کی۔ اس زمین کی طرف کہ تو دور ہوجا اور اس زمین کی طرف کہ تو قریب ہوجا۔ پس فرمایا کہ اب ماپو جب انہوں نے ماپا تو ایک بالشت صالح لوگوں کی زمین قریب نکلی۔ پس اُسکی مغفرت ہوگئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ توبہ کی نیت کرنی اور اس کے پورا کرنے کے واسطے کوشش کرنی کس قدر مفید ہے اور نیکیوں کا پلہ بھاری ہونے کے سوا کبھی خلاصی نہیں ہوتی۔ چاہے ایک ذرہ کے برابر نیکی زیادہ ہو۔ پس جو آدمی توبہ کرنیوالا ہو اسکو اسکے سوا کوئی اور چارہ نہیں ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ نیکیاں کرے۔ اور بہت نفل پڑھے تاکہ اُنکے ذریعہ قیامت کے دن اپنے جھگڑا کرنیوالوں کو راضی کرے۔ اور فرائض کو کامل کرے جیسا کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانوں تم بہت نفلیں پڑھو تاکہ وہ فرضوں کو کامل کردیں یا جیسا ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ تم خداوند کریم کے ساتھ اپنا عہد صحیح اور پکا باندھو اس بات کا کہ ہم پھر ان گناہوں کی طرف کبھی نہیں پھرینگے۔ اور جن گناہوں سے توبہ کی ہے ان جیسے دوسرے گناہ بھی کبھی نہ کرینگے اور جو قول اور اقرار کیا ہو۔ اس پر ہمیشہ قائم رہو اور خداوند کریم سے مدد مانگو اور ان باتوں سے صالح بننے میں امداد لو۔ گوشہ نشینی خاموشی کم کھانے۔ کم سونے۔ قوت حلال کے نگاہ رکھنے اور حرام سے پرہیز کرنی۔ اور شبہ کی چیز سے بچنے سے اور کسب کرنے یا میراث سے ایسا مال ہاتھ آیا ہو کہ اس میں حرام کا شبہ ہے تو اسکو اپنے حلال کے سرمایہ سے نکال دے۔ اور اس حرام مال یا مشکوک سے کچھ نہ کھائے اور نہ اُسے کچھ پہنے۔ کیونکہ حرام تمام گناہوں کا سر ہے اور دین کی جڑھ حلال کھانا۔ پرہیزگار رہنا۔ اور لقمہ کی صفائی ہے۔ کیونکہ انسان کی نیکی اور بدی کے سرزد ہونے کا باعث لقمہ ہی ہے۔ جو لقمہ حلال ہوتا ہے وہ نیکی پیدا کرتا ہے۔ اور حرام لقمہ بدی پیدا کرتا ہے اور نیکی اور بدی کی بُو اسی طرح ظاہر ہوجاتی ہے۔ جیسی کہ کھانے کی ہوتی ہے جب دیگ میں کھانا پکایا جاتا ہے اور وہ پک جاتا ہے تو وہ آپ ہی اپنی خوشبو ظاہر کردیتا ہے۔ اور اس سے لوگوں کو معلوم ہوجاتا ہے کہ اس دیگ میں فلاں قسم کا کھانا ہے۔ پس انسان کو واجب ہے کہ فقہاء اور علماء کی ہمنشینی اختیار کرے اور انکی صحبت میں بکر دین کی باتیں سیکھے اور ان سے فائدہ اُٹھائے اور خداوند تعالٰے کی راہ میں چلنا سیکھے اور انکے ادب کی خوبی اور انکے قیام اور قعود کو جو وہ فرمان الہی میں بجالاتے ہیں دیکھے اور اس پر عمل کرے۔ اللہ جلشانہ کے رستہ میں چلنے کا جو طریق ہے اور جس کو یہ نہیں جانتا۔ عالم لوگ اس کو اس سے واقف کردینگے۔ سالکان طریق کا راستہ ایک نامعلوم راستہ ہے اس میں ہدائیت کے سوا کوئی ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔ اس میں چلنے کے واسطے ایک مرشد کی ضرورت ہے جو سیدھا راستہ دکھلاوے اور وہ ہدایت کرنے والا ہادی ہو۔ اور ایسی کشش رکھتا ہو۔ جو انسان کو خدا کی طرف کھینچے۔ اور تائب آدمی کو مجاہدہ کرنیکی کوشش اور اخلاص اور راستی کے سب راستوں سے آگاہ کرے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے (جو لوگ خدا کی راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ان کو اپنی راہیں دکھلاتے ہیں۔ اور ہادی مطلق خاص خداوند تعالٰی ہے جو آدمی سچے دل سے کوشش کرتا ہے اس کو اللہ تعالٰی جلشانہ اپنی ہدایت اور فضل سے محروم نہیں رکھتا۔ کیونکہ اللہ تعالٰے اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا اور نہ ہی وہ اپنے کسی بندہ پر ستم اور ظلم کرنے والا ہے وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اور زیادہ رحیم ہے اپنی مخلوق پر بڑا احسان اور بڑی مہربانی کرنے والا ہے اور رجوع کرنے والوں کو اسکی توفیق دینے والا ہے اور جو لوگ اسکی طرف منہ کرتے ہیں ان کو بڑی مہربانی سے اپنی طرف پکارتا ہے اور انکی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔ وہ ارحم الراحمین اپنے توبہ کرنے والے بندوں کو دیکھ کر اسی طرح خوش ہوتا ہے جیسا کہ مہربان ماں اپنے بیٹے کو دور دراز سفر سے گھر میں آتا ہوا دیکھ کر خوش ہوتی ہے خدا کے رسول مقبول فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰے بندہ کی توبہ سے ایسا ہی خوش ہوتا ہے جیسا کہ

وہ آدمی خوش ہوتا ہے جو کسی مہلک جنگل میں سفر کر رہا تھا اور اس کے ہمراہ اس کا وہ سواری کا جانور تھا جس پر اس کا کھانا، پانی، کپڑے وغیرہ تھا اور اس کا وہ جانور اچانک گم ہو گیا اور وہ اسکی تلاش میں حیران اور سرگردان مارا مارا پھرتا رہا۔ اور یہاں تک اس نے اس تلاش میں رنج اور مصیبت اُٹھائی کہ اُسکی جان لبوں پر آگئی۔ اور پھر اُس نے یہ خیال کیا کہ اب بہتر یہ ہے کہ جس جگہ سے میرا جانور گم ہوا ہے میری جان بھی وہیں نکلے۔ اس ارادہ پر وہ اس مقام کو چل پڑا۔ جہاں سے اسکا جانور کھویا گیا تھا۔ اور جب وہاں پہنچا تو نیند نے اس پر غلبہ کیا اور وہ وہاں سو گیا اور جب وہ نیند سے جاگا اور اسکی آنکھ کھلی تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ اس کا وہ جانور مع لدے ہوئے سامان کے اس کے پاس موجود کھڑا ہے (پس اسوقت میں جو خوشی ہوتی ہے وہ ظاہر ہی ہے) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے سنا وہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر بندہ کوئی گناہ کر ڈالے اور اسکے کرنے کے بعد اُٹھ کر وضو کرے اور نماز کی دو رکعتیں پڑھے اور خداوند کریم سے اپنے گناہوں کی آمرزش چاہے اور اس قسم کی آمرزش خداوند حقیقی کے وعدہ کے موافق ہو۔ تو خداوند کریم اس کو بخشدیگا۔ کیونکہ اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی بُرے عمل کرے اور اپنی جان پر ظلم کرے اور اسکے بعد اللہ تعالٰی سے آمرزش چاہے تو وہ اللہ تعالٰی کو اپنے پر مہربان اور بخشنے والا پائیگا۔ اور چھینے ہوئے موجودہ مال کا یہ حکم ہے کہ اس کے معین مالک کے حوالہ کر دے بشرطیکہ وہ اس کو پہچانتا ہو یا اسکے وارث کے حوالہ کر دے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ اور اگر وہ مال کے مالک کو نہیں جانتا اور نہ ہی اس کے وارث ملتے ہوں۔ تو اس صورت میں وہ مال مالک کی طرف سے صدقہ کر دے۔ اور اگر حلال مال میں حرام مال جائے اور ایسا ہی غصب کیا ہوا مال میراث کے مال میں شامل ہو جائے تو اس کا حساب کرے اور جس قدر ہو سکے کوشش سے حرام مال کو حلال سے الگ کرے اور اس کو صدقہ میں دیدے اور جو باقی حلال مال رہ جائے اس کو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے۔ اور بیعزتی کرنی کیا ہے وہ لوگوں کو گالی گلوچ دینا ہے روبرو۔ اور اس گناہ کا اثر دلوں پر ہوتا ہے اور اسی طرح انکی غیبت اور عیب گوئی کرنی۔ اور غیبت یہ ہے کہ اگر وہ بات کسی کے روبرو کہی جاوے تو اُس کو بُری لگے۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ جو غیبت وغیرہ کی ہے وہ سامنے بیان کرے اور [illegible] اس سے معافی مانگے۔ اور اگر ایک جماعت کی غیبت کی ہو تو ہر ایک کے پاس جائے اور بیان کر کے اس سے عفو کی درخواست کرے۔ اور اگر کوئی آدمی ان لوگوں سے فوت ہو گیا ہو تو اس کا تدارک یہ ہے کہ بہت سی نیکیاں کرے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے اور جو یہ کہا گیا ہے کہ جو کچھ کسی کی غیبت ہو وہ ہر ایک کے روبرو بیان کرے۔ یہ اسصورت میں ہے کہ ان لوگوں کو معلوم ہو گیا ہو کہ اُس نے ہماری غیبت کی ہے اور اگر ان کو معلوم نہ ہوا ہو تو پھر کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ان کو خبر دے اور بعد میں معافی مانگے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جب وہ لوگ اپنی غیبت وغیرہ کے کلمے سنینگے تو اس سے ان کے دلوں کو رنج پہنچیگا۔ بلکہ اُن لوگوں کے پاس جاوے جن کے پاس غیبت کی ہے اور انکے پاس اپنے آپ کو جھٹلائے۔ اور جن کی غیبت کی ہے انکی بڑی تعریف کرے۔

مظالم کے دفعہ کرنے اور انکے عوض کا بیان

جس آدمی نے کسی کی غیبت کی ہو۔ اس کو یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کی اسنے غیبت کی ہے اسکے آگے اپنے تمام ظلم بیان کرے۔ کیونکہ اگر وہ سُن لیگا کہ مجھ پر اس قدر ظلم ہوا ہے۔ تو اس کا نفس انکے بخشدینے پر راضی نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ یہ چاہیگا۔ کہ میں قیامت تک اس ظلم کا بدلہ لینا ملتوی رکھوں تاکہ اس روز اسکی نیکیاں لینے کا حق دار ٹھیروں اور یا اس لائق ہو جاؤں کہ اپنے گناہوں کو بوجھ اُس پر ڈالوں اور آپ ان سے سبکدوش ہو جاؤں۔ اور اگر ایسے گناہ ہوں گے

کہ اس نے اسکی لونڈی یا اسکی بیوی کے ساتھ زنا کیا ہوگا یا اس کا کوئی ایسا عیب ظاہر ہوتا ہے۔ جس سے اُس کی ہتک عزت ہوتی ہے تو اسصورت میں اُس کے پاس بیان کرنے سے اسکو اور بھی آزار اور دُکھ اور رنج پہنچیگا۔ ایسے موقع پر مناسب یہ ہے کہ اگر بیان کرنا پڑے تو اشارہ اور کنائیہ سے بیان کرکے اس سے معافی مانگے۔ البتہ اس طرح مبہم بیان کرنے کا ظلم انکی گردن پر ضرور باقی رہیگا۔ پس اس کو بہت نیکیوں کے ذریعہ اپنی گردن سے اُتار دے جیسا کہ مُردے اور غائب ظلم کے دُور کرنے کا حال اوپر بیان ہُوا ہے۔ اور کسی آدمی کی غیبت میں جو کل گناہ کئے جاتے ہیں اور مظلوم کو معلوم نہیں ہوتے انکو روبرو بیان کرنا لازم نہیں اگر ان کو بیان کریگا تو مظلوم کا نفس ان کو بخش دینے پر کبھی راضی نہیں ہوگا۔ بلکہ بیان کرنے والا اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالیگا گویا اسصورت میں اظہار کرنے سے ایک جان جانے کا خوف ہے اسلئے اس کے معاوضہ کا بہتر طریق یہ ہے کہ مظلوم کے ساتھ نرمی کرے اور اسکی مہموں اور غرضوں کو ادا کرے اور جہاں تک ہوسکے اس میں کوشش کرے اور اس کی نسبت پوری دوستی اور مہربانی ظاہر کرے اور اس کی خدمتگذاری کے وسیلہ سے اسکے دل کو اپنی طرف مائل کرلے۔ کیونکہ آدمی دنیا میں احسان کا بندہ ہے اگر کسی کو دوسرے کی بدی سے نفرت ہوجائے اور اس کے پاس سے بھاگے تو جب وہ نیکی اور حسن سلوک کو دیکھتا ہے۔ تو خود ہی اسکی طرف رجوع کرتا ہے اور پھر جب وہ دیکھتا ہے کہ وہ مجھ پر مہربان ہوگیا ہے تو اس وقت اپنے حال کو اس کے پاس بیان کرے اور اپنے گناہو نکی معافی مانگے۔ اور اگر وہ دیکھے کہ اسطریق سے بھی حال کی گذارش کرنی اور معافی چاہنی مشکل ہے تو پھر اس کا کفارہ یہ ہے کہ نیکیاں زیادہ کرے تاکہ قیامت کے دن نیکیاں اس گناہ کے معاوضہ ہوجاویں۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ حکم دیتا ہے اور اس بات کو لازم کرتا ہے کہ گناہ کے عوض میں نیکیاں دی جائیں۔ اور اگر کوئی نیکیوں کے لینے سے انکار کریگا۔ تو دنیا میں اس کا جو مال تلف ہوچکا ہوگا اس کو اپنے مال کے مثل ہی مال دیا جاویگا۔ اور اگر وہ اس کو قبول نہ کریگا اور خطا بھی نہ بخشیگا تو جیسا حاکم اپنے بیت المال میں اس مال کے جمع کردینے کا حکم دیتا ہے خواہ مالک چاہے یا نہ چاہے ویسا ہی پھر احکم الحاکمین حکم دیگا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ احکم الحاکمین ہے۔ سب سے زیادہ عادل ہ

پرہیزگاری کا بیان

جب کسی شخص کو ان حکموں کی باز پرس جو اُس نے بندوں پر کئے ہوں رہائی پاجانے کا اطمینان ہو اور خدا کی عبادت کے لئے فارغ ہوجائے۔ تو یہ خاص حالت راستہ پرہیزگاری کا ہے کیونکہ دنیا اور آخرت میں پرہیزگاری ہی بندوں کے مواخذہ اور خدا کے عذاب سے رہائی پانے کا بڑا ذریعہ ہے اور قیامت کے روز بھی اُس کے حساب کی تخفیف کا باعث ہوگا۔ کیونکہ قیامت کے دن حساب و کتاب بندوں کے ان حقوق کی نسبت اور ان معاملات کا ہوگا جو خلاف حکم شریعت اس نے کئے ہونگے اور جو شخص دُنیا میں اپنے نفس کا حساب لیتا رہتا ہے۔ اور لوگوں سے اپنے حقوق لیتا اور اُنکے حقوق ادا کرتا رہتا ہے قیامت سے اُسے کیا حساب لیا جاسکتا ہے۔ جب یہاں ہی وہ قیامت کے حساب لئے جانے سے ڈرتا رہتا ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ خداوند تعالےٰ کو قیامت کے روز پرہیزگاروں کا حساب کرنے سے شرم آتی ہے۔ اور اسی واسطے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اس سے پہلے کہ تم سے حساب طلب کیا جائے تم اپنی جانوں سے حساب کرو۔ اور اس سے پہلے کہ تمہارے عمل تولے جائیں تم خود اپنے عملوں کو وزن کرو۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ مسلمان کے اسلام کی خوبی اس میں ہے کہ وہ ان باتوں کو چھوڑ دے جو غیر ضروری ہوں۔ اس حدیث میں اسطرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ہر ایک کام میں ضروری باتوں کو ہی اختیار کرے جو غیر ضروری ہوں اُنکی طرف نہ جائے اور احکامات شرعی کے احاطہ سے قدم باہر نہ رکھے جو راستہ

شریعت بتلاوے اس پر تو چلے اور جو اس کے خلاف ہو اس کے نزدیک نہ جائے اس سے دور رہے اور یہ رسول مقبول کی حدیث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جو چیز تم کو شک میں ڈالے اسکو چھوڑ دو اور جس چیز میں تمکو شک نہیں ہے اس کی طرف خواہش کر۔ آپ نے فرمایا ہے کہ مومن توقف کرنے والا اور سوچنے والا ہوتا ہے اور منافق بے پرواہی سے سب کچھ نگل جاتا ہے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ تم نمازوں میں ایسے مشغول ہو جاؤ۔ کہ کمان کی مانند خمیدہ ہو جاؤ اور اس قدر روزے رکھو کہ تمہارا بدن روئے کی طرح لاغر ہو جائے۔ اگر کافی پرہیزگار نہ بنو گے تو تم کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ روایت میں ہے اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ مومن تفتیش کرنیوالا ہوتا ہے۔ اور رسول مقبول فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص اسباب کی پرواہ نہیں کرتا۔ کہ اس کا کھانا پینا کہاں سے ہے۔ تو ایسے شخص کی اللہ بھی پرواہ نہیں کرتا کہ دوزخ کے کس دروازے سے داخل ہوتا ہے۔ جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو تم میں سے ہرگز کوئی نہیں مرتا۔ جبتک وہ اپنی روزی کو پورا نہ کرلے۔ اس لئے تم روزی کے حاصل کرنے کے واسطے جلدی نہ کرو اور اللہ جلشانہ سے خوف کرو۔ اور اس کے تلاش کرنے میں نیکی سے کام لو۔ اور جو چیز تمہارے واسطے حلال ہے وہ لو اور جو ہو اس کو چھوڑ دو۔ اور ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں حضرت رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بندہ حرام مال کماتا ہے اور اس سے صدقہ دیتا ہے تو اس کو ہمیں کوئی اجر نہیں دیا جاتا۔ اور اس قسم کے مال سے جو کچھ وہ خرچ کرتا ہے اس میں اس کے لئے کوئی برکت نہیں ہوتی۔ اور جس قدر وہ اس میں سے اپنے پیچھے چھوڑتا ہے وہ آخرت میں اس کو دوزخ کی طرف کھینچکر لیجاتا ہے۔ اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ جلشانہ بدی کے ذریعہ بدی کو دور نہیں کرتا۔ مگر نیکی سے بدی کو دور کر دیتا ہے۔ اور عمران بن حصین روائیت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے بندے جو چیز مینے تیرے اوپر فرض کی ہے تو اس کو ادا کر۔ اس سے تو عابدوں میں سے زیادہ عابد ہو جائیگا اور جس چیز سے میں نے تم کو منع کیا ہے اس سے باز رہ اس سے تو پرہیزگاروں میں سے زیادہ پرہیزگار ہو جائیگا۔ اور جو رزق میں نے تم کو دیا ہے اس پر قناعت کر۔ اس سے تو سب سے زیادہ بے نیاز ہو جائیگا۔ اور رسول مقبول نے ابی ہریرہؓ سے فرمایا ہے کہ تو پرہیزگاری اختیار کرتا کہ تو بڑے عابدوں میں سے ہو جائے۔ اور حسن بصریؒ بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی ایک مثقال پرہیزگاری کرے۔ تو وہ ہزار مثقال نماز اور روزہ سے بہتر ہے اور خداوند تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی۔ کہ جس قدر پرہیزگار لوگوں کو میرا قرب ہو سکتا ہے دوسروں کو نہیں ہو سکتا۔ اور آپ نے فرمایا ہے۔ کہ چاندی کے ایک درم کا چھٹا حصہ خیرات کرنا چھ سو پاک حج سے خدا کے نزدیک بہتر ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ یہ خیرات ستر مقبول حج سے بہتر ہے اور ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن خدا کے ہمنشینوں میں وہ لوگ ہونگے جو اہل تقویٰ اور صاحب زہد ہونگے اور ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ ایک حرام پیسہ کا ترک کرنا سو پیسہ کے خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ اور ابن مبارکؒ سے روایت ہے کہ وہ ملک شام میں تھا اور حدیث لکھا کرتا تھا۔ اس کا قلم ٹوٹ گیا۔ تو اس نے کسی سے عاریتہً ایک قلم مانگ لیا اور جب لکھ چکا تو قلم کو واپس دینا بھول گیا۔ اور اس کو اپنے قلمدان میں رکھ لیا۔ اور جب وہاں سے لوٹ کر مرو میں آیا۔ تو اس قلم کو اپنے قلمدان میں دیکھا۔ اس کو دیکھتے ہی ارادہ کیا کہ شام میں واپس جا کر اس کے مالک کو قلم واپس دیدی۔ اور نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ مینے پیغمبر صلعم کو یہ کہتے سُنا ہے کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں اور بہت آدمی ہیں جو ان کو نہیں جانتے۔ پس جو آدمی شبہ سے پرہیز کرتا ہے وہ اپنے دین کو پاک کرتا ہے اور اپنی آبرو کو بھی بچاتا ہے اور جو شبہات سے پرہیز نہیں کرتا وہ حرام

میں گرفتار ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ چرواہا۔ جو کسی کھیت کے نزدیک بکریاں چرواتا ہے تو وہ غالبًا قریب ہوتا ہے کہ اس کی بکریاں کھیت میں جا پڑیں۔ اور ہر ایک بادشاہ کے لئے چراگاہ ہوتی ہے۔ اسی طرح حرام بھی خدا کی چراگاہ ہے اور تم اس سے آگاہ رہو کہ انسان کے بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ایسا ہے کہ اگر وہ نیک ہوتا ہے تو سارا بدن نیک ہوتا ہے۔ اور اگر وہ بُرا ہوتا ہے۔ تو تمام جسم بھی بُرا ہو جاتا ہے تم کو اس سے خبردار رہنا چاہئے۔ اور وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے۔ ابی موسٰی اشعری رض روایت کرتے ہیں کہ ہر ایک چیز کی ایک حد ہے اور اسلام کی حدیں پرہیزگاری اور تواضع اور صبر اور شکر ہے پس پرہیزگاری سب کاموں کی جڑ ہے اور صبر دوزخ سے نجات ہے اور شکر بجالانا بہشت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے ایک دفعہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں تشریف لائے۔ اور وہاں آپ نے ایک لڑکے کو دیکھا جو حضرت علی رض بن ابی طالب کی اولاد میں سے تھا۔ وہ کعبہ کی دیوار سے تکیہ لگائے ہوئے لوگوں کو وعظ کر رہا تھا۔ آپ اس کے روبرو کھڑے ہو گئے۔ اور اس سے سوال کیا کہ دین کا مدار کس پر ہے۔ اس نے جواب دیا پرہیزگاری پر۔ پھر پوچھا دین کی آفت کیا چیز ہے۔ اس نے جواب دیا طمع۔ پس حسن بصری رح بہت تعجب ہوا۔ اور ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہیں کہ پرہیزگاری دو طرح پر ہے ایک پرہیزگاری فرض ہے اور دوسری ڈر کی ہے۔ پرہیزگاری فرض گناہوں سے باز رہنا اور بچنا ہے۔ اور پرہیزگاری ڈر کی اللہ تعالٰی کے محارم کی شبہ والی چیزوں سے باز رہنا۔ اور عام لوگوں کو حرام اور شبہ دونوں سے پرہیز کرنا چاہئے یعنے اُس چیز سے پرہیزگار ہیں جس سے مخلوق کو رنج پہنچے اور اس پر شرعی مطالبہ عائد ہو۔ اور خاص لوگوں کی پرہیزگاری ہر ایک ایسی چیز سے ہے جس میں نفس کی ایسی خواہش پوری ہوتی ہو۔ جس میں اس کو لذت حاصل ہوتی ہو۔ اور خاص الخاص لوگوں کی پرہیزگاری اس ہر چیز سے ہے جس میں لگے ارادہ اور رویہ کو دخل ہو پس عام پرہیزگاری ترک دنیا ہے۔ اور پرہیزگاری خاص ترک خیال بہت اعلٰے خاص الخاص پرہیزگاری ہر چیز کا ترک جو سوا خدا ہے جو خالق اور پیدا کرنے والا تمام مخلوق کا ہے یحیٰی بن معاذ رازی کہتے ہیں۔ کہ پرہیزگاری دو طرح پر ہے ایک تو ظاہری ہے اور وہ یہ ہے کہ تو نہ ہلے جلے مگر واسطے اللہ کے۔ اور دوسری باطنی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تیرے دل میں سوائے اللہ تعالٰے کے کسی دوسرے کی جگہ نہ ہو۔ اور یحیٰی رح کہتے ہیں کہ جو آدمی سب سے زیادہ باریکی سے پرہیزگاری کی طرف نظر نہیں کرتا۔ اسکو کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی اور اس کو عطائے بزرگ بھی نہیں ملتی۔ اور جو سب سے زیادہ باریکی پرہیزگاری میں نظر کرتا ہے۔ قیامت کے دن اس کا رتبہ بلند ہوتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ سونے اور چاندی میں پرہیزگاری کرنے کی نسبت گفتگو میں پرہیزگاری کرنی افضل ہے۔ اور سرداری کی حالت میں چاندی اور سونے سے پرہیز کرنے کی نسبت زہد اور تقوٰے افضل ہے کیونکہ سرداری کی حالت میں زہد کرنا چاندی اور سونے کی نسبت زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ تو ان دونوں کو سرداری حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالتا ہے۔ اور ابو سلیمان دارانی کہتا ہے کہ زہد پرہیزگاری کی ابتدا ہے جیسا کہ قناعت رضاء الٰہی کی نہایت ہے۔ اور ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پرہیزگاری کا ثواب حساب کا ہلکا ہونا ہے۔ اور یحیٰی بن معاذ رازی کہتے ہیں کہ پرہیزگاری یہ ہے کہ تاویلوں کے بغیر علم پر قائم رہے اور ابن جلار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ اگر درویشی کی حالت میں کسی کے ہمراہ پرہیزگاری نہیں ہے تو وہ آدمی ظاہر احرام کھاتا ہے۔ اور یونس بن عبداللہ کہتے ہیں۔ کہ ہر ایک شبہ سے باز رہنا اور ہر لحظہ اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ کرتے رہنا پرہیزگاری ہے۔ اور سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کا یہ قول ہے کہ میں نے اس سے زیادہ آسان پرہیزگاری اور کوئی نہیں دیکھی کہ جو چیز تیرے دل میں کھٹکے اسکو چھوڑ دے۔ اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ گناہ وہ چیز ہے جو تیرے دل میں کھٹکائے۔ اور تو مکروہ جانتا ہے کہ لوگ اس سے خبردار ہوں۔ اور وہ اکس

وقت ہو کہ اُسکی جانب سے سینہ پاک اور صاف نہ ہو یعنے تیرے دل میں اُس کی جانب سے کچھ خلل ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ گناہ ایک خراش ہے دلوں میں یعنے اگر کوئی چیز تیرے سینہ میں خراش پیدا کرے اور دل کو بیچین اور بے قرار کرے۔ تو اس چیز سے تو پرہیز کر۔ اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ تم دل کی خراش سے اپنے آپ کو دور رکھو۔ کیونکہ یہ گناہ ہے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ اُس چیز کو چھوڑدے۔ جو تجھ کو شبہ میں ڈالے اور جس میں تجھ کو شبہ نہ ہو اس کی طرف قصد کر۔ اور معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی کی تعریف کرنے سے اپنی زبان کو محفوظ رکھ جیسا کہ مذمت کرنے سے کرتا ہے اور بشر بن حارث کا قول ہے کہ عملوں میں سے زیادہ سخت عمل میں چیزیں ہیں۔ قلت کی حالت میں بخشش کرنی۔ تنہائی میں پرہیزگار رہنا۔ اور جس آدمی سے خوف اور امید ہو اُس کے روبرو سچ بولنا۔ روایت ہے کہ بشر بن حارث حافی کی بہن حضرت امام احمد بن حنبل کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کی کہ اے امام میں اپنے کوٹھے کے اوپر سُوت کاتا کرتی ہوں اور اس وقت ایک آدمی کی روشنی کا عکس میرے اوپر پڑتا ہے۔ اس روشنی میں مجھ کو سوت کاتنا روا ہے یا نہیں۔ امام صاحب نے اسکو کہا۔ کہ خداوند کریم تم کو بخشے تو کون ہے اس نے جواب دیا کہ میں بشر بن حافی کی بہن ہوں۔ یہ سُنکر امام صاحب رونے لگے اور فرمایا کہ پرہیزگاری کا ظہور تمہارے ہی گھر سے ہوتا ہے۔ اس روشنی میں تم سوت نہ کاتو۔ اور علی عطارؒ کہتے ہیں کہ بصرہ کے بعض کوچوں میں میرا گذر ہوا۔ میں نے ان میں دیکھا کہ بوڑھے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں اور لڑکے کھیل رہے ہیں۔ ان لڑکوں کو میں نے کہا کہ تم کو بوڑھے آدمیوں سے شرم نہیں آتی۔ ایک نے جواب دیا کہ ان سے شرم کیا آئے۔ ان میں پرہیزگاری کم ہے اسواسطے ان کا خوف بھی نہیں ہے اور مذکور ہے کہ مالک بن دینار ۴۰ برس تک بصرہ میں رہے اور اتنے عرصہ میں اس کو جواز کے طور پر اتنی بات بھی نصیب نہیں ہوئی کہ وہاں کے درخت کا وہ کوئی میوہ یا خرما کھائے۔ یہاں تک کہ آپ کو موت نے آکر اُٹھا لیا مگر میوہ نہ چکھا۔ اور جب خرما کا موسم گذر جاتا تھا۔ تو اس وقت آپ بصرہ کے لوگوں کو کہا کرتے تھے کہ اے بصرہ کے لوگو خرما کے نہ کھانے سے میرا پیٹ کچھ گھٹ نہیں گیا اور نہ ہی تمہارے پیٹ میں انکے کھانے سے کچھ زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ ابراہیم بن ادھمؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ آب زمزم نہیں پیتے ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ آپنے جواب دیا کہ میرے پاس ڈول نہیں ہے اگر ڈول میرے پاس موجود ہوتا تو میں اس کو ضرور پیتا۔ روایت کرتے ہیں کہ جب حارث محاسبی کھانا کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے تھے اور اس میں شبہ ہوتا تھا تو آپ کی اُنگلیوں کی رگیں کھچ جاتی تھیں۔ اور ران میں رعشہ نمودار ہو جاتا تھا۔ اور اس سے آپ کو معلوم ہو جاتا تھا۔ کہ یہ کھانا حلال نہیں ہے۔ اور ذکر کرتے ہیں کہ جب بشر حافی کے روبرو کوئی مشتبہ ناک چیز رکھی جاتی تھی تو اسکی طرف آپ کا ہاتھ دراز نہیں ہوتا تھا۔ اور کہتے ہیں کہ جب ابی یزید بسطامی ماں کے پیٹ میں تھے اور شبہ ناک چیز اُنکے سامنے آجاتی تھی اور وہ کھانے کے واسطے اسکی طرف ہاتھ بڑھاتیں تو وہ کھانا انکے آگے سے بھاگ جاتا تھا اور اس کھانے تک ان کا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا۔ اور آپ کے خاندان میں بعض ایسے آدمی بھی تھے کہ اگر ان کے سامنے مشتبہ کھانا آجاتا تھا تو اس سے ان کو بدبو آتی تھی اور اس کے آنے سے وہ سمجھ لیتے تھے کہ یہ کھانا مشتبہ ہے اور اس کو ترک کر دیتے تھے۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر مشتبہ کھانے سے وہ کوئی لقمہ مُنہ میں رکھتے تھے تو وہ اُن سے چبایا نہیں جاتا تھا۔ کیونکہ وہ انکے منہ میں ایسا ہو جاتا تھا جیسے ریت ہوتی ہے اور یہ ان لوگوں کے حال پر خداوند تعالےٰ کی مہربانی اور شفقت تھی۔ اور اسواسطے تھی کہ وہ ان مکروہ چیزوں سے بچے رہیں سو اب ان لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ ہم اپنے نوالوں کو صاف کریں اور وہی کھائیں جو حلال ہو اور حرام اور شبہ ناک چیزوں سے بچے رہیں تو خداوند کریم نے بھی انکی مدد کی

اور ان کو ایسی چیزوں سے نگاہ رکھا۔ حرام اور مشتبہ چیزوں کے استعمال کرنے سے ان کو بچالیا۔ اور انکو یہ قدرت اور طاقت
دی کہ وہ حلال اور حرام کو پہچانیں جو بیچنے والا ہو اس سے بھی تحقیق سے اپنی کسب اور معیشت میں جو روزی بہم پہنچائیں
تو وہ حلال سے پہنچائیں۔ اور اسکی اصل حقیقت پر واقف ہوں۔ اور مشتبہ چیزوں میں بھی انکے واسطے ایک نشان ٹھہرا
کر دیا۔ کہ جب اس نشان کو دیکھیں تو اسکی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں۔ اور جب اس میں نشان نہ دیکھیں تو اسکو کھالیں۔ اور
یہ نشان ان پیشواؤں اور بزرگوں کو بھی عطا ہوئے ہیں۔ جن کے حال پر خداوند کریم نے اپنی خاص عنایت کی ہے اور
اپنی رحمت اور رعائیت ان کے حال پر شامل کی ہے۔ اور اگر کوئی چیز ایسی ہو کہ اس میں دوسری مخلوقات کا کوئی خاص
حق نہیں اور نہ ہی اس پر شرع کی باز پرس اور مطالبہ ہے تو اسصورت میں وہ عام مسلمانوں کے حق میں حلال ہے
اور سہل بن عبداللہ تشتری سے جب حلال کے باب میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ حلال وہ ہے جس میں
اللہ جل شانہ کی نافرمانی نہو۔ اور دوسری مرتبہ فرمایا ہے کہ صاف حلال وہ ہوتا ہے۔ جس کے استعمال میں خداوند تعالیٰ کو
بھول نہ جائے۔ پس جو حلال ہے وہ خدا کے حکم سے حلال ہے اسواسطے حلال نہیں کہ وہ خود بخود حلال ہے اگر بذاتہ
حلال ہونے سے کوئی چیز حلال ہوتی تو مُردہ کا کھانا کسی کے حق میں حلال نہ ہوتا اور نہ ہی اس مال کا کھانا حلال
ہے جو داروغہ نے حرام مال سے خرید کر واپس کیا ہو یعنے داروغہ نے بیچنے والے سے حرام کے عوض حلال مال کیا ہو۔ اور
پھر اس کو واپس کر کے اپنے دام پھیر لئے ہوں۔ جو مومن اور پرہیزگار آدمی ہوتا ہے اس کو ایسا کھانا جائز نہیں ہے جس میں
ناقص بیع و شرا ہوئی ہو جیسا کہ مذکور ہوا ہے۔ اور اگر مسلمان اس قسم کے کھانے پر اتفاق کریں۔ تو اسصورت میں اس کا
کھانا روا ہے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ حلال اور حرام وہ ہے جس پر شرع نے حکم کیا ہے انسان کی اپنی تجویز سے حلال
اور حرام نہیں ہوا۔ اور عین حلال کھانا پیغمبروں کے واسطے ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ رسول مقبول نے ایک آدمی کو یہ
دعا مانگتے ہوئے سُنا۔ خداوندا مجھ کو حلال مطلق روزی عطا فرما۔ آپ نے اس آدمی کو فرمایا۔ کہ اس قسم کی روزی خاص
پیغمبروں کے واسطے ہی ہے اور تو ایسی روزی خدا سے مانگ جس کے سبب سے تجھ کو عذاب نہو۔ اور شریعت میں ہے کہ اگر
کافر ذمی۔ یہودی۔ نصاری۔ مجوسی۔ حرام چیزیں بیچنی چاہیں جیسے سُور۔ اور شراب وغیرہ ہیں تو ان کے بیچنے کی ان کو
اجازت دیدینی چاہیئے اور ان سے دسواں حصہ قیمت کا وصول کرنا مقرر کر لیں۔ اور عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ آپ
نے فرمایا ہے کہ ان چیزوں کے بیچنے کی ان کو اجازت دیدو اور ان کی قیمت کا دسواں حصہ ان سے لے لو پس جو یہ
دسواں حصہ لیا جاتا ہے تو اس کو کیا کہتے ہیں۔ کیا اس سے مسلمان فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں
اس سے ثابت ہے کہ حرام اور حلال کا تعلق انسان کی ذات سے نہیں ہے یعنے ان چیزوں کو انسان نے آپ حلال اور
حرام قرار نہیں دیا۔ اگر انسان کی ذات سے اس کا تعلق ہوتا تو شراب اور سُور حرام ہیں انکی فروخت کا دسواں حصہ بھی
حرام ہوتا انکے حلال ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اسکی دست بدست عقد اور بیع ظہور میں آئی ہے کیونکہ فرمایا ہے کہ حلال اور
حرام کے درمیان ہاتھوں ہاتھ کا فرق ہے۔ پس جو آدمی شریعت کا چراغ ہاتھ میں پکڑے اور شریعت کے رُو سے لین
دین کرے۔ اپنی طرف سے اس میں کچھ تغیر و تبدل نہ کرے تو جان لینا چاہیئے کہ اس نے شریعت کے راستے سے قدم
باہر نہیں نکالا۔ شریعت نے جس چیز کے لینے کی اس کو اجازت دی تھی وہ لی ہے۔ اور جس کی شریعت نے اجازت نہ
دی وہ نہ لی۔ اپنی خورد و نوش میں جو تصرف وہ کرتا ہے از روئے شریعت کے ہی کرتا ہے اور انسان پر یہ واجب نہیں
آتا۔ کہ وہ حلال مطلق کو یا اس حلال کو جسے اسکی طبیعت پسند کرتی ہے طلب کرے کیونکہ انسان کو معلوم نہیں ہے کہ

مجھے مل سکیگی ہاں اس صورت میں مل سکتی ہی۔ کہ اگر خداوند کریم چاہے تو اپنے کرم اور اپنی رحمت سے اپنے دوستوں اور برگزیدوں کو عطا کردے۔ اور خداوند کریم پر ایسا کر دینا مشکل نہیں ہے اور طعام کے لحاظ سے لوگ تین قسم پر منقسم ہیں۔ ایک پرہیزگار دوسرے ولی، تیسرے عارف ہیں۔ جو پرہیزگار ہیں وہ تو اس قسم کا حلال کھانا کھاتے ہیں۔ جس میں مخلوق کا کوئی حق نہیں۔ اور نہ ہی اس پر شریعت کا کچھ مطالبہ ہو، اور ولی کا طعام نفس امارہ کی خواہش سے بالکل دور ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ محض خدا تعالےٰ کے حکم کے مطابق ہوتا ہے اور عارفوں یعنے ابدالوں کے کھانے کو وہی لوگ جانتے ہیں۔ انکے کھانے میں انکی اپنی خواہش کو کوئی دخل نہیں ہوتا، اور وہ صرف تقدیر الٰہی ہوتی ہے۔ ان لوگوں پر ہمیشہ فضل الٰہی رہتا ہے اور وہی ان کو روزی دیتا ہے۔ اور وہی انکی رہبری کرتا ہے اور اللہ جلشانہ ہی اپنی عام قدرت اور نافذہ مشیت سے سب کچھ اپنے لیئے مہیا کرتا ہے اور اپنی نعمت سے انکو مالامال کر دیتا ہے۔ یہ خداوند کریم کے فضل میں اسی طرح پرورش پلتے ہیں جس طرح شیر خوار بچہ مہربان ماں کی گود میں پرورش پاتا ہے۔ جب اس کو ایک درجہ کا سارٹیفکٹ ملجاتا ہے تو پھر بعد میں اگلے درجہ کا سارٹیفکٹ اسکو حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد پھر اگلے درجے کا اور اگر پہلے درجہ پر بیٹھ رہے اس میں کامیاب نہو، تو پھر اسکو آگے کوئی سارٹیفکٹ نہیں دیتے۔ فیل کرکے اس کو نکال دیتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی خداوند تعالےٰ کی درگاہ سے درجہ بدرجہ سارٹیفکٹ حاصل کئے ہوئے ہوتے ہیں اور پرہیزگار کا کھانا اسکے حق میں مشتبہ ہوتا ہے جو نفس کی خواہش سے دور ہونے والا ہے اور نفس کی خواہش سے دور ہونے والے کا کھانا اسکے حق میں مشتبہ ہوتا ہے جو اپنے قصد اور ارادہ کو اس بارہ میں دخل نہیں دیتا۔ جیسا کہ کہا گیا ہے مقربوں کی بدیاں بھی نیکوکاروں کی نیکیوں کے برابر ہوتی ہیں۔ پس مرید کے لئے شیخ کا کھانا کھانا مباح ہے اور شیخ کے لئے مرید کا کھانا حرام ہے۔ کیونکہ شیخ کو دل کی صفائی اور مرتبہ کی بلندی حاصل ہوتی ہے۔ اور اللہ جلشانہ کی حضوری میں ہوتا ہے۔ اور پرہیزگاری کی باریکیاں بہت ہی گہری ہیں۔ کہمش روایت کرتا ہے کہ ایک دفعہ مجھ سے ایک گناہ ہو گیا۔ اور اس پر میں چالیس برس تک روتا رہا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کونسا گناہ کیا تھا۔ فرمایا کہ میرا ایک بھائی ملاقات کے واسطے آیا تھا۔ میں اس کے واسطے چھودرم کی ایک بھنی ہوئی مچھلی خرید لایا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوا۔ تو میں نے مٹی کا ایک ڈھیلا ایک ہمسایہ کی دیوار سے اکھیڑ لیا۔ اور اس سے اس نے اپنے ہاتھوں کو صاف کیا۔ اور مالک دیوار سے میں نے اجازت نہیں لی تھی۔ اور مذکور ہے کہ ایک آدمی ایک کرایہ کے گھر میں رہتا تھا۔ اس آدمی نے ایک رقعہ لکھا۔ اور اس کو اس مکان کی دیوار سے لگا کر خشک کرنا چاہا۔ جب وہ لگانے لگا۔ تو اس وقت اسکو خیال آیا کہ یہ گھر تو کرایہ کا ہے اسکے بعد اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ کوئی خطرہ نہیں ہے دیوار سے لگا کر خشک کر لو۔ اسلیئے اس نے دیوار سے لگا کر خشک کر لیا۔ اسکے بعد اس کو ہاتف غیب سے آواز آئی۔ کہ تم نے مٹی کو خفیف سمجھا ہے۔ عنقریب اس کے حساب کی کڑائی تم کو معلوم ہو جائیگی۔ لوگوں نے جاڑوں کے دنوں میں عتبہ کو دیکھا کہ اس کے بدن سے پسینہ جاری ہے۔ آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے خداوند کریم کی اسی جگہ میں نافرمانی کی ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے جواب دیا کہ مٹی کا ایک ڈھیلا اس دیوار سے اپنے مہمان کے واسطے میں نے اکھیڑ لیا تھا۔ جس سے اس نے اپنے ہاتھ صاف کئے تھے اور مالک دیوار سے میں نے اجازت طلب نہیں کی تھی، اور روایت ہے کہ امام احمد بن حنبل نے ایک دفعہ ایک دکاندار کے پاس اپنا تھال گرو رکھا اور جب آپ اسکے چھوڑانے کے واسطے گئے تو دکاندار دو طشت نکال لایا۔ اور کہا کہ ان دونوں سے اپنا تھال لے لو۔ آپ نے جواب دیا کہ میں تو اپنا تھال اسوقت

نہیں پہچانتا۔ درہم اور تھال دونوں تو ہی رکھ۔ پس دُکاندار نے کہا، تمہارا تھال تو یہ ہے۔ میں تے آپ کو آزمانا چاہا تھا امام صاحب نے فرمایا کہ میں تو اب تھال نہیں لیتا۔ اور آپ تشریف لیگئے۔ اور مذکور ہے کہ رابعہ عدویہ کی قمیص پھٹی ہوئی تھی اُنھوں نے اسے سلطانی مشعل کی روشنی میں سیا۔ اور اس سے رابعہ کا دل گم ہو گیا یعنے کچھ عرصہ تک اُس کے دل کی حالت درست نہ رہی۔ اس کو مشعل سُلطانی کی روشنی میں قمیص کا سینا یاد آگیا۔ پس اس نے اس کو پھاڑ ڈالا۔ اس سے اس نے اپنا کھویا ہوا دل پھر پالیا۔ ایک بزرگ نے سفیان ثوری کو خواب میں دیکھا۔ کہ اس کو دو پر عطا کئے گئے ہیں اور ان پروں سے وہ بہشت میں اڑتا پھرتا ہے آپ سے پوچھا کہ یہ مرتبہ کیونکر حاصل ہوا۔ فرمایا پرہیزگاری سے۔ اور حسان بن ابی سنان کا ذکر کرتے ہیں کہ آپ ساٹھ برس کروٹ کے بل نہیں سوئے اور نہ ہی اس عرصہ میں چرب کھانا کھایا۔ اور نہ ہی اس زمانہ میں آپنے ٹھنڈا پانی پیا۔ اور جب آپ فوت ہوئے۔ تو آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ خداوند کریم نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ جواب دیا کہ بہت اچھا سلوک کیا ہے مگر میرا بہشت میں جانا بند ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ میں نے عاریتاً ایک سوئی لی تھی۔ اور وہ واپس نہیں دی۔ اور عبدالرحمن بن زید کا ایک غلام تھا۔ جس نے کئی سال آپ کی خدمت کی تھی اور چالیس برس عبادت کی تھی مگر اس سے پہلے غلہ ماپنے کا کام کیا کرتا تھا۔ پس جب وہ مر گیا۔ اسکو خواب میں دیکھا گیا۔ اور اس سے پوچھا کہ اللہ جلشانہ نے تیرے ساتھ کیسا معاملہ کیا ہے جواب دیا کہ اچھا معاملہ ہی کیا ہے مگر بہشت میں داخل ہونے سے روک دیا گیا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چالیس پیمانہ گرد کے میرے ذمہ نکالے گئے ہیں۔ اور اسی کے باعث بہشت میں جانے سے مجھ کو بند کر دیا گیا ہے اور ایک دفعہ حضرت عیسٰے علیہ السلام ایک قبرستان میں تشریف لیگئے۔ اور ایک مردہ کی قبر پر جا کر اس کو پکارا اللہ جلشانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کو زندہ کر دیا۔ آپ نے اس سے پوچھا تو کون ہے اُس نے جواب دیا کہ میں باربردار تھا اور لوگوں کا اسباب اٹھا کر لیجایا کرتا تھا۔ ایک روز ایک آدمی کی لکڑیاں لیجا رہا تھا اور اُن سے میں نے ایک خلال توڑ لیا اور اس سے خلال کیا جب سے مرا ہوں اسی کے مطالبہ میں مبتلا ہوں۔

پرہیزگاری کی تکمیل کا بیان

جب تک انسان دس چیزیں اپنے نفس پر فرض نہ کرے اسکی پرہیزگاری کامل نہیں ہوتی پہلی یہ ہے کہ اپنی زبان کو غیبت سے نگاہ رکھے خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ (تم ایک دوسرے کی غیبت نکرو) دوسری بدگمانی سے پرہیز کرے۔ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ (تم بہت بدگمانیوں سے پرہیز کرو کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہیں) اور رسُول مقبول نے فرمایا ہے تم بُرے گمان سے دور رہو کیونکہ بُرا گمان ایک قسم کا جھوٹ ہے۔ تیسری ٹھٹھا کرنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ (ایک گروہ دوسرے گروہ سے ٹھٹھا نہ کرے) چوتھی حرام سے آنکھوں کو بند رکھنا۔ خداوند تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے (اے پیغمبر مومنوں کو کہدے کہ اپنی آنکھیں ممنوعات سے بند رکھیں) پانچویں زبان سے سچی بات کہنی۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ جب بات کرو تو انصاف کرو یعنے سچ بولو۔ چھٹی یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ کا اپنے اوپر احسان مانو اور اپنے نفس پر بھروسہ نہ کرو اور اس کو اچھا نہ سمجھو۔ کیونکہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے (بلکہ اللہ تعالےٰ تجھ پر احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تم کو ایمان کی راہ دکھلائی ہے) ساتویں یہ ہے کہ اپنے مال کو اس کے مستحقوں پر خرچ کرو۔ اور ان کاموں یا لوگوں پر خرچ نہ کرو جو باطل ہیں یا جو اس کے مستحق نہیں کیونکہ اللہ جلشانہ (مومنوں کی تعریف میں فرماتا ہے وہ لوگ خرچ کرنے والے ہیں نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی کرتے ہیں یعنے گناہوں میں وہ خرچ نہیں کرتے اور خدا کے حکم کے مطابق خرچ کرنے سے نہیں رُکتے۔ آٹھویں یہ ہے کہ بلند مرتبہ اور بزرگوں کی خواہش اپنے واسطے نہ کرے کیونکہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے (آخرت کا گھر یعنے بہشت

ہم ان لوگوں کو دیتے ہیں۔ جو دنیا میں بڑے بڑے مرتبوں کے حاصل کرنیکی خواہش نہیں رکھتے اور نہ فساد کرتے ہیں۔ آٹھویں یہ ہے کہ اپنے وقتوں میں پانچوں وقت کی نماز ادا کرے اور رکوع اور سجود کو اچھی طرح بجالائے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے تم نمازوں کو نگاہ رکھو خاص کرو میانی نماز کو یعنے نماز عصر کو اور خدا کے تابعدار بنجاؤ۔ دسویں یہ ہے کہ سنت پیغمبر صلعم کی پیروی کرو اور مسلمانوں سے ملے رہو۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے اور تحقیق یہ میری سیدھی راہ ہے تم اس پر چلو یعنے سنت پر چلو۔ اور دوسرے راہوں کو مت اختیار کرو۔ اگر دوسرے راستوں میں داخل ہوگے۔ تو تم خداوند تعالےٰ کے سیدھے راستے سے بہک جاؤگے۔

بعض گناہوں سے توبہ کرنے کا بیان

اگر کوئی معلوم کرے کہ میں سب گناہوں سے نہیں بچ سکتا کیونکہ ان سے بچنا ناممکن ہے تو وہ تھوڑے گناہوں سے ہی بچے اور جہاں تک ہو سکے بڑے گناہوں سے توبہ کرے کیونکہ کبیرے گناہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہت زبون ہیں ان سے خداوند کریم کا غضب اور غصہ بھڑک جاتا ہے اور جو صغیرے گناہ ہوتے ہیں وہ کبیرے گناہوں سے درجہ میں کم ہوتے ہیں اور اگر صغیرے گناہوں کو خداوند تعالےٰ بخشدے تو یہ اسکی بخشش کے زیادہ نزدیک ہیں۔ اس لئے کبیرہ گناہ سے توبہ کرنی مشکل نہیں ہے۔ پس اگر کوئی کبیرہ گناہ کو ترک کردے تو اس کے ایمان اور یقین اور دل میں قوت پیدا ہوجاتی ہے اور ہدایت کا نور اسکے دل میں روشن ہوجاتا ہے اور خداوند تعالےٰ کی طرف رجوع کرنے کے واسطے اس کا سینہ کشادہ کردیتے ہیں اور پھر صغیرے گناہ بھی اپنے آپ ہی چھوٹ جاتے ہیں اور گناہوں کی باریکیاں اور دل کے گناہ اور گناہوں کے حال اور مقام اور پوشیدہ شرک سب کچھ دور ہوجاتا ہے اور پھر اس کو ایسا حال اور مقام نصیب ہوجاتا ہے جہاں وہ وہی کام کرتا ہے جو اس کے کرنیکے لائق ہوتے ہیں اور جو کام کرنے والے نہیں ہوتے ان کو چھوڑ دیتا ہے اور جو آدمی اس سیدھے راستے میں داخل ہوتا ہے اور اس کا ذائقہ اور لذت چکھ لیتا ہے اور حق کے کاملوں کی صحبت کو اختیار کرکے اس میں ثابت قدم ہوجاتا ہے۔ وہ اس بات کو اچھی طرح پہچان اور جان جاتا ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ پہلے ہی پہلے کام کا وہ طریق اختیار نہ کرے جو اسکی غایت ہے اور مشکل ہو۔ کیونکہ تم اسواسطے بھیجے گئے ہو کہ کاموں کو آسان کرو اسواسطے نہیں بھیجے گئے۔ کہ کام میں ایسی مشکلات پیدا کرو کہ لوگوں کو نفرت ہوجاوے۔ بیشک یہ محکم دین ہے اس میں نرمی کے ساتھ چلو جس نے اسکو ترک کیا وہ سیدھے راہ سے بہک گیا اور کوئی اس کا رہبر بھی نہیں رہتا۔ اور اگر کوئی آدمی بعض کبیرے گناہوں سے توبہ کرلے اور بعض سے نہ کرے کیونکہ جن سے توبہ کرتا ہے ان کو خدا کے نزدیک۔ زیادہ سخت جانتا ہے اور سخت عذابوں کا باعث سمجھتا ہے جیساکہ قتل انسان۔ لوٹ اور خدا کے بندوں پر ظلم کرنا انکی نسبت سمجھتا ہے کہ یہ بندوں کے گناہ ہیں اور بخشے نہیں جائینگے۔ اور جن سے توبہ نہیں کرتا اور ان کا تعلق خدا اور بندوں کے درمیان ہے جیسے شراب پینا اور زنا کرنا انکی نسبت سمجھتا ہے کہ یہ جلدی بخش دئے جائینگے۔ جیساکہ شراب کے پینے سے تو توبہ کرے اور زنا سے نہ کرے اس خیال سے کہ شراب سب بدیوں کی کنجی ہے۔ کیونکہ جب عقل دور ہوجاتی ہے تو سب گناہ سرزد ہوجاتے ہیں اور مرتکب گناہ کو خبر تک بھی نہیں ہوتی۔ زنا کی تہمت لگانی۔ گالی دینی۔ خدا کے ساتھ کفر کرنا۔ زنا کرنا۔ قتل کرنا۔ کسی کا مال چھین لینا اور شراب سب گناہوں کی کان اور انکی جڑ اور ماں ہے اور جیسے کوئی آدمی صغیرہ گناہ یا گناہوں سے توبہ کرے اور کبیرے گناہ پر اصرار کرے اور یا غیبت کرنے اور حرام کی طرف نگاہ ڈالنے سے تو توبہ کرتا ہے اور شراب پینے میں دلیر ہے۔ اس کا سخت عادی ہے اور اس سے بڑی محبت رکھتا ہے اور اس کے واسطے اپنے نفس اور لوگوں کو دم دیتا ہے کہ میں تو اس کو دوا کے

طور پر پیتا ہوں اور یہ میری دوا ہے اور دوا کے استعمال کا ہم کو حکم ہے۔ اس کو شیطان گمراہ کر دیتا ہے۔ اور اسکی آنکھوں میں شراب کی خوبی ظاہر کرتا ہے اور اس کو کہتا ہے کہ یہ بڑی مفید چیز ہے اسکے پینے سے سرور آتا ہے خوشی اور خرمی حاصل ہوتی ہے۔ غم اور تردد دور ہو جاتا ہے۔ جسم کو تندرستی اور رونق اور تازگی دیتی ہے یہ ساری باتیں شیطان کی ابلہ فریبی ہیں۔ اس شیطان مردود نے ان بے وقوفوں کو شبہ میں ڈال رکھا ہے اور وہ اس کے ضرر کو نہیں جانتے اور بھولے ہوئے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ اس کام کا انجام ہلاکت ہے اور اس سے بھی غافل ہیں کہ شراب پینے سے دنیا اور ما فیہا کی کوئی خبر نہیں رہتی۔ دین اور دنیا دونوں برباد ہو جاتے ہیں اور خداوند کریم کے عتاب اور عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں انکا وہی حال ہوتا ہے جیسا ایک شاعر کہتا ہے ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم ۔ نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے ۔ گئے دونوں جہان کے کام سے ہم ۔ نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے

شراب کے پینے سے انسان کی عقل جاتی رہتی ہے اور دین اور دنیا کے کام کا سرانجام عقل سے ہی وابستہ ہے اور تحقیق ہم نے کہا ہے کہ بعض گناہوں سے توبہ کرنی صحیح اور جائز ہے کیونکہ ہر ایک مسلمان سے کسی وقت خدا کی فرمانبرداری اور کسی وقت نافرمانی ظہور میں آہی جاتی ہے اور ایسی حالتوں سے کوئی خالی نہیں اور جس قدر کسی مسلمان کو اللہ سے نزدیکی یا دوری ہوتی ہے ویسا ہی اُس سے طاعت یا گناہ کبیرہ یا صغیرہ سرزد ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ خداوند کریم کی حضوری اور اُس کے قرب میں ہوتے ہیں انکو کبیرے اور صغیرہ گناہ کا فرق معلوم ہوتا رہتا ہے۔ پس جب ایک فاسق کہتا ہے کہ جب شیطان مجھ پر غالب آجاتا ہے اور میرے دل میں بعض گناہ پیدا کرنے کی آرزو پیدا کر دیتا ہے تو اسوقت میں مناسب نہیں جانتا کہ میں اپنے ارادہ کے گھوڑے کی باگ ڈھیلی کر دوں اور اس کا تنگ بالکل دور کر دوں یعنی اپنی خواہشِ نفس جھٹ پٹ پوری کر لوں اور گناہ میں مبتلا ہو جاؤں۔ بلکہ اسوقت میں یہ کوشش کرتا ہوں کہ بعض گناہ جو آسان اور سہل ہوں انکو تو پہلے چھوڑ دوں اور پھر نفس کو باقی گناہوں کو ترک کرنے کے واسطے آمادہ کروں اور اس کام کے واسطے اپنے نفس پر قہر اور غضب کرتا ہوں اور شیطان سے لڑتا ہوں اور خداوند تعالیٰ پر امید رکھتا ہوں کہ وہ میری اس معاملہ میں مدد کرے کیونکہ وہ میرے حال کو دیکھ رہا ہے۔ اور بعض گناہوں کے کرنے سے مجھ کو خدا کے غضب کا خوف آتا ہے اور اسکے واسطے ان گناہوں کو ترک کر دیتا ہوں اور اگر نفس اور شیطان آسانی سے اس بات کو نہیں مانتے تو انکے ساتھ جنگ کرتا ہوں چونکہ خداوند کریم عاجزوں اور بیکسوں کا مددگار ہے اُمید ہو کہ وہ میری بھی مدد کرے اور توفیق دے اور میرے اور میرے باقی گناہوں کے درمیان پردہ کر دے۔ اور میں ان سے بچ جاؤں اور اگر اس طریق پر عمل نہ کیا جائے جیسا کہ ہمنے بیان کیا تو گنہگار آدمی کی نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ اور دوسری سب عبادات سب کی سب درست نہ ہوتیں۔ کیونکہ اگر اس کو یہ کہا جاوے کہ تو گنہگار ہے تو تیرے گناہ خداوند تعالیٰ کی طاعت اور اطاعت سے تجھ کو خارج کرتے ہیں خدا کے نزدیک تیری طاعت مقبول نہیں ہے کیونکہ یہ عبادات غیر اللہ کی ہیں اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ عبادات تیری خداوند تعالیٰ کے لئے ہیں تو تو تمام گناہوں کو ترک کر کیونکہ اللہ جل شانہ کا اس باب میں ایک ہی حکم ہے اگر کوئی گناہ کو ترک نہ کرے اور صرف نماز پڑھنے سے ہی خداوند تعالیٰ کی نزدیکی چاہے تو یہ محال ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کسی نے دو آدمیوں کے دو دینار قرض دینے ہوں اور اسکو انکا ادا کرنے کی طاقت بھی ہو۔ ان میں سے ایک کو تو اس نے ایک دینار ادا کر دیا اور دوسرے کے دینے سے قسم کھائی کہ میں اس کو جانتا ہی نہیں حالانکہ وہ اس کو اچھی طرح جانتا ہے اس سے وہ ایک آدمی کے قرض سے تو بری ہو گیا مگر دوسرے کے قرض سے بری نہیں ہوا۔ اس کے واسطے وہ پکڑا جائیگا۔ اور یہی حال اس آدمی کا ہے جو بعض امور میں تو خداوند تعالیٰ کی فرمانبرداری

اور اطاعت کرتا ہے اور بعض میں نہیں کرتا ان سے روگردانی اور سرکشی کرتا ہے یہ آدمی خدا کی نافرمانی کا بیشک گنہگار ہوتا ہے اور ایسا مسلمان ہے کہ اس کا ایمان ناقص ہے کیونکہ خدا کی اطاعت میں اس کا فرمانبردار ہے اور گناہ کرنے میں خدا کا مخالف ہے۔ اور یہ عادت ان لوگوں کی ہے جو لوگ دین میں خلط ملط کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں کی کبھی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ دین میں انکی نفسانی خواہشیں ان سے دور ہو جاتی ہیں اور وہ سب گناہوں کو چھوڑ دیتے ہیں یہ سب کچھ خداوند کریم کے اختیار میں ہے جو چاہے کرے ہماری پرہیزگاری ہمارے اختیار میں نہیں۔ اور جس نے توبہ کی اگر وہ چاہے تو اس پر رحمت نازل کرے اور خداوند تعالیٰ اپنا فضل اور کرم اس پر نازل کرتا ہے جو اُسکی طرف رجوع کرتا ہے ؛

فصل۔ اُن احادیث اور آثار کے بیان میں جنمیں توبہ کا ذکر ہے

جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ مقبول صلعم نے جمعہ کے دن ہمکو یہ خطبہ سُنایا۔ اے لوگو مرنے سے پہلے توبہ کرو اور نیک کاموں کی طرف جلدی کرو۔ اور سعادتمند بنجاؤ اور جو تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ہے اس کو ملاؤ۔ اور بہت صدقہ دو۔ اس سے خداوند تعالیٰ بھی تمہاری روزی میں برکت کریگا۔ اور لوگوں کو نصیحت کرو کہ نیک کام کریں اس سے خداوند کریم کی پناہ میں رہو گے۔ اور بُرے کاموں سے لوگوں کو منع کرتے رہو۔ اس سے خداوند تعالیٰ تمہاری مدد کریگا۔ اور پیغمبر صلعم اکثر زبان مبارک سے یہ فرمایا کرتے تھے خداوند کریم مجھ کو بخشدے اور میری توبہ قبول کر۔ تو ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اور رسُول مقبُول نے فرمایا کہ جب شیطان لعین بہشت سے نکال دیا گیا اور وہ زمین کی طرف پھینکا گیا۔ تو اُس نے کہا کہ خداوندا تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم جب تک انسان کے بدن میں جان ہوگی تب تک اس کو گمراہ کرتا رہونگا۔ اللہ جلشانہ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم جب تک بندے غرغرہ نہ کرینگے یعنے جبتک آخری جان کنی کی حالت نہ پہنچیگی اُنکی توبہ قبول کرتا رہونگا۔ محمد بن عبداللہ سلمی فرماتے ہیں کہ اصحابوں کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ میں بیٹھا تھا۔ ان میں سے ایک نے فرمایا۔ کہ میں نے رسول مقبول کو یہ کہتے سُنا۔ کہ جو شخص اپنی موت سے آدھ دن پہلے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ اور دوسرے نے کہا کہ جو غرغرہ سے پہلے توبہ کرے خدا اسکی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ محمد بن مطرف علیہ الرحمۃ کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم پر میری رحمت ہے گناہ کرتا ہے پھر مجھ سے بخشش مانگتا ہے اور میں اس کو معاف کر دیتا ہوں۔ اور وہ پھر گناہ کرتا ہے اور پھر مجھ سے بخشش مانگتا ہے اور پھر میں اس کو معاف کر دیتا ہوں نہ وہ گناہ کو ترک کرتا ہے اور نہ میری رحمت سے ناامید ہوتا ہے پس تم گواہ رہو میں نے اُسکو بخش دیا۔ انسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور توبہ کرو) تو رسول مقبول روز مرہ ہر روز میں سو دفعہ بخشش مانگا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے خداوندا ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔ انسؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ اے خدا کے رسُول میں نے گناہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم خداوند تعالیٰ سے بخشش مانگو۔ اس نے عرض کی کہ میں گناہ سے تو توبہ کرتا ہوں مگر پھر گناہ کرتا ہوں۔ آپنے فرمایا کہ جب تو گناہ کرے تو توبہ بھی کر۔ یہاں تک کہ شیطان لعین ہی گھاٹے میں رہے۔ اس نے پھر عرض کی کہ اے اللہ کے رسُول میرے اوپر بہت سا گناہوں کا بوجھ پڑا ہوا ہے۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ تیرے گناہوں کی نسبت اللہ جلشانہٗ کی بخشش بہت ہی بڑھی ہوئی ہے اور حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اگر تو توبہ نہیں کرتا۔ تو خدا کی رحمت کی اُمید کبھی نہ رکھ۔ کیونکہ تُو نے اس کے غضب کا خیال نہیں کیا اور نیک عملوں کو جن میں اسکی رضامندی اور آمرزش کی اُمید تھی ترک کر دیا ہے اور نفس

کہ بیہودہ امید میں مغرور اور غافل رہا ہو۔ اور جب خدا کا حکم تمہارے پاس پہنچا تو اس کو تو نے نہ سُنا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے
بیہودہ امیدوں نے تم کو فریب دیا۔ اور آخر کار تم کو خدا کا حکم پہنچا اور پھر تمہیں شیطان نے دھوکا دیا اور خداوند تعالےٰ
فرماتا ہے کہ جس آدمی نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے اور سیدھی راہ اختیار کی۔ میں اس کو بخش دیتا ہوں۔ اور
اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ہر چیز کو میری رحمت نے سما لیا ہے۔ اور جو لوگ پرہیزگاری کرتے ہیں۔ میں ان کو لکھ لیتا ہوں اور
جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں۔ میں انکے نام بھی فہرست میں درج کر لیتا ہوں) پس جو آدمی
توبہ اور پرہیزگاری نہیں کرتا۔ اور خدا کی رحمت اور بہشت کا امیدوار ہوتا ہے وہ بڑا بے وقوف اور احمق ہے۔ اور اس کا ایسا
کرنا سراسر غرور ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت اور بہشت توبہ اور تقوی کے ساتھ مشروط ہیں (اگر کوئی توبہ اور تقوےٰ اختیار
کرتا ہے تو وہ خدا کی رحمت اور بہشت کا حقدار ہوتا ہے) اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ تحقیق مومن اپنے گناہوں کو
ایک پہاڑ کی مانند خیال کرتا ہے۔ اور ڈرتا ہے کہ میرے سر پر آ پڑے۔ اور فاجر اپنے گناہوں کو ایک مکھی کی مانند خیال کرتا
ہے جو ناک پر بیٹھی ہو۔ جب اس کو اشارہ کیا تو وہ اُڑ گئی اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ بندہ گناہ کرتا
ہے اور وہ گناہ اسکو بہشت میں داخل کرتا ہے۔ پس صحابہ نے پوچھا کہ گناہ اُس کو بہشت میں کیونکر داخل کرتا ہے
آپ نے فرمایا کہ گناہ اسکی آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ اس سے اس کو ندامت اور شرمندگی ہوتی رہتی ہے۔ اور وہ
خداوند تعالےٰ سے بخشش مانگتا رہتا ہے۔ اور آخر کار اس طرح وہی گناہ اسکے بہشت میں داخل ہونے کا سبب بنجاتا ہے
اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ پرانے گناہ کو جس قدر نئی نیکی جلد ساب کر لیتی ہے۔ میں نے ایسی اور کوئی چیز نہیں دیکھی بدیاں
کو نیکیاں دور کر دیتی ہیں۔ پس جو خداوند کریم کو یاد کرنے والے ہیں اور بدیوں کو دور کرنا چاہتے ہیں ان کے واسطے یہ بڑی نصیحت
ہے اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ داغ پڑ جاتا ہے اور جب وہ
توبہ کرتا ہے اور گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے اور بخشش مانگتا ہے تو وہ سیاہی اسکے دل سے دور ہو جاتی ہے۔ اور اگر توبہ نہیں
کرتا اور گناہ سے ہاتھ نہیں ہٹاتا اور خدا کی آمرزش کا طلبگار نہیں ہوتا۔ تو اس کے گناہ کے اوپر اور گناہ چڑھ جاتا ہے اور
اسکے دل کی سیاہی پر اور سیاہی جم جاتی ہے اور اس کا دل اندھا ہوتا جاتا اور مر جاتا ہے جیسا کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے
(ایسا نہیں ہے بلکہ وہ جو کام کرتے تھے ان کے باعث ان کے دلوں پر زنگ آگیا ہے) اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔ توبہ کرنے
اور مغفرت مانگنے کی نسبت گناہ کا چھوڑ دینا بہت آسان ہے۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ موت کی غفلت کو غنیمت جانے
یعنے موت آنے سے پہلے توبہ کرے۔ حسن نے کہا کہ آدم بن زیاد کہتا تھا کہ تم میں سے ہر ایک یہ سمجھے کہ اسکی موت اسکے پاس
حاضر ہو گئی ہے اور اُس نے خداوند تعالےٰ سے درخواست کی ہے خداوندا اس موت کو لوٹا دے۔ اللہ تعالیٰ اسکی موت کو واپس
کر دے۔ پس انسان کو لازم ہے کہ وہ خداوند تعالےٰ کی عبادت کرے۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ جلشانہ نے داؤد علیہ السلام کے پاس
وحی بھیجی اور کہا اے داؤد تو ڈرتا رہ ایسا نہ ہو کہ تو غافل ہو اور میں تجھے پکڑ لوں یعنے اس جہان سے اُٹھا لوں اور تو
حجت اور دلیل کے بغیر میرے پاس آئے۔ ایک صالح ایک دفعہ عبدالمالک بن مروان کے پاس تشریف لایا۔ عبدالملک نے
اس صالح آدمی کی خدمت میں گذارش کی کہ مجھ کو کوئی نصیحت کرو۔ اس صالح آدمی نے آپ سے پوچھا کہ اگر آپ کو
موت آجائے تو آپ کے پاس موت کا کچھ سامان ہے اس نے جواب دیا کہ کوئی سامان نہیں۔ اس کے بعد صالح صاحب نے
پوچھا کہ تو پسند کرتا ہے کہ تیری یہ حالت بدل جائے اور تو اس میں خوش رہے اس نے جواب دیا۔ میں یہ بھی نہیں پسند کرتا
صالح صاحب نے پھر پوچھا کہ مرنے کے بعد کوئی ایسا مکان ہے جس میں تم آرام اور خوشی سے رہو اُس نے جواب دیا کوئی

نہیں۔ اس کے بعد اُسنے پھر پوچھا۔ کہ تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تجھے موت آجائے اور تو غافل ہو عبد الملک نے جواب دیا کہ میں یہ بھی نہیں چاہتا۔ اس کے بعد صلح صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے بھی ایسا کوئی دانا آدمی نہیں دیکھا۔ کہ جو خصلتیں اوپر بیان کی ہیں اُنپر راضی ہو۔ اور پیغمبر صلعم فرماتے ہیں کہ پشیمانی توبہ ہے۔ اور آپ نے ارشاد کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی گناہ کرے اور اسکے بعد جو کچھ اُس نے کیا ہے اس پر پشیمان اور نادم ہو تو یہ پشیمانی اُس کے گناہ کا کفارہ ہے۔ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبہ کے چار ستون ہیں۔ پہلا زبان سے استغفار پڑھنا۔ دوسرا دل میں پشیمان ہونا۔ تیسرا اپنے اعضاؤں کو گناہ سے بچائے رکھنا۔ اور چوتھا دل میں یہ نیت رکھنا کہ پھر ایسا گناہ نہیں کرونگا۔ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خالص توبہ یہ ہے کہ جس گناہ سے توبہ کرے پھر اُسے نہ کرے اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اگر کوئی گناہ کے بعد خداوند تعالےٰ سے بخشش مانگے اور پھر اس گناہ پر قائم رہے۔ تو وہ اللہ تعالےٰ سے ٹھٹھا کرتا ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے۔ کہ خداوندا میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں۔ اور توبہ کرتا ہوں اور اسکے بعد پھر گناہ کرے اور پھر توبہ کرے۔ تین دفعہ اور پھر چوتھی دفعہ پھر گناہ کرے تو اس کا یہ گناہ کبیرہ گناہ لکھا جاویگا۔ اور فضیل بن عیاض کہتے ہیں۔ کہ تو اپنے نفس کا آپ ہی وصی بن اور لوگوں کو وصیتیں نہ کر۔ کیونکہ اگر لوگ تیری وصیت کو پورا نہ کرینگے تو تو انکو ملامت نہیں کرسکیگا وجہ یہ کہ تو نے اپنی زندگی میں اپنا نفس بھلا رکھا اور کوئی وصیت نہ کی۔ ایک شاعر کہتا ہے۔" دنیا تھوڑے سے فائدہ کی جگہ ہے اسے فائدہ اٹھالے یہ دنیا چند روزہ ہے۔ اسکو قیام نہیں۔ جس چیز کا تو مالک ہے اُسے اپنے جیتے جی آگے بھیج۔ امیر آدمی کی ہر کوئی پیروی اور فرمانبرداری کرتا ہے تجھ کو یہ بات دھوکہ میں نہ ڈالے کہ میں وصیت کر چلا ہوں۔ کیونکہ اگر وصیت پوری نہ ہوئی تو سب کچھ ضائع ہوا۔ ایک دوسرا شاعر کہتا ہے کہ اگر تو دوسرے کو نصیحت کرتا ہے کہ اس چیز کو چھوڑ دے تو پہلے اسکے ترک کرنے کے واسطے اپنے نفس پر قادر ہو لے جو کچھ تو آج بوئیگا وہی کل کو کاٹیگا اور جیسا درخت آج لگائیگا حساب کے دن اسی کا میوہ کھائیگا۔

فصل۔ ابی امامہ باہلی روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ داہنے بازو والا فرشتہ بائیں بازو والے فرشتہ کا حاکم ہے۔ پس جب کوئی بندہ ایک نیک عمل کرتا ہے تو داہنے بازو والا فرشتہ دس نیکیاں لکھ لیتا ہے اور جب بندہ کوئی بُرا عمل کرتا ہے اور بائیں طرف کا فرشتہ اس کو لکھنے لگتا ہے تو داہنی طرف والا فرشتہ اس کو کہتا ہے تو ابھی ٹھیر جا۔ پس وہ ٹھیر جاتا ہے اور چھ یا سات ساعت دن تک لکھنے میں تامل کرتا ہے۔ اور اس عرصہ میں اگر وہ بندہ خداوند کریم سے بخشش مانگ لیتا ہے تو اس کو معافی مل جاتی ہے۔ اور اس کے حساب میں کچھ نہیں لکھتا اور اگر وہ بندہ بخشش نہیں مانگتا تو اس کے حساب میں صرف ایک ہی بدی لکھتا ہے اور دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے کہ اگر بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو جب تک وہ دوسرا گناہ نہیں کر لیتا اس کا پہلا گناہ لکھا نہیں جاتا۔ اور جب اس کے پانچ گناہ جمع ہو جاتے ہیں اور پھر وہ ایک نیکی کرتا ہے تو اس کی پانچ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور یہ پانچ نیکیاں پانچ گناہوں کے مقابلہ میں لکھے جاتی ہیں۔ اسوقت شیطان لعین بڑا افسوس کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ابن آدم پر کیونکر غالب آسکتا ہوں۔ اُسکی تو ایک ہی نیکی میری ساری محنت اور مشقت کو برباد کر دیتی ہے۔ یونس حسنؒ سے اور وہ پیغمبر صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایسا کوئی بندہ نہیں جس پر دو فرشتے مقرر نہ ہوں۔ اور داہنی طرف والا بائیں طرف کے فرشتہ پر حاکم ہے اور جب کوئی بندہ کوئی بُرا فعل کرتا ہے تو بائیں طرف کا فرشتہ داہنے طرف کے فرشتہ سے دریافت کرتا ہے کہ کیا میں لکھ دوں۔ پس وہ کہتا ہے کہ ابھی کچھ دیر ٹھیر جا یہاں تک کہ وہ پانچ گناہ کر چکے اور جب بندہ پانچ گناہ کر چکتا ہے تو پھر بدیاں لکھنے والا فرشتہ کہتا ہے کہ اب

لکھوں نیکیوں کا فرشتہ اس کو پھر جواب دیتا ہے کہ اتنی دیر تک اور ٹھیر جا۔ یہ بندہ ایک نیکی کر لے اور جب وہ ایک نیکی کر لیتا ہے۔ تو اس وقت داہنے ہاتھ کا فرشتہ بائیں ہاتھ کے فرشتہ سے کہتا ہے کہ ہم کو خبر دیگئی کہ ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔ اسلئے پانچ نیکیوں سے تو پانچ بدیاں دور ہوئیں۔ اور باقی پانچ نیکیاں اس کے حساب میں لکھ لیں۔ اور فرمایا پس اس وقت شیطان چلاتا ہے کہ میں ابن آدم کو کب پہنچ سکتا ہوں۔ اور یہ حدیث اللہ جلشانہ کے قول کے موافق ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس نے توبہ کی اور جو ایمان لایا۔ اور جس نے نیک عمل کئے اُس نے راہ پائی اور میں اس کو بخشنے والا ہوں۔ علی بن ابیطالب فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونیسے چار ہزار سال پہلے یہ آیت عرش کے اردگرد لکھی تھی (جو آدمی توبہ کرتا ہے اور ایمان لاتا ہے اور نیکی کرتا ہے البتہ میں اس کو بخشنے والا ہوں کیونکہ یہ آدمی ہدایت پا لیتا ہے) اور یہ حدیث اللہ جلشانہ کے اس قول کے موافق ہے کہ (نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں نصیحت قبول کرنے والوں کے واسطے یہ نصیحت کافی ہے) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے اور خداوند تعالےٰ اس کو منظور فرما لیتا ہے۔ تو جو بدیاں اُس نے توبہ سے پہلے کی تھیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو نگہبان فرشتوں کی یاد سے بھلا دیتا ہے۔ اور ان کو بندہ کے وہ عضا بھی بھول جاتے ہیں۔ جن سے اُس نے گناہ کا کام لیا تھا۔ اور جس جگہ پر بندہ نے بیٹھ کر گناہ کیا تھا۔ وہ مقام بھی اس کو بھول جاتا ہے۔ اور آسمان میں جس جگہ اس گناہ کو درج کیا جاتا ہے وہ جگہ بھی فراموش ہو جاتی ہے اور قیامت کے دن کوئی کسی قسم کا گواہ اس بندہ کے ساتھ نہیں ہوگا جو اس کے خلاف شہادت دے۔ اور روایت ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ توبہ کرنے والا اس آدمی کی مانند ہے جس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو۔ اور ایک دوسری روایت میں اسطرح آیا ہے کہ اگر کوئی دن میں ستر دفعہ گناہ کرے اور توبہ کرے تو وہ اُس آدمی کی مانند ہوتا ہے کہ گویا اُس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جو آدمی یہ کہتا ہے کہ میں خدا بزرگ سے بخشش مانگتا ہوں۔ جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ اور وہ زندہ اور قائم ہے اور میں اسکی طرف رجوع کر کے تین دفعہ توبہ کرتا ہوں۔ تو اس کے گناہ بخشدیے جاتے ہیں۔ چاہے اسکے گناہ اس کثرت سے ہی کیوں نہ ہوں جس قدر کہ سمندر کی جھاگ ہوتی ہے۔ اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے اور وہ کہتا ہے کہ قیامت کو انسان اپنے نامہ اعمال کے اول حصہ میں گناہ دیکھیگا اور آخر حصہ میں نیکیاں۔ پس جب وہ اس کو پھر لوٹا کر دیکھیگا تو وہ سب کی سب نیکیاں ہی ہونگی۔ اور یہ بات اسی توبہ کرنے والے کے واسطے ہوگی جس کے حق میں ازل سے توبہ اور اسکی قبولیت لکھی ہوگی۔ اور بعض سلف صالحین نے کہا ہے کہ جس وقت کوئی بندہ گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اس کے سب گذشتہ گناہ نیکیاں ہی ہو جاتی ہیں۔ اور اسلئے ابن مسعودؓ نے بھی کہا ہے۔ کہ قیامت کو بہت سے لوگ آرزو کریں گے۔ کہ کاش ہمارے گناہ بہت ہوتے۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے (اپنے جن بندوں کی نسبت میں چاہونگا انکی بدیوں کو نیکیوں سے بدل دونگا) اور حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی ایسا ہے کہ اس نے اس قدر گناہ کئے ہیں۔ کہ زمین اور آسمان کا درمیان سب ان گناہوں سے بھر گیا ہے اور پھر اس نے توبہ کی ہے اور خداوند کریم اپنی رحمت سے ان سب گناہوں کو بخشدیتا ہے۔ اسی واسطے حدیث میں بھی آیا ہے کہ اے آدمؑ کے فرزند اگر تو زمین کی وسعت کے گناہ کر کے میرے روبرو آئے تو پھر بھی میں تیرے ساتھ اپنی بخشش سے پیش آؤنگا۔

توبہ کا ایک اور بیان

عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ کوفہ کے نواح میں ایک مقام پر ایک دن میرا گذر ہوا۔ اتفاق سے ایک گھر میں میری نگاہ پڑی میں نے دیکھا کہ اس میں کئی ایک فاسق جمع ہیں اور شراب پی رہے ہیں اور انکے پاس زانان

نامی ایک گویا بربط بجا رہا تھا اور نہایت خوش آواز کے ساتھ گا رہا تھا۔ اور جب عبداللہ بن مسعودؓ نے اس سرود کو سُنا تو آپ یہ کہہ اُٹھے کہ یہ کیا ہی اچھی آواز ہے ؎

اگر آواز سے قرآن پڑھا جاتا تو کیا ہی بہتر ہوتا۔ اور اپنے سر پر چادر اوڑھ آپ چلے گئے اور زاذان کے کان میں بھی آپ کی آواز پڑی۔ اور اس نے پوچھا کہ یہ کون حضرت ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ رسول مقبول کے اصحابوں میں سے عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔ پھر پوچھا۔ کہ یہ کیا کہتا تھا۔ لوگوں نے جواب دیا کہ کہتا تھا کیسی خوش آواز ہے۔ اگر اس سے قرآن پڑھا جاتا۔ تو بہت ہی اچھا ہوتا۔ جونہی اس نے یہ بات سُنی۔ اُسکے دل میں ایک ہیبت آگئی اور اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے بربط کو زمین پر دے پٹکا۔ اور وہ ٹوٹ گیا۔ پھر دوڑا اور حضرت عبداللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اور اپنی پگڑی گلے میں ڈال لی۔ اور آپ کے سامنے زار زار رونا شروع کیا۔ پس حضرت عبداللہ صاحب نے اُسے گلے لگالیا اور دونوں زار زار رونے لگ گئے۔ پھر عبداللہ نے کہا۔ کہ جس آدمی کو خداوند کریم محبت کرتا ہے۔ میں اس کو کیونکر اپنا دوست نہ بناؤں پس زاذان نے بربط توڑ ڈالی۔ اور حضرت عبداللہ کی خدمت میں حاضر رہنے لگا۔ اور قرآن سیکھا۔ اور بہت کچھ علم سیکھا اور بڑا کمال حاصل کیا۔ یہاں تک کہ علم میں اسوقت کا امام ہو گیا۔ اور بہت سی حدیثوں میں آیا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ اور سلمان فارسی سے زاذان روایت کرتے ہیں اور بنی اسرائیل کی بہت سی کتابوں میں بھی آیا ہے کہ ایک گانے والی عورت تھی۔ اور وہ بڑی بدکار تھی اور مردم فریب اور خوبصورت اس کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ اور وہ دروازہ کے سامنے ایک تخت پر بیٹھی رہا کرتی تھی۔ پس جو آدمی اسطرف سے گذرتا اور اس کو دیکھ لیتا۔ وہ دیکھتے ہی اس کا شیدا اور فریفتہ ہو جاتا تھا۔ اور وہ اپنے پاس کسی کو آنے کی اُسوقت اجازت دیتی تھی۔ جب دس دینار یا اس سے زیادہ نذرانہ اپنے خزانہ میں داخل کرا لیتی تھی بنی اسرائیل کے عابدوں میں سے ایک عابد ایک دن اس کے کوچہ میں گذرا۔ اس کی نظر بھی اچانک جب کہ وہ تخت پر بیٹھی تھی جا پڑی اور دیکھتے ہی فریفتہ ہو گیا۔ اب حضرت عابد صاحب ہیں کہ آہیں بھرتے پھرتے ہیں۔ اور اپنے نفس سے خوب جنگ و جدل ہو رہا ہے۔ آخران کو اسکے سوا اور کوئی چارہ دکھائی نہ دیا۔ کہ مستجاب الدعوات کی درگاہ میں ہاتھ اُٹھالے اور دعا مانگے ؎

بدل دے یا دلِ اس دل کے بدلے الٰہی تو تو رب العالمین ہے

مگر اس ہرجائی نازنین نے عابد کے دل پر بڑا کاری زخم لگایا تھا اور علاج سے اس کا اندمال ناممکن تھا۔ اسلئے عابد صاحب کو اور کوئی بات نہ سُوجھی کہ اپنا تمام مال اور متاع بیچ ڈالے اور اسطریق سے جو سرمایہ جمع ہو۔ اُس کو خرچ کر کے اپنی جان جاناں تک رسائی حاصل کرے۔ اور جب اُسکے چشمۂ فیض پر حاضر ہوا۔ تو درخواست کی کہ بارگاہ میں داخل ہونے کی جو فیس مقرر ہے اسکو لے لیا جائے اور اس میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے۔ اس پر اُس نے حکم دیا۔ کہ میری وکیل کے پاس روپیہ جمع کر دو۔ چنانچہ اُس نے روپیہ وکیل کو دیدیا۔ اور اس نے اُس سے وعدہ کیا کہ فلاں وقت پر تشریف لائیں۔ چنانچہ حسب وعدہ وہ اس عورت کے پاس آیا۔ اور وہ زیب اور آرائش سے آراستہ ہو کر تخت پر بیٹھی تھی۔ حضرت عابد صاحب بھی اسکے برابر تخت پر جا کر بیٹھ گئے۔ اور اس سے دست درازی اور خوشی کرنے لگے۔ کہ اچانک اللہ کی رحمت اُس پر نازل ہوئی۔ اور اس کو اسکی پہلی طاعت اور عبادت کی برکت سے بچا لیا۔ اسوقت عابد کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگرچہ میں لوگوں سے پوشیدہ ہوں۔ مگر اللہ جلشانہ عرش اعلیٰ سے میرے اس زبون حال کو ہر صورت میں دیکھ رہا ہے اگر میں حرامکاری میں مشغول ہوا۔ تو میرے جتنے عمل ہیں وہ سب تباہ اور برباد ہو جائینگے۔ اس خیال سے اور خدا کے

خوف سے اس کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا۔ جب اس عورت نے عابد کا یہ حال دیکھا۔ کہ اس پر تو ایک ہیبت سی چھائی ہوئی ہے تو اُس نے اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہو رہا ہے اور کس کا خوف ہے اس نے جواب دیا کہ اپنے اللہ جلشانہٗ سے خوف کر رہا ہوں۔ اب تو مجھ کو جلدی اجازت دے کہ میں اس جگہ سے چلا جاؤں۔ عورت نے اس کو جواب دیا کہ افسوس تجھ پر۔ بہت سے لوگ ہیں جن کو اس چیز کی آرزو ہے جو تجھے نصیب ہوئی ہے۔ اور تو اس سے بھاگتا ہے۔ اور روگردانی کرتا ہے۔ اس کا کیا باعث ہے۔ عابد نے جواب دیا کہ میں صرف اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہوں۔ اور جو مال میں نے تیری ملک کو دیا ہے وہ تجھ پر حلال ہے۔ اس کے بعد اس عورت نے اُس کو کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس لذت کا ذائقہ کبھی نہیں چکھا۔ عابد نے جواب دیا کہ ہاں نہیں چکھا۔ اس ماہ جبین نے اس سے پوچھا۔ کہ عابد صاحب آپ رہتے کہاں ہو اور آپ کا نام کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں فلاں گاؤں میں رہتا ہوں اور میرا نام یہ ہے۔ جب اس عورت کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو اُس نے اس کو چلے جانے کی اجازت دیدی۔ پس وہ اپنی خرابی اور ہلاکت پر واویلا کرتا اور روتا ہوا وہاں سے نکلا۔ خدا کی قدرت اس عابد کے سبب اس عورت کے دل میں بھی خوف الٰہی نے اثر کیا اپنے دل میں کہا کہ اس شخص نے ابھی گناہ کا ارادہ ہی کیا تھا۔ کہ خوف الٰہی نے اس پر غلبہ پایا۔ اور اس سے باز رہا۔ میرا رب بھی تو وہی ہے مجھ کو اپنے حال پر بہت ہی افسوس کرنا چاہیئے۔ کہ میں کتنے برسوں سے فسق و فجور اور بدکاری میں مبتلا ہوں۔ اور ابھی تک متنبہ نہیں ہوئی اور خداوند کریم کا کچھ بھی خوف نہیں کیا۔ مجھ کو تو اس آدمی سے کہیں بڑھ کر خوف ہونا چاہیئے تھا۔ اس لئے اس عورت نے خداوند تعالےٰ کی درگاہ میں عاجزی اور توبہ کی۔ اور پھٹے پرانے میلے کچیلے کپڑے پہن لئے۔ اور عام لوگوں کی آمد رفت کا دروازہ بند کر دیا۔ اور پھر جہاں تک خدا نے اس کو یاری دی وہ عبادت میں مصروف رہی۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کو خیال آیا۔ کہ اگر میں اس عابد کے پاس پہنچوں۔ تو شاید وہ مجھ کو اپنے نکاح میں لیلے۔ اور اگر ایسا ہوگیا تو میں اس کی خدمت میں رہکر اچھی طرح دین کی باتیں سیکھونگی۔ اور خداوند تعالےٰ کی عبادت میں وہ میری مدد کریگا اسلیئے وہ عورت اس کی تلاش کرنے پر مستعد اور آمادہ ہوگئی اور جس قدر خدا نے چاہا اپنا مال اور خادم ہمراہ لے گئی اور پوچھتی پوچھاتی اس گاؤں میں پہنچ گئی۔ جس میں وہ عابد صاحب رہتے تھے۔ لوگوں نے عابد کو جاکر خبر دی کہ ایک عورت آپ کو پوچھتی ہوئی یہاں آئی ہے۔ یہ سنکر میاں عابد بھی اسکے پاس آگئے۔ اور جب اس نے عابد کو دیکھا اور پہچان لیا کہ یہ وہی صاحب ہیں تو اُس نے اپنے چہرہ سے نقاب کو دُور کر دیا تاکہ وہ بھی اسے پہچان لے۔ میاں عابد نے دیکھتے ہی جھٹ پہچان لیا اور اپنے اور اُس کے درمیان جو معاملہ ہوا تھا۔ وہ سب اس کو یاد آگیا۔ عابد نے ایک چیخ ماری اور اس کے ساتھ ہی جان دیدی اور روح بدن سے چلتی ہوئی۔ جب اُس عورت نے اس واقعہ کو دیکھا تو کہنے لگی کہ میں تو اس کی تلاش میں ماری ماری بڑی مشکل سے اس کے پاس پہنچی تھی۔ اور اس نے مجھ کو دیکھ کر جان ہی دیدی ہے اسکے بعد اس نے کہا کہ اس عابد صاحب کے کنبہ میں سے کوئی ہے۔ جو مجھ سے نکاح کرنے کی خواہش رکھتا ہو۔ لوگوں نے اس کو کہا کہ ہاں ہے اس کا ایک بھائی ہے جو مفلس ہے۔ اس کے پاس کچھ نہیں۔ عورت نے جواب دیا کہ اس بات کی کچھ پرواہ نہیں۔ زندگی بسر کرنے کے واسطے میرے پاس مال بہت ہے۔ پس اس کا بھائی اُس کے پاس آیا۔ اور اُس نے اس عورت سے نکاح کر لیا۔ اور اس عورت سے اس صالح آدمی کے ہاں سات بیٹے پیدا ہوئے اور وہ سب کے سب ہی بنی اسرائیل میں پیغمبر ہوئے ہیں۔ بس تو دیکھ کہ سچائی اور عبادت اور نیک نیتی میں کیسی برکت ہے۔ عبداللہ ابن مسعودؓ جب راستگو اور نیک نیت تھا تو اس کے باعث زادان کو اللہ تعالےٰ نے کیسی ہدایت کی۔ اور اس کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ تیری صحبت سے بدکار کو اسی صورت میں فائدہ

ہوگا کہ تو خود بھی صالح اور نیک بخت ہوگا اور جب تک تیرے اپنے دل میں خدا کا خوف نہ ہوگا تب تک خداوند تعالیٰ کے ناصحوں میں سے نہیں ہو سکیگا۔ اپنی حرکات اور سکنات میں بناوٹ اور رنگ آمیزی کو دخل نہ دے۔ ہر وقت اور ہر لحظہ اللہ جلشانہ کو واحد حقیقی جانے اور اپنے اعتقاد کو سچا اور مضبوط رکھے۔ اور خدا کی اطاعت کرے۔ ایسا کرنے سے خداوند تعالیٰ تم کو توفیق دیگا اور تجھے مضبوطی اور استحکام حاصل ہوگا۔ اور خدا تجھ کو نفس امارہ اور شیطان کی گمراہی اور جن اور بشر کی شرارت اور تمام گناہوں کی برائیوں اور سب بدعتوں سے حفاظت میں رکھیگا۔ اور نامشروع چیزیں جو شرع چیزوں میں شامل ہو کر رائج ہو جاتی ہیں اور خرابی ڈالتی ہیں وہ تیرے سبب سے دور ہو جائینگی جیسا کہ اس زمانہ میں بھی انکا رواج ہو رہا ہے۔ اگر کوئی بُرے کاموں سے منع کرنے کو بُرا جانتا ہے۔ اور اس ہی لوگوں کو منع کرتا ہے تو لوگ اسکے آزار دینے کے درپے ہو جاتے ہیں اور اس کے ساتھ بُری طرح سے پیش آتے ہیں۔ بڑا عظیم فساد اُٹھا کر کھڑا کر دیتے ہیں گالیاں دیتے ہیں۔ زنا کی تہمت لگاتے ہیں۔ مار دھاڑ کرتے ہیں۔ کپڑے پھاڑ ڈالتے ہیں۔ مال لوٹ لیتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اسواسطے ہوتا ہے کہ ان میں سچائی کم اور ایمان ناقص ہوتا ہے۔ اور ہوا اور نفس کا ان پر غلبہ ہوتا ہے۔ اس زمانہ کے لوگوں میں یہ ساری برائیاں اب تک موجود ہیں حالانکہ ان کا دُور کرنا ان پر فرض تھا۔ ان کے لئے اپنے بڑے بڑے شغل ہیں۔ دوسروں کو تو بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ اور اپنا یہ حال ہے کہ فرض عین کو بھی چھوڑ رکھا ہے اور فرض کفایہ کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ کرنے والے مفید کاموں کو چھوڑ رکھا ہے اور نہ کرنے والے غیر مفید کاموں کو کر رہے ہیں۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔ آدمی کے اسلام کی خوبی اس میں ہے کہ وہ بیہودہ کاموں کو چھوڑ دے۔ اور جو آدمی بُری چیزوں کو اپنے آپ سے جلد دور کرنا چاہتا ہو۔ وہ پہلے اپنے کو ملامت اور نفرین کرے اور ظاہری اور باطنی گناہوں سے نفس کو نصیحت کرے اور اس کو اُن سے باز رکھے۔ اور جب دیکھے کہ میرا نفس تمام گناہوں سے پاک اور صاف ہو گیا ہے۔ تو اسوقت دوسرے کی طرف متوجہ ہو۔ اور اس کو نہی عن المنکر کرے۔ اسصورت میں نامشروع چیزیں اسکے اشارہ سے آسانی کے ساتھ اچھی طرح دور ہو جائینگی۔ جیسے عبداللہ بن مسعودؓ کے سبب سے ایک مراسی نے نامشروع گانا چھوڑ دیا تھا۔ اور بنی اسرائیل کے عابد کے اس سچے ارادہ کو دیکھو۔ خداوند کریم نے اسکی عبادت کی برکت اور سچائی کے ذریعہ سے زانیہ سے نجات دی اور اس کو کبیرہ گناہ سے بچالیا۔ اسی طرح خدا نے (حضرت یوسف کو) نالائق فعل اور گناہ سے بچایا۔ اور ان کے حق میں فرمایا کہ وہ میرے خاص بندوں میں سے ہے۔ غرض عابد نے خلوت اور جلوت میں جو نیکیاں کی تھیں اور صدق دل سے طاعت بجا لایا تھا وہ اس کے اور بدکار عورت کے درمیان آڑ ہو گئیں اور اس کو بچالیا۔ اور وہ مکار عورت جو ایک مدت تک بدکاری میں گرفتار رہی تھی وہ بھی اپنے ارادہ کی راستی اور صدق کے باعث سے ہی فسق اور فجور سے بچ گئی اور عابد کے مفلس بھائی تک پہنچی اور پھر اس عورت کے سبب سے اسکی مفلسی بھی دُور ہو گئی اور خداوند تعالیٰ نے عورتوں میں سے اس مکار عورت کو نیک بخت بی بی بنا دیا۔ اور اس مفلس کو عطا کی اور اس کو مالدار بنایا۔ اور دیکھو خدا کی شان ایسی عورت کو یہ شان دیا کہ ایسے سات پیغمبروں کی ماں بننے کا فخر حاصل ہوا۔ اور اس مفلس قلاش آدمی کو ایسی جگہ سے روزی عطا کی جہاں سے اس کو خیال میں بھی نہ سوجھی تھی۔ پس اس سے ثابت ہے کہ جس قدر نیکیاں ہیں وہ سب خداوند تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی فرمانبرداری میں ہی حاصل ہوتی ہیں۔ اور اس کی نافرمانی میں یہ سب بُرائیاں آجاتی ہیں۔ خدا کرے نافرمانی کا بیج دُنیا سے جاتا ہی رہے۔ اور اگر ہم خداوند کریم کے نافرمان ہوں تو ہمارا وجود ہی معدوم ہو جائے +

توبہ کی شناخت کا ذکر

توبہ کرنیوالے کی پہچان چار چیزوں سے ہو سکتی ہے پہلی توبہ کرنیوالا اپنی زبان کو قابو رکھے اور ان باتوں سے بچا رہے بیہودہ گوئی، غیبت، چغلی، جھوٹ۔ دوسری کسی کی دشمنی اور حسد اپنے دل میں نہ رکھے۔ تیسری برے آدمیوں سے الگ رہے تاکہ وہ اس کو اپنے قصد سے ہٹ جانے کے باعث نہ ہوں اور اسکی نیت میں فتور نہ ڈالیں اور دل میں جو چیزیں توبہ کی خواہشوں کو قائم رکھنے والی ہیں ان پر ہمیشگی کرے کیونکہ اسکے سوا توبہ درست نہیں ہوتی اور جو چیزیں توبہ کو کامل کرنے والی ہوں ان کو اپنے دل میں زیادہ جگہ دے مثلاً خوف اور اُمید اس سے دل کی نیت مضبوط ہوتی ہے اور توبہ پر ثابت رہتا ہے اور افعال قبیحہ سرزد نہیں ہوتے۔ اس لئے مناسب ہے کہ منہیات سے پرہیز کرے اور نفس امارہ کے بدلگام گھوڑے کی باگ کو کھینچے رکھے اور اسکی خواہشوں کی پیروی نہ کرے۔ پس اسطرح جس گناہ میں فی الحال ہے اُس سے جدا ہو جاتا ہے اور مضبوط نیت کرے کہ میں آیندہ ایسے گناہ نہیں کرونگا۔ چوتھی، توبہ کرنیوالا ہر وقت موت کے واسطے تیار رہے۔ اپنے گذشتہ گناہوں سے پشیمان ہوتا رہے۔ اور اپنے خدا کی فرمانبرداری کی کوشش کرتا رہتا ہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جس کی توبہ قبول ہوتی ہے اس کی پہچان چار چیزوں سے ہوتی ہے۔ پہلی یہ کہ وہ فاسق اور گناہگار لوگوں سے بالکل جدا ہو جاوے، اور ان کا خوف و ہیبت اپنے دل میں نہ پائے اور نیک لوگوں سے میل ملاپ رکھے۔ دوسری یہ ہے کہ ہر ایک طرح کے گناہ سے باز رہتا ہے اور عبادتوں کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تیسری یہ کہ دُنیا کی خوشی اُسکے دل سے دور ہو جاوے۔ اور آخرت کا فکر اور غم ہمیشہ اسکے دل میں رہے چوتھی یہ کہ رزق کی تلاش اور معاش کی فکر سے اس کا دل فارغ ہو۔ کیونکہ اُس کے پہنچانے کا ضامن خداوند تعالےٰ ہے اور خدا کی عبادت میں مشغول رہے۔ پس جس میں یہ علامتیں ہوں وہ ان لوگوں میں سے ہوتا ہے جن کی توبہ مقبول ہوتی ہے اور ان کے حق میں اللہ جلشانہ فرماتا ہے (خداوند تعالےٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے) اور لوگوں پر چار باتیں اس کے لئے واجب ہو جاتی ہیں پہلی یہ کہ اس کو دوست رکھیں، کیونکہ اس کو خدا دوست رکھتا ہے، دوسری یہ کہ اس کیلئے دعاء خیر کریں کہ وہ اپنی توبہ پر قائم اور مضبوط رہے۔ تیسری یہ کہ جو گناہ وہ پہلے کر چکا ہے ان سے اسکو شرمندگی نہ دلائیں۔ کیونکہ پیغمبر صلعم فرماتے ہیں جو آدمی کسی کو فاحش عیب لگاتا ہے وہ اس کے گناہ کو تو دور کرتا ہے اور خداوند تعالےٰ ضرور ہی اس عیب لگانے والے کو اُس گناہ میں ڈالے اور جو کوئی کسی مومن کو کسی گناہ کی عار دلاتا ہے وہ دنیا سے نکلنے سے پہلے اُس گناہ کا مرتکب ہوگا۔ اور اُس گناہ کے باعث وہ ذلیل اور خوار ہوگا۔ کیونکہ مومن جان بوجھ کر یہ ارادہ نہیں کرتا کہ میں گناہ میں مبتلا ہو جاؤں۔ اور نہ ہی جان کر گناہ کرتا ہے۔ اور نہ ہی اپنے مذہب کی رو سے اس کا اعتقاد ہوتا ہے کہ میں جائز فعل کرتا ہوں۔ اور اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ گناہ کو شیطان بڑی زینت دیکر دکھلاتا ہے اور شہوت کی زیادتی اور تندی ہوتی ہے اور اس کا شوق بڑھتا ہے اور غفلت اور دھوکہ کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے (کفر اور نافرمانی کو تمہارے واسطے مکروہ چیز بنایا ہے) اور اللہ جلشانہ نے تم کو اس سے بھی خبر دیدی ہے کہ نافرمانی مسلمانوں کی دشمن ہے۔ پس اگر کوئی مسلمان توبہ کرے اور خداوند کریم کی طرف رجوع لائے تو یہ روا نہیں ہے کہ اس کو گذشتہ گناہوں کا عیب لگایا جائے۔ بلکہ اُس آدمی کے حق میں یہ دعا کرنی چاہئے کہ خدا اس کو اپنی توبہ پر ثابت قدم رکھے اور اس کو زیادہ توفیق دے اور گناہ سے محفوظ رہے۔ چوتھی یہ کہ اس کو اپنی صحبت میں رکھیں۔ اُس کے ساتھ اچھی اچھی باتیں کریں۔ اسکو مدد دیں۔ اسکی عزت کریں اور خداوند تعالےٰ اس کو چار چیزوں سے بزرگی عطا فرماتا ہے ایک یہ کہ اُس کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے کہ گویا اُس نے کبھی گناہ کئے ہی نہیں۔ دوسری یہ کہ اللہ جلشانہٗ اس کو دوست رکھتا ہے۔ تیسری یہ کہ شیطان اُس پر غلبہ نہیں پاتا

اور وہ اس کے شر سے بچا رہتا ہے اور چوتھی یہ کہ اس کو آخرت کے خوف سے امن اور امان دیتا ہے۔ اور یہ باتیں موت سے پہلے ہی دنیا میں نصیب ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ انکے حق میں فرماتا ہے ان لوگوں پر فرشتے اترتے ہیں اور ان کو کہتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور کوئی غم نہ کرو اور تم کو بہشت کی خوشخبری ہو۔ کیونکہ تم لوگوں کو اس کا وعدہ دیا گیا ہے۔

توبہ کے باب میں پیران طریقت کی باتیں

ابو علی دقاق کہتا ہے کہ توبہ تین قسم پر ہے۔ اول گناہ سے پھرنا اس کا درمیان متوجہ ہونا ہے۔ اور آخر اس کا خدا کی طرف لوٹنا ہے۔ پس توبہ اس کا شروع ہے اور متوجہ ہونا درمیان ہے اور رجوع کرنا نہایت ہے پس جو آدمی خدا کے خوف اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہے اور اس ڈر کا مارا گناہ نہیں کرتا وہ تائب ہوتا ہے اور جو عذاب کے خوف اور ثواب کے طمع سے توبہ کرتا ہے وہ صاحب انابت ہوتا ہے اور جو صرف خدا کا حکم بجا لانے کے واسطے توبہ کرتا ہے ثواب کی اُمید اور عذاب کے خوف سے نہیں کرتا وہ صاحب اوبت ہوتا ہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے۔ کہ توبہ کرنی مومن کی صفت ہے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے اے مومنوں تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ اور رجوع کرنا مقرب اولیاؤں کی صفت ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اور لایا متوجہ ہونے والا دل۔ اور اوبت کی صفت پیغمبروں اور رسولوں کی ہے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے داؤد اچھا بندہ تھا۔ تحقیق وہ رجوع کرنے والا تھا اور جنید علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ توبہ کے تین معنے ہیں یعنے توبہ یہ ہے۔ اول اپنے گناہ پر پشیمان ہو۔ دوسری جن گناہوں سے دور رہنے کے واسطے خداوند تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے ان کو ترک کرے اور ان سے دُور رہنے کی نیت کرے۔ تیسری یہ کہ جو ظلم کر چکا ہے ان کا کفارہ دینے کی کوشش کرے اور سہل بن عبداللہ تستری کہتے ہیں کہ گناہ کا جلد ترک کر دینا توبہ ہے۔ اور جنید کہتے ہیں کہ میں نے حارث کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ میں نے کبھی نہیں کہا۔ کہ خداوندا میں تجھے توبہ کی درخواست کرتا ہوں۔ بلکہ یہ کہا کرتا ہوں کہ اے اللہ توبہ کی آرزو مجھ میں پیدا کر۔ اور جُنیدؒ کہتے ہیں کہ میں ایک روز سری سقطیؒ کے پاس آیا میں نے انکا رنگ متغیر دیکھا اور پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے۔ فرمایا کہ میرے پاس ایک جوان آیا اور اُس نے توبہ کی نسبت مجھ سے کچھ سوال کیا۔ میں نے کہا کہ توبہ یہ ہے کہ تو اپنے گناہ کو نہ بھولے۔ اُس نے مجھ پر اعتراض کیا۔ اور کہا کہ توبہ یہ ہے کہ تو اپنے گناہ بھول جائے۔ میں نے کہا کہ جو کچھ تو کہتا ہے وہ درست ہے اُس نے کہا درست ہونے کی کیا دلیل ہے میں نے جواب دیا کہ جب آدمی رنج سے نکلکر راحت میں ہو۔ تو پھر اس کا رنج اور تکلیف کی حالت کا یاد کرنا ظلم ہے۔ پس خاموش ہو گیا۔ اور سہل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ توبہ یہ ہے۔ کہ تو اپنے گناہوں کو نہ بھولے۔ اور ایک دفعہ جنیدؒ سے پوچھا گیا کہ توبہ کیا ہے فرمایا توبہ یہ ہے کہ تو اپنے گناہوں کو بھول جائے۔ اور ابو نصر سراج کہتے ہیں کہ سہلؒ تو اپنے قول میں مُریدوں کے حال کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ کبھی وہ اپنے فائدہ کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی اپنے نقصان سے بیزار ہو جاتے ہیں اور جنیدؒ اپنے قول میں ان لوگوں کی توبہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو محقق ہیں۔ کیونکہ یہ اپنے گناہوں کو یاد بھی نہیں کرتے۔ کیونکہ انکے دلوں پر خدا کی عظمت اور اس کے شان کا غلبہ رہتا ہے اور ہمیشہ اُسکی یاد میں ہی مشغول رہتے ہیں۔ اور ابو نصر سراجؒ کہتے ہیں کہ جنیدؒ کا قول رویمؒ کے قول کی مانند ہے۔ جب آپ سے توبہ کی نسبت سوال کیا گیا تو جواب دیا کہ توبہ یہ ہے کہ توبہ سے بھی توبہ کرے یعنے توبہ کی یاد اس کے دل میں نہ آئے اور ذوالنون مصری کہتے ہیں۔ کہ عالم لوگوں کی توبہ تو گناہوں سے ہوتی ہے اور خاص لوگوں کی توبہ غفلت سے ہے اور ابو الحسن نوری کہتے ہیں۔ کہ توبہ یہ ہے کہ خدا کے سوا تو ہر ایک چیز سے ہٹ جاوے۔ عبداللہ بن محمد بن علی رضہ کہتے ہیں۔ کہ توبہ کرنے والے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک گناہ سے توبہ کرنے والے۔ دوسرے غفلت سے توبہ کرنے والے تیسرے نیکیوں کے دیکھنے سے توبہ کرنے والے۔ اور ان تینوں کی توبہ میں فرق ہے۔ اور ابوبکر واسطی کہتا ہے کہ خالص توبہ یہ ہے

کہ ظاہر اور باطن میں صاحب توبہ پر گناہ کا کوئی نشان باقی نہ رہ جائے۔ اور جس کی خالص توبہ ہوتی ہے اسکو کوئی خوف اور نہیں ہوتا کہ دن کیسا گذرا اور رات کس طرح گذری۔ یحییٰ بن معاذ رازی اپنی مناجات میں کہتے ہیں۔ اے اللہ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ میں نے توبہ کی اور تیری طرف رجوع ہوا کیونکہ میں اپنی عادت کو جانتا ہوں۔ اور گناہوں کے ترک کرنے کا بھی خود ضامن نہیں ہوتا۔ کیونکہ اپنی کمزوری سے میں واقف ہوں۔ البتہ اس اُمید پر کہ پہلے ہی دُنیا سے چل بسونگا۔ یہ کہتا ہوں کہ میں گناہ کی طرف بازگشت نہ کرونگا۔ اور ذوالنون مصریؒ کہتے ہیں کہ دل سے گناہ کی بیخ اُکھیڑ دینے کے بغیر توبہ کرنے والے جھوٹے ہیں۔ اور ذوالنون مصریؒ کہتے ہیں کہ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ باوجود اس قدر فراخی کے تیرے اوپر زمین تنگ ہو جائے اور تیری لئے کوئی آرام کی جگہ باقی نہ رہے اور پھر تیرا نفس بھی تیرے اوپر تنگ ہو جائے جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ باوجود فراخ ہونے کے زمین ان پر تنگ ہوئی۔ اور انکے نفس بھی ان پر تنگ ہوئے اور انہوں نے جان لیا کہ خدا کے عذاب سے کہیں جائے پناہ نہیں ہے اگر ہے تو اسکی طرف ہی ہے۔ پس اللہ نے انکے حال پر رحمت کی اور انہوں نے توبہ کی۔ ابن عطاؒ کہتے ہیں کہ توبہ دو طرح پر ہے ایک توبہ انابت ہے تو دوسری توبہ استجابت۔ توبہ انابت تو یہ ہے کہ بندہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر توبہ کرے۔ اور توبہ استجابت یہ ہے کہ خدا کی عنایات سے شرمندہ ہو اور توبہ کرے۔ یحییٰ بن معاذ رازیؒ کہتے ہیں۔ کہ توبہ کرنے کے بعد ایک گناہ کرنا ان ستر گناہوں سے بدتر ہے جو اس توبہ سے پہلے کئے ہوں۔ ابو عمر انطاکیؒ کہتا ہے کہ علی بن عیسیٰ وزیر ایک عظیم لشکر میں سوار ہوئے۔ غریب لوگ پوچھنے لگے کہ یہ کون آدمی ہے۔ راستے پر ایک عورت کھڑی تھی اُس نے کہا کہ تم کب تک یہ پوچھتے جاؤگے کہ یہ کون ہے یہ ایک خدا کا بندہ ہے جو اسکی نظر سے گر گیا ہے اور اس نے اس کو اس حالت میں مبتلا کیا ہے جس میں تم اسے دیکھتے ہو۔ علی بن عیسیٰ نے بھی اس عورت کی یہ بات سن لی۔ اور اپنے گھر کو واپس جا کر وزارت سے استعفا دیدیا۔ اور مکہ میں جا کر مجاور ہو گیا ٭

مجلس۔ خداوند تعالیٰ کے قول کے بیان میں

تم لوگوں میں سے خدا کے نزدیک زیادہ بزرگ وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ علماء تقوےٰ کے معنے میں اختلاف کرتے ہیں اور رسول اللہ نے متقی کی حقیقت کے بیان میں خداوند تعالیٰ کا یہ قول بیان فرمایا ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ تم کو عدل اور احسان کرنے کا حکم کرتا ہے اور حکم کرتا ہے کہ اپنے اقربا کو دو۔ اور تم کو منع کرتا ہے بیحیائی اور نامعقول باتوں اور سرکشی سے خداوند تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے۔ شاید تم نصیحت پاؤ۔ اور ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ پرہیزگار وہ ہے جو شرک اور کبیرہ گناہ اور بے حیائیوں سے بچے۔ اور ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ پرہیزگاری یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہ جانے۔ اور حسنؒ کہتے ہیں کہ پرہیزگاری وہ ہے جو جس کو دیکھے کہے کہ یہ مجھ سے بہتر ہے۔ عمر بن خطابؓ نے ایک دفعہ کعب احبارؓ سے پوچھا کہ پرہیزگاری کیا ہے احبار نے فرمایا کہ کبھی تم کانٹوں والے رستے سے گذرے ہو۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ ہاں گذرا ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ کس طرح گذرے ہو۔ جواب دیا کہ کپڑوں کے پھٹ جانے کا خوف کیا اسلئے گذرتے ہوئے دامن کو اُٹھا لیا۔ کعبؓ نے فرمایا۔ کہ پرہیزگاری کا حال بھی ایسے ہی ہے جیسا کہ ایک شاعر نے ایک نظم میں بیان کیا ہے کہ چھوٹے بڑے سب گناہوں کو چھوڑ یہی پرہیزگاری ہے اور جیسے ایک کانٹوں والے رستہ میں چلنے والا ڈر کر چلتا ہے تو بھی اس دنیا میں ہر چیز سے ڈرتا رہ۔ اور چھوٹے گناہ کو حقیر نہ جان۔ کیونکہ پہاڑ سنگریزوں سے ہی بنے ہوئے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیزؒ کہتے ہیں کہ دن کا روزہ اور رات کا قیام پھر ان میں کچھ خلط ملط کرنا پرہیزگاری نہیں۔ بلکہ پرہیزگاری یہ ہے کہ جن چیزوں کو خدا نے حرام کیا ہے۔ انکو ترک کرے اور جن کو فرض کیا ہے انکو بجا لائے اس پر جو کچھ اللہ تعالیٰ عنایت فرمائے وہ نیکی ہی نیکی ہے۔ طلق بن حبیب سے لوگوں نے کہا کہ ہمکو تقویٰ کا پورا پورا بیان سناؤ۔ آپ نے فرمایا۔ کہ خداوند تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کرنا تقویٰ ہے

اس حال میں کہ خدا سے ثواب کی امید اور دل میں شرم ہو۔ اور بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ خدا کی نافرمانی سے بچنا پرہیزگاری ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ خدا کے عذاب کے خوف کے سبب آدمی کے دل میں نور آ جائے۔ بکر بن عبیداللہ علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جب تک حرام اور شبہ سے آدمی کا کھانا پاک نہ ہو اور افراط اور تفریط سے اس کا غصہ پاک نہ ہو جائے تب تک وہ آدمی پرہیزگار نہیں ہوتا۔ اور عمر بن عبدالعزیز کہتا ہے کہ پرہیزگار آدمی کے منہ میں دنیا میں ایک لگام دیدی گئی ہے جیسا کہ محرم آدمی کو زمین حرم میں لگا دی جاتی ہے اور شہر بن حوشب کہتا ہے کہ جو آدمی ایسے کام کو ترک کرے جس کے کرنے میں کوئی خطرہ نہیں اس خوف سے کہ وہ خطرہ میں نہ پڑ جائے وہ پرہیزگار ہے سفیان ثوری اور فضیل بن عیاض بیان کرتے ہیں کہ پرہیزگار آدمی وہ ہوتا ہے کہ جس چیز کو اپنے نفس کے واسطے دوست رکھتا ہے اسکو آدمیوں کے واسطے بھی دوست رکھے۔ اور کامل متقی اس کو کہتے ہیں کہ جس چیز کو وہ اپنے واسطے دوست رکھتا ہے۔ اس سے زیادہ دوسروں کے واسطے اس کو دوست رکھے۔ اور فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میرے اُستاد سری سقطیؒ کو کیا معاملہ پیش آیا ہے وہ یہ ہے کہ ان کے ایک دوست نے ایک دن آپ کو سلام کیا۔ آپ نے تیوڑی چڑھا کر رنجیدگی سے اس کو سلام کا جواب دیا آپ سے پوچھا گیا کہ اس کا سبب کیا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام دے اور دوسرا آگے سے جواب دے۔ تو ان دونوں آدمیوں کے درمیان خداوند تعالےٰ سو رحمتوں کو تقسیم کرتا ہے۔ ان میں سے نوے تو اس کو دی جاتی ہیں جو کشادہ پیشانی سے سلام کرتا ہے اور دس اس کو ملتی ہیں جو کشادہ پیشانی نہیں ہوتا میں نے چاہا تھا کہ نوے رحمتیں اس دوسرے کو ملیں۔ اس واسطے ناخوش ہو کر جواب سلام کا دیا ہے۔ محمد بن علی ترمذیؒ کہتے ہیں۔ کہ پرہیزگار وہ ہے جس کا کوئی دشمن نہ ہو۔ اور سری سقطیؒ کہتے ہیں کہ جو آدمی اپنے نفس سے دشمنی رکھے۔ وہ پرہیزگار ہے۔ اور شبلیؒ کہتا ہے کہ متقی وہ ہے جو خداوند تعالےٰ کے سوا کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔ اور ایک راستگو کہتا ہے کہ اے لوگو آگاہ رہو کہ خدا کے سوا جو کچھ ہے وہ سب باطل ہے۔ محمد بن خفیفؒ کہتا ہے کہ پرہیزگاری یہ ہے کہ جو چیز خدا سے دور رکھے اس سے کنارہ کشی کی جائے۔ اور قاسم بن قاسمؒ کہتے ہیں۔ کہ تقویٰ یہ ہے۔ کہ انسان شریعت کے آداب کی نگاہبانی کرے۔ اور ثوری کہتا ہے کہ دنیا اور اُس کی آفتوں سے پرہیز کرنا پرہیزگاری ہے اور ابو یزیدؒ کا قول ہے کہ پرہیزگاری یہ ہے کہ اپنے فعل اور اعتقاد اور قول میں شبہوں سے بچے۔ جب بولے تو خدا کے واسطے بولے۔ اور خاموش ہو تو خدا کے واسطے ہو۔ اور ذکر کرے تو خدا کے واسطے کرے اور فضیلؒ کہتے ہیں کہ اس وقت تک بندہ پرہیزگار نہیں ہوتا۔ جب تک اس کا دشمن اس سے ایسا بے خوف نہ ہو جائے۔ جیسا کہ اس کا دوست اس سے امن میں ہے سہلؒ کہتا ہے کہ پرہیزگار وہ ہے جو نہ گناہ کر سکے اور نہ نیکی۔ مگر جو کچھ کرے وہ خداوند تعالےٰ کی مدد سے کرے۔ اور فرمایا ہے کہ پرہیزگاری یہ ہے کہ جس جگہ جانے سے خدا نے منع کیا ہے وہاں پر کھڑا نہ ہو اور جس جگہ رہنے یا جانے کے واسطے تجھ کو حکم دیا ہے وہاں سے غائب یا غیر حاضر نہ ہو۔ اور فرمایا ہے کہ پرہیزگاری پیغمبر کی سُنت کی پیروی کرنے میں ہے۔ اور فرمایا پرہیزگاری یہ ہے کہ تیرا دل کبھی غافل نہ ہو۔ تو آرزوؤں سے اپنے نفس کو پاک رکھے۔ لذتوں سے اپنے حلق کو بچائے اپنے اعضاؤں کو بُرے کاموں سے نگاہ رکھے پس ایسا کرنے سے اُمید ہو سکتی ہے کہ زمین و آسمان کے اللہ کا دیدار نصیب ہو۔ ابو القاسم کہتا ہے کہ خوش خلق ہونا تقویٰ ہے اور بعض کا مقولہ ہے کہ پرہیزگاری کی پہچان کی تین چیزیں ہیں جو چیز نہیں ملی۔ اس کے واسطے اللہ پر بھروسا کرنا اور جو کچھ مل گیا ہے اس پر راضی رہنا اور فوت ہو گئی چیز پر صبر کرنا اور فرمایا ہے۔ کہ ہوا اور ہوس کی پیروی نہ کرنے والا پرہیزگار ہے۔ مالک کہتے ہیں کہ وہب بن کیسان نے میرے پاس

روایت کی ہے کہ مدینہ کے بعض فقیہوں نے زبیر کے بیٹے عبداللہ کو لکھا کہ جن علامتوں سے اہل تقویٰ پہچانے جاتے ہیں وہ یہ ہیں۔ بلا کے نازل ہونے کے وقت صبر کرتے ہیں۔ خدا کی قضا پر راضی ہوتے ہیں۔ جب نعمت ملے تو اس پر شکر کرتے ہیں قرآن شریف کے حکموں کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ میمون بن مہران کہتے ہیں۔ کہ جب تک آدمی اپنے نفس کے ساتھ سخت حساب نہ کرے تب تک وہ پرہیز نہیں ہوتا۔ اور نفس سے ایسا سخت حساب لے۔ جیسا کہ بادشاہ ظالم سے کرتا ہے اور بخیل آدمی اپنے شریک سے ابو تراب کہتے ہیں کہ تقوے سے پہلے پانچ گھاٹیاں ہیں۔ جب تک ان گھاٹیوں کو طے نہ کرے تقوے تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور وہ گھاٹیاں یہ ہیں۔ نعمت پر سختی کا قبول کرنا۔ بہت پر تھوڑے کا قبول کرنا۔ عشرت پر خواری کا قبول کرنا۔ آسودگی پر رنج کا قبول کرنا۔ اور پانچویں گھاٹی یہ ہے کہ زندگی پر موت کو قبول کرے۔ اور بعض بزرگ کہتے ہیں۔ کہ تقوے کے کوہان پر آدمی اُسوقت پہنچتا ہے جبکہ اس صفت سے موصوف ہو کہ جو چیز اس کے دل میں بھری ہے۔ اگر اس کو نکال کر ایک طبق میں رکھیں۔ اور تمام بازار میں اس کو پھرائیں تو وہ آدمی اس سے شرمندہ نہ ہو یعنے اس کا اندر اور باہر سب یکساں ہو اور فرمایا ہے کہ پرہیزگاری یہ ہے۔ کہ تو اپنے دل کو خدا کے واسطے اسی طرح آراستہ کرے جیسا کہ لوگوں کے دکھلانے کے واسطے اپنے ظاہر کو آراستہ کرتا ہے۔ ابو دردانہ کہتا ہے کہ آدمی چاہتا ہے کہ مجھ کو میری مرادیں دی جائیں اور خدا تعالےٰ نہیں دیتا۔ مگر جو وہ خود چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور آدمی کہتا ہے کہ میرا فائدہ ہے اور میرا مال ہے۔ اور خوف خدا اس چیز سے بہتر ہے جو اس نے حاصل کی ہے۔ مجاہدؒ ابو سعید خدریؓ سے روایت کرتا ہے۔ کہ رسول مقبول کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول مجھے کوئی وصیت کرو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ خدا سے ڈرتا رہ۔ کیونکہ وہ تمام نیکیوں کا مجموعہ ہے اور جہاد کو اپنے اوپر لازم کرے کیونکہ یہ اسلام کی رہبانیت ہے اور خدا کو یاد کرتا رہ یہ تیرے واسطے نور ہے۔ اور ابی ہرمز نافع بن ہرمز کہتے ہیں۔ کہ میں نے انسؓ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے۔ کہ اے اللہ کے رسولؐ آل محمدؐ کون لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ایک پرہیزگار۔ پس تمام نیکیوں کا مجموعہ پرہیزگاری ہے اور پرہیزگاری کی حقیقت یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے عذاب سے اسکی فرمانبرداری کے ذریعہ بچے۔ مثلاً کہتے ہیں۔ کہ فلاں آدمی ڈھال کے ذریعہ بچا۔ اور اصل تقوے یہ ہے کہ پہلے شرک سے بچے۔ اور اس کے بعد برائیوں اور گناہوں سے بچے۔ اور پھر شبہوں سے بچے اور اس کے بعد سب فضول باتوں کو چھوڑ دے۔ اللہ جلشانہ کا فرمان اتقوا اللہ حق تقتہ (ڈرو اللہ سے حق ڈرنے کا) تفسیر میں آیا ہے کہ پرہیزگاری یہ ہے کہ خدا کی فرمانبرداری کی جاوے اور نافرمانی نہ کی جاوے۔ خدا کو یاد کیا جاوے اور اس کو نہ بھلایا جاوے۔ اس کا شکر کیا جاوے اور اسکی نعمتوں سے انکار نہ کیا جاوے۔ اور سہل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی مدد دینے والا نہیں اور کوئی راستہ دکھلانے والا نہیں۔ مگر خدا کا رسول اور پرہیزگاری کے سوا کوئی توشہ نہیں۔ اور کوئی کام بغیر صبر کے نہیں۔ اور کتانی کہتا ہے کہ دنیا آزمائش اور تکلیف میں بانٹی گئی ہے اور بہشت پرہیزگاری میں تقسیم کی گئی ہے۔ اور جو آدمی اپنے اور خدا کے درمیان پرہیزگاری اور فکر سے کام نہیں لیتا۔ اس کو کشف اور مشاہدہ نصیب نہیں ہوتا۔ اور نصر آبادی کہتا ہے کہ خدا کے سوا ہر ایک چیز سے بچنا تقویٰ ہے اور سہل کہتے ہیں کہ جو آدمی چاہتا ہے کہ میرا تقوے درست ہو جاوے وہ سب گناہوں کو چھوڑ دے اور نصر آبادی کا قول ہے کہ جو آدمی اپنے اوپر تقوے کو لازم کر لیتا ہے وہ اس بات کا مشتاق ہے کہ دُنیا سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کے واسطے بہتر مکان آخرت ہے۔ اور بعض بزرگ کہتے ہیں جس شخص کی پرہیزگاری درست ہو جاوے۔ خداوند تعالےٰ اُس کے دل پر دنیا کی روگردانی آسان کر دیتا ہے۔ ابو عبداللہ رودباری کہتے ہیں کہ جو چیز تجھ کو خداوند تعالےٰ سے دور کرنے والی ہو۔ اسکے چھوڑ دینے

کو تقویٰ کہتے ہیں ذوالنون مصری رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ پرہیزگار وہ ہے جو اپنے ظاہر کو ایسی باتوں سے آلودہ نہیں کرتا جو
شرع کے مخالف ہوں۔ اور جو دل کو خدا سے نافل رکھیں اور تسلیم اور اتفاق سے خدا پر رضا کر رہتا ہے۔ ابن عطیہ کہتے ہیں کہ
پرہیزگار آدمی کا ظاہر اور باطن ہے۔ اس کا ظاہر تو حدود شرع کی نگاہبانی کرنی ہے اور اس کا باطن نیت اور اخلاص سے
ذوالنون مصریؒ کا قول ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنی مفید ہے۔ جن کے دلوں میں پرہیزگاری کی آرزو ہے۔
اور جو اللہ جلشانہ کے ذکر سے خوش ہوتے ہیں۔ ابو حفص کہتے ہیں کہ حلال محض ہی تقویٰ ہے۔ اس کے بغیر تقویٰ نہیں اور
ابوالحسین زنجانی کہتا ہے کہ جس شخص کا سرمایہ پرہیزگاری ہوا اسکی نفع اور تعریف بیان کرنے سے زبانیں عاجز اور گونگی ہوتی
ہیں۔ اور واسطی کہتا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ انسان اپنے تقوے سے دھوکے میں نہ پڑے۔ یعنے اپنے تقوے کا خیال بھی دل
میں نہ لائے۔ روایت کرتے ہیں کہ ابن سیرین نے گھی کے چالیس مٹکے خریدے اور اس کے غلام نے ایک چوہا ایک
مٹکے سے نکالا۔ ابن سیرین نے پوچھا کہ اُس کو تو نے کس مٹکے سے نکالا ہے۔ غلام نے جواب دیا مجھ کو تو اب یاد نہیں رہا
پس آپ نے تمام مٹکوں کا گھی پھینکوا دیا۔ اور بعض اماموں کی روایت کرتے ہیں۔ کہ اگر ان کے قرضدار کا کوئی درخت
ہوتا تھا تو وہ اس کے سایہ میں بھی نہیں بیٹھتے تھے۔ اور حدیث میں وارد ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی قرض سے کسی کا فائدہ اٹھائے
تو وہ سود ہوتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ بایزید بسطامی ایک دفعہ جنگل میں گئے اور اپنے یار کے ساتھ کپڑے دھوئے یار نے
ان کو کہا کہ انگور کی دیوار پر پھیلا دو۔ جواب دیا کہ میں نہیں چاہتا کہ غیر کی دیوار میں میخ گاڑوں کہا درخت پر ڈال دو
بایزید نے کہا کہ درخت کی شاخیں کپڑے کے بوجھ سے ٹوٹ جائینگی۔ یار نے کہا کہ اذخر گھاس پر پھیلا دو۔ آپ نے
فرمایا وہ چوپاؤں کا چارہ ہے۔ میں اس کو ان سے ڈھانپ دینا پسند نہیں کرتا۔ پس بایزید آپ کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے
ہو گئے۔ اور اپنی پیٹھ پر کرتہ ڈالکر کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ اسکی ایک طرف سوکھ گئی۔ اور پھر اُس کو الٹ دیا اور اسی طرح
دوسری طرف کو بھی سوکھا لیا۔ اور ابراہیم ابن ادھم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ایک رات میں بیت
المقدس کے ایک پتھر کے نیچے سو گیا۔ کچھ رات گذری تھی۔ کہ دو فرشتے نازل ہوئے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ یہ کون
ہے۔ دوسرے نے جواب دیا کہ ابراہیم ابن ادھم ہے اور یہ وہ شخص ہے جس کا خدا نے ایک مرتبہ گھٹا دیا ہے۔ اُسنے پوچھا کہ
کیا سبب ہے۔ دوسرے نے جواب دیا۔ کہ اس نے بصرہ میں ایک بنئے سے کھجوریں خریدی تھیں اور بنئے کی ایک کھجور اسکی
کھجوروں میں بنئے کی گر پڑی تھی۔ ابراہیم بن ادہم کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ سُنا تو پھر میں بصرہ کو واپس گیا اور اُس شخص سے
کھجوریں خریدیں۔ اور ایک کھجور اسکی کھجوروں میں ڈال دی اور پھر بیت المقدس کو واپس آیا۔ اور اسی پتھر کے نیچے سویا۔ جب
تھوڑی سی رات گذری۔ تو میں نے آسمان سے دو فرشتوں کو اُترتے ہوئے دیکھا۔ اور اُن میں سے ایک نے پوچھا کہ یہ کون
صاحب سوئے ہوئے ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ ابراہیم بن ادھم ہیں۔ اور یہ وہی شخص ہے جس نے وہ چیز اسکی جگہ پر رکھدی
اور اس پر اس کے مرتبہ کو خداوند تعالٰے نے پھر بلند کر دیا ہے۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے۔ کہ پرہیزگاری کئی طرح پر ہے
ایک تو عام لوگوں کی پرہیزگاری ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ خدا کا کوئی شریک نہ سمجھا جاوے۔ دوسری خاص لوگوں کا تقوٰے ہے
وہ یہ ہے کہ نفس کی ہوا اور ہوس سے جو گناہ ہوتے ہیں ان کو چھوڑیں۔ اور نفس امارہ کے حال کی مخالفت کریں۔ اور جو
خاص الخاص ذہی لوگ ہوتے ہیں۔ ان کا تقویٰ یہ ہے کہ وہ چیزوں کی خواہش کو بھی ترک کر دیتے ہیں۔ عبادتوں سے تجرد
فے النوافل کو ترک کر دیتے ہیں۔ اسباب پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ خدا کے سوا کسی دوسرے کی طرف مائل نہیں ہوتے اور نہ کسی سے
دل لگاتے ہیں۔ اور ایک خاص حال اور جگہ کا لازم پکڑنا ترک کر دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ بھی اللہ کے غیر سے تعلق پیدا کرنا ہوتا

ہے اور جو فرائض کے حکم ہوتے ہیں۔ انکی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اور پیغمبروں کا تقویٰ ایک غیبی راز ہے۔ اور وہ اللہ کی طرف
سے ہے کیونکہ خدا کی طرف سے اس کا ان کو الہام اور حکم ہوتا ہے اور نا کرنے والے کاموں سے انکو منع کیا جاتا ہے۔ اور ان کو
توفیق دی جاتی ہے اور ادب سکھایا جاتا ہے۔ اور پھر خداوند کریم ان کو خوش کرتا ہے۔ انکی بیماری کا علاج کرتا ہے ان سے
باتیں کرتا ہے۔ انکی رہنمائی اور ہدایت کرتا ہے ان پر عطا کرتا ہے۔ مبارکباد دیتا ہے۔ انکو آگاہ کرتا ہے۔ انہیں بینائی عطا
کرتا ہے۔ عام لوگوں کی عقل کی مجال نہیں کہ اسکو سمجھے۔ پس یہ تمام انسانوں سے الگ ہیں بلکہ فرشتوں سے بھی جدا ہیں مگر جو
احکام اور امور ظاہر ہیں اُمت کے عام مومنوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں مخلوق کے ساتھ شریک ہیں اور جو ظاہری امور
کے سوا باتیں ہیں۔ انہیں وہ لوگوں سے الگ ہیں۔ اور جو یہ باطنی تقویٰ ہے ان میں سے کبھی کبھی کچھ تھوڑا سا حصہ یا کچھ چاشنی
ان لوگوں کو ہی عطا کی جاتی ہے جو بزرگ اور ابدال اور پاک اور ولی لوگ ہیں۔ اور اس کا بیان بڑا دقیق ہے۔ وہ زبان
اور قلم سے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عالم ظاہر میں اس کا ظہور ہی نہیں ہوتا۔ کان بھی اس باطنی بات کا کھڑاک نہیں سن سکتے
اور ہماری قوت حس بھی اس کو تمیز کرنے سے عاجز ہے مگر کبھی کبھی کوئی بات جو پیغمبروں کی زبان سے نکل جاتی ہے یا کوئی
کلمہ کسی وقت کہہ بیٹھتے ہیں تو وہ البتہ سنا جاتا ہے۔ اور خداوند کریم بڑی نرمی کے ساتھ انکو آگاہ کرتا رہتا ہے کہ پردہ کے اندر کام
کرنے اور پردہ پوشی کرنی بڑی ضروری ہے۔ اسلئے یہ لوگ ہوشیار رہتے ہیں اور راز کو ظاہر نہیں کرتے۔ اور اگر پردہ کے اندر
کسی مقام پر بیٹھ کر کوئی بات ایسی ویسی کر ڈالتے ہیں تو بعد میں خداوند تعالےٰ سے اسکے واسطے آمرزش کی درخواست
کر لیتے ہیں۔ اور اپنی بات کے معنے بھی اور نکال لیتے ہیں۔ اور وہ لوگوں کے فہم کے موافق بھی ہوتے ہیں۔ غرض انکے راز
کی باتیں بڑی باریک اور پوشیدہ ہیں انکو خداوند کریم ہی جانتا ہے۔

پرہیزگاری کا بیان

جو آدمی پرہیزگاری کے راستے پر چلنا چاہے۔ اس کو لازم ہے کہ وہ سب سے پہلے بندوں کے مظالم سے پاک ہو۔ اور
ان کے حقوق کو ادا کرے۔ اور پھر صغیرے اور کبیرے گناہوں سے بچے اور اس کے بعد دِل کے گناہوں کے چھوڑ دینے
میں مشغول ہو۔ کیونکہ یہی سب گناہوں کا اصل اور جڑ ہیں اور انہیں سے وہ سب گناہ پیدا ہوتے ہیں جو اعضاء سے تعلق
رکھتے ہیں جیسے ریا۔ نفاق۔ خود پسندی۔ بُرائی۔ حرص۔ طمع۔ خلقت کا خوف۔ اور لوگوں سے اُمید۔ طلب مرتبہ اور سرداری
اپنے ہمجنسوں پر پیش دستی کرنی وغیرہ وغیرہ۔ جن کی شرح طول اور طویل ہے۔ اور اُن پر غالب نہیں رہ سکتا۔ جب تک
نفس امارہ کی مخالفت نہ کرے اور اپنے ارادوں کے ترک کر دینے میں مشغول نہ ہو۔ اور خدا کے ساتھ کسی چیز کو اختیار
نہ کرے اور نہ اس پر کسی کو پسند کرے۔ اور خدا کی مشیت میں اپنی تدبیر کو دخل نہ دے کسی جہت اور سبب کو اپنا ذریعہ نہ خیال
کرے اور خدا کی پیدائش میں کوئی اعتراض نہ کرے بلکہ اپنے سب کاموں اور اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے۔ اور تسلیم اور
رضا اختیار کرے۔ اور اپنے آپ کو عاجز اور حقیر جانے اور اپنے آپ کو اس کے دستِ قدرت میں اس طرح خیال کرے
جیسا شیرخوار بچہ ماں یا دایہ کی گود میں ہوتا ہے یا جیسے مُردہ شو کے اختیار میں ایک مُردہ ہوتا ہے۔ مُردے
بے چارے کا کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ اس کے سارے اختیار چھنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور یہ کوئی اپنا ارادہ پورا
کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ غرض بندہ کی نجات اسی طریق سے ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔ اور اگر کوئی پوچھے کہ
اُس کی طرف کونسا راہ ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے ہاں صدقِ دِل سے پناہ مانگے۔ اور ایسی
محبت کرے اور اسکے حکم کی بھی فرمانبرداری کرے اور جن چیزوں سے اُس نے منع کیا ہے۔ ان سے بچے اور اپنے آپ کو اسکی

قضا کے ہاتھ سپرد کرے اور اللہ تعالیٰ کی جو حدیں ہیں ان کو نگاہ رکھے اور ہمیشہ اپنی حالت کا خیال رہے۔ اور نجات کے سبب میں بزرگوں کے مختلف اقوال ہیں۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ جب تک بندہ ارادت اور خلوص کے ساتھ اللہ کی طرف پناہ نہ پکڑے اور التجا نہ کرے اس کو نجات حاصل نہیں ہوتی۔ اور ان تینوں آدمیوں کے حق میں جن کا آگے ذکر آتا ہے۔ اس آیت میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ باوجود کشادگی کے جب انکے اوپر زمین تنگ ہوئی۔ اور ان پر انکے نفس تنگ ہوئے اور ان کو یہ یقین ہو گیا کہ ہم کو خدا کے سوا کوئی پناہ دینے والا نہیں۔ رویم کہتا ہے کہ سچائی اور پرہیزگاری کے سوا کوئی نجات نہیں پا سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جن لوگوں نے اپنی رستگاری کے واسطے پرہیزگاری کی ہے ان کو خدا رستگاری دیتا ہے۔ جریری کہتا ہے کہ جس نے رستگاری پائی ہے۔ اُس نے اپنے وعدہ کے پورا کرنے سے ہی پائی ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (جو خدا سے اپنا وعدہ کرتے ہیں اور اپنے عہد کو نہیں توڑتے الخ) اور عطاؒ کہتے ہیں کہ کسی نے نجات نہیں پائی مگر جس نے پائی ہے حیا کے اختیار کرنے سے پائی ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ (کیا تم نہیں جانتے کہ خداوند تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے) اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جس نے نجات پائی ہے اس نے خدا کے حکم سے ہی پائی ہے اور اس سابقہ قضا و قدر ہے جس کا علم اللہ تعالےٰ کو ہی ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ (یہ وہ لوگ ہیں جن کے حق میں پہلے ہی سے ہم نے نیکی لکھ رکھی ہے) اور حسن بصری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ کسی نے نجات نہیں پائی مگر اُس نے جس نے دُنیا اور اُس کے اہل سے منہ پھیر لیا۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ (دُنیا کی زندگانی کچھ نہیں مگر کھیل اور بازی) اور رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے سارے گناہوں کی جڑ دُنیا کی محبت ہے۔ اور جو لوگ خداوند کریم کے مقرب ہیں۔ انکو یہ قرب ان فرائض کے ادا کرنے میں حاصل ہوا ہے جو اللہ تعالےٰ نے اُن پر فرض کئے ہیں۔ اور پیغمبر صلعم فرماتے ہیں۔ کہ جب سے خدا نے دُنیا کو پیدا کیا ہے اُس کی طرف نہیں دیکھا اور حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ نہ دیکھنے کے یہ معنے ہیں کہ دنیا کو چونکہ وہ بُرا جانتا ہے اُس لئے نظر رحمت سے اُسکی طرف نہیں دیکھتا۔ پس یہ دُنیا خدا اور بندہ کے درمیان ایک پردہ ہے اور اسی سے ہی کھرا اور کھوٹا پہچانا جاتا ہے اور جن لوگوں پر اس دُنیا کا کچھ اثر باقی ہے ممکن نہیں کہ ان کو خدا پاک کی مناجات میں کچھ لذت حاصل ہو۔ کیونکہ یہ دنیا خداوند کریم سے ضد رکھنے والی ہے اور اُس کی دشمن ہے جس کو خدا دوست رکھتا ہے ؛

توحید کا بیان

خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی توحید اور بندگی کی طرف بلایا ہے ثواب کے وعدے دیکر اور عذاب سے ڈرا کر۔ اور ثواب کی رغبت دلائی ہے اور عذاب سے ڈرایا ہے۔ اور لوگوں پر حجت قائم کرنے اور انکے عذر دُور کرنے کے لئے انکو ڈرایا اور دھمکایا اور خوف دلایا اور زجر کیا ہے یعنے اُس نے فرمایا ہے (ہم نے پیغمبر انکو بھیجا ہے جو بہشت کی بشارت دیتے ہیں۔ اور دوزخ سے آدمیوں کو ڈراتے ہیں تاکہ پیغمبروں کے بھیجنے کے بعد لوگوں کو کوئی حجت کرنے کی جگہ باقی نہ رہے) اور فرمایا ہے (اگر ہم پیغمبروں کے بھیجنے سے پہلے ان کو عذاب سے ہلاک کر دیتے ہیں تو وہ یہ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے پاس کوئی پیغمبر نہ بھیجا۔ کہ ہم اسکی پیروی کرتے اور ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے ہم تیری آیتوں پر چلتے) اور ایک دوسری جگہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے (جب تک ہم پیغمبر نہیں بھیجتے کسی کو عذاب نہیں دیتے) اور فرمایا ہے کہ (اے لوگو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی نصیحت آئی اور جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے اسکے واسطے شفا نازل ہوئی اور سیدھا راستہ اور رحمت ان لوگوں کے واسطے ہے جو مومن ہیں) اور خوف کے دلانے اور ڈرانے کے واسطے خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ تم کو اپنی پاک ذات سے ڈراتا ہے اور اپنے بندوں پر مہربان ہے) اور اللہ نے فرمایا ہے (اور تم جان لو کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے

اس کو خداوند تعالیٰ جانتا ہے پس تم اس سے ڈرو) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ ہر ایک شے کا جاننے والا ہے
اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے عقلمندو۔ تم مجھ سے ڈرتے رہو۔ اور فرمایا اللہ پاک اور بزرگ خدا سے ڈرو یقیناً تم اس سے
ملاقات کرنے والے ہو، اور اللہ نے فرمایا ہے کہ تم اس دن سے ڈرو۔ جس دن تم خداوند تعالیٰ کی طرف پھرو گے۔ اور جو کچھ کسی
نے کمایا ہے اسکی اسکو پوری جزا دیجائیگی۔ اور کسی پر کچھ ظلم نہ کیا جائیگا۔ اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اُس دن سے خوف
کرو کہ جس میں کوئی کسی کے واسطے کافی نہوگا اور نہ ہی کوئی عوض اور بدلہ قبول کیا جاویگا اور نہ ہی ان کو شفاعت
کچھ فائدہ دیگی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے لوگو۔ تم اپنے پروردگار سے خوف کرو۔ اور اس دن سے ڈرو کہ جس میں
والد بھی اپنے بیٹے کی نجات کے واسطے کافی نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی لڑکا باپ کے واسطے کافی ہوگا۔ اور خدا کا وعدہ سچا ہے
پس تم دُنیا کی زندگانی کا فریب نہ کھاؤ اور نہ ہی خدا سے فریب دینے والے کے فریب میں آؤ۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے
لوگو تم اپنے پروردگار سے ڈرو۔ کیونکہ قیامت کا زلزلہ ایک بہت بڑی چیز ہے اور خدا نے فرمایا ہے اے لوگو اپنے پروردگار کے
عذاب سے خوف کرو۔ جس نے تم کو جان واحد سے پیدا کیا ہے اور اس سے اسکی بیوی پیدا کی۔ اور پھر ان دونوں سے بہت سے
مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اور تم خدا سے ڈرو۔ جس کے نام سے مانگتے ہو اور قطع رحمی سے خوف کرو۔ خداوند تعالیٰ تم پر نگہبان ہے
یعنی تمہارے سب حال کو دیکھ رہا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ فرمایا ہے اے مسلمانوں تم خداوند تعالیٰ کے عذاب سے خوف کرو اور
پکی بات کہو۔ اور فرمایا ہے اے مسلمانوں خدا سے ڈرو اور ہر ایک آدمی اس چیز کو دیکھے جو اس نے کل کے واسطے آگے بھیجی ہے
اور خدا کے عذاب سے خوف کرو۔ کیونکہ جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس سے خبردار ہے۔ اور اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے۔ خدا کے عذاب
سے خوف کرے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ بہت سخت عذاب کرنے والا ہے۔ اور خدا نے فرمایا ہے اے مسلمانوں تم اپنی جانوں کو بچاؤ
اور اپنے اہل کو اس آگ سے۔ بچاؤ کہ جس کی لکڑیاں آدمی اور پتھر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کیا تم خیال کرتے
ہو کہ ہم نے تم کو بیفائدہ پیدا کیا ہے اور گمان کرتے ہو۔ کہ تم ہماری طرف نہ پھرو گے۔ اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا آدمی
گمان کرتا ہے کہ وہ یونہی (مہمل) چھوڑ دیا جائیگا۔ اور اللہ جلشانہ فرماتا ہے کیا بستیوں والوں کو یہ خوف نہیں رہا کہ
رات کے وقت ان پر ہمارا عذاب آوے اور وہ سوتے ہوں یا اس بات سے بیخوف ہوگئے ہیں کہ ان پر چاشت کے وقت
ہمارا عذاب آوے اور وہ کھیل میں مصروف ہوں۔ اے مسکین ان آیتوں کا تیرے پاس کیا جواب ہے اور ان پر تُو نے کیا عمل
کیا ہے۔ پس کیا تو اپنے نفس کی ہوا اور ہوس اور پلید شہوتوں سے باز رہا ہے جو تجھ کو دُنیا اور آخرت میں ہلاک کرنے والی
ہیں۔ اور خواری اور بدبختی کے گھر میں تجھ کو ڈالنے والی ہیں۔ اُس گھر کی آگ تجھ کو جلاویگی اور اس کے سانپ اور بچھو اور
کنکھجورے تجھ کو ڈسینگے اور اس کے کیڑے تجھ کو کھائیں گے۔ اور اُس کے فرشتے اور نگہبان تجھ کو مارینگے۔ اور روزمرہ نئے نئے
عذاب تجھ کو دینگے۔ اور تو اس میں فرعون اور قارون اور ہامان اور شیطان کا ساتھی ہوگا۔ اور اللہ ترغیب اس طرح دلاتا ہے
اور جو آدمی خدا سے ڈرتا ہے خدا اسکے واسطے نکلنے کی جگہ بنا دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اُس کو
کوئی اُمید نہیں ہوتی۔ اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے جو آدمی خدا سے ڈرتا ہے۔ خدا اُسکی بُرائیاں اُسے دور کر دیتا ہے اور اُس کو
بہت ثواب دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے انسان؟ تم کو کس چیز نے دھوکا دیا ہے تیرے پروردگار سے وہ اللہ تو
کریم ہے۔ اُس نے تجھ کو پیدا کیا۔ اور تمہارے اعضاؤں کو برابر اور درست بنایا۔ اور فرمایا ہے خدا تعالیٰ نے جو لوگ ایمان لائے
ہیں کیا اُن کے لئے ابھی یہ وقت نہیں آیا کہ اُنکے دِل ڈر اور عاجزی سے خداوند تعالیٰ کا ذکر کریں۔ پس تحقیق خداوند
تعالیٰ نے تجھ کو رغبت دلائی ہے کہ اس کا نفس اور رحمت مانگو۔ اور اچھے رزق اور آرام اور دل کی تسلی کی۔ درخواست

کرو۔ اور اس واسطے تقویٰ کو لازم پکڑو اور اُس پر ہمیشہ قائم رہو۔ اور روشن راستہ پر چلنے کی ہدایت کی ہے اور واضح دلیلیں عطا کی ہیں اور اس کے بعد خداوند تعالےٰ ضامن ہوا ہے کہ تیرے گناہوں کو بخشدیگا۔ اور تجھے بڑا اجر دیگا۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو آدمی خدا کا خوف کرتا ہے۔ اللہ اُس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کو بڑا اجر دیتا ہے۔ پھر خدا تعالےٰ تجھ کو خبردار کرتا ہے اور خواب غفلت سے جگاتا ہے۔ اور اس کے راستہ سے تیرے اندھاپن کو دُور کرتا ہے تاکہ تم سیدھے راستے پر چلے جاؤ۔ اور تمہارے کان بھی کھول دیتا ہے۔ تاکہ اسکی آیات کو سُنو۔ اور فرماتا ہے کہ اپنے پاک پروردگار سے جس نے تم کو پیدا کیا اور کامل انسان بنایا کس نے مغرور کر دیا ہے۔ اپنے کرم سے تیرے پاس اپنی تعریف بھی کر دی تاکہ تو اس کی جناب اور اُس کے حکم سے مُنہ نہ پھیرے اور اُس کی قربت سے دور نہ بھاگ جائے اور اس کی عبادت کرنے کے سوا دوسری مخلوق کی طرف مشغول نہ ہو جائے۔ اور اُس نے تم کو جتا دیا ہے کہ ہمنے تجھ کو پیدا کیا۔ برابر کیا۔ اور تو کچھ بھی نہ تھا۔ اور تجھے زندہ کیا۔ حالانکہ تیرا کوئی پتہ نہ تھا تو مفلس اور فقیر تھا۔ تجھ کو مالدار کیا۔ تو ناتوان اور کمزور تھا۔ تم کو توانا کیا اور تم کو بینائی دی تاکہ تو اپنے کام کی مصلحت کو دیکھے اور تو نادان تھا۔ تجھے دانائی عطا فرمائی۔ اور گمراہی کے بعد تم کو سیدھا راستہ دکھلایا پس تو کیوں غافل ہے اور اسکی رحمت سے جو عام اور بے حساب ہے۔ کس واسطے بخشش کی طلب نہیں کرتا۔ وہ کونسی چیز ہے جو تجھ کو خداوند کریم کی اطاعت بجالانے سے روکتی ہے اُسسے دنیا میں بزرگی ملتی ہے اور انجام بخیر ہوتا ہے۔ تجھے بلند مرتبے حاصل ہوتے ہیں، کیا تو دُنیا کی زندگی پر راضی ہوگیا ہے اور عمدہ اور بہتر چیزوں کا مبادلہ حقیر اور ذلیل چیزوں کے ساتھ کرتا ہے اور دُنیا اور دنیاداروں اور اسکی ظاہری زینت اور مرتبہ کو جن کو بقا نہیں، بہشت بریں پر ترجیح دیتا ہے اور پیغمبروں صدیقوں، شہیدوں کی رفاقت پسند نہیں کرتا۔ کیا تم نے جناب باری کا قول نہیں سُنا جو فرماتا ہے کیا تم آخرت سے دُنیا کی زندگی پر راضی ہوگئے۔ تو بس دنیا کی زندگانی کا اسباب آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی تھوڑا ہے اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم دنیا کی زندگانی کو پسند کرتے ہو حالانکہ آخرت اس سے بہت اچھی اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ جو آدمی نافرمانی کرتا ہے اور دُنیا کی زندگی کو اختیار کرتا ہے اسکی جگہ دوزخ ہے ؎

دوزخ اور بہشت کا بیان

اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ دوزخ میں جلنے کا سبب کفر ہے اور عذاب کی زیادتی اور دوزخ کے درجوں کی زیادتی بُرے عملوں اور بُرے خلقوں پر موقوف ہے اور بہشت میں جانے کا ذریعہ ایمان ہے اور بہشت کی نعمتیں اور اس کے درجوں کی زیادتی۔ نیک عملوں اور عمدہ خصلتوں پر موقوف ہے۔ خداوند کریم نے بہشت کو پیدا کیا۔ اور اس کے اہلوں کو اجر اور ثواب دینے کے واسطے بہشت کو ان نعمتوں سے بھر دیا ہے اور دوزخ کو خدا نے پیدا کیا۔ اور اس کو اُس عذاب سے پُر کیا ہے تاکہ اس کے رہنے والے عذاب کی سزا پائیں۔ اور اُس نے دُنیا کو پیدا کیا۔ اور اس میں اس نے طرح طرح کی آفتیں اور نعمتیں بھر دیں تاکہ دنیاداروں کا امتحان اور آزمائش کرے۔ خلقت کو اُسی خالق مطلق نے پیدا کیا ہے۔ اور بہشت اور دوزخ کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے۔ مگر یہ ابھی تک پردے میں ہیں کسی بشر نے ان کو نہیں دیکھا۔ دنیا کی یہ دلفریب نعمتیں اور اسکی زحمتیں آخرت کی نعمتوں اور زحمتوں کا نمونہ ہیں۔ اور انکو ہر ایک شخص دیکھ اور چکھ رہا ہے۔ اور خداوند شہنشاہ مطلق نے اپنی میں اپنے بندوں میں سے بادشاہ بھی پیدا کر دئے ہیں۔ جو دوسرے بندوں پر حکومت کرتے ہیں۔ اور لوگوں کے دل ان کے رُعب اور خوف کے مارے تھرتھراتے ہیں۔ اور رعایا کی جان اور مال پر حکومت کرتے ہیں۔ یہ ساری باتیں خداوند تعالےٰ کی تدبیر اور اُسکی مملکت اور اسکی فرمانروائی کا نمونہ ہیں۔ اللہ جلشانہ نے ان سب کی خبر قرآن میں دی ہے۔ اور دونوں

جہان کا وصف بیان کیا ہے۔ اور اپنے ملک۔ قدرت۔ تدبیر۔ احسان۔ اور اپنے کارگیروں کے اوصاف بیان کئے ہیں۔ اور یہ مثالیں دیکر ان کو سمجھایا ہے۔ مثلاً اللہ نے فرمایا ہے۔ ہم لوگوں کے واسطے مثالیں بیان کرتے ہیں۔ ان کو نہیں سمجھ سکتے مگر عالم اور دانا ہیں جو لوگ خدا کو جانتے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں وہی اسکی عنایت سے اُس کی مثالوں کو سمجھتے ہیں اور مثال اس کو کہتے ہیں۔ کہ جس چیز کو تم نے نہیں دیکھا۔ اس کی بجائے کوئی دوسری چیز تم کو ایسی دکھائی جائے جو اس کی مانند ہو تاکہ اس نہ دیکھی ہوئی چیز کی اصلیت کو جس کی طرف تمہاری توجہ دلائی جاتی ہے تمہارا دل پہچان سکے جیسے کہ خبریں ملکوت کی اور دونوں جہان اور اس کے شہنشاہ کے معاملات کی خبریں۔ پس دُنیا میں جتنی نعمتیں اور لذتیں ہیں یہ سب بہشت اور اس کی لذتوں کا نمونہ ہیں۔ اور ان کے سوا بہشت میں ایک اور ایسی چیز ہے جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے۔ اور نہ ہی اس کا کسی کے دل پر خیال گذرا ہے۔ اور اگر اس نعمت عظمٰے اور عطیہ کبریٰ کا نام بھی لیا جائے۔ تو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ نام لینے سے وہ کسی کی سمجھ میں آ ہی نہیں سکتی۔ نہ تو اس کو کسی نے دیکھا ہے۔ اور نہ ہی اُس کی دنیا میں کوئی مثال اور نمونہ ہے۔ بہشت کے سو درجے ہیں اور ان میں سے تین درجوں کی تعریف کی گئی ہے۔ ایک درجہ سونے کا۔ دوسرا چاندی کا۔ تیسرا نور کا ہے۔ اور اس سے آگے زیادہ حال کچھ معلوم نہیں ہوا اور نہ ہی انسان کی عقل اس باب میں زیادہ کارگر ہو سکتی ہے اور اسی طرح سختی اور عذاب کی جو چیزیں دنیا میں ہیں۔ وہ آخرت کے عذاب کے گھر کا نمونہ ہیں۔ ان کے سوا کئی طرح کے اور عذاب ہیں جن کے سمجھنے سے عقلیں عاجز ہیں۔ یہ سب عذاب ان لوگوں پر خدا کے غضب سے وارد ہوتے ہیں۔ اور بہشت کی لذات اور نعمتیں اُسکی رحمت سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور جو اسکے بندے اُس کی دنیا کی مباح چیزیں کھاتے ہیں۔ اور اُن پر خدا کا شکر کرتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان کو اسکے عوض میں بہشت میں وہ چیزیں کھلائیگا جن کے سامنے دنیاوی چیزیں نہایت حقیر ہیں اور جو لوگ دنیا میں وہ چیزیں کھاتے ہیں جو مباح نہیں ہیں وہ اپنے نفسوں کو بہشت کے درجوں سے محروم رکھتے ہیں اور جو لوگ بہشت کے درجوں اور اسکی نعمتوں کو جھٹلاتے ہیں اُن پر بہشت حرام ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی حرام ہے۔ اہل بہشت کے واسطے بہشت میں عروسیں ہیں۔ اور ان کے لئے ولیمے اور مہمانیاں ہیں اور عروسیں واسطے دعوت کے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ نے جو مسلمانوں کو بہشت کی طرف بلایا ہے تو اس واسطے بلایا ہے کہ اُن کے جسموں کو از سر نو ہمیشہ کے واسطے تراوت اور تازگی عطاء کرے اور ہمیشہ کی عمریں بخشے۔ اور بہشتیوں کی بیبیوں کے واسطے ولیموں کی دعوتیں ہیں۔ اور اُنکی آپس کی زیارتوں اور ملاقاتوں کے واسطے انکی مہمانیاں ہیں۔ تاکہ وہ آپس میں باتیں کریں۔ اور ان کے واسطے جو وہاں آرام اور آسائش کے مقام ہیں۔ ان کا لطف اُٹھائیں اور درخت طوبیٰ کے سایہ کے نیچے ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھیں کیونکہ وہاں پیغمبروں کی زیارت ہوگی۔ اور یہ مسّرت اور خوشی کا سبب ہوگا۔ اور فرشتوں کی مجلسیں ان میں منعقد ہونگی۔ ان سب پر خدا کا سلام ہو۔ اور بہشت میں ان لوگوں کی سیر اور تفریح کے واسطے بازار ہونگے۔ اور نمازوں کے اوقات میں جناب باری تعالےٰ کی طرف سے ان لوگوں کو خوبصورت چیزیں اور مرغوب ہدیے عطا ہونگے۔ اور رات دن اور صبح شام ہر طرح کے کھانے پینے کی چیزیں اور ہر ایک قسم کے میوے ہر وقت موجود رہیں گے۔ اور خداوند کریم کے ہاں سے ان کو ایسا رزق عطا ہوگا جو کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ اور انکو کوئی اُسے رکاوٹ نہ ہوگی بلکہ دن بدن خداوند تعالےٰ کی طرف سے اُس میں ترقی اور زیادتی ہی ہوتی رہیگی۔ اور جو کچھ پہلے معمول سے زیادہ ان ماکولات اور مشروبات میں افزونی اور زیادتی ہوگی۔ پہلے ذائقہ کو جو چکھ چکے ہونگے۔ بھول جائینگے اور ان بہشتی لوگوں کے واسطے تماشا گاہ ہوگی۔ باغوں میں نہر کوثر کے کنارہ پر جس کی وہ سیر کرینگے۔ اور اس کے کناروں پر

موتیوں کے خیمے لگے ہوئے ہونگے۔ اور ان میں سے ہر ایک کا عرض ساٹھ میل کا ہوگا اس خیمہ کی مثال اُس موتی سے ہو سکتی ہے جس کا دروازہ نہ ہو۔ اور اس میں لونڈیاں ہونگی جن کو نہ کسی فرشتہ نے اور نہ کسی بہشتی خادم اور حُورت دیکھا ہوگا خداوند تعالےٰ فرماتا ہے (اور ان میں خوب رو اور نیک خو بیویاں ہیں) اور جب خداوند تعالےٰ خود انکی خوبصورتی کی تعریف فرماتا ہے تو پھر کس کو طاقت ہے کہ وہ انکے حُسن اور جمال کی صفت کا بیان کر سکے پھر اللہ جلشانہ فرماتا ہے یہ حُوریں ایسی ہیں کہ خیموں میں محفوظ رکھی گئی ہیں اور یہ رحمٰن کی برگزیدہ ہیں۔ اور انکی صورتوں کو بہت خوب اور نیک بنایا ہے اور ان کو ابر رحمت سے پیدا کیا ہے۔ جب وہ بادل برستا ہے تو اس میں سے پانی کی بجائے اس سے ماہ رو لونڈیاں اور خوش حوران پیدا ہوتی ہیں۔ اور ان کا نور عرش سے ہے اور اس پر موتیوں کے خیمے لگائے گئے ہیں۔ جب سے یہ پیدا ہوئی ہیں اس وقت سے لیکر اب تک ان کو کسی نے نہیں دیکھا یہ سب ان خیموں میں ہی محفوظ رکھی گئی ہیں یعنے اپنے شوہروں کے واسطے احتیاط کے ساتھ قید کی گئی ہیں۔ پس ان کو ان کے شوہر ہی دیکھیں گے۔ اور بہشتی اپنے بیبیوں کے ساتھ اس عالی قصر میں خوش ہونگے اور جب تک خدا چاہیگا۔ اُس نعمت میں رہینگے۔ اور پھر جب خداوند کریم اس درجہ سے بھی ان کو اعلےٰ درجہ عطاء کریگا تو پھر اسے نئی نعمت عطا کریگا اور خدا کی اس نعمت کا شکر کرینگے اور پکارنے والا بہشت کے درجوں میں پکار کر یہ کہیگا کہ اے بہشت کے لوگو۔ یہ خوشی اور خرمی کا دن ہے۔ اس میں تازگی سے رہو اور اپنے دل کے غنچہ کو کھولو اور خوب آرائش کرو اور مزے لوٹو۔ اور اپنی آرامگاہوں سے نکلو اور سبزہ زار تماشاگاہ کی سیر کرو۔ اور جب یہ وہاں سے نکلنے لگیں گے تو انکی سواری کے واسطے تیز رفتار گھوڑے حاضر ہونگے۔ اور بہشتی لوگ اپنے محل سرا سے نکلتے ہی گھوڑوں پر سوار ہو جائینگے اور ان کے گھوڑے بھی مروارید اور یاقوت سے مزین اور آراستہ ہونگے اور پھر سیر کے واسطے میدانوں اور باغوں میں جائینگے۔ اور یہ کوثر کے کنارے پر ہونگے۔ اور جب ان کے دل اس تماشا سے سیر ہو جائینگے۔ تو خداوند کریم انکو رہنمائی کریگا کہ اب تم اپنے اُن مکانوں اور ایوانوں کی طرف جاؤ جو تم کو خلعت اور انعام میں دیئے گئے ہیں اور جب یہ لوگ اپنے اپنے خیمے کے پاس پہنچیں گے تو وہاں جا کر کھڑے ہو جائینگے۔ کیونکہ انکو اندر جانے کا کوئی راستہ نظر نہیں آئیگا۔ اسلئے ان اللہ کے ولی اور مومن لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اس خیمہ کو چاک کرینگے اور اس میں دروازہ بنائینگے اور اس طرح دروازہ بنانے کا باعث یہ ہوگا کہ اس مومن کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس خیمہ میں جو بی بی رہتی ہے۔ اس کے حال سے اب تک کسی کو آگاہی نہیں اور جب کوئی انکے حال سے واقف ہی نہیں تو دیکھنا کسی کو کیونکر نصیب ہو سکتا ہے۔ اور اس مومن پر ظاہر کیا جاویگا کہ سرائے فانی میں ان حوروں کی بابت خدا نے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کر دیا ہے۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے (تمہاری حُور بیبیاں خیموں میں نگاہ اور محفوظ رکھی گئی ہیں) اور فرمایا ہے کہ (ان کو کسی جن اور انسان نے پہلے نہیں چھویا) اور بہشتی اپنی صاحب جمال بی بی کے ساتھ تخت پر بیٹھیگا۔ جو آراستہ اور پیراستہ عالی شان ایوانوں میں بچھائے گئے ہونگے اور پھر دعوت کتخدائی کا کھانا انکے روبرو لا کر رکھا جائیگا۔ اور اس کو بڑے ذوق اور شوق سے کھائیں گے۔ اور خدا کی عنایت شدہ شراب طہور سے پیئنگے۔ اور تر و تازہ طرح طرح کے میووں سے لطف اُٹھائینگے۔ خداوند تعالےٰ انکو نئے نئے تحفے عطاء فرمائیگا۔ اور ان کے جسم مرصع زیوروں اور فاخرہ لباسوں سے آراستہ اور پیراستہ ہونگے۔ اور جب اللہ تعالےٰ ان کو اس طرح آراستہ اور پیراستہ کریگا تو پھر نازنین عروسوں کی طرف متوجہ ہونگے۔ اور عیش اور آرام کا فائدہ اُٹھائینگے۔ اور جب اس نشاط سے فراغت پائینگے تو پھر ان مجلسوں میں جا کر شریک ہونگے جو باغوں کی نہروں کے کناروں پر قائم ہونگی اور ان میں گوناگوں ابریشمی فرش بچھے ہوئے ہونگے۔ اور اپنے اپنے سبز رفرفوں پر سوار ہونگے اور ان پر تکئے لگائینگے خداوند فرماتا

ہے رسنرر فرف اور ابریشمی خوبصورت بستروں پر تکیہ لگائے ہوئے ہونگے، پس جس چیز کو خداوند تعالےٰ نے خوبصورت فرمایا ہے اس کی دل لبھانے والی خوبصورتی کا کیا ٹھکانا ہے۔ اور رفرف ایک ایسی چیز ہے کہ جب آدمی اس کے اوپر بیٹھتا ہے تو وہ ہنڈولے کی مانند دائیں بائیں اور نیچے اوپر حرکت کرتا ہے۔ پس بہشتی لوگ اپنے دلربا بیوی کے ساتھ اس رفرف پر بیٹھ کر جھولا جھولینگے اور اس کے مزے اُٹھائینگے اور جب یہ حضرات رفرف پر سوار ہونگے تو اس وقت حضرت اسرافیل علیہ السلام بھی گانا شروع کر دینگے۔ حدیث میں وارد ہے کہ خداوند تعالےٰ نے اپنی تمام پیدائش میں حضرت اسرافیل سے زیادہ اور کسی کو خوش آواز پیدا نہیں کیا اور جب یہ حضرت گانے لگتے ہیں۔ تو اس وقت ساتوں آسمانوں کے جتنے رہنے والے ہیں وہ سب کے سب نماز اور تسبیح اور تہلیل سے ساقط ہو جاتے ہیں اور اس کا گانا سُننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور جب اللہ کے ولی ان رفرفوں پر سوار ہوتے ہیں تو اس وقت حضرت اسرافیل بھی شہنشاہِ مطلق کی تسبیح اور تہلیل اور بھی زیادہ خوش آواز سے گاتے ہیں اور بہشت کے جتنے درخت ہیں سب اس راگ کو سنتے ہیں۔ کوئی خالی نہیں رہتا۔ اور خوشی کے مارے پھول جاتے ہیں۔ اور ایسا کوئی پردہ اور دروازہ نہیں رہتا۔ کہ راگ کے سرور کی تاثیر سے لبت اور کشاد کی حالت طاری نہ ہو اور ہر ایک حلقہ اور دروازہ سے رنگارنگ کی آوازیں باہم آہنگی اور چاندی اور سونے کے جتنے اس بہشت کے باغ ہونگے۔ ان میں سے بھی کوئی ایسا نہیں رہ جائیگا جس سے سرود کا نغمہ نہ نکلیگا۔ اس بہشت کے جنگلوں سے گوناگوں بانسری کی آوازیں نکلینگی۔ اور حوروں کے دلفریب اور دلکش نغمے الگ سُنائی دینگے۔ پرندے جدا اپنا راگ گا کر لطف بڑھائینگے۔ اس وقت خداوند کریم بھی فرشتوں کے پاس وحی بھیجکر ان کو حکم دیگا۔ کہ میرے بندوں کو یہ بات سُنا دو کہ تم نے دنیا میں شیطان کا راگ سننے سے اپنے کانوں کو پاک اور صاف رکھا تھا یہ اس کا عوض ہے۔ اسکے بعد فرشتے خوش الحانی اور روحانی آواز سے فرمان الٰہی کے موافق جواب دینگے اور انکی جتنی آوازیں ہونگی وہ سب آپس میں ایک ہی سُر میں ملکر ایک بڑی آواز بن جائینگی اور پھر خداوند تعالےٰ فرمائیگا۔ اے داؤد میرے عرش کے پایہ کے پاس کھڑا ہو اور میری عظمت اور میرے جلال کا راگ گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام فرمان کے موافق عرش کے پایہ کے پاس حاضر ہونگے۔ اور بڑی خوش آواز سے حمد اور ثنا گائینگے۔ اور آپ کی ایسی خوش آواز ہوگی۔ کہ باقی سب آوازیں اس کے آگے مات پڑ جائینگی۔ اور اس سے ان آوازوں کی بڑی زیب اور زینت ہوگی اور راگ کی لذت دوبالا ہوگی۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ وہ باغ بناؤ سنگار دئے جائینگے۔ اور یحیٰی بن کثیر کہتے ہیں۔ کہ جب اہل بہشت روضوں میں ہونگے۔ اور اسکی لذات اور سرود سے لطف اُٹھا رہے ہونگے تو اللہ جلشانہ کے حکم سے ان پر بہشت عدن کا ایک دروازہ کھُل جائیگا۔ اور اس دروازہ سے روحانی لوگوں کی آوازیں نکلنی شروع ہونگی بہشتیوں کے درجوں تک۔ اور باغ عدن کے گل و ریحان کی خوشبو پراگندہ ہو کر بہشتی لوگوں کے دل اور دماغ کو معطر کر دیگی۔ اور جانفزا نسیم جس سے عنبر کی لپٹیں آ رہی ہونگی پھر ایک نور کا شعلہ اُٹھیگا اور اس سے تمام باغ اور اس کی نہریں روشن ہو جائینگی۔ اور اس کی جگمگاہٹ کا عالم یہاں تک ہوگا کہ عرش سے لیکر فرش تک سب کچھ نور ہی نور ہو جائیگا۔ اور اس ذوق اور شوق کے مستمند لوگوں کو اوپر کی طرف سے خداوند کریم کی آواز آئیگی۔ السلام علیکم اے خداوند تعالےٰ کے عاشقو۔ اور محبو اور ولیو اور بارگاہ لم یزلی کے برگزیدہ لوگو اور اے بہشت کے رہنے والو۔ تم نے اپنا اس تماشا گاہ کو کیسا پایا۔ یہ دن تمہارا میرے اُن دشمنوں کے نیروز کے بدلے ہے جنہوں نے دُنیا کا ایک دن مقرر کیا۔ تا کہ دنیا کی نعمتوں سے اپنی جانوں کو تازگی بخشیں۔ انہوں نے اپنی بدبختی کے باعث اپنے آپکو آزار میں پھنسایا۔ اور اس دن کی لذت سے محروم رہ گئے اور دنیا کی خواہش اور تجارت سے انکو نقصان پہنچا۔ ان لوگوں

نے صبر نہ کیا۔ اگر صبر کرتے تو وہ بھی اس نعمت کبریٰ اور عطیہ عظمیٰ کو پہنچ جاتے۔ ان آدمیوں نے اسکے خلاف کام کئے ہیں جنہوں نے فرمانبرداری اور عبادت کی ہے۔ اس لئے آج یہ اپنے کئے کا عذاب بھگتینگے۔ اُنہوں نے دُنیا کی نعمتوں اور نفسانی لذتوں کی رغبت کی۔ اس لئے جو چیز اُنہوں نے دُنیا میں طلب کی تھی وہ اُن سے منقطع ہو گئی۔ اور اسکی بجائے ذلت اور خواری نصیب ہوئی۔ اور جن لوگوں نے صبر کیا اور عبادت کی اُن کو بہشت عطا کیا گیا۔ بہشت کا حریری لباس ملا۔ جنت کی تماشا گاہیں ملیں۔ اور آخر کار خداوند کریم نے ان کو اپنا سلام بھیجا۔ اور کہا کہ یہ دن تمہارا نیروز ہے اور میری زیارت کا دن ہے۔ اور میرے بہشت عدن تمہارے واسطے زیارت گاہ اور تماشا گاہ ہے۔ اور دُنیا میں بہت مدت تک میں نے تمہارے حال کی حفاظت اور نگرانی کی ہے کیونکہ تم ہمیشہ میری اطاعت اور بندگی میں مشغول رہے ہو۔ اور جو لوگ گردن کش اور مغرور تھے وہ لہو اور لعب میں مشغول رہے۔ اور گنہگاری کی۔ اسواسطے آج کے دن وہ حیران اور پریشان ہو رہے ہیں یہ متمرد اور سرکش لوگ آپس میں ظلم کرتے تھے اور خوش ہوتے ہیں اور تم نے ہماری عزت اور بزرگی کا لحاظ اور پاس کیا اور ہماری حدوں کو نگاہ رکھا اور میرے عہد کی رعایت کی۔ اور میرے حقوق سے ڈرتے رہے۔ اور اہل جنت کو دکھلانے کے واسطے دوزخ کا بھی ایک دروازہ کھولا جائیگا۔ اس سے بھڑکتے ہوئے شعلے اور دُھواں اُٹھتا ہوگا اور اہل دوزخ کی زاری اور ان کا نالہ اور فریاد بلند ہوتی ہوگی اور بہشتی آدمی اپنے مقاموں سے جہاں اپنی اپنی مجلسیں جمائے ہونگے ان دوزخیوں کے حال کو دیکھینگے۔ اپنے حال میں تو وہ خوش اور محظوظ ہونگے۔ لیکن جب ان کو اس حال میں ملاحظہ کرینگے کہ انکی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہیں اور اپنی سیاہ بختی کی بلا میں گرفتار تو وہ اور بھی خوش ہونگے اور کہینگے کہ اچھا ہوا۔ ہم نے خداوند تعالٰے کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تھی۔ اور جب دوزخی اہل بہشت کے سبز تختوں کی طرف نگاہ کرینگے۔ تو یہ رشک اور حسرت کھائینگے۔ اور اپنے دل ہی دل میں جلینگے۔ اور انکے ہاں خواہش کرینگے کہ ہماری فریادرسی کریں۔ اس لئے اللہ تعالٰے فرماتا ہے کہ جنتی لوگ اپنے کئے کے سبب خوش ہیں اور انکی بیبیاں درختوں کے سایہ میں آراستہ تختوں پر تکیہ لگائے جلوس فرما ہیں میوے اور بہشت کی تمام نعمتیں جو چاہیں اُس کے واسطے موجود ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر سلام ہے۔ اور اے گنہگارو! تم آج کے دن ان سے جدا ہو جاؤ۔ اے بنی آدم تم سے میں نے یہ عہد نہیں لے لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نکرو۔ کیونکہ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے اور میری عبادت کرو کیونکہ یہ سیدھی راہ ہے۔ پس دوزخ کی آگ بھڑک اُٹھیگی اور کافروں کی جماعت الگ کی جائیگی۔ اس وقت ان کے نالے اور پکار بند ہو جائیگی اور دوزخ کے جزیروں میں ڈال دیا جائیگا جب وہ اُن جزائر میں جاوینگے تو بچھو جن کے ڈنک درخت کھجور کے تنے کی مانند ہیں ان کو دوڑ کر کاٹینگے۔ پھر آگ کا سیلاب ان پر رواں چڑھ آویگا۔ یہ سیلاب سراسر خدا کا غضب ہوگا۔ یہ اُن کافروں کو بہالے جائیگا اور آگ کے دریاؤں میں غرق کر دیگا۔ اور خداوند کریم کی طرف سے ایک پکارنے والا پکار کر کہیگا۔ کہ یہ وہ دن ہے جس کے بارے میں تم میرے ساتھ عظیم جنگ کیا کرتے تھے اور میری نعمت سے سرکشی کرتے تھے اور اس پر عبادتوں اور غموں کی جگہ بینے دنیا میں خوش ہوتے تھے۔ اور اس کا تم ان نعمتوں سے مقابلہ کرتے تھے جو ہم نے آج اپنے فرمانبرداروں کے لئے تیار کی ہیں۔ اور یہ نعمتیں اب تم کو نہیں ملینگی۔ پس جو کچھ تم نے دُنیا میں پسند کیا۔ آج اس کا عذاب چکھو۔ اور جو لوگ اہل بہشت ہیں اور تم سے الگ کئے گئے ہیں۔ وہ ولیموں کے طعاموں کی لذتیں اُٹھائینگے۔ اور طرح طرح کے میووں اور تازہ بتازہ کھانوں میں مصروف ہونگے جو ان لوگوں کو ہدیہ دئے گئے ہیں۔ باکرہ حسین انکی ہم صحبت ہونگی۔ بیٹھنے کے واسطے تخت ہیں اور رنگ برنگ کا گانا ہے جو بڑی خوش الحانی سے سُن رہے ہیں۔ ان لوگوں پر میرا سلام ہے اور میں لطف اور

کرم سے ان کے ساتھ پیش آتا ہوں، اور روز بروز انکی نعمت زیادہ کرتا ہوں۔ جس کی کوئی حد نہیں تاکہ وہ میری اس عظیم نعمت سے خوشحال رہیں اور ہمیشہ انکو زیادہ سے زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے۔ پس اے بہشت کے لوگو تمہارا یہ دن میرے دشمنوں کے اس دن کا عوض ہے جس میں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو خوشخبری دیتے تھے اور خوش ہوتے تھے اور اپنے بادشاہوں کو ہدیہ بھیجتے تھے اور وہ انکے ہدیہ کو قبول کرتے تھے وہ تو آج کے دن محروم ہوئے ہیں۔ اور تم اپنے مقصد کو پہنچ گئے ہو۔ ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی رسول مقبولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھ کو خوش آواز سے بہت رغبت ہے کیا بہشت میں بھی خوش آوازیں ہونگی، پیغمبرؐ نے جواب دیا کہ ہاں ہونگی۔ جس خدائے پاک کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس کی قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ بہشت کے درختوں کے پاس وحی بھیجیگا۔ اور ان کو حکم کریگا کہ تم میرے بندوں کو راگ اور گانا سناؤ کیونکہ وہ دنیا میں میری عبادت اور میرے ذکر میں مشغول رہے ہیں۔ اور سرنگی اور چنگ سے روگردانی رکھی ہے۔ پس اس وقت بہشت کے درخت ایسے عمدہ سریلی آوازوں سے پروردگار کی تسبیح اور تقدیس کے گیت گائینگے جیسا کہ خلقت نے کبھی ایسے پہلے نہ سنا ہوگا۔ ابی قلابہؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول مقبولؐ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسولؐ کیا بہشت میں رات بھی ہوگی آپ نے فرمایا کس چیز نے تم کو اس سوال پر برانگیختہ کیا ہے اس نے عرض کی۔ کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کے واسطے صبح اور شام بہشت میں رزق ہوگا۔ میں نے سمجھا کہ صبح اور شام کے وقتوں کے درمیان رات ہے۔ رسول مقبولؐ نے فرمایا کہ بہشت میں رات نہیں ہے مگر وہ ایک روشنی اور نور ہے۔ اس میں صبح اور شام کے وقت معلوم ہوگا اور دنیا میں جن جن وقتوں میں وہ نمازیں پڑھتے تھے۔ اُن اُن وقتوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تازہ بتازہ ہدیے انکو ملینگے اور فرشتے ان لوگوں پر سلام بھیجیں گے۔ پس جو شخص چاہتا ہے کہ مجھ کو یہ ہمیشہ کی زندگی ملے اور ہمیشہ کی یہ لذت عطا ہو اس کو لازم ہے کہ پرہیزگاری کی حدوں کو نہ توڑے انہیں محفوظ رکھے اور پرہیزگاری کی ان شرطوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں بیان کر دیا ہے وہ فرماتا ہے یہ نیکی نہیں ہے کہ تم مشرق اور مغرب کی طرف منہ پھیرو۔ لیکن نیکی اُس شخص کی ہے جو خدا تعالیٰ پر ایمان لایا اور قیامت کے دن اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اسکے پیغمبروں کو سچا جانا اور اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی محبت پر اپنے قریبیوں اور یتیموں اور غریبوں اور مسافروں اور سائلوں اور بردے آزاد کرنے میں خرچ کیا اور نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ دی اور عہد کرکے ان کو پورا بھی کرتے ہیں اور ضرر اور سختیوں میں صابر رہتے ہیں اور خدا سے خوف رکھتے ہیں یہی لوگ صادق اور پرہیزگار ہیں۔ اور ان پر اسلام کی حدوں کا قائم رہنا اور اس کے ارکان کا بجالانا لازم ہے۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اسلام کے آٹھ حصے ہیں نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، عمرہ، جہاد، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور جو آدمی ان حصوں میں سے کوئی حصہ نہیں پاتا۔ وہ سخت نقصان پاتا ہے۔ عاصم احول انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے فرمایا اسلام ایک قوی درخت کی مانند ہے اسکی جڑ خدا پر ایمان لانا ہے اور پانچ وقت کی نمازیں اس کی شاخیں ہیں اور رمضان کے روزے اس کا پوست ہے اور حج اور عمرہ اس کا چنا گیا میوہ ہے اور وضو اور غسل جنابت اس درخت کے واسطے پانی ہے اور ماں باپ کی اطاعت اور پیوند رحم اس درخت کی چھوٹی چھوٹی شاخیں ہیں۔ اور خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا اُس کے پتے ہیں اور نیک کام اس کا میوہ ہے اور خداوند تعالیٰ کا ذکر اس درخت کا رگ و ریشہ ہے اور رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے کہ جس طرح بغیر سبز پتوں کے درخت کی زیبائش

نہیں ہوتی۔ اسی طرح گناہ سے بچنے اور نیک عمل کرنیکے بغیر اسلام کو بھی زینت حاصل نہیں ہوتی۔

بہشت اور دوزخ اور ان چیزوں کا بیان جو اُن میں رہنے والوں کیواسطے تیار کی گئی ہیں

ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں جب تمام مخلوق ایک میدان میں جمع ہوگی کہ ان پر ایک تاریکی کا عالم طاری ہوگا اور وہ ایسی سیاہی ہوگی کہ ایک کو دوسرا دکھائی نہیں دیگا اور تمام مخلوق اس سخت تاریکی میں سرو قد کھڑی ہوگی۔ اور ان لوگوں اور خداوند کریم کے درمیان ستر برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا۔ اچانک اس سخت تاریکی کے عالم میں اللہ جلشانہ اپنے فرشتوں پر جلوہ ڈالیگا۔ اور حشر کا میدان خدا کے نور سے جگمگا اُٹھیگا اور تاریکی جاتی رہیگی۔ سب جگہ خدا کا نور پھیل جائیگا۔ فرشتے اسوقت عرش کے گرد طواف کررہے ہونگے اور اپنے خدا کی حمد اور ثنا اور تسبیح اور تہلیل میں مشغول ہونگے اس وقت خدا کی تمام مخلوق صف باندھ کر کھڑی ہوگی۔ اور ہر ایک امت کے لوگ اپنے اپنے مقام پر جہاں مؤدب کھڑے ہونگے وہیں انکے اعمالنامے سامنے کئے جائینگے اور عدل کی میزان کو بھی حاضر کرینگے اور فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اس ترازو کو پکڑیگا کبھی اونچی کریگا اور کبھی نیچی۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ اس حالت میں اچانک درمیان سے بہشت کا پردہ اُٹھاوینگے۔ اور حشر کے میدان کے نزدیک ہوجائیگا۔ اور اس پر بہشت کی ہوا چلیگی اور مسلمانوں کو کستوری کی مانند معطر کریگی۔ اس وقت بہشت اور بہشتی لوگوں کے درمیان پانچسو برس کے رستے کا فاصلہ ہوگا اور اس کے بعد دوزخ کا پردہ اُٹھایا جائیگا اور اس میں سے ہوا اور سخت دھواں نکل کر پھیل جائے گا۔ اور گنہگار اسکی بدبو پائینگے حالانکہ دوزخ اور ان لوگوں کے درمیان پانچسو برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا۔ اسکے بعد دوزخ کو حاضر کیا جاویگا جو ایک بڑی زنجیر سے کھینچکر لائے جائینگے۔ دوزخ پر انیس فرشتے چوکیدار ہونگے اور ہر ایک چوکیدار کے ساتھ ستر ہزار فرشتے مددگار ہونگے ہر ایک چوکیدار اپنے مددگاروں سمیت اس کو کھینچتا ہوا لارہا ہوگا اور کچھ نگاہبان اس کے دائیں بائیں پر چلے آتے ہونگے اور ہر ایک فرشتے کے ہاتھ میں ایک قمچی ہوگی۔ اور جب فرشتہ دوزخ کو پکاریگا۔ تو وہ رواں ہوگی اور نیچے اوپر سانس بھی لیگی۔ اور اس کی آواز گدھے کی طرح ہوگی۔ اور اس کا پیٹ بہت سیاہ ہوگا اور اس میں سے دھواں نکلتا ہوگا اور شعلے اُٹھتے ہونگے وہ اہل دوزخ پر بہت غصہ کررہی ہوگی۔ اسی حالت میں اُسے حشر کے میدان میں بہشت اور موقف کے درمیان کھڑا کرینگے پس وہ لوگوں کی طرف دیکھے گی نظر اُٹھاکر اور ایسا معلوم ہوگا کہ اہل محشر پر حملہ کرتی ہے اور ان سب کو کھاجانے کو ہے اور اسکے نگاہبان اس کو روکیں گے اور اسکی زنجیروں سے اُسے کھینچے رکھیں گے اگر اس کو چھوڑ دیں تو مومن اور کافر سب کو اسی وقت چٹ کرجائے اور جب یہ دیکھے گی کہ میں خلقت پر حملہ کرنے سے روکی گئی ہوں تو غصہ سے جوش میں آوے گی اور اس قدر جوشش کی سختی ہوگی کہ پھٹتی ہوئی معلوم ہوگی۔ اور پھر دوسری دفعہ شور کریگی۔ اور اپنے دانتوں کو پیسے گی۔ جب لوگ اسکے دانتوں کی آواز سنینگے تو خوف کے مارے کانپ جائینگے۔ اور ان کے دل بے اختیار ہوجائینگے عقل جاتی رہیگی آنکھوں میں اندھیرا آجائیگا۔ دل حلقوں تک پہنچ جائینگے۔ اور ایک شخص نے پیغمبرؐ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول دوزخ کی کیا تعریف ہے آپ نے فرمایا کہ وہ دنیا کی زمین کی مانند ہے لیکن اس سے ستر حصے بڑی ہے اور اس کا رنگ سیاہ اور تاریک ہے اور اس کے سات سر ہیں۔ اور ہر سر میں تین دروازے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کی لنبائی میں تین رات دن کے راستے کا فاصلہ ہے اور اس کا اوپر کا ہونٹ اتنا موٹا ہے کہ ناک کے نتھنوں سے ملا ہوا ہے اور نیچے کا نیچے لٹکا ہوا ہے اور اس کی ناک کے ہر ایک سوراخ میں ایک رسّی اور ایک بڑی زنجیر پڑی ہے اور ستر ہزار سخت اور تند خو فرشتوں نے اس کو قابو کیا ہوا ہوگا اور ان فرشتوں کے منہ سے دانت نکلے ہونگے

انکی آنکھیں آگ کے انگاروں کی مانند دہکتی ہونگی۔ اور انکے رنگ ایسے ہونگے جیسے آتشین شعلے اور انکی ناک کے سوراخوں سے دھؤاں اور شعلے اُٹھتے ہونگے۔ اور یہ ہر وقت مستعد ہونگے کہ جونہی خدا کا حکم ہو اس کو بجا لائیں۔ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ اس وقت دوزخ اللہ جلشانہ کے ہاں درخواست کریگی۔ کہ مجھ کو سجدہ کی اجازت ملے خدا اس کو اجازت عطا کریگا وہ سجدہ کرے گی اور جب تک اللہ چاہیگا سجدہ میں پڑی رہیگی۔ پس اللہ تعالےٰ اس کو حکم دیگا کہ سجدے سے اپنا سر اُٹھا فرمان کے موافق وہ اپنا سر اُٹھائیگی۔ اور یہ کہیگی، میں اس خدا کی تعریف کرتی ہوں جس نے مجھے اس واسطے بنایا ہے کہ میرے ذریعے اپنے نافرمانوں سے بدلہ لے اور مجھ سے بدلہ لینے والی کوئی چیز پیدا نہیں کی اور ہموار اور تحت اور سلیس زبان سے کہیگی۔ کہ یہ حمد خدا کے لائق ہے اور بلند آواز سے بجالائیگی اور اس کے بعد بڑے زور سے شور مچائیگی۔ اور جتنے مقرب فرشتے اور پیغمبر مرسل اور دوسری اس جگہ کھڑے ہوئے ہونگے۔ ان میں سے کوئی ایسا باقی نہیں رہیگا جو خوف کا مارا زانو کے بل نہ گر پڑیگا۔ اس کے بعد دوسری مرتبہ فریاد کریگی۔ اس دفعہ سب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونگے، یہاں تک کہ کوئی قطرہ باقی نہ رہیگا۔ پھر تیسری دفعہ فریاد کریگی اور پھر ایک آدمی یا جن جس کے بہتر پیغمبروں کے عملوں کے برابر بھی عمل ہونگے تو وہ بھی یہی خیال کریگا کہ اس نے مجھ کو گھیر لیا۔ میں اس سے نہیں بچ سکونگا۔ پھر چوتھی مرتبہ فریاد کریگی۔ اس دفعہ خوف کے مارے سب چیزیں خاموش ہو جائینگی۔ کوئی بول نہیں سکیگی اور حضرت جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور ابراہیم خلیل اللہ عرش کو پکڑے ہوں گے۔ اور خوف کے مارے یہی پکار رہے ہونگے نفسی نفسی سب مجھے ہی بچائیو۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا، کہ دوزخ آگ کی چنگاریاں اُگلنی شروع کریگی اور انکی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہوگی۔ اور ہر ایک چنگاری اتنی بڑی ہوگی۔ جتنا کہ مغرب کی طرف سے اُٹھا ہوا ایک بڑا بادل ہوتا ہے اور لوگوں کے سروں پر ان چنگاریوں کی بوچھاڑ ہوگی۔ اور اس کے بعد دوزخ پر پلصراط بچھا دینگے اور ایسے ہی سات پُل بنائے جائینگے ہر ایک کے درمیان ستر سال کے راستے کی دوری ہوگی اور بعض کا یہ قول ہے کہ پلصراط کے بھی سات طبقے ہیں اور پہلے طبقے سے دوسرے طبقے تک پانچسو سال کے راستے کی چوڑائی ہے اور دوسرے سے تیسرے تک بھی اسی قدر اور اسی طرح باقی طبقوں میں بھی اسی قدر فاصلہ ہے اور ساتواں درجہ نہایت فراخ اور بہت ہی سخت ہے اس میں حد سے زیادہ گڑھے ہیں اور اس کا گہراؤ بہت دور دراز تک ہے اور اس میں رنگ برنگ کے عذاب ہیں اور جو اس کی آگ کی چنگاریاں ہیں وہ دوسرے طبقوں سے بہت بڑے ہیں اور ہر نزدیک والا طبقہ دہنیں بائیں بلندی میں آسمان کی طرف اس قدر بلند ہے۔ جتنی کہ تین کوس کے فاصلہ کی بلندی ہوتی ہے اور ہر ایک طبقہ اپنی گرمی اور چنگاریوں کی کثرت اور طرح طرح کے عذابوں کے لحاظ سے اپنے اوپر کے طبقے سے ستر حصے زیادہ ہے اور ہر ایک طبقے میں دریا اور ندیاں جاری ہیں اور پہاڑ اور درخت ہیں۔ ہر ایک پہاڑ کی اونچائی ستر ہزار برس کا راستہ ہے اور ہر طبقے میں ستر پہاڑ ہیں۔ ہر ایک پہاڑ میں ستر ہزار درے ہیں اور ہر درے میں ستر ہزار ہی تھوہر کے درخت ہیں۔ اور ہر ایک درخت سے ستر ہزار شاخیں نکلی ہوئی ہیں اور ہر شاخ پر ستر ہزار سانپ اور بچھو رہتے ہیں اور ہر سانپ کی لنبائی تین کوس تک ہے اور ہر ایک بچھو ایک بڑے اونٹ کے برابر موٹا ہے اور ہر درخت پر ستر ہزار میوے لگے ہیں ان میووں کا ہر ایک دانہ شیطان کا ایک سر ہے اور ہر میوے میں ستر ہزار کیڑے بھرے ہیں۔ اور ہر ایک کیڑا ایک تیر پرتابی کے برابر ہے اور بعض میووں میں کانٹے ہیں۔ اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں اور ہر ایک دروازے میں ستر ستر جنگل ہیں۔ اور ہر جنگل کی لنبائی ستر سال کا راستہ ہے اور ستر ہزار ہی ہر ایک جنگل میں گھاٹیں

ہیں اور ہر ایک شاخ میں ستر ہزار گڑھے ہیں۔ اور ہر گڑھے میں ستر ہزار شگاف ہیں اور ہر شگاف کی لمبائی ستر ہزار برس کا راستہ ہے اور ہر ایک شگاف میں دراڑیں ہیں اور ہر ایک دراڑ میں ستر ہزار خونخوار اژدہا بھرے ہیں۔ اور ہر اژدہا کے منہ میں ستر ہزار بچھو ہیں۔ اور ہر ایک بچھو کی پیٹھ میں ستر ہزار مہرے ہیں اور ہر ایک مہرے میں زہر بھرا ہے جو ایک پہاڑ کے برابر ہے ہر ایک کافر اور منافق کو اس زہر کا مزا چکھنا پڑیگا۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ جب لوگ زانو کے بل گرے پڑے ہونگے اور دوزخ بیتاب ہو کر ان پر اس طرح حملہ کرنے کو ہوگی جیسے کہ ایک مست اونٹ۔ تو اس وقت ایک پکارنے والا بلند آواز سے پکاریگا اور پیغمبر اور صدیق اور شہید اور صالح لوگ سب اٹھ کھڑے ہونگے۔ اسکے بعد تمام مخلوق حاضر کی جائیگی اور جو جو مظالم کئے ہونگے ہر ایک کو ان کا بدلہ دیا جائیگا۔ اسکے بعد دوسری مرتبہ پھر سب لوگوں کو پیش کیا جاویگا اس دفعہ ارواح اور اجسام آپس میں جھگڑینگے۔ اور اجسام روحوں پر غلبہ پالینگے۔ تیسری دفعہ پھر خداوندکریم کے پیش ہونگے اور اعمالنامے آپ ہی اڑ کر ہر ایک کے ہاتھوں میں آجائینگے۔ بعض لوگوں کو تو دائیں ہاتھوں میں ملیں گے اور بعض کو بائیں ہاتھوں میں اور بعض کو پیٹھ کی طرف سے دئے جاوینگے۔ جن لوگوں کو دائیں طرف سے ملیگا ان کو اللہ جلشانہ کی طرف سے ایک نور بھی عطا ہوگا اور فرشتے ان کو بزرگی اور خرمی کی مبارکباد دینگے۔ یہ لوگ بسبب بزرگی اپنی کے خدا کی رحمت کے ساتھ پلصراط سے خوش خوش گذر جائینگے اور جب اپنے بہشتوں کے دروازوں پر پہنچینگے تو ان کے دربان وہاں آکر حاضر ہو جائینگے اور آتے ہی آداب بجالائینگے اور بہشتی لباس اور تیز رفتار گھوڑے اور مرصع زیور ان کے لائق اللہ جلشانہ کی طرف سے انکے پیش کرینگے پس بہشتی اپنے اپنے گھروں میں جدا جدا جائینگے۔ اور اپنے اپنے محلوں میں خوشیاں منائیں گے۔ اور وہاں اپنی بیبیوں کے پاس جائینگے اور وہاں وہ چیزیں دیکھینگے۔ جن کو انکی آنکھوں نے پہلے نہیں دیکھا تھا اور جن کی تعریف سے یہ لوگ عاجز ہونگے۔ اور جن کا خیال ان کو خواب میں بھی نہ گذرا ہوگا۔ غرض یہ اپنے اپنے محلوں میں داخل ہو کر بہشتی کھانے کھائینگے اور پیئینگے اور لباس اور زیور سے خوب آراستہ اور پیراستہ ہونگے اور اپنی بیبیوں سے بغل گیر ہونگے اور اس معلومہ مدت تک جو خداوندکریم نے انکے واسطے مقرر کردی ہے عیش وعشرت کے مزے لوٹینگے اور اس اللہ کی حمد اور ثنا اور شکر گذاری کرینگے۔ جس نے ہمیشہ کے واسطے انکے سب غم و اندوہ دور کردئے انکی گھبراہٹ ان سے دور کرکے ان کو امن دیدیا۔ اور ان کا حساب ان پر آسان کردیا۔ اور ان کو یہ توفیق دی گئی کہ وہ خداوندی عطا کا شکر ادا کریں اور اپنے حقیقی پروردگار کی حمد اور ثنا کریں۔ کیونکہ اس نے ان کو سیدھی راہ دکھلائی اور یہ نعمت عظمیٰ عطا کی۔ اور اگر خداوندکریم ان کو سیدھی راہ نہ دکھلاتا تو یہ کبھی منزل مقصود تک نہ پہنچتے۔ پس انکی آنکھوں کو ٹھنڈک ہوگی بسبب اس کے جو وہ اپنے ساتھ دنیا سے نیک توشہ لائے خدا پر ایمان لائے اس پر یقین کیا۔ اس کے خوف اور عذاب کو سچا سمجھا اسکی طرف رجوع کیا۔ اسکی طاعت کی طرف رغبت کی۔ پس اس وقت نجات پانے والوں نے نجات پائی اور کافر ہلاک ہوئے اور جن لوگوں کو بائیں ہاتھ کی طرف سے اعمالنامے ملے اور جن کو پشت کی طرف سے دیدئے گئے ان لوگوں کے منہ کالے ہونگے اور انکی آنکھیں نیلی ہونگی۔ اور انکے سینوں پر داغ دئے جائینگے۔ ان کے جسم پھول جائینگے۔ اور ان کے چمڑوں میں ورم ہو جائیگی اور وہ اپنے واسطے ہلاکت مانگیں گے۔ جب یہ لوگ اپنے اعمالناموں کو اور ان میں اپنے گناہوں کو دیکھیں گے تو انکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہم نے جس قدر کبیرے اور صغیرے گناہ کئے تھے وہ سب ان میں درج ہیں کوئی گناہ درج ہونے سے باقی نہیں رہ گیا۔ ان کے دل کالے ہو جائینگے اور بدگمانی ان پر غلبہ پائیگی اور خوف اور اندوہ بڑھ جائیگا۔ یہ لوگ سرنگون ہونگے اور انکی آنکھیں خیرہ ہو جائینگی۔ گردنیں نیچی ہو جاوینگی اور یہ دزدیدہ نگاہوں سے آگ کی طرف دیکھیں گے۔ اور انکی آنکھیں اُسے سے نہیں کیونکہ ان پر بڑا خوفناک حادثہ آنے والا ہے اسلئے اسکی طرف انکی ٹکٹکی بندھ جائیگی۔ اور وہ حادثہ

ان لوگوں کو سخت غمگین کرنے والا اور دم بند کرنے والا اور بہت ڈرانے والا اور خوار کرنے والا ہوگا۔ ان کے دلوں میں حد درجہ کا غم ڈالیگا۔ اور آنکھوں سے خون رلائیگا۔ اس وقت یہ لوگ اپنے پروردگار کے بندے ہونے کا اقرار کریں گے اور اپنے گناہوں کو قبول کرلیں گے۔ اور یہ اقرار ان کو اس امر کا مستحق کرے گا کہ انکی حجت قطع ہوجائے اور بدبختی اور غم اور ننگ اور عذاب ورنگ میں گرفتار ہوں۔ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ اس وقت اس قوم کے لوگ اپنے پروردگار کے روبرو زانو کے بل کھڑے ہونگے اور اپنے گناہوں کا اقبال اور اقرار کرتے ہونگے۔ اور انکی آنکھیں نیلی ہونگی۔ کوئی چیز ان کو سجھائی نہیں دیگی۔ انکے دلوں پر خوف اور ہراس چھایا ہوا ہوگا۔ اور بدن اور جان کانپتی ہوگی اور خوف کے مارے کوئی بات چیت نہ کرسکینگے اور آپس میں ان کے رحم کا سلسلہ بھی کٹ گیا ہوگا اور نہ ہی ایک دوسرے سے پیوند رکھیگا۔ اس دن کوئی کسی اپنے رشتہ دار کی پرواہ نہ کریگا اور نہ کوئی ایک دوسرے کو کچھ پوچھیگا۔ اور انکی جانوں میں مصیبت اور اندوہ بھرا ہوگا۔ اور اسکی صلاح غیر ممکن ہوگی۔ اور اس وقت وہ بازگشت کی خواہش کریں گے۔ مگر ان کو جواب نہیں دیا جائیگا اور جس بات کو جھوٹ جانتے تھے اس پر یقین کرلیں گے۔ ان لوگوں کو اس قدر پیاس دامنگیر ہوگی کہ سیراب نہیں ہوسکیں گے بھوکے ہونگے مگر سیر نہیں ہوسکیں گے اور بدن سے ننگے ہونگے مگر ان کو کپڑا میسر نہیں آئیگا۔ صد درجہ کے مغلوب ہونگے اور کوئی آدمی انکی یاری اور مدد نہیں کریگا غمگین ہونگے۔ اور خوشی اور خرمی سے بالکل الگ۔ ان کو اپنی جانوں میں گھاٹا ہوگا۔ اہل اور عیال میں نقصان زدہ ہونگے ان کے مالوں اور کسبوں میں خسارہ ہوگا۔ اور رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے کہ جب لوگ اس حالت میں ہونگے۔ خداوند تعالٰے دوزخ کے نگاہبانوں اور ان کے مددگاروں کو حکم دیگا کہ اب تم دوزخ سے باہر آؤ اور اپنے ہتھیار یعنے زنجیر اور طوق اور گرز اٹھالاؤ۔ اور فرشتے پہلے ہی دوزخ کے کناروں پر خداوند تعالٰے کے حکم کے منتظر کھڑے ہونگے کہ جو فرمان صادر ہو اس کو بجا لائیں پس جب یہ بدبخت لوگ ان فرشتوں اور ان زنجیروں اور کپڑوں کو کھڑے کو دیکھیں گے۔ تو حسرت کے مارے اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے اور اپنی انگلیوں کو چبائیں گے اور اپنی ہلاکت کے واسطے پکاریں گے۔ ان لوگوں کے آنسو جاری ہونگے اور ہاتھ پاؤں بھی کانپتے ہونگے اور ان کو کسی بھلائی کی امید باقی نہیں رہیگی۔ اس وقت خدا تعالٰے حکم دے گا کہ ان دوزخی لوگوں کو پکڑلو۔ اور انکی گردنوں میں طوق ڈال دو اور سخت زنجیروں سے انکو جکڑ کر دوزخ میں دھکیل دو۔ رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں کو خداوند تعالٰے دوزخ میں ڈالنا چاہیگا۔ موکلوں کو حکم دیگا کہ ان مردودوں کو پکڑلو۔ اس حکم کو سنتے ستر فرشتے دوڑ کر دوزخیوں کو پکڑلینگے۔ اور مضبوط زنجیروں سے ان کو خوب جکڑ دینگے۔ انکی گردنوں میں تو بھاری بھاری طوق ڈال دینگے۔ اور انکے نتھنوں میں زنجیریں ڈالیں گے اور پیشانی کے بالوں سے انکو پکڑ کر کھینچیں گے۔ اور اس طرح گھسیٹ گھسیٹ کر ان لوگوں کو جمع کرینگے اور پشت کی طرف پر ہو کر ان کے پاؤں کو کھینچینگے۔ اور ان صدموں سے ان کی پیٹھیں ٹوٹ جائینگی۔ آپ نے فرمایا جب ان لوگوں کو یہ عذاب دیا گیا تو انکی آنکھیں پتھرا جائینگی اور انکی گردنوں کے گوشت جل جائینگے۔ اور ان کی رگوں کا گوشت چھٹ چھٹ کر گر پڑیگا۔ اور انکی گردنوں میں جو آتشین طوق پڑے ہونگے انکی گرمی سے انکے دماغ پکنے لگینگے۔ اور مغز پگھل کر بدن پر پھوٹ نکلیگا اور بہتا ہوا پاؤں تک جا پہنچیگا۔ اور چمڑے گل جائینگے اور گلکر گر پڑیں گے۔ اور ان کے بدن پر نیل پڑ جائینگے اور وہ پک جائینگے اور ان میں سے پیپ جاری ہوگی۔ اور جب ان لوگوں کو یہ آتشین پہنائے جائینگے تو ان سے انکی گردنیں کندھوں سے لیکر کانوں تک بھر جائینگی۔ اور ان کے کان جل جائیں گے اور انکے ہونٹ بھی کٹ جائینگے اور اس قدر شور اور فریاد کریں گے۔ کہ انکی زبانیں اور ان کے دانت منہ سے باہر نکل پڑینگے اور انکے طوقوں سے آتشین شعلے نکلتے ہونگے۔ اور انکی گرمی انکی رگوں اور پٹھوں اور ان کے خون میں اثر کرگئی ہوگی۔ اور

پہ طوق جو فدار ہونگے اور انکے جوف میں بھی آگ دہک رہی ہوگی۔ اور اسکی گرمی دلوں کے اندر جا گھسی ہوگی۔ اور اس سے دلو نکی کھال جل جائیگی اور ان سے دور ہو جائیگی۔ اس گرمی کے مارے ان کا دم گلے میں گھٹتا ہوگا۔ اور آوازیں بند ہو جائینگی اور بدن کے پوست فنا ہو جائینگے۔ اور جب ان کا یہ حال ہوگا۔ تو اسوقت اللہ تعالےٰ دوزخ کے فرشتوں کو حکم دیگا کہ ان لوگوں کو اب دوزخ کے کپڑے بھی پہنا دو۔ حکم کے ہوتے ہی دوزخی کپڑے لیکر فرشتے حاضر ہو جائینگے۔ اور ان کو پہنا دینگے ان کپڑوں کی رنگت سیاہ ہوگی) اور ان سے گندی بُو آتی ہوگی اور بڑے سخت اور درشت ہونگے اور ان میں اس درجہ کی گرمی ہوگی۔ کہ اگر ان کو دُنیا میں کسی پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو وہ پہاڑ ہی گلکر بہ جائے۔ رسُول مقبُول کے فرمایا ہے کہ خداوند تعالےٰ دوزخ کے خزانچی کو حکم دیگا۔ کہ ان لوگوں کو اب اپنی اپنی رہنے کی جگہ میں پہنچا دو۔ اور اس وقت انکے واسطے اور زنجیریں لائی جائینگی اور وہ پہلے سے لمبی اور موٹی ہونگی۔ ہر ایک فرشتہ ایک ایک زنجیر کو لیگا۔ اور ان میں ایک ایک گروہ کے آدمیوں کو مضبوط جکڑ لیں گے اور اس زنجیر کے دوسرے سرے کو ہر ایک فرشتہ اپنی گردن میں لپیٹ لیگا اور دوزخی لوگوں کی طرف پیٹھ کر دیگا۔ اور دوزخ کی طرف مُنہ کر کے ان کو گھسیٹتا ہوا چل پڑیگا۔ اور دوزخی بیچارے اپنے اعمال کی شامت میں مبتلا مُنہ کے بل اُس کے پیچھے گھسٹتے ہوئے جا رہے ہونگے۔ اور ہر ایک گروہ کے پیچھے ستر ہزار فرشتے لگے ہونگے۔ ان فرشتوں کے ہاتھ میں لوہے کی قمچیاں ہونگی اور ان کو مارتے ہوئے جا رہے ہوں گے یہاں تک کہ دوزخ کے دروازہ پر جا پہنچینگے تو فرشتے انکو وہاں کھڑا کر دیں گے اور ان سے کہیں گے کہ یہ آگ وہی ہے جس کو تم دُنیا میں جُھٹلاتے تھے اب بتلاؤ یہ جادو ہے اس کو دیکھتے ہو یا نہیں اب تم اس آگ کے اندر چلو اور اپنے کئے کی سزا پاؤ، چاہے تم اس مصیبت میں صبر کرو اور چاہے نہ کرو۔ تم کو اپنے کئے کی سزا بھگتنی پڑیگی۔ اور اللہ کے رسُول نے فرمایا ہے کہ جس وقت ان لوگوں کو دوزخ کے دروازہ پر کھڑا کیا جائیگا۔ تو دوزخ کے دروازے کھول دیے جائینگے۔ اور اُنکے پردہ اُٹھا دیا جائیگا۔ اور دوزخ اس وقت جوش میں آئیگی اور اس کے شعلے بلند ہونگے اور بڑا سخت دھواں اُن سے اُٹھیگا۔ اور ان شعلوں سے آگ کی چنگاریاں نکلتی ہونگی۔ انکی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہوگی۔ اور یہ شرارے آگ برساتے ہُوئے آسمان کی طرف اتنی دور تک اُڑتے ہوئے جائینگے۔ جس قدر سال کے فاصلہ کی راہ ہوتی ہے اور اتنی دور پر جا کر وہاں سے لوٹینگے اور ان بدبخت لوگوں کے سروں پر بُچھاڑ کی مانند آگرینگے۔ اِن سے ان کے سر کے بال جل جائینگے۔ اور انکے سروں کی کھوپریاں نکل پڑینگی، اور ان کے صدموں سے انکے سر ٹوٹ جائینگے، جناب رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اسکے بعد ان لوگوں کو دوزخ اونچی آواز سے پکاریگی کہ اے اہل دوزخ اب تم میری طرف آجاؤ اے اہل دوزخ اب تم میری طرف آؤ۔ میں اپنے خداوند کریم کی عزت کی قسم کھا کر کہتی ہوں۔ کہ میں تم سے ضرور بدلہ لونگی اور اسکے بعد کہیگی۔ کہ میں اس پروردگار مطلق کی حمد اور ثناء کرتی ہوں، جس نے مجھ کو اس قدر غضبناک بنایا ہے۔ اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔ اے میرے اللہ مجھ میں گرمی زیادہ کر دے اور پھر گرمی کے اوپر اور بھی گرمی بڑھا دے اور میری سوزش کی قوت میں اور بھی زیادہ قوت بھر دے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر اس دوزخ سے فرشتے نکلیں گے اور ان لوگوں کو گروہ در گروہ پکڑ کر منہ کے بل دوزخ میں پھینک دینگے اور وہ سر کے بل دوزخ کی گہرائی میں چلے جائینگے یہانتک کہ ان کے سر دوزخ کے پہاڑوں سے ٹپک کر کے جا ٹکرائینگے اور یہ ستر سال کے راستے کی دوری پر جا پہنچیں گے اس عرصہ میں ستر دفعہ ان کا پوست بدلا جائیگا، تا کہ بار بار عذاب کو محسوس کریں) اور دوزخ کے پہاڑوں پر کھانے کے واسطے جو ان کو پہلا لقمہ ملیگا وہ تھوہر ہوگی کانٹے دار اور سخت کڑوی اور نہایت گرم۔ اس لقمہ کو یہ چباتے ہی ہونگے کہ عذاب کے فرشتے آموجود ہونگے۔ انکے ہاتھ میں لوہے کی قمچیاں ہونگی اور آتے ہی ان کو مارنا شروع کر دینگے۔ اُنکی زد سے اُنکی

ہڈیاں ٹوٹ جائینگی۔ اس کے بعد ان لوگوں کو پاؤں سے پکڑ گھسیٹتے ہوئے سر کے بل دوزخ میں پھینک دینگے اور ستر سال کا راستہ دوزخ کی گہرائی میں چلے جائینگے۔ اور جاتے جاتے پھر ان پہاڑوں کے دروں میں جا پہنچینگے اور اس اثناء میں ستر دفعہ ان کا پوست پھر بدلا جائیگا۔ اور زقوم کا لقمہ جو انکے منہ میں ڈالا جائیگا وہ ابھی تک ان کے منہ میں باقی ہی ہوگا۔ اس کو نگل ہی نہیں سکیں گے اور لقمہ اور دل دونوں گلے میں جمع ہو جائینگے اور اس سے ان کا دم بھی بند ہو جائیگا۔ اس سے وہ چلائینگے اور پانی مانگیں گے اور ان پہاڑوں کے دروں میں ندیاں اور نہریں جاری ہیں اور ان کا پانی دوزخ میں پڑتا ہے اس حالت میں یہ تمام دوزخی لوگ ان ندیوں کی طرف جائینگے اور پیاس کے مارے ان ندیوں میں منہ کے بل گر جائینگے۔ اور جب اس سے پانی پئیں گے تو وہ اس قدر گرم ہوگا کہ انکے منہ کا پوست گل کر ان ندیوں میں گر جائیگا۔ اور اس پانی کو پی نہیں سکیں گے اور جب ان نہروں پر انکی یہ گت بنے گی تو وہاں سے بھاگنا چاہیں گے اور جب بھاگنے کا ارادہ کرینگے تو جھٹ دوزخ کے فرشتے آموجود ہونگے۔ اور باوجود اس کے کہ وہ منہ کے بل گرے پڑے ہونگے۔ دوزخ کے فرشتے آتے ہی ان کو مارنے لگ جائینگے یہاں تک مارینگے کہ ان کی ہڈیاں چور چور ہو جائینگی۔ اور اس کے بعد ان کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ لائینگے۔ اور باہر لاکر پھر دوزخ میں ڈال دینگے۔ اور وہ اوندھے منہ ایک سو چالیس برس کی راہ تک آتشین شعلوں اور ان کے سخت دھوئیں میں عذاب بھگتتے ہوئے چلے جائینگے اور دوزخ کے نالوں میں اترتے سے پہلے ہر ایک آدمی کا پوست ستر دفعہ بدلا جائیگا اور فرمایا کہ دوزخ کی یہ ندیاں چشموں میں جاکر ختم ہوتی ہیں۔ اور ان سے تم کو پینے کے واسطے پانی ملیگا۔ اور وہ پانی ایسا گرم ہوگا کہ اسکے پینے سے ان کے پیٹ جل جائینگے اور ان میں قرار نہیں پکڑیگا اور اسے اللہ جلشانہ سات دفعہ انکے چمڑے بدلیگا اور فرمایا کہ جب دوزخیوں کی انتڑیوں میں وہ پانی جائیگا۔ تو ان کو کاٹ ڈالیگا۔ اور وہ اسکی گرمی میں گل کر پاخانہ کے مقام سے بہتی ہوئی باہر آئینگی اور جو پانی اندر باقی رہ جائیگا وہ جا بجا انکی رگوں میں سرایت کر جائیگا۔ اور انکے گوشت کو جلادیگا اور انکی ہڈیوں کو بھی توڑ کر پگھلادیگا اور اسی اثناء میں دوزخ کے فرشتے بھی آپہنچینگے۔ اور ان لوگوں کے منہوں اور سروں اور انکی پیٹھوں کو قمچیوں سے مارینگے اور ہر ایک قمچی کی تین سو ساٹھ شاخیں ہونگی۔ اور جس وقت انکے سروں پر مارینگے تو انکی کھوپریاں اکھڑ جائینگی۔ اور انکی پیٹھوں کو مار مار کر توڑ ڈالیں گے۔ اور پھر منہ کے بل ان کو آگ میں گھسیٹتے ہوئے لیجائینگے یہاں تک کہ دوزخ کے عین درمیان پہنچ جائینگے انکے چمڑوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہونگے اور ان کے کانوں اور ناک کی سوراخوں سے بھی آگ کی لپٹیں شعلہ مارتی ہوئی نکل رہی ہونگی۔ اور ان کی ہڈیوں میں شگاف ہو جائینگے اور بدن پر زخم پڑ جائینگے اور ان زخموں سے پیپ بہتی ہوگی۔ اور انکی آنکھیں نکل کر انکے رخساروں پر لٹکتی ہونگی۔ اور ان کو شیطانوں اور ان جھوٹے خداؤں کے ساتھ تنگ مکان میں بند کر دیا جائیگا جن کی یہ عبادت کرتے تھے اور جن سے یہ فریاد رسی کرتے تھے۔ اور جب ان پر عذاب کی اس قدر شدت ہوگی، تو اس وقت یہ دعا مانگیں گے کہ خداوندا ہم کو ہلاک کرے اس وقت حکم ہوگا کہ ان کا مال لاؤ اور اس کو دوزخ کی آگ میں گرم کرو۔ پس انکا مال لایا جائیگا اور وہ دوزخ کی آگ میں گرم کرینگے اور اس سے انکی پیشانی اور انکے پہلوؤں پر داغ دینگے اور بعد میں انکی پیٹھوں پر اس کو رکھ دینگے اور وہ انکی پیٹھ کو توڑ کر پیٹ میں سے ہوتا ہوا دوسری طرف کو نکل جائیگا یہ دوزخی شیطانوں کے نزدیک ہونگے اور انکے گناہوں کے پتھر جو ایک پہاڑ کی مانند ہونگے ان کے اوپر رکھے جائیں گے تاکہ یہ بڑے سخت عذاب میں گرفتار ہوں اور اس واسطے کہ انکے جسموں میں عذاب کی زیادہ گنجائش ہو، انکے قد و قامت بڑھ جائینگے یہاں تک کہ ہر ایک آدمی کی لنبائی ایک مہینے کا راستہ ہوگی۔ اور اس کی چوڑائی پانچ روز کے راستے کے برابر ہو جائیگی اور موٹائی تین رات کی مسافت کے برابر ہو جائیگی۔ اور ان میں سے ہر ایک کا

سراقراع نے برابر ہو جائیگا یہ شام کی سرحد میں ایک پہاڑ ہے اور ہر ایک دوزخی کے منہ میں تینتیس دانت ہونگے۔ ان میں سے بعض تو سر سے نکلے ہوئے ہونگے اور بعض ڈاڑھی کے نیچے تک نکلے ہوئے ہونگے۔ اور اسکی ناک مثل ایک بڑے اونچے ٹیلے کے ہوگی اور اس کے سر کے بالوں کی لنبائی اور موٹائی صنوبر کے درخت کی مانند ہوگی، اور اتنے گھنے بال ہونگے جس قدر دنیا کے جنگل ہوتے ہیں اور ہر ایک دوزخی کا اوپر کا ہونٹ اوپر چڑھا ہوا ہوگا اور نیچے کا ستّر گز نیچے لٹکا ہوا ہوگا۔ اور ہاتھ دس روز کی راہ کے برابر ہوں گے اور اسکی موٹائی اس قدر ہوگی جس قدر کہ ایک دن کے راستے کی مسافت ہوتی ہے اور اسکی ران ورقان پہاڑ کے برابر ہوگی، اور اسکے چمڑے کی موٹائی چالیس گز ہوگی یہ وہاں کے گز ہونگے، اور اسکی پنڈلی کی لنبائی پانچ رات کے راستے کے برابر ہوگی اور اسکی موٹائی ایک دن کی راہ کی مسافت اور آنکھ کا بینولہ کوہ حرا کی طرح ہوگا یہ مکہ میں ایک پہاڑ ہے، ان دوزخیوں کے سر پر گلایا ہوا تانبا ڈالا جائیگا اور اس سے آتشین شعلے اُٹھینگے اور رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے اسکی قسم ہے کہ اگر دوزخی ایسی حالت میں باہر آجائے کہ اُسکی اُن زنجیروں سے کھینچ رہے ہوں جس میں اسکے ہاتھ پاؤں جکڑے ہوئے ہوں اور گردن میں طوق پڑے ہوں اور پاؤں میں بیڑیاں اور مخلوق اس کو دیکھ لے تو دیکھتے ہی بے اختیار بھاگ اُٹھے اور ایسی جگہ جا چھپے جہاں وہ دکھائی نہ دے پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ دوزخ کی گرمی اور اس کے غم اور غصے اور ہر طرح کے عذابوں سے ان لوگوں کا گوشت سیاہ ہو جائیگا اور ہڈیاں ٹوٹ جائینگی اور دماغ جوش مارتا ہوگا اور بھیجا پگھل کر بدنوں پر بہتا ہوگا اور جہاں گذریگا جلاتا ہوا گذریگا اور ان کا ہر ایک جوڑ علیحدہ ہو جائیگا اور پیپ ان سے جاری ہوگی، انکے بدن میں کیڑے پڑ جائینگے اور وہ جسم کو کھائیں گے اور کھا کھا کر اس قدر موٹے ہو جائینگے جیسا کہ گدھا ہوتا ہے اور ان کیڑوں کے عقاب اور گدھ کی مانند ناخون بھی ہونگے اور یہ انکے پوست اور گوشت میں بہت جلد گھُس جائینگے اور ان کو کاٹیں گے۔ اس کے صدمے سے یہ شور اور غل مچائینگے اور وہ کیڑے اس طرح بھاگتے ہونگے جیسے خوف کھایا ہوا وحشی جانور بھاگتا ہے۔ یہ کیڑے ان کا گوشت ہی کھائینگے اور انہیں کا خون پئینگے۔ کیونکہ اس کے سوا انکی اور کوئی خوراک نہیں ہوگی۔ اسکے بعد ان لوگوں کو فرشتے پکڑ لیں گے اور آگ کے انگاروں اور پتھروں پر انکو منہ کے بل گھسیٹیں گے۔ یہ انگارے تیز اور تیر کی مانند نوکدار ہونگے اور گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے دریا کی طرف لیجائینگے۔ اس دریا کی لنبائی ستر سال کے راستے کے برابر ہوگی۔ اس دریا کے پہنچنے تک ان کا ہر ایک جوڑ جدا جدا ہو جائیگا۔ اور ہر روز زیادہ عذاب محسوس کرنیکے لئے ستر ہزار دفعہ انکے چمڑے کو بدل دیا جائیگا اور جب ان کو لیکر دوزخ کے اس دریا کے گھاٹوں کے پاس جائینگے تو وہ جھٹ ان کو اس میں ڈال دینگے اور پھر پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے اس آگ کے دریا میں پھینکدینگے یہ دریا اس قدر گہرا ہے کہ کوئی اس کی تہ کو ناپ نہیں سکتا۔ اسکی گہرائی وہی جانتا ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے، اور کہتے ہیں کہ توریت میں لکھا ہے کہ دوزخ کے دریا کے سامنے دنیا کا دریا ایک چھوٹا سا چشمہ ہے جو اکثر دریاؤں کے کنارے پر جاری ہوتا ہے جب دوزخی اس دریا میں ڈالا جائیگا۔ اور اس کے عذاب کو چکھیں گے۔ تو انمیں سے بعض بعض کو یہ کہیں گے۔ کہ جس عذاب کو ہم نے پہلے بھگتا ہے وہ اس کے مقابلے میں ایک خواب تھا۔ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو اس دریا میں ایک دفعہ غوطہ دیا جائیگا اور پھر نکال کر اس کو جلتے ہوئے ستر کلاح کی دوری پر پھینک دینگے، اور ہر کلاح آفتاب کے نکلنے اور اس کے غروب ہونے کے راستے کی دوری کے برابر ہے۔ اس کے بعد پھر اسکو فرشتے تھپیاں مارتے ہوئے لے آئینگے اور اس دریا میں ڈبو دینگے۔ اور اس میں پھر نیچے غوطہ کھائیگا جس قدر کہ ستر سال کے راستے کی دوری ہوتی ہے، اور اس عرصے میں اسی آتشین دریا میں سے کھائیں پئینگے۔ اور پھر ایک سو چالیس برس کے بعد

اس پانی میں سے اوپر کو اُبھرینگے اور جب کوئی آدمی ذرا دم لینا چاہیگا تو جھٹ فرشتے دوڑتے ہوئے اُس کے پاس آجائینگے
اور اپنی چھیوں سے اُس کو مارینگے اور اس عذاب کے سوا یہ ہوگا۔ کہ جب وہ سر اوپر کریں گے تو ستر ہزار قمچیاں اور انکے سر
پر پڑینگی اور پھر ستر باغ تک دریا میں غرق کئے جائینگے اس کے بعد رسول مقبول نے فرمایا کہ یہ لوگ اس آگ کے دریا میں
اس وقت تک رہینگے۔ جب تک خدا ان کو اس میں رکھنا چاہیگا۔ انکے گوشت اور پوست دریا کے نہنگوں کا طعام ہوں گے
صرف روحیں باقی رہ جائینگی اور برس تک اس دریا کی موج جاری ہوئی نہروں پر بہتی پھرینگی۔ اس کے بعد وہ دریا ان کو
اپنے خشک کنارے پر پھینک دیگا۔ اس کنارے پر ستر ہزار غار ہیں اور ستر ہزار ہی دراڑیں ہر ایک غار میں ہیں۔ اور ہر ایک
دراڑ میں ستر سال کی راہ کا فاصلہ ہے اور ستر ہزار ہی اژدہا ہر ایک دراڑ میں بھرے ہیں۔ اور ہر ایک اژدہا کی لنبائی ستر
گز ہے اور ہر ایک اژدہا کے سر میں ستر ستر بھڑیں بھری ہوئی ہیں اور ہر ایک بھڑ میں ایک زہر کا ایک تودہ موجود ہے اور
ہر ایک اژدہا کے مُنہ کے اندر ہزار بچھو بھرے ہُوئے ہیں اور ہر ایک بچھو کی پیٹھ پر ستر ستر مُہرے ہیں اور ہر ایک مُہرے کی
پیٹھ میں زہر کا تودہ جمع ہو رہا ہے۔ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ رُوحیں اس دریا سے نکلتی ہیں اور ان غاروں کی طرف آتی ہیں اور
یہاں ان کو نئے سرے سے جسم اور پوست اور آہنی زیور دیا جاتا ہے اس کے بعد یہ سانپ اور بچھو ان لوگوں پر ٹوٹ پڑتے
ہیں اور ایک ایک کو ستر ہزار سانپ اور ستر ہزار بچھو چمٹ جاتے ہیں اور دوزخیوں کو کاٹتے ہیں اور یہ ان کے عذاب پر صبر
کرتے ہیں۔ اسکے بعد گھٹنوں تک چڑھ آتے ہیں اور پھر ہوتے ہوتے گلے کی ہنسلی تک آپہنچتے ہیں اور یہاں سے بھی آگے
بڑھ کر گردن کی ہڈی تک بڑھ جاتے ہیں اور پھر ناک کی سوراخوں میں آگھستے ہیں۔ اور ہونٹ اور زبان اور کانوں میں بھی
لپٹ جاتے ہیں۔ اس وقت یہ لوگ نالہ و فریاد بلند کرتے ہیں اور کوئی ان کا فریادرس نہیں ہوتا اسلئے انکے سوا انکو کوئی
چارہ نہیں رہتا۔ کہ دوزخ کی طرف بھاگیں۔ پس دوزخ کی طرف بھاگتے ہیں اور جاکر اوندھے سیدھے اسمیں گر پڑتے ہیں
وہاں انکے گوشت کو سانپ کھاتے ہیں اور ان کا خون پیتے ہیں اور بچھو اپنے ڈنگ سے عذاب دیتے ہیں اور ان کے زہر سے
ان کا گوشت گل گل کر گر پڑتا ہے اور ہر ایک جوڑ الگ الگ ہو جاتا ہے اور جب ان کو دوزخ میں گرایا جاتا ہے تو ستر
برس تک دوزخ کی آگ سانپ اور بچھو ؤں کی زہر کے سبب سے ان کو جلا نہیں سکتی۔ اور اس عرصہ کے بعد انکو ستر سال
تک آگ جلاتی رہتی ہے اور جب ان کا پہلا چمڑا جل جاتا ہے تو پھر بعد میں نیا بدل دیا جاتا ہے اور دوزخی کھانا مانگتے
ہیں اسلئے فرشتے ان کے واسطے کھانا لاتے ہیں اس کھانے کا نام ولیمہ ہے اور یہ لوہے سے بھی زیادہ خشک اور سخت
ہوتا ہے وہ اس کو ہر چند چباتے ہیں لیکن نگل نہیں سکتے۔ لاچار ہو کر اس کو منہ سے اُگل دیتے ہیں اور بھوک کی شدت
کے سبب اپنے ہاتھ کاٹ کر کھانے لگ جاتے ہیں پہلے انگلیاں چٹ کرتے ہیں پھر ہتھیلیاں کھاتے ہیں۔ انکے بعد آگے
کھانے لگتے ہیں اور کہنیوں تک بازو کو کھا جاتے ہیں پھر کھاتے کھاتے کندھوں تک سب نوش کر لیتے ہیں صرف
سر اور کندھے باقی رہجاتے ہیں اسکے بعد کندھے کے آس پاس جہاں تک مُنہ پہنچتا ہے جو کچھ پاتے ہیں اسکو کھاتے
ہیں اس کے بعد دوزخ کے فرشتے انہیں آکر پکڑ لیتے ہیں اور زقوم کے درخت کے آہنی کانٹوں میں پسلیوں کی طرف
سے لٹکا دیتے ہیں پیغمبر نے فرمایا ہے کہ اس درخت کی ہر ایک شاخ میں ستر ہزار دوزخی لٹکائے جائینگے اور باوجود
اپنے گوشت کے اس شاخ میں ذرا بھی ختم نہیں آئیگا اور جب وہ اس طرح سروں کے بل لٹکے ہوئے ہونگے تو دوزخ کی آگ بھی
انکے نیچے بھڑکائی جائیگی اور ان کے مُنہ میں دوزخ کی اس آگ کی گرمی ستر سال تک پہنچتی رہیگی۔ اس سے انکے تمام جسم
گل جائینگے اور صرف انکی روحیں رہ جائینگی اور پھر ان کو نئے سرے سے تازہ جسم اور چمڑہ دیا جاتا ہے۔ اسکے بعد ان کو

انگلیوں کے سرے سے لٹکایا جاویگا اور ان کے نیچے آگ کے شعلے بھڑکائے جائینگے اور یہ لوگ انکے پاخانہ کے مقام سے گذر کر
ان کے دلوں کو جا پہنچیگی۔ اور ستر سال تک اسکے شعلے ناک کی سوراخوں اور منہ اور کانوں سے نکلتے رہیں گے انکی ہڈیاں اور
گوشت سب گل سڑ جائیگا صرف روحیں باقی رہ جائینگی اور پھر انہیں چھوڑ دیا جائیگا اور نئے سرے سے پوست اور ہڈیاں
درست کی جائینگی۔ اس کے بعد ان کو آنکھوں کے بل لٹکائینگے اور اسی طرح ان کو ہمیشہ عذاب دیا جائیگا یہاں تک کہ کوئی
اور جوڑ اور اعضاء باقی نہ رہیگا کہ ستر برس تک یہ اس کے بل نہ لٹک چکیں گے اور اسی طرح سر کے ہر ایک بال کے بل
لٹکائے جائینگے اور اس کے بعد موت اُن کے ہر ایک جوڑ میں آئیگی مگر وہ مرینگے نہیں اور اس کے بعد ان کو اور بھی بہت
سخت عذاب دیا جاویگا۔ جب یہ سب عذاب بھگت چکیں گے تو ہر ایک دوزخی کے پاس فرشتے آموجود ہونگے اور ہر ایک
کو زنجیروں میں باندھ کر اسکے قیام کی جگہ میں منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے لے جائینگے اللہ کے رسول نے فرمایا ہے کہ ان کے
لیئے دوزخ میں عملوں کے موافق گھر بنائے گئے ہیں بعض کو تو ایسے محل دیئے جائینگے جو لنبائی میں ایک مہینہ کا راستہ رکھتے
ہیں اور انکی چوڑائی اُس آگ کی مانند ہے جو اُن کے لئے روشن کی جاتی ہے اور اس گھر میں مالک گھر ہی رہتا ہے اسکے سوا
اور کوئی اس کے پاس تشریف نہیں لاتا ہے اور بعض کو ایسے گھر دیئے جاتے ہیں کہ انکی لنبائی اور چوڑائی انیس راتوں کے
راستے تک ہے اور ان لوگوں کے محلسراؤں کے درجے گھٹتے اور تنگ ہوتے جاتے ہیں ایک دوزخی کو ایک روز کے راستے کے برابر
لنبا چوڑا گھر بھی ملتا ہے اور ان کو اپنے گھروں کی کشادگی کے موافق عذاب بھی ملتا ہے بعض کو چت گرا کر عذاب دیتے ہیں
بعض بیٹھے بیٹھے عذاب بھگتتے ہیں بعض زانو کے بل گرے ہوئے عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں بعض کھڑے کھڑے عذاب
پاتے ہیں بعض کو اُلٹا اور پیٹ کے بل اوندھا کر کے عذاب دیا جاتا ہے اہل دوزخ کے لئے جتنے گھر ہیں عذاب کی شدت ہو
یہ اُن پر بہت تنگ ہوتے ہیں اور میوہ کی نوک سے بھی تیز ہوتے ہیں اور ان دوزخیوں میں سے بعض کے ٹخنوں تک آگ
ہوگی اور بعض کی رانوں تک اور بعض کمر تک آگ میں گڑے ہونگے اور بعض کی ناف تک پہنچی ہوگی۔ اور بعض گلے کی
ہنسلی تک آگ میں دھسے ہونگے اور بعض ایسے ہونگے کہ ان کو آگ نے غرقاب بھی کر لیا ہوگا اور جب یہ آگ جوش ماریگی اور
ان کو گردش دیگی تو ایک مہینے کی راہ کے برابر انہیں اپنی تہ میں دھنسالی جائیگی۔ اور دوزخی لوگ جب اپنے اپنے گھروں میں
پہنچتے ہیں تو اپنے نزدیکیوں اور قریبیوں سے بھی ملتے ہیں، اور زار زار روتے ہیں۔ یہاں تک کہ روتے روتے اُنکے سارے
آنسو ختم ہو جاتے ہیں اس کے بعد انکی آنکھوں سے خون آنے لگتا ہے اور اس قدر بہتا ہے کہ اگر اس میں کشتیاں چھوڑ
دی جاویں تو البتہ تیرنے لگ جاویں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ دوزخی ایک دن دوزخ کی تہ میں جمع ہونگے اور پھر کبھی جمع نہ
نہ ہونگے اور اس دن خدا کے فرمان کے موافق ایک پکارنے والا پکاریگا کہ اے دوزخ کے لوگو سب اکٹھے ہو جاؤ نیچے اوپر،
دُور، نزدیک کے رہنے والے سب اس آواز کو سنینگے۔ اور اس آواز دینے والے کا نام حشر ہے اسلئے یہ لوگ دوزخ میں جمع
ہو جائینگے اور ان کے ساتھ نگہبان بھی ہونگے اور یہ دوزخی وہاں جمع ہو کر آپس میں مشورہ کرینگے انمیں جو ضعیف اور عاجز
ہونگے وہ مغرور اور متکبر دوزخیوں کو کہینگے کہ دنیا میں ہم تمہارے تابع تھے کیا تم خدا کے اس عذاب سے کچھ ہمارے واسطے
کفایت کر سکتے ہو۔ مغرور دوزخی ان کو جواب دینگے کہ ہم تو سب اپنے اپنے حال میں گرفتار ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے
بندوں کے واسطے جو حکم فرمایا تھا وہ صحیح اور درست تھا اسکے بعد مغرور دوزخی ان عاجزوں کو کہینگے کہ تم ہم سے مدد مانگتے ہو
تمہیں خوشی اور خرمی نہ ہو اس کے جواب میں لوگ کہینگے کہ تم کو بھی خوشی اور خرمی نہ ہو کیونکہ تمہارے سبب سے ہم غریبوں کو بھی
عذاب ملا ہے اور ہمارا آرام دُکھ سے مُبدّل ہوا ہے اس کے بعد ضعیف لوگ دعا مانگیں گے اے خداوند کریم جن کے واسطے ہم

اس عذاب میں گرفتار ہوئے ہیں ان کو دوزخ کے اس عذاب سے دوگنا عذاب دے یہ سنکر مغرور دوزخی جواب دینگے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمکو سیدھا راستہ دکھا دیتا تو ہم تمکو بھی اسی پر چلاتے۔ ضعیف کہیں گے۔ کہ تم جھوٹے ہو۔ تم نے رات دن مکر اور فریب کیا اور ہم کو بھی کہا کہ خداوند کریم کے ساتھ کفر کرو اور اس کے شریک بناؤ۔ اسلئے ہم تم سے بیزار ہیں اور تمہاری اس بات سے بیزار ہیں۔ جسکی طرف تم دُنیا میں ہم کو بلاتے تھے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ اس کے بعد دوزخی لوگ اپنے نزدیکی شیطانوں سے مخاطب ہونگے اور انہیں لعنت ملامت کرینگے کہ تم نے ہم کو گمراہ کیا اور اس عذاب میں ڈالا شیطان ان کو بلند آواز جواب دینگے کہ اے دوزخ کے لوگو۔ خدا نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا۔ اور تمہیں اپنی طرف بلایا تھا۔ مگر تم نے اس کے وعدے کو جھوٹا جانا اور خود ہی اس کی طرف نہ گئے اور جو میں نے تم سے وعدہ کیا تھا وہ جھوٹا وعدہ تھا اور تمہارے اوپر مجھ کو اس سوا اور کوئی قدرت بھی نہ تھی۔ کہ میں تمہیں باطل کی طرف دعوت کروں تم نے آپ ہی باطل پر میرا حکم مان لیا مجھ کو ملامت کرنی بیجا ہے مجھے ملامت نہ کرو۔ اپنے کئے پر اپنے آپ کو ملامت کرو۔ اور اب میں تمہارا فریادرس نہیں اور نہ ہی تم میری فریادرس ہو کیونکہ میں تمہیں آج کافر کہتا ہوں نہ تم نے خداوند کریم کو چھوڑا اور اسکی بجائے میری عبادت کی۔ اسکے بعد ایک پکارنے والا پکار کر یہ کہیگا کہ ظالم لوگوں پر خدا کی لعنت ہو۔ اس لئے یہ ضعیف اور عاجز دوزخی بھی مغرور اور متکبر دوزخیوں پر لعنت کرینگے اور مغروران مسکینوں اور شیطانوں کو لعنت کرینگے اور شیطانوں سے مخاطب ہو کر کہیں گے کہ اگر ہمارے تمہارے درمیان مشرق اور مغرب کی دوری ہوتی تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ تمہاری نزدیکی آج ہمارے لئے بُرائی کا باعث ہے اور دُنیا میں بھی تم ہمارے بُرے نائب تھے اس کے بعد یہ دوزخی لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ آؤ اب دوزخ کے خزانچیوں کے پاس چلیں شاید وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری سفارش کریں۔ اور ایک ہی دن کا عذاب ہم سے ہلکا ہو جائے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے۔ کہ ان لوگوں کو بہر حالت میں عذاب دیا جائیگا۔ اور دوزخ کے خزانچی ان کو ستر سال کے بعد جواب دینگے اور اس وقت ان سے یہ پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس پیغمبر نہیں بھیجے گئے تھے۔ دوزخی جواب دیں گے کہ ہاں بھیجے تو گئے تھے اس کے بعد خزانچی کہینگے کہ ہم تو کچھ نہیں کر سکتے تم خدا کے ہاں دعا کرو اور کافروں کی دعا گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں۔ جب ان کو معلوم ہوگا کہ دوزخ کے خزانچی ہمارے واسطے سفارش نہیں کر سکتے۔ تو ان کے سردار کے پاس جائینگے جو دوزخ کا مالک ہے اور اس کو جا کر کہیں گے کہ اے مالک تو ہمارے لئے خدا کے ہاں دُعا کر کہ وہ ہم کو موت ہی دے۔ اسکے جواب دینے میں مالک اتنا عرصہ تامل کریگا جتنا کہ دنیا کو قیام ہے اور جب اتنے عرصے کے بعد جواب دیگا تو یہ دیگا کہ تم بہت زمانے تک اس جگہ ٹھیرے رہو گے۔ اور تم کو موت نہیں آئیگی۔ اور جب مالک دوزخ کے ہاں سے بھی ناامید ہونگے تو وہ خداوند کریم سے فریاد کرینگے کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو دوزخ سے نکال لے اگر ہم پھر کوئی خطا کرینگے تو ظالم ہونگے۔ اور اگر تیری نافرمانی کرینگے تو بڑے ظلم ہونگے۔ اللہ جلشانہ ستر سال تک ان لوگوں کو کوئی جواب نہیں دیگا۔ اور اس عرصہ کے بعد ان سے خطاب کریگا اور وہ بھی اس طرح جس طرح کتوں کو دھتکارتے ہیں اور ان کو کہیگا دور ہو جاؤ اور میرے ساتھ کوئی کلام نہ کرو۔ جب انکو معلوم ہوگا۔ کہ خداوند تعالےٰ بھی ہمارے اوپر کچھ رحم نہیں کرتا تو یہ دوزخی ایک دوسرے کو کہیں گے کہ چاہے ہم اس عذاب کے مارے روئیں اور چاہے صبر کریں برابر ہے ہماری خلاصی کی کوئی صورت نہیں نہ کوئی ہماری سفارش کرنے والا ہے اور نہ کوئی دل سوز اور غمخوار یار ہے۔ اگر اس عذاب سے کسی طرح چھوٹ جاتے تو ہمیشہ کے واسطے ایمان پر قائم اور ثابت قدم رہتے مگر رہائی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اس کے بعد فرشتے ان کو پکڑلیں گے اور پکڑ کر اپنے اپنے مکان پر لے آئینگے اور جب وہاں پہنچیں گے تو ان کے پاؤں کانپ رہے ہونگے اور رحمت منقطع ہوگی اور عذاب ہی عذاب دکھائی دیگا جو بہ درگا

نے انکے واسطے مقرر فرمایا ہوگا۔ اور اسکی رحمت سے ناامیدی ہوگی اور سخت ملال اور اندوہ کا عالم طاری ہوجائیگا اور بڑی رسوائی اور خواری ان پر نازل ہوگی اور اپنے کھوئے وقت پر دست افسوس ملیں گے اور فریاد کرینگے اور اپنے اپنے پیروی کرنے والوں کے گناہوں کا بوجھ اُٹھانے کے واسطے اپنی گردنیں جھکا دینگے کیونکہ ان کو اور کوئی چارہ ہی نہیں ہوگا اور یہ بوجھ ہلکا نہیں ہوگا اور نہ ہی اس سے کچھ کم کیا جائیگا۔ دوزخ کے لوگوں کے عذاب کی تعداد زمین کے ذرّوں اور دریا کے قطروں سے بھی بہت زیادہ ہے اور دوزخیوں کے نگاہبان ایسے ہیں کہ ان کا حکم ان پر ہر وقت جاری رہتا ہے اور بڑے سخت کلام ہیں اور بڑے بڑے جسیم و مہیم اور شہیم دیو ہیکل آدمی ہیں اور ان کے مُنہ سے بجلی کی مانند چمک نکلتی ہے اور آنکھیں انگاروں کی مانند دہکتی ہیں۔ اور ان کا رنگ آگ کی مانند سُرخ ہے اور اُنکے دانت لمبے لمبے اور ہونٹوں سے باہر نکلے ہوئے ہیں اور ان کے ناخون ایسے ہیں جیسے بیل کے سینگ ہوتے ہیں اور اُن کے ہاتھوں میں لمبی لمبی جلتی ہوئی قمچیاں ہوتی ہیں اور اگر ان کو کسی پہاڑ پر ماردیں تو وہ پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ریزہ ریزہ ہوجائے اور انکو ان گنہگار لوگوں کے بدن پر مارتے ہیں اور انکی آنکھیں اُن کے صدموں سے خون روتی ہیں۔ اگر یہ دوزخی لوگ فرشتوں کو بلاتے ہیں تو وہ ان کو کوئی جواب نہیں دیتے اور اگر روتے ہیں تو ان پر کچھ رحم نہیں کھاتے۔ اور اگر ان سے درخواست کرتے ہیں کہ ٹھنڈا پانی ہم کو دو تو اس کی بجائے پگھلے ہوئے تانبے کا گرم پانی ان کو پلاتے ہیں۔ اُس سے اُن کا مُنہ جھلس جاتا ہے اور رسُول مقبول نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ کے لوگوں پر ہر روز ابر محیط آتا ہے۔ اور ان پر چھا جاتا ہے اور اس بادل میں ایسی بجلیاں ہیں کہ وہ آنکھوں کو خیرہ کردیتی ہیں اور اس میں کڑک ہے۔ کہ وہ پیٹھوں کو توڑ دیتی ہے اور اس قدر تاریک ہے کہ اس کے اندھیرے سے نگاہبان دکھائی نہیں دیتے۔ جب یہ ابر ان لوگوں پر چھا جاتا ہے تو اس وقت سخت اور گریہ میں لانے والی آواز سے ان پر آواز مار کر کہتا ہے کہ اے دوزخ کے لوگو تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے اوپر پانی برسایا جائے وہ جواب دیتے ہیں کہ ہاں ہم ٹھنڈا پانی چاہتے ہیں اس کے بعد وہ ابر برستا ہے مگر پانی برسانے کی بجائے وہ پتھر برساتا ہے جو اُن کے سروں پر پڑتے ہیں اور ان کے سر کے کاسہ کو توڑ کر پاش پاش کردیتے ہیں اور تھوڑی دیر تک یہ پتھر برسا کر دوسری دفعہ گرم پانی اور کوئلے اور تازیانے اور لوہے کے کانٹے برساتا ہے اور اس کے بعد سانپ اور بچھو اور کیڑے مکوڑے اور گرم پانی کی بچھاڑ نازل کرتا ہے اور ارشاد کیا کہ جس وقت دوزخ کے دریا گرمی سے جوش مارتے ہیں تو اس وقت بڑی غضبناک موجیں اُچھلتی ہیں اور دوزخ کے پہاڑوں اور اس کے گڑھوں اور اہل دوزخ سب کو غرق کرلیتی ہیں مگر دوزخی ان میں مرتے ہیں۔ اور اس کے بعد اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا کہ گنہگاروں پر اور ان کے سوا جو کچھ دوزخ میں بھرا ہوا ہے اُس پر دوزخ اپنا بڑا غصہ کرتی ہے اور لمبی لمبی سانسیں لیکر سب کو نگل جاتی ہے اور چنیوں لئے ہوئے ان سے پیش آتی ہے۔ آگ کے شعلے سیاہ دھواں۔ گرم ہوا۔ گرم پانی۔ حرارت شور شر سختی کیونکہ ان لوگوں پر اپنے پروردگار کا عتاب ہوتا ہے۔ ہم خداوند کریم سے بُرے عملوں اور دوزخ اور اہل دوزخ کی نزدیکی سے پناہ مانگتے ہیں۔ اے اللہ اے ہمارے پالنے والے ہمکو دوزخ کے حوضوں کے پاس نہ لیجا اور اس کے طوق ہماری گردنوں میں نہ ڈال اور نہ ہی ہمکو دوزخ کے کپڑے پہنا اور نہ ہی ہمکو کھانے کے واسطے زقوم دے اور نہ ہی اس کا گرم پانی پینے کو دے اور دوزخ کے نگاہبانوں کو بھی ہمارے اوپر مقرر نہ کر اور نہ ہی دوزخ کی آگ کو ہماری خوراک بنا اور اپنی رحمت اور اپنے کرم سے صحیح اور سلامت پلصراط سے ہم کو پار اُتاردے اور دوزخ کے شعلوں اور شراروں سے ہم کو نگاہ رکھ اور اس کے دھوئیں اور اس کے عذاب کی سختی سے دور فرما۔ آمین یارب العالمین۔ اور رسول

مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر دوزخ کے دروازوں میں سے ایک چھوٹا سا دروازہ ہی مغرب کی جانب سے کھول دیں تو اس کی گرمی اس قدر ہوگی۔ کہ مشرقی جانب کے پہاڑ بھی اس طرح جل کر گداز ہو جائیں جیسے آگ پر پگھل کر تانبا بہ چلتا ہے اور اگر دوزخ کی چنگاریوں میں سے ایک چنگاڑی بھی اُڑ کر مغرب میں جا پڑے تو اسکی گرمی سے مشرقی لوگوں کے دماغ بھی پکنے لگ جائینگے اور ان کا بھیجا پھوٹ کر بدن پر بہ نکلیگا۔ اور دوزخی لوگوں کا کم سے کم عذاب یہ ہے کہ آگ کی جوتیاں ان کو پہناتے ہیں اور وہ ان کے کانوں اور ناک کے سوراخوں سے باہر نکل رہی ہوتی ہے۔ اور ان کے دماغ گرمی سے جوش میں ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ دوزخ کے متصل رہتے ہیں۔ ان کو دوزخ کے پتھروں پر ڈالا جاتا ہے اور وہ پتھر گرمی سے اس قدر تپے ہوئے ہوتے ہیں۔ کہ وہ ان پر گرمی کے مارے تڑپتے ہیں جیسے کہ بھاڑ میں بھنتے ہوئے دانہ تڑپتا ہے اور جب اس حالت میں ایک پتھر سے لڑھکتے ہیں تو پھر دوسرے پتھر پر جا گرتے ہیں پس اسی طرح سے جتنے اہل دوزخ ہیں ان سب کو اپنے بُرے عملوں کے موافق عذاب دیا جاتا ہے۔ ہم خداوند تعالےٰ کے ہاں بُرے عملوں سے اور ان کی طرف بازگشت کرنے سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور اللہ کے رسُول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ اپنی شرمگاہوں کو نگاہ نہیں رکھتے۔ وہ اپنی شرمگاہوں سے دوزخ میں لٹکائے جاوینگے اور وہ اتنی دیر تک لٹکتے رہینگے جتنا عرصہ دنیا کو قیام ہے اور ان کے جسم سڑ اور گل کر بہ جائینگے صرف رُوح ہی باقی رہ جائیگی۔ اور اس وقت ان کو اُتار کر ان کو نیا چمڑا اور نئی ہڈیاں دی جائینگی۔ اور پھر پہلی طرح ہی عذاب دینگے اور ستر ہزار فرشتے ان کو مارینگے اور جس قدر زمانہ وہ دُنیا میں رہے ہیں اتنی دیر تک ان کو مارتے رہیں گے۔ اور ان کے جسم از ان کا چمڑا اور ان کی ہڈیاں سب گل جائینگے صرف رُوح ہی رُوح باقی رہ جائیگی۔ پس زانی اور زانیہ کا تو یہ حال ہوگا۔ اور جو لوگ چوری کرتے ہیں ان کے جوڑوں کو ایک ایک کر کے کاٹینگے اور جب اس طرح عذاب کو محسوس کرتے ہوئے سب جوڑ کٹ جائینگے تو پھر نئے سرے سے ان کو درست کر دیا جائیگا اور پھر کاٹنا شروع کرینگے اور پہلی طرح عذاب پائینگے اور اس کے سوا یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک چور کے پاس ستر ستر ہزار فرشتہ آویگا۔ اور بڑے بڑے چھرے ہاتھ میں لئے ہونگے اور ان کو عذاب دینگے اور جو لوگ جھوٹی گواہی دیتے ہیں وہ اپنی زبانوں کے ساتھ لٹکائے جائینگے۔ پھر ہر ایک کو ستر ستر ہزار فرشتے کوڑوں سے مارینگے اور ان کے بدن پگھل جائینگے اور صرف رُوحیں ہی باقی رہ جائینگی اور جو خدا کا شریک ٹھیرا لیتے ہیں ان کو عذاب دیا جائیگا کہ ان کو دوزخ کی غاروں میں بند کر دینگے۔ اور ان میں بڑے بڑے سانپ اور بچھو ہونگے اور آگ کی چنگاڑیوں اور شعلوں اور سخت دھوئیں سے بھری ہوئی ہونگی۔ اور ان تمام چیزوں سے عذاب دیئے جائینگے اور ہر ایک ساعت میں انکے بدن اور پوست کو ستر دفعہ از سرِ نو پیدا کیا جاویگا۔ اور جابروں۔ ظالموں۔ مغروروں کو آگ کے صندوقوں میں ڈال دینگے اور ان کو مقفل کر دینگے اور ان صندوقوں کو دوزخ کے سب نیچے کے درجہ میں پھینک دینگے اور اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا کہ ان لوگوں میں سے ہر ایک کو ہر ایک ساعت میں ننانوے قسم کا نیا نیا عذاب دیا جائیگا۔ اور ہر روز ہزار دفعہ ان کے مُنہوں کی نئی جلدیں تبدیل ہونگی۔ اور جو لوگ غنیمت کے مال سے چرا لیتے ہیں اس چوری کی گئی چیز کو فرشتے دوزخ کے دریا میں ڈال دینگے اور اس کے بعد چوروں کو حکم ہوگا کہ جو چیز تم نے چرائی ہے اس کو حاضر کرو اور ان کو کہا جائیگا کہ اس دریا میں غوطہ لگاؤ اور اس کو نکال لاؤ اور اس دریا کی تہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہے اُسکی گہرائی کو وہی جانتا ہے جس نے اس آگ کے سمندر کو پیدا کیا ہے۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس میں غوطہ لگائینگے اور اتنی دیر تک اندر گھسے رہینگے جب تک خداوند تعالےٰ نے چاہیگا اور جب اس سے سر باہر نکالیں گے اور چاہیں گے کہ ذرا دم لیں تو جھٹ ہر ایک آدمی کے سر پر ہزار ہزار فرشتے آموجود ہونگے اور انکے ہاتھوں میں لوہے کی قمچیاں پکڑی ہوئی ہونگی، اور وہ آتے ہی ان کو ان کے سروں پر مارنے لگ جائینگے۔ اور ہمیشہ ان آدمیوں کو ایسا

ہی عذاب دیتے رہینگے۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ جلشانہ نے مقرر کیا ہے کہ دوزخ کے لوگ دوزخ میں چند حقبہ تک پڑے رہینگے اور یہ تو معلوم نہیں کہ یہ چند حقبہ کتنی مدت کے ہونگے مگر اس قدر معلوم ہے کہ اسّی ہزار سال کا ایک حقبہ ہوگا اور ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوگا اور ایک دن ان دُنیا کے دنوں کے ہزار دن کے برابر ہوگا۔ پس جو لوگ اہل دوزخ ہیں ان کے واسطے ہلاکت ہے پس ہلاکت ہے ان مُنہوں کے لئے جو آفتاب کی گرمی پر صبر نہیں کرتے تھے جب اُن مُنہوں کو دوزخ کی آگ جلائیگی۔ اور وہ لوگ جو دردسر کے باعث سر میں صندل لگاتے تھے۔ جب دوزخ کا جلتا اور اُبلتا ہُوا پانی سروں پر ڈالا جائیگا۔ اور جو آنکھیں دنیا میں تھوڑا سا درد بھی برداشت کرنے کی متحمل نہ ہوتی تھیں انکے واسطے ہلاکت ہے۔ اور ہلاکت ہے ان کانوں کو جو دنیا میں بیہودہ باتیں اور قصے سُنکر لذت پاتے تھے جب انکے سوراخوں سے آگ کے شعلے نکلینگے۔ ہلاکت ہے اُن ناکوں کے سوراخوں کے لئے جو مُردار کی بُو سے نفرت کرتے تھے اور ان کو تھوڑی سی اذیت کا سہارا بھی نہیں ہو سکتا تھا جب ان سوراخوں میں آگ بھری ہوئی ہوگی۔ ہلاکت ہے ان گردنوں کیلئے جن کو ذرا سے بوجھ سے درد ہوتا تھا جب انمیں بھاری زنجیریں پڑی ہونگی۔ ہلاکت ہے اُن چمڑوں کیلئے جو سخت اور درشت کپڑوں میں صبر نہ کرتے تھے جب اُنکو دوزخ کے سخت اور درشت کپڑے پہننے پڑینگے جو دوزخ کی آگ سے بنائے گئے ہونگے۔ اور ان سے بدبُو آتی ہوگی اور آتشین شعلے نکلتے ہونگے۔ ہلاکت ہے اُن پیٹوں کے لئے جو ذرہ سے درد پر صبر نہ کرتے تھے جب ان میں جوش مارتے ہُوئے پانی کے ساتھ گرم زقوم اُتریگی اور انکی انتڑیاں کاٹ کر گلا دیگی ہلاکت ہے ان پاؤں کے لئے جو برہنگی کی حالت میں ایک قدم بھی چلنا نہیں پسند کرتے تھے جب ان کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائینگی۔ پس ان کے واسطے ہلاکت ہی ہلاکت ہے اور طرح طرح کے عذاب خداوندا اس علم کی طفیل اور اپنے فضل کی طفیل ہم کو ان لوگوں میں سے نہ کرنا جو اہل دوزخ ہیں +

دوزخ کا بیان

ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسُول مقبول نے فرمایا ہے کہ دوزخ پر سات پُل باندھے ہوئے ہیں اور ایک پُل سے دوسرے پُل تک اس قدر فاصلہ ہے کہ جس قدر ستر برس کی راہ ہوتی ہے اور پُل کی چوڑائی ایسی ہے جیسی کہ تلوار کی دھار کی (تیزی) ہوتی ہے۔ اور جب اسکے اوپر سے لوگ گذرنے لگیں گے تو پہلا گروہ تو آنکھ پھیرنے کی سی تیزی کے ساتھ اس سے گذر جائیگا۔ اور دوسرا گروہ اس طرح گذریگا جیسے کہ بجلی اوچک کہ لپچلانے والی گذرتی ہے اور تیسرے گروہ کے لوگ تیز ہوا کی طرح گذر جائینگے۔ اور چوتھا گروہ اس طرح گذر جائیگا جیسے پرندے گذر جاتے ہیں اور پانچواں گروہ گھوڑوں کی مانند دوڑتا ہُوا گذریگا۔ اور چھٹے گروہ کے لوگ اس طرح گذر جائینگے جیسا کہ دوڑتا ہُوا آدمی گذرتا ہے۔ اور ساتویں گروہ کے لوگ یا پیادہ چلتے ہوئے گذر جائینگے۔ اور جب یہ سب گذر چکینگے۔ تو ایک ان میں سے اکیلا پیچھے رہ جائیگا۔ اس کو بھی کہا جائیگا کہ تُو بھی اس پُل کے اوپر سے گذر جا۔ وہ بھی گذرنے لگیگا۔ اور جب وہ اپنے دونوں پاؤں پُل کے اوپر رکھیگا تو اس کا ایک پاؤں کانپنے لگ جائیگا اسلئے وہ گھٹنوں کے بل چلیگا اور اس طرح سوار ہو کر اس پُل کے اوپر چلنے لگیگا اور دوزخ کی آگ کی چنگاریاں اسکے پاؤں اور پوست تک پہنچیگی۔ اور وہ پیٹ کے بل کشاں کشاں اس پل کے اوپر چلیگا اور چلتے چلتے لڑکھڑا جائیگا اور ڈگمگائیگا۔ اس وقت وہ اپنے ہاتھوں سے پُل کو لپٹ جائیگا اور اس کے بعد اس کو آگ بھی لپٹ جائیگی۔ اس کے بعد وہ چاہے گا کہ اس سے رستگاری حاصل کرے۔ اسلئے وہ پیٹ کے بل ہی کشاں کشاں گھسیٹتا ہُوا چلیگا۔ اور اسی صورت میں دوزخ سے نکل جائیگا اور جب دوزخ سے نکل جائیگا تو لوٹ کر دوزخ کی طرف نگاہ کریگا

اور اس وقت یہ کہیگا۔ کہ جس پاک پروردگار نے مجھ کو تجھ سے رستگاری عنائیت فرمائی ہے وہ خدا پاک ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ خداوند کریم نے اپنے لطف اور احسان اور کرم سے میرے حال پر بڑی مہربانی کی ہے۔ اور جو احسان آج تک اول سے آخر تک کسی پر نہیں کیا۔ وہ یہی ہے کہ مجھ کو اس پلصراط کے پنجہ سے خلاصی عنائیت فرمائی ہے اس کے بعد اس آدمی کے پاس ایک فرشتہ آئیگا۔ اور وہ آ کر اس کا ہاتھ پکڑیگا اور اُس کو بہشت کے دروازہ کے سامنے ایک حوض پر لیجائیگا۔ اور اس کو ہدایت کریگا۔ کہ اب تو اس حوض میں غسل کر اور اپنے بدن کو مل مل کر خوب صاف کر۔ اور اس کا پانی بھی پی لے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ آدمی اپنے جسم کو اس حوض میں دھوئیگا اور پانی بھی خوب سیر ہو کر پیئیگا۔ اس کے بعد اس آدمی پر بہشت کی ہوا چلیگی۔ اور اس سے اس کا رنگ روپ بدل جائیگا اور خوب چمکیگا۔ اور اس کے بعد فرشتے اس کو دوزخ کے دروازہ پر لیجاتے ہیں۔ اور وہاں لیجا کر کھڑا کر دیتے ہیں اور اس کو حکم ہوتا ہے کہ جب تک تیرے واسطے اللہ جلشانہٗ کی بارگاہ سے حکم صادر نہ ہو تب تک اسجگہ کھڑا رہ۔ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ یہ شخص اہل دوزخ کی طرف نگاہ کریگا۔ اور انکی آوازیں کتوں کی آواز کی طرح اُس کو سنائی دینگی اُنہیں سنکر یہ بھی رونے لگ جائیگا۔ اور کہیگا کہ اللہ دوزخیوں کی طرف سے میرا مُنہ پھیر دے اس کے سوا میری کوئی اور درخواست نہیں۔ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اللہ جلشانہ کے ہاں سے اس کے پاس وہی فرشتہ پہنچیگا اور وہ آ کر دوزخ کی طرف سے بہشت کی طرف اس کا منہ پھیر دیگا

فرمایا۔ اس شخص کے کھڑا ہونے کی جگہ سے بہشت کے دروازے تک ایک ہی قدم کا فاصلہ ہو گا یہ بہشت کی فراخی کو دیکھیگا۔ اس کے دروازے میں دو ست کھڑے دکھائی دینگے صرف ان میں ہی اتنا فرق ہوگا کہ جس قدر چالیس برس کے راستے کا فاصلہ ہوتا ہے اور یہ راستہ بھی تیز اُڑنے والے جانور کا۔ اور فرمایا کہ یہ آدمی خداوند تعالیٰ سے عرض کریگا کہ اے اللہ تو نے میرے ساتھ بڑا احسان کیا ہے کیونکہ مجھ کو دوزخ سے نجات دی ہے اور دوزخیوں کی طرف سے میرا منہ پھیر کر بہشت کی طرف کر دیا ہے اور بہشت کے اور میرے درمیان فاصلہ بھی ایک ہی قدم کا ہے اے میرے پروردگار اپنی عزت کے صدقے مجھ کو بہشت میں داخل کر دے۔ اس کے سوا تجھ سے میں اور کوئی چیز نہیں مانگتا کہ میرے اور اہل دوزخ کے درمیان بہشت کے دروازے کو ہی پردہ بنا دے تاکہ دوزخی لوگوں کی آواز مجھے سنائی نہ دے اور نہ ہی میں انہیں دیکھوں اسلئے خداوند کریم کے ہاں سے اسکے پاس وہی فرشتہ آئیگا اور اس کو کہیگا کہ تو بڑا جھوٹا آدمی ہے پہلے تو تُو نے یہ درخواست نہیں کی تھی اور یہ کہا تھا کہ میں اسکے سوا کچھ نہیں مانگتا۔ فرمایا پیغمبرؐ نے کہ وہ شخص کہیگا کہ مجھ کو خدا کی بزرگی کی قسم ہے کہ اب میں اس کے سوا اور کچھ نہیں مانگوں گا پس وہ فرشتہ اسکا ہاتھ پکڑ لیگا اور اس کو بہشت میں لیجائیگا اور وہاں چھوڑ کر آپ پروردگار عالم کی درگاہ میں جائیگا۔ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ وہ بندہ اپنے دائیں بائیں بہشت کو دیکھیگا اسکے سامنے ایک سال کی راہ ہوگی اور میوہ دار درختوں کے سوا اُسکو کوئی اور چیز نظر نہیں آئیگی اور اسمیں اور درختوں کے درمیان بھی ایک ہی قدم کا فاصلہ ہوگا اور جب غور سے درخت پر نگاہ کریگا تو اس کو معلوم ہوگا کہ اسکی جڑ سونے کی ہے اور شاخیں سفید چاندی کی ہیں اور اسکے پتے بہت اچھے زیوروں کی مانند ہونگے جو کسی نے دیکھے ہوں۔ اور ان کا میوہ مکھن سے بھی زیادہ نرم ہوگا۔ اور شہد سے زیادہ شیریں اور کستوری سے زیادہ خوشبودار پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ یہ شخص یہ سب دیکھ کر حیران رہ جائیگا۔ اور خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریگا کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے دوزخ سے نجات دی اور بہشت میں داخل کیا اور مجھ پر بڑے بڑے احسان کئے اور میرے اور اس درخت کے درمیان ایک ہی قدم کا فاصلہ ہے۔ اب تو مجھے اس درخت کے پاس پہنچا دے اور اس کے سوا میں تجھ سے اور کچھ نہیں مانگتا۔ پھر فرشتہ آویگا اور اس کو کہیگا کہ

تو بڑا جھوٹا آدمی ہے تو نے تو پہلے یہ کہا ہے کہ میں اب کوئی سوال نہیں کروں گا اب تو زیادہ کیوں مانگتا ہے اور اپنی قسم کے خلاف کیوں کرتا ہے مجھے قسم توڑنے سے شرم نہیں آتی۔ اس کے بعد وہ فرشتہ اس کا ہاتھ پکڑ لیگا اور اس کو ایک ادنٰے مکان کی طرف لے جائیگا اور جب اس پر نگاہ کریگا تو وہ سراسر اس کو موتیوں کا دکھائی دیگا اور ایک سال کے راستے کی دوری پر ہوگا پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جب وہ آدمی اس محل کو اپنے سامنے دیکھیگا اسے پہلی کی سب چیزوں کو خواب و خیال سمجھیگا اور اس کے اشتیاق میں بے قرار ہو جائیگا اور کہیگا کہ اے اللہ اب میں تجھ سے اور کچھ نہیں مانگتا صرف تو مجھ کو اس محل میں پہنچا دے۔ فرمایا پھر ایک فرشتہ فرشتوں سے آئیگا اور اسے کہیگا کہ تو اب بھی اپنے قول اور قرار پر ثابت نہ رہا۔ کیا تو نے یہ نہیں وعدہ کیا تھا۔ کہ میں اب اور کچھ نہیں مانگوں گا اور یہ اُس کو زیادہ ملامت بھی نہیں کریگا کیونکہ وہ جانتا ہوگا کہ اس کا دل اس کے اختیار میں نہیں اس کی جان ان عجائبات کو دیکھ کر نکل رہی ہے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ پھر یہ فرشتہ اس کو کہیگا کہ یہ محل تیرے ہی ملک میں ہے اور اس کے بعد یہ شخص اور جگہ نظر کریگا تو اس کو گمان ہوگا کہ میں تو خواب اور خیال دیکھ رہا ہوں مگر خاموش ہو رہیگا اور کچھ کہہ نہیں سکیگا۔ اور فرمایا رسول اللہ نے فرشتہ اس سے پوچھیگا کہ اپنے پروردگار سے اب کچھ اور بھی مانگتا ہے وہ جواب دیگا کہ اے میرے سردار میں نے اپنے خدا کی قسمیں کھائی ہیں اور زیادہ سوال کرنے سے ڈر لگتا ہے شرمندگی آتی ہے خداوند کریم اس کو ارشاد فرمائیگا کہ کیا اب تو راضی ہو گیا ہے۔ دنیا کے پیدا کرنے اور اس کے نیست کرنے تک میں اس سے دس گنا زیادہ انعام تجھ کو اور عطا کروں گا وہ بندہ جواب میں عرض کریگا۔ کہ اے میرے پروردگار کیا تو میرے ساتھ ہنسی کرتا ہے تو تمام جہان کے لوگوں کا پالنے والا ہے خداوند کریم فرمائیگا میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ جس چیز کی تجھے خواہش ہے تو مجھ سے مانگ لے۔ اس کے بعد وہ بارگاہ عالی میں عرض کریگا۔ کہ اے خداوند کریم میں اب تجھ سے یہی درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھ کو آدمیوں میں پہنچا دے۔ فرمایا پس وہ فرشتہ اس کے ہاتھ کو پکڑ لیگا اور اس کو بہشت میں لیجائیگا وہاں وہ ایسی چیزیں دیکھیگا۔ کہ پہلے اس نے ویسی کبھی نہیں دیکھی تھیں اور نہ ہی سنی تھیں انکے دیکھتے ہی وہ سجدہ میں پڑ جائیگا اور عرض کریگا کہ اے اللہ تو نے مجھے رونمی عطا کی اوپر سے فرشتہ پکاریگا اور یہ کہیگا کہ اپنا سر اُٹھا یہ تیرے رہنے کی ہی جگہ ہے اور یہ تیری جگہوں میں سے بہت ادنٰے درجے کی جگہ ہے۔ اسکے بعد وہ بندہ کہیگا کہ اگر اس وقت خداوند تعالےٰ میری آنکھوں کی حفاظت نہ کرتا تو اُس محل کے نور سے وہ خیرہ ہو جاتیں۔ اس کے بعد وہ اس محل میں داخل ہو جائیگا۔ اور جونہی اس محل کے اندر جائیگا اسکی آنکھیں ایک اور آدمی سے دوچار ہونگی جب اس کا منہ اور لباس دیکھیگا تو دیکھتے ہی چپ چاپ رہ جائیگا اور خیال کریگا یہ تو فرشتہ ہے وہ مرد اس کے پاس آئیگا اور کہیگا کہ تجھ پر خدا کی سلامتی اور رحمت ہو زیادہ برکت داخل ہو اب وہ وقت آگیا ہے کہ تو اس محل میں داخل ہو اس کے بعد وہ اسکے سلام کا جواب دیگا اور کہیگا۔ کہ اے محل کے بندے تو کون ہے وہ جواب دیگا کہ میں تیری اس جگہ کا محافظ ہوں اور میرے جیسے اور بھی ایکہزار تیرے نگہبان موجود ہیں اور ان میں سے ہر ایک تیرے ایک محل کا نگہبان ہے اور ہر ایک محل میں ایک ہزار خدمتگار موجود ہیں اور ہر ایک ماہ جبین حور تیری زوجہ اس میں رہتی ہے اور اب تو اپنے دوسرے محل میں داخل ہونے کو ہے اسکے بعد اچانک ایک دوسرے عالیشان محل میں اس کا گذر ہوگا جو سفید مروارید سے بنایا گیا ہے۔ اس محل کے ستر کمرے ہونگے اور ہر ایک کمرے کے ستر دروازے اور ہر ایک دروازے میں مروارید کا ایک قبہ کھڑا ہوگا یہ اس محل میں داخل ہو جائیگا اور انکی سیر کریگا اور اس سے پہلے اس محل کو کسی دوسرے آدمی نے نہیں کھولا ہوگا وہیں اس کو سرخ جواہر کی ایک

بارہ دری نظر آئیگی اسکی لنبائی ستر گز کی ہوگی اور ستر ہی اس کے دروازے ہونگے اور ہر ایک دروازے سے سُرخ جواہر کے کمرے میں ایک راستہ ہوگا یہ کمرے اس کی لنبائی میں ہونگے اور ہر ایک کمرے میں ستر دروازے ہیں۔ اور ہر ایک کمرہ سُرخ رنگ کے ایک ہی طرح کے جواہر کا ہے اور ہر ایک کمرے میں عروسوں کی مانند سجی سجائی اس کی جوروئیں تختوں پر بیٹھی ہونگی جب یہ اس کمرے میں جائیگا تو جاتا ہی ایک پری پیکر حور سے ملیگا وہ اس کو سلام کریگی اور یہ سلام کا جواب دیگا اور اس کے بعد سکتے کے عالم میں خاموش ہو کر کھڑا رہ جائیگا وہ عورت اُس سے کہیگی کہ اب تیرا وقت آگیا ہے کہ تو ہماری زیارت کرے اور میری صحبت سے بڑا حظ اُٹھائے کیونکہ میں تیری ہی بی بی ہوں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جب وہ اسکی شکل کو دیکھیگا تو اُس کی صورت کی صفائی اور پاکیزگی اس درجے تک ہوگی کہ اس کو اپنا چہرہ اس میں ایسا ہی دکھائی دیگا جیسا کہ آئینہ میں سے نظر آتا ہے اس عورت نے ستر بہشتی لباس پہنے ہونگے اور ہر لباس اپنے رنگ اور اپنی صورت میں الگ ہی ہوگا۔ اور یہ لباس بھی ایسے صاف اور نورانی ہونگے کہ ان میں سے حور کی پنڈلیوں کے اندر کا گودہ بھی نظر آتا ہوگا۔ اور نگاہ اس سے ایسی پیوستہ ہوگی کہ واپس نہیں آسکے گی۔ کیونکہ اس کے ہر جلوہ میں ہزار در ہزار ناز اور کرشمہ جلوہ گر ہوگا اور ہر ایک حور کا یہی عالم ہوگا۔ پس بہشتی بزرگواروں کی جوروئیں یہ حوریں ہیں اور یہ حضرات ان کے خاوند۔ اور فرمایا ہے کہ اس محل کے تین سو ساٹھ دروازے ہیں اور ہر ایک دروازے کے اوپر مرواریدکے تین سو ساٹھ محل بنے ہیں۔ یہ مروارید اور یاقوت اور لعل اور ہیرے اور ہر ایک قسم کے جواہر سے ہیں۔ پس یہ حضرت اس محل میں رہیں سہینگے اور مزے کرینگے اور جب اپنے محل سے باہر نکلیں گے تو گویا اپنے ہی ملک کی سیر کر رہے ہونگے اور جہاں تک انکی نگاہ کام کریگی سب جگہ ان کو اپنا ہی ملک نظر آئیگا۔ اور اس محل کے درازی سو برس کے راستے کے برابر ہے اور ہر ایک محل کے دروازے پر پہنچنے کے وقت ان کے پاس فرشتے آتے ہیں اور آکر انہیں سلام کرتے ہیں اور خداوند کریم کی طرف سے انھیں تحفہ دیتے ہیں اور ہر ایک فرشتے کے پاس ایک ایک تحفہ موجود ہوگا اور ہر ایک کا تحفہ دوسرے سے الگ اور نرالا ہی ہوگا۔ اور آخر وقت میں بھی ہر روز تحفے اور ہدیے لیکر فرشتے آموجود ہونگے اور انھیں سلام کہینگے اور اس روایت کی تصدیق میں خدا پاک کا کلام گواہ ہے جو اسکی مبارک کتاب میں موجود ہے۔ فرمایا ہے ہر دروازے سے فرشتے آوینگے اور آکر کہینگے کہ جو کچھ تم نے کیا تھا اس کے عوض تمہارے اوپر سلام ہے پس آخرت کا بدلہ نیک ہے! اور ارشاد کیا ہے کہ ان کے واسطے صبح اور شام ان کا رزق موجود ہے! اور پیغمبرؐ نے فرمایا کہ اہل بہشت نے اس شخص کا نام مسکین رکھا ہے اور یہ اسواسطے کہ انکے مکافات اس کے مکان کی نسبت بہت ہونگے۔ حالانکہ اس غریب کے اسّی ہزار خدمتگار اسکی خدمت میں موجود ہونگے جو صرف کھانا کھلانے پر مقرر ہونگے جب اس کو کھانا کھانے کی حاجت ہوگی تو سرخ یاقوت کے خوانچوں میں لاکر اس کے سامنے رکھیں گے اور ہر ایک خوان یاقوت۔ زمرد اور مروارید اور زمرد سے بنا ہوا ہوگا اسکے پائے مروارید کے ہونگے اور اسکی ایک طرف کی لنبائی بیس کوس کے فاصلے کی ہوگی۔ اور ان خوانچوں میں رنگ برنگ کے ستر قسم کے کھانے ہونگے اور جب کھانے لگیگا تو اسّی خدمتگار سامنے کھڑے ہونگے۔ اور ہر ایک خدمتگار کے ہاتھ میں ایک کاسہ کھانے کا اور ایک پیالہ پینے کی چیز کا ہوگا۔ ہر ایک کاسے اور پیالے کے کھانے اور پینے کی چیز کی لذت اور شیرینی ایک دوسرے سے جدا ہوگی۔ اور پہلے میں کھانے کا جو مزا پائیگا وہی اُس دوسرے میں پائیگا مگر رنگ اور صورت میں وہ بالکل الگ ہونگے اور جب آگے سے کھانا اُٹھایا جائیگا تو خدمتگار کو بھی اس کھانے اور شربت سے حصہ دیا جائیگا۔ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں کے اونچے بلند درجے ہونگے وہ اس کی زیارت کرینگے مگر انکی زیارت کے

واسطے نہیں جائیگا۔ اور جتنے اعلیٰ مدارج والے بہشتی ہونگے ان میں سے ہر ایک کی خدمت میں آٹھ لاکھ خدمتگار حاضر رہینگے
اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک کھانے کا رکاب ہوگا اور ایک شربت کا اور یہ کھانے اور شربت مختلف قسم کے ہونگے اور
جب طعام اُٹھایا جائیگا تو خدمتگاروں کو بھی حصّہ دیا جائیگا۔ اور ہر ایک کے واسطے ستر حوریں اور دو آدمی زاد عورتیں ہونگی
اور ہر ایک بیوی کا سبز یاقوت کا ایک محل ہوگا اور سُرخ یاقوت سے جڑاؤ اور منقش اور ہر محل میں ستر ہزار دروازے ہونگے
اور ہر ایک دروازے میں ایک قبہ موتی کا ہوگا۔ اور ایسی کوئی عورت نہیں ہوگی جو ستر ہزار لباس نہ پہنے ہوگی۔ اور ہر
ایک لباس ستر ہزار رنگ کا ہوگا جو ایک دوسرے سے نہیں ملتا ہوگا اور ہر ایک بیوی کے روبرو ستر ہزار لونڈی خدمت
کے واسطے موجود ہونگی اور ستر ہزار ہی اسکی مجلس میں ہونگی۔ ان خدمتگاروں میں سے کوئی اپنے کام اور خدمت سے
غافل نہیں ہوگا اور جب ہر ایک بی بی کے سامنے کھانا لایا جائیگا تو ستر ہزار لونڈیاں ہی کھانے کے رکاب اور شربت
کے پیالے ہاتھوں میں لئے حاضر ہونگی۔ اور یہ کھانے بھی ایک، دوسرے سے مختلف ہونگے۔ کوئی دوسرے سے ملتا نہیں
ہوگا۔ اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جب کبھی کسی شخص کو یہ خواہش ہوگی۔ کہ اپنے کسی ایسے دوست کا حال دریافت کرے
جس سے وہ دُنیا میں خدا کیلئے دوستی رکھتا تھا تو اسوقت یہ خواہش کریگا کہ میرے فلاں بھائی کا کیا حال ہے کہیں
وہ ہلاک تو نہیں ہوگیا۔ اللہ تعالےٰ اس کی دلی خواہش سے آگاہ ہوگا اور فرشتوں پر وحی نازل کریگا اور ان کو
حکم دیگا۔ کہ میرے اس بندے کو سیر کراؤ اور اس کو اس کے بھائی کی طرف لے جاؤ۔ ایک اونٹ پر لایا جائیگا اور اس
اونٹ کے اوپر نور کے نمدوں کا پالان رکھا ہوا ہوگا۔ فرشتہ آکر اُسے سلام کہیگا۔ اور وہ اس کا جواب دیگا اسکے بعد
وہ فرشتہ کہیگا کہ آپ آئیے اور اس اونٹ پر سوار ہو جائیے اور اپنے بھائی کی زیارت کے واسطے چلئے پس وہ بندہ اونٹ پر
سوار ہوگا اور بہشت میں سیر کرتا ہوا ایک ہزار سال کے راستے تک کا فاصلہ طے کریگا اور اس مسافت کو اتنے عرصہ میں
طے کریگا جتنے میں تم سے کوئی آدمی ایک تیز رفتار اونٹ پر سوار ہو کر ایک کوس تک جاتا ہے۔ پس یہ شخص اپنے بھائی
کے پاس پہنچ جائیگا اور اس کو سلام علیک کہیگا وہ سلام کا جواب دیگا اور مرحبا کہیگا اور پوچھیگا کہ اے بھائی
تم اب تک کہاں تھے مجھے تو یہی خوف رہا ہے کہ خدا جانے تمہارا کیا حال ہوا ہے اس کے بعد وہ دونوں آپس میں
گلے ملیں گے اور کہیں گے کہ خداوند کریم کا شکر ہے جس نے ہم دونوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے اور ایسی بڑی خوش
آواز سے اس کی حمد اور ثناء کہینگے جیسے کسی انسان نے نہ سُنی ہو پس اُس وقت خداوند کریم ان کو کہیگا کہ اے
میرے بندو یہ عمل کرنے کا وقت نہیں بلکہ دعا کرنے کا وقت ہے اگر کچھ مانگنا چاہتے ہو تو مانگ لو جو کچھ مانگو گے وہ
میں تمہیں عطا کروں گا اس کے جواب میں وہ عرض کرینگے۔ کہ اے ہمارے پروردگار ہم دونوں بھائیوں کو اس درجے
میں ہی جمع رکھ۔ اللہ تعالےٰ انکی درخواست کو قبول کریگا اور اس جگہ انکی نشستگاہ مقرر فرمادیگا اور یہ جگہ مروارید
کا خیمہ ہوگی۔ اور اس کے سوا انکی بیویوں کے لئے بھی ایک جگہ ہوگی۔ پس اس میں وہ کھائینگے پئینگے اور ایک دوسرے
سے فائدہ اُٹھائینگے۔ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ جب ایک آدمی ایک نوالہ اپنے منہ میں ڈالیگا اور اسی اثناء میں دوسرے
کھانے کی طرف بھی خیال جائیگا تو اس کا مزا اور ذائقہ بھی منہ میں ڈالے ہوئے نوالے میں آجائیگا۔ رسول مقبولؐ سے
سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے رسولؐ بہشت کی زمین کس چیز کی ہے آپ نے فرمایا سفید رنگ کے نرم پتھر چاندی سے اس کو
ہموار کیا گیا ہے اور اسکی خاک کستوری کی ہے اور اس کے پشتے زعفران کے بنائے گئے ہیں اور اس کی دیواریں مروارید
اور یاقوت اور سونے اور چاندی کی بنی ہوئی ہیں۔ اور اس قدر نُورانی اور مصفّا ہیں کہ باہر سے اندر کی طرف دکھائی

دیتی ہے اور اندر سے باہر کی جانب نظر آتی ہے اور بہشت کے جتنے محل ہیں سب کا یہی حال ہے کہ اندر سے باہر کی چیز اور باہر سے اندر کی چیز نظر آجاتی ہے اور بہشت میں ایسا کوئی آدمی نہیں ہوگا جو ایک ازار نہ پہنے اور ایک چادر نہ اوڑھے گا اور یہ لباس بغیر تراشنے اور سینے کے بنائے جائینگے اور ہر ایک کے سر پر مروارید کا ایک تاج ہوگا۔ اس میں موتی اور یاقوت اور زبرجد جڑاؤ ہوتے ہونگے اور اس کے سر پر سونے کی دو زلفیں ہونگی اور سونے کا ایک طوق گردن میں ہوگا جو موتیوں اور سبز یاقوت سے جڑا ہوا ہوگا اور ہر ایک آدمی کے ہاتھ میں تین کنگن پہنے ہوئے ہونگے اُن میں سے ایک تو سونے کا ہوگا اور ایک چاندی کا ایک موتیوں کا۔ اور ان کے سروں پر جو تاج ہیں ان میں سے ہر ایک کے نیچے موتیوں اور یاقوت کی ایک ایک جھالر لٹکتی ہوگی اور انہوں نے جو بہشتی لباس پہنا ہوا ہوگا۔ اس پر ایک تنگ کوٹ بھی پہنتے ہونگے۔ اور اسکے اوپر ریشم کا ایک اور کوٹ بھی ہوگا۔ اور نفیس نفیس صدریاں ہونگی۔ اور مسند پر تکیہ لگا کر بیٹھیں گے۔ اس کا آستر دیبا کا ہوگا اور ابرا بھی خوبصورت اور منقش ہوگا اور تختوں پر بیٹھے ہونگے۔ یہ فرش کے اوپر بچھے ہوئے ہونگے اور سُرخ یاقوت سے بنے ہوئے۔ انکے پائے مروارید کے ہونگے اور ہر ایک تخت پر ایک ہزار فرش ستر ستر رنگ کا ہوگا اور ایک دوسرے سے مختلف اور ہر ایک تخت کے آگے ایک ہزار بچھونے بچھے ہوئے ہونگے۔ ان میں سے بھی ہر ایک بچھونا ستر ستر کا ہوگا اور یہ رنگ بھی آپس میں ایک دوسرے سے نہیں ملینگے اور ہر ایک تخت کے دائیں طرف صندل کی ستر ہزار کرسیاں رکھی ہونگی۔ اور ویسی ہی دوسری طرف پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ بہشت کے جتنے لوگ ہیں چاہے وہ ذی مرتبہ اور بلند درجے کے ہیں اور چاہے کم درجے کے سب لنبائی میں حضرت آدمؑ کے قد کے برابر ہونگے اور حضرت آدمؑ کا قد ساٹھ گز تھا اور بہشتی سب جوان اور بے ریش ہونگے انکی آنکھیں سیاہ ہونگی اور سر کے بال بہت ہی سیاہ اور انکی عورتیں بھی سب ایک ہی مقدار کی ہونگی جب ان لوگوں کے واسطے یہ سامان ہو جائیگا تو اس وقت بہشت میں ایک پکارنے والا پکاریگا۔ اور اونچے درجے والے اور نزدیک اور دور والے سنینگے۔ اور وہ کہیگا کہ کیا اب تم اپنے اپنے گھروں میں راضی اور خوشی ہو اور وہ سب کہینگے کہ خداوند کریم نے ہم کو اچھی اور بزرگ جگہ میں اتارا ہے ہم یہاں خوش ہیں اور اس جگہ سے دوسری جگہ میں جانا نہیں چاہتے اور نہ ہی اس کے عوض میں کسی دوسری چیز کی درخواست کرتے ہیں۔ اے اللہ جو کچھ پکارنے والے نے پکار کر کہا ہے، ہم نے اس کو سُن لیا۔ ہمیں اب آرزو ہے تو یہ ہے کہ تیرا نور دار چہرہ دیکھیں تو ہمیں اس کی زیارت کرادے کیونکہ اسکی زیارت سب سے بڑا درجہ اور ثواب ہے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہ جس بہشت میں اجلاس کریگا اور اپنے بندوں سے ملاقات فرمائیگا اس کا نام دار السلام ہے اس کو اللہ تعالے حکم دیگا کہ تم اپنے آپ کو بنا سوار کر خوب آراستہ کرو اور میرے بندوں کی زیارت کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ پس وہ اس فرمان کو سُنتے ہی اس پر عمل کریگی۔ اور اپنے آپ کو بنا سنوار کر جھٹ فارغ ہو جائیگی اور اللہ جلشانہ فرشتوں کو حکم دیگا کہ میری زیارت کے واسطے میرے بندوں کو بلالاؤ۔ فرشتے یہ حکم سنتے ہی خداوند تعالیٰ کی بارگاہ سے باہر آکر بلند اور خوش آواز سے پکارینگے کہ اے خدا کے دوستو اور اس کے محبو۔ اب آکر اپنے خداوند کریم کی زیارت کرو۔ جب اس جانفزا مژدہ کو سنیں گے۔ تو ان میں سے ہر ایک اپنے اونٹ اور گھوڑوں پر سوار ہو کر بہشتوں کے سائے میں آکھڑے ہونگے یہ تودے سفید کستوری اور زرد زعفران سے بنے ہیں اور یہ بہشتی لوگ دروازے پر آکر اپنا سر جھکا دیں گے اور سلام کرینگے اور دروازے پر کھڑے ہو کر بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت مانگیں گے۔ ان کو اجازت مل جائیگی جب یہ اندر ہو جانے لگیں گے۔ اور دروازے میں داخل ہونے کا قصد کرینگے تو اس وقت عرش کے نیچے سے باد بہاری بھی چلیگی۔ اس ہوا کا نام مثیرہ ہے

یہ کستوری اور زعفران کے تودوں کو جڑسے اُٹھالیگی اور ان کو لئے ہوئے بہشتی لوگوں کے گریبانوں اور سروں میں داخل
ہوجائیگی۔ اس وقت یہ لوگ اپنے پروردگار کی عرش اور کرسی کی طرف نگاہ کرینگے۔ وہاں سے ان کو ایک چمکتا ہوا نور نظر
آئیگا اور یہ خداوند کریم کے تجلّی فرمانے کے بغیر ہوگا۔ اس کے بعد یہ لوگ کہینگے کہ اے ہمارے خداوند کریم تو پاک ہے اور
فرشتوں اور روحوں کا پروردگار پاک ہے۔ بزرگی اور بلندی تیرے ہی لائق ہے۔ ہماری آنکھوں میں قوت دے اور اپنا
دیدار دکھا۔ اسکے بعد اللہ جلشانہ حکم دیگا۔ کہ نور کے پردوں کو اٹھادو۔ اسلئے پردے اُٹھادئے جاوینگے اور ایک پردے کے
بعد دوسرا پردہ اُٹھیگا اور اسی طرح ہوتے ہوتے ستر پردوں تک نوبت پہنچیگی اور ہر ایک پردہ دوسرے پردے سے نور
میں ستر حصے زیادہ بڑھا ہوا ہوگا۔ اس کے بعد اللہ جلشانہ اپنے بندوں پر جلوہ ڈالیگا اور جونہی ان پر پرتو پڑیگا وہ سب سجدے
میں گرجائینگے اور جب تک خدا چاہیگا اس وقت تک سجدے میں پڑے رہینگے اور سجدے کی حالت میں یہ کہینگے تو پاک ہے
اور ہمیشہ کے لئے ستائش اور تسبیح تیرے لئے ہی ہے تو نے ہم کو دوزخ کی آگ سے بچایا اور بہشت میں داخل کیا یہ کیا ہی اچھا
گھر عطا کیا ہے ہم تو اس سے پورے طور پر راضی ہوئے۔ اور تو ہم سے راضی ہو۔ خداوند کریم ارشاد فرمائیگا۔ جیسا کہ راضی
ہونے کا حق ہے۔ میں تم سے ویسا ہی راضی ہوا ہوں۔ اور اب یہ تمہارے کام کرنے کا وقت نہیں ہے یہ تازہ نعمت حاصل کرنے کا
وقت ہے اگر تم کچھ اور بھی مانگنا چاہتے ہو تو مانگ لو۔ میں تم کو اور بھی زیادہ عطا کروں گا۔ پس یہ لوگ منہ سے تو کچھ نہیں
کہیں گے۔ اور اپنے دل میں یہ آرزو کرینگے کہ جو چیز ہم کو دی گئی ہے وہ ہمارے پاس ہمیشہ کے واسطے رہے۔ اللہ جلشانہ ارشاد
فرمائیگا کہ جو کچھ تم کو دیا گیا ہے یہ ہمیشہ کے واسطے تمہارے لئے ہے اور اس میں اور بھی زیادہ کردوں گا۔ جب بندے خداوند
کریم کا یہ فرمان سنینگے۔ تو تکبیر کہتے ہوئے اپنے سر کو اُٹھائینگے۔ مگر خداوند کے سامنے اپنی آنکھیں نہیں اُٹھاسکیں گے۔ کیونکہ نور
کی زیادتی سے انکی آنکھوں میں چکاچوند کا عالم ہوجائیگا اور اس جلسہ کا نام پروردگار کے عرش کا مشرقی قبہ رکھا گیا ہے
اس کے بعد اللہ جلشانہ ان لوگوں کو فرمائیگا۔ کہ اے میرے بندو۔ اے میرے ہمسائیو۔ اے میرے برگزیدہ لوگو۔ اے میرے دوستو۔
اور میرے ولیو اور میری تمام مخلوق کے بہتر اور میرے فرمانبردارو۔ تم کو خوشی ہو۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ جلشانہ کے عرش
کے آگے نور کے منبر رکھے ہوئے ہونگے۔ اور ان منبروں کے پاس نور کی کرسیاں بچھی ہوئی ہونگی اور کرسیوں کے نزدیک فرش
بچھے ہوئے ہونگے۔ اور ان فرشوں کے اوپر گاؤ تکیے لگے ہونگے۔ اور ان کے آگے مسندیں رکھی ہونگی۔ فرمایا رسول اللہ نے کہ رب
العزت فرمائیگا۔ کہ آؤ اور اپنی بزرگ جگہوں پر بیٹھو۔ پس رسول بڑھینگے اور ان منبروں پر بیٹھ جائینگے۔ اور ان کے بعد باقی
جتنے پیغمبر ہیں آگے کو بڑھینگے اور اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ جائینگے۔ اور ان کے بعد نیکوکار لوگ آگے بڑھینگے اور جا کر اپنے
فرش پر بیٹھ جائینگے۔ پس نور کے خوانچے ان کے آگے لاکر رکھے جائینگے اور ہر ایک خوانچے پر ستر رنگ کے دستر خوان ہونگے
جن میں مروارید اور یاقوت جڑے ہوئے ہونگے۔ اسکے بعد اللہ جلشانہ خدمتگاروں کو حکم دیگا کہ ان مہمانوں کو کھانا کھلاؤ۔
اسلئے ان خوانچوں پر مروارید اور یاقوت کے ستر ہزار رکاب لاکر لگادئے گئے اور ہر ایک رکاب میں ستر رنگ کا کھانا ہوگا۔ پس
اللہ تعالٰے ارشاد کریگا۔ کہ اے میرے بندو کھانا شروع کردو اسلئے یہ سب لوگ کھانا شروع کردینگے اور جب تک اللہ جلشانہ
چاہیگا وہ کھانے میں مصروف رہیں گے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہینگے کہ جو کچھ ہم دنیا میں پہلے کھاتے تھے اس کھانے
کے آگے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور وہ تو خواب وخیال ہی ہوگیا۔ اس کے بعد خداوند کریم اپنے خدمتگاروں کو حکم دیگا کہ
اب تم میرے مہمانوں کو شراب پلاؤ اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ جو شراب ان کو پلائی جائیگی وہ شراب طہور ہی ہوگی اور پھر کہینگے
کہ ہماری شراب دنیاوی تو اس کے آگے کچھ بھی نہ تھی اس کے بعد خداوند کریم ارشاد کریگا کہ اے میرے خدمتگارو۔ تم ان کو کھانا

تو کھلا چکے ہو اور شراب بھی پلا دی ہے اب ان کو بہشت کے میوے بھی کھلا دو۔ اس حکم کے ہوتے ہی طرح طرح کے میوے بھی لاکر ان کے پاس حاضر کر دینگے۔ اور ان کو یہ بہشتی لوگ مزے سے کھائینگے۔ اور ایک دوسرے سے کہیں گے کہ جو میوے ہم دنیا میں کھاتے تھے۔ وہ تو ان کے آگے کچھ بھی نہ تھے۔ اس کے بعد پھر ایک خدمتگار کو حکم ہوگا ان کو کھانا بھی کھلایا گیا ہے اور شراب بھی پلایا گیا ہے اور میوے بھی خوب سیر ہو کر کھا چکے ہیں۔ اب ان کو بہشت کا لباس اور زیور بھی پہنا دو۔ اسلئے لباس اور زیور لائینگے اور ان کو پہنائیں گے اور یہ بہشتی لباس کو دیکھ کر ایک دوسرے کو کہینگے کہ ہمارا دنیاوی لباس اور زیور تو اس کے سامنے کچھ حقیقت بھی نہیں رکھتا۔ اور جب یہ لوگ کرسیوں پر بیٹھے ہونگے۔ خداوند تعالےٰ اپنے عرش کے نیچے سے ان پر سرد ہوا بھی چلائیگا۔ اور اس ہوا کا نام شیرہ ہے یہ ہوا عرش کے نیچے سے اپنے ساتھ مشک اور کافور اڑا لائیگی اور ان بہشتی لوگوں کے کپڑوں اور گریبانوں اور سروں کو خوشبو سے غبار آلود کر دیگی۔ اور اس کے بعد طعام کے خوانچے جو اُن کے آگے رکھے گئے تھے۔ اُٹھا لئے جائینگے۔ اور پھر باری تعالےٰ کی بارگاہ سے ارشاد ہوگا کہ اے میرے مقبول بندو۔ اگر کچھ اور بھی مجھ سے مانگنا چاہتے ہو تو مانگ لو۔ مجھے اس کے دینے میں کوئی دریغ نہیں ہوگا فوراً تم کو عطا کر دونگا اور جس قدر مانگو گے اس سے زیادہ دونگا یہ کلام سنکر عرض کرینگے کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم تجھ سے اب یہی درخواست کرتے ہیں کہ تو ہم پر راضی اور خوش رہ خداوند تعالےٰ جواب میں فرمائیگا۔ کہ اے میرے بندو میں تم سے اب راضی ہوں اور اس بات پر تو تمہارا یقین ہی ہے کہ میں بے پرواہ ہوں نہ کھانے کی حاجت ہوتی ہے اور نہ پینے کی جس قدر انسانی صفات ہیں ان سے پاک ہوں۔ اس کے بعد وہ لوگ سجدہ میں پڑ جائینگے اور خداوند کریم کی تسبیح اور تکبیر کہینگے اور جب سجدہ میں ہونگے تو اللہ تعالےٰ ان کو حکم دیگا کہ اے میرے بندو اپنے سر کو اٹھاؤ یہ عمل کرنے کا وقت نہیں ہے یہ تو سرور اور نعمت حاصل کرنے کا وقت ہے بہشتی لوگ اپنے سر کو اٹھائینگے اور اس وقت ان کے منہ اپنے پروردگار کے نور کے پرتو سے خوب چمک دمک رہے ہونگے اس کے بعد خداوند کریم ان لوگوں کو فرمائے گا کہ اب تم اپنے اپنے مقام پر واپس چلے جاؤ اس لئے یہ لوگ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے باہر نکلینگے اور ان کے خدمتگار سواریاں لئے ہوئے پہلے ہی حاضر ہونگے اور ہر ایک آدمی اپنے اونٹ یا گھوڑے پر سوار ہو جائیگا اور اپنے مقام کو چل پڑیگا اور اس کے ساتھ ستر ہزار غلام ایسی ہی سواری پر ہوگا۔ اور جب اس جلو اور شان کے ساتھ اپنے محل میں داخل ہوگا تو جاتا ہی اپنی بی بی کی طرف بڑھیگا اور وہ حور بی بی بھی آگے سے استقبال کے واسطے سرو قد اُٹھ کھڑی ہو جائیگی اور اس کو مرحبا کہیگی۔ اور کہیگی اے دوست خوش آمدی۔ اس وقت تو تیرے اوپر بڑی خوبی اور نور نمودار ہے اور لباس بھی پُر تکلف پہنا ہوا ہے اور اس سے خوشبو آتی ہے اور رنگ برنگ کے زیوروں سے بھی آراستہ پیراستہ ہے آئے تشریف لائے اور جس وقت میں تم سے الگ ہوئی تھی اس وقت تو میں نے تمہارے پاس اس سامان کو نہیں دیکھا تھا۔ اس کے بعد خوش اور بلند آواز سے ایک فرشتہ پکار کہیگا۔ کہ اے بہشت کے لوگو تم ہمیشہ اس میں اسی طرح رہو گے اور ہمیشہ تازہ بتازہ نعمتیں تم کو عطا کی جائینگی۔ اور ہر ایک دروازے سے انکے پاس فرشتے آئینگے اور آکر ان کو یہ کہینگے کہ جو تم نے رنج اُٹھایا تھا۔ اس کے باعث اب تم کو ہر ایک عیب اور نقصان سے سلامتی ہو۔ اور آخرت کی یہ سرائے اچھی ہے اور تمہارے پروردگار نے تم کو سلام کہا ہے۔ اور ساتھ ہی شربت اور لباس اور زیور بھی لائینگے اور اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ بہشت میں سو درجے ہوں گے۔ اور ہر دو درجے کے درمیان ایک ایک میرہ ہوگا اور بہشت کے لوگ ان کی بزرگی اور فضیلت کو دیکھیں گے اور اس بہشت میں زرد زعفران اور مشک سفید کے بڑے بڑے پہاڑ موجود ہونگے اور بہشتی لوگ کھانا کھائینگے اور پانی پینگے اور ان لوگوں کو نہ پاخانہ آئے گا اور نہ پیشاب اور نہ ہی

تھوکینگے اور نہ ہی انکی ناک سے پانی نکلیگا۔ اور یہ لوگ کبھی بیمار بھی نہیں ہونگے۔ اور نہ ہی ان کے سر میں درد ہوگا اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ بہشت کے بلند مرتبہ لوگ اور کم مرتبہ جب کھانا کھانے لگیں گے۔ تو پہلے دو ساعت اپنی اپنی مسند پر تکیہ لگائینگے اور جب ایک دوسرے سے دو دو ساعت کے واسطے جدا ہونگے اور چار ساعت کے واسطے اپنے پیدا کرنے والے کی بزرگی بیان کرینگے اور دو ساعت تک ایک دوسرے کی ملاقات میں مصروف ہونگے اور بہشت میں رات دن بھی ہونگے۔ اور وہاں کی رات کی تاریکی دنیا کے دن سے ستر حصے زیادہ روشن ہوگی۔ اور پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جنت کے لوگوں میں سے سب سے کم درجے کا وہ آدمی ہوگا کہ اگر تمام جن اور انسان اس کے مہمان ہوں۔ تو اس کے اپنے محل میں ہی اتنی کرسیاں اور فرش اور تکیے موجود رہتے ہیں کہ یہ سب ان پر بیٹھ سکیں اور اُن کے لئے کھانے اور شربت اور خدمتگار ہر وقت تیار رہتے ہیں اور اس کو اتنی تکلیف بھی نہ ہو جتنا کہ کسی کے ہاں ایک مہمان کے آنے سے ہوتی ہے تیار رہتے ہیں۔ اور پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ بہشتوں کے درختوں کے تنے سونے کے ہونگے اور بعض درختوں کے چاندی کے اور بعض کے یاقوت کے اور بعض کے تنے زمرد کے ہونگے۔ اور ہر ایک درخت کی شاخیں ایسی ہی ہونگی جیسے کہ انکے تنے۔ اور ان کے پتے عمدہ کپڑوں کی مانند ہونگے جنہیں تم نے دیکھا ہوگا اور ان کا میوہ مکھن سے زیادہ نرم ہوگا اور شہد سے زیادہ میٹھا اور ہر ایک درخت پانچسو برس کے راستے کی لنبائی رکھتا ہوگا۔ اور درخت کے تنے کی موٹائی ستر برس کی راہ ہوگی۔ جب کوئی آدمی اپنی آنکھ اُٹھا کر اس درخت کو دیکھیگا تو شاخوں کی انتہا اور میووں تک اسکی نظر کام کریگی۔ اور سب کچھ دیکھ سکیگا۔ اور ہر ایک درخت میں ستر ہزار طرح کے میوے ہونگے جو ذائقہ اور رنگ میں مختلف ہونگے۔ اور جب بہشتی کسی میوے کو کھانا چاہینگے تو اس کی شاخ آپ ہی جھک کر اس کے پاس آجائیگی اور یہ میوہ اس شخص سے پانچسو سال یا پچاس برس کی راہ یا اس سے کچھ کم دوری پر ہوگا۔ اور جب وہ اپنے ہاتھ سے اس کو توڑنا چاہیگا تو توڑ سکیگا اور اگر وہاں تک اس کا ہاتھ نہیں پہنچ سکیگا تو اپنے منہ کو پھیلا دیگا اور وہ میوہ ٹوٹ کر اُسکے منہ میں گر پڑیگا اور جب اس شاخ سے وہ میوہ ٹوٹ جائیگا۔ تو خداوند کریم اس سے بہتر دوسرا میوہ اس میں پیدا کر دیگا۔ اور جب وہ خوب سیر ہو جائیگا تو وہ شاخ اپنے اصلی مقام پر واپس چلی جائیگی۔ اور بعض درختوں میں میوے کی بجائے خوشے لٹکتے ہونگے۔ جن میں حریر اور باریک ابریشم اور موٹے ابریشم اور ارغوانی رنگ کا لباس رکھا ہوا ہوگا۔ اور بعض درختوں پر مشک کے نافے اور کافور کی تھیلیاں لٹک رہی ہونگی۔ اور پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ بہشت کے لوگ جمعہ کے دن خداوند کریم کی زیارت کرینگے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر جنت کا ایک تاج آسمان سے لٹکایا جاوے تو اسکی روشنی سے آفتاب کی روشنی غائب ہو جائے اور فرمایا ہے کہ بہشت میں محل ہونگے۔ جن میں میٹھے پانی اور دودھ اور شراب اور شہد کی چار چار نہریں بہتی ہونگی۔ اور جب کوئی ان میں سے پی چکیگا۔ اور پھر اس پر مشک کی مُہر لگائی جائیگی اور جس نہر سے پیئیگا۔ اس میں بہشت کے چشموں کی ملاوٹ ہوگی جن کے نام یہ ہیں زنجبیل۔ تسنیم۔ کافور اور خاص خالص چشمہ اس سے خدا کے خاص لوگ ہی پیئینگے۔ اور پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ اگر خداوند تعالےٰ حکم کرتا ہے کہ تم ایک دوسرے کے کاسوں سے پیؤ۔ تو وہ کاسوں کو اپنے منہ کے ساتھ ہی لگائے رکھتے۔ کبھی پیالہ منہ سے جدا نہ کرتے۔ اور پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ بہشت کے آدمی ایک دوسرے آدمی کی ملاقات کے واسطے ایک ہزار برس یا اس سے بھی زیادہ راستے تک جائینگے اور جب اپنے بھائیوں کی ملاقات کر کے واپس آئینگے تو جلدی ہی پہچان کر اپنے مکانوں میں داخل ہو جائینگے اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب بہشتی خداوند تعالےٰ کی زیارت سے شرفیاب ہوں گے۔ اور پھر وہاں سے لوٹینگے تو خداوند تعالےٰ کی درگاہ سے انہیں ایک ایک انار عطا ہوگا۔ اس انار میں ستر دانے ہونگے اور ہر ایک دانہ ستر ہزار رنگ

رکھتا ہوگا۔ اور یہ سب آپس میں مختلف ہونگے۔ کوئی ایک دوسرے سے مشابہ نہیں ہوگا۔ اور خدا کی زیارت کرکے واپس آتے ہوئے جب بہشت کے بازاروں سے گذرینگے تو انکی اچھی طرح سیر بھی کرینگے۔ مگر انہیں کچھ خرید و فروخت نہیں ہوگی مگر ان بازاروں میں یہ چیزیں موجود ہونگی زیور اور لباس باریک اور موٹا ابریشم اور زر اندوز اور منقش حریر جن میں مروارید اور یاقوت کی جھالریں لگی ہوئی ہونگی اور مرصع تاج۔ ان میں سے جس کی جو خواہش کریگا اور جس قدر اٹھا سکیگا لے لیگا اور ان بازاروں میں سے کوئی چیز کم نہیں ہوگی۔ اس بازار میں آدمیوں کی شکلوں کی مانند خوبصورت تصویریں بھی ہونگی۔ اور ان کے گلوبندوں میں یہ لکھا ہوا ہوگا کہ اگر کوئی یہ چاہے کہ اس کی صورت میرے جیسی ہو جائے تو خداوند تعالے ویسی ہی اسکی صورت بنا دیگا۔ پس جو آدمی وہاں کسی صورت کی خواہش کریگا تو اللہ تعالے ویسی ہی اُسکی صورت بنا دیگا اور جب اس جگہ کی سیر کرکے یہ لوگ اپنے اپنے دولتخانوں میں آوینگے تو ان کے غلام صف بستہ پہلے ہی کھڑے ہونگے اور ان کو سلام اور مرحبا کہتے ہونگے۔ اور ہر ایک غلام اپنے مالک کے آنے کی خوشخبری اپنے ساتھ والے غلام کو دیگا یہاں تک کہ وہ خوشخبری اُسکی بیوی تک پہنچ جائیگی۔ پس اس خوشی سے وہ بہت ہلکی ہو کر دروازے پر آکھڑی ہوگی۔ اور جب وہ دروازہ پر پہنچ جائیگا تو وہ اس کا استقبال کریگی۔ اور اس کو سلام اور مرحبا کہیگی اور دونوں ایک دوسرے کا معانقہ کرینگے اور اسی حالت میں اپنی نشستگاہ میں جا پہنچینگے اور رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر بہشت کی عورتوں میں سے ایک عورت ظاہر ہو جاوے تو کوئی مقرب فرشتہ اور پیغمبر مرسل ایسا نہ ہوگا جو اس کے حسن پر فریفتہ نہ ہو جائے اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اہل بہشت جب کھانا کھا چکیں گے اور اسکے بعد جو شراب پیئینگے وہ ایسی اچھی ہوگی کہ اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔ اس کا نام طہور ہاق ہے جب اس شراب کو پی لینگے تو جو کچھ اُنہوں نے کھایا پیا ہوگا وہ سب ہضم ہو جائیگا۔ اور اُن کے ڈکار سے کستوری کی خوشبو آئیگی اور اس کے کھانے سے اُن کے پیٹوں میں کوئی درد وغیرہ نہیں ہوگا۔ اور جب یہ شراب پی لیں گے۔ تو پھر ان کو دوسرے کھانے کی آرزو پیدا ہو جائیگی۔ اور ہمیشہ اسی طرح مزے سے کھاتے پیتے رہیں گے۔ رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ خداوند کریم نے بہشت میں سفید یاقوت کے چار پائے بھی پیدا کئے ہیں اور فرمایا ہے کہ تین بہشتیں ہیں ایک کا نام جنت ہے۔ دوسری کا عدن۔ تیسری کا دارالسلام ہے۔ جنت بہشت عدن سے ستر ارب حصے کم ہے اور اور جنت کے جتنے محل ہیں وہ باہر سے تو سونے کے بنے ہوئے ہیں اور اندر سے زبرجد کے ہیں۔ اور ان کے برج سرخ اور یاقوت کے ہیں اور ان کے بالاخانے موتیوں کی لڑیاں ہیں۔ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ بہشت کے لوگوں میں سے ہر ایک بہشتی جب اپنی بی بی کے پاس جائیگا تو سات برس تک اُس کی خلوت میں فائدہ اٹھائیگا اور وہ نہیں پھریگا اُسے یہاں تک کہ اُس کی دوسری بی بی دوسرے نفیس محل سے اُس کو آواز دیگی۔ اور پکار کر کہیگی کہ اب میری باری ہے آپ میرے پاس تشریف لائیں۔ اور اپنے وصال کی دولت سے بہرہ یاب کیجئے وہ مرد اس کو کہیگا کہ تو کون ہے وہ جواب دیگی کہ میں وہی ہوں جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کوئی نہیں جانتا کہ ان کے واسطے انکی آنکھوں کی ٹھنڈک سے کونسی چیز پوشیدہ رکھی گئی ہے! یہ سنتے ہی جھٹ وہ اس عورت کے پاس چلا جائیگا اور سات سو برس تک اُسکے ہاں کھائیگا پیئیگا اور اس کی ہمصحبت ہوگا۔ اور پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ بہشت میں خدا نے ایک ایسا درخت پیدا کیا ہوا ہے کہ اگر سات سو برس تک ایک سوار اس کے سایہ میں چلا جائے تو پھر بھی اس کا سایہ ختم نہیں ہوتا اور اُس کے نیچے نہریں جاری ہیں اور اس کی شاخیں ایسی ہیں کہ ہر ایک شاخ میں بہت سے شہر آباد کئے گئے ہیں اور ہر ایک

دس ہزار کوس میں بستا ہے اور ایک شہر سے دوسرے شہر تک اس قدر فاصلہ ہے کہ جس قدر کہ مشرق مغرب میں ہے اور محلوں سے سلسبیل کی نہریں ان شہروں میں بہتی ہیں اور اس درخت کا پتا اتنا بڑا ہے کہ ایک عظیم گروہ کے سایہ کرنے کے واسطے ایک ہی پتا کفایت کر سکتا ہے۔ اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب بہشتی مرد اپنی بی بی کے پاس جائیگا تو وہ اس کو کہیگی۔ کہ مجھ کو اس خداوند کی قسم ہے جس نے تیرے سبب مجھے عزت بخشی ہے بہشت میں کوئی ایسی چیز نہیں جو مجھ کو تجھ سے زیادہ محبوب ہو اور اس کو اس کا مرد بھی ایسا ہی کہیگا۔ راوی کہتا ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ بہشت میں ایسی ایسی چیزیں ہیں کہ کوئی اُن کی پوری تعریف نہیں کر سکتا اور نہ ہی لوگوں کے دلوں پر انکی کیفیت محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی کانوں نے ان کا پورا حال سُنا ہے اور بہشت میں ایسی چیزیں موجود ہیں کہ مخلوقات میں سے کسی کی نظر میں کوئی پڑی ہی نہیں۔ اور پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ صرف خدا کے واسطے آپس میں دوست ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہشت عدن کے ایک بالاخانہ پر بلائیگا۔ یہ بالاخانہ سرخ یاقوت کا بنا ہوا ہوگا اور اس کی موٹائی ستر ہزار برس کا راستہ ہوگا۔ اس بالاخانہ میں ستر ہزار گھر ہونگے اور ہر ایک گھر میں ایک محل ہوگا اور یہ بہشت کے لوگوں کے گھروں سے اوپر ہوگا۔ اور ان گھروں کے دروازوں کے اوپر نور سے یہ لکھا ہوا ہوگا کہ یہ ان لوگوں کے گھر ہیں جو صرف اللہ کے واسطے ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جب ایسے شخصوں میں سے کوئی شخص اپنے محل سے سیر کے واسطے نکلیگا تو بہشت کے محلوں کے لوگ اس سے نور حاصل کریں گے اور وہ ان سے ایسا ہی منور ہونگے جیسا کہ اہل دُنیا آفتاب سے اور جب بہشت کے لوگ اسکے چہرے کو دیکھیں گے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو صرف خدا کے واسطے دوسرے سے دوستی رکھتے تھے اور پھر اچانک اس کا منہ ایسا روشن ہو جائیگا۔ جیسا کہ چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے اور پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ بہشت کے لوگوں کی حُسن کی فضیلت انکے خدمتگاروں کے حُسن اور جمال پر ایسی ہی ہوگی جیسے چودھویں رات کے چاند کی۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ بہشتی عورتیں جب کھانے کھا چکیں گی تو نہایت سریلی لبنی آوازوں سے یہ گائینگی۔ کہ ہم ہمیشہ بہشت میں میں ہی رہنے والی ہیں، نہ ہمیں موت آئیگی نہ ہمیں کسی قسم کا ڈر اور خوف۔ ہم ہر طرح سے امن میں رہینگی اور رہیں۔ اور ہم راضی ہیں ہم کو کبھی غصہ نہیں آئیگا۔ اور جوان ہی رہینگی کبھی بوڑھی نہیں ہونگی۔ جو ہم لباس پہنتی ہیں وہ ہمیشہ کے لئے ہمیں عطا کیا گیا ہے کبھی ہم برہنہ نہیں ہونگی۔ ہم خوبصورت خوش شکل ہیں ہم بزرگ قوم کی بیبیاں ہیں۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ بہشتی پرندوں کے ستر ستر ہزار پر ہونگے اور ہر پر کا الگ الگ رنگ ہوگا، ہر ایک پرندہ ایک میل لمبا اور ایک میل چوڑا ہوگا۔ اگر کوئی بہشت کے لوگوں میں سے انکی خواہش کریگا تو وہ آپ ہی بہشتی لوگوں کے پیالے میں آکر موجود ہو جائیگا اور آتا ہی اس کے پیالے کے اندر اپنے آپ کو جھاڑیگا۔ اور ان سے ستر رنگ کے پکے ہوئے اور بھُنے ہوئے کھانے اس پیالہ میں بھر جائینگے اور شیرینی میں شہد سے زیادہ میٹھے اور نرمی میں مکھن سے زیادہ ملائم اور انکی سفیدی وہی سے بھی زیادہ سفید اور صاف ہوگی۔ اور جب بہشت کے لوگ ان کھانوں کو سیر ہو کر کھا چکیں گے تو وہ پرندہ اپنے پر جھاڑتا ہوا پھر اُڑ جائیگا۔ اور اس کا ایک پر بھی کم نہیں ہوگا۔ اور یہ پرندے اور بہشت کے چارپائے بہشت کے باغوں اور محلوں کے آس پاس چریں چگیں گے۔ اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ بہشت کے ہر ایک آدمی کو ایک سونے کی انگوٹھی عطا کریگا اس کو یہ ہمیشہ پہنے رہیں گے۔ اور ان انگوٹھیوں میں مروارید اور یاقوت اور موتی لگے ہوئے ہونگے۔ اور یہ انگوٹھیاں انکو اس وقت ملیں گی جب وہ خداوند تعالےٰ کی زیارت کے واسطے دارالسلام میں حاضر ہونگے۔ اور فرمایا ہے کہ جب بہشت کے لوگ خداوند کریم کی زیارت سے شرفیاب ہونگے تو وہاں ان کو کھانے کے واسطے نعمتیں اور پینے کی شرابیں عطا ہونگی

اور بہت فائدے اُٹھائینگے۔ اور فرمایا ہے کہ اللہ جلشانہ داؤدؑ کو ارشاد کریگا کہ اے داؤدؑ اپنی خوش آواز سے میری بزرگی بیان کر پس داؤد علیہ السلام ایسی خوش آواز سے اللہ تعالےٰ کی بزرگی بیان کریگا کہ بہشت کی سب چیزیں سکتے کے عالم میں آجائینگی۔ اور بڑے ذوق اور شوق سے سُنینگے۔ اور اس کے بعد خدا تعالےٰ اپنے بندوں کو فاخرہ خلعت عطا کرے گا اور عمدہ زیور سے ان کو افتخار بخشیگا۔ پھر وہ سب اپنے اپنے گھروں کو چلے جائینگے اور فرمایا ہے کہ ہر ایک اہل بہشت کے لئے ایک درخت ہوگا اس درخت کا نام طوبیٰ ہے جب چاہینگے کہ عمدہ اور نفیس کپڑے پہنیں تو اس درخت کی طرف جائینگے اور اس کے غلاف کھولے جائینگے ان میں مختلف قسم کے چھ چھ خانے ہونگے اور ہر ایک خانے میں ستر رنگ کے کپڑے موجود ہونگے اور ہر ایک کی قطع وضع بھی الگ ہوگی۔ ان میں سے جس جوڑے کو کوئی پہننا چاہیگا اسی کو پہن لیگا۔ ان کپڑوں کا رنگ اور نزاکت لالہ کے پھول سے بھی زیادہ نرم اور شوخ ہونگے۔ اور پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ اہل بہشت کی عورتوں کے گلوبند میں یہ لکھا ہوا ہوگا کہ اے بہشتی میں تیری محبوب ہوں اور تو میرا محبوب ہے مجھ کو تیری خدمت سے کوئی چارہ نہیں اور نہ تو ہی میری صحبت میں قصور کر سکتا ہے میرے دل میں کسی طرح کی کوئی آلائش اور کدورت نہیں اور جب مرد اپنی عورت کے سینہ کی طرف دیکھیگا تو اس میں اس کے جگر کی سیاہی کو ہڈیوں اور گوشت کی پیچھے سے دیکھیگا گویا عورت کا جگر مرد کے واسطے ایک آئینہ ہوگا اور مرد کا جگر عورت کے لئے آئینہ ہوگا۔ ان کا جگر انکے بدن میں سے اس طرح دکھائی دیگا جیسے یاقوت سفیدی میں دھاگا۔ انکی سفیدی مرجان کی سفیدی کی مانند ہوگی اور یاقوت کی طرح مُصفّا ہوگی۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ دیکھنے والے کو ایسا دکھائی دیتا ہے کہ بہشت کی حوریں یاقوت اور مرجان ہیں اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ بہشت کے لوگ اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار ہوں گے اور یہ اونٹ ایسے سُبک اور تیز رفتار ہونگے۔ کہ ان کا پاؤں اتنی دور جاکر پڑیگا کہ جہاں تک نظر پڑیگی۔ عین انتہائے نظر پر قدم رکھنے کے وقت سُم جا پڑیگا۔ اور اُن کے سُم بھی دُر اور یاقوت سے پیدا کئے گئے ہونگے اور انکی جسامت ستر کوس کے برابر ہوگی۔ اونٹوں کی مُہاریں اور گھوڑوں کی باگیں مروارید اور زبرجد کی بنی ہوئی ہونگی۔

خداوند تعالےٰ کے قول کا بیان

اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کو اُس دن کی بُرائی سے نگاہ رکھا اور خوشی اور تازگی انکے آگے لایا آیت کے آخر تک۔ نگاہ رکھنے سے یہ مراد ہے کہ قیامت کے دن ان کو حساب کی سختی اور دوزخ کے خوف سے بچائیگا اور قیامت کے دن اُنیس فرشتے دوزخ کو کھینچکر قیامت کے میدان میں لائینگے۔ اور ہر ایک نگاہبان فرشتے کے ساتھ ستر ہزار اور فرشتے اس کو مدد دینے والے ہونگے یہ بڑے سخت اور درشت ہونگے۔ ان کے بڑے بڑے دانت نکلے ہوئے ہونگے اور انکی آنکھیں آگ کے انگاروں کی مانند چمکتی ہونگی۔ اور ان کے رنگ آگ کے شعلے کی مانند سُرخ ہونگے اور ناک کی سوراخوں سے دھواں اور شعلے اُٹھتے ہونگے اور ہر وقت خداوند تعالےٰ کا حکم بجا لانے کے لئے کمربستہ رہتے ہیں۔ دوزخ کے نگہبان فرشتے اپنے مددگاروں سمیت زنجیروں سے جن میں سخت جکڑے ہوئے ہوتے ہیں دوزخ کو کھینچتے ہونگے کبھی دائیں طرف کو گھسیٹتے ہونگے اور کبھی بائیں طرف کو اور کبھی ہاتھوں میں آہنی گرز لئے ہوئے دوزخ کی پشت پر جا کھڑے ہوں گے اور ان سے اس کو دُکھاتے ہونگے اور ہلاتے ہونگے اس سے دوزخ چل پڑیگی۔ اور غضب اور غصّے کے مارے لوگوں پر پھنکار مارتی ہوگی۔ اس وقت اس سے بڑا سخت اور تاریک دھواں اُٹھیگا اور شعلے بلند ہونگے اور سخت آوازے چلائیگا پس اسی طرح اس کو لاکر بہشت اور مخلوق کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان کھڑی کر دینگے پس وہ اہل محشر کیطرف

دیکھیگی اور چاہیگی کہ یہیں حملہ کر کے سب کو نگل جاوے، اسلئے نگہبان اُس کو زنجیروں کے ساتھ بند رکھیں گے اور اگر چھوڑی جاویگی تو کیا مومن اور کیا کافر سب کو آن کی آن میں چٹ کر جائیگی۔ اور جب دیکھے گی کہ وہ روکی گئی ہے تو بڑا غضب ظاہر کریگی اور جوش ماریگی اور اس کے جوش سے ایسا معلوم ہوگا کہ گویا پھٹنے کو ہے اُس کے بعد وہ دوسری دفعہ ایک سانس لیگی اور اپنے دانت پیسے گی اور انکی آواز سب لوگ سنینگے اور اُن کے دل کانپ اُٹھینگے اور دل پھٹ جائینگے اور حواس باختہ ہوجاوینگے آنکھیں خیرہ ہوجائینگی اور کلیجے منہ کو آجائینگے اس کے بعد پھر وہ دوسری سانس لیگی اس دفعہ جتنے فرشتے اور نبی مرسل اور حاضرین محشر ہونگے خوف کے مارے سب گھٹنوں کے بل گر پڑینگے۔ اس کے بعد ایک اور سانس لیگی۔ تو اس سے سب کے آنسو نکل پڑینگے یہاں تک کہ کوئی قطرہ آنکھوں میں باقی نہیں رہیگا۔ اسکے بعد تیسری دفعہ سانس لیگی تو جتنے آدمی اور جن ہونگے اگرچہ انکے عمل بہتر نبیوں کے عملوں کے برابر ہونگے تو وہ بھی خیال کرینگے کہ وہ اس میں گرے۔ اور اب اُنتے نجات نہیں، پھر وہ چوتھی بار سانس لیگی۔ اس دفعہ خوف کے مارے سب کی زبان بند ہوجائیگی اور جبرئیل اور میکائیل اور ابراہیم خلیل اللہ بھاگ کر عرش کے پایوں کے ساتھ لٹک جائینگے اور نفسی نفسی پکارینگے اور اس کے سوا اور کچھ نہیں مانگیں گے اسکے بعد وہ بڑے بڑے انگارے پھینکے گی، جنکی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہوگی اور ہر ایک انگارہ اتنا بڑا ہوگا جتنا کہ مغرب کی طرف سے ایک بڑا ابر محیط اُٹھتا اور شہاب ثاقب کی طرح لوگوں کے سروں پر بوچھاڑ کرتا ہوا چلا جاویگا۔ پس یہ وہ بُرائی ہے جس سے قیامت کے دن خداوند تعالےٰ اُن لوگوں کو بچائیگا جو اپنی نظروں کو پورا کرتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہے جب اُنہوں نے خدا کے حق کو نگاہ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اہل توحید اور اہل ایمان اور اہل سُنت کو اس دن کی بُرائی سے بچائیگا اور اپنی رحمت کے ساتھ عذاب سے نگاہ رکھیگا انکا حساب بھی اُن پر آسان کریگا اور بہشت میں داخل کریگا اور پھر ہمیشہ بہشت میں رکھیگا اور کافر مشرکوں اور بت پرستوں کو بہت بڑا عذاب ہوگا۔ انکی برائی پر برائی بڑھے گی اور خوف پر خوف اور عذاب پر عذاب بڑھیگا اور دوزخ میں ڈالے جاویں گے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہینگے۔ مومن کے حق میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے (انکے سامنے تازگی اور خوشی لایا) اللہ تعالےٰ نے یہ تازگی ان کے منہوں پر عطا کریگا۔ اور دلوں میں انکے خوشی بھری ہوگی۔ اور وہ یہ ہے کہ جب مومن بندہ قیامت کے دن اپنی قبر سے اُٹھیگا تو اپنے آگے ایک آدمی کو دیکھیگا اس کا منہ آفتاب کی طرح چمکتا ہوگا اور پیشانی خنداں ہوگی اور پاک نفس ہوگا سفید کپڑے اُس نے پہنے ہوئے ہونگے اور سر پر ایک تاج ہوگا یہ مومن اسکی طرف دیکھ ہی رہا ہوگا کہ وہ خود پاس آجائے گا اور کہیگا۔ کہ اے خدا کے دوست تجھ پر سلامتی ہو اور سلام کہیگا وہ جواب دیگا اور پوچھیگا کہ بندے تو کون ہے کیا تو ایک فرشتہ ہے۔ اللہ کے فرشتوں سے، وہ جواب دیگا کہ میں نہ بندہ ہوں نہ فرشتہ۔ پھر وہ پوچھیگا تو کوئی نبی ہے کہیگا خدا کی قسم میں نبی بھی نہیں اس کے بعد پھر وہ پوچھیگا کہ کیا تو خدا کے مقربوں میں سے ہے جواب دیگا کہ خدا کی قسم مقرب بھی نہیں ہوں۔ اس کے بعد پھر سوال کریگا آخر کچھ تو ہوگا تو کون ہے وہ جواب دیگا کہ میں تیرے صالح عمل ہوں اور تجھ کو بہشت میں لیجانے کے لئے آیا ہوں۔ اور اسواسطے کہ تجھے دوزخ کی آگ سے نجات دینے کی خوشخبری دوں اس کے بعد وہ شخص کہیگا جس بات کی تو بشارت دیتا ہے کیا تو اس کو جانتا ہے وہ جواب دیگا کہ ہاں میں اس کو جانتا ہوں اسکے بعد وہ مرد کہیگا کہ اچھا جو کہنا چاہتا ہے کہہ نیک عمل اُس کے کہیں گے کہ تو میرے اوپر سوار ہوجا وہ بندہ اس کو کہیگا کہ خداوند تعالےٰ پاک ہے مجھ کو تیرے جیسے بزرگ آدمی پر سوار ہونا لائق ہے وہ نیک عمل کہینگے کہ میں دُنیا میں بڑی مدت تک تیرے اوپر سوار رہا ہوں اور اب خدا کی رضامندی سے

یہ کہتا ہوں کہ تو میرے اوپر سوار ہو جا۔ اس کے بعد وہ بندہ سوار ہو جائیگا اور وہ نیک عمل اسکے کہیں گے کہ تو کوئی خوف نہ کر میں تجھ کو بہشت میں لیجاتا ہوں اور تجھے اس کو دکھاؤں گا۔ اس سے اس بندے کو بڑی خوشی حاصل ہوگی۔ یہاں تک کہ خوشی کے مارے اس کا چہرہ منور ہو جائیگا اور اس کے دل میں بھی خوشی بھر جائیگی اور یہ خوشی خداوند تعالیٰ کے فرمان کے موافق ہی اس کو نصیب ہوگی اور جب کافر اپنی قبر سے اُٹھیگا تو وہ اپنے سامنے ایک شخص دیکھیگا جو بڑا ہی بدشکل ہوگا۔ اس کی آنکھیں نیلی ہونگی اور بہت ہی سیاہ رو جتنے کہ سیاہ رات میں قبر کی سیاہی سے بھی اسکی سیاہی زیادہ ہوگی اور اس کے کپڑے بھی سیاہ ہونگے۔ اور زمین پر گذر ماریگا اور رعد کی مانند کھڑکیگا اور اس سے ایسی بدبو آئیگی جیسے گندے مُردار سے آتی ہے وہ کافر اس سے پوچھیگا کہ تو کون ہے اور نفرت سے اس سے اپنا مُنہ پھیرنا چاہیگا۔ یہ حال دیکھ کر اس کو کہیگا۔ اے دشمن خدا تو میری طرف آ کہاں جاتا ہے تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں کافر اس کو کہیگا کہ خدا تجھے ہلاک کرے کیا تو شیطان ہے وہ جواب دیگا کہ خدا کی قسم میں شیطان نہیں ہوں۔ میں تو تیرا بُرا عمل ہوں۔ اسکے بعد کافر اس کو کہیگا۔ کہ تجھ کو ہلاکت ہو تو مجھ سے کیا چاہتا ہے وہ جواب دیگا کہ میں تیرے اوپر سوار ہونا چاہتا ہوں کافر جواب دیگا کہ خدا کے واسطے مجھ کو چھوڑ دے کیا تو لوگوں کے روبرو مجھ کو رسوا کرنا چاہتا ہے وہ کہیگا۔ کہ میں تو تیرے اوپر ضرور سوار ہونگا۔ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تو دنیا میں ایک مدت تک میرے اوپر سوار رہا اور آج میری باری آئی ہے اسلئے میں تیرے اوپر سوار ہوں گا۔ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ آخر کار وہ آدمی اس کافر پر سوار ہو جائیگا پس یہ ہے اللہ تعالےٰ کے قول کی تفسیر۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے (اور کافر اپنی پیٹھوں پر اپنے اپنے گناہوں کو اُٹھائینگے لوگو تم خبردار رہو۔ جس چیز کو کافر اپنی پیٹھ پر اُٹھائینگے وہ بہت بُری چیز ہے) پھر اپنے دوستوں کے حق میں فرمایا ہے (اور ان لوگوں کو خوشخبری دینے کے بعد ہم نے انکو بہشت رہنے کے لئے اور ابریشم پہننے کے واسطے دیا) اور یہ اس کا عوض ہے کہ انہوں نے بلا پر صبر کیا اور حکم الٰہی کو بجا لائے اور منع کی گئی چیزوں سے باز رہے اور قضا اور قدر کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیا۔ اور جب ان لوگوں کو بہشت میں لیجائینگے تو وہاں ان کو بہت نعمیں ملینگی از انجملہ ابریشم پہنینگے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ بہشتوں میں یہ تختوں پر تکئے لگا کر بیٹھیں گے۔ اور ان کے اوپر پردے پڑے ہونگے یعنی بہشت میں نہ آفتاب کی دھوپ ہے اور نہ جاڑے کی سردی) اور بہشت میں جاڑا اور گرمی نہیں ہوگی۔ اور دوسری جگہ اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے (اور ان کے اوپر درخت کے سائے نزدیک ہونے والے ہیں) اور بہشت کے لوگ جب میوہ کھانا چاہیں گے تو کھڑے۔ بیٹھے۔ لیٹے جس حالت میں ہونگے اسی حالت میں وہ کھا سکیں گے۔ کیونکہ میوہ دار درخت انکی خواہش کے موافق جھک کر اُن کے پاس نزدیک آجائینگے اور پھر جس طرح ان کا جی چاہیگا اسی طرح اس درخت کے میووں کو توڑ کر کھائینگے اور جب کھا چکیں گے تو پھر وہ درخت سیدھے کھڑے ہو جاوینگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (انکی شاخیں جو جھک جانے کے لائق ہونگی جھک جائینگی) اور فرمایا ہے (اور ان پر چاندی کے برتن اور آبخورے لیکر پھرینگے) یہ آبخورے مدور شکل کے ہیں اور ان کو پکڑنے کی ڈنڈی نہیں ہوگی۔ اور فرمایا ہے (یہ کوزے شیشہ کے ہیں لیکن اصل میں چاندی کے ہیں) اور اس سے مطلب یہ ہے کہ جو دنیا کے شیشے ہیں وہ تو خاک سے بنے ہیں اور جو جنت کے شیشے ہیں وہ چاندی سے بنائے گئے ہیں اور کوزہ کے اندازہ کے موافق ہی بنائے گئے ہیں یعنی جسقدر آبخورے کا اندازہ ہوتا ہے اسی قدر رہی ہیں جیسے کمہار برتنوں کے اسی اندازہ کے موافق بناتا ہے کہ جس قدر قوم کو حاجت اور ضرورت ہوتی ہے پس اللہ تعالےٰ کا فرمان بھی یہی ہے کہ ان کوزوں کو اندازہ کے موافق بنایا گیا ہے اور جس وقت

پانی پیتے ہیں تو اسوقت کوزے میں کچھ باقی نہیں رہتا۔ اور نہ ہی زیادہ پینے کی خواہش باقی رہتی ہے پس یہ کوزے بالکل حاجت اور اندازہ کے موافق بنائے گئے ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ (ان لوگوں کو بہشت میں شراب پلایا جائیگا) اور ان گلاسوں میں بہشتی لوگ جو شراب پیتے ہیں وہ ایسی شراب نہیں ہے جیسی کہ اس دنیا میں ہوتی ہے اور نہ ہی ان گلاسوں کی طرح وہ گلاس ہیں۔ اور فرمایا ہے (بہشت کی شراب سونٹھ سے ترکیب دی گئی ہے) یعنے اس میں سونٹھ بھی ملی ہوئی ہے اور فرمایا ہے (ایک دریا اس بہشت میں بہتا ہے اس کا نام سلسبیل ہے یہ بہشت عدن سے ہو کر سب بہشتوں میں جاتا ہے اور جتنے بہشت کے لوگ ہیں سب کو اپنی نعمت سے سیراب کرتا ہے) اور ارشاد فرمایا ہے (اون کے اوپر ہمیشہ لڑکے پھرتے رہینگے) اور لڑکوں سے مراد ہے کہ یہاں کے پھرنے والے بھی بوڑھے نہیں ہونگے اور نہ ہی بالغ ہونگے ایسے غلام ہونگے جو ہمیشہ خوب صورت ہی رہیں گے اور فرمایا ہے۔ کہ جب تو ان کو دیکھیگا تو اپنے دل میں گمان کریگا۔ کہ یہ موتی بکھیرے ہوئے ہیں اور بے شمار ہونگے۔ اور فرمایا ہے کہ جب تو اس جگہ کو دیکھیگا یعنے بہشت پر تیری نگاہ جا پڑیگی تو وہ جگہ تم کو ایک عظیم ملک اور عظمت کی بھری ہوئی ایک کثیر جگہ نظر آئیگی۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ہر ایک بہشتی کے واسطے ایک بڑا محل ہوگا اور اس کے اندر ستر محل اور ہونگے اور ہر ایک محل میں ستر ستر گھر ہونگے۔ اور ہر ایک گھر جوفدار مروارید سے بنا ہوا ہوگا آسمان کی طرف اس کی اونچائی ایک فرسنگ ہوگی اور اس کا عرض کوس در کوس ہوگا یعنے کئی کوس تک ہوگا۔ اور اس میں چار ہزار سونے کے دروازے ہونگے اور مروارید کی شاخوں اور یاقوت کا ایک تخت اس گھر میں رکھا ہوا ہوگا۔ اور اس کے آس پاس چار ہزار سونے کی کرسیاں رکھی ہونگی۔ ان کرسیوں کے پائے سُرخ یاقوت کے ہونگے اور اس تخت پر ستر بچھاؤنے ہونگے اور ہر ایک بچھاؤنا جدا جدا رنگ کا ہوگا اور وہ بہشتی بائیں جانب پر تکیہ لگا کر بیٹھے گا۔ اس نے دیبا کے ستر پیراہن اوڑھے ہوئے ہونگے جو اس کے جسم کے ساتھ خوب چسپاں ہونگے اور ان کپڑوں کا ابریشم سفید رنگ کا ہوگا اور اس کی پیشانی پر ایک تمغہ بھی لٹکتا ہوگا وہ زمرد اور یاقوت سے مرصع ہوگا اور گوناگون جواہرات اور رنگ برنگ مروارید اس میں لگے ہوئے ہونگے اور اس کے سر پر ایک زریں تاج ہوگا اسکے ستر گوشے ہونگے اور ہر ایک گوشہ میں ایک ایک مروارید ہوگا اور ہر ایک مروارید کی قیمت مشرق سے لیکر مغرب تک کی چیزوں کی قیمت کے برابر ہوگی اور اس کے ہاتھوں میں کنگن ہونگے ایک تو سونے اور چاندی کا اور ایک کنگن مروارید کا اور ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں میں سونے اور چاندی کی انگوٹھیاں ہونگی اور ان میں رنگ برنگ کے نگینے جڑے ہوئے ہونگے اور دس ہزار غلام اُسکے سامنے کھڑے ہونگے یہ نہ جوان ہونگے اور نہ بوڑھے اور اس کے آگے سُرخ یاقوت کا خوانچہ رکھا جاویگا اس دستر خوان کی درازی کوس در کوس ہوگی اور ہر ایک دستر خوان پر چاندی اور سونے کے ستر ہزار برتن ہوں گے اور ہر ایک برتن میں ستر قسم کا کھانا کھا ہوا ہوگا اور جب کوئی بہشتی لقمہ اُٹھائیگا اور اس وقت اُس کے دل میں کسی دوسرے قسم کے لقمہ کا خیال آویگا۔ تو اُس لقمہ کی وہ حالت ہو جائیگی۔ جس کی وہ آرزو کرتا ہوگا۔ اور جو غلام ان کے آگے کھڑے ہونگے اُنہوں نے ہاتھوں میں سونے اور چاندی کے گلاس لئے ہوئے ہونگے اور کچھ برتن ہونگے جن میں شیریں پانی اور شراب ہوگی پس ہر ایک ان میں سے چالیس آدمیوں کی خوراک کے قدر کھا جائیگا اور جب کھانوں سے سیر ہو جاوینگے تو پینے کے واسطے جس شربت کی خواہش کرینگے وہ حاضر ہوگی اور سیر ہو کر پئینگے۔ کھانے پینے سے فارغ ہو کر ڈکار لینگے۔ پس اللہ تعالےٰ ان خواہشوں کا ہزار دروازہ ان پر کھول دیگا۔ اور پھر اس قدر پانی پئینگے کہ عرق عرق ہو جائینگے اور اس کے بعد خداوند تعالےٰ ایک ہزار دروازہ خواہش کا ان کے دل پر کھولدیگا پس یہ لوگ پھر کھانے پینے میں مصروف ہو جاویں گے اور خوش الحان پرندے بھی اسکے سامنے آکر صف باندھے ہوئے

سامنے کھڑے ہونگے اور یہ اتنے بڑے ہونگے جتنا کہ اونٹ ہوتا ہے اور ایسی بڑی خوش الحانی سے گائینگے جو دنیا کے ہر سرود سے زیادہ لذیذ ہوگا اور ہر ایک پرندہ اس وقت اپنے راگ میں یہ کہیگا اے خدا کے دوست میں حاضر ہوں مجھے کھا میں بہشت کے باغ کی فلاں فلاں جگہ چرتا رہا ہوں اور فلاں فلاں جگہ پانی پیا ہے۔ پس یہ لوگ ان پرندوں کی آوازوں کی طرف اپنے کان لگائینگے اور جب انکی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھیں گے۔ پس وہ اس پرندے کی طرف دیکھیگا جو زیادہ خوش الحان اور اچھی تعریف گانے والا ہوگا۔ پس وہ اس کی آرزو کریگا تو خداوند تعالےٰ انکی خواہش پر فوراً آگاہ ہو جائیگا۔ اس لئے وہ پرندہ فوراً اس کے خوانچہ میں آ کر گر پڑیگا اور وہ کچھ خشک گوشت بنجائیگا اور کچھ بریاں گوشت ہو جائیگا اور برف سے زیادہ سفید ہوگا اور شہد سے زیادہ شیریں پس وہ بہشتی اس کو کھائیگا اور جب وہ کھا کر سیر ہو جائیگا اور بس کریگا تو وہ پرندہ جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی ہو کر اُڑ جائیگا اور جس دروازہ سے آیا تھا اسی سے نکل کر اپنی جگہ پر چلا جائیگا اور جب وہ صاحب اپنے تخت پر اجلاس فرما ہوگا تو بیوی اس کی سامنے بیٹھی ہوگی اور اپنے چہرے کو اُس کے چہرے میں دیکھیگا بسبب صفائی اور سفیدی اسی کے اور اسی اثناء میں اس کے دل میں یہ شوق اور ولولہ پیدا ہوگا کہ اب حور و بیگم کے وصال کی لذت لینی چاہئے مگر رعب حسن اور شرم کے باعث خاموش رہیگا اور علانیہ کچھ نہیں کہہ نہیں سکیگا۔ مگر یہ حور و بیگم بڑی عاقلہ ہوگی جھٹ اس بات کو تاڑ جائیگی اور جونہی اس راز کو معلوم کریگی فوراً آ کر گلے میں لپٹ جائیگی اور بڑے ناز و انداز سے یہ کہیگی میں تیرے قربان میری طرف دیکھئے تو سہی میں تو آپ کے واسطے ہی ہوں اور آپ میرے واسطے ہیں شرم کیسی ہے جب وہ اس طرح پیش آئیگی تو پھر تو وہ حضرت کشادہ پیشانی سے بے کھٹکے اختلاط میں مشغول ہو جائینگے اور اس میں اس قدر قوت آ جائیگی کہ جس قدر دنیا کے سو مردوں میں ہوتی ہے اور آخرت کے چالیس مردوں کے برابر اس کی قوت ہوتی ہے اور جب یہ بہشتی آدمی اس عورت سے نزدیکی کریگا تو اس کو باکرہ پائیگا اور جب دونوں وصال کے سرور سے سرمست ہونگے تو اس میں اس قدر بے خود ہو جائینگے کہ دونوں آپس میں چالیس دنوں تک بیہوش پڑے رہینگے۔ اور جب حور بی بی کی صحبت سے فارغ ہوگا۔ تو اس وقت اس کو اس میں سے کستوری کی خوشبو آئیگی اور اس عورت کی طرف اسکی محبت اور خواہش دوچند ہو جائیگی۔ اور اسی محل میں اسی طرح کی اور بھی چار ہزار آٹھ سو عورتیں بڑی حسین اور جمیل موجود ہونگی اور ہر ایک عورت کے پاس ستر خدمتگار اور لونڈیاں ہونگی۔ اور حضرت علی ابن ابی طالب روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی لونڈی یا خدمتگار دنیا میں آ جائے تو اس کے حسن پر لوگ اس قدر فریفتہ ہوں کہ اس کے لینے کے واسطے آپس میں لڑ مریں یہاں تک کہ لڑتے لڑتے فنا ہو جائیں اور حور عین کے بالوں میں اس قدر روشنی ہے کہ اگر وہ اپنی زلفوں کو دنیا پر کھول دے تو آفتاب کی روشنی اس کے آگے ماند ہو جاوے۔ پیغمبر سے سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول بہشت کے خادم اور مخدوم میں کیا فرق ہے۔ جواب دیا کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے اس خدائے پاک کی قسم ہے کہ وہاں کے خادم اور مخدوم میں ایسا فرق ہے جیسا کہ چودھویں رات کے چاند اور ستارے میں ہے اور آپ نے فرمایا کہ جس وقت بہشتی اپنے تخت پر جلوہ فرما ہوگا۔ اس وقت اللہ تعالےٰ ستر بہشتی جامے دیکر ایک فرشتہ اس کے پاس بھیجیگا۔ یہ حُلے رنگ میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہونگے اور بڑے نرم اور نازک یہاں تک کہ اس فرشتے کی دو انگلیوں کے درمیان ہی غائب ہو جائیں۔ جب فرشتہ ان حُلوں کو لیکر آئیگا تو اس کے گھر کے دروازے پر آ کر کھڑا ہو جائیگا۔ اور دربان سے اندر جانے کی اجازت مانگیگا اور کہیگا کہ خدا نے مجھے اس مکان کے مکین کے پاس جانے کے لئے بھیجا ہے وہ قسم کھا کر جواب دیتا ہے کہ میں تو انکی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ عرض نہیں کر سکتا لیکن میرے آگے ایک دربان ہے اس سے اطلاع کرتا ہوں۔ اس طرح ستر دربانوں کو اطلاع ہوگی اور درجہ بدرجہ باریابی

ہوتی جائیگی۔ اور اس کے بعد جا کر صاحب تخت کو خبر پہنچیگی۔ سب سے باہر کا دربان اسکی خدمت میں جا کر عرض کریگا کہ اے خدا کے دوست اللہ کا رسول دروازے پر کھڑا ہے۔ اس کے بعد اس فرشتے کو اندر آنے کی اجازت ہوگی۔ اور وہ حاضر ہو کر عرض کریگا کہ پروردگار آپکو سلام کہتا ہے اور وہ تم سے راضی ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ نے بہشتیوں کے حق میں حیات ابدی نہ لکھ دی ہوتی تو جس قدر ان کو خوشی ہوگی۔ اسے دیکھ انہیں شادی مرگ ہو جاتی اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ خدا کی رضامندی بہت بڑی چیز ہے اور یہ عظیم نعمت ہے۔ اور فرمایا ہے اے محمدؐ جب تو اس جگہ کو دیکھیگا تو تجھے عظیم نعمتیں اور بڑے بڑے ملک دکھائی دینگے۔ اور خدا کا رسولؐ کبھی بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور اگر ہوگا تو خدا کے حکم سے ہوگا اور فرمایا ہے بہشتیوں کے جامے سندس سبز اور استبرق کے ہیں اور اس سے پارچہ دیبا مراد ہے اور نیچے حریر سفید کا چست جامہ ہوگا اور اوپر استبرق سبز کے کپڑے ہونگے۔ فرمایا ہے کہ بہشتیوں کو چاندی کے کنگن پہنائے جائینگے اور دوسری آیت میں کہا ہے کہ بہشت میں سونے اور مروارید کے کنگن پہنائے جائینگے پس یہ کنگن تین قسم کے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ ان کے پروردگار نے ان کو پاک شراب پلائی ہے اور وہ پاک شراب یہ ہے کہ بہشت کے دروازے پر ایک درخت ہے اور اس کے تنے سے دو چشمے نکلتے ہیں۔ جب مومن پل صراط سے گذر کر ان چشموں کی طرف جائیگا تو پہلے پہلے ایک چشمے میں داخل ہوگا اور وہاں غسل کریگا۔ اس چشمے کے پانی سے کستوری سے بھی زیادہ خوشبو آئیگی۔ اور اُس کے قد کی اونچائی اتنی ہوگی جتنا کہ حضرت آدمؑ کا قد تھا۔ اور وہ ستر گز تھا اور بہشت کے عورت اور مرد سب برابر قد کے ہونگے اور حضرت عیسےٰؑ کی عمر کے موافق انکی عمر کے موافق انکی عمر ہوگی یعنی تینتیس برس کے جوان جوان ہونگے اور کیا مرد اور کیا عورت حسن اور خوبی میں ایسے ہونگے جیسا کہ یعقوبؑ کے بیٹے حضرت یوسفؑ تھے اور جب دوسرے چشمے پر جائیگا اور اس کا پانی پئے گا تو اس سے خداوند تعالےٰ اُس کے دل سے کھوٹ۔ حسد دور کر دیگا۔ اور کچھ اندوہ اور غم نہیں رہیگا اور جب اس چشمے سے باہر نکلیگا اُس کا دل ایسا پاک اور صاف ہوگا جیسا کہ حضرت ایوبؑ کا تھا اور اس کی زبان محمد رسول اللہ کی زبان ہوگی یعنے عربی زبان اور جب وہاں سے چل کر بہشت کے دروازے پر پہنچیں گے تو بہشت کے نگاہبان ان کو یہ خوشخبری سنائینگے کہ تم خوش اور خوشحال رہو۔ بہشت کے لوگ جواب دینگے کہ ہاں ٹھیک ہے اس کے بعد وہ نگاہبان انہیں کہینگے کہ آپ بہشت کے اندر تشریف لاؤ۔ اور ہمیشہ ہمیشہ اس کے اندر ہی رہوگے۔ پس جب بہشتی لوگ پہلے پہل بہشت کے دروازے میں قدم رکھیں گے۔ تو دو فرشتے ان کے ساتھ ہونگے اور وہ وہی دو فرشتے ہیں جو دنیا میں بھی انکے ساتھ تھے اور جنہیں کرامؑ کاتبین کہتے ہیں اس کے بعد ایک فرشتہ انکے سامنے آویگا جس کے ساتھ سواری کا ایک چارپایہ ہوگا سبز یاقوت کا۔ اور اس کی باگ سرخ یاقوت کی ہوگی۔ اور ایک پالان بھی اوپر ڈالا ہوا ہوگا۔ اور اس کے آگے اور پیچھے مروارید اور یاقوت کی ایکعے جھالر لٹک رہی ہوگی۔ اور اس کے دونوں پہلو چاندی اور سونے کے کام سے منقش ہونگے اور اس فرشتے کے پاس جو ستر بہشتی حُلے ہونگے وہ اسے پہنائے جائینگے اور ان کے سر پر مرصع تاج رکھا جائیگا اور ہر ایک کے همراہ دس ہزار زریں کمر غلام ہونگے۔ پس وہ فرشتہ کہیگا کہ اے خدا کے دوست اس پر سوار ہو جا۔ یہ تمہارے واسطے ہی ہے اور ایسی سواریاں تیرے واسطے اور بھی بہت ہیں پس بہشتی اپنی سواری پر سوار ہو جائیگا اور اس کے دو بازو ہونگے اور وہ اس قدر فراخ گام ہوگا۔ کہ اس کا ہر ایک قدم نظر کی انتہا پر جا پڑیگا۔ غرض بہشتی اپنے چارپایہ پر سوار ہوگا اور دس ہزار غلام زریں کمر ہمرکاب ہوں گے۔ اور وہ دو فرشتے بھی اس کے ساتھ ہونگے جو دنیا میں اس کے ساتھ تھے اور اس شان کے ساتھ وہ اپنے محل میں تشریف لائیگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اس

صُورت میں جو کچھ میں نے تمہارے واسطے بیان کیا ہے تمہارے عملوں کے واسطے وہی تمہارے لئے بہتر تھا اور تمہارے کام تعریف کے قابل تھے اسلئے اللہ نے تمہارے کاموں کی تعریف کی اور انکے عوض میں تم کو بہشت عطا فرمائی۔

مہینوں کی بزرگی اور مُبارک دنوں کے بیان میں

مجلس ماہ رمضان کی بزرگیاں

اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب میں سال کے مہینوں کی تعداد بارہ ہے جس دن سے خدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے اُس دن سے خدا نے چار مہینوں کو حرام بتایا ہے اور اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ مکہ کی فتح سے پہلے ایک دفعہ مسلمان مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور مارے خوف کے آپس میں کہنے لگے کہ ایسا نہ ہو حرام کے مہینہ میں مکہ کے کافروں سے جنگ کرنے کا موقعہ آپڑے۔ پس اللہ جل شانہ نے یہ آئت نازل فرمائی۔ کہ جس دن پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو تو اپنی کتاب یعنے لوح محفوظ میں مہینوں کی تعداد بارہ رکھی اور ماہ حرام چار ہیں۔ رجب۔ ذیقعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرم۔ ان میں سے رجب کا مہینہ تو الگ ہے۔ اور باقی تین سلسلہ وار پے در پے ہیں۔ یہ دین پکا ہے یعنے حساب صاف سیدھا پس ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو کیونکہ اللہ جلشانہ نے ان چار مہینوں کو حرام کیا ہے۔ چونکہ ان مہینوں کی بزرگی اور حرمت ثابت ہے اس سبب سے ہی ان مہینوں میں ظلم کرنے کی قطعی ممانعت کی گئی ہے اگرچہ ظلم کرنا سب مہینوں میں منع ہے مگر ان میں بالخصوص ممانعت ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اپنی نمازوں کی نگہبانی کرو۔ خصوصاً وسط کی نماز پر۔ اس آیت میں اللہ جلشانہ درمیانی نماز کی حفاظت کے لئے حکم دیتا ہے اور وہ عصر کی نماز ہے اگرچہ نگاہ رکھنے کا لفظ سب نمازوں کو محیط ہے مگر خصوصیت کے واسطے وسط کی نماز کو مخصوص فرمادیا ہے یعنی اس کی نگاہداشت کو مقدم کیا ہے اسی طرح ان چار مہینوں کو بھی ظلم کرنے سے نگاہ رکھا ہے اور تاکید کی ہے کہ عرب کے مشرکوں میں سے ان مہینوں میں کسی کو نہ مارو۔ ہاں اگر وہ تم کو مارنا شروع کریں۔ تو پھر تمہارا مارنا بھی جائز ہے ابونریہ روایت کرتے ہیں کہ ظلم کیا ہے اللہ تعالےٰ کی بندگی چھوڑ دینا۔ اور وہ کام کرنے جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ اور اس کے سوا اور بزرگوں نے کہا ہے کسی شے کا غیر محل میں رکھنا ظلم ہے یعنے جو آدمی کسی کا حق کسی دوسرے کو دیتا ہے وہ ظالم ہے۔ یہ دونوں روایتیں آپس میں مشابہت رکھتی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے تم مشرکوں کو مارو یعنے مکہ کے سب کافروں کو جیسے کہ وہ لوگ تم کو مارتے ہیں۔ یعنی اگر حرام کے مہینے میں وہ تمہیں ماریں تو تم بھی انکو مارو اور اس کو سمجھ لو۔ کہ جو لوگ پرہیزگار ہیں۔ خداوند کریم انکی مدد کرتا ہے۔ اور اہل تفسیر نے اس فقرہ کے معنوں میں (دین القیم) اختلاف کیا ہے۔ مقاتل کا قول ہے کہ جو دین حق ہے وہ دین قیم ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں۔ کہ سچا دین دین اسلام ہے اور بعض نے کہا ہے کہ دین قیم وہ ہے جو کجی سے دور ہو اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اللہ جلشانہ نے جس کے کرنے کے واسطے مسلمانوں کو حکم دیا ہے وہ دین قیم ہے۔

ماہ رجب کی وجہ تسمیہ

رجب اسمائے مشتقہ میں سے ہے اور یہ ترجیب سے مشتق ہے۔ اور ترجیب کے معنی تعظیم کے ہیں۔ اہل عرب کا یہ محاورہ ہے رجبتُ ہذا الشہر جب کسی مہینے کو بزرگی دیجاتی ہے تو اسوقت اس محاورے کو استعمال کرتے ہیں۔ اور حباب بن منذر بن جموع بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ جس روز آنحضرتؐ نے وفات پائی اس روز بنی ساعدہ

کی بیٹھک میں اصحاب جمع ہوئے اور مہاجروں اور انصاریوں نے اس باب میں اختلاف کیا۔ کہ امیر کسے مقرر کریں۔ ان دونوں گروہوں میں سے ہر ایک کہتا تھا۔ کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے (یہ ایک مشہور قصہ ہے) اس سے حباب کو غصہ آیا اور اس نے اپنی تلوار کھینچ لی اور کہا کہ میں اس قبیلے کی وہ لکڑی ہوں جس سے پیٹھ کھجلائی جاتی ہے اور میں اپنے قبیلے کی وہ بزرگ کھجور ہوں جسے ستون سے کھڑا کیا جاتا ہے یعنی میں اپنی قوم میں عظیم اور صاحب عظمت ہوں اور اپنی قوم کا فرمانروا ہوں اور اس روایت میں جو غدیق کا لفظ وارد ہے یہ غدق کی تصغیر ہے اور غدق ایسی کھجور کو کہتے ہیں اور جس کا مالک گر پڑنے کے خوف سے اُس کے نیچے ستون کھڑا کر دے تاکہ وہ گر نہ پڑے اور رجبہ اس بنا کو کہتے ہیں جو خرما کے اردگرد بناتے ہیں اور اس قول میں رجذیلہا المحاکک (جذیل جذل کی تصغیر ہے اور جذل درخت خرما کو کہتے ہیں جس سے خارش والا اونٹ کھجلاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جذل اس لکڑی کو کہتے ہیں جو اونٹوں کے باندھنے کی جگہ میں کھڑی کی جاتی ہے تاکہ اونٹ کے بچے اپنا بدن اس سے رگڑیں اور اپنی کھجلی دور کریں اور ابو زید یحییٰ بن زیاد فراسے روایت کرتے ہیں کہ رجب مہینے کا نام رجب اس واسطے پڑا ہے کہ ان دنوں میں عرب کے لوگ خرما کے گرد ایک بنا ایسی کھڑی کر دیتے تھے جو انکی شاخوں کو سہارا دیتی تھی اور آندھی سے خوشوں کو ٹوٹ جانے سے بچاتی تھی اور اسی واسطے اس بنا کے قائم کرنے کے بعد یہ کہا کرتے تھے رجبت النخلۃ ترجیبًا اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ خرما کے درخت کے اردگرد کانٹے گاڑتے ہیں تاکہ لوگ توڑ نہ سکیں اور گرا پڑا خرما بھی بچا رہے۔ اس باڑ کو ترجیب کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جب زیادہ بوجھ کے سبب سے خرما کی شاخ جھک جاتی ہے تو ٹوٹنے سے بچانے کے واسطے اس کے نیچے ایک ستون کھڑا کرتے ہیں اسے ترجیب کہتے ہیں اور بعض کا یہ مقولہ ہے کہ یہ عرب کے اس قول سے اخذ کیا گیا ہے رجبت شئی یعنے میں نے اُس کو ڈرایا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ آمادہ ہونے اور سامان تیار کرنے کو ترجیب کہتے ہیں کیونکہ پیغمبر نے فرمایا ہے رجب کے مہینے میں ماہِ شعبان کے لئے بہت سی نیکیاں تیار کی جاتی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ خدا کے ذکر کی تکرار اور اس کی بزرگیاں بیان کرنے کو ترجیب کہتے ہیں کیونکہ رجب کے مہینے میں خدا کی تقدیس اور تحمید اور تسبیح فرشتے بار بار پڑھتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ رجب کے لفظ میں بے کی بجائے بعض میم پڑھتے ہیں یعنے رجم پس اس صورت میں اس کے معنے ہنکانا ہے کیونکہ اس مہینے میں شیطان اور اسکے لشکر کو ہنکایا جاتا ہے تاکہ مسلمان کو دُکھ نہ پہنچائیں اور رجب کے لفظ میں تین حرف ہیں (ر۔ ج۔ ب) رے سے خدا کی رحمت مراد ہے اور جے سے جود یعنے اللہ تعالےٰ کی بخشش اور بے سے بر یعنے اللہ تعالےٰ کی نیکی۔ پس اس مہینے میں اوّل سے آخر تک بندوں پر اللہ تعالےٰ کی تین بخششیں ہیں۔ ایک تو عذاب کے سوا رحمت ہے اور دوسری بخشش ہے جس میں بخل کو کچھ دخل نہیں تیسری نیکی ہے جو ظلم سے بالکل پاک ہے ؛

ماہ رجب کے اور ناموں کا بیان

رجب کے سوا اس مہینے کے اور نام بھی ہیں جو یہ ہیں مضر۔ منصل الاسنۃ۔ شہر اللہ الاصم شہر اللہ الاصب۔ شہر المطہر۔ شہر السابق۔ شہر الفرد۔ اس مہینے کو مضر اس واسطے کہتے ہیں کہ روایت میں آیا ہے کہ رسول مقبولؐ نے اپنے بعض خطبوں میں بیان کیا ہے کہ زمانہ اپنی اس روش پر لوٹ آیا ہے جیسے کہ اس دن تھا کہ جس میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تھا اور سال بارہ مہینوں میں تقسیم ہوا ہے۔ ان میں سے چار مہینوں میں ظلم کرنا حرام ہے اور حرام کے تین مہینے پے درپے ہیں اور وہ یہ ہیں: ذی قعدہ۔ ذی الحج۔ محرم اور چوتھا مہینہ رجب ان کی

الگ ہے اور وہ جمادی اور شعبان کے درمیان ہے یہ سنہ ہے اور اس کی تخصیص نسی کے باطل کرنے کے واسطے ہوتی ہے جیسے عرب جاہلیت کے زمانے میں کیا کرتے تھے۔ اور نسی یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دالنسی کفر میں زیادتی کرنے کے سوا اور کچھ نہیں جو لوگ کافر ہیں وہ اس سے گمراہ ہوتے ہیں) جاہلیت کے زمانے میں جب اہل عرب منیٰ سے باہر آنا چاہتے تھے تو اس وقت بنی قنان سے ایک آدمی اٹھتا تھا اس کو نعیم کہتے تھے اور وہ اپنی قوم کا سردار تھا وہ اٹھ کر یہ کہا کرتا تھا کہ میں اپنی قوم میں مقبول ہوں مجھ میں کوئی عیب نہیں ہے اور نہ ہی کوئی آدمی میرے حکم رد کرتا ہے اس کے جواب میں عرب کہا کرتے تھے کہ تو سچا ہے اس کے بعد اس سے درخواست کرتے تھے کہ ماہ محرم کی حُرمت کو بدل دے یہ حرمت ماہ صفر میں مقرر کرے اور محرم کا مہینہ ہمارے اوپر حلال کردے اور یہ خواہش اسواسطے کرتے تھے کہ پے درپے ہمپر مہینوں کی حرمت عائد نہ ہو کیونکہ ان تینوں مہینوں میں پے درپے حرام ہونے کے باعث لوٹ مار نہیں کر سکتے تھے اور انکی گذر اوقات لوٹ پر ہی تھی۔ اسی لئے ماہ محرم کو ماہ صفر میں منتقل کرتے تھے اور سال بھر مار دھاڑ کرتے رہتے تھے پس نسا٫ اللہ فی اجلہٖ النسلہ اللہ اجلہٗ کے ہی معنے ہیں۔ اور پیغمبرؐ نے رجب مہینے کو دو صفتوں سے موصوف کیا ہے ایک تو رجب مضر ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ قبیلہ مضر کے لوگ ماہ رجب کی حد سے زیادہ تعظیم اور بزرگی کرتے تھے۔ اور دوسری یہ کہ آپ نے اس کو جمادی اور شعبان میں مقید کر دیا ہے۔ اور یہ اس خوف سے کیا ہے کہ اس کو آگے پیچھے کریں جیسا کہ محرم کو صفر کے ساتھ ہٹا کر بدل دیتے تھے۔ اس واسطے رجب مہینے کی بھی خاص کر قید لگادی ہے اور اس کی حرمت کو مضبوط کر دیا اور بعض کا یہ قول ہے کہ رجب مہینے کو جو مضر کہا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ بعض کافروں نے ایک قبیلے کے حق میں ان دنوں میں بددعا کی تھی اور بعد میں خدا نے ان کو ہلاک کر دیا اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی اس مہینے میں ظالموں کے حق میں دعا کرے تو وہ قبول ہو جاتی ہے اور اسی واسطے جاہلیت کے زمانے میں اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ رجب سے پہلے ظالموں کے حق میں بددعا کرنے سے توقف کرتے تھے اور جب رجب کا مہینہ آجاتا تھا۔ تو اس وقت اپنے ظالموں کے حق میں خدا کی درگاہ میں بددعا کرتے تھے اور وہ قبول ہو جاتی تھی رد نہیں ہوتی تھی۔ اور منصل الاسنہ اس واسطے کہتے ہیں کہ جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو عرب کے لوگ اپنے تیروں کو ترکش میں رکھ لیتے تھے اور تلواریں بھی میان میں ڈال لیتے تھے اور نیزوں کو کونے میں کھڑا کر چھوڑتے اور یہ اس مہینے کی تعظیم کے واسطے تھا۔ اور جب تیر کو پیکان سے الگ کر لیتے تھے تو اس وقت نصلت السہم والسنہ کہتے تھے۔ اور شہر اللہ الاصم اس واسطے کہتے ہیں کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو عثمان بن عفانؓ جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے۔ اس میں فرمایا کرتے تھے کہ اے مسلمانوں۔ تم آگاہ رہو کہ یہ خدا کا مہینہ ہے اس میں زکوٰۃ دو اگر کسی پر قرض ہے تو وہ قرض ادا کرے اور اگر کسی کا قرض کسی پر باقی رہ جائے اور چھوڑ سکے تو اس کو چھوڑ دے اور ابن انباری کہتے ہیں کہ اس مہینہ کا نام اصم اس واسطے رکھا گیا ہے کہ اہل عرب ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑتے رہا کرتے تھے اور جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو اپنے ہتھیاروں کو رکھ دیتے تھے اور پیکان بھی تیر سے نکال لیتے تھے اس مہینے میں ہتھیاروں کی آواز کہیں سُنی نہیں جاتی تھی اور نہ ہی نیزوں کی چمک نظر آتی تھی۔ اور اگر ایک نے دوسرے سے اپنے باپ کا بدلہ لینا ہوتا تھا۔ اور رجب کے مہینے میں وہ اس کو دیکھ لیتا تھا تو اس سے انجان بن جاتا تھا اور ایسا سمجھتا تھا کہ گویا اس نے اس کو دیکھا ہی نہیں اور نہ اس کی خبر سنی ہے اور بعض یہ کہتے ہیں اس مہینے کا نام اصم اس واسطے رکھا گیا ہے کہ اس میں کسی پہ خدا کا قہر اور غضب نازل نہیں ہوا گذشتہ اُمتوں پر خداوند تعالےٰ نے اور سب مہینوں

میں عذاب کیا ہے مگر اس مہینے میں کسی امت کو عذاب نہیں دیا اور اللہ تعالیٰ نے نوحؑ کو بھی اسی مہینے میں کشتی میں بٹھلایا تھا اور وہ کشتی نوحؑ اور ان آدمیوں کو جو ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تھے لئے ہوئے چھ مہینے تک پانی میں چلتی رہی۔ اور ابراہیم نخعی روایت کرتے ہیں کہ ماہ رجب خدا تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں حضرت نوحؑ کی کشتی پانی پر چلائی۔ اور اس میں حضرت نوحؑ نے روزے رکھے اور جو لوگ آپ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے انہیں بھی آپ نے فرمایا کہ تم بھی روزے رکھو۔ اور پھر خدا نے سب کو اس طوفان سے نجات دی اور مشرکوں کے شرک اور دین کے دشمنوں سے طوفان کے ذریعہ زمین کو پاک کر دیا۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ اس روایت کے بیان کرنے والے پیغمبر ہیں اور ہبۃ اللہ سے ہم کو اس حدیث کی خبر ملی ہے اور وہ ابی حازم سے روایت کرتے ہیں اور وہ سہل بن سعد سے اور وہ پیغمبر سے کہ آپ نے فرمایا اے مسلمانو! تم آگاہ رہو کہ رجب کا مہینہ ان مہینوں میں سے ہے جو حرام کئے گئے ہیں اور اس میں خدا نے حضرت نوحؑ کو کشتی پر سوار کیا اور اس میں انہوں نے روزے رکھے اور اپنے ساتھ والوں کو روزے رکھنے کے واسطے ارشاد فرمایا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان کو خلاصی عطا کی اور ڈوبنے سے بچا لیا۔ اور کافروں کے غرق کر دینے سے زمین کو کفر اور نافرمانی سے پاک کیا۔ اور اس مہینے کا نام اصم یعنی بہرہ اس واسطے رکھا گیا ہے کیونکہ وہ تیرے ظلم اور خواری سے بھرا ہے اور اے مومن یہ تیری بزرگی کو سُننے والا ہے پس خداوند تعالیٰ نے ظلم اور اس قسم کی لغزش سے اس کو بہرہ کر دیا ہے تا کہ قیامت کے دن وہ تیری ایسی گواہی نہ دیگے اور تیرے اُن نیک اور بزرگ عملوں کا گواہ بنے جو اس مہینے میں تجھ سے صادر ہوں اور رجب اس واسطے کہتے ہیں کہ اللہ جلشانہ اپنے بندوں پر اس مہینے میں رحمت نازل کرتا ہے ثواب دیتا ہے کرامت بخشتا ہے ایسا کہ کسی کی آنکھ نے ویسا انعام واکرام نہ دیکھا ہو اور نہ ہی کسی نے سُنا ہو اور نہ اُس کا دل میں خیال بھی گذرا ہو۔ ان سب باتوں کی خبر شیخ امام ہبۃ اللہ اپنے اسناد میں اعمش سے بیان کرتے ہیں اور وہ ابراہیم سے اور وہ علقمہ سے اور وہ ابو سعید خدری سے اور وہ پیغمبرؐ سے روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے مہینوں کا شمار اپنی کتاب میں بارہ بیان کیا ہے ان میں سے چار تو حرمت والے مہینے ہیں اور رجب خدا کا مہینہ ہے اور تین مہینے پے درپے ہیں جو یہ ہیں ذیقعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرم اور رجب خدا کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری اُمت کا مہینہ ہے پس اگر کوئی آدمی رجب کے مہینے میں ایک روزہ رکھے اور وہ مسلمان ہو اور خدا سے آخرت کا طلبگار ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرتا ہے اور بہشت بریں اس کو رہنے کے واسطے ملیگی اور جو رجب کے مہینے میں دو روزے رکھیگا اس کو دو حصے ثواب ملیگا اور ہر ایک حصہ وزن میں دنیا کے پہاڑوں کا ہوگا اور جو رجب کے مہینے میں تین روزے رکھیگا اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان میں ایک خندق حائل کریگا اس خندق کی چوڑائی ایک سال کے راستے کے برابر ہوگی اور جو چار روزے رکھیگا اس کو دنیا کی یہ بلائیں لاحق نہیں ہونگی دیوانگی۔ برص۔ جذام۔ فتنہ دجال۔ اور جو رجب کے مہینے میں پانچ روزے رکھیگا اس کو قبر کے عذاب سے نجات مل جاتی ہے اور جو چھ روزے رکھیگا قبر سے نکلتے ہوئے اس کا منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا اور جو رجب کے مہینے میں سات روزے رکھیگا اس پر دوزخ کے ساتوں دروازے بند کئے جائینگے یعنی ایک ایک روزے کی برکت سے ایک ایک دروازہ بند ہوتا ہے اور جو رجب کے مہینے میں آٹھ روزے رکھتا ہے اس پر بہشت کے آٹھ دروازے کھول دئے جاتے ہیں وان میں بھی ہر ایک روزے کے عوض میں ایک ایک دروازہ کھولتے ہیں اور جو نو روزے رکھیگا جب وہ اپنی قبر سے اُٹھیگا تو یہ کہتا ہوگا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اور اس کا منہ بہشت کی طرف ہوگا۔ اور اگر کوئی رجب میں دس روزے رکھیگا تو اسکے

واسطے اللہ تعالٰے پلصراط کے اوپر ہر ایک کوس پر ایک فرش بچھا دیگا اور وہاں سے گذرتا ہوا وہ اس فرش پر آرام کریگا اور جو آدمی اس مہینے میں گیارہ روزے رکھیگا وہ قیامت کے دن اپنے آپ کو سب سے بہتر دیکھیگا. مگر جو اُس کے برابر روزے رکھے. یا اس سے زیادہ رکھے اور جو بارہ روزے رکھے ان کو اللہ تعالٰے قیامت کے دن دو حُلے پہنائیگا اور ہر ایک حُلہ ساری دنیا سے بہتر ہوگا اور جو آدمی تیرہ روزے رکھیگا وہ قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا اور اس کے آگے ایک خوان لا رکھینگے اور وہ اس میں سے کھائیگا حالانکہ اور لوگ سختی میں گرفتار ہونگے اور جو آدمی اس مہینے میں چودہ روزے رکھیگا اس کے عوض اس کو اللہ تعالٰی وہ چیز عطا فرمائیگا جس کو نہ کسی نے دیکھا ہو اور نہ سُنا ہو اور نہ ہی اس کے دل میں اس کا خیال آیا ہو اور جو آدمی ماہ رجب میں پندرہ روزے رکھیگا اس کو اللہ تعالٰی امن پانے والے لوگوں میں کھڑا کرے گا اور جو مقرب فرشتہ اور مرسل نبی اس کے پاس سے ہو کر گذریگا وہ اس کو مبارکباد دیگا اور یہ کہیگا. کہ تجھے خوشی نصیب ہو تو ان لوگوں میں سے ہے جن کو امن دیا گیا ہے اور دوسری روایت میں آیا ہے جو پندرہ سے زیادہ روزے رکھیگا اور جو آدمی اس مہینے میں سولہ روزے رکھے اس کو اللہ تعالٰے ان لوگوں میں شریک کردیگا جو سب سے پہلے اس کی زیارت کرنے والے ہونگے اور وہ شخص خداوند کریم کو دیکھیگا اور اس کا مبارک کلام بھی سُنے گا جو آدمی سترہ روزے رکھتا ہے اس کے لئے پلصراط پر ہر ایک میل پر ایک آرامگاہ تیار کی جاتی ہے اور جب وہ وہاں سے گذرنے لگتا ہے تو اس میں آرام کرتا ہے اور جو ماہ رجب میں اٹھارہ روزے رکھیگا. قیامت کے دن حضرت ابراہیمؑ کے سامنے اس کا قبہ ہوگا. اور جو اس مہینے میں اُنیس روزے رکھتا ہے اس کو اللہ تعالٰے حضرت آدمؑ اور ابراہیمؑ کی نشستگاہ کے روبرو بہشت میں ایک محل عطا کریگا. اور جب یہ روزہ دار وہاں جائیگا تو یہ اُن کو سلام کہیگا اور وہ اس کو سلام کہینگے. اور اگر کوئی رجب کے مہینے میں بیسؔ روزے رکھیگا تو اُس کو آسمان سے ایک شخص پکار کر کہیگا کہ اے بندے اس سے پہلے تو جو کچھ کر چکا ہے. اللہ تعالٰے نے وہ سب تجھے معاف کردیا اب جب تک زندگی باقی ہے اس میں تو نیک عمل کر اور رجب مہینے کو مطہر اس لئے کہتے ہیں کہ جو اس میں روزے رکھتا ہے وہ گناہوں اور خطاؤں سے پاک ہو جاتا ہے اور شیخ امام ہبۃ اللہ بن مبارک سقطی نے روایت کی ہے اور وہ حسن بن احمد بن عبداللہ تستری سے اور وہ ہارون بن عنترہ سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ رجب کا مہینہ بڑا بزرگ مہینہ ہے اگر کوئی آدمی اس مہینے میں ایک روزہ بھی رکھتا ہے تو اللہ تعالٰی اس کو ایک ہزار سال کے روزوں کا ثواب عطا کرتا ہے اور جو شخص اس مہینے میں دو روزے رکھیگا اسکے اعمالنامے میں خداوند تعالٰے دو ہزار سال کا ثواب لکھ دیتا ہے اور جو تین روزے رکھتا ہے اس کو تین ہزار سال کا ثواب ملتا ہے اور جو سات روزے رکھیگا اس پر دوزخ کے دروازے بند کئے جائینگے اور جو آدمی اس مہینے میں آٹھ روزے رکھتا ہے اس کے لئے بہشت کے آٹھ دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور اس کو حکم دیا جاتا ہے کہ جس دروازے سے چاہے اسی سے بہشت میں داخل ہو اور جو آدمی اس مہینے میں پندرہ روزے رکھتا ہے. اسکی سب برائیاں نیکیوں سے بدل جاتی ہیں اور پکارنے والا آسمان سے پکار کر کہتا ہے کہ اللہ تعالٰے نے تجھے بخشدیا ہے اب نئے سرے سے عمل کر. اور جو اس سے بھی زیادہ روزے رکھتا ہے اس کو اجر بھی اس سے زیادہ ملتا ہے. اور امام شیخ ہبۃ اللہ بن مبارک اپنے اسناد بن یونس سے اور وہ حسنؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی رجب کے مہینے میں ایک روزہ رکھتا ہے اس کا ایک روزہ تیس سال کے روزوں کے برابر ہے اور شیخ امام ہبۃ اللہ حسن بن احمد بن عبداللہ مقری سے اور وہ علاء بن کثیر سے اور وہ مکحول سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ ابودرداء سے ایک شخص نے پوچھا کہ رجب کے مہینے میں روزے رکھنے کیسے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ جاہلیت کے

زمانہ میں جاہلوں نے بھی اس مہینے کو بزرگی دی ہے اور اسلام نے بھی اس مہینے کو فضیلت دی ہے اور جو آدمی اس مہینے میں ثواب اور اطاعت اور خدا کی رضامندی کے لئے دلی خلوص سے ایک روزہ بھی رکھے تو وہ روزہ اسکے حق میں اللہ تعالےٰ کے غضب کو کم کر دیتا ہے اور دوزخ کا ایک دروازہ اس پر بند کیا جاتا ہے اور اس روزہ کا اس قدر ثواب روزہ دار کو عطا ہوتا ہے کہ اگر ساری زمین کے برابر سونا دیا جائے تو وہ بھی اس ثواب کے برابر نہیں ہوتا اور دُنیا کی جتنی چیزیں ہیں ان سب کا اجر بھی اس ثواب کو نہیں پہنچتا۔ اگر روزہ رکھنے والا رات کے وقت دس دعائیں بھی کرتا ہے۔ تو وہ قبول ہو جاتی ہیں اور اگر نہ مانگے تو اس کے واسطے عاقبت کا ذخیرہ کیا جاتا ہے اور یہ نیکیاں بہتر ہوتی ہیں۔ اُن سے جو خدا کے دوستوں اور برگزیدوں کو ملتے ہیں جو دعا کرتے ہیں اور جو آدمی اس مہینے میں دو روزے رکھتا ہے اس کو ایسے دس آدمیوں کا ثواب ملتا ہے جو صدیق ہوتے ہیں اور عمر بھر نیک کردار رہتے ہیں اور اس کی شفاعت ویسی ہی قبول کی جائیگی جیسی کہ صدیقوں کی اپنے گروہ میں مقبول ہوتی ہے اور آخر کو صدیقوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا اور انکی رفاقت میں رہیگا۔ اور جو آدمی ماہ رجب میں تین روزے رکھتا ہے اس کو بھی پہلے آدمی کے موافق ثواب عطا ہوتا ہے اور جس وقت یہ روزہ افطار کرنے لگتا ہے اسوقت اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کا حق میرے اوپر واجب ہوگیا ہے اور مجھ کو یہ ثابت ہوگیا ہے کہ یہ شخص مجھے دوست رکھتا ہے اے فرشتو تم نے گواہ رہنا کہ میں نے اس بندہ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دئے۔ اور جو آدمی اس مہینے میں چار روزے رکھتا ہے اس کو بھی وہ ثواب عطا ہوتا ہے جو تین روزے رکھنے والے کو ملتا ہے اور ان صاحب دلوں کا ثواب ملتا ہے جو بہت سی توبہ کرتے ہیں اور جتنے رشتگار رہتے ہیں ان سب سے پہلے اس کو اعمال نامہ دیا جاتا ہے اور جو شخص ماہ رجب کے پانچ روزے رکھتا ہے اس کو خداوند تعالےٰ حشر کے دن اُٹھائیگا اور اُس کا مُنہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا اور اس کے حق میں اس قدر نیکیاں لکھی جائینگی۔ کہ جس قدر عارج کی ریت ہے۔ عارج ایک ریگستانی مقام کا نام ہے اور جب وہ بہشت میں داخل ہوگا تو اللہ تعالےٰ اس کو فرمائیگا کہ جو کچھ مانگنا چاہتا ہے وہ مانگ لے۔ اور جو آدمی اس مہینہ میں چھ روزے رکھیگا اس کو یہ ثواب بھی ملیگا اور اس کے سوا یہ ہوگا۔ کہ قیامت کے روز اس کو ایک ایسا نور دیا جائیگا جسے اور لوگ روشنی پائینگے اور اس کا حشر ان لوگوں میں ہوگا جو امن پانے والے ہونگے اور حساب کے بغیر وہ پُل صراط کے اوپر سے گذر جائیگا اور والدین کی نافرمانی کرنے سے بچا رہیگا اور اس کو محفوظ رہیگا کہ وہ اپنے عزیز دل سے پیوند قطع کرے اور قیامت کے روز اللہ جل شانہ اپنی بابرکت اور پاک ذات کے ساتھ اُس پر توجہ فرمائیگا اور جو آدمی ماہ رجب کے سات روزے رکھیگا اس کو وہ ثواب بھی ملیگا جو اس سے پہلے کو ملا ہے اور اس کے سوا یہ ہوگا کہ اس کے اوپر دوزخ کے سات دروازے بند کر دئے جائینگے اور خداوند تعالےٰ اس پر دوزخ کو حرام کر دیگا اور بہشت میں داخل ہونا اس کے واسطے واجب کر دیا جائیگا اور اس کو یہ بھی کہدینگے کہ تو بہشت میں جس جگہ رہنا چاہے وہاں مزے سے رہ اور جو آدمی رجب کے مہینے میں آٹھ روزے رکھتا ہے اس کو بھی اس سے پہلے آدمی کا سا ثواب عطا ہوتا ہے اور آٹھ دروازے بہشت کے بھی اس کے واسطے کھول دئے جاتے ہیں اور اس کو کہدیا جاتا ہے کہ جس دروازہ سے داخل ہونا چاہے اسی سے بہشت میں داخل ہو جا۔ اور جو کوئی رجب کے نو روزے رکھتا ہے اس کو بھی اس پہلے آدمی کی مانند ثواب ہوتا ہے اور اس کے اعمالنامہ کو علیین میں اُٹھا لیجاتے ہیں اور قیامت کے دن اس کا حشر ان لوگوں میں ہوگا جو امن پانے والے ہونگے اور جب اپنی قبر سے اُٹھیگا تو اسوقت اسکی صورت ایسی نورانی ہوگی۔ کہ اسکے نور سے دوسرے لوگوں کو روشنی پہنچیگی اور دوسرے آدمی اس کو دیکھ کر یہ کہینگے کہ یہ تو کوئی خداوند تعالےٰ کا برگزیدہ پیغمبر

ہے اور ادنےٰ چیز جو اس کو دی جائیگی وہ یہ ہوگی کہ حساب اور کتاب کے سوا ہی بہشت میں دخول کرلیگا اور جو آدمی رجب کے مہینے کے دس روزے رکھیگا۔ اس کو اللہ تعالےٰ کی کلی رضا حاصل ہوجائیگی اور اس کی خاص تعریف ہوگی اور دوسرے کی نسبت اُس کو دس گنا زیادہ اجر بھی عطا ہوگا۔ اور اس گروہ کے لوگوں میں شامل ہوگا جن کی بدیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور اللہ کے ان مقربوں میں شمار ہوگا جو خداوند تعالےٰ کے راستہ میں عدل کرتے ہیں اور ان لوگوں کی مانند ہوجاتا ہے جو ہزار سال تک اللہ تعالےٰ کی بندگی کرتے ہیں اور وہ بھی اس حالت میں کہ وہ روزہ دار ہو، نماز ادا کرنے والا۔ صابر۔ خداوند تعالےٰ سے ثواب کا طالب ہے۔ اور جو آدمی رجب کے مہینہ میں بیس روزے رکھتا ہے۔ اس کو پہلے آدمی سے بیسؔ حصے زیادہ ثواب ملتا ہے اور ان لوگوں میں شمار ہوتا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبہ میں ہیں۔ اور کبیرے گناہوں کے باب میں اس کی اس قدر سفارش قبول ہوگی جس قدر کہ بنی ربیعہ اور مضر کے قبیلہ کے لوگوں کی تعداد ہے اور جو آدمی ماہ رجب کے تیسؔ روزے رکھتا ہے اس کو پہلے آدمی سے تیس حصے زیادہ ثواب ملتا ہے اور آسمان سے ایک پکار نیوالا پکار کر کہتا ہے کہ اے خدا کے دوست تجھے خوشخبری ہو کہ ان روزوں کے عوض خداوند تعالےٰ نے تم کو بزرگی عطا کی ہے اور بڑی عظمت دی ہے اور پیغمبر صلعم فرماتے ہیں کہ یہ بزرگی خداوند تعالےٰ کا مبارک دیدار ہے اور وہ سب سے زیادہ معظم اور مکرم ہے اور یہ دیدار اس کو پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیکوکار لوگوں کے ہمراہ نصیب ہوگا اور یہ رفیق بھی اچھے ہیں تجھے خوشی ہو۔ جب کل کو قیامت کے پردے دُور کئے جائینگے تو اس دن خداوند کریم سے تم کو بڑا عظیم ثواب ملیگا۔ اور جب یہ آدمی مرنے لگتا ہے اور موت کا فرشتہ اس کے پاس آکر حاضر ہوتا ہے تو جان نکلنے کے وقت خداوند تعالےٰ بہشت کے حوضوں سے اس کو ایک شربت پلاتا ہے تاکہ موت کی سختی اس پر آسان ہوجائے اور موت کا درد اور اس کا صدمہ محسوس نہ ہو۔ اور جب قبر میں جاتا ہے تو وہاں ہمیشہ خوش اور خورم رہتا ہے اور ہمیشہ اپنی قبر میں اور میدان قیامت میں سیراب رہتا ہے۔ اور پھر یہ پیغمبرؐ کے حوض پر آپہونچتا ہے اور جب اپنی قبر سے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کو رخصت کرنے جاتے ہیں اور انکے ساتھ اونٹ ہونگے۔ مروارید اور یاقوت اور جڑاؤ زیوروں کے اور انکے ہمراہ بیش قیمت اور فاخرہ لباس ہونگے اور آتے ہی اس کو کہیں گے۔ کہ اے خدا کے دوست توقف نہ کر اور جلدی کر اپنے خدا کی طرف روانہ ہو جس کے واسطے تو سارا سارا دن پیاسا رہا اور جس کے واسطے تو نے اپنا جسم لاغر کرلیا۔ اور یہ پہلا شخص ہوگا۔ جو اس گروہ میں داخل ہوگا جو جنت عدن کے رستگاروں میں سے ہونگے اور یہ ایک بزرگ اور بڑی عظیم رستگاری ہے اور رسول مقبول نے فرمایا کہ اگر روزہ کی حالت میں اپنی طاقت کے موافق یہ آدمی صدمہ بھی دیگا تو وہ دو رہے دو رہے دو رہے آپ نے تین مرتبہ یہ لفظ کہا اور کہا اگر ساری دنیا کے لوگ جمع ہوجائیں اور اس بندہ کے اجر اور ثواب کا اندازہ کریں تو اسکے ثواب کا دسواں حصہ بھی شمار نہ کرسکیں۔ اور عبداللہ بن زبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر ماہ رجب میں کوئی مومن اس اعتقاد سے کہ یہ خدا کا مہینہ ہے اور اصم ہے کسی مُسلمان کی مشکل کو حل کرے تو اس کے عوض میں خداوند تعالےٰ اس کو بہشت میں ایک محل عطا کریگا اور اس کی لنبائی اس قدر ہوگی جس قدر کہ نظر کی انتہا ہوگی پس اے مسلمانوں تم رجب مہینے کی حرمت کرو اور اس کی تعظیم کرو تاکہ اللہ جل شانہ تم کو ہزار بزرگی عطا کرے۔ عقبہ بن سلامہ بن قیس راوی ہیں کہ رسُول صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی رجب کے مہینے میں صدقہ دیگا تو خداوند تعالےٰ دوزخ کی آگ سے اس کو دور کردیگا اور اس قدر دور کردیگا جیسے کوے کا بچہ اپنے گھونسلے سے اُڑ کر الگ ہوتا ہے اور پھر عمر بھر اُڑتا ہی چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اُڑتے اُڑتے بوڑھا ہوجاتا ہے اور پھر اسی حالت میں مرجاتا ہے اور لوگوں کا یہ مقولہ کہ

کو ایا پچھسو برس کی عمر کا ہوتا ہے۔ اور ماہ رجب کو سابق اسواسطے بولتے ہیں کہ جتنے حرمت والے مہینے ہیں ان سب کے یہ پہلا ہے اور فرد اس واسطے اس کا نام رکھتا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں یعنے حرمت والے مہینوں سے جدا رہتا ہے۔ ثوبان بن یزید روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے حج اور وداع کے خطبہ میں فرمایا کہ اے مسلمانوں تم خبردار ہو زمانہ اپنی اصلی ہیئت پر پھر لوٹ آیا ہے یعنے جس روز خدا تعالےٰ نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے اس دن بارہ مہینے مقرر کئے ہیں اور ان میں سے چار مہینے حرمت والے بنائے ہیں تین پے درپے آتے ہیں اور وہ یہ ہیں ذی قعد۔ ذی الحج۔ محرم۔ اور رجب اکیلا ہے اور یہ جمادی اور شعبان کے درمیان آتا ہے ؀

ماہ حرام کا بیان

عکرمہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ ماہِ رجب تو خدا کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے اور موسیٰ بن عمران راوی ہیں کہ انس بن مالک کو میں نے یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ رسُولِ مقبول نے فرمایا ہے کہ بہشت کے اندر ایک نہر بہتی ہے اور اس کا نام رجب ہے۔ یہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھی ہے۔ اگر کوئی آدمی ماہِ رجب میں ایک روزہ بھی رکھے تو اللہ جل شانہ اس آدمی کو اُس نہر سے پانی پلاتا ہے اور انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ بہشت میں ایک ایسا محل ہے کہ اس میں وُہی لوگ جاتے ہیں جو رجب کے مہینے میں روزے رکھتے ہیں۔ ان کے سوا دوسرے آدمی اس میں داخل نہیں ہوتے۔ اور ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ رمضان کے بعد دوسرے مہینوں میں ہرگز روزہ نہ رکھو مگر رجب اور شعبان کے مہینوں میں رکھو۔ اور انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسُولِ مقبُول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی حرام کے مہینوں میں جمعرات اور جمعہ اور سنیچر کے دن روزے رکھتا ہے خداوند تعالےٰ حکم دیتا ہے کہ اس کا نام دفتر میں لکھ لو۔ اور اس کے حق میں نوسو برس کی عبادت کا ثواب بھی درج کردو۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ ماہ رجب تو بُرائی کے ترک کرنے کے واسطے ہے اور شعبان کا مہینہ اسواسطے ہے کہ اس میں نیک عمل کریں اور عہد کو بھی وفا کریں اور ماہ رمضان صدق ارادت اور باطن کی صفائی کے واسطے ہے اور رجب توبہ کرنے کا مہینہ ہے اور شعبان محبت کے واسطے بھی ہے اور ماہ رمضان قربت حاصل کرنیکے واسطے اور رجب حرمت کیلئے ہے اور شعبان ملو عبادت ہے اور رمضان نعمت حاصل کرنے کا مہینہ ہے اور رجب عبادت کا مہینہ ہے اور شعبان زیادہ کوشش کرنے کے واسطے ہے اور رمضان زیادتی حاصل کرنے کیلئے اور رجب میں نیکیاں دوگنی ہوتی ہیں اور شعبان بندہ کی بُرائیاں دُور کرتا ہے اور رمضان میں خداوند تعالےٰ کی کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ اور ماہِ رجب نیکی میں آگے بڑھنے والوں کا مہینہ ہے اور شعبان نیکی میں متوسط چلنے والے لوگوں کا مہینہ ہے اور ماہ رمضان گنہگاروں کی بخشش کیواسطے ہے اور ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ رجب کا مہینہ آفتوں کے ترک کرنے کے واسطے ہے اور شعبان عبادت کے واسطے ہے اور رمضان کرامتوں کے لئے دیکھنے کے لئے ہے پس جو آدمی آفتوں کو نہیں چھوڑتا اور بندگی اور طاعت کو اختیار نہیں کرتا اور کرامتوں کا منتظر نہیں رہتا وہ ان لوگوں میں سے ہے جو بیہودہ چلتے ہیں۔ اور ذوالنون مصری نے فرمایا ہے کہ ماہ رجب تو کھیتی بونے کا مہینہ ہے اور شعبان میں اس کھیت کو پانی دیتے ہیں۔ اور رمضان اس کھیت کے کاٹ لینے کا مہینہ ہے اور ہر ایک آدمی کاٹنے کے وقت وہی چیز کاٹتا ہے جو پہلے بوتا ہے اور جو کچھ پہلے کرتا ہے اسی کا اس کو عوض دیا جاتا ہے اور جو آدمی اپنی کھیتی کو ضائع کرتا ہے اس کو کھیت کاٹنے کے وقت پشیمانی اور شرمندگی کے سوا اور کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی اور اس کی امید کے برخلاف اس کا انجام بُرا ہوتا ہے اور بعض صالح لوگوں

نے فرمایا ہے کہ سال تو ایک درخت ہے اور رجب کا مہینہ اس کے پتے نکالنے کا ہے اور شعبان کے مہینے میں اس درخت کو پھل آتا ہے اور رمضان اس کا میوہ چننے کا وقت ہے اور فرمایا ہے کہ ماہِ رجب کو خداوند تعالیٰ نے اپنی بخشش کے واسطے مخصوص کر دیا ہے اور شعبان کو شفاعت کے واسطے مخصوص فرمایا ہے اور ماہِ رمضان کو اس سے خصوصیت دی ہے کہ اس میں نیکیاں دوگنی کی گئی ہیں اور لیلۃ القدر کو خداوند تعالیٰ نے اپنی رحمت کے نازل کرنے کے واسطے مخصوص کیا ہے اور عرفہ کا روز دین کے کامل ہونے کے واسطے جیسا کہ خداوند کریم فرماتا ہے (آج کے دن ہم نے تمہارے دین کو تمہارے واسطے کامل کر دیا) اور جمعہ کا دن مستمند اور عاجز لوگوں کی دعاؤں کے قبول ہونے کے واسطے مخصوص ہے اور عید کے دن میں مومن آدمیوں کو دوزخ کی آگ سے آزادی اور خلاصی نصیب ہوتی ہے۔ مازنی حسین بن علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے رجب کے مہینے میں تم روزے رکھو اس مہینے کے روزے خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں توبہ ہے اور سلمانؓ فارسی روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی رجب کے مہینے میں ایک دن بھی روزہ رکھے تو گویا اس نے ایک ہزار سال کے روزے رکھے اور ایسا ہو گیا ہے کہ گویا اس نے ایک ہزار بردے آزاد کر دیے۔ اور اگر ماہ رجب میں صدقہ دیتا ہے تو اس کا صدقہ ہزار دینار کے برابر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسکے بدن کے بالوں کے برابر ہزار نیکی لکھ دیتا ہے اور ہزار درجہ اس کے مرتبہ کو بلند کر دیتا ہے اور اس کی ہزار بدیاں دور کر دیتا ہے۔ اور اس کے ہر ایک دن کے روزے اور ہر ایک صدقہ کے عوض میں ہزار حج اور ہزار عمرہ کا ثواب اس کو مرحمت کرتا ہے اور بہشت میں ایک ہزار گھر بنا دیتا ہے اور ہر ایک میں ہزار محل اور ہر ایک محل میں ہزار حجرے ہیں اور ہر ایک حجرہ میں ایک ہزار خیمے ہیں اور ہر ایک خیمے میں ایک ہزار حور ہے اور ان کو جو خوبصورتی اور روشنی عطا کی گئی ہے وہ آفتاب سے ہزار درجہ زیادہ ہے۔

ماہ رجب کے اگلے دن اور پچھلی رات کی بزرگی

رجب کے مہینے میں اوّل روز روزہ رکھنے اور اوّل رات خدا کی درگاہ میں قیام کرنے میں بڑی بزرگی ہے۔ امام شیخ ہبۃ اللہ سقطی اپنے اسناد میں انسؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو پیغمبر صلعم یہ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ رجب اور شعبان میں ہم پر برکت نازل فرما اور ہم کو رمضان تک پہنچا۔ اور شیخ ہبۃ اللہ نے اپنے اسناد میں میمون بن سران سے روایت کی ہے اور وہ ابی ذر سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا ہے جو آدمی رجب کے مہینے میں پہلے روز روزہ رکھتا ہے وہ گویا سارے مہینے کے روزے رکھ لیتا ہے اور اگر کوئی سات روزے رکھے تو سات دروازے دوزخ کے اس پر بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی آٹھ روزے رکھے تو اس کے واسطے آٹھ دروازے بہشت کے کھولے جاتے ہیں اور جو آدمی دس روزے رکھتا ہے اس کی برائیاں نیکیوں سے بدل جاتی ہیں اور جو آدمی اس مہینے میں اٹھارہ دن روزے رکھیگا اس کو آسمان سے ایک پکارنے والا کہیگا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے پہلے سب گناہ بخش دیے ہیں اب آیندہ کے لئے نیک عمل شروع کر۔ اور شیخ امام ہبۃ اللہ سلامہ بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی ماہ رجب کے پہلے دن کا روزہ رکھے تو اللہ جل شانہ اس کے ساٹھ برس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اگر کوئی پندرہ دن روزے رکھے تو قیامت کے دن اس کا حساب آسان ہوگا اور جو اس مہینے میں تیس روزے رکھتا ہے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے اس بندے پر خوش ہو گیا ہوں اور اس کو عذاب نہیں کرونگا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ارطاۃ کے بیٹے حجاج کو جو بصرے کا حاکم تھا ایک خط لکھا۔ اور بعض

کہتے ہیں کہ ارطات کے بیٹے عدی کو لکھا تھا اور وہ یہ تھا۔ کہ سال بھر میں چار راتوں کا نگاہ رکھنا تیرے اوپر واجب ہے کیونکہ ان راتوں میں خدا اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور وہ یہ ہیں ماہ رجب کی پہلی رات۔ شعبان کی درمیانی رات۔ رمضان کی ستائیسویں رات۔ عید الفطر کی رات۔ اور خالد بن سعدان سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ سال میں پانچ ایسی راتیں ہیں کہ اگر کوئی ان پر ہمیشگی کرے اور ثواب کی اُمید رکھے اور انکی نسبت جو وعدہ کیا گیا ہے اس کو سچا جان کر انہیں شب بیداری کرے تو اللہ تعالےٰ اس کو بہشت میں داخل کریگا۔ پہلی رات رجب کی رات کو جاگے اور دن کو روزہ رکھے دونوں عیدوں کی راتوں میں تو قیام کرے مگر دنوں میں روزہ نہ رکھے۔ اور شعبان کی درمیانی رات کو جاگے اور دن کو روزہ رکھے اور عاشورہ کی رات کو جاگے اور دن کو روزہ رکھے۔

مُبارک اور بزرگ دن کا بیان

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ سال میں ان چودہ راتوں میں شب بیداری کریں۔ ماہِ محرم کی پہلی رات۔ عاشورہ کی رات۔ ماہ رجب کی پہلی رات۔ رجب کی درمیانی رات۔ رجب کی ستائیسویں رات۔ ماہ شعبان کی درمیانی رات۔ شب عرفہ دونوں عیدوں کی راتیں ماہِ رمضان کی اور وہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتیں ہیں اور اسی طرح اتفاق کیا ہے کہ ان سترہ دنوں میں عبادت کریں۔ عرفہ کا دن۔ عاشورہ کا دن۔ شعبان کا درمیانی دن۔ جمعہ کا دن۔ دونوں عیدوں کے دن۔ اور ذی الحج کے دس معلوم دن اور تشریق کے دن۔ یعنی ذی الحج کی گیارھویں۔ بارھویں اور تیرھویں تاریخ اور سب دنوں میں سے جمعہ اور کل رمضان کے مہینے کی نسبت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ حضرت انس رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر جمعہ کا دن سلامتی سے گذر جائے تو سب دن سلامتی سے گذر جاتے ہیں۔ اور اگر رمضان کا مہینہ سلامتی سے گذر گیا تو گویا سارا سال ہی سلامتی سے گذرا۔ اور ان دنوں کے بعد بہتر دن یہ ہیں۔ دوشنبہ پنجشنبہ۔ ان دنوں میں بندوں کے اعمال نامے اللہ تعالیٰ کی طرف اُٹھائے جاتے ہیں۔

دُعاؤں کا بیان

مستحب ہے کہ رجب کی پہلی رات میں نماز سے فارغ ہو کر آدمی یہ دعا پڑھے۔ اے اللہ جو لوگ تیرے پیش ہونیوالے تھے وہ اس رات تیری بارگاہ میں حاضر ہوئے اور قصد کرنے والوں نے تیری حضوری کا ارادہ کیا اور امیدواروں نے تیری بخشش اور تیرے احسان کی امید کی اس رات میں تو دعا قبول فرماتا ہے اور جن پر چاہتا ہے ان پر احسان کرتا ہے اور جو بندہ تیری عنایت سے محروم رہا وہ تیری رحمت سے بہت دور ہو گیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیری ہی رحمت اور تیرے فضل کا امیدوار ہوں اے میرے مالک اگر تو نے اپنے کسی بندے پر اپنا فضل کرم کیا ہے اور بخشش فرمائی ہے تو محمدؐ پر بھی درود اور رحمت بھیج اور میرے اوپر بھی بخشش کر۔ تُو جہان اور جہان کے تمام لوگوں کا پالنے والا ہے اور حضرت علیؑ ابن ابیطالب کا معمول تھا کہ وہ سال کی چار راتوں میں اپنے نفس کو عبادت میں مصروف رکھتے تھے۔ رجب کے مہینے کی پہلی رات۔ عید الفطر کی رات۔ عید الضحیٰ کی رات۔ ماہ شعبان کی درمیانی رات اور ان راتوں میں آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے اے اللہ محمد صلعم اور اُس کی آل پر درود اور رحمت نازل کر یہ لوگ حکمت کے چراغ ہیں اور نعمت کے صاحب ہیں اور پاکی کی کان ہیں اور ان کے ساتھ مجھ کو ہر ایک بدی سے نگاہ رکھ اور غرور اور غفلت کے سبب مجھے گرفتار نکر۔ اور انجام کار مجھے پشیمانی اور افسوس نہ دے اور مجھ سے راضی ہو۔ تیری بخشش ظالموں کے واسطے مخصوص ہے اور میں ظالموں کے گروہ میں سے ہی ہوں خداوندا مجھے وہ چیز عطا کر جو تجھے ایذا نہیں دیتی اور وہ چیز بخش جو مجھے فائدہ دے۔ تیری رحمت فراخ ہے اور تیری حکمت بڑی عجیب ہے

مجھے راحت اور کشادگی عطا فرما اور امن اور تندرستی بخش اور اپنی نعمت پر شکر کرنے کی طاقت دے اور عافیت اور پرہیزگاری اور صبر عنایت کر اور اپنے اور اپنے دوستوں کے نزدیک مجھے راستی اور لطف فرما۔ اور سختی کے بعد آسانی دے اور میرے اہل اور فرزندوں اور میرے بھائیوں پر جو تیرے راستے میں چلنے والے ہیں اور مسلمانوں کے فرزندوں اور لڑکیوں پر اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر اپنی رحمت کو عام کر اور سب کو اس میں شامل فرما۔

ماہ رجب کی نماز کا بیان

امام شیخ ہبۃ اللہ بن مبارک سقطی محمد بن احمد محاملی سے اور وہ علی ابن محمد اسمٰعیل بن محمد صغار سے اور وہ سعد بن نصر بن منصور بزاز سے اور وہ سفیان بن عیینہ سے اور وہ اعمش سے اور وہ طارق بن شہاب سے اور وہ سلمان سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے ماہ رجب میں چاند دیکھا اور فرمایا کہ اے سلمان اگر کوئی مومن اور مومنہ رجب کے مہینے میں تیس رکعت نماز پڑھے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورۂ فاتحہ اور تین دفعہ قل ہو اللہ اور تین دفعہ قل یا ایہا الکافرون پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف کر دیگا اور اس کو اس قدر ثواب عطا کریگا کہ جس قدر کہ مہینہ بھر روزے رکھنے والے آدمی کو ملتا ہے اور آ: :ہ سال کے نماز گذار لوگوں میں اس کا نام لکھ لیا جائیگا اور ہر روز اس کے اعمال نامے میں اتنا عمل لکھا جائیگا کہ جس قدر بدر کے شہیدوں میں سے ایک شہید کو ملتا ہے اور ہر ایک روزے کے عوض میں اس کو ایک سال کی عبادت کا ثواب بھی عطا کریگا اور ایک ہزار درجے بھی بڑھا دینگے اور اگر کوئی سارا مہینہ روزے رکھیگا اور مہینہ بھر ہی نماز ادا کریگا تو خداوند تعالیٰ دوزخ کی آگ سے اس کو نجات دیدیگا۔ اور بہشت اسکے حق میں واجب کر دیگا اور اس کو خداوند کریم کی حضوری بھی نصیب ہوگی اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو ثواب مذکور ہوا ہے جبرئیل نے مجھ کو اس کی خبر دی ہے اور فرمایا کہ اے اللہ کے رسول مقبول ایک ایسی علامت ہے کہ اس سے مشرک اور منافق لوگوں اور تمہارے درمیان فرق ہوگا اور تمہاری تمیز ہوسکیگی۔ کیونکہ جو نماز تو پڑھیگا وہ منافق نہیں پڑھتے۔ سلمان نے عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول میں اس نماز کو کیونکر ادا کروں اور کس وقت پڑھوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مہینے کے اول میں دس رکعت پڑھ۔ اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورۂ فاتحہ اور تین دفعہ قل ہو اللہ اور تین دفعہ یا ایہا الکافرون اور جب سلام پھیرے تو اپنے دونوں ہاتھ دعا کے واسطے اُٹھا اور یہ دعا پڑھ۔ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور وہ یگانہ ہے اور نہ ہی اس کا کوئی شریک۔ اور ملک اسی کا ہے اور اسی کے واسطے ہی حمد ہے وہ زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ آپ ہمیشہ کے واسطے زندہ ہے۔ اس کو کبھی موت نہیں آتی۔ اور نیکی اسی کے ہاتھ میں ہے اور ہر ایک چیز پر وہ قدرت رکھتا ہے۔ اے خداوند کریم تو بڑا ہی قادر ہے تو جس کو چاہے دیوے اور جس کو تو دیتا ہے کوئی آدمی اس کو منع نہیں کرسکتا۔ اور جسے تو روکے اُسے کوئی دینے والا نہیں۔ اور اگر تیری مرضی کے سوا کوئی کوشش کرے تو اس کی کوشش بیکار جاتی ہے پس جب یہ دعا پڑھ چکے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے منہ پر مل لے اور اس مہینے کے درمیان میں دس رکعتیں پڑھے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورۂ فاتحہ اور تین دفعہ سورۂ اخلاص اور سورۂ کافرون پڑھے اور جب سلام پھیر چکے تو اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور یہ کہے خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی اور سچا معبود نہیں ہے اور خداوند کریم یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ملک اسی کے لئے ہے اور اسی کے واسطے ہی حمد ہے وہی سب کو زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ خود ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی اس کو موت نہیں آئیگی اور جس قدر نیکی ہے وہ سب اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے اور اپنی صفت میں وہ اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اپنی نظیر وہ آپ ہی ہے اور خداوند تعالیٰ اپنی نظیر میں یکتا

کو رہے بے مانند ہے اور بے نیاز ہے اور وہ اکیلا ہے۔ اسکی کوئی بیوی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اولاد ہے اور جب یہ دعا پڑھ چکے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر مل لے۔ اور اس مہینے کے آخر میں دس رکعتیں پڑھے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور تین دفعہ قل ہو اللہ اور تین دفعہ ہی سورہ یا ایہا الکافرون اور جب سلام پھیر چکے تو دعا کے واسطے آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اُٹھائے اور یہ کہے خداوند تعالےٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے اور وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں ملک اسی کے لئے ہے اور حمد کے لائق وہی ہے اور وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی کے ہاتھ میں نیکی ہے اور ہر چیز پر وہ قدرت رکھتا ہے اور ہمارے سردار پر جو محمد مصطفےٰ ہیں اور انکی پاک آل پر خدا کا درود ہو اور خدا پاک کی مدد کے سوا زور اور قوت حاصل نہیں ہوتی۔ پھر جس چیز کی۔ تجھے حاجت ہو خداوند کریم کی درگاہ سے اسکی درخواست کر تیری دُعا قبول ہو جائیگی اور تیرے اور دوزخ کے درمیان اللہ جل شانہ ستر خندقیں بنا دیگا اور ہر ایک خندق کا چوڑاؤ اس قدر ہوگا کہ جس قدر زمین اور آسمان کے درمیان فاصلہ ہے اور ہر ایک رکعت کے عوض میں ہزار ہزار رکعت کا ثواب تیرے لئے لکھیں گے۔ اور دوزخ کی آگ سے آزادی لکھی جاویگی اور پُل صراط سے بآسانی گذر ہو جاویگا اور سلمانؓ کہتے ہیں کہ جب اللہ کے رسول مقبول نے اس بیان سے فراغت پائی تو میں سجدے میں گر پڑا۔ اور رونے لگا اور خداوند کریم کا شکر ادا کیا بسبب اس کے کہ میں نے ثواب کی اس قدر زیادتی آپ کی زبان مبارک سے سُنی یہ روایت کتاب العمل بالسنہ میں ہے۔

ماہ رجب میں پنجشنبہ کے روزے اور اوّل جمعہ کی رات میں نماز کی بزرگی

شیخ ابو البرکات ہبۃ اللہ سقطی نے قاضی ابو الفضل جعفر بن یحیٰی بن کمال مکی سے اور وہ عبد اللہ حسین بن عبد الکریم بن محمد جرزی سے اور وہ ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن جہضم ہمدانی سے اور وہ ابو الحسن علی بن محمد بن سعید السعدی بصری سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ عبد اللہ صفانی کے بیٹے سے اور وہ حمید الطویل سے اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے زبان مبارک سے فرمایا کہ ماہ رجب تو خدا کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ اے اللہ کی رسول آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ رجب خدا کا مہینہ ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مہینہ پروردگار کی رحمت کے واسطے مخصوص ہے اور اس میں جدال اور قتال کرنا حرام ہے اور خدا تعالےٰ نے اس مہینے میں نبیوں کی توبہ کو قبول فرمایا۔ اور اپنے دوستوں کو دشمنوں کی شرارت اور ان کے فساد سے نگاہ رکھتا اگر کوئی آدمی اس ماہ میں روزہ رکھے تو اس کی نسبت تین باتیں خداوند تعالےٰ پر واجب ہو جاتی ہیں ایک تو یہ کہ پہلے وہ جس قدر گناہ کر چکتا ہے انکو بخش دیتا ہے۔ دوسری یہ کہ باقی عمر میں اس کو گناہ کرنے سے محفوظ رکھتا ہے اور تیسری یہ کہ قیامت کے روز اس کو تشنگی اور پیاس سے بچاتا ہے یہ سُنکر ایک بوڑھی عمر کا ضعیف آدمی کھڑا ہؤا اور اس نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول میں تو پورا مہینہ روزے نہیں رکھ سکتا کیونکہ معذور ہوں۔ آپ نے یہ سُنکر اس کو فرمایا کہ تو پہلے دن روزہ رکھ لے اور پھر مہینے کے درمیانی دن میں ایک روزہ رکھ لے اور ایک ہی روزہ مہینے کے آخری دن میں رکھ لے اس سے تجھے اس قدر ثواب عطا ہوگا کہ جس قدر دوسرے لوگوں کو مہینہ بھر روزے رکھنے سے ثواب ملتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوتی ہے مگر اس بات کو یاد رکھ۔ کہ ماہ رجب میں جو پہلے جمعہ آتا ہے اسکی رات کو غافل نہ ہو جانا۔ کیونکہ فرشتوں نے اتفاق کر کے اس رات کا نام لیلۃ الرغائب رکھا ہؤا ہے اور اس کا باعث یہ ہے کہ جب تین حصے رات گذر جاتی ہے تو آسمان اور زمین کے تمام فرشتے کعبے اور اُس کے گرد و نواح میں جمع ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ انکی طرف دیکھتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو۔ جس چیز کی تمہیں خواہش ہے وہ مجھ سے مانگ لو۔ تب سب فرشتے عرض کرتے ہیں کہ خداوندا ہماری

آرزو یہ ہے کہ ماہِ رجب میں جتنے لوگوں نے روزے رکھے ہیں ان سب کو بخشدے۔ خداوند تعالٰی فرماتا ہے کہ میں نے ان سب کو بخشدیا۔ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ رجب کے پہلے پنجشنبہ میں جو آدمی روزہ رکھتا ہے اور مغرب اور عشاکے درمیان نماز پڑھتا ہے یعنی جمعہ کی رات میں نماز کی بارہ رکعتیں ادا کرے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورۂ فاتحہ اور تین دفعہ انا انزلناہُ فی لیلۃ القدر اور بارہ دفعہ قل ہو اللہ احد پڑھے اور دونوں رکعت کے درمیان فرق کرنے کے واسطے سلام پھیرے اور نماز سے فارغ ہو کر ستر دفعہ میرے اوپر درود بھیجے اور اس میں یہ کہے اے پروردگار محمد نبی اُمّی اور اُس کی آل پر درود بھیج اور سلام اور پھر ایک سجدہ کرے اور اس میں ستر دفعہ یہ کہے فرشتوں اور روحوں کا پروردگار بہت منزّہ اور پاک ہے اور اس کے بعد ستر دفعہ سر اٹھا کر یہ کہے اے پروردگار بخشدے اور رحم کر اور میرے اُن گناہوں سے درگذر کر جو تُو جانتا ہے کیونکہ تو غالب اور بزرگ ہے اور پھر دوبارہ سجدہ کرے اور جو کچھ پہلے سجدہ میں کہا تھا وہی کہے پھر سجدہ میں اللہ تعالٰی سے اپنی حاجت مانگے تو اسکی حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے اسکی قسم ہے کہ ایسا کوئی مرد یا عورت نہیں ہے جو اسطرح نماز پڑھے اور خدا تعالٰی اُس کے سارے گناہ نہ بخشدے۔ اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ اور ریگستان کے ذروں اور پہاڑوں اور بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں کے برابر ہوں اور قیامت کے دن اس کے خاندان میں سے سات سو آدمیوں کی شفاعت قبول کی جائیگی۔ پس پہلی رات ہی اسکی نماز کا ثواب اس کی قبر میں آویگا اور کشادہ پیشانی اور فصیح زبان سے یہ کہیگا۔ اے میرے دوست تجھے خوشخبری ہو تو نے ہر ایک سختی سے نجات پائی۔ وہ شخص کہیگا۔ کہ تُو کون ہے تیرے جیسا خوبصورت آدمی میں نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی کا ایسا شیریں کلام سُنا ہے جیسا کہ تیرا ہے اور نہ تیری سی خوشبو کسی سے سونگھنے میں آئی ہے وہ جواب دیگا میں تیری اُس نماز کا ثواب ہوں جو تُو نے فلاں رات فلاں مہینے فلاں سال میں پڑھی تھی۔ آج کی رات تیری حاجت پوری کرنے کے واسطے تیرے پاس آیا ہوں اور تیری اس تنہائی میں تیرا غمخوار ہوں اور تیری وحشت کو دُور کرتا ہوں اور جب صُور پھونکا جائیگا تو قیامت کے میدان میں تیرے سر پر سایہ کروں گا پس تجھے خوشخبری ہو کہ تیرا مالک تیری نیکی ضائع نہیں کریگا+

ماہ رجب کی ستائیسویں تاریخ کے روزے کی بزرگی

شیخ ابوالبرکات ہبۃ اللہ سقطی، حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ عبداللہ بن علی محمد بن بشیر سے اور وہ علی بن عمر حافظ سے اور وہ ابوبکر نصر جیشون بن موسٰی خلال سے اور علی بن سعید دیلمی سے اور وہ ضمرہ بن ربیعہ قرشی سے اور وہ ابن شوذب سے اور وہ مطرق وراق سے اور وہ شہر بن حوشب سے اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی رجب کی ستائیسویں تاریخ روزہ رکھتا ہے اس کو ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب عطا ہوتا ہے اور یہ پہلا دن ہے جس میں حضرت جبرئیلؑ پیغمبرؐ کے پاس نازل ہوئے ساتھ پیغمبری کے۔ اور ہبۃ اللہ اپنے اسناد میں حسنؒ بصری سے روایت کرتے ہیں کہ رجب کی ستائیسویں کو عبداللہ بن عباس اعتکاف کی حالت میں صبح کرتے تھے اور ظہر کے وقت تک نماز پڑھتے تھے اور ظہر پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر تک نفل پڑھا کرتے تھے اسکے بعد چار رکعت نماز پڑھتے تھے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ الحمد اور ایک دفعہ معوذتین اور تین دفعہ انا انزلنا اور پچاس دفعہ قل ہو اللہ پڑھا کرتے تھے اور عصر تک دُعا مانگتے رہا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ پیغمبرؐ بھی اس روز ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اور ہبۃ اللہ اپنی اسناد میں ابی سلمہ سے اور وہ ابی ہریرہ سے اور وہ سلمان فارسی سے خبر دیتے ہیں کہ رسُول مقبوُل نے فرمایا ہے کہ ماہ رجب میں ایک رات اور ایک دن ایسا آتا ہے کہ اگر کوئی اُس دن میں روزہ رکھے اور اس رات نماز میں قیام کرے، تو اُس شخص کو

اس قدر ثواب ملتا ہے کہ جس قدر سو برس کے روزہ دار کو۔ اور اتنا اجر دیا جاتا ہے جتنا کہ سو برس کے شب بیدار کو اور یہ رات ماہ رجب کی آخری تین راتوں میں سے ایک رات ہے اور یہ دن وہ ہے جس میں اللہ کے رسول مقبول پر پیغمبری نازل ہوئی تھی+

روزوں کے آداب

جو آدمی روزہ رکھے اس کو گناہوں سے بچنا لازم ہے اپنے روزے کو خدا کے خوف سے پورا کرے شیخ ہبتہ اللہ نے حسن بن احمد بن عبداللہ فقیہ حنبلی سے روایت کرتے ہیں اور وہ محمد بن احمد حافظ سے اور وہ حسن بن جعفر واعظ سے اور وہ احمد بن عیسے سکتی سے اور وہ ابن اسحاق سے جو ملقب باجسام سے اور وہ اسحاق بن زرین راستی سے اور وہ اسمٰعیل بن یحیٰی سے اور وہ مسعود بن کدام سے اور وہ عطیہ سے اور وہ ابو سعید خدری سے راوی ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ رجب کا مہینہ حرام مہینوں میں سے ہے اور چھٹے آسمان پر اس مہینے کے دن لکھے ہوئے ہیں اگر کوئی آدمی رجب کے دنوں میں ایک روزہ رکھے اور پرہیزگاری سے اس کو پورا کرے تو وہ دروازہ اور وہ دن دونوں اس بندے کے لئے اللہ بخشش مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے پروردگار اس کو بخشدے اور اگر پرہیزگاری کے ساتھ اس کا روزہ پورا نہیں ہوتا تو پھر اسکے لئے بخشش نہیں مانگتے اور اس شخص کو کہتے ہیں کہ تیرے نفس نے تجھے کو دھوکا دیا ہے اور اعرج حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ روزہ انسان کے واسطے ایک ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی آدمی روزہ رکھے تو وہ روزہ میں جہالت نہ کرے اور اگر اس کو کوئی گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو وہ اس کو یہ جواب دے کہ صاحب میں تو روزہ دار ہوں سا اللہ کے رسول نے فرمایا ہے کہ جو شخص جھوٹ اور بدعمل نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے کھانے پینے ترک کرنے کی حاجت نہیں۔ اور روایت ہے حسن سے اور وہ ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ دوزخ کی آگ سے بچنے کے واسطے انسان کے لئے روزہ ایک ڈھال ہے اگر ڈھال تب تک ہے کہ روزہ کو پھاڑ نہ ڈالے۔ لوگوں نے آپکی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول یہ ڈھال کیونکر پھٹ جاتی ہے آپ نے فرمایا جھوٹ بولنے اور غیبت کرنے سے۔ ابی ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ کھانے اور پینے سے روزہ نہیں ہے بلکہ فحش اور لغو باتوں کے ترک کر دینے سے اور شیخ ابو نصر محمد بن بنا اپنے باپ شیخ ابو علی بن احمد بن عبداللہ بن بنا سے روایت کرتے ہیں اور وہ محمد حافظ سے اور وہ عبداللہ سے اور وہ جعفر بن محمد حمال سے اور وہ سعید بن عتبہ سے اور وہ بنتہ بن خلف سے اور وہ بقیہ سے اور وہ محمد حجاج سے اور وہ خاقان سے اور وہ انس بن مالک سے راوی ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ پانچ چیزیں روزے اور وضو کو توڑ دیتی ہیں اور وہ یہ ہیں جھوٹ چغلی غیبت شہوت کی نظر سے دیکھنا۔ جھوٹی قسم کھانی۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص لوگوں کا گوشت کھا کر دن گذارے تو وہ روزہ دار نہیں۔ اور ابو نصرانی اپنے باپ سے اللہ وہ حذیفہ بن یمانی سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی غور سے عورت کی پشت پر کپڑوں پر سے نظر کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور ابو نصر اپنی اسناد میں سلیمان بن موسیٰ سے راوی ہیں کہ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب کوئی آدمی روزہ رکھے تو وہ یہ کرے کہ اپنے کانوں کو نالائق باتوں کے سننے سے) بچا لے۔ اور اپنی آنکھوں کو بری جگہ کے دیکھنے سے نگاہ رکھے اور اپنی زبان کو جھوٹ اور حرام سے بچائے اور اپنے ہمسائیوں کو ایذا نہ دے اور بردباری اور آرام اختیار کرے اور روزے اور افطار کے دن کو برابر اور یکساں نہ کرے۔ اور رسول مقبول نے فرمایا ہے بہت سے روزے دار ایسے ہیں کہ ان کو اپنے روزہ سے

بھوک پیاس ہی نصیب ہوتی ہے اسکے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ وہ رات کے وقت عبادت کرتے ہیں۔ اور اس قیام اور قعود سے انکو شب بیداری ہی نصیب ہوتی ہے کچھ ثواب نہیں ملتا۔ اور اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی ایسا ہے کہ اس کے کام سے عرش کانپ اٹھتا ہے اور خدا کا غضب اس پر نازل ہوتا ہے اور یہ وہ آدمی ہے جو اپنے روزے اور نماز سے لوگوں کی خوشی چاہتا ہے یعنے دنیا حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہے خداوند تعالی کی رضامندی مقصود نہیں ہوتی ہے۔ اور اللہ کے رسول نے خبر دی ہے کہ خداوند تعالے فرماتا ہے کہ میں تمہارا اچھا شریک ہوں اور اگر کوئی آدمی اپنے عمل میں میرے سوا دوسرے کو شریک کریگا تو اس کا وہ عمل اسی دوسرے کے لئے ہوگا اور میں اس کو قبول نہیں کرونگا اگر قبول کرونگا تو اسی چیز کو قبول کروں گا جو خاص میری پاک ذات کے واسطے کی گئی ہوگی۔ اے آدم کے فرزند میں قسمت بانٹنے والوں میں سے بہتر قسمت بانٹنے والا ہوں جو عمل تو نے غیر کے واسطے کیا ہے اس کو دیکھ لے اس کا عوض اس پر واجب ہے جس کے واسطے تو نے کیا ہے اور پیغمبر صلعم اپنی دعا مانگا کرتے تھے کہ اے میرے پروردگار میری زبان کو جھوٹ سے پاک کر، اور میرے دل کو نفاق سے بچا اور میرے عمل کو ریاکاری اور آنکھوں کو خیانت سے پاک کر۔ کیونکہ تو آنکھوں کی خیانت کو اور ان چیزوں کو جو سینوں میں پوشیدہ ہیں جانتا ہے پس روزہ دار کو لازم ہے کہ ادب اختیار کرے اور ریا سے بچے اور اس کے روزے اور تمام عبادات کو نہ خلقت دیکھے اور نہ معلوم کرے تاکہ دنیا اور آخرت میں اس کو ٹوٹا نہ ہو۔ اور شیخ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابو فراس سے اور وہ عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے تمام عمر روزہ رکھا ہے مگر عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دنوں میں روزہ نہیں رکھا۔ اور داؤد علیہ السلام نے تمام عمر روزہ رکھا۔ اور حضرت ابراہیمؑ ہر ماہ میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے۔ اس حساب سے گویا انہوں نے تمام عمر روزہ رکھا ہے کیونکہ ہر ایک نیکی دس گنا ہو جاتی ہے۔ اور تمام عمر افطار بھی کیا۔ اور شیخ ابو نصر اپنی اسناد میں اپنے باپ محمد بن منکدر سے اور وہ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحرائی لوگوں میں سے ایک آدمی رسول مقبول کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول آپ مجھے اپنے روزہ کی کیفیت بیان فرمائیں یہ سنکر آپ کو اس قدر غصہ ہوا۔ کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور جب حضرت عمر بن خطاب نے آپ کا یہ حال ملاحظہ فرمایا۔ تو اس آدمی کو ڈرایا۔ اور جھڑکا اور گفتگو کرنے سے منع کر کے خاموش کرایا۔ اور جب رسول مقبول کا غصہ اتر گیا۔ تو حضرت عمرؓ نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اے خدا کے رسول میں تیرے قربان جاؤں اگر کوئی سال بھر روزے رکھے تو اس آدمی کا کیا حال ہوگا۔ آپ نے جواب دیا کہ نہ اس نے روزہ رکھا ہے اور نہ افطار کیا ہے پھر حضرت عمرؓ عرض کی۔ کہ اگر کوئی آدمی ہر ایک مہینے میں تین دن روزے رکھے تو اس کا کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ یہ شخص ایسا ہے کہ گویا وہ تمام عمر ہی روزے رکھتا ہے پھر حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ اے خدا کے رسول اگر کوئی آدمی دوشنبہ اور پنجشنبہ کے دن روزے رکھے تو اس کا کیا حال۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ پنجشنبہ کے دن لوگوں کے اعمال نامے آسمان پر لے جاتے ہیں اور دوشنبہ وہ دن ہے جس دن خدا نے مجھ کو پیدا کیا اور مجھ پر اسی دن وحی نازل ہوئی ؟

روزہ افطار کرنے کا بیان

جب روزہ افطار کرنے کا وقت پہنچے تو اس وقت یہ پڑھے۔ میں خدا کے نام پر شروع کرتا ہوں اے اللہ میں نے تیرے واسطے روزہ رکھا ہے اور تیرے ہی رزق سے اب افطار کرتا ہوں تو پاک ہے اور میں تیری تعریف کرتا ہوں اے اللہ تو مجھ سے قبول کر کیونکہ تو سب کچھ سننے والا ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ روزے کے وقت یہ پڑھا کرتے تھے اے اللہ میں تجھ سے رحمت کی درخواست کرتا ہوں جو سب کو شامل ہے۔ مجھ پر اپنی رحمت نازل کر۔ اور ابی عالیہ سے روایت

کرتے ہیں کہ آپ یہ کہا کرتے تھے اگر کوئی روزہ افطار کرنے کے وقت یہ کہے کہ اُس خدا کے واسطے حمد ہے جو بزرگ اور غالب ہے اور اس خدا کے واسطے حمد ہے جو دیکھتا ہے اور نیکی کی توفیق دیتا ہے اور اُس خدا کے واسطے حمد ہے۔ جو مالک اور قادر ہے اور میں اس کی حمد کرتا ہوں جو مُردہ مخلوق کو پھر زندہ کریگا۔ تو اس آدمی کے سب گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور وہ اس طرح پاک اور صاف ہو جاتا ہے کہ گویا وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ مصعب بن سعید نے عبداللہ بن زبیر سے اور وہ سعد بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول جب کسی اصحاب کے پاس روزہ افطار کرتے تھے اس وقت آپ یہ فرمایا کرتے تھے۔ روزہ داروں نے تمہارے پاس روزہ افطار کیا اور نیکوکار لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا اور فرشتوں نے تم پر رحمت بھیجی ۔

ماہ رجب میں دعا کرنے کا بیان

رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی ماہ رجب میں دعا کرے تو اسکی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کی لغزشیں بھی معاف ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی اُس مہینہ میں گناہ کرے اس پر دو چند عذاب ہوتا ہے امام ہبتہ اللہ قاضی ہناد بن ابراہیم نسفی سے اور وہ عبدالقاہر بن عمر جزری سے اور وہ ہبتہ اللہ سے اور وہ محمد بن فرحان سے اور وہ احمد بن حسین بن سعید انماطی سے اور وہ ابراہیم بن فراش سے اور وہ عمرو بن سمرہ سے اور وہ موسٰے بن عباس سے اور وہ اصبع سے اور وہ بناتہ کو اور وہ حسین بن علی بن ابی طالب کرم اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم طواف کر رہے تھے کہ اچانک ایک آواز آئی اور وہ یہ تھی کہ اے خدا جو تاریکیوں میں عاجزوں کی دعا قبول کرتا ہے اور رغم اور بلا اور بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ تیرے مہمانوں نے خانہ کعبہ اور حرم کے گرد رات بسر کی ہے اور ہم دعا کرتے ہیں اور اللہ پاک کی آنکھ نہیں سوتی۔ اپنے کرم اور فضل سے میری خطا اور گناہ معاف کردے اور سب مخلوق تیری رحمت کی طرف ہی اشارہ کرتی ہے اگر تیری رحمت نے گناہگاروں کی دستگیری نہ کی تو کون گناہگاروں پر نعمت بخشیگا۔ حسین بن علی فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت علیؓ نے مجھے فرمایا کہ اے حسینؓ کیا تو اس گناہگار کا گریہ نہیں سُنتا جو اپنے گناہوں پر رو رہا ہے اور اپنے رب کے سامنے اپنے نفس پر عتاب کر رہا ہے چل کر اس کی تلاش کر۔ امید ہے کہ وہ تجھ کو مل جائے۔ اس لئے میں نے فوراً اُس کی تلاش کی اور اچانک اس کو پالیا میں نے دیکھا کہ ایک نیک رو اور پاک آدمی ہے اور اسکے کپڑوں سے خوشبو آ رہی ہے جب میں نے اس کو غور سے دیکھا تو اس کی دائیں جانب خشک ہے۔ مینے اس کو کہا کہ تجھے امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب بلاتے ہیں پس وہ گھسٹتا ہوا امیرالمومنین حضرت علی کے پاس آیا آپ نے اس شخص سے اس کا حال پوچھا اس نے جواب دیا کہ جو آدمی عذاب میں گرفتار ہو اور اپنے عیال کے حقوق ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اُس آدمی کا کیا حال ہوگا۔ آپ نے اس سے اس کا نام دریافت کیا اس نے جواب دیا۔ کہ میرا نام منازل بن لاحق ہے آپ نے اس سے فرمایا کہ تو اپنا قصہ بیان کر۔ اس نے عرض کی کہ میں عرب میں لہو ولعب میں مشہور تھا اور میدان عرب کے گرد و نواح میں بے خوف ہو کر جس طرف کو چاہتا تھا اسی طرف کو گھوڑا دوڑایا کرتا تھا اور غفلت میں بے ہوش رہتا تھا کبھی ہوش نہیں آتی تھی۔ اور اگر توبہ کرتا تھا۔ تو وہ قبول ہوتی تھی یعنے اس پر ثابت قدمی نہیں رہتی تھی اور خدا کی طرف بازگشت مقبول نہیں ہوتی تھی۔ اور رجب اور شعبان کے مہینے میں ہمیشہ میں گناہ کیا کرتا تھا اور میرا باپ شفیق اور نرم دل تھا وہ میری لغزشوں اور گناہوں سے مجھ کو خوف دلایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے اے بیٹا کہ خداوند تعالٰے کی گرفت بہت ہی سخت ہے اور اس کا غضب اور قہر بڑا خوفناک ہے اور ایذا دینے والا ہے۔ جو آگ سے عذاب دیتا ہے اسکے حکم سے روگردانی نہ کر۔ اور بہت لوگ تیرے ظلم سے نالاں ہیں۔ اور خداوند تعالٰے

کی درگاہ میں ان کے ہاتھ بلند ہو رہے ہیں اور تیرے مظالم کی فریاد کر رہے ہیں اور بہت سے مقرب فرشتے تجھ سے نالاں ہیں اور جن مہینوں اور دنوں میں جنگ کرنا حرام ہے تو نے ان دنوں میں بھی ظلم کیا ہے۔ میرا باپ تنبیہ کے واسطے اکثر مجھ کو لعنت ملامت کیا کرتا تھا اور میں اپنے والد کو مارا کرتا تھا۔ آخر کار ایک دن میں اپنے والد کے پاس سے گذرا اور انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ خدا کی قسم میں سچ کہتا ہوں کہ میں روزہ رکھوں گا مگر افطار نہیں کرونگا اور نماز پڑھونگا اور نہیں سوؤنگا۔ پس آپ نے ایک ہفتہ بھر روزے رکھے اور پھر ایک اونٹ پر سوار ہو کر جو ابلق سرخ اور سفید تھا حج اکبر کے دن مکہ میں تشریف لائے اور جاتے ہوئے مجھے یہ کہا کہ میں خانہ کعبہ کی طرف جاتا ہوں۔ اور وہاں تجھ پر خداوند تعالےٰ کے ہاں مدد مانگوں گا۔ پس میرے والد جب مکہ میں تشریف لائے تو آتے ہی اس کو پردوں سے لپٹ گئے اور میرے حق میں بددعا فرمائی اور کہا اے اللہ دور سے حاجی لوگ تیری طرف آتے ہیں اور تیری بزرگ مہربانی کی امید رکھتے ہیں تو یگانہ ہے اور بے نیاز ہے اور میرا بیٹا منازل میری نافرمانی کرتا ہے اور اس سے باز نہیں آتا۔ اسلئے تو میرے حق کے واسطے میرے لڑکے سے مواخذہ کر اور اپنی بخشش اور برکت کے ذریعہ اس کے پہلو کو شل کر دے۔ یعنے اس کا ایک پہلو مارا جائے اور فرمایا اے اللہ نہ تجھ کو کسی نے جنا ہے اور نہ ہی تو کسی کو جنتا ہے میری اس دعاء کو قبول فرما جس نے آسمان کو بلند کیا ہے اور پانی کو زمین سے نکالا ہے مجھے اُس ذات کی قسم ہے کہ ابھی تک اس کی دُعا پوری نہیں ہوئی تھی کہ میرا داہنا بازو شل ہو گیا۔ اور میں ایسا ہو گیا جیسے سُوکھی لکڑی اور حرم کے ایک گوشہ میں گر پڑا اور وہیں پڑا رہ گیا صبح اور شام لوگ میرے پاس آتے اور گذرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ وہی آدمی ہے جس کے حق میں خداوند تعالےٰ نے اسکے باپ کی دعا قبول فرمائی ہے۔ اسکے بعد حضرت علیؓ نے اس شخص سے پوچھا کہ اس حال ہونے کے بعد تیرے باپ نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ اُس نے جواب دیا کہ اے امیرالمومنین میں نے اپنے باپ کی خدمت میں جب وہ مجھ سے راضی ہو گیا کہ جس جگہ میرے حق میں آپ نے بددعا کی ہے اب وہیں جا کر میرے حق میں نیک دعا کرو۔ تو انہوں نے میری اس درخواست کو قبول کیا۔ اور وہاں جانے کا ارادہ کیا۔ پس میرے والد ایک اونٹنی پر سوار ہوئے اور چل پڑے جب وادی عراق میں پہنچے تو اس جگہ ایک درخت سے ایک پرندہ اُڑا۔ اور سواری کی اونٹنی اس سے ڈری اور ڈر کر بھاگی اور میرے والد اس اونٹنی سے گر پڑے اور گرتے ہی مر گئے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے اس کو فرمایا کہ میں نے رسول مقبول سے ایک دُعا سنی تھی۔ وہ میں تجھے سکھلاتا ہوں ایسا کوئی غمناک نہیں ہو گا کہ وہ اس کو پڑھے اور اس کا غم دور نہ ہو جائے اور کوئی رنجور ہو اگر اس کو پڑھے تو خداوند تعالےٰ اسکے رنج کو دور کر دیتا ہے۔ یہ سُنکر اُس نے عرض کی کہ وہ دعا آپ مجھے بتلائیں۔ پس آپنے اس کو وہ دعا سکھلائی۔ حسین بن علیؓ کہتے ہیں کہ پھر اُس شخص نے اس دعا کو پڑھا اور دوسرے روز ہی اللہ تعالےٰ نے اس کو اُس بیماری سے شفا دیدی اور صحیح سلامت ہو کر ہمارے پاس چلا آیا گویا اس کو کبھی بیماری لاحق ہی نہیں ہوئی تھی۔ اور جب آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ تو نے وہ دعا کس طرح پڑھی تھی جواب دیا کہ جب میری آنکھوں میں آرام آ گیا۔ اسوقت میں نے ایک دفعہ اور دوسری دفعہ اس دعا کو پڑھا اس کے بعد ایک پکارنیوالے نے مجھے پکار کر کہا کہ اے اللہ تعالےٰ تیرے لئے کافی ہے تو نے اسم اعظم پڑھ کر دعا مانگی ہے اور جب کوئی اسطوق سے دعا مانگتا ہے تو وہ قبول ہو جاتی ہے اور جو کچھ مانگتا ہے وہ اس کو دیا جاتا ہے اسکے بعد مجھے نیند آ گئی اور میں سو گیا میں نے خواب میں اللہ کے رسول کو دیکھا اور وہی دُعا اُن کے سامنے پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے چچا کے بیٹے علیؓ نے سچ کہا ہے کہ اس دعا میں اللہ جل شانہٗ کا وہ اسم اعظم ہے جب اس کو پڑھ کر دعا کی جاتی

ہے تو وہ قبول ہو جاتی ہے اور جو سوال کیا جاتا ہے وہ پورا ہو جاتا ہے اسلئے پھر دوبارہ میری آنکھوں پر نیند غالب آگئی اور پیغمبر کو خواب میں دیکھا۔ انکی خدمت میں میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اس دعا کو میں آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں رسول مقبول نے فرمایا تو کہہ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تو پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اپنی قدرت سے تو نے آسمان کو بلند کیا ہے اور اپنی عزت سے زمین کے فرش کو بچھایا ہے۔ آفتاب اور ماہتاب میں تیری ہی بزرگی کے نور چمک رہے ہیں۔ ہر مومن اور پاک نفس کے آگے تو ہی آنے والا ہے۔ اور اے ڈرنے والوں کو خوف سے آرام دینے والے۔ اے اللہ تیری ہی جناب میں لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ حضرت یوسفؑ کو غلامی سے تو نے ہی نجات دی تھی۔ تیری بارگاہ معلے پر کوئی دربان نہیں ہے۔ ہر ایک کو اس میں داخل ہونیکی اجازت ہے تیرا کوئی مصاحب نہیں۔ اور نہ ہی نیابت کرنے والا کوئی تیرا وزیر ہے اور نہ ہی تیرے سوا کوئی اور پروردگار ہے کہ مخلوق اس کو یاد کرے تو ہی ہے جو لوگوں کی حاجتوں پر اپنے کرم اور اپنی بخشش سے نظر کرتا ہے محمدؐ اور اسکی آل پر درود بھیج اور میرا سوال پورا کردے کیونکہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے (اس شل آدمی کا بیان ہے کہ) اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اور میں نے اپنے آپ کو بیماری سے صحیح سلامت پایا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس دعا کو تم لازم پکڑو۔ کیونکہ یہ عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے عمر بن خطاب وغیرہ کے زمانے کی ایک طویل روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی عقلمند اپنے گناہوں اور ظلموں اور مظلوم کی بددعا کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھے تحقیق پیغمبرؐ نے فرمایا ہے قیامت کے دن تاریکیاں ظلم ہی ہونگی اور فرمایا ہے کہ جب کوئی بندہ اس کی درگاہ میں اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کو اس سے شرم آتی ہے کہ اسکی دعا کو رد کردے اور اس کو خالی ہاتھ واپس لوٹادے۔ دعا کے بعد فی الفور دنیا ہی میں اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے اور یا قیامت پر اس کو موقوف رکھتا ہے سعدی علیہ الرحمۃ اس باب میں فرماتے ہیں ؎ کرم بین ولطف خداوندگار۔ گناہ بندہ کرد است واو شرمسار + اور نظامی علیہ الرحمۃ کا یہ مقولہ ہے ؎ تو گفتی ہر آنکس کہ در رنج وتاب + دعائے کند من کنم مستجاب ایک اور عربی شعر کا اس باب میں یہ مضمون ہے کہ اے فلانے تو دعا کو سنتا ہے اور اس کو حقیر جانتا ہے۔ تجھے معلوم ہو جائیگا کہ دعا نے کیا اثر کیا ہے رات کے تیر خطا نہیں کرتے اور ان کے لئے ایک وقت مقرر ہے اس وقت پر دعا کا پورا ہونا ضروری ہے +

شعبان کے مہینے کی بزرگی اور آدھی رات کی برکتوں کا بیان

شیخ ابو نصر محمد اپنے باپ علی حسین سے اور وہ ابو الحسن علی بن محمد بن عمر بن حفص بن جعفر مقری سے اور وہ ابو الفتح حافظ سے اور وہ ابو بکر محمد بن عبداللہ شافعی سے اور وہ اسحاق بن حسن سے اور وہ عبداللہ بن سلمہ سے اور وہ مالک بن انس سے اور وہ ابی نصر مولی عمر بن عبداللہ سے اور وہ ابی سلم بن عبدالرحمن سے اور وہ حضرت رسول مقبول کی زوجہ عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ جب خدا کے رسول مقبول روزہ رکھا کرتے تھے تو مجھے یہ گمان ہوتا تھا کہ اب اپنے روزے کو کبھی افطار نہیں کرینگے اور جب افطار کرتے تھے تو پھر مجھ کو ایسا خیال ہوتا تھا کہ اب کبھی روزہ ہی نہیں رکھینگے اور رمضان کے مہینے کے سوا کسی اور مہینے میں میں نے آپ کو پورے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور رمضان کے سوا شعبان کے مہینے میں جس قدر روزے رکھتے تھے اس سے زیادہ کسی اور مہینے میں نہیں رکھے۔ یہ صحیح حدیث ہے۔ اور اس کو بخاری نے عبداللہ بن یوسف سے بیان کیا ہے اور وہ مالک سے اور وہ ابو نصر سے اور وہ محمد سے اور وہ ہشام بن عروہ سے اور وہ عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا ہے کہ آپ روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ نہیں

افطار کریں گے اور افطار کرتے جہاں تک کہ ہم کہتے کہ روزہ نہیں رکھینگے اور عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول شعبان میں روزہ رکھنے کو بہت دوست جانتے تھے ایک دفعہ میں نے آپ سے پوچھا کہ شعبان کے روزوں کو آپ بہت دوست رکھتے ہیں اس کا کیا باعث ہے آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ جن لوگوں نے اِس سال میں مرنا ہوتا ہے ملک الموت اُن کے نام کو اس مہینے میں لکھ لیتا ہے اسلئے مجھ کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اگر میرا نام بھی اس فہرست میں لکھا جائے تو ہو تو اس وقت میں روزے سے ہوں اور ابو نصر محمد سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ عطا بن یسار سے اور وہ حضرت ام سلمہ سے راوی ہیں۔ کہ حضرت ام سلمہ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے رسول رمضان سے بعد جس قدر شعبان میں روزے رکھتے تھے اتنے اور کسی مہینے میں نہیں رکھتے تھے اور یقیناً جو اس سال میں مرتا ہے اُس کا نام شعبان کے مہینے میں زندوں کی فہرست نکال کر مُردوں کی فہرست میں داخل کیا جاتا ہے اور تحقیق البتہ کوئی شخص سفر کرتا ہے حالانکہ اس کا نام مردوں کی فہرست میں ہوتا ہے اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ثابت سے اور وہ انسؓ سے روایت کہتے ہیں کہ پیغمبر صلعم سے یہ سوال کیا گیا کہ روزوں میں سے بہتر روزے کونسے ہیں آپ نے جواب دیا کہ شعبان کے روزے واسطے تعظیم روزوں رمضان کے اور ابو نصر سے اپنے باپ معویہ بن صالح سے اور وہ عبد اللہ بن قبیس سے روایت کرتے ہیں کہ عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ پیغمبر صلعم کے نزدیک شعبان کا مہینہ زیادہ دوست ہے اور یہ رمضان شریف کی قربت کے سبب سے ہے اور عبد اللہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی شعبان کے آخری دو شنبہ کو روزہ رکھے تو اللہ تعالےٰ اس کے گناہوں کو بخشدیگا یعنے آخری دو شنبہ اُس ماہ کا تا کہ آخری دن مہینے کا اس واسطے کہ رمضان پہلے ایک دو دن روزہ رکھنا منع ہے۔ اور انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسولؐ نے فرمایا ہے کہ شعبان نام اس واسطے پڑا ہے۔ کہ اس میں بہت سی نیکیاں تقسیم ہوتی ہیں اور رمضان کا اسواسطے رمضان نام رکھا گیا ہے کہ اس میں سب گناہ سوختہ کئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بہتر پیدائش

اللہ جل شانہ فرماتا ہے جس چیز کو چاہتا ہے اے پروردگار پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے برگزیدہ کرتا ہے اللہ جل شانہ نے اپنی پیدائش میں سے چار چیزوں کو چُنا ہے پھر اُن میں سے ایک کو۔ سب فرشتوں میں سے چار کو برگزیدہ کیا ہے جبرئیل۔ میکائیل۔ اسرافیل۔ عزرائیل اور پھر اُن میں سے حضرت جبرئیل کو۔ اور نبیوں میں سے برگزیدہ کیا۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسےٰؑ اور محمد صلعم۔ اور پھر انہیں سے حضرت محمد صلعم کو چُن لیا ہے۔ اور اصحابوں میں سے برگزیدہ کیا ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ اور پھر اُن میں سے حضرت ابو بکرؓ کو برگزیدہ کیا ہے اور مسجدوں میں سے برگزیدہ کی گئی ہیں مسجد حرام۔ مسجد اقصےٰ مسجد مدینہ شریف۔ مسجد طور سینا۔ اور ان میں سے مسجد حرام کو برگزیدہ کیا ہے اور دنوں میں سے سب سے بہتر ہیں عید الفطر عید الضحیٰ۔ عرفہ اور روز عاشورہ۔ اور پھر اُن میں سے عرفہ کے دن کو ترجیح دی ہے اور راتوں میں سے شب برات۔ شب قدر شب جمعہ۔ شب عید پسند کی ہیں۔ اور پھر ان چاروں میں سے شب قدر کو زیادہ فضیلت دی ہے اور مقاموں میں سے چار مقاموں کو فضیلت دی ہے مکہ۔ مدینہ۔ بیت المقدس۔ مساجد العشاء۔ اور پھر ان میں سے مکہ کو بزرگی دی ہے اور پہاڑوں میں سے چار پہاڑوں کو بزرگی دی ہے۔ اُحد۔ سینا۔ جودی الکام۔ لبنان۔ اور پھر اُن میں سے طور سینا کو برگزیدہ کیا ہے اور دریاؤں میں سے ان چاروں کو فضیلت دی ہے جیحوں۔ سیحوں۔ فرات اور نیل اور پھر ان میں سے فرات کو افضل کہا ہے اور مہینوں میں سے چار مہینے برگزیدہ کئے ہیں۔ رجب۔ شعبان۔ رمضان۔ محرم اور پھر ان میں سے شعبان کو زیادہ بزرگی بخشی ہے۔ اور اس کو نبی کا مہینہ قرار دیا ہے اور جس طرح محمد صلعم سب پیغمبروں سے افضل ہیں اسی طرح ان کا مہینہ بھی

سب مہینوں سے افضل ہے۔ اور ابو ہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے فرمایا ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رجب خدا کا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ اور شعبان گناہ سے کنارہ کرنے والا ہے۔ اور رمضان آدمی کو پاک کرتا ہے اور پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ شعبان۔ رجب اور رمضان کے درمیان ایک مہینہ ہے اور اس کی فضیلت سے لوگ غافل ہیں۔ اس مہینہ میں بندوں کے عمل اللہ تعالےٰ کی طرف اُٹھائے جاتے ہیں اسلیئے میں اس بات کو درست رکھتا ہوں۔ کہ جب میرے عمل اُٹھائے جائیں۔ تو اس وقت میں بھی روزے سے ہوں۔ انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ماہ رجب کی بزرگی باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسی کہ سب کلاموں پر قرآن شریف کو بزرگی ہے اور شعبان کی بزرگی باقی سب مہینوں پر ایسی ہے جیسی کہ تمام نبیوں پر مجھ کو بزرگی دیگئی ہے اور رمضان کی بزرگی باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسی کہ تمام مخلوقات پر خدا کی بزرگی ہے اور انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول کے بزرگ اصحاب جب شعبان مہینے کا چاند دیکھا کرتے تھے تو اس وقت قرآن پڑھا کرتے تھے اور اپنے مال سے مسلمان زکوٰۃ بھی نکالتے تھے۔ تا کہ غریب اور مسکین لوگ اس سے آسودہ ہوں اور رمضان کے روزے رکھنے کے لئے انہیں قدرت ہو جاوے اور حاکم قیدیوں کو بلاتے تھے ان میں سے جو شرع کی حد جاری کرنے کے قابل ہوتے تھے اُن پر حد جاری کی جاتی تھی اور باقی لوگوں کو چھوڑ دیتے تھے اور سوداگر بھی اس مہینے میں اپنا قرضہ ادا کرتے تھے اور دوسرے لوگوں سے جو کچھ وصول کرنا ہوتا تھا اُسے وصول کر لیتے تھے اور جب ماہ رمضان کا چاند نظر آتا تھا تو لوگ غسل کرتے اور اعتکاف میں بیٹھتے تھے۔

شعبان کا بیان

لفظ شعبان میں پانچ حرف ہیں ش۔ ع۔ ب۔ الف۔ ن اور ان پانچوں میں ایک ایک بزرگی کی طرف اشارہ ہے۔ ش سے تو شرف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور ع سے بلندی کی طرف اشارہ ہے اور ب سے نیکی کی جانب اور الف سے الفت کی جانب اور ن سے نور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں پر بڑی بڑی عطائیں ہوتی ہیں اور ان پر نیکیوں کا دروازہ کھولا جاتا ہے برکتیں نازل ہوتی ہیں خطائیں معاف کی جاتی ہیں گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور خدا تعالےٰ محمدؐ پر جو تمام مخلوقات سے بہتر ہیں کثرت سے درود بھیجتا ہے اور نبیؐ پر درود بھیجنے کے لئے یہ مہینہ خاص کیا گیا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تحقیق اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایماندارو۔ تم بھی اس پر درود بھیجو اور سلام جو بھیجنے کے لائق ہے۔ اللہ تعالےٰ کے درود سے رحمت مراد ہے اور فرشتوں کے درود سے شفاعت اور استغفار اور مسلمانوں کے درود سے دُعا اور ثنا۔ اور مجاہد کہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے درود بھیجنے سے یہ مراد ہے کہ اللہ نیکی کی توفیق دے اور گناہ سے نگاہ رکھے اور فرشتوں کے درود سے مدد اور نصرت مراد ہے۔ اور مسلمانوں کے درود سے مراد پیروی کرنی اور حرمت کرنی ہے اور ابن عطا کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ سے نبیؐ پر درود بھیجنا اُس کے وصال کا ہونا ہے اور فرشتوں کی طرف سے دل کی نرمی ہے اور مسلمانوں سے فرمانبرداری اور محبت اور اس کے سوا یہ بھی کہا ہے کہ نبیؐ پر خداوند تعالےٰ کا درود ان کی بزرگی اور حرمت کا اظہار کرنا ہے اور ان پر فرشتوں کے درود کا ہونا کرامت کا اظہار ہے اور امت کا درود شفاعت کی طلب کرنی ہے اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی ایک دفعہ مجھ پر درود بھیجتا تو اللہ تعالیٰ اُس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے پس ہر ایک عقلمند کو لازم ہے کہ اس مہینے میں غفلت نہ کرے اور ماہ رمضان کے استقبال کے لئے اس میں مستعد ہے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ اور جو کچھ فوت کر چکا ہے اسکی تلافی میں مشغول ہو اور شعبان کے مہینے میں خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں الحاح اور زاری کرے اور صدق دل سے اسکی طرف رجوع ہو اور اس مہینے کے صاحب کی

طفیل جو محمد صلعم ہیں خداوند تعالیٰ سے رحمت مانگے تاکہ وہ اسکے دل کے فساد کو دُور کرے۔ اور اسکے باطن کی مرض کی دوا ہو۔ اور ان کاموں کو کل پر موقوف نہ رکھے کیونکہ اصل میں یہ تین ہی دن ہیں ایک تو کل کا دن ہے جو گذر گیا اور دوسرا موجودہ دن ہے یعنی آج کا یہ کام کرنے کے واسطے ہے اور تیسرا آئندہ ہے۔ اُمید کا دن ہے اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ آئندہ دن میں میں سلامت رہونگا یا نہیں۔ پس جو دن گذر گیا ہے وہ تو نصیحت اور عبرت حاصل کرنے کے لئے ہے اور موجودہ دن غنیمت ہے اور آئندہ دن خطرہ میں ہے شائد اس کو پائے یا نہ پائے۔ ان تین مہینوں کا حال بھی ایسا ہی ہے رجب گذر جاتا ہے اور رمضان کی انتظار ہوتی ہے اور یہ کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے آنے تک میں زندہ رہوں گا یا نہ رہوں گا۔ اور شعبان ان دونوں کے درمیان ہے جب یہ مہینہ حاصل ہو تو اس میں خدا کی عبادت اور اطاعت کرنے کو غنیمت جانو۔ پیغمبرؐ نے ایک دفعہ عبداللہ بن عمر خطاب کو نصیحت کی۔ آپ نے فرمایا کہ پانچ چیزوں سے پہلے ان پانچ چیزوں کو غنیمت جانو۔ بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی کو۔ بیماری سے پہلے تندرستی کو۔ فقیری سے پہلے تونگری کو شغل سے پہلے فراغت کو موت سے پہلے زندگی کو۔

فصل شب برات کی فضیلت اور اس رحمت اور کرامت اور فضائل کے بیان میں جو اس رات کیساتھ مخصوص ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روشن کتاب کی قسم کہ ہم نے اس کتاب کو برکت والی رات میں نازل کیا ہے ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حم سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا ہونا قیامت تک خداوند تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے اور پھر روشن کتاب کی قسم کھائی۔ قرآن شریف کی اور فرمایا کہ ہمنے اس کو مبارک رات میں نازل کیا ہے اور وہ مبارک رات شعبان مہینے کے وسط میں ہے اور وہ رات شب برات ہے اور اکثر نے سفروں میں ایسا ہی بیان کیا ہے۔ اور عکرمہ کہتے ہیں کہ وہ رات شب قدر ہے اور خداوند کریم نے قرآن شریف میں بہت سی چیزوں کو مبارک نام سے موسوم کیا ہے منجملہ اُن کے قرآن بھی ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے (یہ ذکر مبارک ہے جس کو ہم نے بھیجا ہے یعنے قرآن اور اُس کی برکتوں میں سے ایک برکت یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی قرآن کو پڑھے۔ اور اس پر ایمان لائے تو وہ سیدھی راہ پا لیتا ہے اور دوزخ کی آگ سے اس کو نجات مل جاتی ہے اور اسکی برکتیں اس کے بزرگوں اور اس کے لڑکوں تک جا پہنچتی ہیں۔ اور رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی قرآن پڑھے اور اپنا ولی جدال اس پر اچھی طرح جمائے تو اسکی برکت کے سبب سے خداوند تعالیٰ اسکے ماں باپ کے عذاب کو ہلکا کر دیتا ہے چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔ اور اللہ جلشانہ نے پانی کو بھی مبارک کہا ہے۔ فرمایا ہے (اہم نے آسمان سے مبارک پانی اُتارا) اور پانی میں بڑی برکت یہ ہے کہ اُس پر سب چیزوں کی زندگی کا مدار ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ہمنے سب چیزوں کو پانی سے زندہ کیا ہے کیا تم ایمان نہیں لاتے ہو! اور پانی میں دس لطافتیں بیان کی گئی ہیں۔ رقت نرمی قوت۔ لطافت۔ صفائی۔ حرکت۔ طراوت۔ سردی۔ فروتنی۔ زندگی اور عقلمند مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ان لطافتوں کو پیدا کیا ہے۔ رقت قلب۔ نرمی خُلق۔ بندگی کی قوت۔ لطافت نفس۔ عمل کی صفائی۔ نیکی کی جانب حرکت۔ آنکھوں میں تری۔ گناہوں کی سردی۔ خلقت کے ساتھ فروتنی اور حق بات کے سُننے سے۔ زندگی پانی۔ اور زیتون کو بھی خداوند تعالیٰ نے مبارک کہا ہے۔ فرمایا ہے (مبارک درخت زیتون سے) یہ وہی پہلا درخت ہے کہ جس کا حضرت آدمؑ نے میوہ کھایا تھا اور زمین کی طرف اُتارے گئے اور اس درخت میں روشنائی ہے اور کھانا ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے کھانے والوں کے واسطے یہ سالن کا کام دیتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ مبارک درخت سے مراد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مبارک درخت قرآن ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ ایمان کا نام درخت مبارک ہے اور بعض کا مقولہ ہے کہ مومن سے وہ نفس مراد ہے جو خدا کی یاد میں آرام پکڑے۔ نیکی کا حکم کرے۔ خدا کے حکم کو

بجالائے۔ اور منکر چیزوں سے باز رکھے۔ اور قضا اور قدر پر شاکر ہو اور قسمت کے لکھے پر صبر کرے اور حضرت عیسےؑ کو بھی خداوند تعالیٰ نے مبارک نام سے یاد کیا ہے۔ حضرت کا مقولہ ہے میں جس جگہ ہوں اُسی جگہ مُبارک ہوں اور حضرت عیسے علیہ السلام کی برکت یہ ہے کہ مریمؑ انکی والدہ کے واسطے آپکی دعا کی برکت سے سوکھے کھجور کے درخت سے تر میوہ پیدا ہوا۔ اور پانی کے چشمہ نے جوش مارا۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے راس درخت کے نیچے مریم کو آواز دی کہ تو غمگین نہ ہو۔ اس درخت کے نیچے تیرے پروردگار نے پانی کا چشمہ نمودار کیا ہے اور اس خرما کے درخت کو ہلا اس سے پکی ہوئی کھجوریں تیرے واسطے گرینگی۔ پس ان کھجوروں کو کھا۔ اور اس چشمہ سے پانی پی۔ اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر) اور مادرزاد اندھوں کو آپ نے بینا کیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے کوڑھی آدمی کو شفا عطا ہوئی ہے۔ مُردوں کو زندگی بخشی اور اسکے سوا اور بھی بہت سی خوبیاں اور معجزے دیئے۔ اور اللہ تعالےٰ نے کعبہ کا نام بھی مبارک رکھا ہے۔ ارشاد فرمایا ہے رآدمیونکی عبادت کیواسطے جو پہلا گھر بنایا گیا ہے وہ مکہ مبارک میں ایک گھر ہے اور اس کی برکتوں میں سے ایک برکت یہ ہے کہ جو آدمی اس گھر میں جاتا ہے۔ اگر وہ گناہوں کے بوجھ سے لدا ہوا بھی ہو تو جب وہ وہاں سے رخصت ہوتا ہے اس حالت میں ہوتا ہے کہ اس کو گناہوں کا بوجھ ہلکا کر دیا جاتا ہے یعنے اس کے سب گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور رخداوند تعالےٰ فرماتا ہے رجو آدمی کعبہ میں آیا وہ امن میں ہوگیا) پس اگر کوئی آدمی خانہ کعبہ میں آئے اور وہ مُسلمان ہے اور خداوند تعالےٰ سے ثواب کا طلبگار اور تائب ہے تو خدا تعالےٰ اس کو سب بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے اور اسکی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے اور اس کو اپنی رحمت اور اپنے فضل سے بخش دیتا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی اس گھر میں داخل ہو جائے تو اس کو کوئی ایذا اور مصیبت نہیں پہنچے گی۔ اور کعبہ کی حرمت کے باعث شکار کا مارنا اور درخت کا کاٹنا حرم میں حرام ہے پس کعبہ کی حرمت اللہ تعالےٰ کی حرمت کی مانند ہے اور مسجد کی حرمت ایسی ہے جیسی کہ کعبہ کی ہوتی ہے اور مکہ کی حرمت مسجد کی حرمت کی مانند ہے اور حرم کی حرمت ایسی ہے جیسی مکہ کی حرمت ہے جیسے فرمایا ہے کہ کعبہ اہل مسجد کا قبلہ ہے اور مسجد مکہ والوں کا قبلہ ہے اور جو خاص مکہ ہے اہل حرم کا قبلہ ہے اور حرم تمام دنیا والوں کا قبلہ ہے اور مکہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہاں لوگوں کی اس قدر کثرت ہوتی ہے کہ اس سے بعض آدمیوں کو ایک دوسرے کے دھکے لگتے ہیں۔ اور مکہ اور بکہ دونوں لفظ مترادف ہیں۔ اور بائے موحدہ میم سے بدل جاتی ہے جیسے کبد اور کمد یعنے غم آیا ہے اور لازب اور لازم چسپید کے معنوں میں ہے۔ اور اس کا نام اس واسطے بھی مکہ رکھا گیا ہے کہ ظالم اور زبردست لوگوں کی گردنیں اس جگہ خم ہوتی ہیں اور مکہ کے لغوی معنے بھی گردنوں کا جُھکنا ہے) اور شب برات کا نام مُبارک اس واسطے رکھا گیا ہے کہ اس رات میں لوگوں پر رحمت اور برکت اور خیر اور درگذر اور بخشش نازل ہوتی ہے ابو نصر اپنے باپ سے اسکی خبر دیتے ہیں۔ اور وہ محمدؐ سے اور وہ عبداللہ بن محمدؐ سے اور وہ آسمعیل بن عمر بجلی سے اور وہ عمر بن موسیٰ وجہی سے اور وہ زید بن علیؓ سے اور وہ اپنے دادا سے اور حضرت علی ابن ابیطالب سے اور وہ پیغمبر خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں خدا کے رسول نے فرمایا ہے شعبان کی درمیانی رات میں دنیا کے آسمان کی طرف حکم الٰہی نازل ہوتا ہے اور ہر ایک مسلمان کو اللہ تعالےٰ بخشدیتا ہے مگر ان لوگوں کو نہیں بخشتا یعنے مشرک۔ کینہ رکھنے والا۔ قطع رحم کرنے والا۔ زنا کرنے والی عورت۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ یحییٰ بن سعید سے اور وہ عروہ سے اور وہ عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ماہ شعبان کی درمیانی رات میں پیغمبرؐ میری چادر سے باہر نکلے۔ اور خدا کی قسم نہ تو وہ ابریشم کی تھی اور نہ قز کی اور نہ کتان کی اور نہ خز کی اور نہ صوف کی۔ پوچھا گیا کہ وہ کس چیز کی تھی عائشہؓ نے جواب دیا کہ اس کا تانا بکری کے بالوں کا تھا۔ اور بانا اونٹ کے بالوں کا۔ پھر فرمایا کہ میں نے اس وقت خیال کیا کہ آپ صلعم اپنی کسی بیوی

کے پاس تشریف لیگئے ہیں۔ اس لئے میں بھی اپنے بستر سے اُٹھی۔ اور گھر میں آپ کی تلاش کی۔ پس ناگاہ میرا ہاتھ خدا کے رسول کے پاؤں پر پڑ گیا اور اس وقت آپ سجدے میں تھے اور یہ دعا پڑھ رہے تھے جو میں نے بھی یاد کرلی۔ اے اللہ میرا جسم اور دل تجھ کو سجدہ کرتا ہے اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا اور میں تیری نعمتوں کا شکر کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقبال کرتا ہوں میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے تو مجھے بخشدے۔ کیونکہ تیرے سوا اور کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں۔ میں تیرے عذاب سے تیرے بچنے کے لئے تیری بخشش کی پناہ میں آنا چاہتا ہوں۔ اور تیرے غضب سے بچنے کے لئے تیری رضامندی کی پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے ہی تیرے عذاب سے امن میں رہنے کی درخواست کرتا ہوں اور میں تیری حمد اور ثنا کچھ بیان نہیں کرسکتا تو نے آپ اپنی ثناء کی ہے اور وہ تو ہی کرسکتا ہے اور کوئی نہیں کرسکتا۔ عائشہؓ نے فرمایا کہ خدا کے رسول مقبول کبھی کھڑے ہوتے تھے اور کبھی بیٹھتے تھے۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اور اس سے آپ کے دونوں پاؤں میں ورم پڑ گئی۔ اور میں اُن پر پھونک مارتی تھی اور اس وقت کہتی تھی۔ کہ اے اللہ کے رسول میرے ماں اور باپ آپ پر قربان۔ کیا آپ کے پہلے اور پچھلے سب گناہ معاف نہیں ہوگئے۔ اور کہتی تھی کہ کیا اللہ نے آپ سے یہ نہیں کیا وہ نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کیا میں شکر گذار بندوں میں سے نہ بنوں کیا تجھ کو معلوم ہے کہ اس رات میں کیا ہے۔ میں نے آپ سے پوچھا کہ اس رات میں کیا چیز ہے تو آپنے فرمایا کہ اس رات آیندہ سال کی پیدائیش و اموات لکھی جاتی ہے اور اسی رات اُنکے رزقوں کی بھی تقسیم ہوجاتی ہے اور اسی رات بندوں کے اعمال اور افعال آسمان پر لے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ایسا شخص کوئی نہیں ہے جو خدا کی رحمت کے بغیر بہشت میں جا سکتا ہے جواب دیا کہ خدا کی رحمت کے بغیر بہشت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ میں نے پھر عرض کی۔ کہ آپ بھی نہیں جاسکتے۔ فرمایا کہ میں بھی اسکی رحمت کے بغیر نہیں جاسکتا۔ اس کے بعد آپنے اپنے سر کے اوپر اپنے ہاتھ پھیرے اور اپنے منہ پر بھی ان کو ملا۔ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ محمد بن احمد حافظ سے اور وہ عبداللہ بن محمد سے اور وہ ابوالعاص ہروی سے اور ابراہیم بن محمد بن حسن سے اور وہ ابو عامر دمشقی سے اور وہ ولید بن مسلم سے اور وہ ہشام بن غار سے اور سلیمان بن مسلم وغیرہ سے اور وہ مکحول سے اور وہ عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ اے عائشہؓ تو جانتی ہے کہ یہ کونسی رات ہے۔ جواب میں عرض کی۔ کہ خدا اور خدا کا رسول ہی اچھی طرح جانتا ہے یہ سنکر آپ نے فرمایا کہ یہ ماہ شعبان کی درمیانی رات ہے اور اس رات کو تمام دُنیاداروں کے جس قدر عمل ہوتے ہیں وہ سب آسمان کی طرف اُٹھائے جاتے ہیں اور اس رات میں اللہ تعالٰے اپنے اتنے بندوں کو دوزخ کی آگ سے نجات دیتا ہے۔ کہ جس قدر کلب کی بکریوں کے بال ہوتے ہیں پس کیا تو مجھے آج رات کی اجازت دیتی ہے۔ کہا عائشہ نے۔ میں نے کہا ہاں۔ پس پیغمبر خدا نے نماز پڑھی اور ہلکا سا قیام کیا۔ اور سورۃ فاتحہ اور ایک چھوٹی سی سورۃ پڑھی۔ اور پھر آدھی رات تک آپ سجدہ میں پڑے رہے پھر کھڑے ہوئے اور جس طرح پہلی رکعت مختصر پڑھی تھی اسی طرح دوسری رکعت کو بھی مختصر ہی کردیا اور پھر صبح تک سجدہ میں پڑے رہے اور میں آپ کو دیکھتی تھی۔ اور آپ سجدہ میں ایسے محو اور مستغرق ہوئے کہ مجھے یہ خیال ہوگیا کہ شاید خداوند تعالٰے نے آپکی روح مبارک کو قبض کرلیا ہے اور جب دیر حد سے بڑھ گئی اور زیادہ انتظار کرنے کی طاقت باقی نہ رہی تو اس وقت میں آپکے پاس چلی گئی اور جاکر آپ کے پاؤں کے تلووں کو ملا اس سے آپ نے کچھ جنبش کی اور میں نے سُنا کہ اسوقت آپ سجدہ میں پڑے ہوئے یہ کہہ رہے تھے اے اللہ تیرے عذاب سے تیری عفو اور تیری بخشش کے ہاں میں امن چاہتا ہوں اور تیرے قہر سے تیری رضا میں پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے تیرے ہاں امن کی درخواست کرتا ہوں۔ تیری ذات بزرگ ہے اور مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ میں تیری ثنا اور صفت کو بیان کروں جیسا کہ تو نے آپ اپنی ثناء اور تعریف کی ہے۔ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول رات کے وقت جو کچھ

آپ سجدے میں کہہ رہے تھے میں نے اس کو سُنا ہے اور پہلے آپ سے کبھی ایسا نہیں سُنا تھا آپ نے فرمایا جو کچھ میں نے کہا تھا وہ تو نے معلوم کر لیا ہے، میں نے جواب دیا ہاں۔ فرمایا جو کلمے میں نے کہے ہیں انکو سیکھ لے اور دوسرے آدمیوں کو بھی سکھا کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے کہا تھا کہ تم سجدے میں یہ کلمے پڑھو۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ عبداللہ بن محمد سے اور وہ اسحاق بن احمد فارسی سے اور وہ احمد بن صباح بن ابی شریک سے اور وہ یزید بن ہارون سے اور وہ حجاج بن ارطات سے اور وہ یحییٰ بن ابی کثیر سے اور وہ عروہ سے اور وہ عائشہؓ سے راوی ہیں کہ عائشہؓ نے فرمایا کہ ایک رات خدا کے رسولؐ میرے پاس سے گم ہوئے اور میں انکے پیچھے پیچھے انکی تلاش میں نکلی۔ پس ناگاہ میں نے ان کو بقیع میں پایا۔ اسوقت آپ کا سر مبارک آسمان کی طرف تھا جب آپنے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ کیا تجھے یہ خوف ہو گیا تھا کہ خدا کا پیغمبر اور اس کا خدا تجھ پر ظلم کریگا۔ میں نے عرض کی کہ میں نے یہ سمجھا تھا کہ آپ اپنی ازواج میں سے کسی کے پاس گئے ہیں، آپنے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ شعبان مہینے کی درمیانی رات میں دُنیا کے آسمان کی طرف توجہ کرتا ہے اور اس رات میں لوگوں کے اس قدر گناہ معاف کرتا ہے کہ انکی تعداد قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے اور عکرمہ ابن عباس سے خدا تعالےٰ کے اس قول کی تفسیر میں (اور اس رات میں تمام مضبوط کام جدا کئے جاتے ہیں) یہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں جس رات کا مذکور ہوا ہے وہ شعبان کی درمیانی رات ہے اس رات میں اللہ تعالےٰ سال بھر کے کاموں کی تدبیر کرتا ہے اور جو لوگ مرنے والے ہوتے ہیں وہ زندہ آدمیوں سے الگ کئے جاتے ہیں اور خانۂ خدا کی جو حج کرنے والے ہوتے ہیں وہ بھی جدا کئے جاتے ہیں اور اُس سے کچھ کم اور زیادہ نہیں ہوتا اور حکیم بن کیسان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی درمیانی رات میں اپنی مخلوق پر نگاہ کرتا ہے۔ اُس رات میں جس شخص کو وہ پاک کرتا ہے۔ اس رات کے پھر آنے تک وہ پاک صاف رہتا ہے اور عطا بن یسار روایت کرتے ہیں کہ ماہ شعبان کی درمیانی رات میں بندوں کے سال بھر کے اعمال خداوند تعالےٰ کے پیش ہوتے ہیں اور ایک شخص سفر کیواسطے نکلتا ہے یا ایک شخص نکاح کرتا ہے حالانکہ وہ زندوں کی جماعت سے نکال کر مردوں کی جماعت میں لکھے جاتے ہیں۔ اور ابو نصر اپنے والد سے اور وہ مالک بن انس سے اور وہ ہشام بن عروہ سے اور وہ عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عائشہؓ نے فرمایا میں نے پیغمبرؐ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ چار راتوں میں خداوند تعالےٰ سب پر نیکیوں کے دروازے کھول دیتا ہے اور وہ راتیں یہ ہیں عید الضحیٰ کی رات۔ عید الفطر کی رات۔ وسط شعبان کی رات ان میں اللہ تعالےٰ لوگوں کی عمریں اور ان کے رزق اور حج کرنے والے لکھتا ہے اور عرفہ کی رات نماز صبح کی آذان تک۔ اور سعید نے ابراہیم بن ابی نجیح سے روایت کی ہے کہ پانچ راتیں ہیں اور پانچویں رات کی جمعہ کی ہے اور ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ماہ شعبان کی وسط رات میں حضرت جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور مجھے کہا اے محمدؐ آسمان کی طرف اپنا سر اُٹھا۔ کیونکہ یہ برکت کی رات ہے۔ میں نے پوچھا کہ اس میں کیسی برکت ہے جبرئیلؑ نے فرمایا کہ اس رات اللہ تعالےٰ رحمت کے تین سو دروازے کھولتا ہے اور ان سب لوگوں کو بخش دیتا ہے جو اس کا شریک نہیں بناتے ہیں مگر ان لوگوں کو نہیں بخشتا۔ ساحر اور کاہن اور ہمیشہ شراب پینے والا۔ سود خوری اور زنا پر اصرار کرنے والا جب تک کہ یہ توبہ کریں تب تک انکو بخشش نہیں ہوتی اور رات کا چوتھا حصہ گذر گیا تو حضرت جبرئیلؑ پھر آئے اور کہا اے محمدؐ اپنا سر بلند کریں میں نے سر اوپر اُٹھایا جونہی میں نے نگاہ کی دیکھتا کیا ہوں کہ بہشت کے سب دروازے کھولدئے ہیں اور پہلے دروازے پر ایک فرشتہ کھڑا ہوا یہ پکار رہا ہے کہ جو شخص اس رات میں رکوع کرتا ہے اس کو خوشخبری ہو اور دوسرے پر ایک فرشتہ یہ کہہ رہا ہے کہ جو آدمی اس رات میں سجدہ کرتا ہے اس کو خوشخبری ہو اور چوتھے دروازے پر ایک فرشتہ کھڑا ہے وہ یہ کہہ رہا ہے کہ جو لوگ اس رات میں ذکر کرتے ہیں انکو خوشخبری

ہو۔ اور پانچویں دروازے پر ایک فرشتہ آواز دے رہا ہے کہ جو آدمی اس رات میں خدا کے خوف سے زاری اور الحاح کرتا ہے اسے خوشخبری ہو اور چھٹے دروازے پر ایک فرشتہ یہ کہہ رہا ہے کہ اس رات میں تمام مسلمانوں کو خوشخبری ہو اور ساتویں دروازے پر ایک فرشتہ پکار رہا ہے کہ یہ کوئی سوال کرنے والا ہے اگر ہے تو وہ سوال کرے اس کا سوال پورا کیا جائیگا اور آٹھویں دروازے پر ایک فرشتہ یہ کہہ رہا ہے کہ کوئی بخشش کی درخواست کرنے والا ہے اگر خدا کے ہاں سے بخشش کی خواہش کرے تو وہ بخشدیا جائیگا۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ دروازے کب تک کھلے رہینگے انہوں نے جواب دیا کہ پہلی رات سے صبح ہونے تک کھلے رہینگے اور بعد میں فرمایا اے محمد اللہ جلشانہ اس رات میں دوزخ کی آگ سے اس قدر اپنے بندوں کو نجات دیتا ہے جس قدر کہ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بال ہیں۔

شب برات کا بیان

اس رات کو شب برات اسواسطے کہتے ہیں کہ اس رات میں وہ بیزاریاں ہیں بدبخت رحمٰن سے بیزار ہوتے ہیں اور دوستان خدا خواری اور گمراہی سے بیزار ہوتے ہیں۔ اور روایت ہے کہ پیغمبر نے فرمایا جب ماہ شعبان کی درمیانہ رات آتی ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے احوال پر نگاہ کرتا ہے مومنوں کو بخش دیتا ہے اور کافروں کو انکے اپنے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور جو لوگ کینہ ہوتے ہیں انکو بھی اس ان کے کینہ کی حالت میں ہی رہنے دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی کینہ دری کو ترک کریں۔ اور فرمایا ہے کہ آسمان پر بھی فرشتوں کے لئے دو عید کی زمین ہیں جیسی مسلمانوں کے لئے دنیا میں دو عید کے دن ہیں۔ فرشتوں کی عید تو ان دو راتوں میں ہوتی ہے۔ شب برات۔ شب قدر اور مسلمانوں کی عیدیں عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن اور فرشتوں کی عیدیں رات کے وقت اسواسطے مقرر ہیں کہ وہ سوتے نہیں اور مسلمان سوتے ہیں اسواسطے انکی عیدیں دن کو مقرر کی ہیں اور فرمایا ہے کہ شب برات کو جو ظاہر کیا ہے اور شب قدر کو پوشیدہ۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکمت رکھی ہے کہ شب قدر خدا کی رحمت اور بخشش کے نازل ہونے اور دوزخ سے آزادی حاصل کرنے کی رات ہے اسلئے اس رات کو خداوند کریم نے چھپا رکھا ہے تاکہ سب لوگ اس رات پر ہی تکیہ اور بھروسہ نہ کر بیٹھیں اور شب برات کو اس واسطے ظاہر کیا ہے۔ کہ یہ رات قضا اور حکم۔ قہر اور رضا۔ قبولیت اور رد۔ نزدیکی اور دوری۔ سعادت اور شقاوت کرامت اور پرہیزگاری کی ہے۔ اس رات میں ایک آدمی کو تو نیک بخت کر دیتے ہیں۔ اور دوسرے کو مردود بنا دیتے ہیں ایک کو نیک عملوں کی جزا دیکر سر بلند کرتے ہیں اور دوسرے کو خوار کر دیتے ہیں۔ ایک کو تو بزرگی دی جاتی ہے اور دوسرے کو اس سے محروم کیا جاتا ہے ایک آدمی کو تو مزدوری دیتے ہیں اور ایک کو دھتکار دیتے ہیں۔ پس بہت لوگ اپنے کاروبار میں بازار میں مشغول ہوتے ہیں اور انکے کفن دھوئے جاتے ہیں۔ اور بہت سے لوگوں کی قبریں کھودی جاتی ہیں اور وہ خوشی اور خرمی میں مشغول ہیں اور مغرور اور بہت سے چہرے ہنسا ہے ہیں جو عنقریب ہلاک ہونے والے ہیں اور بہت سے شاندار محل اپنی تکمیل کو پہنچتے ہیں اور ان کے مالک عنقریب فنا ہو کر خاک میں بسیرا کرنے والے ہیں۔ اور بہت لوگ ثواب کے امیدوار ہوتے ہیں مگر ان پر عذاب نازل ہوتا ہے اور بہت لوگ خوشخبری کی امید رکھتے ہیں مگر آخرکار ان کو نقصان پہنچتا ہے اور بہت سے لوگ بہشت کے امیدوار ہوتے ہیں مگر انہیں دوزخ نصیب ہوتی ہے۔ اور بہت سے لوگ وصل کی امید رکھتے ہیں مگر ان کے نصیب میں جدائی ہوتی ہے اور بہت سے لوگ بخشش کے امیدوار ہوتے ہیں مگر انجام کار ان پر بلا نازل ہوتی ہے اور بہت سے لوگوں کو یہ امید ہوتی ہے کہ ہمیں بادشاہت حاصل ہوگی۔ مگر خداوند نے انکے نصیب میں ہلاکت لکھی ہوتی ہے۔ روایت کرتے ہیں کہ جب حسن بصری شعبان میں اپنے گھر سے باہر نکلا کرتے تھے تو آپ کا چہرہ

اس طرح دکھائی دیتا تھا کہ گویا کوئی مردہ قبر سے نکل کر آیا ہے۔ لوگوں نے اس کا باعث دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میری مصیبت اس کی مصیبت سے کم نہیں جس کی کشتی ٹوٹ جائے اور آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے گناہوں کے مواخذہ پر یقین ہے اور اپنی نیکیوں سے ڈرنے والا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میرے عمل قبول ہونگے یا رد کئے جاوینگے

شعبان کی درمیانہ رات کی نماز کا بیان

ماہ شعبان کی درمیانہ رات میں نماز کی سو رکعتیں پڑھنے کے واسطے فرمایا ہے ہزار دفعہ تو قل ہو اللہ پڑھی جاتی ہے یعنے ہر ایک رکعت میں دس دس دفعہ اور اس نماز کو نماز خیر کہتے ہیں اور اسکی برکت پھیلتی ہے۔ اور اگلے زمانہ کے صالح لوگ اس نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور اس کے پڑھنے کے وقت لوگ جمع ہو جاتے تھے اس نماز میں فضیلتیں اور برکتیں بہت ہیں اور ثواب بیشمار ہے۔ حسن بصریؒ رسول مقبول کے تیس اصحابوں سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی اس رات میں اس نماز کو ادا کرے تو خداوند کریم اس پر ستر نظریں ڈالتا ہے اور ہر ایک نظر میں اس کی ستر حاجتیں پوری کر دیتا ہے اور اس کی حاجتوں میں سے کم درجہ کی حاجت یہ ہوتی ہے کہ اسکی آمرزش ہو جاتی ہے۔ اور اس چودھویں رات میں اس نماز کا ادا کرنا مستحب ہے جس کا بیان ماہ رجب کی فضیلتوں میں ہو چکا ہے نمازی کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس کو فضیلت اور بزرگی عطا ہو اور ثواب ملے۔

ماہ رمضان کی فضیلت

اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے اے ایمان والو۔ تمہارے اوپر رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم بچو۔ حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب تم خداوند تعالےٰ کا یہ کلام سنو۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم اس وقت اپنے کانوں کو اس طرف لگادو۔ کیونکہ اس کے بعد کوئی نہ کوئی حکم صادر کرتا ہے اور اس میں یا تو کسی کام کے کرنے کا حکم ہوتا اور یا کسی چیز کی ممانعت ہوتی ہے اور جعفر صادقؒ کہتے ہیں کہ ندا کی لذت عبادت کی سختی اور رنج کو دور کر دیتی ہے اللہ جلشانہ ارشاد کرتا ہے ریا ایہا الذین امنوا۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اس آیت میں حرف یا ندا ہے ایک دانا کی۔ اور لفظ اے منادیٰ معلوم کا اسم ہے اور ہا سے آگاہ اور خبردار کرنا مقصود ہے یعنے بلانے والے سے باخبر ہو اور لفظ الذین سے اسطرف اشارہ ہے کہ سابقہ اور قدیمی صحبت کو جانے اور لفظ آمنوا میں اس بھید کی طرف اشارہ ہے جو ندا کرنے والے اور ندا کئے گئے کے درمیان ہوتا ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے دلی راز سے واقف اور باخبر ہوتے ہیں۔ جب ایک طرف سے کوئی رمز کی جاتی ہے تو دوسری طرف اس کو جھٹ سمجھ جاتی ہے۔ اور جو یہ فرمان کیا ہے کتب علیکم الصیام تو اس میں کتب یعنے لکھا گیا سے یہ مراد ہے کہ رمضان کے روزے تمہارے اوپر فرض کئے گئے ہیں اور صیام مصدر ہے جیسے کہ عرب کا یہ محاورہ ہے کہ صُمۡتُ صِیَاماً اور قُمۡتُ قِیَاماً روزہ رکھا میں نے روزہ رکھنا اور کھڑا ہوا میں کھڑا ہونا اور اصل لغت میں لفظ صیام کے معنے بند رہنے کے ہیں جیسے کہ بولتے ہیں صامت الریح اور یہ اسوقت بولتے ہیں جبکہ ہوا چلنے سے ٹھہر جائے اور جب چلتے چلتے گھوڑا ٹھیر جاتا ہے تو اس وقت یہ کہتے ہیں صامت الخیل اور جب دن برابر ہوتا ہے تو اس وقت صائم النہار بھی بولتے ہیں۔ اور جب دوپہر کو آفتاب ساکت ہوتا ہے یعنے آسمان کے درمیان پہنچتا ہے اور وہاں کھڑا ہوتا ہے تو اسوقت یہ کہتے ہیں قام قائم الظہیرہ۔ ایک شاعر بھی اپنے ایک شعر میں اس مضمون کو ادا کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آفتاب ٹھیرتا ہے تو اسوقت دن برابر ہوتا ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو اس وقت آفتاب کی شعاعیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور جب کوئی آدمی کلام کرنے سے بند ہو جاتا ہے تو اسوقت کہتے ہیں صام۔ خداوند تعالےٰ

فرماتا ہے (خدا کے واسطے میں نے صوم (یعنے چپ) کی نذر مانی ہے۔ یعنے میں نے خاموشی اختیار کی۔ پس شرعاً صوم کے معنے ہیں اپنی معتاد کھانے پینے اور جماع سے بند رہنا اور گناہوں کا ترک کرنا۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ (جو لوگ تم سے پہلے تھے۔ جیسا کہ ان پر لکھا گیا ہے: یعنے پہلے نبیوں اور انکی اُمتوں پر فرض کیا گیا ہے: ویسا ہی تجھ پر ہے اور آدمؑ ان میں سے پہلا ہے۔ عبدالملک بن ہارون بن عنترہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ میں ایک دن دوپہر کے وقت پیغمبر صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ حجرہ میں بیٹھے تھے آپ کو سلام کہا اور آپ نے سلام کا جواب دیا اور پھر فرمایا۔ کہ اے علیؓ جبرئیلؑ تم کو سلام کہتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ آپ پر اور ان پر بھی میرا سلام ہو۔ یہ سُنکر رسول اللہ نے فرمایا کہ تم میرے نزدیک آجاؤ۔ میں آپ کے نزدیک ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام اس وقت میرے پاس موجود ہیں اور وہ تمہیں یہ کہتے ہیں کہ اگر تم ہر ایک مہینے میں تین روز روزے رکھا کرو تو پہلے روزہ کے عوض میں دس ہزار سال کے روزوں کا ثواب عطا ہوگا اور دوسرے روزہ کے بدلے میں تیس ہزار سال کا ثواب اور تیسرے میں ایک لاکھ روزے کا ثواب دیا جائیگا میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ یہ ثواب میرے ہی واسطے مخصوص ہے یا سب لوگوں کے لئے آپ نے فرمایا کہ اے علیؓ خدا تعالیٰ نے یہ ثواب تم کو عطا کیا ہے اور اس کو بھی جو تمہارے بعد یہ کام کریگا۔ میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ وہ کونسے دن ہیں۔ فرمایا ایام بیض۔ یعنی ہر ایک مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ۔ عنترہ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ انکو ایام بیض کیوں کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت آدمؑ کو بہشت سے نکال کر دنیا میں پھینک دیا۔ تو آفتاب کی حرارت سے آپ کا جسم جل گیا اور رنگ سیاہ ہوگیا پس حضرت جبرئیلؑ انکے پاس آئے اور کہا کہ اے آدمؑ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تیرا بدن سفید ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں چاہتا ہوں۔ جبرئیل نے کہا کہ تو ہر ایک مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخوں کا روزہ رکھا کرو۔ پس حضرت آدمؑ نے جب پہلی تاریخ کا روزہ رکھا تو ان کے بدن کا تیسرا حصہ سفید ہوگیا اور جب دوسرے دن کا روزہ رکھا تو اس سے بدن کے دو حصے سفید ہو گئے۔ اور جب تیسرے دن کا روزہ رکھا تو پھر ان کا سارا بدن سفید ہوگیا اور اسی واسطے ان دنوں کو ایام بیض کہتے ہیں۔ پس محمد سے پہلے جن لوگوں پر روزے فرض ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت آدمؑ بھی ہیں۔ حسن بصری اور مفسرین کی ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کما الذین من قبلکم کہتے ہیں کہ ان پہلوں سے قوم نصاریٰ مراد ہے کیونکہ ہمارا روزہ وقت اور قدر میں نصاریٰ کے روزہ کے مشابہ ہے نصاریٰ پر بھی ماہ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے اور ان کو ان کا رکھنا سخت مشکل معلوم ہوا کیونکہ رمضان کبھی سردیوں میں واقع ہوتا اور کبھی سخت گرمیوں میں اور ان کو سفر اور دیگر معاش کے کاروبار میں سخت نقصان دیتے تھے۔ اس لئے اس قوم کے عالموں اور سرداروں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ہم ایسے مہینے میں اپنے روزے مقرر کریں۔ کہ اس کا زمانہ معتدل ہو۔ یعنی گرمی اور سردی کے مابین اسلئے انہوں نے ربیع کے موسم میں اپنے روزے مقرر کرلئے اور دس روزے ان پر اور بڑھا دئے تا کہ وہ اس تغیر کا کفارہ ہوں اسلئے ان کے واسطے چالیس روزے مقرر کئے گئے اور پھر بعد میں اور بھی ان میں زیادتی ہوئی۔ ایک دفعہ انکے ایک بادشاہ کے مُنہ میں درد ہُوا۔ اس وقت اس نے نذر مانی۔ کہ اگر میں اس درد سے اچھا ہو جاؤں تو اپنے روزوں میں ایک ہفتہ اور بڑھا دونگا خدا نے اس کو صحت دی اسلئے صحت پانے کے بعد اس نے ایک ہفتہ کے روزے اور بڑھا دئے اور جب یہ بادشاہ فوت ہوگیا تو جو بادشاہ اس کے قائمقام ہُوا اُس نے حکم دیا کہ روزوں کو پچاس تک

بڑھا دو۔ مجاہد کا بیان ہے کہ پھر اسکی رعیت میں وبا پھیل گئی اور ان میں سے بہت لوگ مرنے لگے اس لئے اُس نے حکم دیا کہ جو روزے پہلے مقرر ہیں دس انکے پہلے اور دس انکے پیچھے اور زیادہ کردو۔ اور شعبیؒ کہتا ہے کہ اگر میں سال بھر روزے رکھوں تو جس روز مجھے شک پڑ جائے گا اس روز میں افطار کردوں گا۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ شعبی کی مراد شعبان کے روزوں سے ہے اور بعض نے کہا ہے رمضان کے روزوں سے مراد ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نصاریٰ میں رمضان کے مہینے میں لوگوں کو روزے رکھنے ایسے ہی فرض تھے جیسے کہ ہمارے اوپر فرض ہیں اور بعد میں نصاریٰ نے اپنے روزے فصل ربیع میں مقرر کرلئے۔ کیونکہ ان کو گرمی کے دنوں میں روزے رکھنے بھاری پڑتے تھے۔ اور ان کے متحمل نہیں ہو سکتے اور تیس تک اپنے روزوں کی تعداد مقرر کرلی۔ اور جب ایک قرن گذر گیا تو پھر اُنہوں نے روزے رکھنے کے واسطے اپنی جانوں کو مضبوط بنایا اور ان تیس کے ایک پہلے اور ایک بعد میں ایک اور بڑھا دیا اور پھر ہر قرن کے بعد پہلے روزوں پر زیادتی کرنی سُنّت قرار دی اور بڑھتے بڑھتے پچاس تک پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ تم سے پہلے تھے ان پر روزے لکھے گئے تاکہ تم ڈرو یعنی کھانے اور پینے اور جماع کرنے سے خوف کرو۔ اور مفسر یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خدا کے رسُول اور تمام مسلمانوں پر عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا اور ہر ایک مہینے میں تین دن روزے رکھنے فرض کئے اور جب اللہ کا رسول مدینے میں تشریف لایا تو اس وقت بھی سب پہلے کی طرح ہی روزے رکھا کرتے تھے اور رمضان کے روزے جنگ بدر سے ایک مہینہ اور کچھ دن پہلے نازل ہوئے۔ خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ایام گنتی کے یعنی رمضان کا مہینہ تیس دن کا ہے اور یا انتیس دن کا۔ اور سعید بن عمر بن سعید بن عاصؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ رسُول مقبول نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں اور میری اُمت کے لوگ ناخواندہ ہیں۔ لکھنا پڑھنا اور حساب نہیں جانتے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ مہینہ اتنا ہے اور اتنا اور اتنے پورے تیس دن ہوتے ہیں اور مہینے کو جو شہر کہتے ہیں تو یہ اس کی شہرت کے واسطے بولتے ہیں اور یہ شہرت سے ہی ماخوذ ہے اور شہر سیف۔ بھی کو بولتے ہیں اور اسی واسطے تلوار کے صیقل کرنے کے وقت اہل عرب کہتے ہیں۔ شہرت السیف اور چاند چڑھنے کے وقت کو شہر الہلال کہتے ہیں۔

ماہ رمضان کی وجہ تسمیہ

رمضان کے مہینے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ رمضان خداوند تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک کا نام ہے اور اسی واسطے اس مہینہ کو ماہ رمضان کہا گیا ہے جیسا کہ رجب کو شہر الاصم کہا ہے اور عبداللہ اور جعفر صادق اپنے اباواجداد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ مہینہ ماہ رمضان کا اللہ کا مہینہ ہے۔ اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ رمضان کو صرف رمضان نہ کہو بلکہ جیسا اللہ تعالیٰ نے نسبت کی ہے کہو (شہر رمضان) اور اصمعی روایت کرتے ہیں کہ اس مہینہ کا نام اس واسطے رکھا گیا ہے کہ اس میں گرمی کے باعث اونٹ کے بچے کے پاؤں گرم ہو جاتے ہیں اور بعض نے کہا کہ اس مہینہ میں آفتاب کی حرارت سے پتھر گرم ہو جاتے ہیں اور رمضان گرم پتھر کو کہتے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ اس مہینہ کا نام رمضان اسواسطے رکھا گیا ہے کہ اس میں گناہ سوختہ ہو جاتے ہیں اور پیغمبر صلعم نے بھی یہی روایت کی ہے آپ نے فرمایا ہے کہ اس مہینہ میں آخرت کی فکر اور نصیحت کی حرارت سے دل متاثر ہو جاتے ہیں جیسے کہ آفتاب کی حرارت سے ریگستان اور پتھر جل اٹھتے ہیں اور خلیل کہتے ہیں کہ رمضان رمض سے مشتق ہے اور رمض ایک بارش کو کہتے ہیں جو خریف کے موسم میں برستی ہے اور

ماہ رمضان بھی لوگوں کے دلوں اور جسموں کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے اسلئے اس مہینے کا نام رمضان رکھا ہے

خداوند تعالیٰ کے قول کا ذکر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (رمضان کا مہینہ جس میں قرآن کو نازل کیا گیا ہے) عطیہ بن اسود روایت کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے اس کے معنے پوچھے گئے تو انہوں نے فرمایا کہ اس کے معنوں میں شک ہے کیونکہ سب مہینوں میں قرآن شریف نازل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (ہم نے قرآن کو جدا جدا کر کے بھیجا تاکہ لوگوں پر ٹھیر ٹھیر کر اس کو پڑھے) اور فرمایا ہے (اور کافروں نے کہا کہ قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ اُتارا گیا) اس کا جواب یہ ہے کہ رمضان کی شب قدر میں لوح محفوظ سے ایک ہی دفعہ قرآن اُتارا گیا اور دُنیا کے آسمان میں جو بیت العزت ہے اِس جگہ اس کو رکھا گیا۔ اور جبرئیل علیہ السلام تھوڑا تھوڑا تیئس سال میں رسول مقبول کے پاس اُترے ہیں۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (قرآن کے نازل ہونے کے وقتوں کی میں قسم کھاتا ہوں) اور داؤد ابن ابی ہند کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے شعبی سے پوچھا کہ کیا ماہ رمضان میں ہی قرآن اُتارا گیا ہے سب برسوں میں پیغمبر خدا پر نازل نہیں ہوا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ کئی سالوں میں نازل ہوا ہے۔ لیکن یہ بھی درست ہے کہ رمضان کے مہینے میں جبرئیلؑ جتنا کلام مجید رسولِ خدا پر اُترا ہوتا اُسے دہرایا کرتے رہے اور جس قدر خداوند تعالیٰ کو منظور ہوتا تھا اسی قدر ہی آپ کو یاد رہتا تھا۔ اور باقی بھول جاتے تھے اور شہاب طارقؓ ابی ذر غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ماہ رمضان کی تین راتوں میں حضرت ابراہیمؑ پر صحیفے نازل ہوئے ہیں۔ اور حضرت موسیٰؑ پر ماہ رمضان کی چھ راتوں میں توریت کا ورود ہوا ہے اور حضرت داؤدؑ پر رمضان کی اٹھارہ راتوں میں زبور اُتری ہے اور ماہ رمضان کی تیرہ راتوں میں حضرت عیسیٰؑ پر انجیل نازل ہوئی ہے اور حضرت محمد صلعم پر ماہ رمضان کی چوبیس راتوں میں پورا فرقانِ مجید نازل ہوا ہے اور اس کے بعد حضرت خداوند تعالیٰ قرآن شریف کی صفت فرماتے ہیں یہ گمراہی سے نکال کر سیدھا راستہ دکھلانے والا ہے اور حلال اور حرام کو ظاہر کرنے والا ہے اور شرع کی حدود اور راست احکام کا بیان کرنے والا ہے اور حق اور باطل کے درمیان قرآن شریف فرق کرنے والا ہے۔

ماہ رمضان کی خاص فضیلتوں کا بیان

ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابنِ فارسی سے اور وہ ابو حامد احمد بن محمد بن جلوری نیشاپوری سے اور وہ محمد بن اسحٰق بن خزیمہ سے اور وہ علی بن حجر سعدی سے اور وہ یوسف بن زیاد سے اور وہ ہمام بن یحیٰی سے اور وہ علی بن زید بن جدعان سے اور وہ سعید بن مصیب سے اور وہ سلمان سے خبر دیتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے ماہ شعبان کے آخر دن ہم پر خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو بزرگ اور مبارک مہینہ تمہارے قریب آپہنچا ہے اور اس مہینے کی ایک رات ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ اور خدا نے اس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں اور نفل پڑھنے کے لئے رات کے وقت قیام کرنا مستحب کیا ہے اگر کسی نے اس مہینے میں ایک نیکی کی یا کوئی فرض ادا کیا تو وہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے جو ماہ رمضان کے سوا ستر فرض ادا کرتا ہے اور یہ صبر کا مہینہ ہے اور اس صبر کا ثواب جنت ہے یہ مہینہ ایک دوسرے سے سلوک کرنے کا ہے مسلمان کے رزق میں ترقی ہوتی ہے اگر کوئی اس مہینے میں کسی کا روزہ کھلوائے تو وہ اُس کے گناہوں کے معاف ہو جانے کا ذریعہ بنتا ہے اور دوزخ کی آگ سے اسکو آزاد کرتا ہے اور اس کے اجر میں ہرگز کمی نہیں ہوتی۔ اس پر بعض اصحابوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ہم میں تو اس قدر طاقت نہیں ہے کہ روزہ داروں کے روزے کھلوائیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ثواب تو اس کو ملتا ہے جو روزہ دار کا روزہ کھلوائے چاہے ایک کھجور سے ہی ہو یا پانی کے ایک گھونٹ سے یا دودھ کے ایک چلو سے۔ اور یہ مہینہ ایسا ہے کہ اسکی

ابتداء رحمت ہے اور اس کا درمیان مغفرت ہے اور اُس کے آخر میں دوزخ کی آگ سے آزادی ہے پس اگر کوئی آدمی اس مہینے میں اپنے غلام کا بوجھ ہلکا کر دیگا تو اللہ تعالےٰ اُس کو بخش دیگا اور دوزخ کی آگ سے آزاد فرمائیگا۔ اس مہینے میں چار خصلتیں زیادہ اختیار کرنی لازم ہیں۔ ان میں سے دو تو تمہارے پروردگار کو راضی اور خوش کرنے والی ہیں۔ اور دو ایسی ہیں کہ تم کو اُن کے بغیر چارہ نہیں۔ پس وہ دو باتیں جن سے اللہ راضی ہے ایک لا الٰہ الا اللہ ہے اور دوسرا استغفار ہے اور دوسری دو باتیں جن کے بغیر چارہ نہیں ایک اللہ تعالےٰ سے بہشت مانگتا ہے اور دوسری دوزخ سے بچنے کے واسطے اُسے پناہ مانگا کرے۔ اگر کوئی آدمی روزہ دار کو اس مہینے میں سیر کر کے کھلائیگا تو قیامت کے دن اس کو خدا تعالےٰ نے میرے حوض سے ایسا شربت پلا دیگا کہ اس کے بعد وہ پھر کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اور کلبی ابی نضر سے اور وہ ابی سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ماہ رمضان کی پہلی رات میں آسمان اور بہشت کے دروازے کھول دیتے ہیں اور مہینے کی آخری رات تک بند نہیں کرتے۔ اگر کوئی مومن یا مومنہ عورت ان راتوں میں نماز پڑھتی ہے تو اس کے لئے خدا تعالیٰ ہر سجدے کے عوض میں ایک ہزار سات سو نیکی عطا کریگا۔ اور یاقوت سرخ سے اس کا بہشت میں ایک گھر بنائیگا جس کے ستر ہزار دروازے ہونگے۔ اور یہ سب دروازے بھی سونے کے ہونگے جن میں سُرخ یاقوت جڑے ہونگے۔ پس جب مومن بندہ پہلے دن ماہ رمضان کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالےٰ رمضان کے آخیر تک اس کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے اور دوسرے ماہ رمضان کا کفارہ ہوتا ہے اور جتنے روزے رکھتا ہے ہر ایک روزے کے عوض بہشت میں اس کے واسطے سونے کا ایک محل تیار کرتا ہے جس کا ہزار دروازہ ہوگا اور صبح سے شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے واسطے بخشش کی دُعا مانگتے ہیں اور رات اور دن میں جس قدر سجدے کرتا ہے انمیں سے ہر ایک کے عوض بہشت میں ایک کو ایک درخت عطا ہوگا جس کا سایہ اس قدر ہوگا کہ اگر ایک سوار سو برس تک اس کے سایہ میں چلا جائے تو بھی اس کا سایہ ختم نہ ہو۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ اعرج سے اور وہ ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ جب رمضان کے مہینے کی پہلی رات ہوتی ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کی طرف نظر کرتا ہے اور جب وہ اپنے کسی بندے کی طرف ایک دفعہ نظر کرتا ہے تو پھر اس کو کبھی عذاب نہیں کرتا اور ہر روز ایک کروڑ آدمیوں کو دوزخ کی آگ سے آزادی بخشتا ہے اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ سہل سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ ابی ہریرہ روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو اسوقت بہشت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور سب شیاطین کو بند کر دیتے ہیں۔ اور نافع بن بردہ نے ابی مسعود غفاری سے روایت کی ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی بندہ رمضان کے مہینے میں ایک روزہ بھی رکھے تو اس کے عوض ایک حور عین کے ساتھ اس کا نکاح کیا جائیگا۔ اور یہ حُور اُن حوروں میں سے ہوگی جو موتیوں کے خیموں میں پوشیدہ کی گئی ہیں جیسا خداوند تعالےٰ انکی تعریف کرتا ہے (خیموں میں حُوریں پوشیدہ ہیں) اور ہر ایک حور پر ستر بہشتی حُلّے ہونگے۔ اور اُن میں سے ہر ایک لباس کا رنگ دوسرے سے جدا ہوگا اور ستر ہی طرح کی اُن میں خوشبوئیں ہیں جو ایک سے ایک نہیں ملتی اور مروارید سے جڑاؤ اور یاقوت کے ستر تخت رکھے ہیں اور ہر ایک تخت پر ستر طرح کے بچھونے بچھے ہوئے ہیں اور ہر عورت کے لئے ستر ہزار خدمتگار اس کے کام کاج میں مصروف ہونگے اور ستر ہزار خدمتگار ہی اس کے شوہر کی خدمت کرنے کے واسطے مقرر ہونگے اور ہر ایک نے اپنے ہاتھ میں سونے کا ایک ایک پیالہ لیا ہوگا اور اسمیں اس قسم کا کھانا ہوگا۔ کہ اسکے ہر نوالہ میں جدا جدا ذائقہ ہے اور اسکے شوہر کے واسطے بھی اسی طرح کا سب سامان موجود ہوگا پس یہ اس روزہ کا عوض ہوگا جو اُسنے ماہ رمضان میں رکھا اور جو نیک عمل کرتا ہے اس کا ثواب اور اجر اس کو علیحدہ ملیگا ۰

رمضان کی برکتوں کا بیان

ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ محمد بن احمد سے اور وہ عبداللہ بن محمد سے اور وہ ابو قاسم بن عبداللہ بن محمد سے اور وہ حسن بن ابراہیم بن یسار سے اور ابراہیم بن محمد بن حارث سے اور وہ سلمہ بن شبیب سے اور وہ قاسم بن محمد سے اور وہ حسام بن ولید سے اور وہ حماد بن سلیمان دوسی سے اور وہ حسن سے اور وہ ضحاک بن مزاحم سے اور وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ رمضان مبارک کے واسطے بہشت کو ایک سال سے دوسرے سال تک پاک اور آراستہ کرتے ہیں اور اس کو سجاتے ہیں۔ اور جب ماہ رمضان کی پہلی رات آجاتی ہے تو اس میں عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے اس کا نام مثیرہ ہے اور جب یہ ہوا چلتی ہے تو اس سے بہشت کے درختوں کے پتے اور دروازوں کے حلقے ہلنے لگ پڑتے ہیں اور انہیں سے ایک آواز نکلتی ہے اور یہ ایسی خوش ہوتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے بہتر کبھی کوئی آواز نہیں سنی ہوئی۔ اس رات میں حوریں اپنے آپ کو زیور اور لباس سے آراستہ کرتی ہیں اور بہشت کے بالاخانوں پر کھڑی ہو جاتی ہیں اور پکارتی ہیں کہ کوئی ہے جو خداوند کریم کی بارگاہ میں اُنکے لئے درخواست کرتا ہو جتنے انکا نکاح کیا جاوے۔ اس وقت حوریں رضوان سے پوچھتی ہیں کہ یہ کونسی رات ہے وہ جواب دیتا ہے کہ یہ رمضان شریف کی رات ہے اور اسمیں محمدؐ کی اُمت کے جس قدر روزہ دار ہیں اُن کے واسطے بہشت کے دروازے کھول دئے ہیں۔ اس رات میں اللہ تعالےٰ خود حکم دیتا ہے کہ اے دربان بہشت کے دروازے کھول دے اور محمد صلعم کی اُمت پر دوزخ کے دروازے بند کردے اور جبرئیلؑ کو حکم ہوتا ہے کہ اے جبرئیلؑ زمین پر اُتر۔ اور جس قدر سرکش شیطان ہیں ان سب کو زنجیروں سے جکڑ لو اور باندھ کر دریاؤں کے گردابوں میں اُنہیں ڈال دو تا کہ وہ میرے دوست محمدؐ کی اُمت کے روزہ داروں میں فساد نہ ڈالیں۔ اور ہر ایک رات میں تین دفعہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ کہ کوئی سوال کرنے والا ہے۔ کہ وہ مجھ سے سوال کرے اور میں اسکی حاجت پوری کروں کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں اسکی توبہ قبول کروں۔ کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اس کو بخشدوں۔ اور ایسے غنی کو قرض دینے والا کون ہے جو نادار نہیں اور پورا ادا کرنے والا ہے ظلم نہیں کرتا۔ اور آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ہر روز رمضان کے مہینے میں جو لوگ دوزخ کی آگ میں سزا پانے کے مستحق ہو چکے ہوتے ہیں۔ انمیں سے روزہ افطار کرنیکے وقت ایک کروڑ گناہگاروں کو معافی دیتا ہے اور جب ماہ رمضان میں جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات آتی ہے تو اس دن رات کی ہر ایک ساعت میں اللہ تعالےٰ ہزار ہا ایسے گنہگاروں کو بخشدیتا ہے جو دوزخ کی آگ میں سزا پانے کے مستحق ہوتے ہیں اور ماہ رمضان کے آخری روزے میں اتنے بندوں کو آزاد کرتا ہے جتنے کہ تمام رمضان میں آزاد کئے جاتے ہیں اور شب قدر کی رات میں جبرئیلؑ کو حکم ہوتا ہے اور وہ حکم کے موافق فرشتوں کا ایک گروہ ساتھ لئے ہوئے زمین پر نازل ہوتا ہے۔ اس گروہ کے ہاتھوں میں سبز جھنڈیاں ہوتی ہیں اور وہ زمین پر اُترتے ہی ان جھنڈیوں کو کعبے کی پیٹھ پر گاڑ دیتے ہیں۔ اور حضرت جبرئیلؑ کے چھ سو بازو ہیں اور وہ شب قدر کی رات کو پھیلاتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے بازوؤں کو پھیلاتے ہیں تو مشرق اور مغرب کو گھیر لیتے ہیں اور اس وقت حضرت جبرئیلؑ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ محمدؐ کی اُمت میں پھیل جائیں اس سے وہ پھیل جاتے ہیں اور ہر ایک شب بیدار اور نماز پڑھنے والے آدمی کے پاس آموجود ہوتے ہیں اُن کو سلام دیتے اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور جب وہ دعا مانگنے لگتے ہیں تو یہ بھی آمین کہتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے اسکے بعد حضرت جبرئیلؑ آواز دیتے ہیں کہ اے اولیاء کی جماعت اب تم یہاں سے کوچ کرو اس وقت وہ پوچھتے ہیں کہ اے جبرئیلؑ اللہ تعالےٰ نے محمدؐ کی امت کی کون کونسی حاجتیں پوری کی ہیں وہ جواب دیتا ہے کہ ان پر رحمت کی نظر کی ہے اور انکے گناہوں کو

معاف کر دیا ہے اور انہیں بخش دیا ہے مگر چار آدمیوں کو نہیں بخشا۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ وہ نہیں بخشے جائینگے اور وہ چار آدمی یہ ہیں۔ دائم الخمر یعنی ہمیشہ شراب پینے والا دوسرا ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔ تیسرا سلسلۂ رحم کو قطع کرنے والا چوتھا مسلمانوں سے قطع تعلق کرنے والا اور جب فطر کی رات آتی ہے جس سے جائزہ بھی کہتے ہیں تو اس صبح کو اللہ تعالےٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ تم ہر ایک شہر میں پھیل جاؤ۔ وہ زمین پر نازل ہو کر ہر ایک راستے پر کھڑے ہو جاتے ہیں آواز دیتے ہیں اور اس آواز کو جن اور انسان کے سوا سب سنتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اے محمدؐ کی امت کے لوگو۔ تم خداوند کریم کی طرف نکلو کیونکہ وہ تمہیں بہت بڑی عطائیں عنائت کرتا ہے اور تمہارے گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ اور جب لوگ نماز کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں تو اس وقت اللہ تعالےٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ اے میرے فرشتو اس مزدور کی کیا مزدوری ہے جس نے اپنا کام پورا کیا ہوتا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں۔ کہ اے ہمارے اللہ اور اے ہمارے سردار اس کو اسکی پوری مزدوری عطا کر دے۔ اس کے جواب میں خداوند کریم ارشاد کرتا ہے کہ اے فرشتو تم نے گواہ رہنا اس نے ماہ رمضان کے جو روزے رکھے ہیں اور رات کے وقت قیام کیا ہے اُن کے ثواب میں میں اُنپر خوش ہوں اور راضی ہوں اور میں انکے گناہوں کو معاف کرتا ہوں اور اس کے بعد ارشاد کرتا ہے کہ اے میرے بندو۔ اگر تم نے کچھ اور بھی مجھ سے مانگنا ہے تو مانگ لو۔ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ آخرت اور دُنیا کے واسطے جو کچھ تم مانگو گے میں تمہیں عطا کر دونگا اور جب تک تم مجھ سے ڈرتے رہو گے اسوقت تک تمہاری لغزشوں پر پردہ ڈالے رکھوں گا اور اصحاب حدود کے درمیان تم کو رسوا اور خوار نہیں کرونگا۔ تم بخشے بخشائے واپس جاؤ اپنے گھروں کو، تم مجھ سے راضی ہوئے اور میں تم سے راضی ہوا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس بات کو فرشتے سنکر بڑے خوش ہوتے ہیں اور خداوند تعالےٰ جو انعام عنایت کرتا ہے روزہ افطار کرنے کے وقت محمد صلعم کی اُمت کو اسکی خوشخبری دیتے ہیں اور ضحاک بن مزاحم نے بھی ابن عباس سے ایسی ہی روایت کی ہے جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے اور الفاظ دونوں حدیثوں کے ملتے جلتے ہیں۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ نافع سے اور وہ ابی مسعود غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا ہے اگر لوگوں کو رمضان کی بزرگیاں معلوم ہوتیں تو خدا سے سب یہی درخواست کرتے کہ رمضان کا مہینہ ایک سال تک رہے قبیلہ خزاعہ میں سے ایک شخص نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ہمارے پاس رمضان کی وہ بزرگیاں بیان فرماؤ۔ آپ نے فرمایا کہ ماہ رمضان کے آنے کے لئے ایک سال سے دوسرے سال تک جنت آراستہ ہوتی رہتی ہے اور جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو اس ہیں عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے اور وہ بہشت کے درختوں کے پتے ہلاتی ہے جب حوریں اسے محسوس کرتی ہیں تو وہ خداوند تعالےٰ کی بارگاہ میں عرض کرتی ہیں کہ اے پروردگار اس مہینے میں اپنے بندوں میں سے ہمارے جوڑے بنادے تاکہ انکے دیدار سے ہماری آنکھیں روشن ہو جائیں اور انکی آنکھیں ہمارے جمال سے ٹھنڈی ہوں اور اس لئے ماہ رمضان میں روزے رکھنے والا کوئی بندہ ایسا باقی نہیں رہتا جس کا نکاح ان حوروں میں سے ایک حور کے ساتھ نہیں ہو جاتا جو چاند کی طرح چمکتے ہوئے چہروں سے موتیوں کے خیموں میں بیٹھی ہوتی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ان حوروں کی صفت میں فرماتا ہے بہشت میں حوریں ہیں جو خیموں میں نگاہ رکھی گئی ہیں اور ہر ایک حور نے ستر بہشتی لباس پہنے ہوئے ہوتے ہیں اور ہر ایک اپنے رنگ میں دوسرے سے الگ ہوتا ہے اور ان لباسوں سے کستوری کی خوشبو آتی ہے اور ہر ایک حور کے واسطے ایک تخت رکھا ہے جو یاقوت اور مروارید سے مرصع ہے اور اس تخت کے اوپر استبرق کے ستر فرش بچھے ہیں۔ استبرق ایک ریشمی کپڑے کا نام ہے اور پھر ان تختوں کے آگے خوب آراستہ پیراستہ فرش بچھائے گئے ہیں۔ اور ہر ایک

عورت کی خدمت کے واسطے ستر ہزار خدمتگار ہیں۔ یہ اسکے کام اور خدمت میں آمادہ رہتی ہیں اور اس حور کے شوہر کی خدمت کے لئے ستر ہزار خادم الگ ہیں۔ انمیں سے ہر ایک کے ہاتھ میں سونے کا ایک پیالہ ہے اور اس پیالے میں اس قسم کا کھانا بھرا ہے کہ اسکے ہر لقمے میں ایک الگ ہی ذائقہ ہے۔ اور پھر سونے کے دو کنگن بھی عنایت ہوتے ہیں جو یاقوت سے مرصع ہیں۔ پس یہ انہیں لوگوں کے واسطے ہے جو ماہ رمضان میں روزے رکھتے ہیں اور روزوں کے سوا باقی نیکیوں کا اجر جدا ہے اور قتادہ نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ بہشت کے دربان رضوان کو پکارتا ہے وہ عرض کرتا ہے کہ میں کمربستہ فرمان کیلئے حاضر ہوں۔ اور جلشانہ فرماتا ہے کہ محمد کی اُمت کے روزہ دار لوگوں کے لئے بہشت کو صاف کر دو اور اسے خوب زینت دو۔ اور اس کے دروازوں کو کھول دو اور جب تک رمضان کے تمام دن گذر نہ جائیں بہشت کا کوئی دروازہ بند نہ کر۔ اس کے بعد دوزخ کے دربان کو آواز ہوتی ہے وہ بھی فوراً آواز دیتا ہے کہ میں حاضر ہوں اور آپکے فرمان کے بجالانے کا منتظر ہوں۔ اسکو حکم ہوتا ہے کہ محمد کی اُمت کے روزہ داروں کے واسطے دوزخ کے دروازے بند کر دے اور جب تک رمضان کا مہینہ گذر نہ جائے دوزخ کا کوئی دروازہ نہ کھولو اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ کو ارشاد ہوتا ہے۔ کہ اے جبرئیل۔ وہ عرض کرتا ہے کہ میں حاضر ہوں۔ خداوند تعالےٰ اس کو فرماتا ہے کہ تم زمین پر جاؤ اور جس قدر شیطان سرکش ہیں۔ ان سب کو قید کر لو تاکہ وہ محمد صلعم کی اُمت کے روزوں میں خلل نہ ڈالیں۔ اور ان روزوں کے افطار کرنیکے وقتوں میں کوئی خرابی پیدا نہ کریں اور پھر خداوند تعالےٰ آفتاب کے طلوع ہونے کے وقت سے روزہ افطار کرنیکے وقت تک اپنے غلاموں اور لونڈیوں کو دوزخ کی آگ سے آزادی بخشتا رہتا ہے اور ہر ایک آسمان پر خداوند تعالیٰ کے حکم کو مشتہر کرنیوالا ایک فرشتہ ہے۔ اس کا تاج تو خداوند تعالیٰ کے نیچے ہے اور اسکے پاؤں ساتوں زمینوں کے نیچے ہیں اور اس کا ایک پر مشرق کے آخر میں پہنچا ہوا ہے اور ایک پر مغرب کے انتہا میں ہے اور وہ مرجان اور مروارید اور یاقوت اور جواہر سے مرصع ہیں یہ فرشتہ پکار کر کہتا ہے کہ کوئی ہے جو گناہ سے باز آنے والا ہو۔ اور خداوند تعالےٰ کی درگاہ میں رجوع لانے والا اگر ہے تو آئے اور توبہ کرے تاکہ اس کی توبہ قبول کی جائے اور دعا کرنے والا دُعا کرے تاکہ اسکی دُعا کو قبول کیا جاوے۔ اور کوئی مظلوم مدد کا طلبگار ہے تو اسکی مدد کی جائے۔ اور اگر کوئی بخشش کی درخواست کرنی چاہتا ہے تو کرے اسکو بخشدیا جائیگا۔ کوئی سوال کرنے والا ہے تو وہ سوال کرے اسکی حاجت کو پورا کیا جائیگا۔ اور ماہ رمضان کے تمام مہینے میں اللہ تعالےٰ یہ ارشاد فرماتا رہتا ہے کہ اے میرے غلامو اور اے میری لونڈیو تم کو خوشخبری ہو۔ تم صبر کرو اور اس صبر پر ہمیشگی کرو۔ جلدی ہی تم کو رنج اور محنت سے خلاصی مل جائیگی۔ اور اپنی رحمت اور اپنے قرب و جوار میں تم کو بلا لونگا۔ اور شب قدر میں حضرت جبرئیلؑ ایک فرشتوں کے گروہ کے ساتھ زمین پر اُترتے ہیں اور سب ہر ایک بندہ کے واسطے جو خدا کی یاد میں کھڑا یا بیٹھا ہوتا ہے رحمت اور مغفرت کی دُعا کرتے ہیں۔ اور انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسُول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کو کلام کرنے کی اجازت دیدے تو وہ اس بندہ کو بہشت کی خوشخبری دیدیں جو رمضان کے مہینے میں روزے رکھتا ہے اور عبداللہ بن عوفی روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ آسمان اور زمین کو کلام کرنے کی اجازت دیدے تو وہ اس بندہ کو بہشت کی خوشخبری دیدیں جو رمضان کے مہینے میں روزے رکھتا ہے اور عبداللہ بن اوفی روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر روزہ دار آدمی سو جائے تو اس کا سونا بھی عبادت میں داخل ہے اور اسکی خاموشی تسبیح ہے اور اسکی دُعا قبول ہوتی ہے اور جو وہ عمل کرتا ہے اس کا اس کو دو گنا ثواب ملتا

ہے اور اعمش ابی خثیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحابوں نے فرمایا ہے کہ ایک رمضان دوسرے رمضان تک اور ایک حج دوسرے حج تک اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک ایک نماز دوسری نماز تک کفارہ ہیں جو کچھ انسان سے صادر ہوتا ہے مگر یہ شرط ہے کہ کبیرے گناہ سے پرہیز رکھے اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ سے روایت کرتے ہیں کہ تم کو ماہ رمضان کے آنے کی خوشخبری ہو۔ کیونکہ اس مہینہ میں سب نیکیاں ہی نیکیاں ہیں اس کا دن تو روزہ ہے اور اسکی رات قیام ہے اور جو آدمی اس مہینے میں کچھ خرچ کرتا ہے تو وہ خدا کے راستے میں خرچ کرتا ہے اور حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی ایمانداری کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کے مہینے میں روزے رکھتا ہے اور رات کے وقت قیام کرتا ہے خداوند تعالےٰ اس کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور ابی ہریرہؓ راوی ہیں کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں سے اگر کوئی آدم کا فرزند نیکی کرتا ہے تو اس کے اجر میں دس نیکیوں سے لیکر سات سو تک اور نیکیاں بڑھا دی جاتی ہیں۔ اور روزہ کے باب میں خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ روزہ خاص میرے واسطے ہے اس میں بندہ اپنی آرزوؤں اور خواہشوں کو ترک کرتا ہے اور میرے واسطے ہی کھانے اور پینے سے ہاتھ اُٹھا لیتا ہے اسلئے میں بھی اس کو اپنی عظمت اور اپنے شان کے موافق اجر عطا کرتا ہوں اور روزہ اسکے واسطے ایک ڈھال ہے اور روزہ دار آدمی کو دو فرحتیں حاصل ہوتی ہیں ایک تو روزہ افطار کرنے کے وقت اور دوسری پروردگار کا دیدار حاصل ہونے کے وقت اور اس کے برابر اور کوئی فرحت نہیں ہے اور ابوالبرکات سقطیؒ یزید بن ہارون سے اور وہ مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی ماہ رمضان کی ایک رات میں اپنے نفلوں میں سورہ انا فتحنا پڑھے وہ آدمی اُس سال میں تمام بلاؤں سے بچا رہتا ہے۔

ماہ رمضان کے حروف کا بیان

رمضان کے لفظ میں پانچ حروف ہیں اور ہر ایک حرف میں ایک طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ر میں تو اپنے پروردگار کی رضامندی کی طرف اشارہ ہے اور حرف م میں خدا کی محبت کی طرف ایما ہے اور حرف ض سے اسطرف اشارہ کیا گیا ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کا ضامن ہے اور الف سے خدا کی اُلفت مقصود ہے اور ن سے خدا کا نور مراد ہے۔ پس یہ رمضان کا مہینہ اس قدر چیزوں کا جامع ہے خدا کی رضا۔ خدا کی محبت۔ خدا کی ضمانت اور اسکی الفت اور خدا کا نور۔ اور خدا کا جو نور ہے یہ بہت بڑی بزرگی اور بخشش ہے اور یہ ان لوگوں کے واسطے ہی ہے جو خداوند تعالےٰ کے دوست اور نیکو کار ہیں۔ اور بعض نے فرمایا ہے کہ رمضان کے مہینے کی دوسرے مہینوں سے تشبیہ ایسی ہے جیسی کہ دل کی سینہ سے ہے اور نبی کی آدمیوں سے ہے اور حرم کی دوسرے شہروں سے ہے! اور حرم میں دجال لعین نہیں جائیگا اور رمضان کے مہینہ میں سرکش شیطان جکڑے جاتے ہیں اور نبی صلعم گنہگاروں کے شفیع ہونگے اور ماہ رمضان روزہ داروں کا شفیع ہوگا۔ اور مومنوں کے دل اس مہینہ میں معرفت اور ایمان کے نور سے آراستہ ہوتے ہیں اور ماہ رمضان کو قرآن پڑھنے کے نور سے آراستگی ہوتی ہے اور جو آدمی اس مہینہ میں نہ بخشا جائیگا اُس کے حال پر بہت ہی افسوس ہے کیونکہ جب اس میں نہیں بخشا گیا تو پھر وہ کب بخشا جائیگا پس توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے اور موت کی سختی کے وارد ہونے کے پہلے انسان کو لازم ہے خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں توبہ کرے اور اللہ عزوجل کی جناب میں توبہ اور گریہ وزاری کرے ایسا نہ ہو کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے اور گریہ وزاری کا وقت ہاتھ سے جاتا ہے اور اللہ کے رسول نے فرمایا ہے کہ جب تک رمضان کے مہینے میں میری اُمت کے لوگ ہمیشہ روزے رکھتے رہینگے وہ کبھی خوار اور ذلیل نہیں ہونگے اور ایک آدمی نے پیغمبرؐ سے عرض کی کہ اے

اللہ کے رسول کس بات میں خواری اور ذلت ہے آپنے فرمایا کہ ان باتوں میں کوئی رمضان کے مہینے میں حرام کرے یا کوئی بُرا فعل کرے۔ شراب پئے۔ زنا کرے۔ اگر ایسے فعل کرنے والا روزے رکھے تو اس کے روزے قبول نہیں ہونگے اور خداوند تعالےٰ اور خدا کے فرشتے اور باقی آسمان کے سارے لوگ آیندہ رمضان تک اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں اور اگر وہ آیندہ رمضان کے آنے سے پیشتر ہی مرجاوے تو اسکے لئے اللہ کے پاس کوئی نیکی نہیں ۔

سرداروں کا بیان

کہتے ہیں کہ سب لوگوں کے سردار حضرت آدمؑ ہیں اور عرب کے سردار محمد صلعم ہیں اور فارس کا سردار سلمان رضی اللہ عنہ ہے اور روم کے سردار صہیب ہیں اور حبش کے سردار بلال ہیں اور شہروں کا سردار مکہ ہے اور سب وادیوں کا سردار وادی بیت المقدس ہے۔ دنوں کا سردار روز جمعہ ہے اور سب راتوں کی سردار شب قدر ہے اور تمام کتابوں کا سردار قرآن مجید اور فرقان حمید ہے اور سورۃ بقر کا سردار آیت الکرسی ہے اور تمام پتھروں کا سردار حجراسود ہے اور تمام کنوؤں کا سردار چاہ زمزم ہے اور سب عصاؤں کا سردار حضرت موسیٰؑ کا عصا ہے اور مچھلیوں کی سردار وہ مچھلی ہے جس کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام رہے اور تمام اونٹنیوں کی سردار حضرت صالح کی اونٹنی ہے اور تمام گھوڑوں کا سردار براق ہے اور تمام انگوٹھیوں کی سردار حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی ہے اور تمام مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے ۔

شب قدر کی بزرگی

خداوند تعالےٰ نے سورۃ انا انزلنٰہ کو شب قدر کی بزرگی میں نازل فرمایا ہے اور اس سورہ میں قرآن کے نازل فرمانے کی طرف اشارہ ہے یعنے خدا تعالےٰ نے لوح محفوظ سے اتار کر قرآن مجید کو دنیا کے فرشتہائے سفرہ کے پاس نازل کیا۔ اور فرشتگان سفرہ وہ ہیں جو فرشتوں میں محرری اور خط وکتابت کے عہدوں پر معمور ہیں اور اس رات میں لوح محفوظ سے خداوند تعالےٰ قرآن اسی قدر نازل فرمایا کرتا تھا جس قدر اس سال میں پیغمبر پر بھیجنا ہوتا تھا۔ اور آپ پر جبرئیلؑ قرآن شریف نازل فرمایا کرتے تھے اور شب قدر تک دفعہ دفعہ کرکے نازل کرتے رہتے تھے اور وہ وہی حصہ ہوتا تھا جو آسمان پر بارگاہ ایزدی سے نازل ہو چکتا تھا۔ اور ابن عباس وغیرہ دوسرے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں یعنے خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس سورۃ کو اور باقی تمام قرآن شریف کو ہم نے جبرئیل کی معرفت شب قدر میں محرر فرشتوں کے پاس بھیجا اور پھر اُن کے ہاں سے تھوڑا تھوڑا ہو کر حضرت محمد صلعم پر نازل ہوا ہے اور وقتاً فوقتاً تئیس برس تک تمام مہینوں میں دن رات نازل ہوتا رہا ہے اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے (فی لیلۃ القدر) اور یہ شب قدر کی بزرگی اور اس کے مرتبہ کے واسطے فرمایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اندازہ کرتا ہے اس رات اُن کاموں کا جو اس سال سے آیندہ سال تک ہونیوالے ہیں اور اس کے بعد فرمایا ہے کہ اے محمد مصطفےٰ صلعم شب قدر کیا ہے اگر اللہ تعالےٰ اسکی نسبت تجھ کو حال نہ بتلاتا تو تجھے کیونکر معلوم ہوتا کہ اس رات کی تعظیم اور اس کی قدر کس قدر ہے اور خداوند تعالےٰ نے جس چیز کو قرآن میں اس لفظ سے تعبیر کیا ہے وما ادرٰک اسکی اطلاع خود رسول مقبول کو دیدی ہے اور جو لفظ ما یدریک میں آیا ہے اس کی اطلاع آپ کو نہیں دی گئی فرمایا ہے اور تم کونسی چیز معلوم کرواتی اہو سکتا ہے کہ قیامت کے نزدیک ہو مگر اس کا وقت نہیں بتلایا اور اس رات کو لیلۃ القدر سے تعبیر کیا ہے یعنے بزرگی اور حکمت کی رات۔ اور اس رات کو مبارک رات کہا ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (قرآن کو ہمنے مبارک رات میں اُتارا) اور یہ اسی واسطے کہ اُس رات میں سال بھر میں جس قدر قرآن نے نازل ہونا ہوتا تھا۔ اسکو ایک ہی دفعہ الگ کیا جاتا تھا۔ اور اس کے بعد فرمایا ہے کہ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے یعنے اس مہینہ میں جس قدر عمل کیا جاتا

ہے وہ ان ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر ہے جن میں شب قدر نہیں آئی۔ اور کہتے ہیں کہ جس قدر اصحاب اس قول سے خوش ہوتے تھے خیرٌ مِن اَلفِ شَہرٍ دیتے اور کسی قول سے خوش نہیں ہوتے تھے اور ایک دن پیغمبر صلعم نے اپنے اصحابوں کے پاس بنی اسرائیل کے چار شخصوں کا ذکر کیا۔ اُنہوں نے اسّی برس تک خداوند تعالیٰ کی عبادت کی ہے اور اس عرصہ میں ایک لحظہ بھی خدا تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ اور ان چار پیغمبروں کا ذکر کیا۔ حضرت ایوب۔ زکریا۔ خرقیل۔ یوشع بن نون اور جب اصحابوں نے آپ سے اس حدیث کو سنا تو ان کو اس سے تعجب ہوا۔ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور رسول مقبول سے کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ کے اصحابوں کو اس سے تعجب ہوا ہے کہ ان شخصوں نے اسی برس تک خدا کی عبادت کی ہے اور اس عرصہ میں ایک لحظہ بھی اپنے پروردگار کے نافرمان نہیں ہوئے: خداوند تعالیٰ نے جو تجھے نعمت عطا کی ہے وہ اس سے بھی بہتر ہے اور پھر آخر تک سورہ انا انزلناہ پڑھی اور فرمایا کہ جس بات پر تیرے اصحابوں نے تعجب کیا ہے یہ اس سے بہتر ہے اور جب پیغمبر نے اس بات کو سنا تو وہ بہت خوش ہوئے اور یحیٰی بن نجیح روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا آدمی تھا۔ کہ وہ ایک ہزار مہینہ تک خداوند تعالیٰ کے رستہ میں ہتھیار باندھے رہا اور نہ اتارے۔ جب رسول صلعم نے اپنے اصحابوں سے یہ ذکر کیا تو اُن کو اس سے تعجب ہوا پس اللہ جلشانہ نے سورہ انا انزلناہ نازل کی۔ اور فرمایا۔ کہ تمہارے واسطے یہ ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے کہ جن میں اس آدمی نے میری راہ میں ہزار مہینہ تک ہتھیار باندھے اور اس عرصہ میں ان کو کبھی نہیں اُتارا۔ اور کہتے ہیں کہ اس آدمی کا نام شمعون عابد تھا جو بنی اسرائیل کی قوم میں سے تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس آدمی کو شمسون کہتے تھے۔ اور خداوند تعالیٰ نے فرماتا ہے کہ تنزل الملائکۃ والروح اس سے مراد یہ ہے کہ آفتاب کے غروب ہونے سے فجر کے طلوع ہونے تک فرشتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتے رہتے ہیں۔ اور ضحاک ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ روح ایک بزرگ فرشتہ ہے جو انسان کی صورت میں ہے اور عظیم الخلقت ہے۔ اللہ جلشانہ اسکی شان میں فرماتا ہے کہ تجھ سے روح کی بابت پوچھتے ہیں۔ روح ایک فرشتہ ہے جو قیامت کے روز فرشتوں کی صف کے مقابلہ میں اکیلا کھڑا ہو گا یعنے سب کے برابر وہ ایک ہی ہوگا۔ اور مقاتل کہتے ہیں کہ جتنے فرشتے ہیں۔ ان سب سے یہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہے اور بعض ، کہتے ہیں کہ اس فرشتہ کا منہ تو انسان کی صورت پر ہے اور اس کا جسم فرشتوں کے جسم کی مانند ہے اور وہ تمام مخلوقات سے بہت بڑا ہے اور فرشتوں کی صف میں عرش کے نزدیک کھڑا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے کہ شب قدر کی رات میں تمام فرشتے تو ایک صف میں ہوتے ہیں اور وہ اکیلا ہی ایک صف میں سماتا ہے اور یہ رات سلامتی کی رات ہے اور فجر تک کھڑے رہتے ہیں اور باوجود اس کے انہیں سستی اور ماندگی لاحق نہیں ہوتی اور لفظ مطلع الفجر لام کی کسرہ سے مصدر ہے اسکے معنے نکلنا ہے اور اگر لام کی فتح سے پڑھی جائے تو اس صورت میں آفتاب کے نکلنے کی جگہ ہوگی اور بعض نے کہا ہے کہ سلام سے فرشتوں کا سلام مقصود ہے جو زمین کے رہنے والوں پر وارد ہوتا ہے اور اس سلام کو فرشتے ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں بھیجتے ہیں۔

لیلۃ القدر کی تلاش

ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں اسکی تلاش کرنی چاہیئے اور خاص کر ستائیسویں رات میں۔ اور امام مالک کہتے ہیں کہ ماہ رمضان کی آخری دس برابر ہیں کسی ایک کو دوسری پر فضیلت نہیں۔ اور امام شافعی کہتے ہیں کہ شب قدر رمضان شریف کی اکیسویں رات ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ انتیسویں رات ہے اور عائشہؓ کا بھی یہی قول ہے اور ابو بریدہ اسلمی کہتے ہیں کہ شب قدر کی تیئسویں رات ہے۔ اور ابو ذر اور حسن کہتے ہیں کہ پچیسویں رات۔ اور حضرت بلال پیغمبر صلعم سے روایت کرتے

ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ شب قدر ماہ رمضان کی چوبیسویں رات ہے اور ابن عباس اور ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ ستائیسویں رات ہے اور اس پر دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ امام احمد حنبل اپنی اسناد میں ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کا یہ دستور تھا کہ وہ ماہِ رمضان کے آخری دس دنوں میں حضرت پیغمبر صلعم کی خدمت میں اپنی اپنی خوابوں کا ذکر کیا کرتے تھے ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ تمہیں جو پے درپے یہ خوابیں آتی ہیں یہ ستائیسویں رات میں واقع ہوئی ہیں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے اور جو اس کو تلاش کرے۔ اور ابن عباس عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے شب قدر کے واسطے طاق عددوں میں غور کی تو مجھے معلوم ہوا کہ سات کا عدد اس کے واسطے سب سے زیادہ لائق ہے اور پھر سات کے عدد میں غور کی تو معلوم ہوا کہ آسمان سات ہیں اور زمینیں بھی سات ہیں اور راتیں بھی سات ہیں اور سات ہی دریا ہیں اور صفا اور مروہ کے درمیان سات ہی دفعہ دوڑتے بھی ہیں اور کعبہ کے اردگرد بھی سات دفعہ ہی طواف کرتے ہیں اور سنگریزے بھی سات ہی پھینکے جاتے ہیں اور آدمی کی پیدائش بھی سات عضووں سے ہی ہوئی ہے اور آدمی کا رزق بھی سات دانے ہی ہیں اور انسان کے چہرے میں بھی خداوند تعالےٰ نے سات سوراخ بنائے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں دو کان۔ دو نتھنے۔ دو آنکھیں اور ایک منہ کا سوراخ ہے۔ اور رحم کی سورتیں بھی سات ہی ہیں۔ اور الحمد کی آیتیں بھی سات ہیں اور قرآن مجید کی قرأتیں سات ہیں اور جب سجدہ کیا جاتا ہے تو وہ بھی سات عضووں سے ہی کرتے ہیں اور سات ہی دوزخ کے دروازے ہیں اور دوزخ کے نام بھی سات ہیں اور سات ہی دوزخ کے طبقے ہیں۔ اور اصحاب کہف کی تعداد بھی سات ہے اور جب عاد کی قوم ہلاک ہوئی تو وہ بھی سات راتوں میں ہی ہوا سے ہلاک ہوئی۔ اور حضرت یوسفؑ جب قید ہوئے ہیں تو وہ بھی سات برس تک جیل خانہ میں مقید رہے اور وہ گائیں بھی شمار میں سات ہی ہیں جن کا ذکر سورہ یوسف میں ہے اور وہ قحط بھی سات سال ہی رہا جس کا ذکر سورۂ یوسف میں ہے اور سات سال ہی فراخی اور کشادگی رہی۔ اور پانچ وقت کی نماز کی سترہ رکعتیں ہیں اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ حج کے بعد سات روزے رکھو اور نسب کے رو سے سات قسم کی عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے اور سات عورتیں ہی سسرال میں حرام ہیں۔ اور اگر کوئی کتا مٹی کے برتن میں منہ ڈال جائے۔ تو اس کے دھونے کے واسطے پیغمبر صلعم نے سات دفعہ ارشاد فرمایا۔ جب دھوئے تو پہلی دفعہ مٹی سے دھوئے اور اس کے بعد صرف پانی سے دھوئے اور سورۃ انا انزلناہ میں سلام تک ستائیس حرف ہیں اور جب حضرت ایوبؑ بلاؤں میں گرفتار ہوئے تو وہ بھی سات برس تک مصیبت میں مبتلا رہے اور عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ جب پیغمبر صلعم نے مجھے اپنے نکاح سے سرفرازی بخشی ہے تو اس وقت میں سات برس کی تھی اور نکلتی ہوئی گرمیوں کے دن بھی سات ہیں۔ تین دن تو ماہ شباط (پھاگن) کے ہیں۔ اور چار دن وہ ہیں جو آذر (چیت) مہینے کے پہلے ہیں۔ پس یہ سات دن ایسے ہیں کہ یہ گرمیوں کو قطع کر دیتے ہیں اور رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے لوگوں میں سے جو شہید ہوتے ہیں وہ بھی سات قسم کے شہید ہیں پہلے وہ جو خدا کی راہ میں مارے جائیں۔ دوسرے وہ جو طاعون کی بیماری سے مرتے ہیں تیسرے وہ جو سل کی بیماری سے مریں۔ اور چوتھے وہ جو پانی میں ڈوب کر مر جائیں۔ پانچویں وہ جو آگ میں جلکر مر جائیں اور چھٹے وہ جو اسہال یعنے دستوں کی بیماری سے فوت ہوں اور ساتویں وہ عورت ہے جو نفاس کی حالت میں فوت ہو جائے اور اللہ تعالےٰ نے سات چیزوں کی قسم کھائی ہے اور وہ یہ ہیں آفتاب۔ چاشت کا وقت۔ چاند۔ دن۔ رات۔ آسمان۔ اور جس نے آسمان اور زمین کو بنایا ہے اور حضرت موسیٰؑ کے قد کی لنبائی بھی سات گز تھی۔ اور یہ اس وقت کے گزوں کے حساب سے تھی۔ اور حضرت موسیٰؑ کا عصا بھی سات گز لنبا تھا پس اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سی چیزوں کو خدا نے سات

سات بنایا ہے اور جب یہ شب قدر ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں ہے تو اس اوپر کے بیان سے استدلال ہوتا ہے کہ یہ بھی ستائیسویں تاریخ کو ہوگی اور اس آیت سے بھی "ھِیَ حَتّٰی مطلع الفجر" لفظ ہی ستائیس حروف کے بعد واقعہ ہؤا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر ماہ رمضان کی ستائیسویں رات کو ہے۔

کیا شب جمعہ افضل ہے یا شب قدر

اس باب میں ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے کہ جمعہ کی رات بہتر ہے یا شب قدر۔ شیخ ابوعبداللہ بن بطہ اور شیخ ابوالحسن جزری اور ابوحفص عمر برمکی کہتے ہیں کہ شب قدر سے شب جمعہ افضل ہے۔ اور ابوالحسن تمیمی کہتے ہیں کہ شب قدر بہتر ہے کیونکہ اس میں قرآن شریف نازل ہؤا ہے۔ اور جس شب قدر میں قرآن شریف نازل ہوا ہے جو اس کے سوا باقی ہیں ان سے شب جمعہ بہتر ہے اور اکثر علماء کا قول ہے کہ جمعہ کی رات سے شب قدر بہتر ہے اور ہمارے اصحابوں نے جو اس قول کو اختیار کیا ہے تو اس کا باعث یہ ہے کہ قاضی امام ابویعلی ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بخشدیتا ہے اور اس رات کی جو یہ فضیلت ہے اتنے کسی دوسری رات کے حق میں پیغمبرؐ نے بیان نہیں کیا اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اس بزرگ رات اور روشن دن میں مجھ پر بہت کثرت کے ساتھ درود بھیجا کرو۔ اور اس دن اور رات سے جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات مراد ہے اور جو چیز برگزیدہ ہوتی ہے وہ سب سے بہتر ہوتی ہے اور جمعہ کی رات دن کی تابع ہوتی ہے اور جمعہ کے دن کی فضیلت شب قدر کے دن کی فضیلت سے زیادہ ہے اسلئے جمعہ کی رات بھی بزرگی میں شب قدر کی رات سے بڑھ کر ہے انسؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جس طرح آفتاب جمعہ کے روز بزرگی سے طلوع کرتا ہے ایسا اور کسی میں نہیں طلوع کرتا اور سب دنوں سے بڑھکر اللہ کے نزدیک جمعہ زیادہ پیارا ہے۔ اور ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جیسے آفتاب جمعہ کے دن میں طلوع اور غروب ہوتا ہے اس سے بہتر اور کسی دن میں طلوع اور غروب نہیں ہوتا اور ہر ایک جانور اس دن خدا تعالیٰ کی درگاہ میں عاجزی کرتا ہے مگر آدمی اور جن نہیں کرتے اور ابوہریرہ روائیت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر ایک دن کو اپنی اصلی حالت پر ظاہر کریگا اور جمعہ کے دن کو روشن اور چمکتا ہؤا نکالیگا اور لوگ اس طرح جمعہ کے ارد گرد گھیرا ڈالینگے جیسے کہ شوہر کے پاس جانے والی دلہن کے ارد گرد گھیرا ڈالتے ہیں۔ جمعہ کا دن لوگوں کو روشنی دیگا۔ اور اسکی روشنی میں لوگ چلیں گے۔ جمعہ میں حاضر ہونے والے لوگوں کے رنگ برف کی طرح سفید ہونگے اور ان سے کستوری کی خوشبو آوگی اور ایسے معلوم ہونگے کہ یہ لوگ کافور کے پہاڑوں میں چلے جاتے ہیں اور جن اور آدمی جتنے اہل محشر ہونگے سب انکو دیکھینگے اور تعجب کرینگے یہاں تک کہ وہ بہشت میں داخل ہو جائینگے۔ پس اگر یہ سوال کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا جو یہ قول ہے "لیلۃ القدر خیر من الف شہر" اس میں تمہارا کیا جواب ہے تو اس کے جواب میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ شب قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور جمعہ کی رات انمیں داخل نہیں ہے اور مفسروں نے بھی اس آیت کی تفسیر یہی کی ہے کہ شب قدر کی رات ہزار مہینے سے بہتر ہے مگر جمعہ کی رات ان میں شامل نہیں ہے اور بہشت میں بھی جمعہ کی رات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن اپنی زیارت سے اپنے بندوں کو شرفیاب کریگا اور دنیا میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے کہ جمعہ کی رات تو آنکھوں کے سامنے دکھائی دیتی ہے اور شب قدر کا یہ حال نہیں اس کا آنکھوں سے دیکھنا ایک ظنی امر ہے اور تمیمی وغیرھ کے اس قول کو کہ جمعہ کی رات سے شب قدر بہتر ہے جنہوں نے اختیار کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "خیر من الف شہر" ہزار مہینے کے تیراسی سال اور چار مہینے ہوتے ہیں اور مذکور ہے کہ پیغمبرؐ کی امت کے لوگوں کی عمریں آپکے روبرو پیش کی

گئیں۔ جب آپ نے ان کو ملاحظہ کیا تو ان میں کمی پائی۔ اسلئے عمر بڑھانے کے واسطے اس کمی کے عوض میں ان لوگوں کو شب قدر عنایت کی ہے۔ اور مالک بن انسؓ روایت کہتے ہیں کہ میں نے ایک معتبر آدمی کی زبانی سُنا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جس قدر پہلی اُمتوں کے لوگ تھے میں نے ان کی عمروں اور اعمال ناموں کا ملاحظہ کیا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو مجھ سے اپنی امت کی عمر کم معلوم ہوئی اور پایا گیا کہ اپنی عمر کی کمی کے سبب سے پہلی امت کے لوگوں کے عملوں کو نہیں پہنچینگے۔ اسلئے اللہ نے انکو شب قدر عطا کر دی جو ہزار مہینے سے بہتر ہے اور مالک بن انسؓ کہتے ہیں کہ سعید بن مصیب نے کہا ہے کہ اگر کوئی آدمی شب قدر کی عشا کی نماز میں حاضر ہو جاوے تو وہ اس رات سے حصہ پا لیتا ہے روایت ہے کہ رسول مقبول نے فرمایا کہ اگر کوئی مغرب اور عشاء کی نماز جماعت کی نماز کے ساتھ پڑھے تو وہ شب قدر سے اپنا حصہ ضرور حاصل کر لیتا ہے اور جو سورہ قدر پڑھتا ہے تو گویا کہ وہ قرآن کا چوتھا حصّہ پڑھ لیتا ہے اور رمضان کے مہینے کے آخیر کی نماز عشاء میں سورہ قدر پڑھنا مستحب ہے ۔

شب قدر کے پوشیدہ رکھنے کا ذکر

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالے نے اپنے بندوں کو قطعی اور یقینی طور پر اس رات کی اطلاع کیوں نہیں دی جیسا کہ جمعہ کی رات کو صاف طور پر بیان کر دیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ صاف طور پر اس لئے بیان نہیں کیا کہ کوئی بندہ اس پر بھروسہ نہ کرے اور اپنے دل میں یہ نہ ٹھان لے کہ ہمنے تو آج رات ایسی عبادت اور نیک عمل کئے ہیں جو ہزار مہینے سے بہتر ہیں۔ اس لئے ضرور ہی اللہ تعالے نے مجھ کو بخشدیا ہے اور خدا کی بارگاہ سے ہمیں بڑے درجے ملینگے اور بہشت کی نعمتیں عطا ہونگی اور اس خیال میں سُست نہ ہو جاوے اور آرام کے ساتھ بے خبر بیٹھ نہ رہے اگر ایسا کریگا تو اسکی دُنیاوی اُمیدیں اس پر غلبہ پا جاوینگی اور اس کو ہلاک کر دینگی۔ اور اللہ تعالے نے ہی ایسے اپنے بندوں کو انکی عمر کے تمام ہونے سے ہرگز کچھ خبر نہیں دی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ اطلاع دے دیتا تو بعض لوگ یہ سمجھ بیٹھتے کہ ابھی مرنے میں بہت دن پڑے ہیں۔ اس وقت تک نفسانی شہوت اور دنیاوی لذّت اُٹھالیں۔ اور جب موت نزدیک آئے گی۔ تو اسوقت توبہ کرلینگے اور اپنے رب کی عبادت اور بندگی کرینگے اور نیکو کار مرینگے اسلئے اللہ تعلٰے نے نکی عمر کی میعاد ان سے پوشیدہ رکھی ہے تا کہ ہمیشہ خوف اور ڈر میں رہیں اور نیک کاموں کا شغل رکھیں اور ہمیشہ توبہ کرتے رہیں اور اپنے عمل کو درست رکھیں پس جو آدمی ایسا کرینگے انکو دنیا کی لذتیں بھی مل جائینگی اور آخرت میں بھی اللہ تعالے کے عذاب سے چھوٹ جائینگے اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں سے پانچ چیزوں کو پوشیدہ رکھا ہے۔ پہلی یہ ہے کہ لوگوں کی عبادت پر اپنی رضامندی ظاہر کرنے کو پوشیدہ رکھا ہے اور دوسرے گناہوں پر اپنے غضب اور غصے کو پوشیدہ رکھا ہے۔ اور تیسری وسطی نماز کو باقی نمازوں سے پوشیدہ رکھا ہے۔ چوتھی یہ کہ اپنے دوستوں کو عام لوگوں کی نظروں سے چھپا رکھا ہے۔ پانچویں رمضان کے مہینے میں شب قدر کو چھپایا ہے۔

پانچ راتوں کی بندگی کا بیان

اللہ تعالے نے حضرت محمد کو پانچ راتیں عنایت کی ہیں پہلی معجزہ اور قدرت کی رات ہے یہ وہ رات ہے جس میں شق القمر کا معجزہ ہوا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے (ساعت نزدیک پہنچی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا) اور اسی رات میں موسیٰ کے عصا سے دریا کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے اور جب پیغمبر نے انگلی سے اشارہ کیا تو اس سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور خدا کے رسول کے جتنے معجزے ہیں ان سب سے شق القمر کا معجزہ بڑا ہے اور دوسری رات وہ ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے اللہ تعالے فرماتا ہے جب ہم تیری طرف جنوں کی ایک جماعت کو پھیرتے ہیں تو وہ قرآن کو سُنتے ہیں اور تیسری رات وہ ہے جس میں

قضا و قدر جاری ہوتی ہے اور احکام جاری کئے جاتے ہیں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (مبارک رات میں ہم نے قرآن شریف کو اُتارا اور ہم ڈرانے والے ہیں اُس رات میں ہر ایک مضبوط کام جدا ہوتا ہے) اور چوتھی رات وہ ہے جس میں نزدیکی اور قرب حاصل ہوا ہے اور یہ معراج کی رات ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے بندے کو ایک رات میں مسجد حرام ہے مسجد اقصےٰ تک سیر کرائے) پانچویں رات سلام اور درود کی ہے خدا تعالےٰ کا قول ہے (انا انزلنا فی لیلۃ القدر آخر آیت تک) اور ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالےٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو یہ حکم دیتا ہے کہ تم زمین پر جاؤ۔ اور جو سدرۃ المنتہےٰ کے رہنے والے ہیں۔ ان کو بھی اپنے ساتھ لیتے جاؤ۔ یہ سات ہزار فرشتے ہیں اور ان کے ہاتھ میں نور کے جھنڈے ہوتے ہیں اور جب حضرت جبرئیلؑ فرشتوں کے اس لشکر کے ساتھ زمین پر نازل ہوتے ہیں تو اُترتے ہیں اپنا نیزہ زمین پر گاڑ دیتے ہیں اور فرشتے بھی اپنے نیزے ان چار مکانوں میں گاڑتے ہیں خانہ کعبہ کے نزدیک حضرت محمدؐ کی قبر کے نزدیک۔ بیت المقدس کے نزدیک مسجد طور سینا کے نزدیک اس کے بعد حضرت جبرئیل سب فرشتوں کو حکم کرتے ہیں کہ تم سب ادھر اُدھر پھیل جاؤ پس ہر ایک گھر اور حجرے اور مکان اور کشتی میں جہاں کوئی مومن مرد یا مومنہ عورت ہو ہر ایک میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور جس گھر میں کتا یا سور یا شراب یا کوئی زانی یا زانیہ حسین ہو یا جس میں تصویر ہو اُسمیں فرشتہ داخل نہیں ہوتا۔ اور یہ سب فرشتے خدا کی تسبیح اور تہلیل میں مشغول ہوتے ہیں اور محمد صلعم کی اُمت کے واسطے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ اور جب صبح ہو جاتی ہے تو پھر سب کے سب آسمانوں کی طرف چلے جاتے ہیں اور دنیا کے آسمان کے فرشتے اُن کا استقبال کرتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس جگہ سے آرہے ہو اور خدا نے بندوں کی حاجتیں پوری کرنے کے واسطے کیا کارروائی کی ہے اور کیا حکم دیا ہے جبرئیلؑ جواب دیتے ہیں کہ پروردگار نے جو ارحم الراحمین ہے نیکوں کو بخشدیا ہے اور بدکار لوگوں کو نیک آدمیوں کی سفارش سے بخشدینے کا وعدہ کیا ہے۔ جب آسمان کے فرشتے یہ سنتے ہیں تو اس سے بہت خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی حمد اور ثنا میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہیں اور محمد صلعم کی اُمت کو جو مغفرت اور خدا کی رضامندی عطا ہوتی ہے اس کے شکر گذار ہوتے ہیں پھر وہ دوسرے آسمان پر جاتے ہیں اور اسی طرح ہر ایک آسمان کے فرشتے استقبال کے لئے آتے ہیں اور خوشی کرتے ہوئے آگے بڑھتے اور ساتوں آسمانوں تک یہی حال ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کو حضرت جبرئیل کہتے ہیں کہ اب تم اپنے مقاموں کو واپس لوٹ جاؤ۔ اس لئے سب رخصت ہو کر چلے جاتے ہیں اور سدرۃ المنتہےٰ کے فرشتے بھی اپنے اپنے مکان پر چلے جاتے ہیں اور جب یہ اپنے مقام پر پہنچتے ہیں تو وہاں کے رہنے والے ان سے کہتے ہیں کہ تم کہاں تھے یہ انہیں ویسا ہی جواب دیتے ہیں جیسے کہ پہلے آسمان والوں کو دیا تھا یہ سنتے ہی وہ بھی اللہ تعالےٰ کی تسبیح اور تقدیس بیان کرتے ہیں اور یہاں تک خوش ہوتے ہیں۔ کہ انکی خوشی کی آواز جنت الماویٰ میں جا پہنچتی ہے اور جنت عدن میں جاتی ہے اور فردوس بریں میں سنائی دیتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا عرش اس کو سنتا ہے اور خدا کا عرش اس نعمت کے عوض میں جو محمدؐ کی اُمت کو عطا ہوئی ہے۔ خدا کی تسبیح اور تہلیل پڑھتا ہے اور اسکی حمد و ثنا بیان کرتا ہے۔ خداوند تعالےٰ عرش سے دریافت کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ تو نے اپنی آواز کیوں بلند کی ہے وہ جواب میں عرض کرتا ہے کہ اے میرے اللہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ محمدؐ کی اُمت کے نیکو کاروں کو تو قیامت کے دن بخشدیگا اور بدکاروں کے حق میں جو وہ سفارش کرینگے اسے قبول کریگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے میرے عرش تو سچ کہتا ہے محمدؐ کی امت کے واسطے میرے پاس بیشمار خلعت ہیں اور ان کے عطا کرنے کے لئے اتنی چیزیں ہیں کہ نہ تو انہیں کسی کی آنکھوں نے دیکھا ہے اور نہ کسی کے کانوں نے سنا ہے اور نہ کسی کے دل میں انکا

خیال آیا ہے اور فرمایا ہے کہ جب حضرت جبرئیلؑ شب قدر میں آسمان سے نازل ہوتے ہیں تو ہر ایک مسلمان کو سلام کہتے ہیں اور اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور اسکی نشانی یہ ہے کہ اسوقت انسان کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں اور آدمی کا دل بھی نرمی اختیار کر لیتا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو پڑتے ہیں اور روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول اپنی اُمت کے فکر سے بہت غم میں رہتے تھے اسلئے اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ کہ اے محمدؐ تو کوئی غم اور رنج نہ کر۔ میں تیری اُمت کو دُنیا سے اس وقت تک نہ اُٹھاؤں گا جب تک کہ انھیں پیغمبروں کے درجے نہ دے لوں۔ اور انھیں سردار نہ بنالوں۔ نبیوں کے پاس تو فرشتے وحی اور پیغام لاتے تھے اور تیری امت کے لوگوں پر شب قدر میں فرشتوں کو بھیجتا ہوں ۔

شب قدر کی علامت کا ذکر

اس رات کے پہچاننے کے واسطے یہ علامت ہے کہ نہ تو اس میں سردی ہوتی ہے اور نہ گرمی اور کہتے ہیں کہ اس میں کتے کی آواز بھی سُنائی نہیں دیتی۔ اور اس رات کی صبح کو جب آفتاب نکلتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس میں کچھ روشنائی نہیں ہے اور وہ ایسا نظر آتا ہے جیسا کہ طشت ہوتا ہے اور اس رات کی عجائب باتیں ان لوگوں پر ظاہر ہوتی ہیں اہل دل۔ اہل طاعت۔ اہل ولایت اور جس کو خدا دکھلانی چاہے اور ہر ایک کو اُس کے اندازے اور حال اور مرتبے اور قرب کے موافق نصیب ہوتی ہیں ۔

نماز تراویح

پیغمبرؐ نے ایک رات ہی تراویح کی نماز پڑھی ہے اور بعض کا قول ہے کہ دو رات۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ تین رات نماز تراویح پڑھی ہے اور پھر پیغمبر خدا اصحابوں کے پاس تشریف نہ لائے حالانکہ وہ آپ کے منتظر رہے اور اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس وقت نکل آتا۔ تو تم لوگوں پر تراویح کی نماز فرض ہو جاتی۔ پس حضرت عمرؓ کی خلافت کے دنوں میں ماہ رمضان کا سارا مہینہ نماز تراویح پڑھی گئی۔ اسی واسطے یہ نماز اُنہیں کی طرف منسوب ہوئی۔ اور عائشہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا ماہ رمضان کی رات میں نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی اور دوسرے آدمیوں نے بھی آپکے پیچھے نماز ادا کی۔ اور دوسری رات اس قدر لوگ مسجد میں جمع ہوئے کہ مسجد کا صحن تنگ ہو گیا مگر پیغمبر خدا نہ نکلے اور صبح کی نماز کے وقت مسجد میں تشریف لائے اور اصحابوں سے فرمایا کہ رات کے تمہارے جمع ہونے کا حال تو مجھے معلوم تھا۔ لیکن اس خوف سے نہیں نکلا۔ کہ یہ نماز بھی تم پر فرض نہ ہو جائے۔ اور پھر تم اس کے ادا کرنے میں عاجز رہو۔ عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ پیغمبرؐ لوگوں کو یہ ترغیب دیا کرتے تھے۔ کہ رمضان کی رات میں قیام کریں۔ مگر اس پر قصداً ہمیشگی کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔ اور جب آپ وفات پا گئے تو آپکے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانے میں اور حضرت عمرؓ کے زمانے کے شروع تک یہی حال رہا۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے مجھ سے ایک حدیث سُنکر تراویح پڑھنی اختیار کی ہے۔ اصحابوں نے پوچھا کہ وہ کونسی حدیث ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے پیغمبر صلعم کو یہ کہتے سُنا ہے۔ کہ اللہ تعالٰی کے عرش کے پاس ایک مقام ہے اس کا نام خطیرۃ القدس ہے اور وہ نور ہی نور ہے اور بے شمار فرشتے اس میں ہیں سو وہاں اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اور ایک لحظہ بھی سستی نہیں کرتے۔ اور جب رمضان آتا ہے تو اس کی راتوں میں اپنے پروردگار سے زمین پر اُترنے کی اجازت مانگتے ہیں انہیں اجازت عطا کی جاتی ہے۔ اور پھر وہ زمین پر نازل ہوتے ہیں اور بنی آدم کے ساتھ ملکر نمازیں پڑھتے۔ اور جو آدمی ان فرشتوں سے چھو جاتا ہے۔ یا وہ خود کسی سے چھو جاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ کے واسطے نیک بخت ہو جاتا ہے اور وہ پھر کبھی بدبخت نہیں ہوتا اور حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ جب یہ معاملہ ہے تو ہمارے لئے اس کا کرنا بہت مناسب اور زیادہ لائق ہے۔ اسکے بعد آپ نے

سب لوگوں کو نماز تراویح کے لئے اکٹھا کیا۔ اور اس کو سُنت ٹھیرایا۔ اور حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے۔ کہ آپ ماہِ رمضان کی اول رات میں گھر سے باہر آئے اور مسجدوں میں قرآن پڑھتے سُنا۔ تو آپ نے فرمایا کہ عمرؓ کی قبر کو خداوند تعالیٰ روشن کرے کیونکہ اُنہوں نے خدا کی مسجدوں کو قرآن سے روشنی دی ہے۔ اور حضرت عثمان بن عفانؓ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ مسجد کے پاس سے گذرے۔ اور انمیں قندیلیں روشن ہو رہی تھیں اور لوگ تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اس حال کو آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ کہ حضرت عمرؓ نے جس طرح ہماری مسجدوں کو روشن اور منور کیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالٰی انکی قبر کو روشن کرے۔ ایک روایت میں آیا کہ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی خدا کے گھروں میں سے ایک میں بھی قندیل روشن کرے۔ تو جب تک وہ قندیل روشن رہتی ہے۔ تب تک فرشتے اس کے واسطے مغفرت کی دعا مانگتے رہتے ہیں۔ اور اس کے اوپر درود بھیجتے ہیں۔ اور ان فرشتوں کی تعداد ستر ہزار ہوتی ہے۔ اور ابی ذر غفاریؓ روایت کرتے ہیں کہ ہمنے پیغمبر خدا کے ساتھ ماہ رمضان میں نماز ادا کی۔ اور جب رمضان کی تیئیسویں رات آئی تو خدا کے رسولؐ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ہمارے ساتھ نماز پڑھنی شروع کی۔ یہاں تک کہ رات کا تیسرا حصہ گذر گیا اور جب چوبیسویں رات آئی۔ تو اس میں آپ گھر سے نکل کر ہمارے پاس باہر تشریف نہ لائے۔ اور پچیسویں رات میں تشریف لے آئے۔ اور ہم کو نماز پڑھائی۔ یہاں تک آدھی رات اسی میں بسر ہو گئی۔ بعد میں ہمنے عرض کی۔ کہ اگر ہم اس رات میں نفل ادا کریں۔ تو ہمارے واسطے یہ ہر صورت میں بہتر ہوگا۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی آدمی اُسوقت تک امام کے ساتھ کھڑا ہے۔ جب تک وہ کھڑا ہو۔ تو اس کو پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔ اور چھبیسویں رات میں بھی ہمیں رسول اللہؐ نے نماز نہ پڑھائی۔ اور ستائیسویں رات میں بھی حضرت پیغمبرؐ نماز میں کھڑے ہوئے اور اپنے اہل کو بھی جمع کیا اور نماز ادا کی۔ اور یہاں تک نماز میں کھڑے ہوئے۔ کہ ہمیں یہ خیال ہوا۔ کہ ہم لوگوں سے فلاح فوت ہو گئی۔ اور فلاح طعام سحری ہے جو ماہ رمضان میں آخر رات میں کھایا جاتا ہے ✦

تراویح کا بیان

نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنی اور قرآن کو اس میں بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے کیونکہ خدا کے رسول نے تراویح میں قرآن کو بلند آواز سے ہی پڑھا ہے اور رمضان کی اس رات سے نماز تراویح کی ابتدا کرے۔ جس میں چاند دیکھے۔ کیونکہ یہ رات رمضان میں داخل ہے۔ اور پیغمبر خدا صلعم نے بھی نماز تراویح پہلی رات سے ہی پڑھی ہے۔ اور نماز تراویح کی بیس رکعتیں ہیں۔ اور ہر دوسری رکعت میں بیٹھے اور سلام پھیرے اور تراویح پانچ ہیں۔ اور ان میں سے ہر چار کو ترویحہ کہتے ہیں اور چاہے کوئی اکیلا پڑھے اور چاہے امام کے ساتھ ہر دو رکعتوں میں نیّت کرے یعنے یہ کہے کہ میں دو رکعت نماز تراویح پڑھتا ہوں۔ اور مستحب ہے کہ ماہ رمضان کی پہلی رات میں پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ علق پڑھے۔ اور سورۃ علق یہ ہے۔ اقرا باسم ربک الذی خلق "الخ" اور ہمارے امام احمد بن محمدؒ بن حنبل کے نزدیک قرآن کی پہلی آیت یہی نازل ہوئی ہے اور باقی سب اماموں کا قول بھی یہی ہے۔ اور جب یہ سورۃ پڑھ چکے تو اسکے بعد سجدہ کرے اور سجدہ سے اُٹھ کر سورہ بقر پڑھے اور امام کے واسطے تمام قرآن پڑھنا مستحب ہے۔ تاکہ سب لوگ اس کو سُنیں۔ اور امر اور نواہی اور پند اور نصائح اور زجر اور توبیخ جہاں جہاں وارد ہو وہاں ٹھیر ٹھیر کر پڑھے۔ تاکہ سامعین خوب سمجھتے جائیں۔ اور اس قدر پڑھنا مستحب نہیں ہے کہ ایک ختم سے زیادہ ہو جائے اور سُننے والوں کو دشوار گذرے۔ اور ان کو ملال اور تنگی لاحق ہو۔ اور جماعت میں داخل ہونے سے کراہت کریں۔ اور جب جماعت میں کھڑا ہونا ناگوار گذرتا ہے۔ تو اس سے اجر عظیم اور بزرگ ثواب جاتا رہتا ہے

اور اس کا باعث امام صاحب ہی ہوتے ہیں۔ اس کا گناہ بڑا ہوگا۔ اور وہ گناہگاروں میں سے ہو جاویگا محمدؐ نے معاذؓ سے فرمایا تھا۔ اے معاذ کیا تو فتنہ ڈالنے والا ہے۔ اور آپ نے یہ اس وقت فرمایا تھا۔ جب کہ معاذ نے ایک قوم کے لوگوں کو نماز پڑھائی تھی۔ اور قرات کو لنبا کیا تھا۔ اور ایک آدمی نے تنگ آکر اپنی نماز توڑ دی۔ اور جماعت سے الگ ہو کر اکیلے نماز پڑھلی اور پھر پیغمبر خدا کے حضور میں اسکی شکایت کی۔ اور مستحب ہے کہ وتر کی نماز تراویح کے بعد پڑھی۔ اور پہلی رکعت سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورہ کافرون پڑھی۔ اور تیسری میں سورہ اخلاص کیونکہ پیغمبر خدا اسی طرح ہی پڑھا کرتے تھے۔ اور اگر ترویحہ کے درمیان نفل پڑھے تو یہ مکروہ ہیں۔ اور یہ بھی مکروہ ہے۔ کہ دو مسجدوں میں تراویح پڑھے اور ایک روایت کے رو سے یہ بھی مکروہ ہے کہ تراویح کے بعد نفلوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرے۔ کیونکہ یہ تصقیب ہے۔ اور امام احمد حنبل کے نزدیک تصقیب مکروہ ہے۔ انس بن مالک روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ اس کو مکروہ جانتے تھے۔ اور آپ کا یہ دستور تھا۔ کہ تھوڑا سا سو جاتے تھے۔ اور بعد میں اُٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور جس قدر چاہتے تھے۔ وہاں تک نماز تہجد میں مشغول رہتے تھے۔ اور پھر خوابگاہ کی طرف جاتے تھے۔ اور رات کے اس اٹھنے کا ذکر خداوند تعالےٰ نے یہی فرمایا ہے (رات کا اُٹھنا بہت سخت ہے نفس کشی کے لئے اور بہت قوی بات ہے) اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے۔ کہ اگر تراویح کے بعد کوئی جماعت کے ساتھ نماز نفل پڑھے۔ تو وہ جائز ہے مکروہ نہیں۔ لیکن اس میں دیر کرے۔ کیونکہ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ تم آخر رات کی فضیلت چھوڑتے ہو۔ جب تم سو جاتے ہو وہ مجھ کو بہت پیارا ہے جب تم جاگتے ہو۔

شب قدر اور ماہِ رمضان کے خاتمہ کا بیان

خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ شب قدر میں روح یعنی جبرئیلؑ اور فرشتے اُترتے ہیں۔ اور فرشتے ستر ہزار ہوتے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام ان کا امیر ہوتا ہے۔ اور جبرئیل اُن آدمیوں پر جو بیٹھے ہوں اور فرشتے ان پر جو سوئے ہوں سلام دیتے ہیں مگر خداوند تعالیٰ ان پر سلام دیتا ہے جو کھڑے ہوتے ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ اپنے اُن مومن بندوں پر سلام پہنچاتا ہے۔ جو اہل بہشت ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے (پروردگار مہربان کی طرف سے سلام ہو) پس جب اللہ نے اہل بہشت پر سلام بھیجا ہے تو جائز ہے کہ وہ دنیا میں بھی اپنے ان بندوں پر سلام بھیجے جو پاک ہوں۔ اور اسکی عبادت اور اطاعت میں مصروف مگر یہ سلام ان لوگوں کو ہی نصیب ہوتا ہے۔ جن کے واسطے خداوند تعالےٰ نے اول روز میں ہی نیکی اور سبقت لکھا ہے۔ ان لوگوں کو خداوند تعالیٰ نے آپ ہی آخرت کی سعادت اور عنایت سے سرفراز اور سربلند کر دیا ہے۔ یہ لوگ مخلوق سے تو فنا ہو گئے ہیں اور اپنے پروردگار کے ساتھ باقی ہیں اور اس سے آرام پاتے ہیں غرض جب شب قدر آتی ہے تو اسمیں کوئی ایسی جگہ باقی نہیں رہتی۔ جہاں ایک نہ ایک فرشتہ موجود نہ ہو۔ کوئی تو کھڑا ہوتا ہے اور کوئی سجدہ میں دعا کر رہا ہوتا ہے اور یہ سب فرشتے مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے حق میں دعا کرتے ہیں۔ مگر گرجوں یا یہودیوں کی پرستش کی جگہ یا آتش کدہ یا بت پرستوں کا بت خانہ یا ناپاک جگہ میں فرشتے نہیں آتے۔ غرض سب فرشتے مومن لوگوں اور مومنہ عورتوں کے حق میں رات بھر دعائے خیر کرتے ہیں۔ اور جبرائیل علیہ السلام سلام پہنچاتے ہیں۔ اور ہر ایک سے مصافحہ کرتے ہیں اور زبان سے بھی کہتے ہیں کہ اگر تو اطاعت میں ہے تو تیرے اوپر سلام ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ہے۔ کہ تیری عبادت قبول ہوئی۔ اور تجھ پر احسان کیا گیا۔ اور اگر تو معصیت میں ہے تو اسصورت میں امرزش کی دعا کے ساتھ تیرے اوپر سلام ہے اور اگر تو سوتا ہے تو خداوند تعالیٰ کی رضا کے ساتھ تیرے اوپر سلام ہو۔ اور اگر تو قبر میں پڑا ہوا ہے۔ تو رحمت اور راحت بھیجے

ساتھ تجھ پر سلام ہے اور یہ سب کچھ خداوند تعالیٰ کے فرمانے کے موافق ہی خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ہر چیز سے سلام ہے اور بعض کا قول ہے کہ فرشتے ان لوگوں پر ہی سلام بھیجتے ہیں۔ جو اہل طاعت ہوتے ہیں اور گنا ہگار لوگوں پر نہیں بھیجتے کیونکہ انمیں سے بعض تو ظالم ہوتے ہیں اور بعض حرام خور ہوتے ہیں۔ اور بعض قاطع رحم ہوتے ہیں۔ اور بعض سخن چین ہوتے ہیں۔ اور بعض یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔ اور اس میں پس ایسے لوگوں کو فرشتوں کے سلام سے کچھ حصہ نہیں ملتا اور آدمی کے واسطے اس سے بڑھ کر اور کونسی مصیبت ہوسکتی ہے کہ وہ ایسے مہینہ کو اپنے ہاتھ سے کھودے کہ جس کے اول میں تو رحمت ہے اور اس کے درمیان مغفرت ہے۔ اور اس کے آخیر میں دوزخ کی آگ سے آزادی نصیب ہوتی ہے اور عاصیوں کے خدا اور فرشتوں کے سلام سے محروم رہے یہ اس واسطے کہ تو رحمان سے دور ہو گیا ہے۔ اور ان لوگوں میں جا شامل ہوا ہے۔ جو نافرمان اور سرکش ہیں اور شیطان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ اور ان لوگوں کے ساتھی ہیں جو دوزخ کے راستے میں جا رہے ہیں۔ اور ان سے کوسوں دور ہیں جو بہشت کے راستے چلتے ہیں۔ اور تو ایسے عالیشان سلطان کی طاعت سے دور ہو گیا ہے۔ جس کی قدرت کے ہاتھ میں ضرر پہنچانا اور احسان کرنا ہے۔ فرمایا ہے۔ نزل من تشاء وتعز من تشاء، جس کو چاہتا ہے اسکو عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے۔ اس کو ذلیل کرتا ہے۔ پس ماہ رمضان صفائی کا مہینہ ہے اور ان لوگوں کا مہینہ ہے جو اہل وفا ہیں اور خدا کا ذکر کرنے والے ہیں اور صبر کرنے والے ہیں اور سچے ہیں اور اگر یہ مہینہ تیرے دل کی درستی نہ کریگا۔ اور خداوند کریم کے گناہوں سے تجھ کو نہ بچائیگا۔ اور جو اہل بدعت اور گنہگار ہیں۔ ان سے نگاہ نہ رکھیگا۔ تو پھر اور کونسی چیز تم کو بچائیگی۔ اور اس سے بہتر کونسی بات تجھ میں تاثیر ڈالیگی۔ اس صورت میں تجھ سے کسی نیکی کی اُمید نہیں رکھی جا سکتی۔ اور نہ ہی تجھ سے کوئی بدبختی باقی رہتی ہوئی معلوم ہوتی ہے نہ ہی تیری خلاصی کی کوئی صورت ہے۔ اے مسکین اور غریب بھائیو! اب تم کو خبردار ہونا چاہیئے خدا کی رحمت نازل ہوچکی ہے خواب غفلت سے سر اٹھاؤ اور آنکھیں کھولو اور چونکو جو نعمت اور عظمت تمہارے اوپر پہنچائی گئی ہے اسمیں غور اور فکر کرو اور جو بقیہ مہینے رہگئے ہیں۔ انمیں اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور استغفار پڑھو اور خدا تعالیٰ سے جو بڑا کارساز ہے آمرزش مانگو۔ اور اُسکی اطاعت کرو۔ ممکن ہے کہ جن لوگوں پر خداوند تعالیٰ کی مہربانی اور رحمت نازل ہونے والی ہے تم بھی ان میں ہی ہو جاؤ۔ سلور رمضان شریف کو جو تمہارا بڑا یار غار ہے آنسو بہاتے ہوئے زاری سے رخصت کرو۔ اور اپنے نفس کی شامت پر جانسوز نالے نکالو۔ اور اونچی اونچی آواز سے روؤ۔ کیونکہ آئندہ سال کو رمضان کی ملاقات ہونی شبہ میں ہے۔ بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہونگے۔ کہ پھر وہ اس کو کبھی نہیں دیکھیں گے۔ اور بہت سے قیام کرنے والے ہیں جن کو پھر رمضان میں قیام نصیب نہیں ہوگا۔ اور جو لوگ عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ انکو اپنے عمل کا اجر عمل کرنے کے بعد ملتا ہے پس کیا ہی بہتر ہو کہ ہم کو یہ معلوم ہو۔ کہ بارگاہ ایزدی میں ہمارے روزے اور ہماری عبادت قبول ہو گئی ہے یا کہ اس کو اُٹھا کر ہمارے منہ پر مار دیا ہے یعنے وہ مردود اور رد کی گئی ہے۔ اور ہمکو یہ معلوم ہوتا۔ کہ فلاں خوش نصیب آدمی کا عمل ہم سے مقبول ہو گیا ہے تاکہ ہم ہی اس کو مبارکباد دیتے اور ویسا ہی کرتے اور جس بد نصیب کی یہ خبر ملتی۔ کہ اس کا عمل مردود ہوا ہے۔ اس کی تعزیت کرتے اور اس کے عمل سے پرہیز رکھتے۔ اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان کا روزہ بھوک اور پیاس ہی ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور بہت سے قیام کرنے والے ہیں۔ کہ ان کو اپنے قیام سے صرف جاگنا ہی نصیب ہوتا ہے اور کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اے ماہ رمضان تیرے اوپر سلام ہو اے ماہ قیام تیرے اوپر سلام ہو۔ اے ماہ ایمان تیرے اوپر سلام ہو اے ماہ قرآن تیرے اوپر سلام ہو اے نوروں کے مہینے تیرے

اوپر سلام ہو۔ اے مغفرت اور آمرزش کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ اے مہینے کہ تجھ میں بہشت کے درجے حاصل ہوتے ہیں اور دوزخ کی غاروں سے رستگاری ملتی ہے۔ تیرے اوپر سلام ہو۔ اور توبہ کرنے والوں کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ اور عارفوں اور مجتہدوں کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ اے امان کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ کیونکہ تو گنہگاروں کو گنہگاری سے روکتا ہے اور عبادت کرنے والوں اور پرہیزگار لوگوں کا مونس اور انیس ہے۔ روشن قندیلوں اور روشن چراغوں پر سلام ہو۔ بیدار آنکھوں اور جاری آنسوؤں پر سلام ہو۔ اور تیرے محرابوں پر سلام ہو۔ آنسوؤں کے قطروں اور سوختہ دلوں کی آتش بار آہ پر سلام ہو۔ اے اللہ ہم کو ان لوگوں میں سے شامل کر جن کے نماز روزے تو نے قبول کر لئے ہیں۔ اور انکی بدیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ اور اپنی کامل رحمت سے ان کو بہشت بریں میں داخل کیا ہے۔ اور اُن کے درجے بڑھا دئے۔ آمین۔ یا ارحم الراحمین +

عید فطر کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو شخص پاک ہوا۔ اور جس نے اپنے رب کا نام یاد کیا اور نماز پڑھی۔ بیشک اُس نے نجات پائی اور خدا کے اس قول کی تفسیر (قَدْ اَفْلَحَ) دو طرح پر ہے۔ ایک تو یہ ہے۔ کہ فلاح سے مراد بہشت میں پہنچنا ہے۔ اور آخرت میں آگ سے بچنا ہے اور دنیا میں اسکی بلاؤں سے رہائی پانی اور دوسری یہ کہ دنیا میں اللہ کی توفیق سے اسکی فرمانبرداری کے سبب برکت اور نیک بختی کا حاصل ہونا اور آخرت میں بہشت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہونا۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "قد افلح المومنون" یعنے مومنوں کو رستگاری اور سعادتمندی حاصل ہوئی اور اسی طرح فرمایا ہے" قد افلح من تزکی" جو پاک ہوا اُس نے خلاصی پائی۔ اور پاک ہونے سے یہ مقصود ہے کہ اس نے زکوٰۃ دی ہے۔ اپنے ایمان کو بچائے رکھا ہے گناہوں سے پرہیز کیا ہے۔ پس اُن لوگوں کے واسطے تو نجات ہے۔ اور جو لوگ اپنے آپ کو پاک نہیں کرتے۔ ان کے واسطے رہائی پانے کی کوئی صورت نہیں۔ انہیں کے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ گنہگار رستگار نہیں ہوتے۔ یعنی ان کو فلاح اور نیک بختی نصیب نہیں ہوتی۔ اور خدا کے اس قول (من تزکی) کی تفسیر میں بعضوں نے اختلاف کیا ہے ابن عباس تو اسکے معنے یہ کرتے ہیں کہ پاک ہونے سے مقصود شرک سے پاک ہونا ہے۔ یعنی جو ایمان کے سبب شرک سے پاک رہا۔ اور جس نے یہ کہا ہے۔ کہ اس کے معنے یہ ہیں۔ جو آدمی صالح ہوا اور اس نے نیک کام کئے اور اُن میں ترقی کرتا رہا۔ ابو جوص کہتے ہیں کہ اس سے مراد تمام مالوں کی زکوٰۃ دینی ہے اور قتادہ اور عطا کہتے ہیں۔ کہ اس سے صرف فطر کی زکوٰۃ مقصود ہے۔ دوسری زکوتیں اس میں شامل نہیں اور خدا کے اس قول میں بھی (وَاذْکُرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی) مفسروں نے اختلاف کیا ہے۔ ابن عباس یہ کہتا ہے کہ اس کے معنے ہیں کہ انسان خدا کو واحد جانے اور پانچوں وقت کی نماز ادا کرتا رہے اور ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ اسکے معنی ہیں اپنے پروردگار کا نام تکبیر سے یاد کرے اور عیدگاہ میں جا کر نماز پڑھے اور وکیع بن جداح کہتا ہے۔ کہ ماہ رمضان کے لئے صدقہ فطر دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ نماز میں سہو کا سجدہ ہے اور پیغمبر خدا نے روزہ دار کے گناہوں سے پاک ہونے کے لئے صدقہ فطر فرض کیا۔ پس گویا اگر کوئی ماہ رمضان میں گناہ کرے یا کسی قسم کا نقصان سرزد ہو تو یہ صدقہ اس کا جبر کرتا ہے۔ یعنے گناہ سے اور لغو۔ فحش۔ جھوٹ۔ غیبت سخن چینی اور مشتبہ چیز کے کھانے اور پینے اور خوبصورت عورتوں کی طرف نظر کرنے سے جو نقصان یا گناہ وارد ہوتا ہے یہ صدقہ اس کا بدلہ ہے اور روزے کو کامل کرتا ہے۔ یہ روزے کی ایسی اصلاح کرتا ہے جیسی کہ توبہ او استغفار گناہوں کی مصلح ہے۔ اور جس طرح نماز میں شیطان کے بہکانے سے نقص آتا ہے اور سجدہ سہو اسکی تلافی کرتا

اور شیطان شرمندہ اور خوار ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی اس کا سبب ہوتا ہے۔ اسی طرح روزے میں شیطان کے بہکانے سے روزہ میں جو گناہ اور بیہودہ گوئی ہوتی ہے۔ صدقۂ فطر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مافات کی تلافی کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمان بھائیوں کو شیطان کے مکر اور فریب سے بچائے۔ اور دنیا کی آفت اور اس کی بلاؤں سے اور شیطان کا شکار ہونے سے محفوظ رکھے۔ اور اپنے احسان اور اپنی رحمت سے اپنی رحمت اور بخشش کی طرف پاکی و صفائی کے ساتھ اس فانی دنیا سے اُٹھالی جائے۔ آمین یارب العالمین ؞

عید کا بیان

عید کا نام اس واسطے عید ہؤا کہ اسمیں اپنے بندوں کو خداوند کریم نئے سرے سے خوشی اور سرور بخشتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس دن کو عید اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کو احسان کا فائدہ پہنچتا ہے۔ اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس دن بندے گڑگڑانے اور رونے کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت اور بخشش نازل کرتا ہے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ اس دن بندے اپنی اصلی طہارت کی جانب رجوع کرتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ اس سے یہ مراد ہے۔ کہ جب خدا کی طاعت اور عبادت سے فارغ ہوتے ہیں۔ تو پھر سے خدا کی فرمانبرداری کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور فرض ادا کرنے کے بعد سُنّت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور جب رمضان کے روزے رکھ چکتے ہیں۔ تو پھر شوال کے چھ روزے رکھنے کی باری آتی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ اس دن کو عید اس واسطے کہا گیا ہے۔ کہ اس دن مومنوں کو کہا جاتا ہے کہ تمہارے گناہ معاف ہوئے۔ اور اب تم اپنے گھروں کی طرف واپس چلے جاؤ۔ اور بعض کا قول ہے۔ کہ اس دن کا نام عید اس واسطے رکھا ہے کہ اس دن میں ثواب عطا ہوتا ہے عملوں کی جزا ملتی ہے۔ انعام اور عطا کی زیادتی ہوتی ہے۔ غلام اور لونڈیوں کو آزاد کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر چاہے نزدیک ہوں چاہے دور رونق بڑھاتا ہے۔ اُنہیں توبہ کی توفیق دیتا ہے۔ گناہ سے خدا کی طرف بازگشت کرتے ہیں۔ اور آمرزش کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور یہ ساری باتیں خوشی اور خرمی کا باعث ہیں۔ اور وہب بن منبہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ کہ خداوند کریم نے بہشت کو عید فطر کے دن پیدا کیا ہے اور طوبیٰ کا درخت بھی عید کے دن ہی بہشت میں لگایا گیا ہے۔ اور جبرائیلؑ کو بھی عید کے دن ہی وحی پہنچانے کے لئے منتخب کیا ہے اور فرعون کے ساحروں کو جو ہدایت کا نور عطا ہوا۔ تو وہ بھی عید کے دن عطا ہوا۔ روایت ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ عید فطر کے دن جب لوگ نماز پڑھنے کے لئے عیدگاہ کی طرف جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ انکی طرف توجہ کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تم نے میرے واسطے روزہ رکھا ہے اور میرے ہی واسطے تم نے نماز پڑھی ہے۔ اب تم بولو آمرزش کی خلعت لیکر رخصت ہو جاؤ۔ اور انسؓ کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ عید فطر کی رات کو جن لوگوں نے روزے رکھے ہوتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ تمام نعمتیں بخشتا ہے اور پورا اجر عطا کرتا ہے۔ اور عید کے دن کی صبح کو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ تم زمین پر جاؤ۔ وہ حکم کے موافق زمین پر اترتے ہیں۔ اور راستوں پر اور عام مجمعوں اور چوراہوں اور بازاروں میں بڑی اونچی آواز سے پکارتے ہیں۔ کہ اس کو تمام مخلوق سوا جن اور انسان کے سن لیتی ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اے محمدؐ کی امت تم اپنے پروردگار کی طرف نکلو۔ کہ وہ تمہاری کم قیمت متاع کے عوض میں تمہیں بہت بڑی عطا فرمانے کو ہے۔ اور کبیرہ گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ پس جب آدمی نماز کے واسطے نکلتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ تو اُس وقت اللہ تعالیٰ بندوں کی تمام حاجت اور مراد پوری کر دیتا ہے۔ اور جو سوال کرتے ہیں ہر ایک قبول ہو جاتا ہے کوئی گناہ

باقی نہیں رہتا، سب معاف کئے جاتے ہیں۔ اور پھر وہ بخشے ہوئے لوٹ جاتے ہیں۔ اور ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ شب فطر کا نام شب جائزہ ہے۔ اور عید کے دن کی صبح کو اللہ تعالےٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ ہر ولایت میں پھیل جاؤ۔ اسلئے سب فرشتے اپنی زمین کی طرف اُتر آتے ہیں۔ اور فرمانِ ایزدی کے موافق ہر ایک گلی اور ہر ایک کوچہ میں کھڑے ہو کر پکارتے ہیں۔ جس کو انسان اور جنوں کے سوا باقی سب مخلوقات سُن لیتی ہے اور پکار کر یہ کہتے ہیں کہ اے محمدؐ کی اُمت تم اپنے پروردگار کی طرف نکلو۔ وہ کریم اور کارساز تمہیں بہت بڑا ثواب دینے کو ہے۔ اور تمہارے کبیرہ گناہوں کو بھی بخشدیگا پس جب سب لوگ نماز عید کے لئے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں تو اللہ تعالےٰ اپنے فرشتوں کو فرماتا ہے۔ کہ میرے فرشتو۔ وہ جواب میں عرض کرتے ہیں۔ کہ حکم کے بجالانے کے واسطے ہم سب حاضر ہیں۔ ہماری کمریں کسی ہوئی ہیں۔ اور بالکل تیار کھڑے ہیں جو ارشاد ہو فوراً بجالائینگے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس مزدور نے اپنا کام پورا کیا ہو۔ اس کی کیا مزدوری ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار۔ اے ہمارے سردار، اے ہمارے مولا۔ اس کی مزدوری کا پورا اجر اس کو عطا کر۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے فرشتو تم نے گواہ رہنا ان لوگوں نے جو روزے رکھے اور نمازیں پڑھی ہیں۔ ان کے عوض میں انہیں میں نے اپنی رضامندی اور مغفرت عطا کردی۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ حکم دیتا ہے کہ اے میرے بندو تم مجھ سے کچھ مانگ لو۔ اور مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ جو شخص تم میں سے دنیا اور آخرت کے واسطے کوئی چیز مانگیگا میں وہ اُسے عطا کردوں گا۔ اور تمہارے عیبوں اور تمہاری لغزشوں کو چھپا دونگا۔ کیونکہ تم ہمیشہ میرے حکم پر عمل کرتے رہو۔ اور جن لوگوں پر حدیں واجب ہوئی ہیں۔ انہیں تم کو ذلیل اور خوار نہیں کرونگا میں تمہیں ایسی حالت میں رخصت کرتا ہوں کہ جس میں تم بخشے گئے ہو تم نے مجھ کو راضی کیا۔ اور میں نے تمہیں راضی کیا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ فرشتے اس کو سُنکر بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ نے جو کچھ اُمت کو مرحمت فرمایا ہے۔ ہر ایک کو اس کی خوشخبری سُناتے ہیں۔

عیدوں کی تفصیل

چار قوموں کی چار عیدیں ہیں۔ ایک حضرت ابراہیمؑ کی قوم کی عید۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ پس ابراہیمؑ نے ستاروں کی طرف نظر کی اور کہا کہ میں بیمار ہوں۔ اس صورت سے کہ عید کے دن ابراہیمؑ کی قوم عید گاہوں میں جانے کو تھی اور ابراہیمؑ نے اس دن یہ بہانہ کیا کہ میں بیمار ہوں۔ اور اس بہانے سے ان کے ساتھ نہ گیا۔ اور اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ لوگ اپنے دین میں نہ تھے۔ اور جب وہ سب باہر چلے گئے تو پیچھے سے آپ نے ایک کلہاڑا ہاتھ میں لیا۔ اور بت خانے میں جا کر انکے سب بُت توڑ ڈالے۔ اور جو سب سے بڑا بُت تھا۔ اُس کی گردن پر کلہاڑا رکھ دیا۔ جب لوگ عید گاہوں سے واپس آئے تو اُنہوں نے دیکھا کہ سب بُت ٹوٹے پڑے ہیں اور بڑے بُت کے کندھوں پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے۔ اُنہوں نے حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا کہ ہمارے معبودوں کا ایسا حال کس نے کیا۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ جس بُت کے کندھے پر کلہاڑا ہو اس نے توڑے ہونگے۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ یہ کیونکر توڑ سکتا ہے یہ تو بے جان ہے۔ ابراہیمؑ نے یہ سُنکر فرمایا۔ کہ جب اس بُت کو اتنی طاقت نہیں ہے تو وہ تمہاری حاجتوں اور ضرورتوں کو کیونکر پورا کر سکتا ہے۔ جیسا انہیں توڑنے کی طاقت نہیں تھی اسی طرح تمہیں بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ یہ جواب سُنکر اس قوم کے لوگ خاموش ہوگئے۔ اور پروردگار عالم کی وحدانیت کا اقرار کیا۔ جب قوم کے لوگوں نے حقیقی خدا کو چھوڑ کر اور چیزوں کو خدا مانا۔ تو اس سے ابراہیمؑ کو غیرت آئی۔ اور غصے میں آکر ان بتوں کو توڑ ڈالا۔ اور اپنی جان کو خطرے میں ڈالا۔ پس یہ کام اُنہوں نے اپنے پروردگار

کی دوستی کے واسطے کیا تھا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں اپنی دوستی سے سرفراز کیا۔ اور انکے ہاتھ سے مُردہ جانوروں کو
زندگی بخشی۔ اور انکی پشت سے نبی اور مُرسل پیدا کئے۔ یہاں تک کہ اُنہیں محمدؐ کے باپ ہونے کا فخر دیا جو تمام مخلوقات
سے بہتر ہیں۔ اور دوسری عید قوم موسٰیؑ کی ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (تمہارے وعدے کا وقت زینت کا دن ہے)
اور اس کو زینت کا دن اس واسطے کہا ہے۔ کہ اس میں فرعون اور فرعون کی قوم کو ہلاک کیا تھا جو موسےٰ اور انکی
قوم کے لئے خوشی کا باعث تھا۔ اور اسی واسطے یہ دن ان کے لئے عید کا مقرر ہُوا ہے۔ فرعون اور اسکی قوم کے ساتھ
بہت ساحر نکلے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ تہتر تھے۔ اور ان کے پاس سات سو عصا اور رسیاں تھیں۔ اور ان عصاؤ
میں پارہ بھرا ہوا تھا۔ بہت سے لوگ اس نظارے کے لئے جمع تھے۔ یہاں تک کہ ایک بڑا ہجوم تھا۔ آفتاب کی تپش
سے گرمی کی شدت تھی۔ اور لوگ اس میں کھڑے ہو کر قدرت الٰہی کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ جب آفتاب کی حرارت تیز
ہُوئی۔ تو اس سے پارہ رواں ہُوا۔ اور اس کے رواں ہونیسے ساتھ ہی جادوگروں کی لاٹھیاں جو رسیوں میں لپٹی
ہوئی تھیں دوڑ پڑیں۔ جب لوگوں نے انہیں دیکھا۔ توان کو یہ گمان ہوا۔ کہ یہ تو سانپ دوڑے جارہے ہیں حضرت
موسٰیؑ نے جب اپنی قوم کو خوف زدہ دیکھا۔ اور انہیں معلوم ہوا۔ کہ جادوگروں کی اس چالاکی کو میری قوم کے لوگوں
نے سچ مان لیا ہے۔ اور انکا ایمان ناقص ہوگیا ہے۔ تو انہیں خوف ہُوا کہ کہیں یہ مُرتد نہ ہو جادیں۔ مگر اس خوف کو
آپ نے اپنی قوم سے چھپایا۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسٰی علیہ السلام کو ارشاد کیا۔ کہ تو اپنے عصاء کو
زمین پر پھینک دے۔ فرمان الٰہی کے موافق موسٰیؑ نے عصاء کو زمین پر ڈال دیا۔ اور وہ زمین پر گرتے ہی اونٹ
کے برابر ایک بڑا تند اور آتش فشاں اژدہا بن گیا۔ اور اس نے جادوگروں کے جادو پر بڑا خونخوار حملہ کیا۔ اور انکی
لاٹھئیں اور رسئیں جو کچھ اُس کے سامنے آیا سب کو نگل گیا۔ اور پھر بھی اس کا پیٹ نہ بھرا۔ یہاں تک کہ جیسا تھا ویسا
ہی رہا۔ پیٹ ذرا بھی نہ پھولا۔ اور اسکی حرکت میں کوئی نقصان نہ آیا۔ یہ حرکت دیکھ کر جادوگر ڈر گئے۔ اور موسےٰ کے خدا
کے سامنے سجدے میں گر پڑے۔ ان جادوگروں کا سردار شمعون تھا۔ وہ سردار مع تمام اپنی قوم کے بڑی عاجزی سے
پیش آیا۔ اور عرض کی کہ ہم سب حضرت موسٰیؑ اور حضرت ہارونؑ کے خدا پر ایمان لائے۔ اس کے بعد اس اژدہا
نے فرعون اور اس کے لشکر کی طرف رُخ کیا۔ وہ دیکھتے ہی ایسے بھاگے۔ کہ اُنہوں نے لوٹ کر پیچھے تک نظر نہ کی۔ اور ایسے
بے سروپا ہو کر بھاگے۔ کہ پچاس ہزار آدمی کچل کر مر گئے۔ یہ قصہ کتابوں میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ تیسری عید حضرت
عیسٰےؑ اور اس کی قوم کی ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے ہمارے پروردگار آسمان سے ہمارے اوپر ایک خوان بھیج جو
اول سے آخر تک ہمارے لوگوں کے لئے عید اور تیری نشانی ہو (اس درخواست کی وجہ یہ تھی کہ حواریوں نے حضرت
عیسٰےؑ سے کہا تھا۔ کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اگر تو خدا سے درخواست کرے کہ وہ آسمان سے ہمارے واسطے ایک خوان بھیجے
تو وہ تجھے عنایت کردیگا حضرت عیسٰےؑ نے جواب دیا کہ اگر تم ایماندار ہو تو اللہ تعالیٰ سے خوف کرو اور یہ بلا نہ مانگو
اگر آسمان سے خوان نازل ہوگیا اور تم نے اس کو جھوٹ جانا تو اس سے عذاب میں گرفتار ہو جاؤگے۔ انہوں نے عرض
کی۔ کہ ہمیں بھوک ستا رہی ہے۔ ہم کھانا چاہتے ہیں تاکہ ہمارے دل آرام اور تسلی پائیں۔ اور جب ہماری اس خواہش
کی تصدیق ہوگی۔ تو اس سے ہمارے دین میں اور بھی زیادتی ہوگی۔ اور ہم یقین کرینگے۔ کہ تو سچا نبی اور رسول ہے جب
ہم بنی اسرائیل کی طرف جائینگے تو ہم گواہی دینگے۔ کہ ہم کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے ایسا خوان عنائت ہوا۔ حواری وہ
لوگ تھے۔ کہ جب حضرت عیسٰےؑ انکے پاس تشریف لیگئے۔ تو وہ آپ پر ایمان لائے۔ یہ لوگ بیت المقدس میں رہا کرتے

تھے۔ اور کپڑے دھوتے تھے اور نبطیہ زبان میں حواری دھوبیوں کو کہتے ہیں۔ اور یہ بارہ آدمی تھے۔ جب حضرت عیسیٰؑ ان کے پاس گئے۔ اور ان سے پوچھا۔ کہ کون تم میں سے میرا مددگار ہے اللہ کے واسطے تاکہ میں کفار اور گنہگاروں کو ہدایت کروں۔ تو انہوں نے اپنی ارادت ظاہر کی اسلئے آپ نے ان کو اسلام کی دعوت کی۔ اور ان کے پاس خداوند تعالیٰ کی توحید بیان کی۔ ان لوگوں نے خدا کی راہ میں مدد دینے کا اقرار کیا اور کپڑے دھونے کا کام چھوڑ کر حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ہوگئے اور جہاں آپ جاتے تھے۔ وہیں ساتھ ساتھ یہ بھی پھرتے رہتے تھے۔ اور حضرت عیسیٰؑ سے جو عجائب امور اور معجزے صادر ہوتے تھے۔ انہیں دیکھتے رہتے تھے۔ اور جب بھوکے ہوتے تھے تو اس وقت کھانے کی خواہش کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔ اور زمین سے دو دو روٹیاں اُٹھا کر ہر ایک کو دیدیا کرتے تھے۔ اور اسی قدر اپنے واسطے بھی لے لیتے تھے۔ اور جبرئیل اُن کے ساتھ رہتے تھے۔ اور ان کو عجائبات دکھلاتے اور انکی تائید اور مدد کرتے تھے۔ اور بنی اسرائیل کو بھی قدرت ایزدی کے ویسے ہی عجائبات دکھایا کرتے تھے۔ مگر انہیں کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ یقین اور تصدیق بھی نہیں کرتے تھے۔ اور پہلے سے بھی دوری اور جدائی زیادہ ہوجاتی تھی۔ ایک دن حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ بنی اسرائیل کے پانچہزار آدمی تھے۔ ان سب نے مع حواریوں کے آپ سے یہ سوال کیا۔ کہ ہم پر خوانچہ اتارلا۔ حضرت عیسیٰؑ نے خدا کی درگاہ میں عرض کی۔ کہ اے اللہ آسمان سے کھانے کا ایک خوانچہ عنایت کر تاکہ ہمارے اوّل اور آخر کے لوگوں کے لئے عید ہو۔ یعنے ہمارے زمانے میں بھی لوگوں کے واسطے عید ہو۔ اور ان کے واسطے بھی عید ہو جو ہمارے بعد ہوں۔ اور اس خوانچہ کا نزول ایک معجزہ ہو۔ اور اپنے فضل سے ایک خوان روٹیوں کا نازل کر۔ کیونکہ تو روزی دینے والوں میں سے بہتر ہے کوئی اور روزی دینے والا تجھ سے بہتر نہیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ میں جلدی ہی تجھ پر مائدہ بھیجنے والا ہوں۔ اس کے نازل ہونے کے بعد اگر تم میں سے کوئی نعمت کا کفران کریگا۔ تو میں اس کو ایسا عذاب کروں گا۔ کہ دنیا میں ویسا کسی کو عذاب نہ ہوا ہوگا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یکشنبہ کے دن بھنی ہوئی ایک ایک مچھلی اور ایک ایک پتلی روٹی اور کھجور آسمان سے اتاری۔ اور بعض کا یہ قول ہے۔ کہ خوان میں بھنی ہوئی مچھلیاں رکھی تھیں۔ ادنکی ایک طرف نمک اور دوسری طرف سرکہ تھا۔ اور اس خوان میں پانچ روٹیاں تھیں اور ہر ایک پر زیتون کا پھل تھا۔ اور پانچ انار اور کھجوریں تھیں۔ اور اس کے ارد گرد اور ترکاریاں بھی تھیں۔ مگر گندنا نہ تھا۔ کیونکہ اس میں بدبو ہوتی ہے۔ اور بعض نے یہ کہاہے کہ حضرت عیسیٰؑ ایک باغ میں لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے اصحابوں کو فرمایا۔ کہ تمہارے پاس کوئی چیز موجود ہے۔ پس شمعون دو چھوٹی بھنی ہوئی مچھلیاں اور پانچ روٹیاں لایا۔ اور ایک دوسرا استو لایا۔ حضرت عیسیٰؑ نے مچھلیوں کو کاٹا۔ اور روٹیوں کو توڑا۔ اور توڑ کر انہیں علیحدہ علیحدہ رکھا۔ اور طہارت کی اور اس کے بعد نماز کی دو رکعتیں پڑھیں اور اپنے پروردگار کی جناب میں دعا مانگی۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ان پر نیند ڈالدی۔ اور وہ سوگئے۔ اور پھر جب بیدار ہوئے اور آنکھیں کھولیں۔ اور انہوں نے کھانے پر نگاہ کی تو انہوں نے کھانے کی ایک بڑی مقدار موجود پائی۔ جو تمام فوج کے سواروں اور پیادوں وغیرہ کو کافی تھا۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنی قوم کو حکم دیا۔ کہ خدا کا نام لیکر کھانا شروع کرو۔ مگر اٹھانا نہ لیجانا اور حلقے باندھ کر بیٹھو۔ اس لئے انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پانچہزار آدمی کھانے والے تھے سب اس سے سیر ہوگئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ایک ہزار مرد ہے اور آٹھ سو ایسی عورت اور مرد جو فقیر اور بھوکے تھے۔ جب سب کھا کر آسودہ ہوئے تو خدا کی حمد اور ثنا کہتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور دستر خوان پر جس قدر کھانا پہلے موجود تھا۔ اسی قدر اس

پر باقی پایا۔ اس میں ذرا بھی کمی نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس دستر خوان کو آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ اور اس کو وہ دیکھ رہے تھے اور جس قدر فقیر تھے۔ اس طعام کے کھانے کے بعد غنی ہو گئے۔ اور پھر مرتے وقت تک کبھی محتاج نہ ہوئے۔ اور جو لوگ اپاہج اور بیمار تھے۔ وہ اس سے تندرست ہو گئے۔ مقاتل کہتے ہیں۔ کہ پھر حضرت عیسےٰ ؑ نے اپنی قوم کو فرمایا کہ تم سب نے کھانا کھا لیا ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ ہاں اسکے بعد فرمایا کہ کھانے کو اٹھا کر نہ لیجانا۔ جواب دیا کہ ہم نہیں اٹھائینگے۔ مگر چوبیس زنبیلیں اس کھانے میں سے بھر لیں۔ اور اس معجزے کے بعد وہ سب کے سب ایمان لے آئے اور آپ کی رسالت کی تصدیق کی۔ اور بعد میں اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے یہ بنی اسرائیل کے یہودی لوگ تھے اور ان کے پاس وہ بچا ہوا کھانا بھی تھا۔ جو انہوں نے زنبیلوں میں بھرا تھا۔ یہ اپنی قوم میں ہی رہتے تھے۔ اسلئے قوم کے لوگوں نے انہیں اسلام کی طرف سے پھیر دیا۔ اور کافر ہو گئے۔ اور خوان کے نازل ہونے سے بھی منکر ہوئے۔ اس کفران کے سبب اللہ تعالےٰ نے ان پر عذاب نازل کیا۔ ان کی صورتوں کو مسخ کر دیا۔ یہ اس وقت سوتے تھے اور اچانک اسی حال میں انکی صورتیں سور کی مانند ہو گئیں۔ یہ سب مرد تھے۔ کوئی لڑکا اور عورت ان میں نہ تھی۔ اور اس قصے میں اس امر پر تنبیہ ہے کہ تھوڑا سا خوان جو ان کھا گیا تھا۔ جب اس سے اتنی بڑی قوم سیر ہوئی ہے۔ اور پھر بھی اس میں سے کچھ کم نہیں ہوا۔ تو سوچنا چاہئے۔ کہ خدا کی رضا اور رحمت کا مائدہ کس قدر ہوگا۔ اسکی تو کوئی حد اور نہایت ہی نہیں ہوگی۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سو رحمتیں ہیں۔ ان میں سے ایک تو اپنی مخلوقات پر نازل کی ہے اور اس کے باعث سے وہ آپس میں مہربانی کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر رحم فرماتے ہیں۔ اور ننانویں رحمتیں خدا تعالےٰ کے پاس ہیں۔ ان سب کو قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحمت فرمائیگا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ قیامت کے دن خداوند تعالیٰ ایک بڑا فرش بچھائیگا۔ اور اول سے آخر تک جتنے گنہگار ہیں۔ ان سب کو ان پر اکٹھا کریگا۔ اور باوجود اس کے وہ فرش پر نہیں ہوگا۔ خالی رہیگا۔ اور اس خالی جگہ میں ابلیس اپنے ہاتھوں کو پھیلا دیگا کیونکہ وہ اس خالی جگہ کو اپنا حصہ سمجھیگا۔ پس ہر ایک دانا آدمی کو خدا کی رحمت پر بالکل تکیہ نہیں کرنا چاہئے۔ اور اس پر فریفتہ ہی نہ ہو جائے۔ اگر بخشش کی امید اس پر غلبہ کر جائیگی۔ تو اس سے وہ ہلاک ہو جائیگا۔ کوشش کر کے فرائض ادا کرے۔ اور اس کے امروں کو بجا لائے جو چیزیں منع کی گئی ہیں۔ اُن سے باز رہے۔ اور اپنے سارے کام خدا کے سپرد کرے۔ اور اسکی درگاہ میں توبہ اور استغفار کرے۔ اور اس سے ہمیشہ ڈرتا رہے۔ اور اس قدر اور اتنا زیادہ بھی خوف نہ کرے۔ کہ خدا کی رحمت سے ناامید ہو جائے اور اتنا نڈر بھی نہ ہو جائے۔ کہ اپنا شیوہ حرامکاری اختیار کرے اور حکم کو چھوڑ دے بلکہ ان دونوں میں ایک درمیانی راستہ اختیار کرے۔ جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہے کہ مسلمان کو خوف اور امید اس طرح رکھنی چاہئے۔ کہ اگر ان کو تولا جائے۔ تو ان دونوں کے پلڑے برابر ہوں۔ اور خوف اور رجا کو اس طرح برابر رکھے۔ جیسا کہ پرندے کے دونوں بازو برابر ہوتے ہیں۔ اگر پرندہ کا بازو ایک ہی ہو یا کسی میں نقص ہو تو وہ اُڑ نہیں سکتا۔ اور چوتھی عید محمدؐ کی اُمت کی ہے۔ اور اس کا بیان پہلی مجلس میں ہو چکا ہے۔

مومن اور کافر آدمی کی عید

مومن اور کافر دونوں عید میں شریک ہیں۔ اور ہر ایک کے لئے عید ہے۔ مومن کی عید تو خداوند تعالیٰ کا راضی کرنا ہے اور کافر کی عید شیطان کا راضی کرنا ہے۔ اور جب مومن عید گاہ میں حاضر ہوتا ہے تو اس کے سر پر ہدایت کا تاج ہوتا ہے اور اس کی آنکھوں میں عبرت اور فکر کی علامت پائی جاتی ہے۔ اور اپنے کانوں میں حق بات کے

سُننے کی طاقت رکھتا ہے اور خدا کی توحید میں اس کی زبان سے کلمہ شہادت جاری ہوتا ہے۔ اور اس کے دل میں معرفت اور یقین ہوتا ہے۔ اور اپنے کندھوں پر اسلام کی چادر ہوتی ہے۔ اور عبودیت اور بندگی کا کمر بند اس کے کمر پر ہوتا ہے اور محرابوں اور جامع مسجدوں میں بیٹھتے ہیں، اور ان کا معبود وہی ذات ہے جو تمام جہان اور مخلوقات کا پروردگار ہے۔ پس اس مومن کی طرف سے عاجزی اور انکساری ہوتی ہے اور خداوندکریم اس کو قبولیت کا خلعت عطا کرتا ہے اور اپنی بخشش سے اس کو سرفراز اور سربلند فرماتا ہے۔ اور اس کو بہشت اور عزت والے گھر میں داخل کرتا ہے اور کافر اپنی عیدگاہ میں جاتا ہے اور اس کے سر پر گمراہی اور نقصان کا تاج ہوتا ہے اور اس کے کانوں پر غفلت اور پردہ کی مہر لگی ہوئی ہے اور اسکی آنکھوں میں بھولنے اور شہوتوں کی علامات پائی جاتی ہیں۔ اور دوری اور بدبختی کی مہر اُن کے منہ پر لگی ہوتی ہے اور اُن کے بیٹھنے کی جگہیں نصارے کے عبادت خانے اور یہودیوں کی عبادتگاہیں ہیں اور مجوسی کے آتشکدے ہیں۔ اور ان کے معبود بُت وغیرہ ہیں۔ اور آخر کو اُنکی بازگشت دوزخ کی آگ ہی ہے ۔

عید کی خوشی کا بیان

عید یہ نہیں۔ کہ نفیس اور عمدہ عمدہ کپڑے پہنیں۔ لذیذ اور خوشگوار کھانے کھائیں۔ اور خوبصورتوں کو گلے لگائیں اور اپنی لذتوں اور خواہشوں سے فائدہ اٹھائیں۔ اور دل کی ہوا اور ہوس نکالیں۔ عید یہ ہے کہ خدا کی درگاہ میں طاعت قبول ہو۔ اور عبادت کے قبول ہونے کے آثار پائے جائیں۔ اور گناہوں اور خطاؤں کا کفارہ ہو۔ اور برائیاں نیکیوں سے بدل جائیں۔ اور بزرگ درجوں کے عطا ہونے کی خوشخبری ملے۔ اور خدا کی طرف سے خلعتیں اور عمدہ گھوڑے اور کرامتیں عطا کی جائیں۔ اور سینہ کینہ سے خالی ہو جائے۔ اور ایمان کے نور سے منور اور دل میں یقین کی نشانیاں قوی ہوں۔ نور کی علامتیں ظاہر ہوں۔ اور دل سے زبان کے ذریعہ علوم کے دریا بہ رہے ہوں۔ اور ہر ایک طرح کی فصاحت اور بلاغت اور حکمت سے انسان کا سینہ آباد ہو۔ ذکر ہے کہ عید کے دن ایک آدمی حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ خشک روٹی کھا رہے تھے۔ اس شخص نے عرض کی۔ کہ آج تو عید کا دن ہے۔ اور آپ سوکھی روٹی چبا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آج عید ان لوگوں کی ہے۔ جن کے روزے قبول ہوئے۔ اور انکی کوشش مشکور ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو بخشدیا۔ اور ہماری عید آج بھی ہے اور کل بھی ہماری عید ہے اور اس دن بھی ہماری عید ہے۔ جس دن ہم کوئی گناہ نہ کریں۔ اس لئے ہر ایک عقلمند آدمی کو لازم ہے۔ کہ وہ اپنی ظاہری آرائش کو نہ دیکھے۔ اور اس کا پابند نہ ہو جائے۔ بلکہ عید کے دن عبرت پکڑے اور آخرت کی فکر کرے۔ اور عید کو قیامت کے دن کا نمونہ سمجھے۔ اور بادشاہی نرسنگے کی آواز کو قیامت کے صور کا اور خیال کرے۔ اور عید کی رات کو جب آدمی اس امید میں سو جائیں۔ کہ صبح کے وقت ہم عید کی خوشیاں منائینگے۔ تو اس سونے کی حالت کو دونوں نفخوں کا درمیانی وقفہ سمجھے۔ اور جب عید کے دن صبح کو دیکھے کہ ہر ایک طرح کے لباس اور رنگا رنگ کے زیور پہنکر لوگ عیدگاہوں میں جا رہے ہیں۔ تو اس وقت یہ خیال کرے کہ ان میں سے ایک تو خوش ہے اور یہ وہی ہوگا جو اہل طاعت ہی اور دوسرا جو اہل معصیت ہے وہ غمناک اور اندوہ میں مبتلا ہے۔ پرہیزگار تو خوش خورم گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا ہے اور جو گنہگار اور مشرک ہے۔ اس پر خدا کی لعنت اور پھٹکار ہے۔ اور حشر میں ان لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ کسی کے تو پاؤں لڑکھڑا رہے ہونگے۔ اور کوئی منہ کے بل اوندھا پڑا ہوا ہوگا۔ اور کوئی گھسیٹتا ہوا چلا جا رہا ہوگا خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جس روز میں رحمان کی طرف پرہیزگاروں کو اٹھاؤں گا۔ اُس روز وہ اونٹوں پر سوار ہونگے

اور جو لوگ گناہگار ہونگے وہ بھوکے پیاسے دوزخ کی طرف جارہے ہونگے۔ اور زاہد اور عارف اور ابدال بڑی راحت اور بڑے آرام میں ہونگے۔ اور اپنے حقیقی بادشاہ اور اپنے محبوب کے پاس عرش کے سایہ کے نیچے کھڑے ہونگے۔ اور بعض بیٹھے ہونگے اور بہشتی لباس اور بہشتی زیور اور خلعت پہنے ہوئے خوب آراستہ اور پیراستہ ہونگے۔ اور انکے چہرے طاعت اور معرفت کے نور سے خوب چمک دمک رہے ہونگے۔ اور ان لوگوں کے آگے خوانچے رکھے ہونگے وہ ہر ایک طرح کے طعاموں اور میووں سے پُر ہونگے۔ اور مختلف قسم کی پینے کی چیزیں ہونگی۔ اور جو باقی مخلوق ہوگی۔ وہ میدان حشر میں کھڑی ہوگی۔ اور ان کا حساب ہو رہا ہوگا۔ اور جب سب آدمیوں کا حساب ہو جائیگا۔ تو اسکے بعد جو خدا کی درگاہ کے مقبول ہونگے۔ ان کو حکم ہوگا۔ کہ تم بہشت میں اپنے اپنے مقاموں پر چلے جاؤ۔ جن کا تم کو وعدہ بھی دیا گیا ہے خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بہشتی لوگوں کے واسطے بہشت میں وہ چیزیں ہونگی جو انکے دل چاہینگے اور جن سے انکی آنکھوں میں ٹھنڈک آئیگی اور وہ ایسی چیزیں ہونگی۔ جن کو دُنیا میں نہ کسی نے دیکھا ہے اور نہ کسی کو خیال میں کبھی آیا ہوگا۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ (جو کام یہ لوگ کرتے ہیں۔ اس کا اجر دینے کے واسطے جو چیزیں انکی آنکھوں کی ٹھنڈک کی پوشیدہ رکھی گئی۔ اس سے کوئی دل واقف نہیں ہے) اور جو لوگ دنیا کے حریص ہونگے اور اسکی دولت اور عظمت کے خواہشمند وہ گریہ زاری اور رنج میں گرفتار ہونگے اور آخرت کی نعمت سے محروم۔ کیونکہ یہ لوگ دنیا میں حلال اور حرام اور مشتبہ چیزیں سب کچھ کھاگئے۔ اور ان سے پرہیز نہ کیا حالانکہ انکو بتلایا گیا تھا۔ کہ بہشت میں تمہارے واسطے مکان اور محل بنائے گئے ہیں۔ اور انکو وہ نصیب ہوئے کیونکہ انہوں نے خداوند تعالیٰ کے حقوق کو ادا نہ کیا۔ اور کافر لوگوں کے واسطے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ انکو طرح طرح کے عذاب ہیں اور قیدیں ہیں اور ذلت اور خواری ہے اور ہمیشہ کے واسطے دوزخ میں قیام۔ اور جس وقت خدا کی مدح اور ثنا کے جھنڈے نصب ہوتے ہیں۔ تو اس وقت مسلمان اصحابوں کو حشر کے علم یاد آتے ہیں۔ اور یہ کہ ایک پکارنے والا اس وقت پکار کر یہ کہیگا۔ کہ اب خداوند تعالیٰ کا تمہارے نام پروانہ آگیا ہے۔ تو اسکی زیارت کے واسطے چلو۔ اور جب یہ لوگ خداوند تعالیٰ کی مخلوق کو کہیں جمع دیکھتے ہیں۔ اور انکی صفوں پر نگاہ کرتے ہیں تو اس وقت ان لوگوں کو محشر کی صفیں یاد آتی ہیں۔ جن میں لوگ اپنے جبار اور قہار خداوند تعالےٰ کے روبرو کھڑے ہونگے اور وہاں اُن کے سربستہ راز ظاہر ہونگے۔ اور جب اپنی اپنی عیدگاہوں سے پھرتے ہیں۔ اور اپنے اپنے گھروں یا مسجدوں یا دکانوں میں جا داخل ہوتے ہیں۔ تو اس وقت ان کو میدان حشر کا وہ نظارہ دکھائی دیتا ہے جبکہ مخلوق اپنے حقیقی بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوگی اور اپنے کئے کی جزا اور ثواب حاصل کرنے کے بعد بہشت یا دوزخ کی طرف جارہے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے (جب قیامت برپا ہوگی۔ تو اس روز لوگ گروہ گروہ ہو جائینگے اور بعض گروہ تو بہشت کی طرف جارہے ہونگے اور بعض دوزخ کی طرف جاتے ہونگے)

مجلس۔ دس روزوں کی بزرگی

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (صبح کی قسم ہے اور دس راتوں کی قسم ہے اور جفت اور طاق کی قسم ہے۔ اور اس رات کی قسم ہے جو گزرجاتی ہے) اور یہ قسمیں عقلمند لوگوں کے واسطے ہیں۔ پس اس آیت سے ظاہر ہے کہ صبح اور رات کے وقت اور جفت اور طاق چیزوں میں فضیلت ہے اور خدا کے اس قول میں "والفجر" لوگوں نے اختلاف کیا ہے ابن عباس تو یہ کہتے ہیں۔ کہ فجر سے صبح کی نماز مراد ہے۔ اور جو دس راتیں مذکور ہوئی ہیں وہ ماہ ذی الحجہ کی دس راتیں

ہیں۔ اور جفت خلق اللہ سے مراد ہے۔ اور طاق اس ذات سے مراد ہے جو وحدہ لاشریک لہ ہے اور جو یہ فرمایا ہے کہ گذر گئی رات کی قسم ہے۔ اس میں داناؤں کی طرف ایک اشارہ ہے جو عبرت پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس قسم کا جواب یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ تیری انتظار کرنے والا ہے اور مقاتل کہتے ہیں۔ کہ فجر سے مراد نحر کے روز مزدلفہ کی صبح ہے اور مذکورہ بالا دس راتیں وہ ہیں جو عید الضحےٰ کے اول میں آتی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کا نام دس راتیں اس واسطے رکھا۔ کہ وہ نو دن اور دس راتیں ہیں۔ اور جفت سے آدم اور حوا مقصود ہیں۔ اور طاق سے مراد خداوند تعالےٰ ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور جو گذشتہ رات کی قسم کھائی ہے تو یہ عید کی رات ہے پس اس قول کے موافق اللہ تعالےٰ نے نحر کے دن کی قسم کھائی ہے اور ماہ ذی الحجہ کے دس دنوں کی قسم کھائی ہے اور آدم اور حوا کی قسم کھائی ہے اور اپنی فرزگ رات کی قسم کھائی ہے اور شب اضحیٰ کی قسم کھائی ہے اس سے فراغت پا چکا تو اس کے بعد فرمایا کہ جو لوگ دانا ہیں۔ انکے واسطے اس قسم میں غور اور تعمق کا مقام ہے یعنے جو لوگ صاحب عقل اور شعور ہیں۔ انکے واسطے یہ قسمیں کافی ہیں کہ انکا پروردگار انکی انتظار میں ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ فجر سے دن مراد ہے۔ اور اس سے دن مراد لینے کی وجہ یہ ہے کہ فجر دن کا اول ہی ہے۔ اور مجاہد کہتے ہیں کہ جس فجر کی خدا نے قسم کھائی ہے اور اس سے دن مراد رکھا گیا ہے۔ وہ دن خاص فجر کا دن ہے اور عکرمہ کہتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ نے چشموں سے جاری پانی کی قسم کھائی ہے۔ زمین کی روئیدگی کی قسم کھائی ہے۔ میوہ دار درختوں کی قسم کھائی ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ پیغمبر صلعم کی انگلیوں سے جو پانی جاری ہؤا تھا۔ خدا نے اس کی قسم کھائی ہے اور حضرت صالحؑ کی اونٹنی کی قسم کھائی ہے جو پتھر کو پھاڑ کر اس میں سے نکل آئی تھی۔ اور کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس پانی کی قسم کھائی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے پھوٹ کر جاری ہو پڑا تھا۔ اور گناہگاروں کی آنکھوں سے پشیمانی اور توبہ کے وقت جو آنسو نکلتے ہیں خداوند تعالےٰ نے اسکی قسم کھائی ہے اور اللہ تعالےٰ نے مومن لوگوں کے دلوں کی معرفت کی قسم کھائی ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (مردہ کو ہم نے ایمان اور معرفت کے نور سے زندہ کیا ہے) اور فرمایا ہے (ان دس راتوں کی قسم ہے) اور جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ فجر اور دس راتیں جو مذکور ہوئی ہیں وہ عید الضحےٰ کے دس روز ہیں اور ابن زبیر اور ابن عباسؓ راوی ہیں کہ یہ ذی الحجہ کے دس روز ہیں اور ابن عباسؓ ایک دوسری روایت میں کہتے ہیں کہ رمضان کے مہینے کے آخری دس دن ہیں اور مجاہد کا قول ہے کہ یہ دس روز حضرت موسیٰؑ کے عشرہ کے ہیں جو تیس دن سے زیادہ ہوئے ہیں۔ اور محمد بن جریر طبری کہتے ہیں کہ جو عشرہ مذکور ہؤا ہے وہ محرم الحرام کا عشرہ ہے اور شفع اور وتر کا جو قول مذکور ہے۔ اس کے باب میں قتادہ اور سدی یہ کہتے ہیں کہ شفع تو جنت کو کہتے ہیں اور وتر خداوند تعالیٰ سے مراد ہے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ شفع اور وتر آدم علیہ السلام اور حوا ہیں اور مقاتل کا بھی یہی قول ہے کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ پہلے طاق تھے اور پھر اماں حوا کے باعث سے جفت ہو گئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نماز سے مقصود ہے کیونکہ بعض نمازیں جفت ہیں اور بعض طاق ہیں اور ربیع بن انس اور ابو العالیہ کہتے ہیں کہ طاق اور جفت مغرب کی نماز ہے اس کی دو رکعت تو جفت ہیں اور ایک رکعت طاق ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جفت نحر کا دن ہے کیونکہ وہ دسواں روز ہے اور طاق عرفہ کا روز ہے کیونکہ یہ نواں روز ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ شفع نحر کے بعد کے دو روز ہیں۔ اور وتر ان کے بعد کا تیسرا دن ہے۔ اور خدا کا جو قول ہے (اور اس رات کی قسم ہے جبکہ وہ گذر جاتی ہے، اسکی نسبت بعض یہ کہتے ہیں کہ گذر جانے سے وہ وقت مراد ہے جبکہ رات کی تاریکی زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ خاص مزدلفہ کی رات ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ وہ وقت ہے۔ جبکہ خدا کے اہل اس رات میں سیر کرتے ہیں کیونکہ سر کے معنے رات کا چلنا ہے اور جو یہ مذکور ہوا ہے کہ یہ قسمیں دانا لوگوں کے واسطے

ہیں، یہ ابن عباسؓ کا قول ہے۔ اور حسن اور ابو رجا کہتے ہیں کہ ذی حجہ سے ذی علم لوگ مراد ہیں اور محمد بن کعب کہتے ہیں کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو صاحب دین ہیں کیونکہ اس قسم میں خاص صاحب دین کی طرف ہی اشارہ کیا گیا ہے۔ اور اس مقام میں لفظ بَل کے معنے تحقیق کے ہیں۔ اور اس آیت کے یہ معنے کرتے ہیں۔ کہ فجر کی قسم ہے۔ اور دس راتوں کی قسم ہے اور فجر کے پروردگار کے حق کی قسم ہے۔ اور راتوں کے پروردگار کی قسم ہے آخیر تک یعنی ہر قسم کے پہلے رب کا لفظ مقدر ہے اور اکثر مقام پر ایسا ہی واقع ہوا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ آفتاب اور چاشت کی قسم ہے آفتاب اور چلنے والے ستاروں کی قسم ہے اور آسمان برجوں والے کی قسم ہے اور اس کے سوا اور چیزوں کا صاحب۔

ذی الحجہ کے دس دنوں میں انبیاء کی کرامتیں

حدیثوں اور آثاروں سے انبیاء کی جو کرامتیں معلوم ہوئی ہیں، بزرگوں کی زبان سے انکی تشریح یہ ہے شیخ ابو البرکات روایت کرتے ہیں اور وہ شیخ حافظ ابو بکر احمد بن علی ثابت خطیب سے اور وہ احمد بن احمد بن احمد بن فورقوے اور وہ محمد بن عبد اللہ شافعی سے اور وہ محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن سے اور وہ عمر بن عثمان سے اور وہ ولید بن مبارک سے اور وہ خالد حذار سے اور وہ عکرمہ سے اور وہ ابن عباسؓ سے کہ انہوں نے بیان کیا۔ کہ ذی حجے کے عشرہ میں حضرت آدم علیہ السلام نے توبہ کی اور خداوند نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا یعنی اللہ تعالےٰ نے عرفہ کے دن انہیں اپنی رحمت سے سرفراز کیا۔ کیونکہ آدمؑ اپنے گناہ سے مقر ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی عشرہ ہشترہ میں ہی دوستی کا خلعت عنائیت ہوا ہے۔ اور اس عشرہ میں مہمانوں کی عزت کے لئے آپ نے اپنا مال خرچ کر دیا۔ اور اس بات پر آمادہ ہوئے کہ اپنے آپ کو آگ میں ڈالیں اپنے فرزند کو قربانی دیں۔ اپنے دل کو خدا کی قربانی کے لئے حاضر کریں۔ اور خاص توکل حضرت ابراہیمؑ کی ذات پر ختم ہوا ہے اور اس عشرہ میں ابراہیم خلیل اللہؑ نے کعبہ شریف کی بنیاد ڈالی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ابراہیمؑ نے کعبہ کی بُنیاد اُٹھائی ہے۔ اور اسمٰعیل نے اس کو تیار کیا۔ اور اس عشرہ میں خدا نے حضرت موسےٰ کو مناجات کی فضیلت لطف فرمائی ہے۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خدا نے اسی عشرہ میں مغفرت بخشی ہے۔ اور اسی عشرہ میں ہی مباہات کی رات ہوئی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ عید الضحےٰ کی صبح کو ہی پہلے پہل قرآن اُترنا شروع ہوا ہے۔ اور اس وقت خدا کے رسول صبح کی نماز پڑھنے کے قصد میں تھے اور اسی عشرہ میں ہی رضوان کی بیعت کی ہے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے رجب کہ درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کرتے تھے، اور وہ کیکر کا درخت تھا۔ اور جس دن حدیبیہ کی جنگ ہوئی ہے۔ اس روز یہ بیعت واقع ہوئی تھی۔ اور ایک ہزار چار سو یار آپ کے اس جگہ جمع تھے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ ایک ہزار پانچسو۔ جمع تھے۔ اور جس نے سب سے پہلے بیعت کے واسطے اپنا ہاتھ بڑھایا وہ ابو سنان اسدی تھے۔ ان پر خدا کی رحمت اور برکت نازل ہو۔ اور ان کے سوا تمام اصحابوں اور پیروی کرنے والوں پر بھی خدا کی رحمت ہو۔ اور اس عشرہ میں ہی اونٹوں کے پانی پلانے کا دن ہے۔ اور عرفہ کا دن اور نحر کا دن اور حج اکبر کا دن بھی اسی میں آتا ہے۔ اور شیخ ابو البرکات فضل بن محمد سے اور وہ احمد بن علی حافظ سے اور وہ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے سب مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے۔ اور دوسرے مہینوں سے بلحاظ حرمت کے ذی الحجہ زیادہ بزرگ ہے۔ اور شیخ ابو البرکات فضل بن محمد قصار اصفہان سے اور وہ ابو سعید حسن بن علی بن سہدان سے اور وہ عبد اللہ بن محمد وراق سے اور وہ ابو بکر بزار سے اور وہ ابو کامل فضل بن حسین خدری سے اور وہ ابو عاصم بن حلال سے اور وہ ایوب سے اور وہ ابی زبیر سے اور وہ جابر سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے۔ دُنیا کے جتنے دن ہیں۔ ان سب سے زیادہ بزرگ ذی الحجہ کے عشرہ کے دن

ہیں۔ لوگوں نے آپکی خدمت میں عرض کی۔ کہ کیا جہاد کی بزرگی بھی ان دنوں کی بزرگی کے برابر نہیں ہے۔ آپنے فرمایا کہ جہاد بھی ان دنوں کے برابر نہیں ہے مگر اس شخص کی بزرگی سے برابر ہے جس شخص نے اپنے منہ کو مٹی سے آلودہ کیا اور ابوالبرکات قاضی بن ابو مظفر ہناد بن ابراہیم بخاری نسفی سے اور عطا بن ابی ریاح سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا ہے میں نے عائشہؓ سے سنا ہے پیغمبر خدا کے زمانے میں ایک شخص سرود سے بہت محبت رکھتا تھا۔ اور جب ذی الحجہ کا مہینہ آتا تھا۔ تو اس میں وہ ہر روز روزہ رکھتا تھا۔ لوگوں نے اس شخص کی حقیقت پیغمبؐ کی خدمت میں عرض کی آپنے فرمایا کہ اس شخص کو میرے پاس حاضر کرو۔ آپ کے فرمان کے مطابق اُس کو حاضر کیا گیا۔ جب خدمت میں آیا تو آپ نے اس سے پوچھا۔ کہ تجھے کس چیز نے روزہ رکھنے پر آمادہ کیا ہے۔ اس نے عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول یہ مشاعر اور حج کے دن ہیں میرے دل نے ان دنوں میں یہ آرزو کی ہے۔ کہ حج کرنے والے لوگوں کی دعا اور ثواب میں مجھے بھی شریک کرے اسلئے میں نے روزہ رکھنا مناسب جانا ہے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ کہ ہر روزے کے عوض میں اس دن کے عدد کے برابر ثواب ملیگا۔ اور اس کے سوا سو غلام آزاد کرنے اور سو اونٹ قربانی کرنے کا اور خدا کے راستے میں سو گھوڑوں کی سواری کا ثواب عطا ہوگا۔ اور ترویہ کے دن کے روزے کا ثواب تجھے اس قدر ملیگا۔ جتنا کہ ہزار غلام کے آزاد کرنے کا ثواب ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے راستے میں ہزار اونٹوں اور ہزار گھوڑوں پر سواری کرنے کا ثواب ملتا ہے اور عرفہ کے دن کے روزے کا تجھے دو ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا ہوگا۔ اور دو ہزار اونٹ کی قربانی کا اور خدا کے راستہ میں دو ہزار گھوڑوں کی سواری کا اور اس کے سوا ایک سال پہلے اور ایک سال پچھلے روزوں کا ثواب بھی ملیگا اور شیخ ابوالبرکات سعید بن جبیر سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ کہ جس قدر تشریق کے دنوں کے عمل خدا کی درگاہ میں پسندیدہ ہیں۔ اس سے بڑھکر اور کسی دن کے عمل پسندیدہ نہیں ہیں یاروں نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول خدا کی راہ میں جہاد کرنے کا ثواب بھی ان روزوں سے زیادہ نہیں ہے۔ آپنے جوابدیا کہ نہیں اور اگر کوئی شخص اپنی جان اور اپنا مال جہاد میں فدا کرے۔ تو البتہ وہ ان روزوں کے عمل سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور شیخ ابوالبرکات ابی بکر بن احمد بن علی بن ثابت حافظ سے اور جبیرہ بن خالد خزاعی سے اور وہ حفصہ سے روایت کرتے ہیں کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ انہیں پیغمبر خدا نے کبھی ترک نہیں کیا۔ عشرہ ذی الحجہ کے روزے۔ عاشورہ کے روزے۔ اور ہر مہینے کے تین روزے یعنی بیض کے دن اور فجر کے فرضوں سے پہلے دو رکعت نماز۔ اور شیخ ابوالبرکات حمزہ بن عیسےٰ بن حسن دراق سے اور وہ سعید بن مسیب سے اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک جس قدر ماہ ذی الحجہ کے دس روزوں میں عبادت کرنے کا ثواب ہے۔ اس قدر اور کسی دن کی عبادت کا ثواب نہیں۔ اگر کوئی اس عشرہ میں ایک روزہ رکھے تو وہ سال بھر روزہ رکھنے کے ثواب کے برابر ہے۔ اور اگر کوئی ایک رات قیام کرے تو وہ ایک سال کے قیام کے برابر ہے۔ اور شیخ ابوالبرکات نے حسن بن احمد بقری سے اور وہ محمد بن منکدر سے اور وہ جابر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی عشرہ ذی الحجہ کے روزے رکھے تو اس کو ایک روزے کے عوض میں اس قدر ثواب ملتا ہے جتنا کہ سال بھر کے روزوں کا ثواب ہوتا ہے۔ اور سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ آپ یہ کہا کرتے تھے۔ کہ ذی الحجہ مہینے کی راتوں میں تم اپنے گھروں کے چراغ گل نہ کرو اور اپنے خادموں کو ہدایت کیا کرتے تھے۔ کہ تم سو نہ جاؤ بیدار رہو اور عشرہ ذی الحجہ کے روزوں میں آپ عبادت کرنے سے بہت خوش ہوتے تھے ؏

عشرہ ذی الحجہ میں نماز کے آداب

شیخ ابوالبرکات نے شریف ابی عبداللہ محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ مہدی سے اور انہوں نے ہشام بن عروہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے عائشہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی آدمی عشرہ ذی الحجہ میں کسی دن خدا کی عبادت کرے۔ اور شب بیدار رہے۔ تو وہ ایسا ہوتا ہے جیسا کہ کوئی ایک سال تک حج کرتا ہے اور سال بھر ہی عمرہ کرتا ہے، اور جوان روزوں میں سے ایک روزہ رکھتا ہے تو وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے تمام سال میں خدا کی عبادت کی ہے اور شیخ ابوالبرکات رحمؒ محمد بن محمد بن عبدالعزیز شاہد سے اور وہ جعفر بن محمد بن علی بن حسین سے اور وہ اپنے باپ محمدؒ سے اور وہ اپنے باپ علی بن حسین بن زین العابدین سے اور وہ اپنے باپ حسین سے اور وہ اپنے باپ علی سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ جب ذی الحجہ کا مہینہ آجائے تو اس میں تم اپنی عبادت میں کوشش کرو۔ اس مہینے کے روزوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی فضیلت دی ہے۔ اور اس کی رات کو بھی ایسی ہی بزرگی دی ہے، جیسی کہ اس کے دن کو دی ہے۔ پس جو آدمی اس عشرہ کی کسی رات میں پہر رات باقی رہتے نماز کی چار رکعتیں پڑھتا ہے اور ہر رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور ایک ہی دفعہ معوذتین اور تین دفعہ سورہ اخلاص اور تین دفعہ آیۃ الکرسی پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور اپنی دعا میں یہ کہے اللہ تعالیٰ پاک ہے اور بزرگ ہے اور صاحب جبروت ہے اور صاحب قدرت ہے اور مالک ملکوت ہے۔ وہ ہمیشہ زندہ ہے۔ کبھی مرتا نہیں اور نہ ہی کوئی اس کے سوا دوسرا معبود ہے وہی پیدا کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسے خود موت نہیں آتی۔ مومن اور مشرک سب بندوں کو پالنے والا ہے اور زیادہ حمد اسی کے لائق ہے کیونکہ وہ ہر حال میں پاک اور مبارک ہے وہ بزرگ ہے برتر ہے پروردگار ہے ہر کون اور مکان میں اسکی قدرت بھری ہے اور ہر ایک مکان میں اس کا علم ہے۔ اس کے پڑھنے کے بعد جس چیز کی دل میں خواہش ہو اسے طلب کرے تو خدا اسے پوری کر دیتا ہے اور اس کو اتنا اجر ملتا ہے۔ کہ گویا اس نے بیت اللہ شریف کا حج کر لیا۔ اور خدا کے رسول کی قبر کی زیارت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ جو چیز خدا کی درگاہ سے طلب کرے۔ وہی اس کو عطا کی جاتی ہے۔ ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ جسے وہ مانگے اور اُسے عطا نہ ہو۔ اگر عشرہ بشمرہ میں ہر ایک رات اسی طرح نماز پڑھے تو خدا تعالیٰ اس کو بہشت میں داخل کر دیتا ہے۔ اور اس کی سب بُرائیاں معاف کی جاتی ہیں۔ اور پھر اسے کہا جاتا ہے کہ اب نئے سرے سے عمل کرو۔ کیونکہ تم بالکل کورے کے کورے رہ گئے ہو۔ اور جب عرفہ کے روز میں روزہ رکھے اور رات میں نماز پڑھے اور اس میں وہی دعا کرے جو مذکور ہوئی ہے اور خدا کی درگاہ میں بڑی زاری اور عاجزی ظاہر کرے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو، تم گواہ رہو۔ میں نے اس بندے کو بخشدیا اور بیت اللہ کے حاجیوں میں اس کو شریک کر دیا ہے۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ جو اس بندے پر عنایت کرتا ہے۔ فرشتے اس کو اسکی خوشخبری سُناتے ہیں۔

پیغمبروں کیلئے دس خاص چیزیں

پانچ پیغمبروں کے لئے دس باتیں پہنچی دس حضرت آدمؑ کو اور وہ یہ ہے کہ جب حضرت آدمؑ سوئے ہوئے تھے اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے حواؑ کو اُنکی بائیں پسلی سے پیدا کیا اور جب آپ کی آنکھیں کھلیں تو حوا کو اپنے پاس بیٹھے دیکھا دیکھتے ہی ان سے پوچھا کہ تو کس کے لئے ہے اس نے جواب دیا کہ میں تیرے واسطے ہی ہوں، پس حضرت آدمؑ نے ارادہ کیا۔ کہ اس کو ہاتھ لگائے۔ تو ایک آواز آئی۔ کہ ابھی اس کو مت چھو پہلے ان کا مہر ادا کرو

پس حضرت آدمؑ نے درخواست کی کہ اے اللہ اس کا مہر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کا حق مہر یہ ہے کہ تو نبی آخر الزمان
پر دس دفعہ درود بھیج۔ اور دوسری دس چیزیں حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے مخصوص ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
(کہ جب اللہ تعالےٰ نے ابراہیمؑ کو چند کلموں سے آزمایا۔ اور انہوں نے ان کو پورا کیا) یہ دس سنتیں ہیں۔ ان میں سے
پانچ تو سر سے تعلق رکھتے ہیں (۱) سر کے بالوں کی مانگ نکالنی (۲) مونچھوں کا کترانا (۳) مسواک کرنا (۴) کلی کرنا
(۵) ناک میں پانی ڈالنا اور پانچ کا تعلق باقی جسم سے ہے (۱) ناخن کاٹنے (۲) موئے زیر ناف مونڈنے (۳) بغلوں
کے بال اکھاڑنے (۴) ختنہ کرنا (۵) انگلیوں کا خلال کرنا اور جب حضرت ابراہیمؑ نے ان دس سنتوں کو ادا کیا۔ تو
اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی دوستی کی خلعت سے سرفرازی بخشی۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ
نے ابراہیمؑ کو دوست بنایا، اور تیسری دس باتیں حضرت شعیبؑ کی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ارشاد کرتا ہے۔ اگر تو نے دس
سال پورے کئے تو تیری طرف سے احسان ہے۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے دس برس تک حضرت شعیب
کی خدمت کی۔ اور یہ خدمت اجر شعیبؑ کی لڑکی کا مہر قرار پایا۔ جو حضرت موسیٰؑ کے نکاح میں آئی۔ اور کہتے ہیں کہ
حضرت شعیب دس سال تک روتے رہے۔ یہاں تک کہ روتے روتے نابینا ہو گئے۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ
نے پھر انکی آنکھوں میں روشنی عطا کی۔ اور ان پر وحی بھیجکر فرمایا۔ کہ اگر تو دوزخ کی آگ کے خوف سے رویا ہے تو
میں نے تجھے اس سے بیخوف کیا۔ اور اگر تجھے بہشت کی خواہش تھی۔ اور اس واسطے رویا ہے کہ بہشت سے محروم
نہ رہوں۔ تو میں نے تجھے بہشت عطا کیا۔ اور اگر میری رضامندی کے لئے رویا ہے تو میں تجھ پر راضی ہوا۔ شعیب نے
کہا۔ کہ اے جبرائیلؑ نہ تو میں بہشت کی خواہش کے لئے رویا ہوں اور نہ دوزخ کی آگ کے ڈر سے میں صرف محبوب
حقیقی کے دیدار کے شوق کے واسطے رویا ہوں۔ اس پر یہ آواز آئی کہ اے شعیب تو حق پر رویا ہے جہاں تک رو سکتا
ہے اور بھی رو۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس کا بدلہ یہ دیا۔ کہ حضرت موسیٰؑ جیسے بلند مرتبے والے نبی نے دس سال تک
آپ کی خدمت کی۔ اور یہ مرتبہ شعیبؑ کو اسی واسطے ملا کہ اس نے صرف اپنے پروردگار کی محبت کے لئے گریہ وزاری
کی تھی۔ اسی واسطے اللہ نے انہیں کرامتیں دیں۔ انکے درجے بلند کئے۔ انہیں اپنا قرب عطا کیا اور اپنے دیدار
کی بزرگی بخشی۔ اور ایسی ایسی نعمتیں بخشیں۔ جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا ہے۔ اور نہ کانوں نے سُنا۔ اور نہ کسی انسان
کے دل میں ان کا خیال تک گذرا۔ چوتھے دس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مخصوص ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے
(اور ہم نے موسیٰؑ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا۔ اور دس اور لاکر اس وعدہ کو پورا کیا) اس امر کی تفصیل یہ ہے کہ
خداوند تعالےٰ نے حضرت موسیٰؑ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تم سے چند باتیں کروں گا۔ اس کے بعد خدا تعالےٰ نے آپ پر
توریت نازل کی۔ اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیس روزے رکھے۔ اور یہ ذی الحجہ کا مہینہ تھا۔ اور بعض نے یہ بھی
کہا ہے کہ یہ مہینہ ذیقعد کا تھا۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کا ارادہ کیا۔ تو آپ نے اس وقت اپنے
منہ میں ایک ٹکڑا زیتون کا رکھ لیا۔ تا کہ اُن کے منہ سے بُری بُو نہ آئے۔ اور اُس کی بجائے خوشبو نکلے۔ اسلئے بارگاہ ایزدی
سے حکم صادر ہوا۔ کہ روزہ دار کے مُنہ سے جو بُو آتی ہے وہ میرے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے۔ اور اس کے
بعد حضرت موسیٰؑ کو ارشاد ہوا۔ کہ تم محرم کے مہینے میں دس روزے رکھو اور ان کا آخری روزہ عشرہ یعنے عاشورہ کا روزہ
ہے۔ اور جو ذیقعد کے مہینہ کا قائل ہے۔ اس کے قول کے موافق یہ روزے ذی الحجہ میں آتے ہیں اور اس کے بعد خداوند
تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس بلاکر قرب کے شرف سے سرفراز کیا۔ اور ان کو اپنی ہمکلامی کی عزت دی

بزرگی عطا کی۔ فرمایا اور جب موسیٰ وقت معین پر آیا۔ آیت کے آخر تک) اور پانچویں دس بائیس محمد مصطفےٰ صلعم سے مخصوص ہیں۔ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے (فجر کی قسم ہے اور دس راتوں کی قسم ہے) اور یہ ذی الحجہ کا عشرہ ہے اور اس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

عشرہ ذی الحجہ کی تعظیم

فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی ان دنوں کی تعظیم کرے۔ تو خداوند تعالےٰ اس شخص کو دس بزرگیاں عطا فرماتا ہے اسکی عمر میں برکت آجاتی ہے اور اس کا مال بڑھ جاتا ہے اور اس کے عیال کی اللہ تعالےٰ نگاہبانی فرماتا ہے۔ اور اس سے جو بُرائیاں صادر ہوئی ہوتی ہیں۔ ان کا کفارہ کرتا ہے۔ اور انکی نیکیوں کو دو چند کر دیتا ہے۔ اور موت کی سختی اس آدمی پر آسان ہو جاتی ہے اور تاریکی میں اس کو روشنی عطا کی جاتی ہے اور ترازو میں اسکی نیکی کے پلہ کو خدا تعالےٰ بھاری کر دیتا ہے اور دوزخ کے درجوں سے اُس آدمی کو رہائی اور نجات نصیب ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے بہشت کے درجوں کو خداوند تعالےٰ بلند کر دیتا ہے۔ اور اگر کوئی ان دنوں میں صدقہ دے یعنے کسی غریب آدمی کو کچھ عطا کرے تو اس کا یہ صدقہ دینا ایسا ہوتا ہے کہ گویا وہ سب پیغمبروں اور سب رسولوں کو صدقہ دیتا ہے۔ اور اگر کوئی مریض ہو اور ان دنوں میں جا کر اس کی عیادت کرے۔ تو وہ گویا خدا کے دوستوں اور ابدالوں کی عیادت یعنے بیمار پرسی کرتا ہے اور جو آدمی ان دنوں میں جنازہ کے ساتھ گیا۔ گویا وہ شہیدوں کے جنازہ کے ساتھ گیا۔ اور اگر کوئی کسی ننگے کو کپڑا دیتا ہے تو اس کے عوض میں اللہ تعالےٰ اس کو بہشتی حُلّے پہناتا ہے۔ اور اگر کوئی ان دنوں میں کسی یتیم پر مہربانی کرتا ہے تو اس کے عوض میں خداوند تعالےٰ عرش کے سایہ میں اس کو جگہ دیگا۔ اور جو آدمی کسی علم کی مجلس میں حاضر ہو تو وہ گویا نبیوں اور رسولوں کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے اور وہب بن منبہؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو اس وقت آپ اپنے گناہ پر چھ روز تک روتے رہے۔ ساتویں دن اللہ تعالےٰ نے اُس پر وحی نازل فرمائی۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنا سر جھکائے ہوئے غمگین اور اندوہ ناک بیٹھے ہوئے تھے۔ وحی نے کہا کہ اے آدم علیہ السلام خداوند تعالےٰ پوچھتا ہے کہ تو اس وقت کس مشقت اور مصیبت میں ہے۔ آپ نے عرض کی۔ کہ اے اللہ میری مصیبت تو بہت بڑی اور بے اندازہ ہے گناہوں نے مجھ کو گھیر لیا ہے اور سعادت اور کرامت کے حاصل ہونے کے بعد خواری اور بدبختی کی سرائے میں مجھ کو پھینکا گیا ہے۔ میں ملک جاودانی میں تھا اور پھر مجھے سرائے فانی میں لایا گیا ہے۔ پس اس حال کے ہوتے ہوئے میں کیوں گریہ و زاری نہ کروں۔ وحی نے کہا کہ اے آدم خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا میں نے تجھے اپنی ذات کے لئے پیدا نہیں کیا تھا۔ اور اپنی تمام مخلوقات سے تجھے برگزیدہ نہیں کر لیا تھا۔ اور اپنی کرامت عطا کر کے میں نے تم کو خاص الخاص نہیں بنا دیا تھا۔ اور میں نے اپنی محبت سے تیرے دل کو لبریز نہیں کیا تھا۔ اور جس قدر فرشتے تھے۔ ان سب سے تم کو سجدہ نہیں کرایا۔ اور کیا تو میری بزرگی اور میری بے انتہا رحمت میں نہ تھا۔ اور اب تو میری نافرمانی کرتا ہے۔ اور میرے عہد کو بھول گیا ہے تو میری نعمت اور رحمت کیونکر فراموش کر سکتا ہے۔ اس کو کیوں بھول گیا ہے مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم ہے۔ کہ اگر ایسے لوگوں سے زمین بھر جائے۔ کہ وہ سب کے سب تیری طرح ہی عبادت کرنے والے ہوں اور رات اور دن میری تسبیح میں مشغول رہیں اور ایک لحظہ بھی عبادت سے غفلت نہ کریں۔ اور پھر وہ میری نافرمانی کریں۔ تو اسصورت میں ان سب لوگوں کو گنہگار آدمیوں کے مرتبہ میں اُتاروں گا۔ راوی کہتا ہے کہ جب حضرت آدم نے اس عتاب کو سُنا تو آپ تین برس تک ہند کے ایک پہاڑ پر روتے رہے۔ اور یہاں تک گریہ اور زاری کی۔ کہ ان کی

آنسوؤں سے پہاڑوں میں نہریں جاری ہوگئیں۔ اور ان سے وہاں ایسے درخت پیدا ہوئے۔ جن سے خوشبو آتی تھی اسکے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو فرمایا۔ کہ اے آدم اب تم خانہ کعبہ میں جاؤ جو خدا کا گھر ہے اور عشرہ کے دنوں کے آنے تک صبر کرو۔ اور جب ذی الحجہ کے عشرہ کے دن آجائیں تو اس وقت خداوند تعالےٰ کے ہاں توبہ کر۔ ممکن ہے کہ تیری توبہ قبول ہو جائے۔ اور اللہ تعالےٰ تیری ضعیفی اور عاجزی پر رحم کرے۔ پس جب حضرت آدمؑ نے اس خوشخبری کو سنا۔ تو آپ جلدی جلدی چلے۔ جہاں جہاں آپ کے قدم آتے تھے۔ وہ جگہ آباد ہو جاتی تھی۔ اور دونوں قدموں کے درمیان ویرانہ اور جنگل رہتا تھا۔ بعض کا قول ہے۔ کہ آپ کے قدموں کے درمیان تین سو کوس کا فاصلہ پڑ جاتا تھا۔ آخر آپ تیز قدم چلتے ہوئے خانہ کعبہ میں جا پہنچے۔ اور وہاں جا کر ایک کامل ہفتہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے رہے اور روتے اور اس کثرت سے آنسو بہائے کہ آپ کی گھٹنوں تک اس جگہ زمین میں پانی ہی پانی ہو گیا۔ اور سیلاب کی مانند جاری ہو گیا۔ اور کہا اے اللہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں تجھے پاکی سے یاد کرتا ہوں۔ اور تیری حمد کرتا ہوں۔ میں نے بدی کی ہے اور اپنی جان پر میں نے ظلم کیا ہے تو مجھے بخشدے اور تو بخشش کرنے والوں میں سے بہتر بخشش کرنیوالا ہے اور تو میرے اوپر رحم کر اور تمام رحم کرنے والوں میں سے بہتر رحم کرنے والا تو ہی ہے اس وقت اللہ تعالےٰ نے انکی طرف وحی نازل فرمائی۔ کہا کہ اے آدم میں نے تیری ضعیفی پر رحم کیا۔ اور تیرے گناہوں کو میں نے معاف کر دیا۔ اور میں نے تیری توبہ قبول کی۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ آدمؑ نے اپنے پروردگار سے چند کلمے یاد کئے۔ یعنی خدا کی درگاہ میں دعا کی۔ اور اللہ تعالےٰ نے اُن کی دعا کو قبول کیا۔ پس اسی عشرہ کی برکت سے حضرت آدمؑ نے توبہ کی طرف رجوع کیا اور توبہ کی۔ اور اس کی برکت سے ہی اس کو قبولیت کا درجہ عطا ہوا۔ اور جو آدمی خداوند تعالےٰ سے نافرمان ہو اور ہوا اور ہوس میں پڑ کر نفس امارہ کی فرمانبرداری اور پیروی کرے وہ ان دنوں میں اگر باز گشت کریگا۔ اور فرمانبردار ہو کر خداوند تعالےٰ کی عبادت میں مشغول ہوگا۔ تو اس پر بھی اللہ تعالےٰ اسی طرح رحمت فرمائیگا۔ جیساکہ حضرت آدمؑ پر رحمت نازل کی ہے۔ اُس کے گناہ معاف کئے جائینگے اور اس کی برائیاں نیکیوں سے بدل جائینگی +

خدا تعالیٰ کی قسم کا بیان

اللہ جلشانہ نے فجر کی قسم کھائی ہے۔ دس راتوں کی قسم کھائی ہے۔ جفت اور طاق چیزوں کی قسم کھائی ہے اور اس رات کی قسم کھائی ہے جو گذر جاتی ہے۔ اس قول تک ان ربک لبا المرصاد" بیشک تیرا رب گھات میں ہے اور آٹھ سیڑھیاں ہیں جو دوزخ کی پل ہیں۔ اور جب بندہ پلصراط پر سے گذرنے لگیگا۔ اور پہلی سیڑھی پر پہنچیگا۔ تو وہاں اس سے اس کے ایمان کا حال پوچھینگے۔ اگر مومن ہوا تو وہ رستگاری پائیگا۔ اور اگر مومن نہ ہوا۔ تو دوزخ میں جا پڑیگا۔ اور جب دوسری سیڑھی پر جائیگا۔ تو وہاں اس سے اس کے وضو اور اس کی نماز کا حال دریافت کریں گے۔ اگر اس کے سجدے اور رکوع کامل ہونگے تو نجات پائیگا ورنہ دوزخ میں پھینکا جائیگا اور جب تیسری سیڑھی پر پہنچیگا تو وہاں اسکی زکوٰۃ کا حال پوچھیں گے۔ اگر اس نے زکوٰۃ ادا کی ہوگی۔ تو وہ نجات پائیگا۔ اور جب چوتھے زینہ پر پہنچیگا۔ تو وہاں اس سے روزوں کا حال پوچھیں گے۔ اگر اس نے تمام روزے رکھے ہونگے۔ تو اس کو نجات مل جائیگی۔ اور اس کے بعد پانچویں زینہ پر پہنچیگا اس جگہ سے حج اور عمرہ کی بابت پوچھا جائیگا۔ اگر یہ فرض ادا کیا ہوگا رہائی دیدینگے۔ پھر چھٹی سیڑھی پر جائیگا وہاں اسکی امانت اور دیانت داری دیکھی جائیگی۔ اگر اس نے کوئی خیانت نہیں کی ہوگی۔ اور ایماندار ہوگا۔ تو اس کو بھی نجات اور رستگاری حاصل ہو جائیگی۔ اور جب ساتویں سیڑھی پر جائیگا تو اسکی نسبت یہ دیکھینگے۔ کہ اس نے کسی کی غیبت

اور سخن چینی تو نہیں کی اور جھوٹ تو نہیں بولا۔ اگر وہ ان باتوں سے پاک ہوگا۔ تو رستگاری پائیگا اور پھر آٹھویں زینہ پر جائیگا۔ وہاں اس سے یہ سوال ہوتا ہے کہ تو نے حرام تو نہیں کھایا۔ اگر اس نے حرام نہیں کھایا ہوگا۔ تو اس کو رہائی دیدینگے۔ ورنہ جہنم میں پھینکا جائیگا۔

روز ترویہ

اللہ تعالٰے ارشاد فرماتا ہے رحج ادا کرنے کے واسطے لوگوں کو اعلان کر، وہ تیرے پاس پیادہ آویں الخ یہ آیت سورہ حج میں وارد ہے اور قرآنمجید کی عجائب سورتوں میں سے ہے اور اس میں بعض آیتیں مکی اور بعض مدنی ہیں اور بعض سفری ہیں اور بعض حضری اور بعض لیلی اور بعض نہاری۔ اور اس میں ناسخ اور منسوخ آئتیں بھی ہیں۔ انمیں سے پانچ تک تو لیلی آئتیں ہیں اور چھ سے نو تک نہاری اور پندرہ سے اُنیس تک مدنی ہیں اور انتیس آیتوں کے بعد مکی ہیں اور بیس اس میں حضری ہیں اور باقی سفری۔ اور مدینہ کے قرب کے باعث یہ سورہ مدینہ کی طرف منسوب ہے اور اس میں ناسخ قول تعالٰے اُذِنَ لِلَّذِی آخر تک رجو لوگ مقاتلہ کرتے تھے اُنکو حکم دیا گیا) اور تین آیتیں منسوخ ہیں راور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور پیغمبر نہیں بھیجا مگر الخ) اس کو اس آیت سے منسوخ فرمایا ہے رعنقریب ہی میں تجھے پڑھاؤنگا اور تو نے اس کو بھول نہ جانا) اور خداوند تعالٰے کا دوسرا قول یہ ہے رجس امر میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے۔ قیامت کے دن انکے درمیان اللہ تعالٰے حکم کریگا) اور جب سیف کی آئت نازل ہوئی۔ تو اس سے وہ منسوخ ہو گئی۔ اور تیسری آئت یہ ہے۔ فرمایا ہے خدا کی راہ میں تم ایسی ہی کوشش کرو۔ جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے، یہ اللہ تعالٰے کے اس قول کی منسوخ ہوئی ہے رپس جس قدر تم میں طاقت ہے اسی قدر ہی خداوند تعالٰی سے خوف کرو) اور ارشاد کیا ہے رلوگوں کو حج کرنے کا حکم دے یعنے اے ابراہیم اپنی اولاد کو پکار اور ان کے سوا ان آدمیوں کو جو ایماندار ہیں حج کے واسطے پکار پیادہ اور سوار ہو کر وہ تیرے پاس آئینگے اور جو آدمی ضعیف اور لاغر ہوگا۔ وہ دُور نزدیک کے مُلکوں اور شہروں سے اونٹ پر سوار ہو کر تیرے پاس آئیگا) اور حضرت ابراہیم کے باب میں خدا تعالٰے فرماتا ہے رجب خانہ کعبہ کی عمارت سے فارغ ہؤا۔ اور کہا کہ بھلا اس گھر کی کون خواہش کرنے والا ہے۔ اس وقت خدا کی درگاہ سے آپ کے نام حکم ہوا۔ کہ لوگوں کو حج کرنے کی ہدایت کر یہ سنتے حضرت ابراہیمؑ ابا قبیس پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور صفا پہاڑی اسی پہاڑ کی جڑ میں ہے۔ وہاں آپ نے اونچی آواز سے پکارا اور پکار کر کہا کہ اے لوگو اپنے اللہ تعالیٰ کا حکم مانو۔ کیونکہ وہ خانہ کعبہ کی حج کرنے کے واسطے تم کو حکم دیتا ہے۔ ہر ایک مومن مرد اور مومنہ عورت جو زمین پر رہتی تھی۔ سب نے حضرت ابراہیمؑ کی اس آواز کو سُن لیا۔ یہانتک کہ مردوں کی پیٹھ میں اور عورتوں کے رحموں میں جو تھے۔ اُنکے کانوں میں بھی یہ آواز جا پہنچی۔ پس حضرت ابراہیم نے جو پکار اٹھا۔ حج کے دن میں اس کا جواب یہ تلبیہ ہے۔ اور آپ نے اپنے پروردگار کے حکم سے ہی پکارا تھا۔ پس اس وقت سب نے آپ کو لبیک کہکر جواب دیا۔ اور جس نے اس روز آپ کو یہ جواب دیا۔ وہ جب تک حج نہ کر لیگا دنیا سے نہیں نکلیگا۔

احرام اور لبیک کی بزرگی

جس آدمی نے حج کا احرام باندھا اور خانہ کعبہ کا قصد کر کے اسکی طرف گیا۔ اُسکی فضیلت اور بزرگی مجاہدؒ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول صلعم کی خدمت میں تھے۔ کہ اچانک یمن سے ایک گروہ آیا اور ان لوگوں نے آکر کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ پر ہمارے ماں اور باپ فدا ہوں ہم کو حج کی فضیلتوں اور بزرگیوں سے مطلع فرماؤ۔ رسول مقبول نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی آدمی حج کے ارادہ پر اپنے مقام سے کوچ کرے یا عمرہ کا ارادہ کرے

تو جو قدم وہ اٹھاتا ہے۔ اور زمین پر اُٹھتا ہے۔ تو ہر ایک قدم پر اس کے قدموں کی ٹھوکروں سے اس طرح گناہ جھڑتے ہیں جیسے کہ ہوا کے ساتھ درخت کے پتے گرتے ہیں۔ اور جب وہ مدینہ میں آجاتا ہے اور آکر مجھے سلام اور مصافحہ کرتا ہے تو اس وقت فرشتے اس کے مصافحہ کرتے ہیں۔ اور اس کو سلام کہتے ہیں اور جب ذوالحلیفہ کے پانی پر پہنچکر غسل کرتا ہے تو اس سے خداوند تعالیٰ اس کو تمام گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔ اور جب وہ نئے کپڑے پہن لیتا ہے تو اس سے خداوند تعالیٰ اس کو نئے سرے سے نیکیاں لطف فرماتا ہے۔ اور جس وقت لبیک کہتا ہے۔ تو اس وقت خداوند کریم اس کو جواب دیتا ہے کہ تیرے کلام کو میں نے سن لیا ہے۔ اور تیری طرف میں نے توجہ بھی کی ہے اور جب مکہ معظمہ میں داخل ہوتا ہے اور طواف کرتا ہے اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتا ہے۔ تو خداوند تعالیٰ اس کو بہت سی نیکیاں عطا کرتا ہے اور جب عرفات میں کھڑا ہوتا ہے۔ اور اونچی آواز سے اپنی حاجت کی درخواست کرتا ہے تو اس سے خداوند تعالیٰ فخر کرتا ہے اور ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کو کہتا ہے۔ کہ اے آسمان کے رہنے والو تم میرے بندوں کی طرف نہیں دیکھتے ہو۔ جو دور دور سے آئے ہیں اور ان کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور گرد آلود ہو رہے ہیں۔ اپنے مالوں کو ان لوگوں نے خرچ کیا ہے اور اپنے جسموں کو انہوں نے تکلیف دی ہے مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال اور اپنے کرم کی قسم ہے کہ ان میں سے جو نیکوکار ہیں۔ انکی طفیل ان کے بدکاروں کو بخش دونگا۔ اور گناہوں سے انکو ایسا پاک اور صاف کردوں گا۔ جیسے کہ کوئی ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور جس وقت یہ لوگ سنگریزے پھینکتے ہیں اور اپنے سر کے بال منڈواتے ہیں۔ اور بیت اللہ شریف کی زیارت سے شرفیاب ہوتے ہیں تو اس وقت عرش کے نیچے سے ایک پکارنے والا ان کو پکار کر یہ کہتا ہے کہ اب تم اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔ تمہارے پہلے سب گناہ بخش دئے گئے ہیں۔ اور آئندہ کے واسطے نئے سرے سے عمل کرنے میں مشغول ہو جاؤ۔ اور ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ ایک اعرابی آدمی خدا کے رسول کے پاس آیا۔ اور آکر عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول میں حج کرنے کے واسطے گھر سے باہر نکلا تھا۔ مگر مجھ سے حج فوت ہو گیا ہے اور میں محروم ہوں۔ اب میں کیا کروں کہ حج کرنے والے لوگوں میں شامل ہو جاؤں اور یا مجھے حج کا ثواب ہی مل جاوے۔ رسول خدا نے اس آدمی کو فرمایا۔ کہ ابی قبیس کے پہاڑ کو دیکھ۔ اگر یہ تمام سُرخ سونا بنجائے اور تیرے قبضہ میں آجائے۔ اور پھر تو اس تمام سونے کے پہاڑ کو خدا کی راہ میں خرچ کر دے تو باوجود اس قدر خرچ کر دینے کے تجھے وہ مقام اور درجہ حاصل نہیں ہوگا جو حاجیوں کو حاصل ہوتا ہے اور اسکے بعد فرمایا کہ حج کرنے والا آدمی جب حج کے لئے سامان تیار کرتا ہے تو اس تیاری میں ہر ایک چیز کے اُٹھانے اور رکھنے کے عوض میں اسے دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں اور اسکی دس برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اور اسکے دس درجے بڑھ جاتے ہیں اور جب یہ شخص سوار ہو کر روانہ ہوتا ہے۔ تو اس کی سواری کے ہر قدم اُٹھانے اور رکھنے میں بھی اس کو ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسا کہ چیزوں کے اُٹھانے اور رکھنے میں اور جب کعبہ کا طواف کرتا ہے تو اس سے تمام گناہوں سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے اور جب صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتا ہے تو اس سے بھی اس کے سارے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ اور عرفات میں کھڑا ہونے سے بھی اسکے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور مشعر الحرام میں کھڑا ہونے سے بھی گناہوں سے پاک ہوتا ہے اور جب سنگریزے پھینکتا ہے۔ تو اس عمل سے بھی اس کے گناہ دور ہوتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس اعرابی سے خطاب کیا کہ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تو حاجیوں کے درجے کو پہنچ جائے۔ اور یہ کلمہ آپنے استفہام انکاری کے طور پر فرمایا تھا یعنی تو ان کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں پیغمبر خدا کے ساتھ بیت الحرام کا طواف کر رہا تھا۔ اسی اثناء میں میں نے

عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول میرے ماں اور باپ آپ پر فدا ہوں، یہ کیسا گھر ہے۔ آپ نے فرمایا اے علی دنیا میں اللہ تعالےٰ نے اس گھر کی اس واسطے بنیاد ڈالی ہے۔ کہ اس میں میری اُمت کے گناہوں کا کفارہ ہو۔ اس کے بعد میں نے پھر عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ حجر اسود کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ ایک جوہر ہے اور اس کو بہشت سے لائے ہیں۔ اور اس کی روشنی آفتاب سے بھی زیادہ چمکتی تھی۔ مگر مشرکوں کے چھونے سے اس کی چمکیلی روشنی سیاہی سے بدل گئی۔ اور ابن ابی ملیکہ نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ ہر روز اللہ تعالیٰ کی ایکسو بیس رحمتیں بیت الحرام پر نازل ہوتی ہیں۔ ان میں ساٹھ تو ان لوگوں کے لیے ہیں۔ جو اس گھر کا طواف کرتے ہیں۔ اور چالیس ان کے واسطے ہیں جو خانہ کعبہ کے آس پاس اعتکاف بیٹھتے ہیں۔ اور بیس انہیں عطا کی جاتی ہیں۔ جو خانہ کعبہ کی طرف صرف نظر ہی کرتے ہیں اور زہری نے سعید بن مصیب سے اور انہوں نے عمر بن ابی سلمہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جس آدمی کو میں نے تین سال تک تندرستی دی ہو۔ اور اس کی عمر دراز کی ہو۔ اگر وہ تین سال تک اس گھر کی زیارت کے واسطے نہ آئے تو وہ محروم ہے اور ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب کی خلافت کے ابتدائی زمانے میں میں آپ کے ساتھ حج کو گیا۔ آپ مسجد میں آئے اور حجر اسود کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ اور حضرت عمرؓ نے حجر اسود سے خطاب کر کے کہا۔ کہ ہر صورت میں تو پتھر ہے نہ کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ ضرر۔ اگر میں رسول خدا کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا۔ تو میں تجھے ہرگز نہ چومتا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین ایسا نہ کہو۔ یہ پتھر نقصان بھی دیسکتا ہے اور نفع بھی مگر نفع اور نقصان اللہ کے حکم سے ہے۔ اور اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اس کو سمجھا ہوتا۔ تو ہمارے سامنے ایسا انکار نہ کرتے حضرت عمرؓ نے کہا۔ اے ابی حسن آپ ہی فرمائیے۔ قرآن شریف میں اسکی کیا تعریف ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالےٰ نے آدم کی پیٹھ سے اولاد پیدا کی۔ تو انہیں اپنی جانوں پر گواہ کیا۔ اس سے سوال کیا۔ کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ اس کے جواب میں سب نے اقرار کیا۔ کہ تو ہمارا پیدا کرنے والا اور پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اقرار کو لکھ لیا اور اس کے بعد پتھر کو بلایا۔ اور اس صحیفے کو اس کے پیٹ میں بطور امانت کے رکھ دیا پس وہی پتھر اس جگہ اللہ کا امین ہے تاکہ قیامت کے دن یہ گواہی دیوے کہ وعدے کا وفا ہوا ہے یا نہیں۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے ابو الحسن تیرے سینے کو خدا نے علم اور اسرار کا خزینہ بنا دیا ہے اور ابی صالحؓ ابی ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ جو لوگ حج اور عمرہ کرتے ہیں وہ اللہ سے جو کچھ مانگتے ہیں انکی دعا قبول ہو جاتی ہے اگر آمرزش کی درخواست کرتے ہیں تو انہیں بخشدیتا ہے اور مجاہد کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اے اللہ حاجیوں کو بخش دے۔ اور جس کی وہ آمرزش چاہیں انہیں بھی بخشدے۔ اور حسن روایت کرتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے فرشتے حاجیوں سے ملاقات کرتے ہیں اور جو شتر سوار ہوتے ہیں انہیں سلام کہتے ہیں اور جو لوگ گدھوں اور خچروں کے مالک اور ان پر سوار ہوتے ہیں ان سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اور پیادہ آدمیوں کے گلے ملتے ہیں۔ اور ضحاک کہتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی مسلمان آدمی جہاد کے ارادے سے گھر سے نکلے اور جنگ کرنے سے پہلے ہی اپنی سواری سے گر پڑے اور کوئی زہریلا جانور اس کو کاٹے یا کسی اور عارضے سے مرجائے تو وہ شہید ہوتا ہے اور اگر کوئی مسلمان کعبے کی زیارت کے لئے گھر سے نکل جائے اور منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے پہل ہی مرجائے تو اللہ تعالیٰ اس کو بہشت میں داخل کرتا ہے اور سفیان بن عیینہ ابی زناد سے اور وہ عارف سے اور وہ ابی ہریرہؓ

سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اگر آدمی اس گھر کا حج کرے۔ اور گناہ اور فسق اور جہل سے بچا رہے۔ تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ کوئی ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ جس نے اس گھر کی زیارت کی اور فسق اور فجور وغیرہ گناہوں سے بچا رہا۔ وہ ایسا ہو گیا۔ کہ گویا ابھی پیدا ہوا ہے۔ اور فرمایا کہ ایک حج کے سبب سے تین آدمی بہشت میں جاتے ہیں ایک حج کی وصیت کرنے والا ہے اور دوسرا اس وصیت کو جاری کرنیوالا۔ اور تیسرا وہ ہے جو اس کے موافق حج کرتا ہے اور جہاد کی نسبت بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ مذکور ہوا ہے۔ علی بن عبد العزیز روایت کرتے ہیں کہ میں ایک سال تک ابی عبید قاسم بن سلام کے ساتھ ہمسفر رہا۔ جب موقف کی طرف آیا۔ تو جبل رحمت کی طرف پھرا۔ اور میں نے طہارت کی۔ اور وہاں سے چلتا ہوا اس پہاڑ کے پاس اپنا خرچ بھول گیا۔ جب مازمین میں آیا تو ابو عبید نے مجھے کہا کہ اگر میرے واسطے کچھ مکھن اور کھجوریں مول لے آؤ تو بہت ہی بہتر ہے۔ میں نے انکے لانے کا ارادہ کیا اور جب خرچ کو دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ وہاں بھول آیا ہوں۔ اس لئے اس پہاڑ کی طرف لوٹا۔ جب اس کے پاس پہنچا۔ تو جس جگہ خرچ پڑا ہوا بھول آیا تھا۔ اسی جگہ اسی طرح پڑا پایا جیسا کہ رکھا تھا۔ میں نے اسے لے لیا اور وہاں سے لوٹا اور پھرتے ہوئے جب اس وادی میں نگاہ کی۔ تو اس کو بندروں اور سئوروں اور دوسرے جانوروں سے بھرا ہوا پایا۔ مجھے ان سے خوف آیا۔ مگر اسی حالت میں چل پڑا۔ ہر ایک جانور اپنی اپنی جگہ پر ہی رہا مجھے کسی نے کچھ نہ کہا اور صبح سے پہلے ہی ابو عبید کے پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے میرا حال پوچھا۔ میں نے ان سے سارا قصہ بیان کر دیا۔ اور بندروں اور سوروں وغیرہ جانوروں کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے سنکر فرمایا۔ کہ جو جانور تو نے دیکھے ہیں یہ بنی آدم کے گناہ تھے جنہوں نے ان کو چھوڑ دیا ہے اور اب انکے پاس سے چلے گئے۔

ترویہ کے نام میں اختلاف

لوگوں نے اس نام میں اختلاف کیا ہے۔ ترویہ ماہ ذی الحجہ کا آٹھواں دن ہے۔ اس دن میں لوگ مکہ معظمہ سے نکل کر منا کی طرف جاتے ہیں اور زمزم کے پانی سے سیر ہوتے ہیں۔ اس واسطے اس کو ترویہ کہتے ہیں۔ اور ترویہ کا لفظ تفعلۃ کے وزن پر ہے۔ اور اہل عرب پانی پینے اور پلانے اور نہانے کو ارتوے بولتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس دن کا نام ترویہ اس واسطے ہوا ہے کہ ابراہیمؑ کو اس دن کی رات میں خواب آیا۔ کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ جب صبح ہوئی تو فکر میں پڑے کہ کیا یہ خواب شیطان نے دل میں ڈالا ہے جو ہمارا دشمن ہے یا ہمارے دوست رحمان کی طرف سے۔ اس لئے تمام دن اسی فکر میں رہے اور عرفہ کا روز آیا۔ تو خداوند تعالٰے کا حکم پہنچا۔ کہ جو کام تجھے کرنے کے واسطے کہا گیا ہے اسے کرو۔ اس وقت آپ نے جانا۔ کہ وہ خواب شیطان کی طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ دوست کی طرف سے ہے اور اسی واسطے اس کا نام عرفہ کا دن یقینی ترویہ ہوا۔ اور اللہ تعالٰے نے آپ کو فرمان دیا۔ کہ حج کرنے کے لئے لوگوں کو دعوت کر۔ اور دعوت چار قسم پر ہے ایک تو بندوں کے لئے خدا کی دعوت ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے (خدا اسلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے) اور اس سے مطلب یہ ہے کہ تکلیف کی سرائے سے جو دیتا ہے تشریف کی سرائے کی طرف۔ اور غیب کی سرائے سے مشاہدہ کی سرائے کی طرف۔ اور فانی سرائے سے ہمیشہ رہنے والی سرائے کی طرف۔ اور آرائش کے گھر سے مولا کی سرائے کی طرف۔ اور اس سرائے سے بلاتا ہے جس کے اول میں تو رونا ہے اور درمیان میں رنج اور دکھ اور اس کے آخر میں فنا۔ اور جس کی طرف بلاتا ہے

اُس کے اوّل میں عطا ہے اور اس کے درمیان میں رضا اور اس کے آخر میں اللہ تعالےٰ کا لقا ہے۔ اور دوسری دعوت پیغمبر خدا کی دعوت ہے جو دین اسلام کی طرف بُلاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے (لوگوں کو اپنے پروردگار کی طرف ایسے کلمات سے بلا جو حکمت آمیز ہوں۔ اور ان میں دل پسندیدہ حکمتیں ہوں آخر آیت تک) خدا کا پیغمبر جو دعوت کرتا ہے تو وہ سیدھے راستہ کی طرف کرتا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ میں ہدایت کے واسطے بھیجا گیا ہوں اور لیکن ہدایت میرے اختیار میں نہیں ہے یعنی خدا کے سوا کوئی ہدایت نہیں کر سکتا۔ اور ابلیس گمراہ کرنے کے واسطے بھیجا گیا ہے۔ اور اس کے اختیار میں کسی کا گمراہ کرنا نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جس کو تو دوست رکھتا ہے۔ اس کو تو راستہ نہیں دکھا سکتا۔ مگر اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے۔ اس کو راستہ دکھاتا ہے۔ رسولِ خدا نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں درخواست کی۔ کہ اے اللہ میرے چچا ابی طالب کو ہدایت کر۔ مگر خدا نے آپ کی اس درخواست کو قبول نہ کیا اور آپ کے چچا کو ہدایت نہ کی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ اس کو ہدایت کرنی نہیں چاہتا تھا۔ اور اس وحشی کو جو حمزہ کا قاتل تھا۔ خدا نے ہدایت کر دی۔ کیونکہ اسے منظور تھا۔ کہ اس کو ہدایت کرے۔ اور خدا نے رسول مقبول سے فرمایا ہے کہ اے محمدؐ تیرے ذمہ صرف لوگوں کو دعوت کرنی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ اے اللہ کے رسُول جو کچھ تیرے پاس بھیجا گیا ہے تو اس کو پہنچا دے) اور فرمایا ہے۔ ہم نے تجھے گواہ بنا کر بھیجا ہے اور بہشت کی خوشخبری دینے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا۔ خدا کی طرف حکم کے موافق بُلانے والا۔ اور روشن چراغ آخر تک) یعنی تیری ذمہ شفاعت کرنی ہے لیکن اس کا قبول کرنا اور ہدایت کرنی میرا کام ہے۔ اور فرمایا ہے۔ جس کو اللہ چاہتا ہے اپنے نور سے اس کو اپنا سیدھا راستہ دکھلاتا ہے) اور فرمایا ہے۔ اگر ہم چاہتے تو ہر ایک آدمی کو سیدھی راہ دکھا دیتے) اور تیری دعوت مؤذن کی ہے یہ لوگوں کو خدا تعالےٰ کے حکم بجالانے اور نماز کی طرف بلانا ہے خدا نے فرمایا ہے (جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ بلانے میں اس سے زیادہ اچھا کون ہے) اور جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے جو لوگ اذان دیتے ہیں۔ اور لبیک کہتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن اپنی قبروں سے اس طرح اُٹھینگے کہ جو کچھ دنیا میں کرتے تھے وہی کر رہے ہونگے یعنی موذن تو اذان دیتا ہوگا اور لبیک کہنے والا لبیک کہتا ہوگا۔ اور جہاں تک موذن کی آواز پہنچتی ہوگی۔ وہاں تک جتنی مخلوق ہوگی۔ سب اس کی شفاعت کرے گی۔ اور ہر ایک درخت چاہے سوکھا ہو چاہے ہرا۔ اور ہر ایک پتھر جس نے اس کی آواز سُنی ہوگی۔ ہر ایک گواہی دیگا اور جس مسجد میں مؤذن اذان دیتا ہے اس میں جتنے آدمی نماز پڑھتے ہیں۔ ہر ایک کے برابر اس کو ثواب ملتا ہے اور اذان اور اقامت کے درمیان موذن کے دل میں جس چیز کی خواہش ہوتی ہے اللہ تعالےٰ اس کی خواہش بھی پوری کر دیتا ہے یا تو دُنیا ہی میں اس کو بہت سا اجر مل جاتا ہے اور یا ایسا ہوتا ہے کہ اس کے عوض میں اُس کی بُرائیاں دُور ہو جاتی ہیں اور یا آخرت پر موقوف رکھا جاتا ہے کہ وہاں اس کا بدلہ لے۔ روایت ہے کہ ایک شخص رسولِ مقبول کے پاس آیا۔ اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے ایک ہی ایسا عمل فرماویں۔ جس سے میں بہشت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اپنی قوم کا مؤذن بن تاکہ تیرے ذریعہ لوگ اپنی نمازوں میں جمع ہوں۔ اس نے عرض کی۔ کہ اگر مجھے یہ طاقت نہ ہو۔ تو پھر کیا کروں۔ آپ نے فرمایا اپنی قوم کا امام بنجا۔ تاکہ لوگ تیرے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ اُس نے عرض کی کہ اگر مجھے اس کی طاقت بھی نہ ہو۔ تو پھر کیا کیا جاوے۔ فرمایا کہ نماز میں اول صف میں شریک ہونا لازم پکڑ۔ اور عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا ہے یہ آیت مؤذن کے شان میں ہی اُتری ہے (جو آدمی لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہے اور

نیک عمل کرتا ہے۔ گفتار کی رو سے اس سے زیادہ نیک کون ہے (یعنے لوگوں کو بُلاتا ہے کہ آؤ۔ اور آ کر نماز پڑھو اور اذان اور اقامت کے درمیان نماز ادا کرتا ہے۔ ابی امامہ باہلیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی آدمی آذان دیتا ہے تو جہاں تک اُس کی آواز پہنچتی ہے۔ اُسی قدر اس کو ثواب دیا جاتا ہے۔ اور جو لوگ اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ ان کے برابر اور بھی اس کو زیادہ ثواب عطا ہوتا ہے۔ اور ان کے اجر میں سے کچھ کمی اور نقصان نہیں۔ اور سعد بن ابی وقاص روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جب تک کوئی بیمار کسی مرض میں گرفتار رہتا ہے تب تک وہ خداوند تعالےٰ کا مہمان ہوتا ہے اور ہر روز اس کو ستر ہزار شہید کا ثواب ملتا ہے۔ اور اگر شافی مطلق اسکو شفا عنایت کر دیتا ہے۔ تو اپنے گذشتہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے۔ جیسے کوئی ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور اگر خدا کی تقدیر سے فوت ہو جائے۔ تو وہ حساب کے بغیر ہی بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ موذن لوگ خداوند تعالےٰ کے دربان ہیں۔ اور ہر ایک اذان کے عوض میں اللہ تعالےٰ ان کو ایک ہزار نبی کا ثواب عطا کرتا ہے اور امام خداوند تعالےٰ کے نائب ہیں۔ ان کو ہر ایک نماز کے عوض میں ایک ہزار صدیق کا ثواب ملتا ہے اور علماء خداوند تعالےٰ کے وکیل ہیں۔ قیامت کے دن ان کی ہر ایک حدیث کے عوض ایک ایک نور عطا ہوگا۔ اور ایک ہزار سال کی عبادت کا ثواب عطا ہوگا۔ اور علم سیکھنے والے مرد اور عورتیں خداوند تعالےٰ کے خادم ہیں۔ اس خدمت کے صلہ میں ان کو جنت عطا ہوگی۔ اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جس قدر لوگ لمبی گردنوں والے ہونگے۔ ان سب سے زیادہ لمبی گردنیں ان لوگوں کی ہونگی جو اذان دینے والے ہونگے۔ اور پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی سات برس تک اذان کہے۔ اور اپنی نیّت بھی نیک رکھے۔ تو اللہ جل شانہ اس شخص کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے اور رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اذان دینے والے کو اس قدر ثواب عطا ہوتا ہے۔ کہ جہاں تک اسکی آواز کی لنبائی ہوتی ہے یعنے جہاں تک خشکی اور تری میں اس کی آواز پہنچتی ہے۔ اس فاصلہ میں جس قدر چیزیں ہوتی ہیں وہ سب اسکی صداقت کی گواہی دیتی ہیں۔ اور چوتھی دعوت وہ ہے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (اور لوگوں کو حج کرنے کا حکم دے) اور اس کا ذکر پہلی مجلس میں ہم نے کر دیا ہے ✦

ایک اور مجلس اس میں عرفہ کی بزرگی بیان کی جاتی ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے (آج کے دن میں نے تمہارے واسطے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کی اور تمہارے واسطے دین اسلام کو پسند کیا) اس آیت کا نزول عرفات میں ہوا ہے اور باقی سورہ مدینہ منورہ میں اُتری ہے اور اس سورہ کا نام سورہ مائدہ رکھا گیا ہے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ آج کے دن میں نے تمہارا دین کامل کر دیا (یعنے حلال اور حرام کے جس قدر احکامات تھے وہ سب تم پر نازل کر دئے ہیں۔ اور اپنی نعمت کو تمہارے اوپر کامل کر دیا ہے یعنے پورا احسان ظاہر کر دیا ہے کہ کافر اور مشرک اگر تمہارے ساتھ عرفات میں جمع نہیں ہونگے۔ اور میں تمہارے دین سے جو اسلام ہے راضی ہوا یعنے میں نے تمہارے واسطے دین اسلام پسند کیا۔ اور یہ آیت حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز نازل ہوئی تھی۔ اور اس کے نازل ہونے کے بعد اللہ کے رسول اکیاسی دن زندہ رہے۔ اور اس کے بعد وفات پا گئے۔ اور خداوند کریم کی رضا اور رحمت میں داخل ہو گئے۔ عبداللہ بن عباس نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے۔ اور دوسرے مفسر بھی ایسا ہی بیان کرتے ہیں۔ اور محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں۔ کہ یہ آیت اس روز نازل ہوئی تھی۔ جس دن مکہ فتح ہوا ہے اور

جعفر صادقؓ کہتے ہیں۔ کہ آج کا دن اس دن کی طرف اشارہ ہے جس دن نبی صلعم بھیجے گئے ہیں۔ اور انکو رسالت ملی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ الیوم روز ازل کی طرف اشارہ ہے اور لفظ ارضا سے ابد کی طرف اشارہ ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ دو چیزوں سے دین کامل ہوتا ہے ایک تو خداوند تعالےٰ کی معرفت ہے اور دوسری رسول کی سنت کی پیروی اور اسکی فرمانبرداری کرنی ہے اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ دین امن اور فراغ بالی میں کامل ہوتا ہے کیونکہ امن میں خدا ضامن ہوتا ہے اور جب خدا ضامن ہوتا ہے تو اسصورت میں وہ بے خوف ہو جاتا ہے اور اسکی عبادت کیواسطے اچھی طرح اس کو فراغت حاصل ہوتی ہے اور بعض کا قول ہے کہ دین کا کمال اس میں ہے کہ گناہوں سے انسان بیزار ہو اور سب چیزوں کو ترک کرکے خداوند تعالےٰ کی طرف رجوع لائے اور بعض کا قول ہے کہ دین کا کمال حج کے روز اور عرفہ کے دن میں ہوا ہے۔ کیونکہ پہلے ہر سال کے ہر مہینے میں لوگ حج کیا کرتے تھے۔ اور بعد میں خداوند تعالےٰ نے حج کا ایک وقت مقرر کر دیا۔ اور وقت مقرر کرنے کے بعد اس کو فرض کر دیا اور پھر اس آیت کو نازل فرمایا۔ اور لفظ دین کئی معنوں میں آیا ہے جیسا خداوند تعالےٰ قرآن مجید میں کئی جگہ فرماتا ہے۔ ایک تو دین دنیا کے معنوں میں ہے۔ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ یوسف علیہ السلام بادشاہ کے دین میں اپنے بھائی کو پکڑ نہیں سکتے تھے یعنے اُسکی دنیا اور عادت اور سیرت میں اور دین حساب کے معنوں میں بھی آیا ہے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ دین القیم (درست دین) یعنے درست حساب۔ اور جزا کے معنوں میں بھی ہے۔ اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے (خداوند تعالےٰ قیامت کے دن ان کے عملوں کے موافق بدلہ دیگا یعنے ان کے عملوں کی جزا دیگا۔ اور حکم کے معنوں میں بھی آیا ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے (خدا کے دین میں تم کو لوگوں پر مہربانی پکڑ نہ لے) یعنے خدا کے حکم میں تم لوگوں کی رعایت نہ کرو۔ اور دین عید کے معنوں میں بھی آیا ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے (اور ان لوگوں کو چھوڑ دے جو اپنے دین کو بازی اور ایک بیہودہ کام قرار دیتے ہیں) یعنے عید کے دن کو بازی اور بیہودگی جانتے ہیں اور زکوٰۃ اور نماز کے معنوں میں بھی آیا ہے خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ (وہ دین سچا ہے) یعنے نماز اور زکوٰۃ اور قیامت کے معنوں میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وہ دین کے دن کا مالک ہے) یعنے قیامت کے دن کا۔ اور دین بمعنے شریعت ہے خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے (میں نے آج کے دن تمہارے دین کو کامل کیا ہے) یعنے تمہارے دین کی شریعتوں کو پورا کر دیا ہے ؎

خدا کے قول کا بیان

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے (آج کے دن میں نے تمہارے واسطے تمہارے دین کو کامل کیا) اور یہ امر ثابت ہے کہ قرآن کے سوائے باقی سارے صحیفے خدا تعالےٰ نے ایک ہی دفعہ نازل کئے ہیں۔ اور قرآن شریف تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا ہے۔ بعض نے سوال کیا ہے کہ نزول کے اعتبار سے ان میں سے بہتر کون ہے۔ اس کا جواب یہی دیا گیا ہے کہ قرآن شریف بہتر ہے۔ کیونکہ جب خداوند تعالیٰ نے ایک ہی دفعہ توریت کو نازل کیا تو اس کے حکموں کو تو بنی اسرائیل نے قبول کر لیا۔ اور ان پر عمل تھوڑا کیا لیکن پھر اس میں امر اور نواہی کے باب میں جو حکم ہے۔ ان کا بجا لانا ان لوگوں پر گراں گذرا۔ اسلئے انہوں نے کہا ہم نے سُنا اور ہم نے نافرمانی کی۔ یعنی ان سے روگردان ہوئے۔ اور قرآن شریف کو اللہ تعالےٰ نے تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا۔ اور مسلمانوں کے لئے جو پہلا حکم نازل ہوا ہے وہ خدا کے قول کے موافق ہے۔ ہے۔ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے محمدؐ اس کا رسول ہے اور جب مسلمانوں نے اس کلمے کا اقرار کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے بہشت میں داخل کرنے کے لئے انکا ضامن ہوگیا۔ پس انہوں نے سُنا اور اسکی اطاعت کی۔ اس کے بعد حکم ہوا۔ کہ آفتاب کے طلوع

ہونے سے پہلے فجر کی دو رکعت پڑھو اور دو رکعت آفتاب کے غروب ہونے کے بعد پڑھو۔ اس کے بعد پانچوں وقت کی نماز کا حکم ہوا۔ اور ہجرت کے بعد جمعہ کی نماز کا حکم ہوا۔ پھر فرمان ہوا۔ کہ زکوۃ دو۔ اس کے بعد عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ ہر ایک مہینے میں تین روزے رکھو اور اس کے بعد ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے۔ اس کے بعد جہاد کے واسطے حکم ہوا۔ اور پھر حج کرنے کے واسطے ارشاد کیا۔ اور جب امر اور نواہی کے سب احکاموں سے فارغ ہو چکا تو رسول مقبول پر حجۃ الوداع کے روز کہ جمعہ اور عرفہ کا دن تھا۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے اوپر کامل کیا یعنی تمہاری شریعت کو کامل کیا آیت کے آخیر تک) اور طارق بن شہاب سے روایت ہے۔ کہ یہودیوں میں سے ایک شخص حضرت عمر بن خطاب کے پاس آیا۔ اور کہا کہ جس آیت کو تم پڑھتے ہو۔ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی اور ہمیں یاد ہوتا کہ فلانے دن اُتری ہے تو اس دن کو ہم عید کا دن مقرر کرتے حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے جواب دیا وہ یہ ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم آخر آیت تک یہ سُنکر حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ جس جگہ اور جس دن کو یہ آیت نازل ہوئی ہے میں اس کو تحقیق سے جانتا ہوں۔ اس کا نزول عرفہ کے روز جمعہ کے دن ہوا۔ اور رسول مقبول اس وقت عرفات میں کھڑے تھے۔ اور یہ دونوں دن خدا کے حمد بجا لانے کے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک ہمارے واسطے عید کا دن ہے اور جب تک کچھ نہ کچھ مسلمان باقی رہینگے۔ تب تک وہ اس دن کو عید کا دن تصور کرینگے اور ایک یہودی نے ابن عباس سے کہا۔ کہ اگر ہماری قوم میں یہ دن ہوتا۔ تو وہ اس دن عید کیا کرتے آپ نے فرمایا۔ کہ مسلمانوں میں جیسی کہ عرفہ کے دن کامل عید ہے۔ اس سے بڑھکر اور کسی دن میں تصور نہیں کی جاتی +

عرفہ کے معنے

علماء نے اس کے معنوں میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ کھڑے ہونے کے دن کو عرفہ کہتے ہیں۔ اور کھڑے ہونے کے مقام کو عرفات بولتے ہیں۔ ضحاک کہتا ہے کہ جب حضرت آدمؑ زمین پر پھینکے گئے۔ تو آپ رہندا سراندیپ میں اُترے اور حوا اُن سے الگ جدہ میں گریں۔ اسلئے حضرت آدمؑ اُن کی تلاش میں پھرتے رہے اور حوا حضرت آدمؑ کی تلاش میں اور ایک دوسرے کو تلاش کرتے ہوئے دونوں عرفہ کے روز مقام عرفات پر جمع ہوئے۔ اور ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ اور اس واسطے اس مکان کا نام عرفات رکھا۔ اور اس دن کا نام عرفہ رکھا گیا۔ اور سدی کہتا ہے کہ اس کا نام عرفات اس واسطے رکھا گیا ہے۔ کہ جب حضرت ہاجرہ نے ہجرت کی۔ تو اس وقت حضرت اسمٰعیل کو لیکر سارہ خاتون کے پاس سے نکل آئیں۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ اس وقت گھر میں موجود نہ تھے۔ جب تشریف لائے۔ تو انہوں نے اسمٰعیلؑ کو نہ دیکھا۔ اور حال پوچھا۔ سارہ خاتون نے ہاجرہ بی بی کا حال بیان کیا سنتے ہی حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ کی تلاش کے واسطے گئے۔ اور دیکھتے بھالتے عرفات میں ان کو مع ہاجرہ کے پا لیا۔ اور ان کو پہچان لیا۔ اور اس سبب سے اس مکان کا نام عرفات ہوا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ جب حضرت ابراہیمؑ فلسطین سے روانہ ہونے لگے۔ تو سارہ خاتون نے انکو قسم دی۔ کہ ہمارے پاس واپس آنے تک اپنے گھوڑے سے نہ اترنا۔ اسلئے جب ابراہیمؑ اسمٰعیل کے پاس پہنچے تو بدستور گھوڑے پر سوار رہے۔ اور اسی حالت میں ہی واپس لوٹ آئے۔ اور اسکے بعد ایک سال تک سارہ خاتون نے آپ کو باہر نہ جانے دیا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے سارہ خاتون سے درخواست کی۔ کہ ہم کو باہر جانے کی اجازت دو۔ اُنھوں نے جانے کے واسطے آپ کو اجازت دے دی۔ اس سے آپ گھر سے باہر

نکلے۔ اور پھرتے پھراتے مکہ اور مکے کے پہاڑوں تک جا پہنچے۔ ایک رات دوڑتے ہوئے جا رہے تھے۔ اور پہر رات باقی تھی کہ کوہ عرفات کے دامن میں آپ کو خدا کا حکم پہنچا۔ اور صبح ہوتے ہی آپ نے شہر اور راستوں کو پہچان لیا۔ اور اس پہچاننے کی وجہ سے ہی اس مقام کا نام عرفات رکھا۔ پھر عرض کیا یا اللہ اپنا گھر بنا اُس شہر میں تو مجھے سب شہروں سے زیادہ پیارا ہے۔ جس کی طرف مسلمانوں کے دل مائل ہوں۔ دور دور رستوں سے۔ اور عطا نے کہا کہ جبرائیل حضرت ابراہیم کو عبادت کی جگہیں دکھلاتے تھے اور پوچھتے کہ پہچان لیا وہ کہتے کہ ہاں پہچان لیا۔ اس واسطے اس مقام کا نام عرفات رکھا گیا۔ اور سعید بن مصیب حضرت علی ابن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حضرت ابراہیمؑ کے پاس بھیجا۔ اور اُنہوں نے مل کر حج کیا۔ اور جب عرفات کے مکان میں پہنچے۔ تو جبرئیلؑ نے پوچھا کہ آپ نے اس مقام کو پہچان لیا۔ آپ نے کہا۔ کہ ہاں میں نے اُسے پہچان لیا ہے۔ کیونکہ وہ پہلے ہی ایک دفعہ اس جگہ پر گئے تھے اسی واسطے اس کا نام عرفات رکھا گیا۔ اور ابو طفیل کہتے ہیں۔ کہ حضرت عباسؓ نے فرمایا ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے پاس تشریف لائے۔ اور ان کو بتلایا۔ کہ مکہ کی جگہ یہ ہے اور لوگوں کے حاضر ہونے کا مقام بھی بتلایا۔ اور فرمایا کہ اے ابراہیم یہ جگہ تو ایسی ہے اور وہ جگہ ایسی ہے اور آپ کو یہ کہتے جاتے تھے۔ کہ تم نے اس کو پہچانا اس سبب سے اس کا نام عرفات ہوا اور اسباط سدی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں کو حج کے واسطے دعوت کی تو سب نے آپ کی دعوت کو لبیک کہا۔ اور لوگ حج کرنے کے واسطے دوڑے اللہ نے حکم دیا کہ عرفات کی طرف جائیں اور ساتھ ہی عرفات کی صفت بھی فرما دی۔ اور یہ اس وقت بیان کی تھی۔ جب کہ آپ ایک درخت کے نزدیک پہنچ گئے تھے۔ اور جب جمرہ کے پاس گئے۔ جسے جمرہ عقبہ کہتے ہیں۔ تو وہاں شیطان آپ کے سامنے آگیا۔ اسلئے آپ نے سات سنگریزے پھینکے اور ہر ایک سنگریزہ پھینکتے ہوئے تکبیر کہی۔ اس لئے شیطان غائب ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرے جمرہ پر بھی آموجود ہوا۔ وہاں سے بھی اس کو نکالا اور تکبیر کہی۔ پھر جمرہ اول کے پاس چلا گیا۔ اور وہاں بھی آپ نے تکبیر کہی۔ اور شیطان کو باہر نکال دیا۔ اور جب شیطان کو معلوم ہو گیا۔ کہ مجھ میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے تو وہاں سے چل دیا۔ اور نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور حضرت ابراہیمؑ بھی اس جگہ سے چل کر ذوالمجاز میں پہنچے اور جب آپ نے اس مقام میں نگاہ کی۔ آپ نے اسے نہ پہچانا۔ اور وہاں سے آگے بڑھے۔ اسی واسطے اس کا نام ذوالمجاز رکھا گیا ہے اس کے بعد آپ عرفات میں گئے۔ اور اس جگہ کھڑے ہوئے۔ اور جب اس مقام کو دیکھا تو جیسے اللہ تعالیٰ نے اسکی صفت کی تھی ویسا ہی اس کو پایا۔ اور اُسے پہچان لیا۔ اس واسطے اس کا نام عرفات پڑا اور اس روز کا نام عرفہ ہوا۔ اور رات کے وقت جمع کے پاس گئے۔ اس کا نام مزدلفہ رکھا گیا۔ اور اس جگہ کا نام جمع اسواسطے رکھا ہے کہ یہاں مغرب اور عشا کی نماز اکٹھی پڑھی جاتی ہے۔ اور شعر حرام کے نام سے موسوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آگاہ کیا ہے کہ یہ مقام حرم کے برجوں میں سے ہے۔ اور یہاں کی کسی جان کو آزار پہنچانا روا نہیں۔ اور ابی صالح روایت کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہے۔ کہ اس کو ترویہ اور عرفہ اس واسطے کہتے ہیں کہ ترویہ کی رات میں حضرت ابراہیم کو خواب آیا۔ اس میں آپ نے دیکھا کہ ان کو حکم ہوا ہے۔ کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو۔ صبح کے وقت آپ نے اس باب میں غور اور فکر کی۔ رات کے وقت جو مجھے خواب آیا ہے کیا وہ خدا کا حکم ہے یا شیطانی وسواس ہے۔ اور اس غور اور فکر کرنے کے سبب اس روز کا نام ترویہ ہوا۔ عرفہ کی رات میں بھی آپ نے پھر دوسری دفعہ وہی خواب دیکھی۔ اور جب صبح ہوئی۔ تو آپ کو معلوم ہوا کہ یہ اللہ کا حکم ہی ہے۔ اس واسطے اس دن کا نام عرفہ رکھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس نام

بڑنے کا سبب یہ ہے کہ جب لوگ اس دن اس مقام پر پہنچتے تھے. تو یہاں اپنے گناہوں کا اقرار کرتے تھے۔ اور اصل امر یہ ہے کہ جب حضرت آدمؑ کو حکم ہوا کہ تم حج کرو۔ تو آپ عرفہ کے دن عرفات میں جاکر کھڑے ہوئے اور درخواست کی۔ کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا آیت کے اخیر تک اور بعض کہتے ہیں۔ کہ عرفات کو عرفہ سے اخذ کیا گیا ہے اور وہ ایک خوشبو ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے رہشتیوں کے واسطے بہشت کو خوشبودار کیا گیا ہے) اور بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ مقام منا کی ضد ہے۔ اور منا کا منا نام اس واسطے رکھا گیا ہے کہ وہاں خون گرایا جاتا تھا۔ اور خون اور گوبر اس جگہ جمع رہتا تھا۔ اور عرفات ایسی غلاظت سے پاک تھا۔ اور اسی پاک ہونے کے سبب سے اس مقام کو عرفات کہا ہے۔ اور اس جگہ کھڑے ہونے کے دن کو عرفہ کہتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ جب لوگ اس مقام پر پہنچتے ہیں۔ تو ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ اس واسطے اس کو عرفہ کہتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں ناموں کی اصلیت صبر سے ہے جیسا کہ یہ کہتے ہیں۔ رَجُلٌ عارِفٌ یعنی جب کوئی آدمی صابر اور عاجز ہوتا ہے۔ اور النفس عروف جبا صابر ہوتا ہے اور ذرمہ اس مصرعہ کے مضمون پر عمل کرنے والے ہیں۔ مصرعہ راضی ہیں ہم اس پر جس میں تیری رضا ہے۔ پس یہ نام اس واسطے رکھا گیا ہے کہ اس میں عاجزی اور انکساری ہوتی ہے اور دعا پر صبر کرنا پڑتا ہے۔ اور طرح طرح کی مصیبتیں اور بلائیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور حاجیوں کو شقیں اور سختیاں جھیلنی پڑتی ہیں۔

عرفہ کے دن رات کی بزرگی

ہبتہ اللہ بن مبارک نے ابو علی حسن بن احمد سے اور وہ علی محمد بن عبد اللہ معدل سے اور وہ ابو علی بن صفوان سے اور وہ عبد اللہ بن محمد بن تاجیہ سے اور وہ عمر بن حفص ابو عمر سے اور وہ محمد بن مروان سے اور وہ ہشام دستوائی سے اور وہ ابو زبیر سے اور وہ جابر بن عبد اللہ سے راوی ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ سب دنوں سے بہتر عرفہ کا دن ہے۔ اس سے اور کوئی دن بہتر نہیں۔ اس دن میں اللہ تعالےٰ اہل زمین کی عبادت کے سبب سے آسمان کے رہنے والوں پر فخر کرتا ہے۔ اور انکو فرماتا ہے کہ میرے ان بندوں کی طرف نگاہ کرو۔ بال اُلجھے ہوئے اور پراگندہ ہیں۔ اور میری رحمت کے اُمیدوار دور کے راستے سے میری درگاہ میں کھڑے ہوئے ہیں اور میرے عذاب سے خوف کر رہے ہیں۔ پس جس قدر عرفہ کا دن دوزخ کی آگ سے آزادی بخشتا ہے اس سے بڑھکر اور کوئی دن آزادی بخشنے والا نہیں ہے۔ اور ہبتہ اللہ ابی محمد حسن بن احمد فارسی سے اور وہ حسن مغربی سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے عرفہ کے روز خطبہ پڑھا اور اپنے خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو اونٹوں کے تیز چلانے میں کوئی نیکی نہیں ہے اور نہ گھوڑوں کے دوڑانے میں کوئی نیکی ہے۔ بلکہ نیکی اس میں ہے کہ تم اچھی چال چلو۔ اور ضعیف لوگوں سے میل ملاپ رکھو۔ اور کسی مسلمان کو ناحق نہ ستاؤ۔ اور نافع ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر صلعم کو یہ کہتے سنا ہے۔ کہ عرفہ کے دن خداوند تعالےٰ اپنے بندوں کی طرف نگاہ کرتا ہے۔ اور اگر کسی آدمی کے دل میں ایک ذرہ بھی ایمان کا نور ہوتا ہے۔ تو اس کو بھی اپنی بخشش سے محروم نہیں رکھتا۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ ابن عمرؓ سے میں نے پوچھا۔ کہ اس دن میں خداوند تعالےٰ اپنے تمام بندوں کو بخشتا ہے یا صرف اہل عرفہ کو ہی بخشتا ہے آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ تمام لوگوں کو اپنی بخشش سے ممتاز فرماتا ہے۔ اور ہبتہ اللہ مکابر بن حجش مازنی سے بصرہ میں اور وہ ابی زبیر سے اور وہ جابر سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ عرفہ کے دن میں خداوند تعالیٰ دنیا کے آسمان کی طرف نگاہ کرتا ہے اور اپنے حاجیوں سے آسمان کے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ اور ان کو فرماتا ہے۔ کہ اے

میرے فرشتو، میرے بندوں کی طرف دیکھو کس طرح اُن کے بال اُلجھے ہُوئے گرد آلود ہیں۔ اور میری رحمت کے امیدوار ہو کر ایک دور دراز راستے سے میری درگاہ میں آکر حاضر ہُوئے ہیں۔ اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں اس لئے مجھ پر واجب ہے۔ کہ جو لوگ میری زیارت کو آتے ہیں۔ میں اُنکی بزرگی اور عزت کروں اور میزبان پر اپنے مہمان کی عزت کرنی لازم ہے۔ تم اس بات کا گواہ رہنا۔ کہ میں نے ان لوگوں کو بخشدیا ہے اور بہشت میں ان کے واسطے جگہ مقرر کر دی ہے۔ اس کے بعد فرشتے عرض کرتے ہیں۔ کہ اے پروردگار ان آدمیوں میں فلاں مرد تکبر کرتا ہے اور فلاں عورت مغرور ہے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ان سب کو بخشدیا۔ پس جس قدر عرفہ کا دن دوزخ کی آگ سے آزادی دلانے والا ہے۔ اُس سے بڑھ کر اور کوئی دن نہیں ہے اور امام ہبۃ اللہ نے طلحہ بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ شیطان نے عرفہ سے بڑھ کر اپنے واسطے ایسا کوئی دن نہیں دیکھا جو اس کو ذلیل اور خوار کرنے والا ہو۔ اور منکسر اور لاغر بنانے والا ہو۔ اور رغصہ اور عرق لانے والا اور شرمندگی دلانے والا ہو۔ اور اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اس دن خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور گناہوں کے واسطے بخشش حاصل ہوتی ہے مگر بدر کے دن جو کچھ شیطان نے دیکھا تھا وہ اس سے زیادہ تھا۔ لوگوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول بدر کے دن شیطان نے کیا دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس دن شیطان نے دیکھا کہ جبرئیلؑ تمام فرشتوں کو بلا رہے تھے اور عکرمہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ حج اکبر عرفہ کا دن ہے۔ اور یہ دن فخر کرنے کا دن ہے۔ اس روز میں خداوند تعالیٰ دنیا کے آسمان کی طرف توجہ کرتا ہے اور اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو میری زمین میں دیکھو۔ جو میری صداقت کر رہے ہیں۔ اور عرفہ کے دن سے بڑھکر اور کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ وہ دوزخ کی آگ سے زیادہ آزادی دلانے والا ہو۔ اور ابو ہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ روز موعود سے قیامت کا دن مقصود ہے اور شاہد سے جمعہ کا دن مراد ہے اور مشہود سے مراد عرفہ کا دن ہے۔ اور عطا ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسُول مقبول نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن اور آدمیوں سے عموماً اور حضرت عمرؓ سے خصوصاً فخر کرتا ہے اور ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اے لوگو تم اس سے خبردار رہو۔ اگر کوئی تم میں سے عرفات سے لوٹ جائے۔ تو وہ تمام مجرموں میں سے زیادہ مجرم ہوگا اور خداوند تعالیٰ اسکو نہیں بخشیگا اور ابی ہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ عرفہ کی شام کو اہل مزدلفہ سب کو خداوند تعالیٰ بخشدیتا ہے مگر کبیرے گناہ کرنے والے نہیں بخشے جاتے۔ اور مزدلفہ کی صبح کو جتنے آزار دینے والے اور اہل کبائر ہوتے ہیں ان سب کو بخشش کا خلعت پہنا دیتا ہے اور ہبۃ اللہ ابن مبارک نے ابوالفتح محمد بن احمد بن مطری سے جو باہر کے نام سے معروف ہیں۔ اور وہ ابن علی بن احمد بن افاسامری سے اور وہ ابراہیم بن عبدالصمد ہاشمی سے اور وہ ابو مصعب سے اور وہ مالک بن انس سے اور وہ نافع سے اور وہ ابن عمر سے راوی ہیں۔ کہ رسول خدا ایک دفعہ عرفہ کی رات میں کھڑے رہے اور جب چلنے کو ہوئے تو آپ نے سب کو فرمایا۔ کہ خاموش ہو جاؤ۔ آپ کے ارشاد کے موافق سب آدمی خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ اے لوگو اس دن میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر بڑا احسان کیا ہے۔ اور جس قدر تمہارے نیکوکار آدمی ہیں۔ انکی طفیل تمہارے بدکار آدمیوں کو بخشدیا ہے۔ اور نیکوکار آدمیوں نے جس چیز کی درخواست کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ انہیں عطا فرمائی ہے۔ اور تمہارے گناہوں

کو آج کے دن بخش دیا ہے اور جس نے دوسرے آدمیوں کو ناحق رنج اور تکلیف دی ہے انکو بھی بخش دیا ہے۔ اور اُنکے ثواب کا خود ضامن ہو گیا۔ اب تم خدا کا نام لو۔ اور روانہ ہو پڑو۔ اس لئے ہم روانہ ہو پڑے۔ اور جب چلتے چلتے مزدلفہ میں پہنچے تو وہاں کھڑے ہو گئے اور صبح تک پیغمبر خدا کے ساتھ اس جگہ میں کھڑا رہے۔ اور چلنے کے وقت بھی آپ نے سب لوگوں کو کھڑا کیا۔ اور ان کو خاموش رہنے کے واسطے امر کیا۔ اس لئے آپ کے کہنے کے موافق سب آدمی خاموش رہ گئے۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد کیا کہ اے لوگو آج کے دن میں تمہارے پروردگار نے تمہارے اوپر احسان کیا ہے۔ اور جو تم میں بدکومی تھے ان کو تمہارے نیکوکاروں کی طفیل معاف کر دیا ہے۔ اور جو لوگ تم میں سے نیک تھے جو کچھ اُنہوں نے مانگا۔ وہ ان کو عطا کیا گیا۔ اور جس قدر تمہارے گناہ تھے۔ ان کو آج کے دن بخشا گیا۔ اور جو لوگ تم کو رنج اور تکلیف دیتے تھے۔ ان کو رنج اور تکلیف دی۔ اور ان کے حق میں خدا تعالےٰ ثواب دینے کا ضامن ہوا ہے۔ اور اب تم خدا کا نام لو۔ اور اس جگہ سے چلو۔ اس کے بعد ایک اعرابی اُٹھا۔ اور اُٹھ کر خدا کے رسُول کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی۔ اور آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسُول میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس نے تم کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے کوئی ایسا بُرا عمل باقی نہیں رہ گیا جس کو میں نے نہ کیا ہو۔ اور میں نے جھُوٹی قسمیں بھی کھائی ہیں۔ جن لوگوں کی آپ نے صفت فرمائی ہے۔ کیا میں بھی انہیں شامل ہو گیا ہوں۔ آپنے فرمایا کہ جو تیرے پہلے گناہ تھے۔ انکو خداوند تعالےٰ نے بخشدیا ہے تو اونٹ کی مُہار چھوڑ دے اور نئے سرے سے نیک عمل کرنے شروع کر۔ ہبتہ اللہؒ ابی علی حسن بن حباب مقری سے اور وہ عباس بن مرداسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عرفہ کی رات میں رسول مقبول نے اپنی اُمت کی آمرزش اور رحمت کے واسطے بارگاہ ایزدی میں دعا کی۔ خداوند تعالےٰ نے آپکی دعا کو قبول فرمایا اور کہا کہ میرے بندوں نے جو خطائیں میری کی ہیں۔ میں نے ان کو بخشدیا۔ اور جن لوگوں نے اوروں پر ظلم کیا ہے۔ ان کو میں نے نہیں بخشا۔ اس کے بعد آپ نے دعا کی۔ کہ اے اللہ تو اس پر قدرت رکھتا ہے کہ جو اس ستم رسیدہ پر جس قدر ستم اور ظلم ہوا ہے۔ تو اس سے زیادہ اس کو ثواب عطا کرے اور ظالم کو بخشدے بارگاہِ ایزدی سے ارشاد ہوا۔ کہ اس شام کو تیری یہ دعا مقبول نہیں ہے۔ پس جب مزدلفہ کا دن آیا۔ تو پیغمبر خدا نے پھر وہی دعا مانگی۔ جواب آیا کہ ہر حالت میں ان سب کو میں نے بخشدیا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس وقت پیغمبر خدا کو تبسم ہوا۔ اصحابوں میں سے بعض نے عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول آپ نے ایسے وقت میں تبسم کیا ہے۔ اس سے پہلے آپ ایسے وقت کبھی نہیں ہنسے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اس وقت شیطان لعین پر ہنسا ہوں جو خدا کا دشمن ہے کیونکہ جب شیطان کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اپنی اُمت کے حق میں جو دعا میں نے کی ہے اس کو خداوند تعالیٰ نے منظور کر لیا ہے تو اس مردود نے بڑا شور مچایا اور فریاد او رواویلا کیا ہے۔ اور اپنے سر پر اُس نے خاک ڈالی ہے اور سعید بن جبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول ایک دفعہ عرفہ کے روز اس جگہ میں تھے۔ جہانکہ عرفات میں لوگ خدا تعالےٰ کی درگاہ میں دعا کے واسطے اپنے ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔ اور بڑے زور سے دعائیں مانگتے ہیں لوگ دعائیں مانگ رہے تھے کہ اسی اثنا میں اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آ کر فرمایا کہ اے محمد جو سب بندوں کا سرتاج ہے وہ آپکو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ جس قدر لوگ اس جگہ جمع ہیں۔ اور میرے گھر کی حج اور زیارت کرنے کے واسطے آئے ہیں یہ سب میرے مہمان ہیں اور میں ان کا میزبان ہوں۔ اور میزبان پر یہ حق ہوتا ہے کہ وہ اپنے مہمانوں کی عزت کرے اسلئے تم گواہ رہو۔ کہ ان سب کو میں نے بخشدیا اور اپنے فرشتوں کو بھی اس باب میں گواہ

کرتا ہوں۔ اور جو لوگ جمعہ کے روز زیارت کرنے کے واسطے آتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی میں ایسا ہی سلوک کرونگا۔ اور حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ عرفہ کی رات میں خدا کے رسول کھڑے ہوئے تھے۔ اسی اثنا میں لوگوں سے مخاطب ہوئے اور اُن کو فرمایا۔ کہ اے خدا کے گروہ کے لوگو تم خوش رہو۔ تم خوش رہو۔ تم خوش رہو۔ آپ نے تین دفعہ یہ مقولہ فرمایا۔ اور بعد میں کہا۔ کہ تم نے خدا سے جس چیز کی درخواست کی ہے۔ اس کو اللہ تعالٰی نے تمہیں عنایت کر دیا ہے۔ اور دُنیا میں تمہارے خرچ کرنے کی چیزوں میں برکت ڈال دی ہے اور قیامت کو ہر درہم کے بدلہ جو اس کے راستے میں دیا ہوگا۔ خدا تعالٰی ایک ہزار درہم عطا فرمائیگا۔ اور تم اس سے آگاہ رہو۔ کہ میں تم سب کو خوشخبری دیتا ہوں۔ لوگوں نے رسول مقبول کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول جو کچھ آپ فرماتے ہیں۔ سچ ہے۔ غرض جب یہ رات آتی ہے۔ تو اس میں اللہ جلشانہ دنیا کے آسمان کی طرف توجہ فرماتا ہے اور اپنے فرشتوں سے ارشاد کرتا ہے کہ اے میرے فرشتو تم دُنیا پر اُتر جاؤ۔ پس فرشتے دُنیا پر اُتر آتے ہیں اور اس کثرت سے زمین پر نازل ہوتے ہیں کہ اگر ایک سوئی گرے تو وہ بھی زمین پر نہ گرے۔ فرشتوں کے سر پر ہی گرے اور اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو تم میرے بندوں کی طرف نگاہ کرو ان کے بال پریشان ہو رہے ہیں اور گرد آلود ہیں۔ اور شہر کی ہر ایک طرف سے آ رہے ہیں کیا تم سنتے ہو کہ کونسی چیز کا یہ مجھ سے سوال کرتے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار یہ سب تجھ سے مغفرت کی درخواست کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ تم اس امر کے گواہ رہو۔ کہ ان سب کو میں نے بخشدیا۔ اور تین دفعہ خداوند تعالٰی ایسا ہی فرماتا ہے۔ اور اس کے بعد کہتا ہے کہ اب تم اپنی جگہ سے نکلو اور ایسی جگہ سے نکلو اور ایسی حالت میں نکلو کہ تم سب کے سب بخشے گئے ہو۔

عرفہ کے روز کی بزرگی

عرفہ کے دن کے روزے اور نمازوں اور دعاؤں کے متعلق احکام کی نسبت ہبۃ اللہ بن مبارک نے احمد بن محمد سے روایت کی ہے۔ اور وہ عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم سے اور وہ اپنے باپ سے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص عرفہ کے دن روزہ رکھے۔ تو اللہ تعالٰی اس کے ایک سال کے گذشتہ اور آئندہ کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور ہبۃ اللہ ابی قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی عرفہ کے دن میں روزہ رکھتا ہے وہ روزہ اس کے حق میں دو سال کے واسطے کفارہ ہوتا ہے ایک گذشتہ سال کے واسطے اور ایک آئندہ سال کے واسطے اور نماز کے بارہ میں بھی ہبۃ اللہ شیخ ابو علی بن حسن بن احمد بن عبد اللہ مقری سے اور وہ ابو الفتح ہلال بن محمد بن محمد بن جعفر طیار سے اور وہ ابو الحسن علمار بن احمد حلوائی سے اور موسٰی بن عمران لخمی سے اور وہ ابو یوسف بن موسی قطان بن عمر بن نافع سے اور وہ مسعود بن واصل سے اور وہ ہناس بن قہم سے اور وہ قتادہ سے اور وہ سعید بن مسیب سے اور وہ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی عرفہ کے روز ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان چار رکعت نماز ادا کرے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ تو سورہ فاتحہ پڑھے اور پچاس دفعہ قل ہو اللہ تو اس آدمی کے واسطے اللہ تعالٰی ہزار در ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ اور قرآن مجید کے ہر ایک حرف کے عوض میں اس کو ایک درجہ بہشت میں عنایت کیا جائیگا اور اس درجہ کی لنبائی اس قدر ہوگی کہ جس قدر پانچسو برس کی راہ ہوتی ہے۔ اور قرآن شریف کے ہر ایک حرف کے عوض میں اس کو یہ بدلہ ملیگا۔ کہ ایک ایک حرف کے عوض میں ستر ہزار حوریں اسکے نکاح میں آوینگی۔ اور ہر ایک حور کے پاس موتی اور یاقوت کے ستر ہزار خوانچے موجود ہونگے اور ہر ایک خوان میں ستر ہزار طرح کے کھانے رکھے ہونگے

اور بھُنے ہوئے سبز پرندا کا گوشت ہوگا۔ جو سردی میں برف کی مانند ہونگے۔ اور مزہ میں شہد کی طرح شیریں اور اُنکی خوشبو کستوری کی مانند ہوگی۔ اور وہ چھُری سے کاٹا گیا نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی آگ پر پکایا گیا ہوگا۔ اور اس کے ہر ایک لقمہ میں اوّل سے آخر تک ایک ہی مزہ ہوگا۔ اور آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ان لوگوں کے پیالوں میں جانور خود بخود آپڑینگے۔ اِن کے بازو سُرخ یاقوت کے ہونگے اور انکی چونچ سونے کی ہوگی۔ اور ہر ایک جانور کے ستر ہزار بازو ہونگے اور جب وہ بولینگے تو اس خوش الحانی سے بولینگے۔ کہ ویسی خوش آواز کبھی سُننے والے کان میں نہیں پڑی ہوگی۔ اور وہ اپنی خوش آواز سے یہ کہینگے کہ جو لوگ اہل عرفہ ہیں ان کو خوشی ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ جب کوئی انکی خواہش کریگا تو وہ جانور ہر ایک کے پیالہ میں آپ ہی آجائیگا۔ اور ستر طرح کے کھانے اس کے بازوؤں سے پیدا ہوکر آپ ہی باہر جا پڑینگے اور پھر وہ بہشت میں مزے سے ان کو کھائیگا۔ اور اس کے بعد وہ جانور اپنے پر جھاڑیگا۔ اور جیسا کہ تھا ویسا ہی بنکر اڑجائیگا۔ اور جب اہل عرفہ کو قبر میں رکھتے ہیں۔ تو قرآن مجید کے ہر ایک حرف کے عوض میں اس کو ایک نور مرحمت ہوتا ہے اور اسکی روشنی اس قدر ہوتی ہے کہ جو لوگ کعبہ کے گرد میں طواف کر رہے ہوتے ہیں انکو اچھی طرح دیکھ سکتا ہے اور بہشت کی طرف سے بھی اس پر ایک دروازہ کھول دیتے ہیں۔ اس وقت اس حال کو دیکھ کر بندہ کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار تو قیامت کو قائم کرے۔ اور اسکی درخواست کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ میرے حال پر خداوند تعالٰے کا کرم ہے اور بے شمار ثواب ملنے والا ہے۔ اور ہبتہ اللہ بن مبارکؒ نے حسن سے اور اُس نے علی ابن ابی طالب سے اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسولِ مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی عرفہ کے دن دو رکعت نماز ادا کرے اور ہر ایک رکعت میں تین دفعہ سُورہ فاتحہ پڑھے۔ اور بسم اللہ سے شروع کرے۔ اور آمین پر ختم کرے۔ اور تین دفعہ قل یاایہا الکفرون اور ایک دفعہ قل ہو اللہ مع بسم اللہ پڑھے تو اُس کی نسبت خداوند تعالٰے فرماتا ہے۔ کہ تم آگاہ رہو۔ میں نے اُس کے گناہوں کو بخشدیا۔ اور دعاؤں کی نسبت بھی ہبتہ اللہ بن مبارک نے قاضی شریف ابی الحسن محمد بن علی بن مہتدی باللہ سے روایت کی ہے اور وہ ابی الفتح یوسف بن عمر سے اور وہ مسروق بن خواص سے اور وہ عبد اللہ بن احمد بن ثابت بزاز سے اور وہ ایوب سے یعنے ابن ولید ضریر سے اور وہ ابو نصر یعنے ہاشم بن قاسم سے اور وہ محمد بن فضل بن عطیہ سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ عبد اللہ بن عمر لیثی سے اور وہ اپنے باپ سے راوی ہیں کہ تم کو یہ خبر ملی ہے کہ حضرت عیسٰے کو خداوند تعالٰے نے جبرائیل کی معرفت پانچ دعائیں بطور ہدیہ عطا فرمائی ہیں۔ اور ارشاد فرمایا ہے۔ کہ یہ پانچوں دعائیں پڑھا کرو۔ اور اللہ تعالٰے کے نزدیک عشرہ کے دنوں کی عبادت سے اور کوئی عبادت بڑھ کر نہیں ہے۔ پہلی دعا یہ ہے خدا تعالٰے کے سوا جو یگانہ ہے کوئی دوسرا سچا معبود نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی اُس کا شریک ہے۔ اور بادشاہت اسی کے واسطے ہے اور حمد بھی اسی کے واسطے مخصوص ہے وہی زندہ کرتا ہے۔ اور وہی مارتا ہے۔ اور ہر ایک نیکی کا اندازہ اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور دوسری دعا یہ ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا برحق کے سوا اور کوئی سچا معبود نہیں ہے۔ اور ہر ایک چیز پر وہ قادر ہے۔ اور کوئی اس کا شریک نہیں اور وہ بے نیاز ہے اور یگانہ ہے اس کی کوئی زوجہ نہیں۔ اور نہ ہی اس کا کوئی فرزند ہے۔ تیسری دعا یہ ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا جو یگانہ ہے کوئی دوسرا سچا معبود نہیں ہے۔ اور نہ کوئی اس کا شریک ہے۔ ملک اسی کے واسطے مخصوص ہے۔ اور اسی کے واسطے ستائش ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ آپ کبھی نہیں مرتا۔ نیکی اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور چوتھی دعا یہ ہے۔ خداوند تعالٰے بس ہے اور میرے واسطے کافی ہے اور جو آدمی خداوند تعالٰی

کی درگاہ میں دعا کرتا ہے اسکی دعا سنتا ہے۔ خدا کے سوا کسی کا کوئی ٹھکانا اور مقصود نہیں۔ اور پانچویں دعا یہ ہے اے اللہ سب تعریف کے لائق تو ہی ہے جیسا تو نے اپنی تعریف کی ہے اور جس قدر ہم تیری تعریف کریں تو اُسے بہتر ہے اے اللہ میری نماز اور میری عبادت اور میری زندگانی اور میری موت تیرے واسطے ہی ہے۔ اور میری میراث بھی خاص تیرے واسطے ہی ہے۔ اے اللہ ہر ایک صورت میں تیرے ہاں میں قبر کے عذاب سے امن کی درخواست کرتا ہوں اور کام کی پراگندگی سے امن چاہتا ہوں۔ اے اللہ جس چیز پر ہوا چلتی ہے میں اسکی بہتری کی تجھ سے درخواست کرتا ہوں یعنے اسکی خیر مجھے عطا فرما۔ پس حواریوں نے حضرت عیسٰیؑ سے پوچھا کہ اگر کوئی ان دعاؤں کو پڑھے تو اس کو کیا ثواب عطا ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی سو دفعہ پہلی دعا کو پڑھے۔ تو قیامت کے دن وہ تمام عابدوں سے نیکیوں میں بڑھا ہوا ہوگا۔ اور جو آدمی دوسری دعا کو سو دفعہ پڑھیگا۔ خداوند تعالےٰ ہزار در ہزار نیکیاں اس کے حق میں لکھ دیگا اور اسی قدر اسکی بدیاں دُور کر دیگا۔ اور اس کے واسطے دس ہزار درجے بہشت میں بڑھا دئے جائینگے اور اگر کوئی آدمی دس دفعہ تیسری دعا کو پڑھے۔ تو اس کے واسطے آسمانی دنیا کے ستر ہزار فرشتے آسمان سے نازل ہوتے۔ جنہوں نے دعا کیواسطے ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہونگے۔ اور اس کے واسطے خداوند تعالےٰ کی درگاہ میں رحمت کی درخواست کرتے ہونگے۔ اور جو آدمی سو دفعہ چوتھی دعا کو پڑھتا ہے تو فرشتہ اس دعا کو اُٹھا لیتا ہے اور لے جاکر خداوند تعالےٰ کے سامنے رکھ دیتا ہے اسلئے اللہ تعالےٰ اس آدمی کی طرف نظر کرتا ہے۔ جس نے وہ دعا کی ہوتی ہے۔ اور جس کی طرف خداوند تعالےٰ نگاہ کرتا ہے اور آدمی کبھی بدبخت نہیں ہوتا۔ اس کے بعد لوگوں نے عرض کی۔ کہ اے عیسٰیؑ اگر کوئی پانچویں دعا پڑھے تو اس کو کس قدر ثواب ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ میری دعا ہے اور مجھے یہ حکم نہیں ہے۔ کہ میں اس دعا کی خاصیت کو بیان کروں اور امام ہبتہ اللہ بن مبارک نے حسن بن احمد بن عبداللہ مقری سے روایت کی ہے اور وہ خلیفہ بن حسین سے اور وہ علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا اس دعا کو عرفہ کے دنوں میں بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے اور اس میں یہ کہا کرتے تھے جیسی کہ تو نے آپ فرمائی ہے ویسی حمد تیرے واسطے ہی ہے اور جو کچھ میں کہہ سکتا ہوں تو اس سے بھی بہتر ہے اے اللہ میری نماز اور میری عبادت اور میری زندگانی اور میری موت خاص تیرے واسطے ہی ہے۔ اور میری میراث بھی تیرے لئے ہی ہے۔ اے اللہ میں تیرے ہاں امن چاہتا ہوں کہ مجھے قبر کے عذاب اور سینہ کے فتنہ اور کام کی پراگندگی سے نگاہ اور محفوظ رکھ۔ اے اللہ جس چیز کے ساتھ ہوا چلتی ہے۔ میں تجھ سے اسکی بہتر چیز کی درخواست کرتا ہوں۔ وہ مجھے عطا فرما۔ اور ہبتہ اللہ بن مبارکؒ موسیٰ بن عبیدہ سے اور وہ علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ عرفہ کے روز میں میری دعا اور پہلے نبیوں کی دعا یہ ہوا کرتی تھی۔ اللہ تعالےٰ کے سوا جو یگانہ ہے دوسرا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور نہ ہی کوئی شریک ہے۔ ملک اسی کا ہے اور اسی کے واسطے ستائش اور حمد ہے اور ہر ایک چیز پر وہ قادر ہے۔ اے اللہ میرے دل میں نور ڈال اور میرے کانوں میں بھی نور کو داخل کر دے۔ اور میری آنکھوں میں بھی نور بھر دے۔ اے اللہ میرے واسطے میرے سینہ کو کھول دے۔ اور میرے کام کو آسان کر۔ اے اللہ میں سینہ کے وسوسوں اور قبر کے فتنے اور کام کی پراگندگی سے تیرے ہاں امن کی درخواست کرتا ہوں۔ اے اللہ رات اور دن کی شرارت سے میں تجھ سے امن چاہتا ہوں۔ اور ہوا کے چلنے سے اور زمانہ کے حادثوں سے جو شر اور بدی پیدا ہوتی ہے۔ میں اس سے تیرے ہاں امن چاہتا ہوں۔ اور ضحاکؒ روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز جب لوگ جمع تھے تو اس وقت خدا کے رسول مقبول نے فرمایا۔ کہ یہ روز حج اکبر ہے۔ اور آج کے دن یعنے عرفہ کے روز جو اس جگہ نہیں آئیگا۔

اس کا حج نہیں ہوگا۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ یہ روز خدا کی درگاہ میں سوال اور دعا کرنے کا ہے اور تہلیل اور تکبیر پڑھنے کا روز ہے اور لبیک کہنے کا۔ اگر کوئی آدمی آج کے دن اس مقام میں پہنچ جائے۔ اور خدا کی درگاہ میں دعا نہ کرے اس سے محروم رہے تو وہ تمام نیکیوں سے بھی محروم رہتا ہے اور جس سے تم کچھ مانگتے ہو وہ بڑا سخی ہے بخیل نہیں اور علیم ہے اور عالم ہے وہ اپنے بندوں کی دعا کو فراموش نہیں کرتا۔ اور اگر کوئی مقیم عرفہ کے دن روزہ رکھے تو گویا وہ اس سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے روزے رکھ لیتا ہے۔

عرفہ کی رات میں خدا کے رسول کی خاص دعا

عرفہ کی رات کو پیغمبر خدا خاص دعا کیا کرتے تھے۔ ہبتہ اللہ بن مبارک نے قاضی ابو القاسم عبد الرحمن علی بن حسن بن عبدالکریم عسکری سے اور وہ علی بن محمد بن ہبیعداللہ معدل سے اور وہ محمد بن عبداللہ بن ابراہیم سے اور وہ محمد بن احمد ابی شیبہ سے اور وہ علی سے اور وہ مسلم سے اور وہ ابن ابی فدیک سے اور وہ ابراہیم بن فضل مخزومی سے اور وہ سلیمان بن فریہ سے اور وہ حرم بن جبان سے اور وہ علی ابن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ عرفہ کی شام کو اس دعا سے جو آگے مذکور ہوتی ہے موقف میں اور کوئی بہتر قول اور عمل نہیں ہے اور جو کوئی اس دعا کو پڑھے۔ خداوند تعالےٰ اس پر سب سے پہلے نظر کرتا ہے۔ اس کے پڑھنے کے وقت رسول مقبول قبلہ کی طرف منہ کر کے عرفہ میں کھڑے ہوتے اور دعا کرنے والے لوگوں کی طرح اپنے ہاتھوں کو پھیلا دیتے تھے اور تین دفعہ لبیک کہا کرتے تھے اور سو دفعہ یہ کہتے تھے خداوند تعالےٰ کے سوا جو یگانہ ہے۔ اور کوئی معبود نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اس کا شریک ہے۔ بادشاہی اسی کی ہے۔ اور اسی کے واسطے حمد ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے۔ اور وہی مارتا ہے۔ اور اسی کے ہاتھ میں نیکی ہے اور ہر ایک چیز پر وہ قادر ہے۔ اور اس کے بعد سو مرتبہ یہ فرمایا کرتے تھے۔ خدا کے حکم اور ارادہ کے سوا کسی چیز کو گردش نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی کسی چیز کو اس کے سوا طاقت ہوتی ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور اللہ نے اپنے علم اور قدرت سے ہر ایک چیز کو گھیر لیا ہے۔ اور اس کے بعد شیطان مردود سے پناہ مانگا کرتے تھے اور تین دفعہ یہ فرمایا کرتے۔ اللہ تعالےٰ سنتا ہے اور سب کچھ جانتا ہے اس کے بعد تین دفعہ سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے اور ہر ایک دفعہ پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لیتے تھے اور آمین کے ساتھ ختم کرتے تھے اور سو دفعہ سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے اور اس کے بعد سو مرتبہ یہ کہا کرتے تھے۔ اے اللہ اپنے اُمی نبی کے اوپر رحمت نازل کر اور اپنی برکتیں بھیج اور اس کے بعد آپ کی جو خواہش اور آرزو ہوتی تھی۔ اس کو بارگاہ ایزدی میں عرض کرتے تھے۔ اور آپ نے فرمایا ہے۔ کہ اس وقت خدا تعالےٰ اپنے فرشتوں کو فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو۔ تم میرے اس بندہ کی طرف نگاہ کرو۔ اور دیکھو کہ کیسے سچے ارادہ سے یہ میرے گھر کی طرف منہ کرتا ہے۔ اور میری تکبیر کہتا ہے۔ اور میرے واسطے لبیک کہہ رہا ہے اور میری تسبیح پڑھ رہا ہے۔ یہ مجھ کو یگانہ جانتا ہے اور میری تہلیل بیان کرتا ہے۔ پس لوگوں کو چاہیئے کہ جن سورتوں کو میں یاد و دوست رکھتا ہوں۔ ان کو پڑھیں۔ اور میرے رسول کے اوپر درود بھیجیں۔ اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں۔ میں نے اسکے عمل کو قبول کر لیا ہے اور اس کا اجر دینے کو اپنے اوپر واجب کیا ہے اور اس کے گناہوں کو میں نے بخشدیا ہے۔ اس کا سوال میں نے قبول کر لیا ہے۔

عرفہ کے دن جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور خضر علیہ السلام کی دعا

ہبتہ اللہ بن مبارک نے حسن بن احمد بن عبداللہ مقری سے اور وہ حسین بن عمران مؤذن سے اور وہ ابو القاسم

نامی سے اور وہ ابو علی حسن بن علی سے اور وہ احمد بن عمارت سے اور وہ محمد بن مہدی سے اور وہ ابن جریجؒ سے اور وہ عطاء سے اور وہ ابن عباس سے راوی ہیں کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ہر سال میں خشکی اور تری کے تمام لوگ مکہ میں آکر جمع ہوتے ہیں، اور تری کے لوگوں سے حضرت الیاس اور حضرت خضر مراد ہیں۔ اور یہ ایک دوسرے کا سر مونڈتے ہیں اور ایک دوسرے سے یہ کہتا ہے کہ یہ پڑھو بسم اللہ ماشاء اللہ خدا کے سوا کوئی نیکی نہیں لاتا۔ بسم اللہ ماشاء اللہ خدا کے سوا کوئی دوسرا بدی کو دور نہیں کرتا۔ بسم اللہ ماشاء اللہ تھوڑی بہت جس قدر نعمت تمہارے پاس ہے وہ سب اللہ کی طرف سے ہی ہے۔ بسم اللہ ماشاء اللہ خداوند تعالےٰ کے حکم کے سوا کسی چیز کو گردش نہیں ہے اور نہ ہی کسی چیز کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی ہر روز اس دعا کو پڑھا کرے تو وہ ڈوبنے اور آگ میں جلنے اور مال کے چوری ہو جانے سے بچا رہتا ہے۔ اور رات کے آنے تک مکروہ چیزوں سے محفوظ رہتا ہے اور جب رات کو پڑھتا ہے۔ تو صبح تک خداوند تعالےٰ کی حفاظت میں رہتا ہے۔ اور ہبتہ اللہ حسن بن احمد ازہری سے اور وہ ابو طالب بن حمدان بکری سے اور وہ اسمٰعیل سے اور وہ عباس دوری سے اور وہ عبید اللہ بن اسحٰق عطار بن محمد بن بشر قیس سے اور وہ عبد اللہ بن حسن سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عرفہ کے روز حضرت جبرائیلؑ میکائیل۔ اسرافیل اور خضر عرفات میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر جبرائیل اس وقت کہتا ہے کہ جو کچھ خداوند تعالےٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے حکم کے سوا کسی چیز کو گردش اور قوت حاصل نہیں ہوتی۔ اور میکائیل کہتا ہے کہ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ ہر ایک نعمت اللہ کی طرف سے ہی ہے اور اسرافیل کہتا ہے کہ وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے اور جس قدر نیکیاں ہیں۔ وہ سب خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ اور اس کے بعد خضر کہتا ہے۔ کہ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور خدا کے سوا کوئی بدی کو دور نہیں کر سکتا۔ اور اسکے بعد سب چلے جاتے ہیں اور پھر سال بھر تک اُس دن تک اکٹھے نہیں ہوتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دُعاؤں کا بیان

ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ جب مسلمان موقف میں جا کھڑے ہوتے تھے۔ تو اکثر اس جگہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے اے ہمارے پروردگار تو ہم کو دنیا اور آخرت میں نیکی دے اور دوزخ کی آگ سے ہم کو نگاہ رکھ۔ اور مجاہدؒ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب سے اللہ تعالےٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ اسی وقت سے رکن یمانی کے پاس ایک فرشتہ کھڑا ہوا ہے اور آمین کہہ رہا ہے پس اے لوگو تم یہ کہو۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا اور آخرت میں نیکی عطا کر اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ حماد بن ثابت کہتے ہیں۔ کہ لوگوں نے انس بن مالک کی خدمت میں عرض کی کہ ہمارے واسطے دُعا کرو۔ آپ نے فرمایا۔ اے ہمارے اللہ دنیا اور آخرت میں ہم کو نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو نگاہ رکھ۔ لوگوں نے عرض کی کہ اس پر کچھ اور بھی زیادتی کرو۔ آپ نے پھر بھی یہی دُعا پڑھی۔ لوگوں نے پھر درخواست کی۔ کہ کچھ اور بھی آپ بڑھائیں۔ آپ نے جواب میں ان کو فرمایا۔ کہ اس سے زیادہ تم اور کیا چاہتے ہو۔ دُنیا اور آخرت کی بہتری کی دعا تو میں نے تمہارے واسطے مانگ لی ہے۔ پس اس سے بہتر اور کونسی چیز ہے۔ اور حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول اکثر یہ دُعا مانگا کرتے تھے۔ اے ہمارے پروردگار تو ہم کو دنیا اور آخرت کی نیکی عطا کر اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو نگاہ رکھ۔ اور خداوند تعالیٰ جلشانہ فرماتا ہے۔ کہ جو آدمی اس دعا سے اللہ کو یاد کرتا ہے اس کو خداوند تعالےٰ اپنی رحمت اور اپنے فضل کا ایک حصہ اور بھی زیادہ عطا کر دیتا ہے

اور خداوند تعالٰے فرماتا ہے کہ بعض آدمی یہ دعا کرتے ہیں۔ کہ اے ہمارے پروردگار دنیا میں ہم کو اونٹ بکریاں اور گائیں
اور غلام اور لونڈیاں دے اور سونا اور چاندی دے۔ پس یہ آدمی دنیا کی ہر ایک چیز کا ہی ارادہ کرتا ہے۔ اسلئے سب
کچھ دُنیا کے واسطے ہی جمع کرتا ہے۔ اور دنیا کے واسطے ہی عمل کرتا ہے۔ اور دنیا کی ہی مصیبت اٹھاتا ہے۔ اسواسطے
دنیا ہی اسکی مراد ہوتی ہے اور وہی اُسکی خواہش ہوتی ہے۔ اور وہی اس کا مطلوب ہوتا ہے۔ اور اس آدمی کے حق
میں خداوند تعالٰے فرماتا ہے۔ اور اس آدمی کے واسطے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور بعض لوگ یہ دعا مانگتے ہیں
کہ اے اللہ ہم کو دنیا کی نیکی عطا فرما۔ اور ہم کو آخرت کی نیکی عنایت کر۔ اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو نگاہ رکھ اور
یہ مقولہ پیغمبروں اور مومن لوگوں کی زبان سے ہی نکلتا ہے۔ اور علماء نیکیوں کے معنے میں اختلاف کرتے ہیں۔ علی بن ابی
طالب فرماتا ہے۔ کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں نیکی دے یعنے ہم کو صالح عورت عطا فرما۔ اور آخرت میں حور ایسی
عطا فرما۔ اور دوزخ کے نگاہ رکھنے سے مراد ہے بُری عورت۔ اور حضرت حسن رضؓ کہتے ہیں کہ دنیا کی نیکی سے مراد علم و عبادت
ہے اور آخرت کی نیکی سے مراد بہشت ہے۔ اور سدی اور ابن حبان کہتے ہیں۔ کہ دنیا کی نیکی سے یہ چیزیں مراد ہیں رزق
حلال۔ فراخی اور نیک کام۔ اور آخرت کی نیکی سے مغفرت اور ثواب مقصود ہیں۔ اور عتبہ کہتے ہیں۔ کہ دنیا کی نیکی یہ ہے
کہ علم حاصل ہو۔ اور اس پر عمل نصیب ہو۔ اور آخرت کی نیکی یہ ہے کہ خداوند تعالٰے سے حساب کی آسانی ہو۔ اور بہشت میں
دخول نصیب ہو۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ دُنیا کی نیکی سے خدا کی توفیق اور بچنا مقصود ہے اور آخرت کی نیکی نجات ہے
اور خداوند تعالٰے کی رحمت۔ اور بعض لوگوں کا یہ مقصود ہے کہ دنیا کی نیکی یہ ہے۔ کہ آدمی کو صالح اولاد نصیب ہو۔ اور آخرت
کی نیکی یہ ہے۔ کہ پیغمبروں کی موافقت حاصل ہو۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ دنیا کی نیکی تو مال اور نعمت ہے اور آخرت کی نیکی
نعمت کا پورا ہونا ہے۔ اور نعمت کا پورا ہونا یہ ہے۔ کہ دوزخ کی آگ سے خداوند تعالٰی نجات دے اور بہشت میں داخل کرے
اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ دُنیا کی نیکی تو اخلاص ہے اور آخرت کی نیکی خلاصی پانی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کی نیکی
ایمان پر قائم رہنا ہے۔ اور آخرت کی نیکی سلامتی اور خدا کی خوشنودی کا حاصل ہونا۔ اور بعض بزرگوں نے یہ کہا ہے کہ
دنیا کی نیکی تو یہ ہے کہ خداوند تعالٰے طاعت کی حلاوت نصیب کرے اور آخرت کی نیکی دیدار کی لذت کا حاصل ہونا ہے
اور قتادہ رضؓ کہتا ہے۔ کہ دنیا کی نیکی دنیا میں عافیت کا حاصل ہونا اور آخرت کی نیکی آخرت میں عافیت کا ہونا ہے اور
اس قول کی تصدیق اور تائید میں انس رضؓ سے ثابت بنانے کی روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول ایک بیمار
آدمی کے پوچھنے کے واسطے اس کے پاس تشریف لیگئے۔ اور اس وقت اس بیمار کا حال ایسا تھا جیسا کہ نوچے ہوئے
پروں والا پرندہ ہوتا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ کہ خدا کی درگاہ میں تو کوئی دعا کیا کرتا تھا۔ اس نے عرض کی۔ کہ اے
خدا کے رسول میں خدا کی درگاہ میں ہمیشہ یہ دعا کرتا تھا۔ کہ اے اللہ جو عذاب تو نے مجھے آخرت میں دینا ہے۔ وہ دُنیا
میں ہی مجھے دیدے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ خداوند تعالٰے پاک ہے اور یہ بات اسی کو لائق ہے۔ تو نے اس عذاب کے دُنیا
میں ملنے کی کیوں درخواست کی۔ دُنیا میں اُس کے برداشت کرنے کے واسطے تجھ کو طاقت نہیں ہے۔ تجھ کو یہ دعا مانگنی
چاہئے تھی۔ اے اللہ تو مجھے دین اور آخرت میں نیکی عطا کر اور دوزخ کے عذاب سے مجھے بچا۔ پس اس بیمار نے
خداوند تعالٰے کی بارگاہ میں وہی دعا کی جو دعا کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمائی تھی۔ اور اس سے خداوند تعالٰے
نے اس کو شفا بخشدی۔ اور سہل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ دنیا میں نیکی سُنّت ہے اور آخرت میں جنّت ہے اور حبیب عوف
سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اس آیت سے وہ لوگ مقصود ہیں۔ جن کو خدا نے دنیا میں اسلام کی نعمت عطا کی ہے۔ قرآن کی

نعمت بخشی ہے اہل اور عیال اور مال لطف فرمایا ہے۔ اور ان لوگوں کے واسطے دنیا کی نیکی بھی ہے۔ اور آخرت کی نیکی بھی ہے۔ اور عبد العلی بن وہب راوی ہیں کہ سفیان ثوری نے اس آیت کے معنے یہ کئے ہیں۔ دنیا کی نیکی سے تو پاک رزق مقصود ہے اور آخرت کی نیکی سے جنت کا عطا ہونا مراد ہے۔

عید الضحیٰ اور نحر کے دن کی بزرگیاں اور انکی فضیلتیں

خداوند تعالے فرماتا ہے (ہمنے تجھ کو کوثر دیا ہے پس تو اپنے پروردگار کے واسطے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بے نسل تیرا دشمن ہے) اور عبد اللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ کوثر سے مراد بہت سی نیکیوں کا عطا ہونا ہے اور قرآن اور نبوت بھی ان نیکیوں میں شامل ہے اور وہ نہر بھی داخل ہے جو بہشت میں جاری ہے اور اسکی سطح موتی کی مانند جوف دار ہے اور سبز یاقوت کے آبخورے اس کے کناروں پر چنے ہوئے ہیں۔ اور اس کا پانی شہد سے زیادہ شیریں ہے اور مکھن سے زیادہ نرم۔ اور اس نہر کا کیچڑ کستوری خالص ہے۔ اس نہر کی مٹی کافور سفید ہے۔ اور اس کے سنگریزے موتی اور یاقوت ہیں۔ اور اس تیزی سے بہتی ہے جیسے کمان سے تیر۔ یہ نہر خداوند تعالے نے محمد صلعم کو عطا فرمائی ہے۔ اور مقاتل کہتے ہیں۔ کہ یہ نہر بہشت کے درمیان چلتی ہے۔ اور اس کا نام کوثر اس واسطے رکھا ہے۔ کہ بہشت کی جتنی نہریں ہیں ان سب سے یہ بہتر ہے۔ اور بڑی زور شور سے اسکی موج اچھلتی ہوئی جاتی ہے۔ اور تیز رفتار ایسی ہے جیسے کہ تیر اور اس کی مٹی خالص کستوری ہے۔ اور اس کے سنگریزے یاقوت اور زبرجد اور مروارید ہیں۔ اور سفیدی میں برف سے زیادہ سفید ہے اور مکھن سے زیادہ نرم ہے۔ اور اس کا پانی شہد سے بھی زیادہ میٹھا ہے۔ اور اس کے کناروں پر گنبد بنے ہوئے ہیں۔ اور یہ گنبد جوف دار مروارید کے بنائے گئے ہیں۔ اور انکی درازی تو مربع کوس ہے اور چار ہزار موتی کے دروازے ہر گنبد میں بنے ہوئے ہیں۔ اور ہر ایک گنبد میں ایک ایک بی بی حور موٹی آنکھ والی ہوگی۔ اور ستر ہزار خدمتگار ہر ایک حور کی خدمت میں ہونگے اور خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ میں نے معراج کی رات میں جبرئیل سے پوچھا کہ بہشت کی نہر پر یہ خیمے کیسے نظر آتے ہیں۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ یہ آپ کی بیبیوں کے گھر ہیں۔ اور کوثر سے بہشت کے لوگوں کے واسطے چار نہریں نکلی ہوئی ہیں۔ ان نہروں کا ذکر خداوند تعالے نے سورۂ محمد صلعم میں کیا ہے۔ انمیں سے ایک نہر تو پانی کی ہے اور دوسری نہر دودھ کی ہے اور تیسری نہر شراب کی ہے اور چوتھی نہر شہد کی ہے خداوند تعالےٰ فرماتا ہے فصلّ لربّک وانحر۔ مقاتل اس کے معنے یہ کرتے ہیں۔ کہ اپنے خدا کے واسطے پانچوں وقت کی نماز پڑھ اور قربانی کے دن خدا کے لئے اونٹ کی قربانی کر۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ خدا کے واسطے عید کی نماز پڑھ اور منا میں اونٹ کی قربانی کر۔ اور بعض یہ معنے کرتے ہیں کہ تکبیر کہتا ہوا اپنے ہاتھ اپنے گلے کی طرف اُٹھا یعنے نماز پڑھنے کی نیت کر۔ اور بعض کا یہ مقولہ ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ قبلہ کی طرف مُنہ کر اور جو خداوند تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے (وہ بے نسل تیرا دشمن ہے) اس سے یہ مطلب ہے کہ ایک دفعہ خدا کے رسول مقبول بنی سہم بن عمر بن حصیص کے دروازے سے مسجد حرام میں داخل ہوئے اور اس وقت قریشی لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے آپ آکر بیٹھے نہیں۔ آتے ہی کھڑے کھڑے باب صفا کی طرف چلے گئے۔ ان قریشی لوگوں نے آنحضرت صلعم کو جاتے وقت تو دیکھا اور آتے ہوئے آپ کو نہ دیکھا۔ عاص بن وائل بن ہشام بن سعید بن سعد بن سہم آرہا تھا وہ آتا ہوا صفا کے دروازہ پر آپ کو ملا جب آپ اس دروازہ سے نکل رہے تھے اور اس وقت آپ کا بیٹا عبد اللہ فوت ہو چکا تھا۔ اور اس زمانہ میں یہ دستور تھا۔ کہ جس آدمی کا بیٹا مر جاتا تھا اور اس کا کوئی وارث باقی نہیں رہتا تھا۔ اس کو ابتر کہا کرتے تھے یعنے بے نسل۔ اور جب عاص بن وائل اپنی قوم کے لوگوں کے پاس گیا۔ تو انہوں نے پوچھا کہ راستے میں تم کو

کون ملا ہے۔ جواب دیا ابتر سے ملا ہوں۔ اس واسطے خداوند تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی۔ کہ تیرا دشمن جو تجھ سے بغض رکھنے والا ہے وہ ابتر ہے یعنے اس کی دم کٹی ہوئی ہے۔ اور نیکی اس سے دور کی گئی ہے۔ اور اس آدمی کا نام عاص بن وائل ہے۔ اور فرمایا اے محمد صلعم تو میرے نام کے ساتھ یاد کیا گیا ہے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ خداوند تعالےٰ نے تمام آدمیوں میں سے اپنے رسول مقبول کا مرتبہ بہت بلند بنایا ہے اور اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے کہ کیا ہم نے تیرے سینے کو نہیں کھولا۔ اور جس بوجھ نے تیری پیٹھ کو توڑ رکھا تھا۔ ہم نے اس بوجھ کو تجھ سے ہلکا نہیں کیا۔ ہر ایک عرفہ اور جمعہ کے دن ممبروں پر آپ کے نام کو یاد کرتے ہیں۔ مسجدوں میں آپ کا نام لیتے ہیں۔ اذان کے وقت اور اقامت اور نماز میں آپ کے نام کا ذکر کرتے ہیں نکاح کے وقت۔ خطبوں کے وقت۔ بات چیت کرتے ہوئے ہر ایک جگہ آپ کا نام لیا جاتا ہے اور آپ کے ٹھیرنے کی جگہ فردوس کے عین درمیان میں بنائی گئی ہے۔ اور اس بے دین دشمن نے آپ کے حق میں جو کچھ کہا تھا۔ اس سے آپ کو کوئی ضرر اور نقصان نہیں پہنچا۔ اور عاص بن وائل کی جگہ دوزخ میں بنائی گئی ہے۔ اور طرح طرح کا عذاب اس کے نصیب ہوا ہے۔ کیونکہ اس نے خدا کے رسول کی بے ادبی اور گستاخی کی ہے۔ پس اللہ تعالےٰ مومن آدمیوں کو جو نبی صلعم کے دوست ہوتے ہیں۔ محبت اور ایمان کا صلہ بہشت میں عطا کرتا ہے اور جو اس کے دشمن اور منافق اور کافر ہوتے ہیں ان کو دوزخ کی آگ میں ڈالتا ہے اور اس میں جلاتا ہے +

نماز اور قربانی میں خداوند تعالیٰ کا قول

اللہ جل شانہ نے اپنے رسول مقبول کو اور انکی امت کو ارشاد فرمایا ہے کہ تم نماز پڑھو اور نماز کے بعد چند اور احکام بجالانے کا حکم دیا ہے۔ ان میں سے بعض تو ذکر ہیں اور بعض دعائیں ہیں۔ اور بعض قربانی کے متعلق ہیں +

خدا تعالےٰ کے قول کا بیان

اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا اور فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ تم اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔ یعنے مجھے بہت یاد کرو تاکہ میں تم کو یاد کروں۔ اور میرا شکر کرو۔ اور میری نعمت کا کفران نہ کرو۔ اور علماء نے اس قول کے معنوں میں اختلاف کیا ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ اس قول کے معنے یہ ہیں تم عبادت کے ساتھ مجھے یاد کرو۔ اور میں تم کو اپنی مدد سے یاد کرونگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ ہمارے رستہ کی تلاش اور کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان کو اپنی راہ دکھائینگے اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اسکے معنے یہ ہیں کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے تم مجھ کو عبادت کے ساتھ یاد کرو میں تم کو اپنی بخشش کے ساتھ یاد کرونگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم خدا اور اسکے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور فضیل بن عیاض کہتے ہیں کہ اسکے یہ معنے ہیں تم عبادت کے ساتھ مجھ کو یاد کرو۔ میں تم کو ثواب کے ساتھ یاد کروں گا۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں ہم انکے اجر کو ضائع نہیں کرینگے اور نیک عمل کرنے والوں کے واسطے بہشت عدن ہے الخ۔ اور خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ جس آدمی نے خدا کی اطاعت کی۔ اس نے اللہ کو یاد کیا۔ اگرچہ اس نے روزہ اور نماز اور قرآن کی تلاوت میں کمی ہی کی ہو۔ اور جو آدمی خداوند تعالےٰ کی نافرمانی کرتا ہے وہ خداوند تعالےٰ کو فراموش کر دیتا ہے۔ چاہے وہ بہت سی نمازیں پڑھتا ہو۔ اور روزے رکھتا ہو۔ اور قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہو۔ اور ابوبکر صدیق کہتے ہیں کہ عبادت کے لئے توحید کافی ہے اور ثواب میں بہشت کافی ہے۔ اور ابن کیسان کہتے ہیں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ تم شکر کے ساتھ مجھے یاد کرو۔ میں تم کو نعمت کی زیادتی کے ساتھ یاد کروں گا۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اگر تم نے شکر کیا تو میں

تمہارے واسطے نعمت کو زیادہ کروں گا۔ اور بعض نے یہ معنے کئے ہیں کہ تم توحید اور ایمان سے مجھے یاد کرو۔ میں تم کو بہشت کے درجوں کے ساتھ یاد کروں گا۔ جیسا کہ فرمایا ہے جو لوگ ایمان لائے ہیں۔ اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں ان کو یہ خوشخبری دے کہ تمہارے واسطے بہشت ہے۔ جس کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ اور بعض نے یہ معنے کئے ہیں تم زمین کی پشت پر مجھے یاد کرو۔ اور میں تم کو زمین کے اندر اس وقت یاد کروں گا۔ جبکہ زمین کے تمام لوگ تم کو بھولے ہوئے ہونگے۔ جیسا کہ اصمعیؒ کہتے ہیں۔ میں نے عرفہ کے دن عرفات میں ایک اعرابی کو کھڑے ہوئے دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا الٰہی ہر قسم کی زبانوں سے تیری طرف آوازیں بلند ہوئی ہیں اور وہ تجھ سے اپنی حاجتیں مانگتے ہیں اور تیری جناب میں میری حاجت یہ ہے کہ تو مجھے بلا کے وقت یاد فرمائے۔ جب کہ میرے اہل مجھ کو بھول جائیں۔ اور بعض یہ معنے کرتے ہیں کہ تم مجھے طاعت کے ساتھ یاد کرو میں تم کو عفو کے ساتھ یاد کروں گا اور اسکی دلیل یہ دیتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ اگر کوئی عورت یا مرد نیک عمل کرے۔ اور وہ مومن ہو۔ تو ہم اس کو پاک زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ فرمایا ہے کہ تم ظاہر اور باطن میں مجھ کو یاد کرو۔ میں بھی تم کو ظاہر اور باطن میں یاد کرونگا ایک روایت میں آیا ہے کہ بعض کتابوں میں خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جس قدر اور جس طرح بندہ میری طرف گمان رکھتا ہے۔ میں بھی اسی طرح ہی اسکی طرف نزدیک ہوں پس جس طرح چاہے گمان کرے۔ اور جب یاد کرتا ہے تو اس وقت میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس جو آدمی مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہو۔ میں اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی آدمی مجھ کو جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اپنی نیک جماعت میں یاد کرتا ہوں اور جو آدمی ایک بالشت بھر میرے نزدیک ہوتا ہے میں ایک گز بھر اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں۔ اور اگر کوئی ایک گز نزدیک ہوتا ہے تو میں دو گز اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں۔ اور اگر کوئی چل کر میرے پاس آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر جاتا ہوں۔ اور اگر کوئی آدمی میرے پاس اس حالت میں آتا ہے کہ وہ زمین کے برابر گناہوں سے لدا ہوا ہوتا ہے۔ تو میں بھی ویسی ہی آمرزش سے اس کا استقبال کرتا ہوں مگر اس میں یہ شرط ہے کہ وہ میرے ساتھ شرک نہ کرے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنے یہ ہیں۔ تم مجھے نعمت اور آسائش کے وقت یاد کرو۔ میں تم کو بلاؤں اور تنگی میں یاد کروں گا۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے اگر وہ یونس تسبیح کہنے والوں میں سے نہ ہوتا۔ تو وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتا۔ اور سلمان فارسیؓ کہتے ہیں۔ جب کوئی آدمی خوشی کی حالت میں ہوتا ہے اور اس وقت دعا کرتا ہے۔ اور بعد میں مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے تو فرشتے اُس کے واسطے خدا کی درگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ اے پروردگار تیرا بندہ بلا میں گرفتار ہے۔ ہم اس کی سفارش کرتے ہیں تو اس کو بخشدے خداوند تعالےٰ اسکی شفاعت کو قبول کر لیتا ہے۔ اور اگر اس نے دعا نہیں کی ہوتی اور بلا میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت خدا کی درگاہ میں دعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں۔ کہ پہلے تو غافل رہا ہے اور اب بلا میں گرفتار ہوا ہے تو دعا کرنے لگ پڑا ہے اسلئے اس کی سفارش نہیں کرتے جیسا کہ فرعون کے قصہ میں مذکور ہوا ہے۔ اس کو فرمایا ہے کہ اب تو توبہ کرتا ہے اور اس سے پہلے ہمیشہ میرا نافرمان رہا ہے۔ اور بعض اس کے معنے یہ کرتے ہیں کہ تم مجھے تسلیم اور رضا کے ساتھ یاد کرو۔ میں تم کو اچھے اختیار کے ساتھ اختیار کرونگا۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے جو آدمی خدا پر توکل کرتا ہے اس کے واسطے وہی کافی ہے۔ اور بعض یہ معنے کرتے ہیں کہ خدا نے فرمایا ہے تم مجھ کو شوق اور محبت سے یاد کرو۔ میں تم کو اپنے وصل اور اپنی قربت سے یاد کروں گا اور بعض نے اسکے معنے یہ کئے ہیں کہ تم مجھ کو بزرگی اور تعریف کے ساتھ یاد کرو۔ میں تم کو عطا اور جزا کے ساتھ یاد کرونگا

اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنے یہ ہیں۔ تم مجھ کو توبہ کے ساتھ یاد کرو۔ میں تم کو گناہ کے بخشنے کے ساتھ یاد کرونگا۔ اور تم مجھے دعا سے یاد کرو۔ میں تم کو عطا سے یاد کروں گا۔ تم مجھ کو سوال سے یاد کرو۔ میں تم کو کرم کے ساتھ یاد کرونگا۔ اگر تم میری یاد میں غفلت نہ کروگے۔ تو میں بھی تمہاری یاد میں توقف نہیں کرونگا تم مجھ کو ندامت کے ساتھ یاد کرو۔ میں تم کو فائدہ پہنچانے سے یاد کرونگا۔ اگر تم مجھ کو عذر خواہی سے یاد کروگے تو میں مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا۔ اور اگر تم مجھ کو ارادت سے یاد کروگے۔ تو میں تم کو فائدہ اور نفع رسانی کے ساتھ یاد کرونگا۔ تم گناہوں کے چھوڑنے میں مجھ کو یاد کرو۔ میں تم کو عظمت اور بزرگی کے ساتھ یاد کرونگا۔ اگر تم محبت سے یاد کروگے۔ تو میں تم کو نجات کے ساتھ یاد کرونگا۔ اگر تم مجھ کو دلوں میں یاد کروگے۔ تو میں تم کو سختیوں کے دور کرنے سے یاد کرونگا۔ اگر تم مجھ کو نہ بھولوگے اور بھولنے کے سوا یاد کروگے تو اس صورت میں تم کو میں ایمان کے ساتھ یاد کرونگا۔ تم مجھ کو افتقار کے ساتھ یاد کرو۔ میں تم کو اقتدار کے ساتھ یاد کرونگا۔ تم مجھے عذر خواہی اور آمرزش طلب کرنے سے یاد کرو۔ میں تم کو رحمت اور بخشش کے ساتھ یاد کروں گا۔ اگر تم مجھ کو ایمان کے ساتھ یاد کرو۔ تو میں تم کو بہشت کے ساتھ یاد کرونگا۔ اگر تم دینداری سے مجھ کو یاد کروگے تو میں تم کو بخشش کے ساتھ یاد کرونگا۔ اور اگر تم مجھ کو دل سے یاد کروگے تو میں تم کو پردوں کے کھول دینے سے یاد کرونگا۔ اگر تم مجھ کو فانی ذکر سے یاد کروگے تو میں تم کو باقی ذکر سے یاد کرونگا۔ اور اگر تم مجھے عاجزی سے یاد کروگے تو میں تم کو بزرگی سے یاد کرونگا اور اگر تم مجھ کو انکساری کے ساتھ یاد کروگے تو میں تم کو گناہوں کے بخشنے سے یاد کرونگا۔ اگر تم مجھ کو اقرار سے یاد کروگے تو میں تم کو گناہوں کے کم کرنے سے یاد کرونگا۔ تم مجھے باطن کی صفائی سے یاد کرو۔ میں تم کو خالص نیکی سے یاد کرونگا۔ تم مجھ کو صدق سے یاد کرو۔ میں تم کو نرمی کے ساتھ یاد کرونگا۔ تم مجھے برگزیدگی سے یاد کرو۔ میں تم کو بزرگی دینے سے یاد کرونگا اگر تم مجھ کو تکبیر کے ساتھ یاد کروگے۔ تو میں تم کو دوزخ سے نجات دینے کے ساتھ یاد کرونگا۔ اگر تم جور اور جفا ترک کرنے میں مجھے یاد کروگے۔ تو میں تم کو نگاہبانی اور وفا سے یاد کرونگا۔ تم گناہوں کے ترک کرنے سے مجھ کو یاد کرو۔ میں تم کو طرح طرح کی عطاؤں سے یاد کرونگا۔ اگر تم خدمت میں کوشش کرنے سے مجھ کو یاد کروگے۔ تو میں تم کو تم پر نعمت کے پورا اور تمام کرنے سے یاد کرونگا۔ جہاں تم ہو اگر وہاں تم مجھے یاد کروگے۔ تو جس جگہ میں ہوں وہاں میں بھی تم کو یاد کرونگا۔ بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے اور اس آیت کے معنے میں فرماتا ہے کہ جو خداوند تعالےٰ اور اسکی نعمت کو یاد کرتا ہے جو اللہ کو یاد کرتا ہے اور جو کوئی اسکی نعمت کا شکر ادا کرتا ہے۔ خداوند تعالےٰ اسکی نعمت کو زیادہ کرتا ہے اور جو اسکی نعمت کا کفران کرتا ہے اس کو اللہ تعالےٰ عذاب دیتا ہے اور سدی کہتے ہیں۔ کہ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ ایسا کوئی بندہ نہیں ہے جو خدا کو یاد کرتا ہے۔ اور خداوند تعالےٰ اس کو یاد نہیں فرماتا۔ جو مومن خدا کو یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس مومن کو اپنی رحمت سے یاد کرتا ہے۔ اور جو اس کو کفر سے یاد کرتا ہے۔ اس کو اللہ تعالےٰ بلا شبہ عذاب سے یاد کرتا ہے۔ اور سفیان بن عینیہ کہتے ہیں کہ ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے بندوں کو اس طرح کی چیزیں عطا کرتا ہوں کہ اگر وہ جبرائیل اور میکائیل کو عنایت کی جائیں تو ان کے واسطے وہ بہت بڑے عظیم اجر کا باعث ہوں۔ میں نے اپنے بندوں کو ارشاد فرمایا ہے کہ تم مجھے یاد کرو۔ میں تم کو یاد کرونگا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا ہے کہ تم ظالم لوگوں سے یہ کہدو کہ تم مجھے یاد نہ کرو۔ کیونکہ جو شخص مجھ کو یاد کرتا ہے میں بھی اس کو یاد کرتا ہوں اور ظالم آدمیوں کو میرا یاد کرنا یہ ہے کہ میں ان پر لعنت کرتا ہوں۔ اور ابو عثمان ہندی کہتے ہیں کہ جب میرا پروردگار مجھ کو یاد فرماتا ہے تو اس وقت مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا تم کو یہ بات کیونکر معلوم ہو جاتی ہے۔ جواب دیا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم مجھ کو یاد کرو

میں تم کو یاد کرونگا پس جب میں خدا کو یاد کرتا ہوں۔ تو اس وقت وہ مجھے بھی یاد کرتا ہوگا۔ اور ذکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل کی۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ اے داؤد تو میرا ذکر کرتا ہے۔ اسلئے مجھ سے اور میرے ذکر سے خوش اور خرم رہو اور میری نعمت کا شکر کر۔ اور ثوری رحمۃ اللہ کہتے ہیں۔ کہ ایک جاندار چیز کے واسطے تکلیف پیدا کی گئی ہے اور عابد آدمی کی تکلیف یہ ہے کہ خدا کا ذکر اس سے منقطع کیا جائے۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے۔ کہ جب کسی کے دل میں خداوند تعالےٰ کا ذکر بیٹھ جائے اور اس میں اچھی طرح اپنا اثر جمالے۔ اور اس کے بعد اس کے پاس شیطان آئے تو اس حالت میں شیطان کو مرگی کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ اور ایسا ہی حواس باختہ ہو جاتا ہے جیسا کہ شیطان کے غلبہ پانے سے آدمی کے ہوش اور حواس جاتے رہتے ہیں۔ اور جب اس ہوش اور حواس باختہ شیطان کو باقی شیطان اور شیطو نگڑے دیکھتے ہیں۔ تو وہ آپس میں کہتے ہیں کہ اس کو کیا عارضہ ہو گیا ہے۔ کیا کسی انسان کے ساتھ چھو تو نہیں گیا۔ اور سہل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ سب سے بدتر یہ گناہ ہے کہ آدمی خداوند تعالےٰ کو بھول جائے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں۔ اور بعض بزرگ کہتے ہیں کہ جو خفی ذکر ہوتا ہے اُس کو فرشتے آسمان پر نہیں لیجاتے۔ کیونکہ فرشتوں کو اس ذکر کی خبر ہی نہیں ہوتی۔ اور وہ بندے اور خداوند تعالےٰ کے درمیان میں چھپا رہتا ہے اور ایک آدمی روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص خدا کا ذکر کرنے والا تھا۔ ہم نے اسکی تعریف سنی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک جنگل میں رہتا ہے۔ اسلئے جہاں وہ رہتا تھا۔ وہاں ہم گئے۔ اور جا کر اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اچانک ایک عظیم الشان درندہ اس جنگل میں پہنچگیا اور آتے ہی اس ذکر کرنے والے پر ایک سخت ضرب لگائی اور اپنے پنجہ سے اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا نوچ لیا اور اُس کو اس صدمہ سے غش آگیا۔ اور ہم بھی خوف کے مارے بیہوش ہوگئے۔ اور جب ہوش آیا۔ تو میں نے اس ذاکر آدمی سے پوچھا کہ تمہارا یہ کیا حال ہے اس نے جواب دیا کہ میں نے خدا کے ذکر میں سُستی کی تھی۔ اس واسطے اللہ جل شانہ نے میرے سزا دینے کے واسطے اس درندہ جانور کو مقرر کیا ہے۔ اس واسطے اس نے آکر مجھ کو کاٹ کھایا ہے جیسا کہ تو نے دیکھا ہے۔

دُعار کا بیان

خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے (تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے۔ تم مجھ سے دُعا مانگو۔ اور میں تمہاری دُعار کو قبول کرونگا) اور فرمایا ہے کہ جب تو نماز سے فراغت پائے تو کھڑا ہو یعنے خدا کی درگاہ میں دُعا کر۔ اور اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے۔ کہ جب مجھ سے میرے بندے سوال کرتے ہیں۔ تو میں اس وقت انکے نزدیک ہوتا ہوں اور دعا کرنے والے کی دُعا کو قبول کرتا ہوں۔ مفسّروں کو اس آیت کے شان نزول میں اختلاف ہے کلبیؒ ابی صالح سے اور وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ کے یہودی پیغمبر صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آپ کا عقیدہ ہے کہ زمین اور آسمان کے درمیان پانسو برس کی راستہ کی مسافت ہے اور اسی قدر ہر ایک آسمان کی موٹائی ہے۔ اور جب اتنی دوری ہو تو اللہ تعالےٰ ہماری دعا کیونکر سُن سکتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (جب میرے بندے میری نسبت تجھ سے سوال کریں تو میں اس وقت نزدیک ہوں) اور حسنؓ کہتے ہیں۔ کہ اصحابوں نے خدا کے رسول سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ہمارا پروردگار کہاں ہے۔ اس وقت مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ اور عطا اور قتادہ رحمۃ کہتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تمہارا پروردگار کہتا ہے تم جو کچھ مانگنا چاہتے ہو وہ مجھ سے مانگو میں اس کو قبول کرونگا۔ اس وقت ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کیونکر

دعا کروں۔ اور کہاں کروں۔ اس لئے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ جب میرے بندے تجھ سے میری نسبت سوال کریں۔ تو میں نزدیک ہوں اور ضحاک کہتے ہیں۔ کہ بعض اصحاب نے پیغمبر خدا کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول ہمارا خدا ہمارے نزدیک ہے یا ہم سے دور ہے۔ اگر نزدیک ہے تو اسکی خدمت میں آہستہ دعا مانگیں۔ اور اگر دور ہے تو زور سے چلا چلا کر دعا مانگیں۔ اسلئے خداوند تعالےٰ نے اس وقت مذکورہ بالا آیت نازل فرمائی۔ اور جو لوگ اہل معانی ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں ایک ضمیر ہے جو یہ معنی پیدا کرتی ہے کہ ان لوگوں کو کہدے یا ان کو جتلا دے کہ میں علم سے انکے نزدیک ہوں اور جو لوگ اہل اشارہ ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ قدرت کا اظہار یہ ہے کہ درمیان سے واسطہ کو اُٹھا دیا جائے۔ خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (جس وقت دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے میں اسکی دُعا کو قبول کرتا ہوں پس انسان میری طاعت کرے۔ اور میرے حکم کو قبول کرے۔ اور کہتے ہیں کہ اجاب اور استجاب کے معنے ایک ہی ہیں اور ابو رجا خراسانی کہتے ہیں کہ یعنے ان کو چاہئے کہ مجھ سے دعا کریں۔ اور لغت میں اجابت کے معنے بندگی کرنے کے ہیں۔ اور جو چیز مانگی جائے اس کا دینا ہے اور اہل عرب کا یہ محاورہ ہے اجابت السماء بالمطر اور اجابت الارض بالنبات یعنے آسمان سے پانی کا سوال کیا گیا۔ پس اس نے دیا اور زمین سے روئیدگی کا سوال کیا گیا۔ پس اس نے روئیدگی دی اور اجابت کا لفظ جب خداوند تعالےٰ سے منسوب ہو تو دینے کے معنوں میں ہوتا ہے۔ اور جب بندہ سے منسوب ہو تو اس وقت اطاعت اور عبادت کے معنے میں ہوتا ہے۔ اور خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ لوگوں کو چاہیئے۔ کہ وہ میرے اوپر ایمان لائیں اور اُمید ہے کہ وہ سیدھا راستہ پالینگے۔ اور اگر کوئی آدمی یہ سوال کرے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ جب دعا کرنیوالے دُعا کرتے ہیں تو اس میں اُنکی دُعا کو قبول کرتا ہوں اور فرمایا ہے کہ تم دُعا کرو۔ میں تمہاری دعا کو قبول کرونگا ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر حال میں دُعا کرنے والوں کی دُعا کو اللہ جل شانہ قبول فرماتا ہے۔ اور اکثر ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ وہ دُعا کرتے ہیں مگر اُنکی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ علما نے اس کا جواب دیا ہے اور مختلف طور پر تاویل کی ہے بعض نے تو یہ کہا ہے کہ اس جگہ دُعا کے اور اجابت کے معنے یہاں ثواب کے ہیں۔ اور اس صورت میں یہ معنے ہیں۔ کہ اطاعت کرنے والے جب میری اطاعت کرتے ہیں۔ تو میں ثواب کے ساتھ ان کی اطاعت کو قبول کرتا ہوں اور بعض کہتے ہیں۔ کہ ان دونوں آیتوں کے معنے خاص ہیں۔ چاہے ان کے لفظ عام ہی ہیں۔ یعنے اگر میں چاہوں تو دُعا کرنے والے کی دُعا کو قبول کرتا ہوں۔ اور جب دعا کرنے والے کی دعا سے قضا موافق ہو تو اس حال میں اُس کی دُعا قبول کرتا ہوں۔ اور دُعا کرنے والے کی دعا کو اس وقت قبول کرتا ہوں۔ جبکہ وہ طلب محال نہ کرے اور اس وقت دُعا کرنے والے کی دُعا کو قبول کرتا ہوں۔ جب کہ اس میں اسکی بھلائی ہو۔ اور اسکی دلیل میں علی ابن ابی متوکل کی روایت کو بیان کیا ہے۔ یہ ابی سعید سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی دعا کرے اور اس میں قطع رحم کی درخواست نہ کرے اور گناہ اس میں شامل نہ ہوں۔ تو خداوند تعالےٰ تین باتوں میں سے ایک اس کو ضرور عطا فرماتا ہے یا تو جلدی اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے اور یا اس کا ثواب قیامت کے لئے جمع کرتا ہے اور یا اُس کی اتنی ہی بُرائیاں دُور کردی جاتی ہیں۔ لوگوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ہم دعائیں زیادہ زیادہ مانگیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم دعائیں زیادہ کروگے۔ تو خداوند تعالےٰ قبولیت میں بھی تمہارے واسطے زیادتی کریگا۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ یہ عام آیت ہے۔ اس میں دُعا کے واسطے اجابت ہی اجابت ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معنے نہیں رکھتی۔ اور ان کا یہ قول بہت درست اور بجا ہے۔ مگر دعا کا قبول کرنا اور حاجت کا پورا فرمانا یہ

دو باتیں ذکر کی گئی ہیں۔ مگر دینا مذکور نہیں ہوا یعنے نہیں فرمایا کہ میں تم کو دونگا۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صاحب یعنے مالک اپنے بندے اور باپ اپنے بیٹے کے سوال کو قبول تو کر لیتا ہے مگر دیتا نہیں۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ دعا کے واسطے اجابت کا ہونا ضروری اور لازم ہے اور مانگی گئی چیز کا دینا ضروری نہیں۔ اور خدا کے قول اجیب اور استجب یہ خبر ہے انشا نہیں اور جو خبر ہوتی ہے وہ منسوخ نہیں ہوتی۔ اور اگر خبر منسوخ ہو تو اس صورت میں خبر دینے والا جھوٹا ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ جھوٹا نہیں ہے۔ اسکی ذات کذب سے پاک اور برتر ہے کیونکہ اس کی خبر میں ہرگز خلاف کو دخل نہیں اور اسکی تائید میں نافع بن عمرؓ سے روایت کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جس آدمی کے واسطے دعا کا ایک دروازہ کھولا گیا ہے اسکی قبولیت کے واسطے کئی ایک دروازے کھول دئے جاوینگے۔ اور اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤدؑ پر وحی نازل کی۔ اور ارشاد کیا کہ ظالموں کو کہدو کہ وہ مجھ سے کوئی دعا نہ کریں۔ کیونکہ میں نے اپنے اوپر اس بات کو لازم کیا ہے کہ آدمی مجھے پکارے میں اس کو جواب دوں۔ اور جب ظالم مجھ سے دعا مانگتا ہے۔ تو ان کو جواب میں میں لعنت کرتا ہوں اور بعض نے فرمایا ہے کہ جب مومن دعا کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ اسکی دعا کا جواب تو فوراً دیدیتا ہے مگر اس کی حاجت روائی میں کچھ تاخیر کر دیتا ہے اور تاخیر اس واسطے کرتا ہے کہ وہ شخص بارہا دعا کرے اور خداوند تعالےٰ اُس کی آواز کو سنتا ہے اس پر دلالت کرتی ہے۔ وہ روایت محمد بن منکدرؒ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب بندہ خداوند کریم کی درگاہ میں دعا کرتا ہے تو اس سے خداوند تعالےٰ اس کو دوست رکھتا ہے اور حضرت جبرئیلؑ سے فرماتا ہے۔ کہ اے جبرئیل تو میرے اس بندے کی حاجت کو پورا کردے مگر حاجت پوری کرنے میں ذرا دیر کرنی۔ کیونکہ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں۔ کہ اپنے بندے کی آواز کو ہمیشہ سنتا رہوں اور جو خدا کا دشمن ہوتا ہے جب وہ دعا کرتا ہے تو خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے جبرئیل اس بندہ کے خالص نیت سے دعا کی ہے۔ اس کے خلوص کے باعث سے تو اسکی دعا کو جلدی سے پوری کردے اور ایسا نہ ہو کہ یہ دوبارہ پکارے کیونکہ میں دوسری دفعہ اسکی آواز کو سننا نہیں چاہتا۔ اور مذکور ہے کہ یحییٰ بن سعید نے فرمایا ہے کہ ایک دفعہ مجھے خواب آئی۔ اور اس میں اپنے پروردگار کو میں نے دیکھا۔ عرض کی۔ کہ اے رب العالمین میں بار بار تیری درگاہ میں دعا کرتا ہوں۔ اور تو اس کو قبول نہیں فرماتا۔ بارگاہ ایزدی سے حکم ہوا۔ کہ اے یحییٰ مجھ کو تیری آواز سے محبت ہے۔ اس واسطے اس کو بار بار سننا چاہتا ہوں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ دعا کے قبول ہونے کے چند آداب اور شرطیں ہیں۔ اور اگر وہ موجود ہوں۔ تو دعا قبول ہو جاتی ہے۔ پس جو آدمی ان شرطوں کو نگاہ رکھتا ہے۔ اور ان آداب کو بجا لاتا ہے۔ جب وہ دعا کرتا ہے تو اپنا مقصد پا لیتا ہے اور جو غفلت کرتا ہے اور ان کو بجا نہیں لاتا یا ان میں خلل ڈالتا ہے وہ ان لوگوں میں سے ہوتا ہے جو دعا کے باب سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ اور ابراہیم ادھمؒ سے لوگوں نے ایک دفعہ پوچھا کہ ہم دعا کرتے ہیں۔ اور وہ قبول نہیں ہوتی۔ اس کا کیا باعث ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ تم نے خدا کے رسول کو پہچان تو لیا مگر اس کی سنت کی پیروی نہیں کی۔ اور تم نے قرآن کو پہچانا مگر اس پر تم نے عمل نہیں کیا۔ اور خداوند کریم کی نعمت کو کھاتے ہو۔ مگر تم اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔ اور بہشت کو تم نے پہچانا ہے مگر اسکی طلب نہیں کرتے۔ دوزخ کو تم نے پہچان لیا۔ مگر اس سے خوف نہیں کرتے۔ اور شیطان سے واقف ہوگئے مگر اس کے ساتھ تم نے لڑائی نہ کی۔ بلکہ لڑائی کرنے کی بجائے اس کے ساتھ موافقت کی ہے۔ اور تم کو موت معلوم ہو گئی ہے۔ مگر اس کے واسطے تیار نہیں ہوتے۔ اور تم مردوں کو دفن کرتے ہو۔ مگر اس سے تم کو کچھ عبرت پیدا نہیں ہوتی۔ اور تم نے اپنے عیبوں کو تو چھوڑ دیا۔ مگر دوسرے لوگوں کی عیب جوئی میں مشغول رہے ۔

قربانی کا بیان

خداوند تعالٰے نے فرمایا ہے کہ میری راہ میں قربانی کرو۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے واسطے قربانی کا حکم بالخصوص آیا ہے۔ اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے۔ کہ جب حضرت ابراہیم کو خدا نے ظالم نمرود کی آگ سے نجات بخشی اور اس کے مکر اور عذاب سے بچا لیا۔ تو اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ میں اپنے خدا کی رضامندی کے واسطے بیت المقدس کی طرف جاتا ہوں۔ اور یہ ہجرت اس واسطے کرتا ہوں۔ کہ خدا مجھے دین کی ہدایت کرے۔ اور جن لوگوں نے خدا کے دین کی طلب کیواسطے ہجرت کی ہے۔ انہیں سے حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ پہلے ہیں۔ اور آپ کے ساتھ حضرت لوط اور سائرہ آپکی بیوی اور حضرت لوط کی بہن بھی تھیں اور حضرت لوط حضرت ابراہیم کے خالہ زاد بھائی تھے۔ اور جب آپ نے ہجرت کی۔ اور باقی ہمراہیوں کے ساتھ بیت المقدس میں پہنچے۔ تو وہاں آپ نے بارگاہ ایزدی میں درخواست کی کہ اے میرے پروردگار مجھے لڑکا عطا کر اور وہ صالح لوگوں میں سے ہو۔ یعنے ایک صالح فرزند لطف فرما۔ اللہ تعالٰے نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور خوشخبری دی کہ تم کو حلیم یعنے دانا فرزند عطا کیا گیا۔ اور خداوند تعالٰے زیادہ دانا ہے۔ آپ کو خدا نے سائرہ سے ایک فرزند عنایت کیا اور ان کا نام اسحٰق رکھا۔ اور جب اسحٰق بالغ ہوئے۔ تو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کوہ عرفات پر گئے۔ تاکہ ان کے ہمراہ کوشش کریں۔ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے کو اطلاع دی۔ کہ اے بیٹا مجھے خواب آیا ہے اور میں نے اس میں دیکھا ہے۔ کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں یعنے مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تم کو ذبح کروں۔ اور حضرت ابراہیم نے ایک منت مانی تھی۔ اور یہ حکم اس نذر کے ادا کرنے کے واسطے تھا۔ اور اس خبر دینے کے بعد پوچھا کہ تم سوچ کر ہم کو جواب دو۔ کہ اس میں تمہاری کیا صلاح ہے حضرت اسحٰق نے غور کے بعد جواب دیا کہ اے باپ میری صلاح یہی ہے۔ کہ جس بات کے کرنے کے واسطے آپ کو حکم دیا گیا ہے اسکو کرو۔ تاکہ آپ کو اپنے پروردگار کی اطاعت اور فرمانبرداری سے روگردانی نہ ہو۔ اور حضرت ابراہیمؑ نے تین رات میں برابر اس خواب کو دیکھا۔ اور جب حضرت ابراہیم خدا کے اس حکم کو بجالانے لگے۔ تو پہلے اُنہوں نے روزے رکھے اور نماز پڑھی۔ اور کہا انشاء اللہ ذبح کرنے پر تو مجھ کو صابروں سے پائیگا۔ پس جب باپ اور بیٹا دونوں خداوند تعالٰے کے حکم کے بجالانے پر صابر اور آمادہ ہوئے۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسحٰق کو پیشانی کے بل زمین پر گرا دیا اور ذبح کرنے کے واسطے اپنے فرزند کی پیشانی پکڑی۔ اس وقت اللہ جلشانہ نے دونوں کے سچے ارادے اور خلوص کو دیکھا۔ اور بارگاہ لم یزلی سے حکم ہوا۔ کہ (اے ابراہیم اپنے فرزند کے ذبح کرنے سے تو نے خواب کو سچا کر دیا۔ اب اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کے بجائے تو ایک دُنبہ لے اور اس کو ذبح کر) اور فرمایا (ہم نے اسحٰق کے عوض میں بزرگ ذبیحہ عطا کیا) اور وہ دُنبہ حضرت اسحٰق کے عوض میں ذبح کیا گیا۔ اس کا نام زریر تھا۔ اور اس کو ان بکریوں میں سے لیا گیا تھا۔ جو چالیس برس پہلے ہی بہشت میں چرا کرتی تھیں۔ اور بعض کا یہ قول ہے۔ کہ یہ دنبہ وہ تھا۔ جس کو ہابیل بن آدم علیہ السلام نے جو مقتول اور شہید ہوئے تھے۔ قربانی کے واسطے اللہ کی نذر کی تھی۔ اور تب سے ہی وہ دنبہ بہشت میں چرا کرتا تھا۔ اور جب اسحٰق نبی کو حضرت ابراہیم نے ذبح کرنا چاہا۔ تو ان کے فدیہ میں اللہ تعالٰے نے اس دُنبہ کو بھیجا۔ خداوند تعالٰے فرماتا ہے۔ نیکوکاروں کو ہم ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کو ان کی نیک خدمت کے عوض ان کو نیک خوشخبری دی۔ کیونکہ آپ نے خدا کے حکم بجالاتے میں اپنے بیٹے کو ذبح کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا تھا۔ اور بعض کا یہ قول ہے۔ کہ بیٹے کے ذبح کرنے کے واسطے حضرت ابراہیمؑ کو خواب نہیں آئی تھی۔ بلکہ خدا نے حکم دیا تھا۔ اور پھر اللہ نے ان کو فرمایا کہ یہ تیرے لئے ظاہر نعمت ہے یعنے جب اللہ نے معاف کر دیا۔ اور فدیہ میں دنبہ عنایت کیا۔ اسی کو نعمت ظاہر سے تعبیر کیا گیا ہے

اور بعض کا یہ قول ہے۔ کہ جب حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے لگے۔ اور اُن کے حلق پر چھُری رکھی۔ تو اس وقت آواز آئی۔ کہ اے ابراہیمؑ اپنے بیٹے کو ذبح نہ کر اس کو چھوڑ دے۔ ہماری اصلی غرض یہ نہ تھی۔ کہ تیرے بیٹے کی قربانی ہو۔ بلکہ یہ مقصود تھا کہ تو اپنے دل کو اپنے بیٹے کی محبّت سے خالی کر دے۔ اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جب اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا قصد کیا۔ تو اپنے دل میں کہا۔ کہ اے اللہ اگر یہ ذبیحہ کسی دوسرے کے ہاتھ سے ہوتا۔ تو اچھا ہوتا۔ خدا نے حکم دیا کہ نہیں یہ تیرے ہی ہاتھ سے ہوگا۔ اس کے بعد فرشتوں نے عرض کی۔ کہ اے اللہ تو نے ایسا کیوں کیا ہے۔ فرمایا اس واسطے کہ بلا کے اوپر اور بھی بلا زیادہ ہو۔ اس کے بعد فرشتوں نے عرض کی۔ کہ یہ کیوں؟ ارشاد ہوا۔ کہ یہ اس واسطے ہے کہ میرے سوا کسی اور کو دوست نہ بنائے۔ کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کسی اور کو دوست بنائے۔ اپنی دوستی میں میں کسی کو شریک کرنا نہیں چاہتا اور ابراہیمؑ کو اپنے بیٹے سے بڑی محبّت تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ بیٹے کے ذبح کرنے کے واسطے ان کو مجبور کیا گیا۔ اور حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کو دوست رکھتے تھے۔ اس کی سزا حضرت یعقوبؑ کو یہ ملی۔ کہ چالیس برس تک اپنے بیٹے سے الگ رہے۔ اور اس کے فراق میں رویا کئے۔ اور ہمارے نبی محمدؐ کو امام حسنؓ اور حسینؓ سے دوستی تھی۔ اور دل سے ان کو چاہتے تھے۔ اس کی جزا یہ ملی کہ لکھا ہے جبرئیلؑ پیغمبرؐ کے پاس آئے اور آ کر خبر دی کہ ان دونوں میں سے ایک کو تو زہر دیا جائیگا۔ اور دوسرا قتل ہوگا۔ اور یہ اس واسطے ہوا۔ کہ خدا کے سوا کسی اور کو دوستی میں اختیار نہ کرے +

عید کی نماز کا بیان

اگر کوئی شخص عید کی نماز کے واسطے عیدگاہ میں جائے۔ تو اس پر مستحب ہے۔ کہ دوسری راہ سے لوٹے۔ ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول عید کی نماز میں ایک راہ سے گئے۔ اور دوسری راہ سے واپس آئے۔ اور لوگوں کو اس میں اختلاف ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ مشرک لوگوں کے شر سے بچنے کے واسطے آپ نے دوسری راہ اختیار کی تھی۔ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ آنے کا راستہ نزدیک تھا۔ اس واسطے اس راستے سے آتے اور جاتے ہوئے زیادہ حسنات کے خیال سے دوسرے راستے سے تشریف لے گئے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ جس راستے سے آپ گذرے تھے۔ وہاں کی زمین آپ کے حق میں گواہی دیتی ہے۔ اس واسطے دوسرے راستے سے تشریف لائے۔ کہ اس راستے کی زمین بھی گواہی دے۔ اور بعض کا یہ مقولہ ہے۔ کہ پیغمبر خدا جاتے ہوئے تو ایک قبیلہ کی طرف سے گذرے اور آتے ہوئے دوسرے قبیلہ کی طرف سے تشریف لائے تھے تاکہ دونوں گروہوں کے لوگوں کو آپ کے دیدار کا ثواب برابر ملے۔ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ ہم نے تجھ کو جہان کے لوگوں کے واسطے رحمت بھیجا ہے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جو زمین پیغمبرؐ اور دوسرے پیغمبروں اور ولیوں کے پاؤں کے نیچے آتی ہے وہ اس سبب سے فخر کرتی ہے۔ اس لئے آپ نے مختلف راستے اختیار کئے۔ تاکہ دونوں طرف کی زمین کو فخر کا برابر درجہ ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جب پیغمبرؐ نے عیدگاہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ تو اس وقت آپ کا ارادہ یہ تھا کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جاؤں۔ اور واپسی کے وقت اپنے اہل وطن اور پانی اور مٹی کی طرف آ رہے تھے۔ جہاں ہمیشہ رہتے تھے۔ اس واسطے آپ نے اس بات کو مکروہ جانا۔ کہ جس راستے سے میں خدا کی طرف گیا ہوں۔ اسی راستے سے لوگوں کی طرف آؤں۔ اسی واسطے آپ نے دوسری راہ اختیار کی۔ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ پیغمبرؐ جس راستے گئے تھے اگر اسی راستے سے واپس آتے تو سب کو سُنّت کے طور پر آپ کی پیروی کرنی واجب ہو جاتی۔ اور اصحابوں کو نماز عید کے بعد یہ مشکل ہو جاتا کہ آپ سے جدا ہو کر مختلف راستوں کو جائیں۔ اس واسطے آپ نے چاہا کہ اُمّت کے لوگوں پر راستہ فراخ ہو جائے۔ جس طرف سے جس کا جی چاہے اسی طرف کو چلا جاوے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ کافروں اور منافقوں

کے مکر سے آپ نے خوف کیا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نماز کے بعد صدقہ دیا کرتے تھے۔ اور جو لوگ آپ کے ساتھ
تھے وہ بھی دیا کرتے تھے۔ اسلئے آپ نے ارادہ کیا۔ کہ متفرق فقیروں اور غریبوں کو صدقہ پہنچے۔ اس واسطے جدا جدا راہ
اختیار کئے تاکہ ہر راستے سے فقیروں کو صدقہ ملے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ رسولِ خدا نے دوسرا راستہ اس واسطے لیا تھا
کہ عیدگاہ میں ہر طرف سے آکر کثرت سے لوگوں کا ہجوم ہو گیا تھا۔ اور مخلوق کے انبوہ کے سبب ایک ہی راستے سے
نکلنے میں بڑی دقت تھی ٭

قربانی اور عید الضحیٰ کی بزرگی

عبداللہ بن قرط روایت کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ اللہ کے نزدیک سب دنوں سے زیادہ بزرگ دن قربانی
کا ہے اور روایت میں آیا ہے۔ کہ پیغمبر خدا نے فاطمہؓ سے فرمایا کہ اپنی قربانی کسی طرف کھڑی ہو۔ اور اس کے پاس موجود
رہو۔ کیونکہ قربانی کے جانور کی گردن سے خون کا جو پہلا قطرہ ٹپکے گا۔ اس کے عوض میں تیرے سب گناہ معاف کئے
جائینگے۔ اور اس وقت یہ کہو۔ کہ میری نماز میری عبادت میری زندگی میری موت سب اللہ کے واسطے ہے۔ جو تمام
جہان کے لوگوں کا پالنے والا ہے۔ روایت میں آیا ہے۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ حضرت داؤد نے خدا
کی درگاہ میں سوال کیا۔ کہ اے اللہ جو آدمی محمدؐ کی اُمت سے قربانی کرے۔ اس کا کیا ثواب ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جواب دیا
کہ اس کا ثواب یہ ہے کہ ہر ایک بال کے عوض میں اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اور دس بُرائیاں دُور ہوتی ہیں۔ اور
دس درجے اس کے واسطے بلند کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد پوچھا۔ کہ جب قربانی کا پیٹ پھاڑتے ہیں۔ تو اسوقت
کس قدر ثواب ملتا ہے۔ جواب ملا۔ کہ اس کا عوض یہ ہے کہ جب اپنی قبر سے اُٹھتا ہے تو اس کا حشر ایسی حالت میں ہوتا
ہے کہ اس کو بھوک اور پیاس نہیں ہوتی۔ اس سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ اور قیامت کا خوف اس کے نزدیک نہیں چھوتا
اور فرمایا کہ اے داؤد جو شخص قربانی کرتا ہے۔ اس کو قربانی کے ہر ایک ٹکڑے کے عوض میں بہشت میں ایک جانور عطا
کیا جاتا ہے جو اونٹ کے برابر ہوتا ہے۔ اور قربانی کے گوشت کے ہر ایک ٹکڑے کے بدلے بہشت کے گھوڑوں میں سے اس کو
ایک گھوڑا مرحمت ہوتا ہے۔ اور اس کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں۔ اُتنے ہی جنت میں اُس کو محل ملتے ہیں۔ اور اسکے
ہر بال کے برابر اسکی خدمت کے واسطے ایک حُور عطا کی جاتی ہے۔ اے داؤد تم کو یہ معلوم نہیں ہے۔ کہ قربانیاں قربانی
کرنے والے لوگوں کی سواریاں ہیں۔ یہ گناہوں کو محو کرتی ہیں۔ بلاؤں کو دور کر دیتی ہیں۔ اس واسطے تو لوگوں کو قربانی
کرنے کے واسطے حکم دے۔ پس یہ قربانی مومنوں کا ایسا ہی صدقہ ہے جیسا کہ اسحٰقؑ کا ذبیحہ صدقہ تھا۔ اور خدا کے
رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ اپنی قربانیاں اچھی طرح کرو۔ کیونکہ یہ قیامت کے دن تمہاری سواریاں ہیں اور
حضرت علیؓ نے اس آیت کو پڑھا۔ کہ جب رحمان کی طرف پرہیزگار لوگوں کا حشر ہوگا۔ تو یہ لوگ اپنے اچھے اچھے
اونٹوں پر سوار ہونگے۔ اور وہ اونٹ ان لوگوں کی قربانیاں ہی ہونگی۔ قربانیوں کے عوض میں ان کو ایسے اونٹ ملینگے
کہ انھوں نے ویسے کبھی دیکھے نہیں ہونگے۔ اور ان کے اوپر سونے کے پالان پڑے ہونگے۔ اور ان کے ناک کی نکیلیں زبرجد
کی ہونگی۔ ان اونٹنیوں پر یہ لوگ سوار ہو کر بہشت کو جائینگے۔ اور جب دروازوں پر پہنچینگے تو اُنہیں کھٹکھٹائینگے۔ اور
اور ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ کہ اے مسلمانوں قربانی کرو۔ اور خوشی خوشی کرو۔ کیونکہ جو شخص
قربانی کرتا ہے۔ اور اس کا مُنہ قبلہ کی طرف کرکے ذبح کریں۔ اور اس قربانی کا جس قدر خون اور بال ہوتے ہیں۔ قیامت
کے دن تک اس کے واسطے نگاہ رکھے جاتے ہیں۔ جس قدر خون زمین پر گرتا ہے۔ خدا اس کو اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے

خرچ تھوڑا کرو اور اس کا اجر زیادہ ملیگا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے دو دُنبے خاکی سیاہی مائل منگوائے ان کے سینگ بڑے بڑے تھے۔ اور ایک کو ان میں سے پہلو کے بل لٹا دیا۔ اور یہ کہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ واللہ اکبر۔ اے اللہ یہ محمدؐ اور اس کے اہل بیت کی طرف سے ہے۔ اور اس کے بعد دوسرے کو لٹایا۔ اور کہا بسم اللہ اللہ اکبر۔ اور کہا کہ یہ محمدؐ اور اس کی اُمت کی طرف سے ہے۔ اور جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں۔ کہ قربانی کے روز پیغمبر خدا نے دو دنبے قربانی کئے۔ اور ہبتہ اللہ نے محمد بن احمد بن حارث معدل کوفی سے اور وہ قاضی محمد بن محمد بن عبد اللہ جعفی سے اور وہ محمد بن جعفر اشجعی سے اور وہ علی بن منذر طرقی سے اور وہ ابن فضیل سے اور وہ ہشام سے اور وہ عروہ سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ عائشہ رضی سے اور وہ حضرت رسول خدا سے روایت کرتی ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے جو آدمی قربانی کے دن اپنی قربانی کے پاس اس واسطے جاتا ہے۔ کہ اس کو ذبح کرے۔ خدا اس کو بہشت کے نزدیک کر دیتا ہے۔ اور جب ذبح کرتا ہے تو خون کا پہلا قطرہ جو گرتا ہے اسکے عوض اس کو بخشدیتا ہے۔ اور پھر حشر کے میدان میں جانے کے لئے وہ قربانی اس کی سواری بنتی ہے۔ اور جس قدر اس کے جسم پر بال اور پشم ہوتی ہے۔ ان کے برابر اس کو نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔ اور انس بن مالکؓ کہتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا نے دو دنبے قربانی کئے ہیں۔ جو خاکی رنگ املح تھیں۔ اور ذبح کرتے وقت آپ نے بسم اللہ پڑھی۔ اور اپنا پاؤں ان کے مُنہ پر رکھے۔ اور ابو عبیدہ کہتے ہیں۔ کہ املح اس کو کہتے ہیں۔ جو سیاہ اور سفید رنگ کا ہو۔ اور اس کی سیاہی زیادہ ہو۔ اور وہ سیاہی میں دیکھتی ہو۔ اور سیاہی میں بیٹھی ہو۔ اردو میں اس قسم کے جانور کو ابلق کہتے ہیں۔ اور عائشہ رضی نے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ایک ایسا خاکی رنگ دُنبہ لاؤ۔ جو سیاہی میں دیکھتا اور سیاہی میں بیٹھتا ہو۔ آپ کے فرمان کے موافق دنبہ لائے۔ اور آپ نے اس کی قربانی کی۔ اس کو لٹا کر ذبح کیا اور ذبح کرنے کے وقت یہ فرمایا۔ بسم اللہ اے بار خدایا محمد اور محمد کی آل اور محمدؐ کی امت کی طرف سے اس کو قبول کر۔ اور جو لوگ اصحاب حدیث ہیں۔ وہ رسولؐ کے قول کے یہ معنی کرتے ہیں۔ کہ وہ چربی اور گوشت سے اس قدر موٹا ہو۔ کہ اپنے سایہ میں جاتا ہو۔ اور اپنے سایہ ہی میں بیٹھتا ہو۔ اور جو اہل لغت ہیں وہ اس جگہ سواد کے معنے یہ کرتے ہیں۔ کہ دونوں ہاتھ اور دونوں آنکھیں سیاہ ہوں۔ اور دونوں زانوں بھی سیاہ رکھتا ہو۔

عید الضحیٰ کی رات میں نماز کا بیان

عید الضحےٰ کی رات میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھے۔ کہ ہر ایک رکعت میں پندرہ پندرہ دفعہ یہ سورتیں پڑھے۔ سورۂ فاتحہ۔ قل ھو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس۔ اور جب سلام پھیرے تو تین دفعہ آیت الکرسی پڑھے۔ اور پندرہ مرتبہ استغفر اللہ پڑھے۔ اور اس کے بعد دنیا اور دین کی جو خواہش رکھتا ہو۔ خدا وند تعالےٰ کی درگاہ سے اسکی درخواست کرے۔

قربانی کا بیان

قربانی کرنی سُنت ہے۔ اور جس آدمی کو قربانی کرنے کی مقدرت ہو۔ امام احمد اور مالک اور شافعی کے نزدیک قربانی کا ترک کرنا اچھا نہیں۔ اور ان کے سوا دوسروں کے نزدیک قربانی کرنی واجب ہے اور مستحب ہونے کی وجہ نہ واجب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ مجھ کو تو قربانی کرنے کے واسطے حکم دیا گیا ہے اور تمہارے اوپر قربانی کا کرنا سنت ہے اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے تین چیزیں میرے اوپر تو فرض کی گئی ہیں اور تمہارے اوپر وہ نفل ہیں اور وہ یہ ہیں: قربانی کرنی۔ وتر کی نماز۔ نماز صبح

کے پہلے دو رکعت۔ اور ام سلمہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب ذی الحج کا عشرہ شروع ہو تو جو آدمی تم میں سے قربانی کرنا چاہتا ہو۔ تو وہ اس میں اپنے بال یا بدن کی کسی چیز کو نہ اُتر آئے۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے ہر ایک آدمی کی خواہش پر قربانی کو منحصر رکھا ہے۔ اور جو شروع میں واجب کی گئی ہے۔ وہ ارادہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتی +

قربانی کے جانوروں کی بزرگی اور فضیلت کا بیان

قربانی کے واسطے سب جانوروں سے افضل اونٹ ہے۔ اور اس کے بعد گائے ہے اور اس کے بعد بکری۔ اور چھ مہینے کے بھیڑ کے بچّہ کی قربانی اور اس کے سوا اوروں کے جو دو دانت والے ہوں قربانی جائز ہے۔ جذع کامل چھ ماہ کا ہوتا ہے۔ ثنیٰ ایک سال کامل کا ہوتا ہے۔ اور اگر گائے قربانی کرے تو وہ کامل دو سال کی ہو۔ اور اونٹ پانچ سال کا کامل ہو۔ اور ایک بکری ایک آدمی کو قربانی میں دینی کفایت کرتی ہے۔ اور اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ اور قربانی کے جانور کا رنگ سفید ہونا افضل ہے۔ اور اس کے بعد زرد ہے اور اس کے بعد سیاہ ہے۔ اور قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے۔ اور اگر آپ ذبح کرنا نہ جانتا ہو۔ تو اسکو ذبح کرتے ہوئے دیکھے۔ اور قربانی کی ایک تہائی اپنے خاص صرف کے واسطے رکھے اور دوسری تہائی رشتہ داروں اور دوستوں کو ہدیہ دے۔ اور جو باقی تیسرا حصّہ رہ جائے وہ خیرات کرے۔ اور عیب دار جانور کی قربانی سے پرہیز کرے۔ اور جانور کے واسطے پانچ عیب ہیں۔ اگر ان میں سے کسی میں ایک عیب بھی ہو۔ تو اس کی قربانی نہ کرے سینگ ٹوٹا ہوا ہو کان کٹا ہوا ہو۔ مگر اس میں اختلاف ہے۔ بعض تو یہ کہتے ہیں کہ سینگ اور کان کا زیادہ حصّہ جاتا رہا ہو اور بعض کہتے ہیں۔ کہ تیسرا حصّہ ندارد ہو۔ اور جس کے سینگ ہی نہ ہوں۔ اُسکی قربانی بھی نہ کرے۔ کیونکہ وہ سینگ کٹے ہوئے جانور کی مانند ہی ہوتا ہے۔ اور یہ قول صحیح ہے اور جو اندھا جانور ہو۔ اُس کی قربانی بھی نہ کرے یعنے جس کو آنکھوں سے کچھ نظر نہ آتا ہو۔ اور جو بکری دُبلی ہو اسکی قربانی کرنی بھی جائز نہیں یعنے جس کے بدن کا گودا پگھل گیا ہو اور لنگڑے جانور کی قربانی بھی نہ کرے یعنے جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔ اور چل کر جنگل میں چرنے کے واسطے نہیں جا سکتا ہو اور ایسے جانور کی قربانی بھی نہ کرے۔ جس کو ضعیفی اور ناتوانی کے سبب سے چراگاہ میں چھوڑ دیا گیا ہو اور بیمار جانور کی قربانی بھی نہ کرے اور نہ اُسکی قربانی کرے جس کو خارش کی بیماری لاحق ہو۔ کیونکہ خارش کی بیماری سے جانور کا گوشت خراب اور ناقص ہو جاتا ہے اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ مقابلہ کی قربانی نہ کرو۔ اور مقابلہ یہ ہے کہ جانور کے کان کا آگے کا تمام حصّہ کٹ گیا ہو۔ اور پچھلا باقی ہو اور جس جانور کے کان کا پچھلا حصّہ کٹ گیا ہو اس کی قربانی بھی نہ کرے اس کو مدابرہ کہتے ہیں اور داغ دینے کے سبب سے جس کے کان میں سوراخ پڑ گیا ہو اس کی قربانی بھی جائز نہیں اور اس قسم کے جانور کو خرقا کہتے ہیں اور داغ دینے کے سبب سے جس کا کان پھٹ گیا اس کی قربانی بھی نہ کریں ایسے جانور کو شرقا کہتے ہیں اور اس کو نہی تنزیہ پر محمول کیا گیا ہے یہ نہی تحریمہ نہیں ہے اور ایسے جانوروں کی قربانی کرنے سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔ اور اگر اُن کی قربانی کرے۔ تو جائز بھی ہے۔ اور قربانی کرنے کے واسطے تین دن مقرر ہیں۔ ایک تو عید کا دن ہے۔ اس میں نماز کے بعد قربانی کرے اور یا نماز کے وقت میں اگر نماز نہ پڑھے۔ اور دو روز عید کے بعد کے ہیں۔ اکثر فقہا کا مذہب یہی ہے اور امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ عید کے دن اور تشریق کے تین دن میں قربانی کریں۔ اور جو تین دن پہلے بیان ہوئے ہیں انکو

حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ اور ابن عباس اور ابی ہریرہ رضہ نے نقل کیا ہے اور جو آدمی نماز سے پہلے قربانی کرتا ہے اسکی وہ قربانی دوسری بکریوں کے گوشت کی مانند ہے کیونکہ قربانی کرنے والے کو اس کا ثواب نہیں ملتا۔ کیونکہ منصور رضہ شعبی سے اور وہ براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے ایک دفعہ قربانی کے دن ہم لوگوں میں نماز کے بعد خطبہ پڑھا۔ اور اس میں ارشاد فرمایا۔ کہ جو آدمی اس طرح نماز پڑھتا ہے کہ جس طرح ہم پڑھتے ہیں۔ اور ہماری طرح قربانی دیتا ہے۔ وہ ہمارے ان اصحابوں میں شریک ہوتا ہے جو قربانی کرنیوالے ہوتے ہیں۔ اور جو آدمی نماز کے پہلے قربانی کرتا ہے تو اس کی قربانی بکری کا گوشت ہے۔ اس وقت ابو بردہ بن طیار کھڑے ہو گئے۔ اور اس نے عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول میں تو نماز پڑھنے سے پہلے ہی قربانی کر آیا ہوں۔ کیونکہ میں نے یہ سمجھا تھا۔ کہ آج کھانے پینے کا دن ہے۔ اس واسطے میں نے قربانی کرنے میں جلدی کی ہے۔ قربانی کر کے آپ کھایا ہے اور لوگوں کو کھلایا ہے۔ جن میں اپنے اہل اور ہمسائے شامل ہیں۔ خدا کے رسول مقبول نے سُنکر فرمایا۔ کہ تیری وہ قربانی بکری کا گوشت ہے۔ اس کے بعد ابو بردہ نے عرض کی کہ میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے اور عمر میں چھ ماہ کا ہے اور ایسا ہے کہ دو بکریوں سے بہتر ہے۔ اگر میں اُسکی قربانی کروں تو میرے واسطے وہ کافی ہے۔ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا۔ کہ ہاں تیرے واسطے وہ کفایت کرتا ہے مگر تیرے بعد کوئی دوسرا ایسا نہ کرے اور اسود بن قیس راوی ہیں کہ خدا کے رسول مقبول کو میں نے دیکھا۔ کہ قربانی کے دن ایک قوم پر آپ کی گذر ہوئی اس قوم کے لوگوں نے نماز سے پہلے قربانی کی تھی۔ آپ نے وہ حال دیکھ کر فرمایا۔ کہ جس آدمی نے نماز سے پہلے قربانی کی ہے وہ دوسری دفعہ پھر قربانی کرے اور ایک حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ اگر کوئی آدمی نماز سے پہلے قربانی کرے تو اس کو نماز کے بعد پھر قربانی کرنی مناسب ہے۔ اور جس نے نماز سے پہلے قربانی نہ کی ہو۔ وہ نماز کے بعد قربانی کرے ؛

تشریق کے دنوں کا بیان

خداوند تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ (گنے ہوئے دنوں میں تم خدا کو یاد کرو) اور اس جگہ یاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ نمازوں کے بعد اور ہر کنکری پھینکنے کے وقت تکبیر کہے۔ اور پہلی دہائی سے لیکر ایام تشریق کے آخر تک تکبیر کہنی مستحب ہے اور گنے ہوئے دنوں سے تشریق کے دن مقصود ہیں۔ اور وہ منا کے تین دن ہیں۔ اور جو ایام معلومات ہیں وہ دس روز ہیں۔ اور بہت سے عالم لوگ اسی قول پر ہیں اور خداوند تعالےٰ کے قول کو اس پر دلیل لاتے ہیں۔ فرمایا ہے (اگر کوئی دو روز میں ہی جلدی سے نکل آئے تو اس پر گناہ نہیں اُغرض حاجیوں کا حج سے باہر آنا ایام تشریق میں ہے چاہے دو دن کے بعد ہو اور چاہے تین دن کے بعد اور ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ گنے ہوئے دنوں میں میرا ذکر کرو۔ اور یہ دن قربانی کے بعد تشریق کے تین دن ہیں۔ اور کم ہونے کے باعث سے خداوند تعالےٰ نے ان دنوں کو گنے ہوئے دنوں سے تعبیر فرمایا ہے۔ انسان کی عمر کے مقابلہ میں یہ بہت تھوڑے سے دن ہیں۔ جیسا کہ رمضان کے مہینہ کی نسبت بھی خدا نے فرمایا ہے کہ یہ گنے ہوئے دن ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے (یوسف کو کم قیمت یعنے چند درہموں سے بیچا) اور بعض نے کہا ہے کہ ان دنوں کو اسواسطے گنے ہوئے دنوں سے تعبیر کیا ہے۔ کہ یہ حج کے دنوں میں شمار ہوتے ہیں اور حاجی لوگ اپنے فرائض سے جیسے مزدلفہ میں رات کا رہنا اور منا میں سنگریزے پھینکنا ان دنوں کے بعد فارغ ہو جاتے ہیں اور زجاج کہتا ہے تھوڑی

سی چیز لغت میں گنتی کی چیز کو کہتے ہیں اس واسطے ان دنوں کا نام یہ رکھا گیا ہے۔ غرض ایام تشریق گنتی کے دن ہیں اور ذکر سے مراد ان دنوں میں تکبیر کہنا ہے نافع ابن عمرؓ سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے گنتی کے دن تین ہیں ایک تو قربانی کرنے کا دن اور دو دن اس کے بعد میں۔ اور ابراہیم نخعیؓ کہتے ہیں۔ گنتی کے دنوں سے ذی الحجہ مہینہ کے دس روز مراد ہیں۔ اور معلومات سے مراد قربانی کرنے کے دن ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ نے جو یہ فرمایا ہے (تم خدا کو اس طرح یاد کرو جیسا کہ اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو) اسکی نسبت مفسروں نے لکھا ہے کہ عرب میں یہ دستور تھا کہ جب لوگ حج سے فارغ ہوتے تھے تو اس وقت خانہ کعبہ کے نزدیک کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور اپنے آبا اور اجداد کی بزرگیاں اور ان کا فخر ظاہر کرتے تھے مثلاً ایک یہ کہتا کہ میرے باپ کا یہ دستور تھا کہ وہ میزبان بنتا تھا۔ اور لوگوں کو اپنا مہمان بناتا تھا۔ اور پھر اپنے مہمانوں کو کھانا کھلاتا تھا۔ اور انکی تعظیم اور تکریم بجا لاتا تھا۔ اونٹوں کی قربانی کرتا تھا۔ قیدیوں کو قید سے آزادی بخشتا تھا۔ غلام آزاد کرتا تھا۔ اور اسی طرح اور اوصاف بیان کرتا۔ پس اللہ تعالےٰ نے حکم دیا۔ کہ تم خدا کو یاد کرو۔ جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ اور فرمایا کہ تم مجھے یاد کرو۔ کیونکہ میں نے تمہارے اور تمہارے باپوں کے لئے یہ کام کیا۔ تمہارے اور انکے ساتھ نیکی کی۔ اور تم پر اور ان پر پھر احسان کیا۔ اور سدی کہتے ہیں کہ عرب کے لوگ جب عبادت کر چکتے تو منا میں جا کر کھڑے ہو جاتے۔ ایک اُٹھ کر خدا کی درگاہ میں عرض کرتا۔ کہ اے اللہ میرے باپ کا بہت بڑا پیالہ تھا۔ اور انکی بہت بڑی دہلیز تھی۔ اور بڑا مالدار تھا۔ مجھے بھی اُنکی طرح ہی مال اور دولت عطا کر یہ لوگ حقیقت میں اللہ کو یاد نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اپنے باپوں کو یاد کیا کرتے تھے۔ اور دنیا ہی کی نعمت اور دولت پانے کی آرزو رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس آیت کو نازل کیا اور ابن عباس اور عطا اور ربیع اور ضحاکؒ کہتے ہیں۔ اس آیت کے یہ معنے ہیں۔ کہ تم خدا کو اس طرح یاد کرو۔ جیسا کہ اپنے باپوں کو لڑکے یاد کرتے ہیں۔ جب لڑکا کچھ بولنے لگتا ہے تو باپ کو ابا اور ماں کو اماں کے نام سے پکارتا ہے اور دوڑ کر ان سے لپٹ جاتا ہے۔ اور عمر بن مالک ابی جوز سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ابن عباسؓ سے کہا کہ مجھے خدا کے اس قول کے معنی بتلاؤ۔ قول (تم اللہ تعالیٰ کو اپنے باپوں کو یاد کرنے کی مانند یاد کرو) کوئی دن ایسا بھی آجاتا ہے کہ اُس میں بیٹا اپنے باپ کو ہرگز یاد نہیں کرتا۔ ابن عباس نے فرمایا۔ کہ جیسا تم نے سمجھا ہے اس کے معنی ویسے نہیں ہیں۔ اس سے یہ مطلب ہے۔ کہ اگر تم کسی کو دیکھو۔ کہ وہ خدا کی نافرمانی کرتا ہے۔ تو اس پر ایسا غصہ کرو جیسا کہ تم کو اس شخص پر غصہ آتا ہے جو تمہارے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ غصہ کرو۔ محمد بن کعب کہتے ہیں کہ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا میں اَوْ بلکہ کے معنوں میں آیا ہے۔ اور مقاتل کہتا ہے۔ کہ اکثر کے معنی میں ہے جیسے کہ اس قول میں ہے اَوْ اَشَدُّ قَسْوَۃً اَوْ اَشَدُّ خَشْیَۃً یعنے سختی کے رو سے بہت زیادہ اور خوف کے رو سے بہت زیادہ +

ذکر کا بیان

اللہ جل شانہ نے قرآن میں چند چیزوں کو ذکر کے نام سے پکارا ہے اور وہ یہ ہیں۔ توریت فرمایا ہے کہ (اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھو) یعنی اہل توریت سے اور قرآن کو بھی ذکر کے نام سے یاد کیا ہے (کہ یہ مبارک ذکر ہے جس کو ہم نے بھیجا ہے) یعنی قرآن اور لوح محفوظ کو بھی ذکر سے موسوم کیا ہے۔ فرمایا ہے (ذکر کے بعد ہم نے زبور میں لکھا) یعنی لوح محفوظ میں لکھنے کے بعد اور نصیحت کو بھی ذکر کہا ہے۔ فرمایا ہے (جب اس کو بھول گئے۔ جس کا کہ ان کے پاس ذکر کیا گیا تھا) یعنی جو نصیحت کی گئی تھی۔ اور رسول مقبول کو بھی ذکر سے نامزد کیا ہے (اللہ نے تمہارے پاس ذکر کو

بھیجا ہے جو رسول ہے) اور خبر کو بھی ذکر سے پکارا ہے۔ فرمایا ہے (یہ انکی خبر ہے جو میرے ساتھ ہیں۔ اور انکی خبر ہے جو مجھ سے پہلے گذرے ہیں) اور شرف اور بزرگی کو بھی ذکر کہا ہے۔ فرمایا ہے (یہ ذکر خاص کر تیرے لئے ہے اور تیری قوم کے لئے) یعنی شرف اور بزرگی اور توبہ کو بھی ذکر کہا ہے۔ فرمایا ہے (ذکر کرنے والوں کے لئے یہ ایک ذکر ہے) یعنی توبہ اور نماز کو بھی ذکر کہا ہے (تم اللہ کا ذکر کرو جیسا کہ تم کو اس کی تعلیم دی گئی ہے) یعنی نماز پڑھو۔ اور عصر کو بھی ذکر سے نامزد کیا ہے۔ حضرت سلیمانؑ کی حکایت میں فرمایا ہے (اپنے رب کے ذکر سے مال کی محبت کو میں نے زیادہ دوست رکھا) یعنی عصر کی نماز سے اور جمعہ کو بھی ذکر کہا ہے۔ فرمایا ہے (تم خدا کے ذکر کی طرف دوڑو) یعنی جمعہ کی نماز کی طرف۔ اور شفاعت کو بھی ذکر کہا ہے۔ حضرت یوسفؑ علیہ السلام کی حکایت میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے (اپنے رب کے پاس میرا ذکر کرنا) یعنی اپنی شفاعت کرنا۔ اور طاعت کو بھی ذکر کہا ہے (تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کرونگا) یعنی تم طاعت سے مجھے یاد کرو۔ میں تمہیں مغفرت سے یاد کرونگا۔ اور ندامت کو ذکر کہا ہے۔ فرمایا ہے (جب تم اپنے نفسوں پر ظلم کرو۔ تو اس وقت اپنے دل میں اللہ کا ذکر کرو) یعنے دل میں نادم ہوؤ۔ اور اس کی بخشش چاہو اور تکبیر کو ذکر کہا ہے۔ فرمایا ہے (تشریق کے دنوں میں اللہ کا ذکر کرو) یعنے خدا کی تکبیر کہو۔

ایام تشریق وغیرہ کی وجہ تسمیہ

ایام تشریق میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ مشرک لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ اے شبیر تو سفید ہو۔ تاکہ ہم چلیں یعنے روشن ہو اور ہم تیری روشنی میں اپنے رستے آئیں جائیں۔ اور شبیر ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اور جب تک آفتاب نہیں نکلتا تھا۔ مشرک لوگ مزدلفہ سے نہیں چلا کرتے تھے۔ اور جب اسلام کی روشنی پھیل گئی۔ تو پھر ان کا یہ قول باطل ہو گیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ان دنوں کا نام ایام تشریق اس واسطے ہوا ہے کہ لوگ قربانی کے گوشت کے ٹکڑے کر دیتے تھے۔ اور آفتاب میں انہیں سکھلاتے تھے۔ اور جو گوشت آفتاب میں خشک کیا جاتا ہے اس کو تشریق اللحم کہتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ عید کی نماز اور قربانی کے دن کو تشریق کہتے ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عید کی نماز کا وقت اس وقت ہوتا ہے جبکہ آفتاب چمکتا ہے۔ اور مصلی کو بھی اس واسطے مشرق کہتے ہیں۔ کہ وہ وہاں آفتاب نکلنے کا منتظر ہوتا ہے۔ پس اس لحاظ سے عید کے دن کا نام تشریق رکھا گیا ہے اور پھر بعد میں ان دنوں کا نام جو عید کے بعد آتے ہیں تابع ہونے کے سبب سے تشریق ہوا۔ اور لوگوں نے ذوالنون مصری سے پوچھا۔ کہ موقف کو مشعر کیوں کہتے ہیں۔ جواب میں فرمایا اس واسطے۔ کہ کعبہ خدا کا گھر ہے اور حرم اس کا پردہ ہے اور جو اس کا دروازہ ہے وہ مشعر ہے۔ اور جب کوئی شخص خدا کے گھر کی زیارت کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اس کو دروازہ پر ہی کھڑا کیا جاتا ہے تاکہ خدا کی درگاہ میں عاجزی کرے۔ اور پھر دوسرے پردہ میں جسے مزدلفہ کہتے ہیں کھڑا ہوتا ہے۔ اور خدا کی درگاہ میں عاجزی کرے۔ اور جب اس کی زاری قبول ہوتی ہے تو اس کو قربانی کا حکم دیا جاتا ہے اور جب قربانی کرے تو گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس کو حکم ہوتا ہے کہ طہارت کر کے خانہ کعبہ کی زیارت کرے۔ سوال کیا گیا کہ تشریق کے دنوں میں روزے مکروہ کیوں ہوئے۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں۔ کہ خانہ کعبہ کی زیارت کرنے والے اللہ تعالےٰ کے مہمان ہیں اور مہمان کو یہ لازم نہیں ہے کہ جس نے دعوت کی ہو۔ اُس کے گھر میں روزہ رکھ کر جاوے۔ اس کے بعد پھر پوچھا کہ اے ابو الفیض خانہ کعبہ کے پردے میں جو آدمی لٹکتے ہیں یہ کیوں لٹکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ان کا لٹکنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ کوئی بندہ اپنے مالک کا گناہ کرتا ہے۔ اور پھر گناہوں کے بخشوانے کے واسطے اپنے صاحب کا دامن پکڑ لیتا ہے اور عاجزی اور زاری سے معافی کی درخواست کرتا ہے۔

ایام تشریق میں تکبیریں

علماء کا اس میں اختلاف ہو کہ تشریق کے دنوں میں کس قدر تکبیریں کہی جاویں۔ نافع کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ اور ...

صاحبزادے عبداللہ کا یہ معمول تھا۔ کہ تشریق کے دنوں میں نماز کے بعد تکبیر کہتے تھے۔ مجلس میں تکبیر کہتے تھے۔ فرش پر تکبیر کہتے تھے اور خیموں میں تکبیر کہتے اور دوسرے آدمی بھی ان کو دیکھ کر تکبیر پڑھتے تھے۔ اور اس پر اتفاق ہے کہ تکبیر کہنی سُنّت ہے صرف اس کی تعداد اور اندازے میں اختلاف ہے اور حضرت علیؓ کا یہ دستور تھا۔ کہ آپ عرفہ کے دن صبح کی نماز سے لیکر تشریق کے آخری دن کی عصر کی نماز تک تکبیر کہا کرتے تھے۔ ہمارے امام احمد بن محمد بن حنبلؒ کا بھی یہی مذہب ہے، اور امام شافعی بھی ایک قول میں ایسا ہی کہتے ہیں۔ اور ابو یوسف اور محمد بن حسن کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور یہ سب قولوں میں سے بہتر اور صحیح قول ہو اور دوسرے قولوں کا جامع ہے، اور عبداللہ بن مسعود عرفہ کے دن صبح کی نماز سے تکبیر شروع کرتے تھے اور قربانی کے دن میں عصر کی نماز تک کہتے تھے۔ امام اعظم ابی حنیفہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور ابن عباس اور زید بن ثابتؓ قربانی کے دن ظہر کی نماز سے تکبیر کہنی شروع کرتے تھے اور ایام تشریق کے آخر روز کی عصر کی نماز تک کہتے تھے اور عطار کا بھی قول ہے، اور امام شافعی کہتے ہیں کہ قربانی کے روز ظہر کی نماز سے تکبیر کہنی شروع کرے، اور تشریق کے آخری دن کی صبح کی نماز تک حاجیوں کی پیروی کے واسطے پڑھتا ہے۔ امام مالکؒ کا بھی یہی قول ہے اور امام شافعی کا تیسرا قول یہ ہے کہ قربانی کی رات میں مغرب کی نماز سے تکبیر شروع کرے اور تشریق کے آخری دن کی صبح کی نماز تک جاری رکھے۔ اور ابن مسعودؓ تکبیر کے الفاظ کو دو دفعہ کہا کرتے تھے یعنے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد امام احمد اور ابو حنیفہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور اہل عراق کا بھی یہی مذہب ہو۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ امام مالک اللہ اکبر اللہ اکبر دو دفعہ کہا کرتے تھے اور اس کے بعد لا الٰہ الا اللہ کہتے تھے اور سعید بن جبیر تین دفعہ اللہ اکبر پے درپے کہا کرتے تھے۔ اور پھر بعد میں آخر تک تکبیر کہتے تھے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔ امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہو۔ اور اہل مدینہ بھی اسی کی پیروی کرتے ہیں۔ اور قتادہؒ اس طرح کہا کرتے تھے۔ اللہ اکبر کبیراً اللہ اکبر علےٰ ما ہدینا اللہ اکبر وللہ الحمد اور ابو ہریرہؓ خدا کے رسول مقبول سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے۔ منیٰ کے دن اس واسطے ہیں، کہ لوگ ان میں کھائیں پئیں، اور خدا کو یاد کریں، اور جعفر بن محمدؒ کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے تشریق کے دنوں میں ایک شخص کو بھیجا، اور اس کو ارشاد کیا کہ تو بلند آواز سے یہ کہدے۔ اے لوگو یہ دن کھانے اور پینے کے واسطے ہیں اور جماع کرنے کے لئے ہیں ✤

احرام کی حالت میں تکبیر

اگر کوئی آدمی محرم ہو، تو وہ قربانی کے دن ظہر کی نماز کے بعد سے تشریق کے دنوں کے آخر تک تکبیر کہے۔ مگر یہ اس صورت میں ہے کہ جماعت کے ساتھ فرض کی نماز ادا کرے۔ اور جب اکیلا ہو۔ تو تکبیر نہ کہے اور نہ ہی نفلوں کے بعد کہے۔ یہ امام احمد کا مذہب ہے ✤

عید فطر کی تکبیر

جس طرح عید الضحےٰ میں تکبیر ذکر کیا گیا ہے۔ عید فطر میں بھی اسی طرح کہے۔ بلکہ یہ بہتر ہے کہ عید فطر کی رات کو تکبیر زیادہ کہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، تم ماہ رمضان کو کامل کرو، اور تکبیر کہو جیسا کہ تمہیں کہا گیا ہے آیت کے آخر تک، اور اسکی ابتدا عید کی رات میں اس وقت کرے جبکہ آفتاب غروب ہو جاوے۔ اور عید کے دن دونوں خطبوں سے جب امام فارغ ہو جاتا ہے تو اس کے بعد تکبیر کہنے کا وقت نہیں رہتا۔ اور ابو حنیفہؒ یہ کہتے ہیں، کہ کوئی تکبیر عید کے دن سنت نہیں ہے اور امام مالک کا یہ قول ہے کہ عید فطر کے دن میں تکبیر کہے اور اس کی رات کو تو کہے اور نماز کے آنے تک تکبیر کہنے کا وقت ہے یعنے جب امام صاحب آجائیں۔ اور آدمی آنے لگیں تو اُس کے بعد نہیں۔ اور امام شافعی کہتے ہیں کہ عید کی

رات کو جب آفتاب غروب ہو جائے تو اس وقت تکبیر کہنی شروع کرے۔ اور دونوں خطبوں سے امام کے فارغ ہونے تک کہتا رہے اور ایک قول میں اس طرح آیا ہے کہ عید کی رات میں آفتاب کے ڈوبنے کے بعد شروع کرکے اس وقت تک کہے کہ امام مصلے پر کھڑا ہو جاوے یعنی نماز کے وقت تک۔ اور ایک قول میں اس طرح آیا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے کہنے تک اور ایک قول میں یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہونے تک کہے +

عاشورہ کے دن کی بزرگی کا بیان

خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ کی کتاب میں مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔ اور ان میں سے چار مہینے حرام ہیں۔ انکا ذکر پہلے کیا گیا ہے اور ماہ محرم ان مہینوں میں سے ہی ہے اور انہی میں عاشورہ کا دن واقع ہوتا ہے جو آدمی اس میں طاعت اور عبادت کرتا ہے۔ خداوند تعالےٰ اس کو بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ مجاہد سے اور وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی محرم کے مہینہ میں روزہ رکھے تو اس کو ہر ایک روزہ کے عوض تیس روزوں کا ثواب مرحمت ہوتا ہے اور میمون بن مہران رضہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی ماہ محرم میں عاشورہ کے دس روزے رکھے تو اس کو دس ہزار فرشتوں کا ثواب عنایت کیا جاتا ہے اور اگر کوئی خاص عاشورہ کے دن روزہ رکھے تو اس کو دس ہزار شہیدوں کا ثواب عطا ہوتا ہے۔ اور اس کے سوا دس ہزار حاجیوں کا ثواب ملتا ہے۔ اور عمرہ کرنے والے لوگوں کا ثواب عطا ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرے تو اس کے عوض میں اللہ تعالےٰ اس کو بہشت میں اس قدر درجے عنایت کرتا ہے جس قدر اس کے سر کے بالوں کی تعداد ہو۔ اور اگر کوئی آدمی عاشورہ کی رات میں کسی مومن کو کھانا کھلائے۔ تو وہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے محمد صلعم کی تمام امت کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا۔ اصحابوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول کیا اللہ نے عاشورہ کو تمام روزوں پر بزرگی بخشی ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔ اس دن میں خدا نے آسمانوں کو پیدا کیا ہے۔ پہاڑوں اور دریاؤں کو پیدا کیا ہے۔ لوح اور قلم کو اسی دن میں پیدا کیا ہے۔ حضرت آدمؑ بھی اسی دن میں پیدا ہوئے ہیں اور اسی دن میں انکو بہشت میں داخل کیا ہے۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش بھی عاشورہ کے دن میں ہی ہوئی ہے۔ اور آپ نے اسی دن اپنے فرزند کے عوض قربانی دی اور عاشورہ کے دن ہی فرعون کو دریا میں غرق کیا گیا اور حضرت ایوبؑ کی بلا کو اسی دن خدا نے دور کیا۔ اور عاشورہ کے دن میں ہی خدا نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی اور اسی دن میں ہی خدا نے حضرت داؤدؑ کے گناہ بخشے۔ اور اسی روز میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور قیامت کا دن بھی عاشورہ کا دن ہی ہوگا جیسے ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی عاشورہ کے دن روزہ رکھے اور شب بیدار رہے اس کو خداوند تعالےٰ ساٹھ سال کی عبادت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور جو کوئی عاشورہ کے دن صرف روزہ ہی رکھے اس کو ہزار شہید کا ثواب ملتا ہے اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ جو آدم عاشورہ کے دن میں روزہ رکھتا ہے اس کو اس قدر اجر عطا کرتا ہے کہ جتنا ساتوں آسمانوں کے لوگوں کو ملتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی عاشورہ کے روز کسی مسلمان کو کھانا کھلائے تو وہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے محمد صلعم کی تمام امت کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا۔ اور جو عاشورہ کے روز کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرتا ہے۔ تو اس کو خداوند تعالےٰ بہشت میں اس قدر درجے دیتا ہے کہ جس قدر اس کے سر کے بال ہوتے ہیں اور حضرت عمر بن خطاب نے عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول کیا خدا نے عاشورہ کے روز ہم لوگوں پر بڑا افضل اور احسان کیا ہے۔ جواب میں فرمایا۔ کہ ہاں ایسا ہی کیا ہے اس

میں خدا نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے۔ تمام پہاڑوں اور ستاروں کو اسی روز میں پیدا کیا ہے۔ عرش اعظم اور کرسی اور لوح محفوظ کی پیدائش اسی روز میں ہوئی ہے اور جبرائیل اور دوسرے فرشتوں اور حضرت آدمؑ کو اسی دن میں ہی خداوند تعالٰے نے پیدا کیا ہے حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش بھی عاشورہ کے دن میں ہی ہوئی ہے اور اسی دن میں اللہ نے ان کو آگ سے نجات بخشی ہے۔ اسی روز میں ابراہیمؑ نے اپنے فرزند کو خدا کی راہ میں قربانی دیا۔ فرعون کو عاشورہ کے دن میں ہی دریا میں غرق کیا ہے۔ اسی روز میں حضرت ایوبؑ کو مرض اور دکھ سے شفا عطا فرمائی ہے۔ اسی میں حضرت عیسٰےؑ پیدا ہوئے ہیں اسی روز حضرت آدم کی توبہ قبول کی گئی ہے۔ عاشورہ کے روز ہی حضرت داؤدؑ کے گناہ معاف ہوئے ہیں۔ اور جب اللہ تعالٰے نے سلیمان علیہ السلام کو ملک عنایت کیا ہے تو وہ بھی عاشورہ کے روز ہی ہوا ہے۔ اور عرش اعظم پر اسی دن میں خداوند تعالٰے استوار ہوا ہے اور عاشورہ کے روز ہی قیامت برپا ہوگی اور پہلے پہل جب آسمان سے پانی برسا ہے تو وہ عاشورہ کا روز ہی تھا۔ اور سب سے پہلے خدا کی رحمت عاشورہ کے دن میں ہی زمین پر نازل ہوئی ہے۔ اور اگر کوئی آدمی عاشورہ کے روز نہائے تو وہ بیمار نہیں ہوتا۔ مگر مرض الموت سے نہیں بچتا۔ اور اگر کوئی آدمی عاشورہ کے روز میں اپنی آنکھوں میں سرمہ ڈالے تو سال بھر اسکی آنکھیں دکھتی نہیں اور جو آدمی اس روز میں کسی بیمار کی عیادت کرتا ہے۔ تو وہ گویا تمام بنی آدم کی عیادت کر لیتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی عاشورہ کے روز کسی کو ایک جام شربت پلائے تو وہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ جیسے کوئی خداوند تعالٰے کی عبادت میں ایک ساعت بھی غفلت نہیں کرتا۔ اور جو شخص اس روز میں چار رکعت نماز ادا کرتا ہے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے اور پچاس دفعہ سورۂ اخلاص تو اُس کے عوض میں اللہ جلشانہ اس کے پچاس گذشتہ سالوں کے گناہ اور پچاس آیندہ سالوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور فرشتوں کے گروہ میں اس کے واسطے نور کے پچاس محل بنائے جاتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ چار رکعت نماز پڑھے۔ اور دو دو رکعت کے بعد سلام پھیرے۔ اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور ایک دفعہ ہی اذا زلزلت الارض زلزالہا پڑھے۔ اور ایک دفعہ ہی قل یا ایہا الکفرون پڑھے۔ اور ایک دفعہ ہی سورہ اخلاص پڑھے اور اس کے بعد جب نماز سے فارغ ہو تو ستر دفعہ خدا کے رسول مقبول پر سلام بھیجے۔ اور ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمام سال میں بنی اسرائیل پر ایک ہی روزہ فرض کیا گیا ہے۔ اور وہ روز عاشورہ ہے۔ جو ماہ محرم کا دسواں روز ہوتا ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس روز میں روزہ رکھیں اور اپنے اہل اور عیال کے واسطے کھانے پینے کی فراخی کریں۔ کیونکہ اس دن کی برکت سے خداوند تعالٰے سال بھر کے واسطے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جو آدمی اس روز روزہ رکھتا ہے۔ اس کو چالیس برس کا کفارہ بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی عاشورہ کی رات کو شب بیدار رہے اور صبح تک خدا کی عبادت کرے تو وہ مرنے سے پہلے ہی اپنی موت پر واقف ہو جاتا ہے۔ اور حضرت علماؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی عاشورہ کی رات شب بیدار رہے تو جب تک وہ چاہے اللہ تعالٰے اس کو زندہ رکھتا ہے اور سفیان بن عینیہ جعفر کوفی سے اور وہ ابراہیم بن محمد بن منتشر سے جو اپنے زمانہ میں کوفہ کے بہتر لوگوں میں سے تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ اگر کوئی آدمی عاشورہ کے روز اپنے اہل وعیال کی روزی فراخ کرے۔ تو تمام سال ہی خداوند تعالٰے اسکی روزی کو فراخ کرتا ہے سفیان کہتے ہیں کہ پچاس سال تک میں نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ اور اس عرصے میں اپنی روزی کو میں نے ہمیشہ فراخ ہی دیکھا ہے۔ اور عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی آدمی عاشورہ کے روز اپنے اہل اور عیال پر

روزی کو فراخ کر دے۔ تو خداوند تعالےٰ اس پر تمام سال روزی کو فراخ کر دیتا ہے اور بعض پہلے زمانہ کے بزرگ کہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی عاشورہ کے روز روزہ رکھے۔ تو اس سے اس کے سال بھر کے فوت شدہ روزوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور جو آدمی اس دن میں صدقہ دیگا۔ وہ اس کے ایک سال کے فوت ہو گئے۔ صدقہ کا کفارہ ہوگا۔ اور یحیٰی بن کثیر کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی آدمی اپنی آنکھوں میں اس قسم کا سرمہ ڈالے کہ اس میں کستوری پڑی ہوئی ہو۔ تو اس سے آیندہ تمام سال تک اُس کی آنکھیں دکھتی نہیں۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابی غلیظ بن امیہ بن خلف جمجی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ایک دفعہ خدا کے رسول نے میرے گھر میں ایک چڑیا دیکھی۔ اور فرمایا کہ یہ وہ پہلا جانور ہے۔ جس نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا ہے اور قیس بن عبادہ کہتے ہیں کہ عاشورہ کے روز میں وحشی جانور روزہ رکھتے ہیں۔ اور ابو ہریرہؓ راوی ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ رمضان کے بعد افضل روزے ماہ محرم کے ہیں اور نماز فرض اور آدھی رات کی نماز کے بعد اور جس قدر نمازیں ہیں۔ ان میں سے بہتر نماز وہ ہے جو عاشورہ کے روز پڑھی جائے۔ اور حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ محرم خداوند تعالےٰ کا مہینہ ہے۔ اور اس میں خدا نے ایک قوم کی توبہ کو قبول کیا ہے۔ اور جو آدمی اس مہینہ میں توبہ کریگا خداوند تعالےٰ اسکی توبہ کو قبول فرمائیگا۔ اور ابن عباسؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی ماہ ذی الحجہ کے آخیر دن کا اور ماہ محرم کے پہلے دن کا روزہ رکھے تو وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے گذشتہ سال کے تمام روزے رکھ لئے اور آیندہ سال کے روزوں کو شروع کیا ہے پچاس سال کیواسطے اس کا خدا تعالےٰ کفارہ گناہ کرتا ہے۔ عروہؓ عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جاہلیت کے دنوں میں عاشورہ کے دن قریش روزے رکھا کرتے تھے

مکہ میں اسی دن خدا کے رسول بھی روزے رکھا کرتے تھے۔ اور جب خدا کے رسول مقبول مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے یہودی لوگوں سے عاشورہ کے دن کی کیفیت دریافت فرمائی۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ اس دن میں خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کی قوم پر غلبہ دیا تھا۔ اس لئے اس روز کی تعظیم کے واسطے ہم اس دن روزہ رکھتے ہیں یہ سنکر خدا کے رسول مقبول نے فرمایا۔ جس قدر تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حقدار ہو، ہم اس سے زیادہ حق دار ہیں۔ اور اپنی اُمت کے لوگوں کو فرمایا، کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھیں۔

روز عاشورہ کی وجہ تسمیہ

اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کا تو یہ قول ہے کہ اس کا نام عاشورہ اس واسطے ہوا ہے کہ وہ ماہ محرم کا دسواں روز ہے اور کہتے ہیں کہ عاشورہ کا دن دس کرامتوں میں سے ایک کرامت ہے۔ اور محمد صلعم کی امت کو خدا نے اس سے بزرگی عطا کی ہے۔ اور اس واسطے اس کا نام عاشورہ ہوا ہے اور وہ دس کرامتیں اور بزرگیاں یہ ہیں پہلی ماہ رجب ہے یہ خدا کا مہینہ ہے اور اصم ہے اور دوسرے مہینوں پر اس کی فضیلت ایسی بیان کی گئی ہے جیسی کہ محمد صلعم کی اُمت کو دوسری امتوں پر ہے۔ دوسری ماہ شعبان ہے اور اس کی بزرگی دوسرے مہینوں پر ایسی ہے، جیسی کہ محمد صلعم کو باقی نبیوں پر ہے تیسری ماہ رمضان ہے۔ اس کی فضیلت دوسروں پر ایسی بیان ہوئی ہے جیسی کہ تمام مخلوقات پر خدا کی بزرگی ہے اور چوتھی شب قدر ہے اور یہ رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور پانچویں فطر کی بزرگی ہے اور وہ جزا کا ملنے کا دن ہے چھٹی عشرہ ذی الحجہ ہے اور یہ دن خداوند تعالےٰ کے یاد کرنے کے روز ہیں۔ اور ساتویں عرفہ کا دن ہے۔ جو آدمی اس دن میں روزہ رکھتا ہے وہ دو سال کا کفارہ ہوتا ہے۔ اور آٹھویں روز نحر کی فضیلت ہے۔ اور یہ قربانی کا دن ہے۔ اور

نانویں جمعہ کا روز ہے۔ اور جمعہ سب دنوں کا سردار ہے۔ اور دسویں عاشورہ کا دن ہے۔ اور جو شخص اس دن میں روزہ رکھتا ہے وہ ایک سال کے واسطے کفارہ ہوتا ہے۔ اور یہ جتنے دن بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک ساعت بزرگ ہے۔ کیونکہ ان کو خدا نے امت محمدیہ کے کفارہ کے واسطے اور ان کے گناہوں کے دور کرنے کے لئے مخصوص کیا ہے۔ اور بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ عاشورہ اس کا نام اس واسطے رکھا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے دس نبیوں کو دس کرامتوں سے خصوصیت بخشی ہے اور انہیں ان سے سرفراز کیا ہے۔ پہلی یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کی توبہ کو اس دن قبول کیا ہے۔ دوسری یہ کہ اس روز میں حضرت ادریس علیہ السلام کو نیچے سے اٹھا کر ایک بلند جگہ پر پہنچایا ہے۔ تیسری یہ ہے کہ اسی روز میں حضرت نوحؑ کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھیری تھی۔ چوتھی یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش اسی روز میں ہوئی تھی۔ اور اسی دن خدا نے ان کو اپنا دوست بنایا۔ اور اسی روز میں ہی نمرود کی آگ سے اللہ نے ان کو نجات دی اور پانچویں یہ کہ اسی روز خداوند تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ کو اجابت کا درجہ بخشا اور حضرت سلیمان کے ہاتھ سے نکلا ہوا ملک اسی دن میں ہی پھر ہاتھ میں آیا ہے۔ اور چھٹی یہ ہے کہ حضرت ایوبؑ بیماری اور دکھ میں گرفتار تھے۔ اسی دن میں ہی اللہ نے آپکی بیماری اور دکھ کو دور کیا۔ ساتویں یہ کہ اللہ جلشانہ نے عاشورہ کے روز میں ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا سے پار کر دیا تھا اور فرعون کو مع اس کی قوم کے اس میں غرق کر دیا۔ اور آٹھویں یہ کہ حضرت یونسؑ کو مچھلی نگل گئی تھی۔ اس دن میں ہی خدا نے آپ کو مچھلی کے پیٹ سے نکالا۔ اور نانویں کرامت یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو جو دنیا سے آسمانوں پر اٹھا لیا تھا تو آپ اسی روز میں ہی اٹھائے گئے تھے۔ دسویں یہ کہ خدا کے رسول مقبول محمد مصطفےٰ عاشورہ کے روز ہی پیدا ہوئے۔

عاشورہ کے دن کا اختلاف

ماہ محرم میں روز عاشورہ کی تعیین میں اختلاف ہے یعنے اس میں اختلاف کیا ہے کہ ماہ محرم کا کونسا دن ہے۔ اکثر لوگوں کا تو یہ قول ہے کہ عاشورہ کا دن ماہ محرم کی دسویں تاریخ کو واقع ہوتا ہے۔ اور صحیح قول یہی ہے۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ محرم کی گیارھویں تاریخ کو ہے۔ اور عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے عاشورہ کا روز ماہ محرم کا نانواں دن ہے اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ حکیم بن اعرج نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ عاشورہ کا روزہ کونسے دن میں رکھا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ جس روز تم محرم کا چاند دیکھو اس روز سے دنوں کا شمار کرو۔ اور جب نانواں دن آئے تو اسکی صبح کو روزہ رکھو۔ اس پر پوچھا گیا کہ خدا کے رسول مقبول اسی طرح روزہ رکھا کرتے تھے جواب دیا کہ ہاں اسی طرح رکھا کرتے تھے اور ایک دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے کہ ابن عباس نے فرمایا ہے پیغمبر صلعم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور لوگوں کو ارشاد کیا کہ تم اس دن روزہ رکھو۔ اصحابوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول یہ دن تو یہودیوں اور نصاریٰ کا ہے۔ ان قوموں کے لوگ اس دن کو بزرگ جانتے ہیں اور اسکی تعظیم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آیندہ سال اگر خدا نے چاہا تو ہم ماہ محرم کی نانویں تاریخ کو روزہ رکھا کریں گے۔ مگر اس کے بعد ابھی دوسرا سال نے ہی نہیں پایا تھا کہ خدا کے رسول مقبول وفات پا گئے۔ اور ایک روایت میں اس طرح وارد ہے کہ خدا کے رسول نے فرمایا کہ اگر خدا نے چاہا۔ اور میری زندگی رہی تو آیندہ سال ماہ محرم کی نانویں تاریخ کو میں روزہ رکھوں گا۔ اور یہ اسواسطے کہا ہے کہ کہیں عاشورہ کا روزہ فوت نہ ہو جائے۔

عاشورہ کے دن کی بزرگیاں

حضرت امام حسین بن علی کی وفات عاشورہ کے روز میں ہی واقعہ ہوئی ہے یعنے اسی دن میں آپکو شہادت کا درجہ

ملا ہے۔ اور ام سلمہؓ نے روایت کی ہے۔ کہ ایک دفعہ خدا کے رسول میرے گھر میں موجود تھے۔ اسی اثنار میں اچانک حضرت امام حسین آگئے۔ اور میں اس وقت دونوں کی طرف دیکھ رہی تھی اور حضرت امام حسین رضؓ اس وقت رسول مقبول کے سینہ مبارک پر کھیل رہے تھے۔ اور میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ میں تھوڑی سی مٹی لی ہوئی ہے۔ اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو رہے ہیں جب امام حسین چلے گئے۔ تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول میرے ماں اور باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کے ہاتھ میں مٹی تھی اور آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ جس وقت میں نے امام حسینؓ کو اپنے سینہ پر کھیلتے ہوئے دیکھا۔ تو اس وقت مجھے خوشی ہوئی۔ اسی اثنار میں حضرت جبرئیلؑ میرے پاس تشریف لائے۔ اور آکر مجھے تھوڑی سی مٹی دی۔ اور دیکھ کر کہا کہ اس مٹی میں امام حسینؓ شہید ہونگے۔ اس خبر کے سننے سے میں رویا ہوں۔ اور حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں۔ کہ سلیمان بن عبدالملک نے خدا کے رسول مقبول کو خواب میں دیکھا۔ اور اس میں آپ نے سلیمان کو خوشخبری دی۔ اور مہربانی کے کلمات آپ نے بیان فرمائے۔ اور جب صبح ہوئی تو سلیمان نے حسن بصری سے اس خواب کی تعبیر پوچھی حسن بصریؒ نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے رسول خدا کے اہلبیت کے ساتھ کوئی احسان اور نیک سلوک کیا ہے۔ سلیمان نے جواب دیا کہ ہاں کیا ہے کہ یزید بن معاویہ کے خزانہ میں حسین بن علیؓ کا سر مبارک میں نے دیکھا تھا میں نے اس کو لیکر دیبا کے پانچ کفن پہنائے اور اپنے دوستوں کے گروہ کو ساتھ لیا اور اس پر نماز پڑھی۔ اور اس کے بعد میں اس کو دفن کروا دیا گیا۔ یہ سنکر حسن بصریؒ نے فرمایا کہ یہی کام خدا کے رسول کی خوشنودی کا باعث ہوا ہے۔ اور انہوں نے آپ کو خوشخبری دی ہے اور یہ سنکر سلیمان نے حسن بصریؒ کے ساتھ نیک سلوک کیا۔ ان کو فاخرہ خلعت عطا کیا۔ اور بیش قیمت تحفہ بخشا۔ اور حمزہ بن زیات کہتے ہیں۔ کہ میں نے خدا کے رسول اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے۔ کہ آپ حسین بن ابی طالب کی قبر پر درود پڑھ رہے تھے۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ جعفر بن محمدؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جس روز حضرت امام حسینؓ نے شہادت پائی ہے۔ اس دن ستر ہزار فرشتے آپ کی قبر پر نازل ہوئے ہیں۔ اور وہ آپکی مظلومی اور زار حالت پر قیامت تک روتے رہیں گے ۔

عاشورہ کے دن روزہ رکھنے پر طعن

ایک قوم کو عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کے باب میں طعن کیا ہے اور وہ اس واسطے ہے کہ اس روز امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی مصیبت اور ظلم اُٹھانے کے بعد شہید کئے گئے ہیں اور آپ کے دنیا سے چلے جانے کا عام لوگوں کو افسوس اور رنج کرنا چاہئے نہ خوشی۔ جیسا کہ اس دن میں اپنے اہل اور عیال پر روزی کو فراخ کرنا اور فقیروں اور مسکینوں اور ضعیف محتاجوں کو اس دن بہت سا کھانا کھلانا۔ حالانکہ امام حسینؓ کے حق میں یہ مفید نہیں۔ اور بعض بزرگوں نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ مسلمانوں کو عاشورہ کے روزہ رکھنے کے واسطے امام حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کے لئے امر نہیں فرمایا۔ جو لوگ شہادت کی وجہ سے عاشورہ کے روزہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ خطا کرتے ہیں بلکہ اسکی حقیقت یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت امام حسینؓ کو عاشورہ کے روزوں میں۔ جو بزرگ دن تھے۔ شہادت پانے کے واسطے منتخب کیا ہے کہ اگر ایسے بزرگ دنوں میں شہید ہونگے۔ تو اس سے آپکی شہادتؓ کا درجہ اور بھی بلند ہوگا۔ اور انکی کرامت اور بزرگی میں اضافہ کیا جاویگا اور وہ شہید شدہ خلفائے راشدین کے مقام پر پہنچینگے۔ اور اگر امام حسینؑ کی شہادت کے دن کو مصیبت کا دن شمار کیا جائے تو دوشنبہ کا دن اس سے اور بھی زیادہ غم اور ماندہ اور مصیبت کا روز ہے کیونکہ اس دن میں خدا کے رسول مقبول نے وفات پائی ہے۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھی اسی روز میں وفات

پائی ہے۔ اور ہشام بن عروہ روایت کرتے ہیں۔ کہ عائشہ رضؓ نے کہا ہے۔ کہ ابو بکر صدیق رضؓ نے مجھ سے پوچھا۔ کہ خدا کے رسول مقبول کس روز فوت ہوئے ہیں۔ میں نے ان کو جواب دیا۔ کہ آپ کی وفات دوشنبہ کے دن واقع ہوئی ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا۔ کہ خداوند تعالیٰ سے مجھ کو بھی اُمید ہے۔ کہ میری جان کو بھی اسی دن میں ہی قبض کریگا۔ اور پھر جب آپکی وفات ہوئی۔ تو وہ دوشنبہ کے دن میں ہی ہوئی ہے۔ پس پیغمبرؐ کا اور حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کا اس جہان سے گم ہونا۔ دوسروں کی وفات کی نسبت ایک بہت بڑا حادثہ ہے اور سب لوگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی دوشنبہ کے دن روزہ رکھے۔ تو اس میں بہت بڑی فضیلت اور بزرگی ہے۔ کیونکہ اس روز بندوں کے عملوں کو خداوند تعالےٰ کی بارگاہ میں لیجاتے ہیں۔ اور وہاں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور پنجشنبہ کے دن میں بھی عملوں کو عالم بالا پر اُٹھا کر لیجاتے ہیں اور عاشورہ کا دن بھی ایسا ہی ہے اس کو ماتم کا دن شمار نہیں کرتے اور اس میں رونے پیٹنے اور ماتم کرنے کو جو اچھا نہیں جانتے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ بزرگی اور فضیلت کا روز ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اس دن میں نبیوں کو ان کے دشمنوں سے محفوظ رکھا ہے اور جو لوگ ان کے دشمن اور کافر تھے۔ انکو خدا نے ہلاک کر دیا ہے جیسے کہ فرعون اور اس کی قوم تھی۔ اور دوسرے کافر لوگ اور اسی دن خدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا۔ اور اسی روز اور بزرگ چیزوں اور آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ اور دوسرے بہت بزرگوں کو بھی اسی مبارک دن میں پیدا کیا۔ اور اگر کوئی شخص اس دن کا روزہ رکھے۔ تو خداوند تعالےٰ اس کو بہت بڑا ثواب عطا فرماتا ہے اور اس کے گناہوں کا کفارہ کرتا ہے۔ اور اس کی بُرائیوں کو دور کر دیتا ہے۔ اسلئے عاشورہ کا روز بھی دوسرے بزرگ دنوں کی مانند ہی قرار پایا ہے جیسا کہ دونوں عیدوں کے دن ہیں۔ جمعہ کا دن ہے، عرفہ وغیرہ کا دن ہے۔ پس اگر عاشورہ کے دن ماتم کرنا جائز ہوتا۔ تو رسول صلعم کے اصحاب اور ان کے تابعین بھی اس رسم پر عمل کرتے اور اس کو جاری رکھتے۔ اور یہ لوگ اس امر کے زیادہ نزدیک اور اس کے مستحق تھے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ جب عاشورہ کا دن آتا تھا۔ تو وہ اس دن اپنے اہل و عیال کی روزی کو فراخ کرتے تھے۔ اور روزہ رکھا کرتے تھے۔ روایت میں آیا ہے۔ کہ حسن رضؓ نے فرمایا ہے کہ عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا فرض ہے اور حضرت علی رضؓ نے بھی عاشورہ کا روزہ رکھنے کے واسطے حکم دیا ہے۔ اور جب لوگوں نے اس خبر کو عام اور منتشر کیا۔ تو عائشہ رضؓ نے پوچھا۔ کہ عاشورہ کے دن میں روزہ رکھنے کے واسطے تم کو کس نے حکم دیا ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ حضرت علی رضؓ نے۔ اور عائشہ رضؓ نے کہا۔ کہ جو لوگ خدا کے رسول کی سنت پر قائم ہیں۔ وہ دانا لوگوں میں سے ہیں۔ اور حضرت علی رضؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی عاشورہ کے دن روزہ رکھے اور شب بیدار رہے۔ تو خداوند تعالیٰ اس آدمی کو جب تک وہ چاہتا ہے زندہ رکھتا ہے ؟

جمعہ کے دن کی بزرگیاں

خداوند تعالےٰ فرماتا ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم نماز کے واسطے بلائے جاؤ تو اس وقت تم خداوند تعالےٰ کے ذکر کی طرف دوڑو۔ اور اگر چہ خرید و فروخت کر رہے ہو۔ تو اس کو چھوڑ دو۔ تمہارے واسطے بہتر ہے۔ اور عبداللہ بن عباس نے کہا ہے۔ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو یعنے زبان اور دل سے تم نے خداوند تعالےٰ کی تصدیق کی ہے کہ وہ واحد اور لاشریک ہے۔ جب جمعہ کی نماز کے واسطے دوڑ جاؤ۔ اور اگر خرید و فروخت کر رہے ہو۔ تو اس کو چھوڑ دو یعنے کسب اور تجارت کرنے سے نماز تمہارے واسطے بہتر ہے۔ اگر تم اس کو جانتے ہو یعنے خداوند تعالےٰ کو تم نے پہچان لیا ہے اور اس آیت کے نازل ہونے کا باعث یہ ہے کہ یہودی لوگ تین چیزوں سے مسلمانوں پر فخر کیا کرتے تھے ایک یہ کہ

ان لوگوں کا یہ مقولہ تھا۔ کہ ہم لوگ اللہ کے دوست اور محب ہیں۔ تم نہیں ہو۔ دوسری فخر کرنے کی بات یہ تھی۔ کہ ان کا مقولہ تھا کہ ہم صاحب کتاب ہیں۔ اور تم لوگوں کے پاس کتاب نہیں۔ اور تیسری یہ تھی کہ ہم کو خدا نے شنبہ کا بزرگ دن عطا کیا ہے اور تمہارے واسطے یہ دن نہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو اس کا خود جواب دیا اور انہیں اس آیت سے جھوٹا ثابت کیا۔ پیغمبر صلعم سے فرمایا ہے (اے محمدؐ یہودیوں سے کہدے کہ تم کو یہ گمان ہے۔ کہ ہم دوسرے آدمیوں کے سوا خدا کے دوست ہیں۔ اگر تم اس میں سچے ہو تو موت کی آرزو کرو) اور ان لوگوں کے قول کے رد میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ (تم جاہل ہو۔ تمہارے واسطے کتاب نہیں ہے) اور اللہ نے فرمایا ہے (خداوند تعالےٰ نے جاہل لوگوں میں سے ہی ان کے پاس پیغمبر بھیجا) اور یہودیوں کی مذمت میں فرمایا ہے کہ ان لوگوں کی تعریف یہ ہے چارپائے بر و کتابے چند یعنے یہودی عالم چوپایہ کی طرح ہیں جس کے اوپر کچھ کتابیں لادی گئی ہوں اور وہ ان کو جانتا نہیں ہے کہ میرے اوپر کیا لادا ہوا ہے۔ اور ان لوگوں پر بھی اسی طرح توریت کے احکامات لادے ہوئے ہیں، اور ان کو جانتے نہیں۔ اور ان پر انہوں نے کچھ عمل نہیں کیا۔ اور ان لوگوں کا جو یہ قول تھا کہ ہم کو خدا نے شنبہ کا دن دیا ہے اور تم کو نہیں دیا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا ہے (اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم جمعہ کی نماز پڑھنے کے واسطے پکارے جاؤ۔ آیت کے آخر تک) اور اس کے بعد فرمایا ہے کہ جب تم تجارت یا کھیل کی کسی چیز کو دیکھ لیتے ہو تو اس وقت تم اسکی طرف دوڑ جاتے ہو۔ اس زمانہ میں یہ دستور تھا۔ کہ جب قافلہ کے لوگ مدینہ منورہ میں وارد ہوتے تھے تو اس جگہ آدمی اس وقت ڈھول اور دمامے اور تالیاں بجاتے تھے۔ اور اسی حال میں اس کا استقبال کرتے تھے۔ اور جب لوگوں کو جو مسجد میں ہوتے تھے یہ آواز سنائی دیتی تھی، تو وہ مسجد سے نکل کر باہر آجاتے تھے۔ اور ایک مرتبہ ایسا ہوا۔ کہ جب قافلہ آیا۔ اور لوگوں نے آواز سُنی تو وہ مسجد سے باہر نکل آئے۔ مگر بارہ مرد اور ایک عورت پیچھے وہیں رہگئے۔ اور جب دوسری دفعہ قافلہ آیا۔ تو اس دفعہ بھی بارہ مرد اور ایک عورت تھے۔ باقی سب لوگ مسجد سے باہر نکل آئے۔ اور اس کے بعد بنی عامر بن عوف سے ایک آدمی اسلام لانے سے پہلے سوداگری کے واسطے مدینہ منورہ میں آیا۔ ان کا نام دحیہ بن حلیفہ کلبی تھا۔ اور یہ شام کی طرف سے آیا تھا اور یہ ہر قسم کی چیزوں کی تجارت کیا کرتا تھا۔ اور مدینہ کے لوگ اپنے دستور کے موافق ڈھول اور دمامے اور تالیاں بجاتے ہوئے ہمیشہ اس کے استقبال کے واسطے بھی نکلا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب آیا تو ایسا اتفاق ہوا۔ کہ مدینہ میں اس کے وارد ہونے کا دن جمعہ کا روز تھا۔ اور خدا کے رسول مقبول اس وقت ممبر پر کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اور جب لوگوں نے اُس کے آنے کی خبر سُنی۔ تو وہ اس کے دیکھنے کے واسطے مسجد سے باہر نکل کھڑے ہوئے اور جب سب نکل گئے۔ تو خدا کے رسول مقبول نے فرمایا۔ کہ دیکھو مسجد میں کتنے لوگ باقی رہ گئے ہیں۔ دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ عورت اور مرد کل بارہ آدمی مسجد میں باقی ہیں پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ مسجد میں باقی نہ ہوتے تو جو لوگ چلے گئے ہیں وہ سنگسار کئے جاتے۔ یعنے ان پر پتھر برسائے جاتے۔ اور ان پتھروں کی بوچھاڑ سے ہی ہلاک ہو جاتے اور پھر اس وقت میں ہی خدا نے اس آیت کو نازل فرمایا (جب کوئی تجارت یا کھیل دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں۔ اور تم کو ممبر پر ہی چھوڑ دیتے ہیں ان لوگوں کو کہدے کہ خداوند تعالےٰ کے پاس جس قدر ثواب ہے وہ اس سے بہتر ہے کہ تم ڈھول اور دمامہ کو سنو۔ اور تالیاں بجاؤ۔ اور جو سوداسوداگر لایا ہے۔ اس سے خداوند تعالےٰ کے پاس بہتر اور زیادہ فائدہ ہے۔ اور جس قدر رزق دینے والے ہیں۔ ان سب سے خداوند تعالےٰ افضل اور بہتر ہے۔ اور کہتے ہیں کہ مسجد میں جو بارہ لوگ باقی رہگئے تھے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی اُن میں سے تھے +

روزِ جمعہ کی بزرگی

جمعہ کے فضائل جو احادیث میں وارد ہیں۔ علاء ابن عبدالرحمن اپنے باپ سے اور وہ ابی ہریرۃؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جس طرح جمعہ کے روز آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ اس سے بہتر اور کسی دن میں نہیں ہوتا خداوند تعالےٰ کی تمام مخلوق جمعہ کے دن سے خوف کرتی ہو۔ مگر انسانوں اور جنوں کے دونوں گروہ نہیں ڈرتے۔ اور ہر ایک مسجد کے ہر دروازہ پر دو فرشتے مقرر ہوتے ہیں۔ اور یہ فرشتے لوگوں کو ثواب عطا کرنے کے واسطے لکھتے رہتے ہیں سب سے پہلے کے لئے اونٹ کی قربانی کا ثواب اور اس کے بعد کے لئے گائے قربانی کرنے والے کا اور پھر بکری قربانی کرنے والے کا اور پھر مرغی قربانی کرنے والے کا لکھتے ہیں۔ اور پھر مرغی کے انڈے کی قربانی کرنے والے کا ثواب لکھتے ہیں۔ اور جب امام کھڑا ہو کر خطبہ پڑھنے لگتا ہے۔ تو اس وقت وہ دفتر لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ اور ابی سلمہؓ ابی ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جن دنوں میں آفتاب طلوع کرتا ہے اور غروب ہوتا ہے۔ اور سب سے جمعہ کا دن زیادہ بزرگ ہے اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور اسی روز زمین ہی ان کو بہشت میں داخل کیا، اور بہشت سے نکالا بھی اسی دن میں ہے، اور جب قیامت قائم ہوگی تو وہ بھی جمعہ کے روز ہی ہوگی اور اس دن میں ہر ایک ایسی ساعت پوشیدہ رکھی ہے کہ اس میں تلاش کرنے والا مومن جو کچھ خداوند تعالےٰ سے مانگے وہ اس کو عطا کیا جاتا ہے۔ ابو سلمہؓ اور عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ مجھے یہ ساعت معلوم ہوگئی ہے اور وہ روز جمعہ کی آخری ساعت ہے اور حضرت آدمؑ اسی ساعت میں پیدا ہوئے ہیں اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ آدمی کو جلدی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور عبداللہ بن منذر کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جمعہ کا دن سب دنوں کا سردار ہے اور جتنے دن ہیں ان سب سے خدا کے نزدیک یہ دن زیادہ بزرگ ہے بلکہ عید فطر کے روز سے بھی زیادہ بزرگی رکھتا ہے اور اس دن کو خداوند تعالےٰ نے پانچ برکتیں دی ہیں۔ آدمؑ کو خداوند تعالیٰ نے اسی روز پیدا کیا۔ اور اسی روز ان کو زمین پر نازل کیا۔ اور جمعہ کے روز ہی اس سرائے فانی سے آپ کا انتقال ہوا اور خدا نے اس میں ایک ایسی ساعت رکھی ہے کہ اسمیں مومن جو کچھ اللہ تعالےٰ سے مانگتا ہے۔ خداوند تعالےٰ وہ اس کو عنایت فرما دیتا ہے مگر حرام چیزوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ یعنے اگر خدا سے حرام چیزوں کی درخواست کرے۔ تو وہ اللہ تعالےٰ عطا نہیں کرتا اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی اور جتنے خدا کے مقرب فرشتے ہیں، وہ اس روز میں سب خدا سے خوف کرتے ہیں کوئی ایسا نہیں ہے۔ جو اس روز میں اپنے پروردگار سے جو سب کا پالنے والا ہے خوف نہ کرتا ہو اور جمعہ کے دن آسمان اور زمین کو بھی خوف آتا ہے اور حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جن دنوں میں آفتاب نکلتا ہے ان سب سے بہتر جمعہ کا روز ہے اسی دن حضرت آدمؑ پیدا ہوئے تھے اور اسی دن آپ کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی روز آپ کو جنت سے باہر نکالا۔ اور اسی روز قیامت قائم ہوگی اور حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جمعہ کا روز تو شاہد ہے اور عرفہ کا روز مشہود ہے اور قیامت کا روز موعود ہے اور جیسا کہ جمعہ کے روز آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ اس سے بہتر اور کسی دن میں نہیں ہوتا۔ اور اس دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر کوئی مومن اس میں خدا سے نیکی کی طلب کرتا ہے تو خداوند تعالےٰ اس کی درخواست کو قبول فرما لیتا ہے۔ اور اگر کسی چیز سے امن کی خواہش کرتا ہے تو اس سے اس کو امن دیا جاتا ہے اور ابو نصر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو تمام شیطان اور شیطون گڑے اکٹھے ہو کر اپنے اپنے ہاتھوں میں جھنڈیاں پکڑ لیتے ہیں۔ اور ڈھول اور دماٹ بجاتے ہوئے بڑی شان اور شوکت سے بازاروں میں سے ہوتے ہوئے نکلتے ہیں اور لوگوں کو فریب دیتے جاتے ہیں اور مسجدوں کے دروازوں پر فرشتے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور جو لوگ ان میں آنے والے ہوتے ہیں ان کے مرتبوں کو لکھتے جاتے ہیں اور جو

مصلے کے نزدیک ہوتے ہیں ان کو بھی لکھ لیتے ہیں اور جب امام صاحب خطبہ پڑھنے کے واسطے کھڑا ہوتا ہے۔ اور لوگ بھی
اس کو سننے لگتے ہیں تو جو آدمی ان میں سے امام کے نزدیک ہوتا ہے اور خاموش ہو کر خوب دل لگا کر خطبہ سنتا ہے اور بیہودہ
بکواس نہیں کرتا۔ اس کو دو حصے ثواب ملتا ہے۔ اور جو امام سے دور ہوتا ہے اور خاموش ہو کر کان لگاتا ہے بیہودہ بکواس نہیں
کرتا۔ اس کو نزدیک والے کی نسبت ایک حصہ ثواب کا ملتا ہے اور جو امام کے نزدیک تو ہوتا ہے مگر لغو باتیں کرتا ہے۔ اور
اچھی طرح خطبہ نہیں سنتا اور خاموش بھی نہیں رہتا تو اس آدمی کو ثواب کی بجائے دو حصے گناہ دیا جاتا ہے اور جو امام سے
دور ہو کر ایسا کرتا ہے اس کو ایک حصہ گناہ ملتا ہے اور اگر کوئی خطبہ کے وقت دوسرے آدمی کو یہ کہے کہ تم چپ رہو بولو نہیں تو
وہ بھی کلام کرنے والوں اور بولنے والوں لوگوں میں سے ہوتا ہے اور جمعہ کے ثواب سے محروم رہتا ہے۔ اور حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ
میں نے بھی خدا کے رسول مقبول سے ایسا ہی سنا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے۔ اور ابو ہریرہ رضؓ راوی ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول
نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز جب امام خطبہ پڑھتا ہو۔ اگر اس وقت کوئی آدمی اپنے ہمنشینوں میں سے کسی کو یہ کہے کہ تو خاموش رہ
تو اس کا یہ کہنا بھی لغو بات ہے۔ اور عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا
ہے کہ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے اس روز مسجدوں کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور جو لوگ مسجد میں آتے ہیں
ان کو لکھتے رہتے ہیں۔ اور جب امام صاحب آجاتے ہیں تو ان کے بعد تحریر دفتر لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے قلمیں
بھی رکھ دیتے ہیں۔ اور اس کے بعد فرشتے کہتے ہیں کہ فلاں آدمی نہیں آیا۔ اس کو کس چیز نے باز رکھا اور کیا باعث ہوا کہ وہ نہیں
آیا ہے اور اس کے بعد پھر فرشتے ان کے واسطے اس طرح دعا مانگتے ہیں۔ اے اللہ اگر وہ آدمی بیمار ہے تو تو اس کو شفا عطا کر
اور اگر وہ گمراہ ہے تو اس کو ہدایت کر۔ اور اگر وہ راستہ بھول گیا ہے تو اس کی رہبری فرما۔ اور جعفر بن ثابتؓ سے روایت کرتے ہیں
کہ خداوند تعالے کے پاس فرشتے ہیں۔ اور وہ تختیاں اور قلمیں لئے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس جو تختیاں ہیں وہ تو چاندی کی ہیں اور
جو قلمیں ہیں وہ سونے کی ہیں اور جو آدمی جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ اس کو سونے کی
قلم سے چاندی کی تختی پر لکھ لیتے ہیں۔ اور شیخ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابی زبیر سے اور وہ جابر بن عبداللہ سے روایت
کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے جو آدمی خدا اور جزا کے روز پر ایمان رکھتا ہے اس پر واجب ہے کہ وہ جمعہ کے
روز جمعہ کی نماز ادا کرے۔ اور اگر بیمار ہے یا مسافر ہے یا عورت ہے یا لڑکا ہے یعنے نابالغ یا بندہ یعنے غلام ہے۔ تو ان میں سے اگر
کوئی نہ بھی پڑھے تو مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر کوئی آدمی کھیل کود میں مصروف رہے یا تجارت میں مشغول رہے۔ اور اس سبب سے
بے پروائی کرے تو خداوند تعالے بھی اس آدمی سے بے پروائی کرتا ہے کیونکہ اللہ بے نیاز ہے اور تعریف کیا گیا ہے اور ابی الجعد
الضمری کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی سستی کے سبب اور حقیر جان کر جمعہ کی نماز کو ترک کر دے
تو اللہ جل شانہ اس آدمی کے دل پر مہر لگا دیتا ہے اور شیخ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ سعید بن مسیب سے اور وہ جابر بن عبداللہ
سے راوی ہیں کہ ایک دفعہ خدا کے رسول مقبول منبر پر کہہ رہے تھے اے لوگو موت کے آنے سے پہلے تم اپنے پروردگار کی طرف
پھرو اور نیک کام کے کرنے میں دنیا کے کاموں میں مشغول ہونے سے پہلے جلدی کرو۔ اور خداوند تعالے کا بہت ذکر کرو۔ اور
اس طرح اسکی طرف نزدیکی حاصل کرو اور سعادت مند بنجاؤ۔ اور ظاہر اور پوشیدہ بہت سا صدقہ دو۔ تاکہ تم کو اجر دیا جائے
اور تمہاری تعریف کریں۔ اور تم کو بہت سا رزق حاصل ہو جائے اور اس بات کو یاد رکھو کہ نماز جمعہ کو خدا تعالے نے تمہارے
اوپر فرض کر دیا ہے۔ اور لکھ دیا ہے۔ اس میرے سال اور مہینے اور مقام میں قیامت تک۔ پس اگر کوئی آدمی امام صاحب
کی موجودگی میں خواہ وہ عادل ہو اور چاہے ظالم ہو۔ اس کو حقیر جاننے کے سبب یا اس سے انکار کی وجہ نماز کو ترک کرے

توخداوند تعالےٰ اس کو پریشان کرتا ہے۔ اور پھر اس کی پریشانی کو جمع نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اس کے کام میں برکت ہوتی ہے۔ اور فرمایا۔ کہ آگاہ رہو جو آدمی مذکورہ بالا امور کے سبب سے نماز جمعہ کو ترک کریگا نہ تو اُس کی نماز درست ہوگی اور نہ ہی اس کا وضو ٹھیک ہوگا۔ اور نہ ہی اُس کی زکوٰۃ اور حج قبول ہوگی۔ اور جب تک وہ آدمی توبہ نہیں کریگا برکت اس کے پاس ہرگز نہیں آئیگی۔ اور اگر سچے دل سے توبہ کرے تو اللہ تعالےٰ اُس کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے۔ اور اس بات سے آگاہ رہو۔ کہ کوئی عورت مرد کا امام نہ بنے۔ اور اعرابی مہاجر کا امام نہ بنے اور فاجر مومن کا امام نہ بنے۔ مگر یہ کہ بادشاہ قہر کرے اور یہ اس کی تلوار اور کوڑے سے ڈرے۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ثابت بنانی سے اور وہ طاؤس سے اور وہ ابی موسیٰ اشعری سے راوی ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن خداوند تعالےٰ دنوں کو اپنی اصلی ہیئت میں اُٹھائیگا اور جمعہ کے دن کو بھی اُٹھائیگا یہ جب اُٹھیگا تو چمکتا ہوا ہوگا۔ اور لوگوں کو روشنی دے رہا ہوگا۔ اور اس صبح آراستہ اور پیراستہ ہوگا جس طرح نئی بیاہی ہوئی دُلہن ہوتی ہے۔ اور جیسے بہت سی روشنی میں لوگوں کے رنگ برف کی مانند چمکتے ہیں۔ اور اس سے کستوری کی بُو آتی ہوگی۔ اور وہ لوگ کافور کے پہاڑوں میں جاتے ہونگے۔ اور جنوں اور انسانوں کے دونوں گروہ ان کو اس طرح تعجب سے دیکھتے ہونگے۔ کہ تعجب کے مارے اُنکی آنکھیں کھُلی کی کھُلی رہ جائینگی۔ اور اسی شان و شوکت اور جلال سے جاکر بہشت میں داخل ہو جائینگے۔ اور ان کے ساتھ دوسرے لوگ شامل نہیں ہو سکیں گے۔ مگر مؤذن لوگ جو صرف طالب ثواب ہونگے۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ثابت بنانی سے اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہر روز چھ لاکھ آدمیوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد کرتا ہے اور جمعہ کے دن کی چوبیس۲۴ ساعتیں ہیں۔ اور اس کی ہر ایک ساعت میں چھ لاکھ لوگوں کو دوزخ کی آگ سے آزادی بخشتا ہے۔ اور یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو دوزخ میں سزا پانے کے لائق ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسری روایت میں ثابت بن انس رضؓ سے ذکر کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ خدا تعالےٰ دنیا کی ساعتوں میں سے ہر ایک ساعت میں جو لوگ دوزخ کی آگ کے مستحق ہوتے ہیں۔ ان میں سے چھ لاکھ آدمیوں کو آزاد کرتا ہے اور جمعہ کی رات اور اسکی چوبیس۲۴ ساعتوں میں سے ہر ساعت میں اللہ تعالےٰ چھ لاکھ ایسے گنہگاروں کو آزاد کرتا ہے جو دوزخ اور اس کی آگ کے عذاب کے سزاوار ہوتے ہیں۔ اور عبدالرحمن بن لیلیٰ رضؓ ابی درداءؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے جو آدمی جماعت کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کرتا ہے۔ اس کے نام ایک مقبول حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور اگر جمعہ کے دن عصر کی نماز پڑھ لے۔ تو اسکو عمرہ کرنے والے کا ثواب ہوتا ہے۔ اور اگر شام کی نماز بھی اُسی جگہ پڑھے۔ تو جو کچھ وہ اللہ تعالےٰ سے مانگیگا۔ اُس کو ضرور مل جائیگا۔ اور ابی امامہ باہلیؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے جو آدمی جمعہ کے دن روزہ رکھتا ہے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اور کسی جنازے پر جاتا ہے۔ صدقہ دیتا ہے کسی بیمار کے ہاں جاکر اس کا حال پوچھتا ہے کسی کے نکاح میں شریک ہوتا ہے تو اس کے واسطے بہشت کا ملنا واجب ہو جاتا ہے اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ عمر بن شعیب سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ تین طرح کے آدمی جمعہ کی نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو لغوبات کے واسطے آتے ہیں۔ پس ان کو اپنی لغو کارروائی کا حصہ ہی ملتا ہے اور دوسرے وہ ہیں۔ جو اس واسطے آتے ہیں۔ کہ خدا کی درگاہ میں صدق دل سے دعا کریں۔ پس جو کچھ یہ مانگتے ہیں اگر خدا چاہتا ہے۔ تو ان کو دے دیتا ہے۔ اور اگر نہیں چاہتا۔ تو نہیں دیتا۔ اور تیسرے وہ ہیں۔ جو حاضر ہو کر خاموشی اور سکوت اختیار کرتے ہیں اور چلنے کے وقت کسی گردن کو نہیں روندتے اور نہ ہی کسی کو ایذا دیتے ہیں۔ پس ان

لوگوں کا یہ فعل آئندہ جمعہ تک انکے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے بلکہ اس کفارے میں تین دن زیادہ بھی شامل ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے (جو آدمی ایک نیکی کرتا ہے اس کو ویسی ہی دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں) اور ایک صحیح روایت میں ہے کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ ایسا کوئی جاندار نہیں۔ جو جمعہ کے دن قیامت کے قائم ہونے کے ڈر سے خوف نہ کھاتا ہو۔ مگر شیطان اور آدمؑ کی اولاد کے بدبخت لوگ نہیں ڈرتے۔ اور ذکر کرتے ہیں۔ کہ زمین کے جانور اور اُڑنے والے جانور جمعہ کے دن آپس میں ملتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے سلام کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ آج کا دن نیک ہے اور ایک دوسری حدیث میں وارد ہے۔ کہ ہر روز آگ سے دوزخ کو تپاتے ہیں مگر جمعہ کے دن نہیں تپائی جاتی۔ اسی واسطے باقی دنوں میں دوپہر کے وقت نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اور جمعہ کے دن تمام وقتوں میں نماز پڑھنی درست ہے ✦

جمعہ کی نماز کی تیاری

ابی صالحؒ۔ ابی ہریرہ رضہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور غسل کرنے کے بعد پہلی ساعت میں ہی مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کو اس قدر ثواب ملتا ہے۔ جس قدر کہ ایک اونٹ کی قربانی کرنے میں حاصل ہوتا ہے۔ اور جو دوسری ساعت میں مسجد میں جاتا ہے، وہ ایسا ہوتا ہے کہ جیسا اُس نے گائے کی قربانی کی ہے۔ اور جو تیسری ساعت میں مسجد میں داخل ہوتا ہے تو اس کو سینگدار بکری کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو چوتھی ساعت میں جاتا ہے۔ اس کو اس شخص کا ثواب ملتا ہے جو ایک مرغی کو قربانی دیتا ہے اور جو پانچویں ساعت میں جاتا ہے تو اس کو مرغی کے ایک انڈے کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ اور جب امام خطبہ پڑھنے کے واسطے کھڑا ہوتا ہے تو فرشتے حاضر ہو کر خطبہ سنتے ہیں۔ اور جن ساعتوں کا ذکر ہوا ہے انہیں سے پہلی ساعت تو صبح کی نماز کے بعد ہوتی ہے۔ اور دوسری ساعت اس وقت کہ جب آفتاب بلند ہوتا ہے۔ اور جب زیادہ بلند ہوتا ہے اور روشنی پھیل جاتی ہے اور اسکی گرمی کے سبب سے زمین پر پاؤں جلنے لگتے ہیں۔ تو اس وقت تیسری ساعت ہوتی ہے اور چوتھی ساعت زوال کے پہلے اور پانچویں ساعت زوال کے بعد ہوتی ہے اور یا اس وقت ہوتی ہے۔ جب کہ آفتاب عین سر پر ہو۔ نافع رضہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ جو آدمی ہر جمعہ کو غسل کرتا ہے۔ خدا تعالٰی اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اور اسے حکم ہوتا ہے کہ اب تم نئے سرے سے عمل کرو۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے جو آدمی غسل کرتا ہے یا کسی کو غسل کرواتا ہے۔ اور اس کے بعد بہت جلد امام کے پاس چلا جاتا ہے اور کسی قسم کی لغو کلام نہیں کرتا۔ تو اس کو ہر ایک قدم کے عوض میں اس قدر ثواب عطا ہوتا ہے جتنا کہ ایک سال کے روزوں اور ایک سال کے قیام کا ثواب ہوتا ہے۔ اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اپنے اہل کو غسل کرواتا ہے اس کو بھی ایسا ہی ثواب ملتا ہے۔ یہاں غسل سے مراد جماع ہے۔ کیونکہ اہل علم کے نزدیک جمعہ کے روز زوجہ سے ہمبستر ہونا مستحب بیان کیا گیا ہے۔ اور پہلے زمانہ کے بعض بزرگ اس حدیث پر عمل کرنے کے لئے ایسا ہی کیا کرتے تھے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ پہلے سر دھونا چاہئے۔ اور اس کے بعد جسم کو دھویا جائے۔ اور حسن ابی ہریرہ رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اے ابوہریرہ تم ہر جمعہ کو غسل کیا کرو۔ خواہ تم کو ایک ہی دن کی قوت دیگر ابوہریرہ پانی خریدنا ہی کیوں نہ پڑے۔ پس اکثر فقیہوں کے نزدیک جمعہ کے دن میں غسل کرنا مستحب ہے۔ اور داؤد رضہ کہتے ہیں کہ اس روز غسل واجب ہے۔ جو شخص جمعہ کی نماز میں جانا چاہتا ہے۔ وہ غسل کو ترک نہ کرے۔ اور اس کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد ہے۔ اور غسل کے بعد مسجد کو جانا بہتر ہے

کیونکہ ایسا کرنے میں خلاف سے بچتا ہے اور جمعہ کی نماز کے ادا کرنے تک طہارت کو قائم رکھے اور جب غسل کی نیت کرے
تو پروردگار کی طاعت کے لئے کرے۔ اور اگر جنب کی حالت میں ہو۔ اور اس میں صبح ہو جائے۔ تو پھر وہ پہلے وضو کرے
اور اس کے بعد غسل کرے اور وضو اور غسل سے جنابت کی طہارت اور جمعہ کی نماز کی نیت کرے تو یہ دونوں جائز ہیں
اور اپنے بالوں اور ناخنوں کو ترشوائے اور بدن سے بُو دور کرے اور اچھے کپڑے پہنے جو سفید ہوں۔ اور سر پر پگڑی
باندھے اور چادر اوڑھے۔ کیونکہ حدیث میں وارد ہے۔ کہ جو لوگ پگڑی باندھتے ہیں۔ ان پر فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اور
اچھی خوشبوئیں لگائے۔ جن کی خوشبو پراگندہ ہوتی ہو۔ اور ان کا رنگ پوشیدہ ہو۔ اور جب اپنے گھر سے جامع مسجد
کو نکل کر جائے۔ تو آرام اور بردباری اور عاجزی سے چلے اور اپنی حاجتمندی ظاہر کرے۔ اور دعا اور استغفار کرتا جائے
اور خدا کے رسول پر درود بھیجتا ہوا اور جب گھر سے نکلنے لگے۔ تو اس وقت اپنے مالک کی زیارت کی نیت کرے۔ اور فرضوں
کے ادا کرنے سے اللہ تعالٰے کے تقرب کی نیت کرے۔ اور مسجد میں اعتکاف کرنے کے وقت سے واپس آنے تک خدا
کے قرب کی نیت رکھے اور اپنے بدن کے اعضاؤں کو لغو حرکتوں اور لغو کھیلوں سے روکے رکھے۔ اور جمعہ کے دن ام
کو ترک کر دے۔ اور دنیا کے حظ سے بھی پرہیز کرے اور بہت سے ورد اور وظیفے پڑھے۔ پس جمعہ کے اول روز
سے لے کر نماز کے وقت آخر روز تک خدا کی طاعت اور عبادت میں اپنا وقت کاٹے۔ اور جب جمعہ کی نماز پڑھ
چکے۔ تو پھر عصر تک علم کی مجلس میں شریک ہو اور وعظ سنے۔ اور پھر عصر سے آفتاب کے ڈوبنے تک ورد اور
وظائف میں مشغول رہے اور استغفار پڑھے۔ اور اگر ہر رات اور دن کے تمام وقت کو خدا کے ذکر میں ہی بسر کرے
تو یہ بہتر ہے۔ اور اس وظیفے کو دو سو دفعہ پڑھے۔ خدا کے سوا جو یگانہ ہے کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔ اس کا
کوئی شریک نہیں۔ ملک اسی کا ہے۔ اور اسی کے لئے حمد ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے۔ اور وہی مارتا ہے۔ اور اسکو کبھی
موت نہیں آتی۔ ہر ایک نیکی کا اندازہ اس کے ہاتھ میں ہی ہے۔ وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور ایک سو دفعہ پڑھے
وہ خداوند بزرگ اور پاک ہے۔ اور حمد اسی کے واسطے ہے اور ایک سو دفعہ یہ کہے خدا کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہو
وہ برحق بادشاہ ہے اور ظاہر ہے۔ اور ایک سو مرتبہ یہ کہ۔ اے اللہ محمدؐ پر درود بھیج جو تیرا بندہ ہے۔ اور تیرا نبی
رسول ہے۔ اور سو مرتبہ یہ کہے میں خدا سے بخشش چاہتا ہوں۔ جو زندہ اور قائم ہے اور تجھ سے توبہ کی قبولیت چاہتا ہوں
اور سو دفعہ یہ کہے اللہ تعالٰے جو کچھ چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور خدا کے سوا کسی کو قوت نہیں ہے۔ پس یہ ذکر سات سو
مرتبہ پڑھنا ہوتا ہے اور بعض اصحابیوں سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ روزمرہ بارہ ہزار دفعہ تسبیح پڑھا کرتے تھے اور
بعض تابعین سے یہ روایت کرتے ہیں کہ وہ ہر روز تیس ہزار دفعہ تسبیح پڑھتے تھے۔ اور اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ لوگوں نے
اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو اچھی طرح جان لیا تھا اور اس کو پہچان لیا تھا۔ پس تم کو بھی خوف کرنا چاہئے کہ ایسا نہ
ہو کہ ہم محروموں کے گروہ میں داخل کئے جائیں۔ اگر تم خدا کو یاد نہ کروگے۔ تو اللہ تم کو بھی یاد نہ کریگا۔ جو بندہ مومن
ہوتا ہے وہ پہلے خدا کو یاد کرتا ہے۔ اور اس کے بعد اللہ تعالٰے اس کو یاد فرماتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے (تم مجھے
یاد کرو اور میں تم کو یاد کروں گا) اور یہ لائق نہیں ہے کہ نماز سے پہلے قصہ پڑھنے والے لوگوں کا قصہ سنا جائے۔ کیونکہ
قصہ پڑھنا بدعت ہے۔ اور ابن عمر وغیرہ اصحابیوں کا یہ دستور تھا۔ کہ جو لوگ قصہ پڑھنے والے ہوتے تھے۔ آپ
انہیں مسجد سے نکال دیا کرتے تھے۔ اور اگر قصہ خوان لوگ خدا کے عارف ہوں اور صاحب معرفت اور اہل یقین
تو ان کی مجلس میں حاضر ہونا نماز سے بہتر ہے جیسا کہ ابی ذر کا قول ہے۔ اگر کوئی آدمی اہل علم کی مجلسوں میں حاضر

ہو۔ تو اس کا حاضر ہونا نماز کی ایک ہزار رکعت سے بہتر ہے۔ اور جب لوگ جامع مسجد میں آئیں۔ تو انہیں لوگوں کی گردنیں لتاڑتا ہوا نہ جانا چاہیئے یعنی اُن کے سروں کو پھاندتے اور پایمال کرتے ہوئے نہ گذریں۔ اور اگر امام یا موذن ہو تو اس کو اوپر سے گذرنا جائز ہے۔ روایت میں آیا ہے کہ خدا کے رسولؐ نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ لوگوں کی گردنوں کو روندتا ہوا گذر رہا تھا۔ آپ نے اس کو خطاب کر کے فرمایا۔ کہ تو نے ہمارے ساتھ جمعہ کی نماز کیوں ادا نہیں کی اُس نے عرض کی کہ آپ نے مجھ کو نماز ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ میں نے تجھے دیکھا۔ کہ تو دیر سے آیا اور لوگوں کو ایذا پہنچائی ہے اور ایک دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ خدا کے پیغمبر نے فرمایا تجھے جماعت میں شریک ہونے سے کس چیز نے منع کیا ہے۔ اس نے عرض کی۔ کہ میں جماعت میں شریک تو ہوا ہوں۔ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میں نے تجھے آدمیوں کے سروں اور گردنوں کو روندتا ہوا دیکھا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا ہے جو شخص ایسا کریگا وہ قیامت کے دن دوزخ کی پیٹھ پر پل بنیگا۔ اور اس کے اوپر سے ہو کر لوگ گذرینگے۔ اور اپنے پاؤں تلے اُس کو روندینگے اور جب کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہو۔ تو اس کے آگے سے نہ گذرنا چاہیئے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہو۔ تو اس کے آگے سے گذرنے سے اگر ۴۰ برس تک کھڑا ہونا پڑے تو یہ بہتر ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں وارد ہے۔ کہ اگر آدمی ریت کے ذروں کی طرح ہوا میں اُڑ جائے۔ تو ایسا ہونا اس سے بہتر ہے۔ کہ وہ کسی نماز پڑھنے والے آدمی کے آگے سے گذرے۔ اور جب کوئی آدمی آگے بیٹھا ہوا ہو۔ تو اس کو اپنی جگہ سے نہ اُٹھائے۔ اور نہ ہی کسی دوسرے آدمی کی جگہ پر آپ بیٹھے۔ کیونکہ روایت میں آیا ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ تم اپنے کسی بھائی کو اس جگہ سے اُٹھاؤ نہیں۔ تاکہ اس کو اُٹھا کر آپ اس کی جگہ میں بیٹھ جاؤ۔ اور ابن عمرؓ کا یہ دستور تھا۔ کہ جب کوئی آدمی اپنی جگہ سے اُٹھا کرتا تھا تو خود اُس کی جگہ پر نہیں بیٹھتے تھے۔ اگر وہ آ کر بیٹھ جاتا تھا۔ اور پھر کچھ خالی جگہ پاتے تھے۔ تو وہاں بیٹھ جاتے تھے اور جب کوئی دیکھے کہ سامنے کچھ فاصلہ پر جگہ خالی ہے۔ مگر وہاں لوگوں کو روند کر جانا پڑتا ہے۔ تو اس باب میں دو روائتیں ہیں۔ امام احمد کا قول یہ ہے کہ اگر کوئی صاحب یا مالک کسی شخص کو بھیجے اور اس کو ہدایت کرے۔ کہ تو میری جگہ پر جا کر بیٹھ جا اور وہ اپنے مالک کے کہنے کے موافق جا کر بیٹھے تو اس کو جائز ہے۔ اور دوسرے بزرگوں کا یہ قول بھی ہے کہ خالی جگہ پر گذر کر بیٹھنا درست ہے اور گذرتا ہوا کوشش کرے کہ لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ اور اگر کوئی آدمی اپنے واسطے مصلے بچھائے تو اس میں بھی گفتگو ہے کہ دوسرے لوگوں کو یہ لازم ہے کہ وہ اس کو اُٹھا کر آپ اس جگہ پر بیٹھ جائیں۔ بعض کا یہ قول ہے کہ اگر مصلے سے بے فائدہ جگہ رکتی ہو۔ تو اس کو اُٹھا کر زائد جگہ پر بیٹھنا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اُسی کے اوپر ہی بیٹھ جائیں اور جہاں تک ہو سکے امام کے نزدیک بیٹھنے کی کوشش کی جائے۔ اور جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو۔ اس وقت خاموش ہو کر بیٹھے کسی قسم کی کوئی بات نہ کرے اگر اس وقت میں باتیں کریگا۔ تو خداوند تعالےٰ کے نزدیک گنہگار ٹھہریگا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر کوئی خطبہ شروع ہونے سے پہلے اور خطبہ ختم ہو جانے کے بعد باتیں کرے تو اس وقت میں حرام نہیں

جمعہ کے دن کی بزرگی

شیخ ابو نصرؒ اپنے باپ سے اور وہ ابو القاسم عبد اللہ بن عمر شافعی سے اور وہ حبیب بن حسن قزاز سے اور وہ جعفر بن محمد خراسانی سے اور وہ ابو ایوب سلیمان بن عبد الرحمن دمشقی سے اور وہ محمد بن شعیب سے اور وہ عمر بن عبد اللہ غلام عفرہ سے اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور اس وقت ان کے ہاتھ میں ایک سفید پر تھا۔ اور اس میں ایک سیاہ نقطہ بھی تھا۔ میں نے

پوچھا کہ اے جبرئیل تو نے یہ ہاتھ میں کیا لیا ہوا ہے انہوں نے جواب دیا۔ کہ میرے ہاتھ میں یہ جمعہ کا دن پکڑا ہوا ہے اور اس میں تمہارے واسطے بہت سی نیکیاں لئے ہوئے ہوں۔ اس کے بعد میں نے پوچھا کہ اس میں جو کالا سا نقطہ ہے۔ وہ کیا ہے۔ جبرئیلؑ نے جواب دیا۔ کہ وہ کالا نقطہ قیامت ہے اور وہ اسی دن میں یعنے جمعہ کے روز میں ہی قائم ہوگی اور جمعہ کا دن ایسا ہے۔ کہ وہ سب دنوں کا سردار ہے اور اپنے محاورہ میں ہم اس دن کو روز مزید کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ اس دن کا یہ نام کس واسطے رکھا ہے۔ جواب دیا کہ یہ نام اس کا اس واسطے رکھا ہے۔ کہ خدا نے بہشت میں ایک وادی بنائی ہو وہ کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اور برف سے زیادہ سفید ہے اور جب جمعہ کا دن آتا ہے تو خداوند تعالےٰ عرش معظم سے اس وادی میں آتا ہے۔ اور اس میں آکر اپنی کرسی پر جو وہاں رکھی ہوئی ہے اجلاس فرماتا ہے۔ اور اس کرسی کے ارد گرد دوسری بہت سی کرسیاں اور ممبر بچھائے ہوئے ہیں۔ اس پر انبیاء آکر اپنے اپنے درجہ کے موافق جلوس سے رونق افروز ہوتے ہیں۔ اور جواہر سے مرصع سونے کی کرسیاں بھی اپنے قرینے سے رکھی ہوئی ہیں۔ ان پر شہید اور صدیق آکر بیٹھتے ہیں۔ اور اس کے بعد دربار میں وہ لوگ آکر حاضر ہوتے ہیں جو بالاخانوں والے ہوتے ہیں۔ اور ان کا اس قدر کثیر انبوہ ہوتا ہے کہ جس قدر ریت کے ٹیلے ہوتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں وہ ہوں۔ جس نے اپنا وعدہ تم سے سچا کیا ہے۔ اور تمہارے اوپر اپنی نعمت کو کامل کر دیا ہے۔ اور اپنی رحمت کے قرب و جوار میں تم کو اُتارا ہے۔ اور جو کچھ تم مجھ سے مانگنا چاہتے ہو اُس کا مجھ سے سوال کرو۔ یہ سنتے ہی سب حاضرین جلسہ سجدہ میں پڑ کر عرض کرتے ہیں کہ ہم جس قدر حاضرین مجلس ہیں سب کے سب تیری رضامندی کی درخواست کرنے والے ہیں۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے۔ خداوند تعالےٰ جواب میں ارشاد فرماتا ہے۔ کہ میں تم پر راضی ہوں۔ میری رضامندی نے ہی تم کو میرے گھر میں لا کر اتارا اور جگہ دی ہے اور تم کو اس قدر بزرگی کا رتبہ عطا کیا گیا ہے۔ اب جو کچھ تم اور مانگنا چاہتے ہو وہ مانگو۔ جب یہ عام اجازت ہو جاتی ہے۔ تو اس کے بعد جو کسی کی آرزو ہوتی ہے اس کو دل کھول کر اپنے پاک پروردگار سے طلب کرتے ہیں۔ اور جو جو کسی کی آرزو ہوتی ہے خداوند تعالےٰ اس کی آرزو کو پورا کر دیتا ہے۔ اور اس کے بعد ہر ایک آدمی اپنے پروردگار کی عطا کی گئی نعمت کے شکریہ میں اس کا مقر ہوتا ہے ہمارا پروردگار ہمارے واسطے کافی ہے۔ غرض جمعہ کے اجر اور عرض میں لوگوں کو جو نعمتیں عطا ہوتی ہیں۔ وہ ایسی نادر بیان کی گئی ہیں۔ کہ نہ تو ان کو کسی غیر کی آنکھوں نے دیکھا ہوتا ہے اور نہ ہی دوسرے کانوں میں انکی آواز پہنچی ہوتی ہے اور نہ ہی کسی دل پر ان کا خیال گذرا ہوتا ہے۔ اور جب اس خلعت فاخرہ سے سرفراز ہو جاتے ہیں تو اس کے بعد بالا خانوں والے اپنے اپنے بالاخانوں کی طرف واپس لوٹتے ہیں۔ اور ان کے مکان سفید موتیوں اور یاقوت سُرخ اور سبز زمرد کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ انہیں نہ شکست و ریخت نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی ان کے مرمت کرنے کی حاجت پڑتی ہے۔ اور ان کے اندر نہریں جاری ہیں۔ اور بہت سے درخت ہیں اور نرم نرم سبزہ زار بھی ہے۔ اور درختوں کی شاخوں کے ساتھ پھل بھی لگے ہوئے ہیں اور پھل کے بوجھ سے ڈالیاں جُھک رہی ہیں اور بہشتی لوگوں کی بیبیاں مسندوں پر بیٹھی ہوئی اپنے جوبن اور حُسن کی بہار کو دکھا رہی ہیں۔ اور خدمتگار بھی ہاتھ باندھے ہوئے خدمت میں موجود کھڑے ہیں۔ پس جو لوگ بالاخانوں والے ہیں۔ وہ جمعہ کے سب سے زیادہ محتاج ہیں اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ محمد بن حافظ سے اور وہ ابو علی محمد بن احمد صواف سے اور وہ ابو العباس عبداللہ بن اصفر سے اور وہ اسحٰق بن ابراہیم ابو صائغ جرار سے اور وہ عمر بن شمس سے اور وہ سعد بن طریق الاسکاف سے اور وہ اصبغ بن بنانہ سے اور وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب جمعہ کا روز آتا ہے۔ تو جبرئیل علیہ السلام خانہ کعبہ کی مسجد میں آتے ہیں۔ اور آکر وہاں اپنا نیزہ گاڑ دیتے

ہیں۔ اور تمام فرشتے سب مسجدوں کے دروازوں پر نیزے گاڑ دیتے ہیں اور اس کے بعد چاندی کے ورق نکالتے ہیں۔ اور سونے کی قلم پکڑ کر جو لوگ مسجد میں آنے والے ہوتے ہیں ان کو درجہ بدرجہ لکھنا شروع کرتے ہیں۔ پہلے اس کو لکھتے ہیں جو سب سے اول مسجد میں آتا ہے اور اسی طرح ترتیب وار باقی لوگوں کو لکھتے جاتے ہیں اور جب مسجد میں آنے والے لوگوں میں سے ستر آدمی آ چکتے ہیں - - - - - ، تو اس کے بعد اپنے دفتر کو پیٹ کر رکھ دیتے ہیں اور صبح کے وقت سب سے پہلے جو ستر آدمی درجہ بدرجہ مسجد میں آ کر داخل ہوتے ہیں۔ ان کا رتبہ ان ستر آدمیوں کا سا ہوتا ہے جن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے برگزیدہ کیا تھا۔ اور یہ ستر آدمی نبیوں میں سے تھے۔ اور اس کے بعد فرشتے صفوں میں جاتے ہیں۔ اور ان میں نماز پڑھنے والے لوگوں کی جستجو کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ فلاں آدمی دکھلائی نہیں دیتا۔ وہ کہاں گیا۔ اس کا جواب ان کو یہ ملتا ہے کہ وہ تو مر گیا ہے۔ خداوند تعالےٰ اس پر اپنی رحمت نازل کرے وہ صاحب جمعہ تھا یعنے جمعہ کی نماز میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور نماز پڑھا کرتا تھا۔ اور پھر دوسرے آدمی کو پوچھتے ہیں اسکی نسبت یہ جواب دیا جاتا ہے۔ کہ وہ تو غائب ہے۔ یہ سُنکر فرشتے کہتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ اس کو محفوظ رکھے۔ اور اس کے بعد پھر اور آدمی کا حال پوچھتے ہیں۔ اس کی نسبت ان کو جواب دیتے ہیں کہ وہ بیمار پڑا ہوا ہے۔ یہ سُنکر فرشتے کہتے ہیں۔ کہ خداوند کریم اس بیمار کو اپنے فضل اور کرم سے صحت بخشے یہ بھی صاحب جمعہ تھا۔ جمعہ سے محبت رکھتا تھا اور نماز پڑھا کرتا تھا +

روز جمعہ کی مقبول ساعت

جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے۔ کہ جب کوئی بندہ اُس میں خداوند تعالےٰ کی درگاہ میں دعا کرتا ہے۔ تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ ابو نصرؒ اپنے باپ سے اور وہ محمد بن ابراہیم سے اور وہ ابی سلمہ سے اور وہ ابی ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں ایک دفعہ کوہ طور پر گیا اور وہاں میں نے دیکھا کہ کعب احبار موجود ہیں۔ میں نے ان کو رسول مقبول کی ایک حدیث سُنائی اور انہوں نے میرے پاس توریت کی عبارت پڑھی۔ اور ہم نے کسی بات میں اختلاف نہ کیا یہانتک کہ اپنی اپنی کلام کو ختم کیا۔ میں نے یہ حدیث سُنائی۔ کہ جمعہ کے روز میں ایک ایسی ساعت ہے۔ کہ جب کوئی مومن اس میں نماز پڑھے۔ اور خدا کی درگاہ میں کسی چیز کی درخواست کرے اور وہ نیک بات ہو تو اللہ جلشانہ اس کو وہ عطا کر دیتا ہے۔ کعبؓ نے پوچھا کہ ہر ایک سال میں ہے۔ میں نے کہا کہ ہر ایک جمعہ میں ہے اور ہمارے رسول مقبول نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ یہ سُنکر تھوڑی دیر تک تامل اور فکر کیا اور بعد میں سر اُٹھا کر فرمایا کہ ہاں آپ نے سچ کہا ہے۔ خدا کی قسم اُس ساعت کے حق میں جیسا کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے وہ ویسی ہی ہے اور جتنے روز ہیں سب کا سردار روز جمعہ ہے اور خدا کے نزدیک یہ زیادہ پیارا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اسی روز میں ہی پیدا کیا ہے۔ اور اسی دن میں ہی ان کو بہشت میں داخل کیا ہے اور اسی روز میں خداوند تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دُنیا میں اُتارا ہے اور جب قیامت قائم ہو گی تو وہ بھی جمعہ کے دن میں ہی قائم ہو گی اور جس قدر مخلوق ہے سب کی سب اس روز میں آنے والی چیز کی منتظر رہتی ہے اور آواز پر کان لگائے رکھتی ہے۔ کوئی چیز غافل نہیں رہتی۔ اگر غفلت اختیار کرتے ہیں۔ تو دو گروہ ہی کرتے ہیں۔ جن اور انسان۔ اس کے بعد میں وہاں سے لوٹا اور لوٹتے ہوئے عبداللہ بن سلام سے ملاقات کی اور میرے اور کعب احبار کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی۔ اس کا تذکرہ کیا۔ عبداللہ نے سُنکر جواب دیا کہ کعب جھوٹا ہے اور خدا کے رسول کی حدیث کا ثبوت توریت میں موجود ہے۔ میں نے کہا کہ آخرکار کعب نے بھی اقرار کیا ہے کہ جیسا حدیث میں بیان ہوا ہے۔ بیشک ویسا ہی ہے۔ عبداللہ نے اس کے بعد کہا کہ جمعہ میں جس ساعت کا مذکور ہوا ہے میں اُسکو جانتا

ہوں۔ میں نے آپ سے پوچھا کہ وہ کونسی ساعت ہے جواب دیا روز جمعہ کی آخری ساعت ہے۔ میں نے اس پر اعتراض کیا کہ
آخری ساعت کیونکر ہو سکتی ہے۔ کیونکہ خدا کے رسول کی زبان سے یہ سُنا گیا ہے کہ اس ساعت میں مومن نماز پڑھتے اور
آخری ساعت میں نماز کیونکر ہو سکتی ہے۔ جواب میں فرمایا۔ کہ تو نے پیغمبر خدا کی یہ حدیث نہیں سُنی۔ کہ آپ نے فرمایا ہے
اگر کوئی آدمی نماز فرض کی انتظار میں بیٹھے۔ تو اس کا یہ بیٹھنا نماز میں داخل ہے۔ میں نے اس پر کہا ہاں جو کچھ کہا گیا
ہے وہ صحیح اور درست ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں محمد بن سیرینؒ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا
کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز میں ایک ایسی ساعت ہے۔ کہ اگر کوئی مومن اس میں خداوند تعالےٰ سے کسی نیک
چیز کی درخواست کرے تو اللہ جل شانہ وہ چیز اس کو عطا کر دیتا ہے۔ اور خدا کے رسول مقبول نے اپنی نر انگشت کی
طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے کہ وہ بہت تھوڑی سی ساعت ہے اور بعض پہلے بزرگوں نے روایت کی ہے۔ کہ خداوند
تعالےٰ نے ایک فضل تو بندوں پر یہ کیا ہے کہ ان کو رزق عطا کیا ہے۔ اور اس کے سوا اور بھی بہت سے فضل اور
بزرگیاں ہیں۔ اور وہ اسی آدمی کو دی جاتی ہیں جو پنجشنبہ کی رات اور جمعہ کے دن کو خداوند تعالےٰ کی جناب میں
سوال کرتا ہے۔ اور ابو نصرؒ اپنے باپ سے اور وہ سعید بن ارشد سے اور وہ زید بن علی سے اور وہ مرجانہ سے اور وہ بی بی فاطمہؓ
بیٹی رسول مقبول سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر کوئی مومن
اس میں نیکی طلب کرے تو خداوند تعالےٰ اس کو وہ نیکی لطف کر دیتا ہے۔ میں نے عرض کی اے والد بزرگوار وہ کونسی ساعت
ہے آپ نے فرمایا کہ وہ ساعت وہ ہے جس میں آفتاب کا نصف حصہ غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے اور مرجانہ کہتی
ہیں۔ کہ حضرت بی بی فاطمہؓ کا یہ دستور تھا۔ کہ جب جمعہ کا روز آتا تھا۔ تو اس دن اپنے غلام مسمی زید سے یہ فرمایا کرتی
تھیں۔ کہ تم جا کر بلند ٹیلوں پر چڑھ جاؤ۔ اور آفتاب کی طرف نگاہ کرو۔ جب قریباً نصف کے غروب ہونے کو ہو۔ تو
اس وقت مجھے اطلاع دو۔ اس لئے زید فرمان کے موافق عمل کرتے۔ جب وہ وقت آجاتا تھا۔ تو فوراً آ کر اس سے آپکو
اطلاع دیدیتے تھے۔ فاطمہؓ اطلاع کے ہوتے ہی مسجد میں تشریف لیجاتی تھیں۔ اور اس وقت نماز ادا کرتی تھیں اور
کثیر بن عبد اللہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ جمعہ کے
روز میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر اس میں کوئی بندہ خدا کی درگاہ میں دعا کرے اور کوئی چیز مانگے۔ تو اللہ تعالےٰ
اس کو وہ عطا کر دیتا ہے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول وہ ساعت کونسی ہے آپ نے فرمایا کہ جمعہ
کی نماز کے قائم ہونیسے اس کے ختم ہونے تک اور کثیر بن عبد اللہ مزنی کہتے ہیں کہ اس بیان سے پیغمبر صلعم کا مقصود
جمعہ کا روز ہے۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ محمد بن منکدر سے اور وہ جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول
مقبول سے خدا کی خدمت میں مندرجہ ذیل دعا عرض کی گئی۔ اور اس کے اثر کے باب میں پوچھا گیا۔ دعا۔ سبحانک
لا الٰہ الا انت یا حنان یا منان یا بدیع السموات والارض یا ذوالجلال والاکرام۔ سنکر آپ نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی جمعہ کے
دن کی ایک ساعت میں مشرق اور مغرب کی کسی چیز کے واسطے یہ دعا پڑھے۔ تو خداوند تعالےٰ اُس کی دعا کو قبول کر لیتا
ہے اور صفوان بن سلیم کہتے ہیں۔ کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ جب جمعہ کے دن امام منبر پر کھڑا ہوتا ہے۔ اگر اس وقت کوئی
یہ کہے خدا کے سوا جو یگانہ ہے کوئی اور معبود نہیں ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اسی کے واسطے ملک ہے اور اسی
کے لئے ہی حمد ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور ہر ایک چیز پر وہ قادر ہے خداوند تعالےٰ اس کو بخشدیتا
ہے۔ اور براء بن عازب کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول کو میں نے یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ ماہ رمضان میں جو جمعہ آتا ہے

اُس کی بزرگی باقی سب دنوں پر ایسی ہے جیسی کہ ماہ رمضان کے دنوں کو دوسرے دنوں پر بزرگی اور فضیلت حاصل ہے ؛

جمعہ کے روز خدا کے رسول مقبول پر درود

ابونصرؒ اپنے باپ سے اور وہ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز میرے اوپر بہت درود بھیجو کیونکہ اس میں جو آدمی نیک عمل کرتا ہے اس کو اس کا دوگنا ثواب ملتا ہے اور فرمایا کہ میرے واسطے وسیلہ کے درجہ کی دعا مانگو۔ لوگوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول بہشت میں یہ وسیلہ کا درجہ کیا چیز ہے۔ جواب میں فرمایا کہ یہ بہشت کے تمام درجوں میں سے بہت بڑا اونچا درجہ ہے اور یہ درجہ کسی کو نہیں ملیگا اگر ملیگا تو ایک ہی کو ہی ملیگا۔ اور میں امید رکھتا ہوں۔ کہ خداوند کریم یہ درجہ مجھ کو عطا فرمائیگا۔ اور محمد بن منکدرؓ حضرت جابرؓ سے راوی ہیں کہ جب کوئی مومن اذان سُنے تو اس وقت اس کو یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ اے اللہ جو تو اس پوری پکار اور قائم ہونے والی نماز کا پروردگار ہے تو محمد صلعم کو وسیلہ اور اس کو بزرگی دے اور بلند رتبہ عطا کر اور ان کو محمود مقام میں پہنچا جو آدمی میرے واسطے ایسی دعا مانگیگا۔ اُس کے لئے قیامت کے روز میری شفاعت حلال ہو جاویگی۔ اور عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے کہ رات اور دن میں میرے اوپر کثرت سے دعا بھیجو۔ اور درود پڑھو۔ اور یہ جمعہ کی رات اور جمعہ کا دن ہے۔ اور عبدالعزیز بن صہیبؓ کہتے ہیں کہ انس بن مالک رسول مقبول سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی جمعہ کے روز میرے اوپر اسّی دفعہ درود بھیجیگا تو خدا تعالےٰ اس کے اسّی سال کے گناہ بخشدیگا۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول آپ پر کس طرح درود بھیجا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس طرح بھیجو۔ اے اللہ محمد صلعم پر درود بھیج وہ تیرا بندہ ہے اور تیرا اُمّی رسول ہے اور انگلی سے شمار کرے اور مکحول شامیؒ ابی امامہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ جمعہ کے روز کثرت کے ساتھ مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جمعہ کے دن میری امت کا درود میرے پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے جو آدمی میرے اوپر زیادہ درود بھیجیگا وہ قیامت کے دن درجہ میں میرے زیادہ نزدیک ہوگا؛

کونسی سورتیں پڑھنی مستحب ہیں

ابونصر اپنے باپ سے اور وہ ابی الاحوص سے اور وہ عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب جمعہ کا روز آتا تھا تو خدا کے رسول اُس کی صبح کو سورہ الٓم سجدہ اور سورہ ہل اتیٰ پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ مغرب کے وقت میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے۔ اور جب عشا کا وقت آتا تھا۔ تو اس میں سورۂ جمعہ اور سورہ منافقون پڑھتے تھے۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم ان سورتوں کو جو مذکور ہوئی ہیں جمعہ کی نمازوں میں پڑھا کرتے تھے۔ اور حسنؓ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی جمعہ کی رات میں ان سورتوں کو پڑھے سورہ یٰس حم الدخان تو قیامت میں جب اس کا حشر ہوگا۔ تو بخشا ہوا اُٹھیگا اور فرمایا ہے۔ کہ جو آدمی جمعہ کے روز سورہ کہف پڑھتا ہے وہ گویا اس شخص کی طرح ہوتا ہے۔ جو خدا کی راہ میں دس ہزار دینار صدقہ میں دیتا ہے اور فرمایا ہے کہ جمعہ کی رات کو اور جمعہ کے دن سورہ انعام اور سورہ کہف اور سورہ طٰہٰ اور سورہ الملک کے ساتھ نماز کی چار رکعتیں پڑھنی مستحب ہیں۔ اور اگر قرآن اچھی طرح نہیں جانتا یا یاد نہیں ہے تو جس قدر جانتا ہو۔ وہی پڑھے اور یہ جو کچھ بیان ہوا ہے وہ اسی کے واسطے ہے جو قرآن مجید کا حافظ ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو آدمی

قرآن کو حفظ کرتا ہے یہ اس کی عقلمندی پر دلالت کرنے والا ہے۔ اور اگر قرآن اچھی طرح یاد ہو۔ تو اس صورت میں جمعہ کے دن پورا قرآن پڑھنا چاہئے۔ اور اگر دن بھر میں وہ تمام قرآن پورا نہ کر سکے تو جمعہ کی رات کو بھی ساتھ ملا لے اور دن اور رات دونوں میں سارا قرآن ختم کرے اور بہتر یہ ہے کہ اگر دن کو ختم کرے۔ تو مغرب کی دو رکعتوں تک کر لے۔ اور رات بھی ساتھ ملائے تو صبح کی دو رکعت تک ختم کرے۔ اور اگر ایسا کر سکے کہ روز جمعہ کی اذان اور اقامت کے درمیان ختم کرے تو یہ نہایت ہی افضل اور بہتر ہے۔ اور اگر جمعہ کے روز دس یا بیس یا اس سے زیادہ رکعتوں میں ہزار دفعہ سورہ اخلاص پڑھے تو اس کا پڑھنا قرآن کے ختم کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہے اور یہ مستحب ہے کہ جمعہ کے روز پیغمبر صلعم پر ایک ہزار دفعہ درود بھیجا جائے۔ اور اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ ایک ہزار دفعہ تسبیح پڑھے اور تسبیح کے یہ چار کلمے ہیں۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔

روز جمعہ کی وجہ تسمیہ

ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ سلیمان سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے ایک دفعہ مجھے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ روز جمعہ کا نام جمعہ کیوں ہوا ہے۔ میں نے عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول مجھ کو تو معلوم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس دن میں تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام جمع کئے گئے۔ اس واسطے اس کا نام جمعہ ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور نماز جمعہ پڑھے۔ تو اس کے تمام گناہ سوائے کبیرہ گناہوں کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے معاف ہو جاتے ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جمعہ اجتماع سے مشتق ہے۔ اور اس سے حضرت آدم کے قالب اور انکی روح کا آپس میں جمع ہونا مقصود ہے اور چالیس برس کی جدائی کے بعد یہ دونوں آپس میں جمع ہوئے تھے۔ اس واسطے اس کا نام جمعہ ہوا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ آدم اور حوا کے جمع ہونے کے باعث یہ نام رکھا گیا ہے جبکہ اماں حوا آدم کی پسلی سے پیدا ہوئی۔ اور بعض آدم اور حوا کے فراق طویل کے جمع ہونے کے باعث اس روز میں شہر اور دیہات کے لوگ آپس میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ اس واسطے اس دن کا نام جمعہ رکھا گیا ہے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ اس روز میں قیامت کا قیام ہوگا۔ اور سب مخلوق وہاں ایک جگہ جمع ہوگی۔ اس واسطے اس کو جمعہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ جس دن جمع ہونے کے واسطے تم کو جمع کریگا۔

توبہ کا بیان

یاد رکھنا چاہئے۔ کہ روزوں اور عید الاضحےٰ اور نماز اور دوسری عبادتوں اور ذکر کے باب میں جو کچھ بیان ہوا ہے۔ اور جو آئندہ کیا جائیگا۔ یہ اسی صورت میں قبول ہوتا ہے کہ پہلے توبہ کرے اور پھر جو عمل کرے وہ دلی خلوص سے ہو۔ اس میں ریا مطلق نہ ہو۔ اور توبہ کرنے کا طریق اوپر بیان کیا گیا ہے اور اب توبہ کے باب کو کچھ اور بھی زیادہ کھولا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو لوگ توبہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان کو خداوند تعالےٰ زیادہ دوست رکھتا ہے اور ایسے دل سے اُلفت اور محبت رکھتا ہے جو گناہوں سے پاک اور صاف ہوتا ہے خداوند تعالےٰ فرماتا ہے دخدا تعالےٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور پاک آدمیوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور عطار اور مقاتل اور کلبی کہتے ہیں۔ کہ جو لوگ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں ان کو اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ اور ان کو دوست رکھتا ہے۔ جو پانی سے غسل کرتے ہیں۔ اور جو لوگ حدث اور حیض کی ناپاکی اور جنابت کی ناپاکی اور نجاستوں کو پانی سے دھوتے ہیں۔ ان کو خداوند تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ اہل قبا کے قصہ میں اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے اور مدینہ میں ایسے لوگ ہیں کہ وہ طہارت کو دوست رکھتے ہیں۔ خدا کے رسول نے اہل قبا کو

پوچھا کہ تمہارا کیا طریق ہے۔ انہوں نے جواب میں عرض کی۔ کہ ہم لوگ پہلے پتھر سے استنجا کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد پانی سے دھو ڈالتے ہیں۔ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ جو آدمی گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔ اس کو اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے اور جو لوگ عورتوں کے دبر خانہ یعنی پاخانہ کی جگہ میں جماع کرنے سے اپنے آپ کو بچاتے رہتے ہیں۔ خدا ان کو دوست رکھتا ہے کیونکہ جو شخص عورت کی دبر میں جماع کرتا ہے وہ ہرگز پاک نہیں۔ کیونکہ عورت اور مرد کی دبر ایک جیسی ہے اور فرمایا ہے کہ جو گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور شرک سے پاک رہتے ہیں۔ ان کو خداوند تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ ایک روایت میں ابی سنہال لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ابی عیالہ کے پاس موجود تھا۔ اس وقت انہوں نے وضو کیا۔ اور خوب اچھی طرح سے کیا۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کہ جو آدمی توبہ اور طہارت کرتے ہیں۔ انکو خداوند تعالےٰ دوست رکھتا ہے جواب میں فرمایا کہ وضو اتنی کونسی بڑی چیز ہے۔ کہ جس کے واسطے خدا یہ فرمائے کہ وضو کرنے والوں کو دوست رکھتا ہوں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ وضو ایک اچھی چیز ہے اور پاک لوگوں سے خدا نے اُن آدمیوں سے مراد لی ہے جو گناہوں سے اپنے آپ کو پاک رکھتے ہیں۔ اور ان لوگوں کی تعریف میں ہی خدا نے فرمایا ہے کہ پاک آدمیوں کو دوست رکھتا ہوں اور ایک روایت میں سعید بن جبیر نے فرمایا ہے کہ جو لوگ شرک اور گناہ سے توبہ کرتے ہیں۔ انکو خداوند تعالےٰ دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ کفر سے توبہ کرتے ہیں اور ایمان کے ساتھ پاک رہتے ہیں۔ انکو اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ جو آدمی گناہ سے توبہ کرتے ہیں۔ اور پھر دوسری دفعہ انکی طرف عود نہیں کرتے اور جب گناہ سے پاک ہوتے ہیں تو پھر اس کے نزدیک نہیں جاتے۔ ان کو خداوند تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو کبیرے اور صغیرے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور ان سے پاک رہتے ہیں۔ ان سب کو خداوند تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ اور ان کو خدا دوست رکھتا ہے جو بُرے فعلوں اور بُرے قولوں سے پاک رہتے ہیں۔ اور فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ نالائق افعال اور بُرے اقوال سے توبہ کرتے ہیں اور اپنے دل کو بُرے عقیدہ اور توہمات سے پاک رکھتے ہیں۔ ان کو اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ جو لوگ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور اپنے دلوں سے میل کو دور رکھتے ہیں۔ ان کو اللہ تعالےٰ پاک رکھتا ہے۔ اور انکو دوست رکھتا ہے جو گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ اور عیب سے پاک رہتے ہیں۔ اور جو ہر وقت کے گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔ انکو اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے اور خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ (توبہ کرنے والوں کو اللہ تعالےٰ بخشنے والا ہے) اور محمدؒ بن منکدرؒ جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ تم سے پہلے زمانہ میں ایک شخص کی گذر ایک کھوپری پر ہوئی اور اس نے اُس کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے پروردگار جو تُو ہے وہ تو ہی ہے۔ اور جو میں ہوں۔ وہ میں ہی ہوں۔ تو تو آمرزش یعنے بخشش سے پھر آنے والا ہے۔ اور میں گناہوں سے پھر آنے والا ہوں یہ کہتے ہوئے سجدہ میں گر پڑا اسی اثنا میں غیب سے اس کو ایک آواز آئی۔ کہ تو اپنے سر کو اُٹھا میں بخشش کی طرف لوٹنے والا ہوں اور تو گناہوں کی طرف سے رجوع کرنے والا ہے۔ یہ آواز سنکر اس شخص نے اپنا سر اُٹھایا۔ اور رحمت ایزدی نے ان کو بخشدیا۔ اور خداوند تعالےٰ اخلاص کے باب میں فرماتا ہے (اور ان کو یہی حکم کیا گیا ہے کہ جب پاک ہوں تو اس وقت اللہ کی عبادت کرے) اور خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے (آگاہ رہو کہ خالص دین اللہ کے واسطے ہے) اور ارشاد کیا ہے (اللہ تعالےٰ کو قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا مگر تمہاری پرہیزگاری پہنچ جاتی ہے) اور خدا نے فرمایا ہے۔ (ہمارے اعمال ہمارے واسطے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے واسطے ہیں اور ہم اس کے واسطے اخلاص کرنے والے ہیں) اور اخلاص کے معنوں میں لوگوں کو اختلاف ہے۔ حسنؓ کہتے ہیں کہ میں نے حذیفہ سے پوچھا کہ اخلاص کے کیا معنے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں نے بھی خدا کے رسول سے اسکے معنے پوچھے تھے

رسول مقبولؐ نے جواب دیا کہ میں نے اس کے معنے جبرئیلؑ سے پوچھے تھے اور جب ان سے پوچھے تو انہوں نے کہا کہ میں نے پروردگار کی درگاہ میں عرض کی تھی۔ کہ اخلاص کے کیا معنے ہیں۔ تو اللہ سبحانہ نے فرمایا وہ ایک بھید ہے میرے بھیدوں میں سے۔ میں اُسے اس دل میں رکھتا ہوں جسے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ اور ابی ادریس خولانی کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک امر کے واسطے ایک حقیقت ہے اور بندہ خدا کے اخلاص کی حقیقت کو اسی وقت پہنچتا ہے جبکہ وہ خدا کے کام کو دوست رکھتا ہے اور اس کی تعریف کرتا ہے۔ اور سعید بن جبیر کہتے ہیں۔ کہ اخلاص یہ ہے کہ اپنے دین اور عمل کو بندہ خدا کے واسطے خالص کرے۔ اور اس میں کسی اور کو شریک نہ کرے۔ اور اس کے عمل میں نمود اور ریاکاری ہو اور فضیل نے فرمایا ہے کہ اگر عمل آدمیوں کے دکھانے کے واسطے چھوڑ دیا ہے۔ تو یہ بھی ریا ہے۔ اور اگر لوگوں کے سبب کیا ہے تو وہ شرک ہے اور ان دونوں کاموں میں اللہ تعالےٰ کے عذاب کے خوف سے ڈرنا اخلاص ہے اور یحیٰی بن معاذؓ کہتے ہیں کہ اخلاص عیبوں سے عمل کو اس طرح الگ کرتا ہے جیسے گوبر اور خون سے دودھ جدا ہوتا ہے۔ اور ابو الحسین بوشنجی کہتے ہیں۔ کہ اخلاص ایک ایسی چیز ہے کہ نہ تو اس کو فرشتے لکھتے ہیں اور نہ ہی شیطان اس کو فاسد کر سکتا ہے اور نہ ہی اس پر انسان کو اطلاع ہوتی ہے۔ اور رویم کہتے ہیں۔ کہ اخلاص یہ ہے کہ تو عمل پر نظر نہ رکھے۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ اس سے حق کا ارادہ کیا جاوے۔ اور اس میں راستی کا ارادہ کیا جائے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ اخلاص ایک ایسی چیز ہے کہ اُس میں کوئی آفت نازل نہیں ہوسکتی۔ اور نہ ہی کسی تاویل کو اس میں دخل ہے اور فرمایا ہے کہ اخلاص وہ ہے جو مخلوق سے پوشیدہ ہو اور آلائش اور علائق سے پاک ہو اور حذیفہ کہتے ہیں۔ کہ اخلاص اس کو کہتے ہیں کہ بندہ کے ظاہری اور باطنی فعل یکساں ہو۔ اور ابو یعقوب کفوف کا یہ قول ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ جس طرح اپنے عیبوں کو آدمی چھپاتا ہے۔ اسی طرح اپنی نیکیوں کو بھی پوشیدہ رکھے۔ اور سہل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ وہ اخلاص ہے اور انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسولؐ نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے دل کو تین چیزوں میں خیانت روا رکھنی نہیں چاہئیے۔ جو عمل کرے وہ خالص خداوند تعالےٰ کے واسطے کرے۔ اور جو لوگ صاحب حکم ہوں۔ انکی خیر خواہی کرے۔ اور مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑے۔ اور بعض نے فرمایا ہے کہ اخلاص فرمانبرداری میں اپنی خواہش سے حق کا جُدا کرنا ہے اور وہ طاعت اور عبادت میں بندہ کا ارادہ ہے جو حقیقی پروردگار کی نزدیکی اور قرب کے واسطے ہوتا ہے سوا کسی کے اسکی مخلوق میں سے اس لئے انسان کو لازم ہے۔ کہ لوگوں کے واسطے عمل نہ کرے اور نہ ہی لوگوں کی تعریف کا امیدوار ہو اور نہ ہی لوگوں سے دوستی کی خواہش اور آرزو رکھے اور طاعت اور عبادت میں ملامت اور تنبیہ سے بُرے کاموں سے اپنے نفس کو باز رکھے اور بعض نے فرمایا ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ مخلوق کے دیکھنے سے اپنے عملوں کو صاف رکھے۔ اور ذوالنون مصریؒ کہتے ہیں کہ اخلاص یہ ہے کہ صدق اور صبر پر ہمیشہ قائم اور مضبوط رہے اور صدق پورا نہیں ہوتا جب تک اس پر ہمیشگی نہ کرے اور اس میں اخلاص نہ ہو۔ اور ابو یعقوب سوسی کہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی اپنے اخلاص کو اخلاص کی نظر سے دیکھے۔ تو وہ شخص اخلاص سے کمال کا محتاج ہوتا ہے اور کمال اس میں ہے کہ اپنے عمل میں اپنا اخلاص بھی دکھائی نہ دے اور ذوالنون کہتے ہیں کہ اخلاص کی علامت تین چیزیں ہیں۔ اول یہ ہے کہ لوگوں کی تعریف اور مذمت دونوں اس کے نزدیک یکساں ہوں دوسری یہ ہے۔ کہ عمل کو دیکھنا بھول جائے تیسری یہ ہے کہ عمل کے ثواب پانے کی اُمید آخرت میں رکھے اور فرمایا ہے کہ اخلاص دل میں ایک ایسی چیز ہے کہ اس کو دشمن فاسد نہیں کر سکتا ہے اور ابو عثمان مغربی کہتے ہیں کہ اخلاص یہ ہے کہ کسی حال میں نفس کا اس میں حصہ نہ ہو اور یہ عام لوگوں کا اخلاص ہو اور خاص آدمیوں کا

اخلاص یہ ہے، کہ وہ ان پر جاری ہو اور نہ اُن کے ساتھ ہو۔ اور جس قدر وہ بیشمار طاعت کرتے ہیں ملکے دل میں اس کا خیال بھی نہ آئے، اور انکی نظر اُن پر نہیں۔ اور نہ ہی اپنی طاعت کا شمار کریں۔ اور ابو بکر دقاق کہتے ہیں، کہ اپنے اخلاص کے دیکھنے میں ہرایک مخلص آدمی کا نقصان ہے۔ جب خدا کسی کے اخلاص کو خالص بنانا چاہتا ہے تو اخلاص کا دیکھنا اس کے اخلاص سے ساقط کر دیتا ہے اور اس کے بعد وہ شخص خدا کا خاص حبیب ہو جاتا ہے اور اس کو اخلاص مل جاتا ہے اور اخلاص کرنے والا نہیں رہتا۔ اور سہیل اُس پر اللہ کی رحمت اور رضامندی ہو کہتے ہیں، کہ ریا کو مخلص آدمی کے سوا اور کوئی پہچان نہیں سکتا۔ اور ابو سعید خراز کہتے ہیں۔ عارف کا ریا مریدوں کے اخلاص سے بہتر ہے اور ابو عثمان کہتے ہیں۔ اخلاص یہ ہے کہ اپنے خالق کی طرف نظر کرنے کے سبب مخلوق کی طرف دیکھنا بھول جائے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ اخلاص یہ ہے، کہ اس میں حق کا ارادہ کیا جاوے۔ اور سچائی کا قصد کیا جاوے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اپنے عملوں سے آنکھ بند کر لینی اخلاص ہے، اور سری سقطی کہتے ہیں۔ کہ جو آدمی لوگوں کے دکھلانے کیواسطے ایسی چیز سے اپنے آپ کو آراستہ کرے جو اس کی اپنی ذات میں نہ ہو۔ تو وہ خدا تعالےٰ کی نظر سے گر جاتا ہے، اور جنید کہتے ہیں۔ کہ اخلاص بندے اور خدا کے درمیان ایک راز ہے اور اس کو فرشتہ نہیں جانتا۔ تا کہ وہ لکھ سکے۔ اور نہ ہی اسکو شیطان جانتا ہے جو بگاڑ دے۔ اور خواہش نفسانی بھی اس شخص کو خدا تعالےٰ کی طرف سے دوسری طرف نہیں پھیر سکتی اور ردیم کہتے ہیں کہ عمل میں اخلاص یہ ہے کہ عمل کرنے والا دونوں جہان میں اس کا کچھ عوض نہ چاہے اور دونوں فرشتے بھی اس میں سے کچھ حصہ نہیں لیتے۔ ابن عبداللہ سے پوچھا گیا۔ کہ نفس پر سخت چیز کونسی ہے۔ آپنے جوابدیا کہ اخلاص کیونکہ اخلاص سے نفس کو کچھ حصہ نہیں ملتا اور بعض نے کہا ہے۔ کہ اخلاص یہ ہے کہ آدمی کے عمل پر خدا کے سوا اور کوئی اطلاع نہ پائے۔ اور ایک بزرگ کہتا ہے کہ جمعہ کی نماز سے پہلے ہم سہل بن عبداللہ کے پاس آئے، آتے ہی ہم نے انکے گھر میں ایک سانپ گھسا ہوا دیکھا۔ اس کو دیکھ کر ہم گھبرا گئے کبھی آگے قدم رکھتے تھے اور کبھی پیچھے ہٹا لیتے تھے۔ آپنے دیکھ کر ہمیں فرمایا۔ کہ تم جھجکتے کیوں ہو اندر چلے آؤ۔ جو شخص ایمان کی حقیقت کو پہنچا ہوا ہے اس سے زمین کی سب چیزیں ڈرتی ہیں۔ اس کے بعد سہل رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ تم جمعہ کی نماز پڑھنا چاہتے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ مسجد اور ہمارے درمیان اس وقت ایک رات اور دن کے فاصلے کی راہ ہے۔ یہ سنکر اُنہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور چل پڑے تھوڑی ہی دیر گذری تھی۔ کہ مسجد دکھائی دی۔ ہم دونوں آدمی اس میں چلے گئے۔ اور وہاں نماز پڑھی۔ اور جب نماز پڑھکر وہاں سے نکلے۔ تو سہل کھڑے ہو گئے۔ اور جو لوگ مسجد سے نکلے تھے ان کو دیکھتے رہے اور بعد میں فرمایا کہ ان لوگوں میں کلمہ توحید کہنے والے تو بہت نظر آئے ہیں۔ مگر صاحب اخلاص تھوڑے دیکھے گئے ہیں۔ اور غوث الاعظم کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ ابراہیم خواص کے ساتھ سفر میں تھے جاتے جاتے ایک ایسی جگہ پہنچے۔ کہ وہاں کثرت سے سانپ تھے۔ ابراہیم خواص نے وہاں اپنی ڈوچی رکھ دی اور بیٹھ گئے۔ اور وہیں انکے پاس ہم بھی بیٹھ گئے۔ جب رات ہوئی۔ تو سرد ہوا چلی۔ اس کی خنکی سے بہت سے سانپ نکل آئے۔ اُنہیں دیکھ کر میں نے شیخ کو آواز دی۔ شیخ نے جواب دیا۔ کہ اپنے خدا کو یاد کرو اس لئے میں نے اللہ تعالےٰ کا ذکر شروع کر دیا۔ اس سے سانپ اپنے اپنے راستے پر چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آئے۔ میں نے شیخ کو پکارا۔ انہوں نے پھر وہی جواب دیا کہ خدا کو یاد کرو۔ صبح تک ایسا ہی حال رہا۔ جب سانپ نکلتے تھے۔ تو ہر دفعہ میں شیخ کو آواز دیتا تھا۔ اور وہ مجھے یہی کہتے تھے۔ کہ اللہ کو یاد کرو۔ اور صبح کے ہوتے ہی شیخ صاحب اُٹھ کر چل پڑے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ ہم راستے میں جا رہے تھے۔ کہ شیخ صاحب کے بچھونے سے اچانک ایک

بڑا سانپ زمین پر گر پڑا۔ اس کی گردن میں ایک طوق سا تھا میں نے کہا اے شیخ آپ نے اپنے بستر میں اتنے بڑے سانپ کو نہیں دیکھا تھا۔ شیخ صاحب نے جواب دیا کہ ایک بڑی مدت کے بعد آج رات میں ہی بڑے آرام سے سویا ہوں۔ اور ابو عثمانؓ کہتے ہیں۔ کہ جو آدمی غفلت اور وحشت کا مزا چکھتا ہے اس کو انس اور ذکر کی لذت حاصل نہیں ہوتی۔

دِل کی طہارت کا ذکر

ہر ایک عارف اور عابد کو لازم ہے۔ کہ ہر حال میں ریا سے پاک رہے۔ اور لوگوں کے دکھلاوے اور غرور سے خوف کرے۔ کیونکہ ناپاک نفس درپے ہے اور ہمیشہ اس کو گمراہ کرنے پر آمادہ رہتا ہے۔ مہلک خواہش پیدا کرتا ہے اور ایسی لذتیں کے پیدا ہونے کا باعث ہوتا ہے۔ جو بندے اور خدا کے درمیان پردہ ڈال دیتی ہیں۔ جب تک انسان کے بدن میں روح باقی ہے۔ اس کی غارت گری سے بچ نہیں سکتا۔ اگرچہ بندہ بدلیت کی حالت میں ہو اور صدیقی کی حالت میں ہو۔ اور صدیقیت کی حالت پہلی حالت سے زیادہ سالم اور نفس کی بلاؤں سے زیادہ امن کی ہے اس میں نیکی زیادہ غالب ہوتی ہے۔ اور باطن کا نور بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور خدا کے راستے میں ہدایت ثابت ہوتی ہے اور خدا کی توفیق شامل اور اللہ کی حفاظت موجود رہتی ہے۔ اور عصمت پیغمبروں اور نبیوں کے واسطے ہی مخصوص ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ نبوت اور ولایت کے درمیان فرق باقی رہے۔ اور جو لوگ اہل ریا اور اہل سمعہ ہیں۔ انکو اللہ تعالٰے نے نفس امارہ کی غارتگری سے آگاہ کر دیا ہے۔ اور اس کی پیروی سے باز رہنے کے واسطے سمجھا دیا ہے۔ اور قرآن میں اسکی مخالفت کے باب میں ارشاد کر دیا ہے۔ اور پھر اسے حدیثوں اور سُنّت کے ذریعہ رسول اللہ نے آگاہ کیا ہے۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے جو نمازی اپنی نماز سے غافل ہیں۔ ان کے واسطے ہلاکت ہے۔ اور جو ریاکار ہیں۔ اور برتنے کی چیزوں کو منع کرتے ہیں ان کے لئے بھی ہلاکت ہے۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے کہ جو کچھ یہ اپنی زبانوں سے کہتے ہیں۔ وہ ان کے دلوں میں نہیں۔ اور خدا اسکو جانتا ہے جسے یہ اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے۔ جب یہ نماز کے واسطے اُٹھتے ہیں تو سُست کھڑے ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کو دکھاتے ہیں اور خدا کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا سا مذبذب حالت میں یاد کرتے ہیں یہ دو گروہوں کے درمیان ہیں نہ اِدھر ہیں اور نہ اُدھر ہیں۔ اور اللہ تعالٰے نے ارشاد کیا ہے۔ عالموں اور عابدوں میں سے بہت لوگ ایسے ہیں جو باطل طور پر لوگوں کا مال کھا جاتے ہیں۔ اور خدا کی راہ سے لوگوں کو باز رکھتے ہیں اور خداوند تعالٰے نے فرمایا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو چیز تم آپ نہیں کرتے۔ وہ اوروں کو کس واسطے کہتے ہو خدا کے نزدیک ایسا کرنا بڑا سخت گناہ ہے کہ جو تم آپ نہ کرو۔ وہ دوسروں کو کہو۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے (چاہے) تم پوشیدہ کہو چاہے ظاہر جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے اللہ ان سب کو جانتا ہے (اور فرمایا ہے (جو خدا کے پاک دیدار کا طالب ہے اسے کہہ دے کہ تو نیک عمل کر۔ اور خدا کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ بنا) اور اللہ تعالٰیٰ نے فرمایا ہے (بیشک نفس بدی کی طرف حکم کرنے والا ہے مگر جس پر پروردگار رحم کرے تو اس وقت انسان اس سے محفوظ ہوتا ہے (اور فرمایا ہے (نفسوں کو بُخل کی طرف متوجہ کیا گیا) اور حضرت داؤد علیہ السلام کو خدا نے خطاب کیا ہے۔ اے داؤد اپنے نفس کی خواہش کو چھوڑ دے نفس کی خواہش کے سوا میرے ملک میں کوئی جھگڑا کرنے والا نہیں ہے۔ اور فرمایا ہے اگر تو نفس کی خواہش کی پیروی کریگا تو وہ خدا کی راہ سے تم کو گمراہ کر دیگی اور سنت سے وہ روایت قابل ذکر ہے جو شداد بن اوس کہتے ہیں کہ میں پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے اس وقت آپ کے مبارک چہرہ میں کچھ ایسی چیز پائی۔ جس سے مجھے بہت پریشانی لاحق ہوئی۔ میں نے عرض کی۔ کہ اے خدا کے رسول آپ کا ایسا حال کیوں ہوا ہے۔ جواب دیا مجھے یہ خوف ہے کہ میرے بعد

میری اُمّت شرک میں مبتلا نہ ہو جائے۔ میں نے عرض کی۔ کہ کیا وہ آپ کے بعد شرک کریگی۔ آپ نے جواب دیا کہ
وہ نہ تو سورج کو پوجینگے اور نہ چاند کو اور نہ ہی بتوں اور پتھروں کی عبادت کرینگے۔ مگر عملوں میں ریاکار ہونگے اور
ریاکاری شرک ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی جو لوگ اپنے پروردگار کی ملاقات کی خواہش رکھتے ہیں۔ انکو
نیک عمل کرنے چاہئیں اور خدا کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں یعنی ریاکار نہ ہوں۔ اور آپ نے فرمایا جب قیامت
ہوگی تو اس دن میں اعمالنامے لائینگے۔ اور ان پر مُہر لگی ہوگی۔ اللہ تعالٰے فرشتوں کو حکم دیگا۔ کہ تم ان اعمالناموں
کو پھینکدو۔ اور انہیں دیکھو۔ فرشتے بارگاہ ایزدی میں عرض کریں گے کہ تیری عزّت اور تیرے جلال کی قسم۔ ہم نے
تو نیکی کے سوا اور کچھ معلوم نہیں کیا۔ اللہ تعالٰے جواب میں فرمائیگا۔ کہ ہاں یہ تو سچ ہے مگر انکے یہ عمل میرے سوا کسی اور
کے واسطے ہیں۔ میں انہیں قبول نہیں کرتا۔ اور ان میں سے وہی چیز قبول کرونگا۔ جو خاص میری ذات کے طلب کرنے
کے لئے کی گئی ہو اور خدا کے رسول نے اپنی دعا میں فرمایا ہے۔ اے اللہ جھوٹ سے میری زبان پاک کر اور نفاق سے میرے
دل کو پاک کر۔ اور ریا سے میرے عمل کو پاک کر۔ اور خیانت سے میری آنکھ کو پاک کر تو آنکھوں کی خیانت کو اور دلوں کے
پوشیدہ حال کو جانتا ہے۔ اور خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ تم ایسے عالم کے پاس بیٹھو۔ جو تجھ کو پانچ چیزوں سے منع
کرے۔ اور پانچ چیزوں کی طرف توجہ دلائے۔ دُنیا کی طرف رغبت کرنے سے منع کرے۔ اور زہد کی طرف بلائے ریا سے
روکے۔ اور اخلاص کی طرف توجہ دلائے۔ غرور سے روکے۔ اور تواضع پر آمادہ کرے سستی سے بچائے اور نصیحت اور
پند اختیار کرنے کی تلقین کرے۔ جہالت سے نکالے اور علم سکھائے۔ اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے میں اور شریک ہونے
والوں سے بہتر ہوں۔ اگر کوئی میرے ساتھ اپنے عمل میں کسی کو شریک کریگا۔ تو اس کا وہ عمل میرے واسطے نہیں
ہوگا۔ بلکہ دوسرے کے لئے ہوگا۔ اور میں اس کو قبول نہیں کرونگا۔ میں اُس چیز کو قبول کرونگا۔ جو خالص میرے لئے
ہوگی۔ اے فرزند آدم میں بانٹنے والوں سے بہتر بانٹنے والا ہوں۔ جو عمل تو نے میرے سوا اور کے لئے کیا ہے تو اسکا
اجر اسی کے ذمے ہے جس کے لئے تو نے یہ کام کیا ہے اور خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ میری اُمّت کو ایک خوشخبری
دی گئی کہ اس امت کو دین میں بزرگی حاصل ہوگی۔ اور شہروں پر قدرت اور توانائی۔ پس جو تم آخرت کیواسطے
عمل کرنا چاہتے ہو اس کو دنیا حاصل کرنے کیلئے نہ کرو۔ اور جو آدمی دنیا حاصل کرنے کے لئے آخرت کا عمل کرتا ہے
اس کا وہ عمل قبول نہیں کیا جاتا اور آخرت میں اس کو کوئی حصّہ نہیں ملتا۔ اور خدا کے رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالٰے آخرت کی نیّت سے دنیا دیتا ہے۔ اور دنیا حاصل کرنے کی نیّت
سے آخرت نہیں دیتا۔ اور انس بن مالک کہتے ہیں خدا کے رسولؐ نے فرمایا ہے معراج کی رات میں کچھ
لوگوں پر گذرا۔ آگ کی مقراضوں سے ان کے ہونٹوں کو کتر رہے تھے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا۔ کہ یہ
کون لوگ ہیں۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ آپ کی اُمت کے خطبہ ہیں جو اوروں کو کہتے تھے۔ اور خود عمل
نہ کرتے تھے لوگوں کو تو کہتے تھے نیکی کرو۔ اور آپ فسق و فجور میں مستغرق رہتے تھے اور خدا کے رسولؐ نے
فرمایا ہے کہ جتنی خوفناک چیزیں ہیں۔ ان کی نسبت میں اپنی اُمت کے منافق لوگوں سے جو زبان کے عالم
ہیں زیادہ ڈرتا ہوں۔ اور جس پاک خدا کے قبضے میں میری جان ہے اُس کی قسم ہے۔ اُس وقت تک
قیامت قائم نہ ہوگی جب تک اس قسم کے لوگ مسلط نہ ہوں گے۔ چھوٹے امیر۔ فاسق وزیر۔ خائن مددگار
ظالم نمبردار۔ فاسق اور گنہگار قاری۔ جاہل۔ عابد اور ان لوگوں پر اللہ تعالٰے فتنہ گھپ اندھیر نازل کریگا

اور اس فتنے میں اس طرح حیران ہوں گے۔ جیسا کہ یہودی حیران ہیں۔ پس اس وقت اسلام تھوڑا تھوڑا گھٹنا شروع ہو گا حتے کہ زمین پر اللہ اللہ کی آواز سنائی نہیں دیگی۔ اور عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ قیامت کے دن لوگوں کو بہت بڑے عذاب سے لائینگے۔ اللہ تعالٰے انہیں فرمائیگا۔ دنیا میں تمہارا یہ حال تھا۔ جب تم اکیلے ہوتے تھے۔ تو اس وقت بڑے بڑے گناہوں کے ساتھ میرے پیش آتے تھے۔ اور جب لوگوں سے ملتے تھے۔ تو اُن سے عاجزی کرتے تھے۔ تمہیں میرا خوف نہیں تھا اور لوگوں سے ڈرتے تھے۔ تم لوگوں کو بزرگ جانتے تھے۔ اور میری بزرگی نہیں کرتے تھے۔ مجھ کو اپنی ذات کی قسم ہے۔ کہ میں تم کو دردناک عذاب کا مزہ چکھاؤں گا۔ اور اسامہ بن زید کہتے ہیں۔ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ کہ ایک آدمی کو دوزخ میں ڈالیں گے۔ اور اُس کی ساری آنتیں اس وقت پیٹ سے باہر نکل آئینگی۔ اور اس کے بعد اس کو اس طرح گھمائیں گے۔ جیسا کہ چکّی کو پھیرا جاتا ہے۔ اس کے بعد اسے کہیں گے کہ کیا تو لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم نہیں دیا کرتا تھا۔ اور بُرے کاموں سے اُن کو منع نہیں کیا کرتا تھا۔ اور آپ اس پر عمل نہیں کیا کرتا تھا۔ مگر آپ بُرے کاموں سے باز نہیں رہتا تھا اور خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں۔ کہ انہیں اپنے روزے سے سوا بھوک پیاس کے کچھ نصیب نہیں ہوتا اور بہت سے رات کے قیام کرنے والوں کو اُن کے قیام سے سوا بیخوابی کے کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ اور فرمایا ہے۔ کہ ایسے لوگوں کی حرکت سے عرش کانپ گیا۔ اور خداوند تعالٰے غضب میں آیا۔ اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ بندوں میں سے بہت بُرا وہ بندہ ہے۔ کہ اس کے اور خدا کے درمیان خدا کی مخلوقات میں سے اور کوئی بندہ حائل ہو جائے۔ اور جو آدمی دوسرے آدمی کی اس خیال سے پرستش کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے ہاتھ میں اختیار رکھتا ہے اور اس کے خوش کرنے کے لئے یہ شخص اپنے جسم کو ناحق رنج اور دکھ دیتا ہے۔ اس کا دین نکل جاتا ہے۔ اور یہ نعمت سے محروم ہو جاتا ہے اور ایسا بُرا ہو جاتا ہے کہ اپنے اور خدا کے درمیان آپ ہی پردہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ شخص ظاہر جسم سے اللہ کی عبادت کرتا ہے اور دل سے بندے کی۔ یہ بندے کی ایسی عبادت کرتا ہے۔ جیسی کہ خدا کی کرنی چاہیئے تھی۔ اور مجاہدؒ روائت کرتے ہیں۔ کہ رسول مقبول کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور اس نے عرض کی۔ کہ میں خدا کی راہ میں صدقہ دیتا ہوں۔ اور اس کے دینے سے میری غرض یہ ہے۔ کہ خدا کی رضامندی حاصل کروں۔ اور لوگ مجھے نیک کہیں۔ اس لئے اللہ تعالٰے نے یہ آئت نازل فرمائی جو آدمی اپنے پروردگار کی ملاقات کی امید رکھتا ہے وہ نیک عمل کرے۔ اور اس کی عبادت میں کسی اور کو شریک بنائے خدا کے رسول صلعم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم پیدا ہو گی۔ کہ لوگوں کو فریب دیگی۔ اور دین کے ذریعہ دنیا کو حاصل کریگی۔ اور بھیڑوں کی کھالوں کا لباس پہنے گی اور یہ صرف بزرگی جتلانے اور لوگوں کے دکھلانے کے واسطے ہو گا۔ اور بناوٹی نرمی اور تواضع کے ظاہر کرنے کے واسطے ان لوگوں کی زبانیں تو شکر سے بھی زیادہ شیریں ہونگی۔ اور ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں سے بھی زیادہ سخت ہوں گے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ کہ میرے درگذر کر دینے سے مغرور ہو گئے ہیں یا یہ دھوکا دے رہے ہیں۔ مجھ کو اپنی پاک ذات کی قسم ہے۔ جب میں ان کے عملوں کے سبب سے ان پر بلا نازل کروں گا تو تمام بردبار اس میں حیران رہ جائیں گے اور ضمرہؓ ابی حبیبؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ بندوں کے عملوں کو

فرشتے خداوند تعالے کے ہاں اٹھا کر لیجاتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنے عملوں کو اچھے
اور پاک سمجھتے ہیں۔ اور جب یہ عمل خداوند تعالے کی بارگاہ معلی میں جو اس نے اپنے واسطے مقرر کر رکھی ہے
اور وہاں عملوں کے حاضر کرنیکے واسطے ارشاد دیا ہے جا پہونچتے ہیں۔ تو اس وقت خداوند کریم اپنے فرشتوں پر
وحی بھیجتا ہے۔ اور انہیں فرماتا ہے کہ اے فرشتہ تم تو ان کے عملوں کے نگاہبان تھے۔ اور میں ان کے دلوں کا حال
بھی جانتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ میرے اس بندے نے میرے واسطے خالص عمل نہیں کیا ہے۔ اس
کو تم سجین میں لکھو۔ اور اسی طرح دوسرے شخص کے عملوں کو جن کو وہ تھوڑا اور حقیر خیال کرتے ہیں۔ اس جگہ
جہاں خدا چاہتا ہے لیجاتے ہیں۔ پس اللہ ان کی طرف وحی بھیجتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے اسکے عملوں کی نگہبانی
کی ہے اور میں اس کے دل کو جانتا ہوں۔ اس کو ان لوگوں کی فہرست میں لکھو جو علیین میں بھیجے جائینگے۔ اور ابو
ہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن لوگ گروہ گروہ اور دوزانو گرے پڑے
ہونگے۔ خداوند تعالے حکم کریگا۔ کہ انکو میرے پاس حاضر کرو۔ پس پہلے یہ لوگ حاضر کئے جائینگے قرآنمجید کا حافظ
اور جو خدا کی راہ میں پوشیدہ ہو اور جس نے صدقہ میں بہت سامال دیا۔ جب حاضر ہونگے تو خداوند تعالی سب سے پہلے قاری سے فرمادیگا کہ
تو نے قرآن یاد کیا۔ تو اس پر کیا عمل کیا۔ وہ جواب میں عرض کریگا کہ میں راتدن تیری خوشنودی کیلئے قیام کرتا اور قرآن پڑھا کرتا تھا اللہ
تعالی فرمائیگا۔ کہ تو جھوٹ کہتا ہے اور فرشتے بھی کہینگے کہ ہاں یہ بیشک جھوٹا ہے تو قرآن اسواسطے پڑھا کرتا تھا کہ لوگ تجھ کو قاری صاحب کہیں
پس لوگوں نے تم کو قاری جی کہا پھر صاحب مال کو کہا جائیگا کہ تجھے مال دیا گیا تھا تو نے اس سے کیا عمل کیا وہ جواب میں عرض کریگا
میں ہمیشہ اس سے صلہ رحم کیا کرتا تھا اور اس کو صدقہ میں دیا کرتا تھا۔ اللہ جل شانہ حکم فرمائیگا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اور
فرشتے بھی کہینگے کہ ہاں بیشک یہ جھوٹا ہے۔ تو نے سخاوت اس واسطے کی۔ کہ تو لوگوں میں سخی اور کریم مشہور ہو جاوے۔
چنانچہ لوگوں میں ایسا ہی مشہور بھی ہو گیا۔ اس کے بعد اس کو حاضر کریں گے جو خدا کی راہ میں مارا گیا۔ اس سے پوچھا
جائیگا۔ کہ تو نے کیوں اپنی جان کھوئی وہ جواب میں عرض کریگا کہ میں تیرے واسطے اور تیری راہ میں لڑا ہوں۔ اور لڑتے لڑتے مارا
گیا ہوں۔ خداوند تعالے فرمائیگا۔ کہ تو بھی جھوٹا ہے۔ فرشتے بھی کہینگے کہ بیشک یہ جھوٹا ہے۔ ارشاد ہوگا کہ یہ تو اس واسطے لڑا
ہے کہ میری مشہوری ہو۔ اور لوگ مجھ کو دلیر کہیں سو ایسا ہی اسے کہا گیا۔ اور اس ذکر کے بعد خدا کے رسول مقبول نے اپنے
دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر دے مارا۔ اور فرمایا ہائے افسوس۔ اے ابوہریرہ رضؓ خدا کے لوگوں میں سے جن سے پہلے دوزخ کی
آگ سلگائی جائیگی۔ وہ یہی تین شخص ہونگے۔ معاویہ رضؓ کو بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ جب آپ نے سنی۔ تو آپ زار زار روئے اور فرمایا خداوند
تعالی نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سچ فرمایا ہے اور اسکے بعد پیغمبر خدا نے اس آیت کو پڑھا۔ جو آدمی دنیا کی زندگانی چاہتا ہے۔ اور اس
کی پوری پوری زینت ہم اس کے نیک عملوں کی جزا اس کو دنیا میں دیتے ہیں اور اس میں سے کچھ کم نہیں کیا جاتا۔ اور آخرت
میں دوزخ کے سوا اس کے واسطے اور کچھ نہیں ہے۔ پس دنیا میں جو انہوں نے نیک عمل کئے تھے وہ ضائع ہو گئے اور جو کچھ انہوں
نے کیا ہے وہ باطل ہے اور ان لوگوں کے واسطے بڑا عذاب ہے اور آخرت میں ٹوٹا پانیوالے ہیں۔ اور عدی بن حاتم طائی
کہتے ہیں کہ قیامت کے روز کچھ لوگوں کو جو دوزخ میں جانے والے ہونگے بہشت میں لیجانیکا حکم دیا جائیگا۔ اسلئے ان کو بہشت
کی طرف لیجائینگے۔ جب وہ بہشت کے نزدیک پہنچینگے اور ان کو بہشت کی بو آئیگی اور بہشت کے محلوں کو دیکھینگے۔ اور اہل
بہشت کے واسطے اس میں جو چیزیں مہیا اور تیار کی گئی ہیں۔ انکو دیکھیں گے تو جھٹ حکم الہی صادر ہوگا۔ کہ اب ان کو اس جگہ
سے ہٹا لو۔ ان کیلئے بہشت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اسلئے بڑی حسرت اور ندامت سے ان کو اس جگہ سے واپس کرینگے۔ اور وہ

ایسی حسرت اور پشیمانی سے واپس لوٹائینگے۔ کہ نہ کوئی اُن سے پہلا اور نہ پچھلا ایسی حسرت سے لوٹا ہوگا۔ اور وہ کہینگے کہ اے ہمارے پروردگار اگر تو بہشت دکھانے سے پہلے ہی ہم کو دوزخ میں ڈال دیتا۔ تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ اور اپنے دوستوں کے واسطے جو چیزیں تونے مہیا کی ہیں وہ ہم کو نہ دکھاتا کیونکہ ہم کو اس قدر حسرت اور ندامت اٹھانی نہ پڑتی۔ اس کے بعد خداوند تعالےٰ فرمائیگا۔ کہ تم کو یہ حسرت اور ندامت اس واسطے نصیب ہوئی ہے کہ جب تم اکیلے ہوتے تھے تو میرے سامنے گناہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو ان سے عاجزی اور تواضع سے پیش آتے تھے۔ اور اپنے نیک عمل ان کو دکھلاتے تھے۔ اور یہ جو کچھ کرتے تھے تمہارے دلوں میں اس کے برخلاف تھا۔ اور لوگوں سے تو تم نے خوف کھایا اور مجھ سے خوف نہ کیا۔ اور دوسرے آدمیوں کو تو بزرگ سمجھا اور میری بزرگی نہ سمجھی۔ اور عمل جو تم نے ترک کئے ہیں تو وہ لوگوں کے واسطے ترک کئے ہیں۔ میرے واسطے ان کو نہیں چھوڑا پس میں آج کے دن تم کو دردناک عذاب کا مزہ چکھاؤں گا۔ اور میرے عظیم ثواب سے تم لوگ محروم ہو گئے ہو۔ اور ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب خداوند تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا کیا تو اس میں ایسی چیزوں کو پیدا کر دیا۔ کہ ان کو نہ کسی کی آنکھوں نے دیکھا۔ اور نہ ہی کانوں نے ان کو سنا اور نہ ہی کسی کے دل میں اس کا خیال آیا۔ اسکے بعد خداوند تعالےٰ نے بہشت عدن کو فرمایا۔ کہ اے میرے بہشت تو تین دفعہ یہ کہہ۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ مومن آدمی رستگار ہو گئے۔ اور ہر ایک بخیل اور ریاکار آدمی پر میں حرام ہوں۔ اسلئے بہشت نے تین دفعہ ایسا ہی کہا۔ اور ایک آدمی جناب پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ کہ کل کو قیامت کے روز کسی تدبیر سے مجھ کو نجات حاصل ہوسکتی ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ تم خداوند تعالےٰ کو فریب نہ دو۔ اس نے پھر سوال کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کو کس طرح فریب دیا جاتا ہے فرمایا اس طرح کہ جس بات کا تم کو امر کیا گیا ہے ویسا ہی کرو اور اس سے خدا کے سوا کسی اور کی خوشی منظور ہو ایسا کرنا خدا کو فریب دینا ہے اسلئے تم لوگ ریا سے پرہیز کرو کیونکہ وہ شرک ہے۔ اور قیامت کے روز ریاکار آدمی کو مخلوق کے سامنے چار ناموں سے پکارینگے جو یہ ہیں اے کافر۔ اے فاجر۔ اے فریب کرنیوالے اے زیاں کار۔ اور اس کے بعد خطاب ہوگا۔ کہ تیرا عمل گم ہو گیا ہے۔ اور جس قدر تیرا اجر تھا وہ بھی باطل ہو گیا ہے۔ اسلئے آج کے دن تجھے اپنے عمل کی کچھ مزدوری نہیں ملتی تو اس آدمی سے اپنے عمل کی مزدوری مانگ جس کے واسطے تو عمل کیا کرتا تھا۔ اے فریبی۔ اور اے مکار آدمی تو ریاکاری کرنے اور اسکے سننے اور اسکے دیکھنے سے خداوند تعالیٰ کے ہاں امن کی درخواست کر۔ اور نفاق سے پناہ مانگ تو نے جو عمل کیا ہے یہ تو دوزخی لوگوں کا عمل ہے اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے منافق آدمی دوزخ کے سب سے نیچے کے درجہ میں ہونگے یعنی اس ہاویہ میں جس میں فرعون اور ہامان پڑے ہیں اور انکی قوم کے ساتھ ہی ان لوگوں کا ساتھ ہوگا۔ اور اگر کوئی یہ پوچھے کہ کیا حدیثوں میں یہ آیا ہے۔ کہ اگر مخلوق عمل کو دیکھے تو اس میں کوئی نقصان تو نہیں تو اس کی نسبت یہ ہے کہ وکیعؒ نے سفیان سے اور انہوں نے حبیب سے اور انہوں نے ابی صالح سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول کی خدمت میں ایک آدمی آیا۔ اور اُس نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول میں عملوں کو پوشیدہ رکھتا ہوں۔ مگر باوجود اسکے لوگوں کو اس پر خبر ہو جاتی ہے اور مجھے اس سے بڑا تعجب ہے کیا اس عمل کا مجھ کو اجر ملیگا۔ آپنے جواب میں فرمایا کہ ہاں اس سے تجھے دو اجر ملینگے ایک تو عمل کے چھپانے کا اور دوسرے اسکے ظاہر ہو جانے کا۔ اور اس سے مقصود یہ ہے کہ لوگ اس کے عمل کی پیروی کرتے تھے۔ اور اس سے اس کو تعجب آتا تھا جب رسول صلعم کو اس کے بیان سے یہ معلوم ہوا۔ تو آپنے فرمایا کہ تیرے واسطے دو اجر ہیں ایک تو عمل کرنے کا ہے اور دوسرا اجر اس کا ہے کہ لوگ تیرے عمل کی پیروی کرتے ہیں اور فرمایا ہے جو آدمی نیک طریقہ نکالتا ہے اس کے واسطے اجر ہے اور جو اس پر عمل کرتا ہے اس کا بھی اسکے واسطے اجر ہے اور قیامت تک ملیگا الخ مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ لوگوں کی پیروی کرنے سے مغرور نہ ہو اگر مغرور ہوگا تو سارا اجر اڑ جائیگا اور خداوند تعالیٰ کی نظروں سے بھی گر جائیگا۔ کیونکہ مغرور آدمی کو خداوند تعالیٰ اپنی نگاہ سے گرا دیتا ہے۔ اور حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ جب تو دیکھے بوڑھے سفید ریش تیز نظر مردہ دل کو تو دیکھیگا

انکے بدل ہیں مگر دل نہیں۔ اور تو دیکھیگا کہ انکی آوازیں ہیں مگر انکی طرف کوئی دل نہیں لگاتا۔ بہت نعمت والی زبانیں ہیں مگر دل قحط زدہ ہیں اور میرے پاس ایک جماعت اصحاب رسول اللہؐ نے روایت کی ہے۔ کہ ہماری امت کے علماء جب تک امراء کی طرف رغبت نہیں کرینگے۔ اور اس کے صلح لوگ دوڑے دوڑے فاجروں کے پاس نہیں جائینگے۔ اور نیک آدمیوں کو بُرے آدمیوں سے خوف نہیں ہوگا۔ اس وقت تک یہ امت خداوند تعالیٰ کی نگہبانی اور اسکی مہربانی کے سایہ میں رہیگی اور جب ایسا ہوگا تو اس وقت خداوند کریم اس کے لوگوں کے سروں سے اپنی مہربانی اور شفقت کا ہاتھ اٹھالیگا۔ اور بھوک اور فاقہ کی بلائیں ان کو گرفتار کردیگا اور انکے دلوں میں خوف آجائیگا اور ظالم لوگ ان پر مقرر ہو جائینگے۔ جو ان کو بُرے عذابوں کا مزہ چکھائیں گے۔ اور حسن بصریؓ کہتے ہیں کہ بندوں میں سے بہت بُرا بندہ وہ ہے جو خدا سے مغفرت کا خواستگار رہتا ہے مگر گناہ بھی کرتا جاتا ہے اور اپنے دل کا خشوع ظاہر کرتا ہے تاکہ لوگوں میں ثقہ دیانت دار اور پرہیزگار ظاہر ہو اور یہ اس کا مکر ہی ہوتا ہے اور ظاہری ہنارٹ اور خائن ہوتا ہے۔ لوگوں کو تو مکر کرنے سے منع کرتا ہے اور خود اس سے باز نہیں آتا۔ اور دوسرے آدمیوں پر تو حکم کرتا ہے کہ فلاں کام کرو۔ اور آپ اس پر عمل نہیں کرتا اور اگر بخشش کرتا ہے تو وہ تنگی کے ساتھ کرتا ہے اور اگر منع کرتا اور اس کو بند رکھتا ہے تو اپنے قصور اور کوتاہی کی عذر خواہی نہیں کرتا۔ اور اگر تندرست ہے تو اس حالت میں عذاب سے بےخوف ہے اور جب بیمار ہوتا ہے تو اس وقت پشیمانی اختیار کرتا ہے۔ اور فقیروں کی حالت میں غمگین ہو جاتا ہے مالدار ہے۔ تو اس کے ہونے سے بلائیں گرفتار ہے اور اگر عمل کرتا ہے تو اس سے امیدوار ہوتا ہے کہ مجھے نجات ملے۔ اور اس کا اجر حاصل ہو اور عذاب سے خوف تو کرتا ہے مگر جو بُرے کام ہیں ان سے باز نہیں رہتا۔ اور یہ چاہتا ہے کہ میری نعمت اور میرے مال میں زیادتی ہو جائے۔ مگر خدا کا شکر بجا نہیں لاتا اور ثواب کے ملنے کی آرزو کرتا ہے مگر جب کوئی بلا نازل ہوتی ہے تو اس پر صابر نہیں ہوتا۔ اور جب سوتا ہے تو خوب مست ہو کر سوتا ہے۔ اور اپنے روزے کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ ذکر کرتے ہیں کہ حسن بصریؒ ایک دفعہ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور خوب فاخرہ لباس پہنا ہوا تھا اور فرقد نے اس وقت صوف کا جامہ پہنا ہوا تھا۔ آپ نے فرقد سے فرمایا۔ کہ میرے کپڑے تو اس وقت ایسے ہیں جیسے بہشتی لوگوں کے کپڑے ہونگے اور تیرے کپڑے دوزخیوں کے سے ہیں۔ ظاہر ہیں تو اپنے کپڑوں سے تو نے دنیا کو ترک کردیا ہے اور تیرے دل میں ان کا غرور بھرا ہوا ہے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم میں جو آدمی اپنی کملی میں ہے وہ اس سے زیادہ غرور رکھتا ہے جو چادر میں ہوتا ہے۔ یہ لوگ کس واسطے فخر کرتے ہیں۔ کپڑوں پر کیا موقوف ہے کپڑے چاہے بادشاہوں کے سے پہنو دلوں کو صاف رکھو۔ اور انکو خدا کے خوف سے مارو (درویش صفت باش و کلاہ تتری دار) اور حضرت عمرؓ کہتے تھے کہ تم ایسے کپڑے پہنو کہ عالم لوگ ان پر ہنسی نہ کریں اور جاہل ان کو حقیر نہ سمجھیں اور فرمایا ہے کہ دل کے صوفی بنو اور کپڑے چاہے سوتی پہنو۔ اور فرمایا ہے کہ تین طرح کا لباس ایک تو پرہیزگار لوگوں کا ہے اور دوسرا ان کا ہے جو خدا کے ولی ہیں۔ اور تیسرے ابدالوں کا ہے پرہیزگاروں کا لباس حلال ہے۔ اس سے نہ تو لوگوں کو کچھ رنج و ملال پہنچتا ہے اور نہ ہی شرع کا اس پر مطالبہ وارد ہوتا ہے خواہ سوتی ہو خواہ اُون سیاہ ہو یا سفید ان کے واسطے سب قسم کے لباس حلال ہیں اور اولیاء کا لباس خدا کے حکم کے موافق ہوتا ہے اور یہ اسی قدر کافی کیا گیا ہے کہ اُسے ضرورت پوری ہو جائے۔ اور ستر عورت ڈھانپا جاوے۔ اور یہ ظاہری ہے کہ اس لباس سے دنیاوی ہوا و ہوس لوٹ جاتی ہے کیونکہ وہ اٹھ ہی نہیں سکتی۔ اور اچھی طرح نفس کشی ہوتی ہے اور یہ لوگ ابدالوں کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں اور جو ابدالوں کا لباس ہے وہ خداوند انہیں اپنی حدوں کے نگاہ رکھنے کے واسطے آپ عنایت کرتا ہے چاہے وہ ایک حبہ کا ہو اور چاہے سو اشرفی کا۔ مگر اس گروہ کے لوگوں کو یہ خواہش ہی نہیں ہوتی۔ کہ ہم کو اعلیٰ قسم کا لباس ملے اور نہ ہی ادنیٰ کو چاہتے ہیں بجنست اور رنج اور خواہش کے سوا اپنے آپ بھی جو لباس ان کو خداوند تعالیٰ عطا کر دیتا ہے اس کو

اوڑھ لیتے ہیں۔ اور جو لباس مذکور ہوتے ہیں ان کے سوائے جتنے لباس ہیں وہ یا تو جاہلیت سابقہ کے لباس ہیں یا نفس کی حماقت کے ہوا و ہوس کے۔

ایام ہفتہ اور بعض وغیرہ دنوں کی بزرگیاں

انکے وظائف اور روزوں کے بیان میں

ابونصر اپنے باپ سے اور وہ ابوالحسن علی بن مقری سے اور وہ ابوالحسین احمد بن عثمان بن یحییٰ آدمی سے اور وہ عباس بن محمد حاتم دوری سے اور وہ حجاج بن محمد اعور سے اور وہ ابوجریح سے اور وہ اسمٰعیل بن امیہ سے اور وہ ایوب بن خالد سے اور عبیداللہ بن رافع سے جو ابی سلمہ کے مولی تھے اور وہ ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا خدا کے رسول مقبول نے ایک دفعہ میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے شنبہ کے روز خاک یعنی زمین کو پیدا کیا اور پھر اس میں پہاڑ یکشنبہ کو پیدا کئے اور پھر دوشنبہ کو اس میں درخت پیدا کئے۔ اور جس قدر مکروہ اور ناخوش چیزیں ہیں ان سب کو سہ شنبہ کو پیدا کیا اور سب اچھی چیزیں چہارشنبہ کو پیدا کیں۔ اور پنجشنبہ کے روز تمام چارپاؤں کو اس میں پیدا اور پراگندہ کیا۔ اور جمعہ کے روز عصر کے بعد آدم کو پیدا کیا۔ اور یہ پیدائش جمعہ کی آخری ساعت سے عصر کے درمیان رات تک ہوئی ہے۔ اور انس بن مالک رض روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول دنوں کے باب میں پوچھے تھے شنبہ کی نسبت سوال ہوا۔ تو آپنے فرمایا کہ یہ روز مکر اور فریب کا ہے عرض کی اے اللہ کے رسول یہ کیونکر ہے جواب دیا۔ اہل قریش نے اسی روز دارالندوہ میں میرے ساتھ مکر اور فریب کیا تھا۔ (یہ ایک سرائے کا نام ہے اس کو قریش مکہ نے بنایا تھا اس میں ایک دفعہ سب قریش جمع ہوئے اور انہوں نے مشورہ کیا کہ کسی طرح خدا کے رسول کو مار ڈالیں۔ اس واسطے آپ کو حکم ہوا کہ اس جگہ سے ہجرت کرو) اسکے بعد عرض کی کہ یکشنبہ کیسا دن ہے۔ فرمایا کہ یہ دن بونے اور عمارت بنانے کا ہے۔ کیونکہ دنیا اور اس کی عمارت کی ابتدا اسی روز میں شروع ہوئی۔ اس کے بعد پوچھا گیا۔ کہ دوشنبہ کیسا ہے آپنے فرمایا کہ یہ سفر اور تجارت کا دن ہے آپکی خدمت میں عرض کی گئی کہ یہ کیونکر ہے آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ شعیب نبی نے اسی روز میں ہی سفر کیا تھا۔ اور تجارت کی تھی۔ اسکے بعد سہ شنبہ کی حقیقت دریافت کی گئی۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ یہ خون کا دن ہے۔ سوال کیا گیا۔ کہ یہ خون کا دن کیونکر ہے۔ فرمایا حوا کو سب سے پہلے اسی دن حیض کا خون آیا اور آدم کے بیٹے نے اپنے بھائی کو اسی دن قتل کیا۔ اسکے بعد چارشنبہ کی نسبت پوچھا گیا۔ تو آپنے فرمایا کہ یہ بڑا منحوس اور کمبخت دن ہے۔ عرض کی گئی ہے کہ منحوس کیونکر ہے خداوند تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ فرعون اور اسکی قوم اسی روز غرق ہوئی تھی۔ اور اسی دن عاد اور ثمود کی قوم ہلاک ہوئی۔ اس کے بعد سوال کیا گیا کہ پنجشنبہ کیسا دن ہے آپنے فرمایا کہ یہ دن مرادوں کے پورا ہونے کا ہے اور بادشاہوں کے پاس پہنچنے اور انکی درگاہ میں باریابی حاصل کرنے کا دن ہے۔ آپ سے پوچھا گیا یہ کیونکر ہے۔ آپنے فرمایا کہ ابراہیم خلیل اللہ اسی روز نمرود کے پاس آئے تھے اور اپنی حاجتوں کو اس نے پورا کیا تھا اور اس سے ہاجرہ کو لیا۔ اس کے بعد پوچھا۔ جمعہ کی کیا کیفیت ہے ارشاد ہوا کہ یہ دن خطبہ پڑھنے اور نکاح کرنے کا ہے سوال کیا گیا یہ کیونکر جواب ملا اکثر نبیوں نے اسی دن میں ہی نکاح کیا اور زہری نے عبدالرحمٰن بن کعب سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول پنجشنبہ کے دن ہی سفر کو نکلا کرتے تھے اور کسی دن سفر نہیں کیا کرتے تھے اور معاویہ بن قرہ انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول فرمایا کرتے تھے جو آدمی سہ شنبہ کے دن مہینے کی سترھویں تاریخ میں پچھنے لگوائے خداوند تعالےٰ اس کا ایک برس کا درد دور کر دیتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اور ان کے سوا اور بہت پیغمبروں کو شنبہ کا دن عطا کیا ہے اور حضرت عیسیٰ اور دوسرے بعض نبیوں کو یکشنبہ کا

دن ہے۔ اور محمدؐ اور تریسٹھ پیغمبروں کو دوشنبہ کا دن۔ اور حضرت سلیمانؑ اور پچاس نبیوں کو سہ شنبہ کا دن اور یعقوبؑ اور پچاس پیغمبروں کو چہار شنبہ کا دن۔ اور حضرت آدم علیہ السلام اور پچاس رسولوں کو پنجشنبہ کا دن عنائت ہوا ہے اور جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے مخصوص ہے۔ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ اے میرے پروردگار میری امت کا کیا حصہ ہے۔ بارگاہ ایزدی سے ارشاد ہوا۔ کہ جمعہ کا دن میرے واسطے ہے اور بہشت بھی میرے واسطے ہے۔ اور تیری امت کو جمعہ کا روز بخشا ہے اور اس کے ساتھ ہی بہشت بھی ہے۔ اور ہیں آپ جنت سمیت تیری امت کے ہمراہ ہوں۔ اور انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کوئی شخص بدھ اور جمعرات اور جمعہ کے دن روزہ رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ایک محل سرائے بہشت میں بنا دیتا ہے۔ اور یہ مروارید اور یاقوت زمرد سے تیار کی جاتی ہے اور دوزخ کی آگ سے بھی اس کو بچا لیتا ہے۔ اور انس بن مالکؓ ایک دوسری روایت میں کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے پنجشنبہ اور جمعہ اور شنبہ کے جو شخص ماہ حرام میں تین روزے رکھتا ہے اسکے حق میں اللہ تعالیٰ سو برس کی عبادت لکھ دیتا ہے اور خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ کہ اے مسلمانوں تم شنبہ اور یکشنبہ کے دن روزہ رکھو۔ اور یہود اور نصاریٰ کا خلاف کرو۔ اور ابی ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ جب دوشنبہ اور پنجشنبہ کا دن آتا ہے۔ تو اُس دن آسمان کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں۔ اور ان دونوں میں ہر ایک بندے کو جس نے شرک نہیں کیا ہوتا اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے مگر جس آدمی کے دل میں اپنے بھائی کی طرف سے کینہ اور بغض ہوتا ہے اسکو مہلت دے دیتا ہے تاکہ وہ آپس میں صلح صفائی کر لیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ خدا کے رسول مقبول ان دنوں میں چاہے سفر میں ہوتے اور چاہے گھر میں وہ اپنا روزہ کبھی نہ چھوڑتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ ان دونوں دنوں میں بندوں کے اعمال خدا کی درگاہ میں پیش ہوتے ہیں ٭

ایام بیض کا بیان

ان دنوں میں روزہ رکھنے کی بہت سی بزرگیاں ہیں ابو نصر اپنے باپ سے اور ہلال بن محمد اور وہ لقاش سے اور وہ حسین بن سفیان سے اور وہ سلیمان بن یزید مولی بن ہاشم سے اور وہ علی بن زید سے اور وہ عبدالملک بن ہارون سے اور وہ سعید بن عثمان سے اور وہ علی بن حسین بن علی ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ تیرھویں تاریخ کا روزہ تین ہزار سال کے روزوں کے برابر ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی چودھویں تاریخ میں روزہ رکھے تو وہ دس ہزار سال کے روزوں کے برابر ہے اور جو آدمی پندرھویں تاریخ میں روزہ رکھتا ہے۔ اس کا روزہ ایک لاکھ تیرہ ہزار سال کے روزوں کے برابر ہوتا ہے اور ابی اسحاق جریرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ جو شخص ہر مہینے کی تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں تاریخ میں روزہ رکھتا ہے۔ اس کے یہ روزے عمر بھر کے روزوں کے برابر ہیں۔ اور حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی ہر مہینے میں تین دن روزے رکھے۔ تو وہ عمر بھر کے روزے رکھ لیتا ہے اور اور اللہ کی کلام میں اس قول کی صداقت ثابت ہے فرمایا ہے رجو ایک نیکی کرتا ہے اسکے عوض میں اسکو دس نیکیاں ملتی ہیں) اور ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول سفر میں ہوتے یا گھر میں ایام بیض کے روزے نہیں چھوڑا کرتے تھے۔ اور شعبیؒ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا جو آدمی ہر مہینے میں تین روزے رکھے اور صبح کی دو رکعت رسنت) نماز پڑھے اور وتر کی نماز بھی ادا کرے سفر میں ہو یا گھر میں اس کو شہید کا اجر ملتا ہے اور سعید بن ابی ہند رضؓ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا۔ مجھے میرے دوست رسول اللہؐ نے یہ وصیت کی کہ

جب تک تم مجھ سے نہ آملو۔ ہر مہینے کے تین روزے اور سونے سے پہلے وتر کی نماز اور عید الضحٰے کی نماز کبھی ترک نہ کرنا۔ اور عبدالملک بن مدوز بن عنترا اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادے سے اور وہ علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں ایک دن دوپہر کے وقت رسول مقبول کے حجرے کے پاس آیا۔ اور آکر سلام عرض کیا۔ آپ نے مجھے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اے علی اس وقت جبرئیل تمہیں سلام دیتے ہیں۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول میرا بھی ان پر سلام ہو اور آپ نے پھر اس کے بعد فرمایا۔ کہ میرے پاس آجاؤ۔ میں آپ کے نزدیک چلا گیا۔ جب میں پاس گیا۔ تو فرمایا اے علی! جبرائیل تمہیں کہتے ہیں کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو پہلے روزے میں تو تم کو دس ہزار سال کی نیکی کا ثواب ملیگا اور دوسرے روزے میں تیس ہزار سال کا اور تیسرے روزے میں سو ہزار برس کا۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول یہ ثواب میرے واسطے ہی مخصوص ہے یا سب لوگوں کیلئے ہے فرمایا اے علی اللہ تعالےٰ یہ ثواب تمہیں بھی عطا کرتا ہے اور جو کوئی تیرے بعد تجھ سا عمل کریگا۔ اسے بھی میں نے عرض کی کہ وہ کونسے دن ہیں۔ فرمایا کہ ہر مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ جو ایام بیض کہلاتے ہیں۔ اور میں نے حضرت علی سے سوال کیا کہ ان دنوں کو ایام بیض کیوں کہتے ہیں آپنے فرمایا۔ اس واسطے۔ کہ جب حضرت آدمؑ کو زمین پر اتار گیا۔ تو آفتاب کی گرمی کی شدت سے ان کا بدن سیاہ ہو گیا۔ پس حضرت جبرائیل انکے پاس آئے۔ اور عرض کی کہ اے آدمؑ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تیرا بدن جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی ہو جائے کہا ہاں۔ جبرائیلؑ نے فرمایا۔ کہ اگر ایسا چاہتے ہو تو ہر مہینے کی تیرھویں۔ چودھویں۔ پندرھویں کے روزے رکھو۔ پس آدمؑ نے اس پر عمل کیا جب پہلا روزہ رکھا تو ان کے جسم کا تیسرا حصہ سفید ہو گیا اور دوسرے روزے میں دوسری تہائی اور تیسرے روزے میں سارا بدن سفید ہو گیا۔ اسی واسطے ان دنوں کا نام ایام بیض رکھا گیا ہے۔ اور زرین جیش کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ ابن مسعود سے بیض کے دنوں کا حال پوچھا۔ آپنے جواب دیا۔ کہ میں نے خدا کے رسول مقبول سے پوچھا تھا۔ انہوں نے یہ جواب دیا تھا۔ کہ جس درخت کا پھل کھانے سے حضرت آدمؑ کو منع کیا تھا اور انہوں نے اس کا پھل کھا لیا تو اللہ تعالےٰ نے ان پر وحی بھیجی اور حکم دیا۔ کہ اے آدم تو میری ہمسائیگی چھوڑ دے اور میں اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص میری نافرمانی کرے وہ میری ہمسائیگی میں نہیں رہ سکتا اسلئے آدمؑ زمین پر اتارے گئے۔ اور ان کا بدن سیاہ ہو گیا۔ آپ کی حالت پر فرشتے بہت روئے۔ اور اللہ کی درگاہ میں عرض کی کہ اے پروردگار اپنے ہاتھ سے تو نے اس کو پیدا کیا اور اپنی بہشت میں اس کو جگہ دی اور سب فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کرو۔ چنانچہ انہوں نے سجدہ کیا اور پھر ایک ہی گناہ کے سبب ان کی تمام سفیدی کو سیاہی سے مبدل کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو وحی بھیجی۔ اور حکم دیا۔ کہ اے آدم تو تیرھویں تاریخ میں میرے واسطے روزہ رکھ آپنے حکم کے موافق عمل کیا اور جب صبح کو اٹھے تو انہوں نے اپنے بدن کے تیسرے حصے کو سفید پایا اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے پھر وحی بھیج کر حکم دیا۔ کہ چودھویں تاریخ کو روزہ رکھو اس لئے آپنے اس دن بھی روزہ رکھا اور جب صبح ہوئی تو ان کے بدن کی دوسری تہائی بھی سفید ہو گئی تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے وحی بھیج کر پندرھویں تاریخ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی اور اگلی صبح کو آپ کا سارا بدن سفید ہو گیا۔ اس لئے ان دنوں کا نام ایام بیض رکھا گیا۔ اور بعض اہل ادب اسکا رتبہ کہتے ہیں کہ ان دنوں کو اہل عرب اس واسطے ایام بیض کہتے ہیں۔ کہ ان کی راتوں کی روشنی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ پہلی رات سے آخر رات تک چاند کی چاندنی سے دنیا جگمگاتی رہتی ہے۔ اور اس واسطے یہ دن ایام بیض کہلاتے ہیں ؏

ہمیشہ کے روزے اور اُن کے ثواب کا ذکر

ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ حسن علی بن احمد مقری سے اور وہ ابراہیم بن احمد مقری سے اور وہ حسن بن سہیل سے اور وہ یحییٰ سے اور وہ ابراہیم بن ابی نجا سے اور وہ صفوان بن سلیم سے اور وہ علقمہ سے اور وہ عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ حضرت داؤد کے روزے سب کے روزوں سے بہتر ہیں (آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہیں رکھتے تھے) جو آدمی ہمیشہ روزے رکھتا ہے وہ اپنے نفس کو خدا کی راہ میں بخشدیتا ہے اور ابی موسیٰ اشعری سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ جو آدمی ہمیشہ کے لئے روزے رکھتا ہے۔ دوزخ اس کے واسطے اس طرح تنگ ہو جاتی ہے۔ اور آپ نے نوے کا عقد کیا اور سعید بن سعد بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ ہمیشہ روزہ رکھا کرتی تھیں۔ اور یعقوبؒ کہتے ہیں کہ اپنی وفات سے پہلے سعدؒ نے چالیس برس تک برابر روزہ رکھے۔ اور ابی ادریس ایک روایت میں لکھتے ہیں کہ موسیٰ اشعریؓ نے اس قدر روزے رکھے کہ ان کا بدن لاغر ہو کر ہلال کی مانند ہو گیا تھا۔ اسی حال میں میں نے ابو موسیٰ سے کہا کہ اپنے نفس کو اگر تم آرام دیتے تو بہتر ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ اس حال میں راحت ہے، کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ جو گھوڑا دبلا ہوتا ہے وہ سب گھوڑوں سے آگے بڑھ جاتا ہے۔

ابی اسحٰق بن ابراہیم کہتے ہیں کہ عمار راہب نے میرے پاس یہ حکایت بیان کی ہے کہ ایک دفعہ مجھے خواب آئی اور اس میں میں نے سکینہ طفاویہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ بصرہ سے شہر ابلہ میں عیسیٰ بن زاذان کی ملاقات کے واسطے ہمارے ساتھ آ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ کہ عیسیٰؒ نے کونسا ایسا عمل کیا ہے جو زیارت کے قابل ہوا ہے یہ سنکر وہ ہنس پڑے اور کہا کہ میں نے ان کو خواب میں دیکھا ہے کہ ان کو بڑا قیمتی جامہ پہنایا گیا ہے اور خادم ان کے ارد گرد پھر رہے ہیں اور ان کو زیوروں سے خوب آراستہ کیا گیا ہے اور اس کے بعد انہیں کہا گیا کہ اے قاری چڑھتا جا، مجھے اپنی عمر کی قسم کہ روزوں کے سبب سے مجھے پاک کر دیا گیا ہے اور عیسیٰؒ نے اس قدر روزے رکھے تھے۔ کہ روزے رکھتے رکھتے یہاں تک نحیف ہو گئے تھے کہ ان کی آواز تک نہیں نکلتی تھی۔ اور انسؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں جہاد کے باعث ابو طلحہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے۔ اور جب حضرت رسول مقبول نے وفات پائی تو اس کے بعد میں نے ان کو ہمیشہ روزہ دار ہی دیکھا، سوا عید الفطر اور قربانی کے دن کے۔ اور ابو بکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام ایک ایسے شخص کی زبانی بیان کرتے ہیں جس نے خدا کے رسول مقبول کو دیکھا تھا۔ کہ آپ گرمی اور تشنگی کے سبب سے روزہ کی حالت میں اپنے سر پر پانی ڈالا کرتے تھے اور سفیان رحم ابی اسحٰق سے اور وہ حارث سے اور وہ علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول ایک دن روزہ رکھتے تھے۔ اور ایک دن افطار فرمایا کرتے تھے۔ اور جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے خدا کے رسول مقبول سے پوچھا۔ کہ اے اللہ کے رسول جو شخص تمام عمر روزہ رکھے اس کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ شخص نہ روزے رکھتا ہے اور نہ ہی روزے افطار کرتا ہے اور آپ کے اس قول کو اس آدمی پر محمول کیا گیا ہے جو ہمیشہ اس قدر روزے رکھے کہ نہ تو دونوں عیدوں میں افطار کرے اور نہ ہی ایام تشریق میں افطار کرے۔ اور امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی دونوں عیدوں اور تشریق کے دنوں میں افطار کرے اور باقی سارا سال روزے رکھے تو اس صورت میں اس کو روزے رکھنے کی ممانعت نہیں ہے بلکہ اس آدمی کو وہ فضیلت اور بزرگی نصیب ہوتی ہے۔ جس کا اوپر مذکور ہوا ہے۔

روزہ کی بزرگی اور فضیلت

ہر روزہ کے روزہ کی فضیلت بطور اجمال یہ بیان کی گئی ہے ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ عمر بن ربیعہ سے اور وہ سلام بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی خداوند تعالےٰ کی رضامندی کے واسطے ایک روزہ رکھتا ہے، اللہ تعالےٰ اس کو دوزخ سے اس قدر دور کر دیتا ہے جس قدر دور وہ کوا چلا جاتا ہے جو بچپن سے اپنے گھونسلے سے اڑے اور بڑھاپے تک اڑتا چلا جائے۔ اور اسی حالت میں مر جائے اور کہتے ہیں کہ کوے کی عمر پانچسو برس ہوتی ہے، اور ابی درداءؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی آدمی ایک دن بھی خدا کی راہ میں روزہ رکھے تو اس آدمی اور دوزخ کے درمیان خداوند تعالےٰ ایک خندق حائل کر دیتا ہے اور اس خندق کی لمبائی اس قدر ہوتی ہے کہ جتنی آسمان اور زمین کی مسافت ہے۔ اور ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی اللہ تعالےٰ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے تو اللہ جل شانہٗ اسکے منہ کو اس دوزخ کی آگ سے دور کر دیگا جس قدر ستر سال کی مسافت، اور عائشہ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی روزہ دار ہونے کی حالت میں صبح کرے تو آسمان کے دروازوں کو اس آدمی کے واسطے کھول دیا جاتا ہے اور اس کے تمام اعضا تسبیح پڑھتے ہیں اور آسمان پر دنیا کے جس قدر فرشتے ہیں وہ سب اس کے واسطے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں اور آفتاب کے غروب ہونے تک مانگتے رہتے ہیں، اور اگر وہ نفل کے طور پر ایک یا دو رکعت نماز ادا کرے تو آسمان کو اس کے واسطے نورانی کر دیتے ہیں، اور اسکی حور العین بیبیاں اس کے حق میں دعا مانگتی ہیں کہ اے اللہ ہمارے میاں کو ہمارے پاس بھیجدے ہم کو اس کے دیدار کا بڑا شوق ہو رہا ہے، اور اگر وہ تسبیح اور تہلیل کرتا ہے تو اس کی زیارت کے واسطے ستر ہزار فرشتے آتے ہیں اور اسکی تسبیح و تہلیل کو لکھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور ابی صالح ابی ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ اے آدم کے فرزند اگر کوئی تم میں سے نیکی کرتا ہے تو وہ دس گنا ہو جاتی ہے اور پھر دس سے سو تک اور سات سو تک جا پہنچتی ہے۔ اور خداوند تعالےٰ نے اپنی بعض کتابوں میں روزہ کی نسبت فرمایا ہے کہ جو آدمی روزہ رکھتا ہے اس کا وہ روزہ میرے واسطے ہے اور اس کو میں اسکی جزا دیتا ہوں، اور جو آدمی روزہ دار ہوتا ہے خدا کے نزدیک اسکے منہ کی بو کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ اور حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے جو آدمی روزے کے سبب کھانے پینے سے اپنے آپ کو بچا رکھتا ہے قیامت کے روز اس کو خداوند تعالےٰ بہشت کے میوے کھلائیگا اور اس کو شراب طہور پلائیگا، اور ابی ہریرہؓ کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ لوگ جتنے عمل کرتے ہیں ان میں سے ہر ایک کے واسطے بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ مقرر ہے وہ اپنے عمل کے باعث اسی دروازہ سے وہ بلایا جائیگا اور جو لوگ روزہ دار ہیں ان سب کے واسطے ایک ہی دروازہ ہے اس دروازہ کا نام ریان ہے، اور ابو بکرؓ نے آپ سے پوچھا کہ کوئی ایسا آدمی بھی ہے کہ وہ سب دروازوں سے بلایا جائیگا آپ نے فرمایا کہ ہاں ایسا بھی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے تم ہو، اور آپ نے فرمایا، کہ ہر ایک چیز کے واسطے ایک دروازہ ہے اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے، اور انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ اے مسلمانو تم اپنے دلوں کو روزے سے صاف کرو، اور ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ انسان کے واسطے روزہ آدھا صبر ہے اور ہر ایک چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے، اور ابی اوفیؓ روایت کرتے ہیں، کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار آدمی جب سوتا ہے تو اس کی نیند بھی عبادت ہے اور جو اس کی خاموشی ہے وہ تسبیح ہے، اور اس کے سبب

عمل قبول کئے جاتے ہیں۔ اور ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا کہ قیامت کے روز روزہ دار لوگوں کے واسطے سونے کا ایک خوان رکھینگے اور اُس پر ایک مچھلی رکھی ہوگی۔ پس وہ اُس میں سے کھائینگے۔ اور لوگ دیکھ رہے ہونگے اور احمد بن ابی حواریؒ ابو سلیمان سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابو علی عاصم سے کہ خدا کے رسول نے فرمایا کہ روزہ دار لوگوں کے واسطے ایک خوان ہے جو اُن کے آگے رکھا جائیگا۔ یہ لوگ تو اس میں سے کھا رہے ہونگے اور باقی لوگ حساب کتاب میں پکڑے ہوئے ہونگے اور اُس وقت یہ لوگ کہینگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم تو حساب و کتاب میں پکڑے ہوئے ہیں اور یہ لوگ کھانے میں مشغول ہیں اس کا کیا باعث ہے خداوند تعالےٰ ارشاد فرمائیگا کہ یہ لوگ دنیا میں بڑی مدت تک روزہ دار رہے اور تم افطار کیا کرتے تھے اور یہ عبادت میں کھڑے رہتے تھے اور تم اس وقت آرام سے سوئے ہوتے تھے اور ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ جب روزہ دار اپنی اپنی قبروں سے اُٹھینگے تو اُن کے منہ سے کستوری کی خوشبو آتی ہوگی اور کھانے کا ایک خوان بہشت سے لاکر ان کے روبرو رکھا جائیگا اور اس خوان میں سے خدا کے عرش کے سایہ کے نیچے بیٹھے ہوئے یہ کھا رہے ہوں گے اور سفیان بن عیینہؓ روایت کرتے ہیں کہ جس چیز سے روزہ دار افطار کرتا ہے قیامت کے روز اس کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔ اور ابی صالح ابی ہریرہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ روزہ میرے واسطے ہے اور میں ہی اُس کی جزا دونگا۔ اور جو آدمی روزہ کے واسطے اپنی خواہشوں کو چھوڑ دیتا ہے اور کھانے اور پینے کو ترک کر دیتا ہے وہ روزہ اس کے حق میں اسکی ڈھال ہو جاتا ہے اور دو فرحتیں روزہ دار آدمی کو نصیب ہوتی ہیں ایک تو روزہ کے افطار کرنے کی فرحت ہے اور دوسری فرحت اپنے پروردگار کی ملاقات کے وقت اُس کو حاصل ہوگی۔ اور روزہ دار آدمی کے منہ سے جو بو آتی ہے۔ خدا کے نزدیک وہ کستوری کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے اور جابر بن عبداللہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے انسان کے واسطے روزہ ایک ڈھال ہے خداوند تعالےٰ اس کے سبب سے دوزخ کی آگ سے اُس کو پناہ دیگا اور سعید بن جبیرؓ ابن عمرؓ سے اور وہ عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے میں دنیا کی جس قدر چیزیں اپنے پیچھے چھوڑتا ہوں مجھے ان چیزوں کا غم اور افسوس نہیں ہے مگر اس کا افسوس ہے کہ جب دنیا میں نہ رہونگا تو گرمی کے دنوں میں روزے نہیں رکھونگا۔ اور نہ ہی نماز میں جاؤنگا۔ اور مجاہد ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی نفل کے طور پر خدا کے واسطے روزے رکھے تو اس کو اس قدر ثواب ملیگا کہ اگر اس کو زمین کے برابر بھی دیا جائے تو پھر بھی وہ اس کے ثواب کے برابر نہیں ہوگا۔

رات کے وظیفے اور قیام

جو کچھ اس باب میں لکھا جاتا ہے وہ صحیحین اور دوسری صحیح روایتوں سے ہی اخذ کیا گیا ہے۔ شفیقؒ عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول کے سامنے ایک آدمی کا مذکور ہوا کہ وہ آج رات بھر سویا رہا ہے اور اس قدر غفلت میں رہا یہ کہ صبح ہو گئی اور وہ خواب میں ہی رہا اور نماز بھی قضا کر دی ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ شیطان نے اس آدمی کے کان میں پیشاب کر دیا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی سو جاتا ہے تو شیطان اُس کے پاس آتا ہے اور آکر اُس کے سر پر تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ اور اگر وہ آدمی اُٹھ بیٹھتا ہے اور خداوند تعالےٰ کو یاد کرتا ہے تو اُس وقت اُسکی ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وضو کر لیتا ہے تو پھر دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اور اگر نماز کی دو رکعت پڑھ لے۔ تو اس کے بعد اسکی تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور صبح کو بڑا خوشحال ہوتا ہے اور اس کا نفس پاک اور طیب ہوتا ہے اور اگر وہ ایسا

نہ کرے تو اس کا نفس خبیث ہوتا ہے اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ شیطان کے پاس ایک دوا ہے جو ناک میں ڈالنے
اور چکھنے اور چھڑکنے والی ہے۔ جب اس دوا کو کسی کے ناک میں ڈال دیتا ہے تو اس سے اس کے اخلاق بُرے ہو جاتے ہیں اور
جب اس دوا کو چکھا دیتا ہے تو اسصورت میں اُس کی زبان بُری ہو جاتی ہیں۔ اور اگر اُس دوا کو چھڑک دیتا ہے تو پھر وہ
خواب میں ہی مستغرق رہتا ہے صبح تک سویا رہتا ہے۔ اور رات کے وقت نماز میں بہت زیادہ قیام کرنا چاہئے۔ اور دو دو
دو رکعت نماز پڑھے اور دن کے وقت جو نماز پڑھے تو اس میں رکوع اور سجود زیادہ کرے۔ اور دن میں جائز ہے کہ ایک
ہی سلام سے چار رکعت نماز ادا کرے اور رات کے وقت جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ حضرت محمد صلعم کے حق میں تو نفل ہے
اور موجب نزدیکی اور بندگی کا سبب ہے اور اگر امت کے لوگ پڑھیں تو ان کے واسطے فرائض کے تمام اور کامل
ہونے کا باعث ہے اور سالم ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب خدا کے رسُول مقبول حیات تھے تو اُس وقت جب
کوئی آدمی خواب دیکھتا تھا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس کو بیان کیا کرتا تھا۔ ابن عمر کو بھی یہ خواہش ہوئی کہ اگر
مجھے بھی خواب آتا اور میں اُس کو پیغمبر کی خدمت میں بیان کرتا اور اس وقت جوان تھے اور انکی شادی نہیں ہوئی تھی اور
پیغمبر خدا کے زمانہ میں مسجد میں سویا کرتے تھے پس ان کو بھی خواب آگیا انہوں نے دیکھا کہ دو فرشتوں نے مجھ کو پکڑا ہے
اور آگ کی طرف لیجا رہے ہیں۔ اور جب اس آگ کے پاس لیگئے۔ تو میں نے اُس کو دیکھا کہ وہ سمٹ کر ایک کنوئیں
کی مانند ہو گئی ہے اور اسکی دو شاخیں ہیں اور میں نے کئی آدمیوں کو بھی دیکھا جن کو میں پہچانتا ہوں اسلئے میں نے یہ
پڑھنا شروع کیا اعوذ باللہ من النار اس کے بعد ایک دوسرا فرشتہ ملا اور اس نے مجھ سے کہا کہ تم ڈرو نہیں۔ جب بیدار
ہوا تو حفصہ سے میں نے اس خواب کو بیان کیا اور انہوں نے خدا کے رسول کے پاس اس کا ذکر کیا۔ آپ نے سنکر فرمایا
کہ آدمیوں سے بہتر آدمی عبداللہ ہے اور کیا اچھا ہو کہ رات کے وقت نماز پڑھا کرے۔ راوی کا بیان ہے کہ اسکے بعد ابن عمرؓ
رات کے وقت بہت ہی کم سویا کرتے تھے۔ اور ابی سلمہؓ عبداللہ بن عمر بن عاصی سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول
مقبول نے مجھ کو فرمایا کہ تو نے فلاں کی طرح نہ ہونا جو پہلے تو رات کے وقت قیام کیا کرتا تھا اور بعد میں اس کو ترک کر دیا
اور ابن صالح ابن شہاب سے اور وہ علی بن حسین سے اور وہ حسین بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مجھ کو حضرت
علی ابن ابی طالب نے خبر دی کہ رسول اللہ رات کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور میں اور فاطمہؓ ہم دونوں
اس وقت سوتے تھے۔ آپ نے ہم کو فرمایا کہ کیا تم نماز نہیں پڑھتے ہو۔ میں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول ہماری
جان تو خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جب خواب سے بیدار کرنا چاہتا ہے اس وقت بیدار کر دیتا ہے یہ جواب سُنتے ہی آپ واپس
چلے گئے اور میں نے سُنا کہ جاتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی ران پر مار کر یہ کہتے جاتے تھے کہ انسان سب سے
زیادہ جھگڑالو ہے اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ سفیان ثوری سے اور وہ ابو الزبیر سے اور وہ جابر بن عبداللہ سے روایت
کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا اگر کوئی آدمی آدھی رات میں نماز کی دو رکعتیں پڑھے تو اس کے واسطے
دنیا سے اور جو کچھ دُنیا میں ہے اس سے بہتر ہے اگر میری اُمت میں یہ کام مشکل نہ ہوتا۔ تو میں اس کو اپنی امت پر فرض
کر دیتا اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابی العالیہ سے اور وہ ابو مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ابا ذرؓ سے پوچھا کہ
جس قدر نمازیں ہیں ان سب سے بہتر نماز کونسی ہے آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے اس باب میں خدا کے رسول مقبول سے
پوچھا تھا انہوں نے جواب دیا۔ کہ آدھی رات کے وقت نماز پڑھنی اور اس کے پڑھنے والے تھوڑے آدمی ہی ہیں اور
بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ حضرت داؤد نے خداوند تعالے کے پاس عرض کی۔ کہ الٰہی میں عبادت کرنی چاہتا ہوں

اس کے واسطے بہتر وقت کونسا ہے۔ خداوند تعالےٰ نے وحی نازل فرمائی اور ارشاد کیا کہ اے داؤد تو اول رات اور آخر رات میں عبادت کیلئے نہ اُٹھ۔ کیونکہ جو اول رات میں اُٹھتا ہے وہ آخر رات میں سو جاتا ہے اور جو آخر رات میں اُٹھتا ہے وہ اول رات کو نماز میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ آدھی رات کے وقت کھڑا ہو اور اس وقت میں تجھ کو تیرے ساتھ اور مجھے تیرے ساتھ خلوت ہو گی اور جب خلوت ہو تو اس وقت جو تجھے حاجتیں ہوں وہ میرے پاس بیان کر۔ اور یحییٰ بن مختار رحؒ حسن رضؓ سے راوی ہیں سب سے اچھا عمل رات کے وقت قیام کرنا ہے اس سے بہتر اور کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو آنکھ کو ٹھنڈا کرنیوالا ہو اور پیٹھ کے بوجھ کو ہلکا اور نفس کو خوشش کرنے والا ہو۔ اور ابو ذر رضؓ کہتے ہیں کہ اے لوگو میں تمہارا شفیق ہوں اور تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ تم اندھیری رات میں نماز پڑھا کرو تاکہ تمہاری قبر کی تنہائی اور وحشت دور ہو اور دنیا میں روزے رکھو اس سے قیامت کے روز کی کش مکش سے چھوٹ جاؤ گے اور اس کی گرمی سے رہائی پا لو گے اور صدقہ دو تاکہ سخت دن کا خوف دور ہو۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ یحییٰ بن کثیرؒ سے اور وہ ابی جعفرؒ سے اور وہ ابو ہریرہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب دو حصے رات گذر جاتی ہے اور تیسرا حصہ باقی ہوتا ہے تو اس وقت خداوند تعالےٰ دنیا کے آسمان میں رونق افروز ہوتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ میری درگاہ میں کون دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کو قبول کروں اور کوئی ہے کہ مجھ سے بخشش کی درخواست کرے اور میں اس کو بخشوں اور کوئی مجھ سے رزق مانگنے والا ہے کہ اس کو رزق دیا جائے اور کوئی ایسا ہے جو دنیا کے رنج اور تکلیف کے دور ہونے کا مجھ سے سوال کرتا ہے تاکہ میں ان کو دور کردوں یہاں تک کہ اسی ارشاد میں صبح ہو جاتی ہے۔ اور ابو نصرؒ اپنے باپ سے اور وہ ابو ہریرہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جب ایک پہر رات باقی ہوتی ہے تو اس وقت ہمارا پروردگار دنیا کے آسمان پر جلوہ افروز ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ کوئی آدمی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اس پر اپنی بخشش کروں اور کوئی دعا کرنے والا ہے کہ میں اسکی دعا کو قبول کروں اور کوئی سوال کرنے والا ہے کہ مجھ سے سوال کرے اور جو کچھ مانگے وہ اس کو دیدیا جائے پس یہی باعث ہے کہ وہ لوگ آخر رات میں نماز کے پڑھنے کو دوست رکھتے تھے۔ اور ابی امامہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول کی خدمت میں سوال کیا گیا کہ وہ کونسا وقت ہے جس میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے آپ نے فرمایا رات کے آخری حصہ میں اور فرضوں کی نماز پڑھنے کے بعد۔ اور عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے سب روزوں سے بہتر ہیں آپ کا یہ معمول تھا کہ ایک دن تو روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن افطار فرمایا کرتے تھے اور نمازوں میں سے بہتر نماز بھی حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے آپ کا یہ دستور رہتا کہ آدھی رات تک سویا کرتے تھے اور اس کے بعد اُٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے اور چھٹا حصہ رات باقی ہوتی تھی کہ آپ سو جاتے تھے اور عبد اللہ بن عمر رضؓ سے ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اللہ کے نزدیک نمازوں میں سے زیادہ دوست حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور آپ رات کے پہلے حصہ میں سویا کرتے تھے اور اس کے بعد آپ قیام میں کھڑے ہو جاتے تھے اور پھر سونے کے بعد آخر رات کے حصہ میں قیام کیا کرتے تھے۔ اور ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا ہے ایک حصہ میں تو سو جاتا ہوں اور دوسرے حصہ میں نماز پڑھا کرتا ہوں اور تیسرے حصہ میں خدا کے رسول کی حدیثیں یاد کرتا ہوں۔ اور ابن مسعود رضؓ کہتے ہیں کہ رات کی نماز کو دن کی نماز پر ایسی بزرگی ہے جیسی کہ پوشیدہ صدقہ دینے پر بزرگی ہے اور عمر بن عاص رضؓ کہتے ہیں کہ رات کے وقت جو نماز پڑھی جائے اُس کی ایک رکعت دن کی دس رکعتوں سے بہتر ہے۔ اور خدا کے رسول مقبول نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا

کہ رات کا وہ کونسا وقت ہے جس میں دُعا زیادہ قبول ہوتی ہے فرمایا وہ آخری کا وقت ہے اس میں عرش عظیم کا پتا ہے
اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ رات کے وقت قیام کرو۔ کیونکہ اگلے بزرگ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اور یہ
خداوند تعالٰے کی نزدیکی کا باعث ہے اور اس سے بُرائیوں کا کفارہ ہوتا ہے اور گناہوں سے انسان باز رہتا ہے اور بدن
کے درد اور دُکھ دُور ہوتے ہیں اور ابو النصر اپنے باپ سے اور وہ اعمش سے اور وہ ابی سفیان سے اور وہ جابرؓ سے
روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر کوئی بندہ اس ساعت
میں خداوند تعالٰے سے دعا مانگے تو خدا کی درگاہ میں اُس کی دعا قبول ہو جاتی ہے اور کوئی رات ایسی نہیں ہے جس میں
یہ ساعت نہ ہو اور اس ساعت کا حکم ایسا ہی ہے جیسا کہ روز جمعہ اور شب قدر کا ہے جو ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں ہے
اور فرمایا ہے کہ رات میں ایک ایسا وقت بھی ہے کہ اس میں ہر ایک زندہ چیز جو صاحب آنکھ ہے سو جاتی ہے اس میں
وہی جاگتا رہتا ہے جو ہمیشہ کیواسطے زندہ ہے اور قائم اور کبھی مرتا نہیں ہے اور شاید دُعا کی قبولیت کی جو ساعت ہے
وہ وہی ہو۔ اور عمر بن عتبہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا ہے کہ رات کے آخری حصہ میں نماز پڑھو کیونکہ یہ نماز حاضر کی گئی
ہے اور اس وقت میں رات اور دن کے جس قدر فرشتے ہیں وہ سب کے سب اکٹھے ہو جاتے ہیں +

خدا کے رسول کی راتکی نماز

آپ کی نماز میں یہ روایت بالاتفاق ہے ابی اسحٰق کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنے بھائی اور اسود بن یزید دوست کے
پاس آیا۔ اور ان سے کہا کہ اے ابا تمر عائشہؓ نے خدا کے رسول مقبول کی نماز کے باب میں جو حدیث آپ سے بیان کی تھی
مجھے بھی سناؤ۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کے رسول پہلی رات میں تو سو جاتے تھے اور آخر رات میں جاگا کرتے تھے اور اگر مزاج
عالی میں کبھی خیال آجاتا تو اس وقت اپنی کسی بی بی کے پاس چلے جاتے تھے اور جب اپنی حاجت رفع کر لیتے تھے
تو اس کے بعد پانی کو نہیں چھوتے تھے اور سو جاتے تھے اور جب اذان ہوتی اور اُسکی آواز کان میں پڑتی تھی تو آپ
کودتے اللہ قسم نہیں کہا کھڑے ہوتے تھے اور اُٹھ کر اپنے اوپر پانی ڈالتے تھے اور خدا کی قسم نہیں کہا غسل کرتے۔ بے مجھے
معلوم ہے کہ اُس پانی ڈالنے سے آپ کا کیا مطلب تھا۔ اور اگر جنب کی حالت میں نہیں ہوتے تھے۔ تو پھر نماز کے لئے وضو
کیا کرتے تھے اور وضو کرنے کے بعد نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور کریب غلام ابن عباس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک
دفعہ رات کو آپ ام المؤمنین میمونہ کے پاس تشریف لیگئے اور آپ اپنے قبیلہ سمیت طول میں فرش پر لیٹ گئے اور باقی
فرش پر چوڑان میں میں بھی لیٹ رہا اور اللہ کے رسول سو گئے۔ آدھی رات ہوگی یا کچھ کم و بیش گذری ہوگی کہ اس وقت
آپ کی آنکھیں کُھل گئیں۔ آپ اُٹھ بیٹھے اور اپنی آنکھیں ملیں اور سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں پھر ایک
مشکیزہ کی طرف گئے جو لٹک رہا تھا پھر خوب وضو کیا اور نماز پڑھی۔ اور ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آپ کے بعد میں بھی اُٹھا
اور خدا کے رسول مقبول کی پیروی کی۔ اور پھر پیغمبر صلعم کے پہلو میں جا کر نماز میں کھڑا ہو گیا آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو میرے
سر کے اوپر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑ کر ملا۔ اور پھر آپ نے نماز کی دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں
پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر پڑھے پھر لیٹ رہے۔ اور پھر مؤذن آیا اور اُس نے اذان کہی
اور اپنی صبح کی نماز ادا کی۔ اور ابی سلمہؓ روایت کرتے ہیں کہ عائشہؓ نے فرمایا کہ خدا کے رسول جب وتر کی نماز پڑھ لیتے تھے
تو وہ صبح تک میرے پاس سویا کرتے تھے اور مسروقؓ کہتے ہیں کہ عائشہؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم کو کسی عمل پر ہمیشگی
کرنا پسند تھا۔ میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ رات کو کس وقت قیام کیا کرتے تھے فرمایا جب مُرغ کی آواز سُنائی دیتی تھی

اور حسن رض کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ اگر چاہو تو رات کے وقت چار رکعت نماز ادا کرو اور اگر چاہو تو دو رکعت ہی پڑھو۔ اور جس گھر میں رات کے وقت نماز پڑھی جاتی ہے اُس میں وقت پر ایک آواز دینے والا یہ آواز دیکر کہتا ہے کہ اے گھر کے لوگو! اپنی اپنی نماز کے پڑھنے کے واسطے اب اُٹھ کھڑے ہو۔ اور ابی سلمہ رض ابو ہریرہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا کہ جس طرح خدا تعالےٰ نبی صلعم کے قرآن کو سُنتا ہے جو خوش الحانی سے پڑھا جاتا ہے ایسا اور کسی کے قرآن کو نہیں سُنتا۔ اور عروہ رض عائشہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے ایک آدمی کو ایک سورہ پڑھتے سُنا جو رات کے وقت پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر خداوند تعالےٰ اپنی رحمت نازل کرے اور اس نے مجھ کو چند آیتیں یاد دلائی ہیں۔ جن کو میں بھول گیا تھا۔ اور شیخ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ محمد بن احمد بن ابی الفوارس سے اور وہ احمد بن یوسف سے اور وہ احمد بن ابراہیم بن ملحان سے اور وہ ابو بکر سے اور وہ لیث سے اور وہ ابن ابی حبیب سے اور وہ عراک سے اور وہ عروہ سے اور وہ عائشہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا رات کے وقت نماز کی تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور پھر دو رکعت نماز فجر کو پڑھا کرتے تھے اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہو کہ رات کے وقت نماز کی بارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور اسکے بعد ایک رکعت نماز وتر ادا کرتے تھے اور بعض لوگوں کا یہ قول ہو کہ آپ رات کو دس رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور پھر بعد ایک رکعت وتر ادا کیا کرتے تھے +

رات کی نماز.

جو لوگ رات کے وقت قیام کرتے ہیں، اُن کے باب میں خدا تعالےٰ نے فرماتا ہے (رات کے وقت وہ تھوڑا سوتے تھے اور صبح کے وقت خداوند تعالےٰ سے مغفرت طلب کرتے تھے) اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے (اور جس وقت ان لوگوں کی کروٹیں خوابگاہ سے دور ہوتی ہیں اس وقت خوف اور طمع سے خداوند تعالےٰ کو پکارتے ہیں) اور ارشاد کیا ہے (جو لوگ رات کے وقت خدا کی عبادت کرتے ہوئے سجود اور قیام فرماتے ہیں وہ آخرت کے عذاب سے خوف رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار کی رحمت کے امیدوار ہوتے ہیں) اور فرمایا ہے رات کے وقت تہجد کی نماز پڑھ اور یہ تیرے اوپر زیادتی ہے اور جلدی ہی تیرا پروردگار تجھ کو مقام محمود میں اُٹھائیگا اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے جب قیامت کے روز خداوند تعالےٰ پہلے اور آخر کے لوگوں کو جمع کریگا، تو اس وقت ایک پکارنے والا پکار کر یہ کہیگا کہ جو لوگ اپنی خوابگاہوں سے پہلو دور رکھتے تھے اور سوتے نہیں تھے اور خدا کے خوف اور بہشت کے طمع میں اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتے تھے وہ اُٹھ کر کھڑے ہوں اسلئے فرمان کے موافق وہ لوگ اٹھ کھڑے ہونگے اور اُن لوگوں کا گروہ تھوڑا ہی ہوگا وہ اُٹھ کر پھر بیٹھ جائینگے۔ اس کے بعد ایک آواز دینے والا آواز دیگا کہ جو لوگ نعمت اور بلا ہر ایک حالت میں خداوند تعالےٰ کا شکر بجا لاتے تھے وہ اُٹھیں۔ اسلئے یہ لوگ اُٹھینگے اور یہ بھی تھوڑے ہی ہونگے۔ اُس کے بعد تمام لوگوں کا حساب کتاب ہوگا اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب دن کو روزہ رکھنا چاہو تو اس کی مدد کے واسطے سحری کھاؤ، اور رات کے وقت نماز کے واسطے اُٹھنے کو دن میں قیلولہ کرو۔ اور جو رات کا صاحب خواب ہوتا ہے یعنے رات بھر سوتا ہے وہ صبح کے وقت مفلس اور تہیدست اُٹھتا ہے اور جو آدمی رات کے وقت بہت سوتا ہے شیطان آکر اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے اور خدا کے رسول مقبول کا یہ طریق بھی تھا کہ ایک ہی آیت بار بار پڑھتے تھے یہاں تک کہ اُس کے دہرانے میں ہی صبح کر دیتے تھے۔ عائشہ رض کہتی ہیں کہ پیغمبر خدا ایک رات میرے پاس سوئے اور جونہی آپ کے مبارک بدن نے میرے بدن سے مس کی۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ تو مجھ کو اجازت دیتی ہے کہ میں آج کی رات میں اپنے خدا کی عبادت کر لوں۔ عائشہ رض نے جواب میں فرمایا کہ مجھ کو اپنے خداوند کریم کی قسم ہے کہ مجھے آپکی نزدیکی اور قربت بہت ہی پیاری اور دوست ہے مگر آپ کی خواہش کے مطابق کرنے میں آپکی رضامندی ہے اس واسطے آپکی

مرضی کے موافق کرنا مقدم ہے یہ سننے کے بعد خدا کے رسول مقبول کھڑے ہوگئے اور قرآن پڑھنا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ ہی روتے بھی جاتے تھے اور اس قدر روئے کہ آپ کی آنسوؤں سے آپ کے کندھے بھیگ گئے۔ اس کے بعد آپ بیٹھ گئے۔ اور بیٹھ کر قرآن کو پڑھنا شروع کیا اور اتنے روئے کہ آنسوؤں سے آپ کے دونوں پہلو کمر تک تر ہوگئے۔ اس کے بعد آپ پہلو کے بل لیٹ گئے اور لیٹے لیٹے قرآن کو پڑھتے بھی جاتے تھے اور روتے بھی تھے اور اس قدر روئے کہ آپ کے آس پاس کی زمین آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ اور اسی اثنا میں حضرت بلال آگئے اور انہوں نے آ کر عرض کی کہ میرے ماں اور باپ آپ پر فدا ہوں کیا آپ کو خداوند تعالیٰ نے بخش نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے بلال کیا میں شکر گذار بندہ نہیں ہوں۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ نے آج کی رات میں میرے اوپر اس آیت کو نازل کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آسمانوں اور زمینوں اور رات دن کے اختلاف میں اہل دانش کے واسطے نشانیاں اور علامتیں ہیں۔ یہ لوگ کھڑے ہوں یا بیٹھے یا لیٹے ہوئے خداوند تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں اور زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تونے بے فائدہ پیدا نہیں کیا تیرے واسطے پاکی ہے تو ہم کو آگ کے عذاب سے نگاہ رکھ۔ اور عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ میں نے خدا کے رسول کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی ہو اور جب ضعیفی کا زمانہ آ گیا تو اس وقت آپ نماز بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے اور جب تیس یا چالیس آیتیں سورۃ میں سے باقی رہ جاتی تھیں تو اس وقت آپ اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور ان کو قیام کی حالت میں پڑھتے تھے اور بعد میں رکوع کیا کرتے تھے۔ اور نعیم بن بشر کہتے ہیں کہ ایک دن عشا کے وقت میں عبداللہ بن مبارک کے دروازہ پر آیا اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے اور اس وقت میں نے سنا کہ آپ یہ سورت پڑھ رہے تھے۔ اذا السماء انفطرت اور جب اس جگہ پہنچے (اے لوگو کونسی چیز ہے جو خداوند کریم سے تم کو غرور میں رکھتی ہے) تو اس کو آپ نے بار بار پڑھنا شروع کر دیا اور پڑھتے پڑھتے رات کا بہت سا حصہ گذر گیا یہاں تک کہ صبح طلوع ہو پڑی کہ میں نے اس وقت واپس ہونے کا ارادہ کیا اور جب آپ نے دیکھا کہ صبح ہو گئی ہے تو اس وقت آپ نے اس عبارت کا پڑھنا موقوف کیا جو یہ تھی یاایہا الانسان ماغرک بربک الکریم اور اس کے بعد میں فرمایا کہ تیرے حلم نے اور ہمارے جہل نے ہم کو دلیر کر دیا ہے اور بار بار یہی کہہ گئے۔ اور میں نے آپ کو اسی حالت میں چھوڑا اور آپ واپس آ گیا۔ اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ مسلمان لوگوں کے واسطے جاڑے کی موسم خوشگوار موسم ہے اس موسم کے دن چھوٹے ہیں اور راتیں بڑی ہوتی ہیں اسلئے دن میں تو آدمی روزے رکھے اور رات کے وقت خدا کی عبادت میں قیام کرے۔ اور ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جو شخص قرآن پڑھنے والا ہو اس کے واسطے یہ مناسب ہے کہ رات کے وقت جب لوگ سو جائیں وہ وقت قرآن پڑھنے کے واسطے مقرر کرے۔ اور جب لوگ کھانے میں مشغول ہوتے ہیں۔ اس وقت اپنے روزے کا خیال کرے اور جب لوگ ہنستے ہیں اس وقت میں اپنے خشوع اور خضوع کا وقت پہچانے اور جب کہ لوگ حلال اور حرام میں خلط ملط کر دیتے ہیں اس وقت اپنی پرہیزگاری کے وقت کو جانے اور جب لوگ خوش ہوتے ہیں تو اس وقت عاجزی اور انکساری کو یاد کرے۔ اور جب شادیانے بجاتے ہیں اس وقت حزن اور ملال کو دھیان میں لائے اور جب لوگ بیہودہ بکتے ہیں اس وقت خاموشی اختیار کرے۔

مغرب اور عشا کی درمیانی نماز کی بزرگی

ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابو الفتح محمد بن احمد بن ابی الفوارس حافظ املا سے اور وہ بشر سے اور وہ محمد بن سلیمان مصیصی سے اور وہ زید بن حباب سے اور وہ عمر بن عبداللہ بن خثعم سے اور وہ یحیی بن ابی کثیر سے اور وہ ابی سلمہ سے اور وہ ابی ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے اور ان کے

درمیان کلام نہ کرے تو اس آدمی کو بارہ سال کی عبادت کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور زید بن حباب لکھتے ہیں کہ ان رکعتوں کے درمیان بُری کلام نہ کرے اور کہتے ہیں کہ پہلی دو رکعتوں میں سورہ کافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھے اور ان کو جلدی سے پڑھے اور فرمایا ہے کہ ان دونوں رکعتوں کو نماز مغرب کے ساتھ آسمانوں پر خدا کی بارگاہ میں اُٹھا کر لیجاتے ہیں اور ان دو رکعتوں کے سوا جو باقی ہیں انکو جتنی دیر تک چاہے پڑھتا ہے اور ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی مغرب کی نماز کے بعد چار رکعت نماز ادا کرے، اور انہیں کسی سے بات چیت نہ کرے تو اس کے عمل کو علیین میں اٹھا کر لیجاتے ہیں اور اس کو یہ مرتبہ عطا کیا جاتا ہے کہ گویا اس نے مسجد اقصٰے میں شب قدر کو پایا ہے اور نصف رات کی نماز سے بہتر ہے اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ طارق بن شہاب سے اور وہ ابا بکر صدیق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نے اللہ کے رسول کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اگر کوئی آدمی مغرب کی نماز پڑھے اور اس کے بعد چار رکعت نماز اور ادا کرے تو وہ اُس آدمی کی مانند ہو جاتا ہے جو دو بارہ حج کرتا ہے اور خداوند تعالٰے اُس کے پچاس برس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ میں نے کہا اگر کوئی چھ رکعت پڑھے فرمایا اُس کے پچاس برس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور سعید بن جبیر اور وہ ثوبانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی مغرب اور عشا کی نماز کے درمیان جامع مسجد میں اپنے نفس کو بند رکھے۔ اور نماز اور قرآن پڑھنے کے سوا اور کوئی کلام نہ کرے تو خداوند تعالٰے پر واجب ہو جاتا ہے کہ بہشت میں اس کے واسطے دو محل بنائے اور ان میں سے ہر ایک کی وسعت اس قدر ہو کہ جس قدر ایک سو برس کے راہ کی مسافت ہوتی ہے اور ہر ایک محل کے درمیان ایک ایسا باغ ہوگا کہ اگر دنیا کے تمام لوگ اس باغ میں مہمان بنے تو ان کو سمالے اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ہشام بن عروہ سے اور وہ عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک سب نمازوں سے زیادہ دوست مغرب کی نماز ہے کیونکہ اس نماز سے آدمی اپنے دن کو ختم کرتا ہے اور رات شروع ہوتی ہے اور مسافر یا مقیم سے اس میں کمی نہیں کیجاتی جو اس نماز کو پڑھے اور جو آدمی اس کے بعد کسی قسم کی کلام کرنے کے سوا چار رکعتیں پڑھے تو خداوند تعالٰے اس کے واسطے دو محل بہشت میں بنا دیگا۔ جن میں یاقوت اور مروارید جڑے ہوئے ہونگے اور ان میں باغ ہونگے جن کو اللہ تعالٰے کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور جو آدمی مغرب کی نماز کو پڑھے اور اس کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان میں کسی قسم کی کوئی کلام نہ کرے تو خداوند تعالٰے اس کے چالیس برس کے گناہ بخشدیتا ہے اور ابو ہریرہ کا یہ دستور تھا کہ وہ مغرب اور عشا کی نماز کے درمیان بارہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور ہشام بن عروہ اپنے باپ سے اور وہ عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی مغرب اور عشا کی نماز کے درمیان بیس رکعتیں نماز کی ادا کرے تو اس کے لئے خداوند تعالٰے بہشت میں ایک گھر بنا دیگا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ انس بن مالک مغرب اور عشا کے مابین اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے اور زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے کہ یہی رات کا اُٹھنا ہے اور عبدالرحمن بن اسود اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ میں جب کبھی مغرب اور عشا کے درمیان عبداللہ بن مسعود کے پاس گیا میں آپ کو نماز پڑھتے دیکھتا رہا ہوں۔ اور وہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ غفلت کی ساعت ہے اور بعض نے فرمایا ہے۔ کہ یہ آیت اس ساعت کے حق میں نازل ہوئی ہے تتجافٰی جنوبہم الخ، جدا ہوتی ہیں انکی کروٹیں بستروں سے۔ اور عبداللہ بن اوفیؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی مغرب کی نماز کے بعد الم مزمل سورۃ سجدہ اور تبارک الذی پڑھے تو وہ قیامت کے روز اس طرح اُٹھیگا کہ اس کا مُنہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ آدمی اس رات میں اس کا حق ادا کرتا ہے اور اس

حدیث میں احتمال ہے کہ یہ دو رکعتیں دو سنت کی رکعتوں سے الگ ہوں اور یا یہ بھی ان میں شامل ہوں ۔

مغرب کی نماز کی پہلی رکعتیں

امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ مغرب کی نماز سے پہلے جو رکعتیں ہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں تو ان رکعتوں کو نہیں پڑھتا ہوں۔ اور اگر کوئی ان کو پڑھ لے تو اس کے واسطے کوئی اندیشہ نہیں ہے اور ابن عمرؓ سے پوچھا گیا ان رکعتوں کے پڑھنے کی نسبت آپ نے جواب دیا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کسی شخص کو میں نے یہ رکعتیں پڑھتے نہیں دیکھا۔ اور ابن عمرؓ نے ان کے پڑھنے سے کسی کو منع بھی نہیں کیا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا کے زمانہ میں آفتاب کے غروب ہونے کے بعد اور مغرب کی نماز سے پہلے آپ دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ خدا کے رسول بھی اسی طرح ہی پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ کے رسول اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے مجھ کو دیکھا کرتے تھے۔ اور دیکھ کر انہوں نے نہ تو ہم کو اس سے منع کیا ہے اور نہ ہی حکم دیا ہے۔ اور ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ کوفہ میں خدا کے رسول کے بڑے بڑے اصحاب موجود تھے مثلاً علی بن ابی طالب۔ ابن مسعودؓ۔ حذیفہ عمار بن یاسر۔ ابو مسعود انصاری وغیرہ مگر ان میں سے میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے مغرب سے پہلے نماز پڑھی ہو اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان نے بھی ان دونوں رکعتوں کو نہیں پڑھا ۔

مغرب اور عشا کے درمیانی عمل کی بزرگیاں

مغرب اور عشا کے درمیان میں عمل کی بزرگیاں اور اس کی برکت سے عمل کرنے والے کو خدا کے رسول کا خواب میں آنا اور دوسری ثواب۔ عبدالرحمن بن حبیب حارثی بصری نے سعید بن سعد سے اور انہوں نے ابی طیبہ کرز ابن دبرہ حارثی سے روایت کی ہے کہ میں ابدالوں میں سے ہوں میرا بھائی جو اہل شام سے تھا میرے پاس آیا اور ایک تحفہ میرے واسطے لایا میں نے اس سے پوچھا کہ اے بھائی یہ تحفہ کہاں سے لایا ہے جواب دیا ابراہیم تیمیؒ نے یہ تحفہ مجھے دیا ہے۔ میں نے پھر سوال کیا۔ کہ تو نے ابراہیم تیمی سے بھی پوچھا کہ اس کو کس نے دیا جواب دیا کہ ہاں ان سے بھی دریافت کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں کعبہ کے سامنے بیٹھا ہوا تسبیح اور تہلیل میں مشغول تھا اور خدا کی حمد کر رہا تھا۔ کہ اسی اثنا میں ایک آدمی میرے پاس آیا اور آتے ہی اس نے مجھے سلام کہا اور آ کر میری دائیں جانب بیٹھ گیا۔ میں نے اپنی عمر میں اس سے بڑھ کر کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا کہ اس سے زیادہ اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہو اور اس سے زیادہ خوبصورت ہو اور خوشبودار اور زیادہ صباحت اور ملاحت رکھتا ہو میں نے اس شخص سے سوال کیا کہ اے بندہ خدا آپ کون ہو اور کس طرف سے آپ کا آنا ہوا ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں حضرت خضر علیہ السلام ہوں اور تمہاری محبت اور سلام کے واسطے آیا ہوں اور میرے پاس ایک تحفہ ہے میں وہ تجھے دینا چاہتا ہوں میں نے کہا کہ وہ ہدیہ کیا چیز ہے انہوں نے فرمایا کہ وہ تحفہ یہ ہے کہ آفتاب کے نکلنے سے پہلے اور دھوپ کے نکلنے سے پہلے اور آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے یہ پڑھا کر۔ سورہ الحمد سات دفعہ۔ قل اعوذ برب الناس سات دفعہ۔ اور سات دفعہ ہی قل اعوذ برب الفلق۔ اور قل ہو اللہ احد سات دفعہ۔ اور قل یاایہا الکافرون سات دفعہ اور آیت الکرسی سات دفعہ اور سات ہی مرتبہ یہ پڑھے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور اس کے بعد سات دفعہ خدا کے رسول پر درود بھیجے اور پھر اپنے نفس۔ اور اپنے ماں باپ اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کے واسطے سات دفعہ مغفرت کی درخواست کرے اور اس کے بعد یہ کہے۔ اے اللہ اے ہمارے پروردگار مجھ سے اور تمام لوگوں سے زمانہ حال میں اور زمانہ استقبال میں دنیا اور دین اور آخرت کے باب میں وہی کام کروا جو تیرے لائق ہو اور تو اس کے لائق ہے اور وہ کام ہم سے صادر نہ کروا

جس کے ہم لائق نہیں۔ تو ان صفات سے موصوف ہے غفور ہے۔ حلیم ہے۔ سخی ہے۔ کریم ہے۔ نیکوکار ہے۔ حد سے زیادہ مہربان اور رحمت کرنے والا ہے یہ بھی سات دفعہ کہے۔ اس شمار کو صبح اور شام کسی وقت چھوٹا نہ جائے۔ اور اس کے بعد فرمایا کہ جس نے یہ تحفہ مجھے دیا ہے مجھ کو انہوں نے یہ کہا تھا کہ تم نے عمر بھر میں ایک دفعہ کہہ لینا۔ پھر میں نے کہا کہ اے خضرؑ جس نے آپ کو یہ تحفہ دیا ہے مجھے بھی تو اس کا نام بتلاؤ۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو یہ تحفہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے عطا کیا ہے اس کے بعد میں نے خضر علیہ السلام کی خدمت میں پھر عرض کی کہ آپ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتلادیں کہ اس کے پڑھنے سے میں خدا کے رسول کو خواب میں دیکھ لوں اس کے بعد میں نے کہا کہ کیا یہ عطیہ خدا کے رسول نے ہی تم کو دیا ہے انہوں نے فرمایا کہ کیا تم میرے اوپر یہ تہمت لگاتے ہو کہ میں جھوٹا ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ خدا کی قسم ایسا نہیں ہے بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ پیغمبر صلعم کی زبان سے میں بھی سُن لوں اس کے بعد آپ نے ارشاد کیا کہ اگر تم خدا کے رسول کو خواب میں دیکھنا چاہتے ہو تو جب مغرب کی نماز پڑھ چکو۔ تو پھر عشا کے وقت کے آنے تک نماز پڑھا کرو۔ اور اس عرصہ میں کسی غیر آدمی سے کلام نہ کرو۔ نماز میں ہی معروف اور مشغول رہو اور دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے جاؤ اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ تو سورہ فاتحہ پڑھو اور سات دفعہ قل ہو اللہ احد پڑھو اور جب عشا کا وقت آجائے تو پھر جماعت کے ساتھ عشا کی نماز پڑھو اور اپنے گھر میں واپس آنے تک کسی سے بات چیت نہ کرو۔ اور اس کے بعد وتر کی نماز پڑھو اور جب سونے لگو تو اس وقت بھی دو رکعت نماز پڑھ کر سوؤ اور ہر ایک رکعت میں الحمد اور قل ہو اللہ احد سات سات دفعہ پڑھو۔ اور نماز کے بعد سجدہ میں جاؤ۔ اور سجدہ کی حالت میں خداوند کریم کی درگاہ میں سات دفعہ استغفار پڑھو اور سات ہی دفعہ یہ پڑھو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس کے بعد سجدہ سے اپنا سر اٹھالے اور ہموار اور برابر ہو کر بیٹھ جائے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھائے اور یہ کہے کہ یاحی یاقیوم یاذوالجلال والاکرام یاالہ الاولین والآخرین یارحمن الدنیا والآخرۃ ورحیمہما یارب یارب یارب یا اللہ یا اللہ یا اللہ اور اس کے بعد اسی طرح دُعا کر کہ جس طرح کہ نماز کے بعد کی تھی۔ اور پھر سجدہ سے سر کو اُٹھالے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹ جا اور جب تک نیند نہ آئے خدا کے رسول مقبول پر دعا پڑھتے رہو۔ اس کے بعد میں نے خضر علیہ السلام سے کہا کہ حضرت جس نے آپ کو یہ دُعا بتلائی ہے مجھے بھی اس کا نام اور نشان بتلاؤ۔ جواب دیا کیا مجھے جھوٹا سمجھتے ہو میں نے عرض کی کہ اُس خدا کی قسم ہے جو وحدہ لاشریک لہ ہے اور جس نے محمد صاحب کو سچا نبی بنایا ہے۔ میں آپ کو جھوٹا ہونے کی تہمت نہیں لگاتا۔ کیونکہ آپ حضرت خضرؑ ہیں آپ نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ محمد صلعم کے پاس حاضر ہوا تھا اُس وقت آپ پر وحی نازل ہوئی تھی اور یہ دعا آپ کو سکھلائی گئی تھی۔ اور میں بھی پاس تھا۔ میں نے بھی اس دعا کو سیکھ لیا۔ ابراہیم کا قول ہے کہ اُس کے بعد میں نے عرض کی کہ اے حضرت اس دعا کا ثواب کیا ہے مجھے اس سے بھی خبر دیجئے آپ نے جواب میں فرمایا کہ جب تم کو خواب میں محمد خدا کے رسول مقبول کی زیارت ہو جائے اور ان سے ملو تو اُس وقت آپ سے اس کا ثواب پوچھ لینا۔ اس کے بعد جو کچھ خضر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا۔ اس پر میں نے عمل کیا اور جب بستر خواب پر گیا تو نیند کے آنے تک پیغمبر صلعم پر درود بھیجتا رہا۔ مگر اس بات کی خوشی میں کہ خدا کے رسول نے ایک عمدہ چیز بتلائی ہے جو پیغمبر صاحب کے ملنے کا باعث ہے میری نیند اُچاٹ ہو گئی اور جاگتے جاگتے ہی صبح ہو گئی۔ اور جب صبح ہوئی تو میں نے صبح کی نماز پڑھی اور اپنے محراب میں جا کر بیٹھ گیا اور یہاں تک بیٹھا کہ آفتاب بلند ہو آیا۔ اور پھر ظہر کا وقت آپہنچا اور ظہر کی نماز پڑھی اور اپنے دل میں یہ اندیشہ کیا کہ اگر جیتا رہا تو آج رات کو یہی عمل کرونگا جو گذشتہ رات میں کیا ہے۔ اور جب رات آئی تو ویسا ہی کیا۔ اچانک

خواب نے غلبہ پالیا اور میں سو گیا۔ اسی اثنا میں میرے پاس فرشتے آئے اور انہوں نے مجھ کو اٹھا لیا۔ اور اٹھا کر بہشت میں لے گئے۔ میں نے وہاں محل دیکھے جو یاقوت سُرخ اور زمرد اور سفید مروارید کے بنے ہوئے تھے اور اُس میں نہریں دیکھیں کہیں تو دودھ کی نہر جاری تھی اور کہیں شہد کی نہر بہتی تھی اور کہیں شراب کی نہر جاری ہو رہی تھی۔ اور ایک محل میں ایک خدمتگار پر نگاہ پڑی وہ مجھ کو دیکھ رہی تھی میں نے اُس کے مُنہ کے نور کو دیکھا کہ جس قدر آفتاب چاشت کی روشنی ہوتی ہے۔ اس سے اس کا منہ زیادہ روشن تھا۔ اس کے بال کوٹھے کے اوپر سے زمین پر لہرا رہے تھے پس جو فرشتے مجھ کو بہشت کے محل میں لے گئے تھے میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کس کی محل ہے اور یہ عورت کس کی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ اس کے واسطے ہے جو تمہاری طرح عمل کرنے والا ہو۔ اس کے بعد مجھ کو خوب پیٹ بھر کر بہشت کے میوے کھلائے اور شراب پلائی اور شراب طہور کا مزا اور اُس کی بُو وہی جانتے ہیں جو اس کے پینے والے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد مجھے وہاں سے نکال کر اپنی جگہ پر واپس لائے اور واپس آکر لیٹا ہی تھا کہ اچانک محمد صلعم تشریف لے آئے اور آپ کے ساتھ ستر نبی اور بھی تھے اور فرشتوں کی ستر صفیں تھیں اور ہر ایک صف طول میں مشرق سے مغرب تک تھی اور جناب سرور کائنات نے آتے ہی میرے اوپر سلام کہا اور میرا ہاتھ آپ نے پکڑ لیا۔ میں نے عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول حضرت خضر علیہ السلام مجھے ملے ہیں اور انہوں نے مجھ کو یہ حدیث سنائی ہے۔ آپ نے سُنکر فرمایا۔ کہ خضر علیہ السلام نے جو کچھ کہا ہے۔ اور جو اس کو سکھلانے والا ہے وہ بھی سچا ہے۔ اور وہ زمین کے دانا لوگوں میں سے ہے اور ابدال ہے اور خدا کے لشکر کا سردار ہے۔ ابراہیم تیمی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول جو آدمی اس عمل کو کرتا ہے جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کے سوا کچھ اور ثواب بھی اس کو ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس سے زیادہ اور کیا لینا چاہتے ہو کہ تم کو میری زیارت نصیب ہو گئی اور بہشت میں جو تم کو مقام ملیگا اس کو دیکھ لیا ہے اور بہشت کے میوے اور اس کے پھلوں کو کھا لیا ہے اور شرابیں پی ہیں جو طہور ہیں اور نبیوں اور فرشتوں کو میرے ہمراہ دیکھ لیا ہے اور حورعین کو دیکھ لیا ہے۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے خدا کے رسول مقبول اگر کوئی آدمی میری طرح عمل کرے اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے وہ نہ دیکھے تو اس کو بھی وہ چیزیں مل جائینگی جو مجھ کو عطا ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جس خدا نے مجھ کو برحق اور سچا نبی بنایا ہے مجھ کو اسی کی قسم ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ سچ کہتا ہوں۔ اس آدمی کے سارے کبیرے گناہ جو اُس نے آگے اور پیچھے کئے ہوں گے۔ سب کے سب بخش دئے جائینگے۔ اور اپنی ایسی نگاہ کو جو غضب آلود ہوگی اُس پر سے اُٹھا لیگا۔ اور خداوند کریم کی قسم ہے جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے کہ جو اس عمل کو کریگا چاہے اس نے بہشت وغیرہ کو خواب میں نہ بھی دیکھا ہوگا۔ پھر اس کو وہ سب کچھ عطا ہوگا جو کچھ کہ تم کو دیا گیا ہے اور ایک منادی کرنے والا بھی پکار کر یہ کہدیگا کہ اس عمل کے عامل کو خداوند تعالےٰ نے بخشدیا ہے اور محمد صلعم کی اُمت کے جس قدر مومن مرد اور عورتیں ہیں ان سب کو بخشدیا گیا۔ اور جو آدمی مذکورہ بالا عمل کرنے والا ہوتا ہے۔ اُس کی بائیں جانب جو فرشتہ ہوتا ہے اسکے نام ایک حکمنامہ جاری ہو جاتا ہے کہ آئندہ سال تک اس کا کوئی گناہ فہرست میں درج نہ کرنا۔ اس کے بعد میں نے پھر عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول میرے ماں اور باپ آپ پر فدا ہوں جس خدا نے آپ کے جمال سے میری آنکھوں کو روشن کیا ہے اور بہشت کی سیر کرائی ہے۔ اوپر کا جو عمل ہے۔ اُس کے عامل کو بھی یہ دولت دی جائیگی۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں یہ سب کچھ اس کو عطا کیا جائیگا۔ اسکے بعد میں نے پھر عرض کی کہ کیا تمام مومن مردوں اور عورتوں کو یہ واجب اور لازم ہے۔ کہ وہ اس عمل کو آپ بھی سیکھیں اور دوسرے لوگوں کو بھی سکھلائیں۔ کیونکہ اس میں بڑا فضل اور ثواب ہے۔ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ خدا کی قسم۔ جو اس عمل پر وہی عمل کرتا ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے سعید کو پیدا کیا ہے۔ اور جس کو خدا نے بدبخت پیدا کیا ہے وہ اس عمل پر عامل نہیں ہوتا

میں نے پھر پوچھا کہ اس عمل کے کرنے والے کو اس کے ثواب کے سوا کچھ اور ثواب بھی ملتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی اس کو ایک رات ہی کرے تو اس کے بدلہ میں اس کو اتنی نیکیاں عطا کی جاتی ہیں کہ دنیا کے پیدا ہونے سے صور کے پھونکنے تک جو بارش نازل ہو جس قدر اس کے قطرے ہوتے ہیں۔ اور جس قدر روئیدگی کے دانے ہوتے ہیں ان کے برابر اس کی برائیاں دور کی جاتی ہیں۔ اور مسلمان مردوں اور عورتوں میں سے کوئی ہو جو آدمی اس عمل کو کریگا۔ اُس کو یہی اجر دیا جائیگا۔ اور اعرج ابی ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی جمعہ کی رات کو نماز کی دو رکعت پڑھے۔ اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی پڑھے اور پندرہ دفعہ سورۂ اخلاص اور نماز کے آخیر میں ایک ہزار دفعہ اس درود کو پڑھے اے اللہ محمد صلعم اور اس کی آل پر درود بھیج جو نبی اُمّی ہے تو یہ شخص اس جمعہ سے لے کر آیندہ جمعہ تک کسی وقت میں مجھ کو خواب میں دیکھ لیگا۔ اور جو شخص مجھے خواب میں دیکھ لے اس کے واسطے بہشت لازم ہو جاتی ہے اور پہلے اور بعد کے جس قدر اس کے گناہ ہوتے ہیں وہ سب معاف کر دئے جاتے ہیں اس کا ذکر حدیث میں آچکا ہے۔

عشا کے بعد کی نماز کا بیان

ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص عشا کی نماز کے بعد چار رکعت نماز ادا کرے تو وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے مسجد حرام میں شب قدر کو پایا۔ اور کعب بن احبار روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی عشا کے بعد چار رکعت نماز عمدہ قرات سے کما حقہ ادا کرے اس کو ایسا اجر عطا ہوتا ہے جیسا کہ کسی کو شب قدر معلوم ہو جائے۔ اور اس میں وہ چار رکعت نماز پڑھے۔ اور ابو نصرؒ اپنے باپ سے اور وہ ثابت بنانی سے اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی نماز عشا کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور بیس دفعہ قل ہو اللہ احد پڑھے تو اس آدمی کے واسطے خدا تعالےٰ بہشت میں دو محل ایسے بناویگا جنہیں بہشت کے لوگ شوق سے دیکھیں گے۔

نماز وتر کا بیان

بہتر ہے کہ وتر کی نماز رات کے آخری حصہ میں پڑھے۔ رات کے حصہ کے قیام کرنے میں بڑی بزرگی اور فضیلتیں ہیں اور ان کا ذکر اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ اور نافع ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے خدا کے رسول مقبول سے رات کے قیام کی نسبت سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے پس جب صبح کے طلوع ہونے کا خوف ہو تو ایک ہی رکعت پڑھ لے۔ کیونکہ ایک رکعت تیری پہلی نماز کو وتر بنا دیگی۔ اور حضرت عمر فاروقؓ وتر کی نماز رات کے آخری حصہ میں پڑھا کرتے تھے اور حضرت ابو بکرؓ صدیق رات کے پہلے حصہ میں وتر کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ان دونوں سے آنحضرت صلعم نے حال دریافت فرمایا۔ جب ابو بکرؓ سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں سونے سے پہلے پڑھا کرتا ہوں اور جب عمرؓ سے پوچھا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ میں آخر رات میں پڑھا کرتا ہوں۔ آپ نے ابو بکرؓ کے حق میں فرمایا کہ یہ تو خوف کرنے والا آدمی ہے اور حضرت عمرؓ کے حق میں فرمایا کہ یہ شخص قوی ہے اور اپنا نفس قابو رکھتا ہے اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عقلمند آدمی پہلی رات ہی میں وتر کی نماز ادا کر لیتے ہیں اور جن کو اپنے نفس پر قدرت حاصل ہوتی ہے وہ آخری رات میں وتر کی نماز ادا کرتے ہیں اور یہ افضل ہے اور بعض کا قول ہے کہ ابو بکرؓ کی پیروی کرنے کے واسطے اوّل رات میں وتر کی نماز پڑھنی بہتر ہے اور حضرت عثمان سے روایت کی گئی ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ میں پہلی رات میں وتر کی نماز ادا کیا کرتا ہوں اور پھر جس وقت جاگتا ہوں ایک رکعت اس وقت پڑھ لیتا ہوں تاکہ اس رکعت سے اپنی طاق نماز کو جفت کر دوں پس میں نے تشبیہ نہیں دی مگر اس

اکیلے اونٹ کی جس کو اُس کے بھائیوں کے ساتھ ملا دیا اور اس کے بعد پھر آخر رات میں وتر پڑھتا ہوں اور آپ کی یہ عادت
مشہور ہے کہ جب کھڑے ہوتے تھے تو ایک ہی رکعت میں تمام رات گذار دیتے تھے اور تمام قرآن مجید اُس میں پڑھ جاتے تھے
پس، یہ آپ کی نماز وتر تھی۔ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میرے حبیب ابوالقاسم نے مجھے
تین چیزوں کی وصیت فرمائی ہے ایک یہ کہ سونے سے پہلے وتر پڑھوں۔ دوسری ہر ایک مہینے میں تین روزے رکھوں اور تیسرا
چاشت کی دو رکعت نماز ادا کروں۔ اور جس آدمی کو خوف ہو کہ میں صبح سے پہلے نہیں اُٹھ سکونگا اس کے واسطے بہتر ہے کہ
وہ سونے سے پہلے ہی وتر کی نماز ادا کرلے اور اس کے بعد سوئے۔ اور حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نماز وتر تین طرح پر ہے اگر اول
شب پڑھنی چاہئے تو اول رات میں پڑھے اور اس کے بعد دو رکعت نماز ادا کرے اور یا ایک ہی رکعت پڑھے اور سو جائے
اور جب جاگے تو ایک رکعت پڑھکر اس کو جفت کرے اور پھر آخر رات کو ایک رکعت پڑھ لے اور اگر چاہے تو آخر رات میں پڑھے
اور جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے جس شخص کو یہ خوف ہو کہ میں آخر رات کو نہیں اٹھ سکونگا
وہ سونے سے پہلے پہلی رات ہی میں پڑھ لے۔ اور جس کو یقین ہو کہ میں آخر رات بیدار ہو جاؤں گا وہ آخر رات میں پڑھے کیونکہ
آخر رات میں نماز وتر کے قیام کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں اسلئے یہ وقت افضل ہے۔ اور عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ خدا کے
رسول وتر کی نماز آخری رات میں پڑھا کرتے تھے اور اس کے بعد اگر وہ چاہتے تو اپنی کسی بیوی کے پاس چلے جاتے ورنہ
جس مصلے پر نماز پڑھی ہوتی اسی پر ہی آرام کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت بلال آکر نماز صبح کو اذان کہتے، اور عائشہؓ
روایت کرتی ہیں کہ پیغمبر رات کے ہر ایک حصے میں وتر کی نماز پڑھا کرتے تھے پہلی رات میں اور رات کے درمیان میں اور
آخری رات میں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسولِ خدا اذان کے متصل ہی وتر کی نماز ادا کرتے تھے اور اقامت کے وقت
دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور آپ کے اصحاب عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔ اور اس کے بعد چار رکعت، اور اسکے
بعد جو شخص چاہتا وتر پڑھ لیتا۔ اور جو سونے کی حاجت رکھتا وہ سو جاتا۔

وتر کا بیان

اگر کوئی شخص پہلی رات میں نماز وتر پڑھے اور اس کے بعد نماز تہجد کے لئے کھڑا ہو تو کیا اُس کو وتر توڑ دینی چاہئے
یا وتروں کے توڑنے کے سوا ہی جو چاہے پڑھے اس باب میں دو طرح پر حکم آیا ہے امام احمد کہتے ہیں کہ نہ توڑے فضل بن
زیاد کہتے ہیں کہ آخر رات میں وتر پڑھنے بہتر ہیں اگر اس کو یہ خوف ہو کہ میں اس وقت بیدار نہیں ہونگا تو پہلی رات میں
پڑھ لے اور جب آخری رات کو آنکھ کھلے تو اس وقت دو رکعت نماز پڑھ لے وتر نہ پڑھے اور دوسری روایت میں یہ آیا
ہے کہ توڑ دے۔ اور فضل بن زیادؓ نے امام احمدؓ سے پوچھا کہ کیا آپ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ وتر توڑ ڈالے جائیں۔
جواب دیا نہیں اور اگر توڑ دے تو اس میں کچھ حرج بھی نہیں ہے کیونکہ ان بزرگوں نے ایسا کیا ہے عمرؓ علیؓ اسامہؓ ابن عمرؓ
ابن عباس ابوہریرہؓ اور وتروں کے توڑنے کا طریق یہ ہے۔ کہ اگر پہلی رات نماز وتر کی ایک رکعت ادا کرے اور سو جائے
اور پھر آدھی رات کو اٹھ کر تہجد پڑھے تو وتر کے توڑنے کی نیت کر کے ایک رکعت پڑھے تاکہ پہلی رکعت جفت ہو جائے
اور ایک رکعت پڑھنے کے بعد سلام کرے کیونکہ اس سے پہلی رکعت جفت ہو جاتی ہے اور اس کے بعد جو پڑھنا چاہے دو
دو رکعت کر کے پڑھے اور سب کے بعد صبح ہونے سے پہلے وتر کی ایک رکعت ادا کرے۔ عثمان بن عفان نے ایسا ہی کیا
ہے، اور ایسا نہ کرے کہ وتروں کو اپنے حال ہی میں ترک کر کے دوسری دفعہ پھر وتر شروع کرے خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ ایک رات
میں دو وتر نہیں ہیں اور یہ اوپر کہا گیا ہے کہ اگر وتر نہ توڑے اور جو کچھ چاہے بعد میں پڑھے تو یہ جائز ہے۔

وتر کی دُعا

آخری رکعت میں جب رکوع کے بعد اپنا سر اُٹھائے تو اُس وقت یہ دُعا پڑھے اے اللہ میں تجھ سے مدد مانگتا ہوں اور تجھ سے سیدھے راستے کی طرف درخواست کرتا ہوں اور بخشش مانگتا ہوں اور میں تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تیرے اوپر توکل کرتا ہوں اور تیری ثنا کہتا ہوں اور تیرا شکر کرتا ہوں۔ اور تیری نعمت کا کفران نہیں کرتا۔ اور جو شخص تیرے گناہ کرتا ہے اس سے اپنی الفت کو قطع کر کے اُسے چھوڑتا ہوں۔ اے اللہ میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تیرے ہی واسطے نماز ادا کرتا ہوں اور تیرے لئے ہی سجدہ ہے۔ اور میری تمام کوشش تیرا قرب حاصل کرنے کے لئے ہی ہے اور تیری خدمت میں مستعد اور آمادہ ہوں اور تیری رحمت کا امیدوار اور تیرے عذاب سے خائف اس میں کوئی شک نہیں کہ کافروں کو تیرا عذاب پہونچے گا اے اللہ مجھے اُن لوگوں کا راستہ دکھلا جنہیں تو نے سیدھی راہ دکھلائی ہے اور جن لوگوں کو تُو نے عافیت بخشی ہے انکی طرح ہی مجھے بھی عافیت عطا کر۔ اور جن کو تو نے دوست رکھا ہے اُنکی طرح مجھے بھی دوست رکھ۔ اور جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا ہے اس میں برکت دے۔ اور جو بدی تو نے پیدا کی ہے اُس سے مجھ کو محفوظ رکھ۔ تو حکم کرنے والا ہے اور تیرے سوا اور کوئی نہیں ہے جو تجھ پر حکم کرے۔ جس کا تو دوست ہو وہ خوار نہیں ہوتا اور جس کو تُو ذلیل کرے وہ عزت نہیں پاتا ہے۔ اے ہمارے پروردگار بزرگی اور بلندی تیرے لئے ہے تیرے قہر سے میں تیری رضا میں امن چاہتا ہوں اور تیرے عذاب سے تیری معافی میں پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے تیرے ہاں ہی امن کی درخواست کرتا ہوں اور مجھے یہ طاقت نہیں۔ کہ تیری ثنا کر سکوں۔ اپنی مدحت کی ثنا تو نے آپ ہی کی ہے۔ اور وہ تو آپ ہی کر سکتا ہے۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ دعا شمار کرے تو جائز ہے اور اس کے بعد اپنے مُنہ پر اپنے ہاتھ پھیرے اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ اس دُعا کے پڑھنے کے بعد اپنے سینے پر ہاتھ پھیرے۔ اور اگر رمضان کا مہینہ ہے اور امام ہے۔ تو پھر تمام صیغے واحد کی بجائے جمع متکلم کے کہے۔

رات کی نماز کا بیان

رات کی نماز میں جن شخصوں کو نیند کا غلبہ ہوتا ہو ان کے واسطے سو رہنا بہتر ہے کیونکہ صحیحین میں عائشہؓ سے روایت ہے کہ خدا کے رسول نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی نماز میں ہو اور خواب کی سُستی اُس پر غلبہ کرے تو وہ سو جائے تا کہ اُسکی نیند دور ہو جائے۔ اگر حالت نیند میں نماز ادا کریگا تو وہ یہ تمیز نہیں کر سکیگا۔ کہ میں خدا کی درگاہ میں استغفار کر رہا ہوں یا اپنے نفس کو گالیاں دیتا ہوں اور عبدالعزیز بن صہیبؓ نے انسؓ سے روایت کی کہ ایک دفعہ خدا کے رسول مسجد میں تشریف لائے مسجد کے دو ستونوں کے درمیان ایک لمبی سی رسی بندھی ہوئی تھی۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جواب دیا گیا۔ کہ اُس کو زینب نے اس واسطے باندھا ہے کہ جب نماز میں سُست یا ڈھیل ہو جاوے تو اس رسی میں اپنے ہاتھ لٹکائے اور وہ ایسا ہی کرتی ہیں آپ نے فرمایا کہ اس رسی کو کھول دو اور جب خوشحالی ہو تو اس وقت نماز پڑھا کرو۔ اور جب سُستی اور نیند غلبہ کرے تو اس وقت بیٹھ رہو۔ اور عروہ نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ بنی اسد کی ایک عورت آپکے پاس بیٹھی تھی۔ اس وقت خدا کے رسول بھی تشریف لائے آپنے پوچھا یہ عورت کون ہے عائشہ نے جواب دیا کہ یہ فلاں عورت ہے جو رات میں سویا نہیں کرتی۔ آپ نے فرمایا کہ تم وہ کام کرو جس کی تمہیں طاقت ہو۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے کسی عمل کے بدلہ دینے سے نہیں تھکتا۔ جب تک تم کسی عمل کے کرنے سے تھک نہ جاؤ۔ اور فرمایا کہ خدا کو زیادہ پسندوہ عمل ہے جسے کوئی شخص ہمیشہ کرتا ہے خواہ وہ تھوڑا ہی ہو۔ پس خدا کے رسول جب کسی کو کوئی حکم دیا کرتے تھے تو اُس کی طاقت کے

موافق ہی فرماتے تھے اور جب لوگ آپ کی خدمت میں یہ التماس کیا کرتے تھے۔ ہمیں زیادہ عمل تبلاؤ کیونکہ ہم آپ کی طرح نہیں آپ کے تمام گناہ اللہ تعالٰے نے پچھلے معاف کر دئیے ہیں۔ اس وقت آپ غصہ کیا کرتے تھے۔ اور آپکے روئے مبارک سے غصے کی علامت معلوم ہوا کرتی تھی۔ غرض جس پر نیند غلبہ کرے اس کے لئے یہ سنت طریق ہے کہ وہ سو رہے۔ اور جب خواب کی سستی دور ہو اور طبیعت بحال ہو جائے اور جو کہتا ہے سمجھتا ہو تو جو عبادت کرنی ہو۔ اس وقت کرے۔ اور ابن عباس کہتے ہیں کہ آپ اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ بیٹھے بیٹھے سو جائیں۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ رنج اور تکلیف میں رات بسر نہ کرو۔ اور بعض نیکوکار لوگوں کا یہ دستور تھا کہ وہ جان بوجھ کر بھی خواب کی طرف رغبت کیا کرتے تھے تاکہ رات کے وقت قیام پر قوت حاصل ہو اور بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ قصداً سونا مکروہ ہے۔ اور جب تک ان پر نیند کا اچھی طرح غلبہ نہ ہو جاتا تھا سونے کا ارادہ نہیں کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ وہب بن منبہ یمانی نے تیس برس تک زمین پر اپنا پہلو نہیں لگایا یہ اپنے پاس چمڑے کا تسمہ رکھا کرتے تھے۔ اور جب ان کو نیند غلبہ کرتی تھی۔ تو اس تسمہ پر اپنا سینہ رکھ کر چند دفعہ جھٹکے دے لیتے تھے۔ جس سے اسکی نیند کی سستی جاتی رہتی تھی۔ پھر نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر میں شیطان کو اپنے گھر میں دیکھوں تو یہ بہتر ہے اسے میں اپنے گھر میں بچھونا دیکھوں کیونکہ آدمی کو نیند کی طرف بلاتا ہے۔ اور بعض بزرگوں سے پوچھا گیا کہ ابدال کی کیا صفت ہے انہوں نے جواب دیا۔ کہ ان کی علامتیں یہ ہیں ان کا کھانا فاقہ ہے اور سوتے اس وقت ہیں جبکہ خواب کا غلبہ ہوتا ہے اور بات اس وقت کرتے ہیں جب کہ اس کی ضرورت پڑے اور انکی خاموشی عین حکمت ہے اور ان کا علم قدرت ہے اور پھر پوچھا گیا۔ کہ ان میں سے جو بولنے والے ہوتے ہیں ان کا کیا حال ہے۔ جواب دیا کہ ان کا کھانا تو ایسا ہوتا ہے جیسا کہ بیماروں کا ہوتا ہے اور انکی نیند ایسی ہوتی ہے جیسے ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں اور فرمایا ہے کہ صالح لوگوں کے افعال اور احوال پر نظر نہ کریں۔ مگر جس کی بابت خدا کے رسول نے فرمایا ہے اور معتبر بھی یہی امر ہے کہ بندہ اس حالت میں پہنچ جائے کہ غیریت اس سے اٹھ جائے۔ اور ام سلمہؓ نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبولؐ سے پوچھا گیا۔ کہ عملوں میں سے بہتر عمل کونسا ہے۔ آپ نے جواب دیا جو ہمیشہ ہو سکتا ہے چاہے وہ کم ہی ہو۔ اور علقمہ نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا کا یہ معمول تھا۔ کہ اپنی رات میں کبھی تو آدھی رات تک قیام کرتے تھے اور کسی رات میں اسکے تیسرے حصے تک اور کسی میں نصف رات اور اس کے چھٹے حصے کے قریب تک اور کسی رات میں صرف رات کے چوتھے اور چھٹے حصے تک اور قیام کی وجوہ سورہ مزمل میں ذکر کی گئی ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ کہ تم رات کو نماز پڑھو چاہے اس قدر عرصے تک ہی ہو کہ جس میں بکری کا دودھ دوہتے ہیں اور اس عرصے میں نماز کی چار رکعتیں ادا ہو سکتی ہیں اور کبھی دو رکعتیں بھی پڑھی جاتی ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی رات کو نماز کی دو رکعتیں ہی پڑھے۔ تو یہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہیں۔ اور اگر لوگوں پر گراں نہ ہوتی تو ان دو رکعتوں کو ان پر فرض کر دیا جاتا۔ اور جو وجوہ قیام کی بیان ہوئی ہیں انکی وجہ یہ ہے کہ لوگوں پر عبادت کرنی اور رات کا قیام سہل ہو جاوے اور عبادت کرنے سے دل میں دشمنی نہ رکھیں اور رنج نہ ہو۔ اسی واسطے ارشاد کر دیا واسطے قیام رات کے اور ساتھ ہی اسکی بزرگی اور ثواب کا ذکر کر دیا تاکہ فرضوں اور سنتوں پر خاص کر قصر نہ کریں۔ اور رات کے تیسرے حصے تک قیام کرنا مستحب ہے اور سب سے کم درجہ یہ ہے کہ رات کے چھٹے حصے تک قیام کریں۔ پیغمبر خدا نے کسی رات میں اتنا قیام نہیں کیا کہ اس میں صبح ہو جائے درمیان میں سو بھی جاتے تھے اور نہ ہی اس طرح سوتے ہیں کہ سوئے ہوئے صبح ہو گئی ہو۔ بلکہ رات میں قیام بھی کرتے تھے جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ پہلی رات کی نماز تہجد پڑھنے والوں کے لئے ہے اور رات کے درمیانی حصہ کی نماز عبادت کرنے والے لوگوں

کے لئے ہے اور آخری حصہ نمازیوں کے لئے ہے اور صبح کا قیام ان لوگوں کے واسطے ہے جو غافل ہیں اور یوسف بن مہران ول
روایت کرتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ عرش کے نیچے ایک فرشتہ ہے اسکی شکل مرغ کی ہے۔ اور اس کے پنجے مروارید کے
ہیں اور پنجوں کے خار زبرجد سبز کے ہیں جب رات کا تیسرا حصہ گذر جاتا ہے تو وہ اپنے دونوں بازوؤں کو پھڑپھڑاتا ہے اور آواز
دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے نماز پڑھنے والو تو اُٹھو اور آدھی رات گذرنے کے بعد پھر اپنے پر مارتا ہے اور اس وقت تہجد پڑھنے والوں کو
پکارتا ہے اور دو ثلث رات گذرنے کے بعد پھر پروں کو جھاڑتا ہے اور یہ آواز دیتا ہے کہ اے عبادت کرنے والو اٹھو۔ اور صبح
کے وقت پروں کو ہلا کر کہتا ہے کہ اے غافلو جاگو۔ تم پر تمہارا بوجھ ہے اور بعض عارف کہتے ہیں خداوند تعالے صبح کے وقت ان
لوگوں کی طرف دیکھتا ہے جو رات کو جاگتے ہیں۔ اور ان کے دلوں کو نور سے منور کر دیتا ہے اور اس سے دلوں کو فائدہ حاصل ہوتا
ہے اور جب ان لوگوں کے دل روشن ہوتے ہیں تو ان سے غافلوں کے دلوں کو روشنی پہنچتی ہے۔ اور ایک روایت ہے کہ اپنے
صدیقوں پر خداوند تعالے نے وحی نازل کی اور ان کو فرمایا کہ میرے ایسے بندے ہیں جو مجھ سے دوستی رکھتے ہیں۔ اور میں ان کو
دوست جانتا ہوں۔ وہ میرے شائق ہیں اور میں ان کا شائق ہوں، وہ مجھے یاد کرتے ہیں میں انہیں یاد رکھتا ہوں۔ وہ میری
طرف دیکھتے ہیں میں ان کو دیکھتا رہتا ہوں۔ اگر تم بھی ان کا طریق اختیار کرو گے۔ تو میں تم کو دوست جانوں گا۔ اور اگر ان
کا طریق چھوڑ دو گے۔ تو ہماری مخالفت کرنے والے ہو گے انہوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ان لوگوں کی کیا نشانی ہے
جواب دیا وہ سایہ کی ایسی ہی نگہبانی کرتے ہیں جیسی کہ مہربان چرواہا اپنی بکریوں کی حفاظت کرتا ہے یہ بالکل انکی حفاظت
میں ہی مستغرق ہوتا ہے اور آفتاب کے غروب ہونے کی ایسی ہی انتظاری کرتے ہیں جیسے کہ اپنے گھونسلے میں جانے کیواسطے
پرندے اُس کے غروب کے منتظر ہوتے ہیں۔ پس جب رات کا اندھیرا تمام جہان کو پوشیدہ کر لیتا ہے اور اسکے پردے
چھا جاتے ہیں اور ہر ایک طالب اپنے مطلوب کو آغوش میں لیتا ہے تو اس وقت جو ہمارے چاہنے والے ہوتے ہیں وہ ہماری
طرف اپنے قدم بڑھاتے۔ خداوند تعالے فرماتا ہے۔ کہ یہ لوگ دعا کے واسطے میری طرف توجہ کرتے ہیں اور میری بارگاہ میں میرے
ہی کلام سے حاجت مانگتے ہیں اور انعام کے امیدوار ہوتے ہیں پس میرے یہ بندے ان لوگوں کے درمیان ہیں جو مجھے
پکارنے والے ہیں آہ وزاری کرنے والے ہیں۔ گلہ کرنے والے ہیں۔ بیٹھنے والے ہیں۔ رکوع کرنے والے ہیں۔ سجدہ کرنے والے
ہیں یہ جو چیز اُٹھاتے ہیں میرے واسطے اُٹھاتے ہیں اور میری محبت کی شکایت کے سوا ان کے کانوں میں اور کوئی چیز
سنائی نہیں دیتی پہلی چیز جو میں انہیں عطا کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ انکے دلوں میں نور ڈالتا ہوں۔ اور اس کے بعد وہ
غافلوں کو میری خبر دیتے ہیں۔ اور ان عارفوں کی خبر ملاء اعلے پر میں پہنچا دیتا ہوں۔ اور دوسری چیز ان کو یہ عنایت ہوتی
ہے اور ساتوں آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اگر وہ ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور ان کے اعمال نامے میزان کے دوسرے
پلڑے میں ہوں تو پھر بھی یہ آسمان وغیرہ ہلکے ہونگے۔ اور تیسری چیز یہ دیتا ہوں کہ میں اپنی کریم ذات سے آپ ان لوگوں
پر توجہ کرتا ہوں۔ اب تم جان سکتے ہو۔ کہ جس پر میں بذات خود توجہ کروں یہ اس کے حق میں کتنی بڑی بات ہے اور کس قدر
دولت عظمت میری درگاہ سے عنایت ہوتی ہے ◆

تمام رات کا قیام

رات بھر وہ آدمی قیام کر سکتے ہیں جو مضبوط اور طاقتور ہوتے ہیں اور مضبوط اور طاقتور آدمی وہی ہوتے ہیں
جن کے حال پر اللہ تعالے ہمیشہ اپنی عنایت مبذول رکھتا ہے اور جن کی نگہبانی کی جاتی ہے اور اپنی توفیق اور اپنے جمال
کے نور سے ان کے دلوں کو منور رکھتا ہے۔ پس ان لوگوں کا قیام بھی انکے حق میں ایک بخشش الٰہی ہوتا ہے اور خدا کی طرف

سے ممتازی اور سرفرازی کا ایک خلعت ہوتا ہے جو ان سے مرتے دم تک چھینا نہیں جاتا۔ اور عثمان بن عفانؓ کی روایت کرتے ہیں کہ آپ شب بیدار رہتے اور تمام رات میں ایک ہی رکعت کے اندر اول سے آخر تک قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے اور پہلے ان کا ذکر ہو چکا ہے اور خدا کے رسول کے چالیس آدمی بھی جو آپ کے تابعوں میں سے تھے شب زندہ دار تھے اور چالیس سال تک انہوں نے عشا کے وضو سے ہی صبح کی نماز پڑھی ہے اور ان میں سے مشہور آدمی یہ تھے سعید بن جبیر۔ صفوان بن سلیم۔ ابو حازم۔ محمد بن منکدر یہ اہل مدینہ سے تھے۔ نفضیل بن عیاض۔ وہب بن ورد۔ یہ اہل مکہ سے تھے طاؤس۔ وہب بن منبہ اہل یمن سے تھے ربیع بن خثیم۔ حکم یہ اہل کوفہ سے تھے۔ ابو سلیمان رازی۔ علی بن بقال یہ لوگ اہل شام سے تھے۔ ابو عبداللہ خواص۔ ابو عاصم یہ اہل عبادان سے تھے حبیب ابو محمد۔ ابو جابر سلیمانی یہ اہل فارس تھے۔ مالک بن دینار۔ سلیمان تیمی۔ یزید رقاشی۔ حبیب بن ابی ثابت یحییٰ بکا یہ اہل بصرہ سے تھے اور ان کے سوا اور لوگ بھی ہیں۔ اور ان کا بیان لمبا چوڑا ہے۔

غفلت کا ذکر

اور جس کی غفلت کامل ہو گئی ہو اور اس کے گناہوں نے اُسے گھیر لیا ہو اور اُس کا ستیاناس کیا ہو اور اُس کی خطاؤں نے قیام شب سے اُس کو روک رکھا ہو۔ اور وہ رات کے وقت نماز پڑھنی چاہتا ہے اور وہ عبادت کرنے والوں سحر کے وقت استغفار کرنے والوں میں داخل ہونا پسند کرتا ہو۔ تو اس کو چاہئے کہ سوتے وقت اور اپنے پہلو پر لیٹتے وقت تین دفعہ خداوند تعالےٰ سے بخشش مانگے پھر پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سورہ کہف کے اول اور آخر سے دس دس آیتیں پڑھے۔ اور پھر امن الرسول اور سورہ قل یا ایہا الکافرون پڑھے۔ تو اس کو اللہ تعالےٰ اپنی فراخ نعمت سے بہرہ یاب کرتا ہے اور اپنی بخشش کے عام سلسلہ میں شامل کرکے وقت پر رات کو جگا دیتا ہے۔ اور رات کے وقت قیام کرنے کے واسطے اس کو ہمت بھی عطا فرماتا ہے۔ اور اس کو یہ بھی پڑھنا چاہئے۔ اے میرے پروردگار جو ساعتیں تجھ کو زیادہ پسند ہیں۔ ان میں مجھ کو جگا دے۔ اور ان کاموں میں لگا جو تجھ کو بہت پسند ہیں۔ اور تیرے قرب کا باعث ہیں اور میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں۔ کہ اپنا غضب مجھ سے دور کر دے۔ اور میں تیری درگاہ میں استغفار پڑھتا ہوں تو مجھے بخش دے اور میں تیرے ہاں دعا کرتا ہوں تو میری دُعا کو قبول فرما۔ اے اللہ! مجھ کو اپنے عذاب سے امن دے اور اپنے سوا کسی دوسرے آدمی کے سپرد نہ کر۔ اور اپنا پردہ آگے سے میرے اوپر سے نہ اُٹھا دے۔ اور اپنے ذکر کو مجھ سے فراموش نہ کر۔ اور ان لوگوں میں مجھے شامل نہ کر جو غافل ہیں۔ بزرگوں نے ارشاد کیا ہے کہ سوتے ہوئے جو آدمی یہ کلمے کہتا ہے پروردگار اس پر تین فرشتے مقرر کرتا ہے۔ اور وہ نماز کے وقت اس کو جگاتے رہتے ہیں اور جب یہ آدمی نماز پڑھتا ہے اور بعد میں دعا کہتا ہے تو اس کے ساتھ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور اگر وہ سویا ہے بیدار نہ ہو تو اُس کے قائمقام ہو کر فرشتے اُسکی جگہ عبادت کرتے ہیں اور دعا پڑھنے والے کو اس کا ثواب پہنچ جاتا ہے۔ اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی عبادت کرنے کے واسطے رات کو جاگنے کی خواہش کرے تو سوتے وقت یہ دعا پڑھے۔ اے اللہ اپنے ذکر کے واسطے وقت پر مجھے اپنی خوابگاہ سے بیدار کر۔ تاکہ میں تیرا ذکر کروں۔ اور تیرا شکر کروں۔ اور تیری نماز اور استغفار پڑھوں اور قرآن کی تلاوت اور نیک عبادت میں مشغول ہوں۔ اور تسبیح اور حمد کو تینتیس تینتیس دفعہ کہے اور چونتیس دفعہ تکبیر پڑھے۔ اور اگر چاہے تو پچیس دفعہ یہ بھی پڑھ لے۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اور ان کلموں کو پڑھنا آسان ہے اور یہ تمام اول سے آخر تک سو ہیں۔ اور عائشہؓ نے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول جب سویا کرتے تھے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسارہ پر رکھتے۔ تو اس وقت آپ کا چہرہ ایسا دکھائی دیتا تھا۔ کہ گویا بدن سے روح پرواز کر گئی ہے اور پھر اس وقت یہ پڑھا کرتے تھے۔ اے اللہ تو ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا پروردگار ہے اور ہمارا اور ہر چیز کا پروردگار ہے اور توریت اور انجیل کا اور فرقان مجید کا نازل کرنے والا ہے اور ہر دانہ اور تخم کو تو ہی پھاڑتا ہے میں ہر دن کی بدی سے تیرے ہاں امن کی درخواست

کرتا ہوں۔ اور ہر ایک جاندار کی بدی سے امن چاہتا ہوں اور تو اُسکی پیشانی کو پکڑ لیتا ہے۔ اے اللہ سب سے پہلے تو ہی ہے کوئی دوسری چیز تجھ سے پہلے نہیں تھی اور سب سے پیچھے تو ہی رہیگا۔ کوئی چیز تیرے بعد رہنے والی نہیں ہے۔ تو ظاہر ہے اور کوئی چیز تیرے اوپر نہیں ہے اور تو پوشیدہ ہے اور تیرے سوا کوئی دوسری چیز ایسی پوشیدہ نہیں۔ مجھ سے میرا قرض دُور کر۔ اور مجھے نقر سے بچا کر غنی کر دے۔

نمازِ تہجّد کا بیان

جس کو خداوند تعالےٰ رات کے قیام کی توفیق دے اور اس نعمت سے مالا مال کرے اگر اس کو کوئی عذر لاحق نہو تو اس صورت میں وہ ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھا کرے۔ عائشہؓ نے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی خدا کی عبادت کرنے والا ہو اور پھر تکلیف سے ڈر کر چھوڑ دے تو یہ اُس کی ناراضامندی اور اس سے دوری کا باعث ہوتا ہے۔ اور عائشہؓ کہتی ہیں کہ خدا کے رسول پر جب کبھی نیند زیادہ غالب ہو جاتی یا بیمار ہوتے اور اس سبب سے رات کے وقت اُٹھ نہیں سکتے تھے تو اس کی بجائے دن کے وقت بارہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور حدیث میں وارد ہے۔ کہ خدا کے نزدیک عملوں میں سے زیادہ دوست عمل وہ ہے۔ جو ہمیشہ کے واسطے کیا جائے چاہے وہ تھوڑا ہی ہو۔

تہجّد کے وردوں کا بیان اور طہارت کا طریق

جب کوئی آدمی رات کے وقت تہجد کے واسطے اُٹھے تو اس وقت یہ کہے خدا کا حمد ہے کہ جس نے مارنے کے بعد مجھے پھر زندہ کیا ہے۔ اور مخلوق کا حشر اسی کی طرف ہی ہے۔ اور اس کے بعد آل عمران کے آخر میں جو دس آئتیں ہیں انکو پڑھے اور پھر مسواک کرے۔ اور پھر وضو کرے اور اس کے بعد یہ کہے۔ اے اللہ میں تجھے پاکی سے یاد کرتا ہوں اور تیری حمد کرتا ہوں تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور تجھ ہی سے بخشش اور توبہ کی درخواست کرتا ہوں تو مجھے توبہ کرنے کی توفیق دے تو توبہ کو قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔ اے اللہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو توبہ کرنے والے ہیں اور پاک رہنے والے ہیں اور مجھے صبر کرنے والا اور شکر کرنے والا اور ان لوگوں میں شامل کر جو تجھے بہت یاد کرنے والے ہیں اور صبح اور شام کو تیری تسبیح پڑھتے ہیں۔ اور اس کے بعد آسمان کی طرف اپنے سر کو اُٹھائے اور کہے میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا کے سوا جو یگانہ ہے دوسرا کوئی برحق معبود نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اس کا شریک ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمد صلعم خدا کا بندہ ہے اور اس کا رسول۔ میں تیرے عذاب سے تیری معافی کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں۔ اور تیرے قہر سے تیری رضا میں امن مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے تیرے ہاں ہی پناہ چاہتا ہوں جیسی کہ تو نے اپنی تعریف آپ کی ہے۔ مجھ میں ایسی تعریف کرنے کی طاقت نہیں ہے میں بذاتہ تیرا بندہ ہوں۔ اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور سر تا پا میرے بدن پر تیرا حکم جاری ہے اور تیرے ہی عدل سے قائم ہے جن ہاتھوں سے میں نے کسب کیا ہے وہ یہ ہیں اور جس نفس سے میں نے عمل کیا ہے وہ نفس یہ ہے تیرے سوا میرا کوئی اور معبود نہیں ہے اور تو پاک ہے۔ اور میں۔ ان لوگوں میں سے ہوں جو ظالم ہیں اور میں نے بُرے عمل کئے ہیں اور اپنی جان پر میں نے ظلم کیا ہے۔ تو میرے کبیرے گناہوں کو بخشدے۔ میرا پروردگار تو ہی ہے اور تیرے سوا کوئی دوسرا گناہوں کو بخشنے والا نہیں ہے اور نہ ہی تیرے سوا کوئی اور معبود ہے اور جس وقت نماز کے واسطے اُٹھ کر قبلہ کی جانب مُنہ کرکے کھڑا ہو۔ اس وقت یہ پڑھے۔ خدا بزرگ ہے اور بزرگوں کے لائق بھی وہی ہے اور خدا کے واسطے ہی حمد ہے اور میں خدا کو صبح اور شام پاکی سے یاد کرتا ہوں اور اسکے بعد دس مرتبہ تسبیح پڑھے اور دس دفعہ ہی حمد پڑھے اور دس دفعہ یہ کہے لا الٰہ الا اللہ۔ اور دس دفعہ ہی تکبیر پڑھے اور یہ کہے خدا بزرگ ہے وہ صاحب جبروت اور ملکوت ہے اور بزرگی اور عظمت اور جلال اور قدرت کا صاحب ہے۔ اور اگر چاہے تو

وہ پڑھے یہ قیام تہجد میں خدا کے رسول مقبول پڑھا کرتے تھے۔ اے اللہ حمد تیرے واسطے ہی مخصوص ہے۔ اور آسمانوں اور زمینوں کو روشنی دینے والا تو ہی ہے اور تو ہی ان کو زینت دیتا ہے۔ اور ثناء خاصکر تیرے واسطے ہی ہے آسمانوں اور زمینوں کو تو نے ہی قائم کیا ہے اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ ہے اور ان کے اوپر ہے اس کو بھی تو نے ہی بنایا ہے سچا تو ہی ہے اور تجھ سے ہی سچائی کا وجود ہے اور تیرا دیدار اور بہشت اور دوزخ یہ ساری باتیں برحق ہیں اور تیرے سب نبی سچے ہیں اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سچے اور برحق ہیں اور آخر الزمان نبی ہیں یعنے انکے بعد دوسرے نبیوں کے خروج کے دہانہ پر مُہر لگ گئی ہے۔ اے اللہ میں تیرے واسطے ہی مطیع ہوا ہوں اور میں نے تیرے ساتھ ہی رغبت کی ہے۔ اور تیرے اوپر ہی میں نے توکل کیا ہے اور جس قدر اپنے ظاہری اور باطنی کام تھے وہ سب تیرے سپرد کر دئے ہیں اور میرا حاکم تو ہی ہے جو آگے اور پیچھے سے میں نے کسی کے ساتھ گناہ کئے ہیں ان سب کو بخشدے اور میں نے جو کچھ چھپایا اور ظاہر کیا ہے تو وہ سب جانتا ہے تو سب سے پہلے تھا اور سب کے بعد بھی تو ہی رہیگا۔ تیرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔ اے اللہ میرے نفس کو پرہیزگاری عطا فرما اور اس کو پاک کر۔ پاک کرنے والوں سے بہتر پاک کرنے والا تو ہی ہے تو نفسوں کا مالک اور ان کا خداوند ہے۔ اے اللہ مجھے زیادہ نیک عملوں کی راہ دکھا۔ اور تجھ سے بڑھکر ایسا اور کوئی نہیں ہے جو بہتر اور نیک کاموں کی طرف راستہ دکھلائے۔ اور نفسوں کی بُرائی کو مجھ سے دور کرے۔ تیرے سوا اس کی برائیوں کو اور کوئی نہیں پھیر سکتا۔ میں بڑی عاجزی کے ساتھ ان باتوں کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ میں محتاج ہوں۔ فقیر ہوں۔ ذلیل ہوں اور بڑی حاجتمندی کے ساتھ تجھ سے دعا کرتا ہوں تو میرے اوپر مہربانی اور کرم کر جن سے سوال کیا جاتا ہے۔ تو ان سب سے زیادہ نیک ہو اور کرم کرنے والوں سے زیادہ کریم ہے۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ یحییٰ بن کثیر سے اور وہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک دفعہ عائشہؓ سے پوچھا کہ خدا کے رسول مقبول کس سے نماز کو شروع کیا کرتے تھے۔ آپ نے جواب دیا کہ پہلے تکبیر کہا کرتے تھے اور اس کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے۔ اے اللہ جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کو تو نے ہی پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمینوں کے جو ظاہری اور باطنی بھید ہیں ان کا جاننے والا تو ہی ہے اور بندے جو کچھ اختلاف کرتے ہیں۔ ان میں تو ہی حکم کرنے والا ہے جس چیز میں اختلاف کیا گیا ہے تو اس میں مجھے سیدھا راستہ دکھلا اور جسے تو چاہتا ہے اسے سیدھا راستہ دکھلا دیتا ہے۔

رات کے نماز کے مستحب

رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنی مستحب ہے پہلے دو رکعت نماز مختصر سی پڑھے اور نماز اور تسبیح سے فارغ ہونے سے پہلے کوئی چیز کھائے پئے نہیں کیونکہ جب آدمی خواب سے بیدار ہوتا ہے تو اس وقت اس کا دل صاف ہوتا ہے اور اس میں کوئی فکر بھی نہیں ہوتا اور جب کوئی چیز کھا پی لیتا ہے تو پھر اس کا دل صاف نہیں رہتا۔ اپنی ہیئت سے بدل جاتا ہے اور اس میں تاریکی آجاتی ہے اس لئے یہی بہتر ہے کہ اس سے فارغ ہو کر کھائے پئے۔ اور اگر بھوک غالب ہو یا ماہِ رمضان کا مہینہ اور اس کو خوف ہو کہ دن کو بھوک لگیگی یا صبح ہو جانے کا خوف ہو تو پہلے کھا پی لینا بھی مستحب ہے۔

رات کے وردوں کا بیان

رات کے وقت جب تک تین سو آیتیں نہ پڑھ لے سوئے نہیں یہ مستحب ہے اور ایسا کرنے سے عابد لوگوں میں شمار ہو جاتا ہے اور اس کو غافلوں کی فہرست میں نہیں لکھتے اور یہ ورد پورا کرنے کے واسطے سورۂ فرقان اور سورۂ شعراء پڑھے کیونکہ ان دونوں سورتوں میں تین سو آیتیں ہیں۔ اور اگر یہ یاد نہ ہوں تو ان کو پڑھے سورہ، واقعہ، سورہ نون، حاقہ اور سورہ واقعہ یعنی سال سائل اور مدثر اور اگر ان کو بھی اچھی طرح نہ جانتا ہو تو پھر قرآن کے آخر تک سورہ طارق پڑھے اور اسکی بھی تین سو

آیتیں ہیں اور اگر ایک ہزار آیت تک پڑھے تو یہ اور بھی بہتر ہے اور اس میں کامل فضیلت ہے اس آدمی کے واسطے اس ورد کے عوض میں اجر کا ایک بڑا خزانہ لکھا جاتا ہے اور عابدوں کے گروہ میں شمار کیا جاتا ہے اور سورہ تبارک الذی سے لیکر قرآن کے آخر تک ہزار آیتیں ہوتی ہیں۔ اور اگر اس کو اچھی طرح نہ جانتا ہو۔ تو دو سو پچاس دفعہ قل ہو اللہ احد پڑھے کیونکہ یہ مجموعہ ایک ہزار آیت کے برابر ہوتا ہے اور ہر رات میں ان سورتوں کا پڑھنا مناسب ہے الم سجدہ۔ سورہ یٰسین۔ حٰم۔ دخان تبارک الذی۔ ان چاروں کو برابر پڑھتا رہے۔ ان کا پڑھنا ترک نہ کرے اور اگر سورہ زمر و واقعہ بھی انکے ہمراہ پڑھے تو ان کا پڑھنا اور بھی بہتر ہے اور افضل بیان کیا گیا ہے۔ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ اول سورہ سجدہ اور سورہ الملک پڑھ لیتے تھے اور اس کے بعد جاکر سوتے تھے۔ اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آپ اسموقع پر بنی اسرائیل اور زمر کو پڑھا کرتے تھے اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آپ مسبحات پڑھا کرتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں ایک آیت ایسی ہے کہ اس کا ثواب ایک لاکھ آیت کے برابر ہے +

قیام شب پر مدد دینے والے امور

رات کے قیام پر جو چیزیں مدد دیتی ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔ حلال کھانا۔ توبہ پر استقامت خدا کے عذاب کا خوف اور غم رکھنا اور مغفرت کی امید کا شائق ہونا۔ جو چیزیں مشتبہ ہوں ان کے کھانے سے پرہیز رکھنا۔ گناہوں پر اصرار نہ کرنا۔ موت کو یاد رکھنا اور دنیا کے غم اور دوستی کو دل سے دور کرے اور موت کے بعد جو کچھ عاقبت میں پیش آنے والا ہے۔ اُس کا فکر رکھے ایک آدمی نے حسن رضہ کی خدمت میں عرض کی۔ اے ابا سعید میں تندرست ہوں اور رات بھر سویا رہتا ہوں۔ میرے دل میں خواہش ہوتی ہے کہ میں رات کو نماز پڑھوں۔ اور اس ارادہ سے وضو کے واسطے پانی بھی اپنے پاس تیار رکھتا ہوں۔ مگر باوجود اس کے اُٹھ نہیں سکتا اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تیرے گناہوں نے تم کو قید کر رکھا ہے۔ اور ثوری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے ایک گناہ کیا تھا اس کے باعث سے پانچ ماہ کے عرصہ تک رات کے قیام سے محروم رہا۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ جس گناہ کے باعث آپ کا یہ حال ہوا وہ کونسا گناہ تھا۔ فرمایا ایک آدمی رو رہا تھا میں نے اُس کو دیکھ کر اپنے دل میں کہا۔ کہ یہ ریاکار ہے اور حسن علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ایک آدمی ایک گناہ کے باعث رات کے قیام سے اور دن کو روزہ سے محروم ہو جاتا ہے اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ایسے بہت سے کھانے ہیں جو رات کے قیام کرنے سے آدمی کو روک رکھتے ہیں اور بہت سی نظریں ہیں کہ جنکے سبب آدمی سورۃ قرآن پڑھنے سے محروم رہتا ہے اور یقیناً آدمی کو بعض کھانے اور بعض کام سال بھر کے قیام شب سے محروم رکھتے ہیں اور اگر آدمی اچھی جستجو کرے تو زیادہ نقصان سے بچ سکتا ہے۔ اور گناہوں کی کمی سے جستجو کی لیاقت ہو جاتی ہے۔ اور ابو سلیمانؒ کہتے ہیں۔ کہ غازی آدمی سے اگر نماز فوت ہوتی ہے۔ تو وہ کسی گناہ کے سبب سے ہی ہوتی ہے اس کے سوا نہیں ہوتی۔ اور فرمایا ہے کہ رات کے وقت انسان کو جو احتلام ہوتا ہے وہ ایک عذاب ہے اور جنابت خداوند تعالے سے دوری کا باعث ہے اور کھانا پینا بھی اسی بلا میں گرفتار کرتا ہے۔ اسی واسطے کہا گیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس کو کم استعمال کرو۔ تاکہ معدہ خالی رہے اور عون بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے عابدوں کے پاس جب کھانا حاضر کیا جاتا تھا۔ تو اس وقت ایک آدمی انکے پاس کھڑا ہو جاتا تھا۔ اور ان کو پکار کر یہ ہدایت کیا کرتا تھا کہ تم زیادہ نہ کھاؤ۔ اگر تم نے زیادہ کھایا تو اس سے تم کو نیند بہت آئیگی اور زیادہ سویا کرو گے۔ اور نماز تھوڑی پڑھی جائیگی۔ اور کہتے ہیں کہ اگر پانی زیادہ پیا جائے تو اس سے نیند زیادہ ہوتی ہے اور اس پر ستر صدیق متفق ہیں۔ اور اگر کوئی آدمی اپنے دل میں اندیشہ اور غم اور فکر کو لازم کرے۔ تو اس سے دل زندہ ہوتا ہے اور عالم ملکوت میں فکر کرنے کی عادت ڈالے اور دن کے وقت قیلولہ کیا کرے۔ اور دنیاوی امور میں اپنے اعضاؤں کو زیادہ

تکلیف نہ دے۔ اور اگر اول رات میں قیام کرنا چاہے تو کرے اور جب نیند غلبہ کرے۔ تو اس وقت سو جائے۔ اور جب آنکھ کھلے تو اُس وقت پھر قیام کرے اور پھر سو جائے اور پھر آخر رات میں قیام کے واسطے کھڑا ہو۔ اس طرح دو دفعہ تو قیام کرنے کے واسطے اُٹھیگا اور دو دفعہ ہی سوئیگا۔ اور سختی میں رات کٹے گی۔ اور عملوں میں سے یہ سخت عمل ہے اور یہ ان لوگوں کی حالت ہوتی ہے جو اہل حضور اور اہل یقظہ اور اہل فکر اور ذکر ہوتے ہیں۔ اور فرمایا ہے۔ کہ یہ طریق خدا کے رسول کے اخلاق میں شامل ہے اور جو عابد صاحب قوت اور طاقت ہوتا ہے۔ وہ رات میں کئی دفعہ قیام کرتا ہے اور سوتا ہے۔ اور قیام اور خواب دونوں کا برابر ہونا یہ بڑے کمال کی بات ہو۔ اور یہ خدا کے رسول کو ہی حاصل ہوتا ہے کسی اور کو نصیب نہیں ہوتا۔ اور اسی وجہ سے کہ ان لوگوں کا دل ہمیشہ جاگتا رہتا ہے اور خدا کی طرف سے وحی نازل ہوتی رہتی ہے اور خواب کی حالت میں بھی ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر حرکت کرتے رہتے ہیں اور یہ حالت عام مخلوق کو نصیب نہیں ہوتی۔ اسی گروہ سے مخصوص ہے ۔

رات کا قیام

اگر کوئی آدمی رات کے وقت قیام کرے تو آخر رات میں سو جانا اس کے واسطے مستحب ہو۔ اور اس کے دو باعث ہیں۔ ایک یہ کہ اس وقت کا سونا صبح کے اونگھنے کو دور رکھتا ہے اور صبح کا سونا مکروہ ہے اور اسی لئے صبح کی نماز سے پہلے سونا منع کرتے تھے اور نماز کے بعد سونا جائز کہتے تھے۔ اور وارد ہے کہ فجر کی نماز کے بعد خدا کے رسول تھوڑی دیر سو لیا کرتے تھے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آخر رات کے سونے سے منہ کی زردی دور ہو جاتی ہے اور اگر تکلیف سے نیند کو ہٹائے اور نہ سوئے تو زردی باقی رہتی ہو اپنے حال پر۔ اور اس سے بچنا مناسب ہے۔ کیونکہ یہ بڑا باریک دروازہ ہے۔ اس میں نفس کی شہوت پنہاں ہوتی ہے اور یہ شرک خفی ہو۔ اور جس میں نفسانی شہوت اور شرک خفی ہو وہ لوگوں کے نزدیک انگشت نما ہوتا ہے اور فراست سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس آدمی کا جو منہ زرد ہو رہا ہے وہ شب بیداری اور روزہ رکھنے اور خدا کے خوف سے ہوا ہے۔ میں خداوند تعالےٰ کے ہاں شرک اور ریا اور ہر ایک چیز سے جو ان دونوں امور پر دلالت کرنے والی ہے پناہ مانگتا ہوں۔ اور رات کے وقت پانی کم پینا مناسب ہو کیونکہ اس سے نیند زیادہ آتی ہے اور اوپر اس کا ذکر کیا گیا ہے اور چہرہ پر بھی زردی لاتا ہے خصوصاً پچھلی رات نیند سے جاگنے کے وقت۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ خدا کے رسول رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھا کرتے تھے۔ اور ان کے بعد دائیں کروٹ پر سو رہتے تھے یہاں تک کہ حضرت بلال آتے۔ اور آکر نماز کے واسطے آپ کو جگا دیتے اور پھر آپ اُٹھ کر ان کے ساتھ مسجد میں تشریف لاتے۔ اور پہلے زمانہ کے بزرگوں کا یہ دستور تھا۔ کہ وتر کی نماز کے بعد اور صبح کی نماز پڑھنے سے پہلے ذرا لیٹنے کو درست جانتے تھے اور اس وقت کے لیٹنے کو سنت جانتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ اور آپ کے پیروان لوگوں میں سے ہی تھے اور اس کے مستحب ٹھیرانے کی وجہ یہ تھی کہ جو لوگ اہل مشاہدہ ہیں خواب ان کے دل کے حضور کو بڑھاتی ہے اور عالم ملکوت کا حال انہیں کھلتا ہے اور کئی ایک طرح کے علوم اور عجائبات اور حکمتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اور پروردگار عالم نے حظوظ کے اقسام میں سے جو چیزیں ان لوگوں میں آمادہ اور تیار کر رکھی ہے۔ اگر غائب ہو جائے تو عالم خواب میں اس پر اطلاع پاتے ہیں۔ اور ان میں سے جو لوگ عالم اور اہل ریاضت ہوتے ہیں۔ ان کے واسطے راحت اور آرام کا باعث ہے اور اسی واسطے خدا کے رسول نے فجر کی نماز کے بعد آفتاب کے نکلنے تک نماز پڑھنا منع کیا ہے اور نہ ہی عصر کی نماز کے بعد آفتاب کے غروب ہونے تک پڑھیں۔ تاکہ جو لوگ ورد اور وظائف میں مشغول ہونے والے ہیں وہ ان وقتوں میں آرام کریں۔ اور دن رات کی نماز میں بیٹھنے سے فرق کرنا بھی مستحب ہے اور تسبیح کے پڑھنے کے عرصہ تک بیٹھے اس سے اعضاؤں کو آرام ملتا ہے اور قوت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ نفس کی کلفت اور ماندگی جاتی رہتی ہے اور آئندہ قیام کے واسطے قوی ہو جاتا ہے اور تہجد اور

نماز کی طرف اپنے نفس کو راغب کرنا چاہئے اور خداوند تعالےٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے (جب تھوڑی رات باقی رہ جائے تو اس وقت اور ستاروں کے غائب ہونے کے وقت خدا کی تسبیح کہو) اور ارشاد کیا ہے کہ سجدوں کے بعد یعنی نمازوں کے بعد تسبیح پڑھو۔

قیام شب کا فوت ہو جانا

اگر نیند یا کسی شغل کے باعث کسی سے شب کا قیام فوت ہو جائے تو آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد زوال تک قضا کرلے۔ قضا کرنے کے بعد یہ شخص اس کی مانند ہی ہو جائیگا۔ جو رات کے وقت میں ہی ادا کرتا ہے کیونکہ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ عبداللہ بن غنم سے اور وہ عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ کہ زوال کے بعد ظہر کی نماز کے پہلے چار رکعتیں ادا کرنی حساب میں صبح کی نماز کی مانند ہی شمار ہوتی ہیں۔ اور ایک دوسری روایت میں حضرت عمرؓ سے وارد ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے جو آدمی رات کو سو جائے اور ورد کرنے سے محروم رہے یا بھول جائے اور پھر صبح کی نماز سے ظہر کی نماز تک اس کو پڑھ لے تو وہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ کہ گویا اس نے رات کو اسے پڑھ لیا ہے اور بعض بزرگوں سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ خدا کے رسول کی آل نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ اگر رات کے وقت کسی کی نماز فوت ہو جائے اور وہ زوال سے پہلے اسکی قضا کرے تو وہ آدمی کی مانند ہوگا کہ جس نے اس کو رات میں ہی ادا کیا ہو اور اگر اس وقت نہ پڑھ سکے تو پھر ظہر و عصر کی نماز کے درمیان قضا کرے۔ اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ رات اور دن کو میں نے ایک دوسرے کا خلیفہ بنا دیا ہے جو چاہے ان میں اس کو یاد کرے اور جو چاہے خدا کا شکر بجا لائے۔ اور ایک دوسرے کا خلیفہ بنانے سے یہ غرض ہے کہ یہ ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں۔ اور جو ایک دوسرے کے بعد آتا ہے وہ ایک دوسرے کا خلیفہ ہوتا ہے +

رات کے ورد

ان روایتوں سے یہ امر تحقیق اور ثابت ہے کہ رات کے وظیفے پانچ ہیں۔ ایک وہ مغرب اور عشا کے درمیان۔ دوسرا عشا کے بعد سونے کے وقت تک۔ اور تیسرا رات کے درمیان۔ اور چوتھا تیسرے حصے رات میں اور پانچواں سحر آخر صبح صادق سے پہلے۔ اور اس وقت قرآن اور استغفار پڑھیں اور غور کریں اور عبرت حاصل کریں۔ سو نماز کے عبرت کے واسطے ہے۔ کیونکہ کسی کو یہ خبر نہیں کہ صبح ہو جاوے اور یہ نماز رہ جاوے۔ اسی واسطے خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ نماز شب دو دو رکعت ہے اور جب صبح ہو جانے کا خوف ہو تو اس صورت میں ایک رکعت نماز وتر پڑھ کر پہلی نماز کو طاق کر دے۔ اور اگر سو گیا ہے اور وتر اور ورد فوت ہو گئے۔ تو جیسا کہ دوسری فصل میں اوپر بیان ہوا ہے اس طریق پر قضا کرے

دن کے اوراد

دن کے وظیفے۔ دن کے وقت جو وظیفے پڑھے جاتے ہیں وہ پانچ وقتوں میں منقسم ہیں۔ اول تو وہ ہیں جو صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد آفتاب کے نکلنے تک پڑھے جاتے ہیں اور دوسری نماز ضحیٰ ہے اور زوال آفتاب تک جو کچھ اس نماز میں شامل ہے۔ تیسرے زوال کے بعد نماز کی چار رکعت ادا کرنی ان کو اچھی قرأت اور ایک سلام سے پڑھیں۔ اور کہا گیا ہے کہ جو آدمی اس کا عامل ہوتا ہے۔ اس پر آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور چوتھے وہ جو ظہر اور عصر کے درمیان پڑھے جاتے ہیں۔ اور پانچویں عصر کے بعد آفتاب کے غروب ہونے تک +

ورد اور وردوں کے طریق

دن کے وظیفوں میں سے یہ مستحب ہے کہ فجر کی نماز پڑھ چکنے کے بعد آفتاب کے نکلنے تک بیٹھا رہے اور اس وقت یا قرآن کی تلاوت کرے، یا تسبیح پڑھے یا خدا کی ذات اور صفات میں فکر کرے یا خدا کی یاد میں مشغول ہو یا تعلیم دے یا عالم کے پاس بیٹھے اور عصر کے نماز کے بعد بھی آفتاب کے غروب ہونے تک ایسا ہی کرے۔ اور ان دونوں وقتوں میں نماز نفل کی ممانعت ہے۔ اور شیخ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابو علی اسمعیل بن محمد بن اسمعیل صفی سے اور وہ محمد بن یعقوب سے اور وہ ہدیہ بن خالد قیسی سے اور وہ حماد بن سلمہ سے اور وہ علی بن زید سے اور وہ شعبی سے اور وہ ابی امامہ سے راوی ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک میرا لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر لوگوں کو یاد کرنا مجھے بہت پیارا ہے ایسے کہ میں دو غلاموں کو آزاد کردوں جو اگر اسمعیل کی اولاد سے چار غلاموں کو میرے آزاد کرنے سے میرے نزدیک یہ زیادہ پسندیدہ ہے کہ نماز عصر کے بعد آفتاب کے غروب ہونے تک خدا کا ذکر کروں۔ اور انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا کہ تم اپنے رزقوں کے طلب کرنے میں سست نہو۔ اور اس سے غافل ہو کر سو نہ جاؤ۔ لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ اے انس رسول خدا کے اس قول کی بابت تشریح فرمائیے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ جب صبح کی نماز پڑھ چکو تو اس کے بعد تینتیس[۳۳] دفعہ یہ کہو۔ حمد خدا کے واسطے ہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ خدا کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور خداوند تعالیٰ بزرگ ہے اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ تینتیس دفعہ تو تسبیح پڑھو اور اتنی دفعہ ہی حمد پڑھو اور چونتیس مرتبہ تکبیر کہو اور جب ختم کرو تو اس کلام پر کرو۔ خدا کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ملک اسی کے واسطے مخصوص ہے اور اسی کے لئے حمد ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ زندہ ہے کبھی اس کو موت نہیں آئیگی۔ سب نیکی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے اور عصر کے بعد اور سونے کے وقت بھی اسی طرح ہی دعا پڑھے۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے صبح یا رات کو خدا کے راستے میں نکلنا دنیا اور اس کی سب چیزوں میں بہتر ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول اگر کسی آدمی کو اس کی طاقت نہ ہو۔ تو وہ کیا کرے آپ نے فرمایا مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد عشاء کی نماز پڑھنے تک خدا کے ذکر میں مشغول رہنا خدا کی راہ میں نکلنے کے برابر ہے اور اگر کوئی آدمی صبح کی نماز پڑھنے کے بعد آفتاب کے نکلنے تک بیٹھے اور خدا کو یاد کرتا رہے تو اس کا یہ عمل ایسا ہے کہ گویا اس نے خدا کی راہ میں جہاد کیا ہے اور ابو نصر نے اپنے باپ اور اُس نے ابی امامہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اس دعا کو دس دفعہ پڑھے۔ خدا کے سوا جو یگانہ ہے اور کوئی معبود نہیں۔ اور نہ ہی کوئی اس کا شریک ہے۔ ملک اسی کیلئے ہے۔ اور اسی کے واسطے ہی حمد مخصوص ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے۔ اور وہی مارتا ہے نیکی کا اندازہ اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ دس نیکیاں عطا کرتا ہے اور اس کی دس برائیاں دور کر دیتا ہے۔ اور دس درجے اس کے واسطے بہشت میں بڑھا دیتا ہے۔ اور اس کے سوا اس کو اس قدر ثواب عطا ہوتا ہے کہ جس قدر دس بردوں کے آزاد کرنے کا ہوتا ہے اور خدا کے ساتھ شرک کرنے کے سوا جو گناہ اس آدمی سے صادر ہوتا ہے وہ بھی بخشا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی اچھی طرح سے وضو کرے اور خدا کے حکم کے موافق مُنہ کو دھوئے تو جو گناہ اس نے آنکھوں یا کلام سے کیا ہوتا ہے اُس کو بھی خداوند تعالیٰ معاف کر دیتا ہے اور جب کوئی آدمی خدا کے حکم کے موافق اپنے ہاتھ دھوئے۔ تو اس کے ہاتھوں کے تمام گناہ بھی معاف کر دئے جاتے ہیں۔ اور سر کا اور دونوں کانوں کا مسح کرنے سے اس کے کانوں کے گناہ جو باتیں سُننے کے متعلق ہیں معاف ہو جاتے ہیں۔ اور جب خدا کے حکم کے موافق دونوں پاؤں کو دھوتا ہے تو اس سے وہ گناہوں کی راہ میں جس قدر چلے ہوتے ہیں اس سے معاف ہو جاتے ہیں۔ اور جب نماز کے واسطے کھڑا ہوتا ہے۔ تو وہ نماز اس کی فضیلت میں

شمار کی جاتی ہے۔ اور اگر کوئی آدمی باوضو خداوند تعالےٰ کی یاد میں سو جائے تو جاگنے پر وہ جو دعا کرتا ہے خداوند تعالیٰ اس کو قبول کرتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی خداوند تعالےٰ کی راہ میں تیر چلائے اور وہ نشانہ پر پہنچ جائے یا خطا کرے تو ان دونوں صورتوں میں اس آدمی کو ایک غلام کے آزاد کرنے کا ثواب عطا ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی خداوند تعالےٰ کی راہ میں چلتا ہوا چلتے چلتے اسی حال میں بوڑھا ہو جائے تو اس کے عوض میں قیامت کے روز اس کو نور عطا کیا جائیگا۔ اور اگر کوئی آدمی غلام آزاد کرے تو اس کے ہر ایک عضو کے مقابلے آزاد کرنے والے کو دوزخ کی آگ سے رہائی اور خلاصی نصیب ہوتی ہے اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ حسین بن علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی صبح کے وقت مسجد میں نماز پڑھے اور آفتاب کے نکلنے تک بیٹھے اور خدا کی یاد کرے۔ اور جب سورج نکل آوے۔ تو اس کی حمد و ثناء کرے اور دو رکعت نماز پڑھے تو خداوند تعالےٰ ہر ایک رکعت کے عوض میں اس کے واسطے بہشت میں ہزار در ہزار محل تیار کریگا اور ہر ایک محل میں ہزار در ہزار حور موجود ہونگے اور ہر ایک حور کے ساتھ ساتھ ہزار در ہزار خدمتگار ہونگے۔ اور اللہ جل شانہٗ کے نزدیک مقربوں میں شمار ہو جاتا ہے اور نافع ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب خدا کے رسول فجر کی نماز پڑھ چکتے تھے۔ تو اسکے بعد جب تک آفتاب برآمد نہیں ہو لیتا تھا اپنی جگہ سے اٹھا نہیں کرتے تھے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی فجر کی نماز پڑھتا ہو اور پھر دوسری نماز کے آنے تک خدا کی یاد میں اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے تو اس کو حج اور عمرہ مقبول کا ثواب عطا کیا جاتا ہے اور حضرت ابن عمر جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تھے تو اس کے بعد آفتاب کے نکلنے تک بیٹھے رہتے تھے۔ ایکدفعہ آپ سے سوال کیا گیا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اس فعل سے میں سنت کو ادا کرتا ہوں۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ عکرمہ سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی جماعت کے ساتھ فجر کی نماز ادا کرے اور پھر آفتاب کے نکلنے تک ایک گوشہ میں بیٹھ جائے اور اس کے بعد پے در پے چار رکعت نماز ادا کرے اور پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی تین دفعہ اور سورہ اخلاص سات دفعہ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ والشمس وضحٰہا اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور والسماء والطارق۔ اور چوتھی میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور تین دفعہ قل ہو اللہ احد کو پڑھے اس کے عوض میں اس کو یہ ثواب ملتا ہے کہ ہر ایک آسمان سے اللہ تعالےٰ اس کی طرف ستر فرشتے بھیجتا ہے اور انکے ہاتھوں میں بہشت کے طبق اور بہشت کے رومال ہوتے ہیں اور وہ فرشتے اس نماز کو طبقوں میں اٹھا لیتے ہیں اور ان کو عالم بالا میں لیجاتے ہیں۔ اور جہاں جہاں سے گذرتے ہیں وہاں کے رہنے والے فرشتے اُن نمازیوں کے لئے بخشش مانگتے ہیں اور جب اس نماز کو لے جاکر جبار جلشانہ کے روبرو رکھ دیتے ہیں۔ تو خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تو نے میرے واسطے نماز پڑھی اور تو نے میری عبادت کی ہے۔ میں نے تجھ کو بخشدیا اور اب تو نئے سرے سے عمل شروع کر اور یہ نماز اس روایت کی تفسیر ہے جو پیغمبر صلعم نے بیان کی ہے کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے اے میرے بندے میرے واسطے دن کے شروع میں چار رکعت نماز ادا کر اور میں آخر روز تک اس دن تیری پشت پناہ رہونگا اور تیرا مددگار ہونگا اور بعض لوگوں نے فرمایا ہے کہ اس نماز سے نماز فجر اور سُنّت اور نماز فرض مقصود ہے اور جو اوپر مذکور ہوا ہے وہی صحیح ہے۔

ضحٰی کی نماز کے بعد کے ورد

دوسرا وظیفہ جو نماز ضحٰی کا ہے اس کو نماز اوابین کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ اور اس میں کلام ہے کہ اس پر مداومت کرنی مستحب ہے یا نہیں۔ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ یحیٰی ابن کثیر سے اور وہ ابی سلمہ سے اور وہ ابو ہریرہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں

کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ضحیٰ کی نماز اوابین ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ نماز اکثر داؤد کی نماز ہے۔ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابو ہریرہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کا نام ضحیٰ ہے۔ اور جب قیامت ہوگی۔ تو ایک پکارنے والا اس روز پکار کر یہ کہیگا۔ کہ جو لوگ ہمیشہ ضحیٰ کی نماز پڑھا کرتے تھے وہ کون ہیں۔ کہاں ہیں۔ ان پر خداوند کریم کی رحمت نازل ہوئی ہے۔ ان کو بہشت میں داخل کرو۔ اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں ایسے لوگ بھی تھے۔ کہ وہ صبح کی نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے۔ اور بعد میں ضحیٰ کی نماز کی انتظار کرتے تھے اور جب وقت آجاتا تھا تو اس کو پڑھتے تھے اور پھر اس جگہ سے اُٹھتے تھے۔ اور ضحاک بن قیس ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں، کہ ایک زمانہ میں لوگ نہیں جانتے تھے کہ اس آئت کے نزول کا باعث کیا ہے زوال کے وقت اور جب آفتاب طلوع ہوتا ہے اس وقت تسبیح کہتے ہیں) اور پھر جب لوگوں کو معلوم ہوا۔ تو اب دیکھا جاتا ہے کہ آدمی ضحیٰ کی نماز کو پڑھتے ہیں۔ اور ابن ملیکہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عباسؓ سے نماز ضحیٰ کے باب میں پوچھا گیا۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ خدا کی کتاب میں اس کا بیان موجود ہے۔ اور اس کے بعد اس آیت کو پڑھا گھروں میں خداوند تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ ان میں خدا کو یاد کیا جائے اور اس کا نام بلند ہو ان میں صبح اور شام اور وقت بے وقت خدا کی تسبیح پڑھی جاتی ہے اور ابن عباسؓ کا معمول تھا کہ آپ ضحیٰ کی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے مگر ہمیشہ ان کو نہیں پڑھتے تھے اور ایک دفعہ حضرت ابن عباسؓ نے عکرمہ سے نماز ضحیٰ کے باب میں پوچھا۔ اُس نے جواب دیا کہ میں ایک دن پڑھا کرتا ہوں اور دس روز نہیں پڑھتا۔ اور نخعیؒ کہتے ہیں کہ اس نماز پر مداومت کرنے سے جو پرہیز کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نماز فرض کے برابر نہ ہو جائے +

نماز ضحیٰ کی رکعتوں کا شمار

نماز ضحیٰ کم سے کم دو رکعت ہے اور اوسط درجہ آٹھ رکعت ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں اور دو رکعت کے باب میں یہ دلیل ہے کہ شیخ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ عبد اللہ بن بریدہ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا کہ انسان کے بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور اس پر واجب ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے عوض میں ہر روز کچھ نہ کچھ صدقہ دے یہ سنکر اصحابوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اتنی طاقت کون رکھتا ہے اور کس طرح یہ صدقہ ادا ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا۔ اگر کوئی مسجد میں ناک کی رطوبت پڑی ہوئی دیکھے تو اس کو دفن کرے۔ اور راستے میں سے خار و خس دور کر دے اور اگر اتنی قدرت بھی نہیں رکھتا۔ تو چاشت کے وقت دو رکعت نماز پڑھے یہی اس کو کفایت کریگی۔ اور ابو ہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو میرے دوست ابو القاسم نے تین باتوں کی وصیت کی (۱) سونے سے پہلے نماز وتر ادا کرو۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھو اور نماز ضحیٰ کی دو رکعت ادا کرو۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ چار رکعت نماز پڑھے۔ اور ان کا بیان شروع فصل میں ہو چکا ہے اور عکرمہؓ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اور ایسا ہی معاذؓ عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے ضحیٰ کی نماز کی چار رکعت پڑھی اور پھر چھ رکعت اور پھر آٹھ رکعتیں پڑھیں اور حمید طویلؒ انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول چھ رکعت نماز ضحیٰ ادا کیا کرتے تھے اور بعد میں آٹھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اور عکرمہ بن خالدؓ ام ہانیؓ سے جو ابو طالب کی بیٹی تھی۔ روایت کہتے ہیں کہ جب مکہ فتح ہوا۔ تو اللہ کے رسول اس میں بلندی کی طرف سے داخل ہوئے اور داخل ہوتے ہی نماز کی آٹھ رکعتیں ادا کیں۔ میں نے عرض کی کہ اے خدا کے رسول اس نماز کا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا یہ نماز ضحیٰ ہے۔ اور احمد بن حنبل فرماتے ہیں اور یہ صحیح حدیث ہے اور اہل علم کے نزدیک پسندیدہ ہے کہ نماز ضحیٰ کی آٹھ رکعتیں ہیں اور ابو سعید

نے بھی خدا کے رسول سے ایسی ہی روایت کی ہے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عائشہ رضی بھی نماز ضحی کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتی تھیں۔ اور کہا قاسم بن محمد نے کہ حضرت عائشہ ضحی کی آٹھ رکعت پڑھا کرتی تھی۔ اور ان کو لنبا کیا کرتی تھی۔ نماز پڑھنے لگتی تھیں۔ تو اس وقت دروازہ بند کر لیتی تھیں۔ اور اگر چاہے تو دس رکعت نماز پڑھے اور اگر چاہے تو بارہ رکعت نماز ادا کرے۔ اور یہ بہتر ہے کیونکہ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ حمزہ بن موسیٰ بن انس بن مالک انصاری سے اور وہ اپنے چچا ثمامہ بن انس سے اور وہ اپنے دادا انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا کہ اگر کوئی بارہ رکعت چاشت کی نماز پڑھے تو اس کے واسطے اللہ تعالٰے بہشت میں سونے کا ایک محل بنا دیتا ہے اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ام حبیبہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص دن میں بارہ رکعت نماز ادا کرے تو خداوند تعالٰے نے اس کے واسطے بہشت میں گھر تیار کرا دیتا ہے اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابراہیم تیمی سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ ابی ذر سے راوی ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا اے ابو ذر دن بارہ گھنٹہ کا ہوتا ہے اور ہر ایک گھنٹہ میں تو ایک رکوع اور دو سجدے کیا کر اور اگر ایسا کریگا۔ تو ان گھنٹوں میں جو گناہ تجھ سے ہوگا۔ خداوند تعالٰے اس کو معاف کر دیگا۔ اور فرمایا اے ابو ذر اگر کوئی دو رکعت نماز ادا کریگا۔ تو اس کو ان لوگوں میں شمار نہیں کرینگے جو غافل گنے جاتے ہیں اور جو آدمی نماز کی چار رکعت ادا کریگا۔ اس کو ان لوگوں کی فہرست میں لکھ لینگے۔ جو ذکر کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور جو چھ رکعت نماز پڑھیگا اس پر قیامت کے روز مواخذہ نہیں ہوگا اس کا حساب و کتاب معاف ہو جائیگا۔ مگر شرک معاف نہیں ہوگا۔ اور اگر کوئی آدمی نماز کی بارہ رکعت پڑھیگا۔ تو اس کے واسطے بہشت میں ایک گھر بنا دیا جائیگا۔ میں نے کہا کہ اے خدا کے رسول مقبول ان سب رکعتوں کو ایک ہی دفعہ پڑھنا چاہئے یا متفرق طور پر پڑھے آپ نے فرمایا تجھ پر کوئی حرج نہیں ❊

چاشت کی نماز کا وقت

اس نماز کے دو وقت ہیں ایک تو جائز ہے اور یہ آفتاب کے نکلنے کے بعد ظہر تک رہتا ہے اور دوسرے کو مستحب ٹھیرائے ہیں اور وہ آفتاب کے زوال کے نزدیک ہے۔ جب کہ گرمی کے باعث اونٹ کے بچے کے پاؤں گرم ہوتے ہیں۔ اور اس کے مستحب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک قوم کے لوگوں کو زید بن ارقم نے دیکھا وہ مسجد قبا میں چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے آپ نے ان کو کہا کہ اس وقت میں یہ نماز اس وقت کی نماز سے افضل ہے جس میں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ رجوع کرنے والوں کی نماز اس وقت ہے جبکہ اونٹ کے بچے گرم ہوتے ہیں۔ اور اگر زوال آفتاب کے بعد پڑھے تو اس وقت میں بھی اس نماز کا پڑھنا جائز ہے کیونکہ عوف بن مالک کہتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ جب آفتاب ڈھل جائے تو اس وقت نماز ضحی کو پڑھو اور یہ نماز عاجزی کرنے والوں کی ہے۔ اور اگر گرمی کی شدت میں پڑھے تو یہ بہتر ہے اور اگر ظہر کی نماز کے پڑھنے تک چاشت کی نماز نہ پڑھے تو پھر اس کو قضا کرے ❊

نماز چاشت کی قرأت

نماز چاشت میں کیا پڑھا جائے۔ روایت میں ہے کہ خداوند تعالٰے کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ نماز ضحی میں یہ سورتیں پڑھی جائیں والشمس۔ والضحٰہا اور سورۃ والضحی۔ اور عمر بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی آدمی نماز چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھے اور ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی ایک دفعہ اور تین دفعہ قل ہو اللہ احد پڑھے تو ہر ایک آسمان سے اس وقت ستر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ انکے ہاتھوں میں سفید کاغذ اور نور کی قلمیں ہیں اور وہ اس کی نیکیاں لکھتے ہیں اور صور کے پھونکنے تک لکھتے رہتے ہیں اور جب قیامت کا دن آئیگا۔ تو

فرشتے اُس کی قبر پر اُتریں گے اور ان کے پاس بہشتی لباس اور تحفے ہونگے اور کہینگے کہ اے قبر کے صاحب خداوند تعالےٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ اب اُٹھ کر کھڑے ہو جاؤ تو ان لوگوں میں شمار ہو گئے۔ جن کو خدا نے عذاب سے امن میں کر دیا ہے ۔

چاشت کی نماز کی ممانعت

بعض اصحابوں نے فرمایا ہے۔ کہ چاشت کی نماز نہ پڑھو۔ ابن سنادی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔ جب کہ میں مسلمان ہوا ہوں تب سے چاشت کی نماز کو میں نے ادا نہیں کیا۔ اور جب خانہ کعبہ کا طواف کرتا ہوں تو اس وقت پڑھا کرتا ہوں۔ اور اس کے سوا اور وقتوں میں اس نماز کا پڑھنا بدعت ہے مگر حسنہ بدعت ہے اور جن لوگوں نے اس کو ایجاد کیا ہے۔ اُنہوں نے یہ اچھی چیز ایجاد کی ہے۔ اور ابن مسعودؓ اس نماز کے باب میں یہ کہتے ہیں کہ اے لوگو جس چیز کا بوجھ خداوند تعالےٰ نے تمہارے اوپر نہیں ڈالا تم بھی لوگوں پر اس کا بوجھ نہ ڈالو۔ اور اگر یہ چاہتے ہو کہ ہم اس نماز کو ضرور ہی پڑھیں تو تم اس کو اپنے اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو۔ اور یہ باتیں اور ان فضیلتوں اور بزرگیوں کو رد نہیں کرتیں جو اوپر مذکور ہو چکی ہیں اور یہ اس واسطے کہا گیا۔ کہ اس نماز کی مشابہت فرضوں سے نہ ہو جائے اور لوگ اس کو واجب نہ سمجھ لیں۔ اور عبادت کے سرور اور اس کی خوشی میں تمام لوگ یکساں نہیں ہیں اور اسی واسطے اس کو خفیف اور کم کر دیا ہے اور طاعت کے باب میں لوگوں پر آسانی کر دی ہے۔ اور عتبان بن مالک کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے اپنے گھر میں چاشت کی نماز پڑھی اور لوگ بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے بھی آپ کی پیروی میں اس کو ادا کیا۔ اور جب عائشہؓ اس نماز کو پڑھا کرتی تھیں تو اس وقت اپنے دروازہ کو بند کر لیا کرتی تھیں۔ اور ابن عباس کا یہ دستور تھا کہ آپ ایک دن تو نماز پڑھتے تھے اور دس دن چھوڑ دیتے تھے ۔

ظہر کی نماز کے پہلے اور بعد کے ورد

تیسرا وظیفہ وہ ظہر کی نماز کے پہلے اور اس کے بعد ہیں۔ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ام حبیبہ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی ظہر کی نماز کے پہلے چار رکعتیں پڑھے اور چار ہی رکعت اس کے بعد پڑھے تو اس کے گوشت کو دوزخ کی آگ نہیں جلاتی اور اس کو آگ پر حرام کر دیا جاتا ہے اور فرمایا ہے کہ زوال کے بعد ظہر کی نماز تک آسمان اور بہشت کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں اور اسی واسطے کہتے ہیں کہ ان ساعتوں میں جو دعا کی جاتی ہے وہ قبول ہو جاتی ہے اور مستحب ہے کہ ان ساعتوں میں خدا کی عبادت اور اس کا ذکر کریں۔ اور ابو ایوب انصاری روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول کا یہ معمول تھا کہ نماز ظہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اس وقت میں نماز پڑھنے کا کیا باعث ہے آپ نے فرمایا کہ جب آفتاب کے زوال کا وقت ہوتا ہے تو اس وقت آسمان کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں۔ اور ظہر کی نماز کے پڑھنے تک ان کو کھولے رکھتے ہیں اس واسطے مجھ کو یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ میں اپنے جانے سے پہلے اپنے آگے کچھ بھیجوں اور عائشہؓ سے سوال کیا گیا۔ کہ وہ کونسی نماز ہے جس کو اللہ کے رسول ہمیشہ پڑھا کرتے تھے جواب دیا کہ آپ ظہر کی نماز کے پہلے ہمیشہ چار رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اور بڑی دیر تک اس میں قیام فرمایا کرتے تھے اور خوب بنا بنا کر رکوع اور سجود کیا کرتے تھے ۔

ظہر اور عصر کے درمیان کے ورد

چوتھا وظیفہ جو ظہر اور عصر کے درمیان پڑھے جاتے ہیں صالح بن مالکؒ جعفر بن عمرؓ سے اور وہ یونس بن ابی عمرہ سے اور وہ عطاء سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی ظہر اور عصر کے درمیانی

وقت کی حفاظت کریگا لوگوں کے دل مردہ ہو گئے۔ اس وقت خداوند تعالےٰ اس کے دل کو زندہ رکھیگا۔ اور روایت کرتے ہیں کہ
حضرت ابن عمرؓ ظہر اور عصر کے درمیانی وقت کی محافظت فرمایا کرتے تھے اور ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے جو
نماز مغرب اور عشاء کے درمیان ہے اور ظہر اور عصر کے مابین ہے ان کو رات کی نماز سے تشبیہ دی ہے۔ اور بہت سے عابد لوگوں کا
یہ طریق تھا کہ ظہر اور عصر کے درمیانی وقت میں لوگوں سے الگ ہو جاتے تھے اور علیحدہ ہو کر اپنے وردوں میں مشغول ہوتے تھے
اور خدا کی درگاہ میں رجوع کرتے تھے اور خلوت میں ہو کر خدا تعالےٰ کے ساتھ خطاب کرنے اور اس کا ذکر کرنے کے واسطے یہ بہت
ہی اسب ساعتیں ہیں۔ اور یہ نماز ایسی ہے کہ انسان کو غفلت سے باہر نکال دیتی ہے اور مستحب ہے کہ ظہر اور عصر کے درمیان
نماز اور ذکر کے واسطے مسجد میں اعتکاف کرے۔ اور پہلے بزرگوں کا یہ طریق تھا۔ کہ اگر وہ زوال سے پہلے سویا نہیں کرتے تھے
تو پھر وہ اس وقت میں اپنی نیند کو پورا کر لیا کرتے تھے۔ تاکہ رات کے قیام پر ان کو قوت حاصل ہو جائے۔ کیونکہ اگر کوئی ظہر سے
پہلے سوئے تو وہ گذشتہ رات کے واسطے ہوتا ہے اور اگر کوئی ظہر کے بعد سوئے تو وہ آیندہ رات کے واسطے ہوتا ہے اور آٹھ
ساعت تک سوئے اس سے زیادہ سونا مستحب نہیں۔ اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی اس سے کم سوئیگا تو اس کا بدن بے قرار ہو جائیگا
خواب بدن کا قوت ہے اور اسکی راحت ہے اگر مقدار سے کم ہو تو وہ راحت کا باعث نہیں ہوتی۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ
سہیل سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے اگر کوئی روز مرہ بارہ رکعت
نماز پڑھے اور اس کے واسطے بہشت میں گھر بنا دیا جاتا ہے اور ان کے پڑھنے کے اوقات یہ ہیں دو رکعت فجر سے پہلے اور چار
ظہر سے اول اور بعد میں دو رکعت اور دو رکعت عصر سے پہلے اور دو مغرب کے بعد۔ اور سعید بن مسیبؓ عائشہؓ سے روایت کرتے
ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے ہمیشہ عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھا کرو۔ اس سے خداوند تعالےٰ اپنی بخشش کو
تمہارے اوپر لازم کر دیگا۔

نفلوں کو یکجا کر کے پڑھنے کے اوقات

ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ محمد بن احمد حافظ سے اور وہ محمد بن حمادی سے اور وہ حماد بن مدرک سے اور وہ عثمان بن عبداللہ
سامی سے اور وہ محمد بن ابراہیم سے اور وہ عبداللہ بن ابی سعید سے اور وہ طاؤس سے اور وہ عبداللہ بن عباس سے روایت
کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی مغرب کے بعد کلام کرنے سے پہلے نماز کی چار رکعتیں پڑھے۔ تو اسکی نماز کو
علیین میں اٹھا کر لے جاتے ہیں اور وہ آدمی اس کی مانند ہو جاتا ہے جو مسجد اقصےٰ میں شب قدر کو پالے یعنے بیت المقدس
میں اور آدھی رات کے قیام سے اسکی فضیلت بڑھکر ہے اور خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے (اور وہ رات میں تھوڑا سو یا کرتے
تھے) اور فرمایا ہے (خوابگاہ سے وہ اپنے پہلوؤں کو دور رکھتے ہیں) اور ارشاد کیا ہے (اور شہر میں اس وقت داخل ہوا جبکہ اس
شہر کے لوگ غافل تھے) اور جو آدمی عشاء کے بعد نماز کی چار رکعتیں پڑھ لیتا ہے وہ اس آدمی کی مانند ہو جاتا ہے جو مسجد
حرام میں شب قدر کو پالے۔ اور جو آدمی چار رکعت ظہر کے پہلے اور چار اس کے بعد ادا کرے۔ خداوند تعالےٰ اس آدمی پر آگ
کو ہمیشہ کے واسطے حرام کر دیتا ہے اور اگر کوئی عصر سے پہلے چار رکعت نماز ادا کرے تو خداوند تعالےٰ اس کو آگ کے عذاب سے
نجات اور رہائی بخش دیتا ہے اور نافعؓ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے نماز فجر کی دو رکعتیں
مجھے تمام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے زیادہ دوست ہیں۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے
پیغمبر صلعم کے نفلوں کے باب میں حضرت علیؓ سے سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جس قدر آپ کو نفلوں کے واسطے طاقت
تھی اس قدر اور کس کو طاقت ہے۔ جب آفتاب اس قدر بلند ہوتا تھا۔ جتنا کہ عصر کے وقت ہوتا ہے تو اس وقت آپ

دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ اور پھر زوال کے بعد چار رکعت نماز نفل پڑھتے تھے اور دو رکعت نماز ظہر کے بعد ادا کیا کرتے تھے اور چار رکعت عصر سے پہلے اور خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان نماز کے حاصل ہونے کو انسان غنیمت سمجھے کیونکہ اس وقت میں جو دعا اور زاری کی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے اور اس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔

پانچویں قسم کے ورد اور وظیفے

ان کا وقت نماز عصر کے بعد آفتاب کے غروب ہونے تک ہے۔ اس وقت میں خدا کا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ تسبیح اور تہلیل اور استغفار ہے اور عالم ملکوت میں استغراق اور قرآن مجید کی تلاوت اور اس وقت نماز نفل منع ہے اور آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے اس سورہ کو پڑھے والشمس والضحٰہا واللیل اذا یغشٰی۔ اور اس کے بعد معوذتین کو پڑھے اور ان کے پڑھنے میں ہی دن کو ختم کر دے۔ اور رات کے وقت قرآن اور استعاذہ پڑھنے سے ابتدا کرے اور حسنؓ نے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول ایک دفعہ خدا کی یاد میں مصروف تھے۔ آپ نے اسی اثنا میں فرمایا اے آدم کے فرزند نماز فجر کے بعد ایک ساعت مجھ کو یاد کر اور ایک ساعت ہی نماز عصر کے بعد مجھے یاد کر ان دونوں وقتوں میں میں مددگار ہوں۔

پانچ وقت کی نماز اور اسکے وقتوں اور اسکی سنتوں اور اسکی بزرگیوں اور فضیلتوں کا مذکور

فرائض نماز

نمازیں فرض پانچ ہیں دو رکعت نماز فجر۔ چار رکعت نماز ظہر۔ چار رکعت نماز عصر۔ اور مغرب کی تین رکعتیں۔ اور چار رکعت نماز عشاء۔ اور ان کل رکعتوں کی تعداد سترہ ہے۔ جب خدا کے حبیب محمد صلعم شب معراج میں تشریف لیگئے تو بارگاہِ ایزدی سے دن میں پچاس وقت کی نمازیں آپ پر فرض ہوئیں مگر خداوند تعالےٰ نے اپنا لطف مبذول فرمایا اور اس میں تخفیف کی اور پانچ نمازیں فرض رہ گئیں اور اس تخفیف کی وجہ یہی ہوئی کہ بندوں کو آسانی ہو۔ اور ان کو زیادہ تکلیف نہ پہنچے اور پچاس وقتوں کا جو ثواب تھا وہ ان پانچ وقتوں میں ہی عطا کر دیا اور یہ ایسی ہی عنایت ہے جیسی کہ لڑائی کے وقت ایک مسلمان کو دس کافروں کا مقابلہ کرنے کے واسطے حکم ہوا ہے اور ایک کو دو کے مقابلہ کے واسطے کافی سمجھا گیا ہے۔ اور جیسے پہلے رمضان کے دنوں میں خواب کے بعد کھانا اور پینا اور جماع حرام کیا گیا تھا۔ اور پھر خداوند تعالےٰ نے اپنی بندہ نوازی سے خواب کے بعد کھانا پینا اور جماع کرنا حلال کر دیا اور فرمایا سیاہی کے تاگے سے سفید تاگے کے ظاہر ہونے تک تم کھاؤ اور پیو۔

نماز کے واجب ہونے کا بیان

نماز کے واجب ہونے کے باب میں اللہ جلشانہ کا قول ہے۔ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے (تم نماز کو قائم کرو۔ زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو) اور نماز کے وقتوں کے واسطے آئتیں اور حدیثیں موجود ہیں۔ خداوند تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے (جب تم شام کرتے ہو اور صبح کرتے ہو۔ اس وقت خداوند تعالےٰ کو پاکی کے ساتھ یاد کرو) اور اسکی تعریف ہے اور آسمانوں میں رات کے وقت اور ظہر کے وقت خداوند تعالےٰ کی حمد کرو۔ پس اللہ پاک ہے۔ جب مغرب اور عشاء کا وقت آئے تو خدا کے واسطے نماز پڑھو اور جب صبح ہو تو فجر کے وقت کی نماز پڑھو اور رات کو عشا کی نماز ادا کرو اور عصر کے وقت عصر کی پڑھو اور ظہر کے وقت میں ظہر کی نماز ادا کرو۔ اور خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے (مقررہ وقت پر نماز مسلمانوں پر لکھی گئی ہے) اور فرمایا ہے گردن کی دونوں طرفوں میں اور تھوڑی رات گذرے تو

نماز کو قائم رکھو، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (آفتاب کے ڈوبنے کے وقت نماز کو قائم کرو) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (آفتاب
کے ڈھلنے کے وقت) اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (خدا کی عظمت بزرگ ہے یعنے بہت بڑی ہے اور اس کو پاکی کے ساتھ یاد
کرو۔ اور آفتاب کے نکلنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے کے بعد اپنے پروردگار کی حمد کرو۔ اور رات کی ساعتوں اور دن کی طرفوں
میں پاکی سے خدا کو یاد کرو۔ اور قتادہؒ کہتے ہیں کہ فجر کی نماز آفتاب کے نکلنے سے پہلے ہے۔ اور عصر کی آفتاب کے غروب ہونے
سے پہلے ہے اور مغرب اور عشا کی ت کے وقتوں میں ہے اور دن کی طرفوں سے مراد ظہر کی نماز کی ہے۔ اور احادیث اس
باب میں یہ وارد ہیں۔ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خانہ
کعبہ کے نزدیک میری امامت کی۔ جب آفتاب ڈھلا اور جوتی کے تسمہ کے برابر اس کا سایہ ہوا۔ تو اس وقت آپ نے مجھے ظہر
کی نماز پڑھائی۔ اور جس وقت ہر ایک چیز کا سایہ اس چیز کے برابر ہوگیا تو اس وقت آپ نے مجھے نماز عصر پڑھائی۔ اور
روزوں کے افطار کرنے کے وقت آپ نے مجھے مغرب کی نماز پڑھائی اور شفق کے غائب ہوجانے کے بعد عشا۔ اور فجر کی نماز اس
وقت پڑھائی۔ جبکہ روزہ داروں پر کھانا پینا حرام کیا گیا ہے اور پھر دوسرے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آکر اس وقت
ظہر کی نماز پڑھائی۔ جبکہ ہر ایک چیز کا سایہ اس کے برابر ہوگیا۔ اور جب ہر چیز کا سایہ اس سے دوچند ہوگیا۔ تو اس وقت
آپ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ اور روزہ افطار کرنے کے وقت مغرب کی نماز پڑھائی۔ اور عشا کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ رات
کا تیسرا حصہ گذر گیا اور صبح کے روشن ہونے کے وقت فجر کی نماز پڑھائی۔ اور اس کے بعد میری طرف متوجہ ہوئے اور
فرمایا اے محمد صلعم جو انبیا تم سے پہلے گذرے ہیں یہ ان کا وقت ہے اور ان وقتوں کے درمیان نمازوں کا وقت ہے اور
اس باب میں جس قدر حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ وہ سب اسی مضمون کی ہیں۔ پس ہم ان کا ذکر نہیں کرتے۔

ان لوگوں کا بیان جنہوں نے محمد مصطفےٰ سے پہلے ان نمازوں کو پڑھا ہے

روایت ہے کہ نصاریٰ میں سے ایک آدمی نے خدا کے رسول سے سوال کیا کہ سب سے پہلے صبح کی نماز کس شخص نے
پڑھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے۔ اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا اور خدا
کے فضل و کرم سے انہوں نے اس سے نجات پائی تو اس وقت آپ نے ظہر کی نماز ادا کی۔ اور جب حضرت یعقوب کو بہت مدت
کے فراق کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کی خبر جبرئیل علیہ السلام نے پہنچائی تو اس وقت آپ نے عصر کی نماز ادا کی۔ اور
جب خدا کی درگاہ میں داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اس وقت آپ نے مغرب کی نماز پڑھی اور یونس بن متی نے عشا
کی نماز پڑھی اور اس کو آپ نے اس وقت پڑھا تھا جبکہ مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے تھے اور اس وقت پرندے کے اس بچہ
کی مانند تھے جس کے پر نہیں ہوتے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور خدا تعالیٰ کا سلام کہا اور فرمایا
کہ اللہ جلشانہ کہتا ہے کہ اس دنیا میں تم کو میں نے کیسا عذاب دیا ہے مجھ کو اس سے شرم آتی ہے کیا اب تم مجھ سے
راضی ہو۔ حضرت یونس علیہ السلام نے چار رکعت نماز ادا کی اور کہا کہ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے پروردگار
سے راضی ہوں۔

پہلی نماز جو خدا کے رسول مقبول پر واجب ہوئی ہے

سب سے پہلے پہلے فجر اور مغرب کا آپ کو حکم دیا گیا پہلے آپ نے صبح کی دو رکعتیں پڑھی ہیں اور پھر دو رکعت
مغرب کی۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (صبح اور شام کے وقت اپنے پروردگار کو پاکی کے ساتھ یاد کرو) اور جب رسول خدا کو معراج
لے گئے۔ اور آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی۔ اور خدا کی درگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو اس وقت آپ پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں

اور دن میں پہلی نماز صبح کی ہے اور پھر ظہر کی اور علما جو ظہر کی نماز کو پہلی نماز کہتے ہیں یہ رسول کی سُنّت کی پیروی کیواسطے ہے جیسا کہ ابن عباس اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا کہ خانہ کعبہ کے پاس حضرت جبرائیل نے میری امامت کی اور مجھے ظہر کی نماز پڑھائی۔ اور اس بیان میں خدا کے رسول نے ظہر کی نماز کا بیان پہلے کیا ہے مگر یہ نہیں کہا کہ یہ نماز سب سے پہلے فرض ہوئی۔ اور اوپر بیان کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے فجر کی نماز ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام نے پہلے اسے پڑھا اور انسانوں میں سے جو پیغمبر سب سے پہلے زمین پر بھیجے گئے ہیں وہ آپ ہی ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ وہی نماز سب سے پہلے فرض کی گئی ہے۔

فجر کی نماز کا وقت

جب صبح صادق ہوتی ہے تو وہ فجر کا اول وقت ہے اور اس وقت روشنی مشرقی کنارہ سے شروع ہو کر قبلہ کی پیٹھ کی جانب پھیل جاتی ہے سب کنارے روشن ہو جاتے ہیں اور محلوں کی چھتوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی روشنی آجاتی ہے اور اس کے آخر وقت کا نام اسفار روشن ہے اور یہ وہ وقت ہے جس کے پہاڑوں اور محلسراؤں پر آفتاب کی شعائیں نمودار ہوتی ہیں۔ نماز فجر کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان میں ہے۔ اور اس نماز کو نماز صبح یا نماز فجر کے نام سے پکارنا مستحب ہے اور غداۃ نام سے پکارنے سے منع کیا گیا ہے۔ خداوند تعالےٰ منع فرماتا ہے (فجر کی نماز کو قائم رکھو کیونکہ فجر کی نماز حاضر کی گئی ہے) اور اس سے مراد یہ ہے کہ جب فجر کی نماز کا وقت ہوتا ہے تو اس وقت رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے حاضر کئے جاتے ہیں۔ اور افضل یہ ہے کہ صبح کی نماز تاریکی میں ہی پڑھی جائے۔ اور امام ابو حنیفہ کو اس قول سے خلاف ہے آپ کا یہ مقولہ ہے کہ روشنی میں اس کا پڑھنا افضل ہے اور تاریکی میں افضل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ پیغمبر خدا کے زمانہ میں جب عورتیں نماز پڑھنے کے واسطے نکلتی تھیں اور پڑھ کر واپس آتی تھیں۔ تو اس وقت میں تاریکی کے وقت میں تاریکی کے باعث ایک دوسری عورت کو پہچان نہیں سکتی تھیں۔ اور ایک دوسری روایت میں امام احمدؒ سے آیا ہے۔ مقتدی لوگوں کے جمع ہونے کی انتظار کریں اور یہ انتظاری روشنی تک کی جائے۔ اس سے ثواب زیادہ ملتا ہے۔ اور اول صبح کا اعتبار نہیں کیا گیا کیونکہ اس میں کوئی چیز نہ تو حرام ہے اور نہ ہی واجب ہو۔ اور ابن عباسؓ سے ایک روایت میں آیا ہے کہ فجریں دو ہیں ایک تو وہ ہے جس میں نماز کا پڑھنا حلال ہو اور روزہ دار کے واسطے اس میں کسی چیز کا کھانا پینا حرام ہے اور یہ وہ وقت ہے جس میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر روشنی ظاہر ہوتی ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ خداوند تعالےٰ کا نور دو فجروں کی مانند ہے اور ہر ایک کو دو حدوں سے محدود کر دیا ہے۔ یعنے صبح میں جو روشنی نمودار ہوتی ہے یہ خدا کا نور ہے اور یہ دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلی فجر وہ ہے جب آفتاب کی شعاع پہلے پہل غلبہ کرتی ہے یعنے روشنی پانچویں زمین کے پیچھے سے نکلکر آسمان کے درمیان میں پھیل جاتی ہے۔ اور جب تک وہ قائم رہتی ہے وہ اول فجر ہے پس اول صبح وہ ہے جب کہ رات کے آخر حصہ میں آسمان پر روشنی ظاہر ہوتی ہے اور اس کو صبح کاذب بولتے ہیں اور پھر یہ روشنی سیاہی سے بدل جاتی ہے۔ اور رات کی تاریکی ویسی ہی ہو جاتی ہے جیسی کہ تھی اور اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ اس وقت میں آفتاب چھٹی زمین کے پیچھے چلا جاتا ہے۔ اور زمین اس کو پوشیدہ کر لیتی ہے۔ اور دوسری فجر وہ ہے جبکہ آفتاب کی شفق نمودار ہوتی ہے۔ یہ آفتاب کی روشنی کا ابتدا ہے جس کے نیچے سرخی دکھائی دیتی ہے اور یہ رات کے تمام ہونے کی پہلی علامت ہے اور اس کے بعد آفتاب نکلتا ہے اور اس کا نکلنا اس طرح بیان ہوا ہے کہ آسمان دنیا کے کناروں سے جنہیں دامن آسمان کہتے ہیں۔ جب آفتاب کی شعاع نکلتی ہے اور ساتویں زمین پر پڑتی ہے جس پر دنیا کے لوگ بستے ہیں تو اس وقت یہ شعاع پہاڑوں اور دریاؤں اور بلند ملکوں اور آسمان کے درمیان میں سب جگہ پھیل جاتی ہے اور ان کو روشن کر دیتی ہے

اور بالکل اُجالا ہو جاتا ہے اور آفتاب کے واسطے دو شفقیں ہیں ایک تو طلوع کے وقت ہے اور دوسری شفق آفتاب کے
غروب ہونے کے وقت ہے۔

ظہر کی نماز کا وقت

اس کا اول وقت وہ ہے جب آفتاب ڈھل جاوے اور آخری وقت وہ ہے جب کہ ہر ایک چیز کا سایہ اس چیز کے
برابر ہو جاتا ہے اور ظہر کی نماز میں جلدی کرنی یعنے اس کا اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔ اور اگر گرمی کی شدت ہو یا ابر ہو
اور جماعت کی طرف جانا چاہے تو وہ توقف کر سکتا ہے اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ظہر کو ٹھنڈا کرو۔ کیونکہ گرمی سخت
دوزخ کی آگ کا نمونہ ہے اور حضرت بلالؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے خدا کے رسول کو اطلاع کی کہ اے اللہ کے رسول ظہر کا
وقت آگیا ہے آپ نے فرمایا کہ سرد ہو لینے دے۔ اس کے بعد پھر میں نے دوسری دفعہ آپ کی خدمت میں عرض کی پھر بھی آپ نے
وہی ارشاد فرمایا کہ اے بلال سردی کر۔ پھر تیسری دفعہ خدمت میں عرض کی۔ اس دفعہ بھی آپ نے فرمایا کہ سردی کر۔ اور اس
وقت میں نے ٹیلوں کے سائے دیکھے۔ اور اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ گرمی کی سختی دوزخ کا نمونہ ہوتی ہے۔ پس اسے ٹھنڈا کرو
اور جب آفتاب آسمان کے عین درمیان میں ہوتا ہے تو یہ زوال سے اول کا وقت ہے اور جب کچھ بھی ڈھلتا ہے تو یہ زوال کا
وقت کہلاتا ہے اور ظہر کی نماز کا وقت بھی یہی ہے۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے۔ کہ جب آفتاب جوتی کے تسمہ کے برابر ڈھل
جائے تو یہ ظہر کا پہلا وقت ہے اور جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے تو یہ ظہر کا آخری وقت ہے۔ اور عصر کا یہ اول
وقت ہے۔ اور اگر کوئی شخص ان وقتوں کو پہچاننا چاہئے تو وہ ہموار زمین پر ایک ستون کھڑا کرے اور یا آپ ہی سیدھا ہو کر
کھڑا ہو جائے اور سایہ کے انتہا پر ایک خط کھینچ دے سایہ کے اخیر پر۔ اور پھر سایہ میں نگاہ کرے۔ جب سایہ عمودی خط کی طرف
بڑھتا ہوا نظر آئے تو وہ زوال کا وقت ہے۔ اور جب اس قدر بڑھا ہے۔ کہ وہ عمود کے برابر ہو گیا ہے تو اس صورت میں ظہر کا آخری
وقت ہے اور اگر اس عرضی خط سے اور بھی آگے بڑھا ہوا ہو تو وہ عصر کا اول وقت ہے اور اگر دو چند کے برابر ہو گیا ہو تو وہ عصر
کا آخری وقت ہے۔ اور اگر سایہ ستون یا اپنے ڈھانچ سے اِدھر اُدھر نہیں ستون کے وسط میں ہے تو وہ نصف النہار کا وقت
ہے اور اس وقت میں کوئی نماز پڑھنی جائز نہیں ہے۔ اور ضرورت کے لحاظ سے عصر کا وقت آفتاب کے غروب ہونے تک بھی
باقی رہتا ہے۔ اور اس طرح بھی تمیز کر لو۔ کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ اور دیکھو کہ سایہ کس طرف کو ہے اگر پشت کی طرف
کو بیش بڑھا ہوا ہے۔ تو جان لو کہ ابھی زوال کا وقت نہیں آیا اور اگر ادھر اُدھر کسی طرف کو نہیں ہے صرف تمہارے جسم پر
ہی ہے تو وہ نصف النہار کا وقت ہوگا۔ اور اگر تمہارے سامنے کو کسی قدر بڑھا ہوا ہے تو وہ زوال آفتاب ہے۔ اور اگر تمہارے
قد کی لنبائی سات قدم ہو تو اپنے سامنے کی طرف سے اپنے سایہ کو ناپو اور جس قدم پر کھڑے ہو اس کو شمار میں نہ لاؤ اگر تمہارا
سایہ برابر سات قدموں کے ہو تو جان لو کہ ابھی ظہر کا وقت ہے اور اگر اس فاصلہ سے آگے بڑھ جائے۔ تو یہ سمجھو کہ عصر کا
وقت آگیا ہے۔

سایہ کی تشریح

جو کچھ اوپر بیان ہوا ہے گرمی اور سردی میں اس کا اندازہ یکساں نہیں ہے مختلف ہے۔ زیادہ اور کم ہوتا ہے سردی
کے موسم میں گرمی کی نسبت سایہ زیادہ ہوتا ہے کیونکہ آفتاب عین سمت الراس پر سے ہو کر نہیں گذرتا۔ بلکہ دامن آسمان
کی جانب سے ہو کر گذرتا ہے اور گرمی کے دنوں میں سایہ کم ہوتا ہے کیونکہ آفتاب عین سمت الراس یعنے آسمان کے درمیان میں
ہو کر گذرتا ہے اور اس وقت میں اس کا عکس ٹھیک آدمی کے سر کے اوپر پڑتا ہے۔ اور جس وقت آفتاب پہلے پہل نمودار ہوتا

ہے تو وہ کنارہ آسمان میں دکھائی دیتا ہے۔ اس وقت جب انسان آفتاب کی طرف مُنہ کرکے کھڑا ہو تو اس کے سامنے کی چیزوں کا سایہ طولانی دکھائی دیگا اور اسی طرح اس کا اپنا سایہ بھی لمبا ہوگا۔ اور جوں جوں سورج بلند ہوتا آتا ہے اسی قدر اس کا سایہ بھی کم ہوتا جاتا ہے اور جب وسط آسمان میں پہنچتا ہے تو اس وقت اس کا سایہ بھی ٹھہر جاتا ہے اور جب درمیان سے مغرب کی جانب مائل ہوتا ہے تو سایہ بھی اس طرف کو بڑھنے لگتا ہے۔ اور اسی طرح طریق شمس سے قرب اور بعد کے باعث شہروں کا سایہ بھی مختلف ہوتا ہے جو شہر وسط آسمان کے مقابل ہیں جیسے کہ مکہ اور اس کے اردگرد کے شہر ہیں ان کا سایہ چھوٹا ہوتا ہے اور جو وسط آسمان سے دُور ہیں جیسے خراسان اور اس کا گرد و نواح۔ ان میں گرمی اور جاڑے کے موسم میں طولانی سایہ ہوتا ہے اور گرمیوں میں اس قدر سایہ لمبا ہوتا ہے جیساکہ دوسرے ملکوں کے جاڑوں میں ہوتا ہے۔ اور اسی طرح باقی شہروں کو سمجھ لیں۔

قدموں کے سایہ کی پہچان

آفتاب کا بہت کم سایہ جس پر آفتاب ڈھلتا ہے۔ جیساکہ اس علم کے قدیم علماء نے بیان کیا ہے اور یہ ہے کہ ماہ ہاڑ میں اصلی سایہ دو قدموں پر ہوتا ہے۔ اور ماہ پوہ میں آٹھ قدم ہے اور ماہ کوار میں پانچ قدم اور ماہ کتک میں چھ قدم اور ماہ اگھن میں سات قدم پر اور ماہ پوس میں آٹھ قدم پر اور یہ دن کے گھٹنے کی نہایت ہے۔ اور یہ انتہا ہے چھوٹے دنوں کی اور بڑی راتوں کی۔ اور اس کے بعد دن بڑھنے لگ جاتا ہے اور سایہ کم ہوتا ہے۔ پس ماہ اگھن میں سات قدموں پر سورج ڈھلتا ہے اور پھاگن میں چھ قدموں پر اور چیت میں پانچ قدم پر ہوتا ہے اور اس ماہ میں رات اور دن برابر ہوتے ہیں۔ اور بساکھ کے مہینے میں چار قدم پر ہوتا ہے اور ماہ جیٹھ میں تین قدم پر ہوتا ہے اور ماہ ہاڑ میں دو قدم پر اس ماہ میں دن انتہا درجہ تک بڑے ہوتے ہیں اور اسی طرح راتیں چھوٹی ہوتی ہیں اور یہ بہت کم سایہ ہے جس پر سورج ڈھلتا ہے پس دن پندرہ گھڑی اور رات ۹ گھڑی ہو جاتا ہے اور ساون کے مہینے تین قدموں پر زوال ہوتا ہے اور ماہ بھادوں کے مہینہ میں چار قدم پر اور ماہ کوار میں پانچ قدم پر ہوتا ہے۔ اور اس میں رات دن ایک دوسرے کے برابر ہوتے ہیں۔ اور سفیان ثوری کہتے ہیں کہ زوال آفتاب کا وقت اکثر سات قدم کے سایہ پر ہوتا ہے اور بہت کم سایہ جس پر زوال ہوتا ہے ایک قدم ہوتا ہے۔ اور عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ گرمی کے دنوں میں ظہر کی نماز جو ہم خدا کے رسول کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ تو وہ اکثر تین قدموں کے سایہ سے پانچ قدم کے سایہ کے درمیانی وقت میں پڑھا کرتے تھے۔ اور جاڑوں میں اس وقت پڑھا کرتے تھے۔ جب کہ پانچ قدم پر سایہ ہوتا تھا۔

زوال آفتاب کی دوسری صورت

بعض بزرگوں کا یہ قول ہے کہ جیٹھ کے مہینہ کی انیسویں تاریخ کو زوال کا وقت اس وقت ہوتا ہے۔ جب انسان کا سایہ تین قدموں کے برابر ہوتا ہے اور اسی طرح ہر چیز کا سایہ جو تو کھڑی کرے اس کے سات حصوں میں سے اس کے تین حصوں کے برابر ہو۔ اور اس کے بعد سایہ گھٹنے لگتا ہے دن بڑھتا ہے اور راتیں گھٹتی ہیں اور اساڑھ کی انیسویں تاریخ کو یہ گھٹنا و بڑھنا انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور ان دنوں میں زوال آفتاب انسان کے نصف قدم کے سایہ پر ہو جاتا ہے اور یہ ان سایوں میں سے جن میں آفتاب کے زوال کا وقت ہو جاتا ہے کم درجہ کا ہے۔ اور اس کے بعد اصلی سایہ بڑھنا شروع ہوتا ہے اور جب چھتیس روز گذر جاتے ہیں تو ایک قدم زیادہ ہو جاتا ہے اور پھر ماہ کوار کی انیسویں تاریخ کو رات و دن برابر ہو جاتے ہیں۔ اور زوال آفتاب کا وقت اس روز تین قدم کے سایہ پر ہوتا ہے اور اس سے چودہ دنوں کے بعد اور بھی

زیادہ ایک قدم بڑھ جاتا ہے۔ اور پھر پوس کی اُنیسویں تاریخ کو راتوں کا بڑھنا اور دنوں کا کم ہونا حد درجہ تک پہنچ جاتا ہے اور ان دنوں زوال آفتاب اس وقت ہوتا ہے جبکہ سایہ ساڑھے سات قدم پر ہوتا ہے۔ اور زوال آفتاب کا اکثر وقت یہی کہا گیا ہے اور چودہ دن کے گزرنے کے بعد ایک قدم سایہ زیادہ ہونے لگتا ہے۔ اور ماہ چیت کی اُنیسویں تاریخ کو پھر رات اور دن برابر ہو جاتے ہیں۔ اور زوال آفتاب کا وقت تین قدم کے فاصلہ پر ہوتا ہے اور اس وقت آفتاب موسم گرما میں داخل ہوتا ہے۔ اور سایہ کا بڑھنا اور اس کا کم ہونا جو مذکور ہوا ہے تابستان اور خریف کے موسم میں ہر چھتیس روز کے بعد ایک قدم ہے اور ربیع اور زمستان میں ہر چودہ روز کے بعد ایک قدم ہے۔

ایک اور طریق میں سایہ کی پہچان

بعض بزرگوں کا یہ قول ہے کہ ماہ اساڑھ میں جب سایہ تین قدم پر ہوتا ہے تو اس وقت زوال آفتاب کا وقت ہو جاتا ہے اور ایک قدم انسان کھڑے ہوئے کے ساتویں حصہ کے برابر ہوتا ہے۔ اور عصر کا اول وقت تب ہوتا ہے۔ جب کہ سایہ ساڑھے نو قدم پر ہوتا ہے۔ اور تمام ماہ ساون میں ظہر کا وقت چار قدم کے سایہ پر ہوتا ہے اور عصر کا وقت اس ماہ میں تب ہوتا ہے جب کہ ساڑھے دس قدم پر سایہ ہوتا ہے اور ماہ بھادوں میں جب سایہ پانچ قدم پر ہوتا ہے تو اس وقت ظہر کا اول وقت ہوتا ہے اور عصر کا وقت تب ہوتا ہے جبکہ سایہ ساڑھے گیارہ قدم کے فاصلہ پر ہوتا ہے اور تمام کوار میں اول وقت ظہر اس وقت ہوتا ہے جبکہ چھ قدم پر سایہ ہوتا ہے اور عصر کا وقت سایہ کے ساڑھے بارہ قدم پر ہونے میں ہوتا ہے اور عصر کا وقت اس مہینہ میں ہوتا ہے جب سایہ ساڑھے تیرہ قدم کے فاصلہ پر ہو اور تمام ماہ مگھر میں آٹھ قدم کے فاصلہ پر سایہ کے پہنچنے سے ظہر کا وقت ہوتا ہے اور عصر کا وقت تب ہوتا ہے جب سایہ ساڑھے چودہ قدم کے فاصلہ پر جائے اور تمام ماہ پوس میں ظہر کا اول وقت تب ہوتا ہے جبکہ دس قدم پر سایہ ہو اور عصر کا وقت سترہ قدم پر سایہ ہونے سے ہوتا ہے اور تمام ماہ ماگھ میں جب سایہ نو قدم پر ہوتا ہے تو اس وقت ظہر کا اوّل وقت ہوتا ہے اور عصر کا اول وقت تب ہوتا ہے جبکہ سایہ پندرہ قدم پر ہوتا ہے اور تمام ماہ پھاگن میں ظہر کا اوّل اس وقت ہوتا ہے جبکہ سایہ ساڑھے سات قدم پر ہوتا ہے۔ اور عصر کا وقت ساڑھے چودہ قدم پر سایہ کے ہونے سے ہوتا ہے اور تمام ماہ چیت میں جب چھ قدم پر سایہ آجاتا ہے تو اس وقت ظہر کا اول وقت ہوتا ہے اور عصر کا وقت تب ہوتا ہے جب سایہ ساڑھے بارہ قدم پر پہنچتا ہے۔ اور بساکھ مہینے میں ساڑھے چار قدم پر سایہ ہونے سے ظہر کا اوّل وقت ہوتا ہے اور عصر کا اول وقت تب ہوتا ہے۔ جبکہ سایہ گیارہ قدم پر ہو۔ اور تمام ماہ جیٹھ میں ظہر کا اول وقت اس وقت ہوتا ہے جبکہ سایہ ساڑھے تین قدم پر ہو اور عصر کا وقت دس قدم پر سایہ ہونے سے ہوتا ہے پس اصلی سایوں کا اندازہ یہ ہے اور ان کے ذریعہ ہر ایک ماہ میں زوال کا وقت معلوم ہو سکتا ہے اور ہر ایک امر کی ماہیئت کو اچھی طرح خداوند تعالےٰ ہی جانتا ہے جہاں تک اس کا علم ہے وہاں تک ہماری عقلیں نہیں پہنچ سکتیں۔

زوال آفتاب کے پہچاننے کا باعث

جو صفتیں بیان ہوئی ہیں اُن سے زوال آفتاب کی حدود کا جاننا کوئی واجب امر نہیں ہے بلکہ ایک سبب ہے جس سے خداوند تعالےٰ کی عبادت کرنے کا وقت پہچانتے ہیں اور ہر ایک آدمی اس طریق میں جو بیان ہوا ہے اس کو نہیں پہچانتا بلکہ زوال آفتاب کے ایک وقت پر یقین ہو جاتا ہے اور جب کسی کو یہ یقین ہو جائے کہ اب زوال کا وقت آگیا ہے۔ تو اس وقت اس آدمی پر نماز واجب ہو جاتی ہے اور اس طریق سے پہچاننے والے آدمی تین طرح پر ہیں ایک تو وہ ہیں جن کو یقین کامل ہوتا ہے یہ لوگ گھڑی اور ستاروں کی رفتار سے معلوم کر کے یقین کر لیتے ہیں کہ اب زوال کا وقت ہو گیا ہے۔ اور

دوسرے وہ ہیں جو اپنی کوشش میں ایک اندازہ مقرر کرلیتے ہیں یا کسی جماعت کی تقلید کرتے ہیں اور اس گروہ میں وہ اہل پیشہ اور اہل حرفہ شامل ہیں۔ جن کو اوقات کے پہچاننے کا علم نہیں ہے اس سے جاہل ہیں اور کوشش اور اندازہ سے اپنے عمل کے وقت کا یقین کرتے ہیں۔ مثلاً ایک نانبائی ہے وہ دو خمیر یا تین خمیر کے آٹے کا اندازہ رکھتا ہے کہ یہ ظہر کے وقت تک پکتا ہے جب وہ پکاتے پکاتے تمام کرچکتا ہے تو اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھ لیتا ہے اسی طرح ایک چکی پیسنے والا ہے وہ بھی ایک پیمانہ کو ظہر کے وقت تک پیستا ہے جب وہ پیمانہ ختم ہوجاتا ہے تو اسکے بعد نماز کو ادا کرلیتا ہے ایسا ہی اوروں کو خیال کرلینا چاہئے۔ اور اگر کسی روز ابر ہو اور سستی یا کسی دوسرے سبب سے اس کے کام کے اندازہ میں فرق آجائے۔ تو اس صورت میں اسکے وقت کے اندازہ میں بھی فرق آجاتا ہے۔ اور جب اذان سنتے ہیں تو تقلیداً جاکر نماز پڑھتے ہیں۔ انکی یہ نماز درست ہے۔ اور تیسرے وہ ہیں جو صرف فکر اور کوشش سے یہ معلوم کرتے ہیں کہ اب نماز کا وقت آگیا ہے اور یہ یقین ان کو غالب گمان سے ہوتا ہے اور اس قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو کسی ایسی پوشیدہ جگہ میں قید ہیں کہ وہاں فکر کے سوا وقت کو نہیں پہچان سکتے اور نہ ہی ان کو کوئی خبر دے سکتا ہے اور نہ ہی اذان کو سن سکتا ہے اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب میں کسی کام کے واسطے تم کو حکم کروں تو اپنی طاقت کے مطابق اس کو بجالاؤ۔

زوال آفتاب کی شناخت میں مشکل

زوال آفتاب کے وقت کا پہچاننا مشکل اور دقیق بیان کیا گیا ہے یعنے اس وقت کا ٹھیک دریافت کرنا مشکل ہے حدیث میں وارد ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے جبرئیل ع سے سوال کیا کہ کیا آفتاب کے زوال کا وقت ہوگیا ہے اُس نے جواب دیا کہ نہیں اور پھر کہا ہاں۔ آپ نے جبرئیل ع سے پوچھا کہ یہ کیسا جواب ہے جبرئیل نے کہا کہ جتنے عرصے میں میں نے الفاظ نہیں ہاں کہے۔ اتنے عرصہ میں آفتاب آسمان کی راہ پچاس ہزار کوس تک طے کرگیا تھا۔ اور خدا کے رسول نے جو یہ سوال کیا تھا تو خدا کے حکم کے موافق کیا تھا۔ اور فرمایا ہے کہ اگر گرمی کے موسم میں تم میں سے کوئی آدمی قبلہ کی طرف رُخ کرکے کھڑا ہو۔ اور اُس کے داہنے ابرو کے مقابل میں آفتاب آگیا ہو۔ تو اس وقت ضرور ہی زوال آفتاب کا وقت ہوجاتا ہے۔ اور وہ بلے تامل ظہر کی نماز پڑھ لے۔ اور جب ہر ایک چیز کا سایہ اس چیز کے برابر ہو تو وہ عصر کا وقت ہے اس وقت عصر کی نماز ادا کرو۔ اور جب گرمیوں کے موسم میں قبلہ کی طرف کھڑے ہو اور آفتاب تمہارے بائیں ابرو کے مقابل میں ہو تو سمجھ لو کہ ابھی زوال کا وقت نہیں آیا۔ اور جب دونوں آنکھوں کے مقابل میں ہو تو اس وقت یہ جان لو کہ آفتاب عین استوا میں ہے۔ اور جاڑوں کے اول میں کہ دن کمی میں ہوتا ہے جب آفتاب داہنے ابرو کے مقابل میں ہو تو سب زمانہ میں زوال آفتاب ہوتا ہے۔ کیونکہ گرمیوں میں داہنے ابرو کے مقابل ہو تو ظہر کا اول وقت ہوجاتا ہے اور جاڑوں میں یہ وقت ظہر کا آخر ہے۔ اور جاڑوں میں اگر بائیں ابرو کے مقابل آفتاب ہو تو اس وقت یقیناً زوال آفتاب ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت میں دن چھوٹے ہوجاتے ہیں اور جب دن بڑے ہوتے ہیں تو اول گرمی میں نماز ناجائز ہے کیونکہ دن کے لمبا ہونے کے سبب سے اس وقت زوال آفتاب نہیں ہوتا اور جاڑے کے موسم میں جب دونوں آنکھوں کے مقابل آفتاب ہوتا ہے تو ضرور آفتاب کے زوال کا وقت ہوتا ہے اور جاڑے کے موسم میں جب آفتاب دائیں آنکھ کے مقابل میں ہوتا ہے۔ تو یہ وقت ظہر کا آخر وقت ہوتا ہے اور یہ حکم عراق اور خراسان کے لوگوں کے واسطے ہے جو رکن اسود کی طرف نماز پڑھتے ہیں۔ اور خانہ کعبہ میں کعبہ کی طرف پڑھتے ہیں اور جو اہل یمن اور اہل مغرب ہیں اور جو ان کے متصل ہیں۔ ان کو اس مسئلہ سے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ رُکن یمانی کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور کعبہ کی پشت کی طرف اور اس سبب سے انکو زوال آفتاب میں اختلاف ہے ✦

قبلہ کی سمت کی پہچان

زوال کا وقت تو بیان ہو چکا ہے۔ جب اس وقت کو پہچان لو اور قبلہ کی سمت معلوم کرنی چاہو۔ تو اپنے سایہ کو اپنی بائیں جانب پر کرو اس وقت تمہارا منہ قبلہ کی طرف ہو گا۔ اور قبلہ کی یہ مختصر سی شناخت ہے اور اس میں کچھ رنج اور تعب برداشت کرنا نہیں پڑتا۔ اور زوال آفتاب کا لمبا چوڑا بیان اس واسطے کیا گیا ہے کہ اس کی شناخت بہت باریک اور مشکل ہے اور اس باب میں ابن مسعودؓ کی روایت اوپر بیان ہو چکی ہے۔

عصر کے اول وقت کا ذکر

جب ہر ایک چیز کا سایہ اس سے بڑھ جاتا ہے تو وہ عصر کا اول وقت ہوتا ہے اور جب ہر ایک چیز کا سایہ اس چیز سے دو چند ہو جاتا ہے تو وہ عصر کا آخر وقت ہے اور ضرورت کے ہوتے ہوئے جائز ہے کہ آفتاب کے غروب ہوتے تک نماز کو پڑھیں اور اوپر یہ مذکور ہو چکا ہے اور اول وقت میں نماز کا پڑھنا افضل ہے۔

مغرب کی نماز کا ذکر

جب آفتاب غروب ہو جائے تو وہ مغرب کی نماز کا وقت ہوتا ہے اور آفتاب اس وقت غروب ہوتا ہے جبکہ وہ نظروں سے غائب ہو جائے اور اسکی شعاعیں آسمان کے کناروں پر دکھائی نہ دیں اور اس کا آخری وقت وہ ہے جس میں آفتاب کی شفق دکھائی نہیں دیتی۔ اور صحیح روایت میں ہے کہ شفق سرخی کو کہتے ہیں۔

نماز عشا کا وقت

جب شفق نہیں رہتی۔ تو اس وقت سے عشا کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ رات کا تیسرا حصہ گذر جانے تک اس نماز کی فضیلت کا درجہ اس کا ثواب باقی رہتا ہے اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ آدھی رات تک باقی رہتا ہو اور اگر ضرورت ہو تو اس صورت میں صبح صادق تک ہی اس کا وقت باقی ہوتا ہے۔ اور اس نماز کے وقت کو دو ناموں سے موسوم کیا گیا ہے ایک کا نام عتمہ ہے اور دوسرا عشا آخر ہے کیونکہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے جنگلی عرب اس نماز کا نام رکھنے سے تمہارے اوپر غلبہ کرینگے۔ اور اس نام میں تم انکی موافقت کروگے۔ اور اگر کوئی آدمی اس نماز کے پڑھنے میں آخری وقت تک توقف کرے تو یہ افضل ہے اور وہ رات کا تیسرا حصہ گذر جانے پر ہوتا ہے یا اول شب کا نصف حصہ گذر جانے پر جیسا کہ اوپر اس کا ذکر ہوا ہے اور نماز کے ادا کرنے کا بہتر وقت یہ ہے کہ مغرب کی جانب سے سفیدی دور ہو جائے اور تاریکی دکھائی دے۔ اور اس سفیدی سے مراد دوسری شفق ہے۔ اور اگر چاہے تو چوتھا حصہ رات گذرنے تک تاخیر کرے۔ اور اگر چاہے تو ایک ثلث رات کے گذر جانے تک توقف کرے۔ اور اگر چاہے تو نصف رات کے گذرنے تک تاخیر کرے ان سب وقتوں میں فضیلت ہے مگر یہ بزرگی اس صورت میں ہے کہ نماز پڑھنے سے پہلے ان وقتوں کے درمیان سو نہ جائے کیونکہ سونے کے بعد پھر یہ نماز مکروہ کہی گئی ہے۔ اور اگر کسی آدمی کو یہ خوف ہو کہ نیند غالب ہو جائیگی تو اس کے واسطے پہلے نماز ادا کر لینی بہتر ہے۔ اور پھر نماز ادا کرنے کے بعد سو جائے۔ اور اسی واسطے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اخیل وقت میں اس نماز کا پڑھ لینا افضل ہے۔ اور تاخیر کرنے کو جو افضل کہا گیا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ عشا کی نماز کو دیر سے پڑھو۔ اور ایک رات آپ دیر کے بعد عشا کی نماز پڑھنے کے واسطے آئے اس وقت آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت کے لوگوں پر مشکل معلوم نہ ہوتا تو میں ان کو اس وقت ہی نماز پڑھنے کے واسطے حکم دیتا۔

پانچوں وقت کی نماز کی سُنّتیں

پنجگانہ نماز کے ساتھ تیرہ رکعت سُنّت ہیں۔ نماز فجر کے پہلے دو رکعت ہیں اور دو رکعت ہی نماز ظہر کے پہلے۔ اور دو رکعت اس کے بعد۔ اور دو رکعت نماز مغرب کے بعد ہیں اور دو رکعتیں نماز عشا کے بعد ہیں اور تین رکعت نماز وتر کی ہیں اور اختیار ہے کہ وتروں کی نماز ایک ہی سلام سے ادا کرے جیسا کہ مغرب کی نماز اور زیادہ دو رکعت کے بعد سلام پھیرے اور آخری رکعت کو اکیلا پڑھ لے۔ اور پھر اس کے بعد سلام سے باہر آئے اور یہ طریق افضل بیان کیا گیا ہے۔ اور پہلی رکعت میں جب الحمد پڑھ چکے تو اس کے بعد سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھے اور دوسری رکعت میں قل یاایہا الکافرون پڑھے اور تیسری رکعت میں قل ہو اللّٰہ پڑھے۔ اور فجر کی سنت کی دو رکعت میں سے پہلی رکعت میں قل یاایہا الکافرون پڑھے اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھے اور یہ امر مستحب بیان کیا گیا ہے کہ اپنے گھر میں ان سنتوں کو پڑھے اور اس کے بعد مسجد میں آ کر خداوند تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہو اور کوئی بات نہ کرے اور اگر ضرورت لاحق ہو تو اس وقت ضروری بات کر لینی جائز ہے یہاں تک درود اور وظیفے میں مشغول رہے کہ پھر نماز فرض کے ادا کرنے کا وقت آ جائے۔ اور مغرب کے بعد سنتوں کی دو رکعت ایسی ہی پڑھے جیسی کہ فجر کی دو سُنّتیں پڑھی ہیں۔ اور ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول کو بیس دفعہ سے زیادہ مغرب کی سُنّت کو دو رکعتوں میں قل یاایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھتے سنا۔ اور طاؤس کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول پہلی رکعت میں تو آمنا الرسول پڑھا کرتے تھے اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے۔ اور یہ مستحب ہے کہ ان کے پڑھنے میں جلدی کرے کیونکہ حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب مغرب کی دو رکعت نماز پڑھنے لگو تو ان میں جلدی کرو تا کہ فرشتے جب فرضوں کی نماز کو اٹھا کر علیین میں لیجائیں۔ تو ساتھ ہی ان کو بھی لئے جائیں اور اسی واسطے ہی ان کو تخفیف سے پڑھنا واجب کہا گیا ہے اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے جو آدمی مغرب کے بعد دو رکعت نماز بات کرنے سے پہلے پڑھے تو فرشتے اس کی نماز کو اُٹھا کر علیین میں لیجاتے ہیں اور ان دونوں رکعتوں میں لمبی قرأت پڑھنی بھی مستحب ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مغرب کی دونوں رکعتوں میں یہاں تک لمبی قرأت پڑھا کرتے تھے۔ کہ سب مسجد کے لوگ آپ سے پہلے ہی فارغ ہو کر چلے جاتے تھے۔ اور حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے ساتھ میں نے مغرب کی نماز پڑھی۔ اور آپ نے اس قدر قرأت کو لمبا کیا کہ اسکو نماز عشا کے وقت تک ختم کیا اور پھر نماز عشا پڑھنے کے بعد اپنے گھر میں واپس تشریف لائے اور یہ بھی آیا ہے کہ ان سنتوں کو اپنے گھر میں پڑھنا مستحب ہے۔ عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ خدا کے رسول مغرب کے بعد کی دو رکعت گھر میں آکر پڑھا کرتے تھے۔ اور ام حبیبہ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔ اور ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ پیغمبر صلعم جب مغرب کی نماز پڑھ لیتے تھے تو بعد کی دو رکعت گھر میں آکر پڑھا کرتے تھے۔ اور سہل بن سعد ساعدی کہتے ہیں۔ کہ حضرت عثمانؓ کو میں نے دیکھا ہے کہ آپ نے مغرب کی نماز پڑھ کر سلام پھیرا اور بعد میں مسجد سے باہر چلے آئے میں آپ کے زمانہ میں تھا آپ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اور آپ کے بعد کوئی آدمی مسجد میں ٹھیر کر دو رکعت نماز نہیں پڑھا کرتا تھا سُنّت کی نماز کو اپنے اپنے گھروں میں آکر پڑھا کرتے تھے۔

پنجگانہ نماز کی فضیلتیں

ابی سلمہؓ نے ابی ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول نے فرمایا کہ اے لوگو اگر تمہارے گھروں کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو اور ہر روز پانچ دفعہ تم اس میں غسل کرو تو کیا تمہارے تمام جسموں پر کوئی میل کچیل رہ جائیگی۔ لوگوں نے کہا کہ نہیں

آپنے فرمایا کہ یہی حال پانچوں وقت کی نمازوں کا ہے جو آدمی ان کو ادا کرتا ہے خداوند تعالےٰ اُس کی تمام خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے اور ابی ثعلبۃ القرطی کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے روایت کی کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا۔ کہ تم گناہوں کی آگ میں جل رہے ہو اور جب صبح کی نماز پڑھ لیتے ہو۔ تو وہ اس کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور جو کچھ پہلے ہوا ہوتا ہے وہ بخشا جاتا ہے اور خدا کے رسول نے پانچ وقت کی نمازوں کی ایسی ہی بزرگی بیان فرمائی ہے اور حارث جو حضرت عثمانؓ کے غلام تھے وہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عثمانؓ بیٹھ گئے۔ اور آپ نے پانی مانگا آپ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ آپ نے وضو کیا اور فرمایا کہ خدا کے رسول کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ اسی طرح وضو کیا کرتے تھے جس طرح میں نے وضو کیا ہے۔ اور جو آدمی میری طرح وضو کریگا۔ اور اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھیگا تو فجر اور ظہر کے درمیان اس نے جس قدر گناہ کئے ہونگے وہ سب کے سب معاف ہو جائینگے اور پھر مغرب کی نماز پڑھیگا تو ظہر اور مغرب کے درمیان کے گناہ معاف ہونگے اور جب عشاء کی نماز پڑھیگا تو اس وقت اسکے وہ گناہ معاف ہو جائینگے جو اس نے مغرب اور عشا کے درمیان میں کئے ہونگے اور اس کے بعد وہ سو جائیگا اور سوتے میں اس کی رالیں ٹپکینگی اور پھر جب صبح کے وقت اُٹھ کر وضو کرکے فجر کی نماز پڑھیگا تو جو گناہ اُس نے عشا اور فجر کے درمیان میں کئے ہونگے وہ سب معاف کردئے جائینگے۔ اس کے بعد اصحابوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول وضو اور پانچ وقت کی نمازوں کے حسنات تو آپ نے بیان کردئے ہیں۔ اب باقی صالحات کا بیان بھی فرمائیگا اسلئے آپنے یہ کلمات فرمائے۔ خداوند تعالےٰ پاک ہے اور اسی کے واسطے ہی حمد ہے اور خدا کے سوا دوسرا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور وہ سب سے بلند ہے۔ خدا کی مدد کے سوا کسی کو قوت اور توانائی حاصل نہیں ہوتی۔ اور جعفر بن محمدؓ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ نماز پروردگار کی رضامندی ہے اور پیغمبروں کے ساتھ دوستی ہے اور انکی سُنت کا ادا کرنا اور معرفت کا نور ہے اور ایمان کا اصل۔ اور دعا اور عملوں کی قبولیت اسی پر ہی موقوف ہے۔ اور نماز سے رزق میں برکت آتی ہے۔ اور بدن کو راحت ہوتی ہے۔ اور دشمنوں کے ساتھ لڑائی کرنے اور شیطان سے بچنے کا ایک بڑا آلہ ہے۔ جو ہر وقت مستعد اور تیار کھڑا ہے اور نماز کا جو صاحب ہوتا ہے اس کے واسطے وہ سفارش کی دعا کرتی ہے۔ اور اُس کی تاریک قبر کا چراغ بھی ہے اور قبر کے اندر بستری بنتی ہے اور اُس کا گدگدا بچھونا ہوتی ہے اور جب قبر میں منکر اور نکیر آتے ہیں اور آکر سوال کرتے ہیں۔ تو ان کے سوال کا جواب ہوتی ہے اور قبر میں قیامت تک جو تنہائی ہوگی اس کی مونس اور غمگسار ہے اور جب قیامت کا دن آئیگا۔ تو اس کے سر پر چھاتا بنیگی اور اس کو گرمی کی شدت سے بچائیگی۔ اور اس کے سر کے واسطے مرصع تاج ہوگی۔ اور اس کے واسطے عمدہ اور فاخرہ لباس اور اندھیرے میں اس کے آگے روشنی کی مشعل دکھاتی ہوئی چلیگی جو نماز کا صاحب ہوگا۔ اُس کے اور دوزخ کی آگ کے درمیان دیوار کی مانند کھڑی ہو جائیگی۔ اور اپنے صاحب کو دوزخ کے گڑھے میں گرنے نہیں دیگی۔ اور خداوند کریم کے سامنے مومنوں کے واسطے ایک حجت۔ نیکی اور نماز قیامت کے دن میزان کے پلڑے کو بھاری کردیگی۔ اور جب لوگ پلصراط سے گذرنے لگیں گے۔ تو اس کے اوپر سے نمازیوں کو اس طرح سے جلدی اُتار دیگی جیسے ہوا گذر جاتی ہے اور نماز جنت کے دروازہ کی کنجی ہے کیونکہ نماز تسبیح ہے خدا کی حمد ہے اس میں خداوند کریم کو تقدیس اور تعظیم کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے اور قرآن پڑھا جاتا ہے۔ خدا سے ہدایت کی درخواست کی جاتی ہے غرض جو نماز اپنے وقت پر ادا کی جاتی ہے وہ تمام عملوں میں سے بہت افضل عمل کہا گیا ہے اور ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ پانچوں وقت کی نماز دین کا ستون ہے۔ خداوند تعالےٰ نماز کے ساتھ ہی دین کو قبول کرتا ہے اس کے سوا نہیں کرتا۔ اور انس بن مالکؓ کہتے ہیں۔ کہ ایک آدمی خدا کے رسول کی خدمت میں حاضر ہوا

اور عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں پر کتنی چیزوں کو فرض کیا ہے فرمایا پانچ وقت کی نماز کو فرض کیا ہے۔ اس کے بعد اس نے پھر عرض کی۔ کہ اس نماز کے آگے اور پیچھے بھی کوئی چیز ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ صرف پانچ وقت کی نماز ہی فرض اور کچھ نہیں۔ یہ سُنکر اس شخص نے عرض کی کہ اگر ایسی قدر ہے اس سے آگے اور پیچھے سے اور کوئی چیز فرض نہیں کی گئی۔ تو خدا کی قسم میں اس میں سے تو کچھ کم کرونگا اور نہ بڑھاؤنگا۔ خدا کے رسول نے اس کی یہ بات سُنکر فرمایا۔ کہ اگر تو سچا ہے تو بہشت میں داخل ہوگیا۔ اور تمیم داری رضہ کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے بندہ سے جس چیز کا حساب ہوگا وہ نماز ہوگی۔ اور اگر اس نے کامل طور پر اس کو ادا کیا ہوگا تو کامل طور پر ہی اُس کے حق میں لکھی بھی گئی ہوگی۔ اور اگر اس میں کچھ کسر رہگئی ہوگی۔ تو اسصورت میں خداوند تعالےٰ فرشتوں سے فرمائیگا۔ کہ تم دریافت کرو۔ کہ میرے بندے کی کچھ نفلیں بھی ہیں۔ اگر اس کی کچھ نفلیں ہیں تو ان کو فرضوں میں ملادو اور ملاکر جو کمی ہے وہ پوری کرلو۔ اور انس بن حکیم ضبی کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضہ نے مجھ کو فرمایا ہے کہ جب تم اپنے گھروں کو جاؤ تو اپنے لوگوں کو خبر دیدو۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ بندہ کا پہلے پہل جس چیز سے حساب ہوگا وہ نماز فرض ہوگی اور اگر اس کو کامل طور پر ادا کیا ہوگا بہتر ہے۔ نہیں تو نفلوں کو ملاکر فرضوں کی کمی کو پورا کرلیں گے اور جتنے عمل ہوں گے سب میں اسی طرح ہی کیا جائیگا۔ اور انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اول بندہ کا حساب نماز کے باب میں ہوگا اور اس امت پر سب سے پہلے خداوند تعالےٰ نے نماز کو ہی فرض کیا ہے +

مسجد میں آنیکا بیان اور نماز میں خضوع اور خشوع کا ذکر

نافع رضہ ابن عمر رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی اکیلا نماز پڑھے اور دوسرا جماعت کے ساتھ پڑھے تو ان دونوں کی نمازوں میں ستائیس درجہ کا فرق ہے۔ اور ابوہریرہ رضہ کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب کوئی بندہ وضو کرتا ہے اور پھر مسجد کی طرف آتا ہے۔ تو اس کے ہر ایک قدم کے عوض میں خداوند تعالےٰ اس کے نام ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ اور اسی قدر بدی کم کر دیتا ہے۔ اور اس کے درجہ کو بڑھا دیتا ہے۔ اور اس سے اس طرح خوش ہوتا ہے جیسے کوئی دوست مدت کے بعد اپنے بچھڑے ہوئے دوست کو ملکر خوش ہوتا ہے اور ابی عثمان ہندی سلمان رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے اگر کوئی آدمی اپنے گھر میں وضو کرے اور اچھی طرح کرے اور اس کے بعد میری زیارت کے واسطے میرے گھر کی طرف آئے تو اس کا مجھ پر یہ حق ہو جاتا ہے کہ میں اپنے زیارت کرنے والے کی عزت کروں۔ اور سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے اور وہ عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام خدا کے رسول مقبول کے پاس آئے اور کہا۔ کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے جو لوگ رات کی تاریکی میں مسجدوں میں جاتے ہیں ان کو یہ خوشخبری پہنچا دے کہ ان کو قیامت کے دن کامل نور ملیگا۔ اور ابی درداء رضہ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اندھیری رات میں جو آدمی مسجدوں میں جاتا ہے اس کو قیامت کے دن خدا تعالےٰ نور دیگا۔ اور ابی سعید خدری کہتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ تنہا پڑھنے کی نسبت نماز جماعت میں پچیس درجے فضیلت اور بزرگی زیادہ ہوتی ہے۔ اور نافع ابن عمر رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اکیلے اور باجماعت نماز پڑھنے والے کی نماز میں ستائیس درجوں کا فرق ہے اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی جماعت کے ساتھ صبح کی نماز پڑھے تو اس کو مبرور حج اور مقبول عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی ظہر کی نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرے تو اس کو ویسی ہی پچیس نمازوں

کا ثواب ملتا ہے جو با جماعت ادا کی جاتی ہیں۔ اور جنت فردوس میں اسکے ستر درجے اور زیادہ بڑھا دیئے جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی آدمی جماعت کے ساتھ عصر کی نماز پڑھے اور آفتاب کے غروب ہونے تک خداوند تعالےٰ کی یاد میں مشغول رہے تو وہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک آدمی کو آزاد کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ بارہ ہزار بندے اور بھی آزاد کرتا ہے۔ اور اگر کوئی مغرب کی نماز کو جماعت میں شامل ہو کر پڑھے تو اس کو اس قدر ثواب ملتا ہے کہ گویا اس نے پچیس نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھی ہیں اور جنت عدن میں اس کے ستر درجے بڑھ جاتے ہیں اور جو آدمی عشا کی نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے تو ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی شب قدر کی رات میں تمام رات خدا کی عبادت کرتا ہے اور ہر آدمی کے واسطے مستحب ہے کہ جب مسجد میں آئے تو ڈر اور فروتنی اور عاجزی اور انکساری سے آوے۔ اور تسکین اور وقار کے اس پر ہو۔ اور اپنے دل میں فکر اور ادب پیدا کرے اور دنیا کے جتنے شغل اور فکر ہوں۔ ان سب کو دل سے نکال دے اور ان باتوں کو اختیار کرے رغبت۔ خدا کا خوف۔ خواری۔ تواضع۔ فروتنی۔ اور ان باتوں کو چھوڑ دے۔ غرور۔ تکبر۔ فخر کرنا خود بینی اور خلقت کو دکھلانا۔ اور اسی دل میں یہ ارادہ کرے۔ کہ میں خدا کے گھروں میں سے ایک گھر کی طرف جاتا ہوں جس میں خدا کا نام بلند کیا جاتا ہے اور اس کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کی تسبیح پڑھتے ہیں صبح و شام اور وہاں ایسے مرد ہیں خدا ہیں جن کو خرید و فروخت اور تجارت اللہ کے ذکر سے نہیں روکتی۔ پس جس قدر جماعت کا حصہ پائیں اس کو جماعت کے ساتھ ادا کریں۔ اور جو حصہ فوت ہو گیا ہو اسکی قضا کر لیں۔ اور ابو ہریرہ بھی ایسا ہی روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے اور تکبیر اس کے آنے سے پہلے ہو چکی ہو۔ پس چاہیئے کہ وہ جس طریق پر چلتا تھا اسی پر چلے اور جس قدر اس کو نماز مل جائے اس کو ادا کرے اور جو باقی رہ گئی ہے وہ قضا کرے۔ اور ایک دوسرے لفظ میں اس طرح آیا ہے کہ وہ آرام اور وقار کے ساتھ چلے اور کسی کو ایسا کرنا نہ چاہیئے۔ کہ وہ عبادت کی ہمیشگی پر مغرور ہو جائے اس سے خوف کرے کیونکہ اس قسم کا غرور اس شخص کو خداوند تعالےٰ کی نظروں سے گرا دیگا۔ اور اسکے قرب سے دور کر دیگا جس آدمی میں غرور ہوتا ہے وہ اپنی حالت کے دیکھنے سے اندھا ہو جاتا ہے اور اس کی بصیرت کا نور جاتا رہتا ہے اور اشتیاق کی لذت سے۔ جو اس کی عبادت سے پہلے حاصل ہوتی ہے دور اور محروم رہ جاتا ہے اور اسکی معرفت کی جس قدر صفائی ہوتی ہے وہ مکدر ہو جاتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کے عملوں کو واپس کر دیا جاتا ہے اور روایت میں آیا ہے کہ جو لوگ متکبر اور مغرور ہوتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ ان کے کسی عمل کو جب تک وہ اس سے توبہ نہ کریں قبول نہیں کرتا۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ ایک رات حضرت ابراہیم خلیل اللہ رات بھر خداوند تعالےٰ کی عبادت میں بیدار رہے اور جب صبح ہوئی۔ تو آپ کو اپنے قیام پر تعجب ہوا یعنے فخر کیا اور کہا کہ ابراہیم کا پروردگار بہتر ہے۔ اور اس کے بہتر بندوں میں ابراہیم ہے اور جب دن کا کھانے کا وقت ہوا۔ تو اس وقت آپکے کوئی آدمی اپنے ہمراہ کھانے والا نہ دیکھا۔ اور آپکی یہ عادت تھی کہ اکیلے کھانا نہیں کھایا کرتے تھے دوسرے لوگوں کے ساتھ ملکر کھایا کرتے تھے اسلئے آپنے کھانا نکالا اور راستے میں بیٹھ گئے تا کہ کوئی گذرنے والا آدمی گذرے تو اس کو بھی اپنے ساتھ کھلائیں۔ اسی اثنا میں آسمان سے دو فرشتے اُترے اور وہ آپ کی طرف آئے اور جب حضرت ابراہیمؑ نے ان کو دیکھا تو فرمایا۔ کہ تم اس باغ میں میرے پاس آ جاؤ۔ تا کہ ہم تم کو یہاں کھانا کھلائیں اور یہاں باغ میں ایک چشمہ بھی بہتا ہے اور اس کا پانی بہت میٹھا ہے وہ فرشتے آپکے پاس گئے اور باغ کے سبزہ پر بیٹھ کر کھانا کھایا اور اس کے بعد پانی پینے کے واسطے اس چشمہ پر گئے اور جب اسکے کنارے پر پہنچے تو پانی اس میں سے غائب ہو گیا تھا۔ اور جب ابراہیمؑ نے دیکھا کہ چشمہ تو سوکھا پڑا ہے تو وہ شرمندہ ہوا۔ اور فرشتوں نے آپ کو کہا کہ

ابراہیم اب خداوند کریم کی درگاہ میں دعا کرتا کہ اس چشمہ میں پانی آجائے۔ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی مگر اس چشمہ میں کوئی پانی نہ آیا۔ اس سے آپ کو اور بھی شرمندگی ہوئی۔ پس آپ نے ان فرشتوں کو کہا کہ تم خدا کی درگاہ میں دعا کرو کہ اس میں پانی آجائے پس ایک فرشتے نے دعا کی۔ اس سے اس چشمہ میں پانی آگیا۔ اور اس کے بعد جب دوسرے فرشتہ نے دعا کی تو اس سے وہ پانی چل پڑا۔ اور نہر جاری ہوگئی۔ اور اس کے بعد انھوں نے آپ کو خبر دی کہ ہم تو فرشتے ہیں اور تو نے رات کے وقت قیام کیا اور تکبر انہ خیال کیا تھا اس واسطے تیری دعا قبول نہیں ہوئی۔ اب سوچنے کا مقام ہے کہ جب غرور کے باعث خداوند تعالےٰ اپنے خلیل کے ساتھ ایسا معاملہ کرے تو دوسرے لوگوں کا کیا حال۔ پس یہی خیال کرنا چاہئے کہ عبادت کا ہونا خدا کی طرف سے ایک توفیق ہے جو ہماری رفیق ہو رہی ہے۔ اور اس نے اپنے فضل اور رحمت سے ہم پر یہ کرامت کی ہے اور یہ اس کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہم کو ایسی نعمت عظمیٰ عطا کی ہے اور طاعت کرنے کے واسطے ہم کو قدرت دی ہے۔ پس ہر ایک آدمی کو لازم یہ ہے کہ وہ اپنے خدا کے روبرو ادب اور عاجزی سے کھڑا ہو۔ اور ایسا سمجھے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے خدا کی اس طرح عبادت کرو۔ کہ گویا وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر وہ تم کو نظر نہیں آتا۔ تو تمہیں وہ ضرور دیکھتا ہے اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ خداوند تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ کی طرف وحی کی اور ارشاد فرمایا کہ جب تو میری درگاہ میں میرے روبرو کھڑا ہو تو اس حالت میں کھڑا ہو کہ تو مجھ سے خائف ہو۔ عاجزی کرنے والا ہو۔ میرے غضب سے ڈرتا ہو کانپ رہا ہو۔ اور اپنے نفس کو ذلیل اور خوار سمجھے اور میری بارگاہ میں دعا کرنے کے وقت اس حال میں ہو۔ کہ تیرے جسم میں اس قدر بے قراری ہو کہ گویا تیرے اعضا ایک دوسرے سے جدا ہونے کو ہیں۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ کے پاس بھی خدا نے وحی بھیجکر ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے۔ اور مذکور ہے کہ جب ابن سیرین نماز پڑھنے کے واسطے کھڑے ہوتے تھے تو خوف کے مارے ان کے منہ کا رنگ زرد ہو جاتا تھا اور مسلم بن یسار جب نماز پڑھا کرتے تھے تو اس وقت ایسے مشغول ہوتے تھے کہ ان کو کسی کی بات سنائی ہی نہ دیتی تھی۔ اور خدا کے خوف کے سوا انکے دل میں اور کوئی خیال نہ گذرتا تھا۔ اور عامر بن عبد قیس کہتے ہیں کہ جس وقت میں نماز پڑھنے لگتا ہوں تو اس وقت دنیا کے کام مجھے بہت ہی زبون معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہاں تک میں ان کو برا جانتا ہوں کہ اگر ان میں فکر کرنے کی بجائے کوئی میرے دونوں کندھوں کے درمیان خنجر مارے تو اس کو دنیاوی فکر سے بہتر جانتا ہوں۔ اور سعد بن معاذ کہتے ہیں کہ میں نے ہرگز کوئی نماز نہیں پڑھی جس میں دنیاوی تفکرات سے میرے دل میں کوئی فکر آیا ہو۔ اور مجاہد کہتے ہیں کہ ابن زبیر جب نماز پڑھنے کے واسطے کھڑے ہوتے تھے تو اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ ایک سوکھی سی لکڑی ہیں کیونکہ خدا کے خوف سے بالکل بے حس اور بے حرکت ہو کر کھڑے ہوتے تھے اور وہب نماز میں کھڑے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا دوزخ کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور غلام عتبہ جب موسم سرما میں نماز پڑھا کرتے تھے تو اس وقت ان کے بدن سے پسینہ جاری ہو پڑتا تھا۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ عرق آنے کا کیا سبب ہے جواب دیا کہ خداوند تعالےٰ سے حیا آتا ہے۔ اس واسطے بدن سے پسینہ جاری ہو پڑتا ہے اور ذکر ہے کہ مسلم بن یسار ایک دفعہ نماز پڑھ رہے تھے اسی اثنا میں ان کے گھر میں آگ لگ گئی اور اسی گھر میں ہی نماز بھی پڑھ رہے تھے۔ بصرہ کے لوگوں نے اس واقعہ کو دیکھ کر بہت شور مچایا اور اپنے اپنے گھروں سے نکلے اور جمع ہو کر اس آگ کو بجھایا۔ مگر باوجود اس غل غپاڑے کے مسلم کو کچھ خبر نہ ہوئی وہ اپنی نماز میں ہی مصروف رہے اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس وقت ان کو معلوم ہوا۔ کہ گھر کی کوٹھڑی میں آگ لگ گئی تھی اور لوگوں نے اس کو بجھایا ہے اور مذکور ہے کہ ایک دفعہ مسلم جامع مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اور اسی حال میں ان کے پہلو میں ایک ستون آگرا۔ بازار کے لوگوں نے اس واقعہ پر شور اور غل مچایا۔ مگر مسلم کو خبر نہ ہوئی۔ اور عمار بن زبیرؓ کا ذکر ہے کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور جوتا آگے رکھا ہوا تھا۔ اس جوتے کا تسمہ نیا تھا۔ اثنائے نماز میں اس تسمہ کی طرف آپکا خیال جا پڑا۔ جب

نماز سے فارغ ہوئے۔ تو اس وقت آپ نے اس جوتے کو پھینک دیا۔ اور پھر عمر بھر جوتا نہ پہنا۔ ربیع بن خثیم کی روایت کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نفلوں کی نماز میں مشغول تھے۔ اور آپ کے روبرو ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس گھوڑے کی قیمت بیس ہزار درہم تھی۔ اور آپ کے سامنے سے چور اس کو کھول کر لیگئے۔ صبح کے وقت لوگوں کو خبر ہوئی۔ کہ آپ کا گھوڑا چوری گیا ہے۔ وہ تعزیت کے واسطے آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان کو فرمایا کہ تم اس سے آگاہ رہو کہ گھوڑا بے خبری میں نہیں گیا۔ جب چور نے میرا گھوڑا کھولا ہے تو اس وقت میں اس کو کھولتے ہوئے دیکھ رہا تھا مگر اس وقت میں جس کام میں مشغول تھا وہ گھوڑے سے مجھ کو زیادہ پیارا تھا اس سے کچھ عرصہ بعد اچانک آپ کا گھوڑا سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ رسولِ خدا ایک کملی اوڑھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ اور اس میں ایک سُرخ ڈورا تھا۔ جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو اس وقت آپنے فرمایا کہ اس سرخ ڈورے نے مجھے خدا سے غافل کر دیا ہے اور میری نماز میں خلل ڈالا ہے۔ اور جو لوگ نماز میں خشوع کرتے والے ہیں۔ انکی نسبت خداوند تعالٰے نے فرمایا ہے۔ کہ (یہ لوگ اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں) اور زہری کا مقولہ ہے۔ کہ خشوع سکون ہے جو نماز میں حاصل ہوتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ خشوع یہ ہے کہ نماز پڑھنے کے وقت انسان کو یہ معلوم نہ ہو کہ میرے داہنے اور بائیں کون ہے۔ اور اسی واسطے خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ نماز ایک شغل ہے۔

نماز کی نگہبانی میں اور جو اسکو ضائع کرتا ہے اسکے عذاب کا بیان

اعمش شقیق بن سلمہؓ سے اور وہ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب بندہ اول وقت میں نماز ادا کرتا ہے تو وہ نماز آسمانوں پر لیجائی جاتی ہے اور اس نماز کے ساتھ ایک روشنی بھی ہوتی ہے۔ اس روشنی میں ہی اس نماز کو عرش معلےٰ تک لیجاتے ہیں اور جب یہ نماز عرش معلےٰ پر پہنچ جاتی ہے تو وہاں قیامت تک اپنے صاحب کے واسطے بخشش مانگتی رہتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ اے میرے نمازی جس طرح تو نے مجھے نگاہ رکھا ہے۔ اسی طرح خدا تعالٰے تم کو نگاہ رکھے۔ اور اگر کوئی بندہ کسی غیر وقت میں نماز پڑھتا ہے تو وہ بھی آسمان پر جاتی ہے مگر یہ اکیلی ہوتی ہے۔ تو اس نماز کے ساتھ نہیں جاتا اور جب یہ نماز آسمان پر پہنچتی ہے تو اس کو اس طرح لپیٹ دیتے ہیں جس طرح ایک لتے یا کپڑے کو لپیٹتے ہیں اور لپیٹ لپاٹ کر اس نمازی کے مُنہ پر اس کو الٹا دے مارتے ہیں۔ اس وقت وہ نماز کہتی ہے کہ جیسا تو نے مجھ کو ضائع کیا ہے۔ اسی طرح خدا تعالٰے تم کو ضائع کرے۔ اور عبادہ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے جو آدمی اچھی طرح وضو کرے اور پھر نماز میں کھڑا ہووے۔ اور خوب طرح رکوع اور سجود کرے اور اچھی طرح قرأت پڑھے تو اس کی نماز اس کے حق میں یہ کہتی ہے کہ جس طرح تو نے مجھ کو نگاہ رکھا ہے۔ اسی طرح خداوند تعالٰے تم کو نگاہ رکھے۔ اور اس کے بعد اس نماز کو آسمانوں پر لے جاتے ہیں اور وہ ایسی ہوتی ہے جیسا کہ ایک نور ہوتا ہے اور آسمانوں کے دروازے اس کے واسطے پہلے ہی کھول دئے جاتے ہیں۔ اور وہ جاتے ہی ان سے داخل ہو جاتی ہے اور ہوتے ہوتے خداوند تعالٰے کے حضور میں جا پہنچتی ہے۔ اور وہاں حاضر ہونے کے بعد خداوند تعالٰے سے اپنے صاحب کے واسطے سفارش کرتی ہے۔ اور جس آدمی نے رکوع اور سجود اور قرأت کو ضائع کیا ہوتا ہے وہ نماز کہتی ہے کہ جیسا تو نے مجھ کو ضائع کیا ہے اسی طرح خدا تم کو ضائع کرے۔ پھر اوپر چڑھائی جاتی ہے۔ اور تاریکی کی حالت میں جاتی ہے اور اس کے واسطے آسمان کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور اس کو پُرانے کپڑے کی مانند لپیٹ دیتے ہیں اور اس نمازی کے مُنہ پر اس کو الٹی دے مارتے ہیں۔ اور ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ خدا کے رسول مقبول سے پوچھا کہ عملوں میں سے بہتر عمل کونسا ہے آپنے فرمایا کہ اپنے وقت پر نماز پڑھنی۔ ماں اور باپ کی فرمانبرداری کرنی۔ خدا کی راہ میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنا اور ابراہیم بن ابی محذورہ مؤذن اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا۔ کہ آدمی اول وقت میں نماز ادا کرے۔ تو یہ خدا کی

رضامندی کا باعث ہے۔ اور جو کوئی درمیانہ وقت میں ادا کرے تو یہ خدا کی رحمت کا باعث ہے۔ اور اگر کوئی آدمی آخر وقت میں نماز کو ادا کرے تو یہ اس کے گناہوں کے معاف ہونے کا باعث ہے۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (جو لوگ اپنی نماز سے غافل ہیں ان کے واسطے ہلاکت ہے) ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے کہ یہاں وہ نمازی مقصود ہیں جو اپنی نماز کو ترک تو نہیں کرتے مگر نماز کے پڑھنے میں تاخیر کرتے ہیں اور سعد نے خدا کے رسول سے اس قول کے معنے پوچھے (الذین ہم عن صلاتہم ساہون) آپ نے فرمایا کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنی نمازیں توقف کرتے ہیں اور براء نے پیغمبر صلعم سے خدا کے اس قول کے معنے پوچھے (اضاعوا الصلوٰۃ الخ) یعنے جن لوگوں نے نماز کو ضائع کیا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی۔ یہ آخر کار غی میں داخل کئے جائینگے۔ خدا کے رسول نے فرمایا کہ دوزخ میں ایک جنگل ہے اس کو غی کہتے ہیں۔ پس یہ لوگ دوزخ کے اس جنگل میں داخل ہونگے جو اپنی نماز کے وقتوں کو ضائع کرتے ہیں۔ اور عبداللہ بن عمر بن عاص خدا کے رسول مقبول سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز آپ نے نماز کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اگر کوئی آدمی نماز کی نگاہبانی کریگا۔ تو اس کے واسطے روشنی بنے گی۔ اور اس کے ایمان پر روشن دلیل ہوگی۔ اور قیامت کے دن عذاب سے رستگاری کے سبب بنے گی۔ اور اگر نماز کی حفاظت نہ کریگا۔ تو اس کے واسطے روشنی کچھ نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی ایمان پر دلیل ہوگی۔ اور نہ ہی دوزخ سے رستگاری کا باعث بنے گی۔ اور قیامت کے دن یہ شخص فرعون اور ہامان اور قارون اور ابی بن خلف کے ہمراہ ہوگا۔ اور حارث نے امیر المومنین علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی نماز کے پڑھنے میں سستی کرے تو خداوند تعالےٰ اس کو پندرہ عذابوں میں گرفتار کرتا ہے انمیں سے چھ عذاب تو اس کو دنیا کی زندگی میں دیئے جاتے ہیں اور تین موت کے وقت ہوتے ہیں اور تین اس وقت ہوتے ہیں جب وہ قبر میں ہوتا ہے اور باقی تین عذاب اس وقت ہوتے ہیں جب وہ قبر سے اٹھتا ہے۔ دنیا میں جو چھ عذاب دیئے جاتے ہیں وہ یہ ہیں سو پہلا اس کا نام صالح لوگوں کی فہرست سے نکال دیتے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ اس کی زندگانی کی برکت دور کر دیتے ہیں تیسرا یہ کہ اس کے رزق میں برکت نہیں رہتی۔ چوتھا یہ کہ جب تک وہ نماز کی تکمیل نہیں کرتا اس کے نیک عمل قبول نہیں ہوتے پانچواں اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ چھٹا یہ کہ صالح لوگوں کی دعا سے اس کو کچھ حصہ نہیں ملتا۔ اور مرنے کے وقت جو تین عذاب ہوتے ہیں وہ یہ ہیں۔ پہلا مرنے کے وقت وہ پیاسا ہی مریگا اگر اس کے حلق میں سات دریا بھی ڈال دئے جائیں تو پھر بھی اُس کی پیاس نہیں بجھے گی۔ دوسرا یہ کہ اس کو اچانک موت آجائیگی۔ تیسرا یہ کہ اس کے کندھوں اور گردن پر لوہے اور پتھروں اور لکڑیوں کا بوجھ ڈال دینگے۔ اور اس سے اس کو بوجھل بنا دینگے۔ اور جو قبر میں تین عذاب دئے جائینگے وہ یہ ہونگے کہ اس پر قبر تنگ ہو جائیگی۔ دوسرا اس کی قبر میں روشنی نہیں ہوگی اندھیرا ہوگا۔ تیسرا یہ کہ جب منکر اور نکیر اس سے سوال کرینگے تو ان کو جواب نہیں دے سکیگا۔ اس سے عاجز رہ جائیگا اور جب قبر سے نکلیگا تو اس وقت اس کو یہ تین عذاب ملیں گے۔ خداوند تعالےٰ قہر اور غضب میں بھرا ہوا اس سے ملاقات کریگا۔ دوسرا جب اس کا حساب لیا جائیگا تو بہت سخت لیا جائیگا۔ اور تیسرا یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ کی طرف سے لوٹا کر دوزخ میں لے جائیں گے اور اس کی غاروں میں لڑھکا وینگے اور ہو سکتا ہے کہ خداوند تعالےٰ کسی دوزخی کو بخشدے اور دوزخ کی غاروں سے نکال لے۔

نماز کی شان

نماز کی شان بڑی عظیم ہے اور اس کے احکام بھی بہت بڑے جلیل ہیں۔ خداوند تعالےٰ نے پہلے پیغمبر صاحب محمد مصطفےٰ ؐ پر رسالت نازل فرمائی۔ پھر اکثر آیتوں میں سب فرضوں سے پہلے نماز کے واسطے حکم دیا۔ اور فرمایا۔ (قرآن میں جس چیز کی تیرے پاس وحی بھیجی ہے تو اس کو پڑھ اور نماز کو قائم رکھ اور فرمایا ہے (فحش اور منکر باتوں سے نماز باز رکھتی ہے) اور فرمایا (اپنے اہل کو نماز کے

واسطے حکم کر اور اس پر ہمیشگی کر۔ ہم تجھ سے رزق کی بابت نہیں پوچھتے بلکہ ہم تجھ کو رزق دیتے ہیں) اور فرمایا اے مسلمانوں! تم صبر کے ساتھ عبادت کرتے رہو اور نماز پر خداوند تعالےٰ سے مدد مانگو) اور فرمایا۔ اے ایمان والو صبر اور نماز کے ساتھ خدا سے مدد طلب کرو جو لوگ صابر ہوتے ہیں خداوند تعالےٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے اور خداوند تعالےٰ نے مسلمانوں کو خطاب کیا ہے کہ نیکی کرو اور نماز کو قائم رکھو اور زکوۃ دو۔ اور اجمال کے طور پر نیکیوں کو یاد کیا ہے اور وہ نیکیاں جس قدر ہیں سب کی سب طاعت ہیں اور گناہوں کا ترک کرنا بھی اُن میں داخل ہے۔ اور جو نماز کا ذکر کیا ہے وہ ان سے الگ کیا ہے اور اس کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا ہے۔ اور پیغمبر صلعم نے اپنی وفات کے وقت اپنی امت کو نماز کی نصیحت کی ہے اور فرمایا کہ نماز میں خداوند تعالےٰ سے خوف کرو اور اُس سے ڈرو اور اپنے غلاموں اور اپنے فرمانبرداروں کے جس قدر حق ہوں اُن کو نگاہ رکھو اور جناب کی یہ آخری وصیت تھی۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ جتنے پیغمبر ہیں ان سب نے وفات کے وقت اپنی اُمت کو آخری نصیحت یہی کی ہے اور ہر ایک نبی کا آخری عہد اپنی امت کے ساتھ یہی ہوا ہے۔ پس جو فرائض امت پر فرض کئے گئے ہیں۔ ان میں اول نماز ہے اور آخری وقت میں پیغمبروں نے جو نصیحت کی ہے وہ بھی نماز ہی ہے اور جن چیزوں سے اسلام کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں انکی آخری چیز بھی یہی ہے۔ اور قیامت کے روز جن باتوں کا بندہ سے سوال کیا جائیگا۔ ان سے بھی پہلی چیز یہی ہے۔ نماز اسلام کا ایک ستون ہے اگر اس کو ضائع کیا جائے تو نہ دین باقی رہتا ہے اور نہ ہی اسلام۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے تمہارے دین سے سب سے پہلے جو چیز گم کی جائیگی وہ امانت ہوگی۔ اور اس میں سے جو آخری چیز گم ہوگی وہ نماز ہوگی۔ اور بہت سی ایسی قومیں بھی ہونگی کہ اپنی نماز میں سے ان کو کچھ نہیں دیا جائیگا۔ اور امام احمد صاحب کے نزدیک جو نماز کو ترک کرتا ہے اس واسطے کہ وہ اسے فرض نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ اس میں کسی مذہب والے کا اختلاف نہیں۔ اور جو شخص نماز کو فرض سمجھتا ہے لیکن سستی اور کاہلی کے سبب ترک کرتا ہے تو اس کو نماز کے واسطے بلایا جاوے۔ اگر بلانے سے وہ حاضر نہ ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو جائے تو وہ کافر ہے اور اگر اس کو تین روز برابر توبہ کرائیں اور وہ توبہ نہ کرے تو اس کے بعد تلوار سے اس کا قتل کرنا جائز ہے۔ اور دونوں حالتوں میں یہ شخص مرتد ہوتا ہے مسلمانوں کو جائز ہے کہ اس کا مال لوٹ لیں اور اس کو بیت المال میں داخل کر دیں اور اس کے جنازے پر نماز نہ پڑھیں اور نہ ہی مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن کیا جائے اور امام احمدؒ کہتے ہیں۔ کہ اس شخص کا قتل واجب نہیں ہے اُس تارک الصلوۃ کا قتل واجب ہے جو سُستی سے تین دن تک نمازیں ترک کرے اور چوتھے دن بھی نماز میں نہ آئے۔ یہاں تک کہ وقت تنگ ہو جائے اور اس کا قتل حد شرع کے رو سے ہوگا۔ نہ کفر کے سبب سے جیسے بیاہے ہوئے زانی کے لئے حد مقرر ہے۔ اسی طرح سے اس کو حد لازم آتی ہے اور جو کچھ اس کا مال ہوتا ہے اس کے وارث اس کے مسلمان عزیز اور اقارب ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں اس قسم کے تارک الصلوۃ کو قتل نہ کیا جائے بلکہ اس کو قید رکھیں اور بند کر دیں تاکہ نماز پڑھے یا توبہ کرے یا اُسی قید میں ہی مر جائے اور امام شافعی کہتے ہیں کہ جو شخص تارک الصلوۃ ہو حد جاری کرنے کے لئے اس کو تلوار سے قتل کیا جائے اور وہ کافر نہیں ہوتا اور اس باب میں کہ تارک الصلوۃ کافر ہے یا نہیں اوپر حدیث بیان کی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ یہ ہے کہ جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ کافر اور مسلمان میں نماز کا فرق ہے اور عبداللہ بن زید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے ہمارے اور تمہارے درمیان صرف نماز کا فرق ہے۔ اور جو آدمی نماز کو ترک کرتا ہے وہ کافر ہے اور جعفر بن محمدؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے دیکھا وہ اس طرح جلدی کر رہا تھا جیسے کوا جلدی جلدی دانے چگتا ہے۔ اسکی اس حالت کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ اگر یہ آدمی اسی حالت میں مرگیا تو دین محمدی سے باہر مریگا۔ اور عطیہ نے ابی سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر نماز کو چھوڑے تو اس کا نام دوزخ کے

دروازے پر اُن لوگوں میں لکھا جاتا ہے جو دوزخ میں داخل ہونے والے ہوتے ہیں اور انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانوں تم اس سے آگاہ رہو کہ اگر تم میں سے کوئی عشا کی نماز کے پہلے سو جائیگا اور نماز نہ پڑھیگا تو فرشتے اس کو یہ کہینگے کہ تیری دونوں آنکھوں کے درمیان نیند نہ آئے اور نہ ہی تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اللہ تعالےٰ تجھے بہشت اور دوزخ کے درمیان قید کر دے جیسا کہ تو نے مجھ کو قید کر دیا ہے +

نماز کے مکروہات

حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا کے اصحابوں میں سے بعض علما نے فرمایا ہے کہ پنیتالیس خصلتیں مکروہ ہیں سوا نماز فرض میں یہ منع ہیں۔ جان بوجھ کر کھنگھارنا۔ کسی دوسری طرف میں توجہ کرنی یا مشغول ہونا۔ بے ضرورت چھینکنا۔ اپنے سر کو آسمان کی طرف اونچا کرنا۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ پیغمبرؐ آسمان کی طرف دیکھتے تھے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جو لوگ اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں اس کے نازل ہوتے ہی آپ نے اپنے سر اور اپنی آنکھ کو نیچے کر لیا۔ اور نمازی کے لئے یہ مستحب ہی کہ وہ جائے نماز سے اپنی آنکھوں کو اور طرف نہ پھیرے۔ اور ان کے سوا یہ ہے کہ ٹھوڑی کو سینے سے لگائے۔ کپڑوں کو لپیٹے۔ انگڑائی لینی۔ لمبے لمبے سانس لینے۔ آنکھیں بند کرنی۔ دائیں بائیں طرف دیکھنا۔ عقبہ بن عامرؓ اس آیت کی تفسیر میں (الذین ہم علے صلوتہم دائمون) کہتے ہیں جب یہ لوگ نماز کو پڑھتے ہیں تو داہنی اور بائیں طرف ہرگز توجہ نہیں کرتے۔ اور عائشہؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے پیغمبر خدا سے پوچھا کہ اگر نماز میں اور طرف توجہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ ایک شیطانی جھپٹ ہے جو نماز سے بھگا کر آدمی کو اور طرف لیجاتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ طلحہ ابن مصرف عبد الجبار ابن وائل کے پاس آئے اس وقت وہ اپنی قوم میں بیٹھے ہوئے تھے طلحہ نے آہستہ سے کچھ کہا اور پھر وہاں سے چلے گئے۔ عبد الجبار نے اپنی قوم کے لوگوں کو کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ طلحہ نے کیا کہا ہے مجھے یہ کہہ گئے ہیں۔ کہ میں نے تم کو کل کے دن نماز کی حالت میں دیکھا تھا تیری توجہ اور طرف تھی اور حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے جب بندہ نماز پڑھنے لگتا ہے تو اس وقت اللہ تعالےٰ اسکی طرف دیکھتا ہے۔ اور جب تک وہ نماز میں اور طرف توجہ نہیں کرتا اور ادھر ادھر اپنا خیال نہیں دوڑاتا۔ اس وقت تک اللہ تعالےٰ اس سے اپنی نظر کو نہیں ہٹاتا اور ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ نماز پڑھنے کے وقت آدمی کو تین خصلتیں حاصل ہوتی ہیں پہلی تو یہ ہے کہ آسمان سے اُس کے سر پر نیکیوں کی بوچھاڑ کی جاتی ہے دوسری یہ ہے کہ آسمان سے فرشتے اُتر کر اُس کے قدموں کے پاس سے لیکر آسمان تک اُس کو گھیر لیتے ہیں اور تیسری یہ ہے پکارنے والا پکار کر اسکی نماز کی گواہی دیتا ہے۔ پس اگر نمازی کو یہ بات معلوم ہو کہ میں جو مناجات کر رہا ہوں کس کی درگاہ میں کر رہا ہوں تو پھر وہ کبھی دوسری طرف توجہ نہ کرے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ نماز میں اور طرف توجہ کرنی مکروہ ہے۔ اور بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ نماز میں اور طرف توجہ کرنی نماز کو قطع کر دیتی ہے اور اس سے نماز کی حرمت بھی نہیں رہتی اور اس کا ادب بھی نہیں رہتا اور نمازی کو چاہئے کہ کتے کی طرح نہ بیٹھے کیونکہ یہ مکروہ ہے اور امام کا رد نہ کرے اور جب سجدہ کرنے لگے تو اس وقت دونوں بازوؤں کو زمین پر بچھانا۔ دونوں رانوں پر سینے کو رکھنا۔ دونوں پہلوؤں سے دونوں بازوؤں کا ملانا بھی مکروہ ہے بلکہ ان میں فرق رکھنا چاہئے اور نہ ملانا چاہئے۔ روایت میں آیا ہے کہ جب پیغمبرؐ سجدہ کیا کرتے تھے تو آپ اتنا فرق کرتے تھے۔ کہ اگر دونوں بازوؤں میں سے بکری کا بچہ نکلنا چاہے تو آسانی سے نکل سکتا تھا اور اس باب میں جو جناب ممدوحؐ نے مبالغہ کیا ہے تو اس واسطے کیا ہے کہ بغلوں سے دونوں کہنیاں الگ ہیں اور اس باب میں تاکید ظاہر ہو اور دوسری حدیث میں آیا کہ پیغمبر خدا جب سجدہ کیا کرتے تھے تو اس وقت بغل اور کہنیوں میں فرق رکھتے تھے اور جب آدمی سجدہ میں ہو تو اس وقت ہاتھ کی انگلیوں کو ملائے رکھے ان میں فرق نہ کرے اور رکوع کی حالت میں دونوں ہاتھ بغیر کہنیوں کے گھٹنوں پر رکھے اور نیچے

اوپر پاؤں نہ رکھے۔ اور زمین سے دونوں قدم نہ اٹھائے۔ اور مکروہ ہے کہ اپنا پاجامہ یا چادر لٹکادے۔ دانتوں میں خلال نہ کرے اور کھانے کی کوئی چیز منہ میں نہ رکھے اور ایک یا دو دانے کے مقدار بھی نہ نگلے اور منہ میں یا زبان پر کسی چیز کو پھوڑے بھی نہیں اور سجدے میں منہ سے نہ پھونکے اور سنگریزوں کو بھی برابر نہ کرے اور دائیں بائیں نہ چلے اور تشہد میں اپنے ہمنشیں پر آواز بلند نہ کرے اور جو شخص دائیں بائیں کھڑے ہوں اُن کو پہچاننے کے واسطے یا کسی اور وجہ سے انکی طرف نہ دیکھے۔ سر اور ابروؤں سے اشارہ بھی نہ کرے اور نہ ہی ڈکارلے نہ کچھ کھائے نہ تھوکے اور نہ ہی بینی صاف کرے اور عمداً چھینکے بھی نہیں اور اپنے کپڑوں پر بھی خیال نہ کرے۔ اور جب تک نماز سے فارغ نہ ہو پیشانی سے خاک دور نہ کرے اور ایک مرتبہ سے زیادہ سجدے کے مقام کو سنگریزہ دور کرنے سے پاک کرنا منع ہے اور اگر امام ہے تو تشہد کے بعد دعا نہ کرے۔ اور جب سلام پھیر چکے۔ اور محراب میں بیٹھے اس طرح بیٹھے کہ بائیاں ہاتھ محراب کی طرف ہو تو دائیاں پہلو مقتدیوں کی جانب۔ اور محراب سے نکل کر مستحب بیان کیا گیا ہے اور نماز پڑھتا ہو تو کسی چیز سے انگلیوں میں گرہ نہ دے اور داڑھی اور کپڑوں سے کھیل نہ کرے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے جو شخص دل کے حضور سے نماز نہیں پڑھتا اللہ تعالے اُس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ پیغمبر خدا نے ایک آدمی کو نماز میں اپنی داڑھی کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے دل میں خدا کا خوف نہیں ہے اگر اس کے دل میں خدا کا خوف ہوتا تو اس کے اعضاؤں میں بھی خدا کا ڈر ہوتا اور کانپتے ہوئے ہوتے۔ اور حسنؓ نے ایک آدمی کو کنکریوں سے کھیلتے دیکھا۔ اور اس وقت یہ کہہ رہا تھا کہ اے اللہ ایک حورعین مجھے عطا کر۔ اور اس سے میرا نکاح کردے۔ آپ نے اُس کو فرمایا کہ پیغام پہنچانے والوں میں سے تو بہت برا پیغام پہنچانے والا ہے۔ کیونکہ ایک طرف سے تو خداوند تعالے کی بارگاہ میں حورعین کی درخواست کرتا ہے اور دوسری طرف سے اس طرح کھیلتا ہے اور عبدالرحمن بن عبداللہ رضہ حضرت عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جو آدمی نماز میں اوپر کی طرف اپنی آنکھیں اٹھاتے ہیں اس سے باز آجاویں ورنہ انکی آنکھیں انکی طرف نہیں پھرینگی۔ اور اوزاعی کہتے ہیں کہ جو نمازی دلی حضور سے نماز ادا کرتا ہے اور دوسرا لہو ولعب اور سہو سے پڑھتا ہے ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے ایک صحیح۔ روایت ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے جس قدر ہر ایک نمازی اپنے دل کو نماز میں حاضر کرتا ہے۔ اس کو اسی حضور کے اندازے کے موافق نصف حصے سے لیکر دسویں حصے تک ثواب ملتا ہے اور ایک دوسری حدیث میں آیا کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ کہ بعض نمازی ایسے ہیں کہ ان کو اپنی نماز میں چار سو نماز کا ثواب ملتا ہے اور بعض ایسے ہیں کہ ان کو دو سو نماز کا اور بعض کو ڈیڑھ سو نماز کا اور بعض کو ستر نمازوں کا اور بعض کو پچاس کا۔ اور بعض کو ستائیس کا اور بعض کو ایک نماز کا ثواب ہی دیا جاتا ہے۔ چار سو نماز کا ثواب تو اس آدمی کو ملتا ہے جو مکہ میں جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے بیت الحرام میں نماز پڑھتا ہے اور پہلی تکبیر اس سے کبھی فوت نہیں ہوتی اور دو سو نماز کا ثواب امام کو ملتا ہے۔ کیونکہ نماز کے احکام پہچاننے کے بعد لوگوں نے اُس کو امامت پر مقرر کیا ہے اور ڈیڑھ سو نماز کا ثواب مؤذن کو ملتا ہے اور ستر نماز کا ثواب اس کو ملتا ہے جو مسواک کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے اور جامع مسجد میں جماعت کے ساتھ اپنی پوری نماز پڑھتا ہے اور پچاس نمازوں کا ثواب اس کو ملتا ہے جو امام کے ساتھ جامع مسجد میں نماز پڑھتا ہے چاہے اول تکبیر اس سے فوت ہی ہو گئی ہو۔ اور ستائیس نمازوں کا ثواب وہ لیتا ہے جو اپنا وضو پورا کرکے مسجد میں جا کر نماز پڑھتا ہے اور پہلی تکبیر کو فوت نہیں ہونے دیتا اور دس نمازوں کا ثواب اس کو ملتا ہے جو جماعت میں شریک ہوتا ہے مگر پہلی تکبیر کھو دیتا ہے اور جس غریب کو ایک ہی نماز کا ثواب عطا ہوتا ہے وہ شخص وہ ہے کہ جس کو جماعت نصیب نہ ہو اور اکیلا ہی اپنی نماز پڑھا کرے اور جس کو ایک نماز کا ثواب بھی نہیں ملتا ہے یہ وہ ہے جو مرغ کی طرح زمین پر ٹھونگیں مارے اور رکوع اور سجود اچھی طرح نہ کرے اس شخص کی نماز کو پرانے کپڑے کی طرح

لپیٹ لیتے ہیں اور الٹ کر اس کے منہ پر دے مارتے ہیں۔ اور ایک شخص پکار کر یہ کہتا ہے کہ جس طرح تو نے نماز کو نگاہ نہیں رکھا اسی طرح خدا تجھ کو نگاہ نہ رکھے۔

نماز کے آداب

ہر ایک نمازی کو نماز کے واسطے نیت کرنی واجب ہے اور سمجھے کعبہ بیت الحرام کو اپنے سامنے اور دونوں آنکھیں سجدے کی جگہ پر رکھے جیسے کہ کتاب کے شروع میں کہا گیا ہے اور اس وقت یقین کرے کہ میں خداوند تعالٰی کے حضور میں حاضر کھڑا ہوں۔ اور اس یقین میں کسی طرح کا شک نہیں لانا چاہئے اور یہ سمجھے کہ میں جہاں کھڑا ہوں خدا تعالٰی مجھے دیکھ رہا ہے اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے تو اس وقت خدا تعالٰی تجھے دیکھتا ہے اور جب پھرتا ہے۔ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ تو اپنے پروردگار کی اس طرح عبادت کر کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھ کو ضرور دیکھ رہا ہے۔ اور جب فرضوں کی نماز پڑھنی چاہے۔ تو اس وقت نماز کی نیت کر۔ اور اگر قضا پڑھتا ہے تو قضا کی نیت کر۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں کی لو تک اٹھائے اور کتاب کے اول میں اس کی صفت بیان کی گئی ہے اور انگلیوں کے کھلا رکھنے اور ملا دینے میں دو روائتیں ہیں جن میں ملانا اور کھلا رکھنا دونوں طرح سے آیا ہے۔ اور جب دونوں ہاتھ اٹھائے۔ تو اس وقت تکبیر کہے۔ تکبیر کہنے کے بعد وہ ایسا ہوتا ہے کہ اس نے گویا اپنے اور خدا کے درمیان سے پردے کو دور کر دیا ہے اور اس کو وہ جگہ مل گئی ہے۔ جہاں اسے اور طرف توجہ کرنی اور مشغول ہونا ہر گز روا نہیں۔ اور وہ یقین کرے کہ میں ایسے باعظمت شہنشاہ کے روبرو کھڑا ہوں کہ وہ میری حرکتوں کو دیکھ رہا ہے اور میرے دلی خیالات کو جانتا ہے اس کے بعد وہ اپنی نظر کو سجدہ کی جگہ پر لگائے اور آگے پیچھے دائیں بائیں کچھ خیال نہ کرے۔ اور آسمان کی طرف اپنے سر کو نہ اٹھائے اور جب یہ کہے سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک تو اس وقت یہ جانے کہ میں ایسے شخص سے خطاب کر رہا ہوں۔ جو بہت بلند مقام ہے صاحب عزت ہے۔ صاحب شان ہے۔ سنتا ہے دیکھتا ہے اور ہر حال میں حاضر ہے کوئی پوشیدہ راز چاہے بال کی طرح باریک ہو اور عضو کی ہر ایک حرکت چاہے کتنی ہی ضعیف ہو اس پر ظاہر ہے اور جب یہ کہے ایاک نعبد وایاک نستعین اس وقت جو کہہ رہا ہے اس کو اپنے دل میں اچھی طرح سوچے اور جس سے خطاب کر رہا ہے اسے خوب پہچانے اور باوجود خشوع اور خضوع کے سہو اور نسیان کا خیال رکھے۔ ایسا نہ ہونے پائے کہ سہو اور نسیان کو دخل ہو۔ اور سورۃ فاتحہ میں گیارہ تشدید میں ادا کرے۔ اور قرات کو راگنی میں اس طرح نہ پڑھے کہ اس کے معنوں میں فرق آجائے۔ اور قرات فرض ہے اور نماز کا ایک رکن ہے۔ اگر اس کو ترک کر دے۔ تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور جب ان امور کے لحاظ سے قرات میں کھڑا ہو تو اس وقت یہ سمجھے کہ میں پلصراط کے اوپر کھڑا ہوا ہوں اور میری دائیں جانب اپنی صفتوں سمیت بہشت موجود ہے اور بائیں طرف پر دوزخ ہے اور دوزخ کا جس قدر سامان ہے وہ اس میں تیار ہے اور اس پر یقین لائے کہ اگر میں اس کو صحت سے ادا کرونگا۔ تو خداوند تعالٰی نے اس کے عوض میں جو جنت عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اس کو ضرور پورا کریگا۔ اور میں اس وقت خداوند تعالٰی کی درگاہ میں اس کے عذاب کے امن چاہنے کے واسطے موجود ہونے اور ان باتوں کے یقین کے ساتھ دل کا حضور کامل طور پر رکھے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہ کرے کہ میری نماز کو خداوند تعالٰی کی درگاہ میں اس کے روبرو پیش کیا جائیگا اور صحیح وہی ہوگی جو خداوند تعالٰی کے نزدیک صحیح ٹھہریگی اور کامل سورۃ کی قرات پڑھے اور اگر اس کے آخر یا اس کے وسط سے سورۃ پڑھے تو یہ بہتر ہے اور جو کچھ پڑھ رہا ہے اس کو اچھی طرح سکوت اور غور کے ساتھ سنے اور اس کو سمجھے بھی۔ اور قرات میں صحیح اور درست تلفظ نکالے۔ اور اگر امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو خاموشی سے اس کی قرات کو سنے اور سمجھے اور اس

میں جو پند اور شفقت کے الفاظ ہوں ان سے نصیحت و عبرت اختیار کرے اور امر اور نواہی کے جس قدر احکام وارد ہوں ان پر اعتقاد لائے اور ان کی فرمانبرداری کرے اور آخر سورۃ تک ایسا ہی عمل میں لائے۔ اور جب قرأت پڑھنے والا قرأت سے فارغ ہو جائے تو اس وقت خاموش کھڑا ہو اور اپنے دم کو درست کرے۔ اور اس کے درست ہو جانے کے بعد رکوع میں جائے۔ قرأت کے ختم ہوتے ہی دم درست کرنے کے سوا رکوع نہ کرے۔ اور اس کے بعد تکبیر کہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں کی لو تک یا دونوں کندھوں کے برابر تک اٹھائے جیسا کہ کتاب کے ابتداء میں بیان کیا گیا ہے اور جب تکبیر تمام ہو چکے تو پھر اپنے ہاتھوں کو چھوڑ دے اور رکوع کرنے کے واسطے جھک جائے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ رکھے اور دونوں پنجوں سے اپنے دونوں زانو پکڑے اور پیٹھ کو برابر کرے اور اپنے سر کو بلند نہ کرے اور نہ ہی زیادہ جھکائے۔ ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ پیغمبر خدا جس وقت رکوع کیا کرتے تھے۔ تو اس وقت آپ کی پشت اس طرح ہموار ہوتی تھی۔ کہ اگر اس پر پانی کا ایک قطرہ ہوتا تھا۔ تو وہ ہرگز جنبش نہیں کرتا تھا۔ اور روایت میں آیا ہے۔ کہ اگر پانی کا پیالہ بھی آپ کی پیٹھ پر ٹکا دیا جاتا۔ تو اس کو بھی حرکت نہ ہوتی تھی۔ اور یہ باتیں اسی واسطے ہی ہوتی تھیں کہ آپ کی پشت برابر اور ہموار رہتی تھی۔ اور رکوع میں تین دفعہ سبحان ربی العظیم کہے۔ اور یہ ادنے درجہ ہے۔ اور حسن بصری کا یہ قول ہے کہ پوری اور کامل تسبیح سات دفعہ کہنے سے ہوتی ہے اور ان دونوں درجوں کا اوسط پانچ دفعہ ہے اور ادنے مرتبہ تین ہے اور اس کے بعد اپنے سر کو اٹھائے اور اس وقت یہ کہے "سمع اللّٰہ لمن حمدہٗ" اور سیدھا کھڑا ہو کر اپنے دم کو راست اور درست کرے۔ اور اس وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو نیچے ٹکا دے اور سجدہ میں جائے اور جب سجدہ میں جائے تو پہلے اپنے دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھے اور پھر دونوں ہاتھ اور اس کے بعد پیشانی اور ناک کو زمین سے لگائے اور سجدہ میں آرام کرے اور اپنے جسم کے تمام اعضاء کو قبلہ کی جانب رکھے۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ سات عضو سے مجھ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ بندہ جب سجدہ کرے تو سات عضو سے کرے اور جس عضو کا سجدہ ضائع کر دیتا ہے وہ اس بندہ پر ہمیشہ لعنت کرتا رہتا ہے۔ اور سجدہ میں اپنے بدن کو سمٹا ہوا رکھے زمین کے اوپر پھیلا ہوا اور کشادہ نہ رہے اور نہ ہی اپنے دونوں ہاتھوں کو بچھائے بلکہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اس طور سے زمین پر رکھے کہ وہ دونوں کانوں یا دونوں کندھوں کے برابر رہیں۔ اور دونوں ہاتھ وہاں ہوں۔ جہاں ان کا رکھنا مستحب بیان کیا گیا ہے اور جب اٹھنے لگے تو اس وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور تکبیر کہے۔ یہ مستحب ہے مگر اپنے ہاتھوں کو سر تک اونچا کر اور اپنی انگلیوں کو ملائے رکھے۔ اور ران کو قبلہ کی طرف کرے۔ دونوں بازو دونوں پہلوؤں سے جدا رہیں اور اپنے ران بھی دونوں پہلوؤں سے الگ رکھے اور نہ ہی پیٹ کو زمین پر لگائے اور جب سجدہ میں ہو تو اس وقت تین دفعہ یہ کہے "سُبحان ربی الاعلٰے" اور اس کے بعد تکبیر کہتا ہوا اپنا سر اٹھائے اور جب بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھے اور تین دفعہ یہ کہے "رب اغفرلی" اور اپنی نگاہ کو اپنی گود پر ڈالے رہے اور اس کے بعد دوسرے سجدے میں جائے اور اس میں بھی بدستور یہی تسبیح پڑھے اور تکبیر کہتا ہوا اپنے سر کو اٹھائے اور اپنے دونوں گھٹنوں پر اپنے دونوں ہاتھوں کو ٹیک کر اٹھ کھڑا ہو اور جب اٹھنے لگے تو ایسا نہ کرے کہ ایک پاؤں کے بل اٹھے کیونکہ اس طرح اٹھنا مکروہ ہے اور ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک پاؤں کے بل اٹھنے سے نماز ساقط ہو جاتی ہے اور یہی عمل دوسری رکعت میں بجا لائے اور جب پہلے تشہد میں بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے اور انگلیوں کے سروں کو قبلہ کی طرف کرے اور اپنے دائیں ہاتھ کو داہنے ران پر رکھے اور بائیں کو بائیں ران پر اور انگشت سبابہ سے جو انگوٹھے کے ساتھ ملی ہوئی ہے اشارہ کرے اور انگشت وسطی اور انگوٹھے کو ملا کر ایک حلقہ بنائے

اور اس وقت دونوں چھنگلیوں کو سمیٹ لے اور ابتدا سے تشہد کے آخر تک انگلیوں پر نگاہ رکھے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ
خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اس ساعت نہ کھیلے کیونکہ وہ خدا کی درگاہ میں ہے اور
اس کے پاس مناجات کرتا ہے اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھے اور دائیں کو دائیں پر اور اپنے دل اور اپنی آنکھوں کو انگلی پر
لگائے۔ کیونکہ سبابہ انگلی کی نسبت کہا گیا ہے کہ یہ شیطان کو بھگا دیتی ہے اور اول سے آخر تک التحیات پڑھے۔ اور اس کے بعد تکبیر
کہتا ہوا اٹھے۔ اور سورہ فاتحہ پڑھے اور رکوع بجالائے اور سجدہ کرے اور چاروں رکعتیں اسی طرح پڑھے۔ اور آخر کار تشہد کے
واسطے بیٹھے اور پڑھے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اور التحیات کے پورا کرنے کے بعد یہ درود پڑھے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد
کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم انک حمید مجید اور امام احمد سے ایک دوسری روایت
میں وارد ہے کہ حضرت ابراہیم کے نام کے بعد ان کی آل کو بھی شریک کرے یعنی یہ کہے بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم اور یہ آخری تشہد
ہے۔ اور چار چیزوں سے خدا کی درگاہ میں پناہ مانگنی مستحب ہے یعنی یہ کہے۔ اے اللہ میں دوزخ کے عذاب سے امن چاہتا
ہوں، قبر کے عذاب سے امن چاہتا ہوں۔ مسیح دجال کے فتنہ سے امن مانگتا ہوں، زندگی اور موت کے فتنہ سے امن کی درخواست
کرتا ہوں اور اس کے بعد دعا مانگے۔ اے اللہ جن چیزوں کو میں جانتا ہوں۔ ان تمام کی میں تجھ سے نیکی چاہتا ہوں۔ اور جن کو
نہیں جانتا ان کی نیکی کی بھی درخواست کرتا ہوں۔ اور ان تمام شروں سے جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو نہیں جانتا ان سب سے
امن مانگتا ہوں۔ اے اللہ تیرے نیک بندوں نے جو چیز تجھ سے طلب کی ہے میں تجھ سے اس کی نیکی کی درخواست کرتا ہوں۔ اور
جس شر سے تیرے نیک بندوں نے تجھ سے پناہ مانگی ہے میں بھی اس سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے بہشت مانگتا ہوں
اور وہ قول اور عمل چاہتا ہوں جو بہشت کے نزدیک کر دیتا ہے اور میں دوزخ کے عذاب سے تیرے ہاں امن چاہتا ہوں۔ اور اس
قول اور فعل سے امن کی درخواست کرتا ہوں جو اس کے نزدیک کر دیتا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا اور آخرت میں نیکی دے
اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو نگاہ رکھ۔ اے ہمارے اللہ ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری برائیاں ہم سے دور کر۔ اور ہم کو ان
لوگوں کے ساتھ جو نیکوکار ہیں ملا دے۔ اے ہمارے پروردگار جو کچھ تو نے اپنے پیغمبروں سے دینے کے واسطے وعدہ کیا ہے وہ ہم کو
عطا کر دے اور قیامت کے دن ہم کو ذلیل اور خوار نہ کر۔ تو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اور اگر کوئی آدمی اس سے بھی زیادہ دعا
خداوند تعالےٰ کے ہاں مانگے تو وہ بھی روا اور جائز کہی گئی ہے۔ اور اگر امام ہے تو وہ اس خیال سے کہ دعا کو لمبا بڑھا دینے سے لوگوں
کا دل تنگ نہ ہو جائے اس کو مختصر کرے اور سلام پھیرے تاکہ لوگوں کے دل کو رنج نہ پہنچے۔ اکثر لوگ اہل حاجت بھی ہوتے ہیں
اور انہوں نے جا کر اپنی حاجت روائی کرنی ہوتی ہے اور اپنی ذات کے واسطے اور اپنے ماں باپ کے واسطے اور تمام مسلمانوں
کے لئے دعا مانگے پھر کہے۔ اور اپنے کام کے انجام سے ہمیشہ ڈرتا رہے اور ڈرنے کا مقام بھی ہے۔ کیونکہ جس جناب میں کھڑا ہے
وہ نماز کی خواستگار ہے۔ اور نیکی کا تو ثواب عطا کرنے والی ہے۔ اور برائیوں کے سبب سے عذاب دینے والی ہے۔ اور جب کوئی صحیح
اور سلامت طور پر اپنی منزل کو طے کرے۔ تو وہ خدا کی حمد کرے اور اس کی ثنا بجا لائے۔ کیونکہ خدا نے اس کو اس لائق بنایا ہے اور اگر
دیکھے کہ میری نماز میں خلل آ گیا ہے تو اس صورت میں پھر اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کرے اور اس سے بخشش مانگے۔ اور جو فرد لغزش
ہوئی ہے۔ دوسری دفعہ آمادہ ہو کر اس کے معاوضہ کرنے کی کوشش کرے۔ اور نماز مقبول اور مردود ان دونوں کے واسطے علامتیں
ہیں۔ مقبول نماز کی علامت تو یہ ہے کہ جو صاحب نماز ہوتا ہے وہ فاحش اور منکر گناہوں سے دور رہتا ہے اور بہت نیکی کرتا ہے
اور نیک صلاح بتلاتا ہے اور لوگوں کو مکروہات سے باز رکھتا ہے اور ایسا کرنے میں بڑی رغبت ظاہر کرتا ہے اور مکروہات کو
مکروہ جانتا ہے اور گناہوں کو گناہ۔ اور اس کے موافق ہوتا ہے جو خدا نے ارشاد کیا ہے فرمایا ہے۔ کہ نماز فواحش اور منکر امور سے

باز رکھتی ہے، غرض بہر حال میں خداوند تعالےٰ کا ذکر بزرگ اور جلیل ہے۔ اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس تمام میں امام اور مقتدی اور مفرد سب شریک ہیں۔ اور نماز کی جس قدر سُنّتیں ہیں اور جس قدر شرطیں اور واجبات ہیں ان سب کا ذکر کتاب کے ابتدا میں کیا گیا ہے اور اللہ ہی ہے جو ثواب کی توفیق عطا کرنے والا ہے +

امام کی صفت کا بیان

جو خصلتیں بیان کی جاتی ہیں جب تک کسی میں وہ نہ ہوں۔ اس کو امام بنانے سے منع کیا گیا ہے جب کوئی پہلے امامت کے لائق موجود ہے یا زیادہ فاضل ہے اور علم اور صلاحیت میں زیادہ لیاقت اور فضیلت رکھتا ہے تو اس کے ہوتے ہوئے اپنے آپ کو امام نہ بنائے۔ اور اگر کوئی ایسا کریگا تو وہ ہمیشہ پست اور ذلیل رہیگا۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ اگر میری نسبت یہ حکم لگایا جائے کہ اس کی گردن ماری جائے اور جس قوم میں ابو بکر صدیق ہیں۔ اگر اس میں امامت کرانے سے میری گردن بچ جائے تو میں اپنی گردن کٹوا دینے کو امامت سے بہتر جانتا ہوں۔ اور امام ایسا ہو کہ وہ قرآن مجید کا قاری ہو اور خدا کے دین کا فقیہ ہو اور رسول مقبول کی سنت کا عالم پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اپنے دینی کاموں کو فقہا کے سامنے پیش کرو۔ اور قاریوں کو اپنے امام بناؤ۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ تمہاری امامت وہ لوگ کریں۔ جو تم میں بہتر ہوں۔ کیونکہ اس قسم کے لوگ تم کو خدا کے پاس پہنچا دیتے ہیں اور اس کام کے واسطے ان لوگوں کو خدا نے مخصوص کر دیا ہے کیونکہ یہ اہل دین ہیں اور اہل فضل ہیں اور خداوند تعالےٰ کے عالم ہیں۔ اور اہل خوف ہیں اور اپنی اور دوسروں کی نماز کو سمجھتے ہیں اور جو اپنے اور مقتدیوں کے بوجھ اُٹھانے سے خوف رکھتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ وہ نماز کو خراب کریں۔ اور خدا کے رسول نے ان لوگوں کو پسند نہیں کیا جو قرآن مجید کے حافظ ہیں اور قرأت پڑھنے والے ہیں۔ اور اس پر عمل نہیں کرتے اور ان کو پسند کیا ہے جو قرآن کے حافظ ہیں اور اس کے عامل۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ قرآن پڑھنے کے واسطے آدمیوں میں سے زیادہ لائق وہ ہے جو اس پر عمل کرتا ہے چاہے وہ قرأت پر ہمیشگی نہیں کرتا اور بعض کا یہ حال ہے کہ وہ قرآن کو یاد کر لیتے ہیں اور اس پر عامل نہیں ہوتے۔ اور اقامت کے واسطے خدا نے جو حدیں مقرر کی ہیں۔ اُن کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور یہ ہی ان باتوں پر عمل کرتے ہیں جن سے ان کو منع کیا گیا ہے یا امامت کے لائق نہیں ہیں اور کچھ فضل اور کرامت نہیں رکھتے۔ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے جو آدمی قرآن کے حرام کو حلال جانتا ہے وہ کبھی قرآن شریف پر ایمان نہیں لاتا۔ اور لوگوں کو ایسے امام بنانا لازم نہیں۔ اگر امام بنائیں تو اس کو بنائیں جو خدا کا عالم ہو اور اس سے خوف کرنے والا۔ اور جو آدمی اس کا خلاف کرینگے اور اس آدمی کو امام بنائینگے جو خدا کا عالم نہیں ہوگا۔ وہ ہمیشہ پستی اور بدبختی میں رہینگے اور ان کے دین میں بھی کجی رہیگی اور خداوند کریم ان سے ناراض رہیگا۔ اور بہشت سے دور رہینگے۔ اور جو لوگ نیکو کاروں کو اپنا پیشوا بناتے ہیں اور دین کی خواہش رکھتے ہیں اور رسول کی سنت کی پیروی کرتے ہیں۔ اور ان باتوں سے خدا کی قربت چاہتے ہیں ان پر خداوند تعالےٰ کی رحمت ہو اور امام کو لازم ہے کہ لوگوں کی عیب گوئی اور غیبت سے اپنی زبان کو بچائے رکھے اور لوگوں کو جو نیکیاں ہوں۔ ان کو بیان کرے اور آدمیوں کو نیکی کرنے کا حکم بھی کرے اور منکر کاموں سے منع کرے اور ان باتوں پر آپ بھی عمل کرے اور نیکی کو اور نیکو کار لوگوں کو دوست رکھے اور شر کو بُرا جانے اور شریر آدمیوں سے بغض اور عداوت سے پیش آئے اور نماز کے وقتوں کو پہچاننے والا ہو اور ان کو نگاہ بھی رکھتا ہو۔ اور اپنے حال کی نگرانی کرے اور حرام خوری اور حرام کاری سے بچا رہے۔ اور ہمیشہ خدا کی رضامندی کی کوشش کرنے والا ہو۔ اور اگر اس کو تکلیف پہنچے تو اس پر صابر رہے اور خدا کا شکر کرے اور بدی سے اپنی آنکھیں بند رکھے اور جو بات کرے وہ حلم اور بُردباری سے کرے اور ستر عورت سے اپنی آنکھیں ڈھانپ لے۔ اور اگر کوئی آدمی اس سے جہالت کے ساتھ پیش آئے۔ تو اس پر صابر ہو اور اگر کوئی بدی کرے تو اس کے ساتھ نیکی کرے اور اگر کسی ستر عورت پر نظر جا پڑے تو اسکو

عیب کو چھپا دے اور اگر کوئی خوار کرنے والی چیز دیکھے تو اس کو دفن کرتے اور جاہل لوگوں سے چشم پوشی کرے۔ اور یہ کہے یا اللہ ان لوگوں کے شر سے ہم کو سلامت اور نگاہ رکھ اور ان میں شامل کر جو اس سے سلامت رہے ہیں۔ اور ہمیشہ اس میں کوشش کرتا رہے کہ میں ان لوگوں میں ہی ہوں جو اپنی گردن کو خلاص کرنے والے ہیں۔ اور یہ جانے میں ایک بلند رتبہ چیز میں گرفتار ہوں اور امام کو چاہیئے کہ جس بات کی اس کو تکلیف دی گئی ہے یعنے امامت کی اس بزرگی اور عزت اور توقیر کے قائم کرنے میں کوشش کرے۔ اور کم سخن ہو اور جب مصلحت دیکھے تو اس وقت خاموش نہ رہے۔ امام کی ایک خاص حالت ہو اور عام لوگوں کی دوسری حالت ہو اور جب محراب میں کھڑا ہو تو اس وقت یہ خیال کرے۔ کہ میں پیغمبروں کے مقام میں کھڑا ہوا ہوں اور رسولوں کا خلیفہ ہوں اور خدا کی درگاہ میں جو جہان اور جہان کے لوگوں کا پروردگار ہے مناجات کرتا ہوں۔ اور بڑی احتیاط اور کوشش سے اپنی نماز کو ختم کرے۔ تاکہ اس کی اور اس کے مقتدیوں کی جن کے لئے وہ امامت کرتا ہے سلامتی سے نماز ادا ہو۔ اور تمام ارکان کے بجا لانے سے اپنی نماز کو ادا کرے۔ اور جو قوم اس کے پیچھے کھڑی ہو اپنے آپ کو ان کے ضعیف لوگوں میں شمار کرے۔ اللہ تعالےٰ امام سے اُسکی ذات اور اُس کے پیروؤں کی نسبت اس سے سوال کریگا۔ اور امام نے جو گناہ پہلے کئے ہیں۔ ان پر شرمندہ ہو اور اپنی گذشتہ اوقات سے افسوس کرے۔ اور جو لوگ اس کے پیچھے ہوں۔ ان سے اپنے آپ کو بزرگ نہ جانے اور اچھا نہ سمجھے اور جس قدر اسکی ذمیمہ صفتیں اور ان کے بڑے اخلاق بیان کئے جائیں۔ ان میں تعصب نہ کرے اور اس بات کو دوست نہ رکھے کہ میری قوم کے لوگ میری تعریف کریں۔ اور اگر امام کی مذمت کریں تو اس کو مکروہ نہ جانے تعریف اور مذمت دونوں کو یکساں سمجھے اور اپنے آپ کو ایسا کرے کہ اس کا جھوٹ بولنا ثابت نہ ہو اور اپنے کھانے اور لباس کو پاک رکھے اور لباس میں فروتنی اختیار کرے اور اسلام کی رُو سے کسی حد کی مار نہ کھائی ہو۔ اور اپنے بھائیوں کی چغلی کھانے والا نہ ہو۔ اور لوگوں کے راز کو افشا اور ظاہر نہ کرے اور نہ ہی لوگوں کی کسی شرارت میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور اپنے بھائیوں سے کینہ نہ رکھے۔ اور امانت اور تجارت اور رعایت لی گئی چیز میں خیانت اختیار نہ کرے اور ناپاک کھانے والا امام نہ بنے اور ایسا امام نہ ہو جس کو امامت کی خواہش ہو۔ اور جو آدمی حاسد ہو اس کو امام نہیں ہونا چاہیئے۔ اور نہ ہی اس کو امام بنایا جائے۔ جس میں بغاوت اور کینہ۔ اور کھوٹ اور غصہ اور کبیر ہو۔ اور خون خواہش کرنیوالا ہو اور اپنے نفس کا غلبہ چاہنے والا۔ مغلوب الغضب۔ مسلمانوں کا عیب جو۔ محمدیہ امت میں سے کسی کو فریب دینے والا فسادی اور فتنہ پیدا کرنے والا۔ امام کو چاہیئے کہ اس باب میں کوشش نہ کرے اور نہ ہی ایسے آدمی کو تقویت دے۔ بلکہ جو لوگ اہل حق ہوں۔ ان کو اہل باطل کے مقابلہ میں ہاتھ اور زبان اور دل سے مدد دے۔ اور حق بات کے کہنے سے نہ رُکے چاہے وہ تلخ ہی ہو رہی ہو اور خدا کی راہ میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کا اس پر اثر نہ ہو۔ اور اگر لوگ اس کی تعریف کریں تو اس سے خوش نہ ہو اور اگر کوئی اُسکی مذمت کرے تو اس کو مکروہ نہ جانے اور خاص کرکے اپنے نفس کے واسطے ہی دعا نہ کرے بلکہ نماز کے بعد جب دعا کرے تو تمام مسلمانوں کیواسطے دعائے خیر کرے اور اگر امام صاحب خاصکر اپنے نفس کے واسطے ہی دعا کی تو اس صورت میں وہ لوگوں کے حق میں خیانت کرنیوالا ہوگا۔ اور کسی آدمی کو دوسرے آدمی پر بزرگی نہ دے مگر جو صاحبانِ علم ہوں۔ کیونکہ خدا کے رسول مقبولؐ نے فرمایا ہے جو لوگ اہل دانش ہیں۔ اور عقل پاک کے صاحب وہ ضرور میرے متصل ہوں گے اور اسی طرح کہا گیا ہے۔ کہ جو آدمی ان لوگوں کے نزدیک ہو اس کو مناسب ہے کہ اماموں کی صحبت کو چھوڑ کر دوسرے مالداروں کی صحبت کو اختیار نہ کرے۔ اور ان سے قربت نہ بنائے۔ اور فقیر کی حقارت سے امام کو منع کیا گیا۔ اور ایسی قوم کے لوگوں کی امامت نہ کرے۔ جس کے آدمی اسکی امامت کو مکروہ جانتے ہوں۔ اور اگر ایسا حال ہو کہ بعض لوگ تو اُس کی امامت کو مکروہ جانتے ہیں اور بعض مکروہ نہیں جانتے۔ تو ان میں دیکھے کہ زیادہ لوگ کس گروہ کے ہیں۔ اگر مکروہ جاننے والے زیادہ ہوں۔ تو اس صورت میں امامت کی جگہ کو خالی کرے۔ تاکہ محراب میں کوئی اور

آدمی داخل ہو۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے۔ کہ امام کے حق میں لوگوں کی جو کراہت ہو وہ علم اور حق کے ساتھ ہو۔ اور اگر لوگوں کی جہالت یا نفس کی نحوست یا مذہب کے تعصب اور نفسانی ہوا کے سبب سے ہو تو ان لوگوں کی کراہت کی کچھ پرواہ نہ کرے اور امامت کو نہ چھوڑے۔ اور اگر دیکھے کہ قوم میں فتنہ اور فساد پھیلنے والا ہے۔ تو اس صورت میں گوشہ نشین ہو جائے اور اس وقت تک امامت کے محراب کو خالی کرے کہ فتنہ اور فساد کا غبار بیٹھ جائے اور اس میں مصلحت کرلیں اور رضامند ہو جائیں اور امام کو یہ لازم نہیں ہے کہ وہ خود بھی باعث فساد ہو اور بہت قسمیں نہ کھائے۔ اور نہ ہی لوگوں پر بہت لعنت کرے۔ اور ایسی جگہوں میں نہ داخل ہو جو بُری اور تہمت ناک ہوں۔ اور ان لوگوں کے ساتھ اُلفت اور اختلاط پیدا کرے جو نیکوکار ہوں اور فتنہ سے اور فتنہ پیدا کرنے والے لوگوں سے دور رہے اور گناہ سے اور گناہ کرنے والے لوگوں سے پرہیز کرے۔ اور ریا اور اہل ریا سے الگ رہے جو ان منع کی گئی باتوں کو اختیار کرتا ہے یا ان کی طرف میلان رکھتا ہے وہ امامت کے لائق نہیں ہوتا۔ اور امام کو لازم ہے کہ لوگوں کی طرف سے جو اس کو ایذا اور تکلیف پہنچے اس پر صابر اور شاکر ہو۔ اور لوگوں کی خیر خواہی چاہنے والا اور ان کو فائدہ پہنچانے والا ہو۔ اور ان کو دوست رکھتا ہو اور جہاں تک کہ سکے لوگوں کو نصیحت کرنے کی کوشش کرے۔ اور امامت کے واسطے جدال اور قتال اختیار نہ کرے۔ اور اگر کوئی آدمی امامت کے لائق ہو تو اس کے ساتھ اس بنا پر جھگڑا نہ کرے کہ میں خود امام بن جاؤں۔ گذشتہ بزرگوں کی روایت کرتے ہیں کہ وہ لوگ امامت کو مکروہ جانتے تھے اور جب کسی کو امام بناتے تھے اس کو بناتے تھے جو ان سے بزرگی اور دیانت اور امانت میں کم ہوتا تھا اور یہ اس واسطے کرتے تھے کہ کسی دوسرے کا بوجھ ہم کو اٹھانا نہ پڑے اور دوسرے لوگوں کے گناہ کی خفت ہم لوگوں پر عاید نہ ہو اور جب ایسے لوگ امام کے پاس حاضر ہوں جو اہل غلبہ ہوں تو اس وقت ان کے حکم کے سوا امامت نہ کرے۔ اور اگر ان کے حکم سے امامت اختیار کرلے تو پھر جب تک ترک کرنے کے واسطے خود حکم نہ دیں امامت کو ترک بھی نہ کرے اور جب کسی گاؤں میں جائے یا کسی محلہ یا قبیلہ میں داخل ہو یا گروہ عرب میں شامل ہو تو ان لوگوں کی بھی ان کے حکم کے بغیر امامت نہ کرے اور ایسا ہی اس وقت کرے جب سفر میں کسی قوم یا قافلہ کے ساتھ ہو یا کسی مجمع عام پر گذرے اور نماز کو لمبی نہ کرے۔ بلکہ سبک پڑھائے اور اس کے تمام ارکان ادا کرے۔ کیونکہ ابی ہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ اگر تم میں سے کوئی امام ہو تو اس کو سبک نماز ادا کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس کے پیچھے چھوٹے بڑے اور صاحب حاجت ہوتے ہیں۔ اور اگر اکیلا ہو تو اس وقت جس قدر چاہے اسی قدر نماز کو طول دے لے۔ ابی واقد کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول ان لوگوں میں سے تھے جو نماز کو مختصر پڑھا کرتے تھے اور اپنے نفس پر اس بات کی ہمیشہ مداومت کیا کرتے تھے۔

امامت کا بیان

امام کو پہلے نیت کرنی چاہئے۔ جب تک نیت نہ کرلے نماز میں کھڑا نہ ہو۔ اور تکبیر پڑھے۔ اور جو نیت دل میں کرے اگر اس کو زبان سے بھی ادا کرے تو یہ طریق بہتر کہا گیا ہے اور اپنی دائیں اور بائیں طرف توجہ کرکے صفوں کو برابر کرے۔ اور لوگوں کو اس طرح کہے۔ خداوند تعالٰی تم پر رحمت کرے۔ تم سیدھے ہو جاؤ۔ خداوند تعالٰی تم سے راضی ہو۔ تم برابر ہو جاؤ۔ اور لوگوں کو حکم دے کہ کندھوں کو برابر کرے تاکہ جگہ پُر ہو جائے اور ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہو کیونکہ کندھوں کے اِدھر اُدھر ہونے سے اور صفوں میں کجی رہنے سے نماز میں نقص آجاتا ہے اور خالی جگہوں میں شیطان گھس جاتے ہیں۔ اور صفوں میں آکر آدمیوں کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ نماز میں اپنی صفوں کو متصل کرو اور اپنے کندھوں کو بھی برابر کرو۔ اور صفوں کے جو شگاف ہوں ان کو بند کر دو تاکہ تمہارے درمیان بکری کے بچوں کی طرح شیطان اور شیطونگڑے کھڑے نہ ہونے پائیں۔ اور خدا کے رسول مقبول جب نماز پڑھانے کے واسطے کھڑے ہوا کرتے تھے تو پہلے دائیں اور بائیں

دیکھ کر یہ حکم دے لیا کرتے تھے کہ اپنی صفوں اور کندھوں کو برابر کرو۔ اور اس کے بعد تکبیر کہا کرتے تھے اور زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے کہ آپس میں اختلاف نہ کرو۔ اس سے تمہارے دلوں میں اختلاف ہو جائیگا۔ ایک دن آپ نے آدمی کے سینہ کو صفوں سے باہر نکلا ہوا دیکھا۔ آپنے اس کو فرمایا کہ اپنے کندھوں کو برابر کر دے۔ ایسا نہ ہو کہ اس سے خداوند تعالیٰ تمہارے دلوں میں مخالفت ڈال دے اور مسلم اور بخاری کو سالم بن ابی جعد کی اس روایت سے اتفاق ہے۔ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ نعمان بن بشیر کہتے ہیں پیغمبر خدا یہ کہا کرتے تھے۔ اپنی صفوں کو برابر کرو۔ اور اگر ایسا نہ کرو گے تو خداوند تعالیٰ تمہارے مُنہوں میں مخالفت پیدا کر دیگا اور قتادہ رضہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ اپنی صفوں کو برابر کرو۔ کیونکہ صفوں کو برابر کرنا نماز کو کامل کرنے والے امور میں سے ہے اور ایک روایت میں وارد ہے کہ حضرت عمر خطاب جب امامت کرایا کرتے تھے تو پہلے جب تک صفوں کا موکل آپ کو صفوں کے درست ہونے کی خبر نہیں دے لیتا تھا۔ اس وقت تک آپ تکبیر نہیں کہا کرتے تھے۔ اور عمر بن عبد العزیز بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت بلال مؤذن کا یہ دستور تھا کہ جب آپ صفوں کو درست کرنے لگتے تھے تو اس وقت لوگوں کے ٹخنوں پر کوڑے مار مار کر صفیں سیدھی کرتے تھے اور بعض علما کہتے ہیں۔ کہ پیغمبر صلعم کے زمانہ میں حضرت بلال اس کام کو نماز میں داخل ہونے سے پہلے کیا کرتے تھے۔ اور آپ کے زمانہ کے بعد پھر کسی کی امامت کے واسطے اذان نہیں کہی۔ مگر جب ملک شام سے واپس آئے ہیں۔ تو ابو بکر کے کہنے سے ایک دن اذان کہی ہے۔ اور رسول مقبول کے عہد کا آپ کو اس قدر اشتیاق تھا کہ جب اس نے یہ کہا " اشہد ان محمد الرسول اللہ " تو اس سے آپ پر اس قدر غم غالب ہوا کہ کھڑے رہنے پر قادر نہ ہو سکے اور شوق اور فراق کے قلق میں بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اور جب مدینہ کے لوگوں نے یہ حال دیکھا۔ تو مہاجر اور انصار میں آہ اور بکا کا ایک بہت بڑا ہنگامہ بپا ہو گیا۔ یہاں تک کہ جو جوان عورتیں تھیں۔ وہ نبی کے دیدار کے شوق سے پردوں سے باہر نکل آئیں غرض یہ ثابت ہے کہ صفوں کے برابر کرنے کے واسطے حضرت بلال کی جو پاؤں پر دُرّے لگایا کرتے تھے۔ تو آپ کا یہ فعل رسول مقبول کے زمانہ میں ہی تھا۔ اور امام کے واسطے واجب ہے کہ قبلہ کے طاق میں اس طرح داخل نہ ہو کہ جو لوگ اس کے پیچھے ہیں وہ اس کو نہ دیکھ سکیں بلکہ اس سے تھوڑا نکلا رہے۔ اور امام احمدؒ سے ایک روایت میں وارد ہے کہ امام کے واسطے مستحب ہے کہ محراب میں ایسی جگہ نہ کھڑا ہو۔ جو مقتدیوں کی جگہ سے زیادہ بلند ہو اور اگر ایسا کریگا تو دو روایتوں میں سے ایک روایت کے موافق اس کی نماز باطل ہو جائیگی اور امام جب نماز پڑھنے کے بعد سلام پھیر چکے تو وہ دیر تک نماز کی جگہ پر نہ بیٹھے بلکہ بائیں طرف کو ہو کر محراب کے ایک گوشہ میں کھڑا ہو اور اس جگہ نفلیں پڑھے مغیرہ بن شعبہ روایت کرتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ امام جس جگہ پر کھڑا ہو کر فرضوں کی نماز پڑھاتا ہے۔ اس جگہ پر نفلیں نہ پڑھے اور مقتدیوں کے واسطے یہ جائز ہے کہ وہ جہاں نماز فرض پڑھتے ہیں وہیں کھڑے ہو کر اور یا تھوڑی دور پیچھے ہٹ کر پڑھیں اور امام کے واسطے لازم ہے کہ وہ دو سکوت کرے ایک تو نماز کے شروع کے وقت اور دوسرا رکوع کرنے سے پہلے قرات سے فارغ ہونے کے وقت اور یہ اس واسطے ہے کہ سانس لے اور دم کو درست کرے تا کہ قرات کے سبب جو جوش پیدا ہوتا ہے اس میں آرام آجائے۔ جیسا کہ سمرہ بن جندب کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ قرات کے بعد جب تکبیر کہنے لگے تو قرات کے ساتھ ہی تکبیر نہ کہے اور امام کو لازم ہے۔ کہ جب سترہ رکھے تو اس کے نزدیک کھڑا ہو (نماز پڑھنے کے وقت جو چیز اس واسطے آگے رکھتے ہیں کہ سامنے سے لوگوں کے گذرتے سے نماز باطل نہ ہو جائے اس کو سترہ کہتے ہیں) اور اپنے اور سترے کے درمیان اس قدر زیادہ جگہ نہ چھوڑی جائے۔ کہ درمیان میں سے کالا کتا یا گدھا یا عورت گذر جائے کیونکہ امام احمدؒ کے نزدیک انکے گذرنے سے نماز ساقط ہو جاتی ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ گدھے اور عورت کے گذر جانے سے نماز ساقط نہیں ہوتی اور جب

رکوع کرے تو تین دفعہ تسبیح کہنی امام کو لازم ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اور اس میں جلدی نہ کرے اور آرام اور آہستگی سے کہے اور اگر جلدی کریگا تو مقتدی بھی ساتھ نہ پہنچنے کے باعث سے جلدی کرینگے اور اس سے انکی نماز فاسد ہو جائیگی۔ اور اس کا گناہ امام پر عائد ہوگا۔ اور جب رکوع سے اپنا سر اُٹھائے تو اس وقت یہ کہے "سمع اللہ لمن حمدہ" اور جب برابر کھڑا ہو جائے تو اس وقت یہ کہے "ربنا لک الحمد" مگر آرام سے کہے کلام میں جلدی نہ کرو اور یہ اس واسطے ہے کہ مقتدی بھی اس کے ساتھ پہنچ جائیں۔ اور اگر چاہے کہ اس سے زیادہ تسبیح کہے تو اس کو جائز ہے اور وہ یہ کہے ملأ السماء وملأ الارض وملأ ما شئت من شیئ بعدُ۔ اور انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول رکوع سے جب اپنا سر اٹھایا کرتے تھے تو اس وقت سیدھے کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور دیکھنے والوں کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو نماز بھول گئی ہے۔ اور سجدہ میں اور دو سجدوں کے جلسہ میں بھی ایسا ہی ٹھیرنا ثابت ہوا ہے اور یہ بھی اسواسطے تھا کہ مقتدی ساتھ پہنچ جائیں اور اگر کوئی یہ کہے کہ اگر امام ایسا کرے، تو اس میں ایسا ہوتا ہے کہ مقتدی اس پر سبقت کرتے ہیں اور جب کہ اسی طرح سبقت کریں۔ تو اس سے انکی نماز فاسد اور باطل ہو جائیگی۔ تو اس جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ جب لوگوں کو معلوم ہو جائیگا کہ امام ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں یہ تو ان کا وظیفہ ہی ہے تو پھر وہ جلدی نہیں کرینگے۔ اور امام کے لئے مستحب ہے کہ جب نماز شروع کرنے لگے تو پہلے لوگوں کو ارشاد کرے کہ کسی رکن میں میرے اوپر سبقت نہ کرنی۔ مجھ کو اپنا کام پہلے کر لینے دینا اور اس کے بعد تم نے کرنا۔ اور اگر مجھ سے پہلے کرو گے تو اس سے تم پر خداوند کا عتاب ہوگا اور آئندہ فصل میں اس کا ذکر کیا جائیگا۔ اور ایسا کرنے سے فساد رفع ہو جاتا ہے اور اس میں عام لوگوں کی مصلحت ہے اور سب لوگوں کی نماز کے تمام ہونے کا باعث ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ ہر امام چرواہا ہے اور اپنی رعیت کی نسبت اس سے سوال کیا جائیگا اور کہتے ہیں کہ امام ان لوگوں کا چرواہا ہے، جو اس کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں۔ اس لئے ان لوگوں کو نصیحت کرنی امام پر واجب ہے اور ان کو سمجھائے کہ رکوع اور سجود میں جلدی نہ کریں۔ اور انکے آداب اچھے کرے کیونکہ ان لوگوں کا وہ نگاہبان ہے اور کل کو قیامت کے روز ان لوگوں کے بارہ میں اس سے پوچھیں گے پس اپنی نماز بھی اچھی طرح پڑھے۔ اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس بات کی ہدایت فرمائے۔ کہ نماز کو اچھی طرح تمام کریں تا کہ امام کو بھی انکی نماز کا ثواب ملے۔ اور اگر امام نے اس باب میں کوتاہی کی تو جیسے ان کو گناہ کا اجر دیا جائیگا۔ اسی طرح امام کو بھی گناہوں کا اجر ملیگا۔

مقتدیوں کیواسطے ہدایت

مقتدی کو پیروی کرنے کے واسطے نیت کرنی واجب ہے۔ اور امام کے داہنے کھڑا ہو اور اس کے آگے نہ کھڑا ہو اور نہ اُسکے بائیں کھڑا ہو۔ اور اگر جماعت حاضر ہو تو اُس کے پیچھے کھڑا ہونا سنت طریق ہے۔ اور ایک آدمی دائیں جانب سے تکبیر کہے۔ اور دوسرا آدمی پاس آجائے تو ان دونوں کو امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ اور اگر دوسرا آدمی تکبیر کہنے کے بعد بائیں جانب کھڑا ہو تو امام اپنے ہاتھ سے اس کو پیچھے کر دے اور اگر امام کی پچھلی طرف کی جگہ تنگ ہے وہاں دو آدمی کھڑے نہیں ہو سکتے تو اس حال میں آپ آگے ہو جائے اور اگر کوئی شخص جماعت میں حاضر ہونے کے وقت صف میں کہیں شگاف دیکھ لے۔ تو اس شگاف میں کھڑا ہو جائے۔ اور اگر نہ ہو تو پھر دائیں جانب پر کھڑا ہو۔ اور جو لوگ پہلے صف میں کھڑے ہوں ان میں سے کسی کو اس واسطے کھینچ نہ لے کہ اس کے ساتھ صف بنا کر کھڑا ہو کیونکہ اس حرکت سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور فتنہ اٹھتا ہے اور دشمنی اور عداوت پڑتی ہے اور ہمارے نزدیک یہ فعل اس کی نماز کو باطل کر دیتا ہے جس کو صف کے شگاف سے باہر کھینچا جاتا ہے غرض جب حاضر ہو تو تکبیر کہے اور اس میں نماز کی نیت کرے۔ اور صف میں سے کسی آدمی کو نماز میں مصروف ہو صف سے علیحدہ کر کے اپنے ساتھ لیکر نہ کھڑا ہو۔ اور جب اس وقت حاضر ہوا ہے۔ جبکہ امام رکوع میں ہے۔ تو دو تکبیریں کہے۔ ان میں سے ایک تو نیت کے واسطے ہے اور دوسری تکبیر رکوع کے واسطے۔ اور اگر ایک ہی تکبیر کہہ کر دونوں کی نیت کر لے تو پھر بھی جائز ہے۔ اور اگر ایسے وقت میں پہنچا ہے کہ امام آخری تشہد میں بیٹھ ہوا ہے

تو اس وقت نماز کی نیت کرنی مستحب ہے۔ اور نیت کر کے امام کے ساتھ بیٹھ جائے۔ تاکہ نماز جماعت کی فضیلت پالے اور جب امام سلام پھیر چکے تو بعد میں اسی تکبیر اور نیت سے اپنی نماز کو پورا کرلے ٭

مقتدی کے آداب

امام کے رکوع اور سجود میں اور ان سے سر اٹھانے میں مقتدی کو لازم ہے کہ امام سے تکبیر میں آگے نہ بڑھے۔ ایسا کرنے سے بہت ہی پرہیز رکھے اور جہاں تک ہو سکے اس میں کوشش کرے۔ کہ نماز کے تمام مراتب امام کے بعد میں ادا ہوں۔ اس باب میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی امام کے سر اٹھانے سے پہلے اپنے سر کو اٹھائے تو خداوند تعالٰے اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح سے بنا دیگا۔ اور ایک دوسری حدیث میں رسول خدا نے فرمایا ہے کہ امام کو لازم ہے کہ وہ مقتدیوں سے پہلے رکوع کرے اور ان سے پہلے ہی سجدہ کرے۔ اور مقتدیوں سے پہلے ہی اپنے سر کو اٹھائے۔ براء بن عازب کہتے ہیں کہ ہم خدا کے رسول کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور جب خدا کے رسول سجدہ میں جاتے تھے تو جب تک اپنی پیشانی کو زمین پر نہیں رکھتے تھے۔ کوئی ہم میں سے اپنی پیٹھ کو ٹیڑھا نہیں کرتا تھا۔ آپ تکبیر کہہ کر اپنا سر زمین پر رکھ دیتے تھے اور جو اصحاب آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے۔ وہ ابھی کھڑے ہی ہوتے تھے۔ اور بعد میں سجدہ کرتے تھے۔ اور پھر آپ اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور ابھی تک اصحاب سجدہ میں ہی ہوتے تھے۔ اور انس بن مالک رضؓ کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ کیا تم اس سے نہیں ڈرتے کہ اگر ہم امام سے پہلے سر اٹھائینگے۔ تو ہمارا سر گدھے یا شتر کا ہو جائیگا۔ اور ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ ابا القاسم کو میں نے یہ کہتے سنا ہے۔ کہ کیا تم اس سے نہیں ڈرتے ہو کہ جو آدمی امام سے پہلے اپنا سر اٹھائیگا۔ خداوند تعالٰے اس کے سر کو گدھے کی مانند بنا دیگا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک آدمی کو ابن مسعود نے امام پر سبقت کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے دیکھ کر اس کو فرمایا کہ تو نے نہ تو اکیلے ہو کر نماز پڑھی ہے اور نہ ہی امام کے ساتھ پڑھی ہے اور جو آدمی نہ اکیلا ہو کر نماز پڑھتا ہے اور نہ ہی امام کے ساتھ اس کی کوئی نماز نہیں ہوتی اور اسی طرح ابن عمر رضؓ نے ایک آدمی کو امام پر سبقت کرتے ہوئے دیکھا اور آپ نے اس کو فرمایا کہ تو نے نہ تنہا نماز پڑھی ہے اور نہ ہی امام کے ساتھ اور اس کے بعد اس کو مارا اور فرمایا کہ پھر نماز پڑھو۔ اور ابی صالح رضؓ ابی ہریرہ سے روایت کرتی ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ امام کو اس واسطے مقرر کیا گیا ہے کہ نماز میں لوگ اسکی پیروی کریں اسلئے لازم ہے کہ جب امام تکبیر کہے تو اس وقت تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو اس وقت تم بھی رکوع کرو۔ اور جب سر اٹھائے تو اس کے بعد تم بھی سر اٹھاؤ اور جب امام کہے سمع اللہ لمن حمدہ تو اس وقت تم کہو ربنا لک الحمد اور جب امام سجدہ میں جائے تو اس وقت تم بھی سجدہ میں جاؤ اور جب امام اپنے سر کو اٹھائے تو تم بھی اس وقت اپنے سر کو اٹھاؤ اور امام کے سر اٹھانے سے پہلے اپنے سر کو ہرگز نہ اٹھاؤ۔ اور جس وقت وہ بیٹھ کر پڑھے اس وقت تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو اور ابو عبد اللہ امام احمد اپنے رسالہ میں ابو موسیٰ اشعری سے اور وہ رسول کے مصاحب سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ خدا کے رسول نے مجھ کو اس طرح نماز سکھلائی ہے۔ جب امام تکبیر کہے تو اس وقت تم بھی تکبیر کہو۔ اور جب وہ قرات پڑھنے لگے اس وقت تم خاموش رہو اور جس وقت وہ کہے ولا الضالین اس وقت تم کہو آمین۔ اس سے اللہ تعالٰے تمہاری دعا قبول کریگا۔ اور پھر جب تکبیر کہو اور رکوع میں جائے تو رکوع میں جاؤ۔ اور اس میں تین دفعہ سبحان ربی العظیم پڑھو اور جب اپنا سر اٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم کہو ربنا لک الحمد۔ اور تمہاری آواز کو خداوند تعالٰے سنتا ہے اور جب تکبیر کہہ کر سجدہ میں جائے۔ تو تم بھی تکبیر کہنے کے بعد سجدہ میں جاؤ۔ اور سجدہ میں تین دفعہ پڑھو سبحان ربی الاعلےٰ۔ اور پھر جب سر اٹھا کر تکبیر کہے تو تم بھی سر اٹھا کر تکبیر کہو۔ اور نبی رسول خدا نے فرمایا ہے کہ تمہارے عمل امام کے عمل کے ساتھ ہیں۔ اور جس وقت امام تشہد پڑھے۔ اس وقت تم بھی پڑھو۔ اور دعا مانگو کہ اللہ تعالٰے ہم کو سچے مذہب اور درست اعتقاد پر اس دنیا سے لیجائے۔ اور ایسے لوگوں کے گروہ میں ہی ہمارا حشر کرے اور اس

قول کے معنے (وَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوا) یہ کرتے ہیں کہ تم تکبیر کہنے والے کی تکبیر کے تمام ہونے تک منتظر رہو۔ اور جب وہ تکبیر کہہ چکے تو پھر تم بھی تکبیر کہو۔ اور بعض لوگوں نے اس حدیث کے معنوں میں غلطی کھائی ہے اور اس بات کو نہیں سمجھے کہ نماز میں جلدی کرنے کے باعث عام لوگوں پر کیا مواخذہ کیا جائیگا۔ اور کبھی ایسا کرتے ہیں کہ جب امام تکبیر کہتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اور لوگ بھی تکبیر کہنی شروع کر دیتے ہیں۔ اور یہ ان لوگوں کی خطا ہے جب تک امام اپنی تکبیر نہ کہہ لے۔ ان کو تکبیر نہیں کہنی چاہئے۔ اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب امام کہے تو اس کے بعد تم تکبیر کہو اور جب امام صرف اللہ کا لفظ کہتا ہے تو وہ تکبیر کو تمام نہیں کر چکتا۔ جب اللہ اکبر پورا کہہ چکے تو اس کے بعد دوسرے لوگ بھی اللہ اکبر کہیں۔ اور یہ خطا ہے کہ امام کے ساتھ ساتھ تکبیر کہیں۔ اس میں پیغمبرؐ کے قول کی ترک ہوتی ہے۔ اور جب کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہو۔ تو اس سے بات نہ کرو۔ اور اکثر امام جن کو سمجھ نہیں۔ تکبیر کو طول دیدیتے ہیں اور ساتھ کہنے والے ختم کر چکتے ہیں اور امام کی تکبیر ابھی تک ختم ہی نہیں ہوتی اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ شخص امام سے پہلے اپنی تکبیر کہتا ہے۔ اور جو امام سے پہلے تکبیر کہتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ امام سے پہلے ہی نماز میں دخول کر لیتا ہے اور پیغمبر صلعم کا جو یہ قول ہے اِذَا کَبَّرَ وَرَکَعَ فَکَبِّرُوْا وَارْکَعُوْا اس کے معنے یہ ہیں کہ جب امام تکبیر کہے تو اس کے کہنے تک خاموش رہو اور بعد میں تم بھی تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تو بعد میں تم بھی رکوع کرو۔ اور ایسا ہی امام کے اس قول کی پیروی کرو سمع اللہ لمن حمدہ اور سر اُٹھانے کے بعد تم یہ کہو اللّٰھم ربنا لک الحمد۔ اور براء بن عازب کہتے ہیں کہ یہ سب باتیں نبی صلعم کے قول کے موافق ہی ہیں کہ امام تم سے پہلے رکوع کرے اور تم سے پہلے ہی سجدہ کرے اور تم سے پہلے ہی سر اُٹھائے۔ اور خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ جب امام تکبیر کہے اور اپنا سر اٹھائے اس وقت تم بھی سر اٹھاؤ اور تکبیر کہو اور اس سے مقصود یہی ہے کہ تم یہاں تک سجدہ میں جھے رہو کہ امام اپنا سر اٹھائے اور تکبیر کہے اور جب تکبیر کی آواز بلند ہو تو اس وقت تم بھی پیروی کرو۔ اور خدا کے رسولؐ نے فرمایا ہے کہ تمہارا کام امام کے کاموں کے مقابلہ میں ہیں۔ اور اس سے مطلب یہی ہے۔ کہ جب امام اپنا کام کرنے لگے تو تم اس کے ساتھ ہی نہ کرو بلکہ ایسا کرو کہ جب وہ کر چکے تو اس کے بعد تم بھی اُس کے کام کے بیچ میں داخل ہو کر پیروی کرو۔ پس اے مسلمانوں ان باتوں کو جو امام کے کام کے بیچ میں داخل ہونے کے باب میں ہیں۔ اچھی طرح سمجھ لو۔ اور ان میں غور کرو اور ایسا ہی کرو جیسا کہ کہا گیا ہے اور یاد رکھو کہ قیامت کے روز ایسے بہت سے آدمی ہونگے کہ ان کے رکوع اور ان کے سجود وغیرہ کچھ بھی نہیں ہونگے اور اس کا باعث یہی ہوگا۔ کہ انہوں نے امام پر سبقت کی ہوگی۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا۔ کہ اس میں لوگ نماز تو پڑھینگے۔ مگر ان کی نماز پڑھنی نہ پڑھنے کے برابر ہوگی اور جس زمانہ کی نسبت کہا گیا ہے۔ جب اس میں غور کی جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ یہی ہے جو اب ہمارے وقت میں گذر رہا ہے کیونکہ اس زمانہ میں اکثر ایسے لوگ موجود ہیں کہ وہ امام پر سبقت کرتے ہیں یعنے نماز کے وقت میں رکوع، سجود اور اُٹھنے بیٹھنے میں امام سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ ابھی امام صاحب ان کاموں میں داخل نہیں ہوئے ہوتے۔ کہ وہ پہلے داخل ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں کا کام یہ ہوتا کہ وہ نماز کے ارکان اور واجبات اور سُنتوں کو ضائع کریں ✦

نماز کے واجبات وغیرہ کی نصیحت

اگر کوئی کسی کو دیکھے کہ وہ اپنی نماز میں قصور کرتا ہے اور اس کے ارکان اور واجبات اور آداب کو چھوڑتا ہے تو اُس کو سکھلائے اور اس کو پند و نصیحت کرے اس طرح کہ وہ آدمی اُس کے اثر سے باقی عمر میں نیک بخت اور صالح بن جائے اور جس نے آداب وغیرہ کو ترک کیا ہو جب وہ پند و نصیحت کو سُنے تو اس سے پہلے جو فرو گذاشت کر چکا ہو۔ اس پر استغفار پڑھے۔ اور اگر کوئی کسی کو واجبات وغیرہ ترک کرتے ہوئے دیکھیگا۔ اور اس کو نصیحت نہ کریگا تو اس کے گناہوں کا بوجھ اُس کے سر پر رہیگا

اور ایک صحیح حدیث میں وارد ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اگر عالم آدمی کسی کو جاہل پائیگا اور اس کو تعلیم نہ دیگا۔ تو وہ انجام کار افسوس اور ہلاکت میں پڑیگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ عالم پر واجب ہے کہ وہ جاہل کو تعلیم دے۔ اگر واجب اور لازم اور فرض نہ ہوتی تو عالم کی نسبت خاموش رہنے کی حالت میں پیغمبر خدا ہلاکت میں پڑنے کا حکم نہ دیتے اور جب تک وہ سنت کے سوا واجب اور فرض کی ترک نہ کرتا۔ اس فرمان کا مستحق نہ ہوتا۔ ہلال بن سعد کہتے ہیں کہ جب تک گناہ پوشیدہ ہوتا ہے تب تک وہ اپنے صاحب کو ہی ضرر پہنچاتا ہے اور جب ظاہر ہو جاتا ہے تو پھر اس کے ضرر میں عام لوگ بھی شریک ہو جاتے ہیں اور ان کا شریک ہونا بھی اس سبب سے ہوتا ہے کہ وہ بھی اپنے واجب اور لازم امور کو ترک کر دیتے ہیں یعنے اس سے خاموشی اختیار کرتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کو نصیحت اور پند کریں۔ جب اس سے سکوت کرتے ہیں تو گناہ بڑھ جاتا ہے اور نیکوکار اور بدکار دونوں قسم کے آدمی اس میں شریک ہو جاتے ہیں۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ اگر کسی کو نماز میں ارکان اور اداب کے خلاف کرتے ہوئے دیکھے اور اس کو منع نہ کرے تو وہ خود بھی گناہ میں شریک ہوتا ہے اور شیطان لعین کا موافق کیونکہ وہ بدی کی اصلاح سے خاموشی اختیار کرتا ہے اور نیکوکاری اور پرہیزگاری کی مدد کو چھوڑ دیتا ہے خداوند تعالےٰ اپنے کلام میں اس باب میں نصیحت فرماتا ہے۔ اے مسلمانوں تم نیکوکاری اور پرہیزگاری پر مدد کرو آیت کے آخر تک اور ہر ایک مسلمان کو واجب ہے کہ ایک دوسرے کو نصیحت کرے اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ یہ کام نہ ہو اور اسلام جاتا رہے اور جتنے لوگ ہیں وہ سب گنہگار ہو جائیں پس عقلمند آدمی کو یہ لازم نہیں ہے کہ وہ شیطان کی فرمانبرداری کرے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے بنی آدم جیسا کہ شیطان نے تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکال دیا ہے اسی طرح وہ تم کو بھی فتنہ میں نہ ڈالے۔ اور فرمایا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اسلئے تم بھی اس کو اپنا دشمن جانو۔ وہ ہمیشہ اپنے گروہ کو بلاتا رہتا ہے تاکہ دوزخ میں اس کا ساتھ دیں اور اس کی صحبت میں ہوں۔ اور اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ نماز اور زکوٰۃ اور ان کے سوا باقی تمام عبادتوں میں جس قدر نقص ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ جو لوگ اہل علم اور فقہ ہیں۔ اور اہل دانش وہ پند اور نصیحت سے سکوت کرتے ہیں اور تعلیم دینے اور ادب سکھلانے کو ترک کر دیتے ہیں۔ یہ نقصان پہلے تو ان لوگوں میں پیدا ہوتا ہے جو جاہل ہوتے ہیں اور پھر اس کا اثر اہل علم میں بھی پھیل جاتا ہے اور پھر زیادہ تر انگشت نما بھی یہی لوگ ہوتے ہیں یہ کہتے بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی دوسرے کو ایک دانہ یا روٹی کسی یہودی یا مسلمان کو چراتے ہوئے دیکھ لیتا ہے تو وہ خاموش نہیں رہ سکتا۔ بڑا شور مچاتا ہے۔ اور اس کو جھڑکتا ہے کیونکہ یہ فعل اس کو بہت برا معلوم ہوتا ہے اور جب کسی کو دیکھتا ہے کہ وہ نماز پڑھتا ہوا اُس کے ارکان کو چراتا ہے اور اس کے واجبات کو چھوڑتا ہے اور امام پر سبقت کرتا ہے۔ تو ان باتوں کو دیکھ کر خاموش رہتا ہے اور اس کو آگاہ نہیں کرتا اور اس غفلت پر اس کو تنبیہ کرنے سے ساکت رہتا ہے۔ پس اگر کوئی کسی کو دیکھے کہ وہ نماز میں قصور کرتا ہے اور اس کے واجبات کا تارک ہے تو وہ اس کو ایسا کرنے سے منع کرے۔ اور اس کو سمجھائے۔ کہ نماز میں چوری کرنی آسان اور روا نہیں رکھی جا سکتی۔ اور صحیح روایت میں ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ چوروں میں سے بہت بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے خدا کے رسول نماز میں کوئی آدمی کیونکر چوری کر سکتا ہے۔ آپنے فرمایا کہ نماز میں اسطرح چوری ہوتی ہے کہ نمازی اپنی رکوع اور سجود پوری ادا نہ کرے۔ حسن بصری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا کہ میں تم کو بہت بڑے چور کی خبر کر دوں۔ لوگوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا جو نماز کے رکوع اور سجود پورے نہیں کرتا۔ اور سلمان فارسی کہتے ہیں کہ نماز چیزوں کے ماپنے کا ایک پیمانہ ہے۔ جو آدمی نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہے وہ پورا ماپتا ہے اور جو پورا ماپیگا اس کو اس کا اجر بھی پورا دیا جائیگا۔ اور جو کم ماپتا ہے اس کو معلوم کرنا چاہیئے کہ خداوند تعالےٰ ایسا کرنے والوں کے حق میں کیا فرماتا ہے۔ فرمایا ہے ویلٌ للمطففین آیت کے آخر تک۔ عبداللہ بن علی یا علی بن شیبان کی روایت کرتے ہیں

کہ آپ اس گروہ میں سے تھے جو رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اور آپ نے بیان کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ کہ جو بندہ رکوع اور سجود میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا اس آدمی کی نماز کی طرف اللہ تعالٰے اپنی نظر نہیں کرتا۔ اور ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں آیا اور اُس وقت پیغمبر خدا بھی مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اس آدمی نے آکر مسجد میں نماز پڑھی اور پھر پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دینے کے بعد اُسی کو فرمایا۔ کہ تو دوبارہ جا کر اپنی نماز کو ادا کر کیونکہ پہلے تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اسلئے وہ گیا اور جس طریق سے وہ نماز پڑھا کرتا تھا اس کے موافق اس نے پھر نماز ادا کی اور بعد میں رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے پھر اس کو فرمایا۔ کہ تو پھر جا کر نماز ادا کر۔ اس نے پھر جا کر نماز ادا کی۔ اور اسی طرح اس کو تین دفعہ نماز پڑھنی پڑی اور اس کے بعد اس نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول آپ کو اس خدا کی قسم ہے جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے جو نماز اس سے بہتر ہے وہ آپ مجھے سکھلاویں۔ جواب میں اس کو ارشاد فرمایا۔ کہ جب تو نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو پہلے کامل طور پر وضو کر اور جب وضو کر چکے تو بعد میں قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور تکبیر پڑھ۔ اور اس کے بعد قرآن سے جو قرأت تم کو آسان دکھلائی دے اس کو پڑھ۔ اور قرأت پڑھنے کے بعد رکوع کر۔ یہاں تک کہ تو اس میں آرام پائے اور رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہو پھر سجدہ کر اور سجدہ میں بھی آرام لے اور پھر بیٹھ جا اور بیٹھنے کی حالت میں بھی آرام کر اور پھر اسی طرح دوسرا سجدہ کر اور اس میں بھی آرام کر اور اسی طرح اپنی تمام نماز کو پورا کر لے۔ اور ایک اور حدیث میں رفاعہ بن رافع سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ۔ ہم رسول خدا کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی اثنا میں اچانک ایک آدمی نے قبلہ کی جانب منہ کیا اور نماز پڑھی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ پر اور حاضرین مجلس پر سلام کہا پیغمبر خدا نے اس کو فرمایا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اس کو پھر جا کر ادا کر۔ اور آپ نے دو یا تین دفعہ اس کو یہ ارشاد کیا۔ اس شخص نے خدمت میں عرض کی۔ کہ میں نے تو اپنی طرف سے نماز میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ آپ نماز میں مجھ سے اور کیا چاہتے ہو۔ آپنے فرمایا کہ جب تک تم میں سے کوئی آدمی کامل طور پر وضو نہ کرے۔ اُس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ تم اپنے منہ کو دھوؤ اور کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوؤ۔ اور اپنے سر کا مسح کرو۔ اور ٹخنے تک اپنے دونوں پاؤں کو دھوؤ۔ اور اس کے بعد خدا کی تکبیر اور حمد کہو۔ اور پھر قرآن سے وہ قرأت پڑھو جس کی اجازت دی گئی ہے۔ اور پھر رکوع کرو۔ اور رکوع کی حالت میں اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھو۔ یہاں تک کہ تمہارے اعضاؤں کے جوڑ اپنی اپنی جگہ آرام پکڑ جائیں اور اس کے بعد یہ پڑھو سمع اللہ لمن حمدہ اور پھر اس طرح کھڑے ہو جاؤ کہ تمہاری پیٹھ سیدھی ہو جائے۔ اور ہر ایک اعضاء اپنی اپنی جگہ پر آجائے۔ اس کے بعد تکبیر کہہ کر سجدہ میں جاؤ اور سجدہ میں بھی اس قدر توقف کرو کہ تمہارے اعضاؤں کے جوڑ آرام میں ہو جائیں پھر تکبیر کہنے کے بعد اپنی پیٹھ سیدھی کر کے بیٹھ جاؤ۔ پس اسی طرح رسول خدا نے نماز کی چار رکعت ادا کرنے کے واسطے ہدایت کی اور فرمایا کہ جو آدمی تم میں سے اس طرح اپنی نماز ادا نہیں کرتا۔ اسکی نماز پوری نہیں ہوتی۔ اس سے ثابت ہے کہ خدا کے رسول نے رکوع اور سجود سمیت نماز کی تعریف بیان کر دی ہے اور یہ بھی ارشاد کر دیا ہے کہ نماز کے پورا ہونے کے واسطے جو مراتب بیان کئے گئے ہیں جب تک وہ ادا نہ ہوں نماز پوری نہیں ہوتی۔ اور جب آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ ناقص نماز پڑھ رہا ہے۔ تو اس وقت آپ خاموش نہیں رہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ضرورت کے وقت خاموش رہنا یا جاہل آدمی کی تعلیم کو ترک کرنا روا نہیں۔ اگر یہ امر روا ہوتا تو آپ بھی سکوت کو جائز رکھتے۔ اور پہلی دفعہ اصحابوں کو جو تعلیم دے چکے تھے۔ اسی کو کافی جانتے اور اس آدمی کے نماز کے نقص سے درگذر فرماتے اور رسول خدا نے نماز کی تعلیم میں جو مبالغہ فرمایا ہے تو وہ صرف اسی واسطے کیا ہے کہ جو اصحاب حاضر نہیں وہ آگاہ ہو جائیں تاکہ جب کسی کو نماز میں قصور اور نقص کرتے ہوئے دیکھیں تو اس کو بتلا دیں اور

اپنے یاروں کو مطلع کریں کہ وہ نسلاً بعد نسلاً قیامت تک شرع کے احکام کو قائم رکھیں +

مؤذن کا بیان

جو اذان دینے والا ہو۔ اس کو اذان کے واسطے اپنی زبان کو آراستہ اور شستہ کرنا واجب ہے اور ٹھہا دینے کو الحان سے ادا نہ کرے اور نماز کے وقتوں کو اچھی طرح پہچانے اور وقت کے داخل ہونے کے بعد اذان کہے۔ مگر فجر کی نسبت یہ حکم بالخصوص ہو اور اذان سے خداوند تعالےٰ کی رضا چاہے اور اپنی اذان پر مزدوری نہ لے۔ اور جب تکبیر اور شہادتین کہے تو اس وقت اپنا منہ قبلہ کی طرف کرے۔ اور جب یہ کہنے لگے "حی علی الصلاح" تو اس سے اپنا منہ داہنی جانب پھیرلے اور حی علی الفلاح کہنے کے وقت اپنے منہ کو بائیں طرف پھیرے اور جب مغرب کی اذان دے تو اذان اور اقامت کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھ جائے اور بے وضو اور جنبی کو اذان دینا مکروہ کہا گیا ہے اور جب اذان دے چکے تو پہلی صف میں شامل ہونے کے واسطے صفوں کو چیرتا ہوا نہ گذرے بلکہ اذان دینے کی جگہ پر ہی کھڑا ہو جانا لازم ہے اور اگر مؤذن نے کسی منارہ کے اوپر چڑھ کر اذان دی ہے اور اس جگہ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ تو پھر وہاں کھڑا ہو جہاں آسانی کے ساتھ جماعت میں شریک ہو سکتا ہے +

نماز میں خضوع اور خشوع کا ذکر

نماز میں خضوع اور خشوع کرنا واجب ہے ایسے آدمی پر خدا تعالےٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے جو خدا کی درگاہ میں عاجزی اور فروتنی سے نماز پڑھے اور جو کچھ زبان سے پڑھے دل میں اُس کا خیال بھی رکھے جائے۔ اور اللہ تعالےٰ نے جو وعدے کئے ہیں۔ ان کی طرف رغبت کرے اور اس کے عذاب سے خوف کرے اور خدا کے ثواب کا امیدوار رہے۔ اور نماز اور مناجات میں جو کوشش کرے وہ خدا تعالےٰ کے واسطے ہی کرے اور نماز میں دلی حضور سے کھڑا ہو اور اس میں رکوع کرے اور سجدہ کرے اور بیٹھے اور خدا کے ذکر کے سوا جو اور خیالات ہوں ان کو دل میں نہ آنے دے۔ ان سے اپنے دل کو بالکل خالی کردے۔ اور فرضوں کے ادا کرنے میں بہت کوشش کرے کیونکہ اس کو یہ علم نہیں ہے کہ جو نماز میں پڑھ رہا ہوں۔ اس کے بعد دوسری وقت کی نماز پڑھنی بھی مجھے نصیب ہوگی اس لئے نمازی کو لازم ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے روبرو اس حال میں کھڑا ہو کہ اس سے خوف کرنے والا اور کانپنے والا اور اس کا امیدوار ہو کہ خدا کی درگاہ میں میری نماز قبول ہوگی۔ اور ڈرتا رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری نماز کو قبول نہ کریں اور اس کا رد کر دیں اور خداوند تعالےٰ جس کی نماز کو قبول کر لیتا ہے وہ تو سعید اور برخوردار ہو جاتا ہے اور اگر خدانخواستہ کسی کی نماز رد ہو جائے۔ تو وہ مردود ہو جاتا ہے۔ پس اے مسلمان بھائیو تم یاد رکھو کہ تمہارے سامنے بڑے بڑے خطرے ہیں اور خدا نے نماز کے باعث سے تم کو اسلام کے نور سے زینت دی ہے۔ بڑی تعجب کی بات ہے کہ تم خوف سے نماز ادا نہیں کرتے ہو۔ اور خداوند تعالےٰ نے جن نیک عملوں کے کرنے کو فرض فرمایا ہے۔ ان کے ادا کرنے کے سوا نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہو اور تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ہماری نماز کو قبول کریں گے یا اس کو رد کر دینگے اور ہم نے جو برائیاں کی ہیں انہیں بخشیں گے یا نہیں بخشیں گے۔ اور اپنی خام خیالیوں میں خوش اور خرم ہو اور دنیا کی زندگانی سے فائدہ اٹھانے میں عاقبت سے غافل ہو اور اس کا کوئی علم نہیں رکھتے کہ ہمارا انجام کیا ہونیوالا ہے حالانکہ مخبر صادق نے یہ خبر دیدی ہے کہ آگ پر تم کو حاضر کیا جائیگا اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ تم میں سے ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جس کو آگ پر حاضر نہیں کرینگے۔ اور باوجود اس کے تم کو یقین نہیں آتا۔ کہ ہم کو آگ کے اوپر گذرنا پڑیگا۔ پس تم سے زیادہ غم پینے اور غم اور اندوہ کرنے کے واسطے زیادہ کون مستحق ہے اسلئے خدا کی درگاہ میں تم کو رونا چاہئے تاکہ وہ تمہاری گریہ وزاری قبول کرے تمہیں یہ خبر نہیں ہے کہ اب شام ہے آیندہ صبح میسر ہوگی یا نہیں ہوگی اور صبح ہے تو شام تک زندگی رہیگی یا نہیں رہیگی اور یہ بھی نہیں معلوم کہ ہم کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے یا دوزخ کے کسی گڑھے میں ہمارے واسطے جگہ تجویز ہوئی ہے اسلئے

تمہیں اپنے اہل وعیال ور مال پر خوش نہیں ہونا چاہئے۔ اور پھر بڑا تعجب تمہاری اس غفلت اور سہو پر ہے کہ تم کو ایک بڑا عظیم امر پیش آنے والا ہے اور اس سہو غافل ہو رہے ہو۔ یہ نہیں جانتے۔ کہ ہماری زندگانی کا سفر آہستہ آہستہ منقطع ہوتا جاتا ہے اور ہر ساعت اور لمحہ میں ہماری حیاتی کا رشتہ لپیٹتے چلے جاتے ہیں۔ پس تم غفلت سے سر اٹھاؤ۔ آنکھیں کھولو۔ اور جو امر پیش آنے والا ہے اس سے واقف اور ہوشیار ہو جاؤ۔ اور اجل کے قاصد کی پیشوائی کرنے کے واسطے آمادہ رہو۔ کیونکہ اس کا آنا ضروری ہے۔ اور پھر اس کا کچھ علم نہیں ہو کہ ملک الموت اپنے فاقت میں لیکر بہشت میں پہنچائینگے۔ اور اسکی نعمتوں اور حوروں کے مزے چکھائینگے یا کسی دوزخ کے گڑھے میں ڈالیں گے اور وہاں اسکی آگ کے مزے لینے پڑینگے۔ جس کے ذائقہ کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی لذت تحریر اور تقریر سے باہر ہے۔ اور بشر کی یہ طاقت نہیں ہے کہ جو اس کی صفت اور حال بیان ہوا ہے۔ اس کی حقیقت کو پہنچے اور اس کو پہچانے۔ دوزخ کے جو طرح طرح کے عذاب بیان ہوئے ہیں انکی کما حقہ خبر بھی نہیں مل سکتی۔ ایک صالح آدمی کہتا ہے کہ مجھے اس سے تعجب آتا ہے جو آدمی دوزخ کی آگ سے بھاگتا ہے اور اس کا خوف کرتا ہے اس کو نیند کیونکر آتی ہے۔ اور جو بہشت کا طالب ہوتا ہے اس کو بہشت کے شوق میں آرام کس طرح آتا ہے۔ خدا کی قسم اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اگر کوئی انسان بہشت کی طلب سے خالی ہو اور دوزخ کا خوف نہیں رکھتا۔ تو وہ ضرور ہی ہلاکت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور اس کی بدبختی زیادہ بڑھ جاتی ہے اور غم اور اندوہ طول پکڑ جاتا ہے اور قیامت کے روز وہ اُن بدبخت لوگوں کے ہمراہ ہو گا جو عذاب میں گرفتار ہونگے۔ اور اگر تیرے دل میں یہ گمان ہے کہ میں دوزخ کی آگ سے بھاگتا ہوں اور بہشت کا طالب ہوں۔ اور اس صورت میں تجھے ایسا رہنا چاہیئے کہ طرح طرح کی آرزوئیں جو تجھ میں آراستہ کی گئی ہیں اُن سے مغرور نہ ہو جائے۔ اور مشقت اور کوشش کو اپنے اوپر لازم پکڑ لے اور نفس امارہ اور شیطان کے مکروں سے خوف کرے۔ کیونکہ ان کے آنے کے راستے بہت ہی باریک ہیں آدمی کو خبر نہیں ہوتی اور وہ آکر گھُس جاتا ہے۔ اور ان کا مکر حد سے زیادہ بڑا ہے اور انسان کو چاہئے۔ کہ اس دنیا سے جو ایک بڑی مکار ہے حد سے زیادہ ڈرتا رہے تاکہ اپنے دل فریب حسن پر مائل نہ کرے اور باطل لذتوں اور جھوٹوں اور اپنی سبزی اور تازگی میں پھنسا نہ دے۔ آدمیوں کے سردار رسول اللہ نے فرمایا ہے دنیا کا یہ حال ہے کہ وہ لوگوں کو فریب دیتی ہے اور گذر جاتی ہے اور اپنے ضرر کو پیچھے چھوڑ جاتی ہے۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ دنیا کی زندگی تم کو فریب نہ دے اور فریب دینے والا تم کو خداوند تعالٰے سے فریب نہ دے) اور فریب دینے والا شیطان لعین ہے پس انسان کو چاہئے کہ وہ خدا سے خوف کرے۔ اور اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے سے بھی ڈرے۔ نماز کی اور خدا کے تمام حکموں کی حفاظت اور نگہبانی کرے اور مناہی سے اپنے آپ کو بچائے رکھے۔ اور ظاہر اور باطن کے جس قدر گناہ ہوں۔ ان سب کو ترک کر دے۔ اور خدا کی طرف ہی راغب ہو جائے اور جہاں تک ہو سکے اپنے اور غیر کے حق میں نیک کوشش کرے اور اپنے پروردگار کا فرمانبردار ہے۔ اسکی اطاعت سے باہر نہ ہو۔ امر اور نہی کے باب میں جیسا کہ خدا تعالٰے نے حکم دیا ہے اس کو بجالائے۔ اور جس چیز سے منع کیا گیا ہے۔ اس کی طرف توجہ تک نہ کرے اور کسی کے حق میں خداوند تعالٰے نے جو تدبیر کر دی ہے اس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ اعتراض کرنے سے خداوند تعالٰے کو غصہ آتا ہے۔ خدا نے جو کچھ مناسب سمجھا ہے وہ کر دیا ہے پس انسان کو یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اس کے کئے ہوئے کام میں دخل دے۔ اُس کی رضامندی کو ترک نہ کریں۔ خدا نے جو روزی قسمت میں لکھ دی ہے اور رزق عطا کیا ہے اس کو تسلیم کریں۔ اور اس پر صابر اور شاکر رہیں۔ اور اس پر عمل کریں رضائے مولیٰ ہمہ اذاولے۔ اللہ تعالٰے نے کسی کے حق میں جو کچھ لکھا ہے وہ بہتر جان کر ہی لکھا ہے اور بندہ اس کی مصلحتوں کو نہیں سمجھتا۔ اس راز کو خداوند تعالٰے نے پوشیدہ رکھا ہے نہ تو انسان انجام کو جانتا ہے اور نہ ہی یہ علم رکھتا ہے کہ کیا ظاہر ہونے والا ہے اس لئے انسان امیدوار ہے جو معلوم نہیں اسکی نسبت ممکن ہے کہ نیک پھل ملے اور اس سے فائدہ پہنچے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے جس چیز کو تم مکروہ جانتے ہو ممکن ہے کہ وہ تمہارے

واسطے نیک ہو اور ہو سکتا ہے کہ جس کو تم اچھا جانتے ہو وہ تمہارے واسطے بری ہو۔ اس بات کو اللہ ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے
انسان کو ایسا رہنا چاہئے کہ ہمیشہ اپنے مالک کی اطاعت کرے۔ اور اس کی رضا اور قضا پر راضی ہو۔ اور اس کی بلا پر صابر اور
اس کی نعمتوں پر شکر کرے۔ اور خدا کے ناموں کا ذکر کرے۔ اور اسکی نعمتوں کو یاد رکھے اور اسکی آیتوں کو یاد رکھے۔ اور جو ان میں حکم
دیا گیا ہے۔ اس کے موافق عمل کرے۔ اور تیرے حق میں اور لوگوں کے حق میں خدا نے جو مناسب تدبیر کر دی ہے۔ اس پر خدا کو تہمت
نہ لگائے اور نہ ہی اُسکی شکایت کرے اور آخری دم تک ایسا ہی رہے جو ایسا کریگا۔ اس کا کوچ اُن لوگوں کے ساتھ ہوگا جو پاک
ہونگے اور حشر میں پیغمبروں کے گروہ کے ساتھ ہوگا۔ اور خدا کی بہشت نعمتوں والی میں داخل ہوگا رب العالمین کی رحمت سے
جو پہلوں اور پچھلوں کا معبود ہے ٭

بارگاہ کے خاصوں کی نماز

خدا کی درگاہ کے جو خاص لوگ ہیں۔ اور دل کو بیدار کرنے کے واسطے خشوع کرتے ہیں۔ اور مراقبہ میں رہتے ہیں وہ دل کے
پاسبان ہیں اور رحمان کے ہمنشین اور انکی نماز کی صفت اس طرح بیان ہوتی ہے۔ ایک روایت میں وارد ہے۔ کہ یوسف بن عصام
خراسان میں ایک جامع مسجد میں گذرے اور وہاں ایک بڑے حلقے میں پہنچے۔ آپ نے ان سے پوچھا یہ کن لوگوں کا گروہ ہے انہوں
نے جواب دیا یہ حاتم کے گروہ کے لوگ ہیں۔ اور وہ زہد اور پرہیزگاری اور خوف اور امید کی نسبت گفتگو کر رہا تھا یہ سنکر یوسف نے
اپنے دوستوں سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر کے واسطے ٹھہر جاؤ کہ میں ان سے نماز کا ایک مسئلہ پوچھ لوں۔ اگر ہمیں سوال کا جواب ملگیا
تو ہم بھی ان کے حلقہ میں بیٹھ جائینگے۔ اسلئے آپ حاتم کے پاس گئے اور ان کو سلام کے بعد کہا کہ میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ نماز کیا ہے
جواب دیا نماز کی معرفت پوچھتا ہے یا اس کے آداب۔ یوسف نے کہا آداب پوچھتا ہوں حاتم نے جواب میں فرمایا کہ نماز کے آداب
یہ ہیں۔ جب کھڑا ہو تو خدا کے حکم سے کھڑا ہو۔ اور نماز پڑھنے کے واسطے چلے تو ثواب کی نیت سے چلے۔ اور نماز میں جب داخل ہو تو
پاک نیت سے داخل ہو۔ اور تعظیم سے تکبیر کہے اور قرآن کو آہستگی سے اچھی طرح ادا کرے۔ اور رکوع میں عاجزی کرے۔ اور سجدہ میں متواضع
ہو اور تشہد پڑھے اور اخلاص سے پڑھے اور رحمت کے ساتھ سلام پھیرے۔ اور اس کے بعد یاروں کے کہنے کے موافق یوسف نے نماز
کی معرفت کی بابت پوچھا۔ حاتم نے جواب دیا کہ معرفت یہ ہے کہ انسان بہشت کو تو اپنی دائیں جانب سمجھے اور دوزخ کو اپنی بائیں
جانب پر خیال کرے۔ اور پلصراط کو ایسا جانے کہ وہ میرے قدموں کے نیچے ہے اور میزان کو اپنی آنکھوں کے سامنے جانے اور اس پر یقین
کرے کہ میں اللہ تعالےٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ اور اگر یہ یقین نہ آئے۔ تو سمجھے کہ اللہ تعالےٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ یوسف نے پوچھا کہ آپ اس
طرح کی نماز کو کتنی مدت سے ادا کرتے ہو۔ جواب دیا بیس برس سے۔ یہ سنتے ہی یوسف نے اپنے یاروں سے کہا۔ کہ ہم تو گذشتہ پچاس
برس کی نمازیں قضا کرنی چاہئیں یہ لفظ پھر دہرائیں۔ اس کے بعد پوچھا آپ نے نماز کی یہ معرفت کہاں سے سیکھی ہے جواب دیا تمہاری
کتابوں سے ہی سیکھی ہے۔ جن کو تم ہمارے روبرو پڑھا کرتے تھے۔ اور ابی حازم اعرج کی حدیث بھی اسی کے موافق ہے۔ آپ کہتے
ہیں کہ میں دریا کے کنارہ پر تھا۔ پیغمبر صلعم کے یاروں میں سے مجھے ایک آدمی ملا اس نے کہا اے ابو حازم کیا تم اپنی دانست میں
اچھی طرح نماز پڑھتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ کیونکہ میں نماز کے فرائض کو اچھی طرح جانتا ہوں اور رسول کی سنت سے بخوبی واقفیت
رکھتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا۔ نماز میں قیام کرنے سے پہلے فرض کیا ہے۔ میں نے جواب دیا چھ چیزیں حدث اور خبث اور جنابت سے
پاک ہونا۔ اور ستر عورت کا ڈھانپنا اور نماز پڑھنے کے واسطے ایسی جگہ اختیار کرنی جو پاک ہو۔ اور نماز پڑھنے کے واسطے کھڑا
ہونا۔ نیت کرنی۔ اور قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ پھر پوچھا۔ تم مسجد کی طرف کس نیت سے جاتے ہو۔ جواب دیا زیارت کے واسطے
پھر پوچھا مسجد میں داخل کس نیت سے ہوتے ہو۔ میں نے کہا خدا کی عبادت کرنے کے واسطے۔ پھر پوچھا عبادت کرنے کے واسطے

جو کھڑے ہوتے ہو۔ تو اس میں کیا نیت ہوتی ہے۔ جواب دیا۔ بندگی کی نیت سے اور خداوند تعالےٰ کی پروردگاری کا اقرار کرنے کے واسطے۔ پھر پوچھا اے ابو حازم تو قبلہ کی جانب کیونکر منہ کیا کرتا ہے۔ میں نے کہا تین فرائض اور ایک سنت سے۔ فرائض تو یہ ہیں قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ دل سے نیت کرنی۔ پہلی تکبیر پڑھنی اور سنت یہ ہے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا۔ پھر پوچھا تمہارے اوپر تکبیر کس قدر فرض ہے اور کس قدر سنت میں نے جواب دیا۔ کہ کل تکبیریں چورانوے ہیں۔ انمیں پانچ تو فرض ہیں۔ اور باقی سب سنت۔ پھر پوچھا نماز کو شروع کس چیز سے کرتے ہو۔ میں نے جواب دیا تکبیر سے شروع کیا کرتا ہوں۔ پھر پوچھا نماز کی دلیل کیا ہے میں نے کہا۔ قرآن کی قرأت۔ پھر پوچھا کہ نماز کا جوہر کیا ہے جواب دیا تسبیح۔ پھر پوچھا۔ نماز کی احیا کیا ہے۔ مین نے کہا فروتنی ہے پوچھا۔ فروتنی کیا چیز ہے جواب دیا یہ ہے کہ اپنی نظر کو سجدہ کی جگہ پر قائم رکھے۔ پھر پوچھا نماز کی بردباری کیا ہے مین نے کہا آرام کرنا ہے۔ پھر پوچھا نماز میں وہ کیا چیز ہے جس کے بعد نماز کے سوا سب کچھ حرام ہو جاتا ہے۔ میں نے جواب دیا وہ پہلی تکبیر ہے۔ پھر پوچھا وہ کیا ہے جس کے بعد سب کچھ حلال ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا نماز کے بعد سلام پھیرنا ہے۔ پھر اس نے پوچھا نماز کا شعار کیا ہے۔ میں نے کہا نماز کے تمام کرنے کے بعد تسبیح پڑھنی۔ پھر پوچھا ان سب باتوں کی چابی کیا ہے جواب دیا وضو ہے۔ اس کے کرنے سے نماز کے دروازہ کا قفل کھل جاتا ہے۔ پھر پوچھا وضو کی چابی کیا ہے۔ میں نے کہا وہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر پوچھا بسم اللہ کی چابی کیا ہے میں نے کہا وہ نیت کرنی ہے۔ پھر پوچھا نیت کی چابی کیا ہے۔ میں نے جواب دیا نیت کی کنجی یقین ہے۔ پھر سوال کیا کہ یقین کی کنجی بھی بتلاؤ۔ میں نے کہا۔ وہ توکل ہے۔ پھر توکل کی کنجی پوچھی جواب دیا گیا وہ خوف ہے اور پھر اسی طرح ہر ایک سوال کے جواب میں کہا گیا۔ کہ خوف کی کنجی اُمید ہے اور امید کی کنجی صبر ہے اور صبر کی کنجی رضا ہے اور رضا کی کنجی طاعت ہے اور طاعت کی کنجی اعتراف کرنا ہے اور اعتراف کی کنجی خدا کی وحدانیت اور ربوبیت کا اقرار کرنا ہے۔ اس کے بعد کہا۔ اے ابو حازم یہ ساری باتیں تم کو کیونکر حاصل ہوئی ہیں۔ میں نے جواب دیا علم کے سبب سے حاصل ہوتی ہیں پھر پوچھا تو نے علم کس طرح سیکھا ہے میں نے جواب دیا پڑھنے سے سیکھا ہے پھر پوچھا پڑھنا کس سے سیکھا ہے مینے کہا پڑھنا عقل سے سیکھا ہے پھر پوچھا عقل کس طرح حاصل کی ہے۔ جواب دیا انسان میں دو طرح سے عقل آتی ہے ایک کا مادہ تو پہلے سے ہی خداوند تعالےٰ پیدا کرتا ہے اور دوسری اس طرح آتی ہے کہ آدمی ادب اور حرفت کے سیکھنے سے حاصل کرے۔ اور جب یہ دونوں عقلیں جمع ہو جاتی ہیں۔ تو ان سے انسان میں قوت پیدا ہو جاتی ہے یعنے وہ بڑا عقلمند بن جاتا ہے۔ اس کے بعد اس نے پھر سوال کیا۔ کہ یہ ساری باتیں تم کو کیونکر حاصل ہیں۔ جواب دیا خداوند تعالےٰ کی توفیق سے ہوئی ہیں۔ اور جس چیز کو اللہ دوست رکھتا ہے اور جس سے وہ راضی ہے اسکی توفیق وہ سب کو عطا کرے یہ سنکر فرمایا خدا کی قسم تو نے بہشت کے کمال درجہ کی کنجیوں پر قبضہ پا لیا ہے۔ اس کے بعد پوچھا کہ اب بتاؤ تمہارا فرض کیا ہے۔ اور فرض کا فرض کیا ہے اور وہ فرض کونسا ہے جو فرض کی طرف پہنچاتا ہے۔ اور فرض کے بیچ میں جو سنت ہے وہ کونسی ہے اور اس کا داخلہ یعنے اس کی نفیس کیا ہے۔ اور جس سنت سے فرض تمام ہوتا ہے وہ کونسی ہے۔ اس کے جواب میں میں نے کہا۔ ہمارا فرض تو نماز ہے اور فرض کا فرض یہ ہے کہ انسان حدث اور جنابت سے اپنے تمام اعضاؤں کو پاک کرے اور جو فرض دوسرے فرض کیطرف پہنچاتا ہے کہ بائیں ہاتھ پر پانی ڈالنا ہو تو دائیں ہاتھ سے پکڑ کر ڈالے اور جو سنت فرض میں داخل ہے وہ یہ ہے کہ پانی کے ساتھ انگلیوں کا خلال کرے۔ اور جو سنت فرض کو پورا کرتی ہے وہ ختنہ ہے۔ اس کے بعد پوچھا اے ابو حازم تم نے اپنے نفس کے واسطے تمام حجتیں پوری کر دی ہیں۔ کوئی باقی نہیں رہنے دی۔ اب یہ بتلاؤ کہ کھانے میں تمہارے اوپر کونسی چیز فرض ہے اور کونسی سنت ہے۔ اس کے جواب میں میں نے ان سے استفسار کیا کہ کیا کھانے میں بھی فرض اور سنت ہے اس نے جواب دیا کہ جنکے اس میں فرض اور سنتیں ہیں اور مستحب بھی ہیں کھانے میں فرض چار ہیں بسم اللہ پڑھنی۔ حمد کرنا۔ شکر کرنا اور خداوند

تعالٰی جو چیز کھلائے اس کا پہچاننا ہے اور سنتیں بھی چار ہیں۔ بائیں ران پر تکیہ لگانا۔ تین انگلیوں سے کھانا۔ نوالہ کا اچھی طرح چبانا اور کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لینا اور چار ہی مستحب ہیں۔ کھانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دھونا۔ چھوٹا لقمہ کھانا۔ اور اس کھانے سے کھانا جو نزدیک ہو اور جو کھانے میں شریک ہوں انکی طرف کم نگاہ کرنی۔ جب پیغمبر خدا کھانا کھاتے تھے تو آپ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

باب اسمیں ہم اشارہ کرتے ہیں نماز جمعہ عیدین نماز استسقاء کسوف خسوف قصر جمع اور نماز جنازہ کا مختصراً

جمعہ کی نماز کا بیان

نماز جمعہ فرض ہے اور اس کے فرض ہونے پر خداوند تعالٰی کا قول دلیل دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب نماز جمعہ کے واسطے تم کو بلایا جائے تو اس وقت تم خدا کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالٰی نے جمعہ کی نماز تمہارے اوپر فرض کر دی ہے اور فرمایا ہے جو آدمی بغیر عذر کے جمعہ کی نماز کو چھوڑتا ہے خدا تعالٰی اس کے دل پر مُہر لگا دیتا ہے۔ پس جس آدمی پر یہ لازم ہے کہ پانچ وقت کی نماز پڑھے۔ اس کو جمعہ کا فرض ادا کرنا لازم ہے اور یہ اس وقت ہے کہ اپنے وطن میں موجود ہو۔ یا شہر یا کسی ایسے گاؤں میں مقیم ہو کہ اس میں چالیس آدمی بالغ اور آزاد موجود ہوں۔ اور اگر کوئی ایسا گاؤں ہو کہ اس میں چالیس آدمی موجود نہیں اور یا ایسی جگہ ہے کہ وہاں ایک دوسرے گاؤں سے اذان کی آواز سنائی دیتی ہے یا ایسی جگہ میں ہے کہ وہاں سے اذان کا مقام تین کوس کے فاصلہ پر ہے اور یہ فاصلہ بارہ ہزار قدم کا ہوتا ہے۔ تو ان صورتوں میں اس شخص کو واجب ہے کہ جمعہ کی نماز میں حاضر ہوا۔ اس سے محروم رہنا اس کو روا نہیں ہے اگر اس کو کوئی عذر ہے اور جماعت جمعہ کو ترک کرے تو اس حال میں وہ معذور ہوگا مثلاً بیمار ہے یا اس کے پاس ایسا مال ہے کہ اس کے ضائع ہو جانے کا اس کو خوف ہے یا اپنی غیر حاضری میں اپنے کسی عزیز کے مرجانے کا اندیشہ ہو یا اس کو بار بار پاخانہ یا پیشاب یا ان میں سے کوئی ایک آتا ہے اور جماعت میں حاضر ہونے کا مانع ہو اور یا کھانا حاضر کیا گیا ہو اور اس کو اس کی حاجت ہو اور یا اس کو خوف ہو کہ اگر میں جمعہ میں حاضر ہوا تو مجھ کو حاکم گرفتار کرلیگا یا ڈرتا ہے کہ قرضخواہ مجھ کو پکڑ لیگا۔ اور کوئی چیز پاس نہیں رکھتا۔ کہ گرفتاری کے وقت اس کو دیکر اپنا پیچھا چھوڑائے۔ اور یا سفر میں ہے اور اس سے خوف کرتا ہے کہ اگر میں جمعہ کی نماز میں حاضر رہا تو پیچھے سے میرا قافلہ کوچ کر جائیگا یا مال کے نقصان کا خوف کرتا ہے اور یا یہ امید رکھتا ہے کہ اگر میں جمعہ اور جماعت میں شامل نہ ہوں تو مجھے فلاں مال مل جائیگا یا نیند اس پر اس قدر غالب ہو کہ نماز کا وقت گذر گیا ہو اور یا مینہ اور کیچڑ اور ہوا کا سخت طوفان ہو اور ان کے ضرر کا خوف ہو۔ ان سب صورتوں میں معذور ہے اور جمعہ کی نماز دو رکعت ہے جو امام کے پیچھے ادا کی جاتی ہے۔ اور اگر جمعہ کی نماز فوت ہو جائے تو ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔ چاہے تو اکیلا پڑھ لے اور اگر چاہے تو جماعت کے ساتھ ادا کرے اور نماز جمعہ کا وقت زوال سے پہلے وہی وقت ہے جس میں نماز عید کو ادا کیا جاتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ وقت دن کی پانچویں ساعت ہے اور اسکے انعقاد کی شرط یہ ہے کہ چالیس آدمی جمع ہو جائیں اور وہ ایسے ہوں کہ جمعہ کی نماز ان پر واجب ہو اور یا ایک۔ دوسری روایت میں ہے کہ پچاس آدمی موجود ہوں۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر تین آدمی جمع ہو جائیں تو اس حال میں بھی جمعہ پڑھنا جائز ہے۔ اور نماز میں بلند آواز سے قرات پڑھنی سنت ہے اور پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ جمعہ پڑھے اور دوسری میں سورہ منافقین اور اس باب میں دو روایتیں ہیں کہ جمعہ کی اقامت کے واسطے امام صاحب کا حکم لیں یا نہ لیں۔ اور دو خطبوں کا پڑھنا جمعہ کی شرط

میں داخل ہیں اور نماز جمعہ کے پہلے کوئی سنت نہیں اور بعد میں کم سے کم دو رکعت پڑھنی سنت ہے اور زیادہ سے زیادہ چھ۔ اس روایت کو بعض اصحابوں نے پیغمبر صلعم سے نقل کیا ہے اور بعض علمار کا قول ہے کہ نماز جمعہ کے پہلے بارہ رکعتوں کا پڑھنا مستحب ہے اور بعد میں چھ رکعت اور جب ممبر کے نزدیک مؤذن اذان دے چکے تو اس کے بعد خرید و فروخت نہ کریں۔ کیونکہ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے جب تم جمعہ کی نماز کے واسطے بلائے جاؤ تو اس وقت تم خدا کے ذکر کی طرف دوڑو اور بیع چھوڑ دو۔ اور پیغمبر صلعم کے زمانہ میں یہ اذان ہوتی تھی اور ہمارے نزدیک اس کا ہونا واجب ہے اور ہمارے سوا دوسرے لوگوں کے نزدیک فرض کفایہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سنت ہے اور منارہ کے اوپر چڑھ کر جو اذان دی جاتی ہے۔ اس کا حکم اپنی خلافت کے زمانہ میں عثمان بن عفان نے دیا تھا اور اس میں عام لوگوں کی یہ مصلحت تھی کہ جو لوگ گاؤں و شہروں سے غیر حاضر ہوں ان سب کو خبر ہو جائے۔ اور یہ اذان خرید و فروخت اور دوسرے امور کو باطل نہیں کرتی۔ اگر کوئی آدمی جامع مسجد میں حاضر ہو اور وقت میں گنجائش دیکھے تو اس کو چار رکعت کا ادا کرنا مستحب ہے۔ اور ان چاروں میں دو سو دفعہ قل ہو اللہ احد پڑھے۔ یعنے ہر ایک رکعت میں پچاس دفعہ۔ ایک روایت میں ہے کہ جو آدمی اس طرح نماز کو ادا کریگا وہ اپنے مرنے سے پہلے دیکھ لیگا۔ کہ بہشت میں میری جگہ کہاں ہے اور یا اس کی جگہ خود ہی اسکو دکھائی دے دیگی اس کے راوی ابن عمرؓ ہیں۔ اور جب جامع مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے اس کو نماز کی دو رکعت ادا کرنی چاہیئے اور جامع مسجد سے خارج ہونے کا جو طریق ہے اور جو باتیں اس سے متعلق ہیں وہ سب پہلے بیان کی گئی ہیں ۔

دونوں عیدوں کی نماز

دونوں عیدوں کی نماز ادا کرنی فرض کفایہ ہے۔ گاؤں میں جس قدر لوگ رہتے ہوں اگر ان میں سے کچھ عید کی نماز میں حاضر ہو جائیں تو باقی جس قدر آدمی ہوتے ہیں ان سے نماز ساقط ہو جاتی ہے اور اگر گاؤں کے سب لوگ آپس میں مل جائیں۔ اور اس پر اتفاق کریں۔ کہ ہم عید کی نماز نہیں پڑھینگے۔ تو اس حال میں امام کو ان کے ساتھ لڑائی کرنی چاہیئے۔ یہاں تک کہ وہ سب توبہ کریں اور اول وقت نماز کا وہ ہے جب کہ آفتاب بلند ہوتا ہے اور آخری وقت زوال آفتاب تک ہے اور عید اضحی میں نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ قربانی کرنے کی فرصت مل جائے اور عید الفطر کی نماز میں تاخیر کی جائے کیونکہ اس میں قربانی کرنی نہیں پڑتی اور اسکی شرطوں میں یہ امور داخل ہیں۔ وطن میں ہونا۔ نمازیوں کی مقررہ تعداد کا ہونا۔ اور جمعہ کی مانند امام صاحب اذن اور ہمارے امام احمد علیہ الرحمۃ سے ایک دوسری روایت میں وارد ہے کہ ان سب شرطوں کا ہونا ضروری نہیں ہے اور امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے اور یہ مستحب ہے کہ نماز کے اول وقت میں جائے۔ فاخرہ اور اچھا لباس پہنے اور خوشبو لگائے جیسا کہ جمعہ کی فضیلتوں میں بیان ہوا ہے اور عید کی نماز کو جنگل میں ادا کرنا بہتر ہے اور اگر کوئی عذر ہو تو جامع مسجد میں پڑھیں اور عذر کے سوا جامع مسجد میں نماز پڑھنی مکروہ ہے اور اگر عورتیں بھی نماز میں حاضر ہو جائیں تو اس میں کوئی ہرج اور اندیشہ نہیں ہے اور جاتے ہوئے نماز میں پیادہ جانا بہتر ہے اور جب آنے لگے تو دوسرے راستہ سے آئے اور اسکی وجہ عید کی بزرگیوں میں بیان ہو چکی ہے اور اس کو ان الفاظ سے پکاریں صلوۃ جامعہ اس کی دو رکعت ہیں پہلی رکعت میں سبحانک اللہم کے بعد سات تکبیریں پڑھے اور اس کے بعد اعوذ پڑھے اور دوسری رکعت میں قرأت پڑھنے سے پہلے پانچ تکبیریں کہے اور ان کا طریق یہ ہے کہ ہر ایک تکبیر کہتا ہوا اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور یہ کہے اللہ اکبر کبیراً و الحمد للہ کثیراً و سبحان اللہ بکرۃً و اصیلاً و صلوۃ اللہ علی سیدنا محمد النبی و آلہ و سلم تسلیماً اور جب تکبیروں سے فارغ ہو تو اعوذ پڑھے اور اس کے بعد سورہ فاتحہ اور پھر سورہ سبح اسم ربک الاعلےٰ اور دوسری رکعت میں ہل اتٰک پڑھے اور اگر چاہے تو پہلی رکعت میں سورہ ق والقرآن المجید پڑھے اور دوسری میں پڑھے اقتربت الساعۃ یہ روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی گئی ہے۔ اور اگر ان سورتوں کے سوا دوسری سورتیں پڑھنی چاہے تو وہ بھی جائز ہیں۔ اور سبحانک اللہم

اور قرأت کے درمیان بھی اسی طرح ان دو تسبیحوں میں سے ایک تسبیح کا پڑھنا جائز ہے اور اس کے بعد تکبیر تحریمہ کہے اور دوسری کے بعد میں اعوذ کے ساتھ قرأت تک اور جب عید کی نماز سے فراغت پالے تو نفلوں کے پڑھنے میں مشغول نہ ہو جائے۔ اور نہ اس کے پہلے کوئی نفل پڑھے بلکہ فارغ ہونے کے بعد اپنے گھر کو واپس آجائے اور اس کے چلا جانے سے اس کے اہل و عیال کو جو پریشانی خاطر لاحق ہوتی ہے اگر اس کی جمعیت اور تسلی کا باعث ہو اور اپنے اہل و عیال سے نیک خلق سے پیش آئے اور اپنے اہل پر نفقہ میں کشادگی اختیار کرے۔ کیونکہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ عید کا دن اس واسطے ہے کہ اس میں کھاؤ اور پیو اپنے اہل کے ساتھ لہو لعب کرو۔ اور دونوں عیدوں اور ایام تشریق میں اس کا عام حکم ہے اور اگر عید کی نماز مسجد میں پڑھیں تو روا ہے۔ اور جب مسجد میں حاضر ہو تو تحیۃ مسجد کے واسطے نماز کی دو رکعت ادا کرے۔ کیونکہ رسول خدا نے فرمایا ہے۔ کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ بیٹھنے سے پہلے نماز کی دو رکعتیں ادا کرلے اور یہ حکم عام ہے۔ دونوں عیدوں کے واسطے بھی ہے اور جب مسجد میں آئے اس وقت کے واسطے بھی ہے۔ اور امام احمد نے جو نماز عید کے پہلے اور اس کے بعد سنتوں کے پڑھنے سے منع کیا ہے تو آپ کا یہ حکم صحرا میں دونوں عیدوں کی نماز پڑھنے کے واسطے تھا مسجد کے واسطے یہ حکم نہیں دیا گیا کیونکہ روایت میں آیا ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے عید کی نماز کے پہلے اور اس کے بعد کبھی نفلیں نہیں پڑھیں۔ اور اس قول کے راوی عمرو بن عبداللہ بن عباس و بن عمرؓ ہیں اور عید کی نماز رسول اللہ جنگل میں پڑھا کرتے تھے۔ تو تحیت مسجد کو ضرور ادا کیا کرتے تھے۔ اس کو آپ نے ترک نہیں فرمایا۔ اور اگر کسی آدمی کی نماز عید فوت ہو جائے۔ تو پھر اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ قضا پڑھے اور اس میں اختیار رکھتا ہے کہ نماز ضحٰی کی مانند تکبیر کے بغیر چار رکعتیں پڑھے اور یا نماز عید کی مانند مع تکبیر کے پڑھے۔ اور اس نماز میں اپنے اہل و عیال اور سب دوستوں کو جمع کرے۔ تاکہ اس کو ثواب عظیم عطا ہو اور اس میں بہت بڑا اجر ہے۔

استسقاء کی نماز

اگر بارش نہ ہو تو خداوند تعالٰی کی درگاہ میں بارش کے واسطے دعا مانگنی سنت طریق ہے اور یہ نماز امام کے ساتھ قائم کی جاسکے۔ اور جس طرح دونوں عیدوں کی نماز کے واسطے چاشت کے وقت نکلتے ہیں۔ اسی طرح اس کے واسطے بھی انہیں احکام اور صفات اور مقامات میں نکلیں اور اس نماز میں بھی حدث اور چرک اور ناپاکی سے پاک اور صاف ہوں مگر نماز استسقاء میں خوشبو لگانی مستحب نہیں ہے کیونکہ یہ حالت فقراء اور ذلت اور محتاجی کی حالت ہے اور حاجت کے مانگنے کی اسلئے اس میں اس حال میں نکلنا چاہئے۔ کہ پہنا ہوا فقر کا لباس ہو اور خشوع اور خضوع کرنے والے ہوں اور زاری اور عجز اور شکستگی اور اندوہ کا اظہار کیا جائے اور اس بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں اور بچے اور حاجت مند لوگ اور اپنے دلوں کو گناہوں اور ظلموں لوگوں کے حقوق کے چھیننے اور غضب وغیرہ سے پاک رکھیں اور خدا کے حقوق کو ادا کریں۔ اور کفارہ اور صدقہ اور کثرت سے روزے رکھیں اور از سر نو توبہ کریں اور پھر مرتے دم تک اپنی توبہ پر قائم رہیں۔ اور ارادہ بھی کریں کہ ہم اس توبہ پر ثابت قدم رہینگے اور صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے دور رہیں۔ اگر ان کے پاس جائینگے تو یہ دوزخ میں ڈالدینگے اور صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کے ارتکاب میں اپنے پروردگار سے شرم کریں۔ کیونکہ خداوند تعالٰی سے تنہائی نہیں ہو سکتی۔ وہ ہر جگہ حاضر اور ناظر ہے آسمانوں اور زمینوں کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہر ایک جلی اور خفی چیز کو وہ دیکھ رہا ہے اور سب کے حال کو جانتا ہے۔ اور جو لوگ زاہد اور نیکوکار اور اہل علم اور اہل فضل اور اہل دین ہوں ان کو خدا کی جناب میں وسیلہ بنانا مستحب ہے ایک روایت میں وارد ہے کہ عمر بن خطابؓ ایک دفعہ استسقاء کی نماز پڑھنے کے واسطے نکلے۔ حضرت عباس کا آپ نے ہاتھ پکڑا اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور کہا۔ اے میرے پروردگار میں تیری درگاہ میں حاضر ہوا ہوں اور میرے ہمراہ حضرت نبی صلعم کے چچا ہیں میں ان کو تیری درگاہ میں وسیلہ بناتا ہوں۔ پس حضرت عباس کی

طفیل ہمارے واسطے پانی برسا۔ آپ ابھی وہاں سے لوٹے نہ تھے کہ خدا نے اپنی رحمت سے مینہ نازل کیا اور تمام جہان کو سیراب کر دیا اور جب پانی نہیں برستا اور بند ہو جاتا ہے تو یہ بھی ایک عذاب ہے جو لوگوں کے گناہوں کی شامت ہوتی ہے اور یہ بھی گناہوں کا باعث ہی ہے کہ جب کوئی کافر مر جاتا ہے اور اس کو دفن کر دیتے ہیں۔ تو اس وقت منکر اور نکیر اس کے پاس آ موجود ہوتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے اور تیرا نبی کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور آگے سے آدمی ان کو جواب نہیں دے سکتا اور جب جواب دینے پر قادر نہیں ہوتا۔ تو پھر اس کو گرزیں مارتے ہیں۔ اور وہ فریاد کرتا ہے اور غل غپاڑا مچاتا ہے اور اسکی فریاد کو تمام مخلوقات سنتی ہے مگر جن اور انسان نہیں سنتے اور ساری مخلوق اس کو لعنت کرتی ہے یہاں تک کہ وہ بکری بھی اس پر لعنت کرتی ہے جس کی گردن پر قصاب نے چھری رکھی ہوئی ہو اور یوں کہتی ہے کہ اس پر خدا کی لعنت ہو اسکے گناہوں کے سبب سے پانی کے برسنے سے محروم ہے۔ اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ایسے گروہ کے لوگ ہیں کہ خداوند تعالیٰ ان پر لعنت بھیجتا ہے اور دوسرے لعنت بھیجنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں، اور جب کوئی آدمی فساد برپا کرتا ہے اور اپنے فساد کو پھیلائے تو سب جگہ اس کا مظلمہ پھیل جاتا ہے اور ہر ایک چیز پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ حیوان بھی اس سے الگ نہیں رہتے۔ اور اگر کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کا پھل بھی ہر ایک چیز کو برابر ملتا ہے اور انسان کا بڑا فساد خدا کی نافرمانی ہے اور کام کی اصلاح اس میں ہے۔ کہ خدا کی فرمانبرداری کریں اور اس کی عبادت میں ثابت قدم رہیں۔ پس امام ہو یا اس کا نائب۔ ان کو اذان اور اقامت کے سوا دو رکعت نماز ادا کرنی چاہیئے۔ اور پہلی رکعت میں تکبیر احرام کے سوا چھ تکبیریں کہیں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہیں۔ اور یہ اس کے سوا ہیں جو سجدہ کے بعد کھڑے ہونے کے وقت کہی جاتی ہیں اور ایسا کرے جیسا کہ عید کی نماز میں بیان ہوا ہے۔ اور ان دونوں تکبیروں میں اپنے پروردگار کو یاد کرے اور جب نماز پڑھ چکے تو اس کے بعد خطبہ پڑھے اور یہ بھی جائز ہے کہ نماز کے پہلے ہی خطبہ پڑھ لے۔ اور امام احمدؒ سے ایک روایت میں منقول ہے کہ چاہے نماز کے اول میں خطبہ پڑھے اور چاہے اسکے بعد دونوں طرح پر جائز ہے اور آپ کا یہ قول بھی ہے کہ اس نماز میں خطبہ پڑھنا سنت نہیں۔ صرف دعا مانگنے پر ہی کفایت کرے۔ پس چاہے امام ہو اور چاہے اس کا نائب ان میں سے جو بات ان کو آسان معلوم ہو وہ کریں۔ اور جب خطبہ پڑھے تو تکبیر سے خطبہ کی ابتدا کرے جیسا کہ عید کے خطبہ میں کیا جاتا ہے اور خدا کے رسول مقبول پر بڑی کثرت کے ساتھ درود بھیجے اور اس آیت کو خطبہ میں پڑھے۔ استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا“ اور جب خطبہ کے پڑھنے سے فراغت پالے تو اس کے بعد قبلہ کی طرف اپنا منہ کرے۔ اور چادر کے کناروں کو الٹ دے یعنے جو کنارہ داہنے کندھے پر ہو اس کو بائیں پر کر دے اور جو بائیں پر ہو اس کو دائیں پر ڈال لے۔ اور باقی سب آدمی بھی ایسا ہی کریں اور اس کے بعد سب آدمی اپنے اپنے گھروں کی طرف آ جائیں۔ اور آ کر اپنی چادروں اور لباس کو بدل دیں۔ اور یہ فعل اس نیک فال کے واسطے کیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں سے قحط کو دور کر دے اور اس کا کرنا سنت ہے۔ اور عبادہ بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ پیغمبر خدا لوگوں کے ساتھ نماز استسقاء کے واسطے تشریف لیگئے۔ اور آپ نے ان کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور ان میں قرأت کو ظاہر پڑھا اور اپنی چادر کو پھرایا۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے۔ اور پانی برسنے کے واسطے دعا مانگی اور اس وقت اپنا منہ قبلہ کی طرف کیا۔ اس لئے لازم ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور جس طرح پیغمبر صلعم نے دعا پڑھی تھی اسی طرح پر دعا پڑھے اور آپ نے جو دعا پڑھی تھی۔ اس کا مضمون یہ ہے اے اللہ ہمارے واسطے پانی بھیج جو مشقت سے ہم کو خلاصی دینے والا ہو۔ اور اس کا نتیجہ اور انجام نیک ہو۔ اور خوشگوار ہو۔ اور سیراب کرنے والا اور زمین کے بیچ میں اتر کر جانے والا ہو۔ اور عام طور پر جاری ہونے والا ہو اور بہت جاری ہونے والا ہو۔ اے اللہ ہمارے پاس پانی بھیج اور ہم کو پانی سے ناامید ہونے

والے لوگوں پر رحم بنا۔ اور ایسا پانی عطا کر جو عذاب دینے والا اور ہماری کھیتی کو بہا لیجانے والا ہو۔ اور وہ ہم کو بلا میں گرفتار نہ کرے اور نہ ہی ہمارے گھروں کو گرادے اور ہم کو غرقاب بھی نہ کرے۔ اے اللہ شہروں میں اور تیرے بندوں میں بڑی افسردگی اور بلا پھیلی ہوئی ہے اور بہت تنگی اور مشقت لاحق ہو رہی ہے اور ان باتوں کا گلہ تیرے پاس ہی ہے تیرے سوا ہم اور کسی کے پاس گلہ نہیں کرتے۔ اے اللہ تو ہماری کھیتی کو سرسبز کردے اور جو ہمارے جانور ہیں ان میں دودھ بھی زیادہ کردے۔ اور ہمارے اوپر آسمان کی برکتیں نازل کر۔ اور اپنی برکت کی طفیل ہماری زمین پر روئیدگی اُگادے جو نرم سی اور لہلہاتی ہوئی نظر آتی ہے اے اللہ تو ہم سے بھوک اور پیاس کی مشقت اور سختی کو دور کردے تیرے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے جو انکی سختی کو ہم سے الگ کرے۔ اے اللہ ہم تیری بخشش چاہتے ہیں کیونکہ تو بخشنے والا ہے اسلئے برسنے والا ابر ہمارے اوپر نازل فرما اور اسی طرح یہ دعا پڑھے۔ اے اللہ تونے اپنے حضور میں دعا کرنے کے واسطے ہم کو حکم دیا ہے اور تونے دعا کے قبول کرنے کا ہم کو وعدہ دیا ہے اسلئے جیسا تونے ارشاد فرمایا ہے اس کے موافق ہمنے تیری بارگاہ میں دُعا کی ہے۔ پس تو اپنے وعدہ کے موافق ہماری دعا کو قبول کر۔ اور کہا گیا ہے کہ خطبہ میں قبلہ کی طرف منہ کرے اور اسی رُخ پر ہی اس کو ختم کرے اور جب خطبہ ختم ہو چکے تو اس کے ختم ہوتے ہی دعا شروع کردے اور بہتر وہی ہے جو اوپر کہا گیا ہے کہ جب خطبہ سے فراغت پائے تو اس وقت قبلہ کی طرف رُخ کرے کیونکہ خطبہ لوگوں کو وعظ کہنا ہوتا ہے اور ان کو زجر کرنی اور خوف دلانا اور یہ امور لوگوں کے روبرو بیان کئے جاتے ہیں۔ اسلئے خطبہ کے وقت لوگوں کے سامنے اپنا منہ کرے تاکہ وہ اچھی طرح توجہ کریں اور آواز ان کے کانوں میں پہنچے۔ اور ان کے دلوں میں اثر کرے اور جب قبلہ کی طرف منہ کریگا۔ تو اس حال میں لوگوں کی طرف اس کی پیٹھ ہوگی۔ اور اسی صورت میں کھڑا ہوگا جیسا کہ نماز کے وقت آدمیوں کے آگے کھڑا ہوا تھا۔

نماز کسوف کا بیان

یہ نماز سنت موکدہ ہے اور اس کا وقت وہ ہے جب آفتاب یا ماہتاب کو گہن لگے۔ اور گہن پڑنے کے وقت سے لیکر اسکے چھٹنے تک رہتا ہے اور آفتاب یا ماہتاب گہن سے اس وقت چھوٹتے ہیں جبکہ انمیں پوری روشنی آجاتی ہے اسکی اور بھی مفصل تشریح یہ ہے کہ جب آفتاب یا ماہتاب میں گہن پڑنے لگے۔ اور ان کی روشنی میں کدورت اور سیاہی آجائے اور انکی شعاع میں نقصان نمودار ہو۔ تو اس وقت نماز کا وقت ہوجاتا ہے اور جب تک یہ علامتیں زائل نہ ہوں اس وقت تک باقی رہتا ہے۔ اور جب یہ علامتیں دور ہوجائیں اس وقت اس نماز کا وقت بھی جاتا رہتا ہے اور اس نماز کا جامع مسجد میں ادا کرنا سُنت ہے اور اس کے واسطے اس طرح آواز دی جاوے۔ کہ اے لوگو یہ نماز مسلمانوں کو جمع کرنے والی ہے۔ اور جب لوگ جمع ہوں تو اس وقت امام جماعت کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہے سبحانک اللھم پڑھے اور اعوذ پڑھے اور جب یہ پڑھ چکے تو بعد میں سورہ فاتحہ پڑھے اور فاتحہ کے بعد سورہ بقر پڑھے اور اس کے بعد رکوع کرے اور رکوع لمبا کرے اور سو آیت کے برابر تسبیح پڑھے اور اس کے بعد کہے سمع اللہ لمن حمدہ۔ اور یہ کہتا ہوا اپنا سر بلند کرے اور پھر سورہ فاتحہ اور سورہ آل عمران پڑھے اور اس کے بعد پھر رکوع کرے۔ مگر یہ دوسرا رکوع پہلے رکوع کی نسبت مختصر کرے اور اس کے بعد اپنے سر کو بلند کرے اور پھر دو طولانی سجدے کرے اور ہر ایک سجدہ میں اس قدر تسبیح پڑھے جو سو آیت کی مقدار کے برابر ہو اور اس کے بعد دوسری رکعت کے واسطے اٹھے اور اس میں یہ دو سورتیں پڑھے۔ سورہ فاتحہ اور سورہ نسا اور بعد میں ایک لمبا رکوع کرے پھر اپنے سر کو اٹھا کر سورہ فاتحہ اور سورہ مائدہ پڑھے اور جو سورتیں مذکور ہوئی ہیں اگر ان کو اچھی طرح نہیں جانتا تو پھر قرآن کی جو سورتیں اس کو یاد ہوں وہ پڑھے اور ان کی تعداد مذکورہ بالا آیتوں کے برابر ہو۔ اور اگر دوسری

آئتیں بھی یاد نہ ہوں۔ تو پھر قل ہو اللہ احد پڑھے۔ اور اس طرح پڑھے کہ جس قدر پہلے قیام میں قرأت پڑھے اس کا دو ثلث
دوسرے قیام میں پڑھے اور جب سجدہ سے سر اٹھا کر تیسرا قیام کرے تو اس میں پہلے قیام کی نصف کے برابر قرأت پڑھے
اور چوتھے قیام میں جو آخری ہے تیسرے قیام کی قرأت کے دو ثلث کے برابر پڑھے اور ہر ایک قیام میں قرأت کا دو ثلث
تسبیح پڑھے اور اس کے بعد رکوع میں جاوے اور پھر سلام پھیرے۔ پس یہ چار رکوع اور چار سجود بیان ہوئے ہیں اور
ہر ایک رکعت میں ایک رکوع زیادہ کریگا۔ اور اگر لوگ اس نماز میں مصروف ہوں اور سورج یا چاند میں روشنی آگئی ہو
تو نماز میں تخفیف کر دینی مستحب ہے مگر نماز کو قطع نہ کیا جائے اور اگر کوئی آدمی یہ چاہے کہ اکیلا اپنے گھر میں ہی اپنی اہل کے ساتھ نماز
پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اور بہتر وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی ہے۔ اور اس نماز کی اصلیت اس طرح پر ہے کہ عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ
پیغمبر خدا کے زمانہ میں ایک دفعہ آفتاب کو گہن لگا۔ رسول خدا اس وقت تشریف لائے اور آ کر تکبیر کہی اور قرأت پڑھی اور اس میں دیر
تک اپنے قیام فرمایا۔ اور بعد میں آپ نے رکوع کیا اور اس میں بھی دیر تک رہے اور رکوع کے بعد آپ نے سر اٹھا کر کہا سمع اللہ لمن
حمدہ اور پھر ایک لمبی قرأت پڑھی اور پھر سر کو اٹھا کر سجدہ کیا اور سجدہ کے بعد پھر اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور دوسرے لوگوں نے
بھی ایسا ہی کیا۔ اور اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ چاند اور سورج خدا کی نشانیاں ہیں اس کی نشانیوں میں سے اور ان کو کسی
کی موت کے یا حیات کے واسطے گہن نہیں لگتا اور جب ان کو گہن لگا ہوا دیکھو تو اس وقت نماز کی طرف رجوع کرو۔

نماز خوف کا بیان

نماز خوف کے واسطے چار شرطیں ہیں ایک یہ کہ دشمن ایسا ہو جسے جنگ کرنا جائز ہو۔ دوسری یہ کہ قبلہ کی جہت کے سوا ہو
تیسری یہ کہ دشمنوں کے ہجوم سے خوف نہ ہو۔ چوتھی یہ کہ ایک بڑی جماعت ہو جو دو گروہوں میں تقسیم ہو سکتی ہے اور ہر گروہ میں
تین آدمیوں سے زیادہ ہوں۔ ان میں سے ایک گروہ کو تو امام دشمن کے مقابلہ کے واسطے بھیجدے۔ اور ایک کو اپنی پشت پر کھڑا کر کے
اس کے ساتھ نماز کی ایک رکعت ادا کرے اور جب دوسری رکعت کے واسطے اٹھے تو جو لوگ امام کی پشت پر ایک رکعت نماز ادا
کر چکے ہیں وہ الگ ہو جائیں اور امام کے پیچھے سے جدا ہونے کی نیت کریں کیونکہ نیت کے سوا مقتدی کو یہ روا نہیں ہے کہ امام کی
پشت پر سے جدا ہو۔ اور جدا ہو کر دوسری رکعت کو الگ پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد یہ گروہ تو دشمن کے مقابلہ پر جائے اور
پہلے گروہ کے الگ ہوتے ہی دوسرا گروہ اسکی بجائے امام کے پیچھے آ کر کھڑا ہو جائے۔ دوسری رکعت امام اس گروہ کے ساتھ پڑھے
اور رکعت تمام کر کے بیٹھ جائے اور مقتدی کھڑے ہو کر پہلی رکعت کو جو امام کے ساتھ نہیں پڑھی پوری کریں۔ اور اسکو پورا کرنے
کے بعد تشہد میں امام کے ساتھ مل جائے اور اس گروہ کے ساتھ امام سلام پھیرے۔ اور دوسری رکعت کے بعد امام کو چاہئے کہ
تشہد طولانی پڑھے تا کہ دوسرے گروہ کے لوگ پہلی کو پڑھ کر اس کے ساتھ مل جائیں اور التشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیر سکیں۔
اور ساتھ سلام پھیرنے کی فضیلت کو پالیں۔ اور پہلے گروہ کو بھی تکبیر تحریمہ کی فضیلت امام کے ساتھ حاصل ہونی چاہئے۔ غزوہ
ذات الرقاع میں مسلمانوں نے یہ نماز پیغمبر خدا کے ساتھ اس طرح پڑھی ہے اور سہل بن ابی خزیمہ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے
رسول مقبول نے فرمایا۔ کہ امام تکبیر تحریمہ کہے۔ اور لوگ ایک صف باندھ کر امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور دوسری صف دشمن
کے مقابلہ پر ہو۔ اور جو لوگ صف باندھ کر امام کے پیچھے کھڑے ہوں انکے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور دو سجدے کرے اور اسکے
بعد کھڑا ہو کر قرأت پڑھے اور اس کو طول دے یہاں تک کہ جنہوں نے ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھی ہے وہ دوسری رکعت بھی
پڑھ کر دشمن کے مقابل جنگ میں چلے جائیں اور جو پہلے میدان جنگ میں تھے وہ امام کے پیچھے آ کر جماعت میں شریک ہو جائیں
اور دوسری رکعت کو مع دو سجدوں کے امام اس گروہ کے ساتھ ادا کرے۔ اور جب تشہد پڑھے تو اس قدر بیٹھے کہ اس دوسرے

گروہ کے لوگ دوسری رکعت بھی پڑھکر پھر امام کے ساتھ تشہد میں مل جائیں۔ اور ان لوگوں کے ساتھ امام سلام پھیرے اور امام احمدؒ کے نزدیک جنگ اور مقابلہ کے وقت نماز میں تاخیر کی جائے یہاں تک کہ لڑائی اور قتال کا ہنگامہ دور ہو جائے اور تمام آدمی اپنے ہتھیار کھول کر آرام سے بیٹھ جائیں اور جو کچھ بیان ہوا ہے یہ اس خوف کے واسطے ہے جو فجر کی نماز اور سفر میں نماز قصر کے وقت لاحق ہوا اور مغرب کی نماز کے وقت خوف لاحق ہو۔ تو اس کا طریق یہ ہے کہ امام جس گروہ کو پہلے اپنے پیچھے کھڑا کرے اُس کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرے اور ایک رکعت دوسرے گروہ کے ساتھ کیونکہ مغرب کی نماز میں کمی یا قصر نہیں ہوتا۔ اور اس میں دو قول ہیں کہ پہلا گروہ پہلے پہل ہی الگ ہو جائے یا اس وقت الگ ہو جب کہ امام تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو ایک یہ ہے کہ پہلے ہی الگ ہو جائے اور دوسرا یہ ہے کہ اس وقت الگ ہو جبکہ تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو اور اگر یہ خوف امام کو حضر میں لاحق ہوا ہے تو اس حال میں ہر ایک گروہ کے ساتھ نماز کی دو رکعتیں ادا کرے اور جو باقی ہو اس کو ہر ایک گروہ قضا پڑھ لے اور اگر چار فرقہ کرے تو تیسرے اور چوتھے فرقہ کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ اور اس میں بھی اختلاف کیا گیا ہے کہ پہلے اور دوسرے فرقہ کی نماز صحیح ہے یا نہیں۔ اور جو کچھ خوف کے باب میں بیان ہوا ہے ایسے وقت میں ہے کہ دشمن قبلہ کی طرف یا دائیں یا بائیں جانب موجود ہو اور اگر دشمن قبلہ کی طرف روبرو ہو اور ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں اور گھات میں لوگوں کے ہونے کا شبہ نہ ہو تو ایسے وقت میں بھی اگر خوف کی نماز ادا کرے تو روا ہے اور امام کو لازم ہے کہ لوگوں کو بلحاظ کثرت دو یا تین صفوں میں بانٹ دے اور نماز کی نیت کرے اور جب پہلی رکعت کے بعد سجدہ کرنے لگے سب لوگ بھی اسکے ساتھ سجدہ کریں مگر پہلی صف جو امام کے متصل ہو وہ سجدہ میں نہ جائے کھڑی رہے اور حفاظت کرے اور جب امام دوسری رکعت کے لئے اُٹھ کھڑا ہو تو اس وقت پہلی صف جو کھڑی رہی تھی سجدہ میں جائے اور پھر اُٹھ کر دوسری صفوں کے ساتھ شامل ہو اور جب دوسری رکعت میں سجدہ کریں تو ایک صف جس نے پہلے امام کے ساتھ سجدہ کیا تھا وہ کھڑی رہے اور باقی سب امام کے ساتھ سجدہ میں شریک ہوں اور جب تشہد میں بیٹھے تو اس وقت مناسبت کر کے شریک ہوں اور امام کے ساتھ سلام پھیریں ایک روایت میں وارد ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے عسفان میں خوف کے وقت اسی طریق سے ہی نماز ادا کی تھی۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ پہلی صف دوسری رکعت میں تاخیر کرے یعنے نماز میں رہے اور دوسری صف پہلی کی جگہ جائے اور نگہبانی کرے۔ اور اگر خوف بڑھ گیا ہو اور لڑائی شروع ہو گئی ہو تو پھر جس طرح ہو سکے اسی طرح نماز کو ادا کریں چاہے جماعت کے ساتھ اور چاہے فرداً فرداً سوار ہو یا پیادہ۔ قبلہ کی طرف منہ ہو اور چاہے نہ ہو۔ اشارہ سے پڑھیں یا اشارہ کے بغیر۔ غرض نماز میں رکوع سجود کر لیں اور اس نشست برخاست کو نہ بھولیں چاہیے کچھ ہی ہو اور اس میں دو قول ہیں کہ جب یہ معلوم نہ ہو کہ ہم قبلہ کے مقابل ہیں یا نہیں تو نماز شروع کریں یا نہ کریں۔ اور اگر دشمن کو شکست ہو اور امن حاصل ہو جائے تو پھر پہلے طریق پر نماز پڑھیں۔ چارپایوں سے نیچے اتر آئیں اور قبلہ کی جانب اپنا منہ کریں اور اگر اطمینان کی حالت میں نماز شروع کی ہے اور اس کے بعد خوف بڑھ گیا ہے تو پھر سوار ہو جائیں اور سوار ہو کر خوف کی نماز تمام کریں اگرچہ مارنے اور نیزہ لگانے پر نوبت پہنچ گئی ہے یا لوٹنے یا شکست ہوتے پر بھاگنے کا موقعہ آپڑا ہے تو اس حال میں ہر ایک آدمی اس طرح نماز پڑھے جس طرح کہ درندہ جانور سے خوف کے وقت یا سیلاب یا رہزن وغیرہ سے خوف کھانے کے وقت پڑھنے کے لئے حکم کیا گیا ہے اور جب دشمن کی انتظار ہو اور یہ خوف ہو کہ شکست نہ ہو جائے تو اسی وقت میں بھی جو روایتوں میں سے ایک کے موافق اسی طرح خوف کی نماز ادا کرے۔

نماز کے قصر کا بیان

جب کوئی آدمی اپنے گھر سے یا قوم کے خیمہ سے الگ ہو تو اس کو اپنی نماز میں قصر کرنا جائز ہے یعنے چار رکعتوں کی بجائے

دو رکعت نماز ادا کرے۔ جب سفر لنبا ہو اور وہ یہ ہے سفر سولہ فرسنگ سے کم نہ ہو اور سولہ فرسنگ چار برید ہوتے ہیں اور چار برید
اڑتالیس میل ہاشمی ہیں اور ایک برید چار فرسنگ کا ہوتا ہے پس چاہیے کوئی آدمی سفر پر جائے اور اس قدر سفر سے واپس آئے
تو وہ اپنی نماز کو کوتاہ کر دے۔ اور اگر کسی گاؤں یا شہر میں پہنچکر اقامت کا ارادہ کر دے جو بائیس نمازوں تک ہو تو بھی وہ اپنی
پوری نماز ادا کرے کیونکہ اس صورت میں یہ شخص مقیم کا حکم رکھتا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی اکیس نمازوں تک ٹھیرنے کا ارادہ کرے
تو اس کی نسبت دو روائتیں آئی ہیں ایک میں تو یہ ہے کہ قصر کرے اور دوسری میں یہ ہے کہ قصر نہ کرے اور اگر اس سے کم
نمازوں تک ٹھیرنا چاہیے تو پھر قصر کرے یعنے بجائے چار رکعت کے دو رکعت نماز ادا کرے اور اگر کسی شہر میں وارد ہو اور کسی
معین حد تک ٹھیرنے یا کوچ کرنے کی کوئی نیت نہیں کی۔ اور یہ علم بھی نہیں رکھتا کہ میں کب کوچ کرونگا صرف یہی ارادہ کئے
ہوئے کہ آج یا کل کوچ کرونگا۔ تو اس حال میں نماز کو قصر کرے کیونکہ روایت میں ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے ایک دفعہ
مکہ میں اٹھارہ روز تک قیام فرمایا۔ اور اس زمانہ میں آپ نماز کو قصر کیا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں وارد ہے کہ آپ نے پندرہ روز
تک قیام کیا تھا۔ اور ایک دوسری حدیث میں عمران بن حصین کہتے ہیں کہ میں مکہ کی فتح میں خدا کے رسول مقبول کے ساتھ حاضر
تھا۔ اس زمانہ میں آپ دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور جو شہر کے لوگ تھے ان کو یہ فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو تم چار رکعت نماز
پڑھا کرو۔ اور ہم اس واسطے قصر کرتے ہیں۔ کہ ہم مسافر ہیں۔ اور تبوک میں آنحضرت صلعم نے بیس روز تک قیام کیا تھا اور
اس زمانہ میں بھی آپ نے اپنی نماز کو قصر فرمایا اور آپ کے اصحاب بھی ایسا ہی کرتے تھے اور انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رامہرمز
میں رسول صلعم کے اصحابوں نے سات ماہ تک قیام فرمایا تھا۔ اور وہاں بھی آپ نماز کو قصر کر کے پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک
روایت میں ہے کہ ابن عمرؓ چھ ماہ تک آذربائیجان میں ٹھیرے رہے اور وہاں آپ نماز کی دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ اور اگر کوئی
آدمی مقیم ہے اور اس حال میں اس نے نماز کی نیت کی ہے اور اس کے بعد وہ مسافر ہو گیا ہے۔ مثلاً ایک کشتی جو اس کے شہر کے
کنارے اور دیواروں سے متصل تھی اور ملاح نے اس کشتی کو چھوڑ دیا اور وہ شہر کی حدوں سے باہر نکل گئی ہے تو اس کو وہ نماز
پوری ادا کرنی لازم ہے اور اسی طرح اگر کوئی سفر کی حالت میں نماز کی نیت کرے اور اسکے بعد مقیم ہو جائے یا ایسے لوگوں کے پیچھے
اقتدا کرے جو مقیم ہوں یا نیت کے بعد کسی ایسے آدمی کا اقتدا کرے کہ اس کے مقیم یا مسافر ہونے میں شبہ رکھتا ہے یا نماز شروع
کرتے ہوئے قصر کی نیت کرے تو ان تمام صورتوں میں اس آدمی کو اپنی پوری نماز پڑھنی چاہیئے اور جو آدمی قضا پڑھنے
والا ہو اس کو نماز میں قصر کرنا ناجائز ہے۔ کیونکہ اس کو کامل نماز پڑھنی واجب ہے سفر کی حالت اس میں مؤثر نہیں ہوتی
اور جب نماز کے ادا کرنے کے وقت میں ادا کرتے ہوئے نماز قصر کی نیت کر چکا ہے اور اس کے بعد اس نے قیام کی نیت کی ہے
تو اس صورت میں اپنی پہلی نیت کے مطابق ہی نماز پڑھے۔ اور ایسا ہی اگر مقیم ہے اور اس نے نماز کی نیت کی ہے اور اس کے
بعد سفر کی نیت کر دی ہے تو پھر بھی اپنی پوری نماز پڑھے۔ اور اگر کوئی آدمی اس واسطے سفر کرتا ہے کہ اس میں کوئی گناہ
کرے یا کھیلے یا نفس کو تازگی حاصل ہو۔ تو ان صورتوں میں اس کو نماز کا قصر کرنا مباح نہیں۔ اور اگر کوئی واجب سفر ہے جیسے کہ
حج یا جہاد اور یا مباح سفر ہے جیسے کہ تجارت یا قرض مانگنے کے واسطے جاتا ہے یا ایسا ہی کوئی اور کام در پیش ہے تو ان دونو صورتوں
میں نماز کا قصر کرنا جائز ہے۔ اور اگر ہم معاصی میں کسی کے واسطے سفر مباح کر دیں اور اس کو سفر پر جانے کی اجازت دیدیں
تو اس کے ہم ان امور میں مددگار ہونگے کہ وہ گناہ کرے اور گناہوں پر جما رہے اور خداوند تعالیٰ کی طاعت پر اس کو صلاحیت
حاصل نہ ہو اور یہ اصل میں اس کو اسکی نیکی پر تقویت اور مدد دینی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے طاعت کے زور کو توڑنا اور منع کرنا ہے
اور امام احمد کے نزدیک سفر میں تمام کرنا اور قصر کرنا دونوں جائز ہیں اور قصر کرنا افضل ہے۔ اور ان کے نزدیک تمام اور قصر کرنا

ایسا ہی ہو جیسا کہ روزہ کا رکھنا اور افطار کرنا ہے اور خداوند تعالٰے کے روبرو اپنی پستی اور ناتوانی کو ترک کر دینا۔ اور جن باتوں کی اجازت دی گئی ہو اور جن میں آسانی رکھی گئی ہے انکی پیروی کرنی بہتر ہے اور اگر کوئی خود بینی اور غرور اور خودداری کے سوا سفر میں نماز اور روزہ کے پورا کرنے کی نیت کرے تو اس کو یہ کہنا چاہئے کہ تیرے واسطے قصر اور افطار کی نیت بہتر ہے کیونکہ اس میں نفس کی خواری اور انکساری اور فروتنی ہی۔ اور ایک دفعہ خدا کے رسول مقبول سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ ہم قصر کرتے ہیں مگر ہمارے دل بیخوف ہیں اس صورت میں ہمارا کیا حال ہے آپ نے جواب میں فرمایا کہ یہ صدقہ ہے۔ جس کو خداوند تعالٰے نے اپنے بندوں پر صدقہ کیا ہے اس لئے اس کے صدقہ کو قبول کرنا لازم ہے۔ کیونکہ جو لوگ اس کی رخصتوں کو قبول کرتے ہیں خداوند تعالٰے ان کو دوست رکھتا ہے اور یہ لوگ اسکی عزیمتوں یعنے اس کے ارادوں کو قبول کرتے ہیں۔ پس جو آدمی سفر میں اپنی نماز تمام ادا کرتا ہے اس کی نسبت تعجب پر تعجب ہے اور سفر میں روزہ تو رکھتا ہے مگر خدا کے عطیہ کو ترک کرتا ہے اور کبیرے گناہ کرتا ہے جیسے حرامخوری اور شراب نوشی وغیرہ ہے اور ابریشمی لباس پہنتا ہے۔ زنا کرتا ہے اور پچھلے راستے سے عورتوں یا لونڈوں کے ساتھ ایک بری بات کر ڈالتا ہے اور اصول میں برا اعتقاد رکھتا ہے اور ایسی ہی اور باتیں بھی کرتا ہے تو اس پر بہت ہی تعجب ہے۔

نمازوں کا جمع کرنا

اگر سفر میں کوئی دو نمازوں کو جمع کرے تو جائز ہے مثلاً ظہر اور عصر کو ملا کر ایک وقت میں پڑھے اور مغرب اور عشا کو ایک وقت میں مگر سفر کے واسطے یہ شرط ہے کہ سولہ فرسنگ سے کم نہ ہو جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے۔ اگر اس سے سفر کم ہو تو پھر نمازوں کو ملا کر پڑھنا نارو ا ہے اور اس میں اختیار رکھتا ہے کہ پہلی نماز کو دوسری نماز تک توقف کرے اور چاہے دوسرے وقت کی نماز کو پہلے وقت میں شریک کرے اور تاخیر کرنا مستحب ہے۔ اور اگر کوئی یہ چاہے کہ دوسری نماز کو اول وقت میں پڑھ لے تو وہ ترتیب کو نگاہ رکھے یعنی پہلے وقت کی نماز کو پہلے پڑھے اور دوسرے وقت کی نماز کو پیچھے پڑھے اور جو پہلے وقت کی نماز کی نیت کرنے لگے تو جمع کی نیت کرے بعد دونوں نمازوں کے درمیان فرق نہ کرے مگر فرق ہو تو اس قدر ہو جتنا کہ اقامت کے واسطے ہوتا ہے اور وضو کیلئے جبکہ وضو ٹوٹ جائے اور اگر دو فرض نمازوں کے درمیان سنتیں پڑھیگا تو اس صورت میں انکا جمع کرنا باطل ہوگا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ باطل نہیں ہوتا اور بہتر طریق یہ ہے کہ سنتوں کو فرضوں سے فارغ ہونے کے بعد پڑھے اور فرضوں میں فرق نہ کرے۔ اور اگر یہ چاہے کہ میں دوسرے وقت میں فرضوں کو جمع کروں تو پہلے وقت میں ہی نیت کرے یہی کافی ہوگی۔ دوسری دفعہ نیت کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ پہلی نماز میں اسی نیت سے تاخیر کرتا ہے کہ اس کو دوسرے وقت میں جمع کرونگا اور اگر اول وقت میں دوسرے وقت کی نماز کے جمع کرنے کی نیت کرے یا آخیر وقت میں نیت کرے تو اس میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اور اگر اول نماز کا وقت گذر جائے اور اس کے بعد نیت کرے تو اس صورت میں دونوں نمازوں کا جمع کرنا جائز نہیں ہے اور جب دوسرے وقت نماز کو جمع کرے تو اس کو پہلے اول وقت کی نماز پڑھنی چاہئے اور اس کے بعد دوسرے وقت کی نماز پڑھے جیسا کہ پہلے پڑھا کرتا تھا اور اس میں اختلاف ہے کہ نماز کے دو فرضوں کے درمیان سنت وغیرہ پڑھی جائے یا نہ۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جائز نہیں ہے اور دوسری میں ہے کہ روا ہے اور حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ قصر کی نماز اور نماز جمع نیت کی محتاج نہیں۔ اور اگر مینہ برس رہا ہو تو مغرب اور نماز عشا کی نماز کو جمع کر سکتا ہے اور ظہر اور عصر کی نماز کے جمع کرنے کے باب میں دو روائتیں آئی ہیں اور جب راستے میں کیچڑ ہو یا تند اور سرد ہوا چل رہی ہو اس میں دو روائتیں آئی ہیں اگر کوئی مینہ برسنے کے سبب دو نمازوں کو جمع کرنا چاہئے تو اس کو یقین ہونا چاہئے کہ پہلے نماز کے شروع میں اور دوسری نماز تک ایسا ہی

برستا رہیگا۔ تو اسصورت میں دونوں نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے۔ اگر دوسرے وقت کی نماز پر جمع کرنا موقوف رکھے تو چاہے اُس وقت مینہ برستا ہو اور چاہے تھم گیا ہو برابر ہے چونکہ پہلے وقت کی نماز کو اس نے اس واسطے آخر نہیں کیا ہے کہ مینہ برسا رہا ہے اب اگر مینہ تھم بھی جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ جو وقت گذر گیا وہ اب ملنا مشکل ہے۔ اور اس وقت میں جو جمع کرنے کے واسطے کہا گیا ہے تو یہ اس واسطے ہے کہ لوگوں کے کپڑے بھیگنے سے بچیں اور انہیں تکلیف اور ایذا نہ پہنچے اور انہیں گھر سے نکل کر آنا جانا دشوار نہ ہو۔ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اگر جوتیاں بھیگ جائیں تو اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھ لو یہ صحیح حدیث ہے اور صحیح مسلم اور بخاری میں موجود ہے اور مسافر اور مریض کے واسطے بھی جمع کرنے کے لئے ہمارے نزدیک ایسا ہی حکم ہے جیسا کہ مذکور ہوا ہے کیونکہ خدا نے ایک ہی حکم سے ان کو یاد کیا ہے فرمایا ہے کہ جو تم میں سے بیمار اور مریض ہو اُس کے واسطے دوسرے دنوں کی تعداد ہے۔ پس یہ اجازت کمزوری کے سبب سے دی گئی ہے اور مریض میں اس کا سبب ظاہر ہی ہے اور مسافر کا یہ حال ہوتا ہے کہ کبھی تو عیش کے ساتھ تیز گھوڑے پر سوار گلگشت کی سیر کرتا ہوا سفر میں جاتا ہے اور امارت اور ثروت کے سبب سفر میں عیش کے اس کو ایسے سامان موجود ہوتے ہیں کہ وہ غریب کو مقیم ہونے کی حالت میں بھی نہیں ہوتے (جیسا کہ سعدیؒ اس مضمون کی اسطرح تصریح کرتے ہیں ؎

منعم بکوہ ودشت وبیابان غریب نیست ہرجا کہ رفت خیمہ زدو بارگاہ ساخت

اور جب اس سامان اور جلال کے ہوتے ہوئے سفر میں اس کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ نمازیں قصر اور جمع کرے تو جن کا حال ان لوگوں کے خلاف ہوتا ہے وہ تو دوسرے مسافروں سے ایسے عطیہ کے بہت ہی حقدار ہیں +

نماز جنازہ

جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے اور ہمارے نزدیک اس کے مستحق یہ لوگ ہیں مردے کے وصی اور پھر وقت کا سلطان اور پھر قریبی رشتہ دار اور امام کو لازم ہے کہ مردہ کے سینے کے برابر کھڑا ہو اور اگر عورت ہو تو اس کی لاش کے درمیان میں کھڑا ہو اور اگر بہت سے مردے ہیں تو ان کے سرہانے پر کھڑا ہو اور اگر کئی قسم کے مردے ہیں تو ان میں سے جو بہتر ہوں ان کو امام کے متصل آگے رکھا جائے مثلاً مردوں میں مرد ہیں اور عورتیں ہیں غلام ہیں مخنث ہیں لڑکے ہیں تو سب سے پہلے مردوں کو رکھیں اور ان کے بعد غلاموں کی لاشوں کو اور ان کے بعد لڑکوں کو اور ان کے بعد مخنثوں کو اور ان کے بعد عورتوں کو۔ اور احمدؒ روایت کرتے ہیں کہ لڑکے غلاموں سے پہلے ہوں اور پھر باقی مردوں کی حیثیت میں دیکھے اور غور کے بعد امام کے متصل اس آدمی کی لاش رکھی جائے جو علم اور دین اور پرہیزگاری اور قرآن پڑھنے میں افضل ہو اور بعض کا یہ قول ہے کہ جب مرد اور عورت کے لاشے ایک جگہ پر ہوں۔ تو عورت کی لاش کا درمیانی حصہ مرد کے سینے کے برابر رکھا جائے اور جب امام نماز جنازہ کیواسطے کھڑا ہو تو دائیں بائیں دیکھ کر صفوں کو برابر کرلے جیسے کہ دوسری نمازوں کے لئے حکم ہے اور خدا کی درگاہ میں کمزرش کی درخواست کرے اور اپنے گناہوں سے بھی توبہ کرے اور یاد کرے کہ قبر میں میری آرامگاہ کہاں ہے اور اس بات پر یقین کرے کہ ایک دن مجھ کو بھی موت کا یہ جام پینا پڑیگا اور اس کے پینے کے بغیر کسی کو کوئی چارہ نہیں۔ اور اس کا دور آنے والا ہی ہو اور جب اُس کو پیش کیا جائیگا تو کوئی عذر نہیں چلیگا اسلئے اپنے دل کو حاضر کرنا چاہئے اور عاجزی اور فروتنی اختیار کی جاوے تاکہ اس کی عاجزی اور فروتنی دعا کی قبولیت میں مدد دے اور اس کے بعد نماز جنازہ پڑھائے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ کہے میں فرض کفایہ ادا کرتا ہوں اور مذکر یا مونث کا ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد چار تکبیریں کہے اور پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ جب جنازہ پڑھو تو پہلے سورہ فاتحہ پڑھو اور دوسری رکعت میں پیغمبر خدا

پر درود پڑھو جیسا کہ تشہد میں پڑھا کرتے ہو۔ مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا کے اٹھارہ اصحاب سے جنازہ کی بابت پوچھا سب نے
کہا کہ پہلے تکبیر پڑھو اور اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور پھر تکبیر پڑھو اور خدا کے رسول پر درود بھیجو اور تیسری تکبیر کے بعد میت
کے حق میں جو دعا تمہیں اچھی معلوم ہو وہ کہو۔ اور وہ سب دعاؤں سے آسان ہو اور اپنے نفس کے لئے اور اپنے ماں باپ اور تمام
مسلمانوں کے لئے دعائے خیر کہو اور اس دعا کو پڑھنا مستحب ہے اے اللہ ہمارے زندوں اور ہمارے مردوں کو بخش دے اور ہمارے
جو لوگ حاضر اور غائب ہیں ان کو بخش اور جس قدر ہمارے چھوٹے اور بڑے ہیں ان کو معاف کر جتنے ہمارے مذکر اور مؤنث ہیں
انہیں بخشدے۔ اے اللہ ہم سے جس کو تو زندہ رکھے اس کو سنت اور اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو مارے اس کو سنت اور اسلام
پر مار۔ تو جانتا ہے کہ ہماری بازگشت اور آرامگاہ کون ہے اور ہر ایک چیز پر تجھ کو قدرت ہے اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے اور تیری بندہ کا
لڑکا ہے اور اب تیری بارگاہ عالی میں حاضر ہوتا ہے اور تو بہتر ہے جس کے پاس کوئی حاضر ہو۔ اور ہم اسکی نیکی کے سوا اور کچھ نہیں
جانتے۔ اے اللہ اگر یہ نیک ہو تو اسے اچھی جزا دے اور اے اللہ اگر یہ آدمی بدکار ہے تو تو اپنی رحمت سے اس کو بخشدے ہم تیری
درگاہ میں اس کی شفاعت کے واسطے حاضر ہوتے ہیں۔ اس کے حق میں تو ہماری سفارش کو قبول کر اور اس کو قبر کے فتنے اور
دوزخ کے عذاب سے بچالے اور جس قدر اس کے جرم ہیں انہیں معاف کر دے اور ایک بزرگ جگہ ایسی آرام دے اور جس گھر کو اس
نے چھوڑا ہے اس سے بہتر اس کو عطا کر اور ہمسایہ بھی نیک دے۔ اور اپنی اس عطا اور بخشش سے ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ممتاز
فرما اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ رکھ اور ہمیں فتنے میں مبتلا نہ کر۔ اور چوتھی تکبیر کے بعد یہ کہے اے اللہ ہمیں دنیا میں نیکی دے
اور آخرت میں نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے ہمیں نگاہ رکھ۔ اور بعض اصحابوں نے فرمایا ہے کہ جو آدمی نماز پڑھانے کے واسطے کھڑا
ہو اور کچھ نہ پڑھے اور دائیں طرف سلام پھیر دے اور یا دونوں طرف پھیر دے تو اس صورت میں نماز جنازہ جائز ہے یہ امام شافعیؒ
کا مذہب ہے اور ایک سلام سے نماز ادا کرنے کو امام احمدؒ روا رکھتے ہیں اور روایت میں آیا کہ رسول خدا کے چھ اصحاب جب نماز جنازہ
پڑھاتے تھے تو اس میں ایک ہی سلام پھیرا کرتے تھے اور وہ یہ ہیں علی بن ابی طالب۔ عبداللہ بن عباسؓ۔ ابن عمر۔ ابن عوفہ۔ ابو
ہریرہ۔ انثلہ بن اشقہ۔ اور روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے نماز جنازہ میں اپنی داہنی طرف سلام پھیر لیا ہے۔ اور اگر کوئی اس دعائے
سوا اور دعا پڑھنی چاہے تو یہ پڑھے۔ حمد خدا کے لئے ہی ہے جو ہر ایک کو مارنے زندہ کرنے والا ہے اور وہی ہے جو مُردوں کو زندہ
کریگا۔ عظمت اور کبریائی اُس کے لئے ہے ملک اور قدرت وہی رکھتا ہے اور اس کے لئے تعریف ہے ہر ایک چیز پر وہ قادر ہے
اے اللہ محمد پر اور اس کی آل پر درود پہنچا۔ جیسا کہ تو نے ابراہیم اور اس کی آل پر درود بھیجا ہے اور اس پر رحمت اور برکت پہنچائی
ہے تعریف کیا گیا تو ہی ہے اور تو ہی بزرگ ہے۔ اے اللہ یہ شخص تیرا ہی بندہ ہے اور تیرے بندے کا لڑکا ہے اور تیری لونڈی کا
لڑکا ہے تو نے ہی اس کو پیدا کیا اور تو نے ہی روزی دی اور تو ہی مارنے والا ہے اور تو ہی جلانے والا ہے اور تو ہی اسکے بھید کو
جانتا ہے ہم تیری بارگاہ میں اس کی شفاعت کرتے ہیں۔ تو ہماری سفارش کو قبول کر لے۔ اے اللہ اب تو اس کو اپنی رحمت کی
ہمسائیگی میں لے کہ تو صاحب وفا ہے اور موسع ہے اے اللہ تو اس کو قبر کے فتنے اور دوزخ کے عذاب سے بچا اور اسے بخش دے۔ اور
اس پر رحم کر۔ اور اس کو اس کے گناہوں سے پاک کر دے اور اس طرح پاک کر کہ جس طرح میلے کچیلے کپڑوں کو صاف اور پاک کیا جاتا
ہے۔ اور اس کو اچھے گھر میں داخل کر اور اس کو ایسی حور بی بی دے جو بیبیوں میں سے بہتر ہو۔ اور بہتر ہی اہل اس کو عنایت کر اور بہشت
میں اسے جگہ دے اور دوزخ کی آگ سے نجات دے اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ نیکوکار ہے تو تو اس کی نیکی کو بڑھا دے اور اس نے جو نیکی
کی ہو اس کا اس کو عوض عطا کر اور اگر بدکار ہے تو اس سے درگذر کر۔ اے اللہ یہ تیرے حضور میں حاضر آیا ہے اور جس کے پاس
کوئی حاضر ہوتا ہے تو ان سب سے بہتر ہے یہ تیری رحمت کا محتاج ہے تو غنی ہے اور یہ فقیر ہے تو صاحب جود اور بخشش ہے اور یہ

مفلس اور محتاج۔ اور تو اس سے بے پرواہ ہے کہ اس کو عذاب دے۔ اے اللہ منکر نکیر کے سوال جواب کے وقت اسکی زبان کو مدد دے اور قبر کے عذاب میں اس کو گرفتار نہ کر یہ اس عذاب کی طاقت نہیں رکھتا اور اس کے اجر سے ہم کو محروم نہ لوٹا اور اس کے بعد ہمیں فتنے میں نہ ڈال۔ اور اگر عورت کا جنازہ ہو تو اس پر یہ پڑھے اے اللہ یہ تیری لونڈی ہے اور تیرے بندے کی لڑکی ہے اور اس کے بعد جو دعا مذکور ہوئی ہے اس کو ختم کرے اور امام احمد حنبل کے نزدیک پہلے اس کو جنازہ پڑھنا مناسب ہے جس کے حق میں مرنے نے نصیحت کی ہو یعنی مرتا ہوا وہ کہہ گیا ہو کہ میری نماز جنازہ فلاں پڑھائے۔ اس کے بعد ولی حقدار ہے اور اس کے بعد ان رشتہ داروں کا حق ہے جو قریبی اور جدی ہوں اور اس کے بعد بیٹے کا حق ہے اور بعد میں بیٹے کی اولاد کا درجہ دار اور پھر علاتی بھائی اور بھتیجے اور چچے اور چچے کے بیٹے کا حق ہو اور اس میں اختیار ہے کہ اگر عورت مر جائے تو اس کا شوہر نماز جنازہ پڑھائے یا بیٹا۔ اور اصحابوں نے ایک دوسرے کو نماز پڑھانے کی وصیت کی ہے۔ روایت میں آیا ہے کہ ابو بکرؓ نے عمر ابن خطاب کو یہ وصیت کی تھی، کہ میرے بعد میری جنازے کی نماز پڑھائے۔ اور عمرؓ وفات پاتے ہوئے صہیبؓ کو وصیت کر گئے تھے اور اس وقت انکے بیٹے عبد اللہ بھی موجود تھے اور ابو شریح نے زید بن ارقم کو اپنے جنازے پر نماز پڑھنے کی وصیت کی۔ اور ابو میسرہ نے شریح کو وصیت کی تھی اور عائشہؓ مرتے ہوئے ابو ہریرہؓ کو وصیت کر گئی تھیں کہ میرے جنازے پر نماز جنازہ پڑھائیں اور ام سلمہؓ سعید بن جبیر کو وصیت کر گئی تھیں۔ اور اگر لڑکا ہو تو اس کی دعا میں یہ پڑھے اے اللہ یہ تیرا ہی بندہ ہے اور تیرے بندے کا لڑکا ہے اور تیری لونڈی کا لڑکا ہے اس کو تو نے پیدا کیا ہے اور تو ہی مارتا اور زندہ رکھتا ہے۔ اے اللہ تو ماں باپ کیلئے اس کو پیش خیمہ بنا اور ان کے لئے اجر کی زیادتی کا باعث کر اور یہ ان کے میزان کے پلڑے کے بھاری ہونے کا سبب ہو لڑکے کے باعث ان کے والدین کا اجر بزرگ بنا اور ہم کو بھی اس کے اجر سے محروم نہ کر اور اس کے بعد فتنے میں نہ ڈال۔ اس سے بچا اے اللہ ان کو پہلے نیکو کار اور مومن لوگوں میں ملا دے۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی ضمانت میں داخل کر اور دنیا کے گھر سے اس کو بہتر گھر لطف فرما اور جو اس کے اہل تھے ان سے بہتر اہل اسے دے دوزخ کے عذاب سے اسے نگاہ رکھ۔ اے اللہ ہماری اولاد کو اور ہمارے بزرگوں کو اور ہمارے اگلوں کو اور جو ہم سے پہلے اس جہان سے چلے گئے ہیں سب کو بخشدے۔ اے اللہ ہم سے تو جس کو زندہ رکھے اس کو اسلام پر رکھنا اور جس کو مارے اس کو ایمان پر مار۔ اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو جو جیتے ہیں اور مر گئے ہیں ان سب کو بخشدے اور اگر کسی بچے کا اسقاط ہو گیا ہو اور اس میں انسان کی سی صورت پائی جائے تو اس پر بھی نماز ادا کی جائے اور اگر صرف گوشت کا لوتھڑا ہی ہے اس میں انسان کے اعضا نمودار نہیں تو اس کو غسل نہ دیں اور نہ ہی اس پر نماز پڑھیں اس کو ویسے ہی دفن کر دینا چاہیے۔ غسل دینا مشروع ہے چاہے مرد غسل دے چاہے عورت۔ روایت ہے کہ پیغمبر خدا کے صاحبزادے جن کا نام ابراہیم تھا فوت ہو گئے اس وقت انکی عمر ۱۸ مہینے کی تھی اور ان کو عورتوں نے ہی نہلایا تھا۔

فصل۔ قریب المرگ کیساتھ کیا کیا جائے اور اس کو غسل اور کفن اور خوشبو لگانے اور دفن کرنیکا بیان

غسل میت۔ کفن۔ خوشبو لگانے اور دفن کرنے کا بیان۔ ہر ایک مومن اور عاقل آدمی کو موت کا بہت یاد رکھنا مستحب ہے اور اس پر یقین رکھنا ضروری ہے۔ پس جو اس پر یقین رکھتا ہے اس کو لازم ہے کہ اپنی موت کو بہت زیادہ یاد کرے اور اس کا منتظر رہے کہ موت آنے والی ہے اور اس کے واسطے تیار رہے اس کے واسطے سامان بنائے اور اس کی انتظاری کرے اور ہر ساعت توبہ کرتے رہے ہمیشہ اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ گناہوں سے بچے۔ فرضوں کو ادا کرے اور اپنا وصیت نامہ بھی لکھ چھوڑے اور اس سے کبھی غافل نہ ہو کہ تمام مخلوق کو ایک نہ ایک دن موت کا شربت پینا پڑیگا چاہے وہ گوارا ہو اور چاہے ناگوار اس سے کسی صورت میں بھی گریز نہیں ہو سکیگا۔ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو دنیا کی تمام لذتوں کو برباد کرنے والی چیز ہے اس کو

بہت یاد رکھو اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ موت کو بہت یاد کرو۔ اور اگر تم اس کو تونگری کی حالت میں یاد کرو گے۔ تو وہ اس کو مکدر یعنے تیرہ کر دیگی۔ اور اگر مفلسی کی حالت میں موت کو یاد کرو گے تو تونگر ہو جاؤ گے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ تم کو معلوم ہے کہ تم سے زیادہ دانا اور زیادہ مستحکم آدمی کون ہے زیادہ دانا تو وہ ہے جو موت کو زیادہ کرتا ہے اور اپنے کام میں زیادہ مستحکم وہ ہوتا ہے جو موت کے آنے کے واسطے تیار رہتا ہے۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول ان دونوں آدمیوں کی نشانی کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دار غرور یعنے دنیا سے دور رہنا اور ہمیشگی کے گھر کا خیال رکھنا۔ اور لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ اے بیٹا توبہ کو کل پر مت اٹھا رکھ کیونکہ موت آ کر تم کو اچانک گھیر لیگی اور توبہ کی مہلت تم کو نہیں دیگی اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مال رکھتا ہو تو اسے دو راتیں بھی نہ سونا مناسب نہیں مگر یہ کہ وصیت لکھا ہوا پاس موجود ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ حساب لئے جانے سے پہلے اپنے نفسوں کا حساب کرو اور اپنے عملوں کے تولا جانے سے پہلے تم ان کو تولو۔ اور عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کے واسطے ایسے عمل کر کہ گویا تو ہمیشہ ہی زندہ رہیگا۔ اور جب آخرت کے لئے عمل کرے تو وہ اس طرح کر کہ گویا تو کل ہی مرجائیگا۔ پس مومن اور عاقل کوشش کرتا ہے کہ میرے نفس کے جو واجبی اور لازمی حقوق ہیں موت سے پہلے ان کو ادا کروں اور گناہوں اور مظالم اور قرضوں سے بچوں اور اگر ایسا نہیں کریگا تو وہ قطعی طور پر یقین کرلے کہ میں جلدی ہی اس کے مواخذہ میں گرفتار ہونے والا ہوں اور کل کو عذاب قہر میں گرفتار ہوں گا اور وہ ایسا وقت ہوگا کہ قوت زائل ہوگی یہ کوئی حیلہ و حوالہ باقی نہیں رہیگا ہوش اور حواس جاتے رہینگے۔ اور اس کے اہل اور اس کے ہمسایہ جس قدر ہونگے وہ تمام مصیبت میں ہی اس کو اکیلا چھوڑ دینگے اور اس کے مال پر قابض ہو جائینگے دشمن، دوست، عورت مرد اور بچے وغیرہ مخالف اور اس کے وارثوں میں سے کسی کو یہ طاقت نہیں ہوگی۔ کہ وہ اس مصیبت سے اس کو چھوڑا سکے اگر اس جگہ میں کوئی اس کا مددگار ہوگا تو یہ امور ہوں گے۔ خدا کے بندوں کے حقوق کا ادا کرنا۔ معافی کرانی۔ توبہ کرنی۔ استغفار اپنی تقصیروں کا عذر بجا لانا۔ اگر ان کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ رحم کرے تو کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے۔ اور امید ہے کہ خداوند تعالےٰ اپنی رحمت اور مہربانی سے ان امور کے باعث رحم فرمائیگا۔ کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے۔ اور جو لوگ اصحاب حقوق ہیں اور ان پر خداوند تعالےٰ راضی ہوتا ہے ان کو خلد اور بہشت بریں عطا فرماتا ہے اور ان میں بڑی بڑی نعمتیں مرحمت کرتا ہو سمرہ بن جندبؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم اللہ کے رسول مقبول کی خدمت میں حاضر تھے۔ اسی اثناء میں آپ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھائی اور جب نماز پڑھا کر لوٹے تو اس وقت آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ فلاں آدمی کی اولاد سے کوئی آدمی یہاں موجود ہے ایک آدمی نے عرض کی۔ کہ ہاں میں حاضر ہوں۔ فرمایا۔ کہ قرض کی علت میں فلاں آدمی یعنے میت جس پر جنازہ پڑھا گیا ہے قید کر دیا گیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے دیکھا۔ کہ اسی وقت اس کے اہل اور دوست فوراً حاضر ہو کر اس کا قرض ادا کرنے کے درپے ہو گئے اور اس کے قرض کو ادا کرنا شروع کر دیا۔ اور جس قدر قرض خواہ تھے ان کا قرضہ ادا کر دیا گیا اور کوئی ایسا آدمی نہ رہا کہ وہ یہ کہے کہ میرا قرضہ باقی رہ گیا ہے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے اسطرح فرمایا تھا کہ قرضہ کی علت میں فلاں آدمی پر بہشت کے دروازوں کو بند کر دیا گیا ہے اور حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اہل صفہ میں سے تھے وہ وفات پا گئے اور بعد میں خدا کے رسول کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اے اللہ کے رسول فلاں آدمی جو وفات پا گیا ہے وہ کچھ ایک دینار اور ایک درہم چھوڑ مرا ہے آپ نے فرمایا۔ کہ وہ دوزخ کی آگ سے اس کے واسطے دو داغ ہیں اور اس کا نماز جنازہ پڑھو حالانکہ وہ مقروض تھا۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ انصار میں سے ایک کے جنازہ پر آپ حاضر ہوئے اور پوچھا کہ یہ آدمی کسی کا قرضدار تو نہیں ہے لوگوں نے جواب میں عرض کی کہ ہاں قرضدار تو ہے یہ سنکر آپ اسکے جنازہ سے

واپس لوٹے۔ حضرت علیؓ نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اس پر جو قرض ہے میں اس کو ادا کردونگا پیغمبر
رسول مقبول پھر اس کے جنازہ پر تشریف لیگئے اور نماز جنازہ ادا کی۔ اور بعد میں فرمایا کہ اے علی جس طرح تو نے اپنے مسلمان
بھائی کی گردن کو آزاد کیا ہے اسی طرح خدا نے تیری گردن کو بھی آزادی اور خلاصی بخشی ہے اگر کوئی آدمی کسی کے مرنے
کے بعد اس کے قرضہ کو ادا کرے تو خداوند تعالٰے اس کو بھی قیامت کے دن رہائی اور آزادی عطا فرماتا ہے پیغمبر خدا نے فرمایا
ہے کہ قیامت کے روز جو صاحب حق ہوگا خداوند تعالٰے اُس کے حق کو ادا کریگا یہاں تک کہ اگر کوئی بکری بغیر سینگ کے
ہوگی اور اس نے سینگ دار بکری سے اپنا حق لینا ہوگا تو سینگ دار بکری سے اس کا حق لیا جائیگا۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ ظلم
کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ ظلم قیامت کے روز میں تاریکی کا باعث ہے اور فحش سے بھی دور رہو خداوند تعالٰے اس کو دشمن جانتا
ہے اور بخیل بھی نہ بنو۔ بخل سے پرہیز رکھو کیونکہ تم سے پہلے بخل نے بخیل لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور عزیزوں اور دوستوں سے
قطع کرنے کا باعث ہوا ہے اور فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں سے قطع کرو۔ اسلئے ان سے قطع کیا گیا۔ اور ان پر ظلم کرنے کا امر کیا ہے
اس لئے ان پر ظلم کیا گیا۔

بیمار آدمی کی بیمار پرسی کا بیان

اگر کوئی مسلمان بیمار ہو تو اس کا پوچھنا واجب ہے اور جب کوئی اپنے بھائی کی بیمار پرسی کے لئے جائے تو اس کا حال پوچھے
تو وہ اس کے حال کی جانب نگاہ کرے اگر اس کو امید ہو کہ یہ شفا پاجائیگا تو خداوند تعالٰے کی درگاہ میں اسکی صحت اور تندرستی
کے واسطے دعا کرے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ مر جائیگا تو اس حال میں اس کو رغبت دلائے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اس کو یہ
بھی ہدایت کرے کہ تیرے جو غریب بھائی ہیں اور تیرے مال کے وارث نہیں ان کے واسطے یہ وصیت کرے کہ میرے مال کا تیسرا حصہ
ان کو دیا جائے۔ اور اگر وہ غنی اور مالدار ہوں تو اس صورت میں ان لوگوں کو دیں فقیر مسکین۔ اہل علم۔ اہل فضل۔ اور
جنہوں نے دنیاوی تعلقات کو ترک کر دیا ہو۔ اور خدا کی یاد میں مشغول ہوں۔ اور جو تقدیر الٰہی سے دنیا کے تعلقات کو چھوڑ کر
الگ ہو گئے ہوں اور عابد اور پرہیزگار ہوں۔ اور جن کو عبادت اور پرہیزگاری نے دنیا کے علائق ترک کرنے پر مجبور کر دیا ہو یہ
لوگ مال کا تیسرا حصہ پانے کے مستحق بیان کئے گئے ہیں۔ یہ لوگ اپنے پاک اعتقاد سے شرک کی آمیزش کے سوا خدا کی عبادت
میں مصروف ہوتے ہیں اور توکل پر بسر کرتے ہیں۔ اور اپنی روزی خدا کے سپرد کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں کا مال خدا سے استواری
پانی اور اپنے ہاتھوں سے نا امید ہونا ہوتا ہے اسلئے ان لوگوں کی توحید اس میں ہوتی ہے کہ غیر کی طرف التفات اور توجہ کرنے
سے سلامت رہیں اور ان کے حقوق دنیا کے رنج اور آخرت کے عذاب کے سوا اس کے فضل سے پاک اور بے زوال ہوتے
ہیں پس جو آدمی ان کو ایک نوالہ کھلاتا ہے یا کوئی چیز عطا کرتا ہے یا نیکی کرتا ہے یا کسی قسم کی انکی خدمت کرتا ہے یا انکی دعاؤں
کے وقت میں کسی وقت میں آمین کہتا ہے یا کوئی نیک کلمہ ہی ان بزرگواروں کی شان میں کہتا ہے تو اس شخص کی بڑی خوش
نصیبی ہے اور اس کے واسطے خوشی کا باعث ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ اہل اللہ ہوتے ہیں اور دربار الٰہی
کے خاص صاحب لوگ اور اگر کوئی چاہے کہ خاص صاحب لوگوں کے سوا شہنشاہ کی بارگاہ میں رسائی ہو تو یہ ناممکن ہے
جب تک کوئی درگاہ کے خاص درباریوں اور خادموں کی خدمت سے خصوصیت حاصل نہ کرے اور امیدواری کا منصب نہ پالے
تب تک اس کو بادشاہی فاخرہ خلعت نہیں مل سکتا اور یکایک اس عزت سے ممتاز نہیں ہوتا اور جب درگاہ کے خاص لوگ
کسی کی خدمت اور اطاعت سے خوش ہو جاتے ہیں۔ غرض جو نیکیاں تو نے کی ہوئی ہوتی ہیں انکی حضور میں عرض کیا جاتا ہے
اور جب بھی کارگذاری دکھلاتا ہے تو اس کو شاہانہ خلعت اور خدمت کا انعام ملتا ہے اور جب کسی مریض آدمی میں موت کے

آثار نمایاں ہوں۔ تو اس وقت اس کے اہل کے واسطے یہ امر مستحب ہو کہ ان میں سے جو عالم اور دانا ہو اور اخلاق اور مہربانی اور پرہیزگاری کی صفات سے موصوف اس کو توجہ دلائیں کہ وہ مریض کو پند اور نصیحت سے خدا کی یاد دلائے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی طرف راغب کرے اور ہر لحظہ اس کے حلق میں پانی یا شربت ٹپکاتے رہیں اور روئی کے ٹکڑے کو تر کر کے اس کے دونوں ہونٹ بھی تر کرتے رہیں۔ اور اس کو تلقین کریں کہ کلمہ توحید پڑھے اور اس کو تین دفعہ سے زیادہ پڑھنے کے واسطے تکلیف نہ دیں تاکہ اس کا دل تنگ نہ ہو جائے اور ایسا نہ ہو کہ مکروہ جاننے کی حالت میں ہی اسکی جان نکل جائے۔ اور اگر تلقین کے بعد اور بات کی ہے تو پھر تلقین کریں۔ اور بہتر یہ ہے کہ آخر وقت میں کلمہ توحید کہلوائے جو یہ ہے لا الہ الا اللہ۔ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جس آدمی کا مرتے وقت یہ کلام ہو گا لا الہ الا اللہ وہ سیدھا بہشت میں جائیگا۔ اور جو آدمی مرنے والا ہو اس کو نرمی کے ساتھ تلقین کرنی چاہئے اور سورۂ یٰسین اس کے پاس پڑھی جائے تاکہ آسانی کے ساتھ اس کی روح نکل جائے اور موت کی سختی اس پر آسان ہو۔ اور بدن سے جب روح پرواز کر جائے تو اس کے بعد اس طرح اس کو لٹا دیں کہ اگر اس کو کھڑا کیا جائے تو اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔ اور جب جان نکل چکی ہو تو اس وقت جلدی سے اس کی دونوں آنکھیں بند کر دیں۔ شداد بن اوس روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی قریب المرگ آدمی کے حاضر ہو تو اس وقت اسکی آنکھوں کو بند کر دو۔ کیونکہ آنکھیں جان کی پیروی کرتی ہیں۔ اور لازم ہے کہ میت کے حق میں نیک بات کہی جاوے۔ کیونکہ اگر کوئی نیک بات کہی جاوے تو فرشتے اس کے حق میں آمین کہتے ہیں۔ اور ایک رومال لیں اور ٹھوڈی کے نیچے اور دونوں رخساروں سے نکال کر پیشانی تک اس سے کس دیں روایت میں آیا ہے عمر بن خطاب نے اپنے صاحبزادے عبداللہ کو فرمایا کہ میری وفات کے بعد جب تو یہ معلوم کرے کہ میری روح تالو میں پہنچ گئی ہے تو اپنی داہنی ہتھیلی تو میری پیشانی پر رکھ دے اور بائیں ہتھیلی میری ٹھوڈی کے نیچے رکھنا اور باندھ دینا۔ اور میت کے اعضا کے جوڑوں کو نرم کیا جائے اس طرح سے پہلے اسکے دونوں ہاتھ بازوؤں میں لگائے جائیں اور پھر وہ سیدھے کر دیں اور دونوں پنڈلیوں کو رانوں سے لگا دیں اور بعد میں پھر سیدھی کر دیں اور اس کے بدن کے کپڑے اُتار دیں اور ایک ہی چادر اُس کو اڑھا دیں یہاں تک کہ اس سے اس کا سارا بدن پوشیدہ ہو جائے کیونکہ میت کے واسطے یہ حکم ہے کہ مرنے کے بعد اس کا سارا بدن چھپ جائے اور اسی واسطے کفن سے اس کا تمام بدن چھپا دینا لازم ہے اور میت کے پیٹ پر آئینہ یا تلوار رکھ دی جائے کیونکہ جب مردہ کی جان نکلتی ہے تو بعد میں اس کا پیٹ پھول کر سوج جاتا ہے اور غسل دینے کے واسطے اُسکی لاش کو تخت پر رکھ دیں اور اس کے پاؤں کو سر سے نیچے رکھیں اور اس میں جلدی کریں کہ اس کا قرض ادا کر کے اس سے اس کو پاک کیا جائے۔ اور جو وصیت کی ہو اس کو بھی بجا لائیں تاکہ وہ خدا کی بارگاہ میں اس حال میں ہو کہ وہ حق العباد اور اس کی باز پرس سے بری ہو٭

میت کی تجہیز اور تکفین کا بیان

جہاں تک جلد ممکن ہو میت کو غسل دیکر کفن اوڑھیں اور نماز جنازہ پڑھ کر قبر میں دفن کر دیں۔ اور اگر کوئی اچانک مر جائے تو جب تک اُسکی وفات کا یقین نہ ہو جائے اس کو قبر میں نہ ڈالیں اور بدن سے روح کے نکل جانے کی علامت یہ ہے کہ مُردے کی دونوں ہتھیلیاں کھل جاتی ہیں اور اُس کے دونوں نول سُست ہو جاتے ہیں۔ ناک سے پانی سا نکلتا ہے اور کنپٹیوں میں دونوں طرف گڑھے پڑ جاتے ہیں جب یہ علامتیں ظاہر ہوں تو اس وقت مردہ کی تجہیز اور تکفین میں جلدی کریں اور غسل دینے کا طریق یہ ہے کہ میت کو ننگا کر دیں مگر ناف سے زانوں تک ننگا نہ کریں۔ اور میت کے ننگا کر دینے

میں غسل اچھی طرح ہوتا ہے۔ اور جو غسل دینے والا ہو اس کو چاہئے کہ غسل دینے کے وقت جہاں تک ہو سکے اپنی آنکھوں کو چھپالے خاصکر ستر عورت کی طرف تو ہرگز نہ دیکھے اور یہ بہتر ہے کہ میت کو ایسے کرتے میں غسل دے جو ہلکا اور کشادہ ہو اور اگر پیرہن تنگ ہے تو تیر نر ول سے اس کو چاک کر دے اور پھر میت کے جوڑ نرم کرے مگر آسانی کے ساتھ نرم کئے جائیں اور اگر معلوم کرے کہ یہ آسانی کے ساتھ نرم نہیں ہوتے تو پھر ان کو ویسے رہنے دے کیونکہ اکثر ہوتا ہے کہ نرم کرتے ہوئے میت کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے میت کی ہڈیوں کا توڑنا ایسا ہے جیسا کہ زندہ آدمی کی ہڈیوں کا توڑنا۔ اور اس کے واسطے یہ ساکرے کہ میت کو آہستہ آہستہ یہاں تک ٹیڑھا کرے کہ وہ بیٹھنے کے قریب ہو جائے اور اس کے بعد نرمی سے اس کے پیٹ کو ملے۔ اور اپنے ہاتھ پر کپڑے کا ایک لتہ لپیٹے اور جس جگہ سے نجاست خارج ہوتی ہے اس کو بھی صاف کرے اور لتہ ہاتھ پر اس واسطے لپیٹا جاتا ہے۔ کہ میت کے ستر عورت کو ہاتھ چھو نہ جائے۔ اور اس کے سوا یہ بھی ہے کہ لتہ ہاتھ پر لپیٹنے میں نجاست کے صاف کرنے میں مدد ملتی ہے اور اگر باقی بدن کو بھی ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر لگائے تو یہ بھی مستحب ہے اور دھوتے ہوئے کوشش سے اپنے ہاتھ پر پانی ڈالتا جائے اور دھوتے ہوئے ہاتھ کے لتہ کی تین دفعہ تجدید کرے یعنے پہلا پھینک کر دوسرا لپیٹے اور تین دفعہ ایسا ہی کرے اس کے بعد لتہ کو پھینک کر اپنے ہاتھ کو دھو ڈالے۔ اور میت کو باترتیب ایسا ہی وضو کرائے جیسا کہ نماز کے واسطے وضو کیا جاتا ہے۔ آپ وضو کی نیت کرے اور بسم اللہ پڑھے اور اپنی دونوں انگلیوں کو تر کرے اور انہیں میت کی دونوں لبوں کے درمیان میں لائے اور ان سے دانتوں کا مسح کرے اور ناک کے دونوں سوراخوں میں لے جا کر ان کو بھی پاک کرے اور پھر ناک اور منہ پر پانی ڈالے مگر اس کو اس کے ناک اور منہ کے اندر نہ ڈالے اسی طرح باقی اعضا بھی آخر تک دھوئے۔ اور جب وضو کرا چکے تو بیری کے پتوں کا پانی جو تیار کر کے رکھا ہوا ہو اس سے اس کے سر کو دھوئے اور میت کے بالوں میں کنگھی دی جائے۔ اس کے بعد خالص پانی لے اور سر سے پاؤں تک اس پانی سے دائیں طرف کا اس کا آدھا جسم دھوئے اور پھر بائیں طرف پھر کر اسکی بائیں طرف کا نصف جسم دھوئے۔ اور سب غسلوں میں بیری کے پتوں اور صاف پانی سے اسی طرح دھوئے جیسا کہ مذکور ہوا ہے یعنی جب بیری کے پانی سے دھو چکے تو اس کے بعد خالص پانی سے دھوئے جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے اور اگر میل کے دھونے کے واسطے اشنان کی حاجت پڑے یا ناخنوں کے اندر سے میل نکالنے کے واسطے خلال کی ضرورت ہو تو اشنان اور خلال کا استعمال کرے۔ اشنان ایک قسم کی روئیدگی ہے اور اس سے سجی بناتے ہیں۔ پنجابی میں اس بنات کو لانا بولتے ہیں۔ اور جب خلال کے ذریعہ ناخنوں کے اندر میل صاف کرنے لگے تو اس وقت خلال پر روئی لپیٹ لے اور بعد میں دونوں نتھنوں اور کانوں کے سوراخ کے اندر سے بھی چرک اور غلاظت کو پاک کرے۔ اور جہاں چرک اور غلاظت ہو اس جگہ کو دھو ڈالے اور ہر ایک غسل میں اسی طرح وضو کرائے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اور جب آخری غسل دینے لگے تو اس کے پانی میں کافور ملائے اور بعد میں کپڑے سے میت کے جسم کو خشک کر ڈالے کم سے کم غسل کی تعداد تین ہی یعنے کم سے کم تین دفعہ میت کو غسل دے۔ اور زیادہ سے زیادہ سات دفعہ۔ جب تین دفعہ غسل دینے سے پاک نہ ہو تو پھر زیادہ سے زیادہ سات مرتبہ تک دھولے اور جب غسل کو ختم کرے اور طاق تعداد میں ختم کرے یعنے پانچ یا سات پر اور اگر غسل دینے کے بعد کوئی چیز میت سے خارج ہو تو سات دفعہ تک پھر غسل دے اور اگر اس کے بعد بھی کسی چیز کا نکلنا بند نہ ہو تو جس مقام سے کوئی چیز نکل رہی ہو اس کو روئی سے بھر دے اور اگر پاک مٹی یا ریت سے بھر دے تو یہ بھی جائز ہے اور بعض اصحابوں کا یہ قول ہے کہ جس مقام سے کوئی چیز نکل رہی ہو اس کے بند کر دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ احمدؒ کے نزدیک ایسا کرنا مکروہ ہے آپ کا یہ قول ہے کہ اگر غسل دینے کے بعد کوئی چیز میت سے خارج ہو تو دوسری دفعہ غسل دینے کی کوئی حاجت نہیں صرف نجاست کے

مقام کو دھو دیا جائے۔ آپ کہتے ہیں کہ ہر غسل میں نماز کے وضو کی مانند میت کو وضو کرائیں اور بعد میں کفن پہنا کر اٹھالیں۔ اور بہتر ہے کہ پہلی دفعہ بیری کے پتوں کے پانی سے غسل دیں اور اس کے بعد پھر ایک مرتبہ خالص پانی سے اس طرح نہلائیں جیسے کہ غسل جنابت کیا جاتا ہے اور جب آخری دفعہ غسل دینے لگیں تو پانی میں کافور ملالیں اور اس غسل کے بعد کپڑے سے اسکے بدن کو خشک کریں اور جب میت کو کفن پہنائیں تو کفن میں اس کو تین کپڑے دیں اور وہ سفید ہوں اور یہ کپڑے کفن میں نہ ہوں کرتہ پاجامہ۔ تہ بند اور سلی ہوئی چیز نہ ہو۔ اور اگر عرض کم ہو۔ تو کفن کی چادروں کو سی لیا جائے۔ تاکہ ان کا عرض زیادہ ہو جائے اور ایک کو دوسری پر بچھایا جائے۔ اور عود اور ند اور کافور سے ان چادروں کو معطر اور خوشبودار کر لیں۔ اور بعض نے کہا کہ کفن میں کرتہ اور تہ بند اور چادر شامل ہیں۔ اور تہ بند اس کے بدن سے لپٹا ہوا ہو۔ اور پیراہن میں بند نہ باندھیں۔ اور کفن میں جو تین کپڑوں کی نسبت کہا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ عائشہؓ نے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول کو تین سفید سحولیہ کپڑوں میں کفنایا گیا تھا۔ اور ان میں پیراہن اور عمامہ نہیں تھا اور امام احمدؒ نے عائشہ رضی کی اس حدیث کو صحیح مانا ہے اور اسی حدیث پر اس بیان اپنے مذہب کی بنا کو مستحکم کیا ہے اور اسکے بعد حنوط اور کافور کی خوشبو کو روئی میں لپیٹ کر اور اس روئی میں سے کچھ تو میت کے چوتڑوں میں رکھیں اور اوپر سے ایک سفید لتہ بھی باندھ دیں اور باقی خوشبو کو ان مقامات پر لگائیں۔ سجدے کے ساتوں مقام۔ دونوں رانوں کے گوشے۔ بغلوں کے نیچے منہ کے سوراخ۔ کانوں کے سوراخ۔ پیشانی۔ دونوں زانوں۔ دونوں ہتھیلیاں۔ دونوں آنکھوں کے حلقے مگر آنکھوں کے اندر نہ رکھے اور اگر اس کے پیٹ سے کوئی چیز باہر نکل آئے یا کسی چیز کے خارج ہونے کا خوف کرے تو ناک اور کانوں کے سوراخوں کو روئی سے پُر کر دے اور بہتر ہے کہ میت کا تمام بدن عود اور صندل سے معطر اور خوشبودار کر دے۔ نافعؒ راوی ہیں۔ کہ ابن عمرؓ کا یہ دستور تھا کہ آپ میت کے تمام سوراخوں اور گڑھوں اور اعضاؤں کے جوڑوں کو کستوری سے پُر کر دیتے تھے۔ اور جب کفن پہنانے لگے تو میت کو کفن کی تینوں چادروں کے اوپر لٹا دے اور اندر کی چادر کا ایک طرف کا کنارہ نصف بدن کی دائیں جانب میں لپیٹے اور اس کے بعد دوسرا کنارہ نصف بدن کی بائیں طرف میں لپیٹے اور جب اس میں اچھی طرح میت کو لپیٹ لے تو اس کے بعد دوسری اور تیسری چادر کو اسی طرح لپیٹے جیسے پہلی چادر کو لپیٹا تھا اور پھر چادروں کے سروں کو سمیٹ کر اس کے سر کے اوپر سے باندھ دے اور پاؤں کی طرف بھی اسی طرح چُن کر باندھے مگر چادروں کو ایسا نہ باندھے کہ ادھر اُدھر سرک جائیں۔ اور جب میت کو قبر میں رکھیں تو اس وقت بندوں کو کھول دیں اور کفن کو پھاڑا نہ جائے اور عورت کے کفن میں یہ پانچ کپڑے ہیں۔ ازار۔ پیراہن۔ اوڑھنی اور دو بڑی چادریں ان سب میں عورت کو دفنایا جاتا ہے اور جو ازار ہو وہ ایسی ہو کہ عورت کا سارا بدن چھپالے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ عورت کے کفن کا پانچواں کپڑا وہ ہے۔ جس سے دونوں رانوں کو باندھا جائے۔ اور اس کا ہونا مستحب ہے اور وہ دو چادروں میں سے ایک کے عوض میں ہوتا ہے اور عورت کے بالوں کی چوٹی کر دیں اور تین لٹیں بنائیں اور ان کو سر کے پیچھے چھوڑ دیں۔ اور عورت کی میت ہو چاہے مرد کی دونوں کو اس طرح آراستہ کیا جائے۔ جیسے دُلہا اور دُلہن کو آراستہ کیا جاتا ہے اور اگر اس قدر تنگ مرد یا عورت کو کفن میسر نہ آئے جیسا کہ مذکور ہوا ہے تو پھر ایک ہی کپڑا ان کے واسطے کفایت کرتا ہے۔ اور اگر کوئی محرم فوت ہو جائے تو اس کی میت کو بیری کے پتوں کے پانی سے دھوئیں اور خوشبو نہ لگائیں اور نہ ہی اس کے سر اور پاؤں کو ڈھانکا جائے۔ اور سیا ہوا کپڑا بھی نہ پہنائیں۔ اور اس کو ان کپڑوں میں ہی دفن کیا جائے جو اس نے پہنے ہوئے تھے۔ کیونکہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول ایک دفعہ عرفات میں کھڑے ہوئے تھے اور وہیں ایک آدمی گھوڑے پر سوار کھڑا تھا۔ اتفاقاً وہ آدمی اپنے گھوڑے کے اوپر سے گر پڑا اور گھوڑے کے پاؤں کے نیچے روندا گیا اور مر گیا۔ رسول خدا نے اسکی نسبت فرمایا کہ اس آدمی کو بیری کے پتوں کے پانی اور خالص پانی سے دھو ڈالو اور ان کپڑوں میں ہی دفنا دو جو اس نے پہنے ہوئے ہیں۔ وہ اس کے

سر کو پوشیدہ نہ کرو۔ خداوند تعالے حشر کے روز اس کو اس حال میں اٹھائیگا کہ وہ لبیک کہتا ہوگا۔ اور اگر چار ماہ سے زیادہ عرصہ کے بچہ کا اسقاط ہو جائے تو اس کو غسل دیا جائے اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھیں چاہے یہ ظاہر نہ ہی ہو کہ مرد ہے یا عورت۔ اور اس کو ایسے نام سے موسوم کریں۔ جس کا مرد اور عورت دونوں پر اطلاق ہو سکے اور چاہے اس کو مرد نہلائے اور چاہے عورت دونوں کے واسطے جائز ہے۔ ام عطیہؓ روایت کرتی ہیں کہ پیغمبر خدا کے بیٹے ابراہیم کو عورتوں نے غسل دیا تھا اور اس وقت اسکی عمر ۱۸ ماہ کی تھی اور مناسب اور بہتر امر یہ ہے۔ عورت کو عورت غسل دے اور مرد کو مرد نہلائے اور اگر عورت اپنے شوہر کو غسل دے تو اس پر سب کا اتفاق ہے اس میں کسی کو خلاف نہیں ہے اور اگر شوہر عورت یا ام ولدہ کو غسل دینا چاہے تو اس باب میں دو روائتیں وارد ہیں۔ ام ولدہ اس لونڈی کو کہتے ہیں جس کے ہاں اولاد ہو۔ اور حضرت علیؓ نے فاطمہؓ کو غسل دیا ہے۔ اور اگر مردے نے قرض دینا ہو یا کوئی وصیّت کر جائے۔ تو قرض اور وصیت دونوں پر کفن مقدّم ہے یعنے پہلے کفن لے لیں اور اس کے بعد باقی امور پر عمل کریں۔ اور اگر کچھ مال نہ ہو تو حیاتی کے زمانہ میں جس آدمی پر اس کا نان اور نفقہ واجب تھا کفن دینا بھی اس کو واجب ہی اور اگر کوئی ایسا آدمی موجود نہ ہو تو پھر اس کو سلطانی بیت المال سے کفن دیا جائے اور عورت کا کفن بھی قرض اور وصیّت پر مقدّم ہے اور شوہر پر واجب نہیں ہی کہ عورت کو کفن دے۔ اور بہتر یہ ہے کہ جو آدمی عورت کو غسل دینے کا ذمہ اٹھائے وہی اس کو دفن بھی کرے اور قبر اس قدر گہری کھودیں کہ وہ درمیانہ قد کے برابر ہو اور طول میں تین ہاتھ اور ایک بالشت ہو اور عرض میں ایک ہاتھ اور ایک بالشت۔ خدا کے رسول مقبول نے عمر بن خطاب سے فرمایا۔ کہ اے عمر اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے واسطے اس قدر زمین کھودی جائیگی جو تین ہاتھ اور ایک بالشت طول میں ہو گی۔ اور ایک ہاتھ اور ایک بالشت عرض میں۔ اور تیرے اہل تم کو غسل دینگے اور اس کے بعد تم کو کفن پہنائینگے اور تم کو خوشبو لگائینگے اور پھر تم کو اٹھا کر لیجائینگے تاکہ اس زمین میں تم کو دفن کر دیں۔ اور تیرے اوپر مٹی ڈالیں گے اور اس کے بعد تم کو وہیں چھوڑ کر اپنے گھروں میں واپس آجائینگے اور امام احمدؒ کہتے ہیں کہ مردے کو سر کی طرف سے قبر میں اُتارنا مستحب ہے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو قبر کے پہلو کی طرف سے اُتاریں یا جس طرح آسان معلوم ہو اور جیسے عورت کو غسل دینا عورتوں کے ذمہ ہے اسی طرح دفن بھی عورتیں ہی کریں اور اگر عورتیں دفن نہیں کر سکتیں معذور ہیں۔ تو پھر اس کے عزیز اور ذوی الارحام دفن کریں اور اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو وہ بیگانے آدمی دفن کریں جو ضعیف ہوں اور اگر عورت کو دفن کرتے ہوئے اس کی قبر کو پردہ میں کر لیں تو یہ مستحب ہی کیونکہ سر سے پاؤں تک عورت پردہ کے لائق ہی۔ ایک دفعہ حضرت علیؓ ایک قوم کے لوگوں پر گذرے اس وقت وہ ایک میّت کو دفنا رہے تھے اور اس کی قبر پر پردہ کیا ہوا تھا۔ آپ نے دیکھتے ہی قبر کے اوپر سے اس چادر کو کھینچ لیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ کام عورتوں کے واسطے کرنا چاہیئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے لاش کو قبر میں رکھ دیں۔ تو اس کے بعد ہر ایک آدمی اس پر تین مٹھی خاک ڈالے یہ سنّت طریق ہی۔ اور بعد میں اسکی قبر کو مٹی سے بھر دیں اور زمین سے ایک بالشت اونچی کریں۔ پھر اس پر پانی چھڑک دیں۔ اور اوپر سنگریزے ڈالیں اور اگر قبر کو مٹی کی گارے سے بنایا جاوے تو یہ جائز ہے اور گچ سے پختہ بنانا مکروہ کہا گیا ہے اور قبر کی صورت ایسی بنائی جائے جیسے اونٹ کی کوہان ہوتی ہے اور چوڑی یعنے عریض نہ بنائیں۔ اور حسنؒ نے فرمایا ہے پیغمبر صلعم کی قبر اور آپکے دونوں یاروں کی قبریں اونٹ کے کوہان کی مانند ہیں اور قبر کے کام سے فراغت پائیں تو اس پر تلقین پڑھیں جس کا بیان آگے مذکور ہے یہ سنت طریق ہے ◆

ابو امامہؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی آدمی تم میں سے فوت ہو جائے اور تم اسکی قبر کو برابر کر چکو تو اس کے بعد ایک آدمی تم میں سے اسکی قبر کے سرہانے کھڑا ہو جائے اور کھڑا ہو کر یہ کہے اے فلاں فلاں عورت

کے لڑکے اس آواز کو وہ سُنتا ہے مگر جواب نہیں دیتا اور پھر دوسری دفعہ کہے۔ اے فلاں فلاں عورت کے لڑکے یہ آواز سُنکر مُردہ قبر میں اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور پھر تیسری دفعہ بھی ایسا ہی کہے اس کے جواب میں میت کہتی ہے کہ تو نے مجھے سیدھی راہ دکھائی ہے۔ خداوند تعالیٰ تیرے اوپر رحمت نازل فرمائے۔ مگر اے لوگو میرا کہنا تم کو سُنائی نہیں دیتا۔ اسکے بعد میت سے کہے کہ دنیا سے جس اعتقاد پر تو نے کوچ کیا ہے اس کو یاد کر۔ اور یہ گواہی دے خدا کے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں اور محمد خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور میں راضی ہوں اس بات پر کہ اللہ میرا ہی پالنے والا ہے اور میرا دین اسلام ہے۔ اور محمد صلعم تیرا رسول ہے اور قرآن ہمارا پیشوا ہے اور امام ہے اور جب یہ گواہی دے دیتا ہے تو اس کے بعد منکر اور نکیر کہتے ہیں کہ اب اس میت کے پاس ہمارا کیا کام ہے کیونکہ اس کو اپنی حجت بتلا دی گئی ہے اور تلقین کر دی ہے ایک آدمی نے اس وقت سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول مقبول اگر اس میت کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو پھر کیونکر پکارا جائے آپ نے فرمایا کہ پھر اس کو اس طرح پکارو اے ابا حوا کے فرزند اور اگر مرضی ہو تو اس تلقین کو اور بھی بڑھا دے اور ان الفاظ کو زیادہ کہے میں اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ راضی ہوا ہوں اور اپنے کعبہ اور قبلہ کے ساتھ راضی ہوا ہوں۔ اور اگر اسلام کے اور ارکان بھی یاد دلائے تو وہ بھی روا ہیں +

ہفتہ کے دنوں اور انکی راتوں میں نماز کی بزرگی

ابی سلمہؓ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے مجھے فرمایا ہے کہ جب کبھی تو اپنے گھر سے نکلے تو اس وقت دو رکعت نماز ادا کر لیا کر یہ نماز تمہاری بدی کو دور کر دیگی اور جب اپنے گھر میں داخل ہو تو اس وقت بھی دو رکعت نماز ادا کر اس سے بھی تیری بدی دور ہو گی۔ اور انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی فجر کی نماز کے وقت نماز کے واسطے وضو کرے اور مسجد کی طرف جائے اور جا کر اس میں نماز پڑھے تو ہر ایک قدم کے عوض میں اس کو نیکی عطا کی جاتی ہے اور اس کے مقابلہ میں بدی دور ہوتی ہے اور اسکی نیکی دس درجہ تک زیادہ کی جاتی ہے اور جب نماز کو ادا کر لیتا ہے اور طلوع آفتاب کے وقت واپس لوٹتا ہے تو اس کے بدن پر جس قدر بال ہوتے ہیں اسی قدر اس کو نیکیاں عنایت کی جاتی ہیں اور اس کے سوا پاک حج کا ثواب بھی اس کو ملتا ہے اور جب رکوع کرتا ہے تو خدا تعالیٰ رکوع کے ہر ایک جلسہ میں دو ہزار نیکی عطا کرتا ہے اور جو آدمی عشا کی نماز پڑھتا ہے اس کو عمرہ کا ثواب دیا جاتا ہے اور عثمان بن عفان روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی جماعت کے ساتھ نماز عشا ادا کرے تو وہ اس آدمی کی مانند ہوتا ہے جو رات بھر نماز کو ادا کرتا ہے اور ابی صالحؓ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ کہ منافق لوگوں پر جس قدر عشا اور فجر کی نماز گراں گذرتی ہے ان سے بڑھکر اور کوئی نماز گراں نہیں گذرتی۔ اور اگر ان لوگوں کو ان دونوں نمازوں کے ثواب سے واقفیت ہوتی تو وہ گھٹنوں کے بل چل کر بھی ان نمازوں میں حاضر ہوتے اور انہیں اوا کرتے اور ایک دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ جو لوگ منافق ہیں اور ان نمازوں میں وقت پر حاضر نہیں ہوتے لکڑیاں اکٹھی کر کے انکے ذریعہ سے ان کے گھروں کو پھونک دوں۔ اور عطا بن یسارؓ ابو ہریرہ رضہ سے راوی ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے جو آدمی زوال کے بعد چار رکعت نماز ادا کرتا ہے اور انکی قرات کو اچھی طرح پڑھتا ہے اور رکوع اور سجود بھی بخوبی بجا لاتا ہے ستر ہزار فرشتے اُس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور رات کے وقت خداوند تعالیٰ سے اُس کے واسطے بخشش کی درخواست کرتے ہیں اور رسول خدا زوال کے بعد ہمیشہ چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے ان کا کبھی ناغہ نہیں کیا۔ اور ان رکعتوں کو طول دیا کرتے تھے اور زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے آسمان کے دروازوں کو اس وقت میں کھول دیا جاتا ہے اور مجھے یہ بات اچھی معلوم ہوتی

ہے کہ اس وقت میں میرے عمل آسمانوں پر اٹھائے جائیں لوگوں نے آپکی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ان چار رکعتوں میں سلام بھی پھیرا جائے۔ جواب میں فرمایا سلام کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور آپنے فرمایا ہے کہ جو آدمی عصر سے پہلے چار رکعت نماز ادا کرتا ہے خداوند تعالےٰ اُس پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے ؛

یکشنبہ کے دن کی نماز

ابوہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی یکشنبہ کے روز نماز کی چار رکعتیں پڑھے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور آمن الرسول پڑھے تو جس قدر نصرانی مردوں اور عورتوں کی تعداد ہے۔ انکے شمار کے موافق خدا تعالےٰ اس کو نیکی عطا کرتا ہے اور اس کے سوا ایک پیغمبر کا ثواب اور بھی مرحمت ہوتا ہے اور حج اور عمرہ کا ثواب بھی اس کے نام پر لکھا جاتا ہے اور ہر ایک رکعت کے عوض میں ہزار نماز کا ثواب اور ملتا ہے اور ہر ایک حرف کے عوض میں اس کو بہشت میں ایک شہر ملتا ہے جو مشک عنبر خوشبو والے سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور حضرت علی ابن ابی طالبؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے یکشنبہ کی نماز بہت پڑھا کرو اور خداوند تعالےٰ کو وحدہٗ لاشریک لہٗ جانو اور اگر کوئی آدمی یکشنبہ کے دن نماز ظہر کے بعد یعنے جب فرض اور سنتیں پڑھ چکے چار رکعت نماز اور پڑھے اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور الم نشرح پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور تبارک الملک پڑھے اور تشہد کے بعد سلام پھیرے اور اس کے بعد اٹھ کر دونوں رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ جمعہ پڑھے تو اس کے بعد جو حاجت رکھتا ہو خدا تعالےٰ سے اسکی درخواست کرے اللہ جل شانہٗ اسکی حاجت پوری کر دیگا اور نصارے کے اعتقاد اور مذہب سے اس کو خدا بچائے رکھیگا

دوشنبہ کی نماز کا بیان

ابو زبیرؓ نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے۔ دوشنبہ کے روز جب آفتاب بلند ہو تو جو آدمی اس وقت دو رکعت نماز پڑھتا ہے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک دفعہ اور آیت الکرسی ایک دفعہ اور ایک دفعہ ہی قل ہو اللہ اور ایک دفعہ ہی معوذتین پڑھے اور جب سلام پھیر چکے تو اس دفعہ استغفار پڑھے اور دس مرتبہ ہی رسول خدا پر درود بھیجے تو خدا تعالےٰ اس کے تمام گناہوں کو بخشدیگا اور ثابت بنانی انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی دوشنبہ کے روز نماز کی بارہ رکعت ادا کرے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد بارہ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے اور بارہ دفعہ ہی استغفار پڑھے تو قیامت کے روز ایک آواز دینے والا اس کو پکار کر یہ کہیگا۔ کہ فلاں بن فلاں کس طرف کو ہے وہ حاضر ہو اور آکر خدا کی بارگاہ سے اپنے ثواب کا حصہ لیلے اور جب وہ حاضر ہوگا تو اس کو ایک ہزار بہشتی حُلّے دیئے جائینگے اور اس کے سر کے اوپر شرف کا ایک تاج رکھا جائیگا اور اس کے بعد اس کو بہشت کی دہلیز کے اوپر لیجا کر حکم دینگے کہ آپ بہشت میں گھس جاتو سو ہزار فرشتے بھی اس کے استقبال کے واسطے آئینگے اور ہر ایک فرشتہ نے اپنے ہاتھ میں ایک تحفہ لیا ہوا ہوگا۔ اور جب بہشت میں گھسیگا تو یہ فرشتے اس کے پیچھے پیچھے چلینگے اور ایک ہزار نور کے محلوں میں اسکی گذر ہوگی ؛

سہ شنبہ کی نماز

یزید رقاشیؓ نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی سہ شنبہ کے روز جب پہر بھر دن نکل آتا ہے نماز کی دس رکعت ادا کرتا ہے اور ایک حدیث میں آفتاب کے بلند ہونے کا وقت بیان ہوا ہے اور ہر ایک رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھے اور ایک دفعہ ہی آیۃ الکرسی اور تین دفعہ قل ہو اللہ احد تو ستر روز تک اس آدمی

کے اعمال نامہ میں اس کا کوئی گناہ درج نہیں ہوتا اور اگر ستر روز کے اندر اندر ہی مرجائے تو اس کو شہید کا مرتبہ عطا کیا جاتا ہے اور اس کے ستر برس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

چارشنبہ کی نماز

ابی ادریس خولانی نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی چار شنبہ کے روز جب آفتاب بلند ہوتا ہے نماز کی بارہ رکعت ادا کرے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھے اور تین مرتبہ قل ہو اللہ احد اور تین مرتبہ معوذتین تو اس آدمی کو عرش کے پاس سے ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے اے خدا کے بندے خداوند تعالے نے تیرے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں اور قبر کے عذاب کی تنگی اور تاریکی بھی دور کر دی ہے اور قیامت کی سختی سے تجھے محفوظ رکھا گیا ہے اب تو آیندہ کے واسطے نیک عمل کر کسی خراب جگہ پر نگاہ نہ ڈال اور نہ ہی اس میں جا اور پھر اس دن سے اسکے عمل اس طرح لکھے جاتے ہیں جیسے کسی پیغمبر کے عمل لکھتے ہیں۔

پنجشنبہ کی نماز کا مذکور

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی ظہر اور عصر کے بین دو رکعت نماز پڑھے اور پہلی رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور سو دفعہ آیۃ الکرسی پڑھے۔ اور دوسری میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور سو دفعہ قل ہو اللہ احد اور جب نماز سے فارغ ہو تو بعد میں سو دفعہ میرے اوپر درود بھیجے تو اس آدمی کا ثواب عطا کرتا ہے جو ماہ رجب اور شعبان اور رمضان میں روزے رکھتا ہے اور اس کو ایسا ثواب دیا جاتا ہے جو کعبہ کے حاجیوں کو مرحمت ہوتا ہے اور خداوند تعالے پر ایمان لانے والے آدمی کا اس کو ثواب ملتا ہے اور اس پر ایسی بخشش ہوتی ہے جیسی کہ اس آدمی پر ہوتی ہے جو اللہ تعالے کی مہربانیوں پر توکل کرتا ہے۔

جمعہ کی نماز کا بیان

علی بن حسین اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے میں نے خدا کے رسول مقبول کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جمعہ کا سارا دن نماز پڑھنے کے واسطے ہے جو مسلمان جبکہ آفتاب نیزہ بھر بلند ہو یا اس سے کچھ زیادہ تو اس وقت کامل طور پر وضو کرے اور ایمان اور یقین سے ضحی کی دو رکعت نماز پڑھے تو خداوند تعالے دو سو نیکیاں اس کے عوض میں اس کو لطف فرماتا ہے اور دو سو ہی اسکی برائیاں کم کر دیتا ہے اور اگر کوئی آدمی چار رکعت پڑھے تو اللہ تعالے اس کے واسطے چار سو درجے بہشت میں بڑھا دیتا ہے اور اگر کوئی آدمی آٹھ رکعتیں ادا کرے تو خداوند تعالے اس کے ساتھ آٹھ سو درجے بہشت میں بلند کرتا ہے اور اس کے جس قدر گناہ ہوتے ہیں وہ سب معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اگر نماز کی بارہ رکعت ادا کرے تو اس کے عوض میں اللہ تعالے اس کو دو ہزار اور دو سو نیکیاں مرحمت فرماتا ہے اور دو ہزار دو سو برائیاں اس کی بخشدی جاتی ہیں۔ اور اسکے علاوہ دو ہزار دو سو درجے بہشت میں بڑھائے جاتے ہیں۔ اور ابی صالح نے ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی جمعہ کے روز صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور پھر آفتاب کے نکلنے تک مسجد میں بیٹھے اور خدا کو یاد کرے تو اس کے عوض میں خداوند تعالے اس کو ستر درجے بہشت میں عطا کریگا۔ اور ہر ایک درجہ کے درمیان میں اس قدر فاصلہ ہوگا جس قدر کہ تیز رفتار گھوڑے کی دوڑ ہوتی ہے جو ستر سال دوڑے۔ اور اگر کوئی آدمی نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ادا کرے تو اس کو بہشت میں پچاس درجے عطا کئے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک درجہ کے درمیان میں اس قدر فاصلہ ہوتا ہے جتنا کہ تیز قدم گھوڑے کی پچاس سال کی رفتار کا فاصلہ ہوتا ہے اور جو آدمی عصر کے وقت کی نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہے تو وہ ایسا

ہوتا ہے کہ گویا حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے آٹھ غلاموں کو آزاد کرتا ہے اور اگر کوئی مغرب کی نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرے تو گویا وہ مقبول حج اور مقبول عمرہ ادا کرتا ہے اور مجاہدؒ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی جمعہ کے روز نماز ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعت نماز ادا کرے اور پہلی رکعت میں یہ پڑھے سورہ فاتحہ ایک دفعہ آیۃ الکرسی ایک دفعہ۔ قل اعوذ برب الفلق پچیس مرتبہ۔ اور دوسری رکعت میں ان سورتوں کو پڑھے ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور ایک ہی دفعہ قل ہو اللہ احد اور بیس دفعہ قل اعوذ برب الفلق اور اس کے بعد سلام پھیرے اور سلام پھیرنے کے بعد پچاس مرتبہ یہ پڑھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ تو یہ شخص اپنے مرنے سے پہلے ہی خواب میں اپنے پروردگار کی زیارت کا شرف حاصل کریگا اور یہ بھی دیکھ لیگا کہ بہشت میں میری جگہ کہاں ہے۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ ایک اعرابی پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر عرض کی۔ کہ اے اللہ کے رسول ہم لوگ مدینہ سے بہت فاصلہ پر ایک جنگل میں رہتے ہیں۔ اور اس قدر طاقت نہیں کہ ہر ایک جمعہ میں ہم آپ کی خدمت حاضر ہو سکیں۔ آپ مجھے کوئی ایسی تدبیر بتائیں کہ میں اپنی قوم میں جمعہ کی فضیلت اور جماعت کی حاضری کی بزرگی حاصل کر سکوں۔ اور اپنی قوم کے لوگوں کو بھی اس سے خبردار کروں۔ اس کے جواب میں خدا کے رسول نے فرمایا۔ اے اعرابی جمعہ کے روز جب آفتاب بلند ہو تو اس وقت نماز کی دو رکعت پڑھا کر۔ اور پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق پڑھ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الناس اور اس کے بعد تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیر دے اور پھر بیٹھ کر سات دفعہ آیۃ الکرسی پڑھ۔ اور اس کے بعد چار چار رکعت کر کے آٹھ رکعت نماز ادا کر اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور اذا جاء نصر اللہ پڑھو اور پچیس دفعہ قل ہو اللہ احد اور جب نماز پڑھ چکے تو اس کے بعد ستر دفعہ یہ پڑھو لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے اسی خدا پاک کی قسم ہے کہ جو مومن مرد یا مومنہ عورت اس نماز کو ویسا ہی ادا کریگی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تو میں اس کا ضامن ہوتا ہوں کہ وہ بہشت میں داخل ہوگا اور ابھی وہ اپنی جگہ پر ہی ہوگا یعنے وہاں سے اٹھا نہیں ہوگا۔ کہ خداوند تعالےٰ اس کو اور اس کے ماں باپ کو بخش دیگا۔ گر اس کے والدین اسی حال میں بخشے جائینگے کہ وہ مسلمان ہونگے اور عرش کے نیچے سے ایک پکارنے والا پکار کر یہ کہیگا کہ جس قدر تو نے پہلے گناہ کئے تھے وہ سب بخش دئے گئے ہیں۔ اب تو نئے سرے سے عمل شروع کر۔ اور آپ نے اس نماز کی بڑی فضیلت بیان کی تھی۔ اور اگر کوئی جمعہ کے دن میں اور جمعہ کے وقت کی نمازوں میں اٹھارہ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے تو اس کی بہت سی فضیلتیں اور بزرگیاں ہیں۔ پس جو آدمی ان کو حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ اس پر عمل کرے۔

ہفتہ کی نماز کا بیان

سعیدؓ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبولؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی ہفتہ کے روز نماز کی چار رکعت ادا کرے۔ اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور تین دفعہ قل ہو اللہ احد اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد سلام پھیر کر آیۃ الکرسی پڑھے تو اس قرأت کے ہر ایک حرف کے عوض میں خداوند تعالےٰ اس کو ایک حج اور عمرہ کا ثواب عطا کرتا ہے اور اس کے سوا ہر ایک حرف کے عوض میں اس کو اس قدر ثواب ملتا ہے کہ جس قدر ایک سال تک دن کو روزہ رکھنے والے اور رات کے وقت نماز پڑھنے والے کو دیا جاتا ہے اور ہر ایک حرف کے عوض میں ایک شہید آدمی کا ثواب بھی اس کو لطف فرمایا جاتا ہے اور ایک ہزار پیغمبروں اور ایک ہزار شہیدوں کے ہمراہ وہ عرش کے سایہ کے نیچے حاضر ہوگا۔

رات میں نمازوں کی بزرگی

یکشنبہ کی رات کی بزرگی۔ انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی

آدمی یکشنبہ کی رات کو نماز کی بیس رکعتیں ادا کرے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ الحمد للہ پڑھے اور پچاس دفعہ قل ہو اللہ احد اور ایک دفعہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھے اور اپنے واسطے اور اپنے ماں باپ کے واسطے خدا کی درگاہ سے سو مرتبہ استغفار کی درخواست کرے اور سو دفعہ ہی خدا کے رسول مقبول پر درود بھیجے اور اس کے بعد لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے اور خدا کی طاقت اور قوت کی جانب متوجہ ہو اور پھر کلمہ تجدید پڑھکر یہ کہے میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ بابا آدم خدا کا برگزیدہ ہے اور خداوند تعالےٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اور ابراہیم خدا کا دوست ہے اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہے اور حضرت عیسےٰ روح اللہ اور حضرت محمد خدا کے حبیب ہیں تو اس آدمی کو ان لوگوں کی تعداد کے موافق اجر اور ثواب عطا کیا جائیگا جو خداوند تعالےٰ کا لڑکا قرار دیتے اور نہیں جلاتے اور اس کو وحدہ لاشریک کہتے ہیں اور قیامت کے روز خداوند تعالےٰ اس کو ان لوگوں میں اٹھائیگا جو امن پانے والے ہونگے اور خدا پر یہ واجب ہوگا کہ نبیوں کے ساتھ بھشت میں اس کو داخل کرے۔

دوشنبہ کی رات کی نماز۔ اعمش حضرت انس رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی دوشنبہ کی رات کو چار رکعت نماز ادا کرے اور پہلی رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھے اور دس دفعہ قل ہو اللہ احد اور دوسری رکعت میں ایک دفعہ الحمد پڑھے اور بیس دفعہ قل ہو اللہ احد اور تیسری رکعت میں ایک الحمد پڑھے۔ اور تیس دفعہ قل ہو اللہ احد۔ اور چوتھی رکعت میں ایک دفعہ الحمد للہ پڑھے اور چالیس دفعہ قل ہو اللہ احد اور پھر تشہد پڑھکر سلام پھیرے اور اس کے بعد پچھتر دفعہ قل ہو اللہ احد پڑھے اور پھر اپنے واسطے اور اپنے ماں باپ کیواسطے پچھتر دفعہ ہی آمرزش کی درخواست کرے اور پھر پچھتر دفعہ خدا کے رسول مقبول پر درود بھیجے اور پھر جو حاجت رکھتا ہو خدا کی درگاہ میں اس کے پورا ہونے کی درخواست کرے تو خداوند تعالےٰ اس کی حاجت کو پورا کردیگا اور جو نماز مذکور ہوئی ہے اس کا نام صلوٰۃ الحاجت ہے۔ اور ابی امامہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی دوشنبہ کی رات کو دو رکعت نماز پڑھے اور ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ ایک دفعہ اور قل ہو اللہ احد پندرہ دفعہ پڑھے اور جب سلام پھیر چکے تو اس کے بعد پندرہ دفعہ آیت الکرسی پڑھے اور پندرہ مرتبہ ہی استغفار تو اس آدمی کے نام کو خداوند تعالےٰ ان لوگوں کی فہرست میں داخل کریگا۔ جو اصحاب جنت ہونگے چاہے وہ آدمی دوزخ میں ہی جانے والا ہو۔ اور اسکے جس قدر ظاہری گناہ ہونگے وہ سب کے سب معاف کردیں گے اور ہر ایک آیت کے عوض میں اس کو حج اور عمرہ کا ثواب بھی عطا کرینگے اور اگر اس دوشنبہ سے لیکر آئندہ دوشنبہ تک کے درمیان دونوں میں فوت ہو جائیگا تو شہیدوں میں داخل ہوگا۔

سہ شنبہ کی رات کی نماز۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی سہ شنبہ کی رات کو نماز کی بارہ رکعتیں ادا کرے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور پانچ دفعہ اذا جاء نصر اللہ تو خداوند تعالےٰ بھشت میں اس کے واسطے ایک ایسا گھر تیار کرا دیتا ہے جو دنیا کی وسعت سے طول اور عرض میں سات گنا زیادہ ہوتا ہے

چارشنبہ کی رات کی نماز۔ روایت میں وارد ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی چارشنبہ کی رات میں دو رکعت نماز ادا کرے اور پہلی رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور دس دفعہ قل اعوذ برب الفلق اور دوسری رکعت میں ایک مرتبہ سورت فاتحہ پڑھے اور دس دفعہ قل اعوذ برب الناس تو اس کا اجر اس کو یہ عطا ہوتا ہے کہ ہر ایک آسمان سے ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور قیامت تک اسکے ثواب کو لکھتے رہتے ہیں۔

پنجشنبہ کی رات کی نماز۔ ابی صالح رضؓ ابوہریرہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے

اگر کوئی آدمی اس دن میں مغرب اور عشا کے درمیان دو رکعت نماز پڑھے اور ہر ایک رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور پانچ مرتبہ آیت الکرسی اور پانچ مرتبہ ہی قل ہو اللہ احد اور پانچ دفعہ ہی معوذتین پڑھے۔ اور جب نماز سے فراغت پائے تو بعد میں پندرہ دفعہ استغفار پڑھے اور اس کا جو ثواب ہو اس کو اپنے والدین کی طرف منتقل کر دے تو اس عمل کے کرنے سے وہ اپنے ماں باپ کا حق ادا کر دیتا ہے اگر والدین نے اس کو عاق بھی کر دیا ہو۔ تو پھر ان کے حق سے بری الذمہ ہو جاتا ہے اور خداوند تعالےٰ اس کو صدیقوں اور شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

شب جمعہ میں نماز کی فضیلت۔ جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی جمعہ کی رات میں مغرب اور عشا کے درمیان نماز کی بارہ رکعتیں ادا کرے اور ہر ایک رکعت میں دس مرتبہ سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد پڑھے تو یہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا بارہ سال تک خداوند تعالےٰ کی عبادت میں مصروف رہتا ہے۔ اس طرح کہ دنوں میں تو روزے رکھتا ہے۔ اور راتوں میں نماز ادا کرتا ہے۔ اور کثیر بن سلمہؓ نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی جمعہ کی رات میں جماعت کے ساتھ عشا کی نماز پڑھتا ہے اور اس کے بعد دو رکعت سنت ادا کرتا ہے اور ان دو رکعت کے بعد دس رکعت نماز اور ادا کرتا ہے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ الحمد للہ پڑھے اور دس دفعہ قل ہو اللہ احد اور ایک دفعہ معوذتین اور پھر ان کے بعد وتر کی تین رکعت پڑھے اور پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے دائیں کروٹ پر سو رہے تو وہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا شب قدر کی رات میں رات بھر خدا کی عبادت کرتا ہے اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانوں روشن دن اور روشن رات میں میرے اوپر کثرت کے ساتھ درود بھیجو اور یہ دن اور رات جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات ہے۔

شنبہ کی رات کی نماز۔ انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی شنبہ کی رات میں مغرب اور عشا کے درمیان بارہ رکعت نماز پڑھے تو اس کے واسطے خداوند تعالےٰ بہشت میں ایک محل تیار کرا دیتا ہے اور وہ ایسا آدمی ہوتا ہے کہ گویا ہر ایک مومن مرد اور عورت کو دیتا ہے اور یہودیت سے بیزار ہوتا ہے اور یہ آدمی خداوند تعالےٰ پر یہ حق رکھتا ہے کہ اس کو بخشدیا جائے۔

فرائض اور نوافل کے احکام۔ توبہ ہی کی مجلس میں اوپر یہ مذکور ہو چکا ہے کہ فرائض کے احکام بجا لانے کے بعد نفلی نمازوں اور روزہ اور صدقہ کی طرف متوجہ ہوں اسلئے سب سے پہلے تو فرائض کے ادا کرنے کی نیت کریں۔ اور انکے بعد دوسری نمازوں کی نیت کرنی چاہئے جو دنوں اور راتوں میں ادا کی جاتی ہیں۔ اور جس قدر فرائض قضا کر چکا ہو۔ انکے ادا کرنے کی نیت کرے تاکہ خدا کا فضل اور اس کی رحمت شامل حال ہو اور فرائض کے میدان کو صاف کرے تو اس کے بعد باقی چھوٹی موٹی نفلی نمازوں میں داخل ہو جائے اور نیت کرکے ہر ایک کے حق کو ادا کرے۔

نماز تسبیح۔ شیخ ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ ابو الفتح محمد بن احمد بن ابو الفوارس اور ابو محمد حسن بن ابو محمد حسن بن ابو محمد بن خلال سے اور وہ ابو حفص عمران واعظ سے اور وہ عبد اللہ بن محمد بن بغوی سے اور وہ اسحٰق بن اسرائیل بکر اور وہ موسیٰ بن عبد العزیز سے اور وہ حکم بن ابان سے اور وہ عکرمہ سے اور وہ عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے حضرت عباس بن مطلب سے ارشاد کیا کہ میرے چچا عباس میں تم کو آگاہ کرتا ہوں تم خبردار ہو جاؤ میں تم کو دس خصلتیں بتاتا ہوں اگر ان کو اختیار کرو گے۔ اور ان پر عمل کرو گے تو خداوند تعالےٰ تمہارے اگلے اور پچھلے گناہوں کو معاف کر دیگا چاہے تمہارے گناہ ہوں اور چاہے جدید یعنی نئے اور جان بوجھ کر کئے ہوں یا نادانستہ چھوٹے گناہ ہوں یا موٹے چھپا کے کئے ہوں

یا ظاہر سب معاف کر دینگے۔ اور وہ یہ ہیں چار رکعت نماز ادا کرو۔ اور ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھو اور اس کے سوا کوئی اور سورہ بھی۔ اور جب پہلی رکعت کی قرأت سے فارغ ہو جائے تو اس کے بعد کھڑا ہو کر ہی پندرہ دفعہ یہ کہنا چاہئے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اور اس کے بعد رکوع کرو اور رکوع میں بھی دس دفعہ اسی تسبیح کو پڑھو اور اس کے بعد رکوع سے سر اٹھا کر پھر دس دفعہ وہی تسبیح کہو اور پھر سجدہ میں جا کر اور پھر دس دفعہ سجدہ سے سر اٹھا کر پڑھے پس یہ سب تسبیحیں پچھتر ہوتی ہیں اور ہر ایک رکعت میں اس تعداد کو پورا کیا جائے۔ اگر ادا کرنے کی طاقت ہو تو ہر روز دن میں اس کو پڑھنا چاہئے اور اگر روز مرہ پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو ہر جمعہ میں ایک دفعہ ادا کیا کرو اور اگر ہفتہ بھر میں بھی ایک دفعہ نہ ہو سکے۔ تو پھر ہر ایک مہینے میں اس نماز کو ایک دفعہ ادا کیا جائے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک مرتبہ پڑھو اور اگر سال میں بھی ایک دفعہ پڑھنے کی قدرت نہ ہو تو پھر عمر میں ہی ایک دفعہ پڑھ لو۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ ان چاروں رکعتوں میں یہ قرأت پڑھی جائے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں ان سورتوں کو پڑھو۔ سورہ فاتحہ اور سورہ اذا زلزلت اور تیسری رکعت میں یہ پڑھی جائیں فاتحہ اور قل یاایھا الکافرون۔ اور چوتھی رکعت میں ان کو پڑھیں سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد۔ اور ابو نصر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے جعفر بن ابی طالب سے ارشاد فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ میں تم کو ایک چیز بخشتا ہوں اور ہوشیار ہو جاؤ میں تم پر ایک عطا کرتا ہوں اور اس کے بعد آپ نے اوپر کی حدیث بیان فرمائی اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ پیغمبر خدا نے عمر بن عاص کو بھی یہی حدیث فرمائی تھی مگر اس حدیث میں قیام کی حالت میں دس تسبیحیں اور زیادہ کر دی ہیں اور بعض روایتوں میں یہ تسبیح تین سو مرتبہ ہے اور سب کو چار رکعتوں میں ادا کرنے کے واسطے امر ہوا ہے اور ایک دوسری روایت میں ان تسبیحوں کی تعداد ایک ہزار دو سو مرتبہ ہے ان تسبیحوں کے یہ چار جملے ہیں۔ سبحان اللہ اور الحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر جب ان چاروں کو تین سو میں ضرب دیا جائے تو ایک ہزار دو سو ہو جاتے ہیں اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اس عمل کو جمعہ کے روز دو دفعہ کہا جائے ایک دفعہ دن کو دوسرا ایک ہی دفعہ رات کو۔

استخارہ کی نماز اور دعا محمد بن منکدر جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ پیغمبر خدا نے مجھ کو استخارہ اسی طرح سکھلایا ہے جیسا کہ قرآن کی سورتوں کی تعلیم دیا کرتے تھے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرو تو نماز فرض کے سوا دو رکعت نماز اور پڑھو اور اس کے بعد یہ کہو خداوندا میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعہ خیر کی درخواست کرتا ہوں اور تیری قدرت سے تجھ سے مدد اور استعانت چاہتا ہوں میں قادر نہیں اور تو صاحب قدرت ہے کہ میں نادان ہوں اور تو دانا ہے اور غیب کے علم کو جانتا ہے اے اللہ تو جانتا ہے کہ وہ میرے دین اور میری دنیا اور میری آخرت اور میرے انجام میں بہتر ہے اور جلدی یا دیر میں فائدہ دینے والی ہے یہی جو چیز میرے حق میں بہتر ہو اور مجھے فائدہ دینے والی ہو وہ میرے واسطے مقدر اور آسان کر اور اس میں مجھے برکت دے اور اگر ایسی نہ ہو تو وہ مجھ سے دور رکھ اور جس جگہ میں ہوں وہاں میرے واسطے نیکی آسان کر دے اور جب تک میں دنیا میں زندہ رہوں مجھے اپنے حکم سے خوشنود کر اور تو ارحم الراحمین ہے اور جب کوئی آدمی کسی طرف کو تجارت کے واسطے ارادہ کرے یا حج پر یا زیارت کو جانا چاہے۔ تو وہ پہلے دو رکعت نماز ادا کرے اور اس کے بعد یہ کہے اے اللہ اس طرف کو میں اس مقصد کے واسطے جانا چاہتا ہوں اور تیرے سوا میرا کوئی اور تکیہ و بھروسا نہیں ہے اور نہ ہی تیری ذات کے سوا کوئی اور امید ہے اور نہ ہی قوت ہے کہ میں اس پر توکل کروں اور نہ ہی کوئی تیرے سوا چارہ رکھتا ہوں کہ اسکی طرف پناہ پکڑوں مگر تیرے فضل کا طلبگار رہوں اور تجھ سے تیری رحمت اور نیکیوں کی درخواست

کرتا ہوں اور تیری عبادت پر سکون چاہتا ہوں اور تو جانتا ہے کہ اس راستہ میں مجھ کو کیا پیش آنے والا ہے اور کس کو میں دوست
رکھتا ہوں اور کس کو مکروہ جانتا ہوں اے اللہ اپنی کامل قدرت سے بلا کو تو مجھ سے دور کر دے اور ہر ایک سختی سے مجھے رہائی
عطا فرما اور اپنی رحمت اور لطف اور اپنی مدد اور نگہبانی سے رحمت کے میدان کو میرے اوپر فراخ کر دے اور جس قدر تو نے
مجھے معافیاں عطا کرنی ہیں ان میں سے ایک یہ معافی عنایت کر کہ میرا بوجھ مجھ سے ہلکا کر دے۔ اور جب یہ کہہ لے تو اس کے
بعد منزل مقصود کی طرف چلنا شروع کرے اور پھر یہ کہے اے میرے پروردگار تیرا حکم میرے اوپر ثابت ہے تو میری امید نیک
کر دے اور جو چیز میرے خوف کا باعث ہے اس کو مجھ سے دور اور الگ رکھ اور جو چیز میرے واسطے بہتر جانتا ہے اسکو میرے
دین اور آخرت کے واسطے آسان اور نیک کر۔ اے میرے پروردگار میں اس امر کی درخواست کرتا ہوں کہ اپنے اہل اور فرزندوں
اور قریبیوں وغیرہ سے جو کچھ میں نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے اس کا تو خلیفہ ہو اور تو اچھا خلیفہ ہے اور سب سے بہتر خلافت کرنے
والا ہے اور ہر ایک مسافر اور مومن کا جو غائب ہو تو ہی محافظ ہے اور تو ہی ہے جو ہر ایک چیز کی نگہبانی کرتا ہے اور ہر ایک
مضرت اور نقصان سے بچانے والا تو ہی ہے اور تو ہی ہر ایک ناخوشی اور رنج کو دور کرتا ہے تو دنیا اور آخرت میں اپنی رضا
اور خوشی سے مجھے دلجمعی عنایت کر اور اپنی یاد اور اپنا شکر نصیب کر اور اپنی عبادت کی نیکی لطف کر اور مجھ سے راضی ہو
اور اپنی رضامندی کے بعد اپنی رحمت سے مجھ کو بہشت میں داخل کر۔ تو تمام رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحیم ہے اور اگر سفر میں
ہو تو اس کو مناسب ہو کہ ان دعاؤں سے اور بھی زیادہ دعائیں پڑھے کیونکہ خدا کے رسول مقبول بہت دعا پڑھا کرتے
تھے اور جو دعا آپ پڑھا کرتے تھے وہ یہ ہے حمد اس خدا کے واسطے خاص ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا ہے اور مجھے کوئی چیز
پہلے نہیں دی گئی تھی۔ خداوندا دنیا کے اندیشوں اور زمانہ کی سختیوں اور رات اور دن کی مصیبتوں میں تو مجھے مدد دے ظالموں
کی شرارت کے واسطے تو ہی میرے حق میں کافی ہے۔ خداوندا تو سفر میں میری مدد فرما اور میرے اہل میں میرا خلیفہ ہو اور جو تو نے
مجھے روزی عطا کی ہے اسمیں مجھ کو برکت دے میرے نفس کو تو میری نظر میں خوار اور ذلیل کر اور لوگوں کی نگاہوں میں مجھے
بزرگی اور عزت بخش۔ میری پیدائش اور سرشت میں استحکام اور مضبوطی دے اور اپنی درستی سے سربلندی بخش تو کریم ہے اور
میں تیری ذات سے امن کی درخواست کرتا ہوں۔ آسمانوں کو روشن کرنے والا اور تاریکی کو دور کرنے والا تو ہی ہے اور پہلے
اور پچھلے لوگوں کا نام تیری ہی ذات سے نامور اور نیک انجام ہوا ہے تو میرے اوپر اپنا غصہ نہ کر اور اپنے قہر سے مجھ کو محفوظ
رکھ میں التجا کرتا ہوں کہ ہر ایک بات میں تو مجھے اپنی رضامندی اور خوشنودی عطا فرما اور کوئی کسی گناہ سے اپنی عبادت
کی طاقت سے رہائی نہیں پا سکتا اگر بچ سکتا ہے تو تیرے بچانے سے بچ سکتا ہے خداوندا ہر حال میں تجھ سے میں امن کی
درخواست کرتا ہوں سفر کی سختی سے بدی سے باز گشت کرنے کے باب میں زیادتی کے بعد کمی ہو جانے میں اور ستم رسیدہ کی دعا میں
تو ہی بچانے والا اور مدد دینے والا ہے خداوندا سفر کی درازی اور اس کی مشکلوں کو میرے اوپر آسان کر دے اور نیکی اور اپنی خوشی
اور خوشنودی کی طرف مجھ کو پہنچا دے جس قدر چیزیں ہیں انکی نیکی کا میں تجھ سے ہی خواستگار ہوں کیونکہ ہر ایک چیز پر تجھے
قدرت ہے اور جب مسافر اپنے گھر سے نکلنے لگے تو وہ اس وقت یہ کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے اللہ کے اوپر توکل کیا ہے اور
خدا کی مدد کے سوا کسی کو قوت حاصل نہیں ہوتی حدیث میں وارد ہے کہ جو آدمی اس طرح خدا کی درگاہ میں درخواست کرتا ہے
خداوند تعالے اس کو یہ جواب دیتا ہے کہ اس وقت میں تو نگاہ رکھا گیا ہے اور کفایت اور حمایت کیا گیا ہے اور جس وقت اپنے
گھوڑے پر سوار ہو تو اس وقت تین دفعہ تکبیر اور الحمد پڑھے اور یہ کہے کہ جس نے اسکو میرے تابع بنا لیا ہے وہ پاک ہے اور مجھ میں
یہ قدرت نہ تھی کہ میں اس کو اپنی طاقت سے قابو کرتا اور اس کو اپنے تابع بناتا۔ تیری ذات پاک ہے اور تیرے سوا کوئی دوسرا

معبود نہیں ہے۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے تو میرے گناہوں کو بخش دے اور تیرے سوا میرے گناہوں کو اور کوئی بخش نہیں سکتا۔ ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول جب سفر کا ارادہ کرتے تھے اور سوار ہوتے تھے تو اس وقت یہ فرمایا کرتے تھے۔ خداوندا میں تجھ سے اپنے اس سفر میں پرہیزگاری کی درخواست کرتا ہوں اور ایسا عمل چاہتا ہوں جو تیری خوشنودی کا باعث ہو۔ اے اللہ تو میرے اوپر سفر کو آسان کر دے اور زمین کی درازی کو کم کر اور اس کو طے کر دے اے اللہ سفر میں میرا مددگار تو ہی ہے۔ اور تو ہی میرے اہل میں خلیفہ ہے۔ اور ابن جراحؒ نے اس میں ان کلموں کو اور زیادہ کیا ہے خداوندا میں سفر کی سختیوں سے تیرے ہاں امن چاہتا ہوں اور بازگشت کی بدی اور اہل اور مال میں بد نظر سے تجھ سے نگہبانی چاہتا ہوں۔ اور جب کسی گاؤں میں یا کسی شہر میں داخل ہو تو اس وقت اس کو یہ کہنا مناسب ہے اے اللہ تو ساتوں آسمانوں کا پروردگار ہے اور ان تمام چیزوں کا پروردگار ہے جن پر آسمانوں نے سایہ کیا ہوا ہے اور گمراہ کئے گئے شیطانوں کا تو پروردگار ہے میں اس گاؤں کی تجھ سے نیکی چاہتا ہوں اور اس کے لوگوں کی نیکی چسست ہو اور جو چیزیں دنیا میں ہیں ان تمام کی تجھ سے نیکی چاہتا ہوں اور اسکی بدی اور اس کے لوگوں کی بدی سے تیرے ہاں امن کی درخواست کرتا ہوں اور ان کے سوا جس قدر اور چیزیں ہیں انکی بدی سے امن مانگتا ہوں اور نیکوں کی دوستی عطا کر اور بدوں کی بدی کو مجھ سے دور فرما۔

چور اور ڈاکو اور درندہ جانور سے بچنے کا بیان - جب کوئی آدمی سفر میں ہو اور چوروں اور ڈاکوؤں اور درندوں سے بچنا چاہے تو وہ سفر میں اس دعا کو پڑھے۔ خداوندا تو اپنی آنکھوں سے میری نگہبانی کر کیونکہ وہ کبھی سوتی نہیں اور اپنے رکن سے میری حفاظت کر کیونکہ تیرے رکن کا کوئی آدمی قصد نہیں کرتا اور اپنی قدرت سے میرے اوپر رحم فرما اور خدا کے رسول مقبول فرمایا کرتے تھے اگر کوئی آدمی تین دفعہ کہے میں اس کو خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں اور یہ نام ایسا ہے کہ آسمان اور زمین کی کوئی چیز اس کو ضرر نہیں دیتی اور وہ ہر ایک بات کو سنتا ہے اور ہر ایک چیز کو جانتا ہے اس آدمی کو صبح ہونے تک کوئی ناگہانی مصیبت نہیں پہنچتی۔ ابی یوسف خراسانی نے ابی سعید بن ابی روحا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے میں ایک دفعہ مکہ کے سفر میں راستہ بھول گیا۔ اور اس وقت رات تھی۔ اسی اثنا میں اپنے پیچھے سے میں نے ایک آواز سنی اس کے سنتے ہی مجھے وحشت لاحق ہوئی۔ اور جب میں نے اس آواز پر کان لگائے تو معلوم ہوا کہ کوئی آدمی قرآن پڑھ رہا ہے اور اسی درمیان میں وہ قرآن پڑھتا ہوا میرے پاس پہنچ گیا اور آ کر کہا میں جانتا ہوں کہ تو راستہ بھول گیا ہے میں نے اس کو کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے اسکے بعد اس نے کہا کہ تو میرے پاس آ جا میں تجھے ایک ایسی چیز بتاتا ہوں کہ جب تو اس کو پڑھ لیگا تو اس وقت تم کو سیدھی راہ معلوم ہو جائیگی اور وحشت اور خوف کے وقت وہ تیری غمگساری کریگی اور اگر تجھ کو نیند نہ آتی ہوگی تو اس کے پڑھنے سے تم کو نیند بھی آ جائیگی۔ میں نے اس کو کہا کہ بہت اچھا آپ بتائیں وہ کونسی چیز ہے اس نے کہا یہ پڑھ اس خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو صاحب مرتبہ ہے اور اسکی دلیل بہت بڑی ہے اور اسکی قدرت بڑی سخت ہے اور ہر روز وہ اپنے ایک شان میں ہے شیطان سے میں خداوند تعالٰی کے ہاں امن مانگتا ہوں اور وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے کوئی گناہ سے لوٹ نہیں سکتا اور نہ ہی کسی کو طاعت پر قوت ہو سکتی ہے مگر خدا کی امداد سے ہوتی ہے اور پھر جب میں نے اس کو پڑھا تو میرے دوست اچانک مجھے اپنے پاس دکھائی دئے اور اس کے بعد میں نے اس شخص کو تلاش کیا مگر وہ مجھے نظر نہ آیا۔ اور ابو بلال روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں منیٰ میں اپنے اہل سے الگ ہو گیا میں نے بھی اس وقت یہ دعا پڑھی تھی۔ جونہی اس کو پڑھا میں نے دیکھا کہ میرے اہل میرے

پاس موجود ہیں۔ ابی درداء روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی ہر روز سات دفعہ یہ پڑھے خداوند تعالےٰ ایسا مالک ہے کہ اس نے قرآن کو نازل کیا ہے اور جس قدر لوگ نیکوکار ہیں ان کا وہ والی ہے اور وہ کافی ہے اور اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہیں نے اس پر ہی توکل کیا ہے۔ وہ عرش عظیم کا پروردگار ہے اسکے پڑھنے کے بعد اپنے دل میں جو ارادہ کریگا خداوند تعالےٰ اس کو پورا کر دیگا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے۔ اگر کوئی آدمی مصیبت کے وقت یہ کہے تو اس کی مصیبت دور ہو جاتی ہے خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ بردبار ہے اور کریم ہے اور پاک ہے اور وہ عرش جلیل کا پروردگار ہے اور تمام حمد خدا کے واسطے ہی ہے اور وہ تمام عالم کا پالنے والا ہے +

نماز کفایہ کا بیان۔ نماز کفایہ دو رکعت ہے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور گیارہ دفعہ قل ہو اللہ احد اور پچاس دفعہ یہ پڑھے فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اور اس کے بعد سلام پھیر کر یہ دعا پڑھے خداوندا آپ ہی رحمت کرتا ہے اور نعمت دیتا ہے اور احسان رکھتا ہے اور تو ایسا ہے کہ ہر ایک زبان تیری تسبیح پڑھتی ہے نیکی کیواسطے دونوں ہاتھ تیرے آگے ہی کشادہ ہیں۔ تو ہی ہے کہ محمد صلعم کے واسطے کافی ہونے والا ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو آگ سے تو نے ہی بچایا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ہاتھ سے تو نے ہی نجات دی ہے اور ظالموں سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے واسطے تو ہی کافی ہوا ہے طوفان میں غرق ہونے سے حضرت نوح علیہ السلام کو تو نے ہی بچایا ہے اور لوط علیہ السلام کے واسطے اسکی قوم کے فحش کو تو نے ہی روکا ہے اور ہر ایک چیز کے واسطے تو ہی کافی ہے عائشہؓ اور آسیہ کے واسطے تو ہی کافی ہوا ہے۔ اور میرے ساتھ بھی عظیم بلا کے مقابلہ میں کافی ہو یہاں تک کہ تیرے نام کی برکت سے مجھے خوف نہ رہے تیرا نام ہر ایک چیز سے بہت ہی بزرگ ہے جو آدمی اس دعا کو پڑھتا ہے خداوند تعالےٰ اس کے واسطے کافی ہوتا ہے اور اس نماز کے پڑھنے سے آدمی کا غم اور الم جاتا رہتا ہے اور اسکی دلجمعی ہو جاتی ہے اور اس کی بدی اس سے جاتی رہتی ہے +

خصومت کا بیان

اگر کوئی خصومت کو دور کرنا چاہے تو وہ ایک سلام کے ساتھ چار رکعت نماز ادا کرے اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد گیارہ مرتبہ پڑھے اور دوسری میں سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ دس بار پڑھے اور تین دفعہ قل یاایہا الکافرون پڑھے اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد دس بار اور ایک دفعہ الہکم التکاثر پڑھے اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد پندرہ بار پڑھے اور ایک دفعہ آیۃ الکرسی اور پڑھنے کے بعد اس کا ثواب اپنے دشمنوں کو بخشدے قیامت کے دن خدا نے چاہا تو وہ اس کے کام میں کافی ہوگا اور جو نماز غذکور ہوئی ہے اس کو ان سات مندرجہ ذیل وقتوں میں پڑھے۔ رجب مہینے کی پہلی رات میں اور ماہ شعبان کی پندرھویں تاریخ کو اور ماہ رمضان کے آخری جمعہ میں اور دونوں عیدوں کے روز میں اور عرفہ اور عاشورہ کے روز۔

ماہ شوال میں نماز کی بزرگی

ابو نصر بن بنانی اپنے باپ سے اور وہ ابو عبد اللہ حسین بن عمر علاف سے اور وہ ابو القاسم قاضی سے اور وہ محمد بن احمد بن صدیق سے اور وہ یعقوب بن عبد الرحمن سے اور وہ ابو بکر احمد بن جعفر مروزی سے اور وہ علی بن معروف سے اور وہ بن محمد بن محمود سے اور وہ یحییٰ بن شبیب سے اور وہ حمید سے اور وہ انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ

خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی ماہ شوال میں رات یا دن کو آٹھ رکعت نماز پڑھے اور ہر ایک رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور پندرہ دفعہ قل ھو اللہ احد پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد ستر دفعہ تسبیح پڑھے اور اس کے بعد پیغمبر خدا پر ستر دفعہ درود بھیجے تو میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مجھ کو سچا اور برحق نبی بنا کر بھیجا ہے کہ خداوند تعالےٰ اس آدمی کے دل پر حکمت کے چشمے کھول دیتا ہے اور اس کو دنیا کی بیماریاں دکھا دیتا ہے اور پھر انکی دوا بھی بتلا دیتا ہے اور اس خدائے لایزال کی قسم ہے جس نے مجھے نبی بنایا ہے کہ جو آدمی اس نماز کو اسی طرح ادا کریگا۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تو وہ ابھی آخری سجدہ میں ہی ہوگا کہ خداوند تعالےٰ اس کو بخشدیگا اور جب وہ مریگا۔ تو شہید اور بخشا ہوا مریگا۔ اور جو بندہ سفر میں اس نماز کو پڑھتا ہے خداوند تعالےٰ اسکی منزل کو آسان کر دیتا ہے اور منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے۔ اور اگر وہ آدمی قرضدار ہوتا ہے تو اس کا قرض بھی ادا کر دیا جاتا ہے اور اگر صاحب حاجت ہوتا ہے تو اسکی حاجت بھی پوری ہو جاتی ہے جس خدا نے مجھ کو سچا نبی بنایا ہے مجھے اسی خدا پاک کی قسم ہے جو آدمی اس نماز کو پڑھتا ہے خداوند تعالےٰ اس کو ہر ایک حرف اور آیت کے عوض میں بہشت میں مخرفہ دیگا لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول مقبول یہ مخرفہ کیا چیز ہے آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ مخرفہ بہشت میں ایک درخت ہے۔ جس کے نیچے کوئی سوار سو برس تک سیر کرے تو پھر بھی اس کا سایہ ختم نہیں ہوتا۔

قبر کا عذاب دور کرنے کی نماز

عبداللہ بن حسنؓ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کوئی آدمی دو رکعت نماز پڑھے اور ایک رکعت میں سورہ فرقان کا آخری رکوع پڑھے تبارک الذی جعل فی السماء بروجا اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ مومنین سے یہاں تک پڑھے فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ یہ آدمی انسانوں اور جنوں کے مکروں سے بچا رہتا ہے اور جب قیامت کا روز ہوگا تو اس کا اعمالنامہ اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا اور قبر کے عذاب اور فزع اکبر سے بچا رہیگا اور چاہے اسکو خواہش نہ ہی ہوگی۔ خداوند تعالےٰ اس کو قرآن سکھا دیگا اور اس کے فقر کو دور کر دیگا۔ اور اس کو حکمت کا علم بخشدیگا اور قرآن مجید کے معنوں بعد اس کے اسرار سے اس کو واقف کریگا اور روز قیامت کی دلیل سے اس کو آگاہی عطا فرمائی جاویگی اور اس کے دل کو اللہ تعالےٰ نور سے منور اور معمور کر دیگا اور جس وقت لوگ غم اور سختی کی بلاؤں میں گرفتار ہونگے تو خداوند تعالےٰ اس کو اس مصیبت سے نگاہ رکھیگا اور جب اور لوگ اندیشہ میں ہونگے تو اس کو خدا تعالےٰ بیخوف کریگا۔ اس کی آنکھوں میں روشنائی عطا کی جائیگی۔ اور دنیا کی دوستی سے اسکے دل کو خالی کر دیں گے اور خدا کے نزدیک وہ صدیقوں میں شمار ہوگا۔

رفع حاجت کی نماز

ابی ہاشمؒ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی اللہ تعالےٰ سے کوئی حاجت مانگے تو وہ پہلے کامل وضو کرے اور پھر دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں تو سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور امن الرسول آخر تک اور جب اس کو تمام کر چکے تو پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور بعد میں یہ دعا پڑھے۔ اے اللہ اے ہر اکیلے کے غمگسار۔ اے ہر ایک یگانہ کے یار۔ اے قریب کہ تو کسی سے دور نہیں ہے تو ہر وقت حاضر ہے۔ کبھی کسی سے دور نہیں ہوتا تو غالب ہے کسی سے مغلوب نہیں میں

تجھ سے تیرے اس نام سے طاقت مانگتا ہوں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تجھے کبھی سستی اور خواب لاحق نہیں ہوتی۔ تو ہمیشہ قائم ہے سب لوگوں کے منہ عاجزی اور لجاجت سے تیری طرف دیکھ رہے ہیں اور جتنی آوازیں ہیں وہ سب تیری حضور میں عاجزی ظاہر کر رہی ہیں اور تمام دل تیرے خوف سے کانپ رہے ہیں تو محمد صلعم پر درود بھیج۔ اور میرے کام میں کشادگی عطا فرما۔ اور میری جو حاجت ہے اس کو روا کر دے ❊

ظلم سے پرہیز کرنے اور اس کے دفع کرنے کا مذکور

جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کو یہ دعا سکھلائی تھی اور بعد میں ارشاد کیا تھا کہ اگر تم پر کوئی مصیبت وارد ہو یا وقت کا بادشاہ تمہارے اوپر ظلم کرے یا گمراہ لوگ تم کو گمراہ کرنا چاہیں تو پہلے پورا پورا وضو کرو۔ اور اسکے بعد نماز کی دو رکعت ادا کرو۔ اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاؤ۔ اور یہ کہو اے غیب کی باتوں کے جاننے والے اور بھیدوں کے جاننے والے ہر ایک چیز کی بازگشت تیری طرف ہی ہے اور تو تمام دلوں کے نزدیک عزیز ہے۔ ہر ایک کا جاننے والا ہے۔ خدا اور اللہ اور خداوند تو ہی ہے جو گروہ تیرے رسول کے دشمن ہیں انکو شکست دینے والا تو ہی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے واسطے فرعون کو تو نے ہی سزا دی تھی۔ ظالموں کے ہاتھ سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو تو ہی نجات دینے والا ہے۔ نوح علیہ السلام کو غرق ہونے سے تو نے بچایا ہے اور تو نے ہی حضرت یعقوب کی گریہ زاری پر رحم کھایا ہے ایوب علیہ السلام کی تکلیف کو تو نے دور کیا ہے تین راتوں کی تاریکی سے ذوالنون کو تو نے نجات بخشی ہے تو ہی ہر ایک نیکی کا پیدا کرنیوالا ہے اور پھر ہر ایک نیکی کی طرف تو نے ہی ہم کو راستہ دکھلایا ہے اور نیکی کا صاحب بھی تو ہی ہے اور تو ہی صاحب خیرات ہے۔ جس چیز کو تو مفید جانتا ہے میں اس کے واسطے تیری طرف رغبت کرتا ہوں اور غیب کا جاننے والا تو ہی ہے میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں اور غیب کا جاننے والا تو ہی ہے میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو پیغمبر صلعم اور اس کی آل پر درود بھیج اور اسکے بعد جو حاجت رکھتے ہو اس کو خداوند تعالےٰ کی درگاہ سے طلب کرو۔ اللہ تعالےٰ اس کو پورا کر دیگا انشاء اللہ تعالےٰ اور ابن عمر ایک دوسری دعا کی روایت بھی فرماتے ہیں۔ اور اس کو پیغمبر خدا نے احزاب کے روز بیان کیا تھا اور وہ دعا یہ ہے۔ اے اللہ میں تیرے ہاں امن کی درخواست کرتا ہوں اور تیرے پاک نور اور تیری پاک بزرگی اور تیرے جلال کی برکتوں کے ذریعہ ہر ایک آفت اور رنج اور جنوں اور انسانوں کی بلا سے امن چاہتا ہوں اور نیکی سے جو کچھ تیری طرف سے مجھ کو پہنچے اس پر راضی ہوں۔ ہر حال میں میری پناہ تو ہی ہے میں تجھ سے ہی پناہ مانگتا ہوں اور میرے واسطے جائے امن بھی تو ہی ہے جس قدر گردن کش ہیں تیرے آگے ان سب کے سر خم ہیں اور خوار اور ذلیل ہیں۔ اپنی مخلوق کی حفاظت اور رعایت کی چابیاں تیرے خزانہ میں ہی جمع ہیں اسلئے میں تیری ذات کے جلال کی طفیل تجھ سے ہی امن مانگتا ہوں اور ان باتوں سے محفوظ رہنے کی درخواست کرتا ہوں کہ تیرے روبرو رسوا نہ ہوں۔ میری پردہ دری نہ کی جائے تیری یاد سے فراموشی نہ ہو۔ تیری شکر گذاری سے باز نہ رہوں رات میں دن میں۔ سوتے ہوئے جاگتے ہوئے۔ آرام میں سفر میں وطن میں تیری حفاظت میں رہنے کی درخواست ہے میرا شعار تیرا ذکر ہی ہو اور میرا لباس تیری تعریف تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے میں تیرے نام کو بالکل پاک جانتا ہوں اور تیری ذات کے نور کو بہت بزرگ و برتر سمجھتا ہوں مجھے رسوائی سے امن دے اور عذاب کی برائی اور اپنے بندوں کی برائی سے نگاہ رکھ اور میرے واسطے نگہبانی کے خیمے کھڑے کر اور اپنی رحمت کا دروازہ کھول کر اس سے مجھ کو غنی بنا دے اور نیکی سے مالا مال کر۔ تو تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحیم ہے ❊

غم کا دور کرنا اور قرض کا ادا کرنا

ابی موسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے اگر کسی آدمی کو کوئی غم اور اندوہ لاحق ہو وہ اس دعا کو پڑھے اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندہ کا لڑکا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے اور تیرا حکم مجھ میں جاری ہے۔ اور تو میرے واسطے عدل سے حکم جاری کرتا ہے اے اللہ اپنے نام کی طفیل جو تو نے اپنی ذات کیواسطے مقرر کیا ہے اور اپنی کتاب میں لکھا ہے یا مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے اور علم غیب میں اس کو برگزیدہ کیا ہے میرے سینہ کو اپنے نور سے منور فرما اور اس کو روشنی کا باعث کر تاکہ وہ غم اور الم کو دور کر دے۔ اور اسکی محبت عطا کر کیونکہ تو اس سے انسان کا غم اور الم ضرور دور کر دیگا اور خوشی اور خرمی سے اس کے سینہ کو کشادہ فرمائیگا۔ ایک آدمی نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول اگر ان میں سے کوئی کلمہ یاد نہ رہے اور پڑھنے کے وقت وہ چھوٹ جائے تو اس حال میں وہ آدمی زیانکار ہوگا یا نہیں۔ جواب میں فرمایا ہاں وہ شخص زیانکار ہوگا۔ اس لئے آدمی کو چاہئے کہ ان کلموں کو اچھی طرح سیکھ کر یاد کرلے۔ اور روایت ہے کہ ایک دفعہ ابو بکرؓ عائشہؓ کے پاس آگئے۔ اور عائشہؓ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا نے مجھ کو جو دعا سکھلائی ہے اس کو تو نے سنا ہے آپ نے مجھ کو اور میرے اصحابوں کو دعا بتلائی ہے اور ساتھ ہی ارشاد کیا ہے کہ اگر تم میں سے کسی پر کوہ احد کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس کا تمام قرض ادا کر دیگا اور وہ دعا یہ ہے۔ اے اللہ عقدوں کے کھولنے والا اور غم والم کو دور کرنے والا تو ہی ہے اور بے قراروں کی دعا کو قبول کرنے والا ہے تو دنیا میں رحمان ہے اور آخرت میں رحیم ہے۔ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو میرے اوپر رحم کر اور اپنی رحمت سے بغیر ہے مجھ کو غنی کر دے ایک دعا اور بھی اس بارہ میں ہے اور اس کے راوی حضرت حسن بصری رحؒ ہیں۔ آپ کے پاس آپ کے ایک بزرگ دوست آئے اور ان کی آپ تعظیم کیا کرتے تھے انھوں نے ذکر کیا کہ اے ابو سعید میں قرضدار ہوں۔ آپ مجھے اسم اعظم سکھلاؤ حسن بصری نے ان کو کہا کہ اگر آپ کو اسم اعظم کے سیکھنے کی ضرورت ہے تو اٹھ کر وضو کرو۔ انھوں نے وضو کیا اور اس کے بعد آپ نے اپنے دوست سے کہا یہ پڑھو یا اللہ یا اللہ یا اللہ اے سچا اللہ تو ہے خدا کی قسم اللہ تو ہے اور تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اللہ اللہ اللہ۔ قسم ہے تیری تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں میرا قرض ادا کر۔ اور قرض کے ادا کرنے کے بعد مجھ کو روزی دے۔ اور جب صبح ہوئی تو آپ کے اس دوست نے دیکھا کہ مسجد میں سو ہزار درہم جو کئی قسم کے سکہ کے ہیں اور تمام کھرے ہیں ایک تھیلی میں بھر کر رکھے ہوئے ہیں اور اس تھیلی کے سر پر مہر لگی ہوئی ہے اور اس کے اوپر یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر تو اس سے بھی زیادہ مانگتا تو ہم وہ بھی تم کو دیدیتے اور تم نے ہم سے بہشت کیوں نہ مانگا۔ اس کے بعد وہ آدمی حسن بصری کے پاس آئے اور آکر ان کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور انھوں اپنے دوست کے ساتھ ان درموں کو ملاحظہ کیا اور پھر آپ کے دوست نے کہا کہ مجھ کو افسوس آتا ہے کہ میں نے اپنے خدا سے بہشت کو کیوں نہ مانگا۔ اس کے بعد حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تجھ کو جو یہ اسم اعظم سکھلایا گیا ہے تو یہ تیری بھلائی کیواسطے سکھلایا گیا ہے اور تو اس کو چھپائے رکھ کہ ایسا نہ ہو کہ حجاج اس کی خبر کو سن لے اگر وہ سن لیگا تو اسکی تعدی کے ہاتھ سے کسی کو رہائی نہیں ملیگی۔ اور حضرت جبرائیل نے ایک اور دعا بھی سچے رسولؐ کو سکھلائی ہے۔ جب آپ مکہ سے نکلے اور قریش کے خوف سے دق ہوئے اور ظلم سے رہائی پانے اور رزق کی کشادگی کے واسطے کوہ حرا کی طرف تشریف لے جانے کو ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ نے حاضر ہو کر یہ عرض کی۔ کہ اے محمد صاحب خداوند تعالےٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور مجھے ایک دعا بتلائی ہے تاکہ میں تم کو سکھلاؤں۔ اور پھر جب اس کو آپ

پڑھ لینگے تو خداوند تعالےٰ آپ کے اور قریش کے درمیان میں ایک پردہ ڈال دیگا خدا کے سچے رسول نے فرمایا اے جبرئیل تو بھی سچا ہے اور جو کچھ تو کہتا ہے وہ بھی سچ ہے جو دعا آپ خدا کے ہاں سے لائے ہیں وہ مجھ کو سکھلائیے اسکے بعد جبرئیل نے ارشاد کیا۔ یہ کہو اے سب بزرگوں کے بزرگ تو ہر ایک آواز کو سنتا ہے اور ہر ایک چیز کو دیکھتا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی کوئی تیرا وزیر ہے چمکنے والے آفتاب کو تو نے ہی پیدا کیا ہے اور تو نے ہی اس کو روشنی بخشی ہے۔ تو خوفناک اور ترسناک آدمی کی حفاظت کرنے والا ہے اور امن کی درخواست کرنیوالے کو امن دینے والا ہے شیر خوار بچے کو تو ہی روزی دیتا ہے اور شکستہ ہڈیوں کو درست کرنے والا تو ہی ہے۔ ظالموں کو تو ہی ہلاک کرتا ہے اور دشمنوں کو تو ہی مارتا ہے میں تیری درگاہ میں فقیروں اور بے قرار لوگوں کی مانند تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ کہ تو اپنے عرش کی عزت اور رحمت کی کلید کے طفیل جو تیری کتاب میں مذکور ہے اور اپنے آٹھوں ناموں کے سبب سے جو آفتاب کے اوپر لکھے ہوئے ہیں اور تیرے جلال کو ظاہر کرتے ہیں۔ میرے مقصود کو پورا کر دے

دعاؤں کا بیان

اس جگہ وہ دعائیں لکھی جاتی ہیں جو قرآن کو ختم کرنے اور نماز فرض کے بعد اور دوسری ضروری موقعوں پر پڑھی جاتی ہیں:۔

پہلی۔ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد اس دعا کو پڑھا جائے۔ اے اللہ حمد اور شکر تیرے واسطے ہی مخصوص ہے اور از روئے نفس عظمت اور بزرگی تم کو ہی حاصل ہے اور سب نیکیاں تیری نعمت سے ہی تمام ہوتی ہیں۔ اے اللہ میں تجھ سے کشادگی کی درخواست کرتا ہوں تو دعا کرنے والوں کی دعائیں ہمیشہ قبول کرتا ہے اور کامل صبر اور تمام بلاؤں سے عافیت اور اندوہ سے سلامتی اپنی رحمت سے تو ہی عطا کرتا ہے۔ اے اللہ تو رحمت کرنے والوں میں سے زیادہ رحیم ہو تو ہماری جماع کو مرحوم اجتماع کر۔ اور معصوم پراگندگی میں ہم کو پراگندہ کر۔ کسی کو ہم میں سے بدبخت نہ بنا اور نہ ہی محروم کر۔ اور ہماری حاجت کو خود پورا کر اپنے سوا کسی اور پر اس کو موقوف نہ رکھ۔ اور اپنی نعمت سے ہمارے دلوں کو غنی کر دے۔ اور اپنے روبرو شرم سے ہمارے منہ ڈھانپ لے اور اپنی رحمت سے دنیا اور آخرت کی نیکی ہم کو نصیب فرما تو تمام رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اے اللہ صبح اور شام کی نیکی ہم کو نصیب کر اور قضاؤ قدر کی نیکی عطا کر اور صبح اور شام اور قضا اور قدر کی بدی ہم سے پھیر دے۔ اے اللہ اس روز میں جس قدر تو نے نیکی اور عافیت اور سلامتی اور رزق کی فراخی نازل کی ہے اس میں تو ہمارا حصہ بھی کر۔ اور روا فرحظ مرحمت فرما۔ اے اللہ تو نے جو بدی اور بلا اور شر اور فتنہ آج کے دن نازل کیا ہے۔ اس سے مجھے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو نگاہ رکھ۔ تمام رحم کرنیوالوں میں سے زیادہ رحم کرنے والا تو ہی ہے ٭

دوسری دعا۔ اس خدا کے واسطے حمد ہے جس نے از روئے علم کے تمام چیزوں کو سمایا ہے اور شمار میں سب کو گن لیا ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ صاحب تکبر ہے صاحب عظمت ہے۔ جبروت اور عزت کی منتہا بھی ہے وہ خداوند رحمت اور خداوند باراں ہے دُنیا اور آخرت کا مالک ہے۔ غیب کے جاننے والا ہے اسکی قوت اور اس کا قہر اور ربّا سخت ہے۔ جس پر چاہتا ہے اس پر وہ مہربانی کرتا ہے۔ ہر ایک چیز کو اسی نے بنایا ہے اور ہر ایک شئے کو اسی نے پیدا کیا ہے اور سب کو وہی روزی دینے والا ہے وہ پاک ہے اسکے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ اے اللہ ہماری صبح نیک کر۔ اور نہ ہی لوگوں میں ہم کو رسوا کر۔ اے اللہ ہم کو زمانہ کی سختیوں سے نگاہ رکھ اور اسکے گروہات اور اسکی بدی اور شیطانی مقامات

سے بچا اور روبد بہ سلطانی سے بچا۔ اور آج کے دن میں اور دوسرے دنوں میں ہم کو نیکی کی توفیق دے اور برائیوں سے دور اور محفوظ رکھ۔ اے اللہ ہم کو نیک بنا اور ہمارے دلوں کو بھی نیک کر اور ہمارے اخلاق اور افعال سب اچھے کر دے اور ہمارے باپ ہمارے دادے ہمارے لڑکے ان سب کو دنیا اور آخرت میں نیک بنا اے اللہ جس طرح تو نے رات کو عافیت سے گذارا ہے اسی طرح ہمارا دن بھی سلامتی کے ساتھ بسر کر اور ہمارے اوپر رحم فرما۔ تو تمام مہربانوں سے زیادہ رحیم ہے اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا اور آخرت میں نیکی عطا کر اور اپنی رحمت کے ساتھ دوزخ کے عذاب سے ہم کو نگاہ رکھ۔ اے اللہ تمام رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والا تو ہی ہے آمین اے اللہ آمین اے اللہ جہاں اور جہان کے لوگوں کی فریاد رسی کرنے والا تو ہی ہے

تیسری دعا۔ جس خدا نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے تعریف اسکے واسطے ہی مخصوص ہے اس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔ میں نے اسی پر ہی توکل کیا۔ عرش عظیم کا پروردگار وہی ہے جو چیز اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں اس سے وہ پاک اور بلند ہے۔ اے اللہ ہمارے گناہوں کو بخش دے چاہے ہم نے ظاہر میں کیے ہیں اور چاہے پوشیدہ اور اسکے سوا جو لغزش اور خطا تو جانتا ہے سب معاف کر۔ اے اللہ دنیا اور آخرت میں ہم کو اپنی خوشنودی عطا فرما۔ اور نیک بختی اور کلمہ شہادت اور مغفرت ہمارا خاتمہ کر۔ اے اللہ ہماری عمر کا آخری حصہ نیک بنا اور نیکی پر ہمارے عملوں کا خاتمہ فرما۔ اور ہمارے واسطے دنوں میں سے بہتر دن وہ ہے جس روز ہم تیرے پر نور دیدار سے شرف حاصل کریں گے۔ ہر حال میں ہم نے تیرے ہاں امن چاہا ہے نعمت کے زائل ہونے سے تیری آفت سے تیرے کینہ سے ہم پناہ مانگتے ہیں۔ اور درخواست کرتے ہیں کہ ہمکو شماتت سے دور رکھ۔ اے اللہ میں ان باتوں سے تیرے ہاں امن مانگتا ہوں بدبختی۔ بلا کی مشقت۔ دشمنوں کا خوشنود ہونا۔ نعمت کا بدل جانا۔ قضاء و قدر کی بدی۔ تمام ناخوشیاں۔ برائیاں۔ اے اللہ میں تجھ سے تیری بہتر بخشش مانگتا ہوں۔ میرا رنج مجھ سے دور کر۔ اور بیماری سے شفا بخش۔ اور ہمارے مردوں پر رحم فرما۔ اور ہمارے جسموں کو صحت دے اور اپنے واسطے ہمارے دین کو خالص کر۔ اے اللہ ہم کو اپنی پناہ میں رکھ اور ہمارے سینہ کو کشادہ کر دے اور ہمارے کاموں کا بندوبست اور انصرام کر۔ اور ہمارے فرزندوں کی بھی پرورش فرما اور جو ہمارے گناہ ہیں ان کو پوشیدہ کر دے اور ہمارے بچھڑے ہوئے ہم سے ملا دے اور اپنے دین میں ہمیں ثابت قدم رکھ۔ اے اللہ میں تجھ سے نیکی اور رہنمائی کی درخواست کرتا ہوں۔ ہمیں دنیا اور آخرت کی نیکی عطا فرما۔ اور اپنی رحمت سے ہم کو مسلمان مار۔ اور دوزخ اور قبر کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ رحم کرنے والوں میں سے تو سب سے زیادہ رحیم ہے۔ اور جہاں اور جہان کے لوگوں کا پروردگار تو ہی ہے اس دعا کے پڑھنے کے واسطے حکم دیا گیا ہے اور خدا کے نزدیک اس کا بہت بڑا رتبہ ہے چاہے امام ہو اور چاہے مقتدی اس کو لازم ہے کہ اس دعا کے پڑھنے کے سوا مسجد کے اندر قدم نہ رکھے اور نہ ہی اس دعا کے سوا مسجد سے باہر نکلیں۔ اور حکم کیا گیا ہے کہ جب فارغ ہو جائے تو اس وقت کھڑا ہو۔ اور خدا کی طرف راغب ہو یعنے جب نماز سے فراغت حاصل ہو جائے تو اس وقت خدا کی درگاہ میں دعا مانگو۔ انس بن مالک رضؓ روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب امام محراب میں کھڑا ہو اور صفیں برابر ہو جائیں تو اس وقت خداوند تعالےٰ اپنی رحمت نازل فرماتا ہے اور یہ رحمت پہلے پہل امام کو پہنچتی ہے اور اسکے بعد ان لوگوں پر جاتی ہے جو امام کے داہنے جانب کھڑے ہوتے ہیں اور پھر بائیں والوں کو پہنچتی ہے اور اس کے بعد وہ رحمت تمام لوگوں پر پھیل جاتی ہے اور فرشتہ آواز دیکر یہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی نے تو فائدہ اٹھایا ہے اور فلاں آدمی نے نقصان۔ اور فائدہ اٹھانے والوں میں تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو خداوند تعالےٰ کے روبرو اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے ہیں اور گھاٹے میں وہ رہتے ہیں جو دعا

کرنے کے سوا ہی مسجد سے باہر چلے آتے ہیں اور جب کوئی دعا کے سوا مسجد سے نکل آتا ہے تو فرشتے اسکے حق میں کہتے ہیں کہ اے فلاں آدمی تو خدا کی نعمت سے بے پروا ہو گیا ہے کیا تو یہ جانتا ہے کہ اسکی رحمت کے خزانہ میں تیرے دینے کے واسطے کچھ نہیں رہا۔

قرآن کے ختم کرنے کی دعاء۔ خداوند تعالیٰ نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے اور وہ بزرگ ہے۔ اس نے مخلوق کو پیدا کیا ہے اور ازسرنو پیدا کیا ہے اس نے دین کا راستہ بنایا ہے اور اس میں نور کو روشن فرمایا ہے اور سب طرف میں اس نور کی شعاعیں پھیلا دی ہیں۔ اور ہر ایک کے رزق کو اول سے ہی مقدر کر دیا ہے اور فراخ کیا ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ سب کو دیتا ہے اور مخلوق کو فائدہ بھی عطا کیا اور ضرر بھی۔ اور خدا نے پانی کو جاری فرمایا ہے اور زمین پر چشموں کو رواں کیا ہے اور آسمان کی چھت اسی نے قائم کی ہے جو محفوظ اور بلند ہے اور اسی نے ہی زمین کا فرش بچھایا ہے اور چمکتے ہوئے چاند کو طلوع کیا ہے اور اس کو رواں کیا ہے اس کا رتبہ بلند ہے اور پاک اور بزرگ ہے اور اسکی سلطنت سب پر غالب ہے کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کے حکم کو پھیر سکے اور نہ ہی اس کے کئے کو کوئی بدلنے والا ہے جس کو خداوند تعالیٰ عزت دیتا ہے کوئی اور اس کو خوار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور جس کو وہ ذلیل کرے کوئی اس کو عزت نہیں دے سکتا اور جس کو وہ جمعیت دے کوئی اس کو پراگندہ نہیں کر سکتا۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ ہے اسکے سوا کوئی اور سچا معبود ہے۔ اللہ وہ ہے جس نے تمام زمانہ کی تدبیر فرمائی ہے اور ہر ایک کے واسطے جو کچھ مقدر کیا تھا اس کو تقسیم کر دیا ہے اور وہی ہے جو چیزوں کو تغیر دیتا ہے اور سینوں میں جو پوشیدہ راز ہیں ان کو جانتا ہے اور پے درپے جو تاریک راتیں آتی ہیں انکے اسرار کو پہچانتا ہے۔ اس نے تمام دشواریوں کو آسان کیا ہے اور جو آسانیاں تھیں ان کو بھی اور آسان کر دیا ہے اور موج دریاؤں اور سمندروں کو مسخر بنایا ہے اور آسمانی کتابیں نازل کی ہیں جیسے قرآن مجید اور توریت اور انجیل اور زبور ہیں اور نور نازل کیا ہے اور طور اور لوح محفوظ اور بیت المعمور اور بحث ونشر اور نور اور تاریکی اور انکے پیدا کرنیوالے کی اور غلمانوں کی اور حوروں کی اور بہشت اور بہشت کی بلندیوں کی قسم کھائی ہے اور فرمایا ہے کہ خداوند تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس کو سنواتا ہے اور جو لوگ قبروں میں ہیں ان کو تو سنانے والا نہیں ہے خدا بزرگ سچا ہے اور وہ ارجمند اور بلند ہے اور ہر ایک چیز پر غالب ہے اور سب سے قوی ہے اور کوئی چیز اسکی عظمت کے برابر نہیں اسکے مقابلہ میں دوسری ہر ایک چیز ذلیل اور خوار ہے خدا نے آسمانوں کو بلند کیا ہے اور زمین کو بچھا دیا ہے اور کشادگی بخشی ہے اور جابجا نہریں جاری کی ہیں اور چشمے نکالے ہیں۔ اور دریا آپس میں ملا دیئے ہیں اور پانی سے انہیں لبالب کیا ہے اور ستاروں کو مطیع اور روشن فرمایا ہے اور خدا نے بادل پیدا کئے ہیں اور ان کو بلندی دی ہے اور نور کو شعلہ زن کیا ہے اور بادلوں سے پانی برسایا ہے اور زمین کی طرف نگاہ کی ہے اور حضرت موسیٰؑ سے باتیں کی ہیں اور اپنا پاک کلام ان کو سنایا ہے اور کوہ طور پر اپنا تجلے ڈالا ہے اور جلوہ سے اس کو ریزہ ریزہ کیا ہے۔ کسی پر عطا کی ہے کسی کو محروم رکھا ہے کسی کو فائدہ پہنچایا ہے کسی کو ضرر کسی کو دیا ہے اور کسی کو نہیں دیا۔ اسی نے سنت بنائی ہے اور اسی نے شرع اور ان کو جدا کیا ہے۔ اور اکٹھا بھی کیا ہے اور خدا نے تمام لوگوں کو حضرت آدمؑ کی ایک ذات سے پیدا کیا ہے۔ اسی کی قدرت سے نطفوں نے اپنے باپوں کی پیٹھ اور ماؤں کے پیٹ میں قرار پکڑا ہے اور ان جگہوں میں سب کو بطور امانت کے رکھا ہے خداوند تعالیٰ بزرگ ہے اور سچا ہے۔ توبہ کو قبول کرنے والا اور بخشنے والا ہے جتنے گردن کش لوگ ہیں سب کی گردن اسکی عظمت کے آگے خم ہے جتنے گردن کش ہیں سب کے سب اسکی درگاہ میں اسکے جاہ وجلال کے آگے عاجز اور ذلیل ہیں چاہے کیسی ہی کوئی سخت اور دشوار چیز ہو اس کے روبرو وہ آسان ہے اور عقلمندوں نے انکی صنعت سے ہی سیدھی راہ حاصل کی ہے رعد ابر

برق۔ سراب۔ درخت۔ چوپایہ وغیرہ جانور سب اس کی تسبیح پڑھنے والے ہیں وہ تمام خداوندوں کا پروردگار ہے سبھوں کو وہی پیدا کرتا ہے اور اسی نے کتاب کو بھیجا ہے اور مٹی سے تمام مخلوق کو اس نے پیدا کیا ہے اور گناہوں کے بخشنے والا ہے توبہ کو وہی قبول کرتا ہے اور عذاب کو بھی سخت کرنے والا ہے اس کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔ میں اس پر توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف میری بازگشت ہے اللہ سچا ہے اور بزرگ ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور وہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے اس کے نبی نے سچ کہا ہے کہ میرا کفیل وہ کافی ہے اور اس کو میں نے اپنا وکیل مقرر کیا ہے خدا تعالےٰ سچا ہے اور وہی ہمیشہ راستہ دکھلانے والا ہے اور خداوند تعالےٰ نے یہ راست فرمایا ہے کہ خدا سے زیادہ راستگو کون ہے۔ اللہ سچا ہے اور اسکی خبریں بھی سچی ہیں اور اس کے تمام پیغمبر بھی سچے ہیں اور اس کی جتنی نعمتیں ہیں وہ بہت ہی بڑی ہیں اور اس کے آسمان اور اسکی زمین بھی سچی ہے وہ یگانہ ہے قدیم ہے بزرگ ہے۔ کریم ہے جاننے والا ہے بخشنے والا اور رحمت کرنیوالا ہے شکور ہے اور بردبار اور تم ابراہیم کے دین کی پیروی کرو خدا نے یہ سچ فرمایا ہے کہ میرے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے وہ رحمان ہے رحیم ہے زندہ ہے داتا ہے کریم ہے باقی ہے وہ کبھی مرتا نہیں اور ہمیشہ صاحب جلال اور جمال ہے اور بزرگیوں کا صاحب ہے اور بزرگ ناموں کا صاحب ہے اور بزرگ نعمتوں کا صاحب ہے۔ سچ بولنے والے بزرگ پیغمبروں نے اس کا پیغام پہنچایا ہے ہمارے سردار پر خدا کا درود ہو اور سلام اور باقی تمام مومنوں پر بھی ہو اور ہم خدا کے قول پر گواہ ہیں جو ہمارا پروردگار اور ہمارا سردار اور ہمارا مولا ہے اور ہمارے پیغمبرؐ نے جن چیزوں کو ہم پر واجب اور لازم کیا ہے ان سے ہم کو انکار نہیں ہے خدا پاک جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے حمد اسی کیواسطے خاص ہے۔ اور ہمارے سردار پر جو محمد مصطفےٰ ہیں اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں خدا کا درود ہو اور آپ کے بزرگ جدوں پر جو حضرت آدم اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ اور آپکے تمام انبیا بھائیوں پر اور آپکے پاک اہل بیت پر اور آپکے بزرگ اصحابوں پر اور انکے برگزیدوں پر اور آپکے پاک ازواجوں پر جو تمام مسلمانوں کی مہربان مائیں ہیں اور آپ کے نیک تابعداروں پر اور قیامت تک ہو اور تیری رحمت سے ہمارے اوپر بھی ہو تو تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحیم ہے اللہ سچا ہے جو جلال اور بزرگی اور عظمت کا صاحب ہے اور وہ ایسا جبار ہے کہ کوئی اس کا قصد نہیں کر سکتا اور وہ اس قدر غالب ہے کہ کوئی اس پر جور کرنے والا نہیں۔ جہان کو اسی نے قائم رکھا ہوا ہے۔ اور اس کو کبھی خواب لاحق نہیں ہوتا بڑے بڑے کام اور عظیم بخششیں اور بڑے بڑے احسان۔ اور عام فضل اور عام انعام اور عطائیں اور کمالات اور بڑے بڑے امور ہمیشہ اس کو در پیش رہتے ہیں۔ تمام فرشتے اور چوپائے اور زمین میں گھسنے والے جانور اور ہوا میں اڑنے والے اور بادل اور روشنی اور سایہ یہ سب چیزیں اسکی تسبیح پڑھنے والی ہیں۔ مالک ملک وہی ہے وہ پاک ہے۔ بے عیب ہے اور ہم خدا کے قول پر ثابت ہیں جو ہمارا پروردگار ہے اور اس کے نام پاک ہیں اور اسکی نعمتیں عظیم ہیں اور وہ شاہد ہیں اور آسمانوں اور زمینوں نے اسکی خالقیت پر گواہی دی ہے اور پیغمبر اور رسول اس کی حمد کے ساتھ ناطق ہیں اور گواہ ہیں اور خدا نے گواہی دی ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور تمام فرشتے اور باقی صاحبان دانش سب اس کے عادل گواہ ہیں اور یہ شہادت دینے والے ہیں کہ اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ دانا ہے اور غالب ہے اور خدا کے نزدیک بہتر دین اسلام ہے اور ہم اپنے پروردگار اور اسکے فرشتوں کے گواہ ہیں اور لوگوں میں سے جو دانا ہیں انکی دانائی کے گواہ ہیں اور خدا نے جو غالب اور تعریف کیا گیا ہے آپ ہی گواہی دی ہے۔ اور مومن لوگ اور خدا کے خالص دوست خداوند عزوجل کی گواہی دیتے ہیں اور اس گواہی کا ادا کرنا نیک اور رشید عمل کا بجا لانا ہے اور جو لوگ اس شہادت کے قائل ہونگے۔ ان کو اللہ تعالےٰ بہشت دیگا اور بہشت میں میوہ دار درخت بیشمار ہیں اور انکا سایہ بہت بڑا لنبا ہے اور بہشت میں پیغمبروں کی رفاقت بھی نصیب ہوگی

اور پیغمبران لوگوں کے گواہ ہونگے جنہوں نے رکوع کئے ہیں اور سجدے کئے ہیں اور اپنی تمام کوشش کو خداوند تعالےٰ کی عبادت میں صرف کیا ہے اے اللہ اس تصدیق کے سبب سے ہم کو راستگو لوگوں میں داخل فرما اور راست گفتار ہونے کے سبب سے ہم کو گواہوں میں شامل فرما اور پھر اس گواہی کے سبب مومنوں کے گروہ میں داخل کر اور پھر ایمان کے سبب سے موحد بنا دے اور اس توحید کے باعث مخلصوں کے فرقہ میں جگہ دے۔ اور پھر اخلاص کے سبب سے یقین کرنے والوں میں شامل کر دے اور اس یقین کے سبب سے عارفوں میں ملا اور معرفت کی طفیل سے اقرار کرنے والوں کا مرتبہ عطا کر اور پھر رجوع کرنے والوں میں شامل فرما اور اس رجوع کے سبب سے ان لوگوں میں لیجا جو اپنے مقصود کو پہنچنے والے ہیں اور اسکی رغبت کرنے والے ہیں جو تیرے پاس بہتر چیز ہے اور ہمارا حشر ان لوگوں کے ساتھ کر، پیغمبر، صدیق، شہید، نیکوکار۔ اور اس گروہ میں داخل کر جن پر شیطان نے غلبہ پایا ہوا ہے کیونکہ شیطان نے ان کو دنیا میں مشغول کر دیا ہے اور ان کے دلوں سے دین کی یاد بھلا دی ہے انکی صبح تو ندامت ہے اور انکی عاقبت زیاں کاری اور اپنی رحمت کے ساتھ تم پر یہ واجب کہ ہمیشہ ہم بہشت میں رہیں رحمت کرنے والوں میں سے تو سب سے زیادہ رحیم ہے اے اللہ حمد خاص تیرے واسطے ہے اور لائق حمد کی بھی تو ہی ہے اور تو ہی صاحب فضل ہے اور صاحب نعمت تو نے پے در پے انشان کئے ہیں خالص حمد اور احسان تیرے واسطے ہی ہے اے اللہ تو نے ہم پر پے در پے انعام کئے ہیں اس کے لئے بھی حمد تیرے واسطے ہی مخصوص ہے اے اللہ ہماری ماؤں اور باپوں کے دلوں کو جب ہم چھوٹے سے بچے تھے تو نے ہمارے اوپر مہربان کیا ہے اور ہماری نعمت کو ہمارے اوپر دراز کیا ہے یہاں تک کہ ہم جوان ہوئے اور پھر تو نے ہماری طرف سبز قدم برکتوں کو بھیجا۔ اور کئی دفعہ ہم نے غفلت کی ہے اور تو نے ہم پر جلدی سے گرفت نہیں کی اسلئے خالص حمد تیرے واسطے ہی ہے اے اللہ ظاہر اور باطن میں ہم تیری حمد کرتے ہیں اور اپنی محبت اور اپنے اختیار سے جو تو نے عطا کیا ہے تیرے شکر ہیں تو نے ہماری خطا پر ہم کو خبردار کیا ہے اور توبہ کے واسطے ہدایت فرمائی ہے، ہمیں بہشت نصیب کر اور اپنی بخشش سے عذاب دوزخ سے نگاہ رکھ اور حشر کے روز ہماری پردہ دری نہ کر ایسا نہ ہو کہ ہم شرمساروں کے گروہ میں داخل کئے جائیں۔ ہمارے قبیح افعال سے ہم کو رسوا نہ کر اور جس دن ملاقات نصیب ہو اس روز رسوائی اور ذلت کا لباس ہم کو نہ پہنا۔ رحمت کرنے والوں میں سے زیادہ رحیم تو ہی ہے تو نے ہم کو اسلام کی راہ دکھلائی ہے اور حکمت اور قرآن سکھلایا ہے اور معرفت کی شناخت سے پہلے ہی تو نے ہمارے اوپر اس کی تعلیم کا احسان رکھا ہے اور اسکی بزرگی کے پہچاننے سے پہلے ہی اس کے واسطے ہم کو مخصوص کر دیا ہے اے اللہ جب ہمارے اوپر تیرا یہ فضل عام ہے اور حیلہ اور اپنی قوت کے سوا ہمارے اوپر تیرا یہ احسان ہے تو ہم کو توفیق دے کہ ہم قرآن کے حق کو نگاہ رکھیں اور اسکی آیتوں کو یاد کریں اور اسکی محکم آیتوں پر عمل کریں اور اس کے متشابہات پر ایمان لائیں اور اسکی تدبیریں راہنمائی کی کریں اور اسکی مثالوں پر غور کریں اور اس کے معجزوں میں فکر کریں اور اس کے نور اور اسکی حکمت کے دیکھنے کے واسطے بینائی عطا کر یہاں تک کہ اسکی صداقت میں ہمکو کوئی شک باقی نہ رہے اور اس کے رستہ میں چلتے ہوئے ہمارے پاؤں میں کوئی کانٹا نہ چبھے اے اللہ تو قرآن مجید کے سبب ہم کو عظیم فائدہ پہنچا اور اسکی آیتوں میں اور اس کے حکم کے ذکر میں برکت عطا کر اور قبول فرما خصوصاً تو سمیع ہے تو علیم ہے تو ہم کو توبہ کی توفیق عطا کر کیونکہ توبہ قبول کرنے والا تو ہی ہے اور رحمت کرنے والوں میں سے تو ہی زیادہ رحیم ہے اے اللہ قرآن کو ہمارے دلوں کے واسطے بہار بنا۔ اور ہمارے سینوں کے واسطے شفا اور ہمارے دلوں پر غموں کے زنگ کیواسطے صیقل اور اس کو ہمارے غموں کے دور ہونے کا سبب کر اور ہماری

رہائی کا باعث بنا۔ اور اپنی طرف ہمارے دل کی کشش کا باعث بنا۔ اور اپنے بہشتوں کی طرف قرآن کو کشش کا وسیلہ کر۔ تیری رحمت کے ساتھ بہشت ایک بہت بڑی رحمت ہے اے اللہ قرآن کو ہمارے دلوں کے واسطے روشنی بنا اور ہماری آنکھوں کے واسطے بینائی اور ہماری بیماری کے واسطے دوا اور دوزخ کی آگ سے نجات دینے والا کر۔ اے اللہ قرآن کی برکت کے سبب ہم کو بہشتی حُلّے عطا کر اور اس کے درختوں کے سایہ میں ہم کو جگہ دے اور اپنی نعمتوں کو ہمارے اوپر پورا کر دے اور کینہ کو ہمارے دلوں سے نکال ڈال اور جزا کے وقت ہم کو بامراد کر اور اپنی نعمتوں پر شاکر اور بلاؤں پر صابر بنا اور ان گروہوں میں داخل نہ کر جن میں شیطانوں نے اپنا اثر ڈال رکھا ہے کیونکہ اس قسم کے لوگ دین کو چھوڑ کر دنیا کی طرف راغب ہوتے ہیں اور وہ زیان کار ہو جاتے ہیں ساتھ رحمت اپنی کے یا ارحم الراحمین۔ اے اللہ قرآن کو ہمارے حق میں گواہ بنا اور اُس کے باعث ہم پل سے پھسلیں۔ اور ہمیں ان لوگوں میں شامل نہ کر جو پلصراط سے گذرنے والے ہیں۔ اور نبی صلعم کو جو ہمارے سردار ہیں قیامت کے روز انکو ہماری طرف سے روگردان نہ کر۔ اے ہمارے خدا۔ اے ہمارے پروردگار۔ اے ہمارے روزی دینے والے تو محمد صلعم کو ہمارا شفیع اور سفارش قبول کیا گیا اور پیغمبر صلعم کے حوض کے کنارے پر ہمیں نازل کر اور اس میں سے خوشگوار ایک پیالہ بھر کر ہمیں عنایت کر دے جو ہم کو ایسا سیراب کر دے کہ اس کے بعد پھر کبھی پیاس لاحق نہ ہو۔ اور نہ ہی پھر رسوا ہوں اور نہ ہی ان لوگوں سے ہوں جو شرمندگی کے سبب سے سر کو جھکانے والے ہوتے ہیں اور زیان کار اور مغضوب لوگوں میں سے بھی نہوں اور گمراہی بھی نصیب نہ ہو ساتھ اپنی رحمت کے یا ارحم الراحمین۔ اے اللہ قرآن سے ہم کو فائدہ دے تو نے اس کا رتبہ بہت بلند بنایا ہے اور اسکے رکنوں کو بھی تو نے ثابت اور برقرار رکھا ہے اور اس کی دلیل تو ہی کی ہے اور اسکی برکتوں کو ظاہر فرمایا ہے اور یہ عربی زبان فصیح میں ہے اے اللہ تو پاکی اور عزت کا صاحب ہے تو نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہے (جب ہم قرآن کو پڑھیں تو تو اے محمد اسکی پیروی کر اور پھر اس کا بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے) از روئے ترتیب کے قرآن تیری کتابوں میں سے بہت اچھی کتاب ہے اور از روئے کلام کے زیادہ واضح ہے اور حلال اور حرام کے رو سے زیادہ ظاہر ہے۔ اس کا بیان محکم ہے اور اسکی دلیلیں ظاہر ہیں اور زیادتی اور نقصان سے پاک ہے قرآن میں وعدہ دیا گیا ہے وعید بیان کی گئی ہے اس میں تخویف ہے تہدید ہے اسکے آگے اور اس کے پیچھے جھوٹ نہیں آسکتا وہ اس حکیم کی طرف سے نازل ہوا ہے جو سب سے بڑھکر ستودہ صفات ہے اے اللہ قرآن کے سبب سے ہم کو بزرگی عطا کر۔ اور اس کے ثواب کی زیادتی بخش۔ اور ہر ایک نیکوکار اور نیک بخت آدمی تک ہم کو پہنچا دے اور ہم کو ایسے عمل میں مصروف کر جو نیک اور رشید ہو اور تو نزدیک ہے اور دعا کو قبول کرنے والا ہے برحمتک یا ارحم الراحمین۔ اے اللہ جس طرح تو نے ہم کو قرآن کا تصدیق کرنے والا اور جو کچھ قرآن میں موجود ہے اس کا ثابت کرنے والا بنایا ہے اسی طرح اسکی تلاوت سے بھی تو ہم کو فائدہ پہنچا۔ اور اسکی عمدہ کلام کی طرف ہمارے کان لگا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے نصیحت دے اور اسکے احکام کا جامع بنا اور اوامر اور نواہی سے خوفزدہ اور جب میں قرآن کو ختم کر چکوں تو اس کے بعد مجھ کو اپنے مقصود پر پہنچا دے اور ان لوگوں میں داخل کر جو ثواب کو جمع کرنے والے ہوتے ہیں اور تیرے ذاکر اور ہر ایک کام میں تیری طرف رجوع کرنیوالے اور اس امت میں اپنی رحمت سے سب کو بخش دے۔ اے اللہ ہم کو ان لوگوں میں شامل کر جو قرآن مجید کی حرمت کو نگاہ رکھتے ہیں اور اسکے مرتبہ کو بلند سمجھتے ہیں اور جب اس کو حفظ کرتے ہیں تو اسکی عزت کی بزرگی کو بحال رکھتے ہیں اور جب اس کو سنتے ہیں تو

جیسے اسکے آداب ہیں انکے موافق اس کا ادب کرتے ہیں اور جب اس سے جدا ہوتے ہیں تو پھر بھی اسکے احکام کی بجا آوری اپنے اوپر لازم جانتے ہیں اور جب قرآنکے مجاور ہوتے ہیں تو اس حال میں اسکی ہمسائیگی کو نیک جانتے ہیں اور اسکی تلاوت سے یہ خواہش رکھتے ہیں کہ تیرا پر انوار دیدار نصیب ہو اور سرائے آخرت کی نیکی ملے۔ قرآن مجید کی برکت سے ہم کو فاخرہ مقاموں پر پہنچا دے۔ اور ان لوگوں میں داخل کر جو قیامت کے دن بہشت کے درجوں میں خراماں خراماں پھرتے ہونگے اور اپنے پیغمبر کی ہمراہی میں ہونگے اور پیغمبر صلعم اُن پر راضی اور خوشی ہوکر ان سے ملاقات کرینگے پس جو آدمی قرآن کے ذریعہ شفاعت کی تلاش کرتا ہے وہ بدبختی سے بری ہوتا ہے اے اللہ جو آدمی قرآن کو پڑھتا ہے اور حاضر ہو کر اس کو سنتا ہے اور اسکی دعا پر آمین کہتا ہے ان کا خاتمہ بالخیر اور مبارک کر۔ اے اللہ جو لوگ گھروں کے مالک ہیں انکے گھروں میں اور جو قصروں کے مالک ہیں انکے قصروں میں اور جو حدوں کے مالک ہیں انکی حدوں میں اور جو لوگ اہل حرمین ان کے حرمین میں قرآن مجید کی برکتیں بھر دے تا کہ ان لوگوں پر بہشت کے دروازے کھل جائیں۔ خداوندا جو لوگ ہمارے ہم مذہب ہیں اور اہل قبور ہیں انکی قبروں میں روشنی اور فراخی عطا کر اور نیکی کے مقابلہ میں ان کو نیکی کی جزا دے اور بدی کے عوض میں پھر اپنی آمرزش اور رحمت نازل فرما جب یہ لوگ تیری طرف رجوع لائیں۔ اور توبہ کریں کیونکہ تو رحمت کرنیوالوں میں سے سب سے زیادہ رحیم ہو اے اللہ تو موت سے بری ہو اور ہر ایک آواز کو سنتا ہے اور موت کے بعد پھر ان ہڈیوں کا لباس پہنائیگا تو محمد صلعم اور اسکی آل پر رحمت نازل کر۔ اور اس مبارک رات میں ہمارا کوئی ایسا گناہ باقی نہ رہنے دے جو تیری بخشش کے دامن میں نہ آجائے۔ اور کوئی غم اور کوئی سختی ایسی باقی نہ رکھ کہ اس سے رہائی نہ ہو۔ جو بدی ہو اس کو پھیر دے۔ ہر ایک مرض سے شفا بخش۔ ہر ایک گرفتاری سے نجات دے اور جو صاحب بدی ہے اس کو دور کر اور ہر ایک کے حق کو جو ہمارے اوپر واجب الادا ہو اس کو ادا کر دے اور جو چیز ہم سے کھوئی گئی ہے اس کو ہمارے پاس واپس لا۔ اور کوئی گنہگار ایسا باقی نہ رہنے دے جس کو ہدایت نہ کرے اور اصلاح سے کوئی زندہ خالی نہ رکھ اور نہ کوئی مردہ ہی رحمت کے سوا باقی رہنے دے اور دنیا اور آخرت کی حاجتیں جو تیری رضا کے موافق ہوں پوری کر دے اور جس میں میری صلاحیت ہے اس میں مجھ کو مدد دے اور عافیت بخش اور اپنی مغفرت نازل کر۔ تو تمام رحمت کرنے والے لوگوں میں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اے اللہ ہم کو عافیت دے اور اپنے بزرگ عفو اور بزرگ بھید اور قدیم احسان کی طفیل ہم کو معاف کر۔ تو ہمیشہ نیکی کرنیوالا ہے اور بہت نیکی کرتا ہے ہمارے سردار اور بزرگ پر جو محمد صلعم ہیں درود پہنچا اور انکے دوسرے بھائیوں پر جو نبی ہیں اور انکی آل پر اور اپنے فرشتوں پر سلام بھیج۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنے پاس سے رحمت عطا کر اور اپنے حکم سے ہم کو رشد اور توفیق دے تا کہ ہم صالح عمل کریں جو تیری رضامندی کا باعث ہوں۔ اے اللہ محمد صلعم پر درود بھیج۔ انکے سبب سے تو نے گمراہی سے ہم کو سیدھی راہ دکھلائی ہے اور جہالت کی خواب سے ہم کو جگایا ہے اور تیرے بندوں پر انہوں نے تیرا پیغام پہنچایا ہے وہ شہروں کے آفتاب ہیں دلوں اور گہواروں کے ماہتاب اور لوگوں کے واسطے زینت ہیں اور قیامت کے روز گنہگاروں کی شفیع ہے اے اللہ محمد پر اور انکی اولاد پر اور انکے تمام اصحابوں پر جو آپ کی مدد کے واسطے کمر بستہ ہیں اور آپکی سنت پر چلنے والے ہیں درود نازل کر۔ رسول کو تو نے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے اور سچائی سے ہی تو نے انکی تعریف کی ہے اور انکی علامت حلم مقرر کی ہے اور احمد کے نام سے ان کو موسوم کیا ہے۔ اور امت کے واسطے قیامت کے روز انکی شفاعت کو قبول کر۔ اے اللہ جب تک ستاروں میں چمک ہے اور ابر آپس میں ملتے جلتے ہیں اس وقت تک محمد صلعم پر درود پہنچا تو زندہ ہے اور ہمیشہ قائم ہے اور اس وقت

تک درود بھیج جب تک کہ نیک لوگ ان کا ذکر کرتے ہیں اور رات اور دن میں اختلاف واقع ہوتا ہے اور مہاجر اور انصار لوگوں پر بھی اپنی رحمت نازل کر۔

وصیّت کا بیان

اے لوگو خداوند تعالے نے تمہارے اوپر رحمت کا دروازہ کھولے یہ رات تمہارے اس مہینے کی الوداع ہے جس کو خداوند تعالے نے بزرگی بخشی ہو اور اس کی قدر کو بلند کیا ہے اور یہ بزرگی اور قدر کی بلندی دن کے روزوں اور رات کے قیام کرنے کے باعث سے ہے اور قرآن مجید کی تلاوت کے سبب سے اس میں اللہ تعالے تمہارے اوپر رحمت کا دروازہ کھولتا ہے اور اپنی خوشنودی عطا کرتا ہے اس رات کو اللہ تعالے نے سال بھر کا چراغ بنایا ہے اور اسلام کے انتظام اور اس کے بڑے بڑے قواعد کا وسیلہ ہے اور دن کے روزہ کے نوروں اور رات کے قیام کے باعث سے خدا نے اس رات کو شرف بخشا ہے اسی رات میں اپنی کتاب کو نازل فرمایا ہے اور جو لوگ توبہ کرنیوالے ہیں ان کے واسطے اس میں توبہ کا دروازہ کھول دیا ہے ہر ایک دعا اس رات میں سنی جاتی ہو کوئی باقی نہیں رہتی۔ اور جس قدر نیکیاں ہوں ان سب کو جمع کیا جاتا ہے۔ اور ہر ایک نقصان کو دفع کر دیتے ہیں اور ہر ایک عمل آسمانوں کی طرف اٹھایا جاتا ہے جو آدمی اس رات کے وقتوں کو غنیمت اور مبارک جانتا ہے وہ ظفریاب ہوتا ہے اور جو ان کو ترک کرتا ہے اور فوت کر دیتا ہے وہ زیان کار اور دغاباز ہوتا ہے رمضان کے مہینہ کو خداوند تعالے نے اس واسطے بنایا ہے کہ وہ تمہارے گناہوں کو اس میں پاک کرے اور تمہاری برائیوں کا اس میں کفارہ کرے جو آدمی اس مہینے میں عبادت اور پرہیزگاری اختیار کرتا ہے وہ نور کا ذخیرہ حاصل کر لیتا ہے اور جو اسکی شرطوں کو پورا کرتا ہے اور اس کے حقوق کو نگاہ رکھتا ہے اس کو ہمیشہ خوشی اور سرور حاصل ہوتا ہے اس مہینہ میں جو لوگ اہل فتنہ ہوتے ہیں اور فسادی وہ پارسا بن جاتے ہیں اور جو لوگ اہل کوشش اور مشقت ہوتے ہیں ان کو اور بھی زیادہ رغبت ہوتی ہے اس مہینے میں دلوں کے ویرانے آباد ہوتے ہیں اور جس قدر کسی کے گناہ ہوتے ہیں ان کا کفارہ ہوتا ہے اور مسجدوں میں لوگوں کا اژدحام اور اجتماع ہوتا ہے اور غلاموں کی خلاصی اور آزادی کے قبالہ لئے ہوئے مالک بھی حاضر ہوتے ہیں۔ اس مہینہ میں مسجد کو آباد کرتے ہیں۔ قندیلیں روشن کی جاتی ہیں۔ قرآن کی آیتوں کا ذکر ہوتا ہے اور دلوں میں اطمینان ہوتا ہے اور جس قدر کسی کے گناہ ہوتے ہیں ان کو بخش دیا جاتا ہے مسجدوں میں نور کی قندیلیں لٹکاتے ہیں جو جگمگا رہی ہوتی ہیں اور پھر روزہ داروں کے استغفار کے سبب سے فرشتے اس نور کو اور بھی زیادہ بڑھا دیتے ہیں اور خداوند تعالے جو غفار ہے ہر ایک رات میں افطار کے وقت چھ لاکھ گردنوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے اور اس رات میں برکتیں نازل ہوتی ہیں اور جو صدقے دیئے جاتے ہیں ان میں بندگی حاصل ہوتی ہے اور گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور جس قدر لغزشیں ہوتی ہیں ان کو اللہ تعالے معاف کر دیتا ہے اور تمام اسباب دور کئے جاتے ہیں اور درجے بڑھا دئے جاتے ہیں اور جو لوگ اس مہینے میں روتے ہیں انکی آنسوؤں پر رحم کیا جاتا ہے اور نیک کردار اور خوبصورت حور بیبیاں بہشت سے آواز دیکر یہ کہتی ہیں کہ اے روزہ داروں کے گروہ اور اے شب زندہ دار غور تو اور مردو تم کو خوشی ہو خداوند تعالے نے تمہارے واسطے بھلائیاں تیار اور آمادہ کر رکھی ہیں تم پر برکتیں اس قدر نازل کی ہیں کہ تم ان میں چھپ گئے ہو اور زمین اور آسمانوں کے تمام لوگ تم پر خوش ہیں۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ جو آدمی قبر میں داخل ہونے سے پہلے عبادت کے واسطے اپنے نفس کو آمادہ کرتا ہے اللہ تعالے اس پر خوش ہوتا ہے اور جو آدمی گذشتہ اور آئیندہ کا خیال چھوڑ کر آج ہی اپنی عبادت کے کام میں مصروف اور مشغول

ہو جاتا ہے اور آخرت کا توشہ تیار کرتا ہے۔ اس میں سستی نہیں کرتا وہ اپنی تمام عمر آخرت کا توشہ جمع کرنے میں ہی بسر کرتا ہے اور اس مہینے کے فراق میں جزع اور فزع کریں اور اس پر سلام پہنچائیں اور اس کو اس طرح سے رخصت کریں۔ اے رمضان کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ اے روزہ رکھنے اور راتوں میں جاگنے اور قرآن پڑھنے کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ اے گناہوں کو بخشش اور آمرزش کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ اے برکتوں اور نیکی کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ اے تحفوں اور خوشنودی کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ اے بندگی اور عبادت کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو اے روزہ داری اور تہجد کے مہینے تیرے اوپر سلام ہو۔ اے تراویح کے مہینے تیرے اوپر سلام۔ اے انوار اور چراغان کے مہینے تیرے اوپر سلام۔ اے عارف لوگوں کے خرمن تیرے اوپر سلام۔ اے وصف کرنے والوں کے فخر تیرے اوپر سلام اے دوستوں کے نور تیرے اوپر سلام اے عابدوں کے باغ اور ہمارے مبارک مہینے گو تو رخصت کرنے کے لائق تو نہیں ہے مگر ہم تجھے رخصت کرتے ہیں۔ اور اگرچہ تیری جدائی ہم کو ناگوار ہے مگر تجھ کو ہم جدا کرتے ہیں۔ تیرا دن تو اس واسطے تھا کہ اس میں ہم روزہ رکھیں اور صدقہ دیں اور تیسری رات قرات اور قیام کے واسطے تھی۔ ہماری طرف سے تیرے اوپر درود اور سلام ہو۔ اب ہم تیری انتظار کرینگے کہ تو واپس آ کر اپنے دیدار سے فیض بخشتا ہے یا ہم ہی تیرے آنے سے پہلے پہل ملک الموت کے پنجہ میں گرفتار ہو کر دنیا سے چل بسینگے۔ اور اگر ہم یہاں سے چلے جائینگے۔ تو پھر تو ضروری ہے کہ تیرا مبارک قدم ہمارے ہاں نہیں پڑیگا تو بڑا مبارک مہینہ ہے۔ تیرے سبب سے ہمارے چراغ روشن ہیں اور ہماری مسجدیں بھی تجھ سے معمور اور آباد ہیں اور افسوس ہے کہ اب تو جاتا ہے اور چراغوں کے بازار کی وہ گرمی سرد ہوتی ہے اور اس میں جو تراویح پڑھا کرتے تھے اب ان کا پڑھنا بھی منقطع ہونے والا ہے اور تیرے بعد ہم اپنی پہلی عادت کی طرف ہی لوٹتے ہیں اور تجھ سے جو عبادت کا مہینہ ہے جدا ہوتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں کہ ہم کو یہ معلوم ہوتا کہ ہم میں سے مقبول آدمی کون ہے تاکہ اس کو اس کے عمل کی نیکی پر مبارکباد دیتے اور اس سے آگاہی ہوتی کہ مطرود کون ہے اگر یہ معلوم ہوتا تو اس کے بُرے عملوں کے باعث سے اسکی تعزیت کرتے۔ اے مقبول بندے تو خوش ہو تجھے خدا کا ثواب اور اسکی خوشنودی اور رحمت اور آمرزش حاصل ہوئی ہے اور اسکی قبولیت اور نیکی اور معافی ملی ہے اور اس کا احسان عطا ہوا ہے اور بڑی عنایت یہ ہوئی ہے کہ اس کی سرا کے بیچ ہمیشہ کے واسطے رہائش مل گئی ہے۔ اور اے مردود اور مطرود آدمی تیری یہ دلیری اور طغیان اور ظلم اور دشمنی اور غفلت اور پے درپے نافرمانی۔ یہ ہر حال میں تیری مصیبت کو بڑھانے والی ہے۔ تیری اس غفلت میں خدا کا غضب اور خواری ہے۔ تیری رونے والی آنکھیں کہاں ہیں اور تیری جاری آنسو کہاں گئے اور تیری ندامت اور حسرت اور افسوس کے دریا کدھر ہیں تو وقت بے وقت فریاد کر یہاں تک کہ اپنی گریہ زاری اور آہوں سے اس گنبد گردوں کو ہلا دے۔ اگر آج کے دن یہ بات تیرے کام نہ آئیگی تو پھر کب آئیگی۔ تو نے اپنی توبہ کو مؤخر کر دیا ہے اور اتنا جو خزانہ جمع کیا ہے تو یہ کس واسطے کیا ہے۔ نہ تم کو آئندہ سال کا کچھ حال معلوم ہے اور نہ ہی یہ جانتا ہے کہ میری عمر کس قدر ہے۔ اکثر ایسے لوگ ہوئے ہیں کہ انہوں نے یہ امید کی کہ آئندہ سال تک ہم جیتے رہینگے۔ مگر ان کی امید درمیان میں ہی منقطع ہو گئی۔ موت کے خونخوار اژدہا ان کو نگل گئے اور بہت لوگوں نے چاہا کہ اس سال کی منزل کو طے کر کے ہم دوسرے سال کی منزل تک پہنچ جائیں مگر قضا نے انکو نہ پہنچنے دیا درمیان میں ہی انکی زیست کم کر دی اور ان کے چلنے والے اعضاؤں کو ماندہ کر کے ناکارہ کر دیا کسی کو پہلی منزل میں ہی لے لیا کسی کو دوسری میں اور وہ اپنے مقصود سے ناکام دوسری سرائے میں جا بسے اور بہت سے

ایسے لوگ گذرے ہیں کہ انہوں نے اس واسطے خوشبویاں جمع کی تھیں کہ ہم ان کو عید کے روز میں لگائینگے مگر پہلے ہی ان کو دنیا کی منزل سے نکالا گیا۔ اور خوشبویاں قبر میں انکی لحد کے کام آئیں۔ اکثروں نے عید کے واسطے عمدہ سے عمدہ لباس جمع کئے مگر آخر کار پہلے ہی وہ ان کا کفن بنے اور بہت لوگوں نے عید فطر کا سامان کیا اور وہ انکی قبر کا صدقہ ہوا اور دوسرے آدمیوں کے کام آیا۔ اور بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ وہ ماہِ رمضان کے روزے ہی رکھتے ہیں انکے سوا اور روزے نہیں رکھتے اور یہ تمنا رکھتے ہیں کہ آئندہ سال بھی ہم اس مہینہ کی زیارت کا شرف حاصل کرینگے۔ مگر اس سے محروم رہ جاتے ہیں پس اے خدا کے بندو جب یہ مبارک مہینہ ختم ہو جائے تو اس وقت خداوند تعالےٰ کا شکر بجا لاؤ۔ اور اسکی جناب میں دعا مانگو کہ ہماری نماز اور ہمارے روزے قبول ہو جائیں اور اس کے امیدوار رہو کہ خداوند تعالےٰ ہمارے حقوق کو ادا کردیگا۔ خدا کی توفیق کی جو رسی ہے اس کو اچھی طرح مضبوط ہاتھوں سے پکڑ لو اور اس پر یقین کرو کہ خدا ہمارے اوپر رحم کریگا۔ اب جو رمضان شریف لئے جاتے ہیں تو تم اس کو سمجھ لو کہ ہم کو ایک بزرگ مہینے کی عظمت سے فراق ہوتا ہے۔ میاں اے روزہ دارو اور رات کے وقت قیام کرنے والو کدھر ہو۔ اور گذشتہ سالوں میں جو رمضان سے موافقت کرتے تھے اور رمضان کی راتوں میں تمہارے ساتھ محرابوں وغیرہ میں حاضر ہوتے تھے۔ اور خدا کے سارے حقوق پر عمل کرتے تھے وہ کہاں گئے۔ اکثر ان میں سے ایسے ہیں کہ وہ اپنے والدین اور بھائی بھینوں اور ہمسائیوں اور قریبیوں سے الگ ہو کر ملک الموت کے پنجہ میں پڑ گئے ہیں جس کی صفت یہ ہے کہ لذتوں کو نیست اور نابود کردیتی ہے اور تمام شہوتیں اور آرزوئیں قطع کرتی ہے اور جماعتوں کو پراگندہ اور متفرق کردیتی ہے جن کو موت نے گرفتار کر لیا ہے اب انکے گھر خالی پڑے ہیں اور مسجدیں بیکار ہو رہی ہیں اور اپنی اپنی لحد میں آرام سے لیٹے ہیں۔ اگر کوئی انکی لحد کو ٹھوکر لگائے یا روندے تو ان کو کوئی خبر نہیں ہوتی کہ ہماری لحد کو کس نے ٹھوکر لگائی ہے اور کس نے روندا ہے وہاں نہ ان کو اپنے نفسوں پر کچھ اختیار ہے نہ نفع سے کچھ غرض رکھتے ہیں اور نہ ہی انہیں نقصان کا کوئی کھٹکا ہے۔ مرنے کے وقت میں اسی انتظار میں پڑے ہیں کہ کس دن حشر ہوگا اور خدا کے روبرو ہم کو بلائینگے اور لکھا ہے کہ جب مخلوق کو حشر کے میدان میں بلایا جائیگا۔ تو اس میدان میں تمام مخلوقات پریشانگی کی حالت میں دوڑ رہی ہوگی۔ اور اس دن کے خوف سے انکے دل کانپ رہے ہونگے۔ اور اس قدر خوف غالب ہوگا۔ کہ اس کے باعث سے وہ چل نہیں سکیں گے اور حساب کا اتنا ڈر ہوگا کہ ان کا پتا پانی پانی ہو رہا ہوگا اور جب صور پھونکیں گے تو اس وقت سب جمع ہو جائینگے۔ اے مسلمانو جو آدمی اپنے نفس کو رمضان کے مہینے میں حرام سے باز رکھتا ہے اس کو لازم ہے کہ رمضان کے بعد بھی تمام مہینوں اور سال میں حرام سے اپنے آپ کو الگ رکھے کیونکہ جس قدر مہینے ہیں ان سب کا خالق اور پیدا کرنیوالا وہی ہے اور ہر ایک زمانہ میں وہ حاضر اور ناظر رہتا ہے دعا کرو کہ جب خداوند تعالےٰ ہم کو اور تم کو اس مبارک مہینے سے جدا کرے تو اس وقت برکت دے اور اپنی متبرکہ رحمت سے ہمارے اور تمہارے جو حصے ہیں ان کو بڑا کردے اور تمام کاموں میں برکت ڈالے۔ اور ہدایت کا راستہ دکھائے۔ اے اللہ اس رات میں جو تونے آزادی بخشی ہے اور اپنی آمرزش اور رحمت اور خوشنودی عطا کی ہے اور اپنے احسان اور کرم اور جود اور آگ سے رہائی اور بہشت کی نعمتوں سے حصہ بخشتا ہے اس میں اور بھی زیادتی کردے۔ اور اپنی رحمت سے ہمارے واسطے بزرگ حصہ مقرر کردے تو تمام مہربانوں میں سے زیادہ مہربان ہے۔ اے اللہ جس طرح تونے ہمارے رمضان کے مہینہ کو خیر و خوبی اور برکت سے گذار دیا ہے اسی طرح سارا سال بھی ہمارے اوپر زیادہ مبارک کردے اور ہمارے دنوں کو دوسرے دنوں سے زیادہ سعید بنا۔ اور روزوں اور رات کے وقت قیام کرنے سے جو ناچیز ہدیہ اس ماہ میں ہم نے تیرے ہاں بھیجا

ہے۔ اس کو قبول فرمالے۔ اور جو گناہ اس ماہ میں ہم سے ہوئے ہیں وہ بخش دے اور لوگوں کے ظلم سے ہمیں رہائی عطا کر۔ اور جس دن میں تیری ذات کے سوا اور کہیں سے امید نہیں ہوگی۔ اس دن میں میرے حال پر مہربانی کر۔ اے اللہ روزوں کے مہینہ میں جو ہم نے قیام کیا ہے تو اس تقصیر اور کوتاہی کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں اور تیرے حقوق پورے ادا نہیں ہو سکے بلکہ ان کے ادا کرنے میں بہت کم حصہ لیا ہے اور ہم تیری بارگاہ کے آستانہ پر گریاں ہیں اور تیری بخشش اور تیرے کرم کے خواستگار ہیں تو ہم کو اپنی درگاہ سے محروم اور ناامید نہ کر ہم ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار اور محتاج ہیں اور تیری قدرت کی کمند کے قیدی۔ تیری رحمت کے آستانہ پر ہم اپنی جبہ سائی کر رہے ہیں۔ اور تیرے احسان کے امیدوار ہو کر تیرا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں تو ہماری شکستہ حالی پر رحم کر اور ہمارے پژمردہ اور کملائے ہوئے دلوں کو تازگی عطا فرما اور جس قدر ہمارے عیب ہیں انکو ڈھانپ دے اور جتنے ہمارے گناہ ہیں ان کو بخشدے اور قیامت کے دن ہماری آنکھوں کو روشن کر اور اپنے منور چہرے کو جو جہان کو آراستہ کرنے والا ہے ہماری طرف سے نہ پھیر اور ہمارے عملوں کو قبول کرلے اور ہماری کوشش کو مشکور فرما۔ اور اس رات میں ہمارے واسطے وافر حظ بخش۔ اے اللہ اگر ہماری عمر آئندہ سال تک وفا کر سکے تو اس سال میں اس وقت تک ہم کو برکت دے اور اگر تیرے حکم نے ہماری عمر کا ابھی سے خاتمہ کر دیا ہے تو ہمارے اور ماہ رمضان کے درمیان جو کچھ حائل ہے اسکو ہمارے پسماندوں کے واسطے نیک خلیفہ بنا اور ہمارے گذشتہ عزیزوں کے اوپر اپنی رحمت فراخ کر دے اور ہم سب لوگوں کو اپنی رحمت اور بخشش کے سایہ میں لیلے اور اپنی جنت اور اپنی خوشنودی کے درمیان ہمارے رہنے کی جگہ مقرر کر اور جن کو تو نے نبیوں اور صدیقوں کی نعمت بخشی ہے اور شہیدوں اور نیکوکاروں کا مرتبہ عطا کیا ہے اور اپنے نیک اندیش رفیق بنائے ہیں، ان لوگوں کی صحبت نصیب کر۔ یقین ہے کہ تو اپنی رحمت کے احاطہ سے محروم نہیں رکھیگا تمام مہربانوں میں سے تو زیادہ مہربان ہے اے اللہ جو لوگ اہل قبور اور گناہوں میں گرفتار ہیں اور انکی خلاصی کی صورت نظر نہیں آتی یہ وحشت کے قیدی ہیں جس سے انکی آزادی اور چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ غربت کے شہروں میں مسافر پڑے ہیں اور انکے منھوں پر مٹی پڑی ہوئی ہے جس نے انکی خوب صورتی کو بگاڑ کر گم کر دیا ہے اور سانپ اور بچھو اور دوسرے جانور قبروں میں انکے بدنوں کو کھائے جاتے ہیں۔ اور یہی وہاں انکے ہمسایہ ہیں اور جمادات کی مانند یہ لوگ قبروں میں پڑے ہیں اور کچھ کلام نہیں کر سکتے اور انکے جو عزیز اور دوست تھے وہ بھی اپنی اپنی لحد میں آرام سے لیٹے ہوئے ہیں اور گو پاس پاس ہیں مگر کوئی ایک دوسرے سے ملاقات نہیں کر سکتا اور حشر کے دن تک اسی طرح خاموش اپنی اپنی جگہ پر پڑے رہینگے ان میں نیک بھی ہیں بدکار بھی اور تقصیروار لوگ بھی ہیں اور وہ بھی ہیں۔ جو خدا کی راہ میں کوشش کرنیوالے تھے سب ہی قسم کے آدمی موجود ہیں۔ اے اللہ جو آدمی انہیں سے خوشحال ہے اسکی خوشحالی اور بزرگی بڑھا۔ اور جو ان میں سے غمگین ہو اسکے غم کو دور کر اور اس کو سرور اور خوشی سے بدل دے۔ اے اللہ مسلمان مردوں پر کہ وہ پیادہ اور مقیم ہیں اور تیری درگاہ میں انہوں نے عاجزی کی گردن جھکائی ہوئی ہے ان پر مہربانی کر۔ اور جب تک وہ لحد کی آغوش میں دراز پڑے ہیں اور تیری رحمت اور تیرے کرم پر تکیہ رکھتے ہیں اور اسکے آرزومند ہیں کہ تیرے بلند درجوں کی طرف جائیں تو انکی قبروں کو اپنی رحمتوں کے نازل ہونے کا محل بنا اور اپنی بخشش کر اور انکے بابوں لڑکوں اور انکے پسماندوں اور انکے بھائیوں اور انکے قریبیوں کو اس سے پہلے کہ انکے وجود سے انکے خاندان برباد ہو جائیں اور انکی صفائی کدورت سے بدل جائے اور انکی حیاتی کا رشتہ منقطع ہوا اور زمین کے طبقوں

کے نیچے جاکر اپنی جگہ بنائے۔ اور اس سے پہلے کہ مہربانی کا کلمہ اس کے حق میں نفرین کا کلمہ ہو جائے اور قطرہ سیل بنجائے اور دن رات ہو جائیں۔ اور موت آسمان اور زمین والوں کو اپنی چادر میں چھپالے اور بوڑھے اس وقت یہ کہیں کہ ہائے بڑھاپا اور جو لوگ اہل شباب ہیں وہ یہ کہیں کہ وائے رسوائی۔ اور بدکار کہے کہ ہائے ناامیدی اور نوجوان آدمی یہ کہہ رہے ہوں وائے حسرت۔ اپنی رحمت نازل کر اور اپنی بخشش سے مخصوص فرما۔ یہ لوگ اپنے بُرے کاموں پر پشیمان ہو رہے ہیں اور خوف کے مارے پڑے کانپتے ہیں اور ندامت کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ان کے مُنہوں پر خاموشی کی مُہر لگا دی گئی ہے بولنے سے عاجز ہیں اور اپنے نالائق کاموں کی شرمندگی سے سرنگوں اور جس چیز سے انکی دوستی تھی اسی سے خوفناک پائے جاتے ہیں اور یہ آرزو کرتے ہیں۔ کہ اچھا ہوتا ہم کو خدا پیدا ہی نہ کرتا۔ اے اللہ قوت کے چلانے والے ہر ایک آواز کو سننے والے اور موت کے بعد ہڈیوں کو پھر پوست کا لباس پہنانے والے تو محمد صلعم اور اس کی آل پر درود بھیج اور ہمارا کوئی گناہ اس رات مبارک بزرگ میں بخشنے کے سوا باقی نہ رہ جائے اور نہ ہی کوئی ایسا غم رہے جو فرحت کیساتھ نہ بدلے نہ کوئی رنج ہو مگر اُس کو کھول دے اور نہ کوئی مبتلا مگر اس کو عافیت دے اور نہ بدی والا مگر اس کو بدی سے ہٹا اور نہ کسی کا حق کھویا ہوا ہو اور وہ حاضر ہو جائے اور نہ ہی کوئی ایسا گنہگار رہے جو توبہ نہ کرے ہر ایک مردہ کو اپنی رحمت میں داخل کر۔ اور دنیا اور آخرت کی کوئی حاجت باقی نہ رہنے دے کہ پوری نہ ہو مگر یہ حاجت ایسی ہو کہ اس میں تیری خوشنودی ہو اور ہمارے واسطے نیکی اور جو چیز فوت ہوگئی ہو اُس کے قضا کرنے پر آسانی سے مدد فرما تو تمام مہربانوں سے اپنی رحمت کے ساتھ زیادہ مہربان ہے تو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور والدین اور بھائیوں اور بہنوں اور اولاد اور قریبیوں اور دوستوں اور اُستادوں کو جن سے ہم نے کچھ پڑھا ہے اور جن کو پڑھایا ہے اور جن سے تعلیم پائی ہے اور جن میں علم داخل کیا ہے اور جن لوگوں نے ہمارے واسطے تیری درگاہ میں دُعا کی درخواست کی ہے اور جن کے واسطے ہم نے آپ دعا مانگی ہے اور جو آدمی تیری راہ میں ہم کو دوست رکھتا ہے اور جسے ہم خود تیری راہ میں دوست رکھتے ہیں اور ان میں جو زندہ ہے یا مر گیا ہے ان سب کو اپنی رحمت سے معاف کر دے۔ بلاؤں کا دور کرنے والا تو ہی ہے اور دعاؤں کو بھی تو ہی قبول کرتا ہے اور تو ہی رنجوں کے دور کرنے والا ہے تو جو ان صفات سے موصوف ہے محمد صلعم اور اسکی آل پر جو تمام مخلوق سے زیادہ بزرگ ہیں درود بھیج اور قرآنی آیتوں سے جن کو اپنی کتاب میں تو نے مذکور فرمایا ہے ہم کو فائدہ پہنچا اور ہم میں جو عیب ہیں۔ انکو قرآن کی تلاوت کی برکت سے پوشیدہ کر دے اور رمضان شریف کے روزوں کی برکت سے اور رات کے وقت میں قیام کی برکت سے اپنے نزدیک ہمارے درجے بلند کر دے اے پوشیدہ رازوں کے جاننے والے تو محمد صلعم اور اسکی آل پر درود بھیج۔ اور ہمارے گناہوں کو قرآنمجید کی برکت سے بخش دے اور اسکی طفیل ہماری بخششوں میں اور بھی بزرگی کو زیادہ بڑھا دے اور ہم میں سے جو بیمار ہیں ان کو تندرستی دے اور مردوں پر رحم کر اور ہمارے دین اور دنیا میں جو وارد ہونے والے ہیں انکی اصلاح کر اور ہمارے گناہوں کا جس قدر بوجھ ہے اس کو ہلکا کر دے۔ اور ایسے لوگوں کی خصلت عطا کر جو نیک اور پاک ہیں اور ہمارے گناہوں اور ہماری لغزشوں کو بخش دے اور ہمارے دلوں اور سینوں کو کدورت سے صاف کر کے منور کر دے اور فکروں سے ہمارے دل صاف کر دے اور بازار کے نرخ ہمارے واسطے ارزاں بنا تاکہ قحط ہم کو تکلیف نہ دے اور بدوں کی بدی اور مکار آدمیوں کے مکر سے ہم کو بچائے رکھ اور جب تک زندہ ہیں اصحابوں کی دوستی پر قائم رہیں اور حشر کے میدان میں بھی انکے ساتھ ہی ہم کو جمع کر اور مجھے اور اپنے دوسرے بندوں کو دوزخ کی آگ سے آزادی بخش اور دنیا اور آخرت

ہیں ہم کو نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے نگاہ رکھ۔ وافر حمد خدا پاک کے واسطے ہی ہے جس کی نعمتیں بے انتہا ہیں اور محمد صلعم اور اسکی آل اور اُس کے اصحابوں اور اس کے پاک ازواجوں پر بے شمار درود ہو۔ اور زیادہ سے زیادہ سلام +

آداب

مُریدوں کے آداب

صادق فقیر صوفیہ طریق میں چلنے والے ہوتے ہیں اور گمراہ کرنے والے نفس امارہ کی خواہشوں سے پاک ناپسندیدہ خصلتوں سے بند ہوتی ہیں یہ ابدالوں کے گروہ میں داخل ہیں اور انکے لوگوں میں شامل ہیں جو اہل ولایت اور واصلانِ حق ہیں انکے دل خدا کی وحدانیت سے آراستہ ہوتے ہیں اس لحاظ سے کہ سننے والوں کو تکلیف اور زحمت لاحق نہو کچھ مختصر سا حال بیان کیا جاتا ہے +

ارادت اور مرید اور مراد کا بیان

جس چیز کی عادت پڑ گئی ہو اسکے چھوڑ دینے کو ارادت کہتے ہیں اور تحقیقی معنے ارادت کے یہ ہیں کہ مضبوطی کے ساتھ خدا کی طلب میں اپنا دل لگائیں اور خدا کے سوا دوسری چیزوں کو ترک کر دیں۔ پس جب بندہ دنیا اور آخرت کی لذت کے خیالات دل سے مٹا دیتا ہے تو اس وقت اسکی ارادت خالص ہو جاتی ہے اور پہلے ہر ایک کام کا ارادہ ہوتا ہے اور اسکے بعد قصد اور قصد کے بعد فعل ہوتا ہے اور ارادہ ہر ایک سالک کے راستہ کی ابتدا ہے اور ہر ایک قصد کرنے والے کی پہلی منزل کا نام۔ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے (جو لوگ صبح اور شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں ان کو نہ ہنکا یہ لوگ ہر وقت اپنے اللہ کی خواہش رکھنے والے ہیں) پس اس سے ظاہر ہے کہ انکے ہنکانے اور دور کرنے سے خدا نے اپنے رسول مقبول کو منع کیا ہے اور دوسری آیت میں فرمایا ہے (اپنے نفس کو ان لوگوں سے موافق کر جو صبح اور شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور خدا کی مرضی چاہتے ہیں اور انکی طرف سے اپنی آنکھوں کو پھیر نہ لے تو دنیا کی زندگی کی زینت چاہتا ہے) خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان سے موافقت رکھو اور ان سے ملاقات کرو اور انکی صحبت میں صبر اختیار کرو اور انکے وصف میں فرمایا ہے (وہ حق تعالےٰ کی ذات کو چاہتے ہیں) اور اسکے بعد میں فرمایا ہے (انکی طرف سے اپنی دونوں آنکھیں پھیر تو دنیا کی زینت کی خواہش کرتا ہے) پس اس سے ظاہر ہے کہ حقیقت میں ارادت حق تعالےٰ کی ذات کی خواہش رکھنی ہے اور اسکے سوا جو کچھ ہو وہ سب دنیا اور آخرت کی زندگی کی زینت ہے پس مرید تو وہ ہوتا ہے۔ جس میں یہ ذکر کی گئی تمام صفتیں موجود ہوں جو ایسا ہوگا وہ ہمیشہ خداوند تعالےٰ کے روبرو حاضر ہونے والا ہوگا اور اسکی اطاعت کرنے والا اور خدا کے سوا دوسری چیزوں سے اپنا منہ پھیر لیگا اور اپنے پروردگار کی اجابت کو سننے والا ہوگا اور جو شخص ایسا ہونا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ قرآن کے احکام کو عمل میں لائے اور سنت پر چلے اور ان کے سوا جو کچھ ہے انکے سننے سے اپنے کانوں کو خالی رکھے اور خدا کے نور کا مشاہدہ کرتا ہے اور جو ایسا کریگا وہ اپنے میں اور اپنے سوا باقی مخلوق میں حق تعالےٰ کا فعل ہی دیکھیگا اس کے سوا اور کچھ نہیں دیکھیگا پس انسان کو واجب ہے کہ قرآن اور سنت پر عمل کرنے کے سوا اور خدا کے نور کا مشاہدہ کرنے کے بغیر جو کچھ ہے اسکو نہ دیکھے اس سے اپنی آنکھوں کو اندھا کر دے اور خداوند تعالےٰ کی ذات کے سوا غیر کو فاعل نہ جانے بلکہ غیر کو اس محرک اور تدبیر کرنے والے کا ایک سبب اور ایک آلہ

خیال کرے خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اے اللہ جو آدمی تیری دوستی اختیار کرتا ہے وہ اس کو دوسری چیزوں کے دیکھنے سے اندھا کر دیتی ہے یعنے جہان کو آراستہ کرنیوالا تیرا جمال ایسا ہے کہ باقی جس قدر جہاں کے محبوب ہیں انکا حسن تیرے دوست کی آنکھوں میں تیرہ اور تاریک دکھائی دیتا ہے اور جو آدمی تیرا ذکر کرنے والا ہوتا ہے باقی زمانے کے جتنے دلربا ہیں انکے افسانوں سے اس کے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔ پس تیرا دوست اور کسی چیز کو دوست نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی دوسری چیز کا خواستگار ہوتا ہے اور نہ خواہش کرتا ہے اس کا ارادہ خالص ہوتا ہے اور جب تک کسی کی ارادت خالص نہ ہو تب تک خدا کا خوف اُسکے دل میں جگہ نہیں پاتا۔ اور جب انسان کے دل میں یہ خوف آجاتا ہے تو پھر خدا کے سوا جو کچھ ہوتا ہے اس تمام کو جلا دیتا ہے خداوند تعالٰے نے فرمایا ہے (جب بادشاہ کسی گاؤں میں آتے ہیں تو اس کو ویران کر دیتے ہیں اور جس قدر اس میں عزّت والے ہوتے ہیں ان کو خوار کرتے ہیں) پس یہی حال اس وقت انسان کے دل کا ہوتا ہے جب اس میں خدا کی دوستی جگہ پاتی ہے اور کہتے ہیں کہ محبت ایک سوزش ہے اور وہ ہر ایک مصیبت کو آسان کر دیتی ہے پس اس آدمی کی نیند خواب کے غلبہ کی شدت سے ہوتی ہے اور اس کا کھانا فاقہ کے وقت اور اس کا کلام ضرورت کے وقت ہوتا ہے ہمیشہ اپنے نفس کو نصیحت کرتا رہتا ہے اور اپنے حقیقی محبوب کی طرف اُس کو رغبت دلاتا ہے اور خدا کے بندوں کو نصیحت کرتا ہے اور اپنے پروردگار کی خلوت میں اُنس پکڑتا ہے اور خداوند تعالٰے کے جس قدر گناہ ہیں ان سے باز رہتا ہے اور خدا کی رضا پر راضی ہوتا ہے اور اسکے حکم کو بجا لاتا ہے اور ناجائز فعل پر نظر پڑنے سے خدا کے سامنے شرم رکھتا ہے اور اپنی تمام کوشش اس میں صرف کرتا ہے کہ خدا کی دوستی حاصل ہو اور بحال رہے اور ہمیشہ ایسا سبب اور وسیلہ تلاش کرتا رہتا ہے جو اس کی بارگاہ تک پہنچائے اور اسمیں رسائی دے اور گمنامی اور خلوت پر قانع ہوتا ہے یہ طریق اختیار نہیں کرتا۔ کہ لوگوں کی خوشامد اور تعریف کرے زیادہ نفلیں پڑھتا ہے اور ان سے اپنے دل میں اپنے پروردگار کی الفت اور محبت کو بڑھاتا ہے تاکہ اسکی بارگاہ [illegible] تک رسائی ہو اور اس کا نام خدا کے عاشقوں کے گروہ میں لکھ لیں اور یہی اس آدمی کی مراد ہوتی ہے پس اسی وقت کو مراد کے نام سے پکارتے ہیں اور اس وقت میں سالکان طریق الٰہی کی گردن پر جو بار ہوتا ہے اس کو اتار لیتے ہیں اور اتار کر سبکدوش کر دیتے ہیں اور خدا کی رحمت اور مہربانی کے پانی سے اس کو نہلاتے ہیں اور بالکل پاک صاف کیا جاتا ہے اور خدا کی ہمسائیگی میں اس کے لئے گھر تیار کرتے ہیں اور پھر طرح طرح کی فاخرہ خلعتوں سے اس کو ممتاز کر کے عزّت بخشتے ہیں اور اسی کو خدا کی معرفت کہتے ہیں اس کو خدا سے ہی اُنس ہوتا ہے اور اسی سے ہی سکون اور طمانیت ہوتی ہے اور جو کلام کرتا ہے وہ خدا کے حکم سے اسرار اور اسکی حکمت سے کرتا ہے اور جس لقب سے خداوند تعالٰے کے دوستوں کو پکارتے ہیں اس سے ملقب کیا جاتا ہے اور خدا کے خاصوں کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے اور ایک ایسے نام سے موسوم ہوتا ہے کہ اس کو اللہ تعالٰی ہی جانتا ہو۔ اسکو سوا اسکے کوئی نہیں جانتا اور خدا کے بھید پر واقف ہو جاتا ہے کیونکہ اس کام کے واسطے وہ مخصوص ہی کیا جاتا ہے مگر یہ اسرار ایسے ہیں کہ خدا تعالٰی کی حضوری سے ہی ظاہر ہوتے ہیں اسکے سوا ظاہر نہیں ہوتے پس جو کچھ سنتا ہے وہ خداوند تعالٰے سے ہی سنتا ہے اور جو دیکھتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہی دیکھتا ہے اور جب گویا ہوتا ہے تو خدا کے ساتھ ہی گویا ہوتا ہے اور اللہ ہی کی قوت پاتا ہے تاکہ اسکی عبادت میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرے اور جب آرام کرتا ہے تو اپنے پاک پروردگار کی طرف ہی آرام کرتا ہے اور جب سوتا ہے تو اُس وقت بھی خدا کی یاد میں سوتا ہے اور ہر حال میں خدا تعالٰے اسکی نگہبانی کرتا ہے پس اللہ جل شانہ کے [illegible] اور [illegible] گواہوں میں سے ہوتا ہے اور خدا کی زمین کی میخ ہوتا ہے اور خدا کے بندوں اور اسکے شہروں اور اسکے دوستوں اور زائروں کی نگہبانی کرتا ہے خدا کے رسول نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے میرا مومن بندہ نفلوں کے سبب سے ہمیشہ میرے نزدیک ہوتا

ہے اور میں اس کو اپنی دوستی سے سرفراز کرتا ہوں اور جس کو میں اپنا دوست بناتا ہوں تو میں اس کے کانوں اور زبان اور ہاتھ اور پاؤں اور دل میں سب جگہ اپنا جلوہ ڈالتا ہوں اسلئے وہ جو دیکھتا ہے مجھ سے ہی دیکھتا ہے اور جو سنتا ہے وہ بھی مجھ سے ہی سنتا ہے اور مجھ سے ہی گویا ہوتا ہے اور مجھ سے ہی سب کچھ سمجھتا ہے اور میری طاعت میں چلتا ہے الخ پس اس بندہ کی عقل بزرگ عقل ہوتی ہے اور اسکی ہوس اور ہوا کی حرکتیں آرام پکڑ لیتی ہیں کیونکہ خدا کی رحمت نے اپنی آغوش میں اس کا لیا ہوا ہوتا ہے اور اس کا دل اسرار الٰہی کا خزانہ ہوتا ہے اور بے انتہا فیضوں کی جائے۔ ورود یہی اسی کا نام مراد ہے اے بیٹے اگر تو اس کو پہچاننا اور سمجھنا چاہتا ہے تو پہچان لے اور اس کے واسطے مذکورہ بالا باتوں پر عمل کر۔ اور ایک بزرگ یہ کہتے ہیں کہ مرید اور مراد دو مختلف امر نہیں یہ دونوں ایک چیز ہیں کیونکہ اگر خدا کی مراد یہ نہ ہوتی کہ مرید خدا کا خواستگار ہو تو کوئی مرید نہ ہوتا پس خدا ہی چاہتا ہے تو مرید مراد کا ارادہ کرتا ہے اس کی خواہش کے سوا اس کا ہونا ناممکن ہے اور جب اللہ چاہتا ہے تو اپنے بندہ کو خصوصیت کے ساتھ اپنی طلب کی توفیق عطا فرماتا ہے اور بعض لوگوں نے یہ کہا ہے۔ مرید تو بتدی ہے اور جو مراد ہے وہ منتہی ہے اور جو مرید ہوتا ہے وہ کوشش کرنیوالا ہوتا ہے اور رنج اور مشقت کی بلا کو برداشت کرنیوالا اور مراد وہ شخص ہے جو منزل مقصود پر پہنچا ہوا ہوتا ہے اور رنج اور مشقت کی بلا سے سبکدوش۔ اور مرید رنج دیا گیا ہے اور مراد سے نرمی کی گئی ہے اور جو لوگ حق کا ارادہ کرنے والے اور اللہ کی راہ میں چلنے والے گذرے ہیں ان پر خدا کی توفیق سے مجاہدہ کا دروازہ کھل چکا ہے اور جب اس مجاہدہ کی دہلیز پر جاتے ہیں اور اس میں قدم رکھتے ہیں تو اس کے بعد بارگاہ کبریائی میں ان کو باریابی ہوتی ہے اور جب اس میں دخول کرتے ہیں تو محنت کے بوجھ سے انکی گردنیں ہلکی ہو جاتی ہیں اور نوافل کی کثرت نہیں رہتی وہ بھی چھوٹ جاتی ہے اور شہوتیں بھی دور ہو جاتی ہیں اور پھر ان کا اس کے سوا اور کوئی کام نہیں رہتا کہ باقی عبادتوں پر فرض و سنت کو مقدم کریں اور لوگوں کے دلوں کو اپنے ہاتھ میں لیں اور اللہ کی حدوں اور اس کے مقام کو نگاہ رکھیں اور خدا کے سوا اور جو کچھ ہے اس سے اپنے دل کو خالی کر دیں۔ پس یہ لوگ ظاہر میں تو خدا کی مخلوق میں ملے ہوئے ہوتے ہیں اور باطن میں خدا کے ساتھ۔ ان لوگوں کی زبانیں خدا کے حکم سے ہی گویا ہوتی ہیں۔ اور ان کے دلوں میں خدا کا نور منور ہوتا ہے انکی زبان تو خدا کے بندوں کو نصیحت کرنے والی ہوتی ہے اور ان کے دل خدا کی امانتوں کی حفاظت میں مشغول ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کا درود ان پر نازل ہوتا ہے اور خدا کی برکتوں کا دروازہ کھلتا ہے اور پھر یہ برکتیں سب طرف سے آکر چمٹ جاتی ہیں اور اس کے بعد خداوند تعالےٰ ان کو اپنی رحمت کے احاطہ میں چھپا لیتا ہے۔ اور جنیدؒ سے پوچھا گیا کہ مرید اور مراد کے کیا معنے ہیں آپ نے جواب میں فرمایا کہ مرید کی متولی سیاست علمی ہوتی ہے۔ اور مراد کی متولی حق کی نگہبانی اور مرید سیر کرنے والا ہوتا ہے اور مراد اڑنے والا ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سیر کرنے والا اڑنے والے صاحب کے پاس پرواز کی حالت میں نہیں پہنچ سکتا۔ اور حضرت موسیٰؑ اور محمد صلعم کی مثال سے یہ مسئلہ تم پر واضح ہو جائیگا۔ موسیٰؑ تو مرید تھے کیونکہ انکی رسائی طور سینا تک تھی اور محمد صلعم مراد تھے۔ کیونکہ آپ اڑتے ہوئے عرش پر گئے اور لوح محفوظ تک پہنچے پس مرید تو طالب ہے اور مراد مطلوب ہے اور مرید کی عبادت مشقت اور مراد کی عبادت بخشش الٰہی ہے اور مرید اس واسطے عمل کرتا ہے کہ اس کا اجر پائے اور مراد فانی فی اللہ ہوتا ہے اور اپنے عمل کو نہیں دیکھتا اللہ کے احسان اور اسکی توفیق کو ہی دیکھتا رہتا ہے اور جو مرید ہوتا ہے وہ راستے میں چلنے کی کوشش کرتا ہے اور مراد ہر ایک مجمع اور راستے پر موجود کھڑے رہتے ہیں اور مرید جو کچھ دیکھتا ہے خدا کے نور کی ہدایت سے دیکھتا ہے اور مراد باری تعالےٰ کی خاص ذات کے بیچ میں نظارہ کرتا ہے۔

اور مرید خدا کے حکم کے اوپر قائم رہتا ہے اور مراد خدا کے فعل کے ساتھ قائم ہوتا ہے یعنے خدا کے فعل کے ساتھ لپٹے ہوئے اور چسپاں ہونا مرید نفس کی ہوا اور ہوس کے خلاف کرنے والا ہوتا ہے اور جس پر مراد کا اطلاق ہے وہ اپنے ارادے اور اپنی آرزو سے بیزار ہے مرید قریب ہوتا ہے اور مراد قریب کیا جاتا ہے اور مرید کی نگہبانی کی جاتی ہے اور مراد کا یہ حال ہوتا ہے کہ اسکے ذریعے سے دوسری چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں اور مرید ترقی پانے والا ہوتا ہے اور مراد آگے ہی پہنچا ہوا ہوتا ہے اور عالم بالا کی سیر میں گشت کرتا پھرتا ہے اور بادشاہوں کے بادشاہ کی سواری اور اسکے جلوس کے نظارہ سے لطف اندوز ہوتا ہے اور جتنی لطیف اور پاکیزہ اور صاف چیزیں ہوتی ہیں سب سے بہرہ یاب ہوتا ہے پس مراد تمام اطاعت کرنے والوں اور عابدوں اور نزدیکیوں سے بڑھا ہوا ہے اور ان سب سے گوئے سبقت لے گیا ہے۔

تصوف کا بیان

اس میں گفتگو ہے کہ متصوف کس کو کہتے ہیں اور صوفی کون ہوتا ہے۔ ان دونوں لفظوں کی تشریح اس طرح کی گئی ہے۔ کہ متصوف تو وہ ہے جو صوفی بننے کے واسطے رنج اٹھاتا ہے اور کوشش کرتا ہے اور اپنی کوشش اور مشقت سے صوفی کے درجہ کو حاصل کرتا ہے پس یہ تکلیف اٹھا کر صوفیہ پیراہن کو پہنتا اور اس کو اختیار کرتا ہے اور اسکی وجہ تسمیہ اسطرح ہے جیسے کوئی قمیص پہنے تو اس فعل کو تقمص بولتے ہیں اور اگر کوئی دراعہ استعمال میں لائے تو اس کو تدرع کہتے ہیں اور پہلے آدمی کو متقمص اور دوسرے کو متدرع بولتے ہیں اور اسی طرح ہی جو آدمی زہد اختیار کرتا ہے وہ متزہد کہلاتا ہے اور جب اپنے زہد میں حد درجہ تک پہنچ جاتا ہے اور ایک خاص مقام کو حاصل کر لیتا ہے تو دنیا کی تمام چیزوں کی محبت اسکے دل سے نکل جاتی ہے بلکہ ان سے دشمنی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ انکی یاد اور خواہش دل سے جاتی رہتی ہے اور جب اس درجہ میں پہنچتا ہے تو اپنے تمام دوستوں اور یاروں کو خیرباد کہتا ہے اور ان کو رخصت کر دیتا ہے اور اسی درجہ کو زہد بولتے ہیں اور اس درجہ میں اور ہی طرح کی چیزیں اسکی نگاہوں کے سامنے جلوہ گر ہوتی ہیں ان چیزوں سے نہ اسکی خواہش ہوتی ہے اور نہ دشمنی اور نہ بغض اور انکے باب میں جو کچھ دخول خروج کرتا ہے وہ اپنے پروردگار کے حکم کے موافق کرتا ہے اور اس انتظار میں رہتا ہے کہ سلطانی بارگاہ سے کیا حکم ملتا ہے غرض متصوف تو اس کو کہتے ہیں جو مذکور ہوا ہے۔ صوفی کی تشریح یہ کی گئی ہے کہ صوفی فوعل کے وزن پر ہے اور اس کو مصافات سے لیا ہے جس کے معنے پاکی کے ہیں یعنے خدا کا پاک کیا ہوا بندہ پس اس بیان کے رو سے صوفی اس کو کہتے ہیں جو پاک ہوتا ہے پاکی یہ ہے کہ نفس کی آفتوں اور مذموم باتوں سے اپنے دل کو صاف کرے اور جو مذہب سب سے زیادہ نیک ہیں ان کا پیرو ہو اور خدا کے حقوق کو ادا کرے اور اس کے دل کو لوگوں کی صحبت میں چین اور آرام نہ آئے۔ خلوتخانہ میں حاضر ہو کر خدا کی بارگاہ کی دہلیز پر بیٹھے اور وہاں لو لگا کر آرام پکڑے اور بعض کہتے ہیں کہ تصوف یہ ہے کہ خدا کے ساتھ صدق دل سے معاملہ کرے اور لوگوں کے ساتھ نیک خلق ہو۔ اور متصوف اور صوفی کے درمیان فرق یہ ہے کہ متصوف ابھی مبتدی ہوتا ہے اور صوفی منتہی ہوتا ہے۔ متصوف کا وصل اپنے محبوب سے یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے راستہ میں سفر کے آغاز میں ہے اور صوفی آدمی اس راستہ کی مشقت اور محنت کو جھیل چکتا ہے اور اپنی منزل مقصود پر پہنچا ہوا ہوتا ہے اور اپنے محبوب کے وصل سے شادکام پس متصوف آدمی نے تو ابھی بوجھ کو اٹھایا ہوا ہوتا ہے اور صوفی اس بوجھ سے سبکدوش ہوتا ہے اور جب بوجھ اوپر سے اتر جاتا ہے۔ اور اس کا نفس خدا کی محبت کی آگ میں جل جاتا ہے اور ہوا اور ہوس اس سے جاتی رہتی ہے نہ اس کو کوئی خواہش لاحق رہتی ہے اور نہ امید سب سے پاک ہو جاتا ہے اور اسی وقت اس کا نام صوفی رکھا جاتا ہے یہ صرف خداوند تعالےٰ کے بوجھ کو ہی اٹھاتا ہے اور

تقدیر الٰہی کے اس بار کو جو اسکی پشت پر لٹکا دیا جاتا ہے اور خداوند تعالےٰ جس قدر چاہتا ہے اس قدر رکھ دیتا ہے کوئی
دم مارنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور اللہ تعالےٰ صوفی کو اپنے علموں اور حکمتوں کے چشموں سے جن کو اس نے ترتیب
دے رکھا ہے دھو دھا کر صاف اور پاک کر دیتا ہے اور امن اور رستگاری کے مقام میں اس کو جگہ ملتی ہے اور ولیوں اور
ابدالوں کی جائے پناہ ہوتا ہے اور انکی بازگشت اور ان کے مرجع کا مقام اور ان کے واسطے راحت اور خوشی اور دم لینے
کی جگہ اور دفعتہً اس رتبہ کو پہنچ جاتا ہے کہ اپنے پروردگار کی بارگاہ کے تاج میں آفتاب کی مانند چمکتا ہوا بڑا صوفی
بنجاتا ہے اور جو مرید متصوف ہوتا ہے وہ اپنے نفس اور شیطان کو فریب دیتا ہے اور ہوا اور ہوس سے دور رہتا ہے۔ اور
لوگوں کے فریب میں بھی نہیں آتا۔ بلکہ ان کو فریب دیتا ہے اور دنیا اور آخرت کے واسطے اپنے پروردگار کی عبادت میں
مصروف رہتا ہے اور اس میں کوشش کرتا ہے کہ شش جہت اور ان کے سوا باقی سب چیزوں کو ترک کر دے اور اس سے
پرہیز کرتا ہے کہ ان سے موافقت رکھے اور ان کو قبول کرے اور دل کی خواہش کے موافق ان میں مشغول ہو۔ شیطان سے
مخالفت رکھتا ہے اور دنیا کو چھوڑ دیتا ہے اور اپنے خویشوں اور قریبیوں اور تمام لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہے
اور آخرت کی طلب میں مصروف ہوتا ہے اور اسکے بعد اپنے نفس کو ریاضت اور مجاہدہ میں ڈال دیتا ہے اور خدا کے حکم کے
موافق آخرت کی خواہش کو بھی چھوڑ دیتا ہے اور اس حصہ کی بھی کوئی پرواہ نہیں رکھتا جو خدا نے اپنے دوستوں کیلئے
انکی رغبت کرنے کے سبب سے جنت میں مقرر کیا ہے پس دونوں جہان سے الگ ہو کر میل کچیل سے بالکل پاک اور صاف
ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو اپنے خدا کے واسطے ہی بالکل مخصوص کر دیتا ہے اور اس حالت میں تمام علائق اور اسباب
اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اور اہل اور اولاد اور اپنے قریبی بھی چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور ان سے جدا ہو جاتا ہے
اور تمام جہات کی خواہشیں اس کے دل سے نکل جاتی ہیں اور ان پر پردہ پڑ جاتا ہے اور شش جہت کے تمام دروازے
انکی آنکھوں پر کھول دیتے ہیں۔ اور وہ خدا کی قضا پر جو جہاں اور جہان کے لوگوں کا پالنے والا ہے راضی ہو جاتا ہے اور
اس حال میں وہ جو فعل کرتا ہے اور ان لوگوں کے فعل کی مانند ہوتا ہے جو گذشتہ اور آیندہ حال کے عالم ہوتے ہیں
اور پوشیدہ بھیدوں سے واقف اور اس چیز سے آگاہ ہو جاتا ہے جو اعضاؤں کو حرکت دیتی ہے اور دلوں اور ان کے قصدوں
میں پوشیدہ ہوتی ہے اور اس پر ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اس کو باب القربت کہتے ہیں اور پھر انس اور الفت کی خلوتگاہ
میں اس کی گذر ہوتی ہے اور توحید کی کرسی پر بیٹھ کر جلوہ ڈالتا ہے اور محبوب حقیقی کی جو بارگاہ عالی ہے اسکی
طرف سے پردے اُسکی نظروں کے آگے سے اُٹھا دیئے جاتے ہیں اور خدا کی یگانگی کی سرا میں نازل ہوتا ہے اور عظمت
اور جلال کو پہلے اس کے سامنے سے ایک طرف پر کر دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کو اپنی عظمت اور جلال کا جلوہ
دکھایا جاتا ہے اور جب کبریائی شان کے اس شیدا کی نظر خداوند تعالےٰ کے جلال اور اسکی عظمت پر پڑتی ہے تو اس وقت
وہ نذرانہ کے طور پر اپنے نقد ہستی کو پیش کر دیتا ہے اور ہستی کے سوا ہی ان باتوں سے خالی رہ جاتا ہے نفس اور صفات اور
بازگشت اور قوت اور حرکت اور ارادہ اور دنیا اور آخرت کی آرزو۔ اور ایسے بلورین برتن کی مانند ہو جاتا ہے جو صاف
پانی سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اس میں خدا کی تقدیر اور دوسری چیزیں جلوہ ڈالتی ہیں اور ان کا ظہور قضائے الٰہی سے ہی ہوتا
ہے اسکے سوا اور کوئی ان کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پس یہ آدمی تمام لذتوں سے فانی ہوتا ہے اور اپنے
مالک اور اس کے حکم کے واسطے ہمیشہ آمادہ اور تیار رہتا ہے اور وہ تنہا نہیں ہو سکتا کیونکہ تنہائی خاص خدا کی ذات
کے واسطے ہی موزوں اور زیبا ہے۔ یہ شخص بچے کی مانند ہوتا ہے کہ جب تک اس کو کھلایا نہ جائے کوئی چیز نہیں کھاتا

اور جب تک اسکو پہنایا نہ جائے کچھ پہنتا نہیں وہ خودی سے الگ ہوتا ہے اور خدا کی سپردگی ہی میں رہتا ہے جیسا کہ
خداوند تعالےٰ نے ارشاد فرماتا ہے (اصحاب کہف کو ہم دائیں اور بائیں کروٹیں پھراتے ہیں) یہ شخص جسم کے اعتبار سے
تو مخلوق میں موجود ہوتا ہے اور کاموں اور عملوں اور اسراروں اور اپنے ظاہر اور باطن میں اور نیتوں میں مخلوقات
سے الگ ہوتا ہے پس اس حال میں اس شخص کا نام صوفی ہے کیونکہ مخلوق کی کدورت سے وہ صاف ہوتا ہے اور اگر
چاہو تو اس کو خدا کے ابدالوں میں سے پکارو اور اگر چاہو تو عارف باللہ کہو اور اگر چاہو تو عارف بہ نفس خود کہو۔ اور
پروردگار مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور اپنے دوستوں کو ہوا اور ہوس کی تاریکی سے نکالتا ہے اور نفس اور طبیعتوں
کی گمراہی کو دور کرتا ہے اور اپنے ذکر اور معرفت اور علم اور اسرار اور قربت کے نور کی طرف بلاتا ہے اور آسمانوں اور زمینوں
کے اسرار کی معرفت کے بعد خاص ذات الٰہی کے نور پر پہنچ جاتا ہے اور آسمانوں اور زمینوں کا نور بھی خدا کی ذات
ہی ہے اور جس طرح نور عید سے ظاہر اور مظہر ہوتا ہے اسی طرح خدا کی ذات کا نور اس پر ظاہر ہوتا ہے اور
مومن آدمی کے دل میں خدا کے نور کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ طاقچہ کی مثال ہے پس جو آدمی ایمان لائے ہیں
خداوند تعالےٰ نے ذمہ لیا ہے کہ انکو گمراہی اور تاریکی سے نکالے اور نور ہدایت پر پہونچائے اور اللہ تعالےٰ نے
ان لوگوں کو اپنے بندوں کے رازسے آگاہ کیا ہے اور دلوں کی نیتوں پر واقفیت بخشی ہے اور دلوں کا ان کو نگہبان
بنایا ہے اور جو پوشیدہ بھید ہیں ان کا امین مقرر کیا ہے اور چاہے یہ لوگ خلوت میں ہوں اور چاہے جلوت میں انکو
دشمنوں سے نگاہ رکھا ہے اگر شیطان ان کو گمراہ کرنا چاہے تو وہ انہیں گمراہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی نفسونکی ہوا انپر قابو
اور غلبہ پاتی ہے کہ ان کو گمراہی کی طرف لے جائے خداوند تعالےٰ نے فرماتا ہے (اے شیطان اگر تو میرے خاص بندہ پر غلبہ
پانا چاہے تو تم کو اس پر غلبہ حاصل نہیں ہوگا) نہ ہی اس آدمی کا نفس سرکش ہوتا ہے اور نہ ہی شہوت اس پر غلبہ پاتی ہے
اور لذتوں کی طرف رغبت نہیں لاتی۔ جن سے وہ اسفل السافلین میں جا پڑیں۔ اور اہل سنت اور جماعت کے
گروہ سے خارج ہو جائیں۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے (ہم اس کو بدی اور فحش سے باز رکھتے ہیں) اور وہ ہمارے مخلص بندوں
کی مانند ہوتا ہے۔ پس اللہ جل شانہ نے ان لوگوں کو اپنی حفاظت اور نگاہبانی میں لے لیا ہے اور اپنے جلال کے دبدبے سے
انکے نفس کے غرور کو اور انکی سرکشی کو ان سے نکال دیا ہے اور اپنے مراتب سے ان کو سرفرازی بخشی ہے اور ان کو توفیق
دی ہے کہ عہد کا وفا کریں اور انکی خصلت میں اس بات کو داخل کر دیا ہے کہ وہ سچائی کے ساتھ اپنے عہد کو پورا
کریں اور مخلوق سے الفت کا رشتہ قطع کر دیں اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع کریں۔ پس ان لوگوں نے فرائض
کو ادا کیا ہے اور خدا کی حدوں کو نگاہ رکھا ہے اور اسکے حکموں کو بجا لائے ہیں اور اپنے مرتبوں کو لازم پکڑ لیا ہے اور
ہمیشہ خدا کی راہ میں ہی مصروف اور مشغول رہتے ہیں اور صفائی اور پاکی کو اختیار کر رکھا ہے اور مودب ہیں اور اپنے
عیال پر نفقہ فراخ کرتے ہیں اور پاک طیب رہتے ہیں اور مال کی زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور اگر ان کو جہاد کرنا پڑے تو شجاعت
اور مردانگی سے کام کرتے ہیں اور انکی داد دیتے ہیں۔ ان لوگوں پر خدا کی دوستی اور ولایت ختم ہو گئی ہے اور جو لوگ خدا پر
ایمان لائے ہیں اللہ تعالےٰ انکا دوست ہے جیسا کہ فرمایا ہے خدا تعالےٰ نے نیکوکاروں کا والی ہے اور بارگاہ شہنشاہی میں
انکا مرتبہ بلند کیا ہے اور قربت کی خلعت سے ان لوگوں کو سرفرازی بخشی گئی ہے اور اسکی حضوری میں باریاب ہوئے ہیں
اور انکے دل خدا کے اسراروں کے رازدار ہیں یہ صرف خدا کی ذات کی طرف ہی رجوع رکھتے ہیں اور اسکے سوا دوسری چیز وں
سے انہوں نے اپنا منہ پھیر لیا ہے یہاں تک کہ اپنے نفس سے بھی متنفر ہیں اور سب کے خالق اور مولا پر اپنے دل کو لگا لیا ہوا

ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو اپنے قبضۂ اختیار میں رکھتا ہے اور انکو مقید کیا ہے مگر انکی اپنی ہی عقلوں کی زنجیروں سے انکو قید میں ڈالا ہے اور خداوند تعالےٰ نے ان کو اپنا امین بنایا ہے اور یہ لوگ خدا کے قبضہ میں ہیں اور اسکے مضبوط قلعہ کی حراست میں رہتے ہیں اور اپنی قربت کی خوشبو سے انکے دماغوں کو معطر کیا ہے توحید اور رحمت کے میدان میں یہ لوگ سیر کرتے پھرتے ہیں اور اسی حال میں اپنی زندگانی بسر کر رہے ہیں۔ اور خدا کے سوا کسی غیر کیطرف مشغول نہیں ہوتے مگر اس عمل کیطرف رجوع رکھتے ہیں جس کے کرنے کے واسطے حکم دیا جاتا ہے اور جب جسمانی عملوں کا وقت آتا ہے تو اسوقت اپنے دلوں کو معدوم کر دیتے ہیں اور خدا کی نگہبانی میں آمادہ ہو کر جسمانی اعمال کو بجا لاتے ہیں۔ اور دلوں کو اس واسطے معدوم کرتے ہیں کہ شیطان شیطلو نگرٹے اور نفس اور ہوا اور ہوس انہیں ضرر نہ پہونچائیں اسلئے ان لوگوں کے نفس ان باتوں سے پاک اور سلامت ہوتے ہیں۔ شیطانوں کا غلبہ۔ نفس کی بدی۔ ریا۔ نفاق۔ غرور۔ اجر کا طلب کرنا۔ شرک۔ گناہوں کیطرف بازگشت کرنی۔ بلکہ ان عملوں میں جو مذکور ہوئے ہیں۔ خدا کی توفیق انکے حال کو شامل رہتی ہے جتنے بچے رہتے ہیں اور اپنے کسبوں میں بھی خداوند تعالےٰ کی توفیق کو برابر دیکھتے ہیں اور اپنے اعتقاد کے سبب سے ہدایت کے راستہ سے سر نہیں پھیرتے اور جب احکام کو بجا لاتے ہیں اور عملوں سے فراغت پا لیتے ہیں تو اسکے بعد اپنے مرتبہ کیطرف انکو پھر واپس بلا لیا جاتا ہے جس کو انہوں نے پہلے اختیار کیا ہوا تھا اور اپنے دلوں میں اس مرتبہ کو وہ نگاہ بھی رکھتے تھے اور کبھی اس حالت سے بھی دوسری حالت میں ان کو منتقل کر لیا جاتا ہے اور جب یہ لوگ خدا تعالےٰ کے امینوں کا درجہ حاصل کرتے ہیں تو اس وقت ان کو امین کے خطاب سے پکارا جاتا ہے اور خطاب کر کے کہا جاتا ہے کہ آج تو ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور امین بن گیا ہے اور جب ان کو یہ رتبہ عطا ہو جاتا ہے تو اسکے بعد امین لوگ حکم کے محتاج نہیں رہتے کیونکہ وہ ان لوگوں کی مانند ہو جاتے ہیں جو کام میں خود مختار ہوتے ہیں اور انکا کام ان کے ہی سپرد کیا جاتا ہے یہ اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں ہوتے ہیں جہاں جاتے ہیں وہیں خدا کے قبضہ میں ہوتے ہیں اور جو کام کرتے ہیں وہ بھی خدا کی طرف سے ہی کرتے ہیں اپنی طرف سے نہیں کرتے جبرائیل کی زبان سو خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ فرضوں کے ادا کرنیکے وقت جس وقت میرا بندہ میرے نزدیک ہوتا ہے اتنا اور کسی وقت میں نہیں ہوتا اور جب بندہ نوافل ادا کرنے کے وقت میرا قرب حاصل کرتا ہے اور اس بات کی خواہش کرتا ہے کہ میں اس کو دوست بناؤں اور میں اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں تو پھر میں اسکے کان اور اسکی آنکھیں اور زبان اور ہاتھوں اور پاؤں پر ہو جاتا ہوں اور اس کے دل میں داخل ہو جاتا ہوں اور پھر وہ میرے ہی حکم سو سنتا ہے اور میری ہی مدد سے دیکھتا ہے۔ تو مجھ سے گویا ہوتا ہے اور مجھ سے ہی سب کچھ سمجھتا ہے اور مجھ سے ہی وہ طاقت پکڑتا ہے اس حدیث کو اکثر جگہ پر نقل کیا گیا ہے مگر اس جگہ پر اسکو اصل سمجھنا چاہیئے۔ پس جو اس قسم کا بندہ ہوتا ہے اسکا دل اپنے پروردگار کی محبت سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اسکے علم اور نور اور اسکی معرفت سے روشن اور منور اور خدا کی ذات کے سوا کسی غیر کی گنجائش اسکے دل میں نہیں ہو سکتی۔ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی یہ چاہتا ہے کہ میں ایسے بندے کو دیکھوں جو اپنے تمام دل سے اللہ کی محبت رکھتا ہے تو وہ سالم کو دیکھے جو ابی حذیفہ کا بندہ ہے وہ ظاہر میں بھی خدا کے کام میں ہی چلتا پھرتا ہے اور اس کا باطن بھی خدا کے نور سے ہی پر ہوتا ہے حضرت موسیٰ نے خداوند تعالےٰ کی درگاہ میں عرض کی کہ خداوندا میں تجھ کو کس جگہ تلاش کروں۔ ارشاد ہوا کہ وہ کونسا گھر ہے جس میں میں سما سکتا ہوں اور وہ کونسا مکان ہے کہ اسکی وسعت میرے جلال کی متحمل ہو سکتی ہے۔ اگر تم یہ معلوم کرنا چاہتے ہو کہ میں کس جگہ ہوں تو مجھ کو اس پارسا کے دل میں دیکھو

جس نے دنیا اور مافیہا کو ترک کر دیا ہو اور تاک آدمی وہ ہوتا ہے جو اپنی کوشش اور مشقت سے خدا کے سوا دوسری تمام چیزوں کو ترک کر دے اور اگر اسکے دل میں دنیا کی کوئی چیز باقی بھی رہ جائیگی تو اللہ تعالےٰ اس پر احسان کریگا اور اسکو ترک کرا دیگا اور وہ اپنے دل کو مردہ جانیگا اور پارسا آدمی ہو جائیگا اور اپنے خدا کے سوا اور کسی طرف توجہ نہیں کریگا اور اگر کوئی پوچھے کہ اس پر خدا نے کونسا احسان کیا ہے جس کی نسبت وعدہ کیا گیا ہے تو اسکے جواب میں اس کو یہ کہنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے اس کو ایک رتبہ عطا کیا ہے اور اس کے اوپر اس کو ایستادگی اور قیام بخشتا ہے اور پھر اسکی ہمت کے ذمہ ایک شرط لگا دی اور ہدایت کی کہ وہ اس کو پورا کرے اور جب وہ اس شرط کو پورا کرتا ہے اور اسکے سوا دوسرے کسی کام میں مصروف نہیں ہوتا اور اسکی پوری پوری نگہبانی کرتا ہے تو وہ اسکے خلاف میں اپنے نفس کو چون وچرا نہیں کرنے دیتا اور ملک جبروت کیطرف توجہ کرتا ہے اور اس پر قائم اور ثابت رہتا ہے اور اپنے نفس پر جبر کرتا ہے اور اس جبر دلی زور اور شان سے اس کو زیر کر لیتا ہے یہاںتک کہ وہ خوار اور پست ہو جاتا ہے اور جب یہ شہنشاہوں کے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوتا ہے تو شہنشاہی ہیبت سے اس کے نفس کے غدود پگھل جاتے ہیں اور یہی شہوتوں کا اصل ہیں اور اس وقت میں اسکو دوسرا رتبہ حاصل ہوتا ہے اور اس کے بعد اسکو ملک جلال کی طرف لیجاتے ہیں اور وہاں ادب سکھایا جاتا ہے اور اسکے بعد جمال کیطرف لیجاتے ہیں اور وہاں پاک کرتے ہیں اور پھر ملک عظمت میں حاضر کیا جاتا ہے اور وہاں دھو دھا کر پاک اور صاف کرتے ہیں اور پھر روشنی کے ملک کی طرف لیجاتے ہیں اور وہاں اسکی خوشبو سے معطر کیا جاتا ہے اور اسکے بعد خوشی کے ملک کیطرف لیجاتے ہیں۔ اور وہاں لیجا کر فارغ البال کر دیتے ہیں اور اسکے بعد ملک ہیبت کی طرف لیجاتے ہیں اور اس جگہ تربیت دی جاتی ہے پھر رحمت کے ملک میں لیجاتے ہیں اور وہاں اسکو تازگی اور خوشی بخشی جاتی ہے اور دلاوری عطا کی جاتی ہے اور اس کے بعد وحدانیت کے ملک میں پہنچاتے ہیں اور وہاں خوفناک کرتے ہیں اور پھر غذا کھلاتے ہیں اور اپنی مہربانی کا مٹکا اس پر انڈیل دیتے ہیں اور جمعیت عطا کرتے ہیں اور نگہبانی کرتے ہیں اور خداوند تعالےٰ کی دوستی اس کو قوت دیتی ہے اور شوق اس کو نزدیک کرتا ہے اور جو مشقت کرتا ہے وہ اس کو خدا تعالےٰ کے پاس پہنچا دیتی ہے اور اس کو عزیز کرتی ہے اور اس سے قربت کا نہایت درجہ حاصل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ اس کو ادب سکھلاتا ہے اس سے آپ کلام کرتا ہے اپنے احسان سے اسکے حوصلہ کو فراخ کیا جاتا ہے اور پھر اس کو قبضہ دی جاتی ہے اور جس جگہ وہ پھرتا اور رہتا ہے ہر حال اور ہر مکان میں پروردگار اس کے پاس ہوتا ہے پس یہ شخص اپنے خدا کے قبضہ میں ہوتا ہے اور اسکے امینوں میں سے ایک امین ہے اور اسکے اسرار سے واقف اور جو چیز خدا کے پاس ہے اس کو پہنچتی ہے وہ اس کو خلق اللہ کے پاس پہنچاتا ہے اور جب اس مقام میں پہنچتا ہے تو اس وقت اُس کی تمام صفتیں برطرف ہو جاتی ہیں اور نہ ہی گفتگو رہتی ہے۔ اور نہ ہی سخن۔ اور عقل اور دلوں کی انتہا اور اولیاؤں کے حالات کی نہایت یہی ہے اور جس کا ان کو اپنے پروردگار کی طرف وعدہ دیا گیا ہے وہ یہی ہے۔ اور جو چیز اس کے سوا ہے وہ پیغمبروں کے واسطے ہی مخصوص ہے اور جو ولی کا درجہ ہوتا ہے وہ پیغمبروں کے درجہ کی ابتدا ہوتی ہے ان سب پر خدا کا درود اور اسکی رحمت نازل ہو اور نبوت اور ولایت میں فرق یہ ہے کہ نبوت وہ کلام ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہو اور وحی ہے یعنے جبرئیلؑ کا تشریف لانا اور انکو روح اللہ بھی کہتے ہیں اور اللہ تعالےٰ نے جبرئیل کے ذریعہ جو امین تھا اپنے کلام تمام فرمایا ہے اور اس کلام کا قبول کرنا اور اس کا ماننا لازم ہے اگر کوئی اس کی قبولیت سے انکار کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ انکار کرنے سے خدا کے کلام کا منکر ہوتا ہے اور ولایت یہ ہے کہ خدا کی طرف سے کسی کے دل میں کوئی بات

بطور الہام کے ڈالی جائے اور اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کے حق میں الہام کا ذمہ لیتا ہے اور اس کے ساتھ ایک آرام ہوتا ہے اور پھر وہ حدیث معہ آرام کے مجذوب کے دل میں جا قرار پکڑتا ہے اور اس کا دل اس کو قبول کرتا ہے اور ٹھنڈک پاتا ہے پس جو خاص کلام ہوتا ہے وہ تو پیغمبروں کے واسطے ہی مخصوص ہے اور حدیث ولی آدمیوں کے واسطے ہے اور جو آدمی کلام کا منکر ہوتا ہے وہ کافر ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا کے کلام اور وحی کا منکر ہوتا ہے اور جو آدمی صرف حدیث کو ہی نہ مانے وہ کافر نہیں ہوتا بلکہ ناامیدی کے عالم میں ہوتا ہے اور نہ ماننے کے سبب سے اس پر وبال ہوتا ہے اور حیرانی میں گرفتار رہتا ہے کیونکہ وہ خدا کے اس الہام کا یقین نہیں کرتا۔ جس کو خدا نے اپنے ولی کے دل میں اپنی محبت کے سبب سے داخل کر دیا ہے اور داخل کر کے اس کے دل تک پہنچایا ہے اور حدیث مشیت کے وقت خدا کے علم سے ظاہر ہوتی ہے اور ولی کے دل میں راز کی مانند جا ٹھیرتی ہے اور یہ حدیث جو بندہ کے دل میں جا کر جگہ پکڑتی ہے تو اسکا سبب یہی ہے کہ اپنے بندہ کے ساتھ خدا کی بڑی محبت ہوتی ہے اسی واسطے ہی دل میں جا گڑتی ہے پس اس سے ظاہر ہے کہ بندہ کے دل میں حدیث کے مضمون کا جو نزول ہوتا ہے تو وہ خدا کی مدد سے ہی ہوتا ہے اور اسی کی مدد سے قبول کرتا ہے اور آرام اور ٹھنڈک پاتا ہے۔

مبتدی آدمی کا کام

مبتدی کو کیا کرنا چاہیئے۔ اور اپنے پیر کا ادب کیونکر کرے اور جب شیخ صاحب اپنے مرید کو ادب سکھلائیں تو وہ کس طرح سکھلائیں مرید کا اعتقاد اول ہی اول اس پر مضبوط کریں کہ گذشتہ بزرگ اور نیکو کار جو اہل سنت گذرے ہیں انکے طریق پر چلے اور نبیوں اور رسولوں اور اصحابہ اور تابعین اور ولیوں اور صدیقوں کا عقیدہ اور طریق اختیار کرے اور کتاب میں اس کا مذکور ہو چکا ہے قرآن شریف اور حدیث کے ساتھ تمسک کرنے اور انکے موافق جو اوامر اور نواہی اور اصول ہیں انپر عمل کرے اور ان دونوں یعنے قرآن اور حدیث کو اپنے بازو کی قوت قرار دے کیونکہ انسان ان دونوں کے ذریعہ سے پرواز کر سکیگا یہ دونوں طریق انسان کو مقصود یعنے پروردگار تک پہنچانے والے ہیں اور اس کے بعد صدق اور پھر کوشش اختیار کرے اور یہاں تک اس میں ثابت قدم رہے کہ ہدایت کرنے والے اور دلیل پر رسائی ہو جائے اور یہ اس کو کھینچکر خدا کے راستہ پر لے جا کر کھڑا کر دیں اور اس کے بعد مرید کو مونس تلاش کرنے کی تلقین کی جائے تاکہ وہ اس کا ان موقعوں پر مددگار ہو۔ ماندگی۔ رنج۔ تاریکی۔ شہوت کا غلبہ۔ لذت ذمیمہ صفات نفس کی۔ گمراہ کرنے والی خواہشیں اور بری طرح جو حق کے راستے سے روکنے والی اور باز رکھنے والی ہو اور اس مونس سے اس کا دل الفت اور راحت اختیار کرے اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے جو لوگ ہماری طلب میں کوشش کرتے ہیں ضرور ہم ان کو اپنی راہ دکھاتے ہیں اور ایک حکیم کہتے ہیں۔ جس نے طلب کیا اور کوشش کی اس نے پالیا۔ پس اعتقاد کے سبب سے تو انسان کو حقیقت کا علم حاصل ہوتا ہے اور کوشش کرنے سے حقیقت میں چلنے کے راستے دریافت ہوتے ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا عہد اور پیمان خالص اور مضبوط کرے اور وہ اس طرح ہوتا ہے کہ جو اس نے عہد کیا ہے اسکے خلاف دوسرے راستے میں ایک قدم بھی نہ رکھے اور اپنے منزل مقصود میں پہنچنے تک اپنے ارادہ سے رکے اور اس سے باز نہ رہے اور ملامت کرنیوالے لوگوں کی ملامت سے ہمت نہ ہارے اپنی ہمت کو مضبوط رکھے جو لوگ قول کے سچے ہوتے ہیں وہ اپنے قول سے نہیں پھرتے اور اگر کچھ کرامت حاصل ہو تو اس پر ہی قناعت نہ کر بیٹھے گو یہ کرامت کوشش کے عوض میں بارگاہ صمدیت سے عطا ہوتی ہے

مگر اس پر ہی قناعت کرنی اسکے اور خداوند تعالٰے کے درمیان ایک حجاب ہے اور جب حضوری حاصل ہو جائے
تو پھر کرامت اس کو ضرر نہیں پہنچاتی یعنے حجاب روک دینے کا باعث نہیں ہوتی کیونکہ یہ قدرت کے دروازوں
میں سے ایک دروازہ ہے اور اس کے ثمروں اور اسکی علامتوں میں سے ہے اور خدا تعالٰے کی حضوری میں پہنچنا
اس کی قدرت سے حاصل ہوتا ہے پس حضوری کے ہوتے ہوئے کرامت اس کی ذات کی کسی چیز کو ضرر نہیں
پہنچاتی اس کو ضرر کیونکر پہنچ سکتا ہے وہ ولی صاحب ہوتے ہیں اور خدا کی زمین پر اس قدرت کا ایک نمونہ اور
اس سے جو خرق عادت ظاہر ہوتی ہے اور حکمت کا کلام اس سے اس کا کمال ظاہر ہوتا رہتا ہے اس آدمی کی جہالت
اور خاموشی اور طبع کی کندی اور فہم کا قصور یہ حرکات۔ سکنات۔ غرض اس کا تمام تصرف سب پند اور نصائح
ہی ہوتا ہے اور اسکی جان اور جسم کے ملک میں خداوند تعالٰے کے احکام جاری ہوتے ہیں کوئی جگہ خالی نہیں ہوتی
جس میں حکموں کی آمدورفت نہو اور ان کے سمجھنے سے انسانی عقلیں عاجز ہیں اور حیران۔ اور اس وقت میں کبھی
ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کو حکم دیا جاتا ہے کہ کرامت کو طلب کر اور اس کے واسطے اس پر زور ڈالا جاتا ہے اور
اس کو یہ معلوم ہوتا ہے بلکہ تحقیقًا جانتا ہے کہ اگر میں طلب کی ترک کرونگا اسکی مخالفت کی گئی تو اس میں میری
ہلاکت ہے میں زندہ نہیں رہونگا۔ ثبات اور بقا اور عبادت اور قربت اور خدا کی خوشنودی اور نزدیکی اور اس
کی محبت کی زیادتی خدا کا حکم بجا لانے اور اسکی فرمانبرداری میں ہے اور ان کا یہ عامل ہوتا ہے اور جب کرامت کے طلب
کرنے کے واسطے مجبور کیا جاتا ہے تو یہ اس کو کس طرح ضرر پہنچا سکتی ہے نہیں پہنچا سکتی۔ اور اسکی یہ طلب اسکے اپنے
اور پروردگار کے درمیان میں ہی ہوتی ہے عام لوگ اس سے واقف نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ کسی کو آگاہ کرتا ہے مگر جب
غلبہ کا ظہور ہوتا ہے تو اسوقت ظاہر ہو جاتی ہے اور ولایت کی شرط میں یہ داخل ہے کہ کرامت کو چھپایا جائے اور نبوت
اور رسالت میں یہ شرط ہے کہ جو معجزات ہوں انکو ظاہر کیا جائے تا کہ نبوت اور ولایت کے درمیان میں جو فرق ہے وہ
ظاہر ہو جائے اور مبتدی کو اس کی پابندی کرنی لازم ہے کہ تقصیرات اور کوتاہی کی جگہوں میں نہ ٹھیرے اور جو لوگ
جھوٹے اور قصور کرنے والے ہوں انکے ساتھ میل جول نہ کرے ان سے بچا رہے یہ لوگ گفتگو کے فرزند ہی ہوتے ہیں
یہ اعمال اور کوشش اور اسلام اور ایمان کا صرف دعوٰے کرنے والے ہی ہوتے ہیں۔ خدا تعالٰے انکے حق میں فرماتا ہے (اے
لوگو جو ایمان لائے ہو جو بات تم آپ نہیں کرتے وہ دوسروں کو کس واسطے کہتے ہو خدا کے نزدیک یہ بڑا گناہ ہے کہ جو بات
آپ نہ کرو وہ اوروں کو کہو) اور ایک دوسری آیت میں فرمایا ہے (لوگوں کو تو نیکی کرنے کا حکم کرتے ہو اور اپنے نفسوں
کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو پھر تم نہیں سمجھتے) اور مبتدی کو اپنے خرچ میں تنگی کرنی نہیں چاہیئے اور اس
بات میں بخیلی نہ کرے جو آسانی کے ساتھ اس کے ہاتھ آئی ہو اور اگر کوئی چیز موجود ہو تو اس ڈر کا مارا کہ پھر ایسی نہیں ملیگی
اس سحری میں صرف کرنے یا افطار کرنے میں دریغ نہ کرے اور نفس کو اس کا یقین دلائے کہ گذشتہ زمانہ میں جتنے ولی
ہوئے ہیں اللہ تعالٰے نے ان کو بخیل نہیں پیدا کیا جو چیز ان کو آسانی سے ملی ہے اسکے خرچ کرنے میں کسی نے بخیلی نہیں کی
اور ہمیشہ ان باتوں میں صابر رہے۔ ہمیشہ کی خواری۔ محرومی۔ ہمیشہ کی بھوک۔ گمنامی۔ لوگوں کی مذمت میں راضی ہو اور اپنے
بھائیوں اور ہمجنسوں اور اپنے قریبیوں کو عطا کرے اور بخشش سے پیش آئے اور جو مشائخ اور عالم لوگ ہوں۔ انکی
مجلسوں میں حاضر ہو اور اس میں اوروں پر پیش دستی کرے اور جب مجلس میں جائے تو وہ خود تو بھوکا رہے اور باقی تمام جماعت
کے لوگ سیر ہو کر کھالیں اور باقی سب لوگ تو باعزت ہوں اور اس کو خواری نصیب ہو اور وہ خود بھی کوشش کرے

کہ دوسرے آدمیوں کو عزت دے اور آپ اپنے نفس کے واسطے ذلت اور خواری اختیار کرے اور اس کو پسند بھی فرمائے
کیونکہ ایسا کرنے کے واسطے حکم دیا گیا ہے اور اگر کوئی آدمی ان باتوں پر راضی نہیں ہوگا اور ان باتوں کے برداشت
کرنے پر اپنے نفس کو مضبوط اور ثابت قدم نہیں بنائیگا تو وہ اپنی مراد کو نہیں پہنچیگا اور نہ ہی اس سے کوئی کام
نکلیگا۔ پس اگر کوئی پوری رستگاری چاہتا ہے اور منزل مقصود پر پہونچنے کا خواستگار ہے تو وہ ان تمام باتوں کو
جو مذکور ہوئی ہیں اختیار کرے۔ خدا تعالٰے کی جناب میں گذشتہ گناہوں کی آمرزش کا طالب اور اس کا منتظر رہے
اور زمانہ کی گردش اور خدا کی طاعت اور عبادت کی جس سے اس کو محبت ہے بخوبی نگہبانی کرے اور اپنی ریاضت اور
عبادت کو خدا کے سپرد کردے۔ اور اپنی حرکات اور سکنات میں خدا کی رضا مندی چاہے اور شیخوں اور ولیوں اور
ابدالوں کی دوستی میں اللہ تعالٰے کی خوشنودی کا طلبگار ہو کیونکہ ان باتوں سے ہی ان لوگوں کے گروہ میں داخل
ہوگا جو ذوی العقول اور ذوی الاسباب ہیں ان کو اللہ تعالٰے نے عقل دی ہے اور اپنی آیتوں کے ذریعہ عبرت
سے واقف کیا ہے انکے دل اور انکی نیتیں صاف ہیں پس مرید کی صفت یہ ہے جو بیان کی گئی ہے اور جن باتوں سے
پاک ہونے کے واسطے کہا گیا ہے جب تک ان سے پاک اور صاف نہیں ہوگا وہ اس لائق نہیں ہوگا کہ اس کا نام
مرید رکھا جائے۔

شیخ صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہونیکے وقت مرید کے آداب

مرید کے واسطے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ظاہر میں کبھی پیر صاحب کی مخالفت نکرے اور باطن سے بھی ان پر
کوئی اعتراض نکرے، جو آدمی بظاہر ادب کو ترک کرتا ہے وہ گناہ کرتا ہے اور جو باطن میں پیر صاحب پر اعتراض
کرتا ہے وہ اس کی لغزش کا خواہاں ہے بلکہ مرید کو اپنے پیر کے واسطے اپنے نفس سے دشمنی کرنی چاہیئے اور پیر صاحب
کے مقابلہ میں ہمیشہ اپنے نفس کو زجر اور توبیخ کرتا رہے اور ظاہر اور باطن دونوں طرح سے پیر کی مخالفت چھوڑدے
اور اللہ تعالٰے کے اس کلام کا زیادہ ورد کیا کرے، اے اللہ ہم کو بخش دے اور ہم سے پہلے جو ہمارے مومن بھائی چل بسے
ہیں انکو بھی بخش دے اور ہمارے دلوں کو مومنوں کی طرف سے ملا کر نہ کر اے ہمارے پروردگار اس میں کوئی شک نہیں ہے
کہ تو ہم پر مہربانی کرنیوالا رحمت کرنیوالا ہے اور اگر شیخ صاحب سے کوئی ایسا عمل معلوم ہو جو شرع کے خلاف ہو تو اشارۃً
اور ضرب المثل سے شیخ صاحب کو اس سے آگاہ کرے صریح نہ کہدے تاکہ پیر صاحب اس سے متنفر نہ ہو جاوے، اور اگر پیر
صاحب میں کوئی عیب دیکھے تو اس کو چھپائے اور اپنے نفس پر تہمت لگائے اور کوئی تاویل تلاش کرے اور اگر کوئی عذر
نہ ملے تو پھر شیخ صاحب کے واسطے استغفار پڑھے اور انکے حق میں دعا کرے کہ اے اللہ انکو علم اور بیداری کی توفیق اور
حمیت دے، اور انکی نگہبانی کر اور انکی عصمت پر پورا پورا اعتقاد نہ رکھے اسکی دوسری کو خبر نکرے اور جب دوسرے وقت
انکی خدمت میں جائے تو یہ یقین کرلے کہ شیخ صاحب میں جو عیب دیکھا تھا وہ ضرور دور ہو گیا ہوگا۔ اور اس پر ثابت
نہیں رہا اور اپنے پہلے رتبہ سے وہ اعلٰے مرتبہ پر نقل کر گئے ہونگے۔ شیخ سے جو کچھ پہلے ہوا ہے وہ غفلت میں سرزد ہوا ہے
اور دونوں حالتوں کے درمیان جو جدائی ہوتی ہے اس میں ہوا ہے ایک حالت تو رخصتوں اور اباحتوں اور عزیمت کے
ترک کرنے اور سخت عمل کرنے کی ہے یہ تو ایسی ہے جیسی دو گھروں کے درمیان دہلیز ہوتی ہے اور دو منزلوں کے درمیان
میں ایک منزل ہوتی ہے اور پہلے گھر میں کھڑا ہوتا ہے تو یہ ایک حالت ہوتی ہے اور جب چوکھٹ پر کھڑا ہوتا ہے تو
یہ دوسری حالت ہوتی ہے اور ایک لباس سے دوسرے لباس میں نقل کرکے جانا اور ایک ولایت سے دوسری ولایت

میں پہنچا جو پہلے سے بزرگ ہوئے سب جدا جدا حالتیں ہیں کیونکہ ان میں روز بروز قرب الٰہی کی طرف آگے کو بڑھتے جاتے ہیں اور اگر شیخ صاحب غصہ ہوں یا رنجش کے آثار ظاہر کریں یا مرید کی طرف سے چشم پوشی کریں تو مرید ان سے تعلق قطع نہ کر دے بلکہ معلوم کرے کہ شیخ صاحب کی آزادگی کی وجہ کیا ہے اور انکی خدمت میں جو بے ادبی یا تقصیر ہوئی ہو یا کوئی نافرمانی کی ہو تو اس کی نسبت اپنے پروردگار کی درگاہ میں توبہ کرے، اور استغفار پڑھے اور آئندہ ویسا کرنے سے توبہ کرے اور اس کے بعد شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو اور جو تقصیر کر چکا ہے اس کا عذر کرے اور اپنی عاجزی اور تعلق ظاہر کرے اور مخالفت کا خیال دل سے دور کر کے آئندہ کے واسطے دوستی جتلائے اور ہمیشہ اس کے موافق رہے اور اس کو اپنے اور اپنے خدا کے درمیان وسیلہ گردانے تاکہ پیر صاحب کے ذریعہ سے خدا کی بارگاہ معلی میں اس کی آسانی ہو جائے۔ جب کسی بے چارے کو بادشاہ تک پہنچنے کی راہیں معلوم نہیں ہوتیں تو اس کا یہ حاجتمند ہوتا ہے کہ کسی بادشاہی دربان کے ساتھ دوستی پیدا کرے اور سلطنت کے جو خدمتگار اور خاص باریاب ہیں انکا آشنا بنے تاکہ وہ اس کو شاہی سیاست سے آگاہ کریں۔ اور بارگاہ میں جو تمام جہان کو پناہ دینے والی ہے حضوری کے آداب سکھلائیں۔ اور اس کو عرض و معروض کا طریقہ بتلائیں۔ اور آگاہ کریں کہ بادشاہ کے خزانہ عامرہ میں فلاں تحفے اور ہدیے کمیاب ہیں۔ اور ان کو نذر میں گذارنے کی زیادہ خواہش ہے تاکہ ان کو تیار کرے اور معلوم کرے کہ ان کو کونسے دروازہ سے لیکر داخل ہونا چاہیئے۔ اور کس دروازہ سے داخل ہونے میں ملامت اور اہانت ہوگی۔ اور اس دروازہ سے داخل ہونے میں بادشاہ کی حضوری نصیب نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی اپنے مقصد پر کامیاب ہو سکونگا اور اُس مقام میں خوف اور خطرہ بھی خطرہ ہے پس اس باب میں اس کے محتاج ہیں کہ کوئی راستہ بتلانے والا اور خبردار کرنے والا ہو تاکہ وہ ہاتھ پکڑ کر اس کو اس مقام پر بٹھلا دے جہاں وہ بیٹھنے کے لائق ہو اور یا اس کو وہاں بیٹھنے کے واسطے اشارہ ہی کر دے تاکہ درگاہ پر پہنچنے کے وقت اس کو ذلت نصیب نہ ہو اور اس الزام میں نہ دھرا جائے۔ کہ یہ بڑا بے ادب اور احمق ہے اور اس پر اعتقاد رکھے کہ اس جہان میں اللہ کی یہی عادت ہے کہ ایک پیر ہو اور ایک مرید اور ایک تابع اور ایک متبوع ایک اُستاد ہو ایک شاگرد ایک آقا ایک نوکر آدم سے لیکر قیامت تک۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ خدا نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو سارے نام سکھلائے اور کام کے آغاز کو شروع فرمایا اور یہ ایسا ہی ہوا کہ آدم کو شاگرد بنایا اور خدا تعالےٰ آپ ان کے استاد بنے یا یوں کہو کہ آدم کو مرید بنایا اور آپ باری تعالےٰ شیخ صاحب بنے اور پھر ان کو اس طرح تلقین کی اے آدم یہ تو گھوڑا ہے اور یہ خچر ہے اور یہ گدھا اور یہ بڑا پیالہ ہے اور یہ چھوٹی پیالی ہے سب کچھ بتلا دیا اور جب تعلیم اور تہذیب دیکر فراغت پائی تو ان کو ان خطابوں سے مخاطب کیا معلم۔ استاد۔ شیخ اور حکیم اور طرح طرح کے لباس اور زیور پہنائے اور طرح طرح کے علوم سے آپ کو امتیاز بخشی اور بہشت میں کرسی کے اوپر بٹھلایا اور آپ کے گرد فرشتوں کو صف بستہ کھڑا کیا اور جب فرشتوں نے جناب الٰہی میں اپنی لاعلمی ظاہر کی اور عاجزی جتلائی اور کہا تو پاک ہے ہم کو علم نہیں مگر جو تو نے سکھایا تو اس وقت حضرت آدم کو ارشاد ہوا کہ ان کو سب چیزوں کے نام بتلا دو اسلئے آپ استاد بنے اور تمام فرشتے آپکے شاگرد ہوئے۔ اور ان کو تمام چیزوں کے نام سکھلائے جیسا کہ قرآن میں اسکی شہادت موجود ہے اور اس سے فرشتوں پر حضرت آدمؑ کی بزرگی اور فضیلت ظاہر ہوئی اور انکے اور خدا کے نزدیک آپ کو شرف دیا گیا اور حضرت آدمؑ متبوع ہوئے اور فرشتے آپکے تابع اور اسکے بعد قضا کے موافق آپنے اس درخت کا پھل کھا لیا جس سے آپ کو منع کیا گیا تھا اسلئے آپ کو بہشت سے دھکیل کر نکال باہر کیا اور ایک حالت سہو دہری

حالت پر اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کئے گئے اور آپ کو اسکی کوئی خبر نہ تھی، نہ تو اُس جگہ کو اپنا وطن سمجھتے تھے اور نہ ہی وہاں ٹھیرنے کا کوئی خیال تھا اور نہ یہ گمان تھا کہ مجھ کو اس منزل کی سیر کرائی جائیگی۔ اور جب حضرت آدمؑ کو بہشت سے نکالا گیا اور زمین کی منزل پر پہنچے اور وہاں چلے پھرے تو ان کو زمین سے خوف آیا اور زمین کی سطح پر ان چیزوں کو دیکھا جن کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور آپ پر ان بلاؤں کا بوجھ ڈالا گیا۔ بھوک۔ پیاس۔ سوزش قبض اور پہلے اس سے آپ کو واقفیت نہ تھی اور اس واسطے اب آپ کو پھر معلم اور مرشد اور اُستاد اور رہنما اور خبر دینے والے اور ادب سکھلانے والے کی حاجت ہوئی اسلئے پروردگار نے جبرئیلؑ کو نازل فرمایا اور انہوں نے حکم خدا کے موافق آپکے ساتھ دوستی کی اور جو دشوار امر تھے وہ آپ پر ظاہر کر دئے اور انہیں گندم کا بیج دیا اور بتلایا کہ ان کو اس طرح بویا جاتا ہے اور بونے کے بعد جب اس کا درخت بڑا ہو کر بار آور ہوا اور کاٹنے کے قابل ہو گیا تو اسوقت آپ کو اسکے کاٹنے کا طریق اور ڈھنگ بتلایا گیا اور اس کے بعد یہ سکھلایا کہ گیہوں کو خس و خاشاک وغیرہ سے اس طرح پر صاف کیا جاتا ہے اور پھر آٹا پیسنا بتلایا اور اس کے متعلق کا تمام ضروری سامان مہیا کر دیا اور اس کے بعد آپ کو روٹی پکانی سکھلائی۔ چنانچہ جس طرح آپ کو تعلیم کی گئی تھی اس کے بموجب آپ نے روٹی پکائی اور جب پکا چکے تو بعد میں اسکے کھانے کا ڈھنگ سکھلایا۔ پس آپ نے روٹی کھائی اور پھر جب آپ کو پاخانہ کی حاجت ہوئی۔ تو اس سے آپ گھبرا گئے اور اس فکر میں پڑ گئے اب کیا کریں پھر اس مطلب کے واسطے آپکے استاد کی حاجت ہوئی اسکی کیفیت بھی جبرئیلؑ نے بتلائی۔ کہ اس طرح پاخانہ پھرنا چاہئے۔ اور طہارت کرنیکے واسطے ہدایت کی اور عبادت کا طریق بتلایا۔ اور حضرت آدمؑ نے اپنے جسم کی سیاہی کو سفیدی سے بدلنے کی کوشش کی۔ حضرت آدم علیہ السلام کا جسم نورانی تھا۔ اور جب آپ پر شہنشاہی عتاب نازل ہوا۔ تو اس وقت وہ تیرہ ہو گیا اسلئے سیاہی کے دور کرنے کے واسطے حضرت جبرئیلؑ نے ایام بیض کے روزے رکھنے آپ کو بتلائے یعنے مہینے کی تیرہویں اور چودھویں اور پندرہویں تاریخ چنانچہ آپنے اس پر عمل کیا اور ان تاریخوں میں روزے رکھنے سے آپکے جسم کی سیاہی جاتی رہی اور تمام بدن نورانی ہو گیا اور انکے سوا اور بھی آپ کو بہت سے علم اور ادب سکھلائے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ حضرت آدمؑ شاگرد بنے اور حضرت جبرئیلؑ آپ کے استاد بنے۔ اور پیر اور اُستاد بنے پیچھے اسکے کہ حضرت آدم جبرئیل اور باقی تمام فرشتوں کے پیر اور متبوع ہو چکے تھے اور سب سے زیادہ دانا تھے پس اس طرح تغیر اور تبدل سے معاملہ بدلتا گیا۔ اور پھر حضرت آدمؑ کے رشید فرزند حضرت شیثؑ نے بھی اس طرح اپنے والد ماجد سے تعلیم حاصل کی ہے اور آگے بھی سلسلہ وار انکی اولاد نے تعلیم پائی ہے اور اس کے بعد حضرت نوحؑ نے اپنی اولاد کو تعلیم دی ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی اپنی اولاد کے معلم بنے ہیں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو وصیت کی ہے اور یعقوبؑ نے بھی اپنی اولاد کو نصیحت کی ہے) اور موسٰی اور ہارونؑ نے بھی اپنی اولاد کی تعلیم کی ہے اور بنی اسرائیل کو تعلیم دی ہے اور حضرت عیسٰےؑ اپنے حواریوں کے معلم ہوئے ہیں اور پھر محمد صلعم کو حضرت جبرائیلؑ نے تعلیم دی ہے آپ کو وضو کرنا سکھلایا۔ نماز پڑھنی سکھلائی مسواک کرنے کی وصیت کی۔ اور خدا کے رسول نے فرمایا ہے (مجھ کو مسواک کرنے کی نصیحت کی ہے) اور آپ نے فرمایا ہے کہ جب تک میرے منہ میں دانت رہے ہیں اس وقت تک جبرئیلؑ نے مسواک کرنے کی مجھ کو نصیحت کی ہے اور خانہ کعبہ کے پاس دو دفعہ میرے ساتھ نماز بھی پڑھی ہے۔ اور پھر ظہر کی نماز زوال آفتاب کے وقت میرے ساتھ ادا کی ہے آخر حدیث میں یہ بیان ہو چکا ہے اور پھر رسول کے اصحابوں نے تعلیم پائی ہے اور پھر اصحابہ کے طالبان نے اصحاب سے اور ان کے بعد تبع تابعین نے تعلیم پائی ہے اور اسی طرح ہی ایک قرن کے بعد دوسری قرن میں

اور ایک زمانہ کے بعد دوسرے زمانہ میں تعلیم پاتے گئے ہیں اور یہی نبیوں کا حال ہوا ہے ایک نے دوسرے صاحب سے رہنمائی حاصل کی ہے اور اس کے قدم بقدم چلے ہیں اور ایک دوسرے کے مذہب کی پیروی کی ہے اور ایک کے بعد اس کا دوسرا خلیفہ قائمقام مقرر ہوا ہے مثلاً موسیٰ بن عمران اور ان کا غلام اور حضرت یوشع بن نوح کا بھانجا اور حضرت عیسے علیہ السلام کے حواری اور ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نبی صلعم سے اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور تمام اصحاب اور اولیا اور صدیق اور ابدال اور استادوں اور شاگردوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے مثلاً حسن بصری اور انکے شاگرد عتبہ بن غلام اور سری سقطی اور ان کا غلام اور بھانجا اور ابی قاسم جنید وغیرہ وغیرہ پس جو مشائخ لوگ ہیں وہ خدا تعالےٰ کا راستہ دکھلانے والے ہیں اور وہ دروازہ ہیں جہاں سے اللہ تعالےٰ کی طرف چلنے کا راستہ ملتا ہے پس مرید کو اس سے کوئی چارہ نہیں ہے کہ وہ پیر کو اختیار کرے جیسا کہ مجمل طور پر بیان ہوا ہے پس یہ جائز ہے کہ خداوند تعالےٰ اپنے بندوں میں سے ایک بندہ کو برگزیدہ کرے اور اس کی تربیت اور نفسانی ہوا و ہوس اور شیطان سے اس کی نگہبانی کو اپنے ذمہ میں لے جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو برگزیدہ کیا اور محمد مصطفےٰ صلعم کو اور اویس قرنیؒ اور دوسرے نبیوں وغیرہ کو اور اس کی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ خدا کی تربیت کے سوا کوئی ولی دوسرے کو اپنی طرف نہیں کر سکتا۔ اور ہمنے جو بیان کیا وہ اغلب اور اکثر اور اسلم اور احسن ہے۔ پس مرید کو لازم ہے کہ جب تک خدا کی بارگاہ میں اسکی پوری رسائی نہ ہو جائے وہ مرشد سے قطع تعلق نہ کرے اور درگاہ ایزدی میں پہونچ جاتا ہے اور پھر اللہ تعالےٰ اس کی تربیت اور تہذیب اپنے ذمہ لے لیتا ہے اور جس قدر اسرار نہانی ہوتے ہیں ان پر اس کو مطلع اور واقف کر دیتا ہے اور ان سے انکا پیر صاحب بھی آگاہ نہیں ہوتا۔ اور پھر جو خدا کی مرضی ہوتی ہے وہ کام ان سے لیتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ اس پر عمل کرے اور نہی سے بھی واقف کر دیتا ہے اور اس کی حالت میں بست و کشاد ہوتی رہتی ہے۔ کبھی اس کو غنی کر دیتا ہے اور کبھی فقیر بنا دیتا ہے اور ساتھ ساتھ ہی اس کو تلقین ہوتی رہتی ہے اور جن چیزوں پر اس کے کام نے سرانجام پذیر ہونا ہوتا ہے ان سے اسکو آگاہی دی جاتی ہے پس یہ شخص خدا کے سوا اور جتنی چیزیں ہوتی ہیں۔ ان سب سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اللہ کے سوا اور کسی طرف توجہ نہیں کرتا اور اس کے دل میں ان چیزوں کی گنجائش ہی نہیں ہوتی ہے خدا کے ادب کا نگاہ رکھنا خدمت کی رعایت اور حفاظت کرنی اور اسکی حرمت اور توقیر کرنی ان کے سوا دوسری کسی چیز کی اس کے دل میں گنجائش نہیں رہتی اور جب اس رتبہ کو پہنچ جاتا ہے تو اس وقت پیر سے مرید کا تعلق قطع ہو جاتا ہے اور شیخ کے پاس اس کا جانا حرام ہو جاتا ہے مگر یہ کسی صریح امر اور بین خبر کی نسبت ہے۔ اور ایسا ہوتا ہے کہ شیخ اسکی طرف جائے اور راستے یا مسجد میں ملاقات کا اتفاق ہو مگر یہ ملاقات قصداً نہیں ہوگی اور مرید کو جو یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں تو یہ اس استغنا کے باعث سے ہوتی ہیں جو حضوری میں خداوند تعالےٰ کی طرف سے اس کو حاصل ہوتا ہے اور حال کے قائم رہنے سے اور اس پر جو ذلت اور خواری اور عقوبت برداشت کرتا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ پیر اور مرید دونوں حکم الٰہی سے ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں کیونکہ اس کے حکم کی بجا آوری میں دونوں شریک ہوتے ہیں اور خدا تعالےٰ جب چاہتا ہے دونوں کو اکٹھا کر دیتا ہے اور جب جدا کرنا چاہتا ہے تو دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیتا ہے کیونکہ ہر ایک کا حال قضا و قدر میں ہر ایک کی استعداد کے موافق ہی ہے اور سب کو اس مقام میں کوئی چارہ نہیں۔ یہ معاملہ خداوند تعالےٰ کی عنایت پر موقوف ہے اور یہ اسی کا کام ہے کہ وہ کسی کو آگے بڑھا دے اور کسی کو پیچھے ہٹا دے۔ تبدل۔ تغیر۔ کسی کو ولایت بخشنی۔ کسی کو معزول کر دینا۔ غنی کرنا۔ فقیر بنانا۔ کسی کو عزت دینی۔ کسی کو ذلت دینی۔ اور ان معاملات میں وہ مقررہ وقتوں پر اپنے احکامات جاری فرماتا ہے اور

کسی کو ان کا حال معلوم نہیں ہوتا۔ لوگوں کو اکثر یہ بات بھی خیال میں نہیں آسکتی۔ کہ اندھیری رات اور اس قدر وسیع جنگل اور گہرے گہرے دریا یہ کیا چیزیں ہیں۔ انسان کی عقل اس باب میں کام نہیں کرتی اور خداوند تعالےٰ نے اپنے علم میں ان سب کو احاطہ کرلیا ہے اور پیغمبروں اور رسولوں اور اپنے خاص ولیوں میں سے جن کو ان اسراروں پر آگاہ کیا ہے اور کرتا ہے۔ ان میں سے دو آدمیوں کو ایک بھید کے جاننے پر متفق نہیں کرتا۔ اسلئے جو امور مقدرات سے تعلق رکھتے ہیں ان میں شیخ صاحب کے ساتھ مرید کا سروکار نہیں ہو اس میں ان دونوں کی راہیں مختلف اور جدا جدا ہیں۔ شیخصاحب کو تو کس طرف کی سیر کراتا ہے اور مرید کو کسی اور طرف میں نکال دیتا ہے اور جب انکے ظاہر اور باطن میں اختلاف پیدا کر دیا ہے تو پھر انکی صحبت اور آپس میں معانقہ کرنا کب ممکن ہو سکتا ہے پس یہ امر یقیناً محال کیا گیا ہے اور اگر بالفرض صحبت اور معانقہ کا اتفاق ہو بھی جائے تو اس امر کو شاذ و نادر سمجھنا چاہیئے وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس پر التفات اور اعتبار کیا جائے کیونکہ غالب یقین اسی پر ہو سکتا ہے جو ظاہر ہو پس جو پیر اور مرید اس حالت میں پہنچ جائے اور اپنے پروردگار کی محبت میں اس کو شیخ صاحب کی پرواہ نہ ہے تو اس پر خدا کی رحمت ہے اور اگر ضرورت کے وقت پرواہ کرے تو یہ جائز ہے اور مرید کے آداب میں داخل ہے کہ بلا ضرورت شیخصاحب سے کچھ کلام نہ کرے اور نہ ہی اپنے ہنر اور کسی وصف کا کچھ اظہار کرے اور مرید کو پیر صاحب کے آگے اپنا مصلےٰ نہیں بچھانا چاہیئے اور اگر نماز کے وقت بچھائے تو اس کا مضائقہ نہیں ہے اور جب نماز پڑھکر فارغ ہو جائیں تو بعد میں جلدی اپنا مصلےٰ لپیٹ لے اور کمر بستہ پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جائے جب کہ وہ اپنے بچھاونے پر بے رنج اور کسی غیر کی کلفت کے سوا تکیہ لگائے ہوئے اکڑے بیٹھے ہوں۔ اور اس کو اپنا وطن قرار دیا ہوا ہو اور یہ حالت شیخ صاحب کی ہی ہے مرید کی نہیں ہو سکتی۔ اور شیخصاحب کے مصلے پر اپنا مصلےٰ نہ بچھائے اس سے پرہیز رکھے۔ کیونکہ ان کا مرتبہ بہت بڑا ہے بلکہ پیر صاحب کے مصلے کے نزدیک بھی اپنا مصلےٰ بچھانے سے پرہیز کرے اور اگر پیر صاحب اجازت دیں تو پھر جائز ہے کیونکہ پھر نہ بچھانا صوفیہ گروہ کے نزدیک ادب کی ترک ہو۔ اور اگر شیخ صاحب کے روبرو کسی مسئلہ کی بحث ہو رہی ہو اور مرید اس کے جواب دینے میں پورا ملکہ اور طاقت رکھتا ہو اور اس باب میں عاقل اور دانشور ہے تو خود خاموش رہے اور شیخصاحب کی کلام کو کان لگا کر سنے اور اس کو عمل میں لائے کیونکہ شیخصاحب کی زبان پر جو کچھ جاری ہوتا ہے وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور اگر پیر صاحب کی کلام میں کوئی نقص اور قصور دیکھے تو اس کو رد نہ کرے اور مرید کے دل میں خدا نے جو بصیرت کا نور بھرا ہے اور اپنا فضل اور کرم کیا ہے۔ اس کو اپنے دل کے خزانہ میں ہی چھپائے رکھے اور شیخصاحب کے روبرو بہت باتیں نہ بنائے اور ایسا نہ کہے۔ کہ شیخصاحب نے مسئلہ میں خطا کی ہے اور چوک گیا ہے اگر شیخصاحب کی کلام میں رخنہ اندازی کریگا تو بے ادب ہوگا۔ اور اگر بغیر سوچے سمجھے بے تحاشا اور بلا قصد کوئی بات منہ سے نکال دے۔ تو فوراً خاموش ہو جائے۔ اور توبہ کرے کہ آئندہ میں ایسی خطا نہیں کرونگا۔ پس مرید کی خیر اسی میں ہے کہ خاموش رہے اس کے سوا اس کے واسطے اور کوئی رستہ نہیں ہے اور جب سماع ہو رہا ہو تو اس حال میں پیر صاحب کے روبرو مرید کوئی حرکت نہ کرے مگر پیر صاحب کے اشارہ سے حرکت کرنی جائز ہے اور اپنی طرف سے کوئی بناوٹی حالت بھی ظاہر نہ کرے اور اگر شوق کا غلبہ ہو جائے اور حالت طاری ہو اور اس سبب سے ہوش اور حواس جاتے رہیں تو جب جوش جاتا رہے تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجائے اور ادب اور آداب کا جو طریق پہلے اختیار کیا ہوا تھا وہی اب پھر اختیار کرے اور اللہ تعالےٰ نے جو اسرار اس پر ظاہر فرمائے ہیں ان کو چھپائے رکھے جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا گیا ہے۔ رقص، سرود راگ ورنگ اور قیل وقال گو ہمارے نزدیک

جائز نہیں مگر وہ ہیں جن کی کرامت کا پہلے ذکر بھی ہو چکا ہے۔ مگر یہ ان لوگوں کی خواہش کے موافق کہا گیا ہے جو کرتے ہیں اپنی مجموں میں اور راستی اور صدق یہ ہے کہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ یہ سننا حال کے صدق کی آگ کو بھڑکا دیتا ہے اور اشتیاق کے شعلہ کو کئی گنا بڑھا دیتا ہے اور پھر اس قسم کے لوگ اپنے نائرہ اشتیاق میں پڑے جلتے ہیں اور اس میں غائب ہو جاتے ہیں اور بڑا لطف حاصل ہوتا ہے اس کو وہی جانتے ہیں جو اس کوچہ سے واقف ہیں۔ جب یہ شوق اور وجد کی حالت میں ہوتے ہیں تو قوم میں انکے پھڑکتے ہوئے اعضاء دکھائی دیتے ہیں۔ اور قوم کے خیالات سے بالکل الگ ہوتے ہیں۔ قوم کے لوگ تو ان باتوں میں مشغول ہوتے ہیں۔ نفسانی لذتیں سا اپنے اپنے یاروں اور دوستوں کی یاد جو ان سے جدا ہو گئے ہیں چاہے مر گئے ہیں اور چاہے زندہ ہیں ان لوگوں کے شوق کی آگ بھی اس سے زیادہ بھڑکتی ہے اور جو حاذق مرید ہوتے ہیں ان کا اور ہی حال ہوتا ہے انکی آگ نہ دھیمی ہوتی ہے اور نہ بجھتی ہے اس کے شعلے کبھی کم نہیں ہوتے ہیں اور اس کا جو محبوب ہوتا ہے وہ اس سے نہ غائب ہوتا ہے اور نہ دور۔ صادق مرید کے شوق کی آگ ہمیشہ شعلہ زن رہتی ہے اور اپنے حقیقی معشوق اور محبوب کی نزدیکی اور اس کی لذت اور اس کی نعمت میں روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ اور اسکے سرور کو کوئی بدل نہیں سکتا اور اس کے مطلب کا جو کلام ہوتا ہے وہ خدا کا کلام ہی ہوتا ہے۔ اس حالت میں مرید ان باتوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے غزل۔ راگ رنگ۔ فریاد اور غوغا کرنے والے جو اخوان الشیاطین ہوتے ہیں اور نفس امارہ کی ہوا اور ہوس کے گھوڑوں پر سوار اور جو لوگ فریاد اور غل کرنے والوں کی پیروی کرنے والے ہوتے ہیں اور مرید کو حالت سماع میں کسی پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ اور کسی کے وقت اور طلب کا مزاحم نہ ہو۔ کوئی تو اس وقت ایسے شعر سننا چاہتا ہے جو شرک اور ریا کے باب میں ہوں اور کوئی اس قسم کے دل کو نرم کرنے والے بہشت اور حوروں کا شوق بڑھانے والے۔ آخرت میں خدا کے دیدار کی امید بندھانے والے۔ دنیا اور دنیا کی لذتوں اور شہوتوں کے دور کرنیوالے عورتوں اور فرزندوں کے ترک کرنے پر دل بڑھانے والے آفتوں اور فتنوں اور بلاؤں پر صابر کرنے والے اور جو فرزندوں کی محبت سے قطع تعلق کریں اور آخرت کی طرف منہ پھیریں پس ان سب کو شیخ صاحب کے حوالہ کر دے اور ان تمام باتوں کو شیخ کے حوالہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس تمام قوم کے آدمی شیخ صاحب کی ولایت میں ہوتے ہیں اور اگر سننے والا ارباب تحقیق میں سے ہو تو وہ ظاہر میں تمام ادبوں کو نگاہ رکھے اور اپنے باطن میں تکلیف سے انکار کرے کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ خود ہی خدا تعالےٰ کسی دوسرے کے دل میں یہ ڈال دیتا ہے کہ وہ گانے والے سے گانے کی دوبارہ خواہش کرے اور یا گانے والے کے دل میں آپ ہی آجاتا ہے کہ دوبارہ اپنے کلام کو دہرائے۔

مریدوں کے آداب

مریدوں کا آداب اپنے شیخ سے

مرید کو لازم ہے کہ جب شیخ سے ادب سیکھنے کا ارادہ کرے تو اسکے دل میں اسباب کا ایمان اور صدق ہو اور اعتقاد ہو کہ پیر صاحب سے بہتر اس زمانہ میں اور کوئی آدمی نہیں ہے کیونکہ مطلب میں کامیابی کا ذریعہ ہوتے ہیں اور محض خدا کے لئے ہی اسے قبول کرے اور اس کے راز کو جو خداوند تعالےٰ کے ساتھ ہو اپنے دل میں نگاہ رکھے اور کسی غیر آدمی کے پاس اس کو ظاہر نہ کرے مگر جو چیز اس کے حال کے واسطے بہتر ہو اور اس کو اس کا شیخ ظاہر کر دے اور شیخ صاحب کی مخالفت نہ کرے اس سے خوف کرے۔ کیونکہ شیخ صاحب کی مخالفت کریگا تو یہ اس کے حق میں زہر ہلاہل بن جائیگی اور مخالفت کے

بہت سے طریق ہو سکتے ہیں۔ سب سے پرہیز کرے اور ظاہر میں ہی نہیں بلکہ باطن سے بھی خلاف کرنے سے دور رہے اور اپنے احوال اور اپنے اسرار کو شیخصاحب سے پوشیدہ نہ رکھے گر پیر صاحب کو ہی اطلاع دے کسی اور کو آگاہ نہ کرے اور اگر کسی چیز کے ظاہر کرنے کے واسطے شیخ نے خود حکم دیدیا ہو تو اس کو ظاہر کر دے اور اگر کوئی امر غیر ضروری ہو تو پیر صاحب سے اسکی اجازت نہ مانگے کیونکہ ایسا کرنا نالائق اور نامناسب نہیں ہے اور خدا کے واسطے جن چیزوں کو ترک کر دیا ہو۔ پھر انکی طرف بازگشت نہ کرے پھر عود کرنا کبیرہ گناہ ہے اور جو لوگ اہل طریق ہیں انکے نزدیک ارادہ کا توڑنا گناہ کبیرہ ہے خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جو آدمی اپنی بخشش کو واپس کرتا ہے وہ اُس کتے کی مانند ہے جو نے کر ڈالتا ہے اور پھر اس کی طرف رجوع لاتا ہے اور اگر کسی چیز سے پیر صاحب باز رہنے کے واسطے ارشاد کریں تو اس کی نسبت ان کے فرمان کو بجالائے اور اس کا بجالانا واجب ہے اور اگر پیر صاحب کے ارشاد کے برخلاف قیام میں کوئی تقصیر ہو جائے تو اس کو واجب ہے کہ پیر کو اطلاع دے تاکہ اس تقصیر کا تدارک کرے اور مرید کے واسطے خداوند تعالےٰ کی درگاہ میں دعا کرے کہ مرید کو توفیق دی جائے اور اس کے واسطے آسانی اور رستگاری ہو۔

مرید کو شیخ صاحب کا آداب سکھانا

جب مرید پیر کی خدمت میں حاضر ہو تو پہلے پہل پیر صاحب کے واسطے یہ امر لازم کیا گیا ہے کہ وہ مرید کو خدا کے لئے قبول کرے نہ اپنے نفس کے لئے پیر کو لازم ہے کہ مرید سے نصیحت اور پند کے ساتھ برتاؤ کرے اور اس پر مہربانی کی نگاہ رکھے اور جب دیکھے کہ مرید کسی مشقت کے کرنے سے عاجز ہے تو اسکے ساتھ نرمی اور آسانی سے سلوک کرے اور اس کی اس طرح ہی تربیت کرے جیسے مہربان ماں یا مشفق باپ اپنے فرزند یا غلام کی پرورش کرتا ہے اور جس بوجھ کے اُٹھانے کی اُس کو طاقت نہ ہو وہ اسکے اوپر نہ رکھے پہلے اس کو یہ حکم دے کہ نفس امارہ کی فرمانبرداری چھوڑ دے اور شرع کے جو جائز احکام ہیں انکی پیروی کرے تاکہ انکی تعمیل کرنے سے طبیعت کی قید اور حکم سے چھوٹ جائے۔ اور نفس امارہ کی فرمانبرداری سے رہائی پائے اور شرع کی اطاعت میں ثابت قدم ہو اور اس کے بعد اس کو فرائض کی طرف متوجہ کرے اور جب مرید کو فرائض کی طرف بلایا جائے تو وہ جواز کو محو کر دے اور فرائض کی طرف ہی متوجہ ہو جائے۔ اور اگر حکم ہے کہ ابتدا میں مرید کے مجاہدہ کے صدق اور اسکی عزیمت کو دیکھے اور خدا کے نور کو ان میں مشاہدہ کرے جیسا کہ اپنے مومن بندوں اور اللہ کے ولیوں اور دوستوں کے حق میں ہوتا ہے تو پھر کسی امر میں بھی اس کے ساتھ نرمی نہ کرے۔ بلکہ بجائے نرمی کے اس کو بڑی سخت ریاضتیں بتلائے اور ان کے شکنجہ میں مضبوط پکڑے اور اس سے اسکی آزادی میں کوئی قصور نہیں آئیگا کیونکہ وہ مرید پیدا ہی اس کام کے واسطے کیا گیا ہے اور وہ کام اس کے حال ہو موافقت رکھتا ہے پس اس کو لازم ہے کہ اس کام کے آسان کرنے کے واسطے کسی قسم کی کوئی خیانت روا نہ رکھے۔ اور پیر صاحب کو یہ لازم نہیں ہے کہ مرید کی کسی چیز کو اپنے آرام کے واسطے قبول کرلے یا اس کے پاس مال ہو تو اس سے فائدہ اٹھائے۔ اور اس کی خدمت سے فائدہ حاصل کرے یا خدا تعالےٰ سے اپنے حق الخدمت کا امیدوار ہو۔ ادب سکھلانے یا کسی شے کے عوض میں اور اس لحاظ سے اس کو ادب سکھلائے اور تربیت دے کہ اس کو خداوند تعالےٰ کی محبت اور اس کے حکم کی بجاآوری اور عطا اور خوبی نصیب ہوگی۔ اور مرید جو پیر صاحب کے پاس جاتا ہے تو شیخ کے اختیار سے نہیں بلکہ اس کو تقدیر الٰہی طلب اور کوشش کے واسطے کھینچ لاتی ہے تاکہ کوشش کرے اور پھر تقدیر الٰہی اس کو خداوند تعالےٰ کے پاس پہنچا دیتی ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس پر ایک بخشش ہوتی ہے پس پیر صاحب کو واجب ہے کہ مرید کو قبول کرے

اور اس کے ساتھ نیکی کرے اس کو تربیت دے اور ادب سکھلائے اور مرید سے یا اُس کے مال سے پیر کو آسائش حاصل کرنی نہیں چاہئیے۔ اور اگر خدا تعالٰے حکم دے اور مطلع کرے تو پھر استعمال میں لانا جائز ہے۔ اور اگر مرید اپنے مال سے نذر کے طور پر کوئی چیز پیش کرے تو اس کو قبول کرلے کیونکہ اس میں مرید کی اصلاح اور اسکی رستگاری ہے اسلئے پیش کی گئی چیز پیر صاحب کا حصہ ہوتی ہے اور اب اس صورت میں اس نذر سے منہ پھیرنے کی کوئی اور سبیل نہیں ہے پس اس کو رد نہیں کر سکتا۔ اور پیر پرہیز کرے اسے کوشش کے ساتھ کہ جو مرید آوے اسے اختیار کرے بلکہ خدا کی قدرت کا انتظار کرنے اور بغیر اسکی تکلیف اور اختیار کے جس شخص کو اللہ تعالٰے بھیجدے اُسے قبول کرے اور اسکی تربیت میں کوشش کرے اور مرید کی تربیت کے واسطے خداوند تعالٰے کی طرف سے پیر کو توفیق عطا کی جاتی ہے اور جو حاجت اور مقصد ہوتا ہے وہ جلدی برآمد ہو جاتا ہے اسلئے تکلیف سے پیر کو ڈرنا چاہئیے اور اگر ایسا نہ کریگا تو مرید کے حق میں حفظ و توفیق کو کھو بیٹھیگا اور پیر کا یہ ذمہ ہوتا ہے کہ اپنی ہمت سے مرید کی تربیت کرے اور جب مرید میں کوئی خلل یا فتور دیکھے تو اپنے باطن میں اس کی طرف سے توبہ کرے اور پیر کے ذمہ بھی یہ ہوتا ہے کہ وہ مریدوں کے اسرار کی نگہبانی کرتا رہے اور مرید کا جو حال معلوم ہو کسی غیر کو اس سے آگاہ نہ کرے اور اگر ربانی بخششوں یا مریدوں کے ظاہر کرنے سے اس کو اسرار معلوم ہوں تو پھر بھی چھپائے رکھے دوسرے سے انکا ظاہر کرنا مناسب اور لائق نہیں ہے کیونکہ یہ اسرار امانت کے طور پر ہوتے ہیں یہ مشہور مثل ہے کہ نیک لوگوں کے سینے اسرار اور راز کی قبریں ہوتی ہیں پس مریدوں کے واسطے پیر صاحب راحت کا محل ہوتے ہیں اور ان کے بھیدوں کا گنجینہ اور انکی جائے پناہ اور ان کو دلیری تقویت دینے والا ہوتا ہے اور امداد کرنے والا اور حق کے رستہ میں ثابت قدم رکھنے والا اور مریدوں کو ہمیشہ اس پر آمادہ رکھے کہ وہ خداوند تعالٰے کے بیدمے راستے اور اسکی مصاحبت کی طرف توجہ کرنے کے لئے تیار رہیں اس سے گریز نہ کریں اور جب دیکھے کہ مرید سے خلاف شرع کوئی امر سرزد ہوتا ہے تو علیحدہ ہو کر پوشیدہ اسکو نصیحت کرے اور ادب سکھلائے اور دوبارہ ویسا کرنے سے اس کو روکے اور ان باتوں سے بھی باز رکھے کہ اعتقادی یا عملی مسائل میں کوئی ایسی بات کرے جو مکروہ ہو یا کسی ایسی حالت کا دعوی کرے جو ابھی تک اُس میں نہ آئی ہو یا وہ اپنے علم پر مغرور ہو اور باوجود اس کے اس علم سے جاہل ہو۔ ان سب باتوں سے مرید کو بچائے رکھے اور اس کے احوالوں اور اس کے عملوں کو جو اس کے غرور کا باعث ہوں مرید کی نگاہوں میں حقیر دکھائے تاکہ وہ مغرور ہو کر ہلاکت میں نہ پڑ جائے کیونکہ آدمی غرور کرتا ہے وہ انسان کو اللہ تعالٰے کی نگاہوں سے گرا دیتا ہے اور اگر پیر صاحب تمام مریدوں کو نصیحت کرنے کا ارادہ کریں تو سب کو ایک جگہ میں اکٹھا کریں اور پھر اس طرح خطاب فرمائیں کہ ہم کو خبر دی گئی ہے کہ تم میں سے ایک آدمی اس طرح کا دعوی کرتا ہے اور اسی اثناء میں جو باتیں بیان کرنے کے قابل ہوں ان کا ذکر کردے اور جو فساد و اصلاح کے متعلق ہوں۔ اور سب کو اسی طرح بالاشتراک نصیحت کرے اور ان کو خوف دلائے اور ایسا نہیں کرنا چاہئیے کہ ان سب سے ایک خاص آدمی کو خطاب کرکے نصیحت کرے ایسا کرنے سے وہ نشانہ بنتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ متنفر ہو کر چلا جائے اور جو اسرار کی باتیں ہیں ان کو ظاہر کردے اور غیبت اور بدگوئی کے واسطے زبان کھولے اور اس سے دوسروں کے دلوں میں بھی پیر صاحب کی صحبت سے نفرت آجائے اور اہل طریقت کے نزدیک متہم ہو جائیں اور ایسا ہونے سے مریدوں کے دلوں میں جو دوستی کا بیج بویا گیا تھا۔ اسمیں خرابی اور ابتری واقع ہو جائیگی۔ اسلئے لازم ہے کہ کوشش کے ساتھ ایسا کرنے سے محترز رہیں اور اگر پیر صاحب کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے آپ کو ضبط نہیں کر سکتے اور اپنے غصہ کے مغلوب ہیں

اور اس کا تدارک انکی طاقت سے باہر ہے تو ایسی حالت میں ولایت کے منصب سے اپنے آپ کو معزول کریں اور مریدوں
سے الگ ہو جائیں اور اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوں اس کو ریاضت میں ڈالیں اور اس کے ساتھ جہاد کریں اور خود
پیر کی تلاش کر کے اس کی خدمت میں پہنچیں اور اس سے ادب سیکھیں یہاں تک کہ پیر صاحب کا مزاج اعتدال پر آجائے
اور ان کے اخلاق کو مہذب بنادے اگر شیخ صاحب ان ذکر کی گئی بلاؤں میں گرفتار ہوگا اور طریقت کے مریدوں سے
قطع تعلق نہ کریگا تو یہ امر صلاحیت سے بعید ہوگا +

بھائیوں اور ان کے سوا دوسرے لوگوں اور اغنیا اور فقرا سے صحبت

بھائیوں کے ساتھ جوانمردی سے پیش آئے اور اپنے اوپر ان کو ترجیح دے اور اگر ان سے کوئی تقصیر سرزد ہوئی ہو
تو ان کو معاف کر دے اور انکی خدمت کی شرط بجالائے اور ان کا ساتھ دے۔ اور ان پر کوئی اپنا حق ثابت نہ کرے اور نہ
ہی ان سے اپنا حق مانگے اور اس کو تسلیم کرے کہ تم سب کا میرے اوپر حق ہے اور ان کا ساتھ دے اور جو ان کا حق ہو
اس کو ادا کرے اور سچائی سے محبت رکھے اور جو کچھ وہ کہیں یا کریں ان سے موافقت اختیار کرے۔ اس میں کچھ قصور اور
کوتاہی روا نہ رکھے۔ ہمیشہ اتفاق کرے کیونکہ اس باب میں تاکید کی گئی ہے اور اپنے نفس کو ضرر پہنچائے۔ اور اگر دیکھے کہ
ان سے کوئی تقصیر ہوئی ہے تو ان کو بری کرنے کے لئے اس کے واسطے کوئی تاویل پیدا کرے اور عذر اور تلاش کرے اور
ان سے مخالفت اور مجادلہ اور نفرت نہ کرے انکے عیبوں سے اپنی آنکھوں کو اندھا اور بند کرے اور اگر کوئی انمیں سے مخالف
بھی ہو جائے تو چاہیئے واقعہ میں معاملہ اس کے کہنے کے برخلاف ہو بظاہر اس کے کہنے کو مان لے اور ہمیشہ اپنے بھائیوں
کی دلجوئی کرنی لازم ہے اور اس کام سے پرہیز کرے جس کو بھائی مکروہ جانتے ہوں اگرچہ انکی اس میں بھلائی ہی ہو اور
کسی کے ساتھ حسد نہ کرے اور اگر کسی بری بات کے سبب سے کسی کے دل پر کلفت کا غبار بیٹھ جائے تو اس سے طرح
خوشخوئی سے باتیں کرے کہ اس کے دل کا جس قدر رنج اور غبار ہو وہ تمام جاتا رہے اور اگر بھائیوں میں سے کسی کو دیکھے
کہ وہ وحشت اور غیبت کے آزار میں گرفتار ہے تو ان کی اس بات کو اپنے دل میں جگہ نہ دے اور ان کو ایسا جتلاوے
کہ گویا میں اس کو جانتا ہی نہیں +

بیگانوں سے صحبت رکھنے کا مذکور

بیگانہ آدمیوں سے اپنے بھیدوں کو نگاہ رکھے اور ان پر شفقت اور رحمت کی نگاہ سے دیکھے اور انکے مال انکے حوالہ
کرے اور طریقت کے جو احکام ہوں وہ ان سے چھپائے اور انکے برے خلقوں اور انکے برتاؤ پر صبر کرے اور جہاں
تک ہو سکے اس میں کوشش کرے کہ میں ان سے الگ ہو کر اپنی زندگی کو بسر کروں اور اپنے دل میں اس امر کا خیال
بھی نہ لائے کہ میں ان لوگوں سے افضل اور بہتر ہوں اور انکی نسبت یہی خیال رکھے کہ یہ لوگ اہل سلامتی میں سے ہیں
اور خداوند تعالیٰ ان سے درگذر کریگا اور اپنے آپ کو یہ تلقین کرے کہ اب تو ان کے ساتھ بڑی تنگی اور مضبوطی
سے پکڑا گیا ہے اور تجھے کھجور کی گٹھلی کے دھاگے اور چھلکے اور چھوٹی اور بڑی چیز کی نسبت پوچھا جائیگا اور چھوٹے
اور بڑے جس قدر گناہ ہوں گے وہ تجھ سے پوچھے جائینگے اور سب عملوں کی نسبت حساب لینگے اور جو جاہل آدمی
ہوتا ہے اس سے خداوند تعالیٰ درگذر کر دیتا ہے اور عالم آدمی کو آسانی کے ساتھ معاف نہیں کرتا پس اس سے
ظاہر ہے کہ جو عام لوگ ہیں وہ تو چنداں فکر نہیں رکھتے اور جو خاص ہیں وہ بڑے خطرہ میں ہیں +

مالدار آدمیوں کے ساتھ صحبت

جب امیروں سے ملے تو ان کو بڑی آدمی جانے اور جو چیز ان کے دست قدرت میں ہو۔ اس کا طمع اور انکی اُمید انکی ذات سے قطع کرے اور اس قسم کے جتنے خیالات ہوں ان سب کو اپنے دل سے نکال دے اور مالدار لوگوں کی عطا کی امید سے اپنے دین کو بچائے رکھے۔ کیونکہ خدا کے سچے رسول نے اپنی زبان گوہر فشان سے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی مالدار کا کام اس امید پر کریگا کہ اس سے فائدہ اٹھائے تو اس کا دین دو حصے، باد ہو جائیگا پس جس کام کے کرنے سے دین ناقص ہو۔ اس سے خدا کی درگاہ میں امن کی درخواست کرنی چاہیئے اور اس قوم کی صحبت سے امن مانگے جو دین میں رخنہ ڈالے اور دین کی دستآویزوں کو مشکوک کرے اور انکے مالوں کی روشنی اور انکی دنیا کی تازگی سے ایمان کا نور ماند پڑے اور مکدر ہو جائے۔ حدیث میں تو ایسا ہی ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے مگر سفر میں یا مسجد یا سیر میں یا کسی سرا میں یا مجلس میں ان لوگوں کی صحبت کا اتفاق ہو تو نیک خلق کے ساتھ پیش آئے ایسا کرنا بہتر ہے اور نیک خلق رکھنے کے واسطے عام حکم ہے اس سے مالداروں اور فقیروں کی صحبت میں بڑا اثر پیدا ہوتا ہے، اور اپنے آپ کو اچھا سمجھنا اور مالداروں پر اپنی فضیلت جتلانی مناسب نہیں ہے بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ باقی سارے لوگ ہم سے بہتر ہیں اور اس سے انسان غرور اور تکبر کی قید سے بھی آزاد ہوتا ہے اور فقیری کی بزرگی اپنی ذات کے واسطے مت طلب کرے اور نہ ہی ایسا اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ ہم دنیا اور آخرت کے اثر سے محفوظ کئے گئے ہیں اور اپنے زہد اور فقر کو بے قدر اور بے حقیقت جانے کیونکہ فرمایا ہے اگر کوئی آدمی اپنے آپ کو صاحب مرتبہ سمجھیگا۔ تو اس کا کوئی رتبہ نہیں ہوگا اور تونگر کو فقیر کا ادب کرنا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ نیکی کرے اور تونگر کی نیکی یہ ہے کہ اپنے کیسہ سے نکالے اور جو کچھ ہو فقیر صاحب کے پیش کرے کیونکہ تونگر کے پاس جو مال ہوتا ہے اس مال کا وہ خلیفہ ہوتا ہے خود اس کا مالک نہیں ہوتا۔ اور فقیر کا ادب تونگر کے ساتھ یہ ہے کہ اس کے مال کی طمع اپنے دل سے نکال دے اور اسطرف سے بالکل بے پروا ہو جائے۔ بلکہ دنیا اور آخرت کی بھی کوئی پروا نہ رکھے دنیا کی جتنی چیزیں ہیں ان میں سے کسی پر اپنا دل نہ لگائے بلکہ خیال کو بھی جگہ نہ دے اور اسکی آلائش سے دل کو پاک اور صاف رکھے اور اس امر کا امیدوار رہے کہ اللہ تعالیٰ میرے دل کو منور کر دیگا۔ اور نور ہی نور دل میں رہ جائے اس کے سوا کسی غیر کا دخل نہ ہو۔ اور خدا کے نور کے سوا اور کوئی چیز اس کے دل کو روشنی اور طاقت بخشنے والی نہ رہے اگر اس روش کو اختیار کریگا اور اپنی ایسی حالت بنائیگا تو بغیر رنج اور دکھ کے خداوند تعالیٰ اس پر اپنا فضل کریگا اور اپنا کرم اس کے حال شامل رکھیگا۔

فقیروں کے ساتھ صحبت رکھنے کا ذکر

جب کوئی فقیروں کی مجلس میں ہو تو کھانے اور پینے اور پہننے کی جس قدر نفیس چیزیں ہوں اور ان کے سوا اور سب قسم کی لذتیں ان میں فقیروں کا حق اپنے حق پر مقدم سمجھے اور اس باب میں ان لوگوں کو برگزیدہ کرے اور انکے روبرو اپنے نفس کو ناچیز اور حقیر جانے اور کسی حال میں بھی اپنے آپ کو ان لوگوں سے بزرگ نہ جانے۔ البتہ ایک روایت میں وارد ہے کہ ابی سعد بن احمد بن عیینے کہتے ہیں کہ تیس سال تک میں فقیروں کی صحبت میں رہا اور اس عرصہ میں میرے اور انکے درمیان کوئی ایسی بات نہ ہوئی کہ وہ مجھ سے آزردہ ہوتے یا میں ان سے ناراض ہوتا اور کوئی ایسی نفرت انگیز بات نہ ہوئی کہ ان کو مجھ سے وحشت پیدا ہوتی۔ لوگوں نے آپ کو کہا کہ آپ ہمیں کیونکر یہ اپنا حال بیان فرمائیں۔ جواب میں ان کو فرمایا کہ ان لوگوں کے ساتھ میں اپنے نفس پر ہی ہمیشہ بدگمان رہا ہوں اور جب میں ان کے

پاس جاتا تھا تو اس وقت خندہ پیشانی ہوتا تھا اور خوش اور خرم اور نرمی اور مدارات کیا کرتا تھا اور انکا ادب کرتا اور ان کے واسطے ہدیہ لیجاتا تھا یا اسباب میں سے کوئی اور سبب پیش آتا تھا۔ اور فقیروں کے ساتھ جب یہ سلوک کیا جائے تو اس میں اپنے آپ کو ان پر بزرگی نہیں دینی چاہئے بلکہ ان تمام باتوں کے قبول کرنے میں فقیروں کا احسان مانیں اور ان پر اپنا احسان جتانے میں خوف کیا جائے۔ بلکہ خداوند تعالےٰ کا شکر کریں۔ کہ اس نے تم کو اس کام کی توفیق دی ہے اور اس کام کا سرانجام تم سے کرایا اور اس کام کے کرنے کے واسطے خدا نے تم کو برگزیدہ کیا اور اپنے دوستوں اور خاصوں میں شمار فرمایا۔ جیسا کہ فرمایا نبی صلعم نے اہل قرآن وہی اہل اللہ اور اس کے خاص ہیں پس اہل قرآن وہی ہوتا ہے جو قرآن پر عمل کرتا ہے اور جو آدمی قرآن کو پڑھتا ہے گر اس پر عمل نہیں کرتا وہ اہل اللہ میں شمار نہیں ہو سکتا۔ خدا کے رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے (جو آدمی خدا کے حرام کو حلال جانتا ہے وہ قرآن پر ایمان نہیں لاتا پس احسان اس شخص کا ہے۔ جو تمہارے عطیہ کو قبول کرتا ہے نہ تمہارا۔ اور فقیروں کی صحبت کے آدابوں میں سے ایک ادب یہ ہے کہ اس بات کا انتظار نہ کرو کہ فقیر صاحب سوال کریں تو انکو دیں بلکہ سوال کے بغیر ہی انکی حاجت کو پورا کر دیا جائے۔ اور اگر اتفاق سے کوئی فقیر تم سے قرض لے تو بظاہر تم اس کو قرض دیدو۔ باطن میں یہ ارادہ کرو کہ جو کچھ میں نے فقیر صاحب کو دیا ہے وہ انکی خدمت میں نذر گذرانی ہے اور فقیر صاحب کو تو اپنے اس ارادہ کی خبر نہ کرو اور اس کے کسی قریبی دوست کو بتلادو کہ میں نے جو کچھ دیا ہے وہ تحفہ کے طور پر دیا ہے اور فقیر صاحب کو خبر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس کو خبر کریگا تو تمہاری بخشش اور عطا کا احسان اٹھانا اس کو گراں اور ناگوار گذریگا۔ اور فقیر کی حاجت روائی سے بہت جلدی اسکی دلجوئی کرنی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ انتظار میں فقیر صاحب کا وقت مکرر ہو جائے۔ فقیر ابن الوقت ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے (آدم کا فرزند ابن الوقت ہے) اس کو یہ فرصت اور وقت حاصل نہیں ہوتا کہ وہ آیندہ کے واسطے انتظار کرے جب تم کو معلوم ہو کہ فقیر صاحب اکیلے نہیں ہیں عیالدار ہیں۔ تو اس حال میں صرف اکیلے فقیر کی ذات پر ہی احسان نہ کرو بلکہ اپنی طاقت کے موافق ان تمام لوگوں کے ساتھ احسان کرو جو فقیر سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کے ساتھ ان کا دل وابستہ ہے اور اگر کوئی فقیر آدمی اپنے حال کا ذکر کرنے لگے تو خاموش ہو کر اس کو سنے اور تذکرہ کے درمیان خوش خوئی اختیار کرے۔ اور خوش دل رہے اور ترش رو اور تلخ گو نہ بنے اور حقیر نظر سے بھی اس کی طرف نہ دیکھے اور جب فقیر کوئی حاجت مانگے اور پاس موجود نہ ہو تو اس کو نرمی اور ملائمت سے جواب دے۔ اور اس کو غم اور ناکامی کی حالت میں واپس نہ پھیریں آیندہ کے واسطے اس کو مدد دینے کا وعدہ کریں۔ اگر تہیدستی اور ناکامی سے پھیرا جائیگا تو اس پر اس کو غصہ آئیگا اور فقیر آدمی جب اپنا راز تجھ پر ظاہر کرتا ہے اور محروم رہتا ہے تو اس سے اس کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے اور افسوس آتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کی طبیعت غالب آجاتی ہے اور اس کا نفس مغلوب ہو جاتا ہے اور پھر اس حالت میں نادانی کے سبب سے غصہ کرتا ہے اور اپنے پروردگار پر بھی اعتراض کر دیتا ہے کہ کیا میرے نصیب میں فاقہ ہی تھا اور میری قسمت میں یہ کیوں لکھ دیا کہ میں اپنی حاجت اوروں کے پاس لے جاؤں اور انکی بخشش اور عطا سے اپنی حاجت روائی کروں۔ اور اس حال میں اس کے دل کی بصارت نہیں رہتی بلکہ دل اندھا ہو جاتا ہے۔ اور ایمان کے نور کا چراغ گل ہو جاتا ہے اور جب اس کا مواخذہ ہوگا تو تم بھی اس میں گرفتار ہو کر دھرے جاؤگے کیونکہ وہ فقیر جو معاصی یعنے گناہوں میں پڑا ہے اور دل کی شورش اور ادب کا تارک ہوا ہے تو اس کا باعث تم ہی ہوئے ہو اور اکثر فقیر آدمی سوال کے رد کرنے اور سوال کے رد ہونے کے سبب سے ثواب اور معرفتوں

علوم اور مصلحتوں کی دریافت سے جو سوال میں پوشیدہ کی گئی ہیں پردہ میں ہو جاتے ہیں۔ پس اس فقیر کے واسطے یہ اچھا ہوتا کہ سوال کرنے سے صبر کرتا۔ اور ادب کے طریق کو نگاہ رکھتا۔ اور لوگوں سے سوال نہ کرتا تو اسصورت میں اس کو ہاتھ کی اور دل کی اور گھر کی تونگری حاصل ہو جاتی اور خدا کی نعمت اور فضل کے لشکر اس کے پاس آموجود ہوتے اور وہ اس کو اپنی راحت اور رحمت اور مہربانی اور رعایت میں لیتے اور اپنی نگاہبانی میں اس کو پالتے اور خداوند تعالیٰ کے اس قول کے مضمون میں آجاتے (نیکو کار آدمیوں کے کام کے سنوارنے کو خداوند تعالیٰ اپنے ذمہ لیتا ہے) اور جو فقیر خدا کی حفاظت میں آجاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نگاہ رکھتا ہے با غیرت ہوتا ہے سب چیزوں سے بے نیاز ہوتا ہے کیونکہ سب چیزیں خدا کے پاس سے اسکے ہاں موجود رہتی ہیں۔ اس کو کسی چیز کی طلب کے واسطے جانا نہیں پڑتا۔ اور قاصد تلاش کرتے ہوتے خود اس کے پاس آتے ہیں اور نور اور اسرار سے اسکے باطن کو پُر کر دیتے ہیں اور خوشبوئی سے اس کے دماغ کو بساتے ہیں اور فقیر صاحب کو اسکی خبر بھی نہیں ہوتی وہ اپنے مولا میں ہی مشغول ہوتا ہے اور اس حال میں ہی محو رہتا ہے جس نے اپنے پروردگار کی طرف کھینچ لیا ہے اور مخلوق میں ملنے اور نفس اور ہوا کی پیروی کرنے سے باز رکھا ہے اور دنیا کی خواہشوں کی قید اور آخرت کی تاریکی سے اس کو رہائی دی ہے اور جو لوگ اہل بہشت ہوتے ہیں وہ اس روز اپنے کام میں خوش اور خرم ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے پروردگار کے واسطے دنیا میں اپنی جانیں اور اپنا مال بیچ دیا تھا جیسا کہ خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (مومنوں سے خداوند تعالیٰ نے ان کا مال اور انکی جانوں کو خرید لیا ہے۔ اس سبب سے بہشت ان کے واسطے خاص ہوا ہے) اور دنیا میں ان لوگوں نے اپنی تہیدستی اور مفلسی پر صبر کیا اور اپنے نفسوں میں اور اپنے مال میں اور اپنی اولاد میں اپنی تصرف کو دخل نہ دیا اور رضا و رغبت کے سوا ہی ان تمام باتوں کو خداوند تعالیٰ کے سپرد کر دیا اور اسکو حکم کی نافرمانی سے بچتے اور شبہات سے باز رہے اور اپنے آپ کو خداوند تعالیٰ کی تقدیر کے سپرد کیا اور لوگوں سے الگ ہوگئے اور گوشہ تنہائی کو اختیار کر لیا اور لغو اور فاسق خواہشوں اور ما سوا اللہ سے اپنے دل کو خالی کیا پس اس کے عوض میں خداوند تعالیٰ نے ان لوگوں کو بہشت عطا کیا اور ایسے شغل میں انکو مصروفیت عطا کی۔ جس پر نہ ہی کسی کی آنکھیں پڑیں اور نہ ہی کانوں نے ان کو سُنا اور نہ ہی اس کا خیال کسی انسان کے دل میں گذرا جیسا کہ اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز اہل بہشت اپنے کام میں خوشحال ہونگے۔ پس قرآن شریف سے ثابت ہے کہ فقیر کو اس کام کے عوض میں جو مذکور ہوا ہے بہشت حاصل ہوا ہے۔ اور جب فقیر نے اپنا کام شروع کیا تھا تو اس وقت اس نے بہشت کو خدا کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا یعنے اس معاملہ کو خدا کے سپرد ہی کر دیا تھا اور گھر بنانے سے پہلے اپنا ہمسایہ بنایا جیسا کہ اس باب میں رابعہ عدویہ کا قول ہے کہ گھر بنانے سے پہلے اپنا ہمسایہ بناؤ۔ اور جیسے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ خدا کی ذات اور اس کی رضامندی چاہتے ہیں اور اپنی بعض قدیمی کتابوں میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے بندوں میں سے زیادہ دوست میرے نزدیک وہ بندہ ہے جو بخشش کے سوا میری عبادت کرتا ہے تاکہ وہ میری ربوبیت کے حق کو ادا کرے۔ اور پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے اگر اللہ تعالیٰ بہشت اور دوزخ کو پیدا نہ کرتا تو کوئی آدمی اپنے خالق کی عبادت نہ کرتا۔ سب اس سے غافل رہتے۔ اور حضرت علیؓ نے فرمایا ہے۔ اگر جنت اور دوزخ کو نہ پیدا کیا جاتا تو کوئی آدمی ایسا نہ ہوتا جو خدا کی عبادت اور اس کی فرمانبرداری کرتا۔ اور اللہ جل شانہ فرماتا ہے پرہیزگاری اور بخشش کے لائق وہی لوگ ہیں۔ پس جب فقیر آدمی ان صفتوں سے جو بیان ہوئی ہیں موصوف ہو جاتا ہے اور ماسوا کی محتاجی کو چھوڑ کر صرف خداوند تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور غیر کے تعلقات سے اس کا دل پاک ہو جاتا ہے تو وہ ان چیزوں سے فانی ہو کر سچا مرید بن جاتا ہے اور جو کچھ خداوند تعالیٰ کے ماسوا ہے اس سے پوشیدگی

میں پڑ جاتا ہے۔ اور اس لائق ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا کرم اس کے شامل حال ہو اور خدا تعالےٰ بھی اس کے اشتیاق میں زیادتی کر دیتا ہے اور اس کو نئے نئے خلعتوں اور نوروں اور نعمتوں اور پاک حیاتی اور اپنی نزدیکی سے سرفرازی بخشتا ہے جیسا کہ خدا نے اپنے دوستوں اور محبوں کو اپنی مبارک کلام میں وعدہ دیا ہے اور کسی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک کیواسطے کس چیز کو پوشیدہ کیا گیا ہے بدلے اس کے جو کرتے تھے اور خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ ارشاد کرتا ہے کہ میں نے اپنے نیکوکار بندوں کے واسطے اس چیز کو آمادہ کیا ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کانوں نے انکی خبر سنی ہے اور نہ ہی کسی آدمی کے دل میں اس کا کچھ خیال گذرا ہے اور ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ اگر تم اس بات کی شہادت چاہتے ہو تو خدا کے اس فرمان کو پڑھو۔ فرمایا ہے کسی نفس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ کونسی چیز اس کے واسطے پوشیدہ کی گئی ہے" اور اگر کسی فقیر صاحب کا دل غنی ہو اور عیال کے واسطے یا اپنی ذات کے واسطے اپنا حال بیان کر کے تم سے کوئی چیز مانگے تو وہ اپنے مولا کا حکم بجالاتا ہے اور اپنے حال کے ظاہر کرنے میں خدا کی فرمانبرداری سمجھتا ہے اور سوال نہ کرنے میں اپنے مالک سے ڈرتا ہے کیونکہ خداوند تعالےٰ نے اس کو سوال کرنے پر مجبور کر دیا ہے اور اگر سوال کرنے کو ترک کرے تو ترک بھی کر سکتا ہے خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے (تم میں سے بعض آدمیوں کو تمہارے بعض دوسرے آدمیوں کی آزمائش کے واسطے ہم نے بنایا ہے کہ کیا تم صبر کر سکتے ہو یا نہیں کر سکتے) اور فقیر کی جو حالت بیان ہوئی ہے وہ ہمیشہ برقرار نہیں رہتی بلکہ جلدی ہی دور ہو جاتی ہے اور اس تونگری سے بدل جاتی ہے جس کو قسام ازلی نے اسکی قسمت میں لکھ دیا ہے اور اس کو اپنے مالک کی قربت اور بخشش سے ہمیشہ کی عزت نصیب ہوتی ہے۔ اے لوگو کہ ظاہر میں تو تم تونگر ہو اور دل کے فقیر ہو اگر تم فقیر کو خالی ہاتھ پھیرو گے تو یہ یاد رکھو کہ تم اپنے آپ سے جاہل ہو گے اور اپنے آغاز اور انجام کی تم کو کوئی خبر نہیں ہو گی۔ اور اس کے عوض میں اللہ تعالےٰ تم کو عذاب دیگا اور تونگری کا خلعت تمہارے اوپر سے اتار لینگے اور تم محتاج ہو جاؤ گے اور دربدر خاک بسر بھٹکتے پھرو گے۔ اگر تم ظاہر کے تونگر اور دل کے فقیر ہوئے تو تمام چیزوں سے محتاج ہو کر بھیک مانگو گے اور جن چیزوں کو قسام ازل نے تمہاری قسمت میں ہی نہیں لکھا انکی نسبت بھی سوال کرنے کی حرص اور محنت کبھی ختم نہیں ہو گی۔ یہ عذاب سب سے زیادہ سخت ہے کہ جو چیزیں قسمت میں نہوں۔ انسان انکی تلاش میں پڑ جائے اور اگر اس عذاب سے بچ سکتا ہے تو اسی صورت میں بچ سکتا ہے کہ اسکی قدرت کا ہاتھ دستگیری کرے اور جو تیرا گناہ ہو اس پر تم کو آگاہی بخشے اور پھر تو اس کی درگاہ میں توبہ کرے۔ اور تجھ سے جو تقصیر ہوئی ہو اسکے بخشنے کے واسطے درخواست کرے اور تجھ سے جو تقصیر ہو گئی ہو اس کا اقرار کرے، خدا کی درگاہ کے دروازہ کی دہلیز پر اپنا سر رکھے اور زاری اور عاجزی کرے اور یہ کہے اے رحم کرنیوالوں میں سے زیادہ رحم کرنے والے تو میری خطا کو معاف کر دے +

فقیر صاحب کے فقر کے آداب

فقیر کو چاہیے کہ وہ اپنے فقر پر اس طرح مہربانی اور شفقت کرے جیسے ، مالدار آدمی اپنے مال پر مہربانی کرتا ہے اور اس کو ضائع ہو جانے سے بچانے میں کوشش کرتا ہے اس میں بڑی احتیاط کرے کہ اس کا فقر دور نہ ہو جائے اور خدا سے یہ درخواست نہ کرے کہ میرا فقر تونگری سے بدل جائے اور تونگری کے اسباب اور مال کی زیادتی اور اپنے عیال و اطفال کی معاش حاصل کرنے کے واسطے کسب اور حرمت میں کوشش نہ کرے اور اس میں اپنے آپ کو تکلیف نہ

دے اور نہ ہی اس خیال سے کسب اور حرفت میں کوشش کرے کہ وہ پارسائی میں تنگی کے وقت میرے کام آئیگا فقیری کی شرط یہ بیان کی گئی ہے کہ اس مقدار پر ہی قناعت کرے جو اس کے واسطے کافی ہو اس سے کسی حال میں زیادہ طلب نہ کرے اور خدا کے حکم کے موافق اور اس خوف کا مارا کہ میرا نفس گناہ میں گرفتار ہو کر ہلاک نہ ہو جائے اپنے نفس پر رحم کرے۔ خداوند تعالٰے فرماتا ہے (اپنی جانوں کو قتل نہ کرو۔ خدا تعالٰے تمہارے اوپر رحمت کرنے والا ہے) اور یہ حرام ہے کہ نفس کو اپنے حق سے محروم رکھا جائے اور کھانے پینے اور لباس میں ایک اندازہ مقرر کرے اور وہ اس قدر ہو کہ فقیر کی حاجت روائی ہو جائے تاکہ خدا کے حکم بجا لانے میں کمزور نہ ہو جائے جیسا کہ نماز کی شرطیں اور اس کے ارکان اور واجبات کا بجا لانا اور نفس کی جس قدر لذتیں ہوں ان کو ترک کر دے۔ اور اس پر اعتقاد کرے کہ اگر میری قسمت میں ہے تو مجھ کو طلب کرنے کے بغیر ہی مل رہیگا بلکہ خدا کے فعل کی انتظار کرے اور حظ نفسانی کا خواستگار نہ ہو اور اگر بیماری کی حالت میں حکماً کوئی چیز کھانی پڑے تو اس کو حکم کی بجا آوری کے طریق پر کھائے کیونکہ مرض میں اگر کوئی حظ نفس کی چیز دوائی کے طور پر لیگا تو جائز ہے جیسا کہ صحت کی حالت میں قوت لایموت کھائی جاتی ہے اور جس طرح مالدار اپنے مال سے لذت پاتا ہے اس لذت سے اپنے فقر کی لذت کو زیادہ جانے اور اپنی خواری اور گمنامی اور انکساری کو بہت زیادہ پسند کرے اور اس بات کو اچھا نہ جانے کہ لوگ اس کو قبول کریں اور اس کی طرف قصد کریں اور اس کے پاس جمع ہوں اور شرط یہ ہے کہ اس کا دل حال کی صفائی کے سبب سے مال کے نہ ہونے کی حالت میں زیادہ قبول ہو کیونکہ جس قدر مال کم ہوگا اس کے دل کی خوشی اور طاقت اور نور بڑھ جاویگا اور نیکوں شعار میں اس کو خوشی زیادہ ہوگی اور اگر یہ اس کے دل کو تاریک کرے اور اس میں وحشت آجائے اور اس سبب سے اپنے پروردگار پر غصہ کرے پس جانے کہ وہ فتنہ میں پڑ گیا ہے اور اپنی حالت فقر میں اس نے کوئی بڑا گناہ کیا ہے پس لازم ہے کہ اپنے پروردگار کی جناب میں توبہ کرے اور مغفرت کی دعا مانگے اور اپنے نفس کی سرکوبی اور تلاش اور ملامت میں ہمیشہ کوشش کرتا رہے فقیر کو لازم ہے کہ جس قدر اس کا عیال زیادہ ہو اسی قدر رزق کے کام میں اس کا دل زیادہ آرام پکڑنے والا اور اپنے اللہ پر زیادہ بھروسہ کرنیوالا اور عیال کے واسطے خدا کے احکام بجا لانے میں بظاہر کوشش کرے اور خدا کے وعدوں پر باطن میں آرام پکڑے کیونکہ خدا تعالٰے کے پاس ان کا رزق موجود ہے جیسا کہ خداوند تعالٰے وعدہ فرما چکا ہے پس جو کچھ اس کے مقدر میں لکھا گیا ہے وہ اس کو اپنے یا غیر کے ہاتھ سے ضرور ہی مل جائیگا پس فقیر اس خدشہ سے اپنے آپ کو الگ کرے اور خلقت اور خالق کے درمیان بیہودہ کوشش نہ کرے بلکہ اس معاملہ میں ویسا کرے جیسا کہ خدا تعالٰے کا حکم ہے اور خدا کے حکم پر کچھ اعتراض نہ کرے اور نہ ہی اس پر کوئی غصہ ظاہر کرے اور خدا پر تہمت نہ لگائے اور اللہ تعالٰے نے جو روزی پہنچانے کا وعدہ کیا ہے اس میں کوئی شک نہ لائے اور نہ ہی لوگوں کے روبرو خدا کا گلہ کرے۔ بلکہ خدا کے حضور میں ہی شکایت کرے اور اس کی درگاہ میں عرض معروض کرے کہ اس کی حاجت براری کی جائے اور یہ درخواست کرے کہ مجھ کو توفیق اور صبر عطا ہو اور عیال کے حق میں جو حکم ہے اس کے بجا لانے کی قوت ملے اور قضا و قدر پر خوشنودی کی توفیق بخشی جائے کیونکہ خدا نے اس کو عیال دیا ہے اور اس کی پرورش کا بوجھ اس کی گردن پر رکھا گیا ہے دعا مانگے کہ آسانی سے اس کو روزی عطا ہو اگر دعا مانگیگا تو جلدی ہی خدا تعالٰے اس کی دعا کو قبول کر لیگا اور خدا تعالٰے دوسری دفعہ اپنے بندوں کو بلا میں گرفتار نہیں کرتا کیونکہ وہ اپنے بندوں کو جو الحاح اور زاری سے سوال کرتے ہیں دوست رکھتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پروردگار کی اپنی بندہ سے اور سردار کی غلام سے اور غنی کی فقیر سے تمیز کی جاتی ہے اور بندہ اکڑنے اور غرور اور تکبر سے خارج ہو جاتا

ہے اور تواضع اور خواری اور حاجتمندی کی طرف رجوع کرتا ہے اور جب کسی بندہ میں یہ صفات موجود ہو جاتی ہیں تو جو چیزیں عاقبت میں اس کے ثواب کے واسطے درکار ہوتی ہیں وہ سب اس کے واسطے جمع ہو جاتی ہیں جو اسکی قبولیت کا باعث ہیں اور فقیر کو چاہئے کہ آئندہ وقت کی فکر نہ رکھے بلکہ اپنے وقت کے حکم میں ہو دوسرے وقت کو نہ جھانکے اور اُس کے حال اور حدود اور شرائط کی نگہبانی ہی کرے اور اُن آداب کو نگاہ رکھے جو اس کے حال کے لائق ہوں۔ اور خدا کے سوا جو باقی چیزیں ہوں ان سب سے اپنی آنکھیں بند کرلے اور سرنگوں ہو۔ چاہے کوئی چیز اعلےٰ ہو اور چاہے ادنےٰ کسی کی طرف بالکل توجہ کرے اور غیر کے حال کے حرص نہ کرے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ماسوا میں سے کسی چیز کی طرف توجہ کرنے میں فقیر کی ہلاکت ہوتی ہے جو لوگ اہل حال ہوتے ہیں انکے واسطے سلامتی اور نعمت ایسی ہی حاصل ہوتی ہے جیسی کہ بعض کو غذاؤں سے تندرستی اور قوت ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی دوسرا آدمی ان غذاؤں کو کھالے تو وہ ان کے کھانے سے بیماری کی بلا میں گرفتار ہو جاتا ہے اور جیسے بیمار کے واسطے وہی غذا کھانی لازم ہے جس کے لئے طبیب اجازت دیتا ہے اسی طرح فقیر کو بھی چاہئے کہ وہی حالت اختیار کرے جس کی اس کو اجازت دی گئی ہو اور اپنی حالت کو اپنے مالک کی قدرت کے ہاتھ میں سپرد کرے کہ وہ جیسے اس کو چاہے رکھے اپنے نفس کو خدا کے ارادہ پر چھوڑ دے اپنے ارادہ سے کسی چیز کا خواہش مند نہو اور نہ ہی اپنے آپ کسی دوسرے حال اور مقام کی خواہش کرے اگر اپنے آپ خواہش کریگا تو اس سے اس کا نفس گمراہ ہو جائیگا اور ہلاکت میں گرفتار ہوگا اور اس مالک کے حکم کی انتظار کرے جو ہر ایک کو مارنے والا اور زندہ کرنے والا ہے۔ اور ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل دیتا ہے اور کسی پر عطا کی ہے کسی کو محتاج بنایا ہے کسی کو تونگر، کسی کو ہنساتا ہے اور کسی کو رولاتا ہے جو امور بیان ہوئے ہیں۔ یہ خود اختیاروں کو دور کرتے ہیں اور حقیقی پروردگار کی قربت اور نزدیکی بخشتے ہیں اور جو اہل علم اور صاحب طریقت پہلے گذر چکے ہیں انکا طریقہ یہی ہوا ہے اسلئے انکی پیروی ہی اختیار کی جائے اور اس کا انجام اور اسکی نہایت پروردگار کی طرف ہی ہے اور فقیر کے ادب میں یہ امر داخل ہے۔ کہ ہر گھڑی موت کے واسطے تیار ہے اور اس کا منتظر ہو اس ارادہ کا پختہ ہونا فقیر کے فقر کو امداد دیتا ہے اور اس دنیا میں جو ایک ناپائدار مقام ہے جس قدر دکھ اور تکلیفیں پہنچتی ہوں ان سب کے خیال کو اپنے دل سے بھولادے کیونکہ اس سے تمام امیدیں کم ہو جاتی ہیں اور نفس ٹوٹ جاتا ہے اور دنیاوی آرزوؤں کی بھڑک کم ہو جاتی ہے خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے جو چیز لذتوں کو دور کرتی ہے اس کو زیادہ یاد کرو اور یہ موت ہے اور فقیر کے آداب میں سے یہ ہے کہ مخلوقات کی یاد کو دل سے نکال دے اور جب فقیر کسی امیر کے پاس جائے تو اس سے خوشخو رہے اور نوالہ یا ٹکڑا جو کچھ وہ دے اس کو خوشی سے قبول کرے اس کو حقیر نہ جانے کیونکہ ایسے سامان اور اسباب سے فقیر بھاگنے والا ہوتا ہے خلائق سے فائدہ اٹھانے کی نسبت فقیر کو اپنی فقیری ہی بہتر کہی گئی ہے اور تونگر اپنی تونگری کی قید میں ہیں۔ اور اگر فقیر عیالدار ہو اور تنگی میں ہو تو اپنے عیال پر تنگی نہ کرے اور نہ ایثار کرے۔ غنی کے لئے اور اگر دیکھے کہ عطا میں نفس خوش ہوتا ہے تو پھر تنگی کرنی روا رکھی گئی ہے اور نیکی اور صبر پر عیال کی موافقت کرے اور خدا کی رضا پر راضی اور خدا کی معرفت میں کوشش رکھے اور اس کے رزاق مطلق ہونے کا یقین کرے اور دلوں اور باتوں اور اعضا اور نفسوں سے جو باطنی و ظاہر ہوتے ہیں جب ان کو دیکھ لے تو پھر ان حالوں کا اندیشہ نہ کرے خرچ کرنا۔ منع کرنا۔ شمار کرنا۔ نگاہ رکھنا اور اگر تنگدست ہو تو اس حالت میں پرہیزگاری اور احتیاط کو ترک نہ کرے اگر شرع کے رو سے کوئی چیز حلال نہ ہو تو ایسا نہ کرے کہ محتاجی کے سبب سے اس کا استعمال کرلے اور شرع کی حدوں سے باہر نہ نکل جائے۔ بیجا طمع دین کو ہلاک کر دیتا ہے اور اگر مشتبہ کھانے کھائے جائیں۔ تو اس سے دین میں فساد آجاتا ہے۔ بعض نیکوکار آدمیوں کا مقولہ ہے

کہ اگر کسی فقیر کے فقر میں پرہیزگاری نہ ہو تو وہ حرام کھاتا ہے اور وہ اس کو جانتا نہیں ہے اور فقر کی حالت میں ایسا بھی نہ کرے کہ دین کی تاویلوں میں پڑ جائے بلکہ مستعد رہے اور جو زیادہ مشکل کام ہوں ان کے کرنے میں کمر ہمت مضبوط باندھے۔

فقیر کے سوال کا بیان

اگر فقیر کے پاس قوت کافی ہو تو سوال نہ کرے اور ضرورت اور مجبوری لاحق ہو تو اس وقت ضرورت کے موافق مانگے کیونکہ فقیر کی حاجت فقیر کا کفارہ ہوتی ہے اور حاجت کے وقت میں سوال کرنا واجب ہے اور جہاں تک ہو سکے اپنے نفس کے واسطے سوال کرنے سے پرہیز کرے بلکہ عیال کے لئے۔ اگر فقیر کے پاس ایک دانگ موجود ہے اور اس کو ایک درم کی حاجت ہے تو جب تک دانگ کو خرچ نہ کرے۔ تب تک سوال کرنے سے منع کیا گیا ہے اور اپنے آپ کو اپنی کوشش سے خالی کرے یعنے اپنی کوشش سے کسی چیز کا حصول نہ جانے اور قول ہے کہ جب تک کوئی چیز جیب میں ہو غیب سے کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ اور جب فقیر لوگوں سے کوئی چیز مانگے تو اس وقت اپنی نیاز کا منہ اپنے پروردگار کیطرف ہی رکھے۔ اور لوگوں کو اس کے امین اور وکیل جانے کیونکہ یہ اس کے کام میں تصرف کرنے والے ہوتے ہیں اور خود ان کا مفعول ہوتا ہے اور لوگوں کو سوال کا پورا کرنے والا نہ سمجھے سوال کا پورا کرنے والا خدا ہی کو جانے اور سوال کرنے سے یہ مطلب رکھے کہ میں اپنے اہل اور عیال کے حال سے ان لوگوں کو خبردار کرتا ہوں اپنے پروردگار کا شکوہ مقصود نہ ہو اور اپنی روزی کی خبر گیری کے واسطے سوال کرے اور ان سے یہ بھی دریافت کرے کہ ہمارے واسطے بھی کچھ تمہارے سپرد کیا گیا ہے اور اس باب میں کوئی حکم تم کو ملا ہے اور یوں کہے کہ اے میاں وکیل صاحب اور میاں خزانچی صاحب اور اے میاں امانت دار صاحب اور اے مملوک اور اے فقیر اور اے وہ اور یہ ہم اور تم برابر ہیں۔ ہمارا اور تمہارا مالک وہی ایک ہے ہم سب اسی کے مملوک اور اسی کے عیال ہیں پس جب اس طرح کوئی آدمی سوال کرے۔ تو اس کو سوال کرنا روا ہے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کے واسطے سوال ناجائز کیا گیا ہے اور ایسے لوگوں کے ہاتھ سے عطا نہیں ہوتی جو مشرک ہوں۔ دجال ہوں۔ ریاکار، بت پرست خارجی اہل طریقت سے مدعی۔ جھوٹے زندیق۔ اور اگر کوئی آدمی فقیر کے سوال کو پورا کرے تو وہ شکر بجا لائے۔ اور اگر سوال رد ہو تو فقیر کو صبر کرنا چاہئے۔ یہ صادق فقیر کی صفت ہے۔ سوال کے رد ہونے پر متوحش نہ ہو متغیر نہ ہو جائے۔ غصہ نہ کرے اور معترض نہ ہو اور اگر کوئی سوال کو رد کرے اور اس حال میں اس کی مذمت کی جائے تو مذمت کرنے والا فقیر اس شخص پر ظلم کریگا۔ کیونکہ جس سے سوال کیا جاتا ہے وہ وکیل اور مامور ہوتا ہے اور وکیل مال میں جو تصرف کرتا ہے وہ موکل کے حکم سے کرتا ہے اپنے اختیار سے دینے والا موکل ہی ہوتا ہے اور وہ اللہ جل شانہ ہی ہے اس لئے اسی شہنشاہ مطلق کیطرف رجوع کیا جائے اور اسی کی جناب میں سوال کریں تاکہ وہ اس کی حاجت براری کے واسطے لوگوں کے دلوں کو مسخر فرمائے اور جو امر اس کے واسطے دشوار ہو اس کو آسان کرے اور اس کو روزی دے اور اس کا اس کو حصہ پہنچا دے اور بھوک کا عذاب اس سے دور کرے اور مالدار بندوں سے اس کو ذلت اور خواری نہ پہنچے اور اگر فقیر کو کچھ عطا کرنے سے بندوں کے ہاتھوں کو اس واسطے بند کر دیا ہو کہ وہ اس شہنشاہ مطلق کی طرف ہی رجوع کرے تو فقیر کو لازم ہے کہ خدا کی درگاہ میں الحاح اور زاری کرے اور صبح کے وقت دعا مانگے اور روئے تاکہ خداوند تعالٰی اس کے حجاب کو دور کرے۔ پس امید ہے کہ اس سے وہی شہنشاہ جو صاحب جود اور کرم ہے اس کے دینے کے واسطے اپنے بندوں کو مامور کر دیگا۔

فقیر کی عشرت کے آداب

فقیر کو لازم ہے کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے اور ان سے خوشخوئی اختیار کرے ترش رو نہ رہے اور جو کچھ اس سے خواہش کریں اس میں ان کا مخالف نہ ہو مگر یہ شرط ہے کہ اس موافقت سے شرع میں کوئی رخنہ نہ پڑتا ہو اور حدود شرع سے باہر نہ نکلتا ہو اور اس میں گناہ کرنے پر آمادگی نہ پائی جاتی ہو اُن باتوں کو کیا جائے جو مباح ہوں اور شریعت میں اس کی اجازت ہو اور بھائیوں سے جدال اور فساد نہ کیا جائے اور ہمیشہ انکی مدد کرتا رہے مگر وہ مددگاری اسی صورت میں ہو جس کا اوپر ذکر ہوا ہے یعنے شرع سے باہر نہ ہو۔ اور اگر اس کے بھائی کسی چیز میں اس کی مخالفت کریں تو صابر رہے اور جس بات میں مخالفت کرتے ہیں اُسے دور کرے اور بردباری اختیار کرے اگر وہ اذیت بھی پہنچائیں تو پھر بھی صبر کرے بھائیوں کی طرف سے اپنے دل میں کینہ نہ رکھے۔ بدخلق نہ ہو۔ ان سے مکر نہ کرے۔ فریب اور دغا نہ دے۔ انکی غیبت نہ کرے۔ جب وہ غائب ہوں اور اُس کو اس کے منہ پر برا نہ کہے۔ اور جب بھائی پاس موجود نہ ہوں تو انکی تعریف کرے اور جس قدر ممکن ہو ان کے عیب کو پوشیدہ رکھے اگر کوئی بیمار ہو جائے تو اسکی بیمار پرسی کو جائے۔ اور اگر کسی ضروری شغل میں مصروف ہو اس کے سبب سے نہیں جا سکتا اور صحت پانے کے بعد فارغ ہوا ہے تو اس وقت جائے اور جا کر سلامتی پر اس کو مبارکباد دے۔ اور اگر آپ مریض ہو جائے اور اس کے بھائی پوچھنے کے واسطے نہ آئیں تو ان کو معذور رکھے اور اگر وہ بیمار ہوں تو اپنا عوض نہ لے خود انکی بیمار پرسی کے واسطے جائے اور جس نے اخوت کا پیوند قطع کیا ہوا ہے اس سے پیوستگی اور ملاوٹ کا طریق اختیار کرے اور اگر کسی بھائی نے اس کو محروم کر دیا ہو تو خود اس کو محروم نہ کرے اپنی طرف سے جہاں تک دے سکتا ہے اس کو دے اور اگر کسی نے اس پر ظلم کیا ہو تو اس کو بخش دے۔ اور اگر کسی نے بُرائی کی ہو اور پھر عذر چاہے تو اس کے عذر کو قبول کر لے اور اپنے نفس کو ملامت کیا کرے اور جو کچھ اس کے اپنے ملک میں ہو اس کو اپنے بھائیوں کا ملک ہی سمجھے اور جو بھائیوں کا ملک ہو اس میں اُنکی اجازت کے بغیر اپنا کچھ حق نہ جانے اور اپنی تمام حرکتوں اور سکونوں میں پرہیزگاری کو اختیار کرے اور اس کو بھول نہ جائے۔ اور اگر اس کے بھائیوں میں سے کوئی یہ چاہے کہ اس کے مال سے بہرہ یاب ہو اور سوال کرے تو خوشی اور خرمی سے اسکو قبول کرے کیونکہ خداوند کریم نے اس کو اس لائق بنایا ہے کہ اپنے بھائیوں سے نیک سلوک کرے اور اسکی حاجت کو پورا کرے اور جہاں تک ہو سکے ادھار لینے سے پرہیز کرے۔ اور اگر دوسرا آدمی کوئی چیز ادھار کے طور مانگ لے تو جہاں تک ہو سکے اس کو یہ نہ کہے کہ اب مجھ کو واپس دیدے بھائی کو ہی رہنے دے کیونکہ اس چیز سے اسکی دلبستگی ہو جاتی ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ اس نے پہلے حاجت روائی کے واسطے مانگ کر لی تھی شاید ابھی تک اس کی حاجت باقی ہو اور دی ہوئی چیز کا مانگنا جوانمردی اور مروت نہیں جیسا کہ شرع میں ہدیہ اور ہبہ کی گئی چیز کا واپس لینا نادرست ہے۔ اور اگر اس پر قدرت نہیں رکھتا تو عاریت دینے میں جلدی کرے اور اگرچہ کوئی آدمی روزمرہ ادھار مانگے تو اس سے اس کو منع نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کو لائق نہیں کہ کوئی مال لیکر علیحدہ ہو جاوے۔ کیونکہ وہ تو امین ہے اور امین کے اپنے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہوتی اور کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا ہر ایک کے ملک میں وہی چیز ہوتی ہے جس کا وہ خود مالک ہوتا ہے۔ پس انسان اس کا بندہ ہے جس کے ہاتھ میں اس کی لگام ہے اور انسان کے ہاتھ میں جس قدر چیزیں ہیں ان سب کو خداوند تعالےٰ کا ملک ہی جانے۔ اور جتنے انسان ہیں سب خدا کے بندے ہیں اور اس کے ملک میں سب مساوی درجہ میں ہیں اور جو چیز کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہو اس میں شرع کے حکم کے موافق عمل کرے۔ اور پرہیزگاری کو نگاہ رکھے تاکہ ان لوگوں کے گروہ میں داخل نہ ہو جو زندیق ہیں۔

اور ہر چیز کو مباح رکھتے ہیں، اور اگر فقیر کو محنت اور فاقہ نصیب ہو تو جہاں تک ہو سکے اپنے بھائیوں سے اپنا حال پوشیدہ رکھے تاکہ اس کا حال سنکر بھائی تکلیف میں نہ پڑیں اور اسی طرح اپنے غم اور رنج کو بھی چھپائے رکھے۔ کیونکہ ظاہر کرنے سے بھائی صاحبان تشویش میں پڑتے ہیں اور انکے سرور اور انکی فرحت اور راحت اور عیش میں خلل آتا ہے اور جب دیکھے کہ میرے بھائی غم اور الم میں گرفتار ہیں اور ظاہر میں وہ خوش اور شاد معلوم ہوتے ہیں تو خوشی ظاہر کرتا ہوا انکی مدد کرے اور انکی جو اندرونی حالت ہے ویسی اور غم و فکر ہے وہ ان پر ظاہر نہ کرے اور کسی ایسی چیز سے ان کا مقابلہ نہ کرے۔ جس سے ان کو کراہت آئے اور ان سے کسی چیز کا خلاف بھی نہ کرے، اور جب فقیر صاحب کے دل میں وحشت آجائے تو نیک خلق کو نگاہ رکھے اور اس پر اپنے دل کو لگائے تاکہ اس کی وحشت دور ہو جائے۔ اور ہر ایک کے ساتھ معاشرت میں ایسا سلوک کرے کہ وہ موافقت کی حدود سے باہر نہ آئے اور جو امور شرع کے خلاف نہ ہوں فقیر صاحب ان میں انکی متابعت کیا کرے۔ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ ہم لوگ جو پیغمبروں کے گروہ میں ہیں، ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کی عقل کا جو اندازہ ہے اس کے موافق ان سے گفتگو کریں اور فقیر کو لازم ہے کہ سب کے ساتھ معاشرت کی خوبی اور خوش خلقی سے زندگانی بسر کرے چھوٹوں کے ساتھ شفقت اور بڑوں کے ساتھ بڑائی سے اور جو اس کے برابر ہیں انکے ساتھ بخشش اور احسان اور ایثار سے۔

فقیر صاحب کے کھانے کے آداب

حریص اور خدا سے غافل ہو کر کھانا نہ کھائے۔ جب کھانے لگے تو اس وقت اپنے دل میں خدا کو یاد کرے اور اس کو کبھی نہ بھولے اور جب کھانے پر بیٹھے تو جو آدمی اس سے رتبہ میں زیادہ ہو اس سے پہلے کھانے کی طرف اپنے ہاتھ نہ بڑھائے اور اگر کوئی آدمی غیر ہو تو اس کو کھانے میں شریک ہونے کے واسطے نہ کہے اور ایسا بھی نہ کرے کہ خدمت اور تواضع کے واسطے کوئی چیز اپنے آگے سے اٹھا کر دوسرے کے آگے رکھے۔ خوشی کے طور پر بھی ایسا نہ کرے صاحب دعوت ہو تو اس کو ایسا کرنا درست ہے کیونکہ یہ بھی ایک طرح کی خدمت ہی ہوتی ہے اور اگر کوئی آدمی صاحب طعام ہو۔ تو اس کو یہ تکلیف نہ دے کہ تم میرے ساتھ کھاؤ اور جس جگہ کھانا کھانے کے واسطے بٹھلائیں وہیں بیٹھا رہے ایسا نہ کرے کہ اس جگہ سے اٹھ کر کوئی اور جگہ پسند کرے اور جو لوگ ساتھ کھا رہے ہوں ان سے پہلے ہی اپنا ہاتھ کھانے سے ہٹا نہ لے ایسا کرنے سے وہ بعد میں کھانا کھانے سے شرمندہ ہونگے اور سیر ہونے سے پہلے ہی اپنا ہاتھ کھانے سے ہٹا لینگے۔ اور جب تک فقیر کھانا کھانے پر جمے ہوئے ہوں اور کھاتے پر انکی نظر رغبت ہو اس کے آگے سے کھانا اُٹھا نہ لیں بلکہ اس حد تک کہ خلاف شرع نہ ہو اس کو کھانا کھلانے پر اصرار کرے اور جب دو آدمی ایک ہی دستر خوان پر بیٹھیں تو انہیں ایک دوسرے کو لقمہ دینا لازم نہیں اور اگر اس کے سامنے پانی پیش کیا جائے تو اس کو پی لے چاہے ایک قطرہ ہی ہو اور صاحب دعوت خدمت کے واسطے آپ کھڑا ہو تو اس کو منع نہ کیا جائے، اور اگر خود وہ اپنے مہمان کے ہاتھ دھلانے چاہے تو اس سے بھی اس کو نہ روکے اور اگر امیروں کے ساتھ کھائے تو امتیاز سے کھانا مناسب ہے اور فقیروں کے ساتھ طعام سے ایثار کرنے سے کھائے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے اور دل میں کھانے کا خیال نہ رکھے۔ جب کھانا حاضر کیا جائے تو اس وقت اس کو کھائے، اور اپنے نفس کو کسی کھانے کا شائق نہ بنائے شاید وہ کھانا اس کی قسمت میں نہ ہو۔ اور جب وہ اس کی قسمت میں نہیں ہے تو وہ اس کو کبھی نہیں کھا سکیگا۔ اور خدا کی طرف سے حجاب میں پڑ جائیگا اور کھانے کے شوق کے باعث خداوند تعالے کی طاعت اور عبادت سے محروم رہیگا۔ پس جب منہ پھیریگا اُسی سے اور اپنی حال مشغول

ہوگا تو سلامت رہیگا۔ جو کھانا اس کی قسمت میں ہوگا وہ آپ ہی اس کے روبرو آجائیگا۔ اور جب کوئی کھانا سامنے آجائے تو اس وقت اس کو شوق سے نوش جان فرمائے اور خدا کا شکر بجالائے جو رزاق حقیقی ہے اس کا مقصود کھانا ہی نہ ہو اور اپنا دل اس میں لگائے رکھے اور کھانے کی باتیں کرتا ہے بلکہ اپنے نفس کو سمجھائے کہ تو بیمار ہے اور جب تک کوئی تندرست نہ ہو کھانے پینے اور دوسری خواہشوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اور خواہش اور آرزو تجھے مرض لاحق ہے اور تیرا طبیب اور معالج خداوند تعالےٰ ہے اور اس صورت میں یہ ثابت ہے کہ جب کسی بندہ کی معرفت خداوند تعالےٰ آپ کھانا بھیجے تو وہ اس کو کھائے اور وہ اسکی تندرستی کی دوا ہے اور اس کے سوا جو دوسرے کھانے اور شربت ہوتے ہیں ان میں اس کے واسطے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور اپنے حال کی نگاہداشت کرے اور چیزوں کی خواہشوں کو اپنے دل سے نکالنے میں مشغول ہو اور اپنی تمام حرکات اور سکنات کو اسطرف متوجہ کرے کہ وہ ہمیشہ اپنے پاک پروردگار سے آرام پائے۔

اپنے ساتھ فقیر کے آداب

فقیر کے پاس اپنی جو چیز ہو شلاً پہننے کے قسم کا کپڑا، جائے نماز، پانی کا کوزہ یا اسی قسم کی کوئی اور چیز وہ اپنے یاروں سے دریغ نہ رکھے اور اگر اس کے یاروں میں سے اسکی جائے نماز کو کوئی بچھائے تو اس سے وحشت ناک نہ ہو جائے اور آپ کسی دوسرے کی جائے نماز پر قدم نہ رکھے اور جو آدمی اس سے مرتبہ میں زیادہ بزرگ ہو اس کے مصلے کے اوپر اپنا مصلے نہ بچھائے اور اگر کوئی اپنا ہاتھ اس کے بازو کی طرف لنبا کرے تو اس کو منع نہ کرے اور کسی دوسرے کے بازو کی طرف اپنا ہاتھ نہ بڑھائے۔ اور کسی فقیر سے اپنی خدمت کی خواہش نہ کرے بلکہ آپ ہر ایک آدمی کی خدمت کرے اور فقیروں کے پاؤں دبائے اور اگر کوئی دوسرا آدمی پاؤں دبانے چاہے تو اس کو نہ روکے اور اگر حمام میں جانے کا اتفاق ہو۔ تو اس جگہ جو آدمی خدمت پر مقرر ہو اس کو اپنا بدن نہ ملنے دے اور اگر فقیر ایک دوسرے کا بدن ملنا چاہیں تو ان کو جائز ہے وہ ایک دوسرے کو منع نہ کریں اور خرقہ یا جائے نماز یا اس کی کسی دوسری چیز کی طرف فقیر نظر کریں تو وہ فوراً اسکے آگے پیش کرے ان چیزوں کے استعمال کے واسطے اس کو اپنے سے بہتر اور زیادہ لائق اور مناسب سمجھے اور جب کھانے کا وقت ہو۔ تو فقیر صاحبان کو انتظار نہ کرائی جائے اور ایسا ہی دوسرے کاموں میں کرے یعنے ہر ایک امر میں انکے دل کو آزردہ نہ ہونے دے کیونکہ انتظار کرنے والا بوجھ اٹھاتا ہے اور جب کسی فقیر کو دعوت کے واسطے بلایا جائے۔ تو اس کو انتظار نہ کرائیں کیونکہ انتظار خواری اور ذلت کا باعث ہے اور ایسی چیز کو جمع نہ کرے جو اس کے واسطے ممکن ہو اور اگر کھانا زیادہ نہ ہو کم ہو تو اس صورت میں آپ بلائے گئے لوگوں کے ساتھ کھانا نہ کھائے۔ جب وہ کھا چکیں اور کچھ بچ رہے تو پھر کھائے اور اس میں کوشش کرے۔ کہ میں فقیروں کی ایسے کھانے سے دعوت کروں جو عمدہ اور نفیس ہو اور پاکیزہ قسم سے اور وہ انکی مرضی کے موافق بھی ہو۔ اور اگر ایک گروہ میں شامل ہو تو یہ مناسب نہیں ہے کہ ان سے الگ ہو کر کوئی چیز اکیلا کھائے یا پئے۔ اور اگر کوئی چیز ہاتھ لگے تو وہ لا کر سب فقیروں کے آگے پیش کرے۔ اور اگر فقیر صاحب کسی جماعت کے ساتھ شامل ہے اور بیمار ہو گیا ہے اور دوا کرانے کی حاجت ہوئی ہے تو اس کو علاج کے واسطے اجازت لینی چاہئے اور اگر کسی سرائے یا مدرسہ میں اُترے اور وہاں کوئی شیخ یا خادم موجود ہو تو ان سے اجازت لے اور انکی رائے کے خلاف نہ کرے اور جو ان کا حکم ہو اس کا پابند ہے۔ اور اگر کسی قوم میں جائے اور اس میں شمولیت اختیار کرے تو اس قوم کا جو طریق ہو اس سے موافقت کرے اور جب وظیفہ یا قرآن پڑھنے لگے۔ تو اس وقت انکی آوازوں پر اپنی آواز کو بلند نہ کرے بلکہ اپنے وظیفوں اور وردوں کو ان سے چھپائے رکھے اور اگر وارد ہونے والے فقیر صاحب خدا کے ان خاصوں میں سے

ہیں۔ جو خداوندان راز ہیں۔ تو اس کو اپنی آواز کا بلند کرنا جائز ہے کیونکہ اس قسم کے فقیر کے جس قدر کام ہوتے ہیں وہ سب خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہی ہوتے ہیں۔ ان کو خداوند تعالیٰ ہی ہر ایک کام کی اجازت دیتا ہے اور وہی منع کرتا ہے اور ان کے لئے وہی لوگوں کے دلوں کو مسخر اور مہربان کرتا ہے اور انکی دوستی سے دلوں کو پُر کرتا ہے اور انکے دلوں میں حرمت اور ہیبت وارد کرتا ہے اور فقیروں کے مجمع میں فقیر صاحب کو ورد اور وظیفہ کے سوا اپنی آواز کا بلند کرنا لازم اور مناسب نہیں ہے اور در پردہ مجمع میں کسی ایک کے ساتھ کانا پھوسی بھی نہ کرے اور جہاں تک ہوسکے کھانے کا تذکرہ اور دنیاوی گفتگو نہ کرے اور فقیروں کے مجمع میں چاہے ضرورت ہی ہو کوئی چیز نہ لکھے بلکہ لکھے ہوئے پر عمل کرنے والا ہو اور اپنے دل اور حال کی نگہبانی اور حفاظت کرے اور ان دونوں میں فرق کرے۔ اور ان کے روبرو بہت سی نفلیں نہ پڑھے۔ اور جب اس کی جماعت کے لوگ روزہ رکھنا شروع کریں تو وہ بھی روزہ رکھے اور جب افطار کریں تو اسوقت افطار کرے ان کا ساتھ دے روزہ رکھنے میں ان سے الگ نہ ہو جائے اور جب تک باقی فقیر جاگتے رہیں وہ بھی جاگتا رہے اور اگر نیند زیادہ غلبہ پا جائے تو ان کے درمیان میں سے اُٹھ جائے اور الگ جا کر سوئے اور اس قدر سوئے کہ خواب غلبہ جاتا رہے اور فقیر صاحب کو یہ مناسب نہیں ہے کہ فقیروں سے کوئی چیز مانگنے میں پیش دستی کرے اور اگر کوئی دوسرا فقیر کوئی چیز مانگے تو وہ دیدے اس سے انکار نہ کرے چاہے وہ طلب کی گئی چیز تھوڑی مقدار تک ہی رکھتا ہو اور ایسا نہ کرے کہ فقیر کو انتظار کرائے اور اس کے دل کو رنج پہنچائے اور اگر کوئی فقیر مشورہ کرے تو سوچ سمجھ کر اس کا جواب دے۔ جواب دینے میں جلدی نہ کرے اور درمیان میں بات کو نہ کاٹے بلکہ اس کو مہلت دے تاکہ جو کچھ وہ کہنا چاہتا ہے اس کو کہہ لینے دے اور جواب دیتا ہوا رد اور انکار سے جواب نہ دے اور جب کوئی بات کہے اور اس کو تمام کرچکے تو اس پر غور کرے اور مصلحت دیکھے تو اس سے اتفاق کرے اور اس کی وجہ بھی بیان کردے اور جس امر کو اپنے نزدیک زیادہ درست پائے اس کو نرمی کے ساتھ سمجھائے ایسے طور پر نہ کہے جس سے وحشت اور سختی پائی جاتی ہو اور جب کھانا کھانے لگیں تو اس وقت کھانے کی نہ تو تعریف کریں اور نہ ہی اس کی مذمت کریں۔

اہل و عیال کیساتھ فقیر صاحب کے آداب

اپنے اہل اور فرزندوں سے نیک خلق رکھے اور جیسے شرع میں حکم ہے اس کے موافق اس کے نان اور نفقہ کی خبر گیری کرتا رہے جہاں تک کہ طاقت رکھتا ہے۔ اور اگر اس قدر سامان ہاتھ آئے جو ایک دن کے واسطے کافی ہوتا ہے تو اگلے روز کے واسطے اس میں سے کچھ بچا نہ رکھے مگر یہ حکم اسی چیز کے واسطے ہے جو ایک دن کے لئے ہی ملی ہو اور اگر حاجت سے زیادہ اس کو ملی ہے تو اس حال میں اگلے روز کے واسطے جو بچ سکے بچا رکھے مگر اپنے نفس کے واسطے بچانے کا حکم نہیں ہے اہل و عیال کے واسطے کہا گیا ہے اور پہلے عیال کو کھلائے اور آپ بعد میں انکی مرضی سے کھائے اور اپنے عیال کے آگے ایسا رہے جیسے کہ خدمتگار اور وکیل ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرے جیسا کہ غلام اپنے مالک سے کرتا ہے اور اپنے عیال کی خدمت کرنی اور ان کے واسطے تکلیف برداشت کرنی اور انکی بھلائی میں کوشش کرنے کو خدا کے احکام کی بجا آوری سمجھے اور اپنے نفس کی پرواہ کرے اس کو بالائے طاق رکھے پہلے اپنے عیال کی خدمت کرے اور آپ اس غرض کے واسطے کھائے کہ میں عیال کو کھلانے کے واسطے باقی رہوں اور کھلانے کا یہ باعث بھی نہ ہو کہ میں ان سے اپنے نفس کی پیروی کراؤں اور اگر فقیر کے پاس جاڑے سے بچنے کے واسطے اوڑھنا اور بچھونا موجود ہے اور گرمیوں میں وہ زمرہ کے قوت کا محتاج ہو گیا ہے تو اس کو فروخت کردے اور اس سے اپنی حاجت روائی کرے۔ اور اگر فقیر کے پاس ایک

دن کے واسطے کافی خوراک ہے اور دن کے وقت میں جو اس نے کسب کیا ہے وہ ایک روز کے خرچ سے اس قدر زیادہ ہے کہ اس کے عیال کے واسطے دوسرے دن میں بھی کفایت کر سکتا ہے تو وہ اس سے زیادہ کسب نہ کرے اور دوسرے روز اسی چیز پر کفایت کرے جو گذشتہ روز میں بچا رکھی تھی۔ کیونکہ طریقت میں یہ واجب کیا گیا ہے کہ کفایت سے کام لے اور اگلے روز کی فکر کو آیندہ دن پر رکھے۔ اور اگر فقیر قلت اور بھوک اور پیاس پر صبر و توکل کر سکتا ہے اور اس کے اس توکل کرنے سے اس کے عیال بھوکے مرتے ہیں ان کو صبر نہیں ہو سکتا۔ تو ایسا توکل کرنا جائز نہیں۔ ایسی حالت میں اپنے عیال کا ساتھ دے۔ ان کو چھوڑ نہ دے۔ اپنی جگہ سے حرکت کرے اور کسب کرنے پر آمادہ ہو اور جہاں تک کر سکے کسب کرے۔ اور جب اپنے اہل میں خدا کی طاعت دیکھے۔ اور سیرت کی خوبی ملاحظہ کرے تو اس حال میں اس کو واجب ہے کہ حلال اور مباح کسب سے انہیں کھلائے تاکہ انکی طاعت اور صلاحیت میں نقصان نہ آئے اور اچھا پھل دے اور احتیاط رکھے کہ وجہ حرام سے ان کو ہرگز نہ کھلائے کیونکہ یہ فعل گناہوں کا ثمرہ پیدا کرتا ہے اور اپنے نفس کے عمل کو نیک کرے اور اس میں کوشش کرے کہ باطن کی صفائی اور صدق حاصل ہوتا کہ خداوند تعالےٰ اس کے عیال اور اس کے کاروبار میں برکت دے اور خدا کی بندگی اور نیک کاموں کی اس کو توفیق کرے جو آدمی اپنے اور خدا کے درمیان نیک کام کرتا ہے اس کا تعلق بھی خلائق اور عیال کے درمیان میں خداوند تعالےٰ نیک کر دیتا ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے جو شخص سنوارے اس چیز کو کہ اس کے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان ہے تو سنوار دیگا اللہ اس چیز کو جو اس کے اور لوگوں کے درمیان ہے اور اس کا اہل و عیال منجملہ لوگوں کے ہے اور اگر کوئی مہمان آئے تو جو کچھ آپ کھائے وہی مہمان کو کھلائے اور اپنے اہل اور عیال کو بھی وہی کھلائے جب تنگدست نہیں خرچ میں فراخ دستی رکھتا ہے تو دعوت کا سامان اچھا اور کافی کرے تاکہ تمام لوگ اس سے سیر ہو جائیں اور بچ بھی رہے اور اگر گھر میں فقیری اور قلت اور تنگی ہو۔ تو سب سے پہلے مہمان کو کھلائے۔ مگر اس میں یہ شرط ہے کہ اس کے عیال بھی اس فیض کو پسند کریں۔ اور راضی ہوں اور اگر کھانے سے کچھ بچ رہے تو وہ تبرک کے طور پر اپنے عیال کو کھلائے پس خدا تعالےٰ اس کا خاسر انجام کریگا اور ان کے رزق میں برکت دیگا اور فراخی دیگا۔ کیونکہ جب کوئی مہمان وارد ہوتا ہے تو اپنے رزق کو وہ اپنے ساتھ لاتا ہے اور کھا پی کر الگ ہوتا ہے اور اہل خانہ کے جو گناہ ہوتے ہیں ان کو بھی اپنے ساتھ لئے جاتا ہے حدیث میں وارد ہے کہ اگر کسی فقیر کو دعوت میں بلائیں اور وہ عیالدار ہے۔ اور اس کو اس قدر توفیق نہیں کہ اپنے عیال کے کھانے کے واسطے سامان بہم پہنچا سکے تو اس کو یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنے عیال کو تو فاقہ میں پڑا رہنے دے اور آپ دعوتوں میں جا کر اپنا پیٹ بھرے اور اپنی خواہش کو مقدم جانے اور طریقت اور شریعت میں یہ بھی ناجائز ہے کہ عیال کو بھی دعوت میں لے جائے اور اس ذلت کو گوارا کرے پس اس حالت میں دعوت سے باز رہے اور اپنے عیال کے ساتھ صبر اور شکر کرے۔ اور دعوت کرنے والے دانا اور جوانمرد آدمی کو جو فقیر صاحب کے عیال سے آگاہ ہے صرف اکیلے فقیر کی دعوت کرنی ہی مناسب نہیں بلکہ عیال کا انتظام بھی کرے اور اس فکر سے مہمان کے دل کو فراغت بخشے اور اس کو کہدے کہ مہمان کے واسطے جو کچھ تجھے درکار ہو اس کو اپنے ساتھ لیجانا۔ اور فقیر پر یہ واجب کیا گیا ہے کہ اپنے اہل اور عیال کو ظاہری اور شریعت کا علم سکھلائے اور علم کی مخالفت کرنے کے واسطے کچھ نہ دے تھوڑا سا قوت دینے سے بھی باز رہنے کی ہدایت کی گئی ہے اور فقیر آدمی اپنی اولاد کو بازار میں حرفت سیکھنے کے واسطے نہ بھیجے ان کو دین کے احکاموں کی تعلیم دے اور ان کو ہدایت کرے کہ دنیا کو ترک کریں گر دنیا سے اس قدر نفرت بھی نہ کریں کہ محتاجی نہ کر جائے

اور صبر ہاتھ سے جاتا رہے اور اس سے اس کو رسوائی عائد حال ہو۔ اور مجبور ہو جائیں کہ لوگوں کے دروازوں پر جا کر گداگری کریں۔ اسلئے اپنے عیال اور نفس کو کسب کی طرف مشغول کیا جائے۔ اور اس قدر کسب سیکھے کہ اس سے لوگوں کی پروا نہ رہے اس سے شرع کی حدوں کی حفاظت ہوتی ہے اور اپنی اولاد کو یہ تعلیم بھی دے کہ والدین کے حق کو نگاہ رکھیں اور عاق ہونے کی بدنامی اپنے اوپر نہ لیں اس سے دور رہیں اور خدا کے حقوق کی حفاظت کریں۔ اور جیسا کہ آداب نکاح میں بیان کیا گیا ہے صبر کی بزرگی اور طاعت کے فائدے ان کو بتلائے۔

سفر میں فقیروں کے آداب

باب آداب میں ہم ذکر کیا گیا ہے مومن کا سفر یہ ہے کہ وہ بری صفتوں سے نکل کر پسندیدہ صفات اختیار کرے ہوا اور ہوس سے نکلے اور خدا کی رضا کا طالب ہو تا کہ اپنی پرہیز گاری کو درست کرے اور جب اپنے شہر سے سفر کرنے لگے تو وہاں جس قدر اس کے دشمن ہوں ان کو راضی کر لے اور اپنے والدین سے اجازت لے یا جن کے فرمان کے تابع ہے ان سے اجازت لیلے کیونکہ یہ لوگ حق رکھتے ہیں جیسے چچا۔ خالو۔ دادا۔ دادی اور دوسرے اسی درجہ کے لوگ۔ پس جب یہ سب لوگ راضی ہو کر سفر کی اجازت دیں تو اس وقت خدا کا نام لیکر چل کھڑا ہو۔ پس اگر وہ عیالدار ہے۔ اور دیکھتا ہے کہ سفر کرنے سے میرے عیال کو ضرر پہنچیگا یا انکے ضائع ہو جانے کا اندیشہ کرتا ہے تو اس حال میں فقیر صاحب کو سفر ناجائز ہے اور اگر انکی خوراک کا بندوبست کر دے یا ان کو اپنے ساتھ لیجائے تو پھر سفر پر جانا درست ہے خدا کے سچے رسولؐ نے فرمایا ہے کہ کسی انسان کا ان لوگوں کا ضائع کرنا جن کو وہ رزق پہنچاتا ہے دنیا میں یہی گناہ اس کے واسطے کافی ہے۔ فقیر جب سفر میں ہو تو اپنے دل کو اپنے ساتھ رکھے یعنے دل تعلقات پر وابستہ نہ ہو انکے خیالات کو دل سے خالی کر ڈالے یہانتک تمام چیزوں کے خیال کو چھوڑ دے اور ان سے بالکل فارغ البال ہو جائے۔ ابراہیم بن دوحہ کہتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ ابراہیم بن شیبہ کے ساتھ جنگل میں تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا جو چیزیں پاس رکھتے ہو اور ان سے تعلق ہے انہیں پھینکدو۔ انکے کہنے سے میں نے تمام چیزوں کو پھینکدیا۔ مگر ایک دینار کو پاس رکھا اس کو نہ نکالا۔ آپ نے فرمایا جو چیز پاس ہے اس سے بھی دل کو مشغول نہ کرو۔ اسلئے میں نے اس دینار کو بھی پھینک دیا۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ اچھی طرح سوچ لو۔ کوئی اور چیز تو پاس نہیں جوتی کا ایک تسمہ یاد آ گیا میں نے اس کو بھی نکال کر پھینکدیا اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم کو ایک تسمہ کی محتاجی بھی نہ ہوئی۔ پس جو آدمی اللہ تعالےٰ کے ساتھ دل کے صدق سے معاملہ کرتا ہے ایسا ہی اس کا حال ہوتا ہے وہ بھی کسی چیز کا محتاج نہیں ہوتا اور وطن میں جو وظیفے پڑھا کرتا تھا سفر میں ان میں کوتاہی کرنی مناسب نہیں۔ سفر اس کا باعث ہوتا ہے کہ حال میں زیادتی ہو اس واسطے نہیں ہے کہ سفر میں مزاج اور اعمال میں خلل آ جائے۔

اگر قصر کی اجازت ہے۔ تو ان لوگوں کے واسطے جو ضعیف اور کمزور آدمی ہوتے ہیں۔ اور جو خاص اور صاحب قوت ہیں ان کو قلت سے کیا کام انکی ہمت کی کمر تو ہر حال میں کثرت شغل میں خوب مضبوطی کے ساتھ باندھی گئی ہے اور خدا کی توفیق ان کے شامل حال ہے اور خدا کی رحمت کا ان پر ہمیشہ نزول ہو رہا ہے۔ ہمیشہ ان کے سر پر ایک پاسبان موجود ہے جو نگہبانی کرتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ ان لوگوں کا مطلب انکی بغل میں ہوتا ہے اندر ہی اندر اس کا لطف لیتے رہتے ہیں اور اپنے محبوب کی الفت اور اس کا عشق ان کے دل میں ہر لحظہ ترقی میں رہتا ہے اور یہ لوگ دل اور جان سے خدا کی درگاہ میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور تمام دنیا سے بے نیاز اور لاپرواہ اور ہر وقت خدا کی یاد ان کی مددگار رہتی ہے اور اس مضمون کا درد انکی زبان پر ہوتا ہے کہ ہر لحظہ دمبدم خدا کی یاد ہماری زبان ہے اس سے غم اور دکھ سب جاتے رہے ہیں۔ پس اس سے

ثابت ہے کہ جب فقیر وماجان سفر میں ہوتے ہیں تو وہ ان کے حال میں اور بھی تقویت اور قوت عطا فرماتا ہے اور جب کام کے یہ لوگ پیچھے پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ سب سے زیادہ لائق اور زیادہ نیک ہے کیونکہ سفر کے سبب سے ان کو ان لوگوں سے دور رہنے کی خوشی نصیب ہوتی ہے جو بتوں کی مانند ہے اور نصاریٰ کی صلیب اور شیطان کے حربہ سے بھی ان لوگوں کا حربہ زیادہ سخت ہوتا ہے اور اپنے سفر کے آغاز میں فقیر کو اپنے دل کو نگاہ رکھنا چاہئے۔ اور غفلت کے ساتھ وطن سے نہ نکلے اور اس میں کوشش کرے کہ اپنے محبوب حقیقی کی یاد دل سے فراموش نہ ہو جائے اور دنیاوی اغراض کے واسطے فقیر کو سفر کرنا مناسب نہیں بلکہ سفر کرنے سے خداوند تعالےٰ کی طاعت کے ادا کرنے کا ارادہ کرے یا حج کرنے کے واسطے نکلے یا شیخ صاحب سے فیض اور برکت حاصل کرنے کے واسطے نکلے یا پاک جگہوں میں سے کسی جگہ کی زیارت کے واسطے جائے۔ اور اگر اس کا دل کسی ایسی جگہ پر لگ جائے جو تمام تیرگیوں اور ناپاکیوں سے پاک اور صاف ہے اور اپنی زندگانی کے ایام وہاں اچھی طرح آرام سے کٹتے ہوئے نظر آئیں تو وہاں دائمی سکونت کو اپنے اوپر لازم کرلے اور وہاں جدائی اختیار نہ کرے اور اگر وہاں سے جدا ہونے کے واسطے حکم الٰہی اور باطنی الہام ہو تو اس وقت اس جگہ کو چھوڑ دے اور اگر قضا وقدر امر کو وہاں سے ہٹا دے تو پھر بھی اس جگہ سے ہٹ جائے کیونکہ اس قسم کے لوگوں کو مفعولین میں شمار کیا گیا ہے یعنے قضا وقدر کے تصرف میں رہتے ہیں اور نفسانی ہوا وہوس اور آرزوؤں اور امیدوں سے بالکل پاک صاف۔ ان لوگوں نے اپنے آپ کو خداوند تعالےٰ کی راہ میں فنا فی اللہ کیا ہوا ہوتا ہے اور حق تعالےٰ کے محبوب اور اس کے مختار ہوتے ہیں اور فقیر کو چاہئے کہ اگر کہیں اس کو لوگوں میں کوئی مرتبہ ملے اور قبولیت کا درجہ پالے تو اس جگہ سے نکل بھاگ جائے اور یہ اندیشہ کرے کہ لوگوں کی قبولیت کے سبب سے خدائی درگاہ میں محجوب نہ ہو جاؤں اور خدا کی حضوری سے مجھ کو بے نصیب نہ کردیں اور جب تک انسان کا دل خواہشوں اور آرزوؤں کی طرف میل رکھتا ہے اس کو قبولیت نصیب نہیں ہوتی۔ اور فقیر صاحب کا یہ حال ہوتا ہے کہ ہوا اور ہوس اُس کے پاس بھٹکنے نہیں پاتی۔ اور لوگوں کا وجود اس کے پاس کوئی دخل نہیں رکھتا اور نہ ہی انکی قبولیت کا اس کے دل پر کچھ اثر ہوتا ہے مخلوق کا خیال فقیر صاحب کے دل سے خارج ہوتا ہے اور وہ اپنے دل کو نگاہ رکھنے کے واسطے حاجب اور دربانوں کی مانند ہوتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے کہ لوگوں کا دل اس کیطرف رجوع نہ ہو اور دل میں شرک خفی پیدا نہ ہو جائے اس سے خالص توحید میں پراگندگی آجاتی ہے اور فقیر سفر میں اپنے یاروں کے ساتھ نیک تعلق رکھے اور ان سے نیکی کرے اور جس قدر خیالات ہوں ان سے درگذر کرے اور کسی چیز میں ان کے ساتھ جھگڑا نہ کرے مخالفت سے دور رہے۔ اور ہمیشہ یاروں کی خدمت میں ہی مشغول رہے اور کسی یار سے اپنی خدمت کرانے سے پرہیز رکھے اور سفر میں ہمیشہ باطہارت رہے اگر پانی میسر نہ آئے تو تیمم کر لیا کرے جیسا کہ اس کو وطن میں پاک رہنا مستحب ہے اسی طرح اس کو سفر میں طہارت سے رہنا مستحب ہے وضو مومن کا ہتھیار ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ شیاطین اور ہر ایک موذی سے وضو انسان کو امان میں رکھتا ہے اور نو عمر لڑکوں کی صحبت اختیار نہ کرے۔ اور سفر میں بالخصوص ان سے دور رہے کیونکہ اس قسم کے جوان شیطان کی دوستی اور اس کی قبولیت کے بہت نزدیک ہوتے ہیں اور ان باتوں کے قریب ہوتے ہیں۔ شر، فتنہ۔ نفس کی بری ہوا وہوس۔ تہمت۔ ان جوانوں کی صحبت میں بڑے خطرے ہیں۔ اور اگر فقیر صاحب اُن لوگوں کے ساتھ رہے جو شیخ اور عالم ہیں اور ابدال اور پیغمبر جن کی پیروی کی جاتی ہے اور خطا سے محفوظ ہیں اور نیکی کی تعلیم دینے والے امام اور رہنما۔ خدا کے عذاب سے خوف دلانے والے۔ آداب سکھلانے والے اور بُرے اخلاق سے

پاک کرنے والے تو ان کے ساتھ اس کو کوئی خوف اور خطرہ نہیں ہوتا یہ مرد جوان ہوں اور چاہے خورد سال پیر ان میں سے جس کی صحبت چاہے اس کی صحبت میں رہے کیونکہ یہ لوگ خالق اور مخلوق کے درمیان قاصد ہیں۔ اور جب کسی شہر میں وارد ہو اور اس میں کوئی شیخ صاحب رہتے ہوں تو لازم ہے کہ اس کو پہلے سلام کرے اور اسکی خدمت کرے اور ان کی حرمت اور عزت نگاہ رکھے اور تعظیم بجالائے تاکہ ان طریق سے ان سے فائدہ اٹھائے۔ فائدہ سے محروم نہ رہے۔ اور جب فقیر صاحب کو فتوح حاصل ہو تو ایسا نہ کرے کہ اپنے یاروں سے الگ ہو کر اکیلا اس سے فائدہ اٹھائے اور اگر یاروں میں سے کسی کو کوئی عذر ہو جو اس کے ٹھیرنے کا باعث ہو تو اس کا ساتھ دے اور اپنے یار کو ضائع نہ کرے خداوند تعالٰے اس کو ثواب کی توفیق دیگا۔

فقیر صاحب کے راگ سننے کے آداب

راگ سننے کے واسطے قصداً اور ارادتاً نہ جائیں اور نہ اپنے اختیار سے اسطرف منہ کریں اور اگر اتفاق سماع کا ہو جائے تو سننے والا ادب سے وہاں بیٹھے اور اپنے پروردگار کی یاد میں اپنے دل کو لگائے اور اس میں غفلت اور فراموشی نہ آنے دے اور جب راگ کی آواز کانوں میں پڑے تو ایسا خیال کرے کہ قرآن پڑھنے والے قاری کی آواز ہے اور یہ سمجھے کہ وہ خدا کی طرف سے کہہ رہا ہے اور رغبت یا خوف یا انس یا عتاب یا زیادتی جو خدا کی عبادت سے باز رہنے کے سبب ہو اس کو ایسا ہی سمجھے کہ گویا اللہ تعالٰے کی طرف سے ہی خطاب ہو رہا ہے اور جو کچھ سن رہا ہے غیب سے وہ اس کو ترغیب دینے والا یا ڈرانے والا ہے یا دل لگانے کے واسطے ہے یا وہ غصہ ہے یا اس کے عبادت کے قیام میں زیادتی کرنے کی ترغیب ہے۔ پس اس وقت جلدی کرے اسکی طرف جو اس پر وارد ہو رہا ہے اور ان اشاروں کو بجالائے اور اگر سماع ایسا ہو کہ گویا قاری کی زبان سے تصور ہو کہ قاری کے کلام کی جانب خداوند تعالٰے خطاب کر رہا ہے تو اس حال میں سماع کے سننے سے جو کچھ اس کا دل چاہے وہ کر کرالے۔ مگر اس شرط کو نگاہ رکھنا چاہئے کہ جو کچھ کریں کرائیں وہ خدا کی بندگی اور شریعت کے آداب کے موافق ہو۔ غرض طریقت جو سلوک سے مراد ہے اور حقیقت میں جو مکاشفہ سے مراد ہے شریعت کے آداب کے موافق کیا جائے انکے خلاف میں قدم رکھنا جائز نہیں ہے اور جب شیخوں کی سماع کی مجلس میں حاضر ہو تو فقیر کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے سکون اختیار کرے اور شیخ صاحب کی بزرگی کو نگاہ رکھے اور اگر کوئی امر فقیر صاحب پر غلبہ کرے تو غلبے کے اندازہ کے موافق ہی حرکت کرے اور جب غلبہ جاتا رہے تو یہ سکون اختیار کرے تاکہ شیخ صاحب کی بزرگی کو نگاہ رکھے اور فقیر صاحب کو یہ ہدایت کرنی لازم نہیں ہے کہ تم قرآن شریف کی بجائے غزلیں پڑھو جیسا کہ آج کل زمانہ میں لوگوں کی عادت ہو رہی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اپنے تصرف کی خواہش اور تجرد میں صادق نہیں اگر ان میں صادق ہوتے تو پاک کلام سننے کے سوا ان کے دل اور اعضا حرکت میں نہ آتے کیونکہ صادق لوگوں کے نزدیک وہی کلام پاک محبوب ہے کیونکہ اسی میں ان کے محبوب کی صفت ہوتی ہے اور اس میں اولیاؤں کا تذکرہ ہوتا ہے اور اگلے اور پچھلے اور گذرے ہوئے اور آنے والے بزرگوں کا مذکور کیا جاتا ہے اس کلام میں محب اور محبوب کا ذکر ہوتا ہے مرید اور مراد اور عتاب اور محبت کا دعوی کرنیوالوں کی ملامت ہوتی ہے۔ اور اس کے سوا اور نصیحتیں ہوتی ہیں پس جب ان لوگوں کی راستی اور صدق میں خلل واقع ہوگا۔ تو ان کا دعوے بھی بے گواہ اور دروغ ہوگا اور عاشقانہ رسم اور عادت پر جو انکی استادگی ہوتی ہے اس میں یہ باتیں نہیں ہونگی۔ عشق باطنی۔ معرفت کی راستی۔ کشف حقائق علوم غریبہ۔ آگاہی اسرار۔ قربت حق۔ انس۔ وصال حبیب اور ان باتوں سے بھی محروم ہونگے۔ عالموں کی

نزدیکی اور خاصوں اور ابدالوں اور ولیوں کا قرب اور بزرگوں کی نزدیکی اور ان سے محروم رہنا اللہ تعالیٰ کی سنت سے محروم رہنا ہے ان تمام امروں سے جو مذکور ہوئے ہیں ان لوگوں کے دل کا گنجینہ خالی ہوتا ہے یہ لوگ مطرب کے شعروں اور غزلوں کے سننے کے واسطے ہی آمادہ اور مستعد رہتے ہیں اور یہ شعر اور غزلیں مجازی عاشقوں کے شوق کے شعلوں کو بھڑکاتی ہیں اور نفسانی خواہشوں کو ہیجان میں لاتی ہیں اور جو لوگ دلدادہ ہوتے ہیں اور اپنے حقیقی محبوب کے عشق میں سوختہ جگر ان کے شوق کی آگ پر پانی برساتے ہیں پس خلاصہ یہ ہے کہ فقیر چاہے خداوند تعالیٰ کا فقیر ہو اور چاہے خلق اللہ کا یعنی فقیر معنی و عقبیٰ اور فقیر صورت و دنیا کہ قاری اور قوال سے شعروں اور سلوک کے کلام کی دوبارہ پڑھنے کی فرمائش نہ کریں بلکہ اس معاملہ کو خداوند تعالیٰ کے سپرد کر دیں اگر سننے والا فقیر صادق ہوا اور اس کی مصلحت اور اس کا علاج قاری کی تکرار میں ہوا تو خداوند تعالیٰ نے چاہا۔ تو ان فقیروں میں سے ہی جو حاضرین مجلس ہوں گے فرمائش کرنے کے واسطے کسی کو خداوند تعالیٰ نائب مقرر کر دیگا اور یا خود اسی قوال کے دل میں ہی ڈال دیگا کہ وہ اس شعر کی تکرار کرے اور حالت سماع میں دوسروں سے مدد طلب کرنی فقیر کو لازم نہیں۔ اور اگر کوئی فقیر حرکت میں مدد طلب کرے تو اس کو مدد دیں اور یہ حالت حال کی سستی پر دلالت کرتی ہے اور جب فقیر کسی آیت یا شعر کو سن لے اور اس سے اس کو حال لاحق ہو تو اسکی مزاحمت نہ کی جائے اور اگر کوئی مزاحمت کرے تو اسکی مزاحمت کا تسلیم کر لینا بہتر ہے اور جب کسی آیت یا شعر پر فقیر کو جنبش ہو تو دوسروں کو واجب ہے کہ اس کا وقت اس کے سپرد کر دیں اور جو لوگ حاضرین مجلس ہوں۔ اگر ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا حال صرف بناوٹ ہے تو اس کے عیب کو ڈھانپ دیں اور مصلحت وقت کے لحاظ سے اس کو آگاہ کرنا مناسب جانیں تو نرمی اور دلی قوت سے اس کو آگاہ کریں۔ زبان سے اس کو منع نہ کریں اور فقیر کے حال میں قصور دریافت کرنے اور دلی قوت سے اس کو آگاہ کرنے کے لئے ان صفات کا ہونا لازمی ہے۔ بیداردلی۔ قوت دل۔ صفائی باطن۔ باریک بینی کا علم۔ دوسرے آدمی کے بھید پر واقف ہونے کے واسطے قوت ماسکہ کا ہونا۔ اچھی اور سخت نگاہداشت۔ درست آداب۔ اور جب فقیر سماع کی حالت میں خرقہ سے باہر آئے یا کوئی چیز اپنے لباس سے جدا کرے تو یہ امر دو حال سے خالی نہیں ہوتا یا تو وہ خرقہ قاری کو انعام دیگا اس حالت میں وہ خرقہ اسی قاری کا حق ہوگا اور یا مجلس میں ہی پھینک دیگا۔ اگر پھینک دے تو اس سے دریافت کرنا چاہئے کہ خرقہ کے پھینک دینے سے آپ کی کیا غرض ہے اگر یہ جواب دے کہ میں نے اس کو فقیروں کے حکم کے موافق پھینکا ہے تو اس سے اس کی یہ مراد ہوتی ہے کہ فقیروں سے سلوک کیا جائے پس وہ بحکم فتوح فقیروں کا حق ہوتا ہے اس کو خود فقیر سوچ لیں کہ کس کو دیا جائے اور اگر یہ کہے کہ میں نے شیخ صاحب کی موافقت کے واسطے پھینکا ہے کیونکہ انہوں نے بھی اپنا خرقہ جسم سے علیحدہ کیا ہے تو یہ اس کے اعتقاد کی سستی ہوگی اور اس کا کام رقیق ہوگا کیونکہ مناسب نہیں ہے کہ خرقے سے باہر آنے میں پیر صاحب کی موافقت کی جائے اور اگر کوئی اپنے پیر کے حال سے موافقت تامہ رکھتا ہے یعنے جیسا حال اس کے پیر کا ہو ویسا ہی اس کا ہو تو اس کو موافقت کرنی مناسب ہے مگر اس پر یقین نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی حال میں دو آدمی متفق ہوں بلکہ یہ امر یقین سے بہت دور ہے اور اگر ان فقیروں کی رسم اور عادت ایسی ہی چلی آتی ہے اور اسی موافقت سے فقیر نے بدن سے اپنا خرقہ اتار دیا ہے تو اس کے واسطے کوئی دلیل نہیں اور اس میں اس کے اعتقاد کی سستی پائی جاتی ہے اور اس خرقہ پر اس شیخ کا حکم ہوگا جس کی موافقت میں اس نے خرقہ اتار کر ڈالا ہے یہ امر اور شریعت کے رو سے نہیں ہوگا اور نہ ہی طریقت اور حقیقت کے حکم کے موافق بلکہ رسم اور عادت کے موافق ہوگا۔ اور اگر صاحب خرقہ یہ کہے کہ میں نے یہ امر ان لوگوں کی موافقت میں کیا ہے جو حاضر ہیں تو یہ شخص اس آدمی سے بھی زیادہ سست اعتقاد ہوگا

جس نے شیخ کی موافقت کے واسطے خرقہ کو بدن سے الگ کیا تھا وجہ یہ ہے کہ حال میں یہ نامناسب ہے کہ کسی کام میں شرکت کی جائے
اور اگر وقت کے اتفاق سے حال میں شرکت ہو جائے تو اس کا کچھ مضائقہ نہیں ہوتا، اور قوم کی قوم کا ایک ہی حال میں متفق
ہونا بہت کم ہوتا ہے یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ تمام قوم کے لوگ ایک ہی مشرب اور ایک حال رکھتے ہوں اور ان میں
یکساں ہوں۔ پس جو خرقہ قوم کی موافقت میں ڈالا گیا ہو اس کے واسطے قوم سے ہی حکم لیا جائے جس کو قوم دلائے اسکو دیدیں
اور اگر خرقہ ڈالنے کے وقت فقیر کی نیت کچھ نہ ہو تو اس حال میں فقیر سے حکم لیں اور اس کو کہدیں کہ اب تک یہ خرقہ تمہارے
اختیار میں ہی ہو اسکی نسبت مرضی ہو اس کے موافق کرو۔ حاضران مجلس کو اس میں کوئی اختیار نہیں اگر پیر صاحب بھی
مجلس میں حاضر ہوں۔ تو وہ بھی اس خرقہ پر کچھ اعتبار نہیں رکھتے کیونکہ صاحب خرقہ نے اسکی نسبت اپنا کوئی ارادہ ظاہر نہیں
کیا اور طریقت میں ارادہ ظاہر کرنے کے سوا اس کے واسطے کوئی دلیل نہیں اور اگر فقیر صاحب یہ جواب دیں کہ حالت سماع
میں خدا تعالےٰ کی طرف سے مجھے یہ اشارہ ہوا ہے کہ میں اس خرقہ سے باہر آؤں اور خرقہ کسی کو عطا کرنے کے ارادہ کے سوا ہی
میں نے اس کو اتار کر پھینک دیا ہے تو اس کے واسطے طریقت میں ایک دلیل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جس بادشاہ نے اس
کو خلعت یعنے خرقہ عطا کیا تھا۔ اسی نے اس سے اس کو ننگا کیا ہے اور اسی کے اشارہ سے اس نے پھینکا ہے اور وہی اس کو
دوسرا خلعت عطا کریگا اسلئے جب فقیر خدا کے حکم سے اپنے خرقہ سے باہر آجاتا ہے تو اسکی بجائے وہ خدا کی درگاہ سے نورانی
خلعت پہن لیتا ہے اور اس پر خدا کے الطاف اور رحمت نازل ہوتی ہے اسلئے اس کا خرقہ اگر پیر صاحب ہوں تو ان کو
پہنچتا ہے وہ لیلیں اور اگر وہ نہ ہوں تو ان فقیروں کو لینا روا ہے جو مجلس میں حاضر ہوں اور گانے یا پڑھنے والے جس کو چاہیں
دیکر رخصت کر دیں۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس خرقہ پر درویش کا حکم ہی ہے دوسروں کی نسبت وہ اس کے دینے
کے واسطے زیادہ لائق ہے اور اہل دنیا جو مجلس میں حاضر ہوتے ہیں انمیں سے اکثروں کا یہ طریق ہے کہ اس خرقہ کو خرید لیتے
ہیں اور پھر صاحب خرقہ کو ہی لوٹا دیتے ہیں یہ اس کو طریقت میں پسند نہیں کرتے اور اگر خرقہ کے خریدنے والا کوئی جوانمرد
اور صاحب ہمت آدمی ہو اور فقیر دوست ہے اور یہ امر اس کی عادت میں ہے کہ وہ فقیروں کے ساتھ نیکی کیا کرتا ہے تو اس
کو خرید کر واپس دینا جائز ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیا گیا اور اصل میں یہ طریق ایک قسم کا سوال ہے جس میں عوض
طلب کیا جاتا ہے اور لطف سے سوال ہوتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فعل زشت اور زبون ہے وجہ یہ ہے کہ جب فقیر
اپنے خرقہ سے باہر آتا ہے تو وہ حال کے وقت میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ میرے نفس میں راستی ہے اور اس کو تعلقات سے
بے نیازی حاصل ہے۔ اور اگر پھر وہ اسی خرقہ کو پہن لے تو وہ اپنے نفس کو فضیحت کرتا ہے اور اسکو دروغگو قرار دیتا ہے اور
ایسا کرنا ناپسندیدہ کام ہے اس کو یہ ہرگز لائق نہیں ہے کہ جس خرقہ سے وہ باہر آیا ہے اور اُتار کر پھینکدیا ہے دوسری دفعہ
پھر اسی کو قبول کر لے اور اگر اس خرقہ کے واسطے پیر صاحب اشارہ کریں اور اس کو دوبارہ پہننے کے واسطے اجازت دیں
تو بلا روک ٹوک وہ اپنے پیر صاحب کا حکم بجا لائے اس کو پہن لے اور جب پیر صاحب چلے جائیں تو پھر اسے اپنے بدن سے
اس خرقہ کو اتار ڈالے اور کسی اور فقیر کو بخش دے اور اگر جماعت میں ہو تو ان میں مساوات کا لحاظ رکھے اور پیر صاحب
بھی جماعت کے لوگوں میں ڈٹے ہوئے ہیں اور وہ اس خرقہ کے واسطے حاضرین میں سے کسی ایک فقیر کے واسطے مخصوص
کر دیں تو پیر صاحب کا جو حکم ہوگا وہ جائز ہوگا وہ جس کو چاہیں اس کو دلوا دیں اور اگر کوئی فقیر اپنے خرقہ سے باہر آئے
اور پھر اس کو واپس لے مگر اسکی یہ عادت ہے کہ جس خرقہ سے وہ باہر آتا ہے اس کو وہ نہیں پہنا کرتا اور دوسرے فقیروں
نے اپنے خرقہ کو واپس لے لیا ہے اور اسکے پیر صاحب موجود اور خاموش ہیں تو اس کو اپنا خرقہ واپس لینا لازم نہیں ہے

وہ اپنی عادت پر ثابت قدم رہے دوسرے فقیروں کی پیروی سے اپنی حالت اور عادت کو نہ توڑے اور اگر پیر صاحب موجود نہیں تو پھر اس کو جماعت کی موافقت کرنی چاہیئے۔ اپنے خرقہ کو وہ بھی واپس لیلے تاکہ اسکی قوم کے جو درویش ہوں وہ شرمندہ نہ ہوں اور ان کو اس فقیر پر غصہ نہ آئے اور جب واپس لے چکے تو پھر مجلس کے فقیروں پر ہی اس کو عطا کردے اور بہتر یہ ہے کہ اس کو دے جو اس مجلس میں نہ ہو پس فقیروں کے آخری حالات یہ ہیں۔ جو اختصار کے طور پر بیان کئے گئے ہیں اور جو باتیں رباط اور سقایات اور جوتا پہننے سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور وانکی رسم کا اجرا بطور تجدید ہوتا ہے ان کو میل جول اور خبر اور اشارہ سے حاصل کیا جائے اس جگہ ان کا بیان نہیں کیا گیا اور اکثروں کو آداب شرع کے باب میں بیان بھی کردیا ہے۔ اب ان چیزوں کو بیان کیا جاتا ہے۔ مجاہدہ۔ توکل۔ نکوئی سیرت۔ شکر۔ صبر۔ رضا۔ صدق یہ ساتوں چیزیں جو مذکور ہوئی ہیں طریقت میں اصل اور بنیاد ہیں اور سرتاپا نیک ان کو توجہ سے اخذ کریں دل میں جگہ دیں۔

مجاہدہ کا بیان

اس باب میں تمام اصولوں کا بیان خداوند تعالےٰ کا حکم ہے۔ فرمایا ہے (جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم ان کو اپنی نزدیکی کی راہیں دکھلاتے ہیں) ابونصر ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول سے پوچھا گیا کہ جہادوں میں سے سب سے بڑا جہاد کونسا ہے آپنے فرمایا کہ سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ بادشاہ ظالم کے روبرو سچ بات کہنی۔ جب ابوسعید نے یہ سنا تو آپ رو پڑے۔ اور ابوعلی دقاق کہتے ہیں کہ جو آدمی اپنے ظاہر کو مجاہدہ سے آراستہ کرتا ہے خدا تعالےٰ اس کے باطن کو مشاہدہ سے آراستہ کردیتا ہے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے (جو لوگ ہمارے راستہ میں محنت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راہ دکھا دیتے ہیں) اور جو آدمی شروع میں صاحب شفقت نہیں ہوتا۔ وہ طریقت کی بو کو نہیں سونگھتا اور ابوعثمان سفری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جو شخص گمان کرے۔ کہ تحقیق کھولا جاویگا اس پر کچھ اس طریقہ میں سے یا کشف کیا جاویگا۔ اس کے لئے کچھ اس میں سے بغیر لازم پکڑنے مجاہدے کے وہ غلطی پر ہے۔ اور ابوعلی دقاق نے کہا جو آدمی اپنے کام کے ابتدا میں کھڑا ہونے کی عادت نہ ڈالے۔ اس کو اپنے کام کے انجام میں بیٹھنا نصیب نہیں ہوگا۔ اور فرمایا ہے کہ فقیروں کا یہ مقولہ ہے کہ حرکت برکت ہے اور ظاہری حرکت باطنی برکت کا باعث ہوتی ہے اور حسن رضہ کہتے ہیں کہ ابویزید رضہ نے فرمایا کہ میں اپنے نفس کا بارہ سال تک آہنگر رہا اور پانچ سال اپنے دل کا آئینہ بنا رہا۔ اور پھر ایک سال تک دل کے آئینہ کا مشاہدہ کرتا رہا۔ پھر میں نے دیکھا کہ میری ظاہر میں زنار ہے پس میں اس کو بارہ سال تک توڑتا رہا پھر میں نے اس کو پانچ برس میں توڑا۔ پھر میں نے دیکھنا چاہا کہ آیا یہ ٹوٹ گیا ہے یا نہیں اس پر مجھے کشف ہوا اور میں نے لوگوں کو دیکھا تو ان کو مردہ پایا۔ اس لئے میں نے خلق اللہ پر جنازہ کی چار تکبیریں پڑھ دیں۔ اور جنید رضہ کہتے ہیں کہ سری سقطی یہ کہا کرتے تھے اے جوانوں کے گروہ اس سے پہلے کہ تم میری عمر کو پہنچو تم زیادہ کوشش کرو۔ کیونکہ اس کے بعد تم سست ہو جاؤگے اور عبادت میں کوتاہی کروگے جیسے کہ میں نے کوتاہی کی ہے اس وقت سری سقطی جوانوں سے بڑھکر عابد تھے اور حسن قزاز رضہ کا قول ہے کہ تین چیزیں سلوک کی بنیاد ہیں۔ کھائے اس وقت جب فاقہ کی نوبت پہنچے۔ اور سوئے اسوقت جب خواب کا غلبہ ہو اور جب کلام کرے تو ضرورت کے وقت کرے۔ اور ابراہیم ادھم رضہ کہتے ہیں کہ جب تک کوئی ان چھ چیزوں کو اختیار نہ کریگا وہ نیکوکاروں کے درجہ کو نہیں پہنچیگا۔ پہلی یہ ہے کہ نعمت کا دروازہ تو اپنے اوپر بند کرے اور سختی کا دروازہ کھولے دوسری یہ ہے کہ جس دروازے سے عزت حاصل ہوتی ہو اس کو بند کرکے خواری اور ذلت کا دروازہ اپنے اوپر کھولے

تیسری راحت کے دروازہ کو اپنے اوپر بند کرے اور کوشش کے دروازہ کو کھول دے۔ چوتھی یہ ہے کہ خواب کو چھوڑ دے اور بیداری اختیار کرے۔ پانچویں یہ کہ دولت مندی کے دروازہ کو بند کرے۔ اور فقیری کے دروازہ کو کھول دے چھٹی یہ کہ امید کا دروازہ بند کرے اور موت کی تیاری کا دروازہ اپنے اوپر کھول لے اور ابو عمر بن جنید رضی کہتے ہیں کہ جو آدمی اپنے نفس کو بزرگ جانتا ہے اس کے نزدیک اس کا دین خوار ہوتا ہے اور ابو علی رود باری کہتے ہیں کہ جب صوفی کو پانچ روز بھوکے گذر جائیں اور اس کے بعد وہ کہے کہ میں بھوکا ہوں تو پھر اس کو بازار میں جانا لازم ہے اور اس کو حکم دیا جائے کہ وہ کسب کرے۔ اور ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ خوش نصیب اور ارجمند وہ بندہ ہے جس کو خواری اور ذلت کی طرف رہنمائی ہوتی ہے اور جو آدمی اپنے نفس کو خواری سے بچاتا ہے اس سے زیادہ اور کوئی خوار نہیں ہوتا اور ابراہیم خواص کہتے ہیں کہ جو چیز خوف دینے والی مجھے معلوم ہوئی ہے۔ میں نے اس کو مطیع اور زیر کیا ہے اور محمد بن فضل کہتے ہیں کہ اگر کوئی اُمیدوں سے خلاصی پائے تو یہ اس کے واسطے آسائش اور آرام ہوتا ہے اور منصور بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابا علی رودباری کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ تین چیزوں سے آفت آتی ہے اور وہ یہ ہیں طبیعت کا سقم۔ عادت کا پڑ جانا۔ فساد صحبت۔ میں نے آپ سے پوچھا۔ کہ طبیعت کا سقم کیا چیز ہوتی ہے جواب دیا وہ یہ ہے کہ آدمی حرام کھائے۔ پھر میں نے سوال کیا۔ ملازمت عادت کس کو کہتے ہیں جواب دیا وہ یہ ہے کہ آدمی جان بوجھ کر حرام اور غیبت سے فائدہ اُٹھائے۔ اس کے بعد میں نے پوچھا فساد صحبت کیا چیز ہے۔ جواب میں فرمایا۔ کہ جس چیز کی نفس امارہ خواہش کرے انسان اسکی پیروی کرے۔ اور نصر آبادی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں۔ کہ تمہارا نفس تمہارا قید خانہ ہے۔ جب تو اس قید خانہ سے نکلیگا تو راحت ابدی حاصل کریگا۔ اور ابوالحسن وراق علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ابو عثمان کی مسجد میں جو سب سے بڑا حکم ہم کو ملا کرتا تھا وہ یہ تھا کہ جو چیز فتوح کے طور پر ہم کو ملے ہم یہ اپنی غیر کو دینا پسند کریں اور کہ جب ہم کو معلوم ہو جاوے تو ایک رات بھی نہ گذاریں۔ اور اگر کوئی آدمی ہمارے ساتھ بُرا پیش آتا تو ہم اپنے نفس کے واسطے اُسے بدلا نہ لیتے بلکہ اُس کے پاس عذر کرتے اور تواضع کرتے تھے۔ اور جب کوئی آدمی ہمارے دلوں میں حقیر نظر آتا تھا تو ہم اس کی خدمت میں کھڑے ہو جاتے تھے پس عام لوگوں کا مجاہدہ تو یہ ہے کہ وہ اپنے ظاہری اعمال کو پورا کریں اور خواص کا مجاہدہ تو یہ ہے کہ وہ بری صفتوں سے اپنے احوال کو پاک کریں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ رنج اور تکلیف بھوک اور پیاس برداشت کرنا تو آسان ہو جاتا ہے مگر جو بُری عادتیں پڑ جاتی ہیں ان کا علاج کرنا بہت ہی مشکل اور سخت ہو جاتا ہے اور اگر کبھی لوگوں کی تعریف اور مدح اور نیک ذکر شیریں اور اچھا معلوم ہوتا ہے تو یہ بھی نفس کی آفتوں میں سے ایک آفت ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اس واسطے عبادت کے بڑے بڑے بوجھ اُٹھاتا ہے کہ لوگ اس کو اچھا کہیں اور وہ اپنی تعریف سنے اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ نفاق کا اس پر غلبہ ہوتا ہے اور اس بدعادت کی علامت یہ ہے کہ جب لوگ اس کی تعریف کرنی ترک کر دیتے ہیں۔ تو اس وقت اس کا نفس عبادت کی طرف سے سُست اور کاہل ہو جاتا ہے اور اس کے نفس کی جو عادتیں ہوتی ہیں اور شرک خفی اور کاذب دعوی وہ معلوم نہیں ہو سکتے۔ ان کا پتہ اس وقت ہی لگتا ہے جب انکے امتحان کا موقع آجاتا ہے کیونکہ وہ ڈرنے والوں کی مانند اسی وقت خوف کرتا ہے جب کہ خوف میں گرفتار ہو جاتا ہے اور جیسا کہ خوف کے مقام میں اللہ تعالیٰ سے خوف کرنا چاہیئے۔ اسی وقت میں ہی خوف کرتا ہے اور جب نفس کا محتاج ہوتا ہے تو اس وقت اس کا نفس خوف سے بالکل امن میں ہوتا ہے اور جس قدر وعدے اور وعید ہوتے ہیں ان سب کو بھول جاتا ہے اور نیکو کار لوگوں کا یہ قول ہے کہ پرہیزگار آدمی کی پرہیزگاری کی جب تک آزمائش نہ ہولے جب وہ اپنے نفس کی طرف محتاج ہوتا ہے اس کی

پرہیزگاری کی شرطیں چاہتا ہے اور اگر ایسا ہوگا تو اپنے آپ کو لوگوں میں بزرگ دکھلاتے والا ہوگا۔ اور نفس کو اپنے فعل پر مغرور پائیگا۔ اور نفس ان لوگوں کی جو عارف ہوتے ہیں ہمیشہ تعریف کرتا رہتا ہے اور انسان جب کسی غرض کا محتاج ہوتا ہے تو اس وقت اس سے صدق نفسی نہیں ہوسکتی۔ اگر تم اس وقت میں اس صدق نفسی کی درخواست کرو تو وہ اس میں جھوٹا نکلیگا۔ اور نفس پرہیزگاری کا مدعی بھی ہوتا ہے مگر اس کا یہ دعوے اُس وقت تک ہے کہ اس کی آزمائش نہو۔ اور متواضع ہونے کا مدعی بھی ہوتا ہے اور تواضع کا دعوے صدق بھی اس وقت معلوم ہوتا ہے جبکہ اس کو غیظ اور غضب ہو اور دعونے کے خلاف اس سے کوئی امر وقوع میں نہ آئے اور تمنا اور غرور اور حق کے طور پر ان امور کا مدعی بھی ہوتا ہے۔ سخاوت کرم۔ ایثار۔ دل کی تونگری۔ جوانمردی۔ خیر وخیرات۔ اور دوسرے ستودہ خلق جو خدا کے ولیوں اور ابدالوں اور اشراف لوگوں میں موجود کئے گئے ہیں۔ مگر جب تم نفس میں ان خصلتوں کی تلاش کروگے اور اس کو آزماؤگے تو ان کا اس میں نام اور نشان بھی نہیں پاؤگے صرف ایک دھوکے کی ٹٹی ہی ہوگی جیساکہ جب آدمی جنگل میں ہوتا ہے اور پیاس کے غلبہ میں دور سے ریت کو دیکھتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ یہ پانی کا چشمہ ہوگا اور جب پانی پینے کے شوق میں اس کے پاس پہنچتا ہے تو وہاں پانی کا نام اور نشان بھی نہیں ہوتا۔ اگر صدق دل اور اخلاص کی درستی اور راستگوئی ہوتی۔ تو لوگوں کے دکھلانے کے واسطے یہ نیک عمل نہ کرتا اور نہ ہی ظاہری آرائش سے اپنے آپ کو آراستہ کرتا۔ کیونکہ اس کے فائدہ اور ضرر کے مالک لوگ نہیں۔ اگر مذکورہ بالا صفتیں نفس میں ہوتیں تو امتحان کے وقت وہ اپنے دعوئے میں صادق اور ثابت قدم نکلتا اور نفس کی ساری باتیں اس کے عمل کے موافق ہوتیں۔ اور ابو الحفص علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ تمہارا نفس ایک تاریک خانہ ہے اور اس کا چراغ اس کا باطن ہے یعنے اس کا اخلاص اور اس کی توفیق اس چراغ کا نور ہے۔ اور جبس آدمی کے دل کے ساتھ توفیق الٰہی شامل نہیں ہوتی اس میں اندھیرے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اور ابو عثمان علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جب تک کوئی آدمی دوسری چیزوں کو اپنے نفس سے اچھا نہ سمجھے وہ اپنے نفس کے عیبوں کو نہیں دیکھتا۔ اور ابو حفص علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ سب آدمیوں میں سے ہلاک ہونیوالا وہ شخص ہے جو اپنے عیب کو نہیں پہچانتا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ گناہ کفر کے قاصد ہیں اور ابو سلیمان رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں نفس کی کوئی بھی نیک بات نہیں کہ میں اس کو شمار میں لاتا۔ اور سری سقطی علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ ان لوگوں کی ہمسائیگی سے دور رہنا چاہئے۔ مالدار، بازار میں قرأت پڑھنے والے۔ دولتمند عالم۔ اور ذوالنون مصری رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ مخلوق میں چھ چیزوں سے ہی فساد پڑا ہے۔ پہلی یہ کہ آخرت کے عمل میں نیت کی سستی ہو۔ دوسری یہ ہے کہ لوگوں کے جسم انکی آرزوؤں اور خواہش میں گرویدہ ہوجائیں۔ تیسری یہ ہے کہ موت کے قریب انکی اُمیدیں لنبی ہوں۔ چوتھی یہ کہ خدا تعالےٰ کی رضامندی پر مخلوق کی رضامندی اختیار کی جائے۔ پانچویں نفس امارہ کی ہو اور ہوس کی پیروی کرنا۔ اور پیغمبر صلعم کی سنت سے اپنے منہ کو پھیر لینا۔ چھٹی یہ ہے کہ اگلے بزرگوں سے جو لغزشیں ہوگئی ہیں ان کو اپنے نفس کے واسطے حجت گردانیں اور انکی پوشیدہ صفات کو چھپادیں ؎

مجاہدہ کی اصل کا بیان

مجاہدہ کی اصل یہ ہے کہ اپنی خواہش کی ممانعت کی جائے۔ اور جن چیزوں سے اس کو الفت ہو ان سے اپنے نفس کو الگ اور علیحدہ کرے۔ اور دنیا کی ان لذتوں اور آرزوں کے خلاف کرے جنکی طرف اس کو الفت اور میلان ہو جب عام وقتوں میں معلوم کرے کہ نفس کا خیال شہوتوں کی طرف چلاگیا ہے تو اس کو پرہیزگاری اور خدا کے خوف کے

لگام دیوے۔ پس جب دیکھے کہ نفس منہ زوری کرتا ہے اور عبادتوں کے مقام اور حکم الٰہی کی موافقت سے گریز کرتا ہے تو اس وقت خوف کا چابک پکڑ کر اس سے اپنے نفس کو راستی کی جانب ہانکے اور ہوا و ہوس اور نفسانی لذتوں کی طرف سے اس کے منہ کو دوسری طرف پھیر دے۔

مجاہدہ کو تمام کرنے والے امور

مجاہدہ کا کمال اور اتمام مراقبہ سے ہوتا ہے اور مراقبہ وہ ہے جس کی طرف پیغمبر خدا نے رہنمائی کی ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک دفعہ خدا کے رسول مقبول سے پوچھا کہ احسان کس کو کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم خدا کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر بظاہر وہ تم کو دکھائی نہیں دیتا تو اس پر یقین کرو کہ وہ تم کو ضرور دیکھ رہا ہے کیونکہ مراقبہ یہ ہے کہ بندہ کو یہ علم ہو اور ہر وقت اُس کو یہ خیال رہے کہ میرا پروردگار میرے حال سے واقف ہے۔ اور مراقبہ ہر ایک نیکی کا اصل ہے اور بندہ اس مرتبہ کو اس وقت ہی پہنچتا ہے جب کہ وہ سیدھا راستہ اختیار کرنے کے وقت اپنے حال کی اصلاح اور اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور اپنے اور خداوند تعالےٰ کے درمیان اپنے دل کی اچھی طرح نگاہبانی کرے اور خدا کی راہ میں جو سانس نکلیں ان کا نگاہبان رہے اور اس پر یقین کرے کہ خداوند تعالےٰ میرا نگہبان ہے اور میرے دل کے نزدیک ہے اور اس کے تمام احوال کو جانتا ہے اور اس کے جتنے افعال ہیں ان سب کو دیکھتا بھالتا ہے اور اس کی تمام باتوں کو سنتا ہے۔ اور بعض بزرگوں کا قول ہے کہ چار چیزوں کے جاننے سے مجاہدہ تمام ہوتا ہے پہلی یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ کو پہچانیں۔ دوسری یہ ہے کہ ابلیس کو جو خداوند تعالےٰ کا دشمن ہے خوب سمجھیں۔ تیسرا اس بات کو دھیان میں رکھیں کہ ہمارا نفس ہم کو اکثر بُرے کاموں کی طرف ہی رغبت دلائیگا۔ چوتھی یہ ہے کہ جو عمل کرے وہ خالص خداوند تعالےٰ کے واسطے ہی کرے۔ اور اگر کوئی آدمی ساری عمر خدا کی عبادت میں کوشش کرے اور یہ نہ پہچانے ان کو اور نہ ان پر عمل کرے۔ تو اس کو اپنی عبادت سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور وہ جاہل ہی رہیگا۔ اور دوزخ کی آگ کی طرف اسکی بازگشت ہوگی۔ البتہ اسصورت میں کچھ امید ہو سکتی ہے کہ خدا کا فضل اپنا کام کرے اور خداوند تعالےٰ کی معرفت یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ اپنے دل کو خدا کی درگاہ میں حاضر رکھے اور اس پر قائم بھی رہے اور اس پر اس کا طاقت رکھنا اور اس پر یقین لائے کہ اللہ تعالےٰ حاضر ہے اور دانا ہے اور میرے دل کے احوال کو جانتا ہے اور اس کا نگہبان ہے اور وہ یگانہ ہے جو قوت حاصل ہوتی ہے وہ خدا سے ہی ہوتی ہے اور خدا کے ملک میں کوئی اس کا شریک نہیں اور وہ اپنے دعوے میں سچا ہے اور زبانی اس نے ضمانت کی ہے اس کو بہم پہنچائیگا۔ اور جو چیز اس سے مانگی جائے اس کی اس کو کچھ کمی نہیں ہے اس کے عطا کرنے کے واسطے وہ تونگر ہے اور وہ جو وعدہ کرتا ہے اس کو پورا کرنے والا ہے خدا کے جس قدر وعدے ہیں وہ سب سچے ہیں اس لئے جس قدر وعدے کئے ہیں ان سب کا وفا کریگا اور خدا کا ایک مقام ہے اس میں اسکی تمام مخلوقات بازگشت کریگی اللہ جل شانہ فیضوں اور تصرفات کا چشمہ ہے جس کو وہ ثواب دینا چاہیگا۔ اس کو ثواب دیگا اور جس کو عذاب دینا چاہیگا اس کو عذاب دیگا۔ اور اسکی ذات اور صفات میں کوئی اسکی مانند نہیں اور نہ بندوں کے واسطے اسی کی رحمت اور دوستی کافی ہے۔ خدا تعالےٰ ہر ایک آواز کو سنتا ہے اور ہر ایک چیز کو جانتا ہے اور وہ ہر روز ایک شان میں ہے اور اس کو کوئی ایسا کام پیش نہیں آتا جو دوسرے کام سے اس کو غافل کر دے وہ پوشیدہ اور بہت پوشیدہ تمام چیزوں کو جانتا ہے اور ان تمام باتوں کو پہچانتا اور سمجھتا ہے۔ دلی راز دل کے خطرے۔ وسوسے ارادے۔ خواہشیں۔ حرکتیں۔ وسواس۔ پلک کا جھپکنا۔ اشارہ چشم اور باریک اور اس کے اوپر اور نیچے جو کچھ ہے سب سے واقف ہے اور رطب و یابس جو کچھ ہو چکا ہے اور ہونے والا ہے۔ سب سے آگاہ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ

وہ عزیز ہے اور حکیم۔ اور تحقیق ہم پورا بیان کر چکے ہیں اس کا۔ اللہ تعالےٰ کی معرفت کے باب میں پہلے ہے۔ اور جب کوئی آدمی پورے یقین اور علم سے اس معرفت کو لازم طور پر اختیار کرتا ہے۔ تو یہ اس کے ہر ایک عضو اور جسم کی ہر ایک رگ اور پٹھے اور ہر ایک بال اور پوست میں سرایت کر جاتی ہے۔ اور اسی طرح اس بات کو بھی یقین میں لاتے کہ خداوند تعالےٰ میرے اوپر قائم ہے اور میرے تمام حال کو جانتا ہے اور میری تمام چیزوں کو اس کا علم محیط ہو رہا ہے۔ کوئی ایسی چیز نہیں جو اس سے چھپی ہوئی ہو۔ خدا نے اس کو پیدا کیا ہے اور سب سے عمدہ اور اچھی خلقت بنائی ہے اور صورت کی خوبصورتی عطا کی ہے۔ جب آدمی کے دل میں یقینی طور پر یہ علم آجائے اس کی نیت ان امور میں صحیح ہو اور عقل ان کو اچھی طرح سمجھ لے تو اس وقت وہ اپنے نفس کا محاسبہ کر لیتا ہے۔ اور معرفت سے اس کو کامل حصہ مل جاتا ہے اور خدا کی حجت بھی اس پر قائم ہو جاتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کو بڑا مرتبہ عطا ہوتا ہے۔ اور ان ساری باتوں میں خوف الٰہی اس کی مصاحبت میں رہتا ہے اور اس آدمی کا بدن اور دل تمام گناہوں سے محفوظ اور نگاہ رکھا جاتا ہے اور جب تک سالک تمام شغلوں کو چھوڑ نہ دے وہ اس مرتبہ کو حاصل نہیں کر سکتا۔ پس انسان کو لازم ہے کہ وہی شغل اختیار کرے جو ان کے امور کی طرف اس کو راستہ دکھلانے والے ہوں۔ اور اس قسم کا آدمی ہمیشہ خوف الٰہی میں رہتا ہے۔ اس سے الگ نہیں ہوتا کیونکہ وہ خداوند تعالےٰ کی گرفتوں اور اس کے قہر سے ڈرتا رہتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ میرے اوپر قادر اور توانا ہے اپنے گذشتہ اور آیندہ گناہوں سے ڈرتا رہتا ہے اور شرم کے سبب سے بھی خوف میں رہتا ہے کیونکہ یہ علم رکھتا ہے اللہ تعالےٰ میرے نزدیک ہے اور میرا جو حال ہے اُس کو وہ دیکھ رہا ہے اور خواہش اور قصد اور خطرہ اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی محبت سے اس کا دل بھرا رہتا ہے۔ پس جو بندہ اپنے خدا کی مرضی کے موافق کام کرتا ہے اور اس پر قائم رہتا ہے وہ عقلمند ہوتا ہے اور خدا کی محبت میں تمام مکروہ امور سے پرہیز رکھتا ہے اور اس کے دل میں جو خطرہ آتا ہے اور چشم کا اشارہ ہوتا ہے اور وسوسہ اور خواہش پیدا ہوتی ہے اور ظاہری یا باطنی کوئی حرکت ہو سب میں خداوند تعالےٰ کا علم ہوتا ہے کوئی اس سے خالی نہیں ہوتا۔ اور یہ ان علما کا مقام ہے جو حق کے ساتھ باقی ہوتے ہیں اور اپنے آپ سے فانی اور خوف کرنے والے پرہیزگار عارف اور شبہات کے ترک کرنے والے اور شیطان علیہ اللعنت سے بچا رہتا ہے جو خدا کا دشمن ہے اور اس سے اللہ تعالےٰ نے جنگ کرنے کے واسطے ارشاد فرمایا ہے اور مجاہدہ کرنے کی ہدایت کی ہے اور ظاہری باطنی طاعت اور گناہوں سے بچا رہنے کے واسطے امر کیا ہے اور اپنے بندوں کو آگاہ کر دیا ہے کہ شیطان نے جو خدا کی دشمنی کی ہے۔ وہ نافرمانی کرنے میں کی ہے اس کے بندہ کو جو پیغمبر اور زمین کے خلیفہ تھے یعنے آدم علیہ السلام حکم کے موافق سجدہ کرنے سے انکار کیا اور آدم کی اولاد کو ضرر پہنچایا۔ اور شیطان نہیں سوتا جبکہ آدمی سو جاتا ہے اور جب تک غافل نہیں ہوتا وہ بھی اس سے غفلت نہیں کرتا۔ خواب یا بیداری میں جب تک انسان سہو نہیں کرتا وہ بھی اپنے کام سے نہیں چوکتا۔ غرض یہ کمبخت اچھی طرح ہاتھ دھو کر انسانوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور ہمیشہ اس تدبیر میں رہتا ہے کہ جس طرح بن پڑے انسان کو ہلاک کروں۔ مکر۔ فریب۔ حیلہ بازی وغیرہ سے جس طرح اس سے بن پڑتا ہے اپنا کام نکالتا ہے کوئی دقیقہ اس میں اٹھا نہیں رکھتا اور اس کام کے واسطے شیطان کے ظاہری باطنی آلات جن کی آرزو رکھتا ہے اور طاعت اور معصیت میں اس کو خوشگوار لگتے ہیں یہ ہیں کہ کسی طرح خدا کے بزرگ لوگ اپنی عبادت پر مغرور ہو جائیں اور عقلمند دام فریب میں پھنسیں اور غافل ہوں۔ اور ایسا کمبخت ہے کہ غریب آدمی کو گناہ اور مکر یا غرور میں گرفتار کرنے سے ہی اس کا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوتا اس کا اصلی مقصد یہ ہوتا ہے کہ جہاں تک بس چل سکے اس کو دوزخ میں لے جاؤں اور اپنا ساتھی بناؤں جیسا کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے اشیطان اپنے گروہ کو

بلاتا ہے تاکہ وہ لوگ دوزخ میں اس کے ہمنشین ہوں) پس جب بندہ کو معلوم ہوگیا ہے کہ شیطان کی خصلتیں اور عادتیں یہ ہیں تو اس کو لازم ہے کہ حق اور باطل میں تمیز کرے۔ اور شیطان کے مکر کی طرف سے اپنے دل کو خوب ہوشیار رکھے اور ہر وقت چوکنا رہے اور ذرا بھی غفلت اور سہو اختیار نہ کرے۔ ہمیشہ اس سے سخت جنگ اور جدل رکھے اور ظاہر اور باطن میں شیطان کے ساتھ جنگ کرنے کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑے اور جس چیز کی طرف وہ رغبت اور خواہش دلائے اسطرف سے بڑی کوشش کے ساتھ روگردانی کرے اور خدا کی درگاہ میں التجا اور زاری کرے کہ میں شیطان پر غالب آؤں ہر وقت اپنے کاموں میں خداوند تعالےٰ سے مدد مانگتا رہے تاکہ اس قدر قوی دشمن پر اس کے فضل سے اس کو فتحیابی نصیب ہو اور بڑی الحاح اور زاری سے فقیری اور محتاجی اور ناتوانی اور بے نوائی کا اظہار کرے اور مدد مانگے کیونکہ خدا کی مدد کے سوا جو بیکسوں کا یاور ہے اور دونوں جہان کا شہنشاہ۔ ایسے زبردست دشمن سے انسان کو جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے اس واسطے اس مطلق بادشاہ کی درگاہ میں فریاد رسی ضروری ہے۔ جہاں تک ہو سکے۔ بڑی گریہ وزاری اور الحاح اور عاجزی سے دعا مانگے۔ کہ اے اللہ ابلیس لعین پر فتحیابی دے اور رات ہو چاہے دن۔ خلوت ہو چاہے جلوت ہر حال میں ظاہر اور باطن میں اسی کی درگاہ پر ذلیل اور خوار ہو کر کوشش کرے تاکہ خدا کے نزدیک اس کی کوشش حقیر اور ناچیز ثابت ہو۔ غرض شیطان لعین خدا اور اسکے بندوں کا دشمن ہے اور مخلوقات میں سے وہ پہلا شخص ہے جس نے خداوند تعالےٰ کی نافرمانی کی ہے اور اسکی مخلوق کے بہکانے والوں میں کو وہ پہلا ہے یعنی جس نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی وہ مرگیا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے خداوند تعالےٰ فرماتا ہے میری مخلوق میں سے جو آدمی پہلا مرا ہے وہ ابلیس ہے اور الیہ وہ شخص ہے جس نے خدا کے دوستوں اور اس کے پیغمبروں اور صدیقوں سے اور ان لوگوں سے جو خدا کے برگزیدہ ہیں دشمنی کی ہے پس بندہ کو واجب ہے کہ شیطان کے ساتھ جنگ وجدل کرنے کو جہاد اکبر کو جانے اور اس پر یقین کرے کہ میں ہر وقت اپنے خدا کے نزدیک ہوں اور خداوند تعالےٰ کی درگاہ کی قربت کی جو بزرگی ہے اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ پس انسان کو چاہیئے کہ اپنے ارادہ میں ثابت قدم رہے اور خوب کوشش کرے اس سے عاجز نہ ہو کیونکہ جو آدمی اس باب میں عاجز اور ملول ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ عزوجل کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کو دوزخ نصیب ہوتی ہے اور اس پر اللہ کا غضب ٹوٹ پڑتا ہے اور شیطان لعین کی جو خدا کا دشمن ہے امید پوری ہوتی ہے اور ایسے بندہ پر وہ قبضہ پا لیتا ہے اور شیطان کی خواہش اور اس کی علت غائی یہ ہے کہ خدا کی جناب سے بندہ کو مردود کردے اسی واسطے وہ طرح طرح کے بیہودہ وسوسوں میں بندہ کو گرفتار کر دیتا ہے یہاں تک کہ آخرکار اس بندہ پر اللہ تعالےٰ کو غصہ آجاتا ہے اور اپنے نفس کے اختیار میں ہی اس کو چھوڑ دیتا ہے جس سے وہ آدمی ہلاکت میں پڑ جاتا ہے اور شیطان علیہ اللعنۃ کی دوستی میں دوزخ میں جا گرتا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ تم اس پر بھی ایمان لاؤ کہ شیطان لعین بڑا کمبخت ہے اور بڑا شریر ہے۔ اس سے بڑھکر تمہارا کوئی دشمن نہیں۔ اس موذی سے تم ہمیشہ ڈرتے رہو۔ کیونکہ اس باب میں دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوتی ہے یا تو انسان اس زبردست دشمن کے قبضہ میں آکر ہلاکت میں گرفتار ہو جاتا ہے اور یا ایسا ہوتا ہے کہ خدا کی رحمت اور اس کا فضل اور کرم اس کی دستگیری کرتا ہے اور اس کے مکر اور فریب کے دام سے چھوڑا کر بچالے۔ میں خدا کے ہاں جو کریم اور رحیم ہے خدا کے شیطان کی بدی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور اس سے رہائی پانے کی ہم کو طاقت نہیں ہے اگر ہے تو خدا کی قدرت اور طاقت سے ہی ہے اور یاد رکھو کہ نفس ہم کو زیادہ برائی کی طرف ہی مائل کرنے والا ہے۔ پس یہی مناسب ہے کہ جب نفس کو کسی جگہ پر رکھے یا اس میں داخل کرے تو وہ ایسی جگہ ہی ہو جو خداوند تعالےٰ نے اس کے واسطے مقرر فرمائی ہے اور نفس کی ویسی ہی صفت کرے جیسی کہ اللہ تعالےٰ نے کی ہے اور اس پر ویسا ہی قابو رکھے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے نفس شیطان سے بھی بڑھ کر

انسان کا دشمن ہے۔ پہلی شیطان کی ایک آفت ہی کم نہ تھی یہ اور بھی مرشد ملے۔ ان دونوں سے خدا بچائے۔ اور شیطان کو نفس کی مدد سے ہی بندہ پر قابو ہوتا ہے اس کے سوا نہیں ہوتا۔ پہلے وہ نفس کو ہی طرح طرح کی آرزوؤں اور خواہشوں کی طرف رغبت دیتا ہے اور جب ان خواہشوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ تو اس بیچارہ کی دو خونخوار بلاؤں میں شامت آجاتی ہے۔ اس لئے بندہ کو اپنی طبیعت میں غور کرنی اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ کونسی چیز کی خواہش رکھتا ہے اور وہ خواہش اس میں کیونکر پیدا ہوئی ہے اور اس کی پیدائش ضعیف ہو اور باوجود اس کے اس کی طمع بہت زیادہ اور قوی ہے اور با دعویٰ اس کا مدعی ہے تو وہ خداوند تعالےٰ کی فرمانبرداری کے احاطہ سے باہر ہوگا اور آرزو اور حرص کا بندہ۔ ایسے آدمی کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ بجائے خوف کے آرزوؤں اور خواہشوں کو اپنی جگہ امن سمجھتا ہے اور اسکی سچائی جھوٹ ہوتا ہے اور دعوے باطل۔ اور اس کی ہر ایک چیز فریب ہوتا ہے۔ اس کا کوئی کام لائق نہیں ہوتا اور وہ جو دعوے کرتا ہے وہ بھی جھوٹا ہوتا ہے اس میں کچھ بھی صدق نہیں ہوتا۔ اس لئے بندے کو چاہیئے کہ دنیا کی ظاہری حالت پر مغرور نہ ہو اور جس امید کی طرف اس کا نفس اس کو مائل کرے اسکی امید نہ رکھے اگر نفس کی زنجیر کھول کر اس کو رہا اور آزاد کر دیگا تو وہ بار ی مٹ جائیگا اور قابو سے باہر ہو جائیگا اور اس کی خواہش پر چلا اور جو کچھ اس نے کہا وہ کیا تو ہلاکت میں گرفتار ہو جائیگا۔ اور اگر نفس کے محاسبہ میں غافل ہوا تو اس حال میں مغرور ہو جائیگا اور اگر نفس کی مخالفت نہ کر سکا اس سے عاجز رہگیا تو اس صورت میں غرق ہو جائیگا۔ اور نفس امارہ کی خواہشوں کی پیروی کی تو اس حال میں دوزخ کی آگ میں جا پڑیگا انسان کا نفس بڑا بے خوف ہے۔ نیکی اور بھلائی کی طرف یہ کبھی رُخ نہیں کرتا۔ یہ تمام بلاؤں کا سردار ہے اور تمام برائیوں اور رسوائی کی کان اور شیطان کا خزانہ ہے اور اس کی بازگشت کی جگہ۔ اور خدا کے سوا نفس کی بدیوں کو خدا کے سوا کوئی اور آدمی پہچان بھی نہیں سکتا۔ غرض حضرت نفس کی صفتیں یہ ہیں جو اوپر بیان ہوئی ہیں اور جب خدا کا خوف ظاہر کرتا ہے تو اس میں امن ہوتا ہے اور جب سچائی کا مدعی ہو تو اس میں وہ جھوٹا ہوتا ہے اور جب دیکھو کہ نفس اپنے عمل میں خلوص ظاہر کر رہا ہے تو جان لو کہ یہ سب اس کا مکر اور غرور ہے اور جب حقیقتیں ظاہر ہوتی ہیں تو اس وقت اس کا سچ اور جھوٹ سب ظاہر ہو جاتا ہے اور آزمائش کے وقت اس کی ساری قلعی کھل جاتی ہے۔ غرض نفس بہت ہی بُری بلا ہے جو خدا نے اپنے بندوں پر نازل کی ہے پس آدمی کو مناسب ہے کہ وہ ہر وقت اپنے نفس کی جانچ پڑتال کرتا رہے اور اس کا محاسبہ رکھے جہاں تک ہو سکے پورے طور پر نفس کی حفاظت اور نگہبانی کی جائے نفس کی ہر ایک خواہش میں اس کا مخالف رہے اور آمادہ رہے کہ ہر وقت نفس کا مجاہدہ کرے مگر یہ باتیں ریاضت کے باب میں داخل ہو کر ریگا اور اس بات کا خیال رکھے کہ نفس کا کوئی دعویٰ سچا نہیں ہوتا اور جس قدر وہ سعی اور کوشش کرتا ہے اس میں اس کی اپنی خرابی اور ہلاکت ہی ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی نفس کی تعریف کرنی چاہیئے تو نہیں کر سکتا اور جو کچھ اس کی تعریف کی گئی ہے اور کرتے ہیں اس سب سے حضرت نفس بڑھے ہوئے ہیں۔ غرض نفس شیطان کا گنجینہ اور اس کی آرامگاہ ہے اور شیطان کے گفتگو کرنے اور حکومت کرنے کا مقام ہے اور ہمیشہ اس کا ہمدم اور یار رہتا ہے۔ پس جب بندہ کو نفس کی یہ سب تعریف معلوم ہو جائے تو وہ اس کو پہچان لیتا ہے تو انسان کے روبرو نفس ہمیشہ خوار اور ذلیل رہتا ہے اور بندے نے نفس پر جو حکومت اور قدرت حاصل کی ہے تو وہ خدا تعالےٰ کی مدد سے کی ہے اور جب بندہ میں تین خصلتیں جمع ہو جائیں۔ تو وہ خداوند تعالےٰ سے دعا مانگے کہ اللہ جلشانہ ان خصلتوں پر قابض رہنے کے بارے میں اس کو مدد دے اور اپنے نفس سے کبھی غافل نہ ہو اور نفس جو اس کو حکم دے اُس پر کبھی عمل نہ کرے جو آدمی نفس کی مخالفت پر قابض

ہوتا ہے اور اس کو ادب دینے پر طاقت رکھتا ہے وہ خدا کے فضل سے تمام خصلتوں پر قادر ہو جاتا ہے۔ پس بندہ پر لازم ہے
کہ خدا وحدہٗ لاشریک لہٗ کی راہ میں اپنے قصد کو تمام امور پر مقدم کرے اور اس ارادہ میں خداوند تعالےٰ کے سوا اور کسی چیز
کے خیال کو اپنے دل میں نہ لائے اور اگر غیر کا خیال دل میں لائیگا تو اس حال میں اس کو نیکی کی توفیق عطا نہیں ہوگی
اور اللہ تعالےٰ نے اس آدمی کو اس کے نفس کے سپرد ہی کر دیگا۔ اس لئے ہر وقت اپنے پاک پروردگار کے ہاں سے اسکی
توفیق کی درخواست کرے اور اسی سے مدد مانگے اور خدا کی رضامندی کو ہر ایک کام میں مقدم جانے اور خدا کے اوامر اور نواہی
پر عمل کرے اور ان سب کاموں میں اللہ جلشانہٗ کی ذات کے سوا اور کسی کو دخل نہ دے اگر اس پہ عمل کریگا تو خدا کی توفیق
اور اس کی رحمت رہنما ہوگی اور خداوند تعالےٰ اس کو دوست رکھیگا اور تمام برائیاں اس سے دور رہینگی۔ اور ان ولیوں اور
علماؤں اور برگزیدہ لوگوں کا لباس اس کو مرحمت کیا جائیگا جو اس اعلےٰ مرتبہ پہ پہنچے ہیں اور جو عمل خداوند تعالےٰ کے
واسطے ہوتا ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ اس میں انسان اللہ تعالےٰ کے اوامر اور نواہی کو پہچانتا ہے اور ان کو سمجھتا ہے
اور جن کاموں کے کرنے کے واسطے خدا تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وہ تو طاعت ہے اور جن سے منع کیا گیا ہے وہ معصیت
ہے۔ پس انسان ان دونوں کی خلوص دل سے تعمیل کرے اور قرآن کے احکامات اور سنت نبوی پر عامل ہو اور لازم
ہے کہ جب اس پر عمل کو کرے تو اس میں خدا کے سوا دوسری کوئی چیز حائل نہ ہو اور ایسے لوگوں کے طریق کو اختیار نہ
کیا جائے جنہوں نے ظاہر میں تو گناہوں کو چھوڑ دیا اور باطنی گناہوں کو نہ چھوڑا ہو جو تمام گناہوں کا اصل اصول
ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ نہیں کیا کہ جو صرف ظاہری گناہ ہی ترک کریگا اس کو آخرت کا ثواب عطا ہوگا اللہ جلشانہٗ
اس کا ضامن نہیں ہوا اگر کوئی بندہ فاسد نیت اور ناجائز ارادہ سے ظاہری عبادت کرنے میں کوشش کرے تو اس کی
وہ عبادت گناہ ہوتی ہے اور دنیا اور آخرت کا عذاب اُس پر نازل ہوتا ہے اور جسمانی تکلیف ہونے کے سوا دنیا کی تمام
لذتوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور آخرت کے اجر سے بھی محروم رہتا ہے۔ پس انسان کو واجب ہے کہ وہ صدق اور خلوص
سے اپنے دل کو آراستہ کرے اور اس خوبی سے اس کو رونق دے اور اخلاص اور تقوے اور پرہیزگاری اختیار کرے اور
اس سے اپنی نیت کو درست رکھے اور اپنے ارادہ کا محاسبہ کرتا رہے اور جس قدر کوشش اور طلب کرے وہ درست نیت سے
ہو اور جس قدر قصد کرے وہ اخلاص کے طلب کرنے میں کرے اور جو کلام ہو وہ توحید میں ہو اور عمر بھر حال خدا کی طاعت
کرنے اور گناہوں سے دور رہنے کے واسطے ہوں یہاں تک کہ جس طرح اس کے عمل کی نیت ثابت ہوتی ہو اسی طرح
اس کی معرفت کی نیت بھی ثابت ہو جائے اور انسان کو لازم ہے کہ ہمیشہ شیطان کی گرفتوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھے
اس سے کبھی غفلت نہیں کرنی چاہئے اور شیطان کو یہ موقع نہ دیا جائے کہ وہ تباہ اور ہلاک کرنے کے واسطے اپنے ہتھیاروں
کو تیز کرے اور اپنے مکر اور فریب کے دام میں پھنسالے نئی نئی آرزوئیں جو انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور نئی نئی
چیزیں یہ بظاہر تو اچھی معلوم ہوتی ہیں اور نادان آدمی ان کو سمجھتا ہے کہ وہ سراسر نور اور یقین ہیں حالانکہ وہ بالکل شک
اور تاریکی ہوتی ہے شیطان بندہ کے واسطے طاعت کے سینکڑوں دروازے کھول دیتا ہے اور کھولنے کے ساتھ ہی یہ
چاہتا ہے کہ اگر تھوڑی سی لغزش بھی کرے تو اس کے سارے عمل نیست اور نابود کر دئے جائیں پس اے ایمان لانے والے
مسلمانوں۔ تم ہمیشہ اس سے ڈرتے رہو اور شیطان کے جتنے فریب ہیں ان سب کو یاد رکھو جیسا کہ قرآن کا ورد کیا جاتا
ہے۔ اور خداوند تعالےٰ نے بھی یہی حکم دیا ہے۔ آدمی طاعت اور عبادت کے وقت اس طرح ڈرتا اور کانپتا رہے جیسے کوئی
چور آدمی چوری کرنے کے وقت اپنے بُرے کام سے خوف زیادہ ہوتا ہے۔ اور اگر بندہ کے دل میں کوئی ایسا خیال آجائے

کہ وہ نفس امارہ کی خواہشوں میں مشغول کرنے والا ہے یا کوئی اور ایسی ہی تحریک پیدا ہو تو اس میں سوچ سمجھ کر چلے بغیر سوچے سمجھے جاری نہ کرے۔ اور علما کی مانند اپنے نفس کے ساتھ آہستگی اور نرمی کرے اور فقیہہ لوگوں کے ساتھ صحبت رکھے۔ یہ لوگ خدا کے عالم ہوتے ہیں۔ اور اس کے اوامر اور مناہی پر عمل کرنے والے۔ انکی صحبت میں خدا شناسی کے رستہ کی طرف رہبری ہوتی ہے اور روح کی دوا بھی بتاتے ہیں جو ہمیشہ کے واسطے صحت دیدیتی ہے اور دنیا کے رنجوں سے چھٹکارا ہو جاتا ہے۔ توبہ کی مجلس میں اس کا بیان پہلے کیا گیا ہے اور کسی انسان کو یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اپنے عمل کے جاننے کے سوا ہی ان باتوں پر مغرور ہو جائے کہ میں بہت نماز پڑھتا ہوں اور بہت سے روزے رکھتا ہوں اور ظاہر میں بہت سی نفلیں ادا کرتا ہوں اس کا کام اس حال سے ہوگا کہ کثرت سے جو قیام کرتا ہے اور روزے رکھتا ہے اور نفلیں پڑھتا ہے وہ سب نفس کے جاننے اور اپنے دشمن کے پہچاننے سے ہوں اور اپنے خداوند تعالےٰ کی معرفت کے واسطے اور جو آدمی ایسا کرتا ہے اس کو علم اور دانش کی زیادتی سے ممتاز کیا جاتا ہے پس انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے ظاہری اور باطنی عملوں میں اچھی طرح غور کرے جو عمل کرتا ہے اگر اس کو صدق سے خاص خداوند تعالےٰ کے واسطے کرتا ہے تو اس کو خداوند تعالیٰ قبول فرما لیتا ہے اور اس کو اس کا اجر عطا کیا جاتا ہے اور اگر وہ خلوص سے نہیں ہوتا اس میں غیر کو بھی شریک کرتا ہے تو اس کے عمل کو خداوند تعالےٰ رد کر دیتا ہے اگر انسان کا عمل صالح ہوتا ہے تو اس کی تمام خصلتیں بھی نیک ہوتی ہیں۔ اور اس کی عقل درست ہوتی ہے اور اس کا جو کام ہوتا ہے وہ بن جاتا ہے اور جو لوگ خدا کے دوست اور اس کے برگزیدہ ہوتے ہیں۔ ان سے اسکی شناسائی بڑھ جاتی ہے اور یہ لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ خدا کی طرف ہی ہمیشہ دیکھتے رہتے ہیں اور خدا سے ہی یہ لوگ کلام کرتے ہیں اور انکے دلوں میں بھی خدا ہی خدا بستا ہے۔ جو کچھ لیتے ہیں وہ خدا کے نام پر ہی لیتے ہیں اور خدا کے نام پر ہی دیتے ہیں یعنے اپنے افعال میں اور ہر حال میں اس قسم کے لوگ فانی فی اللہ ہوتے ہیں اور نفس کی ہوا اور ہوس سے بالکل دست بردار اور اس پر صابر اور شاکر کہ رضائے مولی الرحمۃ اولی۔ اور انسان کو واجب ہے کہ وہ اپنے نفس کی آرزوؤں پر تہمت لگائے اور اپنے دین کو بھی متہم کرے اور اس کو یہ خطاب کرے کہ اچھی تک جیسی کہ چاہیئے۔ یسی معرفت تم کو حاصل نہیں ہوئی اور اسی طرح ابلیس اور نفس کو بھی متہم کرے تاکہ اس کے مکر اور فریب سے خلاصی پا جائے۔

دس خصلتوں کا بیان

جو لوگ اہل مجاہدہ اور اہل محاسبہ اور خداوندانِ قصد ہوتے ہیں۔ ان میں دس خصلتیں ہوتی ہیں۔ ان کی ان لوگوں نے اپنے نفس کے واسطے آزمائش کی ہے ان لوگوں نے جب اللہ کے حکم سے ان کو قائم اور مضبوط دیکھا تو وہ بزرگ مرتبوں پر پہنچ گئے۔ اور وہ دس خصلتیں یہ ہیں۔ پہلی خدا کی قسم چاہے سچی ہو چاہے جھوٹی جان بوجھ کر یا بھول کر ہرگز نہ کھائے۔ اور جب کوئی اس عمل کا بجالانا اپنے ذمے سمجھے اور اس پر ثابت قدم رہے تو اس کو قسم کھانے کی ترک کرنے پر آمادگی اور مستعدی ہوتی ہے اور جب اس عمل کا عادی ہو جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے نور کی طرف سے ایک نور کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اپنے دل میں اس کے فائدہ کو بھی مشاہدہ کر لیتا ہے اور یہ فائدہ اس کے بدن میں ترقی کرتا جاتا ہے اور اس کے درجہ کو بڑھاتا ہے اور اس کے قصد اور بینائی میں قوت آتی ہے اور اپنے بھائیوں اور ہمسائیوں کی نظروں میں بزرگی حاصل ہوتی ہے اور ہر ایک آدمی اس کے فرمان کا تابع ہو جاتا ہے اور جو آدمی اس کو دیکھتا ہے وہ اسے پہچانتا بھی ہے اور اس سے خوف کھاتا ہے۔ دوسری یہ ہے کہ چاہے کوشش سے ہو

اور چاہے ہنسی سے۔ جھوٹ بولنا بالکل چھوڑدے کیونکہ جب کوئی شخص اس پر عامل ہوتا ہے تو اس کو اپنے نفس پر
قابو مل جاتا ہے اور اس کی زبان بھی سچ بولنے کی عادی ہو جاتی ہے۔ اور اس کے سینہ کو اللہ تعالےٰ کھول دیتا ہے
اور اس کی دانش کے آئینہ کو جلا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ گویا وہ جھوٹ بولنا جانتا ہی نہیں اور اگر کسی کو سُنے کہ
وہ جھوٹ بول رہا ہے تو اس کو ملامت کرنی چاہئے اور جھوٹ کے سبب سے اسکی طرف سے اپنے دل میں عار کرے اور
اس کے حق میں دعا فرمائے کہ خداوند تعالےٰ اس کے جھوٹ کی عادت کو دور کردے۔ اس سے دعا کرنے والے کو بھی ثواب
عطا ہوگا۔ تیسری خصلت یہ ہے کہ اگر کسی سے وعدہ کرے تو اس کو وفا کرے باوجود قادر ہونے کے وعدہ کے وفا نہ
کرنے سے خوف کرنا چاہئے۔ اور اگر کوئی جائز عذر رکھتا ہے۔ اور اس کے سبب سے اس لئے وعدہ کو وفا نہیں کیا تو
اس صورت میں کوئی مضائقہ نہیں اور یا ایسا کرے کہ وعدہ کرنے کی عادت کو ہی چھوڑدے اور جو آدمی اس پر عمل کریگا
اس کا قصد راست اور مضبوط ہوگا اور سیدھے راستے پر ہی رہیگا اور وعدہ کا خلاف کرنا دروغگو ہونا ہوتا ہے اور جو
آدمی مذکورہ بالا عمل پر عامل ہوتا ہے خداوند تعالےٰ اس کے واسطے سخاوت اور حیا کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اپنے
احباب اور دوستوں کے دل میں اس کی محبت بڑھ جاتی ہے اور خدا کی درگاہ میں اس کو بڑا رتبہ حاصل ہو جاتا ہے
چوتھی فضیلت یہ ہے کہ خدا کی مخلوق میں سے کسی کو بُرا نہ کہے اور نہ ہی کسی جان کو دُکھ پہنچائے۔ یہاں تک کہ ضعیف
کیڑے سے بھی اگر کوئی زیادہ کمزور جاں ہو تو اس کو بھی ایذا نہ دے۔ جو لوگ نیکوکار اور راست کردار ہوتے ہیں یہ بات
ان کے اخلاق میں داخل ہے اور جو ایسا آدمی ہوتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کی نگاہبانی میں رہتا ہے اور اسکی عاقبت
بخیر ہوتی ہے کیونکہ وہ دنیا میں اپنے درجوں کا ذخیرہ جمع کر لیتا ہے اور اس کو مہلک جگہوں سے نجات مل جاتی ہے اور
مخلوق کی آزار سے محفوظ اور نگاہ رکھا جاتا ہے اور خدا تعالےٰ بندوں کو اس کے حال پر مہربان کر دیتا ہے اور اپنی
قربت اور نزدیکی میں اس کو جگہ دی جاتی ہے۔ پانچویں یہ ہے کہ لوگوں میں سے کسی کے حق میں بُری دعا نہ کرے اگر کسی نے
اس پر ظلم بھی کیا ہو تو پھر بھی بد دعا نہ کرے اور ظالم آدمی کو نہ ہی اپنے کردار سے اور نہ ہی اپنی زبان سے اسکے ظلم کی
پاداش دے۔ ظالم آدمی کے ظلم کا محاسبہ اپنے پروردگار کے سپرد کردے نہ ہی اپنے قول سے ظالم کی مزاحمت کرے
اور نہ ہی فعل سے کیونکہ ایسا کرنے سے بزرگوں اور شیخوں نے منع کیا ہے جو آدمی ان خصلتوں کو اختیار کرتا ہے اس ہی
اس کا درجہ بلند ہو جاتا ہے دنیا میں بھی اس کو بڑے بڑے رتبے عطا ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی اور ہر ایک آدمی کے
ہاں چاہے وہ نزدیک ہو اور چاہے دور اسکی محبت اور اُلفت بڑھ جاتی ہے اور اسکی دعا کو قبولیت کا درجہ عطا ہوتا ہے
اور مسلمانوں کے دل میں اس کی عزت اور مرتبہ زیادہ ہوتا ہے۔ اور چھٹی فضیلت یہ ہے کہ اہل قبیلہ میں سے کسی کے حق میں
شرک اور کفر و نفاق کی گواہی نہ دے۔ ایسا کرنے میں اہل قبیلہ کے ساتھ مہربانی اور عطوفت پائی جاتی ہے اور درجہ
کے بلند ہونے کا باعث ہے اور یہ پیغمبر صاحب کا درجہ ہے جو آدمی اس درجہ کو حاصل کر لیتا ہے وہ خداوند تعالےٰ
کے علم میں دخل در معقولات دینے سے دور رہتا ہے اور خدا کے غضب سے بھی بچا رہتا ہے۔ اور خدا کی رضا اور
اس کی بے انتہا رحمت کے بہت ہی نزدیک ہو جاتا ہے۔ اور جن دروازوں سے اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو رحمت
عطا فرماتا ہے۔ ان میں سے یہ ایک دروازہ ہے۔ ساتویں یہ ہے کہ جو گناہ کی چیزیں ہیں ان کی طرف نہ تو ظاہر میں
نظر کرے اور نہ ہی باطن سے اور جتنے گناہ ہیں ان سب سے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو محفوظ اور نگاہ رکھے اس کا
نیک عمل انسان کے دل اور اس کے باقی تمام اعضاؤں میں سرایت کر جاتے ہیں اور ان کو وہ دنیا اور آخرت کے

واسطے جمع کرتا ہے ہم خدا کے ہاں دعا کرتے ہیں کہ وہ ان خصلتوں کے حاصل ہونے اور ان پر عمل کرنے کی ہم کو توفیق دے۔ اور نفسانی خواہشوں کو ہمارے دل سے دور رکھے۔ آٹھویں یہ ہے کہ کسی آدمی پر اپنا بوجھ نہ ڈالے بلکہ ساری مخلوق کا بوجھ خود اُٹھائے۔ اور اگر کسی چیز کی اس کو محتاجی ہو تو اس کی طرف سے بے نیاز رہے اس طرح کی بے نیازی سے عابدوں کو عزت حاصل ہوتی ہے اور ان کو پرہیزگاری کا شرف عطا ہوتا ہے اور اس کے سبب سے اس کو قدرت حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ لوگوں سے نیک کام کرائے اور بدی سے باز رکھے۔ اور تمام لوگ اس راستی کے ساتھ برتاؤ کرتے ہیں۔ جب کسی بندہ میں یہ خصلت آجاتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کو غنی کر دیتا ہے اور خدا پر اس کو یقین اور توکل حاصل ہوتا ہے اور جو اس کی نفسانی خواہش ہوتی ہے وہ دبی رہتی ہے زور پاکر کھڑی نہیں ہوتی۔ اور دوسرے لوگ بھی اس سے راستی اور صدق اختیار کرتے ہیں یہ خصلت مومنوں کی عزت اور پرہیزگار لوگوں کے شرف کا باعث ہے اور جو آدمی اخلاص کے دروازہ میں ہونا چاہتا ہے۔ اس کے واسطے یہاں سے بہت نزدیک راستہ ہے۔ نویں خصلت یہ ہے کہ بندہ کو لازم ہے کہ وہ اپنے طمع کا ہاتھ کسی کی طرف نہ بڑھائے اور جب دوسرے لوگوں کا جاہ و حشم اور ان کے مال اور ان کی دولت کو دیکھے تو وہ اپنے نفس کی ہوا اور ہوس کو نہ بڑھائے اس میں انسان کو بڑی عزت حاصل ہوتی ہے اور اس کو غناء خالص نصیب ہوتا ہے اور ایک بڑے ملک کی سرداری ممتاز ہوتا ہے اور ایسا کرتے میں آدمی کو بڑا فخر ملتا ہے اور صاف یقین اور کافی توکل نصیب ہوتا ہے خداوند تعالےٰ کے اعتماد کے دروازوں میں سے یہ خصلت ایک دروازہ ہے اور پرہیزگاری کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اس سے انسان کی پرہیزگاری اور عبادت کامل ہو جاتی ہے اور جو لوگ دنیا سے قطع تعلق کرکے اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتے ہیں انکی ایک علامت یہ ہے۔ دسویں تواضع ہے اس خصلت کے اختیار کرنے سے عابد آدمی کے مقام میں مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور خدا اور خلق اللہ کے ہاں اس کی عزت اور اس کا درجہ بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ کمال کو پہنچ جاتا ہے اور دنیا اور آخرت کے جو کام کرنے چاہتا ہے ان پر اس کو توانائی اور قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔ جتنی عبادتیں ہیں یہ خصلت ان سب کی جڑ ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہئے۔ کہ سب عبادتوں کا ایک مجموعی درخت ہے۔ جس میں شاخ اور بن سب کچھ شامل ہے اور اس خصلت کے باعث بندہ ان نیکوکار لوگوں میں شامل ہو جاتا ہے جو شادی اور غمی ہر حالت میں خدا کی رضا پر راضی رہتے ہیں یہ خصلت پرہیزگاری کا کمال ہے اور تواضع یہ ہے کہ انسان ہر ایک آدمی کو ہر ایک بات میں اپنے آپ سے بہتر جانے اور اپنے دل میں یہ سمجھے کہ خدا کے نزدیک اس کا درجہ میرے سے کئی درجے بہتر ہے چاہے وہ بندہ اس سے چھوٹا ہی ہو اور اس کا یقین اس طرح اپنے دل میں بیٹھا ہے کہ اس نے تو خدا کی نافرمانی نہیں کی اور میں نے اس کی نافرمانی کی ہے اسلئے کوئی شک نہیں کہ وہ آدمی مجھ سے بہتر ہے اور اگر وہ آدمی اس سے بڑا ہو تو پھر یہ خیال کرے کہ اس نے خدا کی طاعت اور عبادت مجھ سے زیادہ کی ہے اسلئے مجھ سے بڑا اور بہتر ہے، اور اگر وہ عالم آدمی ہو تو اس طرح اپنے دل کو سمجھائے کہ میرا باطن تو اندھا ہے اور علم کی دولت سے جو ایک دولت عظمےٰ ہے بے نصیب ہوں میرے جو افعال ہیں وہ تو نادانستہ اور جہالت کے سبب سے ہیں اور جو عالم صاحب کے افعال و اعمال ہیں وہ علم اور دانش کی رو سے ہیں اور اگر وہ جاہل آدمی ہو تو اس کی نسبت یہ خیال کرے کہ یہ آدمی جو نافرمانی کرتا ہے تو صرف جہالت اور ناواقفی سے کرتا ہے اور مجھے علم ہے میں باوجود علم کے ہونے کے گناہ کرتا ہوں پس میرا کیا انجام اور کیا حال ہوگا۔ اور

اگر کوئی کافر آدمی ہو تو اس کی نسبت اپنے دل کو اس طرح سمجھائے کہ ممکن ہے کہ یہ آدمی مسلمان ہو جائے۔ اور اس سے اس کی عاقبت بخیر ہو اور خدانخواستہ اگر میں کافر ہو جاؤں تو اس حال میں اس سے میں بہت بڑا ہوں گا۔ پس یہ خصلت شفقت اور خوف کا دروازہ ہے۔ اور عاقبت کے توشوں میں سے بہتر توشہ اور ان چیزوں میں سے آخری چیز ہے جن کا اثر بندہ پر باقی رہتا ہے اور جس بندے میں یہ خصلت پیدا ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کو ہلاکت اور بلاؤں سے بچا لیتا ہے اور اس کی امداد سے وہ ان منزلوں کو طے کر لیتا ہے جو خداوند تعالیٰ کی نصیحت کے باب میں ہیں اور ان لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے جو خدا کے دوست اور اس کے برگزیدہ ہیں اور شیطان لعین سے دور ہو جاتا ہے جو خداوند تعالیٰ کے دشمنوں میں سے ہے اور یہ خصلت خدا کی رحمت کا ایک دروازہ ہے۔ اس میں تکبر جاتا رہتا ہے۔ غرور کا رشتہ کٹ جاتا ہے۔ جاہ اور جلال کے خیال سے کنارہ کشی حاصل ہو جاتی ہے اور اپنے سر پر بزرگی کے تاج کو رکھ لیتا ہے یہ عبادت کا مغز ہے اور زاہدوں کی بندگی کی انتہا اور عابدوں کی علامت اور اس سے زیادہ اور کوئی چیز بزرگ نہیں اور باوجود ان خصلتوں کے ہونے کے عالم اور دوسرے لوگوں کے ذکر سے اپنی زبان کو روکے رکھے اور یہ تب ہی کر سکیگا کہ اس خصلت کو اختیار کر لیگا۔ یعنے اپنے دل سے کینے اور نافرمانی اور تکبر کو نکال دے اور اس کی زبان ظاہر اور باطن کے موافق ہو اور اس کا قصد بھی ظاہر اور باطن میں ایک ہی ہو۔ اور اس کی کلام بھی ایک ہو دو رنگ نہ ہو۔ اور خیر خواہی میں تمام لوگوں کا اس کے روبرو ایک ہی درجہ ہو یعنے سب سے یکساں خیر خواہی کرے اور کسی کو نصیحت کرنے والا نہ بنے۔ اگر کوئی آدمی کسی کو بدی سے یاد کرے یا اُس کے نزدیک کسی کی بُرائی بیان کی جائے اور اس سے اس کا دل خوش ہو تو یہ عابدوں کے واسطے آفت ہے اور زاہدوں کو ہلاک کرنے والی بات ہے اور نصیحت کرنے میں ایسا ہوتا ہے کہ وہ کسی کو بدی سے یاد کرے اور دوسرے کی بُرائی سنکر خوش ہو۔ مگر جن لوگوں کو خدا نے یہ توفیق دی ہے کہ وہ اپنی زبان کو نگاہ رکھیں اور اپنی رحمت سے ان کے دل کو معمور اور آباد کر دیا ہے وہ ان بلاؤں سے بچے رہتے ہیں۔

توکل کا بیان

اس باب میں اللہ جل شانہ کا کلام اصل اور کافی سند ہے۔ فرمایا ہے جو خدا پر توکل کرتا ہے خدا اس کے واسطے کافی ہوتا ہے اور فرمایا ہے اگر تم ایماندار ہو تو خدا پر توکل کرو۔ اور عبداللہ بن مسعود راوی ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے حج کے زمانہ میں خدا نے مجھے اپنی امت کے لوگوں کو دکھایا اور میں نے ان سب کو دیکھا۔ میری امت کے لوگوں سے زمین اور پہاڑ بھرے ہوئے تھے۔ اور جب میں نے اپنی امت کے لوگوں کی اس قدر کثرت دیکھی اور ان کے حال کو ملاحظہ کیا تو مجھ کو پہلے معلوم ہوئی یہ کثرت اور انکی ماہیت کہ تم خوش ہوئے میں نے جناب باری میں عرض کی کہ ہاں میں خوش ہوا اس کے بعد ارشاد ہوا کہ انہیں ستر ہزار وہ آدمی شامل ہیں جو حساب کے بغیر ہی بہشت میں داخل ہونگے اور وہ لوگ ہیں جو نہ تو داغ دیتے ہیں اور نہ ہی فال پکڑتے ہیں اور نہ وہ افسون پڑھتے ہیں اور خدا پر توکل رکھتے ہیں عکاشہ محصن کا بیٹا اس وقت اُٹھا اور اس نے خدمت میں عرض کی کہ اے خدا کے رسول مقبول آپ میرے واسطے خداوند تعالیٰ کے ہاں دعا مانگیں تاکہ میں بھی اس جماعت کے لوگوں میں شامل ہو جاؤں۔ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ اے اللہ تو اس کو اُن لوگوں میں شامل کر دے۔ اس کے بعد ایک اور آدمی اٹھا اور عرض کی کہ اے خدا کے رسول میرے واسطے بھی دعا فرمائیے تاکہ میں بھی اس جماعت میں ہو جاؤں آپ نے اس کو فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے اس معاملہ میں سبقت لے گیا ہے اور توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے تمام کاموں کو خداوند تعالیٰ کے سپرد کرنے اور تدبیر کی تاریکیوں کو چھوڑ کر خدا کی رضا اور اس کے احکاموں کے فراخ میدان میں چلے

اور اپنے دل میں یہ ٹھان لے کہ قسمت میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ الٹ نہیں سکتا۔ قسمت کا لکھا نہیں ٹلیگا اور جو قسمت میں نہیں لکھا وہ ملتا نہیں پس اپنے دل کو آرام اور تسکین دے اور خداوند تعالےٰ نے جو وعدے کئے ہیں انکی انتظار کرے اور اس پر یقین رکھے کہ وہ اپنے اقرار کا سچا ہے جو اس نے وعدہ کیا ہے اس کو پورا کریگا۔ اور توکل کے تین درجے ہیں ایک توکل ہے۔ دوسرا تسلیم اور تیسرا تفویض ہے جو متوکل آدمی ہوتا ہے وہ تو خدا کے وعدہ سے اپنے دل کو تسکین دیتا ہے اور جو صاحب تسلیم ہوتا ہے وہ خدا کے علم پر کفایت کرتا ہے اور صاحب تفویض خدا کی رضا پر راضی رہتا ہے اور اس پر عامل ہوتا ہے کہ جو تیری رضا ہے میں اس پر راضی ہوں اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ توکل شروع ہے اور تفویض اعلیٰ درجہ ہے اور تسلیم درمیانی۔ اور بعض نے فرمایا ہے کہ توکل مومن آدمی کی صفت ہے اور تسلیم ان لوگوں کی صفت ہے جو خدا کے ولی ہیں اور تفویض موحدوں کی صفت ہے اور فرمایا ہے کہ توکل عام لوگوں کی صفت ہے اور تسلیم خاص لوگوں کی صفت ہے اور تفویض انکی صفت ہے جو خاص الخاص ہیں اور فرمایا ہے کہ توکل کرنا پیغمبروں کی صفت ہے اور تسلیم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی صفت ہے اور تفویض ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلعم کی صفت ہے اور ابراہیم خلیل اللہ کو جو کامل توکل حاصل ہوا ہے جو حقیقت کے نام سے موسوم ہے وہ اس وقت ہوا ہے جب آپ کو آگ میں پھینکنے کے واسطے گرہنی میں بٹھایا گیا۔ اس وقت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے پوچھا کہ اس وقت تم کو کوئی حاجت ہے آپنے جواب میں ان کو فرمایا۔ کہ تجھ سے مجھے کوئی حاجت نہیں۔ اور آپ نے یہ جواب اس واسطے دیا تھا۔ کہ خدا کے سوا آپ کی ذات مبارک میں اور کوئی بات نہ تھی اور خدا کے سوا دوسری کوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی۔ اور سہل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ توکل کا پہلا مقام یہ ہے۔ کہ بندہ اپنے آپ کو خداوند تعالےٰ کے ہاتھوں میں اس طرح ڈال دے جیسے مردہ کو مردہ شو کے ہاتھوں میں ڈالا جاتا ہے۔ جس کروٹ پر چاہتا ہے اسی پر مرُدے کو مردہ شو لٹا دیتا ہے اور وہ خود اپنی ذات میں کوئی حرکت اور جنبش نہیں رکھتا۔ پس متوکل آدمی کی نظر خداوند تعالےٰ پر ہی ہوتی ہے نہ اس سے کچھ مانگتا ہے اور نہ ہی اس سے کچھ پوچھتا ہے اور عنایت اور فضل ایزدی کو رد نہیں کرتا اور وہ ہی منع کرتا ہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ تقدیر الٰہی پر شاکر رہنا بھی توکل ہے اور حمدون کہتے ہیں کہ توکل یہ ہے انسان خداوند تعالےٰ کی بخشش اور امید کی رسی کو مضبوط پکڑلے۔ اور ابراہیم خواص علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سوا اور کسی چیز سے خوف اور امید نہ رکھے اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ توکل یہ ہے عیش کو ایک ہی دن پر رکھے اور کل کے روز کا غم اور فکر اپنے دل میں نہ آنے دے اور ابو علی رودباری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ اگر کوئی توکل کو نگاہ رکھنا چاہے تو اس کے واسطے تین درجے ہیں۔

پہلا یہ ہے کہ کوئی چیز مل جائے تو خدا کا شکر کرے اور اگر نہ ملے تو صبر کرے اور دوسرا درجہ یہ ہے چاہے کچھ ملے اور چاہے نہ ملے۔ دونوں حالتیں اس کے نزدیک برابر ہوں۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر نہ ملے تو اس وقت شکر کرنے کو دوست رکھے اور یہ جانے کہ خداوند تعالےٰ کی مصلحت اسی میں تھی۔ جعفر کہتے ہیں۔ کہ ابراہیم خواصؒ نے فرمایا ہے کہ ایک دفعہ میں مکہ کے سفر میں تھا۔ میں نے ایک وحشی کو دیکھا۔ میں اُس کے پاس گیا اور جا کر اس کو کہا تم جن ہو یا انسان ہو۔ اس نے جواب دیا میں تو جن ہوں۔ اس کے بعد میں نے اُس سے کہا تو کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس نے کہا میں مکہ کو جانا چاہتا ہوں۔ میں نے اس کو کہا۔ تمہارے پاس توشہ اور سواری کچھ بھی نہیں کیونکر سفر کریگا۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں یہ تو ٹھیک ہے مگر ہم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو توکل پر سفر کرتے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا توکل کیا ہے۔ اس نے کہا خدا سے لینا توکل ہے اور سہل کہتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ جو بندوں کو روزی دیتا ہے اس کو پہچانیں۔ اور فرمایا ہے کہ توکل اس وقت

درست ہوتا ہے۔ جب یہ خیال پختہ ہو جائے۔ کہ آسمان تانبے کی مانند ہے اور زمین لوہے کی طرح، نہ تو آسمان سے پانی برستا ہے اور نہ زمین سے روئیدگی پیدا ہوتی ہے اور باوجود اس کے یہ یقین ہو کہ اللہ جل شانہ مجھے ہرگز نہیں بھولیگا کیونکہ آسمان اور زمین کے درمیان وہ اس کو روزی پہنچانے کا ضامن ہوا ہے اور فرمایا ہے کہ توکل اس کو کہتے ہیں کہ روزی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہ کرے اور بعض بزرگوں کا قول یہ ہے۔ کہ توکل یہ ہے کہ اپنے نفس کے واسطے خدا کے سوا اور کسی کی مدد نہ مانگے اور نہ ہی کسی غیر کو اپنی روزی کا خزانچی سمجھے کہ انسان سراپا خدا کی عنایت اور شفقت کی طرف توجہ کرے اور خدا کے سوا دوسروں کا بھروسہ ترک کردے۔ اور نوری علیہ الرحمۃ لیتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ انسان اپنی تدبیر کو درمیان میں نہ لائے۔ اس کو خدا کی تدبیر میں فنا کردے۔ اپنا وکیل اور کارساز اور مددگار خدا کو ہی سمجھے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے بندوں کی وکالت کے واسطے خدا کافی ہے اور بزرگوں کا قول ہے کہ بندہ ناچیز ہے اور اس کا خدا پر توکل کرنا اس کے واسطے ایسا ہی کافی ہے جیسا کہ ابراہیم نے اپنے رب کو اپنا دوست تصور کیا تھا اور وہ اس کے واسطے کافی ہوا۔ جب جبرائیلؑ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے پوچھا کہ مجھ سے تو کوئی حاجت رکھتا ہے، آپ نے جواب دیا کہ نہیں ان کی پرواہ نہ کی۔ اور فرمایا ہے کہ توکل یہ ہے کہ انسان ہر ایک طرف سے اپنے دل کو تسکین دے اور اُس خالق پر بھروسہ کرے جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے۔ لوگوں نے بہلول دانا سے سوال کیا۔ کہ بندہ متوکل کب ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ جب خلق اللہ کی طرف سے آدمی کا دل دور ہو جائے اور خدا کی جانب نہایت قربت حاصل کرے اور حاتم اصم سے پوچھا کہ آپ کو جو توکل حاصل ہوا ہے یہ کیونکر ہوا ہے۔ جواب میں فرمایا چار خصلتوں سے۔ پہلی یہ ہے کہ میں نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ جو میری روزی ہے اس کو میں ہی کھاؤں گا میرے سوا کوئی دوسرا آدمی اس کو نہیں کھا سکتا۔ اسلئے میں اپنی روزی کی فکر نہیں کرتا۔ دوسری یہ ہے میں اس بات کو جانتا ہوں کہ جو میرا کام ہے اس کو میرے سوا اور کوئی نہیں کریگا۔ اس واسطے ہمیشہ میں اپنے کام میں مشغول رہتا ہوں۔ کبھی اس سے غافل نہیں ہوتا۔ تیسری یہ ہے کہ میں علم رکھتا ہوں کہ موت اچانک آنے والی ہے پس میں اُس کے واسطے جلدی کرتا ہوں۔ چوتھی یہ ہے کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر حالت میں میں اپنے پروردگار کے سامنے ہوں۔ اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس واسطے ہر حال میں میں اس سے شرم کرتا ہوں۔ ابو موسےٰ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن یحییٰ سے پوچھا کہ توکل کیا ہے آپ نے جواب دیا توکل یہ ہے کہ اگر تم اژدہا کے منہ میں اپنا ہاتھ ڈالو اور وہ کلائی تک نگل جائے۔ تو اس وقت بھی تمہارے دل میں خدا کا خوف ہی ہو اس کے سوا اور کسی کا خوف نہ ہو۔ جب میں نے آپ کا یہ جواب سنا۔ تو ابایزید بسطامی کے پاس شہر بسطام میں آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اے ابا موسیٰ عبدالرحمٰن نے تم کو جو جواب دیا ہے اس سے تمہارے دل کی تسلی نہیں ہوئی میں نے کہا کہ آپ بھی اس کی حقیقت کو مجھ پر ظاہر کر دیں فرمایا اگر تم میرے پاس پہلے ہی آتے تو توکل کی حقیقت میں تم کو بتلا دیتا اب دروازہ پر جاؤ اور اس کے حلقہ سے اپنے سوال کا جواب لے لو۔ عرش کے دروازہ پر جس سانپ نے حلقہ کیا ہوا ہے۔ اگر وہ تمہارے اوپر حملہ آور ہو تو خدا کے خوف کے سوا تم نے اور کوئی خوف اپنے دل میں نہ لانا۔ اس کے بعد میں آپ کے پاس سے رخصت ہوا۔ اور دبیل میں گیا۔ اس جگہ میں نے ایک سال بسر کیا اور پھر زیارت کے لئے شیخ بایزید کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اب تو میری زیارت کو آیا۔ زیارت کرنے والے کو مرحبا ہو۔ پس ایک ماہ تک میں آپ کی خدمت میں ٹھہرا رہا۔ اس عرصہ میں میرے دل میں جو اندیشہ آیا بعد دریافت کرنے کے سوا ہی شیخ کی طرف سے اسکی مجھ کو خبر ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ اب میں آپ سے رخصت ہونا چاہتا ہوں اور کچھ فائدہ

کی درخواست کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ مخلوقات کا فائدہ کوئی فائدہ نہیں آپ رخصت ہو جائیں +
اس لئے میں آپ سے رخصت ہوا۔ اور اس بات میں ہی فائدہ سمجھا۔ ابن طاؤس اپنے باپ سے راوی ہیں۔ کہ آپ ایک دفعہ جنگل میں تھے۔ آپ نے ایک اعرابی کو اپنے اونٹ پر سوار دیکھا۔ اس نے اسی اثنا میں اپنے اونٹ کو بٹھلا کر اس کی نکیل ایک جگہ پر اٹکا دی اور آسمان کی طرف اپنا منہ کر کے کہا اے اللہ میرے لوٹ کے آنے تک یہ اونٹ اور جو کچھ اس کے اوپر ہے وہ سب کچھ تیری ضمانت پر چھوڑتا ہوں۔ یہ کہکر وہ مسجد حرام میں چلا گیا۔ اور جب وہاں سے فراغت پاکر لوٹا اور آکر اپنے اونٹ کو دیکھا تو وہ مع اسباب کے جو اس پر تھا چوری ہو گیا تھا۔ جب اس نے اونٹ کو نہ پایا تو اپنا سر اس نے آسمان کی طرف اُٹھایا اور یہ کہا اے اللہ جو میرا مال چوری ہو گیا ہے وہ میرے پاس سے نہیں گیا۔ بلکہ تیری نگرانی اور ضمانت سے چوری گیا ہے اس کے بعد طاؤس کا بیان ہے کہ اسی اثناء میں ایک شخص ابا قبیس نام پہاڑ سے اُترا اُس نے بائیں ہاتھ میں اونٹ کی مہار پکڑی ہوئی تھی اور اُس کو کھینچے ہوئے لا رہا تھا اور اس کا داہنا ہاتھ کٹ گیا تھا اور وہ گردن میں لٹک رہا تھا وہ اونٹ کو کھینچتے ہوئے اعرابی کے پاس آیا اور آکر اس کو کہا کہ اپنا اونٹ لے لو۔ اور جو چیزیں تمہاری اس کے اوپر لادی ہوئی تھیں ان کا بھی جائزہ دے لو میں نے ابا قبیس سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے جواب دیا کہ ایک آدمی پہاڑ کے سر پر مجھے ملا ہے وہ ایک خوش خرام گھوڑے پر سوار تھا جونہی مجھ سے دوچار ہوا اس نے مجھ کو کہا اے چور آدمی تم اپنا ہاتھ میرے آگے بڑھا دو۔ میں نے اپنا ہاتھ اس کے آگے بڑھا دیا۔ اس نے میرے ہاتھ کو پکڑ کر ایک پتھر پر رکھ دیا۔ اور ایک دوسرا پتھر اٹھا کر اوپر سے دے مارا اس سے میرا ہاتھ کٹ گیا۔ جو اب میرے گلے میں لٹک رہا ہے اور اس کے بعد اس نے مجھ کو کہا کہ اب تو پہاڑ سے نیچے اُتر جا اور اس اونٹ کو مع ان چیزوں کے جو اس کے اوپر لدی ہوئی ہیں مالک کے حوالہ کر دے اس لئے میں نے اپنا ہاتھ کٹانے کے بعد اس کے کہنے پر عمل کیا ہے اور میرا یہ ماجرا ہے اور حضرت عمرؓ بن خطاب کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اگر آدمی خدا پر کماحقہ توکل کرے تو وہ اس کو اچھی طرح روزی پہنچائے جس طرح پرندوں کو دیتا ہے جو صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آجاتے ہیں۔ اور محمد بن کعب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بزرگ بننا چاہتا ہے تو وہ خداوند تعالٰے سے خوف کرے اور جو غنی ہونے کی خواہش رکھتا ہے وہ اس چیز پر زیادہ بھروسہ کرے جو اللہ کے ہاتھ میں ہے بہ نسبت اُس کے جو اس کے اپنے ہاتھ میں ہے اور حضرت عمرؓ دو شعروں کے اس مضمون کو مثال میں لایا کرتے تھے کہ اپنے اوپر کام کو آسان کرو کیونکہ سب چیزوں اور سب کاموں کا اندازہ خداوند تعالٰے کے اندازہ کے موافق ہوتا ہے جو چیز تم کو نہیں ملنے والی وہ ہرگز نہیں ملیگی اور جو چیز پہنچنے والی ہے۔ وہ ضرور پہنچیگی۔ تم سے دور نہیں رہیگی یحیٰی بن معاذ سے سوال کیا گیا کہ آدمی متوکل کب ہوتا ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ انسان اس وقت متوکل بنتا ہے جب اللہ تعالٰے کی کارسازی پر راضی ہو۔ اور بشیر علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ بعض لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہم متوکل ہیں مگر وہ اپنے اس دعوی میں جھوٹے ہیں۔ اگر وہ متوکل ہوتے تو وہ اس کام پر راضی ہوتے جو خدا تعالٰے نے ان کے ساتھ کیا ہے۔ اور ابو تراب نخشبی کہتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کی بندگی میں مصروف کرے اور خدا کے رازق ہونے پر اپنا دل لگائے۔ اور کفایت پر آرام پکڑے اگر کوئی چیز مل جائے تو اس پر شکر کرے اور اگر نہ ملے تو صابر ہو رہے۔ اور ذوالنون کہتے ہیں۔ کہ توکل یہ ہے کہ انسان تدبیر کو ترک کرے اور اپنے زور اور اپنی قوت کو ہیچ جانے۔ ایک شخص نے توکل کے باب میں ذوالنون سے سوال کیا آپ نے اس کو جواب دیا کہ ارباب اسباب سے قطع تعلق کرنا توکل ہے۔ اس کے بعد سائل نے کہا کہ آپ اور بھی اس کی

زیادہ تصریح فرمائیں آپ نے فرمایا۔ توکل یہ ہے کہ نفس کو خداوند تعالٰے کی بندگی میں مشغول کیا جائے اور غرور سے اس کو خالی کریں۔ اور اس کے بعد فرمایا۔ کہ ہر ایک طمع سے دل کا تعلق قطع کریں۔ مگر کسب حلال کے واسطے جو ظاہری کوشش کی جاتی ہے اور جو مسنون ہے وہ دل کے توکل کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔ کیونکہ یہ ارادہ بندہ کے دل میں مضبوط ہوتا ہے کہ تقدیر الٰہی برحق ہے اور توکل کی جگہ دل ہے اور ایمان کی حقیقت یہی ہے اور اگر کوئی آدمی کسب کرنے سے انکار کرے تو وہ سنت سے انکار کرنے والا ہوگا۔ اور جو آدمی توکل سے انکار کرتا ہے وہ ایمان کا منکر ہوتا ہے اگر کسی چیز کے ملنے میں کسی سبب سے انسان کو دشواری لاحق ہو تو اس کو تقدیر الٰہی سے جانے اور اگر آسانی سے مل جائے تو اس کو بھی مشیت ایزدی سے سمجھے۔ پس متوکل آدمی کا جو جسم ہے وہ تو چیزوں کے حاصل کرنے کے واسطے ظاہر میں حرکت کرتا ہے اور جو دل ہے وہ خدا کی تقدیر اور اس کے وعدہ پر شاکر اور صابر رہتا ہے اور انس بن مالک رضؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی اونٹ پر سوار تھا اور اسی حال میں وہ رسول مقبول کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ اس سواری کو چھوڑ دوں اور خدا پر توکل کروں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا گھٹنہ باندھ دے اور توکل کر۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ متوکل شیر خوار بچہ کی مانند ہوتا ہے۔ بچہ ابتدا میں اپنے پاس آنے والی کسی چیز کو نہیں پہچانتا مگر اپنی ماں کے پستان کو پہچان لیتا ہے اس طرح متوکل آدمی بھی کسی چیز پر بھروسہ نہیں کرتا۔ اگر اس کو بھروسا ہوتا ہے تو اپنے پروردگار پر ہی ہوتا ہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ توکل یہ ہے کہ دل سے تمام شبہوں کو دور کیا جائے اور ان کے دور کرنے کے بعد اپنے آپ کو خداوند تعالٰے کے سپرد کر دیں اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ توکل یہ ہے کہ جو کچھ خدا کے دست قدرت میں ہے اُس کی نسبت اس پر ہی تکیہ کیا جائے اور جو کچھ خلائق کے ہاتھوں میں ہو اس سے ناامید ہوں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ روزی کے فکر سے انسان اپنے دل کو خالی کر دے ٭

حُسنِ خلق کا بیان

اخلاق کے باب خدا کے قول کو دلیل میں لیا گیا ہے جو اپنے رسول مقبول کے حق میں فرمایا ہے۔ ارشاد کیا ہے اے محمد تیرے اخلاق بہت اچھے ہیں۔ روایت ہے کہ انس بن مالک نے پیغمبر خدا سے پوچھا ایمان کے رو سے مسلمانوں میں سے بہتر آدمی کون ہے آپ نے فرمایا لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق حمیدہ ہوں کیونکہ بندہ کی خصلتوں میں سے سب سے بہتر خصلت حُسن خلق ہے۔ اس سے انسان کا ذاتی جوہر معلوم ہوتا ہے اور یہ جوہر نیک اخلاق میں ہی پوشیدہ ہے جو اپنی پیدائش میں نامی اور گرامی چیز ہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ محمد مصطفےٰ صلعم کو معجزے اور کرامات اور بزرگی دینے کے سوا حسن خلق سے خاصکر مخصوص فرمایا ہے۔ اور جس طرح آپ کے نیک خلقوں کی تعریف کی ہے ویسی اور کسی چیز کی تعریف نہیں کی۔ فرمایا ہے اے محمد صاحب تو اپنے نیک خلقوں کے سبب سے بزرگ ہے۔ اور بزرگ کہتے ہیں کہ پیغمبر صلعم کے نیک خلقوں کی جو تعریف کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کو دونوں جہان کی نعمتیں بخش دی ہیں اور آپ صرف اپنے پروردگار پر ہی کفایت کی ہے اور فرمایا ہے۔ کہ بزرگ خلق اس کو کہتے ہیں کہ خدا کی معرفت میں اپنے عقل کے ساتھ جھگڑا نہ کرے اور نہ ہی خدا سے جھگڑا کرے اور فرمایا ہے کہ بزرگ خلق اس کو کہتے ہیں کہ اگر لوگ ایذا پہنچائیں تو ان کا آزار کچھ تاثیر نہ کرے۔ مگر یہ اس وقت ہو کہ جب آدمی خدا کے مشاہدہ میں مصروف ہو اور ابو سعید خراز کہتے ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے صرف خدا کے ساتھ ہی سروکار رکھا ہے اور کسی چیز سے نہیں رکھا جنید کا قول ہے کہ حارث کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ تین چیزوں کو تین چیزوں سے کامل کیا گیا ہے۔ خوبروئی کو

صیانت سے اور خوش کلامی کو سچائی سے کامل کیا ہے۔ اور امانت کی تکمیل وعدہ کے پورا کرنے سے کی ہے۔ اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جو آدمی خوش خلق ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو ہیچ جانتا ہے اور دوسرے آدمی کو بزرگ سمجھتا ہے۔ اور فرمایا ہو کہ نیک خو آدمی کی علامت یہ ہے۔ کہ دوسرے لوگوں کو آزار سے محفوظ رکھتا ہے اور آپ محنت اُٹھاتا ہے۔ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! تم اپنے مال سے دوسروں کو فائدہ نہیں پہنچاتے ہو۔ تمہیں چاہئے کہ فراخ حوصلہ بنو اور کشادہ دلی سے بخشش اور کرم کے دروازہ کو کھول دو +

خدا کے ساتھ نیک خوئی

اللہ جل شانہٗ کے ساتھ اچھا خلق اس کو کہتے ہیں کہ اس کے سب احکام کو دل سے ادا کرے۔ اور جن سے منع کیا ہے ان سے باز رہے اور اپنا استحقاق عوض کا قائم کرنے کے سوا ہر حالت میں خدا کی طاعت اور عبادت میں کمر بستہ اور مستعد رہے اور قضا الٰہی نے جو کچھ مقدر میں لکھ دیا ہے۔ اس پر صابر اور شاکر رہیں اور اس میں کمی و بیشی کی خواہش نہ کریں۔ کیونکہ اس کی اس میں گنجائش نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی اعتراض کریں۔ اور خدا کو وحدہٗ لاشریک لہٗ سمجھیں اور بغیر شک اور شبہ کے اس پر یقین لائیں کہ خداوند تعالیٰ اپنے وعدہ کا پکا ہے۔ ذوالنون مصری سے لوگوں نے سوال کیا۔ سب سے زیادہ غم میں کون ہوتا ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ جس آدمی کے اخلاق بُرے ہوں۔ اور حسن بصریؒ کہتے ہیں۔ کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو فرمایا ہو اپنے کپڑوں کو پاک کر و اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے اخلاق کو نیک بناؤ۔ اور فرمایا ہے ظاہر اور باطن کی نعمتیں میں نے تمہارے اوپر قائم کیں یعنی ظاہر کی نعمت حسن ہے اور وہ بھی دل ہے اور باطن کی نعمت اخلاق ہیں یہ نیکی بھی عطا فرمائی ہے۔ اور ابراہیم ادہمؒ سے پوچھا کہ دنیا میں تم کبھی خوش بھی ہوئے ہو۔ آپ نے جواب میں فرمایا ہاں دو مرتبہ خوش ہوا ہوں۔ ایک دفعہ تو اس وقت ہوا ہوں کہ میں ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک ایک کتا آیا اور آتے ہی ٹانگ اٹھا کر اس نے میرے اوپر پیشاب کر دیا۔ اور دوسری مرتبہ اس وقت خوش ہوا ہوں کہ میں اپنے خیال میں بیٹھا ہوا تھا اسی اثنا میں ایک آدمی آیا اور آتے ہی بلا سبب اس نے تان کر مجھے ایک گھونسہ دے مارا۔ اور ذکر کرتے ہیں کہ اویس قرنی کو جب لڑکے دیکھا کرتے تھے تو آپ کو ڈھیلے مارا کرتے تھے آپ نے ان کو فرمایا۔ کہ لڑکو اگر تم ڈھیلے مارنے کے واسطے مجبور ہو یعنی تم نے ضرور ہی مارنے ہیں تو چھوٹے چھوٹے ڈھیلے اٹھا کر مارا کرو تاکہ میری ٹانگوں پر زخم نہ پڑ جائیں اور ان سے خون نہ بہے۔ میں نماز پڑھا کرتا ہوں اگر خون بہیگا تو میں نماز سے معذور ہو جاؤں گا۔ احنف بن قیس کو ایک آدمی نے گالیاں دیں اور آگے آگے آپ جا رہے تھے اور وہ پیچھے پیچھے تھا۔ جب احنف اپنے قبیلہ کے لوگوں کے پاس پہنچے تو آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور اس آدمی کو فرمایا کہ اے یار جس قدر اور بخارات تمہارے دل میں بھرے ہوئے ہیں۔ ان کو بھی اسی جگہ میں ہی نکال لو ایسا نہ ہو میری قوم کے نادان آدمی تمہاری گالیاں سُن لیں اور وہ تم کو ان کا دندان شکن جواب دیں۔ حاتم اصم سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آدمی ہر ایک کی باتوں کو برداشت کرے۔ آپ نے جواب دیا کہ ہاں ہو سکتا ہے مگر نفس سے اس کی برداشت نہیں ہو سکتی۔ ایک روایت میں وارد ہو کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے ایک دفعہ اپنے غلام کو پکارا اس نے آپ کو کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے دوسری دفعہ پکارا پھر بھی اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ تیسری دفعہ بھی ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد آپ نے کھڑے ہو کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ لیٹا ہوا ہے۔ آپ نے اس کو فرمایا۔ کہ اے غلام تو میری آواز کو سنتا ہے یا نہیں سنتا۔ جواب دیا کہ اس میں تو شک نہیں کہ میں آپ کی آواز کو سُن رہا ہوں فرمایا اگر سنتا ہے تو جواب کیوں نہیں دیتا۔ اُس نے عرض کی۔ کہ بولنے اور جواب دینے میں اس واسطے میں نے سستی کی ہے کہ آپ سے مجھ کو آزار پہنچنے کا کوئی اندیشہ نہیں یہ سُنکر

آپ نے غلام کو فرمایا۔ کہ خدا کی بابرکات ذات کے تصدق میں تم آزاد کئے گئے اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ نیک خلق یہ ہے کہ ظاہر میں تو لوگوں سے میل جول رکھے اور باطن میں ان سے جدا رہے اور فرمایا ہے کہ یہ نیک خلق ہے کہ اگر لوگوں کی طرف سے ایذا پہنچے تو اس کو قبول اور برداشت کیا جائے اور بغیر رنج اور قلق کے لوگوں کے حق کو ادا کریں۔ اور فرمایا ہے انجیل میں وارد ہے کہ اے میرے بندے جب تجھے غصہ آئے تو اُس وقت مجھ کو یاد کر اور جب مجھے غصہ آویگا۔ تو اُس وقت میں تجھ یاد کرونگا۔ مالک بن دینار کو ایک عورت نے کہا اے ریاکار! آپ نے فرمایا کہ اے عورت تو نے میرا نام پہچانا جسے بصرہ والے بھول گئے تھے لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی اور فرمایا کہ تین آدمی تین چیزوں کے بغیر پہچانے نہیں جاتے۔ بردبار اور حلیم غصہ کے وقت پہچانا جاتا ہے اور دلیر اور شجاع کو لڑائی کے وقت میں پہچانتے ہیں اور بھائی حاجت کے وقت پہچانا جاتا ہے اور حضرت موسٰیؑ نے اللہ سے دعا مانگی کہ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جو چیز مجھ میں نہ ہو۔ میرے واسطے وہ نہ کہی جاوے جواب میں اللہ جل شانہ نے فرمایا۔ کہ اس بات کو اپنی ذات کے واسطے بھی میں نے نہیں رکھا اور جب اپنے واسطے اس کو پسند نہیں کیا۔ تو تیرے واسطے کیونکر کرتا ہوں ؁

شکر کا بیان

شکر کی فضیلت اللہ جل شانہ فرماتا ہے اگر تم نے شکر کیا۔ تو میں تمہاری نعمت کو زیادہ کرونگا۔ اور عطاؒ روایت کرتے ہیں کہ مینے عائشہؓ کی خدمت میں عرض کی کہ پیغمبر صلعم سے جو آپ نے بہت عجیب بات دیکھی ہو۔ وہ فرمائیں یہ سنکر آپ نے رو دیا۔ اور فرمایا کہ خدا کے سچے رسولؐ کا ایسا کونسا حال ہے جو تعجب پیدا کرنیوالا نہ ہو۔ ایک رات خدا کے رسول مقبول میرے پاس تشریف لے آئے اور میرے ساتھ بستر استراحت پر آرام کیا جونہی آپکے جسم نے میرے جسم کے ساتھ مس کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اے ابو بکر کی بیٹی مجھے جلدی سے اجازت دیدے کہ میں اپنے خداوند تعالےٰ کی عبادت میں مشغول ہو جاؤں۔ میں نے جواب میں عرض کی کہ گو مجھ کو آپکی مصاحبت سے بہت محبت ہو اگر آپکی یہی خواہش ہے تو میں اسکو منظور کرتی ہوں اور اجازت دیتی ہوں کہ آپ خدا کی عبادت میں ہی مصروف ہوں۔ اسلئے آپنے اٹھ کر مشکیزہ لیا اور اس سے وضو کیا اور وضو کرنے میں بہت سا پانی گرایا اور جب وضو کر چکے تو نماز میں کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہوتے ہی رونا شروع کر دیا۔ اور اس قدر روئے کہ آپکے سینہ مبارک پر آنسو جاری ہو پڑے اس کے بعد آپنے رکوع کیا اور رکوع میں روئے اور پھر سجدہ میں روئے اور پھر سجدہ سے سر اٹھا کر روئے اور رات بھر آپ کا ایسا ہی حال رہا یعنے نماز میں روتے ہی رہے یہاں تک کہ بلال تشریف لائے اور آ کر آپ کو فجر کی نماز کی اطلاع دی مینے اس وقت آپ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ اس قدر کیوں روئے ہیں۔ خداوند تعالےٰ نے آپکے تو اگلے اور پچھلے تمام گناہ بخش دئے۔ آپنے جواب دیا کہ کیا تو یہ چاہتی ہے کہ میں خدا کے شکر کرنے والے بندوں میں داخل نہ ہوں۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں خدا کا شکر بجا نہ لاؤں۔ کیونکہ خدا نے میرے اوپر اس آیت کو نازل فرمایا ہے آسمان اور زمین کی پیدائش میں آخر تک نشانیاں ہیں اور جو لوگ اہل تحقیق ہیں انکے نزدیک شکر کی حقیقت یہ ہے کہ انعام دینے والے کی نعمت کا عاجزی اور فروتنی سے اقرار کیا جائے۔ اور خدا نے اپنی ذات کے ان معنوں میں ہی تعریف کی ہے فرمایا ہے کہ تمہارا پروردگار شکور ہے اور شکور کے معنے یہ ہیں کہ اپنے شکر کرنیوالے بندوں کو شکر کے سبب سے جزا دیتا ہے اسلئے شکر کی جزا شکر ہی ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے بدی کا عوض بدی ہے۔ اور بزرگ کہتے ہیں کہ شکر کے معنے یہ ہیں کہ جو آدمی اپنے ساتھ نیکی کرے اسکو نیکی سے یاد کیا جائے۔ اور خدا کے واسطے بندہ کا شکر یہ ہے کہ خدا کے احسان پر اسکی تعریف کرے اور اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اپنے احسان سے یاد کرے اور بندہ کا احسان یہ ہے کہ وہ اپنے خداوند تعالےٰ کی عبادت کرے اور خدا تعالےٰ کا احسان یہ ہے کہ اپنے بندہ کو نعمت عطا فرمائے اور زبان اور دل سے اپنے اللہ کی نعمتوں کا اقرار کرنا بندہ کا شکر ہے ایک یہ کہ

زبان سے شکر ادا کیا جائے اور عاجزی کے ساتھ اسکی نعمت کا اعتراف کریں۔ دوسرا جسم اور بدن سے ہوتا ہے اور وہ اسطرح ہے کہ انسان عبودیت کے عہد کا وفا کرے اور خدمتگذاری اور دل سے شکر کرنے پر ثابت قدم رہے اور بساط شہود کی حرمت کو نگاہ رکھے۔ اور فرمایا ہے کہ آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ اگر اپنے یار کا کوئی عیب دیکھے تو اس کو پوشیدہ کر دے۔ اور کانوں کا شکر یہ ہے کہ اگر کوئی عیب سن لے تو اس کو چھپائے رکھے۔ غرض اللہ جلشانہ کی جو نعمتیں ہیں انکی ناشکری اور نافرمانی سے دور رہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے۔ کہ عالم لوگوں کا ایک شکر یہ ہے کہ قول اور گفتار میں صادق ہو اور خدا کے امر اور نواہی بیان کریں اور عابدوں کا ایک شکر یہ ہے کہ انکے افعال خدا کی اطاعت سے باہر نہ ہوں اور جو لوگ عارف باللہ ہوتے ہیں ان کا ایک شکر یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدم رہیں یعنی ہر حال میں اپنی خواہش اور معرفت اور نیکی میں ترقی کریں اور جو خدا کی اطاعت اور عبادت بجا لاتے ہیں وہ خدا کی توفیق اور تائید سے سمجھیں۔ اور یہ لوگ جو عزلت کا گوشہ اختیار کرتے ہیں اور فنا فی اللہ ہوتے ہیں اور فروتنی اور اپنے قصور اور جہل کا اقرار کرتے ہیں اور ہر حال میں نیازمندی کو ملحوظ رکھتے ہیں یہ سب شکر ہے اور ابوبکر وراق کہتے ہیں کہ نعمت کا شکر یہ ہے کہ انسان احسان کو دیکھے اور اس کی حرمت کو نگاہ رکھے اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ نعمت کا شکر یہ ہے کہ خدا کی نعمت میں آدمی اپنے آپ کو طفیلی جانے۔ اور ابو عثمان علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ شکر یہ ہے کہ شکر سے عجز کی معرفت ہو یعنی اس کا علم ہو کہ میں اسکے شکر سے عاجز ہوں۔ اور فرمایا ہے شکر پر شکر کرنا کامل شکر ہے اور یہ اس طرح ہوتا ہے کہ تو اپنے شکر کو خداوند تعالیٰ کی توفیق سے سمجھے اور خدا کی وہ توفیق تمام نعمتوں سے زیادہ بزرگ ہے۔ پس تجھ پر لازم ہے کہ خدا کے شکر پر شکر کرے اور پھر اس کے شکر کے شکر پر شکر کرے یہاں تک کہ اس کی کوئی حد نہیں اور فرمایا ہے کہ خدا کی نعمت کو نیازمندی سے خدا کی طرف منسوب کریں اور جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ انسان کا شکر یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس لائق نہ جانے کہ میں نعمت کا مستحق اور اس کے لائق ہوں۔ اور فرمایا ہے کہ جو آدمی اپنی عطا کی گئی نعمت کا شکر کرتا ہے وہ شاکر ہوتا ہے اور اگر کسی کی نعمت گم ہو جائے اور اس پر شکر کرے تو وہ شکور ہوتا ہے اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جو نعمت کے ملنے پر شکر کرتا ہے وہ شاکر ہوتا ہے اور نعمت کے ضائع ہو جانے پر جو شکر کرتا ہے وہ شکور ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ شاکر آدمی وہ ہوتا ہے جو عطا پر شکر گذار ہوتا ہے اور شکور اس کو کہتے ہیں جو بلا پر صابر ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کچھ کسی کو ملے اگر اس پر شکر کرے تو وہ شاکر ہوتا ہے۔ اور اگر کسی کو دیر تک نہ ملے اور اس پر شکر کرے تو وہ شکور ہے اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شکر یہ ہو کہ انسان نعمت کے دینے والے کو دیکھے۔ نعمت کو نہ دیکھے۔ اور فرمایا ہے کہ شکر یہ ہے کہ جو نعمت حاصل ہو اس کو زوال اور ضائع ہونے سے نگاہ رکھیں اور جو مفقود ہو اسکی تلاش کریں اور عثمان علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ عام لوگوں کا شکر کو کھانے اور پینے اور پہننے میں ہوتا ہے اور خاص لوگوں کا شکر اس پر ہوتا ہے جو انکے دلوں پر معانی ظاہر ہوتی ہیں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے (میرے شکر گذار بندے تھوڑے ہیں) اور حضرت داؤد علیہ السلام کہتے ہیں اے پروردگار میں تیرا شکر کیونکر ادا کروں حالانکہ خود شکر ہی تیری نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی اور فرمایا کہ اے داؤد البتہ تو نے اب شکر کیا ہے۔ اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر تم کسی کے احسان کے عوض میں ایسا احسان نہ کر سکو تو زبان سے اس کا شکر کرو۔ اور فرمایا ہے کہ جب حضرت ادریس علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اپنی بخشش کی خوشخبری سنائی۔ تو اس وقت آپ نے جناب باری میں زندگانی کے زیادہ ہونے کی التجا کی۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ یہ درخواست کس واسطے کی ہے جواب دیا شکر ادا کرنے کے واسطے کی ہے پہلے تو اس واسطے عمل کیا کرتا تھا کہ آمرزش اور بخشش حاصل ہو اور اب تیرا شکر کرونگا۔ اسکے بعد جناب باری کے حکم کے موافق فرشتے نے اپنے بازو پھیلا دیئے۔ آپ کو انپر بٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ اور ذکر کرتے ہیں کہ پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کا گذر ایک چھوٹے سے پتھر پر ہوا۔ اس میں سے بہت سا

پانی نکل رہا تھا۔ اس کی حالت کے دیکھنے سے آپ کو بڑا تعجب ہوا۔ اسی اثنا میں خداوند تعالیٰ نے اس پتھر کو گویائی عطا کی پیغمبر نے اس سے پوچھا کہ تیرا یہ کیا حال ہو رہا ہے۔ اس نے جواب میں عرض کی۔ کہ اللہ کی کلام میں جب سے میں نے یہ سنا ہے (جس آگ کا ایندھن پتھر اور آدمی ہیں تو اس سے خوف کرو) اسی وقت سے میں ڈر کا مارا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں رو رہا ہوں۔ جب پیغمبر خدا نے پتھر کا یہ جواب سنا تو اس کے واسطے خدا کی درگاہ میں دعا کی۔ اس کو آگ کے عذاب سے رہائی دی جائے۔ وحی نازل ہوئی اور ارشاد ہوا کہ اس کو آگ کے عذاب سے نجات دی گئی اس کے بعد پیغمبر خدا چلے گئے۔ اور پھر دوسری دفعہ بھی اس پر گذر ہوئی اس مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ آپ نے اس سے پانی جاری دیکھا۔ اس حال سے آپ کو پھر تعجب ہوا۔ اور پھر پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے پتھر کو پھر خدا نے گویا کیا اور زبان حال سے جواب دیا کہ پہلے جو گریہ تھا وہ خوف اور غم کے سبب سے تھا۔ اور اب جو گریہ ہے تو یہ شکر اور خوشی کے جوش کے باعث سے ہے اور بزرگوں نے ارشاد کیا ہے جو آدمی شاکر ہوتا ہے اس کی نعمت ہمیشہ زیادتی اور ترقی میں رہتی ہی کیونکہ وہ نعمت کو دیکھتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر تم شکر کرو گے۔ تو میں تم کو زیادہ نعمت دونگا۔ اور صابر خدا کی پناہ میں رہتا ہے اسلئے خدا تعالیٰ اس کو بلا سے بچائے رکھتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا ہے (جو لوگ صبر کرنے والے ہیں خدا انکے ساتھ ہوتا ہے) اور فرمایا ہے کہ حمد تو ہر سانس پر ہوتا ہے اور شکر جو اس کی نعمتوں پر ہوتا ہے ◆

اور ایک صحیح روایت میں وارد ہی کہ سب سے پہلے جو لوگ بہشت میں داخل ہونے کے واسطے بلائے جائینگے وہ حمد کرنے والے ہونگے۔ اور جو چیز ان سے دور رہی ہو۔ اس پر حمد کیا ہوگا اور جو عطا ہوئی ہے اس کا شکر بجا لائے ہونگے۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ ایک بزرگ ذکر کرتے ہیں کہ ایک بڈھے آدمی کو میں نے سفر میں دیکھا وہ بہت سن رسیدہ تھا۔ میں نے اس سے حال پوچھا اس نے جواب میں بیان کیا کہ جوانی کی ابتدا میں ہی اپنے چچا کی بیٹی سے میری محبت تھی اور وہ بھی مجھ کو چاہتی تھی اور بڑی محبت اور پیار سے پیش آتی تھی۔ خدا کی مرضی سے اس کے ساتھ میرا عقد ہوگیا۔ شب زفاف میں یعنی ہم بستر ہونے کی پہلی رات میں ہی ہم نے ایک دوسرے کو کہا کہ خداوند تعالیٰ نے ہم دونوں کو آپس میں مواصلت کی دولت عطا کی ہے اس کے شکرانہ میں ہم نماز پڑھیں اس لئے ہم دونوں نے نماز پڑھنی شروع کر دی یہاں تک کہ تمام رات دونوں نماز ہی پڑھتے رہے کوئی نماز سے فارغ نہ ہوا۔ اور جب دوسری رات آئی تو اس میں بھی شکرانہ کے واسطے نماز پڑھنی شروع کی اور وہ تمام رات بھی نماز میں ہی بسر کر دی اور آیندہ رات کو بھی ایسا ہی ہوا۔ یہاں تک کہ اسی طرح ستر سال گذر گئے اور شبہ ہی کہ شاید اسی سال گذرے۔ ہر رات میں جو آتی تھی ہم آپس کی مواصلت کے شکرانہ کے عوض میں نماز میں کھڑے ہو جاتے تھے اور اسی حال میں ہی اس کو بسر کر دیتے تھے اس گفتگو کے وقت اس بڈھے کی عورت بھی پاس موجود تھی۔ اس نے اسکی طرف مخاطب ہو کر کہا کیوں بی بی جان جو کچھ میں نے کہا ہے یہ سچ ہے یا نہیں اسنے جواب دیا کہ ہاں یہ بالکل ٹھیک اور درست ہی

صبر کا بیان

صبر کے باب میں اللہ جل شانہ کا کلام کافی دلیل ہے۔ فرمایا ہے اے ایمان والو صبر کرو اور صبر کراؤ اور اللہ سے ڈرو (تا) کہ تم کو اس سے رستگاری نصیب ہو جائے) اور فرمایا ہے صبر کر اور صبر خدا کی مدد سے ہوتا ہے اس کے سوا نہیں ہوتا۔ اور ابن عباس رضی اللہ نے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جب صدمہ پہنچے تو اسی وقت صبر کرنا بہتر ہے ایک روایت میں وارد ہی کہ ایک شخص پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول جس قدر میرے پاس مال تھا وہ سب تلف ہو گیا ہے اور میرے جسم کو بیماری نے نحیف اور لاغر کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر کسی بندہ کا مال ضائع نہ ہو اور کوئی بیماری اس کو رنج اور دکھ نہ دے تو اس آدمی میں کوئی نیکی اور خوبی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ جل شانہ جب اپنے کسی بندے کو دوست بناتا ہی

تو اس کو مصیبت میں گرفتار کر دیتا ہے اور اس کو صبر عطا کرتا ہے اور روایت میں ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جب کسی بندہ کو خدا کے ہاں سے کوئی درجہ ملنے کو ہوتا ہے اور وہ اس کو اپنے عمل سے حاصل نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ اس پر بیماری کی بلا نازل کی جاتی ہے۔ پس وہ اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ اور روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (جب کوئی آدمی بدی کرتا ہے تو اس کو اس بدی کے موافق ہی جزا دی جاتی ہے) حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول جب یہ آیت نازل ہوئی ہے تو اس کے بعد خلاصی کیونکر ہوگی۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ اے ابو بکر اللہ تعالٰے تم کو بخشے کیا تم بیمار نہیں ہوا کرتے اور جب کسی بلا میں گرفتار ہوتے ہو تو اس وقت صبر نہیں کیا کرتے ہو اور کوئی غم اور الم تم کو لاحق نہیں ہوتا۔ ان تمام باتوں کا اجر برے عملوں کا عوض ہوتا ہے یعنے بندہ جو گناہ کرتا ہے ان کا کفارہ ہوتا ہے۔ پس صبر تین طرح پر ہوتا ہے ایک تو خدا کے واسطے ہوتا ہے اور وہ اس طرح پر ہے کہ انسان خدا کے احکام بجا لائے اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان سے باز رہے اور دوسرا صبر خداوند تعالٰے کے ساتھ ہوتا ہے وہ اس طرح ہے کہ آدمی خدا کی تقدیر پر صابر اور شاکر رہے اور تیسرا صبر خدا کے اوپر ہوتا ہے اور وہ اس طرح ہے کہ خدا نے روزی دینے اور اس کے فراخ کرنے اور کافی اور مددگار ہونے اور آخرت کا ثواب دینے کے لئے جو وعدہ فرمایا ہے اس پر صبر کے ساتھ انتظار کرے اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ صبر کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ بندہ اپنے کام پر صبر کرے اور دوسرا یہ ہے کہ جو کام بندہ کا نہیں اس پر صبر کرے۔ اور کام پر صبر کرنا دو طرح پر ہوتا ہے ایک یہ ہے کہ اس کے متعلق خدا کے جو احکام ہوں۔ انہیں صبر کرے اور دوسرا یہ ہے کہ خدا کے جو موانع ہیں ان میں صابر ہو اور جو بندہ کا کام نہیں اس میں اس طرح صبر ہوتا ہے کہ بندہ پر جو مصیبت اور رنج وارد ہوتا ہے اور خداوند تعالٰے سے لگاؤ رکھتا ہے اس میں صابر ہو جیسے جسمانی مشقت ہے اور روحانی رنج اور بیماری وغیرہ اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ صبر کرنے والے آدمی تین طرح پر ہوتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو وقت سے صبر کرتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو وقت کے بغیر صبر کرتے ہیں اور تیسرے وہ ہیں جو سراپا صبر ہی صبر ہوتے ہیں۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آدمی نے سوال کیا۔ کہ صابروں پر سب سے زیادہ سخت صبر کونسا ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ خدا کے منع صبر کرنا اس شخص نے کہا یہ نہیں ہو۔ آپ نے پھر جواب دیا خدا کے واسطے صبر کرنا اس نے کہا یہ بھی نہیں ہے۔ آپ نے پھر جواب دیا۔ خدا کے ساتھ صبر کرنا۔ اس نے کہا یہ بھی نہیں ہو۔ اسکے بعد شبلی نے اس کو فرمایا۔ اگر یہ بھی نہیں ہے تو تم ہی بتلاؤ وہ کونسا ہے اس شخص نے کہا۔ سب سے زیادہ سخت صبر خدا سے صبر کرنا ہے حضرت شیخ شبلی صاحب نے جونہی یہ مقولہ سنا ایک ایسا بلند نعرہ مارا کہ اس سے پایا گیا۔ کہ عنقریب ہی آپکی روح قالب عنصری سے پرواز کر جانے کو ہے اور اس قول کے معنی بالتفصیل عوارف میں مذکور ہیں۔ اور حضرت جنید کہتے ہیں کہ مسلمان کے واسطے دنیا سے آخرت کا سفر کرنا بہت سہل ہو مگر یہ مشکل کام ہے کہ خدا کے مقابلہ میں مخلوق سے جدائی اختیار کی جائے اور اس سے بھی زیادہ سخت ہے کہ اپنے نفس کو چھوڑ کر خداوند تعالٰے کی طرف رجبت کریں اور خدا کے ساتھ صبر کرنا سخت مشکل ہے اور جنید سے صبر کی نسبت پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ یہ صبر ہے کہ منہ بنانے کے بغیر تھوڑا تھوڑا کڑوا گھونٹ پئیں اور حضرت علی بن ابی طالب کہتے ہیں کہ ایمان کے جسم کا سر صبر ہو اور فرمایا کہ یہ پیغمبر صلعم کا مقولہ ہے۔ ذو النون مصری کہتے ہیں کہ صبر کے معنے یہ ہیں کہ انسان مخالفت سے دور رہے اور غم اور غصہ کو آرام کے ساتھ برداشت کرے اور باوجود تنگدستی اور فقیری کے معیشت کے میدان میں تونگری کا اظہار کرے۔ اور فرمایا ہے صبر یہ ہے کہ انسان بلا کو اچھی طرح ادب کے ساتھ جھیلے۔ اور فرمایا ہے کہ صبر ایک تونگری ہو اور اس کا اظہار بلا کے نازل ہونے کے وقت شکوہ اور شکایت نہ کرنے سے ہوتا ہے اور فرمایا صبر یہ ہے کہ آدمی بلا کے وارد ہونے کے وقت نیکی اور حسن صحبت کے ساتھ قائم اور ثابت قدم رہے جیسے کہ انسان تندرستی کی حالت میں ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ بندگی اور طاعت کا سب سے نیک اور اچھا اجر صبر ہے اس سے بڑھکر اس کا اور کوئی اجر نہیں ہو سکتا۔ خداوند تعالٰے نے فرمایا ہے

دجن لوگوں نے صبر کیا ہے ضرور ان کو ہم زیادہ نیک چیزوں سے اجر دینگے جیسا کہ وہ کرتے تھے) اور فرمایا ہے اصبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب پورا دیا جاتا ہے) اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ یہ صبر ہے کہ انسان خدا کی راہ میں ثابت قدم رہے اور آزار اور بلا جو اس پر وارد ہو اس کو کشادہ پیشانی اور فراخ دلی سے قبول کرے۔ اور فرمایا ہو کہ خدا کے احکام پر ثابت قدم رہنا اور سنت نبوی کو قائم اور مضبوط رکھنا صبر کے خواص ہیں۔ اور یحییٰ بن معاذ رازی کہتے ہیں کہ زاہدوں کے صبر سے عاشقوں کا صبر زیادہ سخت ہوتا ہے اور مجھے تعجب آتا ہے کہ عاشق کیسے صبر کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد آپ نے اس مضمون کا شعر پڑھا میں سب جگہوں میں صبر کر سکتا ہوں مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ سے صبر کروں اور فرمایا شکایت کا نہ کرنا صبر ہے اور فرمایا ہے کہ صبر یہ ہے کہ اپنے خدا سے مدد مانگے اور اس کے ہاں امن کی درخواست کریں۔ اور فرمایا ہے۔ کہ صبر خدا تعالےٰ کے نام سے مشابہ ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ صبر ہے کہ انسان نعمت اور محنت دونوں حالتوں میں آرام خاطر سے یکساں رہے اور یہ تصبر ہے کہ بلا اور سختی کو آرام اور آسایش جانتے۔

رضا کا بیان

اس کا اصل اللہ تعالےٰ کا قول ہے (خدا تعالےٰ ان سے راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوئے) یعنے خدا مسلمانوں سے راضی ہوا اور مسلمان خدا سے راضی ہوئے۔ اور فرمایا ہے میں مسلمانوں کو اپنی رضامندی اور رحمت کی خوشخبری دیتا ہوں اور حضرت ابن عباسؓ ابن عبد المطلب سے راوی ہیں۔ کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہے جو آدمی خدا تعالیٰ کے پروردگار ہونے پر راضی ہوا۔ اُس نے ایمان کی لذت چکھ لی اور روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے ابی موسیٰ اشعری کو لکھا کہ خیریت اس میں ہو کہ ہر حال میں تم خدا تعالےٰ کی رضا پر راضی رہو۔ اور اگر تم کو خدا کی رضا پر راضی رہنے کی طاقت ہو تو بہتر ورنہ اس حال میں صبر کر۔ اور قتادہ رضہ خدا کے اس کلام کی تفسیر میں فرماتے ہیں (جب ان میں سے کسی کو یہ خبر دی جاتی ہے کہ تمہارے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو غم کے مارے اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے آخر آیت تک) کہ یہ عرب کے مشرکوں کا حال تھا اسلئے اللہ تعالےٰ نے انکے بُرے کام کی نسبت خبر دی ہو۔ پس مسلمان آدمی کو لائق ہے کہ خدا نے جو کچھ اس کے حق میں پسند فرمایا ہو اس پر راضی ہو۔ اور انسان کے نفس کی خواہش سے اسکے حق میں خدا تعالےٰ کی تجویز ہر صورت میں بہتر ہوتی ہے۔ پس اے آدم کے فرزند جس کو تو مکروہ جانتا ہے وہ تیرے واسطے بہتر ہی ہوتا ہے اسلئے تجھے خدا تعالیٰ سے خوف کرنا واجب ہے اور اس کے حکم پر راضی اور خوش رہنا لازم۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (نزدیک ہے کہ جس چیز کو تم اپنے حق میں مکروہ جانتے ہو وہ تمہارے واسطے نیک ہو۔ اور جس کو تم اپنے حق میں دوست سمجھتے ہو وہ تمہارے واسطے بری ہو۔ اس امر کو خدا ہی جانتا ہے۔ تم نہیں جانتے) یعنے تمہارے دین اور دنیا کی جو نیکی ہو اس کو خدا ہی اچھی طرح جانتا ہے اور لوگوں کی نیکیوں کے جو دفتر ہیں وہ برابر لپیٹ کر رکھے جاتے ہیں۔ اور حکم دیا گیا ہے کہ عبادت کریں اور احکامات کو بجا لائیں اور بُرے کاموں سے باز رہیں اور تقدیر الٰہی پر رضا کا ہوں سا در بندہ کے کام کے سرانجام کا جو فائدہ اور ضرر ہے اس کو مجمل طور پر سمجھا دیا گیا ہے۔ اسلئے بندہ کو لازم ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری اور اطاعت اختیار کرے۔ اور جو کچھ خدا نے قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر خوش رہے اور اللہ تعالےٰ کو کوئی الزام نہ لگائے اور اس بات پر یقین کرے کہ ہر ایک آدمی پر جو رنج اور مصیبت عائد ہوتی ہے وہ اس کے مقدر میں ہوتی ہے اور اس کا باعث نفسانی خواہشیں اور خدا تعالےٰ کی نافرمانی اور ناخوشنودی ہوتی ہے۔ پس جو آدمی خدا کی قضا پر راضی ہوتا ہے۔ اسکو ہمیشہ کی راحت عطا ہوتی ہے اور جو ناراض ہوتا ہے اس کی بدبختی اور رنج بڑھ جاتا ہے۔ اور دُنیا میں جو کچھ کسی کی تقدیر میں لکھا گیا ہے وہ اس کو ضرور ہی مل جاتا ہے اور جب تک کوئی آدمی نفس کی ہوا اور ہوس کی پیروی کرتا ہے اور اس کا فرمانبردار رہتا ہے وہ

قضائے الٰہی سے ناراض ہوتا ہے۔ نفسانی خواہش انسان کو خدا کے حکم کے خلاف ترغیب دیتی ہے اور اگر اس کے موافق کرے تو
اس کا رنج اور اس کی تکلیف بڑھتی جاتی ہے۔ راحت اور آرام اس میں ہے کہ انسان اپنے نفس کی ہوا و ہوس کے خلاف کرے
کیونکہ جو آدمی ایسا کرتا ہے وہ خدا کی قضا اور رضا سے موافقت کرتا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں کہ ضرور ہی پیش آنے
والی ہیں اور اس میں کچھ کوئی شک نہیں کہ اگر کوئی ہوا اور ہوس کی موافقت کریگا۔ تو اس کو ضرور ہی رنج اور الم کا سامنا
ہوگا۔ کیونکہ ایسا کرنا خدا تعالےٰ سے جنگ کرنا ہوتا ہے معاذ اللہ منہا۔ اور جب ہوائے نفس کا غلبہ ہو تو یہ جنگ ضرور ہوتا ہو
اور اگر نہ ہو تو نہیں۔ اور جو لوگ اہل علم اور اہل طریقت ہیں انہوں نے رضا کے معنوں میں اختلاف کیا ہے یعنے کیا رضا حالات
میں سے ہے اور اس میں کسب کو کچھ دخل نہیں یا مقامات سے ہے اور اس میں کسب کو دخل ہو۔ اہل عراق میں سے ایک شخص کہتا
ہے کہ رضا احوالوں میں سے ایک حال ہو اور انسان کے کسب کو اس میں دخل نہیں۔ بلکہ وہ نازل ہوتی ہے اور تمام احوالوں کی
طرح دل میں حلول کرتی ہے۔ اور احوال کا یہ حال ہے کہ وہ حلول کرنے کے بعد زائل ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے سوا دوسرے
وارد ہو جاتے ہیں۔ اور خراسانیوں کا یہ قول ہے کہ رضا مقامات میں سے ایک مقام ہے اور توکل کا انجام ہے جب توکل انتہا کی
حد کو پہنچ جاتا ہے تو اس وقت بندہ کسب کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اور ان دونوں قولوں کی مطابقت کے واسطے یہ کہنا ممکن
ہے کہ رضا کی ابتدا بندے کا کسب ہے۔ یعنے اس کو بندہ کسب سے حاصل کرتا ہے اور وہ مقامات میں سے ہے اور اسکی نہایت
احوالوں میں سے ایک حال ہے اور یہ کسب سے حاصل نہیں ہوتا۔ غرض جو آدمی رضا پر راضی ہوتا ہے وہ تقدیر الٰہی پر اعتراض
نہیں کرتا اور ابو علی دقاق کہتے ہیں۔ کہ رضا یہ نہیں ہو کہ انسان خود بلا اور مصیبت کا متلاشی ہو۔ بلکہ رضا یہ ہے کہ انسان
خدا کے حکم اور اسکی رضا میں کوئی اعتراض نہ کرے اور شیخ صاحبوں نے فرمایا ہے کہ قضا پر راضی ہونا خداوند تعالےٰ کی درگاہ کا
ایک بڑا فراخ دروازہ ہے اور وہ دنیا کی بہشت ہو جو آدمی رضا سے آراستہ ہوتا ہو اور خوشی اور خرمی سے اس کے پیش آتا ہے
اس کو خداوند تعالےٰ کی درگاہ سے بزرگی کا بڑا رتبہ عطا ہو جاتا ہے ایک شاگرد نے اپنے استاد سے سوال کیا بندہ کو یہ بات
معلوم ہو سکتی ہو کہ اس کا پروردگار اس سے راضی ہے۔ اُستاد نے اس کو جواب دیا کہ ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی
رضامندی پوشیدہ ہے ظاہر نہیں۔ شاگرد نے کہا ایسا نہیں ہے بندہ کو یہ امر معلوم ہو جاتا ہے۔ پوچھا کیونکر ہوتا ہے جواب
دیا کہ جب بندہ اپنے دل میں متوجہ ہو اور اس کو خدا تعالےٰ سے راضی پائے تو جان لے کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے راضی ہو۔ اُستاد
صاحب نے یہ سُنکر فرمایا تو نے بہت اچھا کہا ہے۔ اے لڑکے جب تک کہ خداوند تعالےٰ بندہ سے راضی نہ ہو اس وقت تک بندہ
ہرگز راضی نہیں ہوتا۔ خداوند تعالےٰ ارشاد فرماتا ہو۔ خدا اُن سے راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوئے۔ اور مذکور ہے کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے درگاہ باری میں عرض کی۔ کہ اے اللہ مجھے وہ عمل بتلا کہ جب میں اس کو کروں تو تو میرے اوپر راضی ہو۔
ارشاد ہوا۔ کہ اے موسیٰ تم کو اس کے کرنے کی طاقت نہیں ہوگی۔ حضرت موسیٰ یہ سُنکر رو پڑے اور روتے ہوئے ہی سجدے میں گر گئے
اسی اثنار میں خدا تعالےٰ نے ان پر وحی نازل فرمائی۔ کہ اے عمران کے بیٹے میری خوشی اس میں ہے کہ تو میرے حکم پر خوش ہے
اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی یہ چاہتا ہے کہ مجھ کو تسلیم اور رضا کا مقام مل جائے تو وہ خدا کی رضا کو خوشی سے قبول کرلے اور
بزرگوں نے فرمایا ہے کہ رضا کی دو قسمیں ہیں ایک تو خدا کے ساتھ رضا کا ہونا ہے اور دوسری خدا سے رضا ہے خدا کے ساتھ
جو رضا ہے وہ تو تدبیر کے وقت ہوتی ہے اور خدا کے ساتھ رضا اس طرح ہے کہ حق کو باطل سے الگ کرنے کے واسطے حکم دے اور
بعض ذاتوں ہے کہ رضا یہ ہے کہ کسی کے دائیں پر دوزخ کی جائے۔ تو وہ یہ نہ کہے کہ دوزخ کا اسطرف ہونا اچھا نہیں۔ اگر بائیں
طرف پر ہوتی تو بہتر ہوتا اور فرمایا ہے کہ رضا یہ ہے کہ انسان کراہیت اپنے دل سے نکال دے۔ یہاں تک کہ اس میں صرف

خوشی اور سردہی رہ جائے۔ رابعہ عدویہ سے سوال کیا گیا کہ انسان کب قضا پر راضی ہوتا ہے جواب دیا اس وقت راضی ہوتا ہے جب کہ مصیبت میں اسی طرح خوش ہو۔ جیسا کہ وہ نعمت میں خوش ہوتا ہے۔ ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ شبلی نے حضرت جنیدؒ کے روبرو یہ پڑھا لاحول ولاقوۃ الاباللہ جنید نے سنکر ان کو فرمایا۔ کہ آپ کا سینہ تنگ ہے اسی واسطے یہ قول صادر ہوا ہے۔ اور سینہ کی تنگی اس واسطے ہے کہ قضا پر رضا کو ترک کر دیا ہے۔ ابو سلیمان علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ رضا یہ ہے کہ خداوند تعالے سے بہشت کا سوال نہ کریں اور اگر آگ جلا دینے کا خطرہ بھی ہو تو اس کے ہاں امن کی درخواست نہ کریں اور ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ تین علامتوں سے رضا کا ہونا معلوم ہوتا ہے ایک تو یہ کہ خدا کی قضا میں اپنا اختیار ثابت نہ کرے۔ دوسری یہ کہ قضا کے بعد اُس کی تلخی کو نہ معلوم کرے۔ تیسری یہ کہ بلا کی حالت میں جوش محبت رہے اور ذوالنون مصری کہتے ہیں کہ رضا یہ ہے کہ قضا کی تلخی کے ساتھ دل کی خوشنودی ہو۔ ابو عثمان سے پیغمبر صلعم کے اس قول کے معنی پوچھے گئے۔ قضا کے بعد میں تجھ سے تیری رضامندی چاہتا ہوں اس کے جواب میں آپنے فرمایا کہ قضا سے پہلے رضا یہ ہے کہ رضا پر قصد کرے اور قضا کے بعد رضا یہ ہے کہ خدا کی قضا پر راضی ہو۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالبؓ کی خدمت میں کہا گیا۔ کہ ابوذر کہتے ہیں میں اسیری کو تونگری کو زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ اور تندرستی سے بیماری کو اچھا جانتا ہوں اور زندگانی سے موت اچھی معلوم ہوتی ہے حسینؓ نے اس مقولہ کو سنکر فرمایا۔ خدا تعالٰے ابوذر پر رحمت کرے مگر جو آدمی خدا پاک کے حُسن اختیار پر اعتماد کرتا ہے وہ اسی چیز کی خواہش کرتا ہے۔ جس کو اللہ تعالٰی نے اُس کے حق میں مقدر کر دیا۔ اس کے سوا دوسری چیز نہیں چاہتا۔ وہ لوگوں میں سے زیادہ نیک آدمی ہے۔ بشر حافی سے فضیل بن عیاض نے فرمایا دنیا میں رضا زہد سے افضل ہے کیونکہ جو آدمی رضا پر راضی ہوتا ہے وہ یہ خواہش نہیں رکھتا۔ کہ میں اپنے مرتبہ سے اور بھی اوپر چڑھ جاؤں اور فضیل کا یہ قول بالکل درست ہے کیونکہ اس میں ہر حال پر رضا ہوتی ہے اور تمام خیر رضا میں ہی ہے اللہ جل شانہ نے حضرت موسٰیؑ کو فرمایا کہ میں نے تم کو اپنی ہمکلامی اور اپنا پیغمبر بنانے کے واسطے تمام لوگوں سے برگزیدہ کر لیا ہے۔ اسلئے میں تمہیں جو چیز عنایت کرتا ہوں اس کو لیلو۔ اور اپنی اس فاخرہ خلعت پر خوش ہو اور شکر کرنیوالا۔ اور ایسا ہی محمد مصطفٰے صلعم سے فرمایا ہے کہ اے محمد صلعم دنیا کی حیاتی کی تازگی کے واسطے جو نعمتیں ہم کو دیگئیں ہیں انکے سوا اوروں پر آنکھ نہ کھول۔ اور انکی اُمید میں نہ للچا۔ غرض خدا نے اپنے پیغمبر کو ادب کی تعلیم دی ہے اور اپنے حال کی نگہداشت کے واسطے ارشاد کیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ راضی بہ قضا رہیں۔ اور فرمایا ہے کہ جو تیرے واسطے تیرے رب کا رزق ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے اور وہ یہ ہے۔ نبوت، صبر، قناعت، علم، دین کی ہدایت پیشوائی۔ اور جو چیزیں دی گئی ہیں وہی بہتر اور لائق ہیں۔ پس جس قدر نیکیاں ہیں وہ سب حال کی نگہداشت اور رضا میں موجود ہیں۔ اور جو دوسری چیزیں ہیں اور حال کے برخلاف ہیں۔ اُنکی طرف توجہ نہ کی جائے کیونکہ اپنی طرف سے چیزوں کی طرف توجہ کرنے میں دو باتیں پائی جاتی ہیں یا تو وہ چیز نصیب میں ہوگی اور یا نہیں ہوگی کسی دوسرے کی قسمت میں ہوگی اور یا یہ ہے کہ وہ کسی کے نصیب بھی نہیں۔ اللہ تعالٰے نے اس چیز کو صرف آزمائش کے واسطے ہی پیدا کیا ہے پس جو چیز تو نصیب میں ہے وہ تو ضرور مل جائیگی۔ چاہے تم اس کی تلاش کرو اور چاہے نہ کرو۔ پس نہیں لائق کہ تجھ سے ظاہر ہو بے ادبی اور حرص اس کی تلاش میں۔ اور جو عقل مصلحت اندیش ہے اس کے نزدیک بھی حرص ناپسندیدہ ہے اور اگر وہ چیز کسی دوسرے آدمی کے نصیب میں ہے تو تلاش کرنی ناحق کا رنج اور تردد ہوگا۔ کیونکہ اس چیز تک کسی طرح رسائی ہو ہی نہیں سکتی۔ اور نہ ہی خود وہ چیز تمہارے پاس آسکتی ہے۔ اور اگر دوسری بات ہے۔ یعنے وہ چیز کسی کے نصیب میں بھی نہیں صرف

ایک آزمائش ہی آزمائش ہے۔ تو عقل مند کو اس کی طرف کسی طرح بھی رغبت کرنی نہیں چاہئے۔ اور ایک قوم کے لوگوں کا یہ مقولہ ہے کہ قضا پر رضا یعنے راضی ہونا یہ ہے کہ اگر کسی چیز سے تمہاری دوستی ہو اور کسی اور کو مکروہ جانتے ہو۔ تو یہ دونوں تمہارے نزدیک یکساں ہوں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ رضا یہ ہے کہ قضا کی تلخی پر صبر کیا جائے۔ اور بعض کا یہ مقولہ ہے کہ رضا یہ ہے کہ اللہ تعالے کے کام میں چوں اور چرا نہ کریں۔ اور رضا کے جو احکام ہیں ان کے آگے گردن جھکا دیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ رضا یہ ہے کہ تدبیر میں نیک اور بد کی تمیز نہ کریں۔ اور بعض بزرگ کہتے ہیں کہ اپنے اختیار کو ترک کر دینا رضا ہے اور بعض کا قول ہے کہ جو لوگ اپنے دل سے اختیار کی جڑ کو بالکل اکھاڑ کر نکال پھینکتے ہیں وہ اہل رضا ہیں۔ پس جو اس قسم کے لوگ ہوتے ہیں وہ نفسانی خواہشوں کو اپنے دل میں نہیں آنے دیتے۔ اور نہ ہی اللہ تعالے سے کسی چیز کی درخواست کرتے ہیں۔ اور حکم کے نازل ہونے سے پہلے نہ ہی خیال کو اپنے دل میں دخل دیتے ہیں اور جب اللہ کا کوئی حکم وارد ہوتا ہے جس کی نہ انہیں انتظار ہوتی ہے اور نہ ہی خیال ہوتا ہے تو بڑے ذوق اور شوق سے اس کا استقبال کرتے ہیں اور بڑی خوشی اور خرمی سے اس کو قبول کر کے بجا لاتے ہیں۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اگر آزمائش کے طور پر ان پر کوئی حکم وارد ہو تو اس کو نعمت کبری سمجھتے ہیں اور عطائے عظمے جانتے ہیں۔ اور رضا کی اس نعمت کے شاکر ہوتے ہیں اور اس سے خوش ہوتے ہیں۔ اور سرور کے بعد اپنی نعمتوں میں اس بات کو دیکھیں کہ ان میں ہی مشغول رہنا ان کے واسطے نقصان کا باعث ہے کیونکہ اس شغل میں منعم حقیقی کی طرف سے دل اور جانب ہو جاتا ہے اور جب ایسا ہوا تو جانو بلا وارد ہوئی۔ اور ان کے دل اپنے اصلی مقام سے غائب ہو گئے اور پستی میں گر گئے۔ حالانکہ دلوں کا مقام بہت ہی بلند ہے وہاں بلا کا کوئی کام نہیں اور نہ ہی وہاں تک اس کا گذر ہے اور اللہ جل شانہ کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں اور اس کی بخششیں بے شمار ہیں۔ اگر وہ چاہے تو دم بھر میں گدا کو تونگر کر دے۔ اس کے نزدیک یہ کچھ بڑی بات نہیں اور نہ ہی تعجب انگیز ہے۔ اور قضا پر رضا دینے میں سب سے کم درجہ یہ ہے کہ خدا کے سوا اور طرف سے اپنی امید کے رشتہ کو بالکل قطع کر دے جو آدمی خدا کے سوا دوسری طرف طمع رکھتا ہے۔ اللہ جلشانہ نے اس کی مذمت کی ہے ایک روایت میں وارد ہے۔ کہ یحییٰ بن کثیر کہتے ہیں میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ خداوند تعالے نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو اپنے جیسے مخلوق سے کسی چیز کی اُمید رکھتا ہے وہ ملعون ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ خداوند تعالے نے فرمایا ہے۔ مجھے اپنے جلال اور اپنی بزرگی اور عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی آدمی میرے سوا کسی دوسرے سے کوئی امید رکھے تو میں اس کی امید کو منقطع کر دیتا ہوں۔ اور جن لوگوں سے وہ امید رکھتا ہے ان میں ہی اس کو ذلیل اور خوار کرتا ہوں اور اپنی قربت سے بھی اس کو الگ کر دیتا ہوں اور اپنے وصل سے محروم رکھتا ہوں۔ پس کیا تم میرے سوا کسی دوسرے آدمی سے یہ اُمید رکھ سکتے ہو کہ وہ سختی کے وقت فریاد رس ہو جس قدر سختیاں ہیں وہ سب میرے ہاتھ میں ہیں اور زندہ میں ہی ہوں اور میں ہی سب کی امید کو پورا کرنے والا ہوں اور تم میرے سوا غیر سے امید رکھتے ہو اور اپنے خیالات کے موافق حاجت براری کے واسطے غیروں کے دروازے کھٹکھٹاتے ہو۔ اور ان کے دروازوں کا حال یہ ہے کہ ان پر قفل لگے ہوئے ہیں۔ اور ان کی کنجیاں میرے قبضہ میں ہیں۔ اور ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اگر کوئی بندہ خلقت کو چھوڑ کر میرا دامن پکڑے تو میں جانتا ہوں کہ اس کے دل کی نیت کیا ہے اگر تمام آسمان اور زمین اور جس قدر مخلوق ان میں ہے سب مل کر اس کو رنج پہنچانا چاہیں۔ تو میں ان سے اس کی خلاصی کرا دیتا ہوں۔ اور اگر کوئی بندہ میرے واسطہ کے سوا مخلوق سے حاجت کی درخواست کرے تو میں آسمان سے اس کے اسباب کو قطع کر دونگا۔ اور اس کے پاؤں کے نیچے کی جس قدر زمین ہے۔ اس کو شورستان بنا دونگا۔ اور

اس کے بعد دنیا میں اس پر رنج اور مصیبت وارد کرونگا۔ اور وہ اسی میں ہی ہلاک ہو جائیگا۔ اور بعض اصحابوں نے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول مقبول فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص لوگوں سے عزت کا خواستگار ہوتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ جو آدمی کسی اپنے جیسے بندہ پر تکیہ کرتا ہے وہ خوار اور ذلیل ہو جاتا ہے۔ اور بنی آدم سے اس کا طمع اور اس کی دلی فکر اس کی خواری اور ذلت کے واسطے کافی ہوتی ہے اور اس کو دو چیزیں دی جاتی ہیں۔ دنیا میں تو اس کو ذلت نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ خداوند تعالےٰ کی زیارت سے محروم رہ جاتا ہے اور اس کے رزق میں کوئی زیادتی نہیں ہوتی اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ جو لوگ مرید اور حق کے طالب ہیں۔ اگر وہ طامع ہوں تو اس سے بڑھکر اور کوئی چیز نہیں ہے جو ان کو زیادہ ضرر دینے والی ہو اور ان کے دلوں کو یہی چیز ہے جو سب سے زیادہ ضرر پہنچاتی ہے۔ اور ان کے دلوں کو خوار اور ویران اور تاریک کرتی ہے اور خدا سے دور رکھتی ہے اور ان کے ارادوں کو پریشان کرتی ہے۔ طمع کا ہونا شرک کا ہونا ہے اور تم کو اس سے خبردار رہنا چاہیئے۔ کہ جس نے طمع کیا۔ اس نے خدا کا شریک بنایا۔ جو آدمی اپنے جیسے لوگوں سے طامع ہوتا ہے وہ نہیں جانتا کہ وہ اپنے نفع اور ضرر کے مالک نہیں اور نہ ہی دے سکتے ہیں اور نہ روک سکتے ہیں۔ پس جو لوگوں سے طمع کرتا ہے وہ حقیقی بادشاہ کی ملکیت کو مخلوق کی ملکیت سمجھتا ہے پس جب تک کوئی آدمی تمام چیزوں کو چیزوں کے پیدا کرنے والے کے متعلق نہ جانے وہ پرہیزگار ثابت نہیں ہوتا اسلیئے آدمی کو چاہیئے۔ کہ وہ خدا کے سوا کسی دوسرے سے نہ مانگے۔ اور بزرگ فرماتے ہیں کہ طمع کی جڑ ہے اور اس کی شاخیں بھی ہیں۔ اسکی جڑ تو یہ ہے غفلت کرتی ہے اور اس کی شاخیں ہیں لوگوں کو دکھانا اور سنانا یعنے ریاکاری لوگوں کی نظروں میں زیب اور آرائش کرنی۔ انکے نزدیک مرتبہ اور عزت کی خواہش رکھنی۔ اور حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں کو ہدایت کی ہو کہ طمع ہلاک کرنے والی بخیل بنانے والی چیز ہے اور بزرگوں میں سے ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے دنیا کی ایک چیز کی خواہش کی اور اسمیں طمع کیا۔ اسی اثنا میں ہاتف غیبی نے مجھ کو آواز دیکر کہا کہ مرید کو حرص نہ کرنی چاہیئے یہ اس کے حق میں اچھی نہیں کیونکہ جو کچھ وہ خدا سے مانگتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو عطا کر دیتا ہے اور خدا کے ایسے بندے دنیا میں موجود ہیں کہ وہ چیزوں کے مالک سے کوئی چیز نہیں مانگتے اور اس سے طمع نہیں رکھتے بلکہ طمع خود ان سے پوشیدہ اور دور رہتا ہے اور جب وہ دل سے طمع نکال دیتے ہیں تو سب کچھ اپنے آپ سے ہی ان کے پاس آجاتا ہے اور ان کو اس کا علم ہوتا ہے کہ طمع ہر حال میں نقصان رکھتی ہو اور جو لوگ اہل توکل اور عارف ہیں ان کے درجوں سے یہ سب سے کم درجہ ہے اگر کسی مرید کے دل میں طمع کو دخل ہو تو اس کو خدا سے دوری حاصل ہوتی ہو کیونکہ وہ اپنے جیسے آدمی سے طمع کرتا ہے اور جانتا ہے کہ خدا عالم ہے اور دانا ہے سب احوال کو جانتا ہے اور پھر طمع کرنے سے خوف نہیں رکھتا ❊

سچائی کا بیان

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان لانے والے لوگو، خدا سے خوف کرو۔ اور ان لوگوں سے صحبت رکھو جو سچے ہیں۔ اور عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول نے فرمایا ہو جب کوئی بندہ راستی اختیار کرتا ہے اور ہمیشہ سچ بولتا ہے اور راستی سے الفت رکھتا ہو تو اللہ جل شانہ اس کو صدیقوں میں لکھ لیتا ہے اور جو جھوٹا ہوتا ہے اور جھوٹ بولنا اپنا پیشہ بنا لیتا ہے اس کو کاذبوں یعنے جھوٹے لوگوں کی فہرست میں لکھ دیتے ہیں۔ اور ذکر کرتے ہیں کہ خدا نے حضرت داؤدؑ پر وحی نازل کی۔ اور ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی آدمی اپنے دل میں مجھے صادق سمجھتا ہو تو اس کو ظاہر میں لوگوں میں بھی اس کو سچا کر دیتا ہوں اور اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ تمہارے کام کے سرانجام پانے کے واسطے راستی ستون ہے اسی سے اس کا انتظام ہے اور یہ پیغمبری کا دوسرا درجہ ہے اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے جو لوگ راستباز ہیں وہ پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیکوکار آدمیوں کے

ساتھ ہوتے ہیں۔ اور صادق کا لفظ صدق سے اسم لازم ہے اور صدیق صدق سے مبالغہ کا صیغہ ہے اور صدیق اس آدمی کو کہتے ہیں جس سے ہمیشہ صدق ظہور میں آئے اور سچ بولنا اس کی عادت اور اس کے طریق میں داخل ہو اور اس کا ظاہر اور باطن راستی سے آراستہ ہو۔ پس جو قول کا سچا ہوتا ہے وہ تو صادق ہوتا ہے اور صدیق وہ ہوتا ہے جو قول اور فعل اور حال میں راستی رکھتا ہو اور بزرگوں نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی آدمی یہ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہو تو وہ راستی کو اختیار کر لے۔ کیونکہ جو لوگ راستباز ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انکے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور حضرت جنیدؒ کہتے ہیں کہ سچا دن میں چالیس بار پھرتا ہے۔ اور ریاکار چالیس برس تک ایک ہی حال پر رہتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ خداوند تعالیٰ سچا ہے اور جو اس کا کلام ہے وہ بھی سچا ہے اور فرمایا ہے صدق یہ ہے کہ مہلک مقاموں میں سچ کہے۔ اس سے درگذر نہ کرے۔ اور فرمایا ہے کہ سچا کلمہ خود دلالت کر دیتا ہے۔ کہ اسکے دل کی سچائی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ صدق کا اختیار کرنا انسان کو حرام سے زبان کے ساتھ روکتا ہے اور فرمایا ہے کہ سچ بولنا خدا کے واسطے پورا عمل کرنا ہوتا ہے۔ اور سہل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی بندہ شرع کے حکم میں اپنے نفس یا غیر کے واسطے سستی کرے تو وہ راستی کی بو تک نہیں سونگھتا۔ اور ابو سعید قرشی کہتے ہیں کہ صادق آدمی وہ ہوتا ہے جو اپنی موت کے واسطے تیار رہو اور نہ شرم کرے چاہے اس کا راز طشت از بام ہی ہو جائے۔ یعنی سب پر کھل جائے۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے (اگر تم سچے ہو تو موت کی آرزو کرو) اور فرمایا ہے کہ صدق قصد سے توحید کی صحت ہے اور فرمایا ہے کہ اصل صدق اس میں ہے کہ جس جگہ جھوٹ بولنے کے واسطے چھٹکارا ہو سکے۔ اس جگہ بھی سچ ہی بولے۔ اور فرمایا ہے جو آدمی صادق ہوتا ہے اس میں تین خصلتیں ہوتی ہیں اور ان میں وہ خطا نہیں کرتا۔ پہلی یہ ہے کہ اس کی عبادت میں شیرینی ہوتی ہے۔ دوسری مخلوقات اس سے خوف کھاتی ہے۔ تیسری اس کی کلام میں نمکینی ہوتی ہے اور ذوالنون کہتے ہیں راستی اور سچائی اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے جس پر اس سے وار کیا جاتا ہے رسی کو یہ دو ٹکڑے کر دیتی ہے۔ اور سہل بن عبداللہ کہتے ہیں۔ کہ صدیقوں کا اپنے نفس سے باتیں کرنا ان کا پہلا گناہ ہے اور لوگوں نے صدق کے باب میں فتح موصلی سے سوال کیا۔ آپنے لوہاروں کی بھٹی میں جس میں آگ دھک رہی تھی اپنا ہاتھ ڈال دیا۔ اور اس میں سے آگ کے انگاروں کی مانند لال سوا ہوا لوہا نکالا۔ اور اس کو اتنے عرصہ تک اپنے ہاتھ پر رکھا کہ وہ سرد ہو گیا۔ اور اس کے بعد فرمایا صدق اسکو کہتے ہیں۔ اور حارث محاسبی سے سوال کیا گیا۔ کہ صدق کی علامت کیا ہے۔ آپنے جواب میں فرمایا۔ کہ صادق آدمی وہ ہوتا ہے کہ اگر اسکی عزت و رتبہ جو لوگوں میں ہے کم ہو کر خاک میں مل جائے تو پھر بھی کچھ پرواہ نہ کرے۔ اور جو نیک عمل کرتا ہے لوگوں کو اسکی ذرا بھی خبر نہ کرے بلکہ خبر کرنے کو اچھا نہ جانے۔ اور اگر اس کی برائی پر لوگ واقف ہوں تو اسکو برا نہ سمجھے اور اگر اسکو برا جانے گا۔ تو اس سے پایا جائیگا کہ وہ لوگوں میں اپنی عزت چاہتا ہے اور رتبہ کے کم ہونے پر افسوس کرتا ہے۔ اور صدیق لوگوں کے اخلاق سے یہ بات دور ہے کہ لوگوں میں اپنی عزت اور مرتبہ کے خواستگار ہوں اور اس کی ترقی چاہیں۔ یہ امر صدیقوں کی عادت میں داخل ہی نہیں۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص دائمی فرض کو ادا نہ کرے تو اسکا موقت فرض قبول نہیں کیا جاتا۔ لوگوں نے سوال کیا کہ دائمی فرض کونسا ہے۔ جواب دیا گیا وہ سچائی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی صدق دل سے اپنے پروردگار کا طالب ہو تو اللہ جل شانہ اس کے دل کے آئینہ کو مصفا کر دیتا ہے اور اس کو جلا دے دیتا ہے۔ پس جو لوگ صدق دل سے اپنے پروردگار کے خواستگار ہوتے ہیں ان کا دل مصفا جلا ہو جاتا ہے اور اپنے دل کے صاف آئینہ میں دنیا اور آخرت کی ہر ایک چیز کو مشاہدہ کر لیتے ہیں۔ فقط۔ —— تمام شد

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَام

آیاتُ اللّٰہِ الکامِلۃ

اُردو ترجمہ

حُجّۃُ اللّٰہ البالِغہ

مُؤلِّفہ

حضرت شاہ ولی اللہ مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

مُترجمہ

مولانا خلیل احمد بن مولانا سراج احمد رحمہما اللہ

ناشر

کُتب خانہ شانِ اسلام

راحت مارکیٹ اردو بازار، لاہور

پاکستان